صدی کو اک مسیلے تیرا | جو ہوگا ایک دن [illegible]
[illegible] سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم [illegible]
[illegible] کیا ہے اس کی غذا وہی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان [illegible]

فاروق

ایڈیٹر و پرنٹر ایم قاسم علی

جلد [illegible] | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۹ - جنوری سنہ [illegible] | نمبر ۱

[دارا]لامان کی خبریں

[حضر]ت خلیفۃ المسیح نے ۷ [illegible] کا خطبہ جمعہ خیر الکلام [illegible] پر پڑھا۔ ۲۰ دسمبر تک چار سو باہر [سے] [illegible] ہوگئے تھے۔ حضرت [illegible] سے [illegible] سجد اقصیٰ میں تقریریں جیسا اپنی زندگیوں [illegible] میں لگا دینے کی [illegible] اسکے بعد [illegible] کو [illegible] سے [illegible] تک ایک گھنٹہ [illegible] ایک رکوع [illegible] [illegible] حضور کو [illegible] کام کی [illegible] [illegible] تشریف لائے۔ اور [illegible] شاہ صاحب [illegible] نے پڑھایا۔ [illegible] [illegible] - اور [illegible] تھا [illegible]

حسن ظن ایمان کی جڑ ہے

سیدنا و مولائی علامہ نور الدین خلیفۃ مسیح موعود کی پاک مجلس سے مستفیض ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ایمان کی بنیاد حسن ظن پر ہے۔ اسلئے ہمیشہ حسن ظن سے کام لینا چاہیئے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ حسن ظن کرنیوالے کا انجام برا ہوا ہو یا اسنے کوئی ایسا نقصان اٹھایا ہو جس کی تلافی نہ ہو سکے۔

پھر فرمایا کہ ابھی چند روز کی بات ہے۔ ہماری ایک قیمتی چیز ضائع ہوگئی۔ حالات ایسے تھے کہ بغیر ایک عورت کسی کے ذمے نہیں لگتی تھی۔ مگر ہمنے [اس] کے متعلق حسن ظن ہی رکھا۔ حالانکہ میری بیوی [illegible] کہا بھی۔ کہ اگر آپ [illegible] حسن ظن سے [illegible]

کام لیتے رہینگے۔ تو پھر گھر میں کوئی چیز نہ رہنے پائیگی۔ ایک دو روز گذرنے کے بعد وہ چیز [illegible] کے نیچے سے مل گئی۔ تب ہمنے کہا کہ دیکھا [حسن ظن] کا فائدہ۔ اگر بالفرض اسی عورت نے چرائی ہوتی تو بھی ہمیں ثواب تھا۔ لیکن بدظنی کی صورت میں ہم کیا کر سکتے تھے۔ اور حسن ظن بتا کر چیز بھی نہ ملتی۔

مولانا کی اس نصیحت سے جو روایت [illegible] ہے مجھ کو بہت فائدہ اٹھایا۔ [illegible] کر لیا کہ [illegible] باتوں کے انکار کی وجہ [illegible] ہوتی ہے۔ جب ایک شخص [illegible] جا[ن] لیا جائے۔ تو پھر اس کی اچھی باتیں [illegible] ہی معلوم ہوتی ہیں۔ [illegible] سے [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] ایک [illegible]

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب سنگریزوں پر چلنے کی تکلیف ہوئی۔ جب پاؤں زخمی ہونے لگے تو ابوبکر صدیق نے کندھوں پر اٹھا لیا۔ کیا یہ کام ایک منافق و بد کے دل میں کھوٹ ہو کر سکتا ہے؟ تو جواب ملا اور تو اسے اٹھایا تھا کہ جو تعاقب کر رہے ہیں آپکو دیکھ لیں۔ اور جلدی گرفتار کریں۔ پھر اس شبہ کیا گیا کہ غار میں حضرت ابوبکر پر بچھو نے ڈنگ مارا مگر آپ نے اُف تک نہ کی۔ تاکہ حبیب کبریا کی نیند اچاٹ نہ ہو۔ کیا، منافقوں کا کام ہو سکتا ہے؟ کہ جب ابوبکر نے آنحضرتؐ کو سوتے پایا۔ تو نیت بدل گئی۔ اور چاہا کہ کام تمام کر دے۔ قریب تھا کہ بچھو نے ڈس لیا۔ اور اس سے ہوش ٹھکانے ہوئے اور اس ارادہ سے باز آیا۔ پس اے عزیز بھائیو! بدظنی کا نتیجہ کیا ہوا۔ ایک پاکباز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے جان نثار کی عداوت دل میں بیٹھ گئی اور پھر اس کی ہر بات بری معلوم ہونے لگی۔ حضرت مسیح موعود بیان فرماتے ہیں کہ ایک نے چائے کی پیالی (یا کوئی اور چیز تھی اس وقت یاد نہیں) بائیں ہاتھ سے اٹھائی۔ تو ایک ملا نے خلاف سنت کا فتوے لگا دیا اب غور کیجئے اس شخص کے ایمان لانے کی راہ میں کس قدر روکیں پیدا ہو گئیں۔ اگر حسن ظن سے کام لیتا تو یہ صورت نہ ہوتی۔ کیونکہ دائیں ہاتھ کی ہڈی میں ایک ضرب تھی۔ اسلئے بوجہ عذر بائیں ہاتھ سے اٹھائی۔ اسیطرح ایک شخص حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین کے ساتھ ساتھ پھرتا رہا۔ آخر کہنے لگا آپ کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہے۔ اتنی سی بدظنی پر اور اس کی اصل وجہ نہ سمجھتے ہوئے جسقدر خوبیاں [illegible] تھیں۔ ان کے فیض سے محروم رہ گیا۔

پس پیارے دوستو! ہمیشہ حسن ظن سے کام لو۔ دو قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو ہر بات کو اپنے نفس پر قیاس کرتے ہیں۔ مثلاً کسی سے کوئی جھوٹ نکل گیا۔ اس کی عادت صاف گوئی کی [illegible] نہیں۔ اب آپ اپنے نفس پر قیاس کرتے ہیں کہ میں بھی اکثر جھوٹ کہدیا کرتا ہوں۔ اسلئے اس نیک بخت کو بھی جھوٹا کہدیتے۔ دوسرے وہ ہیں۔ جو جب تک اپنے اوپر آزما نہ لیں۔ مانتے نہیں۔ میرا خیال ہے کہ دائم المریض لوگوں کی نسبت یہ دقت ضرور پیش آتی ہے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ جن کی صحت اچھی ہے وہ دائم المرض لوگوں کے عذرات کو بہت کم مانتے ہیں۔ کیونکہ ان کی سمجھ میں یہ بات آہی نہیں سکتی کہ کس طرح ایک شخص جو بعض وقت کام بھی کر لیتا ہو اسے کچھ بھی نہیں۔ چلتا پھرتا ہے اور روزہ نہیں رکھ سکتا یا کسی خاص وقت کی نماز کے لئے مسجد میں نہیں حاضر ہو سکتا۔ میرے ایک مکرم محترم بزرگ ہیں۔ وہ ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکے۔ اور یوں وہ دنیا کا کاروبار کر لیتے بعض حال سے ناواقف آدمیوں نے بدظنی کی کہ [illegible] کی خاطر روزے نہیں رکھتے۔ حالانکہ مجھے خوب معلوم ہے کہ وہ قطعی معذور تھے۔ چنانچہ ایک دن انہوں نے روزہ رکھا۔ ۲ بجے دوپہر کے قریب کوئی ایسی گرمی کا موسم بھی نہ تھا۔ انہیں غشی [illegible] اور نبضیں چھپنے لگیں۔ بڑی دیر کے بعد افاقہ ہوا جن لوگوں کے اعضاء رئیسہ کمزور ہوں۔ اور معدہ خصوصیت سے خراب۔ ان کا یہی حال ہوتا ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک صوفی منش معزز دوست نے مجھے عصر کے وقت سیر کے لئے چلنے کو کہا میری طبیعت ناساز تھی۔ میں نے پہلے تو عذر کیا۔ ان کے اصرار سے چل پڑا۔ چونکہ میں ۱۸۸۹ء سے لیکر ۱۹۰۲ء تک متواتر ۱۳ برس سخت بیمار رہا ہوں (اور اب بھی دائم المرض ہوں) اسلئے میرے قویٰ ایسے کمزور ہیں کہ میں دس منٹ تک یکدم چلنے سے سخت تھک جاتا بعد ایک میل پورا تو غالباً چل ہی نہیں سکتا۔ اسلئے کچھ دور جا کر میں بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگے۔ میں ذرا آگے ہو آؤں۔ آپ یہاں انتظار کریں۔ میں نے کہا بہت اچھا جب ہم واپس لوٹے۔ تو مغرب کی اذان ہو چکی تھی۔

نماز پڑھنے مسجد میں گئے۔ وہ تو کچھ دیر ہی کھڑے ہو گئے مگر میں فوراً بیٹھ گیا۔ اور بیٹھ کر نماز ادا کی۔ میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ عجیب آدمی ہیں۔ سیر تو دو میل تک کر آئے اور اب کھڑے ہو کر نماز بھی نہیں پڑھتے۔ خیر بات رفت گذشت ہوئی۔ کچھ دنوں کے بعد ایسا ہوا کہ میں نے انہیں کہا کہ سیر کو چلیں۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے ہونگے۔ جو وہ کہنے لگے۔ کہ میری طبیعت خراب ہے۔ واپس لوٹ چلیے۔ میں نے کہا تھوڑا سا ذرا میں یہاں بیٹھ کر سانس لے لوں۔ پھر دو چار منٹ کے بعد ہم مسجد میں آئے۔ اور نماز مغرب شروع ہوئی۔ مجھے اس روز [illegible] تھا۔ اور خفیف حرارت تھی۔ میں نماز کے لئے کھڑا نہ ہو سکا۔ اور کمر میں درد تھا۔ میں نے بیٹھ کر نماز ادا کی۔ اور ان صاحب نے کھڑے ہو کر ادا کی۔ تب مجھے اس دن کا واقعہ یاد آیا۔ اور میں دل ہی دل میں بہت نادم ہوا۔ اور بہت توبہ استغفار کی۔ اور خیال آیا جب کسی کے صلاح حال اور تقویٰ کا ثبوت مل جائے۔ تو اس صورت میں جہانتک شریعت اجازت دے۔ حسن ظن ہی سے کام لینا چاہیئے۔ [illegible] ایک بار [illegible] بعض لوگوں نے اپنے نفس پر قیاس کر کے حضرت یوسف کو یہ سمجھ لیا کہ اپنے بھائی کو روکنے کے لئے اسکے تھیلے میں سقایہ عمداً رکھا۔ حالانکہ حضرت یوسف نے سہواً اس میں سقایہ رکھدیا۔ اور یہ تصرف الٰہی تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بصراحت مرقوم ہے۔ یہ بات مجھے بھی کھٹکتی تھی۔ خدا سے دعا کرتا رہا کہ اس بارے میں مجھے عرفان کامل حاصل ہو جائے سنئے آپ بیتی کہانی۔ میرے پاس ایک تھیلا تھا جو بظاہر بہت برا معلوم ہوتا تھا۔ مگر سفر میں اکثر میرے ہمراہ آتا۔ میں انہی دنوں بدر میں ملازم تھا رخصت لے کر [illegible] اپنے ہاتھ سے (مجھے خوب یاد ہے) سب چیزیں [illegible] جب میں یکہ پر سوار ہو چکا۔ تو اتر کر ایک ضرورت سے تھیلا کھولنا پڑا۔ جب میں نے تھیلا [illegible] تو کیا دیکھتا ہوں کہ [illegible] کا گلاس (سقایہ) میرے تھیلے میں پڑا ہے [illegible] حیرت ہوئی کہ یہ کسطرح اس میں آ گیا۔ حالانکہ [illegible] خصوصیت تھی اور رخصت میں پہلے جانا چاہتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۹ جنوری ۱۹۱۹ء

فیصلہ خدائی بمنظوری الٰہی

مثیل مصطفٰے فوت ہوگیا مثیل مسیلمہ زندہ ہے

اس بزدل پر کیوں نہ وہ اترا سے بے حیا
دیتا ہے اشتہار مگر نام تک نہیں

ایک گمنام اشتہار کسی اخبار کی طرف سے الاسم واعی [illegible] سہارنپور کا اڑتا ہوا ہماری نظر سے گذرا جس میں سہارنپوری صفت مگرنے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلکر حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں پہلوں پر سبقت لے جانی چاہی ہے۔ اور کفار ناہنجار کی طرح [illegible] کو لسنت [illegible] بل ظلمکم کذبیہ کر اترایا ہے اس احمق نے شاید یوں سمجھا ہے کہ میدان خالی سمجھکر [illegible] نون بن کر شرح کر رہا ہوں اور خارجے الف کے مثل رنگنا شروع کیا ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ جری اللہ کے لشکر میں ایسے ایسے پہلوان خدا کے فضل سے موجود ہیں۔ جو اسے تکنے دینگے۔

بزدل مستور نے اتنی بھی جرأت دکھائی اپنا نام تک تو ظاہر کرتا کہ کون ہے [illegible] یا کس کھیت کا بتھوا ہے۔ یوں تو اردو [illegible] انعام کا حقیقہ جماعت کے لئے املا [illegible] سے [illegible] اور [illegible]

رات کو حجرہ کی تنہائی میں بیٹھے اور دروازہ کا پردہ اوپر ڈال کر [illegible] مگر [illegible] ایک ہزار روپیہ [illegible] دیتا ہے۔ کیا تماشا ہے [illegible] بے وقوف ہی جان [illegible] نامعقول [illegible] اور جھوٹا [illegible] [illegible] اسلام [illegible] کے مقابل [illegible] [illegible] حیثیت [illegible] [illegible] کالا [illegible] کے آواز سے [illegible] کے حال سے [illegible] اور [illegible] کیا۔ جھوٹا شتہر ہے جو اشتہار دیتا ہے۔ اس کا عنوان "خدائی فیصلہ" رکھا ہے۔ اور مرتد میالوی اور مکذب امرتسری کے زندہ ہونے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وفات پانے کو۔ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی دلیل گردانا ہے اگر یہ شخص بیہودہ اپنے انجام کو سوچتا تو خدا کے رسول کی شان میں گستاخی و بدزبانی نہ کرتا۔ اس بدبخت انسان نے تقوے کو چھوڑ کر خشیت الٰہی سے منہ موڑ کر اس قدر بے حیائی و دلفریبی سے کام لیا ہے۔ کہ جس کی نظیر بجز اس کے سلاف دور از انصاف مکذبین انبیاء کے ملنی محال ہے۔ کاش! اس کی جگہ اگر پتھر پیدا ہوتا تو اس سے بہتر تھا۔ بہر حال اب کسی قدر گذشتہ واقعات بتاکر پھر ہم خدائی فیصلہ اس کو سناتے ہیں۔ اور پبلک سے داد چاہتے ہیں۔ کہ خدائی فیصلہ جو حیات مکذب کی صورت میں صادر ہوا ہے۔ وہ صداقت مسیحائی اور کذب تنائی اور اس مشتہر کی روسیاہی کی دلیل ہے یا نہیں؟ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

اخبار الخلیل بجنور کے ضمیمہ مورخہ یکم ستمبر ۱۸۹۷ء میں مولوی حبیب الرحمٰن مددگار مہتمم مدرسہ دیوبند نے اپنے کسی حریف کے مقابلہ میں یہ لکھا تھا کہ

جو لوگ دیوبندیوں پر سازش کے متعلق مجرمی کا الزام دیتے ہیں۔ ان کو یاد رہے کہ

وہ ہمارے [illegible] قابل اعتماد [illegible] موجود ہیں۔ لیکن [illegible] مباہلے کے لئے جن کو ایسی مصنوعی خبروں سے [illegible] کی [illegible] والی [illegible] تو پھر صورت [illegible] کلام اللہ میں [illegible] ہے۔ قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم

جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو مباہلہ کا حکم بمقابلہ ان لوگوں کے ہوا تھا۔ جن کا جحود و عناد اور کج بحثی اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ کوئی قوی اور روشن دلیل بھی ان کے لئے مفید نہ تھی۔ پس جماعت معترضین جمع ہو جائے۔ اور موافق شرائط و قواعد مباہلہ کرے جماعت دیوبند تیار ہے"

(ضمیمہ الخلیل بجنور یکم ستمبر ۱۸۹۷ء)

یہ تحریر مولوی حبیب الرحمٰن جماعت دیوبند کی اپنا مطلب بلا کسی مزید توضیح کے صاف بتا رہی ہے۔ کہ وہ علماء دیوبند کی طرف سے اپنے مخالف معترضین کو معمولی سی بدظنی پر مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سب جمع ہوکر علماء دیوبند سے مباہلہ کریں۔ جماعت دیوبند مباہلہ کے واسطے [illegible] ہے۔ مباہلہ کا یہ چیلنج پڑھکر اس جماعت کے [illegible] کو (جو کہ اپنے پیشوا کی طرف سے تمام دنیا کے مباہلہ کا چیلنج پڑھ چکا ہو) حیرت ہوگی۔ کہ [illegible] ایک ذرا سے اختلاف یا سوءظن پر [illegible] معترضین کو مباہلہ کا چیلنج دیتے تھے)

انسان [illegible] حالت دیکھیے [illegible] گریز کریگی؟ نہیں! [illegible] عہد کر کے [illegible] ایسی جماعت کے [illegible] [illegible] ہوگی۔ [illegible]

الفضل مورخہ ۱۰ ستمبر میں زیر عنوان "کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کرینگے" دیوبندی جماعت کو ان الفاظ میں چیلنج دیا تھا کہ :۔

"علماء دیوبند کے نزدیک مباہلہ جائز ہے اور کسی امر کے فیصلہ کے لئے وہ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لئے بالکل تیار ہیں تو کیا میں عرض کر سکتا ہوں۔ کہ جب جماعت دیوبند چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے مباہلہ کو جائز سمجھتی ہے۔ تو کیوں اس امر کے بارہ میں مباہلہ نہیں کرتی۔ جس پر آخرت کی نجات کا دارومدار ہے۔

خدا کا نبی مرزا غلام احمد مبعوث ہوا۔ اور اس نے تمام ہندوستان کے علماء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ مگر کوئی مقابل پر نہ آیا حتیٰ کہ علماء دیوبند بھی خاموش رہے۔ ... کیا علماء دیوبند میں یہ ہمت ہے کہ وہ اسلام کا ثبوت دینے کے لئے میدان میں آئیں۔ اگر آئیں تو ہمیں ہر طرح سے تیار پائینگے"

(الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء)

اس درخواست کو جو نہایت خشیت الٰہی اور انصاف پر مبنی تھی۔ پڑھتے ہی علماء دیوبند کو لازم تھا کہ دینی مباہلہ کے واسطے تیار ہو کر جماعت احمدیہ کے پیشوا موجودہ حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو اسی طرح لکھ دیتے۔ جس طرح کہ اپنے دنیاوی مخالف معترضین کو لکھا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ جمع ہو جائے اور مطابق شرائط و قواعد مباہلہ کرے۔ جماعت ہم منتظر بیٹھی ہے۔ مگر افسوس کہ ؎

[illegible] بود آنچہ ما پنداشتیم

جو ہم نے سمجھا تھا۔ وہ صحیح نہ تھا۔ ناظرین کو [illegible] معلوم ہو کہ دنیا کے جھگڑوں پر مباہلہ [illegible] ہو گئے۔ وہ اس دینی تنازعہ پر مباہلہ [illegible] ہو گئی

مغل کو دیکھ کر تو فارسی سب بھول جاتی ہے

جبکہ علماء دیوبند کے مقتداء برگزیدہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو باوجود بار بار غیرت دلانے اور قسمیں کھلانے کے جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور اس نے خوب جان لیا کہ میرزائے قادیان داعی رب جلیل کا پہلوان ہے اسکے سامنے پڑنا واقعی اپنے ہاتھوں موت خریدنا ہے۔ کیونکہ اس کا تو یہ اعلان ہے کہ ؎

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جوان را
کہ ناید کس بمیدان محمدؐ

الا اے دشمن نادان و بیراہ
بترس از تیغ بران محمدؐ

تو ان پسماندگان باقیماندگان سے یہ کب حوصلہ ہو سکتا تھا کہ وہ میدان مباہلہ میں آنے کی جرأت کرتے

چیلنج مباہلہ

یاد رہے کہ ۱۸۹۶ء میں جب انجام آتھم کتاب شائع ہوئی۔ تو حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کے صفحہ ۶۵ پر مباہلہ کا اشتہار تمام علماء و سجادہ نشینوں کے نام لکھ کر ہر ایک کے پاس بھیجدیا تھا۔ اس اشتہار میں ۵۶ مولویوں اور ۴۹ سجادہ نشینوں کو نام بنام للکارا۔ اور بہت زور سے للکارا۔ مگر ڈوب مرنے کا مقام ہے ان تمام نامبردگان کے لئے کہ جن کو مباہلہ میں بلایا۔ اور ان میں سے دس بھی اس میدان کے شہسوار نہ نکلے۔ گویا سب کو ہی سانپ سونگھ گیا۔ حالانکہ جری اللہ نے یہ بھی رعایت کر دی تھی کہ :۔

"جو اشخاص مندرجہ ذیل (یعنی ۵۶ مولوی اور ۴۹ گدی نشینوں) میں سے کم از کم دس آدمی (مباہلہ میں) حاضر ہوں۔ اس سے کم نہ ہوں اور جسقدر زیادہ ہوں۔ میری خوشی اور مراد ہے۔ کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہو جانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں ہو سکتا"

(انجام آتھم صفحہ ۶۷)

معزز ناظرین خدا انصاف کی آنکھ سے پڑھکر دیکھو کہ اس سے بڑھ کر اور کیا انصاف ہو سکتی ہے کہ خدا کا برگزیدہ انسان آخر الزمان تمام علماء اور سجادہ نشینوں کو کھلے کھلے لفظوں میں مباہلہ کے واسطے بلاتا ہے اور نام بنام بلاتا ہے انہی مولویوں اور گدی نشینوں میں گنگوہی کا نام نمبر ۴ پر۔ اور مولوی احمد علی محدث سہارنپوری کا نمبر ۲ پر۔ اور مولوی عابد حسین دیوبندی کا نمبر ۵ پر۔ اور گدی نشینوں میں محمد حسین گدی نشین شیخ عبد القدوس صاحب گنگوہی کا نمبر ۹ پر درج ہے۔ ان سب کو مندرجہ ذیل الفاظ میں دعوت دی گئی :۔

"اب اے مخالف مولویو اور سجادہ نشینو یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ... یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کریگا اور عجیب ترقیات دیگا۔

اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں کہ تا جو راستی کا دشمن ہے وہ تباہ ہو جائے۔ اور جو اندھیرے کو پسند کرتا ہے وہ عذاب کے اندھیرے میں پڑے۔ سو اٹھو۔ اور مباہلہ کے لئے طیار ہو جاؤ۔ تم سن چکے ہو۔ کہ میرا دعویٰ دو باتوں پر مبنی تھا اول نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر۔ دوسرے الہامات الٰہیہ پر۔ سو تم نے نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کو قبول نہ کیا۔ اور خدا کے کلام کو یوں ٹال دیا جیسا کہ کوئی تنکا توڑ کر پھینک دے اب میرے بنا دعویٰ کا دوسرا شق (یعنے الہامات الٰہیہ جو میرے پر نازل ہوئے) باقی رہا۔ سو میں اس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جسکی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا کہ اس دوسری بنا کے تصفیہ کے لئے مجھ سے مباہلہ کرو۔

اور یاد رہے کہ تاریخ اور مقام مباہلہ کے بعد میں ان تمام الہامات کے

ہے کہ اگر کسی اشتہار مباہلہ میں ان کو [illegible]
پہنچے [illegible] میں سے کہ میدان مباہلہ میں [illegible] ہونگا
بددعا کروں گا۔ کہ اے خدا اے علیم و خبیر اگر
تو جانتا ہے۔ کہ یہ تمام الہامات جو میرے ہاتھ
میں ہیں۔ تیرے ہی الہام ہیں اور تیرے منہ
کی باتیں ہیں۔ تو ان مخالف مولویوں اور سجادہ
نشینوں کو [illegible] دیکھ کی [illegible] کسی کو
اندھا کردے۔ اور کسی کو مجذوم اور کسی کو
مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو [illegible]
کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار [illegible] اور کسی
کے مال پر آفت نازل کر [illegible] اور
کسی کی [illegible] پر [illegible] اور جب میں [illegible]
تو دونوں فریق کہیں [illegible]
کی جماعت [illegible] اور [illegible]
ایسے شخص جو مباہلہ کے لئے تیار ہو [illegible]
[illegible] دعا کرے۔
(انجام آتھم [illegible])

[illegible] اطمینان [illegible]
[illegible] اپنی صداقت کا ایسا معیار قرار دیا۔ جو کبھی
ناپاک روح اور گندے نفس اور [illegible] شیطان
[illegible] نہیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔
"میں یہ بھی شرط کرتا ہوں کہ میری دعا کا اثر صرف
اس صورت میں سمجھا جائے کہ جب تمام وہ لوگ جو
مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال
تک ان بلاؤں (مندرجہ بالا) میں سے کسی
بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک بھی
رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھونگا اگرچہ وہ
ہزار ہوں یا دو ہزار" (انجام آتھم ص ۶۷)
ناظرین! اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی ہو سکتی
ہے۔ کہ خدا کا پہلوان اس مباہلہ کے میدان میں کھڑا
ہے۔ اور اپنی صداقت اور مقابل فریق کی تکذیب کی
صورت میں قرار دیتا ہے۔ جب کہ [illegible]
سے کے مباہلین خواہ ہزار ہوں یا دو ہزار ان [illegible]

ہلاک ہو جانے کا ذکر کیا ہے۔ ایک: ایک آفت میں مبتلا ہو
جائیں۔ اور کوئی بھی عذاب سے نہ بچے۔ اور خود
مدعی مسیحیت بالکل عذاب سے بری رہے اور ان آفتوں میں سے
کسی ایک آفت میں بھی مبتلا نہ ہو۔ جیسا کہ یہ امر بھی صاف
کر دیا اور لکھا کہ:۔
"اگر خدا نے ایک سال تک مجھے موت اور آفات
بدنی سے بچا لیا۔ اور میرے مخالفوں پر قہر اور غضب الٰہی
کے آثار ظاہر ہو گئے۔ اور ہر ایک ان میں سے
کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہو گیا۔ اور میری بددعا
نہایت چمک کے ساتھ ظاہر ہو گئی۔ تو دنیا پر
حق ظاہر ہو جائیگا۔ اور یہ روز کا جھگڑا درمیان
سے اٹھ جائیگا۔" (ص ۶۹)
اس کھلے کھلے طریق فیصلہ کے بعد جس میں تمام عدوان
انبیاء کی راہ اور فریق مخالف مباہل سے ہر فرد کا کسی
کسی عذاب میں مبتلا ہو جانا تجویز کیا گیا ہے۔ ان مولویوں
اور گدی نشینوں کو سوائے اسکے اور کچھ چارہ نہ تھا کہ وہ
فوراً میدان [illegible] کی تعداد [illegible] اس مدت میں [illegible]
آتے۔ خصوصاً محمد حسین بٹالوی۔ رشید احمد گنگوہی
ثناء اللہ امرتسری۔ عبد الجبار غزنوی۔ حاجی عابد حسین
دیوبندی۔ محمد بشیر بھوپالی۔ محمد حسین گدی نشین
گنگوہی۔ مولوی احمد علی سہارنپوری۔ احمد حسن شوکت
میرٹھی۔ مولوی نذیر حسین انبہٹوی ضرور آتے۔ ان
سب کا نام اس اشتہار مباہلہ میں موجود تھا۔ مگر واحسرتا!
کہ ان ایک سو سات جبہ پوشوں اور دستار بندوں میں سے
دس بھی اس قوت ایمان والے نہ نکلے۔ جو اپنے مزعومہ
دجال۔ اکذب اور مفتری علی اللہ کے سامنے آتے۔ اسی
لئے ان مولویوں کے دجال مگر خداوند غیور کے مرسل
مسیح قادیانی۔ مجدد ربانی ہادیٔ آسمانی جری اللہ فی حلل الانبیاء
نے کس زور سے سچ فرما دیا تھا ؎

بشنوید اے مردگان من زندہ ام
اے شبان تیرہ من تابندہ ام
مے دہم فرعونیان را ہرزمان
جلوہ بیضائے موسیٰ صد نشان

پیارے ناظرین! باوجود اس چیلنج مباہلہ کی منظوری
کے لئے ان سب پیرزادگان کو خدا کی قسم دینے کے
آخر میں ایسے غیرت دہ الفاظ بھی لکھ دیئے کہ اگر ذرا بھی
ان میں تقوے اور خشیت الٰہی یا غیرت ایمانی ہوتی تو
مر جانے کو اس بے شرمی کی زندگی سے بہتر اور اچھا
سمجھتے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے لکھا کہ:۔
"گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا
کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے
کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو۔ اور نہ تکفیر اور
توہین کو چھوڑے۔ اور اے مومنو! برائے خدا
تم سب کہو۔ آمین" (ص ۶۸)
یہیں تک بس نہیں کیا۔ آگے چلکر پیران جبہ پوشوں
دین فروشوں مقابلہ سے خموشوں کو دوبارہ قسم دی
کہ وہ ضرور مباہلہ کر لیں۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ:۔
"میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہٗ کی قسم دیتا
ہوں۔ کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر
کرکے جلد میدان مباہلہ میں آویں۔ اور اگر نہ آئے
اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے۔ تو خدا کی
لعنت کے نیچے مرینگے" (ص ۶۹)
یہ ہے وہ چیلنج مباہلہ جس میں سہارنپوری مستور الحال
مجہول الاسم مشتہر کے پیر و امرتسری مکذب اور بٹالوی
مکفر کا نام بھی درج ہے۔ اور اس پر زمین و آسمان گواہ
ہیں کہ انہیں سے کسی ایک نے بھی یہ جرأت نہ دکھائی
کہ اس دعوت کو مطابق شرائط داعی منظور کرکے آگے
بڑھتا۔ پھر بھلا اس پر دم بے دال مشتہر کا یہ لکھنا کہ
"گو ہم کو گذشتہ واقعات پر نظر کرتے ہوئے
یقین ہے۔ کہ قادیانی اپنی قدیم عادت کے موافق
ہرگز ہرگز ہمارے مقابلہ پر مناظرہ اور مباہلہ
کے لئے آمادہ نہ ہونگے"
(صفحہ اول کالم دوم اشتہار سہارنپوری مختار)
کہاں تک صحیح ہے۔ یہ تو ہمارا حق ہے کہ ہم لکھیں
کہ گو ہم کو گذشتہ واقعات پر نظر کرتے ہوئے یقین ہے کہ
دیوبندی جماعت ہرگز ہرگز ہمارے [illegible]

کے لئے آمادہ نہ ہونگے (جیسا کہ اوپر کے چیلنج مباہلہ سے ظاہر ہے) کیونکہ سب زندہ درگور ہو کر دم ساد گئے۔ اور کسی نے بھی مباہلہ کی جرأت نہ کی۔ اگر سہارنپوری ننگ نوع بشر میں کچھ بھی حیا و شرم کا مادہ ہے۔ تو ایک تحریر تو زمین و آسمان کے اندر ہی اللہ کے اس چیلنج مباہلہ کے جو ... مردہ درگور یا کسی اندھے مادرزاد یا مفلوج و مجنون کی پیش کرے جس میں رب جلیل کے پہلوان کے مقابلہ میں مباہلہ پر آمادگی کا اظہار کیا ہو؟ اگر ... کر سکے۔ اور ہرگز نہ سکیگا۔ ولو کان بعضہم لبعض ظہیراً تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرے۔ کیونکہ اس میں حیا کا مادہ ذرا نہیں رہا ؎

حیا و شرم و ندامت اگر کہیں ملتی
تو ... کے بھیجتے ہم ایسے بدزبان کیلئے

مگر کیا کریں حیا تو شعبہ ایمان ہے۔ وہ اس مجہول انسان سے مفقود ہے۔ بازار میں بکتی نہیں۔ ورنہ ہم منزور اپنی جیب سے ہی دام دے کر اس نواب ملک خانمان آوارہ متلاشی آذوقہ مفلس بے زر سا ذب و ... مگر قلمی مالدار انعامی ایک ہزار کے لئے خرید دیتے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ العزیز)

انتظام سلسلہ احمدیہ
کے لئے
چند تجاویز پر عملدرآمد

یکم اکتوبر ۱۹۱۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک اصلاحی سکیم جاری فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ سلسلہ کے مختلف کاموں کو سرانجام دینے کے لئے چند ناظر ہوں۔

(۱) ناظر تالیف و اشاعت۔
(۲) ناظر تعلیم و تربیت۔
... [illegible]

(۳) ناظر امور عامہ
(۴) ناظر بیت المال
(۵) ان سب میں وحدت کو قائم رکھنے والا ناظر اعلیٰ
(۶) ... [illegible]

(۱) ناظر تالیف و اشاعت ... کا کام ... [illegible] ... لٹریچر ... کتب، رسالے ... [illegible] ... اشاعت ... اس کے ماتحت ہوگی

(ب) ناظر تعلیم و تربیت کا کام مردوں اور عورتوں کی دینی و دنیاوی تعلیم کا فکر رکھنا ہے مختلف علاقوں میں مکتب کھلوانا اور تعلیم کے متعلق کورس تیار کروانا۔ اور اس کوشش میں رہنا کہ ہر ایک احمدی تعلیم یافتہ ہو۔ احمدی بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت

(ج) ناظر امور عامہ کے متعلق ان ذرائع کا سوچنا اور ان پر عملدرآمد جو جماعت کی انفرادی اور اجتماعی حالتوں کے لئے مفید ہوں۔ تجارتی۔ زراعتی۔ صنعت و حرفت کی ترقی کے وسائل معلوم کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانے کی جماعت میں تحریک گورنمنٹ کی خدمات وفاداری بجالانا اور کسی جگہ احمدیوں کو تکلیف ہو۔ تو ان کے حال پر گورنمنٹ متعلقہ سے درخواست کر کے متوجہ کرنا۔

(د) ناظر بیت المال۔ چندوں کی وصولی کا انتظام اور مالی ضروریات کے پورا کرنے کی فکر۔ اور زکوٰۃ کی وصولی کا اہتمام کرنا

(ھ) ناظر اعلیٰ کا کام تمام ناظروں کے کام کی نگرانی اور بروقت اجتماع ان کی صدارت۔

(ز) مفتیوں کا کام فتویٰ دینا ہے (ہر شخص کو فتویٰ دینے کی اجازت نہیں ہوگی) جو امور قرآن و حدیث یا سنت سے ثابت ہیں یا جن کے متعلق حضرت مسیح موعود کا فیصلہ موجود ہو۔ ان کے متعلق تو مفتیوں کا منصب فتویٰ دینا ہے۔ اور جن میں اجتہاد کی ضرورت

ہے۔ ایسے ... مجلس افتاء مجموعی طور پر فیصلہ کریگی

قاعدہ ... کام تنازعات میں فیصلہ ... جن کی ... المسیح کے حضور ہو سکیگی ... سب ...

... [illegible] ...

... ت۔ مولانا محمد سرور شاہ صاحب میر ... محمد اسمٰعیل صاحب بی۔ اے بی ٹی۔
... حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے
... چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے۔
... بیت المال۔ ماسٹر عبد المغنی صاحب
... سے مولانا محمد سرور شاہ صاحب۔ مولوی ... محمد اسمٰعیل صاحب۔ مولوی حافظ روشن علی صاحب ... کے لئے جناب قاضی امیر حسین صاحب۔ ... فضل الدین صاحب۔ مولوی فاضل ... جب جو اہم امور میں تینوں مل کر فیصلہ ...

... ان سب صاحبان کا حافظ و ناصر ہو۔ حضرت ... کا ارشاد ہے کہ جماعت کے سب احباب ان لوگوں ... عامل ہوں۔ اور کسی خدمت کے بجالانے ... غذر ہیں۔

... نظم ناظر تالیف و اشاعت کے ماتحت ہے ... ریویو آف ریلیجنز ... ناظر امور عامہ کے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ... کے سال اخبار اور مطبع جس میں مشین کام کرتی ہے ... زمانہ میں ہبہ کر دیا تھا۔ اور شائع ہوتا ہے۔ کہ ... وہ ناظر بھی انہی کے متعلق کیا جاویگا۔

[illegible]

شانتی سروپ کے ایک اعتراض کا جواب

ایک شخص محمد علی نام نے آریوں کی سنگت میں آکر اور شانتی سروپ نام رکھا کر اسلام پر اعتراض شروع کئے ہیں۔ آریہ سماج لاہور کے جلسہ میں اس نے عجیب بے ہنگم اور لایعنی اعتراض کر کے اپنے علم و عقل پر آپ ہی گواہی دی۔ از انجملہ ایک یہ بھی اعتراض کیا:-

"اسلام میں ہے کہ نماز ادا کرتے وقت گوز ہو جائے۔ تو سب کی نماز قضا ہو۔ دیکھئے اس میں کتنا انصاف ہے۔ کہ قصور سرزد ہو ایک آدمی سے لیکن دوبارہ نماز پڑھنی پڑے سب کو۔"

اس کا جواب تفصیل سے ۲۰ دسمبر کے پرچہ میں دیدیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مولوی کی ملاقات میں ہی فرمائی ہے۔ اور غالباً ابھی کچھ اور بھی تشریح کرے۔ لیکن ہم بھی نیت ثواب اس کارِ خیر میں شریک ہونے کے لئے مختصر طور پر عرض کئے دیتے ہیں کہ

یہ بالکل غلط اور جھوٹ بات ہے کہ نماز ادا کرتے وقت گوز ہو جائے۔ تو سب کی نماز قضا ہو جاتی ہے اور سب کو دوبارہ نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں ایسا کوئی حکم نہیں۔ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔

اگر نماز با جماعت ادا کی جائے۔ اور امام کا وضو ٹوٹ جائے۔ تو اس صورت میں اسلام کا حکم ہے کہ امام اپنا قائمقام اپنے پیچھے مقتدی کو بنا کے اور خود وضو کرنے چلا جائے۔ نماز بدستور جاری رہیگی۔ مقتدیوں کو نماز کا کوئی حصہ دوبارہ نہیں پڑھنا پڑے گا۔ اور نہ انکی نماز باطل ہوگی بلکہ اس پہلے امام کی نماز بھی نہیں جاتی۔ جب وہ بعد فقہ کے مطابق دوبارہ وضو کرے تو وہ نماز وہیں سے شروع کر سکتا ہے۔ جہاں سے اس نے چھوڑی تھی۔ نماز کا حصہ پہلے پڑھ چکا تھا وہ نہیں ہوا۔ اور بلحاظ ثواب تو اس صورت میں بھی باطل نہیں ہوتا۔ جبکہ امام صلوٰۃ نے اپنا قائمقام کسی کو نہ کھڑا کیا یا پھر وہ بہ پابندی قواعد فقہ وضو کر کے ہماری یہ تحریر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہے۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قے کرے یا نکسیر پھوٹے یا مذی نکلے۔ اس کی نماز میں تو چاہیئے کہ پھرے اور وضو کرے۔ اور بنا کرے اپنی نماز پر (یعنی جتنی نماز پڑھ چکا ہے۔ اس کا بقیہ پھر پڑھے) اور روایت کیا ہے۔ اثرم نے حضرت ابن عباس سے کہ نکلے حضرت عمرؓ نماز ظہر پڑھانے کے واسطے۔ جب نماز شروع کر چکے۔ تو اسکے بعد ایک شخص (جو آپکے پیچھے تھا) کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کیا۔ اور خود صفوں کو چیرتے ہوئے باہر تشریف لے گئے۔ جب ہم نماز پڑھ چکے تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔"

پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد اور خلیفہ راشد کے عمل کے بعد اب اعتراض کی کیا گنجایش ہے۔ شانتی سروپ اور اسکے ہمنوا بتائیں۔

غیر مذاہب کی تبلیغی کوششیں

دیو سماج اگرچہ کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکروں کی ایک سوسائٹی کا نام ہے۔ تاہم وہ ایک رنگ میں الگ مذہب قرار دیا جاسکتا ہے اس سوسائٹی یا مذہب کے بانی ستیا نند اگنی ہوتری صاحب ہیں۔ جن کو ان کے چیلے دیو گرو بھگوان کہتے ہیں۔ ۲۵ دسمبر جہاں اور جلسے ہوئے ہیں ان کا بھی سالانہ جلسہ ہوا۔ اس کی رپورٹ جیون تت ان کے ارگن میں چھپی ہے۔ جو انہی کے الفاظ میں پیش ہے۔

"اسی بیان کے سلسلہ میں بھگوان نے اس ... جائداد کے دان کا ذکر کیا کہ جو دیوان ... اسی سال بھگوان کے چرنوں میں سیوا کاری کے لئے دی ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی شریمان ... جی کے اس کئی ہزار کی بڑی رقم کے دان کا کہ جو انہوں نے اسی سال بھگوان کو ارپن کی۔ بھگوان نے وہ ساری رقم سمبنٹ فنڈ ... دی ہے۔ اور پھر انہوں نے اپیل کی کہ ... بھی اسی قسم کا دان کریں۔

بھگوان کی اس وصیت کا حال جان کر ... زبردست اپیل کو سنکر حاضرین پر بہت اعلیٰ ... اور ان میں سے کئی معزز شخصوں نے دیو سماج کے لئے اچھی اچھی قربانیاں کرنے کی پرتگیا ... ان میں سے موگا کے مشہور وکیل شریمان سردار ... جی بی۔ اے اور چھنی کے ... سوکار ... رامجی ... جی نے اپنا اور اپنے پریوار کا ... کر کے اپنی باقی کل آمدنی بھگوان کے چرنوں میں ارپن کرنے کے بھاؤں کا اظہار کیا۔ ... سیٹھ ... مل جی نے اپنے شہر میں دیو سماج ... نرائن داس سندھی سکول کو ترقی دیکر ... دھیرے ہائی سکول بنا دینے کی پرتگیا کی۔ ... دیوان ... مل جی نے تین سال کے عرصہ میں ... ایک لاکھ روپیہ دیو سماج کے کالج کی عمارت کے لئے ... کر کے جلدی ہی کالج کھڑا کرنے کے پاک ارادے ... اظہار کیا۔ پھر شری دیو گرو بھگوان مہوریل ... ادھوری عمارت کو مکمل کرنے کے لئے کئی سیوکوں ... سینکڑوں روپیوں کے دان کی پرتگیاؤں سے ... سیوکوں نے اپنے سنبندھیوں کی یادگار میں کمرے ... کی پرتگیائیں کیں۔ (ان کی تعداد ... ہے)

اسی سال ۱۸ ایسے جنوں نے مقررہ ... پاکر اور ان سب نے ... کا عہد کر کے ... کا پاک استحقاق حاصل کیا ہے۔ ... باپوں سے آزاد ہوکر اور ان ...

دفتر وغالباً بنے ہیں اور ۲۵ جن سہانک بنے ہیں
۳۰ جنوں نے مختلف پاپوں پیشہ میں سے ایمانی
بت شانی۔ جوئے بازی۔ چوری۔ گوشت خوری۔
یا دوسرے نشہ کے استعمال اور بد چلنی وغیرہ سے
سے رہنے کی پرتگیا کی ہیں۔ ۱۹ جنوں کو دیو سماج
یا اوپاشر چیلوں میں اُنتی دی گئی ہے۔ ۱۰ جنوں کو
پ مہکاری۔ ۱۵ جنوں کو سکاری اور ایک استری
کو آپ کر پرچارنی بنایا گیا ہے۔ دیو سماج کا کام پنجاب
سرحدی صوبہ۔ شاہی صوبہ دہلی۔ سندھ بلوچستان
صوبہ متحدہ اور صوبہ بمبئی کے قریباً سوا سو مقاموں
میں ہو رہا ہے . . . .
دیو سماج کی طرف سے قریباً ۳۰ انسٹی ٹیوشنز جاری
ہو رہی ہیں۔ جنمیں سے دو ہائی سکول لڑکوں کے اور
ایک ہائی سکول لڑکیوں کا ایک لڑکیوں کا مڈل سکول
۸ تاری آشرم ۴ سکول اچھوت جاتی کے بچوں
کے اور باقی لڑکے لڑکیوں کے پرائمری سکول ہیں
دیو دھرم پرکاش آپ کے ذریعہ بہت بڑا کام ہوتا
رہا ہے۔ ۱۰ ایک پیکیں یا لیف لیٹ نئی شائع کی گئی
ہیں یا بعض کے نئے ایڈیشن پر کاشت کئے گئے ہیں
اور چار اخبارات اُردو۔ ہندی۔ انگریزی اور سندھی
میں جاری رہے ہیں۔"
اسکے بعد آپ ان لوگوں کی کارگذاری سنئے جو
چند سال ہوئے مسیح موعود میں ہو کر ہمارے بھائی تھے
تازہ پیغام میں جو کچھ چھپا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے
کہ چار سو مہمان جلسہ پر تھے (مگر اسی کے ایک مہتمم
نے بیان کیا تھا کہ پونے دو سو کے قریب ہیں) کانفرنس
[illegible] کہ چھ مشن قائم کئے جائیں۔ ایک
[illegible] ایک یورپ کے کسی اور علاقے میں
[illegible] یا کسی اسلامی علاقہ میں۔ چوتھا بمبئی۔ پانچواں
[illegible] ہندوستان میں۔ چھٹا مشرقی بنگال میں
[illegible] بیس ہزار سالانہ کا اندازہ ہے

خرچ ۲۵ ہزار اندازہ تھا۔
مستقل فنڈ کی آمد دو سالوں میں [illegible] ہزار ہے
جلسہ سے پہلے مولوی محمد علی صاحب نے دورہ کرکے
جماعت کے دی وسعت اصحاب سے ستون میں امداد
طلب کی۔ لائل پور کے شیخوں نے ایک مشن کا
خرچ ذمے لیا۔ اور دو ہزار نقد دیا۔
خواجہ صاحب انگلستان سے آتے ہیں۔ اور انکی
جگہ مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی جاتے
ہیں۔ مسلم ہائی سکول جو انھوں نے قائم کیا انکی
آمد بارہ سو ماہوار ہے۔ ۱۶۲ طلبا ہیں۔ [illegible]
اصل چندوں کے علاوہ عطیات قریباً بارہ ہزار
۲۵۲۴
ہیں۔ اخبار کی آمد ۱۔۵۔۱۴۵ اور خرچ ۳-۲-۲
[illegible] - اقوام جرائم پیشہ کی ایک بستی کرٹ [illegible]
بسیے جا چکی ہے۔ ایک اے او کارڈ [illegible] سے
جسکے سپرنٹنڈنٹ سید امیر علی شاہ صاحب ہیں۔
جلسہ پر ۲۵ نو مبائعین اور پچاس آدمیوں نے
زندگی وقف کی جنمیں مولوی محمد علی صاحب مولوی
غلام حسن صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اور
ماسٹر محمد یعقوب خان صاحب بی اے ایل ٹی و
میاں ظہور اللہ صاحب بی۔ اے کا نام لیا ہے
باقی کی نسبت لکھا ہے ضرورت نہیں حقیقت مسیح
مسیح موعود و آیت اللہ مولوی محمد علی صاحب نے شائع کی
ناظرین یہ ہے۔ پیغام والوں کا [illegible] سال کا
کام۔ دروغ برگردن راوی۔ خواجہ کمال الدین نے
اپنی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ
میرا کام یہاں تمام ہو چکا ہے۔ مشن چل نکلا ہے
اور سلف سپورٹ ہو گیا۔ اپنا خرچ آپ چلاتا ہے
اسلئے واپس آتا ہوں (اور غالباً اب آمد کے لئے
کوئی اور میدان تلاش کرتا ہوں ناظم) مسجد ووکنگ
کے انتظام کے لئے ۱۵۰۰ سو سالانہ بھوپال سے
ملتا ہے۔ اور لنڈن میں ایک مکان کے لئے ۶۰۰ روپیہ
سالانہ نشان ماتاک فنڈ سے۔ چھ ہزار روپے سالانہ
[illegible]

صاحب جس سے اسلامک ریویو مفت تقسیم ہوتا ہے
اور ووکنگ کی امداد دیگر اخراجات چلتے ہیں۔ اور
اس کے علاوہ بھوپال اور حیدرآباد دکن سے [illegible]
اور وظیفہ مقرر ہے۔ حیدرآباد کا وظیفہ ۱۸ سالانہ
ہے۔ وہ خواجہ کا اپنا مال ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ
دس ہزار سالانہ کی مستقل آمد ہے۔ احمدی جماعت کو
یہی جو [illegible] دئیے ہیں۔ ہم نے قرآن مجید انگریزی
چھاپا۔ جسپر کل ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ چھ ہزار روپیہ
[illegible] اسلامی لٹریچر بیچ گیا۔ [illegible]
[illegible] کیا ہے۔ اب بخاری شریف کا ترجمہ
انگریزی میں ہوگا۔ غرض پیغام اور خواجہ نے بہت
سبز باغ دکھائے ہیں۔ ہم ان حرکات مذبوحی کو خوب
سمجھتے ہیں۔ یقین رکھتے ہیں کہ حق کا [illegible] وہ
[illegible] غرق ہو جاتا ہے۔ یہ سب [illegible] کا مول
کا عشر عشیر بھی نہیں جو ہم کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔

تبلیغ رسالت جلد دوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نایاب اشتہارات کے مجموعہ
کی دوسری جلد شائع ہو کر احباب کے نام بذریعہ وی پی بھیجی
جا رہی ہے۔ [illegible] کہ دس جلدوں میں سے دو جلدیں چھپ
چکی ہیں۔ تیسری جلد بھی جا رہی ہے [illegible] انشاء اللہ جلد تک
ممکن ہے طبع ہو گی۔ بعض احباب نے وی پی واپس کی
ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واپس کرنیوالے دوست
شاید جلد اول کو ملاحظہ نہیں فرمایا۔ ورنہ واپس نہ کرتے
ہر ایک جلد اس گوہر بے بہا کی موتیوں کے وزن سے
قیمت رکھتی ہے۔ اور کوئی جلد بھی کم نہ ہوگی۔ جب
اس ملک کی سب جلدیں نہ خریدی جائیں۔ جن احباب نے
کو [illegible] کہ وہ واپس شدہ کاپی فوراً منگا لیں
پانچ کتابیں ہے۔ اور جلد سوم غالباً جلد سوم ہی [illegible]
اس کوڑیوں سے یہ خزانہ ملتا ہے پھر اشر فیوں
[illegible] ہے۔ ہر جلد شائع شدہ کی قیمت [illegible]
[illegible] جلد کی [illegible] محصول ڈاک
[illegible] دفتر [illegible] سے طلب [illegible]

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعہ کو قادیان دار الامان سے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر

دار الامان کی خبریں

[حض]رت خلیفۃ المسیح ۱۰ر جنوری جمعہ کے دن ساڑھے گیارہ بجے [...]یا سے بسواری اسپ تشریف لائے۔ اور حضور نے نماز جمعہ پڑھائی [...]کے بعد واپس بھیرو[ال] تشریف لے گئے۔ ۱۴ر جنوری کو [...] قریباً دس بجے دارالامان میں تشریف لائے جن کی [...] میں اب بفضلہ نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ حضور نے ۱۵ر جنوری [کو قریباً] چالیس احباب کو اپنے مکان پر دعوت طعام کا افتخار بخشا۔

[...] حشمت اللہ صاحب پٹیالوی جنہیں [...] کا فخر حاصل [...] قابل رشک خدمات ادا کیں۔ ۱۳ر جنوری پٹیالہ تشریف لے گئے۔

میاں دین محمد عرف بگا خادم مسجد جسے قادیان آنیوالے لوگ [...] بخوبی جانتے ہیں۔ ایک لمبی علالت کے بعد ۱۲ر جنوری کو فوت [ہو] گیا۔ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا جائے۔

[...] ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو صدر انجمن احمدیہ کا [...] سکریٹری مقرر کیا گیا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

احمدیہ ڈائرکٹری

اسکے متعلق احباب کی خدمت میں پھر تاکیداً عرض ہے کہ وہ بہت جلد اپنے اسماء گرامی اس ڈائرکٹری میں درج کرنے کے واسطے دفتر فاروق میں ارسال کریں۔ اور ہر فیس اندراج نام ساتھ بھیجدیں۔ اس فیس میں نام بھی درج ہو جائیگا۔ اور کتاب ڈائرکٹری بھی مفت ملیگی۔ مفید اور نفع کا سودا ہے۔ ۸ صرف ۸ آنے لو۔ مندرجہ ذیل امور لکھ کر معہ فیس ارسال کریں۔

پورا نام - مفصل پتہ معہ ڈاک خانہ و ضلع

کس سال یا سن میں بیعت کی - بیعت کر کے مسیح موعود کو دیکھا یا نہیں؟

آپ کیا کام کرتے ہیں - خواندہ یا ناخواندہ - اگر خواندہ ہیں تو دینی یا دنیوی تعلیم کیا ہے - کن احمدی اخبارات [...]

[...] کے خریدار ہیں۔

ہر ایک احمدی دوست اس ڈائرکٹری کی تکمیل کی کوشش کر کے نام معہ فیس بھیجے۔

ایک نادر تحفہ

مسیح موعود کا پیغام اپنی تمام جماعت کے نام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے [...] فرمایا قریباً پینتیس چھتیس سال پیشتر ایک تبلیغ [...] ہے جس تھا۔ جس کا نام اشتہار بغرض [...] ات و شبہات اشتہار میں حضور علیہ السلام [...] دور کرادیا تھا۔ جو کہ عام خلاف اسلام سے [...] طور پر شادی بیاہ [...] مسلمانوں [...]

معدودے چند ہیں۔ حضور ممدوح نے اس اشتہار کی پیشانی پر یہ ہدایت تحریر فرمائی ہے کہ۔

"ہر ایک شخص جس کے پاس یہ اشتہار پہونچے۔ اس پر یہ فرض ہے۔ کہ گھر میں جاکر اپنے کنبے کی عورتوں کو تمام مضمون اس اشتہار کا اچھی طرح سمجھا کر سنا دے۔ اور ذہن نشین کرادے۔ اور جو عورت خواندہ ہو۔ اس پر بھی لازم ہے۔ کہ ایسا ہی کرے"

چونکہ حضرت جری اللہ علیہ السلام کا یہ ارشاد تھا۔ کہ اس اشتہار کو گھر گھر پہنچا دیا جاوے۔ اور تمام گھروں میں اس تبلیغ کو تاثر ذہن نشین کرادیا جائے۔ بنا بریں ہم نے اسکو علیحدہ خوبصورت جیبی سائز۔ عمدہ رنگدار کاغذ پر طبع کرایا۔ تاکہ احمدی خواندہ ناخواندہ زن و مرد کو اپنے آقا اور مرشد مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تبلیغ جس کو عورتوں اور مردوں کو ذہن نشین کرنے کے لیے پہنچانا چاہیئے تھا پہنچ جائے۔ اور اسکے ساتھ ہی حضور علیہ السلام کا وہ اشتہار۔ جس کو آج جیس سال ہو گئے ہیں۔ چھپ چکا ہے۔ جس میں لڑکیوں کی شادیوں کے متعلق تجویز فرماکر شائع فرمایا تھا۔ شامل کردیا ہے۔ جس کا نام "اپنی جماعت کے لئے ایک ضروری اشتہار" ہے۔ اسطرح خدا کے فضل سے ہم نے تبلیغ کو ایک جا جمع کرکے اپنے احمدی احباب کے لئے ایک تحفہ نایاب تیار کردیا ہے۔ اب ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ تمام احمدی گھروں میں پہنچا دیں۔ اس خوبصورت خوشنما ٹریکٹ کا نام ہم نے "مسیح موعود کا پیغام اپنی تمام جماعت کے نام" رکھا ہے۔ اور قیمت نہایت قلیل جو لاگت کے قریب ہے ۲ر فی نسخہ یعنی ۱۰ روپیہ سینکڑہ ہے۔ اور دس کاپی کے خریدار کے واسطے صرف ایک روپیہ۔ محصولڈاک ہے۔ صاحب وسعت احمدی احباب کثرت سے منگا کر اپنے غریب احمدی بھائیوں کو مفت تقسیم کرکے ثواب عظیم حاصل کریں۔ جو صاحب ایک نسخہ منگانا چاہیں وہ ۲ر کے ٹکٹ بھیجدیں۔ اور اس ذات کو یاد رکھیں کہ صرف چار سو نسخے چھپائے گئے ہیں۔ جلد طلب کریں۔

فاروق بک ایجنسی قادیان

مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محل لکھنوی کی تقریر

مولوی عبد الباری صاحب (جو مذہبی زندگی سے زیادہ سیاسیات میں دخل کے لئے مشہور ہیں) نے مجلس علماء بنگالہ کے سالانہ جلسہ میں ایک تقریر فرمائی ہے۔ جو ہمدم میں بالاقساط چھپ رہی ہے اس تقریر میں بہت سی احادیث کی نقل کے بعد ثابت کیا گیا ہے۔ کہ یہ زمانہ قرب قیامت کا ہے اور فتنے پر فتنے اٹھ رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی حالت زار ہو رہی ہے۔ اسکے بعد آپ فرماتے ہیں:۔

"مگر ان سب باتوں کے بعد یاد رکھو۔ اور ہمارے دشمنوں کو آگاہ کردو کہ مسلمانوں کو کوئی ہلاک نہیں کرسکتا۔ چاہے کچھ بھی ہو۔ چاہے اور کوئی بھی حالت زبون پہنچ جاسے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ لن تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسی بن مریم فی اٰخرھا والمھدی فی وسطھا۔ ہرگز وہ امت ہلاک نہ ہوگی جس کی ابتدا میں ذات برکات ہے۔ اور انتہا پر عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں مہدی ہونگے × × × مجھے یقین ہے۔ اور میرا یہ ایمان ہے کہ ایک نہ ایک دن قبل اس زمانہ آخر کے جو امام مہدی اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ہے۔ ہم بے دست و پا مسلمان اپنے قادر توانا رب قدوس جلال کے دینے بعض کے اشارے سے ترقی دنیاوی میں معراج کمال تک پہنچ جائینگے۔ اب جبکہ تمام ذرائع و وسائل ظاہری منقطع ہو گئے ہیں۔ اس قادر مطلق پر ہمارا بھروسہ و اعتماد ہے۔ ضرور ہی ہماری تقویت کا باعث ہوگا"

گویا مولوی عبد الباری صاحب نے ان تمام حالت زار کا علاج حضرت مہدی و عیسیٰ بن مریم کا وجود باجود قرار دیا ہے۔ تو کیا ہم مولوی صاحب موصوف اور انکے ہمخیالوں سے پوچھ سکتے ہیں۔ کہ جب حالت انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ تو پھر وہ امام مہدی کیں غار میں ہے۔ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کیوں نازل نہیں ہوتے۔ پس از آں کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد۔ کیا جو حدیث آپ نے نقل کی ہے وہ یہ نہیں بتاتی۔ کہ مہدی وسط میں ہوتا ہے اور آخری زمانے میں۔ اگر کوئی پردی و مہدی ہو سکتا ہے۔ تو ایک ہی جس کا نام ابن مریم ہے۔ اور حدیث لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم۔ اس کی موئد ہے۔ اور امت محمدیہ کے جو فضائل آپ نے گنائے ہیں۔ اور جو عقیدت سیدنا خاتم النبیین سے ظاہر کی ہے۔ اور جو شان ان کی بتائی ہے۔ وہ اس کی مقتضی ہے کہ ہمارے مرضوں کا طبیب اسی امت محمدیہ کا ایک فرد چاہیئے۔ جیساکہ آیت استخلاف کا لفظ منکم اور حدیث کا امامکم منکم بتا رہا ہے سو میں بشارت دیتا ہوں۔ کہ وہ مہدی وہ مسیحا آچکا۔ اور یہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد کے وجود میں پوری ہوچکی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپ لوگ اسپر ایمان لائیں اور ہمیشہ کی زندگی پائیں۔ اور ان تمام مصائب سے نجات پائیں۔ جو آپکے لئے سوہان روح ہو رہی ہیں سنو اس مسیحا نے ایک جماعت بھی قائم کردی۔ جو آپ کی آرزو کے مطابق کام کر رہی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ ان حالات میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو دین کی خدمت کرتی رہے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے یعنی اشاعت اسلام۔ اب مولوی عبد الباری صاحب ہی بتائیں کہ تمام فرقہائے اسلام میں سے وہ کونسی جماعت ہے۔ جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرکے ہر وقت اشاعت اسلام اپنا مقصد رکھتی ہے۔ اور انگلستان میں بھی سب سے پہلے تبلیغ اسلام کرکے اپنا مشن قائم کرچکی ہے۔ کیا یہ نشانات آپ کو نہیں بتلاتے۔ کہ امام مہدی عیسیٰ بن مریم آچکا۔ اور وہ ایک جماعت بھی قائم کرگیا آپ ابھی تک اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس انتظار کا اب کچھ فائدہ نہیں۔ جیساکہ آگے ایک قوم کو فائدہ نہ دیا (الحکم)

درخواست دعا۔ مکرم مولوی محمد امین صاحب بہاولپور سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ انکی اہلیہ صاحبہ علیل ہیں۔ احباب نہایت درد دل سے مولوی صاحب موصوف کی اہلیہ کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۔ ۱۶ جنوری ۱۹۱۹ء

بلعم ثانی اور مسیح قادیانی

(نمبر ۲)

گذشتہ پرچہ فاروق میں ہم نے یہ دکھایا تھا کہ جماعت علماء دیوبند جو اپنے دنیاوی حریفوں کے ساتھ فیصلہ کرنے کے لئے مباہلہ کا چیلنج دیتی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی نزاع کے فیصلہ کا آخری طریق مباہلہ ہے۔ اور وہ علماء دیوبند کے نزدیک جائز ہے۔ اسلئے ہمارے محترم بھائی قاضی اکمل صاحب نے بذریعہ اخبار الفضل علماء دیوبند سے عرض کیا تھا۔ کہ آپ لوگ جبکہ دنیاوی جھگڑوں میں مباہلہ کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ تو کیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو دینی تنازعہ ہمارے آپکے درمیان ہے، جس پر نجات اخروی کا مدار ہے۔ مباہلہ نہیں کرتے۔ اسکے جواب میں علماء دیوبند کو تو سانپ سونگھ گیا۔ صدائے برنخاست کا معاملہ ہوا۔ اور یہ اس لئے ہوا۔ کہ ان کے مقتدا و پیشوا رشید احمد گنگوہی کو بھی مسیح موعود کے چیلنج مباہلہ کو قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ اس کو خدا کی قسم بھی دلائی گئی کہ وہ ضرور مباہلہ کریں۔ جیسا کہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۵ والے اشتہار مباہلہ کو ہم نے نقل کرکے ثابت کر دیا ہے۔ کہ کوئی گدی نشین یا مولوی باوجود قسمیں دلانے کے میدان مباہلہ میں مسیح موعود کے مقابلہ میں نہ نکلا۔ تو پھر بھلا ان پسماندگان کا کیا حوصلہ تھا کہ دعوت انکی کو قبول کرکے اپنی ایمانی و اسلامی قوت کی پردہ دری کراتے۔ فحسبکم اللہ۔ ان میں سے کسی نے جرأت نہیں کی۔ مگر بقول مشہور

میاں کودا کودی گون

کسی مجہول الخبر ہدایت مرشد نام کے نامعلوم الاسم مبلغ سہارنپور نے اپنی یہودیت کا نمونہ بذریعہ ایک اشتہار کے دکھایا اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر خدا کے نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہتک کرکے یہود بے بہبود کی روح کو خوش فرمایا۔ اب ہم مجہول مشتہر کی ہرزہ سرائی پر اجمالی نظر کرتے ہیں۔ مفصل جوابات ان تمام ہزلیات کے ہمارے رسالوں اور کتابوں و اخباروں میں نہ ایک بار بلکہ بارہا دئے جا چکے ہیں۔ مشتہر بزدل نے اپنی مجہولیت کا اپنا نام نہ ظاہر کرنے سے کامل ثبوت دے دیا ہے۔ اسلئے ہم ایسے مستور الحال مردہ بوتی کو کیا خطاب کریں۔ جو سامنے آنے سے ہی جی چراتا اور نام چھپاتا ہے۔ محض عوام کی آگاہی کے لئے مختصر سا جواب اشتہار کے مزخرفات کا یہاں دیتے ہیں۔ ناظرین غور سے ملاحظہ کریں۔ اور سلسلہ جواب کو اسطرح شروع کرتے ہیں کہ پہلے مشتہر مستور کا اعتراض مجہول مکذب کی سرخی سے اور اپنا جواب مشہور مصدق کے نام سے لکھتے ہیں۔ و باللہ التوفیق

مجہول مکذب: "آپ کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مقابلہ کی بدولت کس نتیجہ پر پہونچے؟ آیئے ہم آپ کو مرزا صاحب کی شکستوں کا کچھ نمونہ دکھلائیں۔ مرزا صاحب کی پہلی شکست۔ جبکہ مرزا صاحب نے نہایت کمال بے باکی کے ساتھ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کے مقابلہ میں یہ مضمون شائع کیا کہ:۔

"میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔ مجھ پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ بلکہ خود عبد الحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائے گا ایسا کبھی نہ ہو گا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبد الحکیم کی پیشگوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔"

تو اب ملاحظہ فرمایئے کہ مرزا صاحب ذلت اور لعنت کی موت سے ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب کی پیشگوئی کی میعاد ہی میں لعنت کی بدولت دنیا سے چل بسے یا نہیں؟ (انتہیٰ بلفظہٖ)

مشہور مصدق: ناظرین! ذرا اس کودن مجہول کی وہ عبارت جو جلی ہے، خوب یاد رکھیں۔ کیونکہ یہ اس نے مرتد ڈاکٹر کی سنے جانبداری کی ہے۔ ورنہ اس کذاب مرتد کو اتنا ہی علم نہیں کہ اس کا ممدوح مرتد اپنی شیطنت کی بدولت دونوں جہان میں روسیاہ اور کذاب اکبر ثابت ہو چکا ہے۔ اور خدا کا برگزیدہ مسیح موعود صادق قرار دیا گیا ہے۔ سہارنپوری پردہ نشین خدا کے مرسل کی پہلی شکست یہ قرار دیتا ہے کہ مرزا صاحب نے عبد الحکیم مرتد کے مقابلہ میں ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو یہ لکھا تھا کہ "عبد الحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائیگا" مگر اسکے خلاف خود مرزا صاحب لعنت اور ذلت کی موت سے عبد الحکیم خان کی پیشگوئی کی میعاد میں فوت ہو گئے" چونکہ مستور مشتہر نے اس میں جھوٹ کی نجاست سے اپنا پیٹ بھرا ہے۔ اسلئے ہم اسکے افترا اور یاوہ گوئی کی اصل حقیقت تفصیل سے دنیا کے سامنے پیش کرکے سہارنپوری کا کذاب اور یہودی صفت ہونا بیان کرتے ہیں:۔

مسیح موعود کی پیشگوئی

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اپنی وفات کی خبر بذریعہ رسالہ الوصیت شائع کی اور کثرت سے اس رسالہ کو اپنوں بیگانوں میں تقسیم کیا۔ اور اس میں کھول کر تصریح کے ساتھ بتا دیا کہ میری وفات کا وقت قریب آگیا ہے۔ چنانچہ حضور کے الفاظ یہ ہیں:۔

"چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے۔ اور اس بارہ میں اسکی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا۔ اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔ ... چاہتا ہوں۔ سو پہلے میں اس مقدس ... جس نے مجھے ...

۔ پیشگوئی ایک یہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ جو عربی زبان میں ہوئی۔ قرب اجلک المقدر۔ قل میعاد ربک ۔ ۔ جاء وقتک و نبقی لک الآیات باہرات۔ ترجمہ :۔ تیری اجل مقدر قریب آگئی ہے تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے۔ اور جو وعدہ کیا گیا۔ وہ قریب ہے پھر بعد اسکے خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اُردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مجھے مخاطب کرکے فرمایا :۔ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی۔" (الوصیت صفحہ ۲)

یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات کے متعلق دسمبر ۱۹۰۵ء میں شائع فرمائی۔ اور اسی پر بس نہیں ہوئی۔ بلکہ رسالہ الوصیت کے شائع ہونے کے اول اور بعد بھی متواتر ایسے الہامات کا سلسلہ جاری رہا۔ جس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ اب یہ پاک وجود مسیح موعود کا جلد ہم سے جدا ہونیوالا ہے۔ ان الہامات و رؤیا میں سے چند ایک یہ ہیں :۔

حضور نے اکتوبر ۱۹۰۵ء میں رؤیا دیکھا۔ جو الحکم میں شائع ہو گیا۔ اس سے معلوم ہو گیا تھا کہ حضور کی ایام حیات دو تین سال ہی باقی رہ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ رؤیا یہ ہے :۔

(۱) "ایک کوری ٹنڈ[1] میں کچھ پانی مجھے دیا گیا ہے پانی صرف دو تین گھونٹ باقی اس میں رہ گیا ہے لیکن بہت مصفیٰ اور مقطر پانی ہے۔ اس کے ساتھ الہام ہوا۔ آب زندگی۔" (ریویو دسمبر ۱۹۰۵ء)

چنانچہ اس رؤیا کے ڈھائی سال بعد حضور کا وصال ہوا پھر ۲۰۔ فروری ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا کہ :۔

"افسوسناک خبر آئی۔ اور استقبال زمین لاہور کیا ہوا"

---

[1] ٹنڈ مٹی کے برتن کا نام ہے۔ جو رہٹ کے ذریعہ کنواں میں سے پانی نکالنے کیلئے پنجاب میں استعمال کرتے ہیں۔

اس کے مطابق حضور کی وفات لاہور میں ہوئی۔ اور وہاں سے ہی افسوسناک خبر آئی۔

پھر ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء بمقام لاہور حضرت مسیح موعود کے لئے حضور کو الہام ہوئے کہ :۔

(۲) "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔" "الحمد للہ ان ہو دیا"

ان کی نعش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں۔

ٹھیک ان الہامات کے مطابق ہوا کہ اہل بیت مسیح موعود کے لئے یہ واقعی ایک بھاری امتحان تھا۔ اور حضور کی نعش کو کفن میں لپیٹ کر قادیاں لائے

پھر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوئے۔

(۳) "دو شہتیر ٹوٹ گئے" "ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق اللہ خیر و ابقیٰ" "خوشیاں منائینگے۔ وقت رسید"

یہ تمام الہامات و رؤیات ایسے مفہوم سے صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ دسمبر ۱۹۰۵ء سے حضرت مسیح موعود کی زندگی کے لئے صرف دو ڈھائی سال رہ گئے ہیں اور حضور کا جلد وصال ہونیوالا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ ان الہامات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضور کی وفات قادیان سے باہر ہوگی۔ اور کفن میں لپیٹ کر نعش لائی جائیگی۔ اور ستائیس تاریخ سے اس واقعہ کا کچھ تعلق ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور کا وصال مطابق الہامات الٰہی و فرمودہ مسیحائی قادیان سے باہر خبر وفات شائع کرنے کے بعد سے ڈھائی سال بعد مطابق الہام "آب زندگی" ہوا اور ۲۷ مئی کو حضور مقبرہ بہشتی میں حسب پیشگوئی "ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق" دفن کئے گئے۔ صلے اللہ علیہ وسلم

اب کون جاہل انسان ہو گا۔ جو ان الہامات کو اور رسالہ الوصیت کو جو محض انہی الہامات کی بنا پر اپنی وفات کے متعلق شائع کیا گیا تھا۔ پڑھنے کے بعد مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کی بڑ کا نتیجہ بتا کر مثل یہود یہ دعوے کرنے لگے کہ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ۔

مرتد ڈاکٹر

اور اب ہم عبدالحکیم شاگرد شیطان الرجیم کا قصہ آپ کو سنائیں۔ ڈاکٹر مذکور کے دل پر شروع ۱۹۰۶ء میں شیطان نے اپنا پورا سکہ جما لیا۔ اور پکے طور پر بمقابلہ موسیٰ قادیان جب نے کا سبق پڑھا یا تو پہلے اس کو یہ قاعدہ بغدادی پڑھایا۔ ... حضرت مرسل ربانی ... کے حضور میں ایک گستاخانہ خط لکھوایا۔ جو شیطان کی پہلی مشق تھی۔ اور اس خط میں شیطانی تعلیم بنا کر خدا کے مامور کو اس کے مطابق عقائد کی تاکید کی۔ اور ساتھ ہی لکھدیا کہ :۔

(الف) "ہم قرآن مجید صحیح سے کہتے ہیں کہ وہ توحید و ترکیہ نفس کو ہی مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ محمد پر ایمان لانے کو یا مسیح پر۔ اگر کہیں خدا نے قرآن میں کہا ہو۔ تو وہ آیت بتلائی جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں نہیں فرمایا کہ تمام دنیا میں جسقدر موحد۔ خدا پرست اور نیک بندے ہیں۔ وہ سب کے سب جہنمی ہیں۔ جب تک محمد پر ایمان نہ لائیں۔"

(ذکر الحکیم ۲ حاشیہ صفحہ ۱)

(ب) "یہودی۔ عیسائی وغیرہ جو نقص علم یا نقص فہم کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائیں۔ وہ سب نجات یافتہ ہیں۔" (ذکر الحکیم حاشیہ صفحہ ۱)

جب یہ باطل عقائد اور خلاف قرآن و حدیث خیالات ڈاکٹر مردود کے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حضور پہونچے۔ تو حضور نے جواباً اس کو لکھا کہ :۔

"میاں صاحب! آپ کا خط میں نے بہت افسوس سے پڑھا۔ اس خط سے صرف یہی معلوم نہیں ہوا کہ آپ ہمارے سلسلہ سے خارج ہیں۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ دین اسلام سے بھی مونہہ پھیر رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص جو یہود اور نصاریٰ اور دوسری قوموں سے اللہ پر ایمان لائے۔ اور اپنے طور پر نیک عمل کرے۔ تو نجات پانے کے لئے یہی عمل اس کے لئے کافی ہے"

عبد الحکیم خان نے اس جواب کو پاکر اور شوخی دکھلائی اور خدا کے برگزیدہ مامور من اللہ کے لئے گستاخانہ لہجہ اختیار کرتا گیا اور لکھا کہ :-

(ج) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں فرمایا کہ جو یہود و نصاریٰ سے ہدایت پرست اور نیک چلن ہیں۔ اگر مجھ کو نہیں مانینگے تو نجات نہیں پائینگے۔"
(حاشیہ ذکر الحکیم صلا)

(د) اس میں کوئی کلام نہیں کہ اتباع محمدی نجات کا آسان رستہ ہے۔ مگر یہ نہیں کہ اس بے انت ذات کے تمام قوانین رحمت و مغفرت ایک انسان (محمد صلعم) کے ہی تابع ہو گئے۔" ذکر الحکیم حاشیہ ص۱۲

جس وقت اس حد تک بٹیالوی ڈاکٹر کا ارتداد پہنچ گیا۔ تو ۵ مئی ۱۹۰۶ء کو خدا کے رسول مسیح موعود علیہ السلام نے بذریعہ الحکم اخبارات کے ذریعہ عبد الحکیم خان کے اخراج از جماعت کا یہ اعلان کر دیا کہ :-

"میں اپنی تمام جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ (عبد الحکیم) سے بکلی قطع تعلق کریں۔ اسکے ساتھ ہرگز واسطہ نہ رکھیں۔" (ذکر الحکیم ص۳۹)

جس وقت ڈاکٹر کو اس اعلان کی اطلاع ملی۔ اور اخبارات سلسلہ میں اس نے پڑھ لیا۔ تو ایک دم نعل در آتش ہو گیا۔ اور اب اسکے مرشد و راہنما شیطان الرجیم کو عبد الحکیم ایسا فرمانبردار روحانی فرزند شاگرد خبیث ہتھے چڑھ گیا۔ کہ جسکے ذریعہ وہ اپنا مقصود حاصل کر سکے۔ اور اس مدباطن روحانی فرزند کے دماغ میں یہ بٹھا دیا۔ کہ تو بھی ملہم ہے۔ دیکھ میں پہلے کیسے کیسے الہام کہاتا ہوں اب تو اس مرسل ربانی مسیح قادیانی کے مقابلہ میں ملہم ثانی بن جا۔ مگر یہ مرتبہ عالیہ تجھ کو اسوقت حاصل ہو سکتا ہے۔ جبکہ تو اے میرے لخت جگر عبد الحکیم مسیح موعود کی تکذیب میں ناخنوں تک زور لگائے۔ کیونکہ یہی وہ شخص ہے جس کا آخری جنگ اس آخری زمانہ میں میرے ساتھ ہونے والا تھا۔ اور یہی مسیح میرا دشمن ہے۔ اب اے میرے نونہال عبد الحکیم تو میرا سہارا اور کمزوری کا آلہ ہے۔ تجھ سخت شدائد کے بعد میں نے تجھے پایا ہے

اور بڑے بڑے حیلے بہانے یہ سنہری موقعہ تیرے واسطے سے مجھے حاصل کیا ہے۔ میں اول سے تیری فطرت ملعونہ کو اپنے مشن کے مطابق دیکھتا تھا۔ اور دن رات اسی تگ و دو میں رہتا تھا کہ تو کسی طرح میرے ہاتھ میں آجائے۔ مارے میری وہ آرزو پوری ہوئی۔ اور میری مراد بر آئی۔ آ میں پہلے تیری بلائیں لوں اور پھر تجھے وہ ہی خطابات بلکہ اس سے بڑھ کر القاب دوں۔ جو رحمن۔ رحیم نے اپنے مسیح کو آسمان سے دئے ہیں۔ اب آسمانی دروازے تو تیرے لئے بند ہو گئے۔ مگر میں نے زمینی سارے سوراخ تیری خاطر کھول دئے ہیں۔ جس سوراخ سے چاہے۔ زمین میں داخل ہو کر میرے خزائن سے مٹھی بھر بھر اپنا دامن پر کر لے عبد الحکیم نے اپنے حسب منشار شفقت شیطان الرجیم کو ماں۔ مہربان سے بھی بڑھ کر شفقت فرماتا پایا۔ تو اسکو کہنے لگا کہ قبلہ حاجات آپ یہ بجا فرما رہے ہیں۔ مگر میرا دل ڈرتا ہے کہ جس شخص کے مقابل آپ مجھے کھڑا کرنا چاہتے ہیں وہ ایک صادق راست باز انسان ہے۔ اور مرسل رحمان ہے۔ بیس سال تک میں نے اسکے دلائل سُنے ہیں۔ اور قرآن مجید کی تفسیر میں پُر زور حجت و برہان کے ساتھ اس کی صداقت کا ثبوت دنیا میں پیش کیا ہے۔ اور بڑے بڑے رویا رصالحہ والہامات میں اس کی سچائی میں دیکھ چکا ہوں۔ جنکو ذکر الحکیم ملا میں شائع بھی کر چکا ہوں۔ اب اس کا کیا علاج کروں۔ لوگ مجھے کیا کہینگے اور میری اس تکذیب کو اس تصدیق کے مقابلہ میں کیا سمجھینگے؟

عبد الحکیم کی اس آہ و بکا کو سُنکر شیطان الرجیم نے کہا کہ اے میرے گھر کے چاند اور آنکھوں کے نور اس خوف کو تو دل سے کر دے دور اور کمر بستہ ہو کر اٹھ کھڑا ہو۔ کیا تجھے یہ معلوم نہیں۔ کہ مسیح قادیانی نے دسمبر ۱۹۰۵ء میں اپنی وفات کے متعلق خداوند جلیل کے وہ سب الہامات شائع کرکے وصیت نامہ لکھ دیا ہے۔ اور وہ الہامات الٰہیہ کسی طرح غلط نہیں ہو سکتے۔ انہیں کھلے الفاظ میں مسیح موعود کی وفات کا زمانہ بتلا دیا

گیا ہے۔ جو صرف تین سال کی زیادہ نہیں ہے تو سہی۔ قرب اجلک المقدر۔ اور قل میعاد ... اور بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور ... کے ... پیٹ کر لائے ہیں" اور " وقت تو نزدیک ... اور " ساعتیں کو ایک واقعہ ہمارے متعلق" ... اور " تین گھونٹ آب زندگی کے باقی رہ جانیوالا ... یہ سب کچھ معلوم ہو جانے کے بعد اب تیرے لئے ... بنکر اس کی وفات کی پیشگوئی کر دینا کونسی مشکل بات ... سب کچھ ہوا ہوا یا موجود ہے۔ ان الہامات اور ... کی موجودگی میں جو مسیح موعود کی وفات پر بقیہ ... زندگی کے صریح ناطق ہیں۔ تجھے کونسی دشواری ہے ... تو ڈرتا ہے۔ پیارے فرزند! مجھکو تو یہ معلوم ... اور تو نے لکھ بھی دیا ہے کہ :-

" میں ایک گنہگار اور بے عمل انسان ہوں۔ میرا دماغ الہامات اور خوابات کے لئے فطرتاً ... ہے ... میں سچ کہتا ہوں کہ اگر میں خاص توجہ اور محنت کے ساتھ مشق کروں۔ تو مرزا ... قادیانی سے سینکڑوں درجہ بڑھ جاؤں"
(کانا دجال ص۱)

- پس اے میرے نور بصر! جبکہ مشق و توجہ ... بجیال و دعوے خود کانے دجال سے بڑھ ... اور الہامات و رویا کو کیسی اور مشق کا نتیجہ جانکر ... اس وقت سے بڑھ کر اور کونسا وقت تیرے لئے مشق ... توجہ کا ہوگا۔ اور جبکہ تیرا دماغ الہامات و خوابات ... لئے موزون ہے۔ توان کے سمجھنے کے لئے تو ... ہے۔ کیا تو مرزا کے رسالہ الوصیت اور الہامات ... دیکھ کر اتنا بھی نہیں سمجھا کہ اب ... سے زیادہ تین سال آئندہ رہے ... میں اس کی وفات کی صریح خبر ... مت ڈر۔ فوراً لکھدے کہ ... الہام ہوا ہے۔

عبد الحکیم کو اپنے ... بہت پسند آیا۔ اور ...

ی وفات مسیح موعود کی خبر دیگئی تھی۔ پڑھا تو خوب بتا
حقیں مرزا صاحب اب زیادہ سے زیادہ تین سال
ینگے۔ تو تین ہیں نہ لکھ دیں کہ مجھے الہام ہوا
کہ تین سال ... ت ہو جائے گا۔ اس کو دل کینہ
... شیطان کے فرمانبردار نے بڑی سوچ و فکر
کے بعد حضرت مسیح موعود کے متعلق لکھا کہ مرزا
بتاریخ ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو مندرجہ ذیل الہامات
تے ہیں کہ :۔
مرزا مسرف ہے۔ کذاب اور عیار ہے۔ صادق
کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ اور اسکی میعاد
میعاد تین سال بتائی گئی ہے " (کانا دجال)
یاوہ گوئی کا نام کانا دجال یا کوئی اس کا ہمزاد جاہل
تو البتہ سہار نپوری اگر پیشگوئی رکھتا ہے۔ تو اس
کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ اس بیجا کو سوچنا
چاہیئے۔ کہ مرزا صاحب علیہ السلام نے تو پہلے سے
دسمبر ۱۹۰۵ء میں اپنی وفات کی پیشگوئی کر دی
تھی۔ اور لکھ دیا گیا تھا۔ کہ خدا کی متواتر وحی سے معلوم
ہوچکا ہے۔ کہ میرا زمانہ وفات قریب ہے۔ اور خدا نے
مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ کہ زندگی کے "بہت
تھوڑے دن رہ گئے ہیں" اور مجھے دکھا دیا ہے
کہ دو تین گھونٹ آب زندگی باقی رہ گیا ہے۔ یہ
سب کچھ معلوم ہو جانے کے بعد اگر کانا دجال یا
کوئی شیطان یہ لکھ کر شائع کرے کہ مرزا صاحب تین
سال میں فوت ہو جائینگے۔ تو یہ اس ہرزہ دراکذاب اکبر
شیطان کی مسخری چالاکی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا
ہے۔ اے منصف مزاج لوگو! تم میں اگر خوف
خدا ہے تو بتاؤ تو سہی کہ آیا مرزا صاحب نے اپنی وصیت
... کے دسمبر ۱۹۰۵ء میں یہ نہیں بتا دیا تھا کہ میری
وفات کا زمانہ بہت قریب آگیا ہے۔ اور یہ نہیں شائع
کیا تھا کہ "۲۷ تاریخ کو ایک واقعہ ہمارے متعلق"
دیا گیا تھا کہ وہ لاہور سے افسوسناک خبر
... نہیں لکھ دیا تھا کہ اے اہل بیت۔
... اپنی امتحان کو قبول کر " اور یہ نہیں

لکھ دیا تھا کہ " ان کی نعش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں "
اور یہ نہیں بتا دیا تھا کہ " دو تین گھونٹ آب زندگی
باقی رہ گیا ہے " اور یہ سب کچھ کانے دجال پٹیالوی
بد خصال کی بیہودہ گوئی مشتہرہ ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء
سے پہلے پہلے نہیں شائع ہو چکا تھا ؟ اور مرتد مذکور
نے کیا ان کو اپنی ہرزہ درائی سے قبل نہیں پڑھ لیا
تھا۔ اس سارے استفسار کا جواب ایک ہی ہے
کہ ہاں ! ہاں !! بے شک یہ سب کچھ پہلے شائع ہو کر
عبد الحکیم کے پاس پہونچ چکا تھا۔ پس جبکہ یہ بات
ہے۔ تو پھر مرتد مذکور کا اسکے بعد یہ لکھنا کہ " مرزا تین
سال میں ہلاک ہو جائے گا " شرارت اور بے حیائی
اور بے ایمانی اور یاوہ سرائی و ہرزہ درائی نہیں تو کیا
ہے ؟
عبد الحکیم مرتد کا یہ لکھنا کہ " مرزا مسرف۔ کذاب۔
عیار ہے۔ اور صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا
اور اسکی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ محض شیطانی
اغوا ہے۔ جس کی سب سے بڑی زبردست اور لاجواب
دلیل جس کا جواب آج تک نہ مرتد مذکور سے نہ اسکے
کسی ستور سے ہو سکا۔ اور نہ آیندہ ہو سکے ۔ یہ ہے
کہ شیطان اخرس سے اپنی یاوہ گوئی کے اصل الفاظ
آج تک نہیں شائع ہو سکے۔ جن الفاظ میں اسکے ملہم
نے اس کو یہ اطلاع کیا تھا۔ باوجودیکہ مسیح موعودؑ
نے یہ لکھا تھی کہ عبد الحکیم نے اصل الفاظ اس الہام
کے جس میں سال میعاد وفات بتائی گئی ہے نہیں
لکھے۔ اس مطالبہ کو پورا کرنا ملہم شیطانی کا فرض
اولین تھا۔ جس کو اس نے آج تک نہیں پورا کیا۔
اور نہ کر سکتا تھا کیونکہ خدا کی طرف سے تو الہام تھا
ہی نہیں۔ وہ تو سرقہ تھا مسیح موعود علیہ السلام کے
الہامات کا۔ اسلئے اس نے باوجود بار بار اس
مزخرفات کو شائع کرنے کے اصل الفاظ نہ بتلائے
منصفین ذرا غور تو کریں کہ مرتد کے یہ الفاظ کہ مرزا
کی موت کی " میعاد تین سال بتلائی گئی ہے "
کیا یہ ظاہر نہیں کرتے۔ کہ وہ کلام اسکے علاوہ ہے

جسمیں مرزا صاحب کی وفات ہم کے مضمون کا ذکر ہے۔
لی ہے۔ ان اصل الفاظ کا آج تک نہ ظاہر کرنا میری دلیل
ہے۔ اس امر کی کہ یہ میعاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے اس رویا ر صادقہ سے چرائی گئی ہے۔ جسمیں دو تین
گھونٹ آب زندگی کا باقی رہنا دیکھا گیا تھا؟ تب ہی
تو شریر پٹیالوی اصل الفاظ نہیں دکھلا سکا۔
بہرحال یہ ثابت شدہ صداقت ہے۔ کہ مرتد اپنے تسلیمی
یہ ڈینگ اسوقت مارنے لگا۔ جبکہ خدا تعالیٰ عالم الغیب
والشہادۃ کی جانب سے اسکے مرسل مسیح موعود کو پہلے
اطلاع مل چکی کہ تیری وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے
اور دو تین سال زندگی باقی رہ گئی ہے۔ جو کہ مقدر تھی۔
اور ستائیس تاریخ کو تو اس عالم فانی سے اوجھل ہو جائیگا
اور علاوہ دیگر دلائل قویہ کے سب سے بڑی اقوی دلیل اس
کے سرقہ کی یہ ہے۔ کہ مرتد مردود اصل الفاظ الہام
کے نہیں سنا سکا۔ جنمیں اس کو یہ تین سال میعاد بتلائی
گئی تھی۔ تا اس کا سچ معلوم ہو جاتا ۔
مفتری مکار پٹیالوی نابکار کے اس سرقہ الہام کے

خدا سچے کا حامی ہو

مقابلہ میں حضرت جری اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے
۱۶ر اگست ۱۹۰۶ء کو مندرجہ ذیل اشتہار شائع کیا جسمیں
مرتد مذکور کی ۱۲ جولائی سے تین سال تک میعاد وفات
والی پیشگوئی اور اسکے جواب میں خدا تعالیٰ کے الفاظ میں
اپنی پیشگوئی شائع کی۔ جو عبد الحکیم کے متعلق ہے۔ اور
وہ یہ ہے :۔

وہ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور
علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے
کہلاتے ہیں۔ اُنپر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں
کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے
وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔
ربّ فرق بین صادق وکاذب
انت تریٰ کل مصلح وصادق

(اشتہار خدا سچے کا حامی ہو۔ مطبوعہ ۱۶ر اگست ۱۹۰۶ء)

اس پیشگوئی میں دو امر بتلائے گئے ہیں۔ اوّل مرتد پٹیالوی

...ید وقت آسمانی عذاب میں مبتلا ہونا۔ وہ نیم صادق
...ذب میں فرق دکھلایا جانا۔ اس تمام اشتہار میں
...عذاب ہی ایسا نہیں جس کا مفہوم یا منشا وہ ہو جو
...ہے متوہم نے اپنے اشتہار میں جس کا یہ جواب دیا جا رہا
یہ لکھا ہے کہ وہ۔

مرزا صاحب نے کمال بے باکی کے ساتھ ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے مقابلہ میں ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو یہ مضمون شائع کیا کہ خود عبدالحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائیگا۔ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں۔ کہ عبدالحکیم کی پیشگوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔" (اشتہار سہارنپوری)

یہ وہ نجاست ہے جس کو عبدالحکیم خان مسیح الدجال نے (شیخ محمد جان تراوڑی کے حقیقی کانے دجال نے) اپنے رسالجات اعلان الحق کے صفحہ ۵ پر موٹے [illegible] نکال کر ڈالا ہے۔ آہ گندگی کو گندے حروف سے سرپھرے دماغ والے سہارنپوری نے غنیمت جان کر نوش جان کر لیا۔ آہ صد آہ! کہ ایسے بیہودہ لوگ اور جاہل مطلق دشمن دین و ایمان یہودی صفت حیوان تبک انسان بھی دنیا میں موجود ہیں جو جھوٹ بولنے سے ذرا بھی نہیں ترستے۔ اور نہ صرف زبانی جھوٹ بولتے ہیں۔ بلکہ سفید پر سیاہ لکھ کر اپنا نامۂ اعمال بھی کالا کر لیتے ہیں۔ اے سہارنپوری مجنون! تونے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور [illegible] ہو کر جھوٹ بولا۔ تو نے یہ نہ جانا اور سمجھا کہ جن تحریروں کا حوالہ میں اشتہار میں دے رہا ہوں۔ وہ دنیا میں دوست دشمن سب کے پاس موجود ہیں۔ اگر کسی نے اصل اشتہار مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو نکال کر پڑھا۔ اور انہیں یہ کہیں لکھا پایا کہ:۔

"خود عبدالحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائیگا۔ الخ"

تو وہ تجھ پر ہزار لعنت نہ کریگا تو اور کیا کریگا۔ تف ہے تیری اس ایمانداری پر۔ اور حیف ہے تیری اس جاہلانہ ہوشیاری پر کہ صرف آ... رہنما مرتد پٹیالوی کے رسالہ کو دیکھ کر ہی جو اس میں لکھا پایا۔ وہی حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کر دیا۔ اور ابھی کیا ہے۔ آگے چل دیکھ تو تیری کیسی دھجیاں خدا کے فضل سے اڑاتا ہوں

او خناس! اب تو بھی ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کے اشتہار میں کہاں مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ عبدالحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائیگا الخ کیا اسی دروغگوئی پر خدا کے پہلوان جری اللہ مسیح الزمان علیہ السلام کے خلاف اشتہار دینے پر آمادہ ہوا تھا

لعنۃ اللہ علیک وعلی من لدیک

جب یہ امر ثابت ہو گیا کہ عبدالحکیم کی یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ بلکہ مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں سے سرقہ کرکے انکی کتا شہیدوں میں ملنا چاہتا ہے۔ تو یہ بھی صاف ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات مرتد کے اضغاث احلام کے مطابق نہیں ہوئی۔ بلکہ اپنی پیشگوئی اور خدا کے فرمودہ الہامات "قرب اجلک المقدر" "وقت تو نزدیک رسید" "بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں" اور "دو تین گھونٹ آب زندگی باقی ہے۔" وغیرہ کے مطابق ہوئی۔ اور آپ راست باز نکلے۔ جیسا بتایا تھا۔ ویسا ہی واقعہ ہوا مرتد کے سہارنپوری حامی یا خود مرتد کا دعویٰ لاف وگزاف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ عبدالحکیم کی روسیاہی اور سہارنپوری کی بے حیائی کے ثبوت میں تو اسی قدر ثابت کر دینا کافی تھا کہ مرزا صاحب پٹیالوی ڈاکٹر کی پیشگوئی کے مطابق نہیں ہوئی بلکہ اپنی پیشگوئی کے موافق فوت ہوئے ہیں۔ لیکن ہم دروغگو کو اسکے گھر تک پہنچا کے چھوڑینگے انشاء اللہ اور اسپر اور بھی لکھتے ہیں۔ جس سے عبدالحکیم کا کاذب اور سہارنپوری کا اکذب ہونا آفتاب سے زیادہ روشن طور پر نظر آجائے۔

سہ سالہ پیشگوئی منسوخ

مرتد پٹیالوی اور سہارنپوری مکذب کا یہ دعوے۔ کہ مرزا صاحب ۱۲ جولائی ۱۹۰۹ء یا یکم جولائی ۱۹۰۸ء والی پیشگوئی کے مطابق فوت ہوئے ہیں سب خاک میں مل جاتا ہے۔ جب وقت پٹیالوی مخبوط الحواس کا رسالہ اعلان الحق سامنے آجائے۔ خدا تعالیٰ نے صادق اور کاذب میں ایسا فرق کرکے دکھلایا ہے کہ ڈاکٹر مرتد اور اوسکے ہوا خواہوں کیلئے ؎

"نہ مرے رہنے کی گنجایش نہ جینے کی جگہ باقی"

رہی۔ ڈاکٹر مذکور نے جب مارچ ۱۹۰۶ء کے وہ الہام پڑھے۔ جو مسیح موعود کو ہوئے۔ اور ریویو جلد ۵ کے نمبر ۳ میں شائع ہو گئے۔ جو یہ ہیں کہ اے اہل بیت۔

(۱) "تیرے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر"

(۲) "انکی نعش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں"

تو کچھ ان الہامات کو پڑھ کر اور کچھ یہ سمجھ کر کہ میں نے جو سہ سالہ میعاد کی پیشگوئی کی ہے۔ اس کا ماخذ تو وہ "دو تین گھونٹ آب زندگی" والا رؤیا رہا۔ جسکے مطابق تین سال تو اکتوبر ۱۹۰۸ء میں پورے ہو جاتے ہیں۔ اور میری پیشگوئی کی میعاد اس سے آگے بڑھ جائیگی۔ جو ۱۲ جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہوگی۔ یہ بڑی غلطی لگی۔ کیونکہ مرزا صاحب نے تو مطابق الہامات و رؤیا مذکورہ ڈھائی تین سال میں فوت ہو جانا ہے۔ اور یہ میعاد انکے رؤیا "آب زندگی" کے مطابق اکتوبر ۱۹۰۸ء میں پوری ہو جائیگی۔ اسلئے ایسی پیشگوئی بناؤ۔ جو اسکے لگ بھگ رہے۔ تاکوئی یہ بھی نہ کہے۔ کہ مرزا صاحب کے الہامات سرقہ کرکے یہ پیشگوئی کی۔ لہٰذا اس کی درستی کرو۔ تاکہ عین اس رؤیا کے قریب قریب ہو جائے۔ تا کہ اسکے حساب لگا کر سہ سالہ میعاد کو منسوخ قرار دے کر لکھ مارا کہ

"اللہ تعالیٰ نے (مرزا کی) شوخیوں اور نافرمانیوں کی سزا میں سہ سالہ میعاد میں سے جو ۱۲ جولائی ۱۹۰۹ء کو پوری ہوتی تھی۔ دس مہینے اور گیارہ دن کم کر دئے۔ اور مجھے یکم جولائی ۱۹۰۷ء کو الہام فرمایا کہ مرزا آج سے چودہ ماہ تک بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائیگا۔"

(اعلان الحق و اتمام الحجہ ص)

جبکہ یہ فیصلہ شدہ مرتد پٹیالوی نے سہ سالہ پیشگوئی جو ۱۲ جولائی

گئی تھی۔ اس کی خدا نے تکذیب و تردید و تنسیخ کر دی۔ اور اسکی بجائے یکم جولائی ۱۹۰۸ء سے چودہ ماہ کی میعاد کو اس کرکے اپنی روسیاہی کر لی۔ لہٰذا سہ سالہ میعاد والی پیشگوئی کا تو نام و نشان مٹ چکا۔ اس کا ذکر کرنا ہی مرتد اور مکذب کے لئے قابل شرم ہے۔ کیونکہ وہ منسوخ ہو چکی ہے اب تو چودہ ماہ والی پیشگوئی کا تنازعہ ہے۔ جسکی بات آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ لکھا جائیگا۔ کہ جس سے مرتد اور اسکے ہمنوا خواہ زندہ در گور ہو جاینگے۔ [illegible]

انتظام سلسلہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا اعلان

تمام احباب جماعت احمدیہ کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ ضروریات سلسلہ کے پورا کرنے کے لئے قادیان اور بیرونجات کے احباب سے مشورہ کرنے کے بعد میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ سلسلہ کے مختلف کاموں کے سرانجام دینے کے لئے چند سیکرٹری مقرر کئے جائیں۔ جن کا فرض ہو کہ وہ حسب موقعہ اپنے متعلقہ کاموں کو پورا کرتے رہیں۔ اور جماعت کی تمام ضروریات کے پورا کرنے میں کوشاں رہیں۔ فی الحال میں نے اس غرض کے لئے ایک ناظر اعلیٰ۔ ایک ناظر تالیف و اشاعت۔ ایک ناظر تعلیم و تربیت۔ ایک ناظر امور عامہ اور ایک ناظر بیت المال مقرر کیا ہے۔ اور ان عہدوں پر سردست ان احباب کو مقرر کیا ہے۔ ناظر اعلیٰ مکرمی مولوی شیر علی صاحب۔ ناظر تالیف و اشاعت مکرمی مولوی شیر علی صاحب۔ ناظر تعلیم و تربیت مکرمی مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ ناظر امور عامہ عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب۔ ناظر بیت المال۔ مکرمی ماسٹر عبد المغنی صاحب۔ [illegible] جماعت کی ضروریات [illegible] اور [illegible] کے لئے مکرمی مولوی سید سرور شاہ [illegible] مولوی محمد اسمٰعیل صاحب [illegible] مکرمی

حافظ روشن علی صاحب اور قضاء کے لئے مکرمی قاضی امیر حسین صاحب مکرمی مولوی فضل الدین صاحب اور مکرمی میر محمد اسحٰق صاحب کو مقرر کیا ہے۔ آئندہ جو تغیرات ہونگے۔ ان سے وقتاً فوقتاً احباب کو اطلاع دیجاتی رہیگی۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب ان لوگوں کے کام میں پوری اعانت کرینگے اور سلسلہ کی کسی خدمت سے دریغ نہ کرینگے۔ ابتدائی کام میں بعض ضروری [illegible] سے ان احباب کو ہر وقت [illegible] احباب کی [illegible] ہوگی جیسے کہ ان کو بہت سا وقت خرچ کرنا ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور اسکے دائم کردہ سلسلہ کے استحکام کے لئے مجھے یقین ہے کہ سب احباب اس تکلیف کو خوشی سے برداشت کرینگے۔ [illegible] ان کو رکھوں [illegible] شکر [illegible] مستحق ہونگے اور [illegible] کوششوں کی قدر کریں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد

صدر انجمن احمدیہ کے ایک نہایت ضروری امر کے متعلق صیغوں کے افسروں سے ترتیب دیکھی ہے جو بارہ ہفتہ کے نوٹس پر مجلس معتمدین کے حاضر الوقت ممبروں کے ساتھ امور متعلقہ انجمن کا فیصلہ کیا کریگی اور اس طرح اب آئندہ انفصال معاملات ہوا ہوا کریگی ۔

چند نایاب کتابیں

حمائل شریف معہ لغات القرآن یہ نایاب حمائل اعلیٰ کاغذ سفید موزون تقطیع پر جو فیروز پور میں طبع ہوئی تھی۔ ہر ایک لفظ جدا جدا نہایت خوشخط ہے۔ سورتوں اور آیتوں کے نمبر ہر صفحہ پر دیئے گئے ہیں۔ حاشیہ صاف اور خوشنما ہے کرنے کے بھی قابل ہے۔ پر حاشیہ اس کے ساتھ لغات القرآن ہے۔ جو بڑی ضخیم ہے۔ قرآن مجید کے تمام الفاظ کے معنے اس میں لکھ دیئے ہیں۔ ابتدا میں سورتوں کی فہرست۔ آخر میں فہرست مضامین قرآن کریم لغات القرآن کے اول میں عربی گرامر کے وہ قاعدے لکھے ہیں جو قرآن خواں کے لئے نہایت مفید اور آسان ہیں۔ [illegible] ہر دو مجلد [illegible]

تاریخ اسپانیہ یہ سلطنت اسلامیہ سپین کی مسبوط تاریخ ہے جسکا فرانسیسی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اسمیں نقشہ جات [illegible] بھی ہیں۔ اس کتاب کا وزن سوا سیر پختہ سے زیادہ ہے اور قریباً نو سو صفحات میں۔ کاغذ اعلیٰ۔ لکھائی جلی چھپائی عمدہ خط و [illegible] نایاب کتاب ہے۔ قیمت مجلد للعہ

حکایات الصالحین یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب عربی ریاض الصالحین کا اردو ترجمہ ہے۔ جسمیں بزرگان دین اولیاء کرام رحمہم اللہ کے حالات دلچسپ نصیحت خیز درج ہیں۔ اس کتاب کو شیخ [illegible] مرحوم بھوپال نے طبع کرایا تھا۔ تقطیع کلاں ہے۔ صرف ایک جلد ہمارے پاس فروخت کے لئے ہاتھ لگی ہے۔ نہایت نایاب ہے۔ قیمت مجلد پانچ روپے (عہ)

مولوی محمد حسین بٹالوی کا ریویو براہین احمدیہ ایک نسخہ برائے فروخت آیا ہے یہ وہ ریویو ہے جس نے محمد حسین بٹالوی کو سلسلہ احمدیہ اور دنیا کے سامنے بعد تحریر ریویو مذکور مسیح موعود علیہ السلام کے مخالف ہو جانے پر شرمندہ کر دیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس ریویو کو جو حضور مسیح موعود کی صداقت کی دلیل دشمن کی قلم سے نکلی ہوئی ہو۔ اپنی تصانیف میں بطور دلیل صداقت خود پیش کیا ہے۔ یہ نہایت ہی نایاب ہے۔ قیمت عـہ

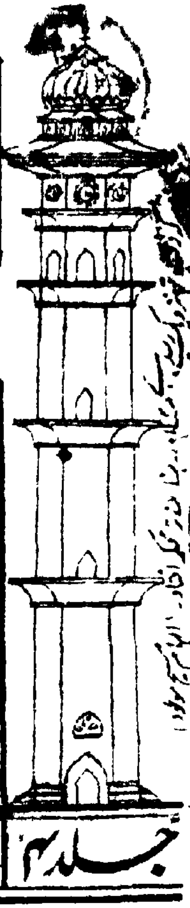
مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نام جو آخری فیصلہ کا خط حضور نے لکھا تھا جسپر امرتسری ہمیشہ زور دیا کرتے ہے مگر دم بخود ہو جاتا ہے اس اصل خط کا عکس چھپوا دیا گیا ہے احمدی احباب اسکو منگا کر پڑھیں۔ صرف ۱/ کے ٹکٹ آنے پر ایک عکس بھیجا جائے گا۔ ایک روپیہ کے [illegible]

[illegible] مطبع [illegible] قادیان [illegible] پرنٹر [illegible] الاسلام [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۹۹

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے



فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۶ | نمبر ۳

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ خلیفۃ المسیح خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ اور روز افزوں صحت میں ترقی ہے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا وہ پرچہ اخبار مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء جو امرتسری کی پردہ دری اور اس کو ذلیل کرنے کا زبردست حربہ ہے۔ اور جو بالکل نایاب تھا۔ خدا کے فضل سے اس کو خاکسار ایڈیٹر فاروق نے سطر بسطر صفحہ بصفحہ مطابق اصل کے طبع کرایا ہے۔ جس میں ایک حرف بالفاظ تک آگے پیچھے یا کم و بیش نہیں۔ عین مطابق اصل کے ہے۔ احباب اس کو منگا کر اپنے پاس رکھیں قیمت ۱/ ہے

مولود مسعود - شب جمعہ ۱۷ ماہ رواں کو ایک بجے کے بعد مکرم قاضی اکمل صاحب کے گھر میں خدا تعالیٰ نے فرزند سوم عطا فرمایا ہے جس کا نام [illegible]

غطریف کا ابّا اور میں

میں نے اک روز یہ غطریف کے ابا سے کہا
مہدیٔ وقت کی بیعت میں تمہیں عذر ہے کیا
ہنس کے کہنے لگا کیا فائدہ؟ فرمائیے گا
آتشِ شوق سے دل کو مرے گرمائیے گا
کلمہ پڑھتا ہوں بس مجھ کو یہی کافی ہے
اور امراضِ دلی کا تو خدا شافی ہے
میں نے سمجھایا کہ غطریف کے ابا سوچو
اپنی داڑھی کو نہ تم اپنے ہی ہاتھوں نوچو
کلمہ پڑھتے ہو جس کا یہ وہی آیا ہے
[illegible]

وہ جو بعثت تھی مقدر جمعہ سورت میں
ان کمالات کا جامع کسی خوش صورت میں
دیکھ لو وعدہ وہ پورا شبِ قدر ہوا
آخرِ کار ہلالِ سَنَعِیُ بدر ہوا
فیج اعوج ہے شب تار اندھیرا سے بچو
کیوں مصیبت میں پڑو یار اندھیرے سے بچو
چاند کی چاندنی ٹھنڈی ہے ادھر آ بیٹھو
پھاڑ کھائے گا درندہ کوئی گھر آ بیٹھو
صحنِ گلشن بھی ہے وہ چشمہ بھی ہے سلسبیل
یعنی خمخانۂ شرب [illegible] باقی
اب یہ قسمت ہے تمہاری [illegible]
میں نے بتلا دیا [illegible]

بشارت ہو کہ نکلا احمدی پھر نوجواں ہو کر

گذشتہ سال میں خاکسار خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروق نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ آج کل جو مخالفین و معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ بہت سرچڑھ کر سامنے آنے لگے ہیں۔ اسلئے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ رسالہ **احمدی** کو دوبارہ جاری کیا جائے۔ میری اس آواز پر بہت سے احباب نے جن کو **احمدی** سے دلی محبت اور تبلیغ سلسلہ کا سچا جوش ہے۔ مبارکباد کے خطوط بھیجکر اجراء رسالہ کے واسطے زور سے تائید کی اور خریداری کی درخواست بھی ساتھ ہی بھیجدی۔ ان سب دوستوں کے نام میں نے رجسٹر احمدی میں درج کر رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس ہمت کی جزاء خیر دے۔ آمین۔ لیکن ہر امر خدا کے ارادہ اور مصلحت کے ماتحت ہوتا ہے۔ کل امر مرہون باوقاتہا۔ احمدی کے واسطے کوئی ایسا محرک ہونا ضروری تھا جس سے اس کی ضرورت زیادہ محسوس ہو۔ سو آخر منشار نے سہارنپوری غول کے سرغنے مراد ان کی طرف سے ایک نہایت دجل و مکر سے بھرے ہوئے اشتہار حضرت اقدس مسیح موعود کے خلاف اندنوں شائع ہونے پر مجھے توفیق عطا فرمائی کہ اب **احمدی** کو ضرور جاری کر دینا چاہیے۔ سو خدا [illegible] کے فضل پر بھروسہ کرکے سنہ رواں سے احمدی رسالہ کو دوبارہ جاری کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور احمدی کا [illegible] پہلا نمبر ایک عظیم الشان حربہ دشمن ناکام [illegible] مرتد بدانجام اور اسکے حامی سہارنپوری [illegible] کے واسطے ہوگا۔ یہ رسالہ ۳۲ صفحہ ماہوار کا [illegible] کیونکہ کاغذ وغیرہ بہت گراں ہے [illegible] کسی غیر معین تاریخ پر شائع ہوا [illegible] نکالا [illegible] اسکی [illegible] محصولڈاک۔ اور یہ [illegible] مضمون بجواب مخالفین [illegible]

شائع کرنا مناسب سمجھا جائے۔ تو وہ یکبارہی نکالا جائیگا۔ خواہ رسالہ ۳۲ صفحہ سے زیادہ کا ہو جائے جسقدر زیادہ صفحات ۳۲ صفحہ سے علاوہ ہونگے وہ دوسرے نمبر میں محسوب ہو جائینگے۔ میری احباب سے صرف یہ شرط ہے کہ سال بھر میں ۳۸۴ صفحہ کی ایک جلد پوری کر دیجائیگی۔ بحساب ۳۲ صفحہ ماہوار۔ اور قیمت اسکی دو روپیہ اسلئے ہے کہ محصولڈاک ہر پرچہ پر دو پیسہ صرف ہوگا۔ کوئی رعایت ڈاکخانہ سے نہیں لی جائیگی۔ لہذا یہ بشارت دی جاتی ہے کہ رسالہ **احمدی** دوبارہ جاری ہو گیا۔ اور وہ خدا کے فضل سے مخالفین کے حق میں پیام اجل ہی ہوگا۔ جس سے عبدالحکیم مرتد پٹیالوی کے نام لیوا زندہ درگور ہو جائینگے۔ انشاء اللہ۔ اور یہ جواب ہوگا۔ سہارنپوری سلفیین کے اس گندہ اشتہار کی پہلی شکست کا جو "خدائی فیصلہ" کے عنوان سے انہوں نے نہایت شرارت سے حال ہی میں شائع کیا ہے۔ احباب سے التماس ہے کہ وہ بہت جلد اس کی خریداری کی درخواستیں دفتر فاروق میں ارسال کریں۔ کیونکہ گرانی کاغذ و مصارف طبع وغیرہ کی وجہ سے یہ زائد نہیں چھپوایا جائیگا۔ قریب قریب اتنا ہی طبع ہوگا۔ جسقدر درخواستیں پہونچ جائینگی۔ البتہ چندہ کی وصولی کے لئے یہ آسانی مناسب سمجھی گئی ہے۔ کہ دو روپیہ دو بار کرکے وصول کیے جائیں یعنے ششماہی وار چندہ لیا جاوے۔ لہذا جو غیر مستطیع احباب ہیں۔ ان سے اسوقت صرف ایک روپیہ چھ ماہ کا چندہ لیا جائیگا۔ اور صاحب وسعت دوستوں سے پورا دو روپیہ۔ احباب میرٹھ و سہارنپور کو چاہیئے کہ اپنی زیادہ جلدیں خرید کر اپنے اون علاقوں میں جہاں سہارنپوری اشتہار کا چرچا ہے تقسیم کریں۔ اور بہت جلد اطلاع دیں کہ وہ کسقدر جلدیں خریدینگے یہ پہلا نمبر جو غالباً دو نمبروں کا مجموعہ ۴۴ صفحہ کا ہوگا۔ تقسیم کرنے والوں کے لئے پانچ نسخے فی روپیہ کے حساب دیا جائیگا۔ اور ایک سال کی قیمت [illegible] ہوگی

محصول بذمہ خریدار۔ اور مستقل خریداروں کے نام ہر کا وی پی ششماہی کے واسطے کیا جائیگا۔ اور جن کی درخواستہائے خریداری پہلے آچکی ہیں۔ ان کو مزید درخواست کی ضرورت نہیں۔ بشرطیکہ وہ اوس عہد پر قائم ہوں۔ البتہ جو اب خریداری نہ چاہیں وہ اطلاعی کارڈ بھیجدیں تاکہ ان کے نام وی پی نہ بھیجا جائے۔ باقی سب کے نام حسب درخواست سابقہ وی پی ارسال ہوگا۔

ہمارے دوستوں کو "احمدی" کی اشاعت بڑھانے میں تن من دھن سے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور کم از کم چھ ماہ کا چندہ تو ادا کر کے اس کا لطف بھی دیکھ لیں کہ آیا احمدی دشمنان سلسلہ احمدیہ کو جھوٹے کے گھر تک پہونچا کر چھوڑتا ہے یا نہیں؟ ایک روپیہ ششماہ کیواسطے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر یہ مفید ثابت نہ ہوا تو پھر چھ ماہ کے بعد رسالہ پورا لے کر بند کر دیں۔

دوستو ہمت کرو۔ کوئی مہنگا سودا نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ پانسو بھی خریدار مستقل نہ ہوں۔ اگر پانسو خریدار بھی تم پورے کر دو۔ تو انشاء اللہ پھر احمدی کی ضربیں دیکھو کہ معاندین کے سروں پر کس طرح پڑتی ہیں۔ درخواستہائے خریداری ۳۱ جنوری ۱۹۱۹ء سے قبل دفتر فاروق میں پہونچ جائیں تاکہ تعداد رسالہ معلوم ہو کر اسیقدر رسالہ چھپوایا جائے کہ جس قدر درخواستیں ہوں۔ کیونکہ اخراجات بہت زیادہ آج کل ہو رہے ہیں کاغذ کی چوگنی قیمت ہے۔ اور چھپائی وغیرہ اخراجات بھی زیادہ ہیں۔

جن دوستوں کی درخواستیں پچھلے سال احمدی کے متعلق آئی ہوئی ہیں۔ اون میں بعض نے پانچ پانچ اور دس دس جلد کی خریداری لکھی ہوئی ہے۔ اب بھی ان کے نام اتنے ہی رسالہ وی پی ہونگے۔ بحساب فی رسالہ ششماہی کا۔ اس رسالہ میں مونگھیری اور پٹیالوی اور امرتسری وغیرہ مخالفین کے جوابات ہونگے۔ اور کوئی پولیٹیکل یا اخباری [illegible] نہ ہونگے۔ سابقہ درخواستیں پہنچ چکی ہیں۔ صرف [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۳ جنوری ۱۹۱۹ء

مرزا غلام احمد موعود ابن مریم ہیں

اس امر کے ثابت کر دینے کے بعد کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ۔ اور جس طرح مشکلات اور مصائب کے وقت دیگر انبیاء جیسے کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے زمین پر پناہ دی ۔ اسی طرح آیت اوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین کے مطابق حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کو بھی خدا تعالیٰ نے صلیبی آفت کے وقت پر فضا اور آرام دہ زمین میں پناہ دی نہ کہ آسمان پر اور جس طرح دیگر انبیاء و اولیاء کو پیدا کرنے کے بعد بالآخر ان سب کو خدا نے اپنی طرف اٹھا لیا ۔ اسی سنت قدیمہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو بھی خدا تعالےٰ نے دنیا سے اٹھا لیا۔

انسان مرکر ہی خدا کی طرف جا سکتا ہے

اور درحقیقت انسان اور خدا میں موت ایک بڑا بھاری سمندر ہے ۔ خدا کی طرف اس کا جانا نہیں ہو سکتا ۔ جب تک کہ پہلے اس سمندر کو عبور نہ کرے ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔ د هوالذی یتوفکم بالیل ویعلم ما جرحتم بالنہار ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی ثم الیہ مرجعکم کہ خدا تعالیٰ رات کو تمہاری روح قبض کرتا اور دن کو واپس کرتا ہے ۔ باوجودیکہ وہ جانتا ہے کہ تم نے کیا کیا ہوتا ہے ۔ یہاں تک کہ ... ۔ اسکے بعد تم خدا کی طرف جاتے ہو ۔ پھر فرماتا ہے ۔ قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الیٰ ربکم ترجعون ملک الموت تمہاری روح قبض کرتا ہے ۔ تب تم خدا کی طرف جاتے ہو اور

انا للہ وانا الیہ راجعون

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ کسی کی موت کی خبر سننے پر پڑھا جاتا ہے ۔ تو اس کا بھی یہی مطلب ہے ۔ کہ جس طرح یہ شخص مرکر خدا کی طرف گیا ہے کل کو ہم نے بھی مر کر اسکی طرف جانا ہے ۔ زندہ اس جسم کے ساتھ اس کی طرف نہ کوئی گیا اور نہ کوئی جائیگا ۔ پس حضرت عیسیٰ بھی مرکر ہی خدا کی طرف گئے ہیں ۔ غرض کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا ۔ جسکو آخر کار خدا نے دنیا سے اٹھا نہ لیا ہو ۔ ہاں اس قدر دلائل کے بعد ایک حق جو اور حق پسند شخص کے دل میں یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ مانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں ۔

حدیث النزول

مگر حضرت نبی کریمؐ کی صحیح حدیث کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم سے تین باتوں میں سے ایک بات تو ضرور ثابت ہوتی ہے۔

(۱) نزول کا لفظ جسکے معنے اُترنے کے ہیں اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر ہیں ۔ جبھی تو ان کا نزول ہو گا ۔ اگر یہ بات خیال میں نہ لائی جاوے ۔ تو دوسری بات حضرت عیسیٰ کا نام ابن مریم حدیث میں آنا طبیعت کو ضرور اس طرف لے جاتا ہے ۔ کہ اگر بالفرض حضرت عیسیٰ فوت بھی ہو گئے ہوں ۔ تو خدا تعالیٰ ان کو پھر زندہ کر کے مبعوث فرمائیگا تیسری بات یہ ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں ۔ اور آنیوالے ابن مریم سے کوئی اور ابن مریم مراد ہے تو بھی مرزا صاحب کا معاملہ صاف نہیں کیونکہ ان کا نام غلام احمد ہے ۔ ابن مریم یا عیسیٰ نہیں ۔ سو بفضل تعالیٰ میں ان خیالات کی تردید ذیل کی سطور میں صحیح کرتا ہوں ۔ امید ہے کہ ...

... یہ لفظ استعمال فرمایا ہے ۔ پہلا آنحضرتؐ سے پیدا ہوا ... لفظ نزول ہے ۔ کہ اس کا مطلب یہ سمجھا گیا ہے کہ یہ ... ہر شخص وقت بولا جاتا ہے ۔ جبکہ کوئی شخص آسمان یا اونچی جگہ سے اُترے ۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ یہی لفظ قرآن کریم میں خاص نبی کریمؐ کے حق میں خدا نے ان الفاظ بیان فرمایا ہے ۔ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم آیات اللہ ۔ کہ خدا نے تمہاری طرف نصیحت کرنیوالا رسول نازل کیا جو اللہ کی آیات تم کو سناتا ہے ۔ پھر انزل معہم (کہ انبیاء کی معیت میں کتاب کو بھی نازل فرمایا) سے تمام انبیاء کے نزول کا پتہ لگتا ہے ۔ اب ہر عقلمند جانتا ہے کہ نبی کریم آسمان سے نہیں اُترے ۔ بلکہ زمین پر پیدا ہوئے اور زمین ہی پر مبعوث ہوئے ۔

لفظ نزول کی تشریح

اصل میں انبیاء کی نسبت لفظ نزول کے استعمال کرنے میں ایک حکمت ہے ۔ جس سے ان کی شان نبوت ظاہر ہوتی ہے ۔ وہ اپنی بعثت سے پہلے دنیا سے قطع تعلق کرتے اور ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں ۔ اس زمانے کا نام عروج یا صعود ہے ۔ کہ بظاہر وہ زمین پر نظر آتے ہیں ۔ لیکن درحقیقت آسمانی عروج ان کو حاصل ہوتا ہے ۔ گویا وہ زمینی نہیں آسمانی ہیں ۔ جب وہ اس درجہ کے کمال کے اس نقطہ پر پہنچتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے خود قرب الٰہی حاصل کیا ۔ دوسرے غافل بے خبر دُور افتادگان کے لئے بھی باعث قرب الٰہی ہو سکتے ہیں ۔ یعنے ان کا فیض لازمی نہیں رہتا ۔ بلکہ متعدی ہو جاتا ہے ۔ اسوقت وہ ارحم الراحمین رب العالمین ان کو صرف آسمانی ہی نہیں رہنے دیتا بلکہ زمین والوں کے لئے بھی ان کو اخلاق کا اعلیٰ نمونہ بناتا ہے ۔ وہ نہیں چاہتے کہ اس پاک خلوت کے سوا کسی اور سے ان کے تعلقات ... نگران ... یہ چاہتے ... [illegible] ... بلکہ اہل ... [illegible]

[...] ہے۔ جہاں وہ اسباب کا نمونہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کے کیسے تعلقات ہونے چاہئیں اہل دنیا کو پھر انبیاء کا بھی سبق دیتے ہیں کہ خلق اللہ سے مخلوق کو کیسے تعلقات رکھنے چاہئیں۔ غرض ایسے وجود ایک کامل نمونہ ہو کر دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کا باعث بنتے ہیں۔ ان کے اس زمانہ کا نام زمانہ تعلق ہے۔ جو در حقیقت اپنے اندر ایک بڑا عروج رکھتا ہے۔ کیونکہ مدارج کے بڑھنے کے ساتھ ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ پہلے تو صرف اپنی ہی ان کو فکر ہوتی ہے۔ پھر ساری قوم کا بوجھ ان پر ڈالا جاتا ہے۔ پس یہ نزول اس طرح کا نہیں کہ وہ اس جسم کے ساتھ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور پھر ان کو اتارا جاتا ہے بلکہ یہ نزول اس لحاظ سے ہوتا ہے کہ ان کے تعلقات پہلے صرف آسمان سے ہوتے ہیں۔ پھر زمین والوں سے بھی ان کے تعلقات قائم کرائے جاتے ہیں تا ان کو بھی زمینی سے آسمانی آدمی بنائیں۔

حضرت نبی کریمؐ کا صعود و نزول

چنانچہ حضرت نبی کریمؐ کا ابتدائی زمانہ دیکھو کہ ان کے تمام اوقات کس طرح گوشہ خلوت میں گذرتے۔ گویا دنیا میں تو وہ بستے ہی نہ تھے۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ نے آپکو گوشہ تنہائی سے باہر نکالا اور آپکو اپنے تعلقات وسیع کرنے پڑے یعنی قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کا حکم پاکر دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔

[...] شان نبوۃ [...]

چونکہ آنے والے مسیح پر بھی یہ دونوں زمانے گذرنے تھے۔ اور خدا تعالیٰ [...] پر ممتاز فرمانا تھا۔ اسلئے [...] بھی نزول کا لفظ استعمال [...] خیال کہ جسم [...] بدل گئی ہے [...] بلکہ یہ [...] ابن مریم [...]

میں کہتا ہوں۔ کیا ایک نام کے دو شخصوں کا دنیا میں موجود ہونا ناممکن ہے یا نادر الوقوع ہے اگر نہیں تو پھر ایک نام کی بنا پر کسی فوت شدہ کو زندہ کرنے کی کوشش بے فائدہ ہے۔ کیا اسوقت ایک شخص اگر کسی کا نام رستم یا لقمان سنکر یہ سمجھ بیٹھے کہ یہی فوت شدہ رستم اور لقمان زندہ ہو کر آگئے ہیں کیونکہ یہ نام تو انہی کے تھے تو کوئی اس کو عقلمند سمجھ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ ہم اس کو یہی کہینگے۔ کہ ان ناموں کے یہ دو شخص اور ہیں۔ ناظرین کی تسلی کے لئے میں اس مسئلہ کو قرآن کریم اور حدیث کی رو سے اور بھی واضح کرتا ہوں۔ فوت شدہ لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ نے دو آیتوں میں عام قانون بیان فرمایا ہے۔

قانون عام

ثم انکم بعد ذلک لمیتون ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون کہ ہم نے تم کو پیدا کیا۔ پھر مارینگے۔ پھر قیامت کو ہی دوبارہ زندہ کرینگے۔ دوسری زندگی کے لئے یہ دنیا نہیں۔ بلکہ وہ دوسرا عالم ہے۔ شاید کسی کے دل میں یہ وہم گذرے کہ اس سے تو پھر عذاب قبر سے انکار لازم آتا ہے۔ اس کو حدیث من مات فقد قامت قیامتہ۔ (کہ جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی) پر غور کرنی چاہیئے۔ پس ایک قیامت صغریٰ ہے اور ایک قیامت کبریٰ۔ دنیوی موت کے بعد موت نہیں۔ ہاں قرآن اور حدیث میں نیند اور بے ہوشی کا ذکر آتا ہے پس قیامت کبریٰ میں نیند اور بے ہوشی سے ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون کے ماتحت کھڑا کیا جائے گا۔

(۲) اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخریٰ۔ کہ خدا تعالیٰ دو وقتوں میں بندوں کی روح قبض کرتا ہے۔ ایک جبکہ وہ سوتے ہیں۔ دوسرے اسوقت جبکہ وہ مرتے ہیں۔ نیند کے وقت جو روح قبض [...] پھر واپس دنیا میں بھیجا جاتا [...] قبض کی جاتی ہے اس کو خدا تعالیٰ اس عالم میں واپس آنے سے روک دیتا ہے۔ وہ اس دنیا میں واپس نہیں کی جاتی۔ اس کا قدم آگے کو ہی ہوتا ہے۔ اس عام قانون کے ماتحت حضرت عیسیٰ جب فوت ہو گئے ہیں۔ تو ان کی روح دوبارہ اس دنیا میں نہیں آسکتی۔

قانون خاص

اب وہ آیات لکھتا ہوں۔ کہ جن میں خاص قانون بیان کیا گیا ہے۔ مرنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ مومن یا کافر۔ مومنوں کے متعلق تو فرمایا ہے۔ ما ھم منھا بمخرجین۔ کہ وہ جنت میں داخل کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کو اس جنت سے نکالا نہیں جاتا۔ باقی رہے کافر۔ سو ان کی نسبت فرمایا ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون کہ ان کے اور دنیا کے درمیان روک ہے۔ جو بحیثیت مجموعی بعثت کے دن یعنی قیامت کبریٰ تک دور نہیں ہو سکتی۔ تا ان کی دوبارہ دنیا میں آنے کی آرزو پوری ہو۔ پس مومن تو دوبارہ دنیا میں اس لئے نہیں آسکتے۔ کہ جو جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔ وہ پھر نکالا نہیں جاتا۔ اور کافر اس لئے کہ ان کو آخرت کے لئے سرمایہ جمع کرنے کے لئے کافی وقت دنیا میں دیا جا چکا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنت میں جگہ پاکر پھر دنیا دار الابتلاء میں نہیں آسکتے۔

آں را کہ حق بجنت خلدش مقام داد
چوں بر خلاف وعدہ بروں آرد از ارم

موت ایک ہی ہے

اسکے علاوہ سورہ دخان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولیٰ۔ کہ جنتیوں پر موت نہیں آئے گی۔ مگر وہی ایک موت جو دنیا میں ان پر آچکی ہے۔ پس موت ایک ہی مقرر کی گئی ہے یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ارشاد الٰہی کے خلاف حضرت عیسیٰ فوت ہو کر پھر زندہ کئے جائیں۔ اور پھر ان پر موت وارد ہو۔ اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں۔ یہی دھوکہ [...] کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ [...]

یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت نبی کریمؐ پھر زندہ کئے جائینگے اور منافقوں کے ناک کان کاٹیں گے "

حضرت ابو بکرؓ کی تفسیر

تب حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا سلا یجمع اللہ علیک موتتین۔ کہ یا رسول اللہ خدا تعالے آپ پر دو موتیں جمع نہیں کریگا۔ جو مقررہ موت تھی وہ آپ پر آچکی ہے۔ ان سب دلائل کے علاوہ حضرت جابرؓ کے والد کا قصہ اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ کیونکہ حضرت نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ شہداء احد سے جنہیں کہ حضرت جابرؓ کا باپ بھی تھا۔ خدا تعالے اس قدر خوش ہوا کہ اس نے کہا۔ جو تم مانگو میں تم کو دوں گا۔ اس پر تمام شہداءؓ نے یہ درخواست کی کہ الٰہی ہم کو پھر دنیا کی زندگی عطاء فرما تا۔ ہم پھر تیری راہ میں قتل کئے جائیں تو باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جو تم مانگو گے۔ میں تم کو دوں گا۔ مگر

تقدیر الٰہی

جواب میں فرمایا۔ سبق القول منی انھم لا یرجعون۔ کہ میرا تو یہ قانون مقرر ہو چکا ہے۔ کہ جو مر جاتا ہے۔ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹایا جاتا۔ چونکہ تمہاری یہ درخواست ہمارے مقرر کردہ قانون کے خلاف ہے۔ اسلئے یہ منظور نہیں ہو سکتی۔ غرض جب حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور قرآن اور حدیث کی رُو سے اُن کا دوبارہ دُنیا میں آنا ناممکن ہے۔ کیونکہ جو مر جائے وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا۔ ہاں ہو سکتا ہے۔ کہ ان کا ہم نام کوئی دوسرا شخص آ جائے۔

نتیجہ پہلا مسیح اور ہے اور آنے والا اور

مذکورہ بالا بیان سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پہلا مسیح اور تھا اور آنے والا اور ہے۔ اسکے علاوہ قرآنی آیت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ ہماری اثبات کی کافی تائید کرتی ہے کہ پہلا مسیح اور ہے اور آنے والا اور۔ کیونکہ لفظ کما مماثلت اور مشابہت کے لئے آتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ دو الگ الگ وجود ہوتے ہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ مومنوں سے یہ وعدہ فرماتا ہے۔ کہ میں ان میں پہلوں کی مانند خلفاء پیدا کروں گا۔ تو حضرت عیسیٰ اس اُمت میں کس طرح خلیفہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو موسیٰ کی اُمت کے ایک خلیفہ ہیں بلکہ وعدہ الٰہی کے مطابق ان جیسا کوئی خلیفہ اس اُمت میں ہونا چاہئے نہ کہ بذات خود ان کو ہی اس امت کا بھی خلیفہ بنایا جائے "

تیسری دلیل

جس سے کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والا شخص مسیح موسوی نہیں بلکہ وہ کوئی دوسرا ہے۔ وہ نبی کریمؐ کی حلیتین والی حدیث ہے۔ جسکو مسلم اور بخاری دونوں نے اپنی صحیحین میں درج فرمایا ہے۔ کیونکہ مسیح موسوی جسکو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات فوت شدہ انبیاء کی جماعت میں حضرت یحییٰؑ کے پاس دیکھا۔ اس کا حلیہ سرخ رنگ گھنگھریالے بال بیان فرمایا ہے۔ اور دوسرا مسیح جس نے دجال سے مقابلہ کرنا ہے۔ اس کا حلیہ یہ بیان فرمایا ہے کہ اس کا رنگ گندمی ہے۔ اور گھنگھریالے بال نہیں بلکہ سیدھے ہیں۔

تیسری بات کا جواب

اب رہی تیسری کہ اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں۔ اور آنیوالا عیسےٰ اور ابن مریم کوئی دوسرا شخص ہے۔ تو پھر بھی مرزا صاحب کا معاملہ صاف ہے۔ کیونکہ ان کا نام عیسےٰ یا ابن مریم نہیں بلکہ غلام احمد ہے۔ اول تو غیر احمدی صاحبان کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ حضرت مرزا صاحب پر یہ سوال کریں۔ کیونکہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیشگوئی بیان فرمائی کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا۔ جس کا نام احمد ہو گا۔ اب غیر احمدی صاحبان اس پیشگوئی کا مصداق حضرت نبی کریمؐ کو قرار دیتے ہیں۔

نبی کریمؐ کا ذاتی نام محمدؐ تھا نہ کہ احمدؐ

حالانکہ آپ کا نام محمدؐ تھا بلکہ محمدؐ ہے۔ قرآن میں جہاں آپ کا [illegible] محمدؐ کے نام سے ہی آتا ہے۔ کلمہ توحید [illegible] درود شریف کو دیکھو۔ تو اس میں آپ کا [illegible] آپ کی انگشتری پر اگر کوئی نام کندہ تھا۔ جیسے کہ صحیح مسلم میں آتا ہے کہ آنحضرت [illegible] نے فرمایا کہ میرے گھر والوں نے میرا [illegible] تو کس صفائی کے ساتھ وہی اعتراض جو [illegible] صاحب پر کرتے ہیں۔ خود ان پر پڑتا ہے [illegible] صاحبان کے پاس سوائے اسکے کہ وہ یہ کہیں [illegible] نے آنحضرتؐ کا نام احمدؐ رکھا ہے۔ اور کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ پس جس خدا نے آنحضرتؐ کا نام احمد [illegible] اسی نے حضرت مرزا صاحب کا نام عیسیٰ اور ابن مریم رکھا۔

اصول کی بات

اور پھر کیا یہ تمہارے اصول کی بات نہیں یستعار لعالم فقیہ متقی ابی حنیفۃ۔ کہ استعارے کے طور پر ایک [illegible] عالم کو ابی حنیفہ کہہ سکتے ہیں۔ تو کیا خدا تعالیٰ کو یہ [illegible] نہیں پہونچتا کہ وہ کسی کا نام ابن مریم یا عیسیٰ رکھ [illegible] اگرچہ ایک طالب حق کے لئے اتنی بات [illegible] ہو سکتی ہے۔ لیکن میں ناظرین کے اطمینان [illegible] قرآن کریم سے اثبات کا ثبوت دیتا [illegible] شخص کا ذاتی نام عیسےٰ اور ابن مریم نہیں۔ بلکہ [illegible] مشابہتوں کی وجہ سے اس کا نام [illegible] مریم رکھا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ تحریم میں خدا تعالیٰ نے [illegible] بطور پیشگوئی بیان فرمائی ہیں۔ جن سے یہ مسئلہ خوب واضح ہو جاتا ہے۔

مثال اوّل

ضرب اللہ مثلا [illegible] امرأۃ نوح وامرأۃ [illegible] تحت عبدین من عبادنا [illegible] عنھما من اللہ شیئا [illegible] خدا تعالےٰ کا فروں کی [illegible]

[illegible] نوح اور لوط کی بیویاں ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں ہمارے [illegible] دو نیک بندوں کے ماتحت تھیں۔ لیکن انہوں نے ان [illegible] نے ان سے خیانت کی [illegible] ان کا انجام یہ ہوا کہ وہ [illegible] گنہگار ہوئیں۔ اور کوئی ان کو ذرہ [illegible] سکا۔ اور اس بدانجامی کے ساتھ جہنم [illegible]

[illegible] خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو نبی کریم [illegible] وسلم پر ایمان نہیں لائے۔ اور آپ کا [illegible] کردیا۔ نوح اور لوط کی بیوی سے [illegible] دی۔

[illegible] سے مطلب واضح ہوتا ہے

کیونکہ مثال ہمیشہ مطلب کے واضح کرنے کے لئے بیان کی جاتی ہے۔ اس سے مطلب اس وقت تک واضح نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ مثل اور ممثل بہ میں مماثلت اور مشابہت نہ ہو چنانچہ اس آیت میں جو کفار کو مثالی طور پر نوح اور لوط کی بیوی کا نام دیا گیا تو وہ اسی لئے کہ طرفین میں مشابہت ہے۔ کفار کی حالت اور انجام کو واضح کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے نوح اور لوط کی بیوی کی حالت کو واضح کر دیا ہے تا ہر عقلمند سمجھ جائے رسول کریم کے نہ ماننے والوں کا کیا انجام ہوگا۔ اور در حقیقت مخالفین کے حق میں یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی۔ جسے خدا نے پورا کر کے اسلام کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔

کفار کے حق میں پیشگوئی

گویا کفار کو یہ بتلایا ہے کہ دیکھو ہم نے ان دونوں عورتوں کے گھروں میں چراغ نبوت روشن کیا۔ اور ان کے صحنوں میں چشمۂ فیض و معرفت جاری [illegible] اگر چاہتیں تو وہ ان کے ذریعے فلاح [illegible] سکتی تھیں۔ لیکن ان بدقسمتوں [illegible] حاصل نہ کیا۔ اور محروم کی محروم دونوں کے عذاب میں [illegible] گھروں کو بھی ہم نے چراغ نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے روشن کیا ہے۔ آنکھیں کھولو اور اس نور سے فائدہ حاصل کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ تمہارا بھی وہی حال ہوگا۔ جو نوح اور لوط کی بیوی کا ہوا۔ اور دنیا میں ہی اپنی ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھ کر تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ اور کوئی تم کو ذرہ نفع نہیں پہنچا سکیگا چنانچہ جو انجام ان کا ہوا۔ وہ کسی اہل علم سے مخفی نہیں۔

دوسری مثال

اب دوسری مثال میں وہ لوگ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ ان کی کامیابی اور کامرانی کی پیشگوئی فرماتا ہے جس رنگ میں کہ مثال اول مخالفین کے حق میں ناکامی اور نامرادی کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ لیکن چونکہ مومنین کے دو حصے ہیں۔ اور دونوں کے حالات مختلف ہیں اسلئے ان کی الگ الگ مثالیں بیان فرمائی ہیں۔

مومنین کی پہلی مثال

وضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرأة فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنة ونجنی من فرعون و عملہ ونجنی من القوم الظلمین۔

ترجمہ۔ بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثال مومنوں کی کہ گویا وہ فرعون کی بیوی آسیہ ہیں کہ اس نے خدا کے حضور دعا کی کہ اے میرے رب میرا گھر جنت میں بنا اور فرعون سے اور اس کی بد اعمالیوں سے مجھے نجات بخش۔ بلکہ اس ساری ظالم قوم سے میرا پیچھا چھوڑا یعنے آسیہ نوح اور لوط کی بیوی کی طرح نافرمان نہ تھی بلکہ وہ حضرت موسیٰ پر ایمان لائی تھی۔ لیکن چونکہ اس کا شوہر فرعون خدا سے غافل اور حق کا مخالف تھا اسلئے اسکے گھر میں رہ کر اور اسکے خاندان سے تعلق رکھ کر اعمال صالحہ کے بجا لانے میں اس کو دقت پیش آتی تھی۔ اس لئے اس سے اور اسکی قوم سے تنگ آکر خدا تعالےٰ کے حضور اس نے دعا کی کہ الٰہی تو مجھ ان کے پنجے سے چھوڑا تاکہ میں آزادی سے تیری اور تیرے رسول کی اطاعت کر کے تیری جنت کی وارث بنوں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرعون اور اسکی قوم کو غرق کر کے آسیہ کا پیچھا چھوڑا دیا۔

مومنین کی کامیابی کی پیشگوئی۔

مومنین کے ایک حصے کا نام مثالی طور پر آسیہ اسلئے رکھا۔ کہ وہ بھی اس کی طرح خدا کے نبی حضرت محمد مصطفےٰ پر ایمان لائے تھے اور دعون اور فرعون کی قوم ایسی ظالم قوم کے ظلم و ستم کے نیچے دبے ہوئے خدا سے نجات کے خواہاں تھے اور ان کی بھی فرعون کی بیوی کیطرح خدا کے حضور یہ فریاد تھی۔ ربنا اخرجنا من ھذہ القریة الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا کہ الٰہی غیب سے ہماری مدد فرما۔ اور اس ظالم قوم کے پنجے سے ہمیں رہائی بخش۔ یہ مومنین تھے۔ جو کہ استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے نبی کریم کے ساتھ ہجرت نہیں کر سکے تھے۔ اور مجبوراً مکے میں رہ کر ان موذیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے ایذار اٹھاتے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے ان کا نام آسیہ رکھ کر یہ بتایا کہ جس طرح میں نے آسیہ کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا۔ اور فرعون اور فرعون کی قوم کو ہلاک کر کے ان کو نجات بخشی تھی۔ اسیطرح اب میں ان کی بھی فریاد رسی کروں گا۔ اور ان ظالموں کو ہلاک کر کے ان مظلوموں کو انکے پنجے سے آزاد کرا[illegible] کیونکہ آسیہ کی طرح یہ بھی خدا کے ایک نبی پر ایمان لا[illegible] کی وجہ سے ایسے شدید دکھ اور مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مومنین کے دوسرے حصے کی مثال

ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربھا و کتبہ وکانت من القانتین۔ ترجمہ۔ بیان کرتا ہے اللہ تعالےٰ مثال مومنین کی۔ کہ گویا وہ مریم ہیں [illegible] اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی۔ پس ہم اس میں بھی نفخ [illegible] کرینگے۔ کیونکہ مریم کلمۃ اللہ حضرت مسیح اور ان کی [illegible] جو خدا تعالےٰ کے پاک کلمات تھے۔ اور اسکی [illegible] کتابوں پر ایمان لائی تھی۔ اور وہ بڑی فرمانبردا[illegible]

پہلی مثال میں تو ان عورتوں کا ذکر کیا۔ جو خود بدعمل تہیں۔ لیکن جن کے وہ ماتحت لگئی تھیں۔ وہ بڑے پارسا اور خدا کے نبی تھے۔ اور دوسری مثال میں اس عورت کا ذکر کیا۔ جو خود بڑی پارسا تھی۔ لیکن جس کے وہ ماتحت تہی وہ راشخص تھا۔ اب اس تیسری مثال میں اس عورت کا ذکر کیا ہے۔ جو خود بھی بڑی متقیہ و پرہیزگار تھی اور جو اس کا شکفل تہا۔ وہ بھی پاکمتقی بلکہ خدا کا نبی تھا۔ جیساکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وکفلھا زکریا (عمران رکوع ۳) ایسلئے فرعون کی بیوی کی طرح اس کو احکام الٰہی کے بجا لانے میں دقتیں پیش نہ آتی تہیں بلکہ حضرت زکریاؑ کا نمونہ اس کی نیکی میں اور اضافہ کرتا تھا پس حضرت مریم سے خداتعالےٰ نے ان جماعت مؤمنین کو مشابہت دی ہے جو حضرت مریم کی طرح خدا کے ایک برگزیدہ نبی کی کفالت میں تھے۔ اور اس کا پاک نمونہ ان کی نیکیوں میں بہت بڑا اضافہ کرتا تھا۔ آسیہ کی طرح احکام الٰہی کی بجا آوری میں ان کو دقتیں اور مشکلات پیش نہیں آتی تھیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ جو مدینے میں ہجرت کر آئے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ان صحابہ کو حضرت مریم سے صرف یہی مشابہت نہیں کہ جس کی بنا پر ان کو مریم کہا گیا ہے۔ بلکہ اسلئے بھی ان کو خدا تعالیٰ نے اس سے مشابہت دی ہے۔

پیشگوئی کہ جس طرح حضرت مریم باوجودیکہ نہایت صالحہ عورت تھیں۔ لیکن ان پر بڑے الزام لگائے گئے۔ اور ان کی اپنی ہی قوم بنی اسرائیل کی طرف سے لگائے گئے۔ اسلئے وہ قوم خدا کی لعنت کی مورد بنی۔ جیساکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے علےٰ مریم بھتانًا عظیماً۔ کہ ان یہودیوں پر اس لئے بھی ہم نے لعنت کی کہ انہوں نے ناحق ایک صالحہ عورت پر بہتان باندھا (پارہ ۶ رکوع ۲۶)

اسیطرح صحابہ پر بھی باوجود ان کے تقویٰ اور طہارت کے الزام لگائے جائینگے۔ اور ان کی اپنی ہی قوم مسلمانوں کی طرف سے لگائے جائینگے۔ چنانچہ پیشگوئی کے مطابق شیعہ قوم مسلمانوں میں ایسی پیدا ہو گئی۔ جو صحابہ کو متہم کرتی ہے۔

بشارت لیکن صحابہ کا نام مریم رکھنے میں ان کو یہ بشارت بھی دے دی گئی کہ جس طرح حضرت مریم کو خدا تعالیٰ نے وعدہ ان اللہ اصطفٰک وطھرک واصطفٰک علےٰ نساء العلمین کے مطابق تمام الزامات سے بری کر کے دنیا میں ایک پاکیزہ اور برگزیدہ عورت ثابت کیا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ صحابہ کو بھی الزامات سے بری کر کے دنیا میں ایک پاکیزہ اور برگزیدہ جماعت ثابت کریگا۔ چنانچہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا خطاب جو خدا تعالیٰ سے ان کو ملا ہے۔ دنیا میں اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اگر ان سے کچھ کمزوریاں بشریت کے تقاضا سے ہو بھی گئی تھیں۔ تو خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیئاتھم ولادخلنھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر کہ میں نے ان کی تمام کمزوریاں اور لغزشیں معاف کر دیں۔ اور ان کو جنات کا وارث بناؤں گا۔ حضرۃ آدم سے بھی غلطی ہوئی۔ مگر کیا ہم ان کی اس غلطی کو سن کر ان کو برا کہہ سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ اسی طرح صحابہ کی لغزشیں جب خدا تعالیٰ نے معاف کر دیں تو دوسرا مواخذہ کرنیوالا کون ہو سکتا ہے۔

ابن مریم کی پیشگوئی اب سوال ہوتا ہے کہ اگر صحابہؓ کو حضرت مریم سے مشابہت ہے۔ تو حضرت مریم میں تو نفخ روح بھی کی گئی تہی۔ جسکے نتیجہ میں انکے ہاں عیسیٰ ابن مریم پیدا ہوئے۔ کیا وہ تمام مؤمنین جن کو حضرت مریم سے مشابہت دی گئی ہے ان سب میں بھی نفخ روح کی جائیگی۔ تا ان کے ہاں بھی ابن مریم اور عیسے پیدا ہوں۔ تو اس کا جواب اس تیسری مثال میں ہی دیا ہے۔ فنفخنا فیہ من روحنا کہ مریم کا مرتبہ پانیوالے تو مؤمنین بہت ہونگے۔ لیکن نفخ روح صرف ایک میں کیا جائیگا۔ کیونکہ حضرت [illegible] ضرب اللہ مثلا للذین امنوا میں بحیثیت [illegible] افراد مؤمنین کو مشابہت دی ہے۔ لیکن [illegible] کے وقت فیہ میں ضمیر واحد کی رکھ کر [illegible] کہ ابن مریم صرف ایک کے ہاں ہوگا۔ [illegible] فرماتا۔

اور یہ [illegible] من روحنا [illegible] حضرت مریم [illegible] نہیں۔ کیونکہ یہ

فنفخنا فیہ سے مراد مریم نہیں بلکہ مثیل مریم ہے

مذکر کی ہے۔ مؤنث کی نہیں چنانچہ جہاں پر حضرت [illegible] مراد لی گئی ہیں۔ وہاں پر خدا تعالیٰ نے ضمیر مؤنث [illegible] ہے۔ والتی احصنت فرجھا فنفخنا فیھا من [illegible] (پارہ ۱۷ رکوع ۶)

سوال اب سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت مریم میں نفخ روح کی گئی تھی وہ تو خود عیسیٰ نہیں ہو گئی تھیں۔ بلکہ ان کا لڑکا عیسےٰ نبی اللہ ہوا۔ کیا جس کا نام اس امت میں مریم رکھا گیا ہے۔ اور اس میں روح ہوئی ہے۔ اس کے ہاں بھی حضرت مریم کی طرح لڑکا عیسےٰ نبی اللہ پیدا ہو گا یا وہ خود ہی عیسیٰ بن مریم ہوگا۔

جواب اس کا جواب یہ ہے کہ وہی شخص مریم درجہ سے ترقی کر کے ابن مریم کا مرتبہ پا[illegible] (اور ممکن ہے کہ اسکے ہاں لڑکا بھی مسیحی نفس [illegible] کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس امت کی شان میں کنتم خیر امۃ۔ اس طرح محمدی مریم کا بھی بڑھا ہے) اور اسمیں یہ حکمت [illegible] کا خلق ہے۔ اور اصلاح کا [illegible] کے سپرد کیا ہے۔ جیساکہ فرمایا [illegible] علی النساء۔ کہ عورتوں [illegible] کہ یہ مقدم اور مصلح [illegible] موسوی مریم [illegible]

...نہیں بن سکتی تھی۔ کہ اس میں مخفی طرح کی قابلیتیں تھیں
اس لئے خدا تعالےٰ نے اس کو میانبی عطا فرمایا جس نے
...کا کام کیا۔
لیکن عیسیٰ مریم مردوں میں سے ایک فرد ہو
اور مرد مصلح بن سکتا ہے۔ اس لئے
...ے ترقی دے کر ابن مریم کا مرتبہ دیا گیا۔
...کا ذاتی نام عیسےٰ یا اس کی والدہ کا
...نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ جس طرح وہ روحانی
...ہے۔ روحانی طور پر ہی ابن مریم ہوا
...کا نام قرآن اور حدیث میں بطور استعارہ
...مشابہتوں کی وجہ سے ابن مریم رکھا گیا ہے۔
چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

انشاء اللہ دوسرے نمبر میں وہ مشابہتیں مع تفسیر
حدیث النزول درج کرونگا ۔ (حافظ جمال احمد قادیان)

خواتین ہند کے نام
علیا حضرت ملکہ معظمہ کا پیغام گرامی

کچھ عرصہ ہوا میں نے سلطنت برطانیہ کی خواتین کے
...ایک پیغام بھیجا تھا۔ جس میں شکریہ اور امید کا اظہار
...تھے۔ اب میں اسی سلسلہ میں خواتین ہند کے نام ایک
...کو ارسال کرتی ہوں۔ میرے الفاظ گو مختصر اور سادہ
...کیا۔ اپنے دل سے نکلے ہوئے ہیں۔
...بخوبی معلوم ہے مانتی ہوں کہ اپنے ملک کے قدیم رسوم و رواج
...کا احترام ان کے لئے لازم ہے۔
...وہ عام صنعتی کاموں میں حصہ نہیں لے
...دور دراز سلطنت میں ان کی ...
...کے بیٹے ... کو خوش ...

مرد میدان جنگ کو چلے گئے تھے۔ ہندوستان کی عورتوں کو جدائی کی تلخی اور مصیبت برداشت کرنی پڑی ہے۔ اور انہوں نے اپنے دور افتادہ رشتہ داروں کی خبر نہ پاکر اور واقعات جنگ سے ناواقف رہ کر فکر و غم کے دن اور مہینے گذارے ہیں۔ شدت جنگ کے دوران میں ان کی قوت برداشت کے متعلق مختلف اطراف سے مجھ تک ایسی خبریں پہنچی ہیں۔ جنہوں نے میرے دل کو جذبات شکر گذاری سے بھر دیا ہے ان میں سے اکثر خواتین نے اس سے بھی زیادہ کر دکھایا ہے۔ چنانچہ مجھے ایسے خطوط کی اطلاع ملی ہے جنہیں ہندوستانی خواتین نے میدان جنگ پر گئے ہوئے شوہروں۔ بھائیوں اور بیٹوں کو تاکید سے لکھا ہے کہ جنگ میں بہادری کا ثبوت دیں مصیبت سے ہراساں نہ ہوں۔ اور ملک اور بادشاہ کی وفاداری میں زندگی کو قربان کرنے میں بھی دریغ نہ کریں ۔

تواریخ ہند کے صفحے گذشتہ کی مستورات کی جانبازی اور شجاعت کے کارناموں سے پر ہیں۔ اور اس جنگ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ جذبہ ابھی تک بدستور ہندوستان میں قائم ہے۔ خواتین ہند ہمدردی و خیرات کے لئے بھی شہرہ آفاق ہیں۔ اور میں اس حقیقت سے لاعلم نہیں ہوں کہ وہ اس بربادی سے نہایت متاثر ہوئی ہیں۔ جو جنگ کے تباہ کن نتائج بہت سے گھروں میں برپا کی ہے۔ زخمیوں اور بیماروں کی امداد کرنے اور اپنے غریب ہمسائیوں کی مصیبت میں ان کا ہاتھ بٹانے میں وہ ہمیشہ مستعد رہی ہیں ۔

مجھے اس بات سے مسرت حاصل ہوتی ہے کہ خواتین ہند کی ترقی و بہبودی کے لئے بہت سے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ اور میں ہر تجویز کو انتہائی دلچسپی اور ہمدردی کے ساتھ دیکھتی ہوں۔ جس کا یہ مقصد ہو کہ تعلیم و تربیت حاصل کرنے میں ان کو زیادہ آسانی حاصل ہو۔ یا شفاخانوں یا ان کے گھروں میں انکو عورتوں کے ذریعہ ہی مناسب طبی امداد ملے یا انکے مفاد و عمل کا دائرہ وسیع تر ہو اور انکو قانون کی مناسب حفاظت میسر آئے۔ (باقی)

گیہوں کی قیمت

لاہور کی منڈی میں گیہوں کا نرخ ابھی تک گراں ہے یعنی گیہوں کا بھاؤ چھ روپے چھ آنے سے لے کر چھ روپے بارہ آنہ تک فی من ہے۔ آٹے کے کارخانوں کے لئے اسی قیمت پر گیہوں خریدی جا رہی ہے۔ موسم سرما میں بارش ہونے سے گیہوں کی آئندہ فصلوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اور اسی وجہ سے موجودہ ذخائر گندم منڈی میں نہیں لائے جاتے۔ ناجائز منافع اور سٹہ بازی ابھی تک قطعاً بند نہیں ہوئی اور عوام میں ناجائز فائدہ اٹھانے والوں کے خلاف بہت سخت ناراضگی پیدا ہو رہی ہے۔ اغلب ہے کہ گورنمنٹ زیر قانون تحفظ ہند اپنے اختیارات پر عمل پیرا ہو۔ اور ناجائز منافع کے متعلق سٹہ بازوں کی توقعات ناکام رہیں۔ ہندوستان میں احساس ... کی قلت نہیں ہے اور نہ قحط کا احتمال ہے۔ گو احساس کی گرانی نے غریب لوگوں کے لئے قحط کی سی حالت پیدا کر دی ہے۔ اب انسداد گرانی کے لئے آسٹریلیا سے گندم روانہ ہو چکا ہے گورنمنٹ برطانیہ نے کثیر مقدار میں گندم مہیا کی ہے بلکہ اس کے کرایہ میں بھی تخفیف کر دی ہے۔ توقع ہے کہ آسٹریلیا کی گندم میں آٹے کے کارخانوں کے لئے ساڑھے چھ روپیہ فی من کے حساب سے یعنی لائل پور کے موجودہ نرخ سے کم قیمت پر مہیا کی جائیگی۔ کلکتہ کے نرخ سے اس کا بھاؤ بارہ آنہ فی من کم ہوگا چونکہ لاکھوں من گیہوں آ رہی ہے۔ اس لئے عنقریب اسکے پہنچتے ہی نرخ میں نمایاں فرق پڑ جائیگا۔ صرف پنجاب کی گندم کے لئے کوئی مطالبہ نہیں رہیگا بلکہ اس کی قیمت بھی گر جائیگی اس سے پہلے موقعہ پر جب آسٹریلیا سے گندم منگائی گئی تھی تو اس کا پہلا جہاز پہنچتے ہی منڈی میں انقلاب پیدا ہو گیا تھا امید ہے کہ عنقریب وہی امید افزا صورت حالات پھر پیدا ہو جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ... آئندہ ... میں ...

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر ایم قاسم علی۔

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۶



سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں کسی قدر ناساز رہی۔ احباب دعا کریں کہ خدا کامل صحت بخشے۔ آمین

• کل منگل سے باران رحمت برس رہی ہے جس سے فصل کو انشاء اللہ بہت فائدہ پہونچیگا۔

ضروری اطلاع } اخبار فاروق خدا کے فضل سے اپنے مقررہ دن یعنی جمعرات کو ٹھیک وقت پر ڈاکخانہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اگر کسی خریدار کو وہ نہ پہونچے۔ تو اپنے متعلقہ ڈاک خانہ سے دریافت کیا کریں بعض چٹھی رساں اخبارات کو ایسے لوگوں کو دیدیا کرتے ہیں جنکے نام کا وہ اخبار نہیں ہوتا پھر ایک دو دن انتظار کر کر اپنے چٹھی رساں سے پوچھ لینے کے بعد دفتر فاروق میں

حقیقت و مجاز

(از مکرمی قاضی محمد یوسف صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور)

ایک دفعہ کسی احمدی نما منکر نے پشاور شہر سے اخبار پیغام لاہور میں حقیقت و مجاز کی بحث میں لکھا کہ جب اندھا اور سوجھا کا باہم برابر نہیں ہوسکتے تو مجازی نبی (حضرت احمد مسیح موعود) حقیقی نبی (حضرت عیسیٰ ناصری) کے کیونکر باہم برابر ہوسکتے ہیں خاکسار نے اسوقت اسکے جواب میں نظم تحریر کی جو ناظرین اخبار فاروق کی دلچسپی کیواسطے درج ہے

نظم

چرا ای بدزبان گفتی بہذیان بدکلام آخر
نہ رست از بدزبانی ہائے تو حضرت امام آخر
بگو آں کی اندھا احمد اسوجھا کا حضرت عیسےٰ
جز ایں تشبیہ موزوں تر نہ بد اندر کلام آخر
مجازی با حقیقی نسبتے دارد۔ مگر اندھا
بنزدت با سوجھا کا نسبتے دارد کدام آخر
نہ میدانی چو معنی مجازی و حقیقی را
چرا مضمون فرستادی بہ اخبار پیام آخر
ترا با خر اگر نسبت دہم باشی مجازی
کہ خر فہمی نہ خر صورت بنزد یک عوام
ازیں تشبیہ معنی مجازی و حقیقی دان
کہ خر در اصل خر باشد۔ تو باشی خر بنام آخر
بنزدت احمد از عیسیٰ بود کمتر در
مگر نشنیدہ آں شعر از خیر الانام آخر
مسیح ابن مریم کا سراسر تذکرہ چھوڑ دو
کہ بہتر آ گیا اس سے محمد کا غلام آخر
نبی اللہ غلام احمد بنزدت اندھا
چہ بوغتی سیہ باطن نبود
کنانے را کہ (ای یوسف) خدا
بروئیلش بہ بدگوئی مردان

اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء

یہ وہ پرچہ اخبار اہلحدیث کا ہے جس میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخری فیصلہ والا خط نقل کر کے اسکے نیچے اپنا یہ جواب لکھا ہے کہ مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں ہے۔ یہ پرچہ امرتسری نے ایسا چھپایا کہ باوجود اس کے سال بھر کا مکمل فائل دیکھنے کے پھر بھی نہ ملا۔ دیگر احباب نے بھی امرتسری سے ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کا یہ پرچہ قیمتاً طلب کیا تو اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ غیر احمدیوں نے بھی اس سے مانگا۔ تو صاف جواب دے دیا کہ یہ پرچہ باقی نہیں رہا۔ اور دینے سے انکار محض اسلئے کرتا رہا کہ اس میں امرتسری کی ذلت اور تکذیب ہوتی تھی۔ اور وہ اپنے مسلمہ عقیدہ کی رُو سے کاذب مفسد۔ دغاباز۔ مکار ثابت ہوتا تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسکے مانے ہوئے اصول اور تسلیم کردہ قاعدہ اور مسنونہ طریق کے مطابق یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ وہ زندہ رہ کر نشان صداقت مسیحائی دیکھے تاکہ اسکی ذات پر اتمام حجت ہو جائے۔ غرضیکہ ان وجوہات سے وہ اس اخبار مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کو کسی کے سامنے پیش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اور نہ اب تک چاہتا ہے۔

خاکسار ایڈیٹر فاروق چونکہ ہمیشہ اسکے تعاقب میں رہتا ہوا اس پرچہ کا متلاشی تھا۔ جو خدا کے فضل سے بہم پہونچ گیا۔ فللّٰہ الحمد۔ اب ہر جگہ اپنی جماعت کے احباب اس پرچہ کو مخالفین کے دکھانے کے واسطے طلب کرتے رہتے تھے۔ جو پرچہ صرف ایک ہونے کے کسی کو نہیں بھیجا جاتا تھا۔ اس لئے اس کی اشد ضرورت کو معلوم کر کے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس سالم پرچہ کو حرف بحرف سطر بہ سطر صفحہ بہ صفحہ اسی کا فوٹو بالکل ہو بہو نقل مطابق اصل لکھوا کر چھپوا دیا ہے۔ جس میں ایک حرف کی کمی بیشی یا بیش و پیشی اصل پرچہ سے نہیں کی گئی۔ لہذا ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اس دشمن کُش حربہ کو جو دشمن نے ہی تیار کر کے ہمیں دیا ہے۔ منگا کر اپنے پاس محفوظ رکھیں اور بوقت ضرورت کام میں لائیں۔ اور دشمن پر چلائیں قیمت فی پرچہ ۲ ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصلی خط بھی جو حضور نے ثناء اللہ کے نام لکھا تھا۔ منگا لیں۔ جس کا کہ عکس چھاپ دیا ہے۔ اور اس کی قیمت صرف ایک آنہ ہے۔ ایک ایک عدد منگانے والے ۵ر کے ٹکٹ بھیجکر منگائیں۔ زیادہ کے واسطے وی پی بھیجا جائیگا

عیاں پھر احمدی دنیا میں ہوتا ہے جواں ہوکر

خدا کے فضل و کرم سے بدلگام دشمنان اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واسطے رسالہ احمدی دوبارہ جاری کیا گیا ہے۔ جو انشاء اللہ منہ زور معاندین کے حق میں خاردار لگام کا کام دیگا۔ اور اون کے حواس درست کرنے اور ہوش ٹھکانے پر لانے کے لئے رگ زن اور سرجن شفیق ہو کر پورا پورا اپریشن کریگا یہ بلا تعین کسی خاص تاریخ کے ہر ماہ میں ۴۰ صفحہ کا نمبر شائع ہوتا رہیگا۔ اور ضرورتاً اس سے زیادہ صفحات پر بھی نکلیگا۔ اس کی سالانہ قیمت صرف دو روپیہ معہ محصولڈاک ہوگی۔ جو غیر مستطیع احباب سے ایک ایک روپیہ کر کے دو مرتبہ باقساط وصول کی جائیگی۔ پہلا نمبر چھپ رہا ہے۔ جو شروع فروری میں انشاء اللہ شائع ہوگا۔ جس میں بٹالوی ڈاکٹر مرتد کی اور سہارنپوری مستور الحال مبلغین کی مدارات و دعوت اون کے حسب حال کی گئی ہے۔ مدرسہ احمدیہ قادیان کے ایک طالب علم حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی نے احمدی کے متعلق ذیل کی نظم لکھی ہے۔ جو ہدیہ ناظرین ہے۔

مخالف پر گریگا پیس دیگا آسماں ہوکر
مبارک ہو کہ نکلا احمدی اب نوجواں ہوکر
دکھائیگا ہر اک دشمن کو نیچا فضل یزدانی سے
یہ میدان مقابل میں سدا نکلا پہلواں ہوکر
مقابل میں گریگے اسکے سارے دشمنان حق
کریگا بول بالا حق کا زیر آسماں ہوکر
ہمیں امید ہے کہ یہ فیض پہنچائیگا دنیا کو
کریگا وعظ حق ہر جا مکین قادیاں ہوکر
یہ خوشبو اپنی پھیلائیگا ہر جا ملک عالم میں
مگر دشمن کے سینہ کو یہ چھیدیگا سناں ہوکر
بڑے کار نمایاں کر چکا ہے پہلے بچپن میں
کریگا حشر برپا دیکھ لینا اب جواں ہوکر
اشاعت فرض ہے ایسے مجاہد کی مسلمانوں
خریدار اس کے بن جاؤ ذرا تم مہرباں ہوکر
بری نظروں سے دیکھیگے جو اسکو دشمنان حق
گھسیگا انکی آنکھوں میں یہ حافظ دھواں ہوکر

اب احمدی احباب سے گذارش ہے۔ وہ بہت جلد درخواستہائے خریداری دفتر فاروق میں بھیجکر ثواب حاصل کریں۔ اور اس کی ترقی اشاعت میں سرتوڑ کوشش فرمائیں

حجۃ اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے لاہور میں ایک بڑے مجمع میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ جبکہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں۔ اور نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ اعمال بجا لاتے ہیں تو پھر ہمیں آپ کا ماننا کیوں ضروری ہے؟ اس سوال کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا وہ تمام تقریر مندرجہ عنوان نام سے اعلیٰ کاغذ و لکھائی و چھپائی سے طبع شدہ چند کاپیاں دفتر فاروق میں موجود ہیں۔ ۱ر کے ٹکٹ بھیجکر ایک کاپی منگا کر احباب اس سے فائدہ عظیمہ حاصل کریں۔ یہ پیغامیوں اور غیر احمدیوں کے لئے بطور اتمام حجت کے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۳۰ جنوری ۱۹۱۹ء

بتوں کی راہ گذر میں بچھے ہو کیا حضرت
خدا کی راہ کا بھی کوئی کام کر لیتے

ناظرین فاروق کو یہ بات معلوم ہے کہ بحیثیت علمائے دیوبند الفضل میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ حضرات دیوبندی جو دنیاوی جھگڑوں میں اپنے حریفوں سے مباہلے کے ذریعہ فیصلہ چاہتے ہیں۔ کیا وہ جماعت احمدیہ کے ساتھ اس دینی اختلاف میں مباہلہ کر کے فیصلہ نہیں کرتے؟ الفضل کے اس مضمون کا جواب علماء دیوبند کی طرف سے تو کچھ نہ آیا۔ مگر بیچ میں سہارنپوری مبلغین گمنام و نشان کود پڑے۔ اور ایک نامعقول اور مجہول اشتہار جسمیں اصل مدعا سے گریز فضول اور پر شرارت انگیز تھا۔ شائع کر دیا۔ جس کا جواب بفضلہ تعالیٰ ترکی بہ ترکی مگر مدلل اور مسکت خصم انشاء اللہ رسالہ احمدی میں جو عنقریب نکلنے والا ہے۔ لکھا جا رہا ہے۔ مگر معزز ہمعصر الفضل نے بھی اس بے نام اشتہار کے متعلق نفس مضمون پر پھر کچھ لکھا تھا۔ جس کا ماحصل یہ تھا کہ حضرات علماء دیوبند مباہلہ کی طرف آئیں اور ایسے غیروں کے ناحق درمیان میں دخل دے کر بات نہ ملائیں اسکے جواب میں الحمد للہ کہ علماء دیوبند کی طرف سے ایک اعلان نکلا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ الفضل میں جو دعوت مباہلہ دی گئی ہے۔ وہ منجانب ایڈیٹر صاحب الفضل ہے یا احمدیہ جماعت کے پیشرو کی طرف سے ہے اس کا معقول اور مفصل جواب بذریعہ اشتہار نیز بوساطت الفضل اخبار فوراً دیا گیا کہ:-

"امام جماعت احمدیہ علماء دیوبند سے مباہلہ کرنے کیلئے تیار ہیں"

اور حضرات دیوبند کے اس سوال کا کہ۔

"یہ مضمون جو اخبار الفضل میں مرکزی جماعت دیوبند کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے اس کا ذمہ دار اور مباہلہ کی دعوت دینے والا کون ہے۔ مرکزی حیثیت سے ایسی تحریر ہمارے پاس آنی چاہیئے"

الفضل مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۹ء میں اور نیز بذریعہ اشتہار یہ جواب باصواب دیا گیا تھا کہ

"ہم انہیں اس دعوت مباہلہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سال خواجہ حسن نظامی صاحب کے متعلق ایک مضمون لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں دی تھی کہ۔

اگر علمائے دیوبند یا علمائے فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں تو میں بغیر ان دونوں شرطوں کے (جو حسن نظامی سے انکی حیثیت کے لحاظ سے کے لئے مقرر کی گئی تھیں فاروق) صرف انکی تحریر پر ان سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔"

ہم آپ کو آگاہ کرتے ہیں کہ اس کا ذمہ وار وہی ہے جس نے عرصہ ہوا۔ آپ سے مباہلہ کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا تھا۔ اور جو جماعت احمدیہ کا واجب الاطاعت امام ہے" (الفضل ۱۴ جنوری ۱۹۱۹ء)

اس اعلان کے بعد علماء دیوبند کا یہ فرض تھا کہ اپنے اقرار ذیل کے مطابق کہ

"مرکزی حیثیت سے ایسی تحریر ہمارے پاس آنی چاہیئے۔ جسکے بعد اسی کے لحاظ سے علماء دیوبند کی طرف سے وہ امور لکھے جائیں۔ جنکی اس کارروائی کے لئے ضرورت ہے" (اشتہار علمائے دیوبند)

وہ امور جن کی مباہلہ کے لئے ضرورت تھی۔ لکھکر بھیجتے مگر افسوس ہے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بجائے شرائط مباہلہ وغیرہ پیش کرنے کے جو کہ اصل مقصود تھا۔ علماء موصوف نے ایک غیر ذمہ وار شخص مولوی عبدالسمیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند کی طرف سے اشتہار چھاپ کر بھیجا ہے جو میری نظر سے بھی گذرا۔ جسمیں مشتہر صاحب موصوف نے ایسی ٹیڑھی چال چلی ہے۔ جو اس پیالہ کو آخر کار دیوبند کے سر سے ٹال دے۔ اور وہ طرح ڈالنی چاہی ہے۔ جس کا کہ ان کو آج کوئی حق نہیں تھا۔ یعنی مولوی عبدالسمیع صاحب فرماتے ہیں کہ تم لوگ جو مرزا صاحب کو نبی کہتے اور مسیح موعود بنا کر لوگوں سے منوانا چاہتے ہو اور لوگ ان کو مفتری قرار دیتے ہیں۔ پہلے مناظرہ کر کے ہمارے سامنے یہ ثابت کرو کہ وہ واقعی نبی اور رسول تھے یا نہیں؟ پھر مباہلہ بھی ہو جائیگا۔ یہ خلاصہ ہے اس اشتہار کا۔ چونکہ میرے پاس وہ اصل اشتہار نہیں اس لئے اصل عبارت بلفظہ نہیں لکھ سکا۔ اپنے الفاظ میں خلاصہ اس کا یہ لکھ دیا ہے۔ اس کا جواب معزز الفضل بھی دیگا مگر میں بھی کچھ عرض کرتا ہوں۔ مولوی عبدالسمیع صاحب انصاف سے ملاحظہ فرما کر اپنے اشتہار کی ترمیم کریں۔

اے شیخ تری سر کی قسم لطف نہ آیا
دستار اچھالی نہ سبو تم نے اچھالے

جناب مولوی عبدالسمیع صاحب! خدا آپ کو فہم سلیم اور صراط مستقیم عطا فرماوے۔ آپ یہ تو غور کریں کہ جس حال میں آپ کی جماعت کے علماء و مشاہیر حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی وقت کو اپنی مہروں اور دستخطوں سے کافر اور کاذب قرار دے چکے۔ جیسا کہ آپ صاحبان کی مصنفہ کتاب بجواب احمد رضا خان صاحب بریلوی میں شائع شدہ ہے۔ بعد از تکفیر و تکذیب اس تحقیق انیق کی اب کون سی ضرورت آپ لوگوں کے واسطے رہی کہ مرزا صاحب کی صداقت کے متعلق آپ از سر نو محقق بن کر مناظرہ و مباحثہ کریں۔ دیکھئے۔ آپکے مولانا رشید احمد صاحب کا دستخطی فتویٰ میرے پاس موجود ہے۔ جو قلمی ہے۔ اور جون سنہ [illegible] کا ہے۔ وہ ہماری اور ہمارے [illegible] پیشوا مسیح موعود علیہ السلام اور ہماری مساجد کے [illegible]

بیتوی دیتے ہیں کہ ا۔

"ان مساجد کی اور خاص اُن لوگوں کی جسقدر مخالفت ہو مناسب ہے۔ نہ ان کی نماز درست نہ روزہ نہ ان کے عقاید درست ہیں۔ ایسی صورت میں انکی بے عزتی اور ان کے معابد کی بے وقعتی عین دین ہے۔

اُن سے سلام علیک نادرست ہے۔ اس سے میل ملاپ حرام ہے۔ نہ ان سے رشتہ ناطہ کریں نہ انکے ساتھ نماز پڑھیں نہ انکے ساتھ کھانا پینا رکھیں۔"　　بندہ رشید احمد گنگوہی

انکے بزرگ ثانی مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری ثابت علی صاحب سہارنپوری۔ محمد کفایت اللہ صاحب سہارنپوری۔ عنایت الٰہی صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ سہارنپور۔ گل محمد خان صاحب مدرس مدرسہ دیوبند مولوی محمد مدرس مدرسہ دیوبند۔ غلام رسول مدرس دیوبند۔ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دیوبند۔ محمد حسن دیوبند۔ محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند۔ مولوی محمد علی سہارنپوری۔ عبدالصمد مدرس دیوبند۔ مولوی اشرف علی تھانوی کا فتوے ذیل جو "فتوے شریعت غرا" کے نام سے کشن پریس جالندھر میں چھپوا کر محمد شمس الدین جالندھری نے شائع کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

"حق تعالیٰ شانہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ اور نیز باجماع اُمت ثابت ہے کہ انبیاء و رسل افضل الخلق ہیں لہٰذا جو شخص اپنے لئے رسالت کا مدعی ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ سے اپنے آپ کو افضل جانتا ہے۔ وہ کتاب اللہ کا مکذب دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی اور اسکے اتباع کی امامت و بیعت ناجائز اور حرام ہے ایسے شخص سے اور اس کے اتباع سے سلام کلام ترک کرنا چاہیئے" بلفظہٖ الخ

(فتوےٰ شریعت غرا صفحہ ۹)

فرمائیے جناب مولوی عبدالسمیع صاحب بعد اس تکفیر و تکذیب کے جو تحقیق انیق سے کی گئی ہوگی۔ کیونکہ شان علما سے یہ بعید ہے کہ اندھا دھند ایک معمولی مسلمان کو کافر قرار دیں۔ چہ جائیکہ ایک مدعی مسیحیت و رسالت اہل قبلہ کو جو اول المسلمین اور اعمل المؤمنین ہیں بغیر سوچے سمجھے کافر کہدیں۔ اب علماء مکفرین کا کس طرح حق باقی ہے کہ وہ از سر نو اپنے کافر کے متعلق مناظرہ کریں اب تو صرف ان کے مزعومہ کافر کو حق ملتا ہے کہ وہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مددگار مہتمم مدرسہ دیوبند کے الفاظ میں یہ چیلنج کرے کہ اے علماء مکفرین و مکذبین دیوبند وغیرہ۔

"ہمارے پاس تمہاری تردید کے لئے قابل اعتماد اور مسکت دلائل موجود ہیں۔ لیکن یہ دلائل ان منصف طبائع کے لئے مفید ہیں جن کو سنی سنائی باتوں سے کچھ اشتباہ ہو گیا ہو۔ ان کے لئے نہیں جو اپنی ضد سے ہم کو کافر ٹھہرا چکے ہیں۔ ایسے معاندین کو بجز ہمارے کوئی دلیل اور حجت مفید نہیں۔ اس لئے ان مکفرین سے تو صرف فیصلہ وہ ہے جس کی نسبت کلام اللہ میں ارشاد ہے۔ قال تعالیٰ ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم ... میں جماعت مکفرین بمع موجود ہے۔ وہ موافق شرائط و قواعد مباہلہ کرے۔ جماعت احمدیہ تیار ہے"

جب تک آپ کا یہ نوشتہ سیاہ بر سفید موجود ہے اسوقت تک تو بجز مباہلہ کے آپ کو کسی اور برہان یا دلیل یا حجۃ کا طالب ہونا خلاف عقل و نقل ہے ہاں اگر آپ مناظرہ نہیں چاہتے اور مباہلہ سے گھبراتے ہیں تو اس کی یہ صورت ہونی چاہیئے کہ مکفرین مندرجہ بالا میں سے جو زندہ ہیں وہ اپنے فتوے بالا کو واپس لیکر اعلان کر دیں کہ ہم نے بغیر جانچنے ڈالے اور بلا تحقیق بغیر ثبوت صداقت دعویٰ کے مرزا صاحب اور ان کے پیروؤں کو کافر قرار دیا تھا۔ اب غلطی کو ہم واپس لیکر اب ان سے جانچ کر تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ شوق سے شرائط کریں، شوق سے مباحثہ کریں۔ ذوق سے۔ مگر مباہلہ بھی آخر میں بصورت انکار از ملال صداقت آپ کو اسی میدان مناظرہ میں کرنا ہو گا۔ اس تعریف کے سوا اور کوئی صورت نہیں جو آپ کو مباہلہ چھوڑ کر مناظرہ کا حق دے۔

امید ہے کہ آپ اپنے اشتہار سابق پر نظر ثانی فرماکر اس معقول درخواست کو منظور کر کے عند اللہ ماجور ہونگے۔ اور جو اشتہار آئندہ شائع کریں۔ اس کی ایک کاپی دفتر فاروق میں براہ مہربانی بھیجدیا کریں اور پہلا اشتہار بھی ارسال فرماکر ممنون فرما دیں ✦

احمدیہ ڈائرکٹری

ایسی ڈائرکٹری نہایت ضروری اور مفید ہے جس میں احباب کے اسماء گرامی معہ پتہ وغیرہ درج کئے جائیں۔ اس کی تحریک فاروق میں کی جا رہی ہے۔ اور احباب کے نام بھی اندراج کے واسطے آ رہے ہیں۔ مگر جس رفتار سے آ رہے ہیں۔ وہ ایسی سست ہے۔ کہ شاید دو سال میں بھی اتنے نام نہ جمع ہو سکیں جن سے کتاب کا ایک حصہ بھی شائع ہو سکے۔ اس لئے جس دوست کی نظر سے یہ تحریک گذرے وہ فوراً ہی نقشہ ذیل کے مطابق اپنا نام وغیرہ تحریر کر کے معہ عہ / یا ۱ / یا ۴ / یا ۲ / فیس اندراج نام کے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق دفتر فاروق میں بذریعہ ٹکٹ ڈاک یا منی آرڈر بھیجدیں ✦

مکرمی حافظ سید حمید المجید صاحب منصوری کے مشورہ پر اندراج نام کی فیس میں ترمیم کی گئی ہے تاکہ ہر ایک احمدی اپنا نام اس کتاب میں درج کرا سکے۔ ۸ / فیس تک والوں کو کتاب مفت دیجائیگی۔ ۸ / سے کم والوں کو بقیمت۔

نقشہ برائے اندراج نام

پورا نام۔ مفصل پتہ معہ ڈاکخانہ و ضلع۔ کب بیعت کی۔ بیعت کر کے مسیح موعود کو دیکھا یا نہیں۔ اسوقت کیا کام کرتے ہیں

کانپوری اشتہار

جنہیں آتا نہ تھا کل بات کرنا
سخنور وہ بھی ہیں قدرت خدا کی

زمانہ کی بیرنگی ہے کہ آج وہ لوگ بھی جو مجلہ نشین تھے مردوں سے دوچار ہونے لگے ہیں مگر پرانے برتے پر اِندنوں سہارنپور کی طرح کانپور میں بھی کچھ اُبال آ رہا ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی علماء ھم سر من تحت ادیم السماء اپنا نظارہ دکھا رہی ہے اور وہ اس طرح کہ کہیں امرتسری ملاں اہلحدیث کا اڈیٹر پیاس کے مارے اب تنگ ہو پہنچ گیا۔ تو بیچارے العطش العطش کہتے ہوئے کانپوری پیاس کے مارے اُسکے قدموں میں جا گرے۔ مگر وہاں کیا تھا؟ وہی دشت پُرخار اور ریت کا پہاڑ۔ جسکو کھودتے کھودتے سوائے سراب کے چشمۂ آب کا پتہ نہ تھا۔ گو دور کی گرمی کے ماروں اور وہم کے پرستاروں کو وہ ریت کا میدان دریا سے مل ہی نظر آتا تھا۔ پیاس بجھانے کو قطرۂ آب پانے کے بجائے سر بھاگے دوڑے پھرتے رہتے۔ اور بیری رنج سوزش اپنا جلوہ دکھا رہی وسینہ دکھا بجائے آب حیات کے جام ہلاہل پلا ہی دیا ہے کانپوری پریشان ہو نے بستر مرگ پر بیٹھے بیٹھے حواس کنگی میں اپنی صحت کی امید موہوم پر ایک چھوٹی سی اشتہاری کسی اپنے تیماردار سے لکھوا اور چار پیسے دے چھپوا کر شائع کر دی۔ جو اتفاق سے میری نظر سے بھی گذری۔ جسکو پڑھ کر میں حیران ہو گیا کہ دم توڑتے اور سانس چھوڑتے بیماروں نے یہ کیا سنبھالا لیا ہے جو اس میں لکھتے ہیں کہ احمدی علماء ہمارے امیر العلمین شیر پنجاب امرتسری سے مناظرہ کریں اور فریقین اخراجات جلسہ کے ذمہ پانچ پانچ سو روپیہ جمع کر دیں۔ سبحان اللہ دیکھا ؟

یہ مونہہ اور مسُور کی دال

امیر العلمین سے احمدی مباحثہ کریں اور پہلے پانسو کی رقم دیدیں اور مباحثہ کس بات پر کریں؟ اسپر کہ محمدی بیگم والی پیشگوئی اور ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کا کیا انجام ہوا۔

ہم امرتسری کی اس چالاکی کی داد دیتے ہیں کہ وہ اپنا اُلّو سیدھا کرنے میں بڑا ہوشیار ہے۔ اور احمقوں کو دام میں پھنسا لینا اس کا روزانہ کام ہے۔ اور کیوں نہ ہو ایک دفعہ نابہن کے مباحثہ پر جو آریوں کے ساتھ ہوا تھا میں اور وہ ایک ہی کمرہ میں مقیم تھے۔ وہاں اپنی ہوشیاریوں کے تذکرہ میں بے ساختہ اپنی ایک چھوٹی بات اور مکاری کی چال پر جس کا آریوں کے اس مباحثہ سے تعلق تھا۔ امرتسری کہہ بیٹھا کہ

انہیں باتوں کی تو ہم فیس لیتے ہیں

اگر یہ باتیں نہ جانتے۔ تو مجھے آپ لوگ (باشندگان نابہن) کب پوچھتے؟ غرضیکہ میں ابتداء سے اس شخص کو جانتا ہوں کہ کبھی اس نے تقویٰ سے کام نہیں لیا۔ ہمیشہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقابلہ میں چالیں چلکر کام چلاتا رہتا ہے۔ ورنہ اگر ذرا بھی اس میں ایمانداری اور خشیت الٰہی ہو تو بلا خوف لومۃ لائم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لے آئے۔ کیونکہ یہ اپنے ہاتھ کاٹ کر احمدیوں کو دے چکا ہے۔ جس وقت کہ تفسیر ثنائی جلد اول کا مقدمہ لکھ چکا تھا۔ اب جب تک وہ مقدمہ اس کا دنیا میں موجود ہے۔ تب تک احمدیوں کے سامنے آنکھیں نیچی رکھنی ہونگی۔ بشرطیکہ حیادار اور صادق منتقی ہو اور کاذب ایماندار ہو۔

دلیل چہارم از مقدمہ تفسیر ثنائی

کانپوری نادانو! اس کی رد پر بولو میں نہ آؤ۔ اسکے کھانے کے دانت اور ہیں اور تم جیسوں کو دکھانے کے اور۔ دیکھو اگر تم میں کوئی رشید اور سعید ہے تو وہ ایمان سے مندرجہ ذیل دلیل ثنائی کو پڑھ کر بتائے کہ جس شخص کا یہ قول ہے۔ اس کو کوئی حق باقی رہتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کرے۔ سنو! امرتسری نے اس کتاب کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر زور سے مندرجہ ذیل دلیل نقلی جو خلاصہ سے تھی۔ بیان کی ہے:

اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لے کے کہیگا نہ سنے گا۔ تو میں اس کا حساب لونگا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔

یہ عبارت زیر خط واضح طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے۔ اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہیہ ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔ اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے بلکہ اسمیں عموم وخصوص مطلق ہے۔ یعنی یہ ایسا مطلب ہے۔ جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مرجاتا ہے۔ اسکے یہ معنے ہرگز نہیں کہ ہر مرنے والے نے زہر کھائی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ جو کوئی زہر کھائیگا۔ ضرور مریگا۔ اور اگر اس کے سوا بھی کوئی مرے۔ تو ہو سکتا ہے۔ گو اس نے زہر نہ کھائی ہو۔ یہی تمثیل ہے کہ دعوے نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے۔ جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہو گا۔ اگر اسکے سوا کوئی ہلاک ہو ممکن ہے ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے (بلفظہ بقدر الحاجۃ مقدمہ تفسیر ثنائی جلد اول ص ۱۶)

اس دلیل سے امرتسری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ کہ اگر معاذ اللہ آنحضرت نبوت کے جھوٹے مدعی تھے۔ تو کیوں اس قانون خدا نے بجائے طبعی موت سے فوت ہوئے؟ جس سے ثابت ہے کہ آپ صادق رسول تھے۔ تبھی تو قتل نہیں ہوا اور وفات پائی۔

مولوی ثناء اللہ پر اتمام حجت

...ن سکتے ہیں۔ جن کو قانون الٰہی تسلیم کیا ہے۔ یہ
...نبوت کا جھوٹا دعوے کرنیوالا جان سے مارا جاتا"
...نبوت کا جھوٹا دعویٰ مثل زہر کے ہے۔
...) جو یہ زہر کھائیگا اس کا بچنا ناممکن ہے۔
...کانپوری حلقہ بگوشان امرتسری سے میں پوچھتا
...کہ وہ ایمان سے خدا کو حاضر ناظر جان کر بتائیں کہ
...سچے اور جھوٹے نبی کی شناخت کا یہ معیار بتا-
...مجمل نشانہ قرار دیتا اور تسلیم کرتا ہے۔ کہ جھوٹا
...نبیا قتل کیا جاتا ہے۔ اور جو نبوت کا دعویٰ کرکے
...موت سے فوت ہو۔ اس کو اپنے دعوے میں سچا
...نا چاہیئے وہ صادق نبی ہے۔ اور اس کو آنحضرت
...اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرتے ہے۔ اسی قانون
...مطابق کہ حضور فداہ روحی چونکہ خدا کے اس قانون
...نکلتے ہے۔ یعنے قتل نہیں کئے گئے۔ اور
...موت سے فوت ہوئے۔ لہذا ثابت ہوا کہ
...وت کا ذبہ کے مدعی نہ تھے۔ تو ایسے شخص کا کیا
...ے۔ کہ وہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود
...سلام کو جھوٹا نبی قرار دے ؟
...انپوریو ! اپنے رہنما امرتسری وہابی غیر مقلد
...یث سے پوچھو تو سہی کہ
...یا مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا یا نہیں ؟
...کا جواب وہ یہ دیتا ہے کہ ہاں " وہ مدعی نبوت
...ی اور وحی والہام تھا۔ حالانکہ ان میں سے کچھ
...تھا" (اہلحدیث ۱۲ر جون ۱۹۱۵ء حاشیہ صلا ۔
...سے سوال کرو کہ
...جبکہ وہ مدعی نبوت و رسالت تھا تو یہ دعویٰ اس کا
...یہ کہتا یا صادق کا ؟
...وہ یہ دیتا ہے کہ " مرزا مفتری علی اللہ تھے"
...(فتاویٰ شریعت غرا صلا)
...نبوت کا ذبہ
...
...وہ جواب دیگا کہ دعوے نبوت کا ذبہ مثل

زہر کے ہے۔ مقدمہ تفسیر ثنائی صلا پھر اس کو کھو کہ
(۴) جبکہ وہ کاذب مدعی نبوت تھا تو اس کے متعلق خدا کا کیا قانون ہے ؟ اس کا وہ یہ جواب دیتا ہے کہ "وہ جان سے مارا جاتا ہے" کیونکہ "جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہوگا۔ یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے"
(مقدمہ تفسیر ثنائی صلا) پھر اس کو پوچھو کہ
(۵) فرمائیے مرزا صاحب جان سے مارا گیا یا طبعی موت سے فوت ہوا ؟
تو اس کا جواب وہ دیتا ہے کہ۔ "۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب ہیضہ اور دیگر امراض سے لاہور میں فوت ہو گئے" (ضمیمہ مرقع قادیانی بابت جون ۱۹۰۸ء)
تو پھر امرتسری کا ناطقہ بند کردو یہ کہکر کہ۔
فضیلت مآب بقول آنجناب مرزا صاحب تو مدعی نبوت کاذبہ تھے۔ اور بتصدیق جناب والا۔ موت کا ذبہ کا مدعی جان سے مارا جاتا ہے کیونکہ نبوت کاذبہ کا دعویٰ مثل زہر کے ہے۔ جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہوگا یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے۔ تو آپ کے ہی الفاظ میں اب سوال یہ ہے کہ۔
کیا وجہ ہے کہ قانون مذکورہ مسلمہ و مصدقہ سے (جناب کے) بانی سلسلہ احمدیہ مستثنے ہے۔ حالانکہ بقول حماقت مآب (علیہ ما یستحقونہ) بانی سلسلہ احمدیہ کاذب تھے معاذاللہ
پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا وجہ کہ مقدمہ تفسیر ثنائی کی عبارت مذکورہ کے موافق آپ (مرزا صاحب) کے گلے پر کیوں تلوار نہ پھری۔ اور یعصمک اللہ من عندنا وان لم یعصمک الناس براہین صلاے نے پورا جلوہ دکھایا۔
کیا (مقدمہ تفسیر ثنائی کی عبارت بالا قانون الٰہی نہیں ہ) کیا کسی احمدی نے اسپر دم کر دیا یا وضو کا پانی ڈال دیا آخر ہوا تو کیا۔ جو اسکے مطابق حضرت اقدس نہ مارے گئے۔ پس اگر یہ قانون الٰہی مندرجہ تفسیر ثنائی سچ ہو تو مرزا صاحب کی نبوت بھی بلا کلام حق ہے۔ ورنہ آپ کا کم سے کم اتنا فرض تو ضرور ہے کہ خاتم الخلفاء سید الاولیاء احمد قادیانی فداہ ابی و امی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو تسلیم کریں۔ ورنہ ان کی تکذیب سے مقدمہ تفسیر ثنائی کی دلیل مذکورہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تکذیب کریں۔
(از تفسیر ثنائی صلا بطور معارضہ بالقلب)

کانپوری مطلع رہیں

پس اے کانپوری اشتہاریو ! جب تک تم اس کا جواب اپنی طرف سے یا اپنے مقتدا غیر مقلد امرتسری سے لیکر نہ دو۔ اس وقت تک امرتسری کے ساتھ علماء اسلام سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مناظرہ کی دعوت دینا محض نادانی ہے۔ اور نفس بحث کو دیکھنا چاہو تو ہمارے رسالہ چودھویں صدی کا یہودی کو دفتر فاروق قادیان سے منگاکر پڑھو۔ اور "آخری مصلح کا فیصلہ" دیکھنا ہو۔ تو ہمارے مندرجہ ذیل رسائل ملاحظہ کرو۔
فیصلہ الٰہی در بنائی گروہ ہائی۔ نصیر خدائی بر سلسلہ ثنائی اور احمد قادیانی۔ تو تمہاری تسلی کیلئے کافی سے زیادہ ثابت ہونگے۔ اگر اس کے جواب میں کچھ لکھو۔ تو دفتر فاروق میں بھی بھیجدو تاکہ پھر تمہاری مناسب حال کارروائی کی جائے۔
وما علینا الا البلاغ۔

احباب کانپور و سہارنپور سے التماس

آج کل چونکہ سہارنپور۔ دیوبند و کانپور سے منجانب معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ کچھ اشتہارات وغیرہ نکل رہے ہیں۔ اور فاروق دعدی رسالہ میں ان کے جوابات کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ لیکن مشتہرین دفتر فاروق میں ان اشتہارات کو نہیں بھیجتے۔ اس لئے جواب دینے دقت ہوتی ہے۔ اسلئے احمدی احباب موصوفین کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ جب کبھی کوئی مخالفانہ اشتہار یا ان کے جواب میں آپ کا کوئی اشتہار نکلا کرے۔ تو فوراً تکلیف فرماکر خاکسار ایڈیٹر فاروق کو بھی بھیجدیا کریں۔ ممنون و مشکور ہوں گا۔

...دوستان میں دیوتا پرستی

...سے یہ بھاشے تو ویدوں میں توحید کی تعلیم
...ہیں۔ اور ہندوستان کو توحید کا مرکز۔ مگر حالات
...ہے کہ ہندوستان میں ابتدا سے بُت پرستی ہوتی چلی
...ہے۔ چنانچہ دلگداز میں قدیم سیاحان ہند کے عنوان
...ہندوستان قدیم کے یہ حالات درج ہوئے ہیں
...سارے ہندوستان میں دیوتاؤں کی پرستش کی
...ہے۔ اور ان کے لیے وہ لوگ ہماری طرح مندر
...تے ہیں۔ ان کا اندرونی حصہ مُنقّش تصویروں سے
...کیا جاتا ہے۔ خاص خاص دنوں میں یہ مندر
...سے آراستہ کئے جاتے ہیں۔ اُن کے اندر دُ
...ہوں کو رکھتے ہیں۔ جو تیمر سونے۔ چاندی اور
...دانت کے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض بُت
...فٹ بلند ہیں۔ ان کی عبادت اور قربانیوں کے
...یقے جُدا گانہ ہیں۔ تاہم سب پانی سے نہا کے وہ
...صبح شام ان مندروں میں داخل ہوتے ہیں
...ھ اور سر کمیٹ کے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔
...یں پڑھتے ہیں اور وہاں کی زمین چومتے ہیں
...لوگ ایسے دیوتاؤں کے سامنے خوشبو دار
...ان صندل اور لوبان جلاتے ہیں۔ ہندوستان کے
...لوگوں کے پاس جو گنگا کے اس طرف رہتے ہیں
...یاں بھی ہیں۔ اور وہ پیتل کے برتنوں کو آپس
...بجا کے نغمے کی آواز کرتے ہیں۔ وہ اپنے دیوتاؤں
...خوش کرتے ہیں۔ یہ طریقہ قدیم بُت پرستوں کا
...۔ وہ کھانا غریبوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے جو
...کھا لیتے ہیں۔ شہر کمبات میں برہمن بُتوں
...سامنے کھڑے ہو کے لوگوں کے سامنے تقریر
...تے ہیں۔ اور لوگوں کو مذہبی فرائض کے ادا کرنے
...غیب دلاتے ہیں۔ اور عبادت کو خاص طور پر بیان
...تے ہیں کہ ہمارے دیوتا اس سے بہت خوش ہوتے
...کہ اپنی جان ان کی نذر کر دی جائے۔ اس طرح جو

لوگ اپنے کو قربان کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اس مندر کے سامنے جمع ہوتے ہیں اور اپنی گردن میں ایک گول لوہے کی ہنسلی ڈال لیتے ہیں۔ جس کا اگلا حصہ گول ہوتا ہے اور پچھلا حصہ تلوار کی طرح باڑھ دار اور تیز۔ ایک زنجیر اس ہنسلی کے اگلے حصے میں لگی ہوتی ہے۔ جو سینہ پر لٹکتی رہتی ہے۔ وہ لوگ اپنی گردن جھکا کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پیروں کو سمیٹ کے اس زنجیر میں ڈال لیتے ہیں۔ پھر وہ برہمن ان کے قریب آ کے چند الفاظ اپنی زبان سے ادا کرتا ہے۔ اور وہ لوگ فوراً اپنے پاؤں پھیلا کے اور گردنوں کو قائم رکھ کے خود ہی اپنا سر تن سے جدا کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ اپنی جانوں کو اُن دیوتاؤں پر قربان کرتے ہیں۔ اور وہ ولی خیال کئے جاتے ہیں۔

بیجانگر میں سال میں ایک مرتبہ مقررہ تاریخ پر ان کے دیوتا کا بُت شہر سے نکالا جاتا ہے جو دو رتھوں کے اوپر رکھا ہوتا ہے۔ اور ان رتھوں میں نوجوان اور حسین عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ جو نہایت قیمتی لباس سے آراستہ کر دی جاتی ہیں یہ اُس دیوتا کے بھجن گاتی جاتی ہیں۔ بے شمار لوگ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ جو راسخ العقیدہ ہیں۔ اور مذہبی جوش دکھانا چاہتے ہیں۔ اُن رتھوں کے پہیوں کے آگے اپنے آپ کو ڈال دیتے ہیں۔ تاکہ ان کے نیچے دب کے مر جائیں۔ ان کا خیال ہے کہ موت کا یہ طریقہ ان کے دیوتا کو بہت پسند ہے۔ بعض اپنے پہلو میں ایک سوراخ کر کے اس میں سے رسّی ڈال کے اپنے آپ کو رتھوں میں لٹکا دیتے ہیں۔ اور اسی طرح لٹکتے ہوئے اس دیوتا کی سواری کے ساتھ چلتے ہیں۔ قربانی کا یہ طریقہ سب سے زیادہ اچھا تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ سال میں تین مرتبہ خاص طور پر عید [illegible] مناتے ہیں۔ ایک موقعہ پر ہر ایک کے [illegible] مرد اور عورتیں [illegible] ندی یا سمندر میں نہاتے ہیں اور نئے کپڑے پہن کے تین دن ناچنے گانے اور دعوتوں میں بسر کرتے ہیں۔ دوسری عید میں وہ اپنے مندروں کے اندر اور باہر اور چھتوں پر بے شمار چراغ جلاتے ہیں۔ جو رات دن روشن رہتے ہیں۔ تیسری عید میں جو نو دن منائی جاتی ہے۔ چوراہوں پر بڑی بڑی لکڑیاں کھڑی کی جاتی ہیں۔ جو چھوٹے جہاز کے مستول کی طرح ہوتی ہیں۔ اس کے اوپر کے حصے میں مختلف قسم کا خوشنما کپڑا لپیٹ دیا جاتا ہے۔ ان کے اوپر ایک نہایت پرہیزگار شخص بٹھا دیا جاتا ہے۔ جو اپنے مذہب کا پابند ہو۔ اور ہر قسم کی سختی کو برداشت کر سکتا ہو۔ وہ وہاں بیٹھ کر خدا سے دعا مانگتا ہے۔ لوگ اس کی طرف لیمو۔ نارنگی اور دوسرے خوشبودار پھل پھینک کے مارتے ہیں۔ اور وہ نہایت صبر و تحمل کے ساتھ ان کے صدمے کو برداشت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کی تین اور عیدیں ہیں جن میں وہ ایک دوسرے کے اوپر راستے میں زعفران کا پانی ڈالتے ہیں۔ اگر بادشاہ اور ملکہ بھی آ جائیں تو اس پانی سے بچ نہیں سکتے"۔

ان کو پڑھ کر ایک انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ہندوستان کے قدیم باشندے کیسی خوفناک غلطیوں میں مبتلا تھے (اور ابھی ہیں) ہمارا فرض ہے کہ اسلامی توحید کی اشاعت کریں۔ تا دنیا والے ان مصیبتوں سے نجات پائیں۔ خدا ہمیں توفیق دے۔ آمین ؛

ثناء اللہ امرتسری

کا اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۶ اپریل [illegible]

کا اعلان اس اور اس سے پہلے پرچہ میں کیا گیا ہے۔ [illegible] ہے۔ چونکہ اس کے لئے [illegible] کا [illegible] کہ اس پرچہ میں تھا۔ اس لئے وہ [illegible] گیا ہے۔ جس کی وجہ سے چھپنے میں دیر ہو گئی [illegible] آمدہ [illegible] احباب کو [illegible] جائیگی۔ احباب [illegible] بھیج جائیگا۔ [illegible]

حضور وائسرائے کی اپیل

اب ہندوستان کے لئے اس معاملہ پر غور کرنے کا وقت آگیا ہے کہ اُن سپاہیوں کی بہترین امداد کس طرح کی جا سکتی ہے۔ جنہوں نے جنگ میں اپنی جانیں لڑائیں۔ اور شدید مصائب کا سامنا کیا۔ ۱۲ر نومبر کو جرمنی کے ساتھ عارضی صلح پر دستخط ہونے کی تقریب پر شملہ میں جو جلسہ ہوا تھا۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے میں نے یہ کہا تھا کہ "لیکن ہندوستان کی بابت کیا کچھ کہوں۔ اس نے اس جدوجہد میں بڑا اور اعلیٰ حصہ لیا ہے۔ وہ میدان جنگ میں جرمن غول کے دھاوے کو روکنے کے لئے پہلے شامل ہوا اور آخر تک رہا۔ اس کی فوجوں نے بہت حد تک اس زلزلہ افگن حملے کو تقویت دی۔ جس سے فلسطین میں ہمارے دشمن کو بیخ و بن سے ہلا دیا"

اور اب ہمیں نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ ہمیں اُن بہادروں کی وجہ سے فتح حاصل ہوئی ہے۔ جو میدان جنگ میں شہید ہو چکے ہیں اور جنہوں نے شاندار قربانی کی۔ ہمیں خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ جن لوگوں کا گذارہ انہی پر منحصر تھا ان کی ضروریات کو پورا کریں ہماری فتح کا انحصار انہی پر تھا۔ جو جنگ میں مجروح۔ مقطوع الاعضاء اور نادار ہو گئے ہیں ہمیں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کو کسی چیز کی ضرورت نہ رہے۔ ہندوستان کا دل مصیبت زدوں کے لئے ہمدردی سے لبریز ہے اور میں جانتا ہوں کہ جب میں ان کی خاطر اپیل [illegible] ہندوستان امداد دینے سے گریز نہیں [illegible]

[illegible] انڈیا نے جنگ کے مصیبت زدوں [illegible] انتہائی کوشش کی ہے۔ ابتدا [illegible] سپاہیوں کے زخمیوں کی پنشنوں اور متوفی سپاہیوں کے وارثوں کی پنشنوں میں معتدبہ اضافہ کیا ہے۔ سپاہیوں کے بچوں کی تعلیم کے واسطے بھی سہولتیں میسر کی گئی ہیں۔ لیکن یہ امر واضح ہے کہ گورنمنٹ کی امداد صرف ضوابط و قواعد کی حدود کے اندر دی جا سکتی ہے۔ ان قواعد پر کاربند ہوتے ہوئے جو پبلک روپیہ کے تحفظ کے لئے لازمی ہیں۔ گورنمنٹ وظیفہ خواروں کے مختلف خانگی معاملات کا بخوبی لحاظ نہیں کر سکتی۔ اگر کسی مالی رقم کا عطیہ کسی مصیبت زدہ خاندان کے لئے اسکے روٹی کمانیوالے کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ زخمی سپاہی کے لئے آنکھ یا کسی عضو کے نقصان ہی کی تلافی کر سکتا ہے۔ تاہم مجھے اعتماد ہے کہ ہندوستان میں ہزاروں آدمی اس بات کے آرزو مند ہیں کہ وہ اپنے جذبات شکر گذاری کو مادی صورت میں منتقل کریں کیونکہ انہوں نے نہ صرف جنگ کی مصیبتوں سے بلکہ ان ہولناک خطرات سے مخلصی حاصل کی ہے جو آزادی عالم میں مخل ہوتے تھے۔ ساتھ ہی وہ اُن بہادروں کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جنکی کوشش اور کاوش سے مخلصی نصیب ہوئی ہے۔ اس کا بہترین طریق یہی ہو سکتا ہے کہ امپیریل انڈین ریلیف فنڈ میں دل کھول کر چندہ دیں کیونکہ اس فنڈ سے مدعا یہ ہے کہ سلطنت برطانیہ کیلئے لڑنیوالوں اور شہیدان جنگ کے وارثوں پر جو بار گراں آن پڑا ہے اسے ہلکا کیا جائے۔

امپیریل انڈین ریلیف فنڈ کی کمیٹی نے جس کا پریزیڈنٹ میں ہوں اس بارہ میں خوب غور کیا ہے کہ دوران جنگ میں جن مختلف جماعتوں کو مصائب کا سامنا ہوا ہے انکی بہترین امداد کس طرح ہو سکتی ہے ہمنے اپنے مشیروں کے قابل قدر صلاح و مشورہ سے ایک سکیم مرتب کی ہے جس سے ہر جماعت اور اسکے ہر فرد کو اسکی ضروریات کے لحاظ سے امداد پہونچ سکیگی۔ ہماری سکیم میں حسب ذیل اشخاص کی امداد کا خیال رکھا گیا ہے۔

(الف) تمام ہندوستانی افسر، غیر کمیشن یافتہ افسر لوگ اور سپاہی اور سائیس پیشہ جو میدان جنگ میں زخمی ہونے کی وجہ سے فوج سے علیحدہ ہو گئے ہوں نیز مقتولین جنگ کے متعلقین اور بیوگان (ب) ہندوستانی فوج اور آرمی ریزرو کے برطانوی افسروں کی بیوگان اور متعلقین جو مفلوک الحال ہو گئے ہوں نیز دیگر خاص یورپین صیغوں کے ممبر۔

کمیٹی کا خیال ہے کہ اول الذکر اشخاص کی بہترین امداد پنشنوں میں تھوڑا اضافہ کرنے کی بجائے یکمشت رقوم دینے سے ہو سکتی ہے ہمیں یقین ہے کہ سرمایہ حاضرہ کو اگر معقول طریقہ پر تجارت میں صرف کیا جائے تو داروں کے ذریعہ معاش میں اضافہ ہوتا ہے اور اس طریق سے افزونی آمد یا انکی اقتصادی حالت کو محفوظ رکھ سکتی ہے اور یہ حالت سرکاری پنشن میں اضافہ کرنے سے موجودہ طور میں نہیں آسکتی۔

عوام الناس کی فیاضی نے امدادی فنڈ کو اس قابل بنا دیا ہے کہ دوران جنگ میں اسی عارضی امداد کافی پیمانہ پر دی جا چکی ہے اسطرح پر تقریباً ۱۳ لاکھ روپیہ کی رقم خرچ ہو چکی ہے اور اس وقت مرکزی انجمن کے ہاتھوں میں [illegible] ۹۰ لاکھ روپیہ موجود ہے ہمنے اندازہ لگایا ہے کہ ہماری سکیم کو عملی صورت میں لانے کے لئے ایک کروڑ کی نئی رقم کی ضرورت ہے۔ یہ ایک بھاری رقم ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ہندوستان کا ہمدرد دل ان لوگوں کے واسطے جو میں اسکے سپاہیوں کی طرف سے طلب کر رہا ہوں ضرور حرکت میں آئیگا۔

اس فنڈ سے جو امداد دیجئی ہے اس میں کسی قوم یا ملت کی تمیز و تخصیص نہیں کیگئی۔ شروع ہی سے اس کا مقصد اس مصیبت کو کم کرنے کا رہا ہے جو جنگ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اور یہ ایک ایسا مقصد ہے جو سلطنت برطانیہ کے رعایوں کی ہمدردی کو اکسائے بغیر نہیں رہ سکتا اور میں ہندوستان کے والیان ریاست اور عوام الناس سے کامل اعتماد کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ اس فنڈ میں فیاضی سے روپیہ دیں اور ثابت کریں کہ اب جبکہ فتح حاصل ہوئی اور امن ہو گیا ہے وہ ان لوگوں کے حقوق سے بے خبر نہیں ہیں جنہوں نے خدا کے سایہ میں اپنی جان کی قربانی سے ہمیں اس فتحیابی میں امداد دی ہے اور امن کی برکتوں کو ہمارے لئے امر یقینی بنا دیا ہے۔

[illegible] صاحب قادیانی پرنٹر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور [illegible] قاسم علی [illegible] پبلشر نے فاروق منزل سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۹۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

اڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ یوم پنجشنبہ مورخہ ۶ فروری سنہ ۱۹۱۹ء نمبر ۵

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ اور گذشتہ جمعہ حضور نے پڑھایا تھا۔ پنجگانہ نمازیں بھی حضور ہی پڑھاتے ہیں۔

بارش کافی ہو گئی ہے۔ جس سے فصل کو بہت فائدہ پہونچا ہے۔ امید ہے کہ [illegible] غلہ اب گراں نہیں ہوگا

ولادت باسعادت۔ مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب مقیم سیبی (بلوچستان) کے گھر میں خداتعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ احباب اس بچہ کی درازی عمر کے واسطے دعا کریں نیز یہ کہ خداوند کریم اس کو خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنا دے۔ آمین۔ فاروق مرزا صاحب کو مبارکباد عرض کرتا ہے۔

اہلحدیث کا پرچہ مورخہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء جس میں اس نے مسیح موعود علیہ السلام سے مباہلہ کرنے

(کہ ڈاکٹر کے احمدی منصلہ نامی کو رد کیا تھا) زیر طبع ہے عنقریب ناظرین کے ہاتھوں پہونچیگا۔ قیمت ۲/

احمدی کا دوبارہ اجرا

خدا کے فضل سے احمدی رسالہ دوبارہ جاری ہوگیا ہے۔ اور دو نمبروں کا مجموعہ بجواب اشتہار سہارنپوری گمنام مصنفین تکذیب انبیاء چھپ رہا ہے۔ جو ایک ہفتہ تک انشاء اللہ تیار ہو جائیگا۔ اس نمبر میں عبدالحکیم ڈاکٹر مرتد پٹیالوی کی اون پیشگوئیوں کی جو وفات مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اس نے شیطانی کلام شائع کئے تھے۔ پوری اور مفصل اور نئے طور پر دندان شکن ناقابل تردید بحث کی گئی ہے۔ اس کی اشاعت احباب غیر احمدیوں میں کثرت سے کریں۔ پر آئے دن کا اعتراض انشاء اللہ ایسا دفع کیا گیا ہے کہ پھر عقلمند اور فہم سلیم والے انسان کو تو یہ اعتراض باقی نہیں

رہیگا۔ احمدی رسالہ کی سالانہ قیمت دو روپیہ ہے۔ جو مستطیع احباب ہیں چھ چھ ماہ کی ایک ایک روپیہ کے وصول کی جائیگی۔ اور اس نمبر کی جو ۴۴ صفحہ پر دو ماہ کا شائع کیا گیا ہے ۔/۴ قیمت ہے۔ اس نمبر کا نام علم ثانی ہے۔ صرف ۵۰۰ طبع ہوا ہے۔ جلد منگا لو

تحفۃ الملوک

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا وہ بے بہا تحفہ جو حضور نے شاہ دکن غفرالدولہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوےٰ اور صداقت کے دلائل کا بطور تبلیغ شاہانہ تصنیف فرما کر ارسال کیا تھا قیمت کاغذ اعلیٰ ۶/ جس کا ہر ایک احمدی

حضرت مسیح موعود کا پیغام

کو پڑھنا اور سننا ضروری ہے خصوصاً احمدی مستورات کے لئے

قیامت قریب ہے

پھر مسیح موعود ابھی تک کیوں نازل نہیں ہوا

پیسہ اخبار میں "عجیب عجیب باتیں" کے عنوان سے مضمون "قیامت قریب ہے" چھپا ہے۔ جسکو پڑھ معلوم ہوسکتا ہے ۔ بعض لوگ اس علم وعقل کے ہے کے باوجود مزخرفات لاطائل میں مبتلا ہیں۔

ملاحظہ ہو:-

" قیامت قریب ہے ۔ اگزہال لنڈن میں دوبارہ نزول مسیح کی نسبت کانفرنس تھی۔ اس کے شرکاء متفق علیہ پیشگوئی کی ہے کہ دنیا کا خاتمہ عنقریب ہے اگرچہ تفصیلی بیانات میں جزئی اختلاف ہے۔ صحیح تاریخ میں کچھ شبہ ہے یا ۲ مئی ۱۹۲۹ء یا ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء کو تمام کارخانہ ہستی نابود ہو جائیگا لیکن ان دو تاریخوں میں ایک یقینی صحیح ہے ان پیشگوئی کرنے والوں کا بیان ہے مگر دجال کی آمد کی ضرورت ہوگی۔ جو نپولین کی شکل کا ہوگا۔ اول وہ شام کے میدان ساسبیہ میں بطور بادشاہ قدم رکھیگا۔ ۱۹۲۲ء میں وہ فرانس کو فتح کریگا اس کے بعد باقی سلطنتوں پر قابض ہوگا۔ اس زمانہ میں ایک کروڑ عیسائی تمام دنیا میں ہونگے منجملہ ان کے ۱۹۲۴ء یا ۱۹۲۹ء میں ۱۴ لاکھ ۳۰ ہزار عیسائی مرجائینگے۔ اور ۸۹ لاکھ ۷۰ ہزار سیدھے کوہ سینا کے قریب ایک جنگل میں آبسیں گے۔ اور ساڑھے تین سال وہاں انتظار کرینگے۔ اسکے بعد جو دین دار عیسائی ہونگے۔ وہ بھی ۱۴ لاکھ ہزار واروں کی طرح رہگزائے عالم بالا ہونگے۔ باقی ہر ایک شام پر دجال کی حکومت ہوگی۔ انگلینڈ کے ہر شہر وقصبہ میں اسکے مجسمے نصب کئے جائینگے اور سب کے اس نپولین قیصر کی پرستش کے لئے کہا جائیگا۔ جو انکار کریگا۔ قتل کردیا جائے گا۔ جو اطاعت قبول کرینگے۔ ان کی پیشانی اور دہنے ہاتھ پر نمبر ۶۶۶ ڈالا جائیگا۔ یہ نمبر یونانی حروف دجلین کے اعداد کا ہے۔ میدان کوہ سینا کی سائیور کا ذکر یکسپئر اس طرح کرتے ہیں کہ وہاں کھانا پانی فرشتے لائینگے۔ اور تمام وقت عبادات میں صرف ہوگا۔ بہت کم ممبران پارلیمنٹ یہاں اسکیم کے دریں چہ شک ۔" (ہفتہ وار پیسہ اخبار مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۱۹ء صفحہ ۲ کالم ۳)

ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہود نے ایک صادق مسیح کا انکار کیا۔ تو اس کی پاداش میں حضرت محمد رسول اللہ پر ایمان لانے سے محروم رہ گئے۔ اسیطرح یہ لوگ جو باوجود مسیح موعود کے نازل ہو جانے کے ابھی مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ ۱۹۲۲ء یہ ۱۹۲۹ء بھی گذر جائیگا۔ اور ان کا مزعومہ مسیح آسمان سے نازل نہ ہوگا۔ پس بہتر ہے کہ ایلیا کے متعلق جو فیصلہ مسیح ابن مریم نے کیا تہا۔ اس سے سبق لیکر آمد ثانی کے معنے سمجھیں۔ اور پھر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام میں اس نبوت کے پورا ہونے پر ایمان لاکر ان برکات حصہ پائیں جو خدا کے ماموروں پر ایمان لانے سے ملتی ہیں ۔

آریہ سماج کی موت پر ایک آریہ کی گواہی

حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا تہا کہ آریہ سماج ایک صدی تک تنزل کا مونہہ دیکھیگا۔ کیونکہ اس میں روحانیت نہیں ہے۔ ابھی صدی کا کچھ ہی حصہ گذرا ہے۔ جو ایک آریہ سماج نے پرکاش میں ایک مضمون بعنوان آریہ سماج کے تنزل کے آثار۔ لکھا ہے۔ جس کا اقتباس قابل ملاحظہ ہے :-

"حقیقی ترقی کا پہلا نشان عملی زندگی ہے۔ مگر آریہ سماج میں عملی زندگی عنقا ہے۔ شاید ایک فیصدی بھائی ہم کو ایسے ملینگے۔ جن کی زندگی عملی زندگی ہو۔ جو ویدک دہرم پر پورے طور پر کاربند ہوں۔ جو رشی دیانند کے بتلائے ہوئے اصولوں کی مکمل طور پر پیروی کرتے ہوں۔ باقی ۹۹ فیصدی بھائی ایسے ہیں۔ جن کے کھانے کے دانت اور ہیں۔ دکھانے کے اور۔ جن کا آریہ پن محض آریہ مندر کی چار دیواری کے اندر ہے۔ مندر میں ہوں تو تقریروں سے پلیٹ فارم کی میز کو ہلا دیتے ہیں۔ آنکھیں موند کر لمبی لمبی پرارتھناؤں سے سماں باندھ دیتے ہیں * * * * * مگر جب آریہ مندر سے باہر نکلتے ہیں تو نہ وہ آریہ پن رہتا ہے۔ تقریریں اور پرارتھنائیں تمام بھول جاتے ہیں * * * * * * حقیقی ترقی کا مجوزہ نشان اپنے دہرم پر کامل یقین ہے۔ اس میں بھی آریہ سماج فیل ہو چکا ہے۔ جن لوگوں کا اپنے دہرم پر کامل یقین ہوتا ہے۔ وہ تلوار کی تیز دھار پر بھی چوں نہیں کرتے۔ وہ مصیبتوں پر مصیبتیں جھیلتے ہیں۔ زندہ جلائے جاتے ہیں۔ ان کی کھال اتاری جاتی ہے۔ کئی قسم کے دکھ دیئے جاتے ہیں۔ مگر وہ اپنے دہرم سے جس پر ان کو کامل یقین ہو جاتا ہے۔ مطلق نہیں ہٹتے۔ خم ٹھونک کر برابر ہی چلے جاتے ہیں کہ جو ہمارا یقین ہے۔ وہ درست ہے * * * * * ایک آریہ سماج اور اسکے ممبر ہیں۔ جن کا اپنے دہرم پر مطلق یقین نہیں۔ اگر یقین ہوتا۔ تو ان کی زندگی نمونہ کی زندگی ہوتی۔ وہ ویدک اصولوں کی پیروی میں بالکل لغزش نہ کہاتے "۔ (پرکاش ۱۲ جنوری ۱۹۱۹ء)

جہاں اس مضمون سے آریہ سماج کے تنزل پر روشنی پڑتی ہے۔ وہاں ہم اس امر کی داد دیتے ہیں کہ ان میں حق بات سننے کہنے والے بعض اشخاص موجود ہیں۔ اور آریہ اخبار ان کو چھاپ سکتا ہے۔

مسافر آگرہ کو ایک مشورہ

ہمیں یہ معلوم کر کے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہونیوالے زبردست معجزے کی یادگار ہمارے آریہ بھائی قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ۶ مارچ کو اپنے اپنے اخباروں کے خاص نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان مورخہ ۶ فروری سنہ ۱۹۱۹ء

کیا جو اہل قبلہ و اہل کلمہ ہو وہ کافر نہیں ہو سکتا

(از مکرمی قاضی محمد یوسف صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ)
پشاور

قرآن کریم کی رو سے صاف واضح ہے کہ کسی مومن کیواسطے جو امور بطور عقاید اور اعمال ضروری ہیں اور بطور اصول دین ہیں۔ ان میں کوئی ایسا امر داخل ہوں۔ مگر جس کا ہمیں مومن ہونیکے واسطے اہل قبلہ و اہل کلمہ ہونا شرط نہیں کیونکہ یہ دونوں امور از روئے قرآن کریم اصول دین نہیں ہیں۔

اصول دین

قرآن کریم نے مومن کیواسطے بطور اصول دین جو امور مقرر کئے ہیں وہ صرف اس قدر ہیں:۔
(۱) ایمان باللہ (۲) ایمان بالملائکہ (۳) ایمان بالکتب (۴) ایمان بالرسل ۔ (۵) اور ایمان بالیوم الآخر۔ اور اسکے ساتھ عملاً اعمال صالحہ کا موجود ہونا ضروری امر قرار دیا ہے۔ اور بس۔

اہل قبلہ یا کلمہ گو ہونا

جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف لا الٰہ الا اللہ۔ یا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بطور عقیدہ کہہ دینا۔ بلا اعمال صالحہ یا باوجود بعض اصول اسلام کے منکر ہونیکے صرف کلمہ گو ہونا باعث نجات ہو سکتا ہے۔ یا اسکے مسلمان ہونیکا سبب ہو سکتا ہے تو وہ یقیناً ایک غلطی میں مبتلا ہیں کیونکہ ایسا خیال قرآن کریم کے سراسر خلاف ہے۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین ۔ (سورہ بقر) یعنے عوام الناس میں سے جن لوگوں کا صرف اسی قدر عقیدہ ہے۔ لا الٰہ الا اللہ یا یہ کہ اٰمنا باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر۔ اور اعمال صالحہ سے لاپرواہ ہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہیں۔ یا بالفاظ دیگر ایسا عقیدہ رکھنے سے یا نرا کلمہ گو ہونے سے کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا۔ نہ وہ مومن کہلا سکتا ہے۔ اور نہ مومن ہو سکتا ہے۔ پس صرف کلمہ گو ہونا اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ یعنی اگر ایک شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اور اعمال صالحہ بجا نہ لاوے۔ یا صرف کلمہ طیبہ پڑھے۔ اور انبیاء و رسل میں کسی کی موت و رسالت کا منکر ہو۔ یا صرف کلمہ گو ہو۔ اور بعض حلال اشیاء اور حلال امور میں سے کسی چیز کو حرام قرار دے۔ یا حرام شدہ امور اور اشیاء میں سے بعض کو حلال قرار دے۔ تو اس کا صرف کلمہ گو ہونا۔ اس کی نجات کا باعث نہیں ہو سکتا۔ یا یہ کہ وہ مومن اور مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

اہل قبلہ ہونا

اسی طرح سے جو لوگ کہتے ہیں کہ اہل قبلہ ہونا یا کسی خاص قبلہ کی طرف رخ کرنے اور متوجہ ہونے سے انسان کی نجات ہو سکتی ہے۔ یا مومن کہلانیکا مستحق ہو سکتا ہے۔ تو وہ بھی غلطی میں گرفتار ہیں۔ کیونکہ خداوند عالم قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ۔ (سورہ بقر) یعنے کسی خاص طرف یا سمت کو رخ کرنا۔ یا مشرق یا مغرب کی جانب قبلہ قرار دے کر متوجہ ہونا البر نہیں ہے۔ (البر سے مراد نجات یا حقیقت ایمان۔ یا مقبول خدا ہونا ہے) یعنے صاف کہدیا۔ کہ اگر تم ایک مقام کو قبلہ مقرر کر کے رو بہ مشرق ہو کر یا رو بہ جنوب ہو کر اسکی طرف متوجہ ہو کر عبادت کرو۔ تو صرف اتنی بات سے تم لوگ نجات نہیں حاصل کر سکتے۔ یا حقیقت ایمان تک نہیں پہنچ سکتے۔ یا مقبول خدا نہیں ہو سکتے۔ پس اس آیۃ نے صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ کوئی شخص صرف اہل قبلہ ہونے سے مومن نہیں ہو سکتا۔ اور نہ نجات یافتہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ مومن

مومن کہلانے یا نجات یافتہ ہونیکے واسطے کیا شرائط ہیں

کہلانے کے واسطے یا نجات حصول کے واسطے یا مقبول خدا ہونیکے واسطے خداتعالیٰ نے مندرجہ ذیل امور بطور شرائط قرار دئے ہیں:۔
ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین۔ واٰتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب) واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصٰبرین فی البأساء والضراء وحین البأس۔ اولئک الذین صدقوا۔ واولئک ھم المتقون (سورہ بقر)
یعنے حقیقت البر یہ ہے۔ جو انسان کو مومن کہلانیکا مستحق بناتا ہے۔ یا نجات یافتہ کرتا ہے۔ جب کہ انسان یہ پانچ امور بطور اصول دین عقیدۃً مان لے اول ایمان باللہ۔ دوئم ایمان بالیوم الآخر۔ سوئم ایمان بالملائکۃ۔ چہارم ایمان بالکتب والوحی۔ پنجم ایمان بالنبیین والرسل۔ اور عملاً پانچ امور بجا لانیوالا ہو جاوے۔ جن میں سے اول امر یہ ہے کہ انسان صرف رضائے مولا اور اس کی محبت کے تقاضہ سے اپنی پاک اور حلال کمائی میں سے بطور صدقہ ذوی القربےٰ یتیموں۔ مسکینوں۔ مسافروں۔ سائلوں۔ اور غلاموں کی آزادی پر خرچ کرے۔ دوسرا امر یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے اور اس تعلق کو قائم رکھنے کیواسطے حضور دل سے نماز ادا کرے۔ تیسرا امر یہ ہے۔ کہ اپنی پاک کمائی میں سے زکوٰۃ ادا کرے۔ چوتھا امر یہ ہے کہ جب کسی سے عہد یا اقرار کرے۔ اس عہد

والا ہو اور یہی نیت ہو ۔ اور یوں ہی ذکر کیے
ہے ۔ پانچواں امر یہ ہے ۔ کہ مفلسی اور ناداری
اور غربت میں مصائب اور تکالیف میں
اور برداشت کرنے والے ہوں ۔ اور ایام
میں استقلال اور استقامت اور جواں مردی
والے ہوں ۔ پس جن لوگوں میں یہ امور پائے
۔ تو وہ حقیقی اور صادق مومن ہیں ۔ اور
مستحق کہلانے کے مستحق ہیں ۔ دیکھو خدا تعالیٰ
اس آیت میں صاف بتا دیا ۔ کہ صرف
ہونا ۔ کوئی ایسی بات نہیں جس سے ایک
ضروری طور پر مسلمان اور مومن کہلانے کا مستحق
ہیں صرف اہل کلمہ اور اہل قبلہ ہو کوئی بات
نہیں ۔ اور نہ موجب نجات ہو سکتے ہیں
اس بات سے کوئی شخص بالخصوص مومن یا
کا مستحق ہو سکتا ہے ۔

امت ابراہیمیہ باوجود اہل کلمہ قبلہ ہونے کے کافر ہو گئی

امت ابراہیمیہ کا قبلہ اور دیکھو

حضرت ابراہیم سے ملک عرب
میں چلا آتا تھا ۔ اور وہ سب لوگ اس کی
طرف متوجہ ہو کر عبادت بجا لاتے ۔ جیسا کہ
وصلاتهم عند البيت الا مكاء
وتصدية ۔ (سورۃ) سے ظاہر ہے ۔
حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا انکار
کرنے سے وہ لوگ کافر کہلانے لگے ۔
وہ امت اہل قبلہ تھی ۔ اور بیت اللہ ہی
جاتی تھی پس کیا اہل قبلہ ہو کر وہ
حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے انکار رسالت کے
کہلانے کے مستحق رہے ۔ یا مسلمان کہلا سکتے
باوجودیکہ حضرت ابراہیم نے اپنی امت کا نام
ہو سمٰکم المسلمین مسلمان رکھا
نہیں ہرگز نہیں ۔

امت موسویہ وغیرہ باوجود اہل قبلہ ہونے کے کافر ہو گئی ۔

اسی طرح امت موسویہ کا قبلہ بیت المقدس چلا آتا ہے اور آجتک وہ اس قبلہ کی طرف نماز ادا کرتے ہیں ۔ مگر کیا انبیاء بنی اسرائیل کا بالعموم اور حضرت مسیح ناصری کا بالخصوص انکار نبوت کر کے امت موسویہ مومن اور مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں ۔ اگرچہ آج بھی وہ اسی طرح اس قبلہ کو نماز ادا کرتے ہیں ہرگز نہیں کہلا سکتے ۔ کیونکہ وہ آپ نبی اور رسول کا انکار کر چکے ہیں ۔ تو پھر اہل قبلہ ہونا ۔ کوئی محمود علامت ایمان نہ رہا ۔ ہم ... بیت المقدس کو قبلہ ... اور ... متوجہ ہو کر نماز ادا کرتے ہیں ... قبلہ ہیں ۔ بلکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے منکر ہو کر یقیناً کافر ہیں ۔ پھر اہل قبلہ ہونے نے ان کو کافر کہلانے سے نہ بچایا ۔ بھلا یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے ۔ کہ اہل قبلہ کافر نہیں ہو سکتا ۔ یا نہیں کہلا سکتا ۔

اہل کلمہ کافر ہو سکتے ہیں اور ہوئے

اب رہا اہل کلمہ ہونا ۔ سو عرض ہے کہ اول تو قرآن کریم ... حیث المجموع کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ موجود ہی نہیں ہے ۔ اور نہ توریت شریف میں لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ موجود ہے مگر تاہم یہ دو کلمے امت محمدیہ اور امت موسویہ کے واسطے مخصوص کئے گئے ہیں ۔ اور ان کے باعث وہ اہل کلمہ کہلاتے ہیں ۔ مگر اب ذرا غور کرو ۔ کہ کیا امت موسویہ باوجودیکہ کلمہ لا الہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ کے قائل کہلاتے ہیں تمام انبیاء بنی اسرائیل کے انکار رسالت سے بالعموم اور حضرت مسیح ناصری یا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے نبوت اور رسالت سے بالخصوص منکر

ہو کر مومن کہلا سکتے ہیں ۔ اور مسلمان یقین کئے جا سکتے ہیں ؟ نہیں ہرگز نہیں !! تو پھر صرف کلمہ گو ہونے نے یا اہل کلمہ کہلانے نے ان کو کیا فائدہ دیا ۔

اسی طرح سے اگر لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ کا کوئی کلمہ وجود رکھتا تھا اور امت ابراہیمیہ اس کو پڑھا کرتی تھی ۔ اور اس کی بنا پر کلمہ گو کہلاتی تھی تو کیا حضرت ابراہیم کے بعد کسی نبی اور رسول کا بالعموم اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کا بالخصوص انکار کر کے مومن کہلا سکتی ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں !! اسی طرح حضرت مسیح ناصری کی امت اگر کوئی کلمہ لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ کا پڑھا کرتی تھی تو حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت سے منکر ہو کر ... اسی کلمہ گو ہونے کے باعث نجات پا سکتے ہیں ؟ نہیں ہرگز نہیں !

پس اسی طرح اگر ایک شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا رہے ۔ اور حضرت مسیح ناصری کی نبوت کا یا حضرت یحییٰ یا حضرت زکریا کی نبوت کا انکار کرے ۔ تو کیا وہ مسلمان کہلا سکتا ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں !!

تفریق بین الرسل کرنے والا کلمہ گو اور اہل قبلہ کافر ہو جاتا ہے ۔

پس اگر ایسا نہیں ۔ اور یقیناً ایسا نہیں ۔ تو ایک شخص حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد جری اللہ کی نبوت اور رسالت کا منکر ہو کر کیونکر مومن ہو سکتا ہے ؟ یا مسلمان کہلا سکتا ہے ؟ یا نجات پا سکتا ہے ؟ یا مقبول خدا ہو سکتا ہے ؟ اور وہ اہل قبلہ اور اہل کلمہ کہلا کر کیونکر مستثنیٰ ہو سکتا ہے اگر انبیاء و رسل میں یہ تفریق درست ہو سکتی ہے ۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم یا حضرت موسیٰ یا حضرت مسیح ناصری یا حضرت یحییٰ کے انکار نبوت سے تو انسان باوجود اہل قبلہ و اہل کلمہ ہونے کے مسلمان اور مومن نہیں ہو سکتا ۔ تو حضرت مسیح موعود (جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی بار بار

کی رو سے بھی میں نبی اور رسول کہا جس کو حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم نے نبی اللہ کہا ۔ اور جس کو جمیع امت محمدیہ نبی یقین کرتی ہے ۔ اور جس کا دعویٰ ہے ۔ کہ ہم نبی اور رسول ہیں) کے منکر کیونکر مسلمان کہلا سکتے ہیں ۔ اور یہ تفریق بین الرسل کس آیت قرآنیہ کے ماتحت درست ہو سکتی ہے ۔ اور کیا تفریق بین الرسل کرنے والے اولئک ھم الکفرون حقاً کے ماتحت نہیں آتے ۔ ہاں آتے ہیں ۔ اور یقیناً اس آیت کے ماتحت ہیں ۔

جن مولویوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو کافر قرار دیا وہ بھی تو اہل قبلہ و اہل کلمہ ہیں کیونکر کافر ہوگئے

لوگ کہتے ہیں کہ اہل قبلہ و اہل کلمہ کافر نہیں ہو سکتا ۔ یا ہم کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے ۔ وہ خود غور کریں ۔ کہ کیا یہ شریعت کا مسئلہ نہیں ۔ کہ جو شخص کسی دوسرے مومن کو کافر کہدے ۔ تو کفر خود اسی منکر پر پڑتا ہے کیونکہ وہ منکر شخص اس مومن کے عقائد اسلامیہ اور اعمال صالحہ کو کفر قرار دے کر اس کی حالت ایمانی کی نفی کرتا ہے ۔ گویا اسلام اور ایمان کو کفر قرار دیتا ہے ۔ لہذا شریعت اسلامیہ اس منکر کو کافر قرار دیتی ہے ۔ اور اسی باعث حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے منکر مولویوں کو ان کے اس اصول کی بناء پر گرفت کی ۔ جبکہ میں مومن بلکہ اول المومنین ہوں ۔ اور تم لوگ میرے ایمان کی نفی کرتے ہو ۔ اور مجھے باوجود مومن کامل ہونے کے کافر قرار دیتے ہو تو تم لوگ اپنی ہی شریعت کی رو سے کافر قرار پا چکے ۔ اور یہ سبقت تم نے خود ہی کی ۔

شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی ۔ اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی جو اول المکفرین ہیں ۔ اور وہ باقی دو سو مولوی جنکے مواہر تصدیق خاموں کے کفر پر موجود ہیں ۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کو کافر کہتے ہیں ۔ آیا ان کو حضرت مسیح موعودؑ کافر جانتے اور یقین کرتے تھے یا یہ کہ اگر بالیقین کافر جانتے تھے ۔ تو کیا وہ اہل قبلہ اور اہل کلمہ نہیں تھے ۔ کیا بعد از فتویٰ کفر دینے کے وہ بیت اللہ کو قبلہ جانکر نماز نہیں ادا کرتے ۔ اور اب اہل قبلہ نہ رہے ۔ یا انہوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا ترک کر دیا ۔ اور کچھ اور کہتے ہیں ۔ اور اب اپنے آپ کو اہل قبلہ نہیں جانتے ۔ پس اگر اب بھی وہ اہل قبلہ و اہل کلمہ ہیں ۔ اور کہلاتے ہیں ۔ (اور) حضرت مسیح موعودؑ کو اسکی جماعت کو کافر کہہ کر منکرین مولوی کافر ہوگئے ۔ یا نہ ۔ اگر نہیں ہوئے ۔ تو حضرت صاحب نے کیوں ان کو فتویٰ کفر سے نہ بچایا ۔ اور حضرت صاحب کے اس قول کے کیا معنے ہوئے ۔ کہ میں اب بھی اہل قبلہ اور اہل کلمہ کو کافر نہیں کہتا ۔ فتدبروا ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے ۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے ۔ پھر جبکہ دو سو مولویوں نے مجھے کافر ٹھہرایا ۔ اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا ۔ اور انہی کے فتوے سے یہ ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے ۔ اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے حقیقۃ الوحی

پس اب جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کو کافر کہنے والے مولوی کافر ہو چکے ۔ تو اسی طرح مسلمان کافر شدہ مولویوں کو مومن کہنے والے بھی کافر ہو چکے ہیں ۔ اب بتاؤ ۔ کہ ان کافر شدہ مولویوں کے متبع اور ہوا خواہ یا زیر اثر جماعت اہل قبلہ اور اہل کلمہ نہیں ؟ اور اگر ہیں ۔ اور ضرور ہیں تو پھر بھی حضرت صاحب نے انکو کافر قرار دیا ۔ حالانکہ آپ کا قول ہے کہ میں اب بھی کسی کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا ۔ پس اس جملہ کے کیا معنے ہوئے ؟

حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ کافر (کافر شدہ مولویوں) کو مومن قرار دینے سے انسان خود بھی (خواہ مکذب یا مستور ہو تب بھی) کافر ہو جاتا ہے کیونکہ جو شخص ان کافر شدہ مولویوں میں سے ، درحقیقت (فتوے کفر دے کر) کافر ہو ۔ وہ اس کے کفر کی نفی کرتا ہے ۔ اور میں حقیقۃ الوحی حاشیہ ۔ تو ہمارے اہل قبلہ اور کلمہ ... ایک اور وجہ بھی ہے یعنی تفریق بین الرسل کرنا ۔ یا حضرت احمد جری اللہ کو نبی اللہ یقین نہ کرنا ۔ دوم آج مسلمانوں میں جس قدر لوگ ہیں ۔ سب ان دو سو مولویوں کے یا شاگرد ہیں یا انکے مرید ہیں یا انکے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں ۔ یا ان کو مسلمان یقین کرتے ہیں یا ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرتے ہیں ۔ باوجودیکہ حضرت صاحب اور انکی جماعت کو کافر قرار دے چکے ہیں ۔ پس وہ بھی ان کافر مولویوں کو مومن جان کر کافر ہو چکے ہیں ۔ کیونکہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے پس اب مولوی صاحب بتائیں کہ حضرت صاحب تو ان مسلمانوں کو بھی جو ان مولویوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں کافر کہتے ہیں ۔ باوجودیکہ اہل قبلہ اور اہل کلمہ ہیں اور مولوی صاحب انکو مومن کہتے ہیں ۔ پس اب کون غلطی پر ہے مولوی صاحب خود ۔ یا حضرت صاحب (نعوذ باللہ)

ل مولوی محمد علی اور انکے رفقاء جو کہتے ہیں ۔ کہ ہم کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے ۔ یا جو مکفر نہیں ان کو کافر نہیں کہتے ۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں ۔ کہ اول وہ دو سو مولوی جو مکفر ہیں ۔ کیونکر کافر ہوگئے ۔ کیا وہ کلمہ گو اور اہل قبلہ نہیں ہیں ۔ اور اگر وہ انکو باوجود کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونیکے بسبب مکفر ہونیکے کافر قرار دیتے ہیں ۔ تو معلوم ہوا ۔ کہ ان کے اس عقیدہ میں بھی استثنیٰ موجود ہے کہ کسی استثنیٰ کے ماتحت اہل قبلہ و اہل کلمہ پھر بھی کافر ہو سکتا ہے ۔ پس اگر انکے ہاں فتوے کفر استثنے پیدا کرتا ہے ۔

[ہو]تی دیکھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے پر ایمان [ن]ہیں لاتے (اگرچہ تکفیر یا تکذیب یا تردد بھی نہیں [کرتے ہ]یں) سب کے سب (بغیر کسی استثناء کے ہیں) [یہ اعتراض ہے ک]ہ ان تمام لوگوں کو مومن جانتے ہیں جنہوں [نے مج]ھ کو کافر ٹھیرایا ہے۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

[اہ]ل قبلہ اور اہل کلمہ نے [ا]پنے کافر ہونیکی وجہ خود [ا]پنے ہاتھوں سے پیدا کی

العرض لوگوں کا خیال ہے کہ جو غیر احمدی مسلمان بیت اللہ کو قبلہ جانتے [ہی]ں۔ اور اسی کی طرف رخ کر کے یا متوجہ ہو کر [نماز] ادا کرتے ہیں۔ یا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ [پڑھ]تے ہیں۔ وہ کیونکر کافر ہو سکتے ہیں یا ہو گئے۔ [ح]ضرت صاحب ان کے جواب میں فرماتے [ہیں]۔ کہ میں تو اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں [کہتا] لیکن جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی وجہ کفر کی پیدا کی ہے [ان]کو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵) اس عبارت میں [آپ]نے تین امور کا ذکر کیا ہے اول تو اپنا عقیدہ بیان کیا کہ میں

اب ہم امر اول کو لیتے ہیں۔ اور غور کرتے [ہی]ں۔ کہ کیا کوئی شخص اہل قبلہ یا اہل کلمہ ہونیکے [باع]ث کافر ہو سکتا ہے؟ تو یہ امر صاف ہے۔ [اگر] یہ شرائط ایمان میں سے یا اصول دین میں سے [ہو]ں تو اس پر کسی کے کفر اور اسلام کا دار و مدار [ہے]۔ ہاں جو شخص کافر یا مومن ہوگا۔ تو وہ کسی [اور] وجہ سے نہ انہی وجوہ سے۔ خود حضرت صاحب [اور آپ کی ج]ماعت احمدیہ بھی اہل قبلہ اور اہل کلمہ ہیں۔ اور [ان کو ب]ھی ہم کافر کہتے ہیں۔ یا جو فتوے کفر دے کر [کافر ٹھیرا]ئے گئے وہ بھی اہل قبلہ اور اہل کلمہ ہیں پس [ان کے اہل قبلہ ہون]ے سے مومن ہوتے نہ ان کے کافر ہونے [کی یہ وجہ ہے بلکہ کو]ئی اور وجوہ ہیں۔ نہ یہ دو نو امور [اس امر میں م]ابہ النزاع نہیں ہے۔ بلکہ خارج از [بحث ہیں اور ان] پر مدار کسی فریق کے ایمان یا کافر ہونیکا [ہرگز] نہیں۔

امر دوم نے صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اگرچہ ایک شخص مثل شیخ الکل نذیر حسین صاحب دہلوی یا محمد حسین صاحب بٹالوی کے اہل قبلہ اور اہل کلمہ بھی تاہم حضرت مسیح موعودؑ کو کافر کہہ کر یا آپ کے نبی اللہ ہونے سے انکار کر کے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے کافر ہونیکی وجہ پیدا کرتا ہے۔ ہمیں دو سرا شخص ملامت نہیں ہو سکتا۔ امر سوم بھی صحیح ہے۔ کہ جو شخص خود کافر ہو جاتا [ہے] وہ اپنی حیثیت قائم کر کے مومن نہیں رہ سکتا [ہے]۔ اور ہم انکو مومن اور مسلمان ہی کہتے تب تو یہ ہمارے اپنے ایمان کی خرابی اور نقص کا باعث ہے یا محض طمع نفسانی یا ذاتی اغراض اس کی محرک ہو سکتے ہیں حضرت صاحب تو چونکہ ان خرابیوں سے پاک اور مبرا تھے۔ لہذا وہ تو صاف فرماتے ہیں میں ان کو مومن نہیں کہہ سکتا تم جو چاہو کہو [و]ما علینا الا البلاغ ۔

ایک وبا پڑیگی

یہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے جس میں خدا نے ایک خوفناک وبا کی خبر دی جس کے بارے میں حضرت اقدس نے اپنی کتاب میں حضور علیہ الصلوۃ نے بیان فرمایا تھا۔ کہ ایک وبا اس ملک میں پڑیگی جس سے اس ملک کے لوگ ناواقف ہیں۔ و حیرت زدہ ہو کر رہ جائینگے کیا ہونے والا ہے چنانچہ اسکے مطابق یہ انفلوئنزا کی بیماری کا ورود ہوا۔ عذاب کا ثبوت یہ ہے کہ وہ عالمگیر ہوا۔ اور اس کا کچھ علاج سمجھ نہ آئے سوا اسکے لئے ہم بہت شہادتیں پیش کر چکے اب اخبار حق لاہور سے دو شہادتیں پیش کیجاتی ہیں۔ اول تو یکہ یہ وبا عالمگیر تھی اور کس شدت کیساتھ پھیلی۔ مندرجہ ذیل اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ (۱) دنیا کے ہر ملک میں اس موذی وبا کی وجہ سے کارو بار تہ و بالا ہو گئے (۲) جنگ میں دو کروڑ آدمی ساڑھے چار سال کے عرصہ میں اتنے نہیں مرے جتنے اس سلسلہ میں دو مہینہ کے اندر ہلاک ہوئے ساٹھ لاکھ آدمیوں کے اتلاف جان کا تخمینہ کیا جاتا ہے (۳) جنوبی افریقہ میں اس سے کچھ کم حشر برپا نہیں ہوا (۴) امریکہ کے دیسی باشندے ہزاروں کی تعداد میں طعمہ اجل ہوئے یورپ بڑھتی آفت حشر خیز تھی (۵) سپین میں اس وبا کو ہولناک مرض سے تعبیر کیا جاتا تھا (۶) فرانس کو بھی جرمنی کی آسمانی آفات سے دو چار ہونا پڑا۔ امر دوم کے ثبوت میں یہ سیاہ کے لاٹ صاحب بہادر کی سپیچ کا یہ فقرہ پیش کرتا ہوں۔ جو آپ نے دربار منعقدہ ٹونا گاؤں میں فرمائی تھی اس ناگہانی مرض کا مقابلہ جس کے واسطے علم طب کو ابھی تک کوئی علاج نہیں سوجھا ہر حالت میں ناممکن تھا۔ ان شہادتوں کے بعد اس امر میں کیا شک ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ دیکھنے والوں نے اپنی حالت کہاں تک تبدیل کی۔ اور اس پیشگوئی دینیوالے کی مخالفت کو کس حد تک چھوڑا؟

ممالک متحدہ امریکہ میں انسداد مے نوشی

یہ خبر مسلمانوں کیلئے نہایت مسرت بخش ہوگی کہ ممالک متحدہ امریکہ کی ۴۸ ریاستوں میں سے ۳۶ ریاستیں امریکن کانگریس کے اس قانون سے متفق ہیں کہ آئندہ شراب کی تجارت و آمد و برآمد بند کر دی جائے تاکہ یہ زمین صداقت جو صد آسمانی تیرہ سو برس پیشتر بلند ہوئی تھی آخر عیسائی دنیا کو بھی اس سے ہمنوائی کرنی پڑی اور اب یہ بھی واضح ہو گیا کہ اسلامی تریاق میں ہے جو مے نوشی میں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد یہ ہوائیں جو چل رہی ہیں یہ ہمیں کسی شاندار مستقبل کی خبر دیتی ہیں ویقین کرنا چاہیے کہ آہستہ آہستہ تمام اصول اسلام کو مہذب کہلانیوالی دنیا بھی ہو یا برائی اتفاق کرنے پر مجبور ہوگی۔ اس موقعہ پر احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک جلسہ ہوا اور اخبار پیغام صلح سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ نے پریذیڈنٹ ولسن کو مبارکباد کا تار بھیجا ہے اور جلسہ میں ایک ریزولیوشن اس مضمون کا بھی پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ ہندوستان کے متعلق بھی ایسا قانون پاس کر دے ہمارا خیال ہے کہ بجائے گورنمنٹ سے مدد طلب کرنے کے پرزور سعی سے مسلمانوں کو تو کم از کم خود ہی نادم ہونا چاہیے کہ جس کا کلمہ پڑھتے ہیں لیے

بڑی بڑی تعداد میں نکال کر چلا جانا تلاشتے ہیں۔ مگر جو کام ہمیں کرنا چاہیئے۔ اُسے بوجہ احسن خود ہی انجام دے لیتے ہیں۔ جس کے ہم مشکور ہیں۔ مسافر نے یہ اعلان کیا ہے۔ کہ وہ اس موقعہ پر خاص نمبر شایع کریگا۔ اور اسکے ساتھ ایک تصویر بھی ہوگی۔ ہر مرنے والے کے احباب و اقربا کو خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ اس کے آخری لمحے کی صورت دیکھ لیں۔ اس لئے مناسب ہوگا۔ کہ تصویر والا ایسا ہو کہ وہ شایع کریں۔ جب وہ ارتھی پر پڑے ہیں۔ اور اعزہ و اقربا ان کے چاہنے والے جمع ہیں۔ یہ حسرتناک عبرت انگیز سین بہت موثر ثابت ہوگا۔ اور اشاعت دین الحق میں مدد دیگا

دوم۔ یہ پرچہ اپنے رشتہ داروں ہی میں تقسیم نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ مسلمانوں میں بھی سے سفت بانٹنا چاہیئے :۔

سوم۔ اس امر کو بھی واضح کردیا جائیگا۔ کہ شہید عربی لفظ کس معنی سے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیا آپ کی مذہبی کتابوں میں ایسے حالات کے مناسب کوئی لفظ نہیں ؟

ہم خدا کے فضل سے مومن ہیں

غیر مبائعین کا ہم پر ایک یہ اعتراض بھی ہے۔ کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ خلیفہ وقت سے بعض مسائل میں اختلاف رکھکر بھی ان کی بیعت ہو سکتی ہے۔ حالانکہ یہ جائز نہیں۔ خصوصاً اختلاف رکھتے ہوئے اختلاف کا اعلان نہ کرنا منافقت ہے۔ اسکے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ وہ خلفائے وقت سے بعض مسائل میں اختلاف رکھتے اور پھر بھی ان کی بیعت کرکے دل وجان سے فرمانبردار رہتے۔ اہلحدیث مورخہ ۲۴ رجنوری میں بھی محدثین کا یہی مذہب لکھا ہے دیکھئے :۔

"وہ (صحابہ) تو ایک دوسرے کے قول سے سند نہیں لاتے تھے۔ بلکہ ان میں مسائل کے اختلاف میں فیصلہ کن صرف قرآن و حدیث ہوتا تھا۔ چنانچہ زمانہ خلافت کے واقعات بکثرت ملتے ہیں۔ ہاں سیاسی طور پر خلیفہ وقت کی اطاعت کرنے کو خاموش رہتے۔ مگر دل میں اپنا اعتقاد نہیں بدلتے تھے۔ حضرت ابوذر حضرت ابن مسعود اور حضرت ابوسعید خدری وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اختلافات خلیفہ وقت کے ساتھ مشہور ہیں"

یہ ہمارے دشمن کی شہادت ہے۔ کیا غیر مبائعین اسپر غور کرینگے ؟

اسلام کے احسانات بنی نوع انسان پر

دُنیا والے کن کن رُسومات لالعینی و مزخرفات بے معنی میں گرفتار تھے۔ یہ ایک لمبا قصہ ہے۔ جو اسلام نے ان رسوم جاہلیت کا قلع قمع کرکے جو بنی نوع انسانوں کو مختلف بندھنوں سے آزاد کیا۔ وہ صحابہ کرام کی حالت سے ظاہر ہے۔ اور کتب تواریخ میں اس کا مفصل ذکر ہے اسکے بعد مرور زمانہ سے دُور مذاہب والے تو خیر۔ خود مسلمان بھی رسوم کا شکار ہو گئے۔ اور ان سے جو کچھ سرزد ہوا۔ اس کو جمع کیا جائے۔ تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ دو رسوم کا ذکر دلگداز سے لیا جاتا ہے۔ ایک بچہ کی پیدائش۔ دوم شادی۔ یہ رسوم بھی معزز اور شریف گھرانوں کی ہیں۔ ملاحظہ ہوں :۔

"چھٹی اُس تقریب کا نام ہے۔ جبکہ زچگی کے بعد ماں اور بچے کو پہلی دفعہ نہلایا جاتا ہے۔ زچہ کو تیز گرم پانی سے نہلانا ایک طبی علاج ہے۔ مگر یہ غسل ولادت چونکہ ایک خوشی کے موقع پر ہوتا ہے۔ اس لئے اسکو نہایت اہمیت دی جاتی ہے۔ اور چونکہ عموماً زچگی کے چھٹے روز یہ پہلا نہان ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا نام ہی چھٹی پڑگیا۔ اور اس میں زچہ بڑے اہتمام سے نہلائی جاتی ہے۔ پھر بچہ نہلایا جاتا ہے۔ اور ان کے بعد تمام عورتیں جو مہمان ہوتی ہیں۔ یکے بعد دیگرے سب نہاتی ہیں۔ زچہ اور بچے کے لئے بھاری جوڑے حسب حیثیت تیار کئے جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی سب عورتیں کپڑے بدلتی ہیں۔ اس نہان میں جو طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں۔ وہ بے حد و بے شمار ہیں۔ اور غالباً ہر شہر و قریے بلکہ ہر خاندان میں کلیۃً یکساں اور جزواً مختلف اور نئی ہیں ؛

دولھن کے میکے یا دیگر اعزا کی طرف سے اس موقع پر زچہ اور بچے کے جوڑے طوق ہنسلی اور کڑے ننھے بچے کے قابل کھلونے۔ جھنجھنے چھوٹے ان کے ساتھ مرغیاں اور خدا جانے کیا کیا چیزیں بڑی دھوم دھام جلوس اور باجوں کے ساتھ آتی ہیں۔ زنانے میں رقص و سرود کی محفلیں گرم ہوتی ہیں۔ اور اتنی استطاعت نہ ہو تو خود گھر والی عورتیں ڈھول سامنے رکھ کے گا بجا لیتی ہیں۔

یہی شان بعد کے دو نہانوں یعنی بیسویں اور چلے کے نہانوں کی ہوتی ہے۔ اگر خدا نے اطمینان دیا ہے تو دونوں موقعوں پر محفل عیش و نشاط گرم ہوتی ہے۔ ورنہ فقط چلے کے نہان میں زیادہ دھوم دھام ہوتی ہے اور بیسویں کے نہان کی تقریب معمولی رہتی ہے ؛

عقیقہ۔ مسلمانوں کی خالص مذہبی رسم ہے۔ جس کا آغاز بنی اسرائیل کے زمانے سے آل ابراہیم میں چلا آتا ہے یہود پیدائش کے آٹھویں دن بچے کو مسجد اقصےٰ میں لیجا کے اس کا سر منڈاتے اور قربانی کرتے تھے۔ اور ان کا مقتدا خاص طریقوں سے اسکے لئے برکت کی دعا کیا کرتا تھا یہی طریقہ مسلمانوں میں بھی رسم ابراہیمی اور سنت محمدی کی حیثیت سے آج تک جاری چلا آتا ہے۔ اگرچہ اب ولادت کے بعد آٹھویں دن عقیقہ کرنے کی قید اٹھ گئی ہے۔ مگر اکثر بچے کی عمر کے پہلے ہی سال میں ہو جایا کرتا ہے۔ اس میں بچے کو نہلا کے نئے کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ اور اسکے بعد اعزا و احباب کے مجمع میں نائی اس کا سر مونڈتا ہے۔ اور جیسے ہی وہ سر پر استرا لگاتا ہے بکرے اگر لڑکا ہے تو دو۔ اور لڑکی ہے تو ایک بکرا قربان کیا

جاتا ہے۔ منڈھ جانے کے بعد سر میں صندل لگایا جاتا ہے۔ [illegible] و اقارب حسب حیثیت نیگ کو کچھ رونمائی دیتے ہیں [illegible] کا گوشت غربا اور اعزا میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور گھر [illegible] خوشی کا جلسہ ہوتا ہے [illegible] اسی قسم کی محفل مرتب ہو جاتی ہے جیسی کہ اوپر تقریب میں ہوتی ہے۔"

ان سب باتوں میں اسلام کی بات تو صرف اتنی ہے کہ [illegible] ورت و حالات زچہ نہالے۔ اور ساتویں دن بچہ کا سر منڈا [illegible] جائے۔ نام رکھا جائے اور دو بکرے قربانی کر دیں۔ [illegible] ی سب لغویات۔

شادی کی رسوم

اب شادی کی کچھ رسمیں ملاحظہ ہوں۔

برات جب دولھن کے گھر پہنچتی ہے تو عموماً [illegible] [illegible] ئی جا چکتی ہے۔ اور اس کے غسل کا پانی باہر لا کے دولہا [illegible] سواری کے گھوڑے یا ہاتھی کے پاؤں کے پیچھے ڈال دیا جا [illegible]۔ دولہن کو یہ غسل سات دن کے باسی ٹھنڈے پانی [illegible] جاتا ہے جو کلس کا پانی کہلاتا ہے اور [illegible] [illegible] دولھن کے لئے اس پانی میں نہانا قیامت ہے کہ [illegible] [illegible] چوکی پر پان بچھا کے وہ نہلائی جاتی ہے اور [illegible] [illegible] باون واسے پڑے [illegible] ہوتے ہیں جو [illegible] دولہا کو سب سے پہلے سسرال میں لٹا یا جاتا ہے۔

اب دولہا سواری سے اتر کے زنانے میں جاتا ہے [illegible] [illegible] نگھائی جاتی ہے۔ اور طرح طرح کی بیسیوں اور رسمیں عمل [illegible] [illegible] ہیں۔ جو ہر گروہ اور ہر خاندان میں جدا جدا اور عجیب [illegible] [illegible] یہ وقت علی العموم وہ ہوتا ہے۔ جب دلہن نہا تو [illegible] ہو۔ مگر ابھی کپڑے نہیں پہنائے گئے ہوتے ہیں۔ وہ [illegible] چادر میں لپٹی ہوتی ہے۔ اور اسکے ہاتھ پر مصری رکھ [illegible] [illegible] کو کھلائی جاتی ہے۔ جسمیں سالیاں زندہ دل جوان عورتیں [illegible] مضاں قیدیں بڑھا بڑھا کے دولہا کے لئے ہر کام [illegible] کر دیتی ہیں۔

شادی کی یہ پہلی ہفتخوان طے کرکے دولہا باہر مردانے میں آتا [illegible] جہاں [illegible] نشاط مرتب ہوتی ہے۔ اعزا و احباب پر تکلف [illegible] قرینے سے صاف ستھری دری چاندنی اور قالینوں [illegible] [illegible] ہیں اور سامنے مردانہ یا زنانہ طائفہ مجرا کرتا ہوتا ہے۔ عین محفل کے درمیان میں اور صدر مقام پر دولہا کے لئے زرنگار مسند تکیہ ہوتا ہے جس پر دولہا کے ہم عمر لڑکے لا کے بٹھا دیتے ہیں اور اس کے دونوں طرف خود بیٹھ جاتے ہیں تاکہ دولہا ان سے ساتھ آزادی سے باتیں کر سکے۔

دولہا کے لئے لازم ہے کہ اپنی ہر [illegible] و حرکت سے شرمیلا پن ظاہر کرے [illegible] بے تکلف باتیں کر سکتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] ہی سے وہ بے تکلف ہو [illegible] سکتا ہے [illegible] [illegible] ہوتا ہے۔

دولہا کے [illegible] [illegible] بیٹھنے کے بعد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کھینچ لیا [illegible] [illegible] [illegible] شادی کا [illegible] محفل [illegible] تشریف [illegible] [illegible] لڑکے کا باپ [illegible] [illegible] [illegible] لڑکی والے دو پرسے [illegible] ہیں جو عادل شاہد اور تصدیق دینے لڑکی کی شرعی [illegible] [illegible] [illegible] قرآن [illegible] صحت [illegible] ایجاب قبول کے صیغے ادا کرتے ہیں اگر خاندان کسی پیر زادی [illegible] مولوی صاحب اور اگر کسی [illegible] کے مقررہ خاندانی قاضی صاحب آ [illegible] نکاح پڑھاتے ہیں جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکی کے [illegible] [illegible] کوئی صاحب اسکے وکیل و مختار بن کے آتے ہیں اور وہ شاہدوں کو پیش کرتے ہیں کہ فلاں لڑکی نے مجھے اپنا وکیل ان دونوں شاہدوں کے سامنے مقرر کیا۔ اور اس نے مجھ [illegible] عقد کا اختیار دیا۔ قاضی صاحب انکو شاہدوں پر اطمینان [illegible] [illegible] کون وکیل صاحب سے [illegible] دریافت کرکے دولہا کو کلمۂ شہادت پڑھا کے مسلمان کے لئے جن جن [illegible] ایمان لانا ضروری ہے۔ ان کا عربی میں اقرار کراتے اور اسکے بعد تین بار اس سے یہ کہتے کہ فلاں لڑکی کے ساتھ [illegible] [illegible] نے تمہارا عقد نکاح کر دیا۔ اور دولہا سے اقرار کراتے ہیں کہ میں نے قبول کیا۔ اسکے بعد ایک دعائیہ خطبہ پڑھکے لوگوں سے کہتے ہیں "مبارک" ساتھ ہی مبارک سلامت کا غل ہوتا ہے۔ نقل اور چھوہارے [illegible] سینیوں میں بھر کر سامنے رکھے ہوتے ہیں انکو حاضرین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اور اسکے بعد دولہا پھر اندر زنانے میں بلایا جاتا ہے۔

عورتوں کی دنیا میں رسوم اور شرائط عقد کے اصلی لوازم کے [illegible] کا خاص ہی وقت ہے۔ زنانے میں اس موقع پر رسوم نکاح کے نام سے دولہا کے ساتھ ہر قسم کا تمسخر کیا جاتا ہے اور اسکے پریشان کرنے میں کوئی کارروائی اٹھا نہیں رکھی جاتی۔ ان تمام [illegible] کی لا [illegible] سالیاں اور [illegible] ہوتی ہیں۔ درحقیقت [illegible] نوجوان کے لئے شادی ایک [illegible] [illegible] اور [illegible] ہے جسمیں بیسیوں ایسے مرحلے پیش آتے ہیں جو اسکے وہم و گمان [illegible] بھی نہیں ہوتے۔ دولھن اور [illegible] ایسی [illegible] کی طرح اسکے سامنے لا کے رکھ [illegible] [illegible] [illegible] کا جوڑا [illegible] پہنایا گیا اور [illegible] لاتے وقت [illegible] [illegible] کی آمد پر دلھن کی ایک لات [illegible] [illegible] یہ ٹوٹکے گائے جاتے ہیں دولہا سے بیوی کی غلامی ذلیل ترین غلامی اور [illegible] کیسی کیسی خدمتیں [illegible] کا اقرار [illegible] [illegible] [illegible] اسکے بعد آرسی مصحف کی رسم ادا ہوتی ہے [illegible] دولہا و دلہن کے درمیان رحل پر قرآن شریف اور اس پر آئینہ رکھا جاتا ہے۔ اور اس آئینہ میں دولہا کو دلہن کا پہلا جلوہ دکھایا جاتا ہے۔ مگر لازم ہے کہ چہرہ دیکھنے سے پہلے دولہا سورۂ اخلاص پڑھے اس جلوے میں دلہن آنکھیں بند کئے رہتی ہے عورتیں دولہا سے آنکھیں کھلوانے کے لئے طرح طرح کی التجائیں کراتی ہیں اور اس سلسلہ میں ہر قسم کی اطاعت و غلامی کا اقرار اس سے کرا لیتی ہیں۔ [illegible] شکووں اور خوشامدوں کے بعد دلھن آنکھیں کھول کے ایک لحظہ دیکھتی اور پھر آنکھیں بند کر لیتی ہے اور اسی پر رسوم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

اسمیں بھی اسلامی حکم صرف اتنا ہے جیسا قادیان میں رائج ہے کہ مسجد میں کسی نماز کے بعد امام کھڑے ہوکر خطبہ نکاح پڑھتا ہے جسمیں عورتوں اور مردوں کے حقوق و فرائض سے آگاہ کیا جاتا ہے پھر لڑکی کے ولی سے پوچھ لیا جاتا ہے کہ کیا آپ کو اپنی لڑکی کا نکاح فلاں لڑکے سے اتنے مہر پر منظور ہے۔ وہ جب ہاں کہتا ہے تو لڑکے سے کہا جاتا ہے کیا تمہیں منظور ہے وہ کہہ دیتا ہے۔ ہاں۔ بس نکاح ہو گیا۔ چھوہارے تقسیم ہو [illegible]

[illegible] عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپوا کر میر قاسم علی پروپرائٹر نے فاروق منزل سے شائع کیا

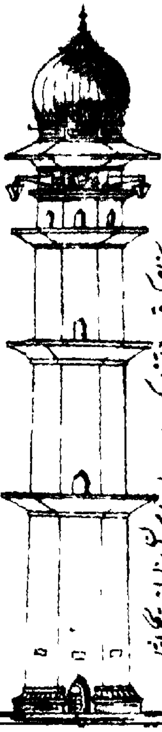
بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

قادیان کا سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۴ — یوم پنجشنبہ ـ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۱۹ء سنہ ۶ — نمبر ۶



سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ حضور مع چند احباب طبی مشورہ کیلئے ... فروری ... سالانہ جلسہ۔ اکابرین سلسلہ کی اتفاق رائے ... مارچ بعد نماز جمعہ سے لیکر ۱۶ مارچ کی شام تک جلسہ ... ہماری مجلس بجائے تعطیلات ایسٹر کے جو نہایت گرم موسم ... تاریخیں قرار پائی ہیں۔ احباب ضرور اس موقعہ پر تشریف ... ثواب حاصل کریں۔

... اگر کسی بھائی کی اپنی زمین لائلپور کے ... سلعدہ ایک مربع زمین واسطے کاشت کے دے ... تو علی محمد صاحب احمدی ساکن ... تحصیل اجنالہ ... امرتسر سے خط و کتابت کریں۔

درخواست دعا۔ ایک مخلص احمدی ... پوری ... پر چھوڑتا ہے۔ احباب ... دعا کریں۔ ...

غطریف کا ابا اور میں

(2)

وہ جو غطریف کا ابا ہے یہ کہنے لگا
میں اواگون کا قائل تو نہیں ہو سکتا
"آپ مرزا کو "محمد ثانی" کہتے ہیں"
"یہ زبردستی ہے غیر وہ کو وہی کہتے ہیں"
میں نے ڈانٹا کہ مسلمان ہو یا ہندو ہو ؟
یہ ہمانی کا مرض ہے تمہیں کیا وارد ہو
یہ اواگون نہیں ہے نہ ہم اس کے قائل
کیا مسلمان بھی ہوتے ہیں تو ہپہ مائل
اس کا مطلب ہے مثیل اور بروز کامل
یعنی اس رنگ میں رنگین ہیں شامل
جیسے اک آئینہ میں چہرہ نظر آتا ہے
عکسی قرآن بھی قرآن ہی کہلاتا ہے
مجلس کے کہنے لگا ایسی تو گئی گذری ہیں
میں نے پوچھا کہ بتاؤ جو گئی گذری ہو

نام جب چند سنائے تو کہا کس نے میاں
انہیں سے کون ہوا ہے مہدی موعود زماں
کس نے چیلنج کیا سارے جہاں کو لگے
کس نے دعوی کیا میں سب کے لئے ہوں ...
کس نے اسلام کا اظہار کیا دنیا میں
شان احمد کو نمودار کیا دنیا میں
مصحف دشمن کو کیا کس نے حجت ...
کس نے دنیا کو دکھایا وہ محمد کا جلال
"ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا کس نے"
اور مسیحائی سے مردوں کو جلایا کس نے
ایک ہی شخص غلام احمد مختار کا تھا
کام یہ سارا اسی مطلع انوار کا تھا
چاند پہلی کا بھی ہے چاند جیسی کا بھی چاند
چودھویں رات کا کرتا ہے مگر سب کو ماند
... سب میں اسی شمس کا ...
ایک ... کا ...

اولیا امت احمد میں کئی سو گزرے
پر فنا ہو گئے محمد میں محمد ثانی
جس نے ظلی و بروزی تھی نبوت پائی
ایک ہی مدّ نازل سو مقام قدرت تک
جیسے ہوتا ہے کسی آب بدبو نور مشک
مان لو جلد کہ ہے مصلح الف آخر
اس کا منکر ہے خدا اور نبی کا منکر
خیر خواہی سے یہ تحریک ہے بیعت کیلئے
تاکہ اکمل سے ملو دین کی خدمت کیلئے

ہوائی جہازوں کے ذریعہ سفر

اخبار پرکاش میں اس سکیم کا حال چھپا ہے جو آج کل ہوائی جہازوں کے ذریعہ سفر کرنے کے متعلق درپیش ہے

لندن سے ہندوستان چار دن میں

ہندوستان میں آتے ہوئے چار دن اس طرح خرچ ہونگے۔ لنڈن سے ۸ بجے صبح چل کر رات کو ۹ بجے [illegible]۔ وہاں سے دوسرے دن صبح چل کر ۱۱۰۰ میل پر ۷ بجے شام قاہرہ۔ وہاں سے تیسرے دن صبح ۷ بجے چل کر ۱۰۰۰ میل پر بصرہ۔ چوتھے دن وہاں سے کراچی پہنچیں گے۔ سردی سے بچاؤ کے لئے کمرے گرم کئے جایا کرینگے۔ اور گرمی سے بچنے کے لئے ان کو ٹھنڈا رکھنے کا انتظام بجلی ہوگا جہاں جہاں جہاز ٹھیرینگے وہاں وہاں کمپنیوں کی طرف سے ہوٹل ہونگے۔ ان کا خرچ بھی کرایہ میں شامل ہوگا۔ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے جہاز پر ۴۰۔ اور ۵۰ پونڈ فی آدمی تک خرچ ہونگے اور اگر اس سے بھی تیز ہوتے ہوئے جانا ہو تو ۸۰ پونڈ۔ یعنی اتنا ہی جتنا سمندر کے رستے جاتے ہوئے پہلے [illegible] کچھ وقت گزرنے پر کرایہ اس سے بھی کم [illegible] سے ہندوستان آسکینگے [illegible]

ہندوستان میں ہوائی سفر

ہندوستان میں بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ بذریعہ ہوا آنے جانے کا بندوبست ہو رہا ہے۔ کلکتہ میں اسی کام کے لئے ایک کمپنی کھولی گئی ہے۔ اس کا تعلق ولایت کی ایک بڑی ہوائی جہاز کی کمپنی سے ہوگا جو کلکتہ کی کمپنی کو اپنے جہاز دیگی۔ اگلے اپریل میں اس کے جہاز ہندوستان پہنچ جانے کی امید ہے۔ ایک ہوائی جہاز جو یہاں آنے والا ہے۔ وہ ان چھ جہازوں میں سے ہے جو برلن پر گولہ باری کرنے کے لئے بنائے گئے تھے اس کی رفتار ۱۲۰ سے ۱۳۰ میل فی گھنٹہ ہوگی۔ ۱۲۰۰ گھوڑے کی طاقت سے وہ چلا کریگا۔ اس کمپنی کا خیال ہے کہ ہندوستان میں کلکتہ سے دہلی شملہ لنکا اور دارجلنگ تک ہوائی جہاز کا انتظام کیا جائے۔ یہاں جہاز چلانے والوں کا انتظام تقریباً ہو چکا ہے جو بہت تیار ہونگے۔ ہندوستان ہوائی جہازوں کے لئے سب سے اچھی جگہ ہے کیونکہ یہاں دھند نہیں ہوتی۔ اور جہازوں کو رکاوٹ نہ ہوگی۔ محصول ۴ آنہ فی میل کے حساب سے لیا جائیگا۔ اس حساب سے کلکتہ سے شملہ جو ریل کے راستہ ۱۱۲۵ میل ہے اور جسکا اول درجہ کا کرایہ ۱۲۱ روپیہ ۶ آنہ ہے۔ اور وقت ۴۲ گھنٹے لگتے ہیں۔ ہوائی راستے سے ۹۵۰ میل ہوگا اور کرایہ ۲۳۷ روپیہ ۸ آنہ ہوگا۔ اسی طرح کلکتہ سے شملہ بجائے ۴۲ گھنٹے کے ۱۲ سے ۱۵ گھنٹے میں ہی کئی جگہوں پر اتر کر آرام لیتے ہوئے پہنچ سکیں گے۔ کلکتہ سے بمبئی ریل کے راستہ ۱۲۱۳ میل ہے۔ اول درجہ کا ٹکٹ ۱۰۵ روپیہ ۲ آنہ میں آتا ہے اور وقت ۴۶ گھنٹے لگتے ہیں مگر ہوا کے ذریعہ فاصلہ ۱۰۵۰ میل ہوگا اور ۱۲ سے ۱۵ گھنٹہ میں پہنچینگے اور کرایہ ۲۶۲ روپیہ ۸ آنہ لگیگا۔ کمپنی کا خیال ہے کہ جہاں سہولت بہم پہنچ سکیگی وہاں ہوائی جہاز چلانے کی تعلیم بھی دیجاویگی۔ ڈاک کے محصول کا اندازہ بھی لگایا گیا ہے۔ یہ محصول ایک پونڈ پارسل پر سو میل [illegible]

۲۰ بیگھہ زمین خریدی گئی ہے جو ہو۔ اب اڑانے کا وقت آگیا ہے جس سے سب کام جلد ہی ہونگے اور وقت کی قدر ہوگی +

رسالہ احمدی شائع ہو گیا

الحمد للہ علی احسانہ کہ رسالہ احمدی چھپ گیا ہے اور عنقریب ہی خواستگاران کے نام ارسال ہوگا۔ اس نمبر کا نام "ملہم ثانی" ہے۔ اس میں کیا لکھا ہے؟ وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے ہماری زبان و قلم کچھ نہیں کہہ سکتا۔ احمدی کی سالانہ قیمت جو ۴ نمبروں کی ایک مکمل جلد ہوگی عام خریداروں سے دو روپیہ ہوگی۔ چھ ماہ و دو ماہ کر کے پیشگی لیجائیگی۔ اور خاص صاحب [illegible] ہوگا۔ اور اس نمبر ملہم ثانی کی قیمت ۶/ [illegible] بھیجنے والوں سے

مرقع ثانی

[illegible] چھپ کر تیار ہو گیا۔ اس میں مکذب امام زمانہ مولوی ثناء اللہ کا وہ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء جس میں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "آخری فیصلہ" نامے موضوع کر کے اپنا جواب بصورت انکار دیتا ہے کر کے یہ لکھا تھا کہ بروئے قرآن مجید جھوٹے مفسد دغاباز لوگوں کو خدا تعالیٰ مہلت دیکر لمبی عمریں دیا کرتا ہے جس کے مطابق ثناء اللہ صاحب کو مہلت اور لمبی عمر ملی ہے۔ یہ تمام اخبار لفظ بلفظ سطر بسطر صفحہ بصفحہ حرف بحرف نقل کر کے شامل کر دیا ہے۔ جو نہایت اعلیٰ کاغذ دکھائی چھپائی سے طبع کیا ہے اسکو غیر احمدیوں میں تقسیم کرانا ذی استطاعت احمدیوں کا فرض ہے قیمت فی نسخہ ۲ معہ محصول ڈاک ؛

احباب سے للہ گزارش۔ جو دوست ان دونوں رسالہ مندرجہ بالا میں سے کسی ایک کو بھی ملاحظہ کریں وہ اپنی رائے بے لاگ بغیر کسی رعایت کے ایک پیسہ صرف کر کے خاکسار مصنف ایڈیٹر فاروق کو ضرور مطلع فرما دیں کہ انکی رائے میں یہ ہر دو رسالے اپنے مقصود میں کامیاب ہیں یا نہیں؟ حضرت اقدس کے اصل مضمون کا عکس بھی چھاپ دیا ہے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۱۹ء

النبوۃ فی خیر الامۃ

اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و احسان کے
ساتھ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کا سہرا
امت محمدیہ کے سر پر باندھکر ترقی کرتا رہنگے نے من
یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ
علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین اور ما کان محمد ابا احد من رجالکم
ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا سرٹیفکٹ
عطا کیا یعنی اے امت محمدیہ تم صرف لفظی طور پر خیر امت
نہیں ہو۔ بلکہ تم میں سے حسب مراتب نبی صدیق شہداء
اور صالح ہونگے۔ حتی کہ وہ مرد کامل جو نبوت سے سرفراز ہوگا۔
وہ بھی عین محمدؐ ہی ہوگا۔ یعنی بردری طور پر تمام
کمالات محمد صلعم اس کو بھی عطا کئے جائینگے

خاتم کے معنی اور اسکی حقیقت

کیونکہ خاتم کے
معنے مہر کے ہیں۔ اور مہر کا علاوہ اور خواص تصدیق وغیرہ
کے ایک یہ بھی خاصہ ہے۔ کہ اپنے تمام نقوش کو معکوس علیہ
پر ظاہر کر دے۔ اور مہر کی غرض بھی یہی ہوتی ہے۔
اگر ایک دوسرے کے نقص کی وجہ سے اللہ سبحانہٗ و
تعالےٰ کا فعل لغو و عبث ٹھیریگا۔ جبکہ محمدؐ خاتم یعنی مہر
ہوئے۔ تو النبیین معکوس علیہ اور اللہ تعالےٰ اس خاتم
کا بنانیوالا۔ پس جس شخص پر اس خاتم کا پورا اثر ہوگا۔
بلحاظ کمالات کے عین محمدؐ ہی ہوگا۔ اور باوجود اس کے

ہر دو ایک وجود کے لئے اصل و ظل ہوگئے اور کسی
قسم کی تفریق ہر دو میں جائز نہ ہوگی۔ چنانچہ حضرت
مسیح موعودؑ نے اسی لئے فرمایا۔ ومن فرق بینی
وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای۔ ہمارا علم
و تعلیم نبی کریمؐ اور مسیح موعودؑ میں بلحاظ کمالات
بقرب الی اللہ وغیرہ وغیرہ کے کوئی فرق نہیں۔ البتہ
ان کے حصول کو فتبارک من علم وتعلم سے ظاہر کیا یعنی
جو کمالات کہ آپ کو حاصل ہوئے ہیں وہ حق تعالیٰ
کی خاتم کے ذریعہ حاصل ہوئے ہیں۔

شاید بعض اس کے سمجھنے سے قاصر رہیں۔ اس
لئے تصویری زبان میں ادا کرنا ضروری ہے۔ یعنی جیسا
کہ ایک شخص اپنے نام "عطاء اللہ" کی کسی شے پر ثبت
کرواتا ہے۔ مہر جس چیز پر کہ وہ اپنی پوری ثبت کی
جاتی ہوگی۔ اس میں بھی وہی لفظ "عطاء اللہ" کا
موجود ہوگا۔ اور بلحاظ کمال و صفائی کے اگر کوئی
ہر دو میں نقص لازم نہ آئے۔ دو خواہ ایک ہی ہونگے۔
کیونکہ اصل غرض اس مہر میں لفظ عطاء اللہ ہی ہے
نہ کہ لوہا پتھر یا نگ وغیرہ۔ پس یہ ہر دو ایک بھی
ہوگئے۔ اور اصل و ظل بھی ہوگئے۔ الغرض یہ کیفیت
خاتم النبیین کی ہے۔ یعنی جو شخص بھی اب اس امت
میں نبی ہوگا۔ وہ عین محمدؐ ہی ہوگا۔ اور اس اصل کا
ظل بھی ہوگا۔ اور یہی حال مسیح موعود کا ہے۔ یعنی
بلحاظ کمالات وغیرہ کے آپ عین محمدؐ بھی ہیں۔ اور
ساتھ ہی ظل بھی ہیں۔

اور جبکہ آیۃ ممدوحہ کی مخاطب امت محمدیہ ہے
اور یہ آیت مقام مدح میں نازل ہوئی ہے۔ اور رسول اللہ
سے معطوف ہے۔ تو اس کے ایسے معنے لینا۔ جو
اس کی دل شکنی کا موجب ہو۔ کب روا ہو سکتا ہے
کیا کبھی کوئی انسان اس کہنے پر خوش ہوا ہے۔ کہ
انہیں سے کسی کو بڑا عہدہ دے کر آئندہ کو اس
عہدہ کو قطعی طور پر بند کر دیا گیا ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔

شریعت میں خاتم کا مقام

قرآن و
حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاتم کی
ایک غرض تصدیق بھی ہے۔ پہلے ہوتا ہے۔ جیسا کہ
قرآن کریم نے حضرت سلیمانؑ کا ایک خط نقل کیا ہے
جو یوں ہے۔ انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم ان لا تعلوا علی واتونی
مسلمین۔ یعنی لفظ سلیمان کو جو سارے مضمون
کا خاتمہ ہے۔ پہلے لایا۔ اور بعد میں خاتم کی غرض کو
بیان کیا۔ اسی طرح ہر سورت کا خاتم بسم اللہ الرحمن
الرحیم ہے۔ اور اس خاتم کی غرض کو بعد میں رکھا
ہے۔ حدیث شریف میں نبی کریمؐ کے خطوط درج ہیں
وہاں بھی اسی طرح ہے۔ یعنی من محمد الی ہرقل
وغیرہ وغیرہ۔ الغرض حضرت سلیمانؑ کے خط میں اور
قرآن کریم کی سورت میں اور نبی کریمؐ کے خطوط میں
جا بجا خاتم ثابت ہے۔ وہ پہلے۔ اور اس خاتم
کی غرض و مقصد کو بعد میں بیان کیا گیا ہے۔ یہی
حالت خاتم النبیین کی ہے یعنی محمدؐ جو النبیین کے
خاتم ہیں پہلے۔ اور النبیین جو اس خاتم کی اغراض
ہیں بعد میں۔ انسانی عدالت میں آخر میں دستخط
ہوتے ہیں۔ لیکن اسی قانون میں اس کے ساتھ۔
تائیدات سماویہ و ارضیہ۔ آسمان بار نشان الوقت
میگوید زمین۔ این دو شاہد از پے تصدیق من استادہ
اند۔ اور اگر خاتم کے معنے آخر کے لئے جائیں۔ تو اسکے
معنے بھی مسجدی آخر المساجد کی طرح ہونگے۔ یعنی جسطرح
کل مساجد نبی کریمؐ کی اتباع میں آپ ہی کی اغراض
کو پورا کرنیوالی ہیں۔ اسی طرح النبیین آپ ہی کے
اتباع میں آپ ہی کی اغراض کو پورا کرنیوالے
ہونگے۔ اور اگر خاتم النبیین کی النبیین سے مراد
انبیاء سابقین لے کر نبوت بند کی جائے۔ تو جائز
نہیں (۱) نبی کریم نے عیسےٰ موعود کو نبی اللہ فرمایا (۲)
انبیاء سابقین کی نبوت آپ کے اتباع کے نتیجہ میں
نہ تھی (۳) لو عاش ابراھیم لکان نبیاً سے
جو خاتم النبیین کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ انبیاء
کا اپنی امت میں ہونا بیان فرمادیا (۴) ان آیات کی
مخاطب امت محمدیہ ہے نہ کہ امم سابقین نہ بناکہ

بھی مقام مدح میں ہے نہ مقام ذم میں۔ (۵) خاتم النبیین رسول اللہ کا معطوف ہے پس معطوف کے فعل کا اثر اگر سابقین پر لگنے سے معطوف علیہ کے فعل کا اثر بھی اگر سابقین کو بھی ماننا پڑیگا۔ جو آیت کے سے ما بعد آیت باطل ہے۔ (۶) انبیاء سابقین کا بھی انکار کرنا پڑیگا۔ کیونکہ علم الٰہی و لوح محفوظ میں خاتم النبیین کی آیت موجود تھی۔ اور حدیث میں آتا ہے کنت نبیاً و الآدم بین الماء والطین۔

الغرض خاتم النبیین کے صحیح معنے یہی ہیں۔ کہ انبیاء امت محمدیہ نبی کریمؐ کے پیرو کامل ہونگے چنانچہ نبی کریمؐ نے جس نبی کی پیشگوئی فرمائی۔ اسکے متعلق یہ بھی فرمایا کہ یہ مجھ سے ہی قبر میں۔ اور قبر کے معنے بھی آپ ہی نے کہدئے۔ کہ روضۃ من ریاض الجنۃ۔ اور ایک حدیث میں بھی امتہ اسمی سے اسی امر کو ظاہر کیا۔ یعنے اس میں اور مجھ میں کوئی دوئی نہیں ہوگی۔ در میں اور وہ درحقیقت ایک ہی ہونگے تو شخصیت میں دو ہونگے۔ اور قرآن کریم نے بھی آخرین منہم لما یلحقوا بہم سے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنے وہ بھی محمد ہی ہونگے۔

اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین الخ کے معنے

اس آیت نے چار مراتب حسب مراتب چار گروہوں کا ذکر کیا۔ یعنے نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح۔ یعنے نبی کریمؐ کی اتباع سے حسب مراتب و استعداد چار قسم کے لوگ ہونگے۔ اور ان کی تشریح قرآن کریم نے دیگر مقامات میں کی گئی۔ یعنے صلحاء (جو صدیق و شہید سے بہت پیچھے ہیں۔ بلکہ یہ محض ابتدائی مرحلہ ہے اگر ایک شام کو کافر ہے۔ تو صبح ایمان لاکر صلحاء میں شریک ہوجاتا ہے۔ گو مدارج کے لحاظ سے ایک میں بہت بڑا تفاوت ہو) علیحدہ بیان کیا۔ [illegible] ہر ایک صدیق و شہید کے مراتب میں تفاوت ہے) صیب کر دیا۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم اجرہم جو بلحاظ کمال کے ان ہر سہ مقامات سے اعلیٰ و اکمل مقام پر ہیں جن کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ اما یاتینکم رسل منکم سے الگ بیان کیا۔ اور پھر اس امت کے انبیاء کو آیت خاتم النبیین میں علیحدہ کر دیا۔ کہ وہ صرف نبی ہی نہیں ہونگے بلکہ محمدؐ ہونگے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اور اگر ان آیات میں نبی کی صرف معیت مان کر اس کی نبوت سے انکار کیا جائے۔ تو آپس میں معطوف و معطوف علیہ ہونے کی وجہ سے بعد کے تین گروہ کا بھی انکار ہوتا ہے۔ یعنے صدیقوں اور شہیدوں کی معیت امت محمدیہ کو حاصل ہوگی۔ مگر خود کوئی صدیق یا شہید نہ ہوگا۔ وہذا خلف۔ اور اگر اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء سے اس کا اقرار کیا جائے تو آیت لغو بے معنے ہوجاتی ہے (۱) صدیق شہید تو ہونگے لیکن دراصل یہ صدیق شہید نہ ہونگے۔ صرف صدیق شہید کی معیت انہیں نصیب ہوگی (۱) آیۃ اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین تک چاہیئے تھی اور والصدیقین الخ کی آیت محض زائد اور بے معنے۔ یعنے اگر امت محمدیہ کو انبیاء کی صرف معیت ہی حاصل ہوسکتی تھی اور صدیق شہید اور صالح نہیں ہوسکتے تھے تو آیت النبیین تک ختم ہوجاتی۔ کہ اس امت کو صرف انبیاء سے معیت ہی ہوگی خود انبیاء نہ ہونگے۔ اور دوسری آیت یعنے اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء آخری صرف دوسرے گروہوں کے لئے کافی تھی اور اس آیۃ میں ان تین لفظ (والصدیقین والشہداء والصالحین) کے بڑھانے کی ضرورت نہ تھی۔

اِمّا یاتینکم منّی ھُدًی کے معنے

اس آیت سے اِمّا یاتینکم رسل منکم کے معنے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور نہ ہی یہ آیت صرف بطور قصہ کے ہوسکتی ہے۔ ہدیٰ کے معنے احکام کے لئے جائز نہیں جس سے یہ غلط نتیجہ نکالا جائے۔ کہ جس طرح اب کوئی نئے احکام نہیں آسکتے۔ اسی طرح اب کوئی رسول بھی نہیں آسکتا۔ اور صرف ان ہر دو آیات میں ما سبق کا ذکر ہے۔ قرآن کریم نے ہدے کے معنی آپ کر دئے میں یعنے ذکر و آیات چنانچہ ان ہر دو آیات کو ملا کر بھی ہدے کے معنے آیات ہی نکلتے ہیں۔ یعنے ایک آیت نے بتلایا کہ تم میں ہدیٰ آئیگی اور دوسری آیت نے بتلایا کہ وہ ہدیٰ رسول لے کر آئیگا اور ہدیٰ کے معنے آیات کے ہیں جیسا کہ اِمّا یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی۔ سے ظاہر ہے۔ ورنہ اس کے معنے یہ ہونگے کہ رسول تو صرف آیات لائینگے لیکن ہدیٰ کا لانیوالا کوئی اور ہوگا۔ جو بالبداہت غلط ہے۔

علاوہ بریں خود اس آیت اِمّا یاتینکم منّی ھُدًی سے خود آگے چل کر اپنے معنے آپ بتائیں۔ اِمّا یاتینکم منّی ھُدًی ... والذین کفروا وکذبوا بآیاتی (سورہ بقرہ) (۲) فاما یاتینکم منی ھدًی ... فمن اعرض عن ذکری ... قال کذالک اتتک آیاتنا۔ (سورہ طٰہٰ) پس تمہارے پاس آیتیں آئینگی۔ اور آگے چل کر اس کے معنے بتا دئے کہ ہدیٰ کے معنے احکام نہیں ذکر اور آیات ہیں۔ پس جو ان آیات کا انکار کریگا۔ ان کے لئے یہ سزائیں ہیں۔ الغرض آیت اِمّا یاتینکم مانع نبوت نہیں کہ صرف ازمنہ سابقہ کے لئے ہی مانا جائے۔ اور یہ ہدیٰ تو مسیح موعودؑ بھی لے کر آئے۔ اور اس کثرت سے کہ جس سے ہزار نبیوں کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ اور نبی کریمؐ نے بھی لناله رجل اور رجال من اہل فارس۔ اور ابناء فارس سے اس کی تائید کی ہے ✦

افسوس ہے کہ احباب جن کے نام دوبارہ چند فاروق کے وی پی کئے گئے ہیں بلا وجہ دوبارہ واپس کر رہے ہیں جس سے بہت نقصان محصول ڈاک وغیرہ کا ہوتا ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے ✦

ہیرے جواہرات حاصل کرنیکا طریق

بحیاثر سے ہندوستان دن کی مسافت پر شمال کی جانب ایک پہاڑ ہے۔ جو البنجارہ کہلاتا ہے۔ اس کے گرد پانی کے چشمے ہیں جس میں بیشمار زہریلے جانور ہیں۔ اور پہاڑ کے اوپر بھی ہر جگہ سانپ رہتے ہیں۔ اس میں ہیرے اور جواہرات پیدا ہوتے ہیں۔ انسان کی عقل کوئی ایسا طریقہ نہیں معلوم کر سکی ہے۔ کہ اس پہاڑ پر جانے کی کوئی ترکیب نکالی جا سکے۔ لیکن ہیرے اور جواہرات حاصل کرنے کا طریقہ انہیں معلوم ہو گیا۔ اس پہاڑ کے قریب ہی ایک دوسرا پہاڑ ہے۔ جو اس سے کسیقدر زیادہ بلند ہے۔ سال کے ایک خاص [موسم] میں لوگ بڑے بڑے بیل لیکے آتے ہیں۔ وہاں انہیں ذبح کرکے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے جس میں خون بھرا ہوتا ہے۔ ایک خاص کل کے ذریعہ سے جو انہوں نے اس مقصد کیلئے بنائی ہے۔ دوسرے پہاڑ کی چوٹی پر پھینک دیتے ہیں۔ ہیرے اور جواہرات گوشت کے ٹکڑوں میں چمٹ جاتے ہیں گدھ اور عقاب جو کہ اس گوشت کو اٹھا لاتے ہیں۔ کیونکہ سانپوں کے ڈر سے وہ وہاں بیٹھ کے نہیں کھا سکتے۔ اور ایسی جگہ لے آتے ہیں جو محفوظ ہو۔ لوگ ان کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں اور اس جگہ سے ہیرے اور جواہرات چن لیتے ہیں۔

ہندوستان میں قسم کھانیکے طریق

فوجداری مقدمات میں جہاں کوئی شہادت نہ ہو۔ ملزم سے قسم لی جاتی ہے۔ اور اس کے تین طریق ہیں۔ ایک یہ کہ وہ شخص جس سے قسم لیجاتی ہے۔ اپنے دیوتا کے بت کے سامنے کھڑا ہوکے اس بت کی قسم کھاتا ہے کہ میں بیگناہ ہوں۔ اس قسم کے بعد وہ اپنی زبان ایک سرخ لوہے کے ٹکڑے پر لگاتا ہے۔ اور اگر اسے کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچے۔ تو وہ بیگناہ قرار دیا جاتا ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ اسی طرح قسم کھانے کے بعد اس سرخ لوہے کو وہ شخص چند قدم لیکے چلتا ہے۔ اگر اس کا جسم کسی مقام پر جل گیا۔ تو اسے اس جرم کی سزا دی جاتی ہے۔ اگر کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچا تو رہا کر دیا جاتا ہے۔ قسم کھانیکا تیسرا طریقہ یہ ہے۔ اور یہی عام طور پر رائج ہے بت کے سامنے ایک برتن میں ابلتا ہوا گھی رکھا جاتا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ میں بیگناہ ہوں۔ اپنی دو انگلیاں اس ابلتے ہوئے گھی میں ڈالتا ہے۔ اور نکالتے ہی فوراً ان پر کپڑا لپیٹ کے مہر کر دیجاتی ہے۔ تاکہ اس بندش کو کھول نہ سکے۔ تیسرے دن وہ پٹی کھولی جاتی ہے۔ اگر انگلیوں میں کسی قسم کا صدمہ پایا گیا۔ تو اس ملزم کو سزا دیجاتی ہے۔ اگر صحیح وسالم ہوئیں۔ تو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

عجیب وغریب چڑیا

وسط ہندوستان کی سرحد پر ایک عجیب وغریب چڑیا ہے۔ جو سمندہ کہلاتی ہے۔ اس کی چونچ میں بہت سے مختلف سوراخ ہوتے ہیں۔ جب اس کی موت قریب آتی ہے۔ وہ سوکھے تنکے اپنے گھونسلے میں جمع کرتی ہے۔ اس کی چونچ کے ہر سوراخ سے مختلف راگ پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ خود ہی وجد میں آکے اپنے بازو پھڑپھڑانے لگتی ہے اس سے لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے۔ اور وہ چڑیا اسی میں جل کے مر جاتی ہے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد اس کی راکھ میں ایک کیڑا پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی کیڑا بڑھ کے اس چڑیا کی شکل میں ہو جاتا ہے۔ وہاں کے لوگوں نے اس چڑیا کی چونچ کی نقل میں بانسری بنائی ہے۔ جس کی آواز بھی بہت اچھی ہوتی ہے۔

میاں بی بی میں سلوک کرادیا

مصعب کے عقد میں آنیکے بعد جناب عائشہ بنت طلحہ کے غرور وناز کی یہ حالت تھی۔ کہ کبھی انہیں اپنے بچھونے میں ہاتھ نہ لگانے دیتیں۔ مصعب خوشامدیں کرتے مگر وہ ایک نہ سنتیں۔ آخر ایک دن عاجز آکے اس کی شکایت اپنے معتمد اور منشی ابن ابی فروہ سے کی۔ اس نے کہا آپ کی [illegible]

آپ کی اجازت ہو تو میں دم بھر میں سیدھا کرکے آپ کی لونڈی بنا دوں۔ مصعب نے کہا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ مگر اتنا خیال رہے۔ کہ ان سے زیادہ محبوب مجھے دنیا میں کوئی نہیں۔ اور خدا نے اپنے فضل وکرم سے مجھے جتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان سب سے زیادہ شیریں و پرلطف نعمت میں انہیں کو سمجھتا ہوں۔ ابن ابی فروہ نے کہا۔ آپ اطمینان رکھیں۔ انہیں ضرر کسی قسم کا نہ پہنچیگا۔ اس کے بعد ابن ابی فروہ نے دو قوی ہیکل حبشی غلاموں کو ساتھ لیا۔ اور جناب عائشہ کے دروازے پر جاکے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور اندر جانے کی اجازت مانگی۔ اس وقت رات ہو چکی تھی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بولیں۔ بھلا اندر آنے کا یہ کون وقت ہے؟ جواب دیا۔ جی ہاں! میں اسی وقت آنے پر مجبور ہوں۔ عائشہ سامنے سے ہٹ گئیں۔ اور اس نے گھر کے اندر داخل ہوکے غلاموں کو حکم دیا۔ کہ انگنائی میں ایک گہرا گڑھا کھود دو۔ وہ دونوں جو کدالیں ساتھ لائے تھے کھودنے لگے۔ اور جناب عائشہ اور ان کی کنیزیں گھبرا گھبرا کے دیکھ رہی تھیں کہ یہ گڑھا کیوں کھودا جا رہا ہے۔ آخر ایک کنیز نے پوچھا کہ گڑھا کیوں کھود رہے ہو۔ ابن ابی فروہ نے کہا۔ اب اس کا کیا جواب دوں۔ تمہارے آقا کمبخت اتنے بڑے ظالم وسنگدل ہیں۔ کہ دم مارنے کی مجال نہیں۔ میں تو یہ کام نہ کرتا۔ مگر افسوس ان کا نوکر ہوں۔ اور ان کے حکم سے مجبور ہوں۔ اس کنیز نے گھبرا کے پوچھا۔ آخر انہوں نے کیا حکم دیا ہے۔ کہا حکم یہ ہے۔ کہ ایک گہرا کنواں کھود کے تمہاری بیوی کو اس میں زندہ دفن کر دوں۔ یہ سنتے ہی سب کنیزیں کانپ گئیں۔ اور عائشہ بنت طلحہ کے تو ہوش وحواس بجا نہ تھے۔ ابن ابی فروہ کے پاس آکے رحم کی التجا کرنے لگیں۔ اس نے کہا۔ بیوی آپ کے میاں اتنے بڑے سنگدل ہیں۔ کہ جس کی حد نہیں۔ دنیا بھر میں ان سے بڑا خونریز آدمی نہیں پیدا ہوا۔ کسی کی مجال ہے۔ کہ ان کے حکم کو ٹال سکے [illegible]

اتنا ٹھہر جاؤ کہ میں ذرا اُن سے مل لوں۔ ابن ابی فروہ نے کہا افسوس یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ساتھ ہی غلاموں کو ڈانٹا کہ جلدی کھودو۔ اس کی یہ مستعدی دیکھ کر جناب عائشہ اور سب کنیزیں زار و قطار رونے لگیں۔ اور گھر بھر میں ہلچل پڑ گئی۔ تھوڑی دیر رونے پیٹنے کے بعد انہوں نے نہایت ہی یاس سے لہجے میں کہا۔ تو کیا اب مجھے مار ہی ڈالو گے؟ اور میرے بچنے کی کوئی صورت نہیں؟ ابن ابی فروہ بولا حضور کیا عرض کروں اللہ جل شانہ اس سنگدل ظالم سے اس کا بدلہ ضرور لے گا۔ مگر اس وقت کوئی بات نہیں بن پڑتی۔ خدا نہ کرے کہ اسے غصہ آئے۔ اس کا غصہ وہ کالا غصہ ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ عائشہ نے پوچھا تو آخر میرا قصور کیا ہے۔ جو مجھ پر یہ غصہ ہے بولا یہی کہ آپ ان کا کہنا نہیں مانتیں۔ ان کو خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ آپ کے دل میں ان کی طرف سے کینہ ہے۔ اور آپ کے دل میں کوئی اور بسا ہوا ہے۔ اسی طیش میں وہ آپے سے باہر ہو گئے ہیں۔ بولیں۔ تو میں تمہیں قسم دلاتی ہوں۔ کہ ان کے پاس جا کے اس بارہ میں کچھ کہو سنو۔ ابن ابی فروہ نے کہا۔ لیکن ڈر لگتا ہے۔ کہ میں حکم کی تعمیل کئے بغیر چلا ان کے سامنے گیا۔ اور انہوں نے میرے قتل کا حکم دے دیا۔ تو کیا ہو گا؟ اس جواب پر پھر گھر میں کہرام مچ گیا جب دیر تک یہی حالت رہی۔ اور ابن ابی فروہ نے سب کنیزوں خصوصاً جناب عائشہ کو خوب ڈرا لیا۔ تو کہا۔ افسوس آپ کی گریہ و زاری اب مجھ سے نہیں دیکھی جاتی۔ اب چاہے مارا جاؤں یا زندہ بچوں ان کے پاس جاتا ہوں۔ مگر حضور فرمائیں تو سہی کہ ان سے جا کے کیا کہوں؟ بولیں۔ تم اُن سے کہنا کہ [illegible] کبھی ایسی حرکت نہ ہو گی۔ کہا اور [illegible] حضور میرے ساتھ کیا سلوک کریں گی [illegible] احسان مند رہونگی۔ بولا۔ تو [illegible] کے اقرار پہ جان بچے۔ انہوں نے عہد [illegible] تو مصعب نے سو دک [illegible]

کی۔ ان لوابن فروہ کی کارروائی پر تعجب ہوا۔ اور کہا سو یہ رجا سکا ان سے قسم بھی لے لو۔ کہ اب کبھی محبت نہ کریں گی اور شہر کبھار ذکر نہیں۔ ابن ابی فروہ نے پورا جا کہ اس کی تعمیل کرائی۔ اور غلاموں کو لے کے واپس آیا اور مصعب میں اور ان میں بہت دنوں کے لئے ملاپ ہو گیا۔

ابن جعفر کی سخاوت

حضرت جعفر طیار کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کی فیاضیاں اسلام میں بے نظیر ہیں۔ چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

امیر معاویہ کے عہد میں مروان بن حکم جس حجاز کا والی و حکمران تھا۔ ایک سال موسم حج کے موقع پر ایک فلاکت زدہ بدوی اس کے دروازے پر آیا۔ اور اعانت و دستگیری کا امیدوار ہوا۔ مروان باوجودیکہ حاکم و دولتمند تھا۔ اس سے کہا۔ میرے پاس تو دینے کیلئے کچھ موجود نہیں ہے۔ تم عبداللہ بن جعفر کے پاس چلے جاؤ۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرینگے۔ مروان کے یہ کہنے پہ وہ بدوی حضرت عبداللہ کے دروازے پر آیا۔ اتفاقاً اس وقت وہ سفر حج کیلئے پابرکاب تھے۔ سب اسباب اونٹوں پر لد کے پہلے روانہ ہو چکا تھا۔ خاص انکی سواری کا راحلہ دروازے پر کسا اور لدا کھڑا تھا جو کچھ نقد سرمایہ تھا اسی اونٹ پہ تھا۔ داہنے پہلو پر تلوار آویزاں تھی۔ اور عبداللہ سوار ہونے کیلئے دروازے سے نکل رہے تھے۔ کہ اس بدوی کا سامنا ہوا۔ اور ان کی صورت دیکھتے ہی اس نے چند اشعار پڑھے جنکا مضمون یہ تھا۔ کہ آپ خاندان رسالت اور فرامت داران نبوت میں سے ہیں۔ دیندار ہیں فیاض ہیں۔ میں وہ مصیبت زدہ مفلوک الحال ہوں جس کی خبرگیری میں ہر شہر مروان نے اپنا مال صرف کرنے میں دریغ کیا۔ گویا مایوس ہوں۔ مگر امید اس دروازے پہ لے آئی۔ کہ حکومت اپنے خزانے کا دروازہ چاہے بند کرے۔ مگر آپکے خزانے کا دروازہ نہیں بند ہو سکتا۔ بدوی کے یہ

اشعار سن کے عبداللہ کے دلپر بڑا اثر ہوا کہا۔ اے بدوی میرا سب سامان تو لد کے جا چکا۔ فقط یہ اونٹ رہ گیا ہے۔ لہذا یہ مع اس تمام مال و اسباب اور ساز و سامان کے جو اس پر ہے تیرا ہے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ یہ تلوار جو آپ جناب سے چلی آتی ہے۔ اس کو کبھی بدعہدی اور فریب کا کام میں نہ لینا۔ میں نے اسے ایک ہزار دینا دے کے خریدا ہے۔ بدوی نے اس کا وعدہ کیا۔ اظہار شکر گذاری میں چند اور شعر سنائے۔ اور اس اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لے کے چل دیا۔

اسی طرح ایک اور موقع کا ذکر ہے۔ کہ ایک شاعر مفلس بادیہ پیما نے ان کے سامنے آکے چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ میں نے ایک دن خواب میں دیکھا۔ کہ ابو جعفر (یہ جناب عبداللہ بن جعفر طیار کی کنیت تھی) نے مجھے حریر کی قبا پہنائی ہے۔ کئی دن گزر گئے۔ اور اس کی تعبیر ظاہر ہوئی۔ تو میں نے اپنے ایک دوست سے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا اس خواب کی تعبیر پوری ہو نہیں سکتی۔ آل جعفر کے جس محترم بزرگ کو تم نے دیکھا ہے۔ کوئی معمولی شخص نہیں سارا زمانہ ان کے کرم کو جانتا ہے۔ ہر وہ اس پایہ کے فیاض ہیں۔ کہ حد فیاضی کو انہوں نے حکم دے رکھا ہے۔ کہ میرے آگے نہ بڑھنا اور اس سر القیاد جھکا کے قبول کر لیا۔ کہ میں ہمیشہ آپ کی لونڈی اور تابع فرمان رہونگی۔ ایسے بزرگ ممکن نہیں کہ تمہارے خواب کو سچا نہ کر دکھائیں۔ یہ اشعار سن کے جناب عبداللہ نے اپنے غلام کو حکم دیا۔ کہ میری حریر کی قبا لا کے ان کو دیدو۔ غلام قبا لا کے دیگیا۔ اور انہوں نے اس بدوی سے کہا مگر تم نے خواب میں وہ میری قیمتی زربفت کی قبا کیوں نہ دیکھی۔ جو حریر والی قبا سے بدرجہا اچھی ہے؟ وہ میں نے تین سو دینار کو مول لی تھی۔ اور یہ اس سے بہت ہی کم قیمت کی ہے۔ بامذاق بدوی شاعر نے کہا تو اس کو احتیاط سے رکھیئے گا اب کی انشاء اللہ میں اس کو خواب میں دیکھونگا۔ یہ سن کے عبداللہ بن جعفر ہنسے اور غلام سے کہا کہ وہ بھی قبائیں لا کے ان کے حوالے کر دو۔

ایک بار کوئی تاجر بغرض تجارت بہت سی شکر مدینہ طیبہ میں آیا۔ مگر یہاں آکے دیکھا۔ تو شکر کا نرخ اتر گیا پایا۔ کہ سمجھا میرا سارا روپیہ ڈوب گیا۔ تھوڑی [illegible]

آدمی کیسا ہے۔ جو اس نے یہ روپیہ لگا دیئے۔ ایک ایک کے آگے جا کے روتا فریاد کرتا۔ مگر کوئی کیا کر سکتا تھا۔ آخر اس کی زیادہ حالت دیکھ کر کسی نے کہا۔ اس طرح دھوکے در مارے پھرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اگر مدد چاہتے ہو تو عبداللہ بن جعفر کی خدمت میں حاضر ہو کے اپنی مصیبت بیان کرو۔ شاید انہیں ترس آ جائے۔ تو یہ تمہارا کام بن جائیگا۔ اشارہ پاتے ہی وہ آپ کے پاس دوڑا آیا۔ اور اپنی مصیبت بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اپنی شکر یہاں لے آؤ۔ حکم پاتے ہی وہ ساری شکر لادے لے آیا۔ آپ نے اپنے روبرو کھلوا کے ایک بڑا سا فرش بچھوا کے کہا۔ سب شکر اس پر ڈھیر کر دو۔ اس نے دم بھر میں انبار لگا دیا۔ حضرت عبداللہ نے جب دیکھ لیا۔ کہ اب کوئی بوری شکر نہیں باقی رہی تو لوگوں کو حکم دیا کہ اس شکر کو لوٹ لو۔ اشارے کی دیر تھی۔ لوگوں نے جی کھول کے لوٹنا شروع کیا اور دم بھر میں میدان صاف تھا۔

جس وقت لوگ شکر لوٹ رہے تھے۔ وہ تاجر اس منظر کو کھڑا حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ دیکھتے دیکھتے اس کے دل میں لالچ پیدا ہوا۔ اور عرض کیا۔ یا حضرت میں بھی لوٹ سکتا ہوں؟ جواب ملا۔ ہاں۔ ہاں شوق سے لوٹو۔ اجازت پاتے ہی وہ بھی جھپٹ جھپٹ کے اپنے خالی کئے ہوئے بورے بھرنے لگا۔ اور بہت سی شکر اسے بھی مل گئی۔

جب شکر بالکل لٹ گئی تو آپ نے اس کی قیمت پوچھی تاجر نے عرض کیا۔ چار ہزار درہم۔ فوراً یہ رقم دلوا دی گئی۔ اور وہ اس کو لے مع لوٹی ہوئی شکر کے خوش خوش اپنی فرودگاہ میں آیا۔ وہاں اس نے لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو سب لوگ اس حیرت انگیز فیاضی پر تعجب کرنے لگے۔ اتنے میں کسی نے کہا۔ اجی عبداللہ بن جعفر کی فیاضی کا تو یہ عالم ہے کہ دیا یاد بھی نہیں رہتا۔ جو آج دیتے ہیں کل بھول جاتے ہیں۔ اور دوبارہ جا کے مانگو تو پھر دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ تاجر خواہ آزمانے کیلئے یا لالچ سے دوسرے دن حضرت عبداللہ کی خدمت میں پھر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ حضور آپ نے ابھی شکر کا روپیہ نہیں دلوایا۔ آپ نے سنتے ہی پھر چار ہزار درہم دلوا دیئے۔ تیسرے روز وہ پھر پہنچا۔ اور وہی رقم پھر طلب کی۔ آپ نے اسے بے تکلفی و سادگی سے پھر چار ہزار درہم دلوا دیئے۔ مگر آج جب وہ رقم لے کے چلنے لگا۔ تو اس سے فرمایا۔ یہ ملا کے بارہ ہزار درہم ہو چکے۔ یہ الفاظ سنکے وہ سمجھا۔ کہ یہ غلط مشہور ہے کہ آپ کو دینا یاد نہیں رہتا۔ یاد سب کچھ رہتا ہے مگر جوش فیاضی اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ کسی کی درخواست سنکے انکار کر دیا اور "نہیں" کا لفظ زبان سے نکلے۔

ایسا ہی واقعہ ایک اور بدوی کے ساتھ بھی پیش آیا۔ اس نے ایک اونٹ آپ کے ہاتھ بیچا تھا۔ جسے آپ نے محض اس کی کفالت و امداد کے خیال سے مول لیا ہوگا۔ اس نے مسلسل تین دن تک آ کے تین بار اس اونٹ کی قیمت لی۔ اور آپ دیتے چلے گئے۔ مگر تیسرے دن بتا دیا۔ کہ میں تین بار قیمت دے چکا ہوں۔ اور وہ خود ندامت سے اسے چوتھی بار آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اس کے وصال کی تڑپ رکھے چنانچہ ہر انسان کسی نہ کسی رنگ میں اپنی اس تڑپ کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس کے لئے طرح طرح کی مصیبتوں میں اپنے آپ کو ڈالتا ہے لیکن جب تک صراط مستقیم حاصل نہ ہو منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ ذیل میں ایک ہندو کی آپ بیتی نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ ایشور کو پانے کے لئے کیا کیا کچھ کرتا رہا۔ جو اخبار پرکاش میں چھپی ہے

لیکن میں شروع ہی سے گاؤں کے اندر رہتے ہوئے سادھوؤں کی سیوا کیا کرتا تھا۔ جب گاؤں میں کسی قسم کا بھی سادھو آتا۔ تو میں خبر پا کر فوراً اس کے پاس جاتا۔ اس کیواسطے آٹا۔ دودھ گھی۔ لکڑی وغیرہ جو کچھ ضرورت ہوتی لاتا۔ بلکہ کئی کئی دفعہ اپنے گھر سے سارا دودھ سادھوؤں کی بھینٹ کر دیتا۔ اور گاؤں میں پھر کر بعض دفعہ پندرہ پندرہ سیر آٹا اکٹھا کر لیتا۔ میرے بھائی مجھ کو بہت سمجھایا کرتے لیکن میں نے ایک نہ مانی فقیروں کی سیوا کرنیکے بعد میں صرف ان سے ایک سوال کیا کرتا۔ اور وہ یہ کہ مجھے ایشور کے درشن کسطرح ہو سکتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک فقیر گاؤں میں آیا میں بھی پہنچا۔ سیوا وغیرہ کرنیکے بعد میں نے کہا کہ مہاراج مجھے ایشور کے درشن کیسے ہوں۔ تو اس نے مجھے شیو جی [illegible] ایک سال تک لگاتار بتائی۔ اور کہا کہ پھر تم کو ایشور ضرور درشن دیگا۔ میں نے ایک سال کی محنت لگائی لیکن ایشور کے درشن نہ ہوئے یہانتک کہ میں نے ناامید ہو کر یہ کام چھوڑ دیا۔ اب دوسرا فقیر اور آیا۔ میں نے اس کی آؤ بھگت کے بعد اس سے بھی پوچھا کہ میں ایشور کے درشن کرنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا۔ کہ جاڑے کے وقت میں دن رات ننگے رہا کرو صرف ایک لنگوٹ باندھا کرو۔ پھر تم کو چار مہینے میں ہی ایشور درشن دیگا۔ میں نے ایسا ہی کیا تمام جاڑا گزار دیا۔ بلکہ اس عرصہ میں میرا جسم بہت دبلا ہو گیا۔ ایک دفعہ نمونیہ کی نوبت پہنچ گئی تھی لیکن نتیجہ کچھ نہیں میں بہت مایوس ہوا اور یہ کام بھی چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ایک گن پلٹہ فقیر آیا۔ میں نے اس کی خاطر تواضع کی اور پھر وہی درشن کا سوال اس سے پوچھا۔ اس نے کہا کہ ایشور کے درشن کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ تم ایک سال تک صبح ہی بن کھائے کوئیں کا پانی جتنا تم پی سکو پیا کرو میں نے ایسا ہی عمل کیا۔ یہاں تک کہ میں ایک ایک من پانی پی لیا کرتا تھا۔ لیکن ایشور کے درشن کہاں۔ مجھے بڑی حیرانی ہوئی اور ان سادھوؤں پر غصہ آیا۔ خیر اس کام کو بھی چھوڑ بیٹھا۔ اتفاق سے ایک [illegible]

بیراگی گاؤں میں آ گئے میں بھی ان کے پاس گیا۔ اور پچھلا سب ماجرا سنایا۔ اس نے کہا کہ ایشور کے درشن اس طرح نہیں ہوا کرتے جس طرح تم نے کیا۔ اس نے کہا کہ ایشور کے درشن کے لئے تم ہر روز صبح و شام دو دو وقت بیٹھک کیا کرو۔ اور دوڑ کیا کرو۔ اور فرصت کے وقت جنگلوں میں پھرا کرو۔ کیونکہ وہاں اکثر ایشور کسی بھیس میں مل جایا کرتا ہے۔ چنانچہ میں یہی کام کرنے لگا۔ اس کام سے لوگ مجھے بیوقوف کہنے لگے۔ لیکن میں نے کچھ پروا نہ کی اور برابر اپنے کام میں لگا رہتا۔ چنانچہ ایک دم سے میں پندرہ پندرہ سو بیٹھک کرنے لگا اور ایک گھنٹہ میں دس کوس کی دوڑ کرنے لگا۔ اس کام سے گو میرا جسم تو مضبوط ہو گیا۔ لیکن ایشور کے درشن نہ ہوئے کچھ نتیجہ نہ پا کر میں نے اس کام کو بھی ترک کر دیا۔ اسی طرح ایک سادھو نے مجھے سال بھر تک نیم کے پتے کھانے بتائے۔ ایک نے سال بھر تک ایک سادھی پر جوت لگوائی۔ میں نے یہ سب کچھ کیا لیکن درشن نہ کا پیاسا ہی رہا۔ ایک فقیر نے مجھے ہمیشہ رام رام رام رام رٹنا ہی بتلایا۔ گویا لوگوں نے میرا نام بھی رام رام دھر لیا۔ اس طرح سے میں گاؤں میں اور آس پاس بھگت مشہور ہو گیا۔ جو آتا بھگت کا گھر پوچھتا۔

اس قسم کی بیہودہ گوئیوں میں بعض مسلمان بھی مبتلا ہیں حالانکہ ان کو خدا نے اپنے ملنے کی سیدھی راہ دکھا دی تھی۔ مگر وہ ہیں کہ کتاب اللہ کو چھوڑ چھاڑ کر دشت ناکامی میں ٹاک ٹوئیے مارتے پھرتے ہیں حالانکہ وہ اب بھی خدا کی طرف بلانے والے اور حقیقی خیر خواہ کی ... مہدی و مسیح موعود علیہ السلام

تبلیغی خط منظوم

یہ تبلیغی خط ایک نوجوان مسٹر حبیب احمد صاحب احمدی بریلوی حال قادیانی نے اپنے غیر احمدی استاد کو لکھا ہے جو بڑے سوز و گداز سے لکھا گیا ہے اس لئے ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے شائع کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

اے مرے مہربان مولینا
میری باتوں کو دھیان میں لانا
بدگمانی کو دل سے دور کریں
کچھ نہ کچھ غور تو ضرور کریں
آخر اک دن سبھی کو مرنا ہے
دار فانی سے کوچ کرنا ہے
قبر میں کون ساتھ جائیگا
کام اس وقت کون آئیگا
ہاں اگر فضل کبریا ہوگا
پھر تو دارین میں بھلا ہوگا
فضل چاہو تو حق قبول کرو
وقت ضائع نہ یوں فضول کرو
بات کہتا ہوں صاف اور سچی
ہو مبارک کہ آ گئے مہدی
آنیوالا مسیح آ پہنچا
وہ فصیح و فصیح آ پہنچا
نور اک آسمان سے آیا
کیا کہوں کیسی شان سے آیا
جس کے سب منتظر تھے مدت سے
آ گیا ہے وہ شان و شوکت سے
احمد مجتبےٰ کا نور ہے وہ
سرور انبیاء کا نور ہے وہ
نام جس کا غلام احمد ہے
بات جس کی کلام احمد ہے
بات جب اس کی یاد آتی ہے
یاد سے ساری خلق جاتی ہے
... ہے

یونہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آئیں
میرے مونہہ پر وہ بات کہہ جائیں
مجھ سے اس داستان کا حال سنیں
مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں
خاکصاحب ۔ مکرم اور خلیل
دیکھیں انصاف سے وہ حق کی دلیل
ہے یہ امید احمدی ہو جائیں
قائل مظہر ہی ہو جائیں
اے مرے مہربان مشفق شو
چھوڑ کر سارے قال و قیل سنو
کیا ہوا تم کو کیوں ہوئے خاموش
کم ہوا کیوں وہ دوستی کا جوش
تم سے کہتا ہوں اب میں گھبرا کے
کس لئے تم نے ہو چپ سادھ
خط کئی ایسے تم کو لکھے تھے
ہے یقین تم کو وہ ملے ہو نگے
نہ دیا تم نے ایک کا بھی جواب
ایسے کیوں ہو گئے ہو زیر حجاب
خواب غفلت کی انتہا بھی ہے
تم کو مطلوب جاگنا بھی ہے
یا یوں ہی مست خواب رہنا ہے
بحر غفلت میں تم کو بہنا ہے
یہ سمجھ کر زندگی ہے مدام
نہیں دنیا ہمیشگی کا مقام
ہر کہ آمد عمارت نو ساخت
رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت
منتظر اب جواب کا ہوں میں
اور دعا گو جناب کا ہوں میں
امت حضرت محمد ہوں
احمدی ہوں حبیب احمد ہوں
سب کو میرا اسلام پہنچائیں
اور میرا پیام پہنچائیں

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ایدکٹر قاسم علی۔

جلد ۴ — یوم پنجشنبہ۔ مورخہ فروری ۱۹۱۹ء [illegible] — نمبر ۷

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ جیسا کہ پچھلے پرچہ میں لکھا گیا تھا لاہور مع اہل بیت رسالت واپس حرم محترم کے تشریف فرما ہیں۔ خدا تعالیٰ خیریت سے واپس لاوے۔ آمین آپ کے ایام غیر موجودگی میں حضرت قاضی امیر حسین صاحب بحکم حضور امیر و امام جماعت مقرر ہوئے ہیں۔

درخواست دعا۔ مرزا محمد حسین صاحب لوہاٹے اپنی مقدمہ کی اپیل میں کامیابی کے واسطے درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب دعا فرماویں۔

سید ارادت حسین صاحب اوڈین سے بوجہ کچھ مشکلات کے درخواست دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا ان کی مشکلات کو حل کرکے ابتلاؤں سے نجات بخشے۔

آمین۔

رشحات قلم

بر لب دریا وہ میرا ماہ کامل دیکھئے
روشنی بخش جہان دیدہ و دل دیکھئے

بات قسمت کی ہے دریا کی روانی ہو رہی
خشک لب لیکن نظر آتا ہے ساحل دیکھئے

گردش گردون گردان سے دعا یا انقلاب
کون خارج ہوتا ہے اور کون داخل دیکھئے

گو لڑتے ہیں یا علی پور ستیاں میں کچھ نہیں
قادیاں دارالاماں میں پیر کامل دیکھئے

ہے جواب جاہلاں باشد خموشی پر عمل
وہ سمجھتے ہیں کہ اکمل بھی قائل ہو گئے

ایک مرحوم کا شوق

برادر محمد یٰسین طالب احمدی محمد پوری ضلع سہارنپور جس نے غزل شوق دید اخبار فاروق میں چھپائی تھی۔ بائیس برس کی عمر میں بقضاء الٰہی فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مندرجہ ذیل شعر اپنے حسب حال مرحوم کے والد صاحب برائے اشاعت بھیجتے ہیں۔

مرثیہ و دعائیہ

منجانب والد محمد یٰسین مرحوم

یوسف و یامین جو یعقوب سے گم ہو گئے
بعد چندے تیری رحمت سے وہ پھر باہم ملے
یوسف و یامین میرے بھی جو ہم سے چھٹ گئے
خلد میں مجھ سے ملا [illegible]

یادِ حبیب

حافظ سلیم اٹاوی

جو گھر میں بیٹھتا ہوں گھر کے اندر یاد آتے ہیں
کبھی باہر نکلتا ہوں۔ تو باہر یاد آتے ہیں

بھلاتا ہوں انہیں دل سے مگر پھر بھی بھلا کر
تعجب ہے مرے دل کو برابر یاد آتے ہیں

تمہارا تو یہاں ہر وقت ذکرِ خیر رہتا ہے
کبھی ہم بھی تمہیں اے بندہ پرور یاد آتے ہیں

یہ مدا وہ کیا گھائل اسے زخمی اسے بسمل
تمہاری تیغِ ابرو کے وہ جوہر یاد آتے ہیں

قفس میں عندلیب زار کہتی ہے یہ رو رو کر
کہ مجھ کو آہ اب وہ گلِ تر یاد آتے ہیں

وطن چھوٹا ملے جب آ دیاں پردیس میں اکثر
محبت آشنا خویش و برادر یاد آتے ہیں

قیامت کا ہمارے سامنے جب ذکر ہوتا ہے
تو ہم کو شافعِ شفیعِ روزِ محشر یاد آتے ہیں

چراغ و مسجد و محراب و منبر دیکھ کر مجھ کو
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ یاد آتے ہیں

میں جب تشحیذ میں تصویرِ احمدؑ دیکھ لیتا ہوں
تو حضرت حبیبِ ربِّ اکبر یاد آتے ہیں

نظر محمودؓ کا آتا ہے جس دم چہرۂ انور
حسینِ کنعانؑ یوسف نیک اختر یاد آتے ہیں

مکرم حضرتِ اکمل کی صورت جب دکھائی دی
مجھے حسانؓ مداحِ پیمبر یاد آتے ہیں

غزل جس وقت لکھتا ہوں تو اے حافظ بصد حسرت
مجھے مختار و صادق و گوہر یاد آتے ہیں

[illegible] | ہر ایک احمدی مرد اور عورت کو اس کا پڑھنا سننا اور [illegible] ۲ کا ٹکٹ بھیج کر دفتر [illegible]

احمدی شائع ہو گیا

خدا کے فضل سے رسالہ احمدی کے دو نمبر بابتہ جنوری فروری ۱۹۱۹ء ۱۵ فروری کو شائع ہو گئے۔ گو خریداروں کی درخواستیں تو ابھی پوری یک صد بھی نہیں آئیں۔ مگر خدا کے بھروسہ پر احمدی جاری کر دیا ہے اگر احباب اس نمونہ کے پرچہ کو مجھ سے مع محصولڈاک ہیں ٹکا منگا کر ملاحظہ کریں۔ تو انشاء اللہ امید قوی ہے کہ وہ خریدار مستقل بن جائینگے اس کی سالانہ قیمت صرف دو روپیہ معہ محصولڈاک عام مقرر ہے۔ اور خاص صاحب ہمت اپنی حیثیت کے مطابق امداد کریں تاکہ اس کی اشاعت کا حلقہ وسیع ہو جائے میں احباب ذیل کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے احمدی کے واسطے خاص امداد عطا فرما کر میری حوصلہ افزائی کی اور ثواب حاصل کیا۔

(۱) مکرمی سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن۔ ۵۰
(۲) مخدومی شیخ آسیعت علی صاحب ڈپٹی کلکٹر سہارنپور ۵۰
(۳) شیخ فضل کریم صاحب حیدرآباد دکن ۵
(۴) سید کلیم اللہ صاحب ستیح گڑھ ۵
(۵) منشی ہاشم علی صاحب گھڑ اور قانونگو ۲

جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ امید ہے کہ دیگر برادران بھی اس طرف توجہ فرمائینگے۔ اور یہ پرچہ جو بلمعزائی کے نام سے شائع ہوا ہے۔ غیر احمدیوں میں مفت تقسیم کرنے کے واسطے خاص طور پر امداد دینگے۔

مرقعِ ثنائی

امرتسری کے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۱۶ء کی صحیح نقل مطابق اصل حرف بحرف۔ سطر بہ سطر۔ اعلیٰ کاغذ اور عمدہ لکھائی چھپائی شائع کر کے اس کے ساتھ امرتسری کا مرقع کھینچا ہے۔ جو انشاء اللہ امرتسری کی ہلاکت کے لئے کافی حربہ ہے۔ ذی مقدرت احباب اس کو غیر احمدیوں میں بکثرت تقسیم کریں۔ اور ہر ایک خواندہ احمدی اس کی ایک ایک کاپی اپنے پاس رکھے۔

کارِ ثواب

دفتر فاروق میں اس وقت تین درخواستیں غیر احمدیوں کی طرف سے اخبار فاروق ملاقیمت جاری کرنے کی موصول ہو چکی ہیں۔ اور کبھی نہ کبھی ایسی درخواستیں آتی ہی رہتی ہیں۔ جو بوجہ نہ ہونے ایسے فنڈ کے جس کے ذریعہ غیر احمدیوں کے نام مفت اخبار جاری ہو سکے داخل دفتر کر دی جاتی ہیں۔ مگر یہ امر کچھ ناپسندیدہ ہے۔ کیونکہ ہماری غرض تو تبلیغ ہے اور غیر احمدیوں میں کرنی ہے۔ اور غیر احمدی قیمت دے کر ہماری کتابیں یا اخبار دیکھنا نہیں چاہتے۔ جو دیکھنا چاہتے ہیں وہ خرید نہیں سکتے یا خرید نہیں کرتے۔ اس لئے اگر اس کے متعلق ایک مستقل فنڈ ہو جائے۔ ہمارے صاحب وسعت دوست تھوڑی تھوڑی امداد دے کر اس فنڈ کو قائم کر دیں تو کئی غیر احمدیوں میں تبلیغ ہو سکتی ہے۔ گزشتہ سال مکرمی شیخ [illegible] احمد صاحب کوہاٹ سے دو اور منشی محمد اشرف خان صاحب [illegible] سے ایک کل تین اخبار سالانہ چندہ عطا فرما کر غیر احمدیوں کے نام جاری کرائے تھے جزاہم اللہ احسن الجزاء

اب ایک درخواست تو اہلحدیث کی آئی ہے۔ جو لکھتا ہے کہ میں بیکار ہوں اور شائق اخبار ہوں۔ اگر کوئی صاحب میرے نام فاروق مفت جاری کرا دیں تو ثواب ہوگا۔ دوسری درخواست ایک لائبریری انجمن اسلامیہ بنگلور کے سکریٹری صاحب کی ہے جس کے نام گزشتہ سال میں فاروق جاتا تھا۔ وہ امسال بھی درخواست کرتے ہیں اور ایک بلوچستان غیر احمدی کی ہے۔ اور تین درخواستیں رسالہ احمدی کے واسطے ابھی ہی آئی ہیں جو احمدی احباب کی طرف سے ہیں۔ اسلئے میں اپیل کرتا ہوں کہ باہمت احباب اس طرف توجہ کریں۔ اور خدا کرے کہ مال سے اس فنڈ کو قائم کر کے اس صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔ اور موجودہ درخواستوں کو منظور کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ جو اصحاب اس میں امداد دینگے۔ ان کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ فاروق میں نکلتے رہیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۳ فروری سنہ ۱۹۱۹ء

سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ

جیسا کہ پچھلے پرچہ میں لکھا جا چکا ہے۔ اس دفعہ سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ **۱۵-۱۶-۱۷- مارچ** بروز ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار قرار پایا ہے۔ چونکہ ۱۴ مارچ جمعہ ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ احباب نماز جمعہ سے اول ہی جمع ہو جائینگے۔ بجز ان کے جنہیں کوئی خاص مجبوری ہے۔ ۱۴ مارچ کا دن یوں بھی جماعت احمدیہ میں ایک خاص یادگار کا دن ہے جبکہ حق نے باطل پر فتح پائی اور جماعت کے اتحاد کو توڑنے والوں نے ناکامی کا منہ دیکھا۔ اور وہ خائب و خاسر ہو کر خداوند محمود کی زمین قدس سے نکالے گئے اور اخرج منہا الیزیدیون۔ کی وحی جو خدا کے پاک نبی مسیح موعود پر نازل ہوئی تھی۔ ایک غیر متوقع مگر عجیب و غریب شان سے پوری ہوئی۔ اس وقت ہم نے غرور و کبر سے بھری ہوئی (گو گھبرائی ہوئی) ایک آواز سنی۔ کہ **میں نکلونگا تو میرے ساتھ ایک جماعت نکلیگی**۔ مگر ایک دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ یہ بڑا بول تھا۔ اور بڑے بول کا سر نیچا مشہور ہے۔ بجز ایک ۔ محجوب طالب کو اس کے جولیے صدق و وفا کے بیہودے راگ الاپنے کا عادی ہو اور گو سامری کی مانند اپنے اندر کچھ بھی روحانیت کی روح نہیں رکھتا۔ کسی نے بھی ساتھ نہ دیا۔ اور اس کا ساتھ دینا بھی برائے نام ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے کیطرف سے سلسلہ کا انکشاف بذریعہ رؤیا دیکھ کر پھر مرتد ہوا۔

اور اس طرح پر اس نے ثابت کیا کہ حامیان پیغام صریحاً باری تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ مولوی صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی سیالکوٹی نے بھی کچھ عرصہ ٹھہر کر انہوں نے بہت زور لگایا مگر کیا نتیجہ پایا۔ ہمیں کہا گیا کہ اس مدرسہ پرستش کے پادری قبضہ کر لینگے لیکن محمد مصطفےٰ کے خدا احمد مجتبےٰ کے خدا نے دکھا دیا کہ وہ اہل حق کے ساتھ ہے۔ اگر اس وقت کسی نے نہیں دیکھا تو اب آئندہ **۱۴ مارچ** کو آکر دیکھے کہ ؎

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

حاسدوں سے کہہ دیا جائے کہ اگر وہ اس نظارہ جاں نواز کو نہیں دیکھ سکتے تو اپنی آنکھوں میں گرم گرم سلائیاں پھیر لیں۔ جو ہم انہیں اپنے خرچ پر مہیا کر دینگے۔ ان کے دل اگر جلتے ہیں تو یکدم کسی بھٹی میں کود پڑیں۔ تا ان کا غیظ و غضب ٹھنڈا ہو جائے اور اگر یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی پوری ہوتے دیکھنا ان کے لئے تکلیف دہ ہے تو وہ ایک رسہ اپنی چھتوں سے لٹکا کر دارالبوار کو چلے جائیں۔ کہ وہاں ان کیلئے مہمانی کا کافی سامان موجود ہے۔

یہ ارض حرم تو دن دگنی رات چوگنی ترقی کریگی۔ اور دنیا والے دیکھینگے کہ یہ بیت المقدس ام القریٰ کے بیت العتیق کا قائم مقام ہے۔ یہ غلط ہے کہ ام القریٰ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے۔ خشک نہیں ہوا۔ آؤ دارالامان میں۔ آؤ ارض حرم میں آؤ اس مسجد مبارک میں جہاں بروزی طور پر خاتم النبیین سربسجود ہوتا تھا۔ اور دیکھو اس مسجد کے منارہ پر انوار کو جہاں نور السموات والارض سے شمس و قمر کا خطاب پانے والا الہام **انت منی وانا منک** کا مورد اور صحیح مخاطب اپنی شان کے ساتھ نازل ہوا۔ تم اس زمین قدس کے ذرہ ذرہ میں صد جلوۂ طور دیکھوگے۔ اور جدھر نگاہ اٹھاؤگے نور ہی نور پاؤگے۔ یثرب و بطحا کے سنگریزوں کی یاد تمہیں بیتاب کرتی ہے۔ تو آؤ دارالامان کی گلیاں تمہارا ویسی ہی اگر میدان عرفات میں قبول ہونے کا خیال ہے تو قسم ہو لایزال کی کہ یہاں بھی تمہاری دعا کے قبول ہونے کا سامان ہیں۔ اگر استار کعبہ سے چمٹ [illegible] ہو تو سنو میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ یہ بھی ایک ابراہیم راستبازوں کا باپ پیدا ہوا۔ جس پر خداوند توحید نے یہ وحی نازل کی **واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى**۔ پس حق یہ ہے کہ حق جل شانہ نے تمہارے دیس میں جنت الفردوس کی نہریں بہا دیں۔ او گناہوں سے آلودہ رہو! تمہیں مژدہ کہ تم سر سے پاک و صاف کئے جاؤگے کما ینقی الثوب الابیض من الدنس۔ تلاش یار میں بیقرار رہو! تمہیں بشارت۔ کہ وہ محبوب لم یزل اس عزیز جہاں نواز سے اپنا جلوہ دکھائیگا۔ اے وہ لوگو جو کسی حقیقی ولی اللہ کی زیارت کے لئے بھی تڑپ رکھتے ہو اور کدھر جاؤں کہاں ڈھونڈوں کا گیت گاتے پھرتے ہو۔ ادھر آؤ میں تمہیں اس کا کوچہ دکھاؤں جس نے فرمایا ؎

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

بڑے بڑے بزرگ ایک رسول کی زیارت کیلئے تڑپتے مر گئے مگر یہاں تو وہ رسول مبعوث ہوا جس کے پیراہن میں ہر **رسول** چھپا ہوا تھا۔ جس نے خدا کیطرف سے خلعت رسالت پائی نہاں ہے۔ اور جس کی شان اس سے عیاں ہے۔ کہ وہ فرماتا ہے ؎

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

سنو! سنو!! اگر تم میں سننے کی تاب ہے کہ وہ مسعود و بابرکت کبریا جامع جمیع کمالات محمدیہ تھا۔ اور روحانیت اسلام کا ہلال جو سلع کی پہاڑیوں پر طلوع ہوا۔ اب اقوی و اشد و اکمل طور پر کالبدر التام منور بحق عالم و عالمیان ہے ؎

آنچہ کے اندر [illegible]

سے [illegible] اور ایمان کہتا ہوں کہ جو آنحضرت صلعم کے صحابہؓ کی حالت قادیان میں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ مسیح موعودؑ کی [illegible] کے میسح صحابہؓ درحقیقت آنحضرت صلعم کے صحابہؓ ہیں پس مبارک ہے وہ شخص جس نے فرصت کو غنیمت جانا اور مسیح کو پہچانا۔ ورنہ وقت آتا ہے کہ یہ پاکیزہ ہستیاں جنات عدن میں سیر کرینگی اور ہم ہاتھ ملتے رہ جاوینگے۔ کہ ہا ہم نے نہ محمد ثانی کی زیارت کی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور نہ آخرین منہم کی (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) **مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** کی تلاوت تو بیسیوں بار کی۔ مگر جب وہ رسول آیا۔ تو آپ حیرت [illegible] ہو بیٹھے اور سحر سیل کہنے والوں کا ساتھ دیا یا شامت جو آئی تو اس کے قائم کردہ مرکز سے علیحدگی اختیار کرلی۔ لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء کا ورد کیا۔

چھوڑو اس عناد کو محمود کو۔ چھوڑو اس شیوہ بیہودہ کو۔ باز آؤ [illegible] کی مخالفت سے۔ اور [illegible] استاذ کی معاندت سے۔ قائم ہو جاؤ اسلام پر۔ اور [illegible] رسول کے اکرام پر۔ کبھی ایسا نہ ہو۔ کہ انکار کرو۔ اور [illegible] کی موت مرو۔ [illegible] تو پھر اس کی قدر بھی [illegible] کو حقیر نہ بناؤ۔ صبح بھٹکنے والو شام ہو چلی ہے۔ اب گھر آؤ۔ روٹھنے والو [illegible] جاؤ۔ [illegible] جوش کو ٹھنڈا کرو۔ محمود خداداد کی الفت کا دم بھرو۔ شاید کہ تم اس پاک [illegible] ایام را۔

جلسہ ایسٹر میں ہوتا تھا۔ اور اب تک یہی اعلان ہوتا رہا۔ لیکن ایسٹر کی تعطیلیں ۸ سے ۲۱ اپریل تک ہیں۔ جو گرمی کے ایام ہیں۔ [illegible] فصل کی کٹائی کا زمانہ بھی اس موقع پر آجاتا ہے۔ پس [illegible] زمیندار کا پاس خاطر ہے جو جلسہ ایک ماہ پہلے کر دیا گیا۔ اب پہلے سے زمیندار کاشتکار بھائیوں کا کام ہے کہ وہ [illegible] جلسے میں جوق در جوق شامل ہو کر فائدہ اٹھائیں۔ [illegible] مرکز کے شامل نہ ہو سکنے کی کمی کو پورا کریں [illegible] بے تنخواہ بھی لیکر دکھاوینگے۔ کہ وہ اپنے قلب میں بہت بڑی قربانی کی روح رکھتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ نیک اوصاف ظاہر کرنے کیلئے ہی یہ صورت معاملہ ہوئی۔ پس زمانہ کو دکھا دو کہ **احمدی** [illegible]

[illegible]

جب عزم کرلیتا ہے تو خدا کی توفیق سے مشکل پر غالب آتا ہے۔ اور خواہ کس قدر مشکلات کے پہاڑ آڑے ہوں [illegible] ہٹا دیتے ہیں۔ اور وہ شوق سے پر لگا کر دربار محبوب میں حاضر ہو جاتے ہیں [illegible] تمام پیدا ہونے والو پڑھو پڑھو [illegible] دنیا کی عیش و عشرت میں مستغرق [illegible] رہے ہو گئے۔ تو صبغۃ اللہ سے رنگے جاؤ گے ومن احسن من اللہ صبغۃ [illegible] زندگی کا [illegible] نہیں [illegible] قرآن کے جواہرات سے [illegible] سکتے ہو [illegible] وما توفیقی [illegible]

مسودہ قانون دربارہ
رجسٹریشن نکاح و طلاق

آنریبل مسٹر [illegible] صاحب نے ایک مسودہ قانون مدراس کونسل میں پیش کیا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ قاضی صاحبان جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہوں مسودہ مجلد کتابیں رکھا کریں اور قاضی صاحب [illegible] اس کتاب میں نکاح کی کیفیت درج کیا کریں اور دولہا دلہن کے وکیل اور دو گواہوں کے دستخط اس کتاب میں لیں۔ اور خود بھی اس کتاب پر دستخط کریں۔ مہر کی رقم [illegible] لکھیں تاکہ ایک عرصہ گزر جانے کے بعد رقم میں کوئی تبدیلی اور نام بھی [illegible] تاکہ بعد میں دو سطروں کے بیچ میں کوئی نئی تحریر لکھ نہ دی جا سکے۔ اس کے علاوہ قاضی صاحب کا یہ فرض ہوگا کہ جو نکاح یا طلاق ان کی کتابوں میں درج ہوتے ہیں۔ ان کی تفصیل وار فہرست [illegible] ضلع کے سرکاری رجسٹرار کے پاس ہر ماہ کے آخر میں بھیجدیں۔ کسی ماہ میں کوئی نکاح یا طلاق ان کی کتاب میں درج نہ ہوا ہو تو بھی اس امر کی اطلاع ضلع کے رجسٹرار کو دیدیں۔

اس کے خلاف بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے اگر یہ قانون بن جائے تو اس میں ایک گونہ گورنمنٹ کی مداخلت مذہبی پائی جاتی ہے۔ اس کے جواب میں آنریبل سیٹھ صاحب نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں انہوں نے تفصیل کے ساتھ بتایا ہے۔ کہ میرا ارادہ [illegible] نکاح کو منضبط اور جھوٹے مقدمات کو روکنے [illegible] سے یہ تجویز پیش کی ہے جیسا کہ وہ [illegible]

[illegible] تمام [illegible] کام [illegible] ہمارے مذہبی رسوم پر کیا پڑیگا۔ جہانتک عوام سے اس قانون کا تعلق ہے انکو اس سے کوئی خاص تکلیف اٹھانی نہیں پڑیگی جس طرح اب وہ قاضی صاحب کو نکاح پڑھانے بلایا کرتے ہیں۔ اسی طرح آئندہ بھی انہی قاضی کو بلایا کرینگے چونکہ وہ قاضی مسلم رجسٹرار بھی ہوگا۔ وہ نکاح کو باضابطہ طور پر کتاب میں درج کرلے گا اور اس سے سوائے [illegible] سوا روپیہ کے کوئی مزید [illegible] نہ لیگا۔ اگر قاضی صاحب نکاح کو [illegible] میں درست طور پر درج نہیں یا قانون پر عمل [illegible] تو اس کی دریافت قاضی صاحب سے ہوگی نکاح کے فریق سے نہ ہوگی۔ نکاح کا رجسٹریشن نہ ہوا تب بھی نکاح کے کسی فریق یا گواہ پر کوئی الزام نہ آئیگا۔ غرض یہ کہ موجودہ دستور قائم رہیگا۔ کوئی نیا دستور نہ ہوگا۔ اس قانون کی حمایت کرنی چاہئے

[illegible] کا بیان

کیونکہ جب کبھی نکاح یا طلاق یا مہر کی اصلی رقم
کو ثابت کرنے کی ضرورت پڑیگی وہ سرکاری آفس
سے اس کا ثبوت آسانی کے ساتھ حاصل کر
سکیں گے اور کوئی قاضی اسکو دھوکا نہ دے سکیگا۔

(۲) میرا قانون قاضی صاحبوں کو اسی عمل
[illegible] پر مجبور کریگا جو انکا اب بھی فرض منصبی ہے
مگر جس کے ادا کرنے میں وہ کوتاہی کرتے ہیں
اگر وہ فہرست کو کسی ماہ میں نہیں بھیجیں گے
یا کتاب میں نکاح یا طلاق کا اندراج قانون
کے مطابق نہیں کرینگے۔ تو البتہ ان کو ضلع
کا رجسٹرار باز پرس کریگا۔ اس وقت قاضی
صاحبان ایسے کام کے لئے کسی کے پاس
جوابدہ نہیں ہیں۔ وہ جیسی ہی غفلت
کریں کوئی ان سے پوچھ نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ
عدالت [illegible] شہادت دینے میں۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کی جائیگی۔ (۳) [illegible]
اس تشریح کی موجودگی [illegible] ہم سمجھتے ہیں کہ آنریبل
مسٹر یعقوب حسن صاحب کی پوزیشن بالکل صاف ہو جاتی
مذہب میں کسی کو مداخلت کا حق دینے کی کوشش نہیں
کر رہے۔

ہاں ایک اور اعتراض کہ آنریبل نے نکاح کو تمدنی
معاہدہ قرار دیا ہے اور یہ صحیح نہیں۔ اس کے متعلق بھی
آنریبل موصوف نے نہایت عمدگی کے ساتھ بحث کی
ہے۔ اول تو ان کے قانون میں یہ لفظ نہیں دوم انہوں نے
[illegible] آنریبل سید امیر علی صاحب کی کتاب جو [illegible]
[illegible]
اور در المختار فقہ کی معتبر مستند کتاب میں بھی ہے،
کہ ھو عقد [illegible] تفید ملک المتعۃ۔
ہم نے جہاں تک غور کیا ہے یہ بھی ایک لفظی بحث ہے،
نکاح ایک معاہدہ ہے۔ یہ صحیح ہے اس میں بھی کچھ شک
نہیں کہ مسلمان کا ہر ایک کام مذہب کی زیر ہدایات
ہو کر مذہبی کہلا سکتا ہے۔ دیکھنا تو صرف یہ ہے
کہ اگر یہ قانون پاس ہو گیا۔ تو آیا اس سے شریعت
اسلام کا مقصد پورا ہو گا۔ یا اس مقصد کے پورا کرنے
میں کچھ دقتیں پیش آئینگی۔ آنریبل مسٹر یعقوب حسن صاحب
کی تحریرات سے تو یہی واضح ہوتا ہے۔ کہ وہ اس
قانون کے ذریعہ جھوٹے مقدمات میں کمی کرانا چاہتے
ہیں۔ اور عورتوں کو ان کے حقوق دلانے میں کوشاں
ہیں۔ اسلئے ان کی مساعی جمیلہ کی ہر طرح تائید ہونی
چاہیئے۔ رجسٹریشن کا کام البتہ مسلم کانفرنس کے سپرد
ہونا چاہیئے۔ جو اس بستی کے محلہ کے لوگوں کی
کثرت رائے سے منتخب ہو۔ ہاں آنریبل موصوف
کی تحریر سے یہ بھی واضح ہے کہ وہ رجسٹریشن کو اختیاری
بتلاتے ہیں۔ اس صورت میں تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہونا
چاہیئے۔

خوب کھری کھری سنائیں

سوہ حسنہ کے ایڈیٹر صاحب نے "عالمگیر جنگ
کا اختتام" کے عنوان سے اپنے مسلمان بھائیوں کو
خوب کھری کھری سنادی ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔
"اکثر مسلمانوں کا خیال تھا کہ ترکی سلطنت
چونکہ ایک اسلامی سلطنت اور روم کا سلطان
خلیفۃ المسلمین ہے اس لئے خدا تعالیٰ ان کی مدد کریگا
اور جو لوگ اس اسلامی سلطنت کے مٹانے کے درپے
ہونگے ان پر قہر الٰہی نازل ہوگا مگر عالمگیر جنگ کے
نتیجہ نے ثابت کر دیا کہ جو مسلمان اس قسم کے
خوش کن خواب دیکھا کرتے ہیں وہ اسلام کی حقیقت
سے بے خبر ہیں اور ان الارض یرثہا عبادی
الصالحون۔ (زمین کے وارث میرے صالح
بندے ہونگے) کے وہ معنی نہیں ہیں جو ہمارے
اکثر علماء و مشائخ نے سمجھ رکھے ہیں۔ بلکہ وہی معنے
ہیں جنکو حکماء نے "قانون بقائے اصلح" سے تعبیر
کیا ہے [illegible] اقتدار اور قومی وقار حاصل
کرنے کیلئے جس "صلاحیت" کی ضرورت ہے
سے مفقود ہو چکی ہو جب تک پھر انہیں وہ
پیدا نہیں ہوگی۔ غیر قوموں کے اسلامی
کے مقابلہ میں ان کی ہستی اور عزت قائم
رہ سکتی۔

دوسرا سبق ترکی شکست سے ان مسلمانوں کو
حاصل کرنا چاہیئے جو باوجود محکوم بے بس
درماندہ ہونے کے دوسری ترقی یافتہ قوموں
سامنے اپنی سیاسی اہمیت کے ترانے گا[illegible]
ہیں۔ محض اس بنا پر کہ روئے زمین پر چند
اسلامی سلطنتیں ابھی تک موجود ہیں جو شاید
وقت میں ان کی دستگیری کر سکیں اسی فرضی
"سیاسی اہمیت" کا نتیجہ ہے کہ باوجود
قدر ذلیل و خوار اور ہدف مصائب ہو
ابھی تک ہم کو اپنی پستی و بدحالی کا صحیح ا[illegible]
نہیں ہو سکا اور ہماری رگوں میں غیرت
کا وہ جوش پیدا نہیں ہوا جو سیاسی آزادی
کا احساس نہ ہونے کی صورت میں پیدا ہو[illegible]
تھا۔ ترکی شکست سے ثابت ہو گیا کہ ہماری
اہمیت اس وقت تک محض ایک خواب
سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی جب تک
اندر صلاحیت نہ پیدا ہو اور ہم میں اپنی
حقوق کی حفاظت کے لئے خود اپنی قوت
پر بھروسہ کرنا نہ آجائے گا"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی

ہمارے لئے اپنے مقتدا و پیشوا
کی زندگی اسوۂ حسنہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
آپ کی خوراک و پوشاک کے متعلق ایک
کھانے میں آنحضرت کی سادگی [illegible]

... کی معلق ہوتی تھی (بخاری و
...) اور ہم تک اس حضور کائنات علیہ الصلوٰۃ
... کے یہاں چھلنی نہیں تھی۔ اسلئے
... بھوسی پھونک مار کر ہٹا دی جاتی تھی۔ اس
... مزاجی اور واقعہ طلبی کی اس مطبخ میں
... تھی (ترمذی صفحہ ۳۹۳) مگر طرفہ تو یہ ہے کہ
... بھی نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت
... رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ کہ
... سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات
... آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کو پیٹ بھر
... روٹی بھی دو دن تک نہیں ملی (ترمذی صفحہ ۳۹۳)
... آپ نے فرمایا کہ "ہم اہل بیت محمد صلی اللہ
... کے گھروں میں بعض دفعہ ایک ایک مہینہ تک
... نہیں جلتی۔ اور ہم صرف کھجوروں اور پانی پر گزارا
... ہے۔ (شفا صفحہ ۶۳)
... کہتے ہیں کہ "ایک دفعہ ہم نے ... اور رسالت
... ہو کر بھوک کی شکایت کی اور دامن اٹھا
... کر پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے جناب
... صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری تسکین کیلئے
... دامن اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ شکم مبارک سے
... بندھے ہوئے تھے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۴۸)
... روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ
... کے ... شریک بھائی مسروق
... پاس آئے حضرت عائشہؓ نے کھانا
... اور فرمانے لگیں کہ جب میں سیر ہو کر
... تو رونا آتا ہے" انہوں نے
... آپ نے جواب دیا کہ "مجھے آپ کا
... تک آپ کیات رہے خدا
... ایک دن میں دو بار سیر ہو کر روٹی
... (ترمذی صفحہ ...)
... سالن آپ

ابوہریرہؓ کا بیان ہے "کہ آپ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا۔ جو کچھ موجود ہوتا تھا وہی تناول فرما لیتے تھے۔ اور اگر بھوک نہیں ہوتی تھی تو چھوڑ دیتے تھے۔ (بخاری صفحہ ۸۱۴)

طبیعت کو دیکھیے کہ آنحضرتؐ کا لباس قمیص، چادر، تہ بند اور عمامہ تھا یہ سب چیزیں بالعموم معمولی قسم کے کپڑے کی ہوتی تھیں ریشم کا استعمال تو آپ نے اپنی امت میں مردوں کے لئے ناجائز ہی قرار دیا تھا۔ اور خود آپ کے لباس میں تو قطعاً کسی قسم کی چمک اور نمائش ہوتی ہی نہ تھی۔ مورے آپ کو ایک مرتبہ نجاشی (شاہ حبش) نے اور ایک بار ایک اور شخص دحیہ نے تحفۃً بھیجے تھے۔ پاپوش مبارک چمڑے کی تھیں جس میں دو تسمے کے بند لگے ہوئے تھے ان سے دو انگلیوں میں باندھ لیجاتی تھیں۔

آپ کے آرام فرمانے کی یہ کیفیت تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ "آنحضرتؐ کا بستر آپ کے گھر میں کس چیز کا تھا" انہوں نے فرمایا کہ "ادھوڑی کا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی"۔ (بخاری و ترمذی صفحہ ۵۹۳)

یہی سوال حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ "ایک ٹاٹ کا ٹکڑا تھا جسے ہم دوہرا کر دیا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ اسی پر استراحت فرماتے تھے۔ ایک رات میں نے خیال کیا کہ اگر اس کی چار تہیں کر دیں تو غالباً آپ کو زیادہ آرام ملے چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا جب صبح ہوئی تو آنحضرتؐ نے پوچھا کہ "رات تم نے میرے لئے کیا بچھایا تھا" میں نے کہا۔ "وہی آپ کا ٹاٹ تھا۔ مگر ہاں ہم نے اس کی چار تہیں کر دی تھیں تاکہ آپ کو زیادہ آرام ملے"۔ آپ نے فرمایا۔ "اُنہیں تو ویسا ہی پہلے جیسا ہی کر دو۔ اس نے مجھے رات ہی کو نماز شب سے باز رکھا"۔ (ترمذی صفحہ ...)

سفر حج میں آنحضرتؐ گدھے پر سوار ہوتے تھے چنانچہ آپ فتح خیبر کے دن گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی۔ انسؓ سے روایت ہے کہ "آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کے اونٹ کا پالان پر ... تھا جس کی قیمت ہمارے خیال میں چار درہم (ایک روپیہ) سے زیادہ نہ ہوگی"۔ (شفا صفحہ ۵۹۔ اسوۂ حسنہ)

امام بخاریؒ کا استغناء

حاکم بخارا نے جناب امام بخاریؒ کو حاکمانہ طور سے پیغام لکھ بھیجا۔ کہ آپ اپنی جامع صحیح (بخاری شریف) اور تاریخ کبیر روزانہ آکر ہمیں یہاں سنا جایا کرو۔ آپ نے اس کے جواب میں ایلچی کی معرفت کہلا بھیجا۔ کہ میں علم کو ذلیل و خوار نہیں کرتا۔ در بدر لوگوں کے گھروں پر لئے نہیں پھروں گا۔ اگر حاکم شہر کو علم دین پڑھنے کا شوق و شغف ہے اور کچھ ضرورت ہے تو وہ مسجد یا میرے گھر میں حاضر ہو کر پڑھ سکتا ہے۔ جب یہ بات حاکم بخارا کو معلوم ہوئی تو پیرایہ الفاظ بدل کر یہ درخواست کی کہ آپ ہمارے بچوں کے لئے کوئی خاص وقت اور خاص جگہ مقرر فرما دیجئے کہ جہاں ان کے سوا اور کسی شخص کو پڑھنے پاس بیٹھنے اور دخل دینے کی اجازت نہ ہو۔

حضرت امام بخاریؒ نے اس کا بھی یہی جواب دیا۔ کہ میں یہ بھی نہیں کر سکتا کہ حاکم شہر کے خوف سے لوگوں کو حدیث شریف کے استماع سے روکوں اور چند لوگوں کے فائدہ کی خاطر اور حاکم کی خوشنودی کے لئے تمام قوم کا نقصان کروں ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ (اسوۂ حسنہ)

مذاہب کی پارلیمنٹ قائم کرنیکی تجویز

حال میں مہاراجہ صاحب دربھنگہ نے ایک مستقل مذہبی پارلیمنٹ کی سکیم شائع کی ہے جو بنارس میں قائم کیجائیگی اس کے ساتھ مندرجہ ذیل انسٹی ٹیوشن ملحق ہونگے۔

(۱) بڑا سا ہال جو ہندوؤں۔ سکھوں۔ برہم سماجیوں۔ آریہ سماجیوں۔ مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ جینیوں۔ بدھوں۔

پارسیوں اور یہودیوں وغیرہم کے جلسوں کے لئے کام دیگا۔ (۲) ایک لائبریری جس میں ہر ایک مذہب کی مقدس کتابیں اور ہر ایک فرقہ کے متعلق فلسفہ کی مختلف کتابیں رکھی جائینگی۔ (۳) مختلف مذاہب کے پیروؤں کے لئے مختلف عبادت گاہیں مثلاً ہندوؤں کے لئے مندر مسلمانوں کے لئے مسجدیں اور عیسائیوں کے لئے گرجے۔ (۴) سجادوں اور ایڈیشنوں وغیرہ کے لئے آشرم۔ (۵) مختلف مذاہب اور فلسفہ کا مطالعہ کرنے والوں کی رہائش کے لئے کمرے (۶) دفتر اور نوکروں کے لئے کوارٹر۔ اگر اس سکیم کو عملی جامہ پہنایا گیا تو امید ہے کہ اس سے ہندوستان کے مختلف مذاہب اور قوموں کے لوگوں میں اتفاق اور اتحاد پیدا ہونے میں بہت مدد ملیگی۔

فاروق ۔ ہمیں خوشی ہے کہ دنیا آہستہ آہستہ ان کاموں کی طرف آرہی ہے جن کی بنیاد حضرت مسیح موعود نے رکھی۔

تنقید کرو مگر ان شرائط کے ساتھ

(۱) احتساب کا مقصد اصلی اصلاح و تعمیر ہے محض تخریب مقصود بالذات نہیں ہو سکتا۔

(۲) محتسب کے دل میں خود تو کوئی ولی کاوش و رنجش کی چنگاری دبی ہوئی نہ ہو اس باب میں بہت سخت احتیاط کی ضرورت ہے انسان کا نفس اسے طرح طرح کے فریب دیتا ہے۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ انسان اپنے ذاتی جذبۂ انتقام سے مجبور ہو کر دوسروں پر نکتہ چینی کرنے لگتا ہے

(۳) محتسب کے دل میں یہ جذبہ تو نہیں غالب ہے کہ اس نکتہ چینی سے کوئی مالی نفع ہو گا۔ یا شہرت میں خاص اضافہ ہو گا حق گوئی کا شوق شہرت اکثر انسان کو باطل گو بنا دیتا ہے۔

(۴) جہانتک ممکن ہو شخص زیر احتساب کو پہلے خانگی طور پر افہام و تفہیم کرنا چاہیئے اگر اس کا موقع نہ ہو تو ملک میں بیشتر حتی الامکان نہایت ہمدردانہ و ملائم لہجہ رکھنا چاہیئے۔ اور جس نسبت سے مجرم کا تمرد و تشدد بڑھتا جائے اسی نسبت سے لہجہ میں بھی درشتی بڑھتی جانا چاہیئے۔

(۶) نکتہ چینی ایسی نہ ہونی چاہیئے کہ کسی بیکار و مفید شخص کی حیثیت افادی کو صدمہ پہنچے۔ اور جماعت ان تمام فوائد سے محروم ہو جائے۔ جو اس کی ذات سے وابستہ ہیں

عبد اللطیف مونگیری کی جنبش دلیری

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۔ یہ تو مسلم امر ہے کہ حق کی مخالفت کرنے والوں کی دلی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں۔ اور وہ حق و باطل میں تمیز کرنے کا مادہ اپنے اندر سے خود اپنے ہی کمات ناشائستہ کے ذریعہ گم کر دیتے ہیں۔ اور وہ اپنے ہی اوپر ظلم و ستم ڈھاتے ہوئے ذلت و نکبت کے دلدل میں پھنستے اور حماقت و ندامت کے قعر میں گر جاتے ہیں۔ اور اپنے دلوں کو سیاہ اور جانوں کو تباہ کر ڈالتے ہیں۔ چنانچہ رب العزت فرماتا ہے

(۱) کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ

(۲) وَیَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ

(۳) کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ

(۴) کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ

ہر مامور کے وقت میں ایسے لوگ کچھ نہ کچھ ضرور ہوتے رہے ہیں جن کا کام یہی رہا ہے کہ خدا کے پاک مامور و مرسل کے مقابلہ میں نہایت دلیری و نابینائی اور ضد کے ساتھ مخالفانہ کوششیں کر کے دنیا کو بہکا کر تباہ کریں۔ اور حسد کی طرح جو کبر و غرور ان کے دلوں میں چھپا ہوا ہے اس کے اثر سے نہ صرف خود ہلاک ہوں بلکہ دوسروں کو بھی بے ادب گستاخ بنا کر ہلاک کریں ؎

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰھُمْ اِنْ فِیْ صُدُوْرِھِمْ اِلَّا کِبْرٌ مَّا ھُمْ بِبَالِغِیْہِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ

خدا کی پناہ ایسے بے ادب گستاخ اور مغرور لوگوں میں سے ایک صاحب حکیم عبد اللطیف مونگیری بھی ہیں۔ جن کی دلیری حد سے بڑھ چکی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں اس شخص نے جیسی چھچھوری کتابیں نکالی ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے ہمیں تو شرم آتی ہے۔ اس شخص نے خیال میں جو ایک کتاب چشمہ ہدایت کے نام سے لکھی ہے۔ اس کی گندگیاں دیکھتے ہوئے ایک سلیم سعید الفطرت یہ کہہ اٹھیگا کہ کیا یہی ہدایت ہے۔ اور کیا یہی ہمارے علماء کی تحریر و استدلال ہے۔

تازہ مثال مخالفت میں انہماک جانبکی ایک تازہ مثال اسی کتاب چشمہ ہدایت میں آج ہمیں اور بھی ملی ہے ناظرین دیکھیں اور عبرت کی نگاہ سے دیکھیں۔

مونگیری معترض نے چراغ الدین مرتد جمونی کے رسالے آسمانی نشان فی تائید مسیح الزمان سے ایک عبارت نقل کی ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ یہ عبارت حضرت اقدس مسیح موعود کی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے چراغ الدین مرتد کے رسالہ کو حقیقۃ الوحی میں حرف بحرف حسب وجہ سو نقل کیا ہے۔ اس کے متعلق خود اسی رسالہ کے حاشیہ پر "تنبیہ" کا عنوان لکھکر فرماتے ہیں:۔

کہ ظاہر ایک منصف مزاج معلوم کر سکتا ہے کہ یہ شخص جو اپنے اعمال کی سزا پا چکا ہے۔ پہلے میری تصدیق کرتا تھا۔ اور پھر نفس امارہ کی کشش سے بعض پادریوں سے اتفاق کر کے مرتد ہو گیا اور مجھے دجال وغیرہ ناموں سے پکارا۔ اور میری مخالفت میں کتاب مناظرہ اور اعجاز محمدی لکھی۔ اب ہر ایک منصف مزاج خود انصاف کی نظر سے دیکھ سکتا ہے کہ یہ وہی چراغ الدین ہے جس نے میری تائید میں یہ اشتہار لکھا تھا۔

اب وہ عبارت بھی ملاحظہ فرمایئے جسے مونگیری معترض نے حضرت مسیح موعود کی عبارت سمجھ لیا ہے اور اسی

[illegible] کچھ غلط بیانی کی ہے جو یہ ہے "میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤنگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا" یہ عبارت چراغ الدین جمونی کی ہے۔ مگر بغض و عناد سے نابینا ہو کر مونگیری معترض نے حضرت مسیح موعود کی عبارت سمجھ بیٹھا۔ اور اس سے متعلق بڑے بڑے عند ردار الفاظ لکھ مارے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ۔

اس عبارت نے کامل طور سے فیصلہ کر دیا کہ مسیح موعود کا جو کام ہے یعنی ان کے ذریعہ سے تمام دنیا میں اسلام کا پھیل جانا وہ مرزا صاحب کی زندگی میں پورا ہو جائیگا۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ پورا نہ ہوا۔ اور ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کی جو علامت انہوں نے بیان کی وہ ان میں نہیں پائی گئی اور اپنے قول سے جھوٹے ثابت ہوئے اور لکھتا ہے۔

اے مرزائی احمدیو۔ کیا اسکا جواب دے سکتے ہو۔ مگر جتنا کا تشنس اور معائنہ کے ساتھ ملا حالت بے اختیار کہیگی۔ کہ اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ اور مرزا صاحب اپنے اقرار سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ (وغیرہ وغیرہ)

اور لکھتا ہے۔

میں یہ تو نہیں کہتا کہ آپ علما حقانی کی کسی دلیل کو مان لیں تو آپ خود ہی کے قول کو پیش کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اسے مانئے اور اپنی گذشتہ حالت کو یاد کر کے خدا کے لئے اس سے علیحدہ ہو جائیے۔

[illegible] معترض

جس عبارت کو حضرت مسیح موعود کی عبارت [illegible] معترض تمام اور نظر ناقص نے یہ سادی [illegible] کی بنا رہی سمجھ نہیں وہ عبارت [illegible]

پڑھ کر دیکھ اور عرق ندامت ہو جا۔ میں تو یہی کہونگا کہ ؎

موت بہتر ہے ایسے جینے سے

الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ الا لعنۃ اللہ علی المفترین۔

احمدیان مونگیر

کو چاہیئے کہ حق پسند حضرات کو اس معترض کی دلیری اور خداع و فریب سے آگاہ کریں خدا نے اپنا داغ اس کی پیشانی پر لگایا ہے۔ کہ غیرت ہو تو آئندہ کسی کو منہ نہ دکھائے۔

اصل مطلب

جو چراغ الدین کی عبارت کا ہے وہ یہ ہے کہ چراغ الدین کہتا ہے۔ میں مسیح موعود کے ناصروں سے ایک ہوں۔ حضرت اقدس میرزا صاحب مسیح موعود کی نصرت میں جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے پوری نہ ہو دنیا سے اٹھایا نہ جاؤنگا۔ نابینا معترض اس عبارت کو حضرت مسیح موعود کی عبارت سمجھا۔ پھر محل و موقع سے ہٹا کر دوسرا مطلب نکالا پھر اس غلطی کی بنا پر اعتراض کیا۔ آہ یہ کیوں ایسے بے بصر ہو گئے۔ اللہ رحم کر۔ اور ہمارے نادان معترضوں کو ہدایت دے۔ آمین۔

گداگری کا موجودہ طریق قابل اصلاح ہے

گورنمنٹ بنگال نے کلکتہ میں گداگری کے انسداد کے سوال پر غور کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس نے مختلف انجمنوں سے مشورے کئے ہیں۔ بنگال کی انجمن تجارت نے یہ صلاح دی ہے کہ گداگروں کی گنتی کر کے ان کا طبی معائنہ کرایا جاوے اور بیمار محتاجوں کیلئے ایک خیرات خانہ ایک ہسپتال اور تندرست بچوں کیلئے ایک خیراتی سکول قائم کیا جاوے

چونکہ اس سکیم کو عمل میں لانے کیلئے کثیر رقم کی ضرورت ہے اس لئے گورنمنٹ بنگال اس مالی پہلو پر غور کر رہی ہے۔ گداگری کا موجودہ طریق ملک کے لئے کس قدر بھاری بوجھ ثابت ہوا ہے۔ اس پر ہمعصر بنگالی کے ایک نامہ نگار کے دیئے ہوئے مندرجہ ذیل واقعات خوب روشنی ڈالتے ہیں۔ ولایت میں گداگری کے انسداد کے لئے پارلیمنٹ کی طرف سے ایک کمیٹی قائم ہوئی تھی اس کمیٹی کے روبرو شہادت دیتے ہوئے بیڈ ورڈ ممبر پارلیمنٹ نے بیان کیا کہ ایک نا بالغ گداگر لڑکی کی حاصل کردہ خیرات سے اپنے سارے کنبہ کی پرورش کیا کرتی تھی۔ ایک لڑکے کی ماں اسے ایک ورک ہاؤس سے باہر بھیک مانگنے کے لئے بٹھا دیا کرتی تھی۔ کئی بار ورک ہاؤس والوں نے اس لڑکے کو اپنے اہتمام میں لے لینے کی کوشش کی۔ لیکن اس کی ماں ہمیشہ یہ کہا کرتی تھی کہ میرا لڑکا بھیک مانگ کر اوسطاً ۲۶ شلنگ ہفتہ وار کماتا ہے۔ اگر ورک ہاؤس والے اسے اتنی تنخواہ دیں تب میں اسے [illegible] کرا دیتی ہوں۔ ورنہ نہیں۔ خود نامہ نگار مذکور نے کلکتہ کے ایک اندھے کا قصہ بھی بیان کیا ہے جو یہ کہا کرتا تھا کہ اگر میں پانچ سال پہلے اندھا ہو جاتا تو میں اپنے تینوں بیٹوں کی طرف سے تسلی کی حالت میں مرتا۔ کیونکہ پھر انہیں کمائی کا فکر نہ رہتا۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ گداگری کے موجودہ طریق سے ملک کا کس قدر روپیہ برباد ہو رہا ہے۔ اور اس کے انسداد کی کس قدر سخت ضرورت ہے؟

مسلمان کو گمراہ ہونے سے بچاؤ

میں پیدائشی مسلمان ہوں۔ مگر [illegible] ہر شخص [illegible] اپنا مسلک [illegible] مسلمانوں نے [illegible] تمدن معاشرت اور زبان چھوڑ دی اصل اسلام چھوڑ دیا۔ آج [illegible] میں موجود ہیں۔ ہر فرقہ [illegible] بات پر جا [illegible] ہوا ہے کہ ہم راہ راست پر ہیں باقی سب فرقے گمراہ ہیں [illegible] حدیث شریف ارشاد کے مطابق ان میں صرف ایک فرقہ جنتی ہے اور سب دوزخی۔ [illegible] کس کی بات مانیں اور کس کی سنیں۔ ہر فرقہ اپنے جنتی ہونے [illegible] پیش کرتا ہے اس لئے ہم نے ایک رسالہ تحقیق نامی لکھا ہے [illegible] اعتراض کئے ہیں۔ پہلے اعتراض کے جواب [illegible] [illegible]

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

قادیان دارالامان

اخبار فاروق

احمدیہ

ایڈیٹر و پروپرائٹر۔ ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ۔ مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۱۹ء | نمبر ۸

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ لاہور میں تشریف رکھتے ہیں۔ [illegible] فروری کو ۳ بجے بریڈلا ہال میں حضور کا ایک پبلک لیکچر ہوا جس میں دارالامان سے بھی احباب جاکر شامل ہوئے مختلف مذاہب کے لوگوں میں یہ لیکچر نہایت توجہ سے سنا گیا

رشتہ کی ضرورت۔ دو نوجوان صالح احمدی لڑکوں کی ضرورت ہے جو مغل۔ پٹھان۔ شیخ معزز خاندان سے ہوں۔ ایک گریجوایٹ ہو۔ دوسرا کم از کم انٹرنس پاس ہو بلحاظ [illegible] ہوں۔ گریجوایٹ [illegible] کا ہو تو اس کو ترجیح دی جائیگی اور دوسرا [illegible] کا ہو تو مضائقہ نہیں۔ تمام خط و کتابت معرفت ایڈیٹر فاروق ہوگی [illegible] کے ساتھ [illegible] کے [illegible] نہیں۔

جلسہ [illegible] بہت قریب ہے احباب [illegible] کے اس [illegible] موقعہ [illegible] تشریف لاکر ثواب [illegible] حاصل کریں

نظم

قاضی محمد یوسف صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

چشم نابینا کے آگے شمع کی لو تو نہیں
رات دن یکساں ہیں [illegible] سے [illegible] نہیں
نام کے مسلم ہیں بیادر کام کے مسلم نہیں
دیکھ تو مسلم کی ان میں کوئی وصف و خو نہیں
[illegible] کے سبب خوشبو کو بدبو کہتے ہیں
کہہ دو اے بدمغز یہ خوشبو ہے اور بدبو نہیں
[illegible] جو [illegible] ہے تن کے موسن مدعا
کیا ملیگا خاک جب کچھ [illegible] تو نہیں
معرفت تم کو نہیں ہے جبکہ کوئے یار کی
پھر تمہیں رہبر سے کیوں انکار ہے [illegible] نہیں
اڑ گئے کیونکر فلک پر حضرت عیسےٰ نبی
جبکہ اڑنے کے لئے انسان کے بازو نہیں
گو مسیحا مر گیا اور آنے والا اور ہو
پر مخالف کہتے ہیں احمد کو "سچا تو نہیں"
آنے والا کیا ہے حسب قرآن و خبر
فرق اس کے حلیہ مائدہ میں اک مو نہیں
حضرت احمد بھی سچے اور منکر بھی درست
یہ سناتے ہم کو وہ ہیں جن کے دل یکسو نہیں
یاں تو ہے تعلیم قرآن اور تکمیل سنن
شیخ جی واں صرف ورد اسم اللہ ہو نہیں
تیغ قرآن دے گیا احمد ہمیں ہر [illegible]
کیونکہ دیں محتاج جنگ خنجر و چاقو نہیں
منکر احمد بھی ہو اور عالم قرآں بھی ہو
حلوا کھانے کے لئے یہ [illegible] نہیں [illegible] نہیں
قدر جوہر جانتا ہے [illegible] جوہر شناس
کیا لگیگا قدر وہ جو جانتا ..... نہیں

پر جب سب سنتے ہیں حال کے آگئے احمدی
وہ سب کے آگئے ہو کے معوذ انو نہیں
پر موس نہیں رکھتا ہے تقوی کا پاس
نہیں تن دیا ہو کیوں جب مر ہے انہیں
شں وعمل جب آشنائے قرأت قرآن ہوں
وہ کبھی پھر شائق ہر موسم ٹپا تو نہیں
س کا عمل ہو ملمّن ذکر خدا کے پاک سے
اس کا ظہر کشمیر ہے اور شگوفہ وا تو نہیں
کہتے ہیں یوسف کو اکمل شعر اردو میں کہیں
وہ گم افغان ہیں اور جاتے اردو نہیں۔

شرائط مباہلہ برائے علماء دیوبند

(۱) ضروری ہوگا کہ تمام علماء دیوبند اس مباہلہ میں شامل
ول اسی طرح امام جماعت احمدیہ بھی بذات خود اس مباہلہ میں
شامل ہونگے جنکی شمولیت بوجہ اس کے کہ آپ جماعت احمدیہ
[illegible] جماعت احمدیہ کی شمولیت بھی جائیگی ان جائز ہوگا
جن احمدیوں کو امام جماعت احمدیہ مباہلہ میں شامل ہونے کی
اجازت دیں وہ شامل ہو سکیں۔

(۲) و۔ علماء دیوبند کا قائم مقام مقرر کر کے حضرت مرزا
صاحب کے دعوے نبوت اور مسیحیت کے متعلق جو ثبوت
[illegible] حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کی طرف سے
پیش ہوچکے ہیں ان کی تردید میں تقریر کریگا اس کے بعد
جماعت احمدیہ کا مسلم قائم مقام اس کے خلاف تقریر کریگا۔
اس کے بعد بھی علماء دیوبند اپنے خیالات پر مُصر ہوں تو
وقت اسی مقام پر حضرت مرزا صاحب کی مسیحیت
نبوت پر فریقین میں مباہلہ ہوگا۔
ب۔ اگر صورت ۱ علماء دیوبند کو منظور نہ ہو تو پھر دوسری
صورت یہ کہ پہلے جماعت احمدیہ کا مسلم قائم مقام حضرت
[illegible] کے دلائل علماء دیوبند
[illegible] کا مسلم قائم مقام
[illegible]

تو اسی وقت اسی مقام پر مباہلہ ہوگا اور دونوں صورتوں میں
وقت دعاء مباہلہ ایک گھنٹہ ہوگا۔

ج۔ پہلی صورت میں مسلم قائم مقام علماء دیوبند کو ہمارے
دلائل کی تردید کرنے کے لئے تین گھنٹے دئے جائینگے۔ پھر دو گھنٹے
مسلم قائم مقام جماعت احمدیہ کو دئے جائینگے اور دوسری صورت
میں پہلے تین گھنٹے جماعت احمدیہ کے مسلم قائم مقام کو دلائل
بیان کرنے کے لئے دئے جائینگے۔ پھر دو گھنٹے مسلم قائم
مقام علماء دیوبند کو تردید کے لئے دئے جائینگے۔ اس کے
بعد ایک گھنٹہ جواب کے لئے قائم مقام جماعت احمدیہ کو دیا جائیگا۔

(۳) یہ مباہلہ بشمول ان تقریروں کے کسی ایسے مقام پر ہوگا جو
فریق کے لئے مساوی ہوگا۔

(۴) مکان مباہلہ کے اخراجات ہونگے وہ فریقین پر نصف نصف

(۵) ضروری ہوگا کہ قیام امن کے لئے سرکاری انتظام کرایا
جائے اور اگر اس کے بھی کچھ اخراجات ہوں تو وہ بھی فریقین
کو حصہ مساوی ادا کرنے ہونگے۔

(۶) داخلہ مکان مباہلہ میں بذریعہ صرف ٹکٹوں کے ہوگا۔
ٹکٹ مساوی تعداد میں دونو فریق کو ملینگے۔ وہ ہمیں جن لوگوں
کو قابل اعتبار سمجھینگے ان میں بطور خود تقسیم کرینگے اور ہر فریق
ان کی طرف سے امن کا ذمہ دار ہوگا جن کو ٹکٹ دیکر داخل کریگا۔
ہمارے نزدیک ایک ایک ہزار ٹکٹ دونو فریق کیلئے کافی ہونگے

(۷) مکان جس میں مباہلہ ہوگا دو حصوں میں تقسیم کردیا جائیگا تاکہ
ہر فریق کے آدمی بآسانی علیحدہ علیحدہ بیٹھ سکیں۔

(۸) امن قائم رکھنے کے لئے ایک ایک ناظم دونو فریق میں سے
اور ایک تیسرا ناظم جو کسی فریق کے ساتھ تعلق نہ رکھتا ہو لیکن دونو
فریق کے اتفاق کے ساتھ منتخب کیا گیا ہو مقرر ہونگے۔ ان
تینوں کا فرض ہوگا کہ دونو فریق سے قرار شدہ شرائط کی پابندی
کرائیں۔ اگر کسی انتظامی امر میں فریقین کے ناظمین میں اختلاف
ہو تو تیسرے ناظم کا فیصلہ تسلیم کیا جائیگا۔

(۹) کسی فریق کو حق نہیں ہوگا کہ یہ کہہ سکے کہ تقریروں کے
بعد مباہلہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اگر ایک فریق مباہلہ پر مصر ہو
تو دوسرے کو لازماً مباہلہ کرنا پڑیگا۔ سوائے اس صورت کے کہ دوسرے
فریق کے خیالات سے اتفاق کا اعلان کرے۔

(۱۰) ہر فریق کے مقتدی [illegible] علماء ہونگے جو اُن کی طرف سے مباہلہ میں شریک
ہونگے اور جب تک اس فہرست کا تصفیہ نہ ہولیگا اس وقت
تک شرائط کی تکمیل نہ سمجھی جائیگی۔

(۱۱) ہر فریق دوسرے فریق کو یہ تحریر دیگا کہ اگر وہ بوقت معین مقام مقررہ
پر نہ آیا۔ یا تقریروں کے بعد مباہلہ سے انکار کردیا۔ (جبکہ دوسرا فریق اس کے
کہ اپنے عقاید سے دست بردار ہونیکا اعلان کرے) تو وہ دوسرے
فریق کو اس کے نقصان کے معاوضہ میں پانچ ہزار روپیہ دیگا مگر
زعیم علماء دیوبند کا وقت مقررہ پر پہنچ جانا کافی ہوگا اور انہیں ایکی
حرجانہ سے بری نہیں کریگا جب تک تمام وہ علماء حاضر نہوں۔
جن کے نام تصفیہ شدہ فہرست میں درج ہو چکے ہوں۔

(۱۲) مکان مباہلہ اور دیگر انتظامات کیلئے ہر فریق اپنا ایک ایک
وکیل مقرر کریگا اور یہ دونو وکیل ان امور کا مناسب انتظام کرینگے۔

(۱۳) تصفیہ شرائط کے بعد ہر ایک فریق ان شرائط کی مصدقہ نقل
دوسرے فریق سے حاصل کریگا جس کے بعد کسی فریق کو طے شدہ شرائط میں
کمی بیشی یا تغیر و تبدل کا اختیار نہ ہوگا۔

(۱۴) مباہلہ [illegible] فریقین کے مسلم قائم مقاموں کی دستخطوں سے وقوع
مباہلہ کا اعلان معہ فہرست مباہلین اخبارات میں شائع کیا جائیگا

(۱۵) اثر مباہلہ کے ظاہر ہونے کیلئے تاریخ مباہلہ سے ایک سال کے عرصہ تک
انتظار کیا جائیگا خواہ سال کے کسی حصہ میں ظاہر ہو اس کے قبل
اور بعد کا کوئی واقعہ لائق حجت نہ ہوگا۔

(۱۶) فریقین کے مسلم قائم مقاموں پر اپنے اپنا و نساء کا مباہلہ میں
شامل کرنا واجب ہوگا۔ اور باقیوں کیلئے جائز۔

(۱۷) مذکورہ بالا شرائط کے تصفیہ پر ایک ماہ بعد کی کوئی تاریخ
مباہلہ کیلئے مقرر کی جائیگی۔

شرائط مباہلہ مندرجہ بالا باجازت حضرت خلیفۃ المسیح
ایدہ اللہ بذریعہ اشتہار چھپکر علماء دیوبند کو بھیجے جاچکے ہیں
ناظرین فاروق منتظر ہیں کہ جبہ پوشان دیوبند کیا حیلہ مباہلہ سے
فرار کا سوچتے ہیں ان کی ظاہری شہرت تو اس کی مقتضی ہو
کہ وہ فوراً میدان میں نکل آئیں۔ مگر دیدہ باید۔
علماء سہارنپور کے جواب میں بھی ثنائی حنداک نے نفسیہ
عجیب کرشمہ شائع ہوگیا ہے۔ ناظرین فوراً دفتر فاروق سے
[illegible] منگاکر لطف اٹھائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان — مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۱۹ء

ڈاکٹر حسن علی غیر مبائع کے سوالات کا جواب

(۱) کیا حضرت مرزا صاحبؑ شروع سے لیکر آخری دم حیات تک ایک دعویٰ نبوت پر قائم رہے یا شروع میں محدث تھے کہ بعد میں آپ نے دعویٰ نبوت کیا؟

(۲) وہ کیا بات تھی کہ حضرت محمد صلعم کے بعد حضرت صاحب نے مدعی نبوت پر لعنت فرمائی؟

(۳) لا نبی بعدی سے آپ کیا مراد لیتے ہیں۔ اگر محمد صلعم کے بعد نبوت جاری ہے۔ تو ۱۳۰۰ سال میں کون کون سے انبیاء احمد مصطفیٰ محمد مجتبیٰ صلعم کے بعد آئے؟

(۴) کیا مرزا صاحبؑ کے بعد اور بھی نبی آویں گے؟

جواب سوال اول

سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) شروع سے لیکر آخر دم تک ایک ہی دعویٰ پر قائم رہے۔ وہ دعویٰ یہ تھا۔ کہ میں خدا کی طرف سے کثرت مکالمہ ومخاطبہ وکثرت اظہار امور غیبیہ سے مشرف ہوں۔ اوائل میں (۱۹۰۱ء تک) آپؑ اس کا نام محدثیت رکھتے تھے۔ جیسا کہ آپ کو بھی مسلم ہے۔ لیکن اس کے بعد آپؑ نے اسی حقیقت کا نام نبوت رکھا۔ اور محدثیت وجزوی نبی کا لفظ چھوڑ دیا۔ ملاحظہ ہو غلطی کا ازالہ:-

صحیح مسلم میں بھی مسیح موعودؑ کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ (ص۵)

چنانچہ ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ اس کے بعد حضرت صاحبؑ کی کوئی کتاب [illegible] دکھا سکتے کہ آپؑ نے فرمایا ہو میں جزوی نبی ہوں۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے۔ کہ پہلے آپ نبی کی اور تعریف کرتے تھے۔ اور بعد میں اور۔ یعنی نبی کے لئے براہ راست ہونا ضروری سمجھتے تھے۔ بعد میں آپؑ پر کھل گیا۔ کہ یہ شرط غیر ضروری ہے۔ چنانچہ براہین حصہ پنجم میں فرماتے ہیں:-

نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ (ص۱۳۸)

یہ لغوی نبی کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پھر عبارت یوں ہو گی۔ لغوی نبی وہ ہے جو خدا سے بذریعہ وحی خبر پائے اور شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہ ہو۔ یعنی اگر شریعت لائے تو حرج نہیں۔ حالانکہ یہ صریح طور پر باطل ہے کہ شریعت لانے والا پھر بھی وہ لغوی طور پر نبی کہلائے۔ پس یہ نبوت کی تعریف

چونکہ عام ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ پر صادق آتی ہے اس لئے آپ نبی ہیں۔ اور انہی معنوں میں نبی جن پر انبیاء سابقین حضرت محمد رسول رب العٰلمین تک نبی کہلاتے رہے۔ اس پر کہا جا سکتا ہے کہ پھر دیگر مجددین کیوں نبی نہیں کہلا سکتے۔ اس کے لئے حقیقۃ الوحی ملاحظہ ہو:-

جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ (صفحہ ۳۹۱)

اس عبارت کو خوب غور سے پڑھیئے۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ دوسرے اولیاء وصلحاء کیسے باشد نبی کہلانے کے مستحق نہیں۔ کیوں مستحق نہیں؟ "کثرت امور غیبیہ سے مشرف ہونا" جس حد تک چاہیئے وہ ان میں نہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ان کے لئے پیشگوئی میں نبی اللہ کا لفظ نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ وہ کثرت وحی جو اس میں شرط ہے وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔ پس ہم مجددین کو نبی ان معنوں میں نہیں کہہ سکتے جن معنوں میں حضرت اقدسؑ کیلئے یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ حقیقت نبوت جو عبارت کثرت اظہار امور غیبیہ سے وہ ان میں نہیں پائی جاتی۔

ایک اور بھاری ثبوت اس بات کا کہ مجددین امت محمدیہ اس نبوت سے مشرف نہیں ہو سکے حضرت مسیح موعودؑ کو عطا کی گئی۔ یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ فرمایا ہے کہ میں مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھ کر ہوں۔ اور کوئی غیر نبی کسی نبی پر تمام شان میں بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔ ومن اللہ فلیمہ الحیلان [illegible]

[illegible]

شریعت والی نبوت ہے۔ تو مسیح موعود کی نبوت بھی شریعت والی سمجھ لیں۔

جواب سوال دوم

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جس قسم کی نبوت پر حضور مسیح موعود نے لعنت فرمائی وہ ایسا ہی ہے جو مستقل طور پر (براہ راست نبوت پانیکا) دعوے نبوت کرے یا صاحب شریعت ہونیکا۔ اور آپ گواہ رہیں۔ کہ ہم بھی اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کو صاحب شریعت جدیدہ نبی سمجھے۔ یا آپ کو براہ راست بغیر اتباع حضرت خاتم النبیین نبوت پانے والا قرار دے۔ ہمارا ایمان اس عبارت پر ہے۔

اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا ××× اور میرا یہ قول کہ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب۔ اس کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں۔

حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی میں آپنے آپ کو مدعی نبوت ٹھہرایا ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۴۹

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے مہینے میں کبھی یہ دو خسوف کسوف جمع نہیں ہو [illegible]

بعد آپ (خواجہ غلام الثقلین) ایک مدعی نبوت کے خلاف میدان میں نکلے۔"

جواب سوال سوم

لانبی بعدی اور خاتم النبیین کے معنے حضرت مسیح موعود کیا لیتے تھے مفصلہ ذیل حوالے ملاحظہ ہوں۔

خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے یہ بالکل سچی بات ہے ××× یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ××× اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آپ خاتم ہیں۔ آپ کی مہر سے نبوت کا سلسلہ چلتا ہے ہم خود بخود نہیں بن گئے خدا نے اپنے وعدہ کے موافق بنایا۔ (الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

حوالہ دوم

شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ بغیر شریعت کے آسکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

حوالہ سوم

نبوت گو بغیر شریعت ہو۔ اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں۔ جو چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو۔ (ریویو برمباحثہ صفحہ ۷)

پھر آپ تذکرۃ الشہادتین فارسی کا حاشیہ دیکھیں۔ یہ فارسی کتاب حضرت مسیح موعود نے کابل میں اپنے عقائد کی تبلیغ کے لئے بھجوائی۔

آنکہ نا آشنایان حقیقت بر معنی نارسیدہ بر لفظ رسول و رسالت دعوی و نبوت اعتراض کنند کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء است۔ و مضمون حدیث لانبی بعدی است بعد ازاں حضرت نبی توانند وجود ایشان معنے ختم نبوت را اصلا نہ فہمیدہ اند چہ بر وجود ذی جود سرور عالم کمال درجہ نبوت ختم شدہ است نہ نبوت ××× لہٰذا الاتیان حدیث لانبی بعدی لانہ اراد لانبی بمعنی شرعیہ و این نیز منافی لانبی بعدی نیست۔

یہ سوال کہ گزشتہ ۱۳۰۰ سال میں کون ہوا۔ اس کا جواب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر موجود ہے یعنی مسیح موعود سے پہلے کوئی نبی نہیں آیا۔ کیوں نہیں ہوا اس کا جواب حضرت اقدس مسیح موعود کی زبان سے سنئے۔

سائل نے سوال کیا کہ اگر اسلام میں اس قسم کا نبی ہو سکتا ہے۔ تو آپ سے پہلے کون نبی ہوا؟ حضرت نے فرمایا یہ سوال مجھ پر نہیں بلکہ آنحضرت صلعم پر ہے۔ انہوں نے صرف ایک کا نام نبی رکھا۔ اس سے پہلے کسی آدمی کا نام نہیں رکھا۔ اس سوال کے جواب دینے کا اس واسطے میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ (بدر ۔ جون ۰۷ء)

چوتھے سوال کے جواب میں۔ صرف اس قدر کہنا کافی ہے۔ کہ ہم نے حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے دکھا دیا کہ نبوت کا دروازہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کھلا ہے۔ پس حسب ضرورت جو نبی ہوگی وہ اپنے وعدہ کے موافق کریگا جیسا وہ چاہیگا۔ ایک حوالہ دیتا ہوں۔ حضرت اقدس ذات باری کو مخاطب فرماتے ہیں۔

اے قادر اور کارساز تو ہمیشہ نبیوں پر **ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہیگا** (ضمیمہ تتمہ حقیقۃ الوحی)

یہ ظاہر ہوتا رہیگا کن پر؟ نبیوں پر۔ اسی میں آپ کے سوال کا جواب ہے۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا وانت خیر الفاتحین۔

خاکسار [illegible]

آپ کا فرض ہے کہ فاروق کی اشاعت کرکے ثواب حاصل کریں۔ اس کی اشاعت بہت کم ہے جس سے اخراجات اخبار کا پورا ہونا مشکل ہے۔ [illegible]

طاعون عذابِ الٰہی ہے

بعض لوگ طاعون کو عذاب الٰہی نہیں سمجھتے۔ ان کے افادہ کے لئے مندرجہ ذیل سطور درج ہیں:-

طاعون کا پتہ آج سے ہزاروں برس پہلے بھی چلتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی اسرائیلیوں میں طاعون پھیلا تھا۔ اور اسے عذاب الٰہی قرار دیکر کے حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے لوگوں کو اصلاح اعمال دینیات کی طرف متوجہ کیا تھا۔ غرض کہ اسی طرح طاعون کا پتہ اور زمانوں میں بھی ملتا ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمھم ان الناس کانوا بآیتنا لایوقنون۔ بھی غالباً اسی وبا طاعون کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ (یعنی جب ایسا وقت آئیگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک کیڑا نکالینگے جو ان کو زخمی کریگا۔ اس لئے کہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں لاتے)۔

بیشک تمام وبائی ارضی و سماوی امراض جو مہلک ثابت ہوتے رہتی ہیں غضب الٰہی کا موجب ہیں۔ اور ان میں وہی لوگ اکثر مبتلا ہوتے ہیں۔ جو اس کی قدرت کی نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں۔ اور اس کی ربوبیت سے انکار کر کے جہالت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جناب رسول کریم صلعم کے زمانہ میں بھی طاعون پھیلا تھا۔ اور آپ نے ایک حدیث کے مطابق فرمایا تھا۔ کہ طاعون غضب الٰہی ہے چاہیئے کہ جہاں یہ مرض ہو۔ وہاں لوگ نہ جائیں۔ اور جو لوگ طاعون زدہ مقامات میں مقیم ہیں وہ وہاں سے نہ بھاگیں۔

ہیضہ کا ایک مجرب نسخہ

چونہ خام (خوردنی) ۹ تولہ۔ نوشادر ۳ تولہ۔ یہ دو چیزیں ایک قلعی دار ظرف میں ڈھائی سیر پانی ڈال کر ڈال دی جائیں۔ نوشادر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لئے جائیں۔ رات بھر یہ دوا پڑی رہے۔ پانی بھیگتے رہیں۔ صبح کو اس کا آب زلال لے لیا جائے۔ اور اس میں ۹ یا ۱۰ لیموئے کاغذی کا عرق شامل کر دیا جائے۔ مقدار خوراک ۳ تولہ۔

میرا جہاں تک تجربہ ہے اکثر کو صرف ایک بار پلانے کے بعد دست و قے بند ہو گئے۔ ورنہ دوبارہ میں ضرور بند ہو گئے ہیں۔ لیکن تین تین گھنٹے کے بعد تین بار مزید احتیاط کی غرض سے پلا دینا چاہیئے۔ غذا کی بہت سخت احتیاط کرنی چاہیئے جب شدت اشتہا کی ہو تو آب مونگ صرف ایک چمچہ دینا چاہیئے۔ یا کسی طبیب سے مشورہ کر لیا جائے۔

حضرت ابوبکرؓ کا پہلا خطبہ

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے جو پہلا خطبہ بعد خلافت پڑھا اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اگرچہ میں تم میں سے بہتر شخص نہیں ہوں۔ مگر تم نے اپنا محبہ کو بنا لیا ہے۔ تم کو چاہیئے کہ میں بطور سردار اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا۔ اگر برائی دیکھو تو مجھ کو راستی پر لانے کی کوشش کرنا اور فرمایا کہ تم میں کا مرد مقابلہ قوی کے میرے نزدیک زبردست ہوگا۔ کیونکہ میں کمزور کا حق زور آور سے دلا دونگا اور دنیا جب تک میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضامندی کے کام کروں تم بھی میری اطاعت کرنا۔ اور اگر میں خلاف خدا و رسول کے کروں تو تم پر تابعداری لازم نہیں ہے

حکمران کیسے ہوں

خلیفہ ثانی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں جس کسی کو (امیر ناحیہ) مقرر کرتے۔ تو اس سے یہ عہد نامہ لکھا لیتے تھے۔ (ایک) دربان نہ رکھا جائے۔ تاکہ لوگ بے روک ٹوک آئیں اور اپنی غرض کہہ سکیں۔ (دوسرے) خدا اور خلق خدا کے کاموں میں مصروف رہے۔ (تیسرے) سواری پر سوار نہ ہو۔ (چوتھے) کوئی چیز اپنے یا اپنے بال بچوں کے لئے بیت المال سے نہ لے بلکہ کوئی جائز اور حلال پیشہ کر کے اس سے قوت بسری کرے۔ اگر بوجہ بڑھاپے یا بیماری کے کام نہ ہو سکے تو مسلمانوں کے مشورہ سے ایک درم سے تین درم تک بیت المال سے لے لے اس سے زیادہ نہ لے۔ (پانچویں) عدل و انصاف میں مصروف رہے۔ اس میں کسی کی رشتہ داری۔ دوستی یا قبیلہ کی رعایت اور مروت نہ کرے!

امراءِ اسلام میں خوفِ خدا

(عمرو لیث) نے ایک شخص کو مغلظ کے کہنے سے قید کر دیا۔ اس کی بڑھیا ماں ایک عرضی لے کر سر راہ کھڑی ہوئی۔ اور جب عمرو لیث وہاں ہو کر گزرے۔ تو بڑھیا نے عرضی دینا چاہی۔ تو امیر نے دیکھ کر اس کا گھوڑا ابھڑکا۔ حکم دیا کہ بڑھیا کو ہٹا دو۔ دوسرے دن پھر بڑھیا نے ویسا ہی کیا۔ (عمرو لیث) نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلاں قیدی کی ماں ہے۔ بادشاہ چونکہ اس سے ناراض تھا۔ اس طرف سے اس نے منہ پھیر لیا۔ مگر بڑھیا نے جرأت کر کے عرض کیا۔ کہ میرے بیگناہ بیٹے کے حق میں کیا حکم ہے؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ اس کو سو کوڑے لگائے جائینگے۔ اور اس کا منہ کالا کر کے شہر میں پھرایا جائیگا۔ اور ساتھ ساتھ منادی ہوگی۔ کہ جو بادشاہ کا قصوروار ہوگا۔ اس کی یہ سزا ہے۔ بڑھیا نے سوال کیا۔ کہ یہ حکم تیرا ہی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! بڑھیا نے کہا کہ خدا نے کہاں کہا ہے کہ تم جو چاہو کرو اور تحقیق و انصاف کو بالائے طاق رکھ دو! اس کلام کا عمرو لیث پر ایسا اثر ہوا کہ خدا کے خوف سے کانپنے لگا اور بیہوشی طاری ہو گئی۔ جب حواس درست ہوئے۔ تو فوراً حکم دیا کہ بڑھیا کے بیٹے کو

اس کو خلعت پہنایا۔ اور حکم دیا۔ کہ گھوڑے پر سوار کر کے شہر میں پھراؤ۔ اور کہو کہ خدا کے حکم کے آگے عمرو بیث کے حکم کی کچھ حقیقت نہیں!!

اسلام کی دنیوی برکات

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ان دس صحابہ کرامؓ میں ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت حضرت سرور کائنات نے دی۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ (عبدالرحمٰن بن عوف۔ بن عبد عوف۔ بن عبدالحارث بن زہرہ۔ بن کلاب۔ بن مرہ) آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم شریف (شفا) ہے۔ عام الفیل سے دسویں سال میں آپ پیدا ہوئے۔ حضرت صدیق اکبر خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی رہنمائی سے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ سنہ ۳۱ھ میں بہتر یا پچھتر سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ آپ اپنی حیات میں رسول کریم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے تھے۔ جب آپکا انتقال ہونے کو ہوا تو آپ نے اپنے مال میں سے پچاس ہزار دینار راہ خدا میں متفرق تقسیم کر دینے کی اور غازیان بدر کو جن کی تعداد ایک سو کے قریب تھی چار چار سو دینار فی کس دینے کی وصیت فرمائی اور آپکے چاروں بیبیوں کو اسی اسی ہزار دینار ترکہ میں ملے تھے۔ علاوہ نقد کے تین [illegible] بھیڑ بکری اور ایک ہزار اونٹ آپ نے ترکہ میں چھوڑے تھے۔ آپ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے آپکا بھائی چارہ حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ سے کرا دیا تھا۔ حضرت سعد آپ کو لینے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو اپنے گھر لے گئے اور فرمایا کہ میں بہت دولتمند ہوں۔ اور آپ کو نصف [illegible] میں سے دیتا ہوں مگر آپ نے کہا کہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف بازار مجھ کو بتا دو۔ چنانچہ آپ نے تجارت شروع کی جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کو مال و دولت [illegible] کہ آپکا شمار اغنیاء صحابہ [illegible]

ہو گیا۔ علاوہ نقد جنس مذکورہ بالا کے آپ نے کچھ زمین کا ایک باغ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حق میں ہبہ کر دیا تھا۔ جو چار لاکھ دینار کو بکا۔ اور یہ روپیہ ازواج مطہرات میں تقسیم کر دیا گیا۔ اپنی وفات سے ایک دن پہلے تیس غلام آپ نے آزاد کئے اور اس دن سات سو اونٹ مال و اسباب سے لدے ہوئے خیرات کئے تھے۔ محاربہ تبوک میں آپ نے ایک دن امامت فرمائی تھی۔ اور حضور نبوی سے آپکو امین ہذہ الامۃ کا لقب عطا ہوا تھا۔

طوطا اور ملکہ وکٹوریہ آنجہانی

انگلستان کے شاہی محل میں کچھ کمرے شاہی پادری کے واسطے مخصوص ہیں۔ یہ کمرے ایک ہی راستہ سے ان کمروں سے ملتے ہیں۔ جہاں مرحوم ملکہ وکٹوریہ نشست فرمایا کرتی تھیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ملکہ صاحبہ پادری صاحب کے کمرے سے واپس ہو کر اپنے کمرے کو جاتی تھیں کہ راستہ میں ایک دروازے کے پیچھے کے اندر سے طوطے کی آواز آئی جس نے درستی [illegible] آمیز لہجہ میں کچھ کہا جو کہ ملکہ صاحبہ کی سمجھ میں نہ آئی۔ کہ طوطے نے کیا کہا ہے۔ وہ لوٹ کر پادری صاحب کے پاس آئیں اور ان سے پوچھا کہ طوطے نے کیا کہا ہے؟ پادری نے نہایت اضطراب سے جواب دیا کہ حضور [illegible] جو کچھ طوطے نے کہا ہے [illegible] [illegible] ملکہ نے فرمایا کہ مگر اس نے کیا کہا ہے؟ پادری [illegible] کہ جہاں پناہ اس نے ایسے الفاظ کہے ہیں۔ [illegible] حضور کو نا گوار معلوم ہوں گے۔ [illegible] [illegible] ایسے الفاظ سے زبان پر [illegible] سے معاف فرمائیں۔ چونکہ حضور ملکہ معظمہ [illegible] کیا کہا ہے؟ اس لئے پادری کو بیان کرنے پر مجبور کیا۔ پادری نے شاہانہ آداب بجا لا کر عرض کی کہ جہاں پناہ چونکہ حضور مجبور کرتی ہیں۔ اس لئے عرض کرتا ہوں۔ طوطے نے کہا ہے "[illegible]"

ہو۔ ناحیین پڑھا"۔ ملکہ ہنس دیں اور پھر فرمایا:-

"میں خوش ہوں کہ میری سلطنت میں کم از کم ایک آواز ایسی بھی ہے۔ کہ جو اس خیال کے ظاہر کرنے سے خوف نہیں کھاتی جو اس کا میری نسبت ہے۔"

ملکہ معظمہ کے یہ فقرات نہایت ہی قابل قدر ہیں۔ ان امرا اور بڑے آدمیوں کے لئے جن کے اردگرد قوم کی بدقسمتی سے ایسے خوشامدی جمع ہو جاتے ہیں۔ جو ان کی حرکت و سکون پر سبحان اللہ۔ بالکل درست کے نعرے بلند کر کے اس بڑے آدمی کو غلط فہمی میں ڈالتے ہیں۔ یہ خوشامدی دراصل [illegible] ہوتے ہیں۔ کیونکہ کسی غلطی پر متنبہ نہیں ہونے دیتے۔ نہ اصلاح کی طرف توجہ کرنے دیتے ہیں۔ بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس بڑے آدمی کو بعض دفعہ خبر بھی نہیں ہوتی جو اس کی تباہی آ جاتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میرے محکوم سب میرے جان نثار ہیں۔ مجھ سے ان کو کوئی شکایت نہیں۔ لیکن دراصل اندر ہی اندر شکایتوں کا ایک انبار جمع ہوتا رہتا ہے۔ یہ مادہ جب آتش فشاں پہاڑ کی مانند پھوٹتا ہے تو پھر حشر ہی برپا ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایسی آوازوں کی قدر کی جائے۔ جو ان خیالات کو ظاہر کریں جو فی الواقع بغیر کسی ذاتی غرض اور خوشامد کے ملک کی جائیں۔ بلکہ خود موقعہ دینا چاہئے کہ صحیح خیالات کا اظہار اس کے روبرو ہو +

الطفلو انتیزاز ابن کلمہ لفظوہ

اطلوئنزہ ایسی مرض بخار اور زکام میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسی لحاظ سے اطبا اس کا نام ہرنی بخار [illegible] کہتے ہیں۔ فرانس میں ایام جنگ [illegible] جب یہ نمودار ہوئی تو اس کا نام بھی اسی لحاظ سے ہسپانوی بخار رکھا گیا تھا۔ اس دفعہ اس بیماری نے قریباً تمام دنیا میں چکر لگایا ہے۔ پچھلے دنوں جب یہ ہندوستان میں نمودار ہوئی تھی تو اس نے ۱۲ ہفتے کے اندر ۶۰ لاکھ انسان ہلاک کئے تھے۔ [illegible] اس سے جو جنگ

…بھی زیادہ انسان ہلاک ہوگئے تھے چونکہ یہ بیماری یورپ سے آئی ہے۔ اس لئے خیال ہوسکتا ہے۔ کہ یہ بھی یورپین زبان کا لفظ ہے۔ مگر دراصل ایسا نہیں ہے حقیقت میں عربی لفظ ہے۔ کچھ مدت ہوئی مصر کے نامور عالم … پادشا نے اس کی اصلیت کے متعلق تحقیقات کے بیان کیا تھا کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اصل میں یہ انف العنز (بکرے کی ناک کی بیماری ہے) بکرے کی ناک اور منہ سے اکثر رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے۔ اور یہی حال انسان کا اس بیماری سے ہوتا ہے۔ موصنا یورپ میں۔ اس لئے ہسپانوی عربوں نے یہاں اس بیماری کا پہلے ظہور ہوا اس کا نام انف العنز رکھا۔ یہی لفظ بگڑ کر یورپ کی زبانوں میں جاکر انفلوانزا بن گیا۔

بنگالی لڑکیوں کا جل کر مرنا

بنگال میں … کشی کے تیل کے ذریعہ عورتوں کی خودکشی کا مرض اس قدر بڑھ گیا ہے کہ کسی بھی خانگی الجھن پر جھٹ ایسی واردات وقوع ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ تازہ خبر ہے کہ ۲۸ جنوری کو کوچہ فدا محمد سرکار (کلکتہ) میں ایک ۱۶ سالہ نوجوان بنگالی لڑکی رادھا رانی داسی نے جو اپنے خاوند کے گھر رہتی تھی مٹی کے تیل سے اپنے کپڑوں کو تر کرکے اور آگ لگا کے خودکشی کر لی۔

کیا بنگالی اس کی اصل وجہ نہیں سوچتے۔ مشکلات تو اس دنیا میں ہر شخص کو پیش آتی ہیں اور آتی رہیں گی پھر بنگالی لڑکیوں کا جل جل کر آئے دن مرنا۔ ضرور کوئی خاص وجہ رکھتا ہے اور وہ بجز اس کے نہیں کہ خدا پر ایمان نہیں۔ اگر انہیں مذہبی تعلیم دی جائے اور سمجھایا جائے۔ کہ ایک خدا ہے جو مشکلات کے پہاڑ کو دم بھر میں ہٹا سکتا ہے۔ تو لڑکیاں خودکشی نہ کریں۔ جبتک بنگالی اس طرف دھیان نہ دینگے۔ یہ وارداتیں بڑھتی جائینگی۔

روسی شہزادیوں کی عصمت دری۔ فرانس کا ایک اخبار لکھتا ہے۔ کہ زار روس کے قاتلوں نے اس کی نوجوان شہزادیوں کی پہلے ان کے والدین کی آنکھوں کے سامنے عصمت دری کی اور پھر انہیں ذبح کردیا! باغی روسیوں کا یہ فعل نہایت شرمناک اور کمینہ اور سخت نفرت کے قابل ہے۔ جس کے لئے انہیں قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے۔

فاروق۔ ہم نے یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ شائع کی۔ ہمیں تو ایسی بات کا ذکر بھی پسند نہیں۔ مگر خدا کے نوشتے پورے ہوکر رہتے ہیں۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

ایک مطلق العنان شہنشاہ کی ہزارہا کی یہ انتہا ہے جو ایک غریب سے غریب ادنیٰ انسان بھی گوارا نہیں کرسکتا

بائیبل میں ترمیم کی تحریک

سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش میں ہر دفعہ ترمیم ہوتی ہے۔ سکھوں کے گرنتھ صاحب کی بھی کانٹ چھانٹ پڑتی ہے۔ اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ بائیبل میں بھی ترمیم کرنے کے لئے آوازیں آنی شروع ہوگئی ہیں۔ چنانچہ ٹائمز میں ڈین صاحب ایلائی نے (ڈین کالج کے پادری صاحب) نے زراعتی کالج میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ بائیبل میں بعض ایسے باب ہیں جنکا پبلک میں پڑھنا ممکن نہیں۔ اس لئے اس میں سے وہ الفاظ یا تو نکال دئے جاویں یا ترمیم کی جاوے۔ پادری صاحب نے وہ حصص اخبارات میں شائع کرائے ہیں۔ دیکھئے عیسائی پبلک اس کے متعلق کیا طرز عمل اختیار کرتی ہے۔

اے میرے بھائیو! یقین کرو کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ صرف ایک ہی کتاب کی شان میں آیا ہے۔ اور وہ قرآن مجید ہے۔ اسے نہ کوئی انسانی طاقت بدل سکتی ہے نہ بدلے گی۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔

پراسرار بخار سے دس لاکھ پنجابیوں کی ہلاکت

گذشتہ دنوں دیگر حصص ملک کی طرح صوبہ پنجاب میں جو پراسرار بخار پھیلا ہوا تھا۔ اور جس طرح گھر گھر میں تہلکہ برپا تھا اس کا نتیجہ نہایت ہی خوفناک نکلا ہے۔ اکتوبر۔ نومبر اور دسمبر ۱۹۱۸ء میں اس منحوس مرض سے جو اتلاف جان اس صوبہ میں ہوا اس کی تعداد دس لاکھ تک پہنچتی ہے۔ گویا گذشتہ تین ماہ کے عرصہ میں پراسرار بخار نے دس لاکھ پنجابیوں کی زندگی کا خاتمہ کردیا۔ اور تمام ملک میں یہ تعداد ایک کروڑ سے کم ہرگز نہ رہی ہوگی۔

کیا لوگ یہ نہیں سوچتے کہ خدا تعالیٰ کا عذاب نفیر کی چھم کے نہیں آتا۔ پس وہ کونسا گناہ ہے جو سرزد ہوا؟

پانی کی لکڑی لکڑی کا چراغ

کشمیر میں آجکل چونکہ فٹ فٹ برف پڑی ہے۔ اور آہستہ آہستہ پگھلتی ہے۔ اس لئے چھتوں سے جو پانی ٹپکتا ہے۔ وہ بصورت کنکروں کے گرتا ہے۔ اور وہی پانی جمکر لمبی لمبی گز گز ڈیڑھ ڈیڑھ گز کی لمبی نوکیلی چھڑیوں کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ یہ پانی کی لکڑی ہی سوائے کشمیر کے اور کہیں دکھائی نہ دیگی۔ اسی طرح یہاں بعض درخت اس قسم کے ہوتے ہیں کہ انکی لکڑیاں بطور مشعل کے جلتی ہیں۔ دیہات میں خصوصاً اور شہروں میں عموماً غریب غربا انہیں لکڑیوں سے چراغ کا کام لیتے ہیں۔ جس کی روشنی بتی لیمپ ۵ کینڈل پاور سے زیادہ ہی ہوتی ہے۔

عالمگیر قحط

یوم تأتی السماء بدخان مبین میں دخان کے معنے مفسرین نے قحط کے لئے ہیں۔ آخری زمانہ میں جو قحط پڑنا تھا اب اس کے آثار [illegible]

پیغام کی ایک خطرناک غلطی

۲۷ فروری ۱۹۱۵ء کے پیغام صلح میں ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کے عنوان سے ایک عبارت شائع کی گئی ہے جس کی سرخی ہے "مسیح موعودؑ کا دعویٰ" جو یہ ہے:-

"سوا اس کے جو شخص نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے۔ کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لاویں لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے۔ الخ"

اس تمام عبارت کو لکھ کر ایڈیٹر پیغام صلح ایک نوٹ لکھتا ہے:-

"ہم اس تقریر کی طرف میاں صاحب اور انکے مریدین کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ جس میں حضرت صاحب ۱۹۰۳ء میں نبی کی تعریف کی ہے۔ جو پہلے کرتے تھے کہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لائیں اور خود اپنے متعلق صاف طور پر بتادیا کہ اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ اپنی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی قرار دی ہے کیا میاں صاحب اور ان کے مریدین [illegible] کرینگے۔"

[illegible] پیغام [illegible]

میں گھی کے چراغ جلائے گئے ہوں گے۔ اور سب گمان کر رہے ہونگے۔ کہ اب میدان مار لیا۔ لیکن ان کو اطلاع دے دی جائے کہ ان کی خوشی قلیل اور ان کی مسرت بے دلیل ہے۔ دیکھو حق کا مقابلہ کوئی کرے آخر وہ ذلیل ہے۔ تمہارے آپ کہنے نے کہ مذکورہ بالا عبارت حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر ہے۔ اور پھر یہ کہ ۱۹۰۳ء کی ہے۔ ایک دفعہ پھر دنیا پر ثابت کر دیا کہ تم لوگ کسی تقویٰ کی بناء پر ہرگز سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ اور نہ اپنے مرشد و مولیٰ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے واقف ہو۔ تمہاری نسبت حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بالکل سچ لکھا تھا کہ اپنا مذہب لکھا کر و عداوت محمودؐ۔ اس عداوت میں اس ناحق کوشی میں تم یہاں تک اندھے ہوگئے ہو کہ تمہیں کچھ سوجھتا بوجھتا نہیں بس کوئی بات ہوا سے جھٹ پیش کر دیتے ہو۔ اور یہیں جانتے کہ

حملہ برخود مے کنی اے سادہ مرد

سنو! اے نادانو۔ اے مسیح موعودؑ کی کتب سے ناواقفو۔ اے ہماری روز افزوں ترقی پر جلنے والے حاسدو۔ یہ تقریر نہیں ہے۔ یہ کتاب کی تحریر ہے۔ کس کتاب کی؟ یہ سنوگے تو تمہارے ہوش و حواس پران ہوجائینگے تمہیں منہ چھپانے کے لئے کوئی کونہ نہ ملیگا۔ اور مارے شرم کے تم سے بات نہ ہوسکیگی (محمد حسین مرہم عیسیٰ سے) اگر اس کی بھی یہی حالت ہو تو حضرت اقدس کی پیشگوئی میں قدح لازم آتا ہے) سنو! سنو! یہ تقریر نہیں۔ تحریر ہے۔ اور تحریر بھی ۱۹۰۳ء کی نہیں جیسا کہ تم سمجھے ہو۔ او نادانو! ۱۹۰۲ء کی بھی نہیں۔ او مسیح موعودؑ کی کتابوں کا علم نہ رکھنے والو یہ تحریر ۱۹۰۱ء کی بھی نہیں۔ او ناحق کوشو! یہ ۱۹۰۰ء کی بھی نہیں۔ او ہر کس کمتلی کی لعنتیار کرنیو یہ ۱۸۹۹ء کی بھی نہیں بیشک ۱۸۹۸ء کی بھی نہیں۔ تم تعجب کروگے کہ ۱۸۹۷ء کی بھی نہیں۔ ہاں ہاں تم حیران ہو جاؤگے۔ یہ سن کر کہ یہ ۱۸۹۶ء کی بھی نہیں کان کھول کر سن لو یہ ۱۸۹۵ء کی بھی نہیں ۱۸۹۴ء کی بھی نہیں ۱۸۹۳ء کی بھی نہیں۔ بلکہ ۹ دسمبر ۱۸۹۲ء کا ایک خط بنام نواب محمد علی خاں صاحب آف مالیر کوٹلہ یہ عبارت وہاں درج ہے۔ اے ایڈیٹر پیغام صلح ذرا میری طرف منہ تو کر۔ اور بتا کہ تو نے کیسی منہ کی کھائی۔ شرم ہو حیا ہو۔ تو اب عمر بھر نہ منہ دکھاؤ مگر شرم چہ کی است کہ پیش مرداں بیاید بعد کا مقولہ ہو۔ ان کے لئے آسان ہے۔ جاؤ۔ آئینہ کمالات اسلام کھولکر دیکھ لو۔ صفحہ ۳۳۹ یہ عبارت وہاں سے لی گئی ہے۔ اور اس مکتوب کے اخیر میں ۹ دسمبر ۱۸۹۲ء تاریخ دی ہوئی ہے۔ اب بتاؤ کہ تمہارا اعتراض کیا ہوا ہے۔ کہ ۱۹۰۳ء میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نبوت کی وہی تعریف کرتے تھے۔ جو پہلے کرتے تھے۔ "میاں صاحب" اور ان کے مریدین کیا غور کرینگے۔ غور کرنا چاہیئے تم لوگوں کو۔ کہ تمہیں کیا ہوگیا۔ جو ناحق مخالفت پر کمربستہ ہو۔ جو اوٹ پٹانگ جو زبان پر آئے کہے چلے جاتے ہو۔ یاد کریں جناب محمد علی صاحب اپنا قول جب انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو مسیح موعودؑ کی کتب سے ناواقف قرار دیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی طرف ایک عبارت منسوب کی تھی۔ کہ جب آنحضرت شکم عفیفہ آمنہ میں تھے تو فرشتے نے ظاہر ہوکر کہا کہ اس کا نام احمد رکھنا۔ حالانکہ یہ عبارت ہرگز مسیح موعودؑ کی نہ تھی۔ کیا یہ خوفناک شکست ناکافی تھی۔ جو اب پھر شکست آئی۔ دشمن للظالمین مبدلاً

مفت فاروق جاری کرنے کے لئے جو مستقل فنڈ کی تجویز شائع ہوچکی ہے۔ اس میں سب سے اول اخویم شیخ محمد یوسف صاحب کیمپ انبالہ نے ایک روپیہ عطا فرمایا۔ جزاهم اللہ

[illegible] کیا۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

قادیان دار الامان

اخبار فاروق

احمدیہ

ایڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ ۔ مورخہ ۶ مارچ ۔ سنہ ۱۹۱۹ | نمبر ۹

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت تمام فائز المرام ۱ فروری کو لاہور سے رونق افروز دار الامان ہوئے۔ اور حضور کی بخیریت با کامیابی واپسی کی خوشی میں طلباء مدرسہ نے ۲ مارچ کو دعوت دی جس میں دیگر احباب بھی مدعو کئے گئے تھے۔

جلسہ سالانہ میں آج سے ۲ یوم باقی رہتے ہیں۔ کثرت سے احباب کی آمد متوقع ہے ... پرچہ فاروق انشاء اللہ ... [illegible] ... اس میں شائع کیا جائیگا ... دوست جلسہ پر پرچہ لینا چاہیں وہ واپسی اطلاع دیدیں۔ تاکہ ان کا پرچہ یہاں رکھ لیا جائے۔

احمدی ... مستری قادر حسین صاحب ... [illegible] ... اپنا نام ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دی ... [illegible]

موسم بہار کے چند شگوفے

انکی بزم ناز میں

کہو جی! ہم سمجھتے تھے ستم خالی نجائیگا
کہ آخر ایک دن خون شہیداں رنگ لائیگا

رقیب روسیہ پر حال جو گذرا گذرنا تھا
ہمیں معلوم پہلے ہی سے تو کیا بتائیگا

شہادت ہو چکی تھی پھر گروا باقی تھا
ہوئی تو ابتدا۔ اب انتہا بھی حق دکھائیگا

گدائے کوچۂ مہدی نے سچی بات کہدی ہے
ہمیں کلیائیگا جو وہ بھی ہرگز کل نہ پائیگا

ابھی نام خدا کمسن ہیں پھر بھی حشر برپا ہے
شباب اٹھا تو طوفان دیکھنے کیا کیا اٹھائیگا

بسے ہوتی ہیں آئیں ... میں لے کے نفرت سے
دھمک آیا ہمیں نیند آ کے پہلو میں سلائیگا

فقیر عشق کی فریاد امیر حسن کیا سنتا
نشے میں چور ہے سن لیگا جب کچھ ہوش آئیگا

ہمیں ان سے محبت ہے سخن بانی ہو نفرت ہے
خلوص دل ملمع سازیوں پر غلبہ پائیگا

ازل ہی سے تمہارے نام میں مخفی بشارت ہے
کہ نفس مسیحائی بھی مردے جلائیگا

منور ساری دنیا کو کریگا ماہ نوروں کا
بساط وصل میر اساقی دست کھائیگا

تمہاری کامیابی درس قرآن ہی میں مضمر ہے
سیاسیات میں ... [illegible]

[illegible]

...نیا رسول ہو یا پرانا
(... الہدیٰ ...)

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔
(دافع البلاء صفحہ ۱۳)

نئے اور پرانے رسول کا جو مطلب معترض کے خیال میں آیا ہے وہ غلط ہے۔ یہاں نئے اور پرانے رسول کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ لوگ جو بغیر توسط و اتباع آنحضرت کے نبی ہو چکے ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ یا آئندہ۔ اگر کوئی دعوے کرے کہ میں بغیر توسط آنحضرت نبی ہوا ہوں۔ پس جو اس دونو قسم کے نبی ہوں۔ ان کے لئے نیا اور پرانا کے الفاظ استعمال فرماتے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کہ اب امت محمدیہ میں ایسے نبی نہیں آسکتے نہ تو پہلے اور نہ کوئی نیا۔ لیکن ایک ایسا رسول ہو سکتا ہے جس کا نام کا مدار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیض پر ہو پس اس کی نبوت کو کوئی نئی نبوت نہیں کہا جائیگا۔ بلکہ وہ حضور کا ظل ہوگا۔ اس لئے اس کی نبوت سے ختمیت کی مہر نہیں ٹوٹتی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت آنحضرت کے طفیل ہے۔ اور ایسی نہیں جس پر نئی یا پرانی نبوت کا اطلاق ہو سکے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایسی طرف سے حضرت مسیح موعود کے اقوال میں مطابقت کر کے دکھلانے کی بجائے حضور کے ہی الفاظ میں دکھائی جائے چنانچہ آپ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱ ایڈیشن دوم) میں ارقام فرماتے ہیں:۔

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ (یعنی بغیر واسطہ آنحضرت) مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں ... کہ ...

کو خلاف خاتم النبیین ٹھہرایا ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اب نہ صاحب شریعت رسول آسکتا ہے نہ بغیر اتباع آنحضرت صلعم۔ مگر ایسا رسول آنا خاتم النبیین کے خلاف نہیں جو نہ صاحب شریعت ہو اور نہ بغیر واسطہ آنحضرت صلعم ہو۔ بلکہ آپ کی شریعت کا متبع اور آپ کے فیض میں تربیت یافتہ ہو۔ مسیح ناصری چونکہ ان باتوں سے متصف نہیں جو امت محمدیہ میں مبعوث ہونے والے نبی کے لئے ضروری ہیں اس لئے پرانے نبی ہونے کی وجہ سے نہیں آسکتے اور کوئی نیا نبی بھی نہیں آسکتا جس کے معنے یہ ہیں کہ صاحب شریعت یا بغیر واسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ مگر ایسے نبی کی بعثت میں کچھ حرج نہیں جو تمام کمال آپ کا ہی ساتھ رکھتا ہو اور آپ کی ظلیت کاملہ کی چادر اوڑھے ہوئے ہو۔ یہاں بھی کوئی اختلاف نہیں۔

اس تمام مضمون کے مطالعہ سے ہر بے تعصب انسان پر واضح ہو جائیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود کے دشمن ایمانداری سے آپ پر اعتراض نہیں کر سکتے جب تک کہ "یا بے ایمانی نہ" اختیار کریں۔ "ان سیاحتہ و مناظرہ" میں نہ آئیں۔ ان تمام اعتراضات میں نا سمجھی و دشمنی دین کا عنصر ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کے دشمنوں کو سمجھ و بصیرت عنایت فرمائے کہ یہ لوگ اعتراض کرنے میں تعدی کرتے ہیں۔ تاکہ یہ خدا کے اس نبی کو پہچان سکیں جسے خدا نے ہمیں میں سے ہمارے ہی لئے اور ہمارے ہی زمانہ میں مبعوث فرمایا۔

معترض نے دافع البلاء کے ان الفاظ پر "کہ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" نوٹ لکھا ہے کہ "سہو کاتب معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ جھوٹا چاہیے تھا۔ تاکہ قرآن معاذ اللہ جھوٹا نہ ٹھہرے" اس کے جواب میں ہم ناظرین الحدیث کو اطلاع دیتے ہیں۔ کہ یہ تو یہاں سہو کاتب ہے بلکہ درحقیقت "وہ سچا خدا" ہی ہے۔ نہ جھوٹا دوسرے قرآن شریف بھی جھوٹا نہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کے معنی نہیں جو تمہارے دیوانہ دماغ میں سمائے ہوئے ہیں۔ باقی رہا اس خدا کو جھوٹا کہنا جس نے قادیان میں اپنا نبی بھیج دیا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ قدیم سے

منکرین حق اور مکذبین انبیاء اس سچے اور واحد قہار خدا کو جس نے آدم سے محمد رسول اللہ تک کے نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ جھوٹا ہی سمجھتے رہے لیکن منکرین انبیاء خدا نے اس قول میں جھوٹے تھے اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس خدا نے جس نے کہ پہلے نبیوں کو مبعوث فرمایا تھا۔ ہم میں ایک نبی بھیجا۔ جس کے مقابلہ میں حق کے دشمنوں نے وہی چال چلی۔ اور وہی کہا جو ان کے بزرگ کہا کرتے تھے۔ پس اگر آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ اور بالآخر ہمارے آنحضرت صلعم کو بھیجنے والا خدا اور حقیقت واحد تھا تو کوئی حرج نہیں اگر اس کو جو کہ درحقیقت وحدہ لا شریک ہے نعوذ باللہ جھوٹا کہیں جس نے قادیان میں ایسے رسول کو بھیجا ہم اس خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اس کے سوا جس قدر خدا ہیں ان تمام کو جھوٹا جانتے ہیں۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اللّٰہ الملک الحق لا الٰہ الا ھو رب العرش الکریم۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا لیکچر

لاہور بریڈلا ہال میں

حضور کے ارشاد سے جناب ... کے قلم سے

بتاریخ ۲۳ فروری بوقت ۳ بجے سہ پہر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر بعنوان اسلام اور تعلقات بین الاقوام بریڈلا ہال لاہور میں ہوئی۔ حاضرین کی تعداد تین چار ہزار کے درمیان تھی اور ہر مذہب و طبقہ کے افراد موجود تھے تقریر ٹھیک وقت پر شروع ہوئی اور پونے تین گھنٹہ تک نہایت مؤثر پیرایہ میں حضرت نے اپنے مضمون کو بیان فرمایا۔ سامعین نے نہایت امن و سکون سے سنا۔ اور چہرے دل کی خوشی کا اظہار کر رہے تھے حضرت نے مختلف اقوام کے اتحاد و صلح کے اصول قرآن پاک کی آیات و احادیث نبویہ سے بیان فرمائے اور تجویز پیش کی (۱) مذہبی طور پر یہ کہ ہر سال مختلف مذاہب کے نمائندوں کا ایک کانفرنس جمع ہو کر اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کریں۔ (۲) دنیوی طور پر یہ کہ ایک کونسل تمام مذاہب کے نمائندوں کی ہو ہر طرف سے ... جہاں کہیں باہم ... تعلق ... ہو وہاں یہ لوگ ... کر کے ... ہم ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - مورخہ ۶ مارچ ۱۹۱۹ء

چند سطریں
اہل سنت و جماعت کے ایڈیٹر کیلئے

اہل سنت و جماعت امرتسر سے ایک اخبار نکلتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر سے ناظرین فاروق کو انٹروڈیوس کرانے کی ضرورت ہے۔ صرف ایک پرچہ دیکھ لینے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ صاحب کس علم و اخلاق۔ کس وضع قطع اور کس قماش کے بزرگ ہیں۔ جن کا آجکل قاعدہ ہے۔ آپ نے محض سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کے لئے ہی رکھے ہوئے ہیں۔ اور اخبار کو چلانے کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی جوتیوں کی طفیل اپنا پیٹ بھر رہے ہیں۔ ضرورت نہ تھی کہ اس کی طرف توجہ کی جائے مگر بعض اوقات ایک دو اینٹوں سے تواضع کرنی ہی پڑتی ہے۔ تاکہ رستہ صاف ہو جائے۔ آپ نے ۱۵ فروری کے پرچہ میں لکھی ہیں۔

(۱) "علماء دیوبند و سہارنپور محمود اور محمودیوں کی تردید و استیصال قلع قمع کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گئے۔ اشتہار در اشتہارات شائع کر رہے ہیں۔ اور مرزائیوں کو چیلنج مباحثہ و مباہلہ کا دے رہے ہیں۔ اور شیران اسلام کی طرح ہل من مبارز کا نعرہ بلند کر رہے ہیں۔ اور مرزائی چوہوں کی طرح بلوں میں گھس رہے ہیں۔ نہ ان میں طاقت مباحثہ کی ہے نہ ان میں ہمت مباہلہ کی۔

(۲) مولوی عبد الحق صاحب مرحوم صوفی غزنوی کے مقابلہ میں مرزا صاحب کو شکست فاش ہوئی۔

(۳) منشی محمد دین صاحب کلرک گورداسپور کے چیلنج مباہلہ میں محمودی تو شکست کھا چکے ہیں۔"

سب سے پہلا جھوٹ تو ایڈیٹر اہل سنت کا یہ ہے۔ کہ علماء دیوبند نے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سب سے پہلے چیلنج مباہلہ کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے دیا۔ دیکھو انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۶ء جس میں آپ نے ۵۸ مولویوں اور ۴۶ سجادہ نشینوں کو نام بنام للکارا۔ جن میں علماء دیوبند کے نام بھی ہیں۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:-

میں اس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا کہ اب دوسری بنا رکھ کے تصفیہ کے لئے مجھ سے مباہلہ کر لو۔

اسی پر بس نہیں۔ بلکہ فرمایا:-

میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہٗ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آویں۔ اور اگر نہ آویں۔ اور نہ تکفیر و تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مرینگے۔ (صفحہ ۶۹)

اب بتاؤ اس سے بڑھ کر غیرت دلانے والے الفاظ کیا ہو سکتے تھے۔ مگر کوئی مقابلہ پر حسب شرائط نہ آیا۔ اگر دیوبندیوں اور سہارنپوریوں سے کوئی مقابلہ پر آیا تھا تو اہل سنت کا ایڈیٹر ہی اس کا پتہ بتائے اور از روئے تحریرات مشہورہ و واقعات مثبتہ ثابت کرے۔ کہ کسی کو حوصلہ ہؤا اس چیلنج کے قبول کرنے کا۔ باوجود اس کے پھر یہ کہنا کہ دیوبندی ہمیشہ تیار رہے کس قدر بے شرمی ہے۔

پھر اس کے بعد آپ کے خلیفہ برحق حضرت محمودؓ نے اول اول انہیں چیلنج دیا۔ اور حسن نظامی کے مقابل میں لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سطور ۱۹ جنوری ۱۹۱۸ء کو شائع فرمائیں:-

اگر علماء دیوبند علماء فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تو میں (امام جماعت احمدیہ) بغیر ان دونوں شرطوں کے صرف ان کی تحریر پر ان سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔

کیا ایڈیٹر اہل سنت بتا سکتا ہے کہ اس تحریر کے شائع ہونے کے بعد آٹھ نو ماہ تک کوئی دیوبندی عالم میدان میں نکلا۔ جب ان کی خاموشی پر عرصہ گذر گیا تو پھر ۱۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کے الفضل میں میں نے ان کو پھر غیرت دلائی اور "کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کرینگے" کے عنوان سے مضمون شائع کیا۔ پھر بھی علماء دیوبند چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند کے مصداق رہے۔ پھر یہ مضمون جب دوبارہ چھاپ کر ان کو ہمارے دوستوں نے پہنچایا۔ تو پھر ایک اشتہار دیا۔ جس میں ایسی روش اختیار کی کہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ مباہلہ کے نام سے ان کی جان جاتی ہے۔ اس صورت معاملات کے باوجود یہ کہنا۔ کہ دیوبندی پے بہ پے چیلنج دے رہے ہیں۔ اور مرزائی چوہوں کی طرح بلوں میں گھس رہے ہیں۔ حد درجہ کی بے انصافی اور حق پوشی و ناحق کوشی ہے۔ ان کو بار بار جواب دیا جا رہا ہے۔ اور مباہلہ کی طرف لایا جاتا ہے۔ مگر وہ آج کل بہانوں سے ٹال رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ واقعات دکھا دینگے کہ کون قوت ایمانیہ رکھتا ہے۔ حکیم صاحب! آپ دیوبندی کھونٹے پر کود رہے ہیں۔ اگر کچھ ہمت ہے۔ ایمانی جرأت ہے۔ اپنے حق پر ہونے کا یقین ہے۔ تو خود میدان میں نکلو۔ اگر ساتھ کوئی جماعت ہے۔ جو آپ کو اپنا مطاع سمجھتی ہو۔ تو اس کو لیکر میدان میں آؤ۔ اور خود مباہلہ کرو۔ اگر وحید و طرید ہو۔ تو پھر حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق ایک دعا اپنے اخبار میں شائع کر دو۔ جس میں خدا کی قسم کھا کر یہ لکھا ہو کہ میں نے حقیقۃ الوحی لفظ بلفظ اول سے آخر تک پڑھ لی ہے۔ ایسا ہی میں مرزا غلام احمد مدعی رسالت و مسیح موعود کو مفتری کذاب سمجھتا اور یقین کرتا ہوں۔ اور اس کے متبعین کفار [illegible]

میں (عبد الحق ایڈیٹر اہل سنت) [illegible]

(عبد الحق ابوتراب) [illegible]

پھر ایک سال کے لئے کیا ہوتا ہے۔ کیوں اے تھت؟ پھر اگر آپ کو یقین قسم ہے خدا کی جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ شائع کرو۔ ورنہ خاموش رہو۔ اور پھر کبھی زبان نہ کھولو۔ اگر حیا ہو۔ تو تمہاری حیثیت کا آدمی بھی تمہارے مقابل پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ غیر۔ دنیا والے گواہ رہیں کہ ہم نے حجت تمام کر دی تھی۔ آج سے بعد کوئی حق نہ ہوگا کہ امر مباہلہ کی نسبت بھی کچھ چیلنج دیا جائیگا۔ دوسری بات ہے کہ محمد دین کلرک۔ گورداسپور کی لکھی ہے۔ اس کو لکھتے بھی تمہیں شرم آنی چاہئے تھی۔ ہم نے محمد دین کی تحریر مسافر آگرہ میں پڑھی تھی۔ اور ۱۲ ستمبر ۱۹۱۸ء اس کا جواب فاروق میں چھاپ دیا تھا کہ چودھری [illegible]الدین احمدی قادیان کا کلرک۔ اس گورداسپوری کلرک سے مباہلہ کرنے کو تیار ہے۔ اس وقت تو محمد دین کو سانپ سونگھ گیا۔ اور اب پانچ ماہ بعد پھر گرمی پر پھر آ ابال آیا۔ اگر اس وقت اس نے اور آپ نے نہیں سنا۔ تو اب سن لو کہ محمد دین صاحب سے چودھری عبدالغنی کلرک مباہلہ کرنے کیلئے تیار ہے۔ مگر اس طریق پر جو شریعت نبوی سے ثابت ہے۔ محمد دین نے لکھا تھا کہ مباہلہ یوں ہوگا کہ میرا اور احمدی کا ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالا جائے۔ دیکھیں کس کا ہاتھ جلتا ہے۔

حکیم صاحب! اہل السنت کہلاتے ہو؟ اور اپنے اخبار کے سرورق پر لکھا ہے۔ علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین المھدیین۔ بتاؤ کہاں کی سنت نبوی اور سنت خلفاء راشدین ہے کہ مباہلہ یوں کیا جائے۔ کہ ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالے جائیں۔ یہ صورت مباہلہ اخبار میں چھاپتے ہوئے آپ کو اہل السنت نام کے لحاظ سے شرم نہ آئی تھی۔ کیا ہی ہے۔ آپ لوگ کوئی مسلمان؟ [illegible] اور اسی [illegible]

اور آپ کے صحابہ اور آپ کے خلفاء راشدین اور صحابہ مومنین نے اس طرح مباہلہ کیا؟ کہ مد مقابل کے ساتھ ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالے۔ یہ تماشا تو بہروپ کنی مداری دکھاتے ہیں۔ جاؤ ان کے ساتھ ڈگڈگی بجایا کرو۔ اور ان کو اپنا امام و مقتدا تسلیم کرلو کہ وہ ہاتھ پر آگ رکھ لیتے ہیں اور ان کا ہاتھ نہیں جلتا۔ عجیب اسلام ہے آپ لوگوں کا اور عجیب تصوف۔ آپ کا ایک رفیق مباہلہ کا یہ طریق بتاتا ہے۔ کہ ہم مقابل کے ساتھ ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالا جائیگا۔ اور خواجہ حسن نظامی اپنے ایک رفیق سے لکھواتا ہے۔ کہ ناک سے ناک ملاکر منارہ سے کود پڑیں۔ خیر اس نے تو اس سنت کو تازہ کرنا چاہا۔ جو مسیح ابن مریم کے حریف نے اس کے ساتھ پہاڑ پر برتنی چاہی تھی۔ مگر آپ دا آپ ہم نوا کس سنت پر عمل دیا ہیں؟

حکیم صاحب! بہتر ہے۔ کہ آپ اپنے سرورق پر (الفقہ والحدیث) ہٹا کر اپنی عادت لکھا کریں۔

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

ملازمان محکمہ ڈاکخانہ پنجاب کا میموریل
بحضور وائسرائے ہند

کلرکان و سب پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ جات نے ایک میموریل حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں بتوسط پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب و ڈائرکٹر جنرل انڈیا بھیجا ہے جس میں انہوں نے اپنی کثرت کار اور باوجود قلت مشاہرہ پر توجہ کرنے کی درخواست کی ہے۔ جو کچھ مانگا گیا ہے وہ یہ ہے۔

(۱) ایک کلرک کی سٹارٹنگ سیلری پچاس روپیہ ہونی چاہیئے۔

(۲) ترقی کی رفتار ایسی مقرر ہونی چاہیئے کہ پچاس [illegible] ایک [illegible]

(۳) ہوس رینٹ ضرور ملنا چاہیئے۔

(۴) اوور ٹائم ہمیں بھی دیا جائے۔ جیسے تار کے ملازموں کو ملتا ہے۔

(۵) چھ گھنٹے روزانہ سے زیادہ کام نہ لیا جائے اور ڈیوٹی کے گھنٹے مسلسل ہونے چاہئیں۔

(۶) تمام گزیٹڈ اور لوکل ہولیڈیز سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا جائے۔ تاکہ اپنی مذہبی۔ قومی۔ ملکی رسوم کو ادا اور خوشیوں کو منا سکیں۔ جو سخت محنت کی وجہ سے بہت ضروری ہیں۔

(۷) پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب کا آرڈر جو ارجنٹ کیس اور امنڈ گریجوایٹس کے بارے میں ہے اسے واپس لیا جائے۔ کیونکہ اس میں کام جاننے والوں کی حق تلفی ہے۔

(۸) توسیع میعاد ملازمت اور پنشنروں کو پھر ملازمت میں لگا لینے کی پالیسی ترک کر دی جانی چاہیئے۔ کیونکہ اس میں بہتوں کی حق تلفی ہے۔

(۹) پوسٹ مینوں کو کلریکل لائن میں نہیں لیا جانا چاہیئے کیونکہ وہ تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے اس کے موزوں نہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ ان مطالبات کا بہت سا حصہ صحیح ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ سرکار عالیہ کی فیاض گورنمنٹ میموریل بھیجنے والوں کے حال زار پر فوری توجہ کرے گی۔

صیغہ تالیف و اشاعت احمدیہ کی عنایت

یہ مسرت افزا خبر سن کر ہمیں خوشی ہوئی کہ صیغہ عالیہ تالیف و اشاعت نے ہمارے معزز ہمعصر ایڈیٹر صاحب نور کی حوصلہ افزائی میں فراخ حوصلگی سے کام لیکر اخبار نور کے پچاس پرچہ بغرض اشاعت سلسلہ و تبلیغ احمدیت ایک سال کیلئے خریدنے فرمائے ہیں اس خاص عنایت و شفقت پر ہم اپنے معزز دوست ایڈیٹر صاحب نور کو مبارکباد دیتے ہیں اور ناظر صیغہ تالیف و اشاعت احمدیہ کا اسی نور کی اعانت پر شکریہ ادا کرتے ہیں [illegible] ایڈیٹر کی [illegible] صاحب کی امداد میں [illegible] احمدیہ نے ساتھ [illegible] دیا تھا۔
[illegible]

اہلحدیث کے کوہاٹی پردہ نشین کے وساوس کا ازالہ

(از منشی مہر محمد خاں صاحب احمدی۔ مالیرکوٹلوی)

خیرہ اول فہم خود را کن درست
نکتہ چیں را چشم سے باید نخست

قرآن کریم میں جہاں محکمات و متشابہات کا ذکر ہے وہیں پر یہ بھی ارشاد ہے۔ فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ یعنی وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے۔ وہ متشابہات کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اور غرض فتنہ میں پڑنا ہوتا ہے اور بجائے حقیقت تلاش کرنا۔ اور یہی حال ہمارے سید و آقا کے ناکام دشمنوں کا ہے کہ جب معقول طریق پر آپ کے سلسلہ کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے تو متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور اس میں بھی تحریف کر کے دکھانے میں فخر کرتے ہیں۔

اگر ان لوگوں کو حق جوئی مدنظر ہو تو ہو نہیں سکتا۔ کہ ایسی مقامات پر نظر کریں جو ان کے خیال میں قابل اعتراض ہیں بلکہ ان مقامات کو بھی مدنظر رکھیں جو ان وساوس کے مزیل ہوں۔ حضرت مسیح موعود کے مخالفوں نے ہمیں نہیں حق کے مخالفوں نے وہی طریق اختیار کیا ہے۔ جو حق سے روگردانی کرنے والوں کا ہمیشہ شیوہ رہا ہے۔ یہ لوگ حق بات کو اپنی طبیعت کے خلاف پاتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی حق و حکمت پر کیوں نہ ہو اس سے روگردانی کرنے کے لئے اپنی تیز دمی اور پیچ دار طبیعت کے حسب اقتضا اس میں سے ایسی باتیں تلاش کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ کہ جن سے وہ بظاہر اس بات کے نہ ماننے پر مجبور تصور کئے جائیں۔

اہلحدیث نام اخبار جس کے ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ہیں اس گروہ کا ارگن ہے اور تسلیم کر لینا چاہیئے کہ ان کے غلط فہمی کا ہمیشہ ہی اک تار ہا ہے۔ [illegible] اخبار [illegible]

[illegible] جاتا ہے۔ ان کی ہر سطر۔ ان کا ہر لفظ اسی رنگ میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے جیسا کہ اس گروہ کے ایک رکن رکین ہیں جو کہ اپنے آپ کو ”یکے از کوہاٹ“ کے پردہ میں چھپا کر کاغذی میدان میں اپنی بہادری کے شعبدے دکھلایا کرتے ہیں۔ انہوں نے ۱۲ دسمبر کے اہلحدیث میں بعنوان مرزا صاحب قادیانی کے اقوال متخالفہ مضمون لکھ کر اپنے وہابیانہ عجیب دماغ کی کم فہمی کے چند نمونے پیش کئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ان کے پیش کردہ اختلافات کو نمبروار مع جواب ذیل میں درج کرتے ہیں

پہلا اختلاف

اقوال مرزا صاحب	اقوال مرزا صاحب
یہ مثال صحیح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسی مثال دینے والا ایک سادہ لوح آدمی ٹھہرتا ہے۔ جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ ضروری ہے (ست بچن ص)	تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے (براہین احمدیہ ص)

اس جگہ معترض نے اپنی ناسمجھی اور وہابیت اور یہودیت کا پورا ثبوت دیا ہے۔ اول تو اس نے دو عبارتوں کو قطع و برید کے درج کیا۔ دوسرے اپنے مکر وہ دماغ پر ذرا بھی زور نہ ڈالا کہ اصل نکتہ کو پائے۔ ست بچن کی محولہ عبارت جس سلسل عبارت کا ٹکڑا ہے اس میں مسیح کے صلیب پر سے زندہ اترنے اور قبر میں زندہ رہنے کا ذکر ہے۔ کہ مسیح جب صلیب پر سے اترے اگرچہ ان کو زخم آئے تھے۔ مگر وہ شدید زخم نہ تھے۔ اور وہ صلیب پر سے اترنے کے بعد قبر میں بحالت بیہوشی رہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب مسیح اس قبر سے نکل کر اپنے عام شاگردوں کے سامنے آئے۔ جو اصل حقیقت سے باخبر نہیں تھے تو وہ حیران ہو گئے۔ اس پر مسیح نے اپنے ہاتھ پاؤں اور زخموں کے نشان دکھائے کہ میں مسیح ہی ہوں۔ مسیح کی روح نہیں ہوں۔ اس پر عیسائیوں کے عقیدہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح بحیثیت ایک مردہ کے قبر میں [illegible]

[illegible]

الفاظ یہ ہیں :-

حال کے عیسائیوں کی یہ سادہ لوحی ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح مر کر نئے سرے سے زندہ ہوا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ خدا جو محض قدرت سے اس کو زندہ کرتا اس کے زخموں کو بھی اچھا کر دیتا۔ بالخصوص جبکہ کہا جاتا ہے۔ کہ دوسرا جسم جلالی ہے جو آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور خدا کی داہنی طرف جا بیٹھا۔ تو کیا قبول کر سکتے ہیں کہ جلالی جسم پر بھی یہ زخموں کا کلنک باقی رہا۔ اور مسیح نے خود اپنے اس قصہ کی مثال یونس کے قصہ سے دی۔ اور ظاہر ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا۔ پس اگر مسیح مر گیا تھا تو یہ مثال صحیح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسی مثال دینے والا ایک سادہ لوح آدمی ٹھہرتا ہے۔ جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ ضروری ہے۔

جس قدر عبارت خط کھینچا گیا ہے۔ اتنی عبارت کوہاٹی فیج یونس نے پیش کیا ہے اس تمام عبارت سے واضح ہے۔ کہ مسیح نے جو یہ کہا تھا کہ یونس والا نشان دکھایا جاوے گا جو یہ ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے۔ اسی طرح مسیح بھی قبر کے پیٹ میں زندہ رہینگے۔ کیونکہ یونس کا مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا معجزہ ہے نہ کہ صرف مچھلی کے پیٹ میں رہنا۔ اسی طرح مسیح کا قبر میں رہنا معجزہ نہیں کہ قبر میں لوگ رہا ہی کرتے ہیں۔ بلکہ قبر میں زندہ رہنا معجزہ ہے۔ تو یہاں جو مشابہت تامہ کا مذکور ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وجہ شبہ میں طرفین اتحاد تام رکھتے ہوں۔ یعنی یونس کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے اور مسیح کے قبر کے پیٹ میں رہنے میں وجہ شبہ زندگی ہے۔ اس لئے حضور نے فرمایا کہ یہاں مشابہت تامہ ضروری ہے لیکن [illegible] جس کو معترض نے سیاق عبارت سے الگ کر کے نقل کیا [illegible]

[illegible]

...ن کے صفات میں سے بھی وہ مشبہ قرار پا سکتا ہے۔ ...یے اسد اور انسان میں صرف ایک وجہ مشابہت ہے۔ جو ...جیسا کہ چنانچہ ازالہ اوہام میں جہاں قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے وہاں محض اس کے یزیدی الطبع لوگوں کی وجہ سے ہے۔ اور یہی مثال جو ہم نے اسد اور انسان کی دی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ارقام فرمائی ہے دیکھو

(ازالہ اوہام ایڈیشن سوم حاشیہ صفحہ [illegible])

اس تمام تقریر سے واضح ہو گیا۔ کہ دونو مقامات پر جو جو الفاظ تحریر فرمائے ہیں وہ واقعیت اور اصلیت پر مبنی ہیں۔ اسد انسانی اور دمشقی کے ساتھ کبھی بھی قابل [illegible] نہیں ٹھہرتے۔

دوسرا اختلاف

قول حضرت مرزا صاحب	قول حضرت مرزا صاحب
مسیح کا یہ کہنا سچ ہے کہ میں نیک نہیں ہوں۔ (ازالہ صفحہ [illegible]) بالخصوص ایسا آدمی جو انجیل میں خود اقرار کرتا ہے۔ جو میں نیک نہیں وہ کیونکر اپنے اقتدا سے دوسروں کو نیک بنا سکتا ہے۔ (ست بچن صفحہ [illegible])	یوں ہی کہا ہے نانک بندے پاک خدا اور سب گندے کہو نانک [illegible] سب کو پڑیگی [illegible] تو یہ بحث جہالت اور تعصب ہے کیونکہ یہ قول ان کا مقام انکسار میں اللہ جل شانہ کے سامنے ہے۔ ایسا ہی یہ قول ان کا جو خدا کے تمام مخلوق [illegible] ہے مقام انکسار میں ہوگا (ست بچن صفحہ [illegible])

... میں بھی نامہ نگار کو ہائی نے بیہودیت کے جوہر دکھائے ہیں۔ ازالہ صفحہ [illegible] کی عبارت کو سیاق و سباق سے [illegible] کر کے [illegible] صورت میں پیش کیا ہے جس سے وہ شخص جس کے [illegible] اصل کتاب نہ ہو دھوکہ میں پڑ سکتا ہے۔ اور خصوصاً [illegible] حالت میں جس کے [illegible] صفحہ میں (ست بچن صفحہ [illegible]) [illegible] لیکن جب اصل کتاب سامنے رکھ دی [illegible]

اس کے سیاق و سباق کو ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جو یہ ہے:-

بعض صاحبوں نے نکتہ چینی کے طور پر اس جگہ کی عیب شماری کی ہے اور اگرچہ انسان عیب سے خالی نہیں۔ اور حضرت مسیحؑ کا یہ کہنا سچ ہے کہ میں نیک نہیں ہوں۔ نیک ایک ہی ہے یعنی خدا۔ لیکن چونکہ نکتہ چینیاں دینی کاروائیوں پر اثر ڈالتی ہیں۔ اور حق کے طالبوں کو حق کے لانے سے روکتی ہیں۔ اس لئے برعایت اختصار بعض نکتہ چینیوں کا جواب دیا جاتا ہے۔

اس تمام عبارت سے یہ واضح ہو گیا۔ کہ حضرت مسیحؑ کے قول نقل کرنے سے مسیحؑ کو مجرم یا غیر نیکوکار ثابت کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ کسی انسان کو بھی جب تک کہ وہ انسان کہلاتا ہو۔ اور پھر خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ کبھی دعویٰ نہیں ہوگا کہ میں پاک ہوں جب وہ اپنی عبودیت کا اظہار کرے گا۔ تب ہی اپنے کو منکسرانہ حالت میں خدا کے حضور پیش کرے گا اور دوسرا حوالہ ست بچن صفحہ [illegible] کا ہے وہاں عیسائیوں کے مقابلہ میں مسیحؑ کو حسب عقیدہ عیسائیاں خدا اور الٰہ تسلیم کر کے بحث کی جا رہی ہے۔ نہ کہ انسان۔ خدا ہر قسم کے نقص موت فوت وغیرہ وغیرہ سے پاک ہے پس عیسائی جو کہ مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں۔ اس لئے ان کے عقیدہ کو تسلیم کر کے اس کے نقائص ثابت کئے گئے ہیں چنانچہ ذرا آگے [illegible] ہیں:-

ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ عیسائیوں کا یہ کیسا خدا ہے جس کو دوسروں کے چھوڑنے کے لئے بجز اپنے تئیں ہلاک کرنے کے اور کوئی تدبیر نہیں سوجھتی۔ اگر حقیقت زمین و آسمان کا مدبر اور مالک اور خالق یہی بیچارہ ہے تو پھر خدائی کا انتظام سخت خطرہ میں ہے۔ بیشک یہ خواہش تو نہایت عمدہ ہے جو انسان گناہ سے پاک ہو۔ مگر کیا گناہ سے پاک ہونے [illegible]

پھر دوسرے کو کہ اپنے ذہن میں آپ ہی یہ فرض کریں کہ ہم گناہ سے پاک ہو گئے۔ بالخصوص ایسا آدمی جو انجیل میں خود اقرار کرتا ہے جو میں نیک نہیں وہ کیونکر دوسروں کو اپنے اقتدا سے نیک بنا سکتا ہے۔ اصل حقیقت نجات کی خدا شناسی اور خدا پرستی ہے پس کیا ایسے لوگ جو اس غلط فہمی کے دور میں پڑے ہوئے ہیں کہ **مریم کا صاحبزادہ بھی خدا ہے**۔ وہ کیسے حقیقی نجات کی امید کر سکتے ہیں۔ (ست بچن صفحہ [illegible])

اس عبارت سے واضح ہے کہ یہاں مسیحؑ کی اس حیثیت سے بحث کی جا رہی ہے جو عیسائیوں کے ہاں مسلّم ہے۔ نہ اس حیثیت سے جو مسلمانوں میں مسلّم ہے۔ مسلمان حضرت مسیحؑ کو خدا کا نبی یقین کرتے ہیں۔ مگر عیسائی ان کو خدا مانتے ہیں پس جب مسیحؑ کی الوہیت پر بحث ہوگی تو ان کی تمام وہ باتیں پیش کی جاوینگی جو الوہیت کے منافی ہیں۔ منجملہ ان تمام کے ایک یہ بھی ہے کہ خدا پاک ہے مگر مسیح جس کو عیسائی صاحبان خدا کہتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو پاک نہیں ٹھہراتا۔ لہذا ثابت ہوا کہ مسیحؑ خدا نہیں۔ کرانی مرتع پوش نے ایک فقرہ تو نقل کر دیا۔ مگر اس کے متعلقات کو ترک کر دیا جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے۔ کہ یہ فقرہ کس مقام اور کس محل میں اور کس مقصد کے لئے استعمال ہوا ہے اگر یہاں پر مسیحؑ کو خدا کا نبی مان کر بحث کی جاتی اور پھر آپ کو ناپاک ٹھہرایا جاتا تب الزام آ سکتا تھا اور پھر دونو آپس میں متخالف بھی ہو سکتے تھے۔ لیکن یہاں ایک مقام پر ایک شخص (حضرت بابا نانک) کو انسان سمجھ کر بحث کی جا رہی ہے۔ اس لئے ان کے ایسے فقرات جن میں یہ مرقوم ہے کہ ہم گنہ گار ہیں۔ یا اور اسی قسم کے۔ تو اس کے معنے یہ ہونگے کہ وہ بزرگ کسر نفسی کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر پاک انسان کسر نفسی کیا کرتا ہے۔ لیکن دوسرے شخص (حضرت مسیحؑ) کو انسان نہیں سمجھا جاتا بلکہ خدا مانا جاتا ہے۔ اس لئے وہ شخص جس کو خدا کہا جاتا ہے۔ اگر یہ کہے کہ میں نیک نہیں۔ تو اس کا یہ قول خدائی کے منافی ہوگا۔ کیونکہ خدا کا یہ کلام نہیں [illegible]

ہوتا آگے چلنے سے قبل ناظرین کو ایک نمونہ کوہانی کی یہودیت کا دکھانا ضروری ہے۔ جو یہ ہے کہ ست بچن کے صفحہ ... کی عبارت اس نے ایسے انداز میں نقل کی ہے جو یہ معلوم ہو کہ مسلسل عبارت ایک ہی صفحہ کی ہے۔ مگر ایسا نہیں۔ بلکہ اصل کتاب میں یہ عبارت تینوں مختلف مقامات پر ہے۔ پہلا شعر ست بچن صفحہ ... دوسرا صفحہ ... سطر ۱۱۔ اور اس کے آگے جو شعر درج ہے وہ صفحہ ... سطر ۱۶ سے شروع ہوتی ہے۔ کیا یہ یہودیت نہیں۔

تیسرا اختلاف

چلنے تیسرے نمبر پر یہ دو قول برعم خود پیش کئے گئے ہیں۔ جو آپس میں متخالف و متناقض ہیں کہ ۔

اول تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو (... صفحہ ...)	سوئم یہ اہل سنت ہو یہ اس قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

اس کے جواب میں عرض ہے کہ اول تو یہی سمجھ میں نہیں آیا کہ ان دو قولوں میں تناقض اور تخالف کیا ہے کیونکہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

پھر اس کے علاوہ پہلے قول کا یہ منشا ہے۔ کہ یہ لوگ قرار دیتے ہیں۔ کہ مسیح کا آسمان سے بجسدہ العنصری نزول ہوگا۔ یہ اسلام کے عقائد میں داخل نہیں۔ دوسرے یہ کہ پیشگوئیوں میں ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ جب تک ان کا ظہور نہ ہو اس وقت تک کسی تفصیل کے ساتھ ان پر ایمان نہیں ہوتا بلکہ اجمالی ایمان ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک پیشگوئی ہے جو کسی وقت پوری ہوگی۔ لیکن یہ کہ کس طرح پوری ہوگی۔ یہ بات ایمانیات میں داخل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہوتا ہے۔ بندوں کا علم پیشگوئیوں کے متعلق جب تک کہ وہ ظاہر نہ ہوں محض اجمالی ہوتا ہے بس یہی بات ہے جو حضرت ... نے فرمائی ہے۔ کہ نزول مسیح کی پیشگوئی کے ظاہری الفاظ پسند کیا اور اس مطلب کو جزو ایمان قرار دیا کہ مسیح زندہ ہے ... جسم کے ساتھ ... ایمانیات سے ...

اور یہ بات اس وقت تک تھی جب تک پیشگوئی ظاہر نہیں ہوئی۔ مگر جب حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اس لئے اس کا ماننا ایمانیات میں داخل ہو گیا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ توریت میں آنحضرت کی پیشگوئی تھی کہ "میں تیری مانند تیرے بھائیوں میں ایک نبی برپا کروں گا"۔ اس پیشگوئی پر یہود کا اتنا ایمان تھا۔ کہ ایک پیشگوئی ہے۔ لیکن یہ کہ اس پیشگوئی کے مصداق نبی کا نام محمدؐ ہوگا اور اس کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبد اللہ ہوگا۔ اور اس کا مولد و منشا مکہ ہوگا۔ یہ باتیں آنحضرت کی بعثت تک جزو ایمان نہیں تھیں۔ کیونکہ ان کا ظاہر میں کچھ وجود نہیں تھا۔ ایمان صرف پیشگوئی پر تھا لیکن جب حضور مبعوث ہو گئے تو پیشگوئی کی حقیقت ظاہر ہو گئی۔ جو ان کے مزعومات کے خلاف تھی پس ان کے مزعومات جزو ایمان نہیں تھے۔ کیونکہ وہ خدائی علم کے ماتحت نہ تھے۔ خدائی علم کا منشا وہ تھا جو ظاہر ہوا۔ ایسا ہی حدیث نزول مسیح کے متعلق بھی جب تک اس کا مصداق ظاہر نہیں ہوا۔ لوگوں کے مزعومات جزو ایمان نہیں ہو سکتے تھے۔ جزو ایمان وہ حقیقت ہوگی جو خدا نے ظاہر فرمائی۔

خدا کی ظاہر کردہ حقیقت میں سب سے پہلی بات جس سے لوگوں کے مزعومات کی تردید ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ مسیح فوت ہو چکے۔ لوگوں کا تو یہ عقیدہ تھا کہ مسیح زندہ ہے اور وہی نازل ہوگا۔ مگر خدا نے ظاہر فرمایا کہ مسیح فوت ہو گیا۔ اس لئے حدیث متعلقہ نزول مسیح کے وہ معنے نہیں جو لوگوں نے سمجھے ہیں۔ بلکہ وہ ہیں جو خدا نے ظاہر فرمائے کہ مسیح کے ہم رنگ ایک دوسرے شخص کو مبعوث فرما دیا جس کا نام نامی و اسم گرامی احمدؑ قادیانی ہے۔ اور جس کے دعویٰ کی تکذیب میں شب و روز چودھویں صدی کے یہودی مشغول ہیں۔

اختلاف چہارم

یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ...)	جو شخص (مسیح) کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں مدفون ہے ... آسمان ...

پڑ گیا۔ کس قدر ظلم ہے (دافع البلاء صفحہ ...)

اصل بحث تو یہ ہے۔ کہ مسیح فوت ہو گیا یا نہیں۔ قبر کا مقام ایک زائد بات ہے۔ کیونکہ لاتعداد انسان ایسے جو مر گئے ہیں۔ اور ان میں بیشمار ایسے بھی ہیں جن کو ہم جانتے ہیں کہ وہ فوت ہو گئے۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ ان کی قبر کہاں ہے۔ مثلاً سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کو لو کون مسلمان ہے جو یہ نہ جانتا ہو۔ کہ آپ شہید ہو گئے۔ مگر اب تاریخ آپ کے دفن کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ کوئی کسی مقام کو آپ کا دفن بتاتا ہے۔ کوئی کسی مقام پر۔ پس حضرت علی کے مقبرہ کے صحیح معلوم نہ ہونے سے ان کی موت میں شک پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح حضرت مسیح کے متعلق جب تحقیق ہو گیا۔ کہ آپ فوت ہو گئے۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ بھی ثابت کیا جائے کہ وہ دفن کہاں ہیں ؟ لیکن اگر بتا دیں تو ہماری طرف سے مزید ثبوت ہوگا۔

نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح حضرت علی کے مقبرے میں اختلاف ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح کے مقبرے میں بھی اختلاف ہے۔ کوئی گلیلی بتاتا ہے۔ کوئی کشمیر۔ اور جن کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ وہ زندہ ہیں وہ مدینہ میں آپ کا آئندہ مدفن تجویز کرتے ہیں۔ لیکن آخری لوگوں کا یہ خیال غلط ہے۔ کیونکہ جس شخص کے لئے آئندہ مدفن تجویز کر چکے ہیں سینکڑوں برس گزر چکے کہ وہ دار فانی سے گزر چکا ہے۔ دوسرے جو جگہ تجویز کی گئی ہے وہاں کوئی جگہ قبر کے لئے خالی ہی نہیں جہاں مسیح کو دفن کیا جا سکے۔ باقی رہے وہ دو مقام گلیلی اور کشمیر ان کے متعلق تاریخی بحث ہے۔ جب تک پہلی جگہ کے متعلق شہادات ملیں اسی کو مدفن مسیح قرار دیا گیا جب پہلی شہادتوں سے زیادہ وزن دار اور قوی شہادتیں کشمیر کے مدفن مسیح ہونے کے متعلق ... تو ... کر دیا ... اس میں کوئی اختلاف ...

اختلاف پنجم

...

تعلیم نصیبین کی قرآن شریف میں کچھ نظیر نہیں دی کہ وہ کہاں تھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ)

ایک مشہور و معروف قبر ہے۔ جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں۔۔۔ (۲) ایک محقق نظر کے بعد نہایت تسلی بخش طریق سے کھل جائیگا کہ دراصل یسوع آسف ہی۔۔۔ (۳) چونکہ حضرت مسیح نہایت غمگین ہو کر وطن سے نکلے تھے اس لئے اپنے نام کے ساتھ ملا لیا۔

(ست بچن صفحہ ۱۶۴)

معترض نے ست بچن کے حوالہ میں صحت کا خیال نہیں رکھا۔ کیونکہ یہ عبارت صفحہ ۱۶۴ پر موجود نہیں بلکہ صفحہ ۱۶۳ کے حاشیہ در حاشیہ صفحہ کی ہے۔ اور آخری لفظ "آصف" کو "صاد" کے ساتھ کتابت کیا ہے۔ حالانکہ اصل میں "سین" کے ساتھ ہے۔ اور "صاد" کے ساتھ نقل کرنے میں معانی مفقود ہو جاتے ہیں۔ جو اس لفظ کے اصل کے خلاف ہیں۔ اس کی طرف اہلحدیث نے بھی اشارہ کیا ہے مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو معلوم ہو کہ یہ انہی کے دماغ کا پیدا کردہ ہے۔ ورنہ اصل کتاب میں یہ لفظ "سین" سے ہی ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ اس حوالہ کے متعلق ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ وہ یہ کہ کوتاہی پر دہ نشین نے نقل کرتے ہوئے فقرہ نمبر اول و دوم کے درمیانی عبارت کو دانستہ ترک کیا ہے۔ متروکہ عبارت یہ ہے۔

"اس نام پر ایک سرسری نظر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عبرانی زبان سے مشابہ ہے۔"

اس فقرہ کو ترک کرنے سے معترض کا یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصد پر پہنچنے کے لئے جو وجوہ اس نام کے سننے سے [illegible] میں پیدا ہوتی ہے۔ اور جو [illegible]

بنیاد ہی نہ رہیگی تو اس پر عمارت کیسے قائم کی جائیگی۔ لیکن یہ ایک جداگانہ بحث ہے۔ جس کا موجودہ مبحث سے کوئی نمایاں تعلق نہیں اس لئے ہم اس کو یہیں چھوڑ کر اصل مبحث کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ایک جگہ لکھا ہے کہ معترض دو ایسے اقوال کو پیش کر دیتا ہے جن میں اس کے زعم باطل میں تضاد و تخالف ہوتا ہے۔ لیکن ان کے محل وقوع کو نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اقوال منقولہ کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی کیا ہے۔ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ کا فقرہ اس بحث کا ایک ٹکڑا ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود نے مسیح کی اس حیثیت پر بحث کی ہے۔ جو عیسائیوں نے قرار دے رکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یسوع خدا تھا۔ موسیٰ وغیرہ انبیاء بنی اسرائیل سب مار۔ چور وغیرہ تھے۔ اور جو آئندہ بھی آئیگا جیسے آنحضرت وہ بھی جھوٹا اور مکار ہوگا۔ چنانچہ عیسائی اپنے اس مصنوعی خدا کے قول کی اتباع میں ہمارے سید مولا کو سچا نبی نہیں مانتے۔ بلکہ معصور کہتے ہیں اور ناپاک نام دھرتے ہیں۔ تو عیسائیوں کے ہاں یسوع کی جو حیثیت ہے وہ ایک خدا کی حیثیت ہے جو اخلاق مذکورہ بالا سے متصف ہے لیکن قرآن میں ایسی کسی حیثیت کا ذکر نہیں۔ اگر کوئی ایسی صفات کے یسوع کا ذکر قرآن میں دکھا دے جو مدعی الوہیت ہو۔ اور اپنے سے پہلے ہونے والوں اور بعد میں آنے والے نبیوں کو چور بٹ مار جھوٹے فریبی کہتا ہو تو ہم مان لینگے کہ حضرت مسیح موعود نے صحیح نہیں تحریر فرمایا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ حق اور بجا ہے۔ کیونکہ درحقیقت کسی ایسے یسوع مسیح کا قرآن میں ذکر نہیں۔ جو متصف بصفات بالا ہو۔

لیکن دوسرے مقام پر جیسے ست بچن میں مسیح کی وہ حیثیت تسلیم نہ کرکے جو عیسائیوں کے ہاں مسلم ہے بلکہ عیسائیوں کو غلطی پر قرار دیکر حضرت مسیح کی اصل حیثیت کے متعلق بحث کی جو حقیقت ہے یعنی خدا کا نبی اس حیثیت سے ان واقعات کا ذکر کیا جو عیسائیوں نے مسیح

کی طرف منسوب کئے ہیں۔ عیسائیوں کی غلطی اور افترا تسلیم کرکے بحث کی گئی ہے۔

پس چونکہ دونو مقامات پر دو مختلف حیثیتوں کے مطابق بحث کی گئی ہے۔ اس لئے دونو حیثیتوں کے مطابق خیالات کا اظہار ہوا ہے۔ لہذا اس میں کوئی اختلاف نہیں دیکھو عیسائی مسیح کو خدا کہتے ہیں۔ اور ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح کی خدائی انہوں نے آپ ہی نہیں بنائی بلکہ خود مسیح نے اپنی خدائی کا دعوی کیا ہے اس نے عیسائیوں کو اپنی الوہیت کا سبق پڑھایا۔ مگر قرآن مجید میں جس مسیح کا ذکر ہے۔ وہ وہ شخص ہے جس کے دماغ میں وہم بھی پیدا نہیں ہوا کہ وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہے۔ بلکہ وہ اپنی عبودیت کا اقرار کرتا ہے اور نبوت کے دعوی کو پیش کرتا ہے اور اسی حیثیت سے خدا قرآن میں مسیح کو پیش کرتا ہے۔

اب یہاں دو علیحدہ علیحدہ شخصیتوں کا تصور ہوتا ہے

(۱) عیسائیوں کے نزدیک مسیح وہ شخص ہے۔ جو خدا ہے۔ اور انبیاء متقدمین و متاخرین کا منکر و مکذب ہے

(۲) برخلاف اس کے قرآن کے نزدیک کوئی ایسا مسیح نہیں جو مدعی خدائی ہو بلکہ عبد اور رسول ہے اور دوسرے انبیاء کا مصدق و مؤید ہے۔

چونکہ عیسائی مسیح کو خدا مانکر اس کی تائید میں قرآن کے اس مسیح کے متعلق حالات کو پیش کرتے ہیں جو نبی اور رسول تھا۔ اور اس رسول اور نبی مسیح کے حالات کو اپنے خداوند خدا مسیح کے ہی حالات بتاتے ہیں۔ اس لئے ان سے دریافت کیا جاتا ہے کہ قرآن میں تو اس مسیح کا جو خدا ہے۔ کوئی ذکر نہیں بلکہ اس مسیح کا ذکر ہے جو رسول اور عبد تھا اور انبیاء کو برا بھلا نہیں کہتا تھا۔

یہ ایسی بات تھی کہ اس پر کوئی اعتراض معقول رنگ میں نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن دشمنان عقل کی جانے بلا کہ ان کے اعتراضات کے ساتھ عقل سلیم اور فہم حکیم کی بھی روشنی ہوتی ہے یا نہیں۔

چھٹا اختلاف

قرآن کریم میں ہے خاتم النبیین کے بعد کوئی رسول آ ہی نہیں [illegible]	سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء صفحہ ۱۱)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۲

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

اخبار فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۶ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۰

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خدا کے فضل سے بخیریت ہیں اور آجکل دار الامان کو مہمانان جلسہ کی ... کے متعلق ... مہمانان کی تعظیم فرما رہے ہیں۔

جلسہ پر آنیوالے احباب جوق جوق تشریف لا رہے ہیں سب سے اول اخویم ابو بکر یوسف صاحب جدہ سے اور مکرم و محترم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد ... سے اور ... شاہ صاحب حیدرآباد دکن سے معہ دیگر احباب کے داخل دار الامان ہوئے ہیں۔ اہلاً و سہلاً و مرحباً

مخدومی مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب سیکرٹری جلسہ بہت مستعدی سے جلسہ کا انتظام اور مہمانان کی آسایش کا اہتمام فرما رہے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء

امام قادیان کے

(از مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی)

میرے محسن تیرا ہم پر لطف و احساں ہی رہے
تا ابد یہ آفتاب فیض تاباں ہی رہے
اس ترے کوچے سے مجھکو ہے عجب وابستگی
قبلۂ دلدادگان بس کوئے جاناں ہی رہے
اس قدر ہیں نعمتیں تیری کہ گن سکتا نہیں
بحر بے پایاں ہے جسمیں عقل حیراں ہی رہے
آتش الفت میں تیری ہے چھپا آب حیات
بحر فرقت ہے کہ جو ہر وقت سوزاں ہی رہے
زہر میں تریاق تیرے زخم میں مرہم ہوا
درد ہے تجھ سے کہ جو ہر وقت درماں ہی رہے
اشرف المخلوق انساں عشق مولےٰ سے ہوا
قدسیان عرش اعظم جس کے خواہاں ہی رہے
ہیں بہت نشے مگر یہ مست صہبائے عشق
ہو جسے حاصل وہ ہر عالم میں ہی شاداں ہی رہے
یا الٰہی کر عطا وہ جذبۂ حالات عشق
نشے سے جس کے یہ جاں ہمیں مست ...

اطلاع - اگر ... وقت ... شائع نہیں ہوگا

[illegible] اور کسی دوسرے مز عومہ امیر کے خطبات [illegible] کسب و دعب کا بیّن فرق پایا جائیگا۔ اور [illegible] جو تعلیم کتاب و حکمت۔ تلاوت آیات۔ [illegible] نفوس کی قابلیت خارق عادت رنگ میں [illegible] گروہ کبھی جائیگی۔ نیز یہ ادہیشہ منکران حلافت کھلے سے پیش کیا اور وہ بھی کوئی جواب نہیں دیسکے [illegible] ایک طرف ایسا عقیدہ ہے جو موجودہ مسلمانوں کے معتقدات کے بالکل خلاف ہے۔ جسمیں سے ایک مسئلہ ختم نبوت بھی ہے جیسے ہم ملانیہ کہتے ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ خدا کے برگزیدہ نبی تھے۔ ان کے منکروں پر [illegible] فتوے ہے جو انبیاء سابقین کے منکروں پر ہے۔ نماز دوسرے [illegible] اسلام کی اقتدار میں قطعی حرام ہے یہ باتیں ہمارے [illegible] مباعین درست خود مانتے ہیں۔ کہ سلسلہ عالیہ کے متعلق تنافر بڑھانے والی ہیں۔ دوسری طرف یہ عقیدہ بتایا جاتا ہے کہ ختم نبوت کے متعلق دوسرے مسلمانوں کا عقیدہ درست ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب نبی نہیں صرف مجدد ہیں۔ کفر کا دوسری صرف کافر کہنے والوں پر ہے اگر کوئی اسا کہہ دے کہ تم کافر نہیں کہتے تو پھر اس کی اقتدا میں نماز جائز ہے اب ان دو مختلف اعتقادوں کے لوگ تبلیغ کے لئے نکلتے ہیں تو بظاہر حالات نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ آخری فریق پر کثرت سے لوگ شامل ہوں کیونکہ ان کے ساتھ عناد نہیں اور ان میں شامل ہونے کیلئے کوئی بڑی قربانی بھی نہیں کرنی پڑتی اور نہ مشکلات پیش آتی ہیں لیکن دیکھا یہ جاتا ہے کہ کامیابی کا سہرا اس پہلے فریق (ہمارے) کے سر پر بندھتا ہے جس کے سامنے مشکلات پہاڑ ہیں جس کی مخالفت میں نہ صرف اغیار بلکہ اپنے بھی سرگرم ہیں۔ [illegible] کہتے ہیں الٰہی تائید و نصرت۔ کہ ایک [illegible] خلیفۃ المسیح ہے لائق فائق کہلاتا ہے [illegible] ہے سر توڑ کوشش کر رہا ہے۔ مگر دوسرے [illegible] قبول کرکے سلسلہ احمدیہ میں

[illegible] خلیفۃ المسیح ہے [illegible] کے والستگان دامن بیعت [illegible] ایک ایک سے بڑھ کر [illegible] حوس کے [illegible] قدسہ کا کیا کہنا ۱۹۱۴ء میں [illegible] گو بہت سارے حصہ کو [illegible] تاہم جیسا سال سلسلہ احمدیہ میں [illegible] کے داخل ہوئے۔ ۱۹۱۵ء میں ۱۹۹۳ [illegible] میں اندراج بعض وجوہات سے تمام نہیں ہوسکا۔ تاہم ۱۳۱۳ نام رجسٹر میں درج ہیں۔ [illegible] میں ۱۹۸۰ اور ۱۹۱۸ء میں [illegible] ان لوگوں کی [illegible] اگر کسی کو [illegible] تو وہ تحقیق کر [illegible] کم تعداد سے کیونکہ جو لوگ [illegible] بیعت کرتے ہیں ان کے نام لکھنے کا کوئی [illegible] اسی طرح بعض دیگر [illegible] سے بھی [illegible] [illegible] رسالہ کی [illegible] [illegible] آٹھ ہزار سعید روحوں کا سلسلہ احمدیہ میں [illegible] اگر کوئی اس مرتبہ نصرت الٰہیہ [illegible] کے رتاسے تو [illegible] اذا جاء نصر اللہ [illegible] ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ [illegible] ہوں کہ جس میں حوق در حوق سلسلہ حقہ میں داخل ہوسے کر نصرت الٰہیہ [illegible] آیات ہیں۔ یہ [illegible] روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا کے مطابق مسلمانوں کے دو فریق میں سے سچا ایمان اس فریق کے ساتھ ہے جس کا پیشوا [illegible] مؤید و منصور من اللہ ہے۔

(اکمل)

بلغۃ ثانی۔ اس میں مجہول الاسم بلغین انجمن ہدایت الرشید سہارنپور کے اشتہار "خدائی فیصلہ" کی پہلی شکست متعلق پیشگوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مرتد پٹیالوی کا مکمل و مفصل جواب۔
قیمت ۲ علاوہ محصولڈاک

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ قادیان

پہلا روز ۱۵ مارچ ۱۹۱۹ء

بعد نماز ظہر

تلاوت و نظم۔ ۲ بجے سے ۲½ بجے تک
حافظ روشن علی صاحب ۲½ سے ۵ بجے تک
صداقت مسیح موعودؑ۔
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ۵ سے شام تک } درس

دوسرا روز ۱۶ مارچ ۱۹۱۹ء

تلاوت و نظم۔ ۹ سے ۹½ تک
رپورٹ بابت [illegible] سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ و ناظر ہائے محکمہ نظارت جماعت احمدیہ اپیل از طرف ناظر بیت المال } ۹½ سے ۱۲½ تک

نماز ظہر

نظم۔ ۲ سے ۲½ بجے تک
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ۲½ سے شام تک } تقریر

تیسرا روز ۱۷ مارچ ۱۹۱۹ء

تلاوت و نظم۔ ۹ سے ۹½ تک
مولوی فضل عبدالرحمن صاحب ۹½ سے ۱۰ تک۔
اختلاف مابین جماعت احمدیہ و غیر مباعین۔
مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ۱۲ سے ½ ۱۲ تک
حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں پر کیا کیا احسانات کئے
نماز ظہر۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ۲ سے ۵ تک درس

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۹ء

رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد

۱۴ مارچ ۱۹۱۹ء

الحمد للہ۔ آج پھر ہمیں وہ مبارک دن اپنی زندگی میں دیکھنا نصیب ہوا۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنی قدرت کا جلوہ ایک عظیم الشان شان کے رنگ میں دکھایا اور ہم سب پر اپنے فضل و رحم کے ساتھ ثابت کیا کہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے کیونکہ راستبازوں کا خدا ہمارا تیر انداز بن کر کرنے کے لئے آپ آسمان سے اترا۔ اور اس نے زمین کو نور سے بھر دیا۔ اور ایک نفس زکیہ کو لوا حمد دے کر مقام محمود پر کھڑا کیا۔ کہ دنیا کی سب سعادتمند روحیں اس کے جھنڈے تلے جمع ہو کر زمین کو خداوند آسمان کی ستایش سے بھر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے معاً بعد تمام جماعت احمدیہ نے اس بات پر کلی طور سے اتفاق کر لیا۔ کہ سلسلہ کے لئے ایک خلیفہ ہونا چاہئے چنانچہ مولنا نور الدین رضی اللہ عنہ کی سب نے بیعت کر لی حتیٰ کہ یہ سب وہ بھائی اس معاملہ میں پیش پیش تھے۔ جو اب خلافت ثانیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے بیعلم بدنفس کے گڑھے میں پناہ گزیں ہیں۔ آپ کا وعظ تمام دوران خلافت میں یہ رہا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ خلیفے خدا بناتا ہے۔ یہ قول اگرچہ مؤید بالقرآن والسنۃ تھا۔ اس لئے قابل تسلیم۔ لیکن ہم نے اپنی آنکھوں سے اس صداقت کا نظارہ اس ۱۴ مارچ کو دیکھ لیا جب کہ ایک فریق جو اس وقت بہت اقلیت تھا۔ خلافت کو

کو سرے سے اڑا دینے پر تلا ہوا تھا۔ اور دوسرا فریق جو مستضعف فی الارض کہ چند ناقدر ہیں، تھی دامنوں کا ایسا تھا کہ خلافت جو ایک نعمت ہے وہ ہمیں ضرور ملے۔ اور کوئی مرد قائم ہو اور اس سے ہم بیکسوں کا والی بنے۔ اور اس کی رہنمائی میں دینی و دنیوی ترقی کر سکیں بہت کشمکش ہوئی۔ آخر حق غالب آیا اور باطل کا منہ کالا ہو گیا اور ہمیں ایک سوانگ رچایا گیا۔ اور امر خلافت کو اپنے ہاتھوں سے انسانوں کے ہاتھوں سے تقسیم کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے دکھا دیا۔ کہ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ اور انسان کے بنائے ہوئے خلیفہ میں کیا فرق ہوتا ہے۔ آیت استخلاف کے ماتحت جو خلیفہ ہو اس کے لئے یہ نشان فرمائے۔

(۱) اس کے ذریعہ سے خوف کے بعد امن قائم ہو۔ (۲) دین کی تمکین ہو (۳) اس کا ہر ایک قول و فعل خدائی فرمانبرداری کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہو۔ کوئی شائبہ شرک اس میں نہ پایا جائے (۴) خدا کے دئے ہوئے علم سے رنگین ہو (ب) جو خدمت اپنے متبوع رسول سے ورثہ میں پائے۔ اس کے پورا کرنے کے لئے اسے قوتیں ملے ہوں۔

یہ نشان خدا کے مقرر کردہ خلیفہ حضرت مرزا محمود احمد صاحب کے وجود میں ایسے بین طور سے پورے ہوئے کہ دوست تو دوست دشمن کو بھی اس کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔

(۱) حضرت خلیفہ اول کی وفات کے وقت جو کھلبلی سی مچی گئی تھی۔ اس کا تصور کریں پھر موجودہ حالت کو دیکھیں تو صاف ماننا پڑتا ہے کہ اس خوف کے بعد اب بالکل امن ہے اور جماعت اپنے مفوضہ کام کو بجا لا رہی ہے یہانتک کہ اب ہمارے معاندوں نے اس سوال ہی کو چھوڑ دیا ہے اور وہ خلافت پر بحث ہیکل کرتے حالانکہ سب سے پہلے خلافت ہی کا سوال چھیڑا تھا۔ لیکن اب اس بارے میں ان کی مایوسی اس انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اس لئے وہ اور اور بحثیں چھیڑتے ہیں۔ اور خلافت کا سوال نہیں اٹھاتے۔ ایسے سمجھتے ہیں کہ [illegible]

(۲) دوسرا امر جو استخلاف کی تعریف میں آیا ہے اسے تمکین حاصل ہو چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کی تعلیم بعض نبوت ایسے ہی ہیں جیسے انبیاء سابقہ گزرے ہیں یہ عقیدہ جماعت کے ہر ہر فرد کے دل میں جاگزیں ہے اور مخاصم نے اپنی کوشش کی ناکامی کو بین طور پر محسوس کر لیا ہے سوا چند افراد کے سب اسی عقیدہ پر قائم ہو چکے ہیں تیسرا نشان بھی ایسا ظاہر ہے کہ اس پر بھی کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں حضرت خلیفہ اول کے وقت میں تو لوگ کہتے تھے کہ مولوی نور الدین صاحب کی طفیل سلسلہ بدستور چل رہا ہے۔ لیکن خلافت ثانیہ میں اس وہم کا ازالہ بھی ہو گیا بلکہ دوسرے وہم کا بھی قلع قمع ہو گیا وہ یہ تھا کہ چند اشخاص مثل مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب پر یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ ایسے لوگوں کی مخالفت کے باوجود حضرت خلیفہ برحق نے اپنے کام کو جاری رکھا۔ اور صراط حق سے قدم نہ ڈگمگایا۔ بلکہ اس طوفان بے تمیزی میں کشتی احمدیت کو برابر کھیتے گئے اور آخر ساحل مراد کی جودی پر پہنچا کر چھوڑا۔ تو ثابت ہو گیا کہ بیشک ان ہی شیئا میں جن لوگوں کا ذکر ہے انہیں آپ بھی شامل ہیں۔

(۴ و ۵) خدا کے دئے ہوئے علم کے متعلق میں نے عرض کیا ہوا ہے مخالفین کو ایک چیلنج دیا تھا کہ اگر مولوی محمد علی صاحب یا کسی اور کو اس بات کا زعم ہے کہ وہ قرآن مجید کے آپ (خلیفہ ثانی) سے زیادہ عالم ہیں۔ (کیونکہ اعلم بالقرآن ہی احق بالامامۃ ہوتا ہے) تو بالمقابل تفسیر نویسی کر لیں پھر دنیا دیکھ لیگی کہ کس پر معارف و حقایق الٰہیہ کھلتے ہیں اور کون اس مقابلہ میں مؤید و منصور من اللہ ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جماعت کی ترقی کی تجاویز اور اسے فرائض مفوضہ سے تیار کرنے کے لئے جو علم آپ کو بخشا گیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ کیا وجہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب یا دیگر رفقاء کے خیال میں یہ باتیں نہیں آئیں [illegible] سوجھا ہے [illegible]

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے منکرین کو مسلمان کیوں کہا

قاضی محمد یوسف احمدی [illegible] پشاور

عرفی نام اور حقیقی نام

کسی شخص یا کسی قوم کا ایک عرفی نام ہوتا ہے اور ایک حقیقی نام ہوتا ہے۔ مگر عرفی نام کو حقیقی نام کے مقابلہ میں اور اپنی حقیقت کے لحاظ سے کوئی اعتبار نہیں۔ صرف اس نام والے کو دوسرے [illegible] اس عرفی [illegible] بنا پر تفریق و تمیز اور شناخت ہوتی ہے [illegible] حقیقی کلی اور اصلی صرف حقیقی نام کو [illegible] ایک شخص ہے۔ اور اس کا عرفی نام [illegible] یا [illegible] [illegible] ہے۔ مگر حقیقت وہ شخص اپنے [illegible] اور [illegible] کی رو سے [illegible] [illegible] ہے اور تمام تاریکیوں کا نور [illegible] تو اگرچہ وہ عرفی نام کے لحاظ سے سراج الدین شمس الدین یا نور الدین ہی کہلائیگا۔ اور اسی عرفی نام کے ذریعہ دوسرے اشخاص اور افراد میں اس کی شناخت [illegible] اور تعرف ہوگی۔ مگر اس سے یہ قیاس اور اندازہ کرنا یقیناً غلط اور خلاف واقع ہوگا۔ کہ اس کو دراصل اور فی الحقیقت سراج الدین یا شمس الدین یا نور الدین سمجھا جاوے۔ اسی حالت میں تو وہ اس مشہور و معروف مثل کا مصداق ہوگا جیسے کہ کہا جاتا ہے۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔

ہاں اگر وہ شخص جو عرفی نام کے لحاظ سے سراج الدین یا نور الدین ہے۔ اور دراصل اور درحقیقت صحیح عقیدہ اور صحیح اعمال رکھتا ہو۔ اور اس کے ذریعہ اہل دین کو نور و ضیاء ملتا ہو۔ اور وہ تاریکیوں اور ظلمتوں میں سراج منیر کا کام دیتا ہو۔ تو وہ شخص حقیقی نام کے امتیاز [illegible] اور [illegible] بھی ہوگا۔ اور اس وقت [illegible] کے نزدیک

بھی اس کے اسی نام کا اعتبار اور لحاظ ہوگا۔ جیسا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کی ہدایت ارشاد ہے۔

خدا تعالیٰ کے ہاں کس نام کو امتیاز ہے

خدا تعالیٰ کو ہماری عرفی ناموں اور ہماری اصطلاحوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ان اسماء کو وہاں اس کے ہاں امتیاز یا وقعت حاصل ہے۔ بلکہ اس کا تعلق صرف حقیقی ناموں اور حقیقی اصطلاحوں سے ہے۔ اور اس کے ہاں جو شخص حقیقۃً و عملاً سراج [illegible] یا نور الدین ہے تو اسی کی اسی بات کا اعتبار و لحاظ ہے اور اسی کی تکریم [illegible] جیسا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم [illegible] ہے۔

عرفی نام [illegible] [illegible] [illegible] کوئی وجہ اور حقیقت [illegible] [illegible] شخص [illegible] اور [illegible] کو [illegible] اپنی اصطلاحات میں مخصوص [illegible] [illegible] جن [illegible] تھے ان [illegible] [illegible] اسماء اور نام [illegible]۔ خدا [illegible] [illegible] بزرگوں اور دیوتاؤں کو دے رکھے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی وقعت اور عزت اور امتیاز [illegible] [illegible] اپنے حاصل کردہ نام سے درجہ اور مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم [illegible] [illegible] [illegible] اسماء [illegible] [illegible] [illegible] اللہ بہا من سلطان [illegible] تم ہی ہو جو [illegible] تم لوگ یا تمہارے باپ دادا [illegible] [illegible] یہ محض عادت کے واسطے رکھتے ہیں تو وہ صرف نام ہی نام ہیں وہ اپنے اندر کوئی حقیقت اور عزت یا وقعت یا امتیاز خدا تعالیٰ کے ہاں نہیں رکھتے۔ تمہارے پاس کوئی حجت اس بات کے ثبوت میں نہیں ہے۔ کہ ان عرفی ناموں کو خدا تعالیٰ کے ہاں بھی کوئی وقعت یا عزت یا حقیقت حاصل ہے بلکہ عرفی نام خدا کے ہاں اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

امت موسویہ کا عرفی اور حقیقی نام

امت موسویہ کو قرآن کریم نے یہود کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اگرچہ حضرت یعقوب کے ایک فرزند کا نام یہودا تھا لیکن کل افراد بنی اسرائیل جو بارہ [illegible] فرزندوں کی اولاد ہے۔ اسی اعتبار پر یہودی نہیں کہلا سکتے تھے کہ وہ یہودا کی اولاد ہیں بلکہ ان کا حقیقی نام یہود اپنے مسائل اور عملیات کے لحاظ اور ضرورت تھا کیونکہ لفظ یہود کا لفظ هود سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں توبہ کرنا اور دین سے پھرنا اور اسی مادہ سے هوادہ ہے جس کے معنے ہیں صلح کرنا اور صحبت کرنا اور اسی مادہ سے یہ الفاظ ہیں جس کے معنے ہیں توبہ کرنے والا اور حق کی طرف رجوع کرنے والا اور اسی مادہ سے تہود نکلا جس کے معنے ہیں تعلق پیدا کرنا اور کسی کی طرف متوجہ ہونا۔ توبہ کرنا اور نیک کام کرنا۔ دیکھو منتہی الارب۔

پس یہودی کے معنی ہوئے (۱) پاک عقاید و اعمال سے توبہ کرنے والا (۲) خدا تعالیٰ اور مخلوق خدا سے صلح و آشتی کرنے والے (۳) اور حق کی طرف رجوع کرنے والے یا [illegible] اگر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دیکھے ہیں وہی معنے یہود کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور عادلوں کو کہتے کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جوانی [illegible] صلح اور آشتی اور [illegible] اور امن [illegible] اور [illegible] [illegible] ہیں (۱) خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے صلح اور [illegible] کرنے والا (۲) سلامتی امن کا خواہاں (۳) [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا عرفی نام یہود مقرر [illegible] خدا تعالیٰ کے ہاں بھی اس قوم کا حقیقی نام یہی تھا اور اسم بامسمیٰ تھا [illegible] [illegible] اس وقت وہ اسم بامسمیٰ قوم تھی۔ خدا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عالم میں منتخب کیا اور فضیلت اور فوقیت دی۔ اور ان میں سے انبیاء اور بادشاہ بنائے۔ مگر بعدہ ایسا زمانہ آیا کہ خدا تعالیٰ ان سے ان کے ناپاک عقائد اور اعمال کے سبب سے ناراض ہوا ان پر گوناگوں غضب۔ آفات اور عذاب نازل کئے۔ اور ان سے حکومت اور مملکت دونوں چھین لئے۔ اور ان کو در بدر خاک بسر کر اور پھر در گہ شتم عرت لپافت کا مصداق کر دیا۔ تو اس وقت بھی اگرچہ یہود کہلاتے تھے اور قرآن کریم میں ان کو یا ایہا الذین هادوا ہی کے خطاب سے مخاطب کیا گیا ہے۔ مگر اب

[illegible] ہونے کے مغضوب علیہم ہو چکے تھے۔
[illegible] ان کا نام اگرچہ یہود ہی رہا مگر وہ [illegible]
[illegible] میں وہ حقیقی نام کے لحاظ سے یہود [illegible]
[illegible] اس عربی نام کی خدا تعالیٰ کے ہاں [illegible]
[illegible] نہ تھی۔ مگر کہلاتے وہ اب بھی یہود [illegible]
[illegible] دوسری قوام اور امم سے ممیز اور ممتاز
[illegible] حال آج امت محمدیہ کا ہے۔ گرچہ وہ عربی نام کے
[illegible] مسلم اور مسلمان کہلاتے ہیں مگر چونکہ وہ [illegible]
[illegible] تعالیٰ کو ناراض کر چکے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے
[illegible] سے سابقہ انعامات نبوت اور حکومت [illegible]
واپس کر لئے ہیں۔ اور [illegible]
[illegible] ہو چکے ہیں۔ لہذا اب ان کے اس عربی نام
[illegible] کے ہاں کوئی اعتبار نہیں اور وہ حقیقی [illegible]
[illegible] مسلمان نہیں رہے۔ اگرچہ [illegible]
[illegible] سے ممیز اور ممتاز ہونے کے [illegible]
[illegible] کہلائینگے مگر یہ ان کا عربی نام [illegible] حقیقی
[illegible] ہے۔

[illegible] حضرت موسیٰ کے بعد امت [illegible] حضرت
حضرت محمد رسول اللہ صلعم [illegible]
[illegible] کا [illegible] رکھا۔ اور کس طرح سے وہ [illegible]
[illegible] پس اس سلوک کا گواہ قرآن کریم اور [illegible]
[illegible] ان حالات پر غور کرو۔ جو کہ [illegible] اس وقت
[illegible] تعالیٰ فرماتا ہے۔ واکثرھم الفاسقون۔ یعنی
[illegible] فاسق ہی تھی پس جب وہ [illegible] سے فاسق
تھے۔ تو اس وقت کس اعتبار سے یہود تھے [illegible]
اعتبار سے یا حقیقی نام کے اعتبار سے؟ یعنی آیا
[illegible] یا محض برعکس نہند نام زنگی کافور کے مصداق
اگر حقیقی معنوں سے یہود تھے۔ تو کیا اس قدر [illegible]
بالعموم اور حضرت مسیح ناصریؑ اور حضرت محمد رسول اللہ
[illegible] بالخصوص موجود ہونے کے وہ اسی طرح حق کی طرف
[illegible] رنے والے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے
[illegible] اور باوجود خدا تعالیٰ کو ناراض کر کے اور مغضوب
[illegible] خطاب حاصل کر کے بھی وہ خدا اور مخلوق خدا

[illegible] کرنے والے تھے اور ایسے ناپاک عقائد اور اعمال
رکھکر اور اکثرھم الفاسقون کی سند حاصل کر کے بھی
تو یہ [illegible] والے کہلاتے تھے؟
اگر وہ اب حقیقی معنوں کے لحاظ سے ایسے [illegible]
تھے بلکہ عربی نام سے موسوم رہتے تھے۔ تو پھر عربی نام
کی خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی حقیقت نہ تھی اور یہود کہلا کر
اور یا ایہا الذین ہادوا کے مخاطب ہو کر بھی وہ حقیقی معنوں میں
انعامات کے مستحق نہ رہے۔

اُمتِ محمدیہؐ کا عربی اور حقیقی نام

اسی طرح ایک شخص ایک امت سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو جو خدا تعالیٰ اور اس کے عظیم الشان رسول سیدنا حضرت محمد رسول اللہؐ کی اللہ نے [illegible] امام مہدی اور مسیح موعودؑ قرار دیا ہے۔ تا انکا انکار کرنے کے بعد صرف عربی نام سے [illegible] کہلائینگے اور موسوم ہونگے۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاں وہ [illegible] ہرگز وہ حقیقی معنوں میں مسلم نہ کہلائینگے اور ان کے مسلمان کہلانے کی کوئی [illegible] باعزت ہوگی

[illegible] حضرت مسیح ناصری کے انکار اور کفر کے بعد بھی یہود کہلاتے ہیں۔ تو اسی طرح امت محمدیہ کے افراد بھی حضرت مسیح موعودؑ کے انکار اور کفر کے بعد مسلم کہلاتے ہیں۔ اگر سیدنا حضرت مسیح ناصری کے بعد یہود صرف عربی نام سے یہود کہلاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کے اس عربی نام کی کوئی وقعت اور حقیقت نہیں تو حضرت مسیح موعودؑ کے کفر اور انکار کے بعد امت محمدیہؐ صرف عربی نام سے مسلم اور مسلمان کہلائیگی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کے اس نام کی کوئی عزت اور وقعت اور حقیقت نہیں۔ اور اگر حضرت مسیح موعودؑ کے کفر اور انکار کے بعد بھی مسلمان عربی نام سے نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں تو حضرت عیسیٰؑ کے کفر اور انکار کے بعد امت موسویہ یہود عربی نام سے نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں کیوں یہود کہلانے کے مستحق نہ ہوں اور مابعد الذکر یعنے یہود حضرت مسیح ناصریؑ کے منکر ہوں۔

پس آج مسلمان صرف دوسری امم سے ممیز و ممتاز ہونے کے سبب سے مسلمان کہلائینگے اور یہ صرف عربی نام ہوگا اور حقیقی نام کے اعتبار سے مسلم یا مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں رہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کیوں مسلمان کہا

گو خدا تعالیٰ نے اپنی بعض وحی میں یا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بعض تحریرات میں اپنے منکر مسلمانوں کو مسلمان کے نام سے موسوم کیا ہے۔ تو اسی عربی نام کے اعتبار سے دوسری امم سے ممتاز کیا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے احادیث میں اور حضرت مسیح ناصری نے انجیل میں امت موسویہ کو یہود کے نام سے موسوم کیا۔ وہاں صرف عربی نام ہی کے اعتبار سے یاد کیا ہے۔ تاکہ دوسری امم سے معروف اور ممتاز ہو۔ اگرچہ وہ نو مقامات پر یہود اور مسلمان اپنے حقیقی معنوں میں [illegible]۔ مثلاً ایک غلام محمد نامی عیسائی یا آریہ ہو جاوے۔ اور یا عبد اللہ نامی دہریہ ہو جاوے تو بہر حال وہ اپنے عربی نام سے غلام محمد یا عبد اللہ ہی کہلائیگا۔ ورنہ جب مقدم الذکر حضرت محمد رسول اللہ کی غلامی سے نکل چکا اور عیسائی یا آریہ ہو گیا۔ اور مابعد الذکر خدا تعالیٰ ہی کا منکر ہو گیا تو عبد اللہ یا اللہ کا بندہ کیسا رہا۔ پس وہ حقیقی معنوں میں غلام محمد یا عبد اللہ نہ رہے صرف عربی نام کے اعتبار سے غلام محمد یا عبد اللہ رہے۔ اور بس۔

رہا یہ امر کہ جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار سے کافر ہو چکے ہیں تو کیوں ان کو حضرت صاحب نے کافر کے نام سے موسوم نہ کیا۔ اور اسی نام سے ان کو ہمیشہ یاد اور مخاطب نہ کیا۔ تو عرض ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ لفظ کافر اپنے معنوں کے لحاظ سے اس قدر وسیع ہے کہ اس میں (۱) کافر باللہ۔ (۲) کافر بالملائکہ۔ (۳) کافر بالرسل (۴) کافر بالکتب والوحی (۵) کافر بالیوم الآخر۔ سب داخل ہیں۔ جیسے دہریہ۔ نیچری۔ برہمو۔ ہندو۔ عیسائی۔ یہود۔ یہ مذہب [illegible]۔ [illegible]

شائع ہوئے ہیں یا امت محمدیہ کو ان میں سے موسوم [illegible] نسبت
کس طرح کیا جاتا۔ لہذا ان کو ان کے [illegible] مختص [illegible]
کیا جس طرح کافر ہونے کے لحاظ سے یہ سب [illegible] قرآن کریم
پھر بھی ان کو عرفی نام سے الگ الگ طور پر یاد کرنے کے
واسطے ان کو یہود۔ یا نصاریٰ۔ یا [illegible] کہا جاتا ہے۔
اور یہی طرز قرآن کریم کا ہے۔ باوجودیکہ جو لوگ حضرت
محمد رسول اللہ صلعم کے کافر تھے ان سب کو کافر کے نام
سے موسوم کیا گیا ہے۔ پھر بھی ہمیشہ ان کو کافر کے [illegible]
سے یاد نہ کیا گیا۔ اور بعض کو اہل کتاب کہا بعض کو یہود
بعض کو نصاریٰ۔ بعض کو مشرک۔ بعض کو مجوس
بعض کو صابئین کہا حالانکہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ
سے منکر ہونے میں سب متفق تھے۔ مگر ان کو عرفی
نام سے موسوم کر کے اسی نام کو ممتاز [illegible] ان کو
دوسری اقوام سے ممیز اور معروف کرنے کے واسطے
مخصوص ناموں سے [illegible] کیا۔ اسی طرح سے خدا تعالیٰ
نے اپنی وحی میں اور حضرت مسیح موعود نے اپنی تحریرات
میں ان کے عرفی نام کو قائم رکھا اور اسی سے یاد
کیا۔ ورنہ وہ حقیقی معنوں میں ہرگز ہرگز مسلمان نہیں کہلائے
گئے۔ دیکھو بنی اسرائیل نے [illegible] موسیٰ سے
اپنے وقت میں کفر کیا اور عیسیٰ [illegible] حضرت محمد
رسول اللہ صلعم سے کفر کیا۔ اور رسولوں [illegible] میں سے
اپنے منکر یہود و نصاریٰ کو ہمیشہ کے واسطے [illegible]
یا ایہا الکفرون کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا۔ بلکہ ان کو عرفی ناموں
سے ہی موسوم کرتے رہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل
سکتا کہ وہ ان رسولوں کے انکار سے کافر نہ ہو چکے تھے؟
بلکہ یقیناً کافر ہو چکے تھے۔ مگر عرفی نام سے صرف کفار اور
اقوام سے ممتاز و معروف کئے گئے۔

وحی خدا اور تحریرات مسیح موعودؑ سے تصدیق

خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی وحی میں اور حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی
تحریرات میں ان کو اگرچہ ان کے عرفی نام مسلمان سے یاد کیا
[illegible] یا ہے لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بھی
[illegible] حقیقی معنوں میں وہ لوگ اب
مسلمان [illegible] حقیقی [illegible]

اول وحی خدا سے ثبوت۔ (۱) خدا تعالیٰ [illegible]
[illegible] مسلمان [illegible] کر دے یعنی
[illegible] حضرت احمد [illegible]
کی آسمانی [illegible] کا آنا [illegible] تو اس میں یہ عرفی
[illegible] حقیقی مسلمان۔ [illegible]
[illegible] مسلمان بنانے کے واسطے
یہ انتظام کیا گیا ہے [illegible]
داخل ہونے کے واسطے حضرت احمد [illegible] کے ہاتھ
پر توبہ کر کے حقیقی مسلمان بن جاویں [illegible]
کا اقرار کریں۔

(۲) حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں [illegible] حال جبکہ
خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ ہر شخص جس کو میری
دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان
نہیں ہے۔ [illegible] قابل مواخذہ ہے
تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے [illegible] شخص کے کہنے
[illegible] میں [illegible] سے خدا کے
حکم کو چھوڑ دوں۔ (خط بنام [illegible] الحکیم [illegible])

(۳) حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ
ان غیر احمدی مسلمان لوگوں سے ناراض ہے جو
[illegible] اس واسطے اللہ تعالیٰ
اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب
تک کہ وہ ان غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آویں۔
اور اس مطلب کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا (تقریر
احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔)

(۴) حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ
ارادہ [illegible] ہے کہ اسلام (یعنے احمدیت) اور غیر
اسلام (غیر احمدیت) میں روحانی خدا کا قحط ڈال دیگا
اور روحانی زندگی کے ڈھونڈنے والے (متلاشیان
حق) بجز اس سلسلہ (احمدیہ) کے کسی جگہ آرام نہ پاویں گے
(براہین احمدیہ حصہ پنجم [illegible])

(۵) خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص (غیر احمدی
مسلمانوں میں سے) **تیری پیروی نہیں کریگا۔**
[illegible] اطاعت نہیں کریگا اور
[illegible] اللہ اور رسول کی نافرمانی کرنے والا
اور جہنمی ہے۔ [illegible]

دوم حدیث سے ثبوت [illegible]
[illegible]
[illegible] میں تہتر فرقوں سے ایک
[illegible] مسلمان [illegible] جنتی

(۳) [illegible] جو میرے
مخالف ہیں ان کا نام عیسائی [illegible]
[illegible]

(۴) حضرت صاحب فرماتے ہیں [illegible]
نہیں کہ کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی بھی
مسلمان [illegible] نسبت ظاہر کرسکے
(ایک غلطی کا ازالہ)

(۵) حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ
نے [illegible] دیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے
محبت [illegible] وہ کاٹا جائیگا [illegible]
[illegible]

(۶) حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ وہ [illegible]
[illegible] آتا ہے بلکہ قریب ہے۔ [illegible] سلسلہ
کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائیگا۔ اور یہ سلسلہ مشرق
مغرب اور شمال و جنوب میں پھیلیگا۔ اور دنیا میں
اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان
کی باتیں نہیں یہ اس **خدا کی وحی ہے** جس
کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ (تحفہ گولڑویہ [illegible])

(۶) حضرت [illegible] فرماتے ہیں کہ **تمام فرقہ مسلمانوں
کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں** [illegible] کم ہوکر
اس سلسلہ میں داخل ہو جاویں گے۔ **یا نابود ہو جاویں گے**
جیسا کہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہو گئے۔ [illegible]
[illegible] بہت ہی تھوڑے رہ گئے۔ ایسا ہی اس جماعت کے
(مسلمان مخالفوں) کا انجام ہوگا (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

(۷) حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آسمان پر
کچھ ایسی ہوا چلیگی کہ یہ ۷۳ فرقہ مسلمانوں کے خرچ

(جماعت احمدیہ) سے سب عمارت اسلام کی
واس بگاڑ ... گئے ہیں۔ جو دکم ہوتے جاتے
... جو اسلام میں ہیں۔ مگر **اسلام کی حقیقت**
نافی ہیں نہیں سے اور ہوا ایک فرقہ رہ
صحابہؓ کے رنگ پر ہوگا (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۲)
(۱) جیسا مں ملو ... کے انکار جیسی کوئی شقاوت
و فرقہ ان کو مان لینے جیسی کوئی سعادت نہیں
... دی ست۔
(۲) **فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بدبخت ہیں**
... میں ان سا کوئی بھی بدبخت نہیں ہے۔
... ذکر ... سے جماعۃ الرمدا (حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا شدہ اوتار ... اس میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو
دو سرا ... جماعت الہدی (حضرت احمدؑ
... (الہدیٰ صفحہ ...)
مرا ایک سعید اس فرقہ (جماعت احمدیہ) کی
کھینچ لیا جائیگا اور ... لوگوں کے جو شقی ازلی
ہو دوزخ میں بھرد یے جانے کے لئے پیدا کئے گئے
... (احمدیہ مصیبتیم صفحہ ...)
(۹) کوئی ملہم ہو یا خواب بین جو کہ وہ امام الزمان
(حضرت مسیح موعودؑ) کے سلسلہ میں داخل نہیں ہے
اس کا خاتمہ خطرناک ہے (ضرورۃ الامام صفحہ ۲)
(۱۲) ایسا ہی آیت **اتخذوا من مقام ابراهیم**
مصلےٰ اس طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ جب امت
محمدیہ میں بہت فرقے ہو جاویں گے۔ تب آخری زمانہ میں
ایک ابراہیم پیدا ہوگا (مراد حضرت مسیح موعودؑ ہے)
اور ان سب (غیر احمدی) فرقوں سے وہ فرقہ نجات پائیگا
جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔ (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۲)
(۱۳) جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے
فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں بکلی ترک
کرنا پڑیگا۔ (تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ ۱۸)
(۱۴) خدا تعالیٰ اس وقت چاہتا ہے۔ کہ ایک
جماعت تیار کرے۔ پھر جان بوجھ کر ایسے
(غیر احمدی) لوگوں میں گھسنا جن سے وہ (خدا تعالیٰ) الگ
کرنا چاہتا ہے۔ منشاء الٰہی کی مخالفت ہے۔
(حقیقت نماز صفحہ ...)

(۵) تم اگر (غیر احمدی مسلمانوں سے) ایسے ملے
رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے۔ وہ
ہرگز نہ رکھیگا۔ پاک جماعت (مسیح موعودؑ کی) الگ ہو تو
اس میں ترقی ہوتی ہے۔ (فتاوے احمدیہ جلد اول)
(۶) یہ جو ہم نے دوسرے **مدعیان اسلام**
سے قطع تعلق کیا ہے۔ اول تو یہ خدا تعالیٰ کے
حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے۔ اور دوسرے وہ
لوگ جو ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے
بڑھ گئے ہیں۔ اور ان کو ایسی حالت کے ساتھ اپنی
جماعت کے ساتھ ملانا۔ یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے
... اوتار ... دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو
سڑ گیا ہے۔ اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اسی
وجہ سے **ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق**
نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت
ہے۔ (رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ صفحہ ...)
(۷) ان (غیر احمدی مسلمانوں) سے ہماری جماعت
کے سب رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں۔ جب تک کہ وہ لڑکے
اس جماعت میں داخل نہ ہوں۔ یاد رہے کہ جو شخص
ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا۔ وہ ہماری
جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ ....
سو تمام جماعت توجہ سے سن لے اور راستبازوں کے
لئے **ان شرائط کا پابند ہونا ضروری ہے**
(تشحیذ الاذہان نمبر ۱ جلد ۸ صفحہ ۴۹۰ سنہ ۱۹۱۳ء)
حضرت صاحب کے الہامات اور تحریرات کے
چند حوالے ہم نے پیش کر دئے ہیں۔ جن میں امت
محمدیہ کے موجودہ غیر احمدی مسلمانوں کو صاف الفاظ میں
رسمی مسلمان یا مدعیان اسلام ظاہر کیا ہے۔ اور حقیقت
اسلام سے دور افتادہ بتایا ہے۔ اور حقیقت اسلام
کو اپنی بیعت میں داخل ہونے سے وابستہ اور مقید گردانا
ہے۔ حضرت صاحب کی یہ تحریرات اجتہادات نہیں
بلکہ خدا کے کلام قرآن اور اپنی وحی اور نیز خدا کے
کلام پر مبنی ہیں اور امر واقعہ کے متعلق ہیں اور احادیث نبویہ
کی پیشگوئیاں مسلمانوں کی موجودہ حالت پر شاہد ناطق ہیں

اور اتفاقیہ پیش آمدہ اس کے مصدق ہیں
سو جن سے خدا تعالیٰ نے حقیقی اسلام اور انعامات
واپس کر لئے ہیں تو اب ان کو سوا نام کے مسلمان کہنے کے
اور حیثیت دینے کے دعویٰ ورستار کی مخالفت ہے مثلاً
ایک شخص ہے بادشاہ وقت کی خوب تابعداری اور خدمت
کرتا ہے۔ بادشاہ وقت نے نواب کا خطاب دیا۔ اور
کچھ جاگیر دی۔ اور ساتھ ہی عہد لیا کہ جب تک فرمانبرداری
اور خدمت گزاری ہوگی۔ یہ تمہارا ہے۔ اس کے علاوہ بھی
دیگا۔ مگر اتفاق ایسا ہوا کہ وہ نواب باغی اور نافرمان ہو گیا۔
خدمات سرکاری سے دست کش ہو گیا۔ تو سرکار نے
اس سے خطاب نواب واپس کر لیا۔ اور جاگیر ضبط کی
اور ہر طرح کی مستحق سزاؤں سے اس کو معذب کیا۔ مگر
بعض جاہل اس کو اسی طرح نواب خیال کرتے رہے۔
اور کہتے رہے۔ تو کیا وہ اب بھی درحقیقت نواب یا صرف
نام کا نواب ہے؟ بس یہی حالت موجودہ مسلمانوں کی ہے
فتدبروا ☙

مولوی ثناء اللہ امرتسری - ایڈیٹر اہلحدیث کے
تمام اعتراضات اور مزخرفات کے دندان شکن
منہ توڑ جوابات دیکھنے ہوں تو مندرجہ ذیل رسائل معتبر فلاں
سے بذریعہ وی پی منگا کر ملاحظہ کرو۔
علمائے خلف مع صادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات نمبر ۱
ثنائی ہرزہ ... ۲ چودھویں صدی کا یہودی ۳۔ ثنائی فرار
او رمباہلہ سے انکار ۴۔ فیصلہ الٰہی ثنائی روسیاہی ۵۔ فیصلہ
خدائی بر مسلمات ثنائی ۶۔ آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا
مرقع ثنائی۔ اس میں امرتسری مولوی ثناء اللہ
کا وہ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء نقل کر کے
شائع کیا گیا ہے جس میں امرتسری نے
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری فیصلہ
نامی اشتہار مباہلہ سے انکار کیا تھا اور اپنی ذلت کو
چھپانے کے لئے کسی کو نہ دکھاتا تھا۔ خاکسار نے
اس کا جواب بھی ساتھ لکھ دیا ہے۔ اسی وجہ سے
اس کا نام مرقع ثنائی رکھا ہے۔ قیمت - ۲/۱ ☙

ملفوظات احمدیہ

اس عنوان کے ماتحت انشاء اللہ آئندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے کلمات طیبہ نقل ہوا کریں گے۔ (ایڈیٹر)

تصویر اور نماز حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ تصویر کی وجہ سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی؟ جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کفار کے تتبع پر تو تصویر ہی جائز نہیں [illegible] حرمت نہیں بلکہ اس کی حرمت اضافی ہے اگر [illegible] تصویر [illegible] ہو [illegible] پوچھتا ہوں کہ کیا [illegible] نماز کے وقت پاس [illegible] ہو سکتا [illegible] جواب [illegible] اضطراری ہے تو [illegible] گا کہ کیا اگر اضطرار سے پاجامہ اتار دے۔ تو وہ مفسد نماز ہو گا۔ اور پھر وضو کرانا پڑیگا۔

اصل بات یہ ہے کہ تصویر کے متعلق یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا اس سے کوئی دینی خدمت مقصود ہے یا نہیں؟ اگر یونہی بے فائدہ تصویر رکھی ہوئی ہے۔ اس سے کوئی دینی فائدہ مقصود نہیں تو یہ لغو ہے اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ والذین ھم عن اللغو معرضون لغو سے اعراض کرنا مومن کی شان ہے اس لئے اس سے بچنا چاہیئے لیکن ہاں اگر کوئی دینی خدمت اس ذریعہ سے ہو سکتی ہو تو منع نہیں ہے کیونکہ خدا تعالےٰ علوم کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

مثلاً ہم نے ایک موقعہ پر عیسائیوں کے مثلث خدا کی تصویر دی ہے جس میں روح القدس بشکل کبوتر دکھایا گیا ہے اور باپ اور بیٹے کی بھی جدا جدا تصویر دی ہے [illegible] غرض تھی کہ تا تثلیث کی تردید کر کے دکھائیں [illegible] کیا ہے وہ حقیقی خدا ہے جو [illegible] اور مجسم ہے [illegible]

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کے پاس کل نبیوں کی تصویریں تھیں۔ قیصر روم کے پاس جب صحابہؓ گئے تھے تو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اس کے پاس دیکھی تھی۔ تو یاد رکھنا چاہیئے کہ نفس تصویر کی حرمت نہیں بلکہ اس کی حرمت اضافی ہے جو لوگ لغو طور پر تصویریں رکھتے اور بناتے وہ حرام ہیں۔ شریعت ایک پہلو سے حرام کرتی ہے اور ایک جائز طریق سے اسے حلال ٹھہراتی ہے۔ روزہ ہی کو دیکھو رمضان میں حلال ہے لیکن اگر عید کے دن روزہ رکھے تو حرام ہے

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

حرمت دو قسم کی ہوتی ہے ایک [illegible] حرام ہوتی ہے ایک بالصفت جیسے [illegible] حرام ہے۔ جوا وہ چاہے کم ہو یا کثیر، کا سفید ہو یا سیاہ چھوٹا ہو [illegible] ہر ایک قسم کا حرام ہے یہ حرام بالنفس ہے۔ لیکن حرام بالصفت کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص محنت کر کے [illegible] حلال سے روپیہ پیدا کرے تو حلال ہے [illegible] نقب زنی یا قمار بازی سے حاصل کرے تو حرام ہو گا [illegible]

[illegible] واہیات ہے۔

ایک جو ہے اگر اس کی تصویر اس غرض سے لیں کہ اس کے ذریعہ اس کو شناخت کر کے گرفتار کیا جاوے۔ تو یہ [illegible] جائز ہو گی بلکہ اس سے کام لینا فرض ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر ایک شخص اسلام کی توہین کرنے والے کی تصویر [illegible] تو اس کو [illegible] کہا جاوے۔ [illegible] تو یہ کہنا مودی کا [illegible] ہے۔

[illegible] سلام [illegible] مذہب مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ [illegible] مولویوں نے لوگوں کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقعہ دیا ہے۔

آنکھ میں ہر شئے کی تصویر بنتی ہے۔ بعض پتھر ایسے ہیں کہ جانور اڑتے ہیں تو خود بخود ان کی تصویر اتر آتی ہے [illegible] اللہ تعالےٰ کا نام مصور ہے۔ یصورکم فی الارحام [illegible]

بات یہی ہے جو میں نے بیان کی ہے کہ تصویر کی حرمت غیر حقیقی ہے کسی محل پر ہوتی ہے اور کسی پر نہیں۔ غیر حقیقی حرمت میں ہمیشہ نیت کو دیکھنا چاہیئے اگر نیت [illegible] ہے تو حرام نہیں ورنہ حرام ہے

حدیثوں ہی پر تکیہ نہ کرلو۔ اگر قرآن شریف پر حدیث کو مقدم کرنے ہو تو پھر گویا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر الزام لگاتے ہو کہ کیوں انہوں نے احادیث کو جمع نہیں کرایا۔ کیونکہ آپ نے کوئی حکم احادیث جمع کرنے کو نہیں دیا۔ ہاں قرآن شریف [illegible] خود لکھواتے اور سناتے تھے۔ بعض صحابہ نے [illegible] کو اپنے طور پر جمع کیا [illegible] سبب [illegible] دیا [illegible] ہیں ممکن ہے ایسی کمی بیشی [illegible] بس قرآن کو مقدم کرو [illegible] کہ قرآن پر عمل کر [illegible]

(الحکم [illegible] صفحہ ۶ [illegible] مسیح موعود [illegible])

معقول ملازمت [illegible] سیکنڈ ماسٹری [illegible] پاس [illegible] کی ضرورت ہے تنخواہ ایک [illegible] ماہوار اور دس روپیہ سالانہ ترقی ہے۔ مکان سرکاری [illegible] درخواست [illegible] ایک بنام سیکرٹری کمیٹی [illegible] دوسری [illegible] ارسال کریں

انٹرنس پاس [illegible] پارٹ یوں کی ضرورت [illegible] انٹرنس پاس ہوں تنخواہ [illegible] روپیہ ماہوار شروع ہو گی مگر جلدی ترقی دیجائیگی۔ درخواست بخدمت صاحب افسر مال پورٹ بلیر بھیجی [illegible]

رشتہ کی ضرورت دو نوجوان صالح احمدی [illegible] کی ضرورت ہے۔ جو مغل۔ پٹھان۔ شیخ معزز ہوں۔ ایک گریجوایٹ ہے۔ دوسرا کم از کم انٹرنس [illegible] گریجوایٹ [illegible]

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اخبار فاروق

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۱

سلسلہ کی خبریں

[illegible] سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی خدا [illegible] کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں اور سرد ہوا کی وجہ سے [illegible] زیارت [illegible] عطا فرما رہے ہیں جو ابتک برکات دارالامان [illegible] مستفید ہونیکے لئے

مبارکباد - عزیزم میاں عبداللہ خان صاحب خلف حضرت [illegible] محمد علی خان صاحب کے مشکوئے معلی میں [illegible] ماہ حال کو نیک اختر تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس مولودہ مسعودہ کو [illegible] اور خاندان کے واسطے موجب برکات کرے۔ [illegible] فاروق اپنے تمام احباب کیطرف سے حضرت ام المومنین [illegible] اللہ عنہا کو اس بانصیب نواسی کی اور حضرت نواب صاحب [illegible] برکت پوتی کی مبارکباد عرض کرتا ہے۔

جنازہ غائب - شیخ [illegible] ایک نوجوان احمدی [illegible]

خیر مقدم سیدنا محمود ایدہ اللہ بنصرہ

بورڈنگ ہوس مدرسہ احمدیہ میں دعوت کے موقعہ پر یہ نظم حافظ سلیم نے پڑھی:-

دوستو تم کو مبارک ہو کہ آئے محمودؑ
فضل و احسانِ خدا احمدیہ میں لائے محمودؑ

جان و دل سے نہ ہوں کس طرح فدائے محمودؑ
حق تعالیٰ کو بھی بھاتی ہے ادائے محمودؑ

للّٰہ الحمد - کہ بر آئی تمنا اپنی
آج تشریف یہاں پر ہیں جو لائے محمودؑ

یہ مسیحا کا خلف ہی بخدا فخر سلف
ہو سکے کس سے بیاں مدح و ثنائے محمودؑ

آئے میدان مقابل میں بتا دے کوئی
جانشین کون ہے احمدؑ کا سوائے محمودؑ

آئے گی تم کو نظر حق کی تجلی [illegible]
[illegible]

ملو [illegible] میں یہ خاک کف پائے محمودؑ
مہر کامل بھی ہو شرمندہ چھپائے صورت
رخِ روشن جو ذرا اپنا دکھائے محمودؑ

دین و دنیا میں بھلا ہو گا ہمارا بے شک
فضل حق سے ہمیں کافی ہے دعائے محمودؑ

ہم غریبوں پہ بھی رحمت کی نظر ہو للّٰہ
دور سے ہم در دولت پہ ہیں آئے محمودؑ

خادم دین ہوں ہم - حق سے دعا فرمائیں
تاکہ یہ حسرت دل اپنی بر آئے محمودؑ

احمدیت کے مبلغ ہوں الٰہی ہم بھی
آرزو کر دے یہ پوری تو برائے محمودؑ

احمدیت ہی کا ہر گھر میں ہو چرچا ہر وقت
التجا ہے یہی [illegible]

کوئی پوچھے جو نشان [illegible]
[illegible]

ملفوظاتِ احمدیہ

۱۱ اپریل ۱۹۰۲ء بعد از مغرب فرمایا۔

(طاعون کے متعلق بعض لوگ بحث اُٹھاتے ہیں۔ کہ اکثر غریب مرتے ہیں۔ اور امرا اور ہمارے بڑے بڑے مخالف ابھی تک بچے ہوئے ہیں۔ لیکن سنۃ اللہ یہی ہے کہ آئمۃ الکفر اخیر میں پکڑے جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسےؑ کے وقت جس قدر عذاب پہلے نازل ہوئے۔ ان سب میں فرعون بچا رہا۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی آیا کہ نأتی الارض ننقصها من اطرافها۔ یعنی ابتدا عوام سے ہوتی ہے اور پھر خواص پکڑے جاتے ہیں اور بعض کے بچانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے آخر میں توبہ کرنی ہوتی ہے۔ یا ان کی اولاد میں سے کسی نے اسلام قبول کرنا ہوتا ہے۔)

فرمایا (کمالاتِ متفرقہ جو تمام دیگر انبیاءؑ میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت نبی کریمؐ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے۔ اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریمؐ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے۔ اور اسی لئے ہمارا نام آدمؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ نوحؑ۔ داؤدؑ۔ یوسفؑ۔ سلیمانؑ۔ یحییٰؑ۔ عیسےٰؑ وغیرہ ہے۔ چنانچہ ابراہیمؑ ہمارا نام اس واسطے ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ایسے مقام میں پیدا ہوئے تھے کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ بت پرست تھے۔ اور اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے۔ کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی بتوں کی پرستش میں مصروف ہیں اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ پہلے تمام انبیاءؑ ظل تھے۔ نبی کریمؐ کی خاص خاص صفات میں۔ اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔

مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

نام احمدؐ نام جملہ انبیاست
چوں بیامد صد نود ہم پیش ماست

نبی کریمؐ نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے پر نبی کریمؐ کے پاس کروڑوں روپے ہو گئے۔)

فرمایا (معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر طوفان و بلا میں یہ ہندوؤں کی قوم بھی اسلام کی طرف توجہ کرے گی۔ چنانچہ جب ہم نے پالمپور جانے کی تیاری کی تھی تو ایک ہندو نے ہم کو آکر کہا تھا کہ ہم تو قوم سے علیحدہ ہو کر آپ ہی کے پاس آ کر رہیں گے اور نیز دودھ ہم نے دنیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں۔ اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں۔ اور ایک دفعہ الہام ہوا ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو تیری استتی گیتا میں موجود ہے۔ رودر کے معنے نذیر اور گوپال کے معنی بشیر کے ہیں۔)

فرمایا (عیسائیوں نے جو شور مچایا تھا کہ عیسےٰؑ مُردوں کو زندہ کرتا تھا۔ اور وہ خدا تھا اس واسطے غیرت الٰہی نے جوش مارا کہ دنیا میں طاعون پھیلائے۔ اور ہمارے مقام کو بچا لے۔ تاکہ لوگوں پر ثابت ہو جائے کہ امت محمدیؐ کی کیا شان ہے کہ احمدؐ کے ایک غلامؑ کی اس قدر عزت ہے۔ اگر عیسےٰؑ مُردوں کو زندہ کرتا ہے تو اب عیسائیوں کے مقامات کو اس بلا سے بچائے۔ اس وقت غیرت الٰہی جوش میں ہے۔ تاکہ عیسےٰؑ کا کسر شان ہو جس کو خدا بنایا گیا ہے ؎

چہ خوش ترانہ زد ایں مطرب مقام شناس
کہ درمیان غزل قول آشنا آورد

قرآن شریف اور احادیث میں جو حضرت عیسےٰؑ کے نیک اور معصوم ہونے کا ذکر ہے اس سے یہ مطلب نہیں کہ دوسرا کوئی نیک یا معصوم نہیں بلکہ قرآن شریف اور حدیث نے ضرورتاً یہود کے منہ بند کرنے کے لئے یہ فقرے بولے ہیں کہ یہود نعوذ باللہ مریمؑ کو زناکار عورت اور حضرت عیسےٰؑ کو ولد الزنا کہتے تھے۔ اس لئے قرآن شریف نے ان کا رد کیا ہے کہ وہ ایسا کہنے سے باز آئیں۔)

فرمایا (حضرت رسول کریمؐ کے ہزاروں جسمانی برکات بھی تھے۔ آپؐ کے جبہ سے بعد وفات آپؐ کے لوگ برکات چاہتے تھے۔ بیماریوں میں لوگوں کو شفا دیتے تھے۔ اور بارش نہ ہوتی تو دعا کرتے تھے اور بارش ہو جاتی تھی۔ ایک لاکھ سے زیادہ آپؐ کے صحابیؓ تھے۔ بہتوں کی جسمانی تکلیفات آپؐ کی دعاؤں سے دور ہو جاتی تھیں۔ عیسےٰؑ کو بھی نبی کریمؐ کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے جس کے ساتھ چند آدمی تھے اور ان کا حال بھی انجیلوں سے ظاہر ہے کہ وہ کس مرتبہ روحانیت کے تھے)

فرمایا (ابوجہل اس امت کا فرعون تھا۔ کیونکہ اس نے بھی نبی کریمؐ کی چند دن پرورش کی تھی۔ جیسا کہ فرعون مصری نے حضرت موسےٰؑ کی پرورش کی تھی۔ اور ایسا ہی مولوی محمد حسین صاحب نے ابتدا میں براہین پر ریویو لکھ کر ہمارے سلسلہ کی چند یوم پرورش کی)

حضرت اقدسؑ نے اپنا ایک پرانا الہام سنایا۔ یا یحییٰ خذ الکتاب بالقوۃ والخیر کلہ فی القرآن۔ اور فرمایا کہ اس میں ہم کو حضرت یحییٰؑ سے نسبت دی گئی ہے کیونکہ حضرت یحییٰؑ کو یہود کی ان اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ جو کتاب اللہ توریت کو چھوڑ بیٹھے اور حدیثوں کے بہت گرویدہ ہو رہے تھے۔ اور ہر بات میں احادیث کو پیش کرتے تھے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں ہمارا مقابلہ اہلحدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے ہیں)

ایک شخص اپنا مضمون اشتہار دربارہ طاعون سنا رہا تھا۔ اذان ہونے لگی وہ چپ ہو گیا فرمایا (پڑھتے جاؤ۔ اذان کے وقت پڑھنا جائز ہے۔) الحکم جلد ۶ نمبر ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء

رپورٹ سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ

خدا کے فضل و رحم کے ماتحت جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ مارچ کو قرار پایا۔ احباب وفود در وفود ۱۳ مارچ ہی سے آنے شروع ہو گئے تھے۔ مگر ۱۴ مارچ کی نماز جمعہ میں شامل ہونے کی غرض سے جماعتوں کی جماعتیں ۱۳ مارچ جوق در جوق آنے لگیں اور اچھا خاصہ ازدحام ہو گیا اور یہاں کی جماعت کے علاوہ قریباً ایک ہزار بیرونجات کے دوستوں نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ سنا اور آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

ہفتہ کی صبح کو چونکہ بہت سے احباب جمع تھے اس لئے مسجد اقصیٰ میں جناب علی صاحب اور جناب حکیم خلیل احمد صاحب نے تقریریں کیں۔ حکیم صاحب جو مونگیر میں مبلغ ہیں ایک نہایت مؤثر بیان رکھتے ہیں۔ آپ کے قلب میں جو گدازش ہے اس کا اثر سامعین کے قلوب پر ایسا ہوتا ہے کہ تمام محفل پر چھا جاتی ہیں۔ جب آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو ایسے رنگ میں پیش کیا کہ بے اختیار زبانوں سے تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہوتے تھے اور آمنا و صدقنا کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کی اردو زبان بہار کی زبان ہے اس لئے لہجے اور تلفظ الفاظ کے ادا کرنے میں اہل زبان سے فرق ہے۔ گلے کے نقص سے وہ بیمار سی معلوم ہوتی تھی۔ جہانوں نے کھانا کھانا تھا۔ اس لئے بقیہ تقریر ملتوی ہوئی۔ جو ۱۰ بجے کے قریب جلسہ گاہ مسجد نور میں بہرہ اندوز ہوئے۔ اور بعض خوش قسمتوں نے قند مکرر کا مزہ پایا۔

ظہر و عصر کی نماز جمع کرنے کے بعد جلسہ کی کارروائی باقاعدہ طور سے ۱۲ بجے شروع ہوئی بصدارت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب تاجر سکندر آباد دکن قرآن شریف کی تلاوت اور ماسٹر عبد الرحمن صاحب خاکی کی فارسی نظم کے بعد ۳ بجے حافظ روشن علی صاحب نے صداقت مسیح موعودؑ پر تقریر شروع کی۔ آپ کی آواز ماشاء اللہ خوب بلند ہے۔ پانچ چھ ہزار حاضرین بخوبی سن رہے تھے۔ اور پھر بیان ایسا صاف کہ ہر طبقے کے حاضرین فائدہ اٹھاتے رہے۔ یہ تقریر جس میں آیات قرآنی سے باندازِ نو مسیح موعودؑ کا صادق ہونا ثابت کیا گیا تھا۔ پونے چھ بجے ختم ہوئی۔ توقع کی گئی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح درس قرآن شریف کے لئے تشریف لائیں گے۔ مگر حضور تشریف نہ لا سکے۔ اور ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری کی نظم پر یہ اجلاس ختم ہوا۔

۱۶ مارچ

ابتدا کارروائی جلسہ بصدارت جناب علی احمد صاحب ایم۔ اے۔ بھاگلپوری (خان ذوالفقار علی خان صاحب آف رامپور تشریف لائے تھے) ۹ بجے شروع ہوئی۔

جناب صاحب سیکرٹری صدر انجمن نے اپنی مطبوعہ رپورٹ جستہ جستہ مقامات سے سنائی۔ رپورٹ کا مضمون خشک ہوتا ہے اور عام طور سے توجہ کے ساتھ سنا نہیں جاتا۔ لیکن جناب خلیفہ رشید الدین صاحب نے اس دلچسپ و دلآویز طریق سے سنائی کہ حاضرین ہمہ تن گوش رہے۔ یہ امر قابل تعریف ہے کہ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے صرف آٹھ دس روز کے اندر اندر نہایت قابلیت کے ساتھ رپورٹ سالانہ صدر انجمن ایڈٹ کر کے چھپوائی۔ اور ایسا انتظام کیا۔ کہ جو صاحب چاہیں رپورٹ جس میں تمام حالات آئینہ ہیں پڑھ لیں۔

۲۔ اس کے بعد محکمہ نظارت کے ناظر اعلیٰ مولنا شیر علی صاحب نے محکمہ نظارت کے انعقاد کی وجوہات بیان فرمائیں اور بحیثیت ناظر تالیف و اشاعت کے کام کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ ناظر امور عامہ کی طرف سے جناب شیخ عبد الرحمن صاحب فاضل مصری نے رپورٹ پڑھی۔ یہ رپورٹ نہایت قابلیت سے لکھی ہوئی تھی اور اس میں جو کام بتائے گئے وہ نہایت کثیر التعداد تھے اور جو تجاویز جماعت احمدیہ کی عام بہبودی کے متعلق زیر غور بتائیں وہ بھی اہم اور مفید ہیں کہ جب بروئے کار آئیں گی۔ تو دنیا دیکھے گی اور اس دل و دماغ پر آفرین کہے گی۔ جس کے ذریعہ یہ ظہور پذیر ہوئیں۔ تیسری رپورٹ تعلیم و تربیت کے نائب ناظر ماسٹر مبارک اسماعیل صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی۔ کی طرف سے جلسہ میں پیش ہوئی۔ آپ نے زبانی تقریر کی جو بہت پُر جوش تھی۔ آپ نے جماعت کی تعلیمی ترقی کے لئے ایک آئندہ پروگرام پیش کیا۔ میری رائے یہ ہے کہ ناظروں کی ذمہ داری چونکہ بہت بڑی ہے۔ اس لئے رپورٹ ہمیشہ لکھی ہوئی پڑھنی چاہیے تا تمام جماعت بلفظہا پہنچ سکے۔ اور تقریر میں زبان کسی قسم کی لغزش سے محفوظ رہے۔

ساڑھے گیارہ بجے چوہدری فتح محمد صاحب نے اپنی تقریر حفاظت قرآن پر فرمائی۔ اور اہل یورپ کے اعتراضات کے جواب بھی دئے۔ آپ نے مضمون کو نہایت عمدگی سے بیان کیا۔ اور بعض استدلال نئے تھے۔ آپ نے قرآن مجید کی اندرونی شہادت بھی اس بارے میں پیش کی کہ قرآن مجید زمانہ نبوی میں جمع ہو چکا تھا۔ اس قسم کی اعلیٰ پایہ کی علمی باتیں مختلف طبقے و مذاق کی حاضرین میں یکساں توجہ سے نہیں سنی جاتیں۔ پونے ایک بجے یہ تقریر ختم ہوئی۔ اور اس کے بعد نماز ظہر و عصر جمع ہوئی۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی ۲ بجے شروع ہوئی۔ ماسٹر عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال نے چندہ و کتاب کے متعلق تقریر کی۔ پروگرام میں آپ کے لئے تیس منٹ کا وقت تھا۔ مگر اہل کے لئے پورا وقت صاحب ... اور چوہدری فتح محمد صاحب کی ...

والی بیان بہت سے پہلوؤں کے متعلق طول طویل
تھا۔ جیسا کہ وہ بہ لحاظ ضرورتوں کے مطابق
ہونا چاہیے تھا۔ آپ جہیر الصوت نہیں اس لئے
چھ سات ہزار حاضرین تک آپ کی آواز نہ پہنچ سکتی
تھی۔ ابھی کچھ بیان باقی تھا۔ جو وقت کی تنگی کی وجہ
سے یہی مناسب سمجھا گیا کہ جلسہ ختم کر لیا جائے جو
پانچ ہزار سے متجاوز نفوس جذبات کو برانگیخت کرنے
والی تقریر کے ہو گیا۔ ۲½ بجے حضرت خلیفۃ المسیح
تشریف لائے۔ پہلے چند نکاحات کا اعلان کیا پھر آپ
نے عرفان الٰہی پر تقریر کی سٹیج جو اچھی خاصی طویل
و عریض تھی۔ نصف غیر مبائعین (رفقاء مولوی محمد علی
صاحب ایم۔ اے۔) کے لئے خالی رکھی گئی تھی۔
جن پر ان سب کو خاص عزت کے ساتھ بٹھایا گیا۔
ان لوگوں نے یہ خلاف تہذیب حرکت کی کہ اکثر حضرت
خلیفۃ المسیح کی تقریر کے دوران ہی میں چلے گئے۔
عرفان الٰہی کے ذرائع حصول پر حضور کی تقریر
باوجود علالت مزاج و شکایت دردسر پانچ گھنٹے تک
رہی اور ساڑھے آٹھ بجے ختم ہوئی۔ یہ تقریر اس بات کا
ثبوت تھی کہ خدا تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو عرفان کے
کس اعلیٰ مقام پر کھڑا کیا۔ اور وہبی علم سے بہرہ ور فرمایا
غیر مبائعین اگر ذرا بھی انصاف سے کام لیتے تو یہ تقریر
بھی ان کی ہدایت کا موجب ہو سکتی ہے۔

۱۷ مارچ

کارروائی بجائے ۹ کے دس بجے شروع ہوئی
بصدارت جناب سید محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل
یہ تبدیلی پروگرام و صدارت اس لئے ہوئی۔ کہ غیر
مبائعین کو وقت دیا جانا منظور ہو چکا تھا چونکہ ابھی
غیر مبائعین آئے نہ تھے۔ اس لئے مولوی غلام رسول
صاحب فاضل راجیکی کی تقریر پہلے کر دی گئی۔ جو
پروگرام کے مطابق ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک ہونیوالی
تھی۔ آپ نے پون گھنٹہ اپنا لکھا ہوا مضمون پڑھا جو
[illegible] تھا۔ افسوس ہے کہ یہ مضمون
[illegible] ہم سب نے سنا۔ کیونکہ
فاضل راجیکی کی طبیعت علیل تھی اس لئے آواز بلند نہ ہو سکی
تمام حاضرین تک نہ پہنچ سکی۔ اس لئے یہ مضمون
علیحدہ چھپنا چاہیئے۔

غیر مبائعین اتنے میں تیار ہو کر آ گئے۔ پھر
آفیسر سٹیج نے انہیں عزت سے سٹیج پر بٹھایا۔ جناب
مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اپنی تقریر گیارہ بجے
نبوت مسیح موعودؑ۔ سوا گیارہ سے پونے دو بجے تک مسلسل
نہایت عمدگی و فصاحت کے ساتھ محض آیات قرآنی
سے اس مسئلہ کو پیش کیا۔ آیت خاتم النبیین کی علمی
تفسیر کے علاوہ دیگر آیات کو بھی لیا۔ جو پہلے غیر احمدیوں
کی طرف سے اور اب غیر مبائعین کی طرف سے ختم نبوت
میں پیش کی جاتی ہیں۔ پھر آپ نے صراط الذین
انعمت علیہم سے خاتم النبیین کے بعد نبوت
کے اجرا کا ثبوت دیا اور حقیقت و مجاز کا فرق بتایا
ظلی نبی اور طفیلی نبی کے معنے بھی واضح کئے۔ اور حضرت
اقدس کی تمام تحریروں کے متعلق ایک اصول پیش
کیا۔ اس کے بعد غیر مبائعین کے قائمقام میر
مدثر شاہ صاحب کو ایک گھنٹہ تقریر کے لئے وقت
دیا گیا۔ میر صاحب ایک ہوشیار آدمی ہیں اور توقع
کی جا سکتی تھی کہ وہ ایک گھنٹہ میں بہت سی
غلط فہمیاں ڈالنے کی کوشش کرینگے۔ لیکن حق کا
مقابلہ کرنے کے لئے جب انسان اٹھتا ہے تو
خواہ کتنا ہی ہوشیار ہو منہ کی کھاتا ہے۔ آپ نے
آیت خاتم النبیین پڑھ کے اس کے معنے کئے
کہ ولکن رسول اللہ میں آپؐ کی ابوت روحانی
بتائی۔ اور خاتم النبیین میں یہ بتایا۔ کہ ابوت
کسی زمانہ سے محدود نہیں۔ بلکہ قیامت تک
رہیگی۔ اور آپؐ ہی کی نبوت رہیگی۔ اس کے بعد
مواہب الرحمٰن کا حوالہ پڑھا۔ اور بعد او ہیچ پیغمبر
نیست مگر آنکہ مطابق وعدہ او ظاہر شد۔
کو تین بار دہرایا۔ جس پر حاضرین بے ساختہ ہنس دیئے
کہ عجیب انسان ہے۔ کھڑا ہوا ہے حق کی مخالفت
پر۔ اور کر رہا ہے تائید حق۔ کیونکہ ہمارا بھی تو
یہی مذہب ہے کہ اب کوئی پیغمبر نہیں۔ مگر وہی جو مطابق
وعدہ الٰہی ظاہر ہوا۔ اس کے بعد میر مدثر شاہ صاحب
کا رنگ نہ جم سکا۔ اور وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگے۔
مثلاً کہا کہ نبوت تابعداری سے ملتی ہے۔ تو ابوبکرؓ
کو کیوں نہ ملی؟ کیا وہ کامل تابعدار نہ تھا؟ کیا مرزا صاحب
(سیدنا مسیح موعودؑ) سے اسکی خدمات کم تھیں۔ اگر
کہو۔ ضرورت نہ تھی تو میں کہتا ہوں خدا اسے ضرورت
پیدا کر لیتا (یعنی خدا خلقت کو گمراہ کر لیتا) اس فقرہ میں
جو سوء ادب اور لغویت پائی جاتی ہے۔ وہ ظاہر ہے پھر کہا
کہ امت محمدیہ کے لئے تو کوئی نبی نہیں دوسری قوموں
کے لئے آجائے تو آجائے یعنی یہودی و عیسائی تو
نعمت نبوت سے سرفراز ہو سکتے ہیں۔ مگر مسلمان پیغمبر
حضرت خاتم النبیین اس نعمت سے محروم ہیں غرض
ایک ایک فقرہ بتا رہا تھا کہ مقرر اس وقت اپنے آپ
پر ضبط نہیں رکھتا اور اس کے حواس غائب ہو چکے
ہیں۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب یوں کہتا
ہے۔ مرزا صاحب نبی تھا یا نہیں۔ اس
قسم کے فقرات بہت تکلیف دہ تھے۔ بعض احباب نے
تو صدر کو لکھا بھی۔ مگر صدر نے اپنی وسعت قلبی سے
کچھ نہ کہا۔ جب تقریر ختم ہو گئی۔ تو جناب سید محمد اسحاق صاحب
نے اٹھ کر کہا کہ چونکہ میر مدثر شاہ صاحب نے حافظ صاحب
کی تقریر پر جرح نہیں کی اس لئے ان کی تقریر کی ضرورت
نہیں میں ہی کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ آپ نے ۳۵ منٹ
میں میر مدثر شاہ صاحب کے بیان کی وہ دھجیاں
اڑائیں کہ حاضرین صل علیٰ پکار اٹھے۔

اثنائے تقریر میں جہاں آپ نے یہ کہا کہ اگر حضرت
صاحبؑ کا نبی ہونا حضرت ابوبکرؓ کے نبی ہونے پر
موقوف ہے۔ تو پھر مسیح موعودؑ مہدی بھی نہیں ہو سکتے
کیونکہ یہ مرتبہ بھی کامل اتباع کی طفیل سے ملا۔ اور
اگر خاتم الانبیاء کے یہ معنے ہیں کہ آئندہ کوئی نبی نہ
ہوگا۔ تو حضرت اقدسؑ نے جو یہ لکھا ہے کہ جیسے میرے
سردار محمد مصطفیٰؐ خاتم الانبیاء تھے ایسا ہی میں
خاتم الاولیاء ہوں۔ اس کے یہ معنے ہونے چاہئیں

کہ مسیح موعودؑ کے بعد اب قیامت تک کوئی ولی نہ ہوگا ایسا ہی آدمؑ کو خاتم المخلوقات فرمایا تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ آدمؑ کے بعد کوئی انسان ہی پیدا نہیں ہوسکتا وہاں آپ نے اِذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہٗ کی مزید تشریح کی۔ اور بتایا کہ اس قیصر کے بعد قیصر اور کسریٰ کے بعد کسریٰ ہؤا۔ البتہ ان اوصاف کا نہ ہؤا۔ پس ایسے ہی لانبی بعدی سے یہ مطلب نہیں کہ منصبِ نبوت پر کوئی فائز نہ ہوگا۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ اب ان اوصاف کا صاحب شریعت۔ براہ راست مستقل نبی کوئی نہ ہوگا۔ اگر لاقیصر بعدہٗ کے کچھ اور معنے ہوسکتے ہیں تو میر مدثر شاہ صاحب کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ وہ اٹھ کر بیان کرے۔ میں سمجھتا ہوں اس کلمہ حق کا میر مدثر شاہ پر کچھ ایسا رعب چھایا کہ وہ باوجود اپنے ہمنشینوں کی تحریک کے نہ اٹھا۔ البتہ جب اجلاس برخاست ہؤا تو کہنے لگا۔ میں لانبی بعدی پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جس پر اسے سمجھا دیا گیا۔ کہ وقت جس قدر آپ نے مانگا تھا دیا جاچکا ہے۔ لاقیصر بعدہٗ کے لئے چیلنج دیا گیا تھا۔ گو اس وقت آپ نہ اٹھے۔ مگر اب بھی اس پر تقریر کر سکتے ہیں۔ یہ اس نے نہ مانا۔ اس لئے اجلاس منتشر ہوگیا۔

ایک اور اعتراض میر مدثر شاہ صاحب نے یہ کیا کہ جب حضرت اقدسؑ اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے۔ اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی نے کہا تھا۔ آپؑ نبی بنتے ہیں۔ اور یہی اب مبائعین کہتے ہیں۔ اس کا بہت برجستہ جواب جناب سید محمد اسحاق صاحب نے دیا۔ اور اعجازِ احمدی سے دکھایا کہ حضرت اقدسؑ تو باوجود مدعیٔ وحی کے بارہ برس تک اپنے آپ کو مسیح موعودؑ نہیں سمجھتے تھے۔ مگر تین مشہور مکفر مولوی کہتے تھے کہ آپ مسیح بنتے ہیں۔

غیر مبائعین کے بعض افراد تو دوران تقریر ہی میں چلے گئے۔ مگر بعض بادلِ ناخواستہ بیٹھے رہے اور اپنی ذلت و ناکامی کو جو انہی کے ہاتھوں کی پیدا کردہ تھی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ گو دل تو پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر اچھا ہؤا کہ ان کو تقریر کا موقعہ دیا گیا۔ دیر سے ان کے ... یہ خیال تھا کہ ہماری باتیں اگر لوگ سن لیں تو ہمارے ساتھ ہو جائیں۔ اب اپنی باتیں سنا کر انہوں نے دیکھ لیا۔ کہ اس باطل کے قبول کرنے کے لئے اہل حق کبھی تیار نہیں ہوسکتے۔ ... کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ قادیان دارالامان سے ایسے ہی مایوس ہوگئے۔ جیسے ایک ہستی جزیرۂ عرب سے ہوگئی تھی۔ اسکے بعد ظہر و عصر کی نماز ۳ بجے جمع ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ تشریف لائے۔ آپؓ نے چند نکاحوں کے اعلان کے بعد اپنی تقریر شروع کی ساڑھے سات بجے تک رہی۔ تقریر میں آپؓ نے غیر مبائعین کے صلح کے پیغام پر نظر کی۔ اور شرائط پیش کردہ جو بظاہر نرم اور بے ضرر معلوم ہوتی ہیں۔ ان کی سختی اور ضرر کو کھول کھول کر دکھایا پھر جماعت کو اس کے فرائض سے آگاہ کیا۔ اور اشاعت دین الحق میں بیش از بیش ہمت سے کام لینے کی ہدایت فرمائی اور ارادہ ظاہر کیا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے عنقریب افغانستان۔ بخارا۔ ایران۔ امریکہ میں مبلغ بھجوائے جائینگے فرمایا شہزادہ عبداللطیف مرحوم کا خون پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ افغانستان والوں نے تو ایک احمدی کو قتل کر دیا۔ مگر تم ان کو جاکر زندہ کرو۔ اور شریف انسان اسی طرح انتقام لیا کرتے ہیں۔ ایران کا بھی تم پر بڑا حق ہے کیونکہ ایک فارسی الاصل نے ثریا سے ایمان لاکر تمہیں دیا۔ عرب سے تو تمہارا دین چلا وہ مبدأ ہدایت ہے اس لئے اب عرب میں ہدایت پھیلانا آخرین منہم کا کام ہے۔ امریکہ اور بخارا میں مبلغ بھجوانے کی تحریک ایک رؤیا کی بناء پر فرمائی۔ اسی طرح پر آپؓ نے جماعت میں ایک روح بھر دی۔ اور جب اجلاس برخواست ہؤا۔ تو ہر احمدی فرد کے قلب میں اشاعتِ حق و خدمتِ دین کا ایک خاص جوش موجزن تھا۔

حالاتِ عمومی۔

س دفعہ جلسہ کا انتظام حضرت مولنا محمد سرور شاہ صاحب کے سپرد تھا۔ آپ نے منتظم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے تمام ضروری اجناس کو سستے نرخ پر کافی تعداد میں جمع کر لیا تھا۔ چنانچہ تین دن تک چھ سات ہزار اور آخری دن کم و بیش دو تین ہزار آدمیوں کی خوراک وغیرہ میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ تمام امور ایسے اعلیٰ انتظام کے نیچے تھے کہ کسی قسم کا خلل واقع نہ ہؤا۔ وقت پر کھانا بٹ جاتا رہا۔ اور دیگر ضروریات کا بھی عمدہ سلسلہ تھا۔ سید اسد علی شاہ صاحب نے اول سے آخر تک اپنے آپ کو بہترین معاون ثابت کیا۔ صفائی کا اہتمام بھی خوب رہا۔ اس کے علاوہ جو جو کام کسی دوست کے سپرد ہؤا اس نے اسے دلی محبت و محنت سے سرانجام دیا۔ شیخ محمود احمد ابن شیخ یعقوب علی صاحب منتظم مکانات تھے۔ مکانوں کے متعلق بھی خوب انتظام رہا۔ اور کئی دوستوں نے اپنے اپنے مکانوں پر معزز مہمانوں کو ٹھہرا رکھا تھا۔ انہوں نے ان کی خدمت تواضع میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ فاروق منزل بھی اسی غرض کے لئے خالی تھی۔ اس موقعہ پر براہین العقاید۔ معارف القرآن۔ تفسیر سورۂ اخلاص۔ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ نئی کتابیں شائع ہوئی۔ حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب نے مدرسہ احمدیہ کو تعلیم الاسلام کے لئے اپیل شائع کی۔ اور مختلف اشتہار چھپتے رہے۔ مگر تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ میں ہمارے دوست اشتہاروں اور کتابوں کی طرف خاص توجہ نہیں دے سکتے۔

۳۔ دفتر نظارت سے غیر مبائعین کو ملا

شدہ وغیر مدعو شدہ آئے ۔ یہ ہماری وسعت قلب کا بین ثبوت ہے کہ انہیں مہمان کیا۔ ان کو چھ سات ہزار حاضرین کے سامنے اپنے خیالات سنانے کا موقعہ دیا۔ حالانکہ یہ موقعہ انہیں اپنی کوشش سے کسی صورت میں حاصل نہیں ہوسکتا۔ ان کو الگ مکانوں میں بڑے احترام سے اتارا گیا۔ بر خلاف دیگر احباب کے ان کے لئے چارپائیوں اور پُر تکلف کھانے کا اہتمام رہا۔ اور یہاں تک ان کی خاطر منظور تھی کہ جس نے قہوہ چاہا اس کے لئے قہوہ۔ جس نے سبز چائے چاہی اس کے لئے سبز چائے۔ جس نے خود پکا کر پینی چاہی اسے ویسے اسباب مہیا کر دئے گئے۔ علاوہ ازیں ایک وقت جناب نواب محمد علی صاحب نے ان کی دعوت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے انہیں ملاقات کے لئے الگ وقت دیا۔ اور جلسہ گاہ میں ان کے لئے سٹیج کا بہت سا حصہ خالی رکھا جاتا رہا۔ بحالیکہ ہمارے دور دور کے نہایت عزیز دوست پیچھے بیٹھتے رہے۔ غرض ہم نے اپنے عمل سے انہیں سنایا۔ کہ انسانیت و شرافت کس چیز کا نام ہے۔ اور زندگی کا مرکز دیکھنا ہو تو ڈیڑھ اینٹ کی مسجد مزار کے گرد و نواح میں دیکھ سکتے ہیں۔

۴۔ اس دفعہ موسم کے معتدل ہونے کی وجہ سے ایک ہزار کے قریب مستورات بھی آئیں جن کا الگ جلسہ مسجد اقصےٰ میں ہوتا رہا۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور غلام رسول صاحب وزیر آبادی کے وعظ ہوئے۔ ایک تقریر دو گھنٹہ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمائی جس میں آپ نے مستورات کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا۔ اور بتایا کہ وہ کیونکر اور کیا کچھ دین کی خدمت کر سکتی ہیں۔

خدا تعالیٰ سب کو اس جلسہ کے مواعیظ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین

۵۔ یہ امر قابل افسوس ہے کہ اس دفعہ ہمارے شاعروں کی نوا سنجیاں خاموش رہیں۔ جناب میر حامد شاہ صاحب کی جگہ تو خالی تھی۔ جناب ذوالفقار علی خان صاحب۔ جناب قاسم علی خانصاحب دہلوی میرٹھی بھی تشریف نہ لائے۔ جناب ثاقب صاحب آئے مگر کوئی نظم ساتھ نہ لائے۔ حالی صاحب نے نظم پڑھی مگر فارسی وہ بھی پہلے کی تیار کردہ جس پر ابھی نظر ثانی ہونی باقی تھی۔ ایک طالب علم سر تاج کی نظم ہوئی۔ جو اچھی تھی۔ ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری نے صرف مختلف اجلاسوں میں اپنے ترنم سے محظوظ فرمایا۔ ممکن ہے بعض لوگ شعر و اشعار کو تضیع اوقات کا موجب سمجھیں۔ مگر بعض وقت تو ایک شعر ایک ایسا کام کر جاتا ہے جو دو گھنٹے کی تقریر نہیں کر سکتی۔ اس لئے بہتر ہے اور صحیح نظموں کا آئندہ خاص انتظام چاہیئے اور پروگرام صرف اجمالی رنگ میں شائع ہونا چاہیئے۔ ضرورت نہیں کہ تفصیل کے ساتھ اسے شائع کر کے حرج اٹھایا جائے۔ کیونکہ گزشتہ سالوں کا تجربہ ہے کہ اسے بدلنا ہی پڑتا ہے۔

کیا مجنوں درحقیقت کوئی وجود تھا

تزئین الاسواق کے مصنف ان لوگوں میں ہیں۔ جو لیلےٰ مجنوں کی داستان عشقبازی کو جھوٹا نہیں سمجھتے۔ لیکن دیکھو کہ باوجود اس کے وہ اپنی اسی کتاب مطبوعہ مصر میں جہاں مجنوں ولیلےٰ کا حال تحریر کیا ہے۔ واقعات سے مجبور ہو کر کیا لکھتے ہیں۔

" مجنوں کے نام میں اختلاف ہے۔ کہ وہ عامر ہے یا مہدی ہے۔ یا قریشی ہے یا معاذ ہے یا قیس اس کا بیٹا ہے۔ یا ابن لوح ہے یا بختری ابن جعد ہے۔ اور صحیح پہلا قول ہے۔ اور اس کے نسب میں بھی اختلاف ہے۔ کہ وہ عامری ہے۔ یا کلابی ہے۔ یا جعدی ہے یا قشیری ہے یا بہت سے مجنوں ہیں یا قبیلہ بنی عامر میں دو مجنوں تھے۔ یا مجنوں کوئی شخص نہیں تھا۔ اور بات اتنی ہے۔ کہ کوئی ایک مرد کسی عورت پر عاشق ہوا۔ اور اپنے اور اپنی معشوقہ کے نام کی تصریح سے اس کو عار آیا تو اس نے مجنوں و لیلےٰ کے نام کو وضع کر لیا

علامہ خضر بن عطاء اللہ اپنی مشہور کتاب الاسعاف فی ابیات القاضی والکشاف صفحہ ۱۰۳ میں صراحت کرتے ہیں۔

" مجنوں کے وجود میں اختلاف ہے تو ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ مجنوں ایک ایسا نام مستعار ہے۔ جس کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اور قبیلہ بنی عامر میں اس نام و نسب کا کوئی شخص نہیں ہوا۔ اصمعی نے کہا کہ دو شخص ایسے ہیں کہ جن کا وجود دنیا میں صرف نام کا ہے۔ اول مجنون عامری۔ دوسرے ابن قریہ۔ کہ ان ناموں کو راویوں نے وضع کیا ہے۔

روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات مطبوعہ ایران صفحہ ۱۱۲ میں تین شخصوں کے وجود کو فرضی بتایا ہے۔ یعنی بلاشبہ تین شخص ایسے ہیں جن کے افسانے شائع ہو چکے۔ اور جن کے آثار مشتہر ہو چکے۔ حالانکہ ان کے وجود کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اول۔ لیلےٰ کا فرضی عاشق مجنون۔ دوسرے ابن ابی العقب یحییٰ بن عبد اللہ۔ تیسرے قربہ"

اب دیکھو کہ جس شخص کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہوا وہ آفاق عالم میں اس قدر مشہور ہے۔ کہ دنیا کے ہر گوشے میں اس کے فرضی مگر دلچسپ افسانے شوق کی آنکھوں سے پڑھے جاتے ہیں اور قبول کے کانوں سے سنے جاتے ہیں اور اس کی اس بے بنیاد محض فرضی داستان کو ناواقف لوگ اخبار متواترہ شمار کرتے ہیں۔

ان ھذا لشیءٌ عجاب (مترجم)

الفاروق کے خریدار بنانے میں کوشش فرما کر ثواب حاصل کریں۔ مینیجر

تبدیلیٔ عقیدہ کس نے کی

مکرم میر مدثر شاہ صاحب مبلغ لاہوریان
و
مکرم مولوی محمد یمین صاحب داتوی سے حلفیہ استفسار

ایک عرصہ سے ہم میں اور مولوی محمد علی صاحب ... کے درمیان یہ بحث جاری ہے کہ تبدیلیٔ عقیدہ ... ہے ... سوال ہوتا ہے کہ کس نے ایسا کیا۔ مولوی محمد علی صاحب ... کہتے ہیں کہ حضرت محمود اور جماعت ... ہم کہتے ہیں کہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے ... عقیدہ میں تبدیلی کی کیونکہ ... حضرت مسیح موعود کے دعویٰ نبوت میں منکروں کی تکفیر ... مصداق اسمہٗ احمد ہیں۔ ... کہتے ہیں کہ حضرت صاحب ... جزوی اور ناقص نبی نہیں) اور اس کے منکر و کافر ... مسئلہ ثابت ہیں۔ اور یہی خاص اسم ذات حضرت صاحب ... مصداق اسمہٗ احمد ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ... کے رفقاء کہتے ہیں کہ حضرت صاحب جزوی اور ناقص ... بھی غیر نبی ہیں اور آپ کے منکر کافر نہیں۔ اور اسمہٗ احمد ... مصداق بلحاظ اسم ذات حضرت صاحب نہیں۔

مولوی محمد علی اور ان کے رفقاء کا سابق عقیدہ اور ... موجودہ عقیدہ ایک ہے اور مولوی محمد علی صاحب اور ... کے رفقاء نے تبدیلیٔ عقیدہ کی۔ اس امر کا ثبوت ہماری ... سے کئی رسائل اور اخبارات میں پیش ہو چکا ہے مگر ... مولوی صاحب اور ان کے رفقاء یہ نہیں ثابت کر سکے ... حضرت محمود کے سابقہ اور موجودہ عقیدہ میں کوئی تبدیلی ... ہوئی؟

سردست ہمارے زیر نظر و زیر بحث مندرجہ عنوان ... صاحب کا سابقہ عقیدہ ہے جو انہوں نے بعض حالات کے ... وقت تبدیل کر لیا ہے۔ مگر وہ بھی مولوی محمد علی صاحب کے ... ہمنوا ہو کر ہم پر یہی الزام دھرتے ہیں۔ اس جگہ ہم ... دونوں کا ایک واقعہ اسی غرض سے ناظرین کے پیش ... کرتے ہیں۔ وھو ہذا۔

۵ اگست ۱۹۱۵ء بمقام داتہ۔ ضلع ہزارہ۔ ایک شخص مولوی عبد الرحمٰن صاحب وہابی اور سید مدثر شاہ صاحب پشاوری کا مباحثہ ہوا۔ مولوی عبد الرحمٰن نے حیات مسیح علیہ السلام سے عاجز آکر وفات مسیح کو تسلیم کیا۔ اور رحم خان صاحب کے کہنے سے مندرجہ ذیل اقرار نامہ لکھ دیا گیا۔

"باعث تحریر آنکہ۔ میرا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے اب اگر مدثر شاہ صاحب مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا قرآن شریف سے ثابت کر دیں تو میں مرزا صاحب کا دعوےٰ مان لونگا"

اس اقرار نامہ پر مولوی عبد الرحمٰن کا دستخط موجود ہے۔ اور اس پر سید احمد احمدی اور میرے والد صاحب سید حبیب اللہ شاہ صاحب کی شہادت ہے اور مولوی محمد یمین صاحب داتوی نے یہ تمام رپورٹ اور اس کے ساتھ سید مدثر شاہ صاحب کا تحریری جواب اخبار الحکم جلد ۱۹ نمبر ۲۹، ۳۰ مورخہ ۲۱ اگست و ۱۰ ستمبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۱ میں چھپوا کر شائع کیا۔ جو جوابات سید مدثر شاہ صاحب نے حضرت صاحب کے مسیح موعود ہونے اور مدعیٔ رسالت و نام مقام از روئے قرآن و حدیث پیش کئے ہیں۔ جیسا کہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب کا مطالبہ تھا انہیں سے ہم نمبر ۸، ۹ وجوہ ناظرین کی دلچسپی کیلئے پیش کرتے ہیں۔

(۸) "قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ۔ اس آیت کو مفسرین نے حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں تسلیم کیا ہے۔ اور اس رسول سے مراد وہی رسول ہے جو اس سے پہلے آیت ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد میں مذکور ہے پس ان دونوں آیتوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ مسیح موعودؑ کا نام احمدؐ ہے۔ جس کے مصداق آج جناب مرزا صاحب ہوئے۔ اگر کسی کے دل میں یہ وہم گزرے کہ پہلی آیت ومبشراً برسول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ دل ما شاد و چشم ما روشن مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزل القرآن علی سبعۃ احرف لکل آیۃ منھا ظھر و بطن الخ کتاب العلم فصل ۲۔ پس بطون قرآن شریف کی رو سے اس احمدؐ سے کئی احمدؐ مراد ہوں تو ہمارا کیا حرج۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے آیت مبشراً میں اپنے مثیل کی بشارت دی ہے اور اس کا نام احمد بتایا ہے جب وہ احمدؐ ہوا تو خداوند تعالیٰ نے بھی اس کو احمدؐ کے نام سے پکارا۔ دیکھو رسائل اربعہ (یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک صفحہ ۵۵ و ۵۶")

(۹) اور مسیح موعودؑ کے ظہور کا وقت بھی یہی ہے جیسا کہ مؤلف تفسیر عرائس البیان الاسرار نے صحابہ کرامؓ کے حوالہ سے سورۂ شوریٰ کے حروف مقطعات حٰمٓ عٓسٓقٓ۔ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ع سے مراد عیسےٰ اور س سے مراد مسیح ہے جو تیرہ سو سال شمسی پر آئیگا دا غلباً قمری مراد ہے۔ دیکھو تفسیر مذکور۔ اور میرے نزدیک ق سے مراد قادیان ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ الخ دیکھو جواہر الاسرار (اغلباً جواہر الاسرار) مؤلفہ شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی کدعہ در اصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے۔ لاہذا کیونکہ کثرت استعمال سے کدعہ کا قادیان بن جانا بہت آسان ہے۔

اب وقت مسیح موعودؑ اور مقام اور نام تینوں ہی قرآن شریف سے ثابت ہو گئے ہیں۔ اب کوئی شخص مسلمان کہلا کر جناب مرزا صاحب کے دعوےٰ مسیحیت سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا یہی حق ہے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔

میر مدثر شاہ ایل ایس جالل کشمیر مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۱۵ء

اس تحریر سے مندرجہ ذیل امر ثابت ہو گئے۔

(اول) ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ... میں ...

اور مسیح موعودؑ ہیں اور تمام مفسرین کا اس پر اتفاق
(دوم) مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد
میں رسول کا ذکر ہے وہ وہی رسول ہے جو ھو الذی
ارسل رسولہ بالھدیٰ میں مذکور ہے (سوم) ان دونوں
آیات کو ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ کا
نام احمدؐ ہے اور یہ کہ وہ رسول ہیں (جزوی اور ناقص
امتی ذکر نہیں کیا گیا) چہارم۔ ان دونوں آیت
کا مصداق حضرت احمد مسیح موعودؑ ہیں۔ پنجم۔ اس
احمدؐ سے اگر کوئی احمدؐ مراد ہوں تو سید مدثر شاہ صاحب
وغیرہ کا کوئی حرج نہیں۔ ششم۔ حضرت مسیح علیہ السلام
نے آیۃ مبشراً میں اپنے مثیل کی بشارت دی ہے
اور اس کا نام احمدؐ بتایا ہے۔ ہفتم اور یہ کہ حضرت
صاحب ہی احمدؐ ہیں یہ خدا کی وحی سے ثابت ہے
کیونکہ وہ احمدؐ تھے۔ تو خدا نے بھی آپ کو احمدؐ
کے نام سے پکارا جیسا کہ یا احمد فاضت الرحمۃ
علیٰ شفتیک۔ سے ثابت ہے۔ ہشتم۔ مسیح موعودؑ
کے ظہور کا وقت بھی یہی ہے۔ یعنی تیرہ سو سال قمری
کے بعد۔ جیسا کہ مؤلف تفسیر معالم الاسرار نے
صحابہ کرامؓ کے حوالہ سے سورۂ شوریٰ کے حروف
مقطعات ع۔ س۔ ق۔ کی تفسیر میں لکھا ہے۔
کہ ع سے مراد عیسیٰؑ۔ اور س سے مراد مسیحؑ ہے
جو تیرہ سو سال شمسی (قمری) پر آئیگا۔ دیکھو تفسیر مذکور۔
اور سید مدثر شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میرے نزدیک
ق سے مراد قادیان ہے اور اس کا ثبوت جواہر الاسرار
کی حدیث سے پیش کیا۔ نہم۔ سید مدثر شاہ صاحب
کے نزدیک مسیح موعودؑ کا وقت۔ مقام۔ اور
نام تینوں ہی قرآن شریف سے ثابت ہیں۔ پس
اب کوئی شخص جناب مرزا صاحبؑ کے دعوے مسیحیت
سے مسلمان کہلا کر انکار نہیں کرسکتا۔ ہاں کافر ہو کر جو
چاہے کرے۔ دہم۔ میر مدثر شاہ کے نزدیک حق
[illegible]۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔ اس حق
[illegible] کے بعد انکار کرنا اگر ضلالت نہیں

اب ہم چاہتے ہیں کہ سید مدثر شاہ صاحب
اور مولوی محمد یمین صاحب سے استفسار کریں۔
(اول) کیا جو تحریر میر مدثر شاہ صاحب کی طرف سے
اخبار الحکم میں شائع ہوئی ہے وہ اسکی تقریر و تحریر ہے
یا مولوی محمد یمین صاحب نے از خود میر مدثر شاہ صاحب
کے نام پر شائع کردی۔ جیسا کہ میر مدثر شاہ صاحب
کو جب قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے ایک
موقعہ پر دارالمکتب احمدیہ پشاور میں یہ تحریر پیش کی تو اس
نے یہی جواب دیا۔ ہر دو حلفاً جواب دیں یہ تحریر و
تقریر کس کی ہے؟
(دوم) اگر میر مدثر شاہ صاحب کی ہے تو
اس نے انکار کیوں کیا۔ اور اگر میر صاحب کی نہیں۔
تو مولوی صاحب نے کیوں اس کی طرف منسوب کرکے
شائع کی
(سوم) خواہ تقریر و تحریر کسی کی ہو بہرحال
جس نے از روئے قرآن و حدیث حضرت صاحب
کو ان دو آیات کا مصداق نبی اور رسول اور مصداق
اسمہ احمد بیان کیا اور ق سے مراد قادیان لیا۔
اور ان امور سے انکار کفر اور ضلالت قرار دیا۔
کیا درحقیقت یہ اس شخص کا ایمان اور عقیدہ تھا جو اس نے
مولوی عبد الرحمٰن صاحب و اہل دانہ و ناظرین الحکم
کے سامنے پیش کیا۔ یا خلاف اپنے ایمان اور عقیدہ
کے یہ باتیں تحریر کرکے ان سب کو دھوکا دیا
(چہارم) اگر مقرر و محرر کا اس وقت یہی عقیدہ
و ایمان تھا۔ اور آج اس کا یہ عقیدہ اور ایمان نہیں
تو کیا وہ خود اپنی تحریر کے بموجب اس حق کا انکار کرکے
مسلمان کہلا سکتا ہے؟ اور
(پنجم) اگر ان کا یہ عقیدہ اب بھی ہے یعنے
سید مدثر شاہ صاحب اور مولوی محمد یمین صاحب
دانوں کا تو وہ جناب مولوی محمد علی کو کیا خیال کرتے
ہیں جب کہ وہ اس حق کا انکار کرنے والوں
میں سے ایک ہیں۔
(ششم) جب کہ حضرت محمودؓ اور احمدیوں
کا اب بھی یہی عقیدہ ہے تو کیا میر صاحب یا مولوی
صاحب کا اس امر میں ان سے اتفاق ہے؟ یا
اختلاف؟
(ہفتم) اگر اختلاف ہے تو کیا وہ تسلیم کرتے ہیں
کہ انہوں نے بنا بر [illegible] عقیدہ تبدیل کیا ہے [illegible]
[illegible]
ہے تو وہ [illegible]
[illegible] عقیدہ تبدیل کیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
اور [illegible]

[illegible] سوالات کے جواب
جواں سے [illegible]
[illegible]
کردیں [illegible]
کی سعی کرینگے؟

معذرت

۔ ۱۳ مارچ کا پرچہ نمبر ۱۰ وقت
پر طبع ہوگیا تھا۔ گر بوجہ آمد مہمانان بتقریب جلسہ سالانہ
روانہ نہیں کیا گیا۔ اس خیال سے کہ کثیر احباب جو جمعہ
کے دن ۱۴ مارچ تک آچکے تھے۔ یہ پرچہ یہاں ہی تقسیم
کردینگے اگر روانہ کیا گیا تو کسی کو نہ ملیگا۔ مگر افسوس ہے۔
کہ جلسہ پر آئے ہوئے دوستوں کو بوجہ مصروفیت جلسہ
سوائے چند کے یہ پرچہ تقسیم نہ ہوسکا۔ اس لئے اس نمبر کے
ہمراہ جن کو یہ پرچہ نہیں دیا گیا تھا ارسال کیا جاتا ہے۔
۱۳ مارچ کے بعد ۲۰ مارچ کا پرچہ نہیں چھاپا گیا
کیونکہ اس کے ایڈیٹ کرنے کی فرصت نہ ملی۔ ۲۷ مارچ
کا پرچہ شائع کردیا ہے جو جمعہ سے آئندہ انشاء اللہ
بدستور وقت مقررہ پر نکلتا رہیگا۔ لہٰذا احباب سے اس
تاخیر کی جو عمداً نہیں بلکہ معذوری سے معافی
چاہتا ہوں۔

(ایڈیٹر)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا نمبر وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۳ - اپریل سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۲

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں اور دو تین ہفتہ میں سے حضور نے فرمانا شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کی صحت میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرماوے۔ آمین

اخویم مولوی فضل الدین صاحب کا نکاح اخویم بھائی شیخ عبدالرحیم صاحب کی دختر نیک اختر سے بتقرر مہر آٹھ سو روپیہ جسمیں زیور بھی (جو دیا جائیگا) داخل ہے ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء کو حضور فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھایا۔

جنازہ غائب۔ برادرم شیخ فضل حق صاحب پٹواری ساکن کی نیک بی بی طویل علالت کے بعد فوت ہو گئی ہیں احباب جنازہ غائب پڑھکر ثواب حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ مرحومہ کو مغفرت اور شیخ صاحب کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

مرقع ثنائی

اسمیں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کو جسمیں اس نے مسیح موعود علیہ السلام سے آخری فیصلہ والی تجویز مباہلہ کو منظور کیا تھا۔ اور اس اخبار کو کسی کو نہ دیتا تھا۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اصل پرچہ بہم پہنچاکر حرف بحرف مطابق اصل نقل کرکے طبع کرا دیا تھا۔ جو ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اس پرچہ کا ہر ایک ۔۔۔ احمدی کے پاس موجود ہونا ضروری ہے۔ اور پہلا ایڈیشن قریب الختم ہے۔ اسلئے اب دوسری بار طبع کرنے کا انتظام کیا ہے اور دوسرا ایڈیشن دو قسم کے کاغذ پر ہوگا ایک احمدی احباب کے اپنے پاس رکھنے کے لئے جو قسم اول کاغذ عمدہ سفید اعلیٰ پر ہوگا۔ اور دوسرا غیر احمدیوں میں بکثرت تقسیم کرنے کے واسطے۔ قسم دوم کاغذ حنائی پر طبع ہوگا۔ قسم اول کی قیمت ۴ ہر ۔۔۔ قسم دوم ۔۔۔ علاوہ محصولڈاک ہوگی۔ کاپیاں بہت جلد تیار ہیں تقسیم کرنیوالے احباب فوراً دفتر فاروق میں اطلاع دیں کہ وہ تقسیم کرنے کے واسطے کتنی کتنی کاپیاں خرید ینگے تاکہ اسی قدر تعداد میں تقسیم کرنے والے کاغذ پر طبع کر دیا جائے۔ یہ ایک عظیم الشان نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور امرتسری اہلحدیث کی تکذیب کا ہے۔ جو قیامت تک دنیا میں یادگار رہیگا احباب فراخدلی سے اس کو غیر احمدیوں میں اسی کثرت سے پہنچا دیں۔ جس کثرت سے امرتسری نے اصل واقعہ کو چھپایا ہوا ہے اس اخبار کے پرچہ کو نہ دکھاکر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالا ہے۔ ثناء اللہ اصل پرچہ کو دیکھکر اور ہمیں کے ساتھ امرتسری کا مرقع پڑھکر سلیم الطبع انسان ہدایت یاب ہونگے۔

ملفوظات احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ
[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت
[illegible] کرتے ہیں۔ ہم تو اسلام کے مزدور ہیں۔ میرا نام
غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) رکھا۔ میرے والدین
کیا خبر تھی کہ اس میں کیا راز ہے۔ اور یہ جو خدا تعالیٰ نے
بتایا کہ مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہے۔ اس میں یہی ستر
[illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ دکھلائی
[illegible] وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مسیح تھا۔ اور یہ
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مسیح۔ وہ
[illegible] اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے اور
[illegible] وقت کے لئے اور یہ مسیح کل دنیا کے لئے اور
[illegible] ہے۔ کیونکہ یہ مسیح اس عظیم الشان نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کا ہے جو انی رسول اللہ الیکم جمیعاً
[illegible] ہے۔

یہ [illegible] واقعات اور عیسائیوں کے مسلمات کے لحاظ
[illegible] اس لئے انکو ماننا پڑا کہ مسیح کا دوسرا [illegible]
[illegible] ہے۔

یہودی یہ مانتے ہیں کہ دوسرا مسیح بڑھکر ہوگا۔ بلا
باتوں سے برافروختہ ہوتے ہیں مگر انہیں کیا معلوم ہے
کہ خدا تعالیٰ کے ان کلمات سے عرش پر خوشی کرتے ہیں
[illegible] سلف پر حجت نہیں کہ آج یہ حجت پوری ہو
[illegible] ہے کیونکہ ان کو کچھ لکھ کر دیا گیا اور نشانات سے ثابت
[illegible] گیا۔

اگر میں اسلام کو مٹانا چاہتا تو کیا خدا تعالیٰ میرے دل
[illegible] نہیں جانتا تھا پھر اس نے اسقدر تائیدات سے
[illegible] کیوں [illegible] کیا۔ کیا خود خدا اسلام کا دشمن ہے
نہیں یہ لوگ جو میری مخالفت کرتے ہیں یہ اسلام کے دشمن
[illegible] دشمنی میں حد سے بڑھ گئے ہیں
[illegible] سے اسلام کی صداقت اور عظمت کو
[illegible] قائم کیا ہے۔

کوئی ان سے پوچھے کہ خدا جھوٹوں کے ساتھ ایسی کارروائی
کیا کرتا ہے کہ اسقدر مہلت دی۔ اور تائیدات سے ان کی سچائی
پر گواہ ٹھہرے۔ مجھ سے چھوٹی عمر کے صدہا آدمی یہاں مر
چکے ہیں تو کیا خدا ایک مفتری اور دشمن اسلام کے ساتھ
ایسا ہی سلوک کرتا کہ اس کی عمر اور صحت میں برکت دیتا [illegible]
دیکھ لو کہ منہاج نبوت پر کونسی کارروائی ہے جو [illegible] نے
اس سلسلہ کے لئے نہیں کی۔

ہم گورنمنٹ سے نیکی کے مرلے نیکی کرتے ہیں [illegible]
فروشی نہیں کر سکتے۔ اور جو کچھ ہم گورنمنٹ کے متعلق کہتے
ہیں اور تعلیم دیتے ہیں۔ منافقانہ طور پر نہیں کہ اگر گورنمنٹ
سے ملے تو کہدیا کہ خونی مہدی سے منکر ہیں ورنہ حدیثیں
مجروح ہیں۔ اور گھر آئے تو کہدیا کہ وہ حدیثیں صحیح ہیں
ہم ہرگز اس بات کی پرواہ نہیں کر سکتے۔ لوگ کیا کہتے ہیں
جو امر حق ہے۔ اسکے اظہار سے ہم رک نہیں سکتے۔

جب صادق کے دشمن کثرت سے ہو جاتے ہیں تو سمجھ لو کہ
اب کرامت ظاہر ہوگی۔ اگر کاذب کے دشمن کثرت سے
ہوں تو اس کی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے۔

مسیح موعود کیلئے جو لکھا ہے کہ وہ دو فرشتوں کے ساتھ
اترے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہری اور باطنی
طور پر اسکو محفوظ رکھیگا۔ اور ملائکہ اسکے ساتھ ہونگے
ورنہ مامور کے ساتھ تو ہزاروں ملائکہ ہوتے ہیں جو دنیا میں
کام کرتے ہیں۔ اسوقت جو عالمگیر تحریک ہو رہی ہے
یہ ملائکہ ہی کا کام ہے۔ ایسی جگہوں سے خطوط آتے ہیں
جہاں ہمیں وہم بھی نہیں ہوتا کہ کوئی اطلاع ہوگی۔

مسیح کا نزول دو چادروں میں

زرد چادروں سے مراد اگر یہی
ہو جو ہمارے مخالف بیان
کرتے ہیں تو پھر عام ہندو
جوگیوں اور مسیح میں مابہ الامتیاز
کیا ہوگا۔ اصل میں خدا کی چادر اپنے الگ معنے
رکھتی ہے۔ اور وہ یہی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے مجھے
[illegible] ہیں کہ دو زرد چادروں
[illegible] لاحق حال ہیں۔

تبلیغ اور [illegible] کی تقسیم

[illegible] تین قسم [illegible] عوام۔ متوسط درجہ [illegible] امراء۔ عوام عموماً
کم فہم ہوتے ہیں۔ ان کی
سمجھ موٹی ہوتی ہے اس لیے ان کو سمجھانا بہت ہی مشکل
ہوتا ہے۔ امراء کے [illegible] سمجھانا بھی مشکل ہوتا ہے کیونکہ
وہ نازک [illegible] ہوتے ہیں اور جلد گھبرا جاتے ہیں اور
ان کا تکبر و تعلی اور بھی بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اسلئے ان کے
ساتھ گفتگو کرنے والے کو چاہیئے۔ کہ وہ ان کے طرز
کے موافق ان سے کلام کرے یعنے مختصر مگر پورے مطلب
کو ادا کرنے والی تقریر ہو [illegible] مدلل۔ مگر عوام کو تبلیغ
کرنے کے لیے تقریر بہت ہی صاف اور عام فہم ہونی
چاہیئے۔ رہے اوسط درجہ کے لوگ زیادہ تر یہی گروہ اس
قابل ہوتا ہے۔ کہ ان کو تبلیغ کی جاوے وہ بات کو سمجھ سکتے
ہیں۔ اور ان کے مزاج میں وہ تعلی اور تکبر اور نزاکت بھی
نہیں ہوتی۔ جو امراء کے مزاج میں ہوتی ہے۔ اسلئے انکو
سمجھانا بہت مشکل نہیں ہوتا۔ (الحکم جلد ۶ مورخہ ۲۴ مارچ و ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء)

احمدیہ ڈائرکٹری

اسکے متعلق احباب کی خدمت میں پھر تاکید اعلان ہے کہ وہ بہت جلد
اپنے نام گرامی اس ڈائرکٹری میں درج کرنے کے واسطے دفتر فاروق
میں ارسال کریں ورنہ [illegible] نام ساتھ بھیجدیں اس لیے ان کا نام
بھی درج ہو جائیگا۔ اور کتاب ڈائرکٹری مفت ملیگی۔ مفید اور نفع
کا سودا ہے۔ احمدی دوست مندرجہ ذیل امور لکھکر معہ نقشہ
ارسال کریں۔
پورا نام مفصل پتہ معہ ڈاکخانہ و ضلع۔ کس سال بیعت کی۔
بیعت کرکے مسیح موعود کو دیکھا یا نہیں۔ اسوقت کیا کام کرتے ہیں۔
خواندہ یا ناخواندہ۔ سلسلہ کے کس کس اخبار کے خریدار ہیں۔
ہر ایک احمدی دوست اس ڈائرکٹری کی تکمیل میں کوشش کرے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۳۰ - اپریل ۱۹۱۹ء

نبیوں کے سردار محمد رسول اللہ

یوں تو ہر ایک شخص اپنے مذہب کے بانی اپنے ہادی و رہنما کو اعلےٰ و افضل سمجھتا ہے۔ لیکن ہم مسلمان خدا کے فضل سے پیشتر دلائل اسبات پر رکھتے ہیں کہ ہمارے پیشوا۔ ہمارے راہبر راہ ہدیٰ۔ محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) فی الواقعہ تمام راستبازوں کے امام تھے۔ اور ان تمام کمالات کے جامع جو مختلف زمانوں میں مختلف پاکباز حاصل کرتے رہے۔

ہر شخص کی خوبی اور شان محبوبی تین طریق پر رکھی اور پرکھی جا سکتی ہے۔ اوّل یہ کہ اس کی ذات میں کیا کیا صفات ہیں۔ دوم یہ کہ اس سے مخلوق کو کیا فیض پہونچا۔ سوم یہ کہ خدا تعالیٰ کا اسکے ساتھ کیا معاملہ ہے۔

آپ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق تو آپ کے مخالفین کی شہادت پیش کی جا سکتی ہے کہ وہ بھی آپ کی پاکبازی اور صداقت کے مقر تھے چنانچہ جب حضور نے صفا پر چڑھ کر تمام قبیلوں کو بلایا اور وہ جمع ہوئے۔ تو ان سے پوچھا کہ اگر میں کہوں۔ کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک زبردست لشکر آ رہا ہے تو کیا تم مانو گے یا نہیں؟ سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا ہم ضرور آپ کی بات پر یقین کریں گے۔ کیونکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ استباز پایا۔ ما جربنا علیک الکذب۔ کبھی آپ سے جھوٹ صادر نہیں ہوا۔

پھر جب آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اور آپ کو اپنے نفس کی بابت اندیشہ ہوا تو آپ کی محرم راز۔ ہمدم و دمساز غمخوار بی بی خدیجۃ الکبریٰ نے جواب آپ کو دیا۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ تحمل الکل وتکسب المعدوم۔ آپ غریبوں کی دستگیری کرنیوالے تھے ماندوں کے آرام پہنچانیوالے۔ وہ اخلاق جو معدوم ہو رہے تھے۔ ان کو از سر نو زندہ کرنے والے یہ ایک شے ہے۔ ان اخلاق کریمہ و صفات حمیدہ کا جو آپ میں پائی جاتی تھیں۔ جن کے سبب دوست تو کیا دشمن بھی مداح تھے۔ جبھی تو جب عیسائی بادشاہ کے سامنے جب آپ کی نسبت آپ کے اس وقت کے ایک مخالف سے دریافت کیا گیا۔ کہ دعویٰ سے پہلے بھی کبھی اس کا کوئی جھوٹ دیکھا تھا تو اسے کہنا پڑا۔ کہ ہرگز نہیں۔ اور رحلت کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی زوجہ محترمہ کی گواہی ہے کہ کان خلقہ القرآن۔ جو کچھ قرآن میں ہے آپکی زندگی اس کی تفسیر تھی۔ یہ اس عفیفہ کی شہادت ہے۔ جس سے اپنے کسی قسم کے جذبات و حالات بھی آپ چھپا نہ سکتے تھے۔ اب ہر ایک منصف مزاج غور کر سکتا ہے۔ کہ مخلوقات کے ساتھ جسکے ایسے تعلق ہوں اور جو ایسے اعلےٰ درجہ کے تقوے پر قدم زن ہو کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ دانائے نہاں و آشکارا۔ خالق و پروردگار پر افترا کرے اور اعلان کرے کہ وہ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ حالانکہ فی الواقعہ ایسا نہ ہو۔

یہ تو ذاتی کمالات کا ذکر ہوا۔ اب آپ دیکھئے کہ حضور انور کے فیض صحبت نے عرب کے لوگوں کو کیا سے کیا بنا دیا۔ مسدس حالی ہی پڑھ لیجئے۔ کہ زمانہ جاہلیت میں ان کی کیا حالت تھی۔ اور پھر وہ کیا سے کیا بن گئے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ نہ صرف عرب کے بلکہ عجم کے بادشاہ ہو گئے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین و آتش پرست دونوں مذاہب کے مرکز ان کے قبضہ میں آ گئے۔ اور وہ حکومت کرنے لگے۔ قسم قسم کے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ میں مبتلا تھے۔ جاہل اعلان صالح الاعمال ہو گئے۔ وہی جو جاہل سمجھے جاتے تھے دنیا کے ایک بڑے حصے کو حکمت سکھانیوالے بن گئے کس کی طفیل۔ صاف ظاہر ہے۔ نبیوں کے سردار محمد رسول کی تعلیم سے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ترٰھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ۔

پھر آپ کا یہ فیض آپ کی زندگی تک ہی محدود نہ رہا بلکہ اس تعلیم پر چلکر لوگ دنیا میں بادشاہ بنے۔ اور دین میں اولیاء و حقائق آگاہ۔ وہ خدا جو بنی اسرائیل کے نبیوں سے ہمکلام ہوا۔ اس نے آنحضرت کے امتیوں کو شرف مکالمہ و مخاطبہ بخشا۔ ان کے ہاتھوں پر تم نشان ظاہر ہوئے۔ جو ہستی باری تعالےٰ کو ثابت کرنیوالے تھے اور کوئی زمانہ خالی نہ گیا۔

یہ فیضان بتا رہا ہے کہ آپ کے ساتھ ہر گی بخش علم [illegible] اور میں۔ اسی سے نہیں [illegible] کیا معاملہ ہے۔ اس سخرۃ خیر [illegible] ماودعک ربک [illegible] چھوڑنے کا۔ ہر وقت الاولیٰ۔ تیرا ہر [illegible] حال پہلی سے بہتر ہو گی [illegible] کی رحمت [illegible] ہے۔ بہتر ہو گی [illegible] ما مت [illegible] ترقی جیسا کہ ہم اپنی آنکھوں سے [illegible] دونوں [illegible] نیا نیا علم نکلتا ہے۔ وہ قرآن الفا [illegible] نہ کہ تکذیب۔ جو وا تعبی روز نما ہوتا [illegible] تصدیق [illegible] کو اسی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ اسپنا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر جو کچھ فرمایا تھا وہ حق و حکمت سے [illegible] موجودہ جنگ نے جو کچھ یورپ کو سکھایا اسکی تصدیق کی حاجت نہیں یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ محمد صلے اللہ تمام نبیوں کے سردار ہیں۔ اور دنیا کے تمام مذاہب والے اتحاد کے لئے اگر کسی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو سکتے ہیں تو وہ آپ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) [illegible]

اور کوئی ایسی صداقت نہیں جو آپ کی تعلیم میں موجود نہ ہو۔ پس جو غیروں کے پاس متفرق طور پر ہے وہ جمع شدہ اکمل طور پر اسلام میں ہے۔ فادخلوا فی السلم کافۃ ۔ (اکمل)

احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھ کو خدا تعالیٰ نے ... باتوں کا حکم کیا ہے۔ اول پوشیدہ اور ظاہر خدا کا ڈر رکھنا ہے۔ سچ انصاف کی بات کہنا خواہ خفگی کی حالت ... کی۔ تیسرے درمیانی چال چلنا تنگی کی حالت ... ۔ چوتھے۔ جو کوئی میل طلب توڑے تو ... رہنا۔ پانچویں جو کوئی محروم رکھے ... تاہم اس کو محروم نہ رکھنا اور دینا ... کرے اس سے بدلا نہ لینا اور درگذر ... کرنا۔ ... اور غور و فکر مخلوقات الٰہی کا۔ نویں جب یاد الٰہی اور نصیحت اور نیکی کے ساتھ ہو۔ جس میں کیجاوے۔ تو عبرت ...

(۲) جو کوئی فتنہ و فساد ... نہ ہو ۔

(۳) ... سے ملے رہنا نیک بخت ہے ... ایک تو بہائی بندوں سے محبت بڑھتی ہے ... آپس کے جھگڑے نہ ہونے سے مال ... دوسرے ... تیسرے بسبب نزاع ہونے رنج اور ... ہوتی ہے ۔

(۴) ... اگر سچا امانت دار کا حشر قیامت کے دن ... نبیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

(۵) جب کوئی بیوپاری کسی جگہ غلہ اسباب بیچنے کی غرض ... سے آوے ... جا کر نہ ... کر خود سستا خرید ... جب وہ بازار میں آجاوے تب ...

... اپنی ... نہ ہو ... کر کے خود ... کر

اور جو کوئی سگائی اپنی کرتا ہو۔ خود اپنی سگائی کر کے اسکی سگائی نہ توڑے۔

(۷) جو کوئی کسی سے قرض لیوے اس ارادے سے کہ ادا کر دوں گا۔ تو خدا اسے ادا کرنا آسان کر دیگا۔ اور جو اس ارادہ سے لے کہ خرچ کر ڈالوں گا۔ اور ادا نہ کروں گا تو خدا اس پر تنگی ڈالیگا اور وہ برباد ہو جائیگا ۔

(۸) ... دو آنکھوں کو دوزخ کی گرمی نہ پہونچیگی جو ایک تو خدا کے ڈر سے رو پڑتی ہے۔ اور دوسری ... کے راستہ میں ... ہے ۔

(۹) جو کوئی بوڑھے آدمی کی تعظیم و تکریم کرے تو جب وہ بڈھا ہوگا۔ اس کی بھی تعظیم و تکریم ہوگی ۔

(۱۰) دو آدمی کی خوراک تین شخصوں کے لئے کافی ہے اور تین کی چار کے لئے۔ اور چار کی آٹھ آدمیوں کے لیے

(۱۱) دانتوں کو خوبصورتی کے لیے روشن کرنا اور سوئی سے بدن کو کھود کر نیل یا سرمہ بھرنا اور زینت کیلئے (یا سفیدی) دور کرنے کے لئے بال اکھاڑنا۔ چاہیئے۔

(۱۲) کوئی کسی کے گھر میں اسکے بغیر اذن کے نہ جھانکے جو بلا اذن جس گھر کو جھانکیگا۔ وہ اس گھر کا چور ہے۔

(۱۳) بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ پیاسے کو پانی پلاؤ۔ نیک کام کے لئے کہو۔ برائی سے روکو۔ اگر یہ کام نہ کر سکو تو اپنی زبان کو ہی بُرا کہنے سے بند رکھو۔ اگر کچھ کہو بھی تو نیک بات کہو۔

(۱۴) جو کوئی علم طب کو نہ جانے اور کسی کا علاج کرے اور اسکے علاج سے کوئی مرجاوے تو اس پر دیت لازم آتی ہے۔ دیت اس مال کو کہتے ہیں کہ کسی نفس کے قتل کرنے کے بدلے میں دیا جاوے ۔

(۱۵) تین آدمی بہشتی نہیں ہیں۔ ایک نشہ باز۔ دوسرا ناطوں سے توڑنیوالا۔ تیسرا جادو کو سچ جاننے والا

(۱۶) تین آدمیوں پر جنت حرام ہے۔ ایک شرابی۔ دوسرا ماں باپ کا نافرمان۔ تیسرا دیوث جو اپنے گھر میں بدکاری کو روا رکھے ۔

(۱۷) جو کوئی رسی لے کر جنگل سے لکڑیوں کا بوجھا باندھ کر اپنی پشت پر اٹھا کر لاوے۔ اور اپنی گذر اپنی آبرو رکھ کر کرے وہ اس بات سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے لوگ اس مانگنے پر اسے دیویں یا نہ دیویں ۔

(۱۸) جو خدا کے واسطے پناہ چاہے اسے پناہ دو۔ جو خیرات مانگے اُسے خیرات دو۔ جو دعوت کرے اسے قبول کرو۔ جو کوئی تم پر احسان کرے۔ اس کا بدلا نیک دو اگر ایسا موقعہ نہ ملے۔ تو اس کے لئے خدا سے یہاں تک دعا کرو کہ تمہارا دل گواہی دے کہ ہم نے دعا میں اس کا بدلا ادا کر دیا ۔

(۱۹) تین شخص دعا کریں یا بد دعا کریں۔ ان کی دعا ... قبول ہوتی ہے۔ ایک تو باپ کی بیٹے کے حق میں دوسرے مسافر کی۔ تیسرے ستم رسیدہ کی ۔

(۲۰) سیدھے کام کرو۔ اور عمل میں میانہ روی اختیار کرو اول روز۔ آخر روز اور آخر شب میں عبادت کرو اور درمیانی چال تم کو تمام کاموں میں چلنا چاہیئے تاکہ تم منزل مقصود پر پہونچو ۔

(۲۱) شرکت نیکیوں کی اور مباورت بھلائیوں کی ہر ایک کو چاہیئے۔ مگر نیکی کے کام تسکین اور اطمینان سے عمدہ انجام پا سکتے ہیں۔ کاموں کو دوڑ دھوپ کے ساتھ جس سے مکروہات میں پھنسے۔ اور گھبراہٹ کے ساتھ جس سے ایذا میں مبتلا ہووے۔ کرنا نہیں چاہیئے ۔

(۲۲) جس شے کے کرنے سے خلجان یا خدشہ یا شبہ یا تردد تیرے دل میں گذرے۔ اُسے چھوڑ دے اور نہ کر ۔

(۲۳) میت کے ساتھ تین چیزیں اہل اور مال اور عمل جاتے ہیں۔ اور ایک چیز اس کے ساتھ رہتی ہے۔ دو اولٹ آتی ہیں۔ عزیز اقربا اور مال اولٹ آتے ہیں اور عمل اوسکے ساتھ رہتا ہے۔

(۲۴) مرنے کے وقت جب تجھ سے دنیا چھوٹے۔ اگر تجھ میں چار چیزیں ہوں تو کچھ ڈر نہیں۔ کسی کی امانت رکھی ہوئی چیز کی نگہبانی کرنا۔ اور سچ بات کہنا اور نیک عادت ہونا اور کھانے میں پرہیزگار رہونا ۔

(۲۵) جو کوئی دنیا میں بے رغبت کم سخن ہو اس سے ملنا چاہیئے۔ اسلئے کہ اس کو حکمت دی گئی ہے۔ جو بڑی نعمت ہے ۔

(کنز العمال)

معجزاتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)

سنن ابو داؤد میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قبل قیامت کے ترک مسلمانوں کے ایک شہر کو کہ مسلمانوں نے آباد کیا ہوگا۔ اور اسکے بیچ میں دجلہ ہوگا گھیر لینگے۔ اور سامان وہاں کے تین قسم کے ہو جائینگے۔ بعضے بادشاہ ترکی کی پناہ میں آجائینگے وہ ہلاک ہونگے۔ اور بعضے اسامال واسباب اور عیال واطفال لیکے بھاگیں گے وہ بھی ہلاک ہونگے اور بعضے ہتھیار لینگے۔ اور لڑینگے وہ شہید ہونگے انتہی مطابق اسکے واقع ہوا کہ ترکان تتاری نے شہر بغداد کو کہ بیچ میں اسکے دجلہ ہے۔ عہد مستعصم باللہ خلیفہ عباسی میں آکے گھیرا۔ اور خلیفہ بغداد اور قاضی وغیرہ پناہ جاہ کے بادشاہ اتراک کے پاس حاضر ہوئے۔ اس ظالم نے جب بغداد سے کوچ کیا دوسری منزل میں ان سب کو قتل کیا۔ اور کچھ لوگ معہ اہل وعیال بھاگ گئے۔ وہ بھی مارے گئے اور تباہ ہوئے۔ اور ایک جماعت نے جہاد کیا۔ ان کا چہرہ گلگونہ شہادت سے رنگین ہوا ۔

(۲)

عمار بن یاسر کے لئے آپنے فرمایا کہ گروہ باغیوں کا انہیں قتل کریگا۔ مطابق اس کے واقع ہوا۔ کہ وہ حضرۃ علیؓ کے ساتھ تھے۔ اور لشکر معاویہ کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔

(۳)

آپنے خبر دی تھی کہ حضرت عثمان بلوے میں شہید ہونگے۔ مطابق اس کے واقع ہوا۔

(۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں آپنے شہادت کی خبر دی تھی کہ قاتل ان کا سر میں تلوار مارے گا۔ ڈاڑھی پر خون بہیگا۔ مطابق اسکے ہوا ۔

(۵)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں آپنے فرمایا تھا کہ ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادیگا۔ مطابق اس کے ہوا کہ حضرت امام حسن نے حضرت معاویہ سے صلح کرلی ۔

(۶)

حضرت امام حسین کے لئے آپنے خبر دی کہ کربلا میں شہید ہونگے۔ مطابق اسکے ہوا

(۷)

فتح بیت المقدس کی آپنے خبر دی تھی۔ سو حضرت عمرؓ کے وقت میں فتح ہوا ۔

(۸)

آپنے خبر دی تھی کہ سفید محل کسریٰ میں جو خزانہ ہے مسلمانوں پر تقسیم ہوگا۔ مطابق اسکے عہد حضرت عمرؓ میں ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے شہر مدائن دار السلطنت یزدجرد بادشاہ فارس کو فتح کیا۔ اور محل سفید کا خزانہ کہ اسی شہر میں تھا۔ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

(۹)

خارجیوں کے ظہور اور ہونے ذو الثدیہ کی انہیں اور ان کے مقتول ہونے کی بدست اشخاص اہل حق آپنے خبر دی تھی۔ مطابق اسکے عہد حضرت علی میں واقع ہوا کہ خارجیوں نے جہاد کیا۔ عبداللہ بن وہب ان کا سردار تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لشکران پر لیجاکے انہیں قتل کیا۔ حضرت ابو سعید خدری راوی اس حدیث کے حضرت علی کے ساتھ تھے۔ اور ذو الثدیہ کہ اس کا ایک ہاتھ مثل پستان عورت کے تھا جیسا کہ آپنے ارشاد کیا تھا۔ خارجیوں میں پایا گیا ۔

(۱۰)

رافضیوں کے پیدا ہونے کی خبر آپنے دی تھی۔ اور فرمایا کہ وہ لوگ سلف کو برا کہینگے۔ اور حضرت کو بہت برا بتا وینگے۔ مطابق اسکے ہوا۔ کہ حضرت علی کے وقت میں باغوائے عبداللہ بن سبا فرقہ روافض پیدا ہوا

(۱۱)

حضرت عمرؓ کی نسبت آپنے خبر دی تھی کہ فتنہ اور فساد کے سبب سے بند رہیگا یعنے دین اسلام کا انتظام ان کے عہد خلافت تک خوب رہیگا۔ مطابق اسکے ہوا ۔

(۱۲)

آپنے خبر دی تھی کہ کنگن بادشاہ فارس کے سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں پہنائے جاوینگے۔ مطابق اس کے حضرت عمرؓ کے عہد میں ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے غنائم فارس میں کنگن یزدجرد بادشاہ کے بھیجے تھے حضرت عمرؓ نے سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے اتنے بڑے تھے کہ سراقہ کے کندھوں تک پہونچے۔

بعضوں کو اس مقام میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ کنگن سونے کے تھے۔ اور زیور پہننا مردوں کو مطلقاً حرام ہے۔ بالخصوص سونے کا۔ پھر حضرت سراقہ نے وہ کنگن کیسے پہنے۔ اور حضرت عمرؓ نے کیسے پہنائے سو جواب یہ ہے کہ سراقہ ان کنگنوں کو پہنے نہیں رہے۔ بلکہ حضرت عمرؓ نے واسطے تطبیق خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سراقہ کے ہاتھوں میں ڈال دیئے تھے۔ پھر سراقہ نے اتار ڈالے ۔

(۱۳)

آپنے خبر دی تھی کہ مصر فتح ہوگا۔ اور ابوذر سے کہا تھا کہ مصر میں تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا دیکھوگے۔ تب وہاں سے چلے آئیو۔ مطابق اسکے واقع ہوا۔ کہ حضرت عمرؓ کے وقت میں مصر مفتوح ہوا۔ اور حضرت ابوذر نے ایک دن عبدالرحمن بن شرحبیل بن حسنہ اور ربیعہ کے بھائی کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتا دیکھا۔ اور وہاں سے چلے آئے۔

(۱۴)

حضرت عمرؓ کے لئے آپنے فرمایا تھا کہ شہید ہونگے مطابق اس کے ہوا۔ ابو لؤلؤ مجوسی کے ہاتھ سے کہ نماز پڑھتے صبح کے وقت اس نے زخمی کیا۔ شہید ہوئے۔

(۱۵)

عدی بن حاتم سے آپنے فرمایا تھا کہ [illegible]

...اسلام کے لئے اس طرح امن ہو جائیگا کہ تم ... ایک عورت تنہا کجاوہ شتر پر سوار ہو کے ... کے لئے آویگی - اور کچھ خوف اس کو سوائے ... کسی کا نہ ہوگا (مطابق اسکے ہوا - اور عدی بن حاتم ... ن شتر سوار کو کر تنہا حیرہ سے حج کے لئے آتی تھی ... ہا -

(۱۶)

... نے خبر دی تھی کہ احجار الزیت پر کہ پتھر ہیں ایک ... ت مدینے کے چھنے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ... پڑا ہے - خون بہیگا - مطابق اس کے عہد یزید پلید ... ں واقعہ حرہ وہیں واقع ہوا - مدینے کے لوگ یزید سے ... خوف ہو گئے - اور اس کے حاکم اور سب بنی اُمیہ کو ... مدینے سے نکال دیا - تب یزید نے مسرف بن عقبہ کو ... بڑا لشکر خونخوار لے کر مدینے پر بھیجا - اور اس نے ... سکے بڑی خونریزی کی اور نہایت ظلم کیا - خون احجار الزیت ... پہنچا - حرہ کہتے ہیں - پتھریلی زمین جلی ہوئی کو ایسی ہی ... پر واقع ہوئی تھی - لہذا واقعہ حرہ اس کا نام ہوا -

(۱۷)

... نے خبر دی تھی کہ میری اُمت کے لوگ دریائے شور ... ں جہاز پر سوار ہو کر جہاد کرینگے - اور ام حرام بنت ملحان ... ان میں ہونگی - مطابق اس کے عہد حضرت عثمان رضی اللہ ... عنہ میں ہوا کہ بامارت حضرت معاویہ دریا میں جہاد ہوا - ... ام حرام بھی وہاں تھیں - بلکہ سواری کے اوپر سے ... گر کے وقت مر گئیں -

(۱۸)

... نے خبر دی تھی کہ ازواج مطہرات میں سب سے پہلے ... آپ سے ملحق ہونگی - جنکے ہاتھ لمبے ہونگے - یعنی بعد ... کے ازواج مطہرات میں سب سے پہلے وفات اُن ... کی ہوگی جو سخی ہیں - حدیث میں زیادہ ملبے ہاتھ ... کنایہ ہے زیادہ سخی سے - پہلے ازواج مطہرات ... حقیقی ہی سمجھیں - لیکن کوئی ہے ایسیں ہاتھ نا ... حضرت زینب کا سب سے پہلے انتقال ہوا - تب سمجھیں ... سے سخاوت تھی - اس لئے کہ

سب بیبیوں میں زیادہ دیکھا کی تھیں (مصلح)

عربستان کی تقسیم آٹھ صوبوں میں

اوّل حجاز - جو جزیرہ نمائے سینا کے جنوب اور بحر احمر کے کنارے کنارے واقع ہوا ہے -

دوم - یمن حجاز کے جنوب میں -

سوم - حضر موت بحر ہند اور یمن کے مشرق میں

چہارم - المہرہ حضر موت کے مشرق میں -

پنجم - عمان اس صوبہ کے شمال میں خلیج فارس ہے اور اس کے جنوب و مشرق میں بحر ہند اور اس کے جنوب و مغرب کی طرف المہرہ کا صوبہ واقع ہوا ہے -

ششم - الحسا جسے بحرین بھی کہتے ہیں - کیونکہ اس کے قریب اس نام کے مشہور جزیرے واقع ہیں - یہ صوبہ خلیج فارس کے کنارے کنارے حدود عمان سے لیکر دریائے فرات تک واقع ہے -

ہفتم - نجد جو شام کے ریگستانوں کے جنوب میں واقع اور کل وسط عربستان پر مشتمل ہے - حجاز اور الحسا کے بیچ میں یمامہ یا العروض ہے - جہاں الہجرہ یمامہ شہر تھا - اس قسمت میں اکثر پہاڑ اور ریگستان واقع ہوئے ہیں -

ہشتم - الاحقاف - جو عمان الحسا - نجد - حضر موت اور المہرہ کے بیچ میں ہے - ان مختلف صوبجات کی بابت ہمارا علم تحقیقاں نہیں ہے - بعض کے متعلق سیاحوں نے کم دریافت شروع کی ہے - لیکن بعض ایسے ہیں - جہاں تک کوئی سیاح نہیں پہنچا ہے -

---

افغانستان میں چند اہم گرفتاریاں

بمبئی کے مشہور اخبار ٹائمز آف انڈیا مطبوعہ ۲۲ مارچ کے کالموں میں اسکے ایک پشاوری نامہ نگار کی چٹھی محررہ ۵ مارچ ۱۹۱۹ء شائع ہوئی ہے - جو امیر کابل کی ہلاکت پر عجیب روشنی ڈالتی ہے - یہ نامہ نگار لکھتا ہے کہ ماہ فروری گذشتہ میں ہز مجسٹی امیر کابل جلال آباد کے قریب سیر و شکار میں مصروف تھے - اور ان کے ساتھ بہت سے دیگر سرداروں اور امرا کے علاوہ ان کا چھوٹا بھائی سردار نصر اللہ خان اور کمانڈر انچیف افواج افغانستان سردار نادر شاہ بھی تھے -

یہ پارٹی امیر متوفی کے ایک باغ میں مقیم تھی - اور اگرچہ اسجگہ کوئی خاص خطرہ نہیں تھا - مگر تاہم ہز مجسٹی کی جان کی حفاظت کے لئے ضروری انتظام کر دیا گیا تھا - اور بہت سے سنتریوں کا پہرہ لگا دیا گیا تھا مگر باوجود ان پہرہ اور حفاظتوں کے قاتل رات کے وقت خیمہ میں گھس گیا اور اس نے ایک ریوالور سے متوفی امیر کابل کا دماغ چور چور کر دیا -

اس واقعہ کے متعلق جو چٹھی سردار نصر اللہ خان نے وائسرائے ہند کو تحریر کی تھی - اس میں تحریر تھا کہ یہ قتل کسی نامعلوم قاتل نے کیا تھا - لیکن یہ بیان شبہ سے خالی نہیں کہا جا سکتا - کیونکہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے - سردار نصر اللہ خان قاتل کے امیر کے خیمہ میں جانے سے تھوڑی دیر بعد وہاں جا پہنچا تھا - ممکن ہے کہ سردار نصر اللہ خان کو یہ کہا گیا ہو کہ قاتل بھاگ گیا ہے - اور یہ بھی اس سے کہا گیا ہو کہ قاتل کا تعاقب کیا جا رہا ہے - کچھ بھی ہو اس کے بعد سردار نصر اللہ خان نے حکم دیا کہ سابق امیر کابل کی لاش کو دفن کرنے کے لئے جلال آباد پہونچایا جائے - جب امیر کی لاش جلال آباد میں پہونچائی گئی - اور سردار نصر اللہ خان نے اسکے دفن کرنے کا حکم دیا - تو مولویوں نے اُسے دفن کرنے سے اسوقت تک انکار کر دیا - جب تک کہ اس کا جانشین مقرر نہ ہو جائے - اسپر سردار نصر اللہ خان نے سردار نادر شاہ کمانڈر انچیف کی مدد سے ولیعہد افغانستان سردار عنایت اللہ کو ڈرا کر اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ نصر اللہ کو امیر کابل ہونے دے - چنانچہ عنایت اللہ خان کے دستبردار ہونے کے بعد نصر اللہ خان نے اپنے امیر افغانستان ہونے کا اعلان کر دیا - اور اپنی تخت نشینی کے ساتھ ہی

نے یہ بھی اعلان کیا کہ آئندہ سپاہیوں کو بارہ روپیہ ہوا
ہوئے سولہ روپیہ ماہوار تنخواہ دیا کریگی۔ اس طرح
حکومت کو پختہ کرکے سردار نصر اللہ نے غالباً یہ خیال
کیا ہوگا۔ کہ اب اُسے سنبھل جانا چاہیئے۔ سردار نصر اللہ خوب
جانتا تھا کہ کابل میں امیر کی مخالفت کی جائیگی۔ اور اس
کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر اس مخالفت کو شروع میں ہی دبا لیا
نہ گیا تو اسے تخت سے علیحدہ کرنے کا باعث ہوگی
سردار نصر اللہ خان نے جلال آباد کو تو اپنے ہاتھ میں لے
لیا۔ مگر وہ اتنا ہوشیار نہ تھا کہ اپنے برخلاف کوئی
سازش نہ ہونے دیتا۔ اس کی حرکات نے مرحوم امیر کے
بہت سے دلی دوستوں کو اس کا سخت مخالف کردیا
تھا۔ اور انہوں نے جلال آباد میں مرحوم امیر کے تیسرے
بیٹے سردار امان اللہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اپنے امیر
ہونے کا کابل میں اعلان کردے۔ اور سردار نصر اللہ
خان اور سردار نادر شاہ کی مخالفت شروع کردے
چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنے دوستوں اور
مددگاروں کی مدد سے نہ صرف اس نے اپنے آپ کو
امیر کابل ہی مشتہر کردیا بلکہ اس نے اپنے مرحوم باپ کے
برخلاف سازش کرنے والوں کو بھی جلال آباد میں گرفتار
کرلیا۔ اور ان گرفتار شدگان میں اس کا چچا سردار نصر اللہ
خان اور سردار نادر شاہ بھی شامل ہیں۔ سازش کا قصہ
ابھی تک پردۂ راز میں ہے۔

تیسری کوشش

بمبئی ۲۳ مارچ۔ اخبار ٹائمز آف انڈیا افغانستان کے
موجودہ واقعات پر اپنے نامہ نگار کا بیان ختم کرتے ہوئے
رقمطراز ہے کہ سردار عنایت اللہ خان، امیر مرحوم
کے بڑے لڑکے کے اکثر دوست بھی تھے جو یہ چاہتے
تھے کہ عنایت اللہ ہی تخت نشین ہو۔ اگرچہ وہ خود نصر اللہ
خان کے حق میں تخت سے دستبردار ہو گیا تھا ان
میں سب سے زیادہ ذی اثر سردار حسین وزیر مال تھے۔
جنہوں نے عنایت خان کی حمایت میں بغاوت کی۔
اگرچہ اس چالاک وزیر نے افواج کی خدمات کے لئے
اپیل کی۔ اور ابتدا ہی میں دگنی تنخواہ کا وعدہ کیا
مگر انقلاب کی تیسری کوشش بعد از وقت تھی۔ سردار حسین
فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ اس کی جائداد ضبط ہو گئی اسے
زدوکوب کیا گیا۔ اور اس کی ذلت کی تکمیل اس طرح
کی گئی کہ اُسے گدھے پر سوار کرکے کابل کے بازاروں
میں گشت کرایا گیا۔ ان ازمنہ متوسطہ کے بیان پر ہمارا
نامہ نگار کا بیان ختم ہوتا ہے۔ اور اب مستند ذرائع سے
کوئی ایسی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ جس سے ظاہر ہو
کہ نئے امیر کی کیسی گذر رہی ہے۔ جو ان عجیب و غریب
سلسلہ واقعات سے تخت پر بیٹھے ہیں۔ (انتخاب)

وائے بر حال مسلمانان

اخبار پرکاش میں یہ خبر پڑھ کر افسوس ہوا۔

ملک گجرات میں قصبہ بورسد کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز
کے لئے مسلمان جمع ہوئے۔ دو پیش امام دو فریق کی
جانب سے موجود تھے۔ عین خطبہ کے وقت خطبہ پڑھانے
کے لئے جانبین میں حجت اور تکرار شروع ہو گئی ایک
فریق کہتا تھا کہ ہمارا خطیب خطبہ پڑھے گا۔ دوسرا
فریق کہتا تھا کہ ہمارا خطیب خطبہ پڑھے گا۔ غرضیکہ
باہم تکرار ہوئی۔ اور تلوار چل گئی۔ بیسیوں آدمی زخمی
ہوئے۔ اور مسجد میں بجائے نماز پڑھنے آدمیوں کا خون بہنے
لگا نہ تو کسی نے نماز پڑھی نہ کسی نے خطبہ سنا اسی
اثنا میں صاحب مجسٹریٹ مع پولیس کے آن پہنچے
اور قبضہ کا حکم دیا۔ مسلمان یہ دیکھ کر مسجد کے چاروں دروازوں
سے بھاگ نکلے۔ اور مسجد میں مجروح مسلمان تڑپ رہے
تھے۔ وہ پڑے رہے۔ صاحب مجسٹریٹ نے زخمیوں کو
ہسپتال پہنچایا۔ اور مسجد کو مقفل کردیا۔ اب ایک مہینے
سے مقفل ہے۔ اور نماز بھی بند ہے۔ مسلمان کنجی لینے
کچہری گئے تھے۔ صاحب مجسٹریٹ نے ایک سال کے
لئے ضمانت طلب کی نہ کوئی ضمانت دیتا ہے۔ نہ
مسجد کھلتی ہے۔ مقدمہ شروع ہو گیا ہے۔ (اخوت)

گنٹھو ماتا | اس عنوان سے بھارت متر کلکتہ لکھتا ہے کہ
گذشتہ ستمبر کو فورٹ ولیم کے نزدیک کسی بازار کے قصائی
خانے کے سامنے ایک انوکھی بات کرتی دیکھنے کے لئے
بھیڑ جمع تھی۔ ایک پرانا قصائی چار گایوں کو قصائی خانہ
لایا تھا۔ ایک گائے سامنے لائی گئی۔ قصائی نے اس کی
گردن پر چھرا اٹھایا۔ ایسے میں کہتے ہیں کہ گائے خود بول
اٹھی۔ اور اس نے صاف الفاظ میں کہا کہ "مجھے مت مارو"
قصائی اور اس کے ساتھی ایک دم پیچھے ہٹ گئے۔
مارنے والے کے ہاتھ سے چھری گر پڑی۔ قصائیوں نے
کہا کہ ہم لوگ اس پر چھرا نہ چلائینگے۔ بڑا غل مچا جسے سنکر
ایک فوجی سارجنٹ آ پہنچا۔ اسے یقین نہ ہوا۔ اور اس نے
کہا یہ سب کچھ نہیں چلاؤ ہاتھ۔ دیکھیں کیسے بولتی ہے
جونہی قصائی نے پھر ہاتھ اٹھایا۔ گائے پھر بول اٹھی۔
"خدا کی قسم مجھے نہ مارو" دیکھنے والوں کی حیرت کی کوئی
حد نہ رہی۔ وہ گائے نہ ماری گئی۔ اور فورٹ ولیم میں
لاکر رکھی گئی ہے۔ وہ وہاں ہے۔ اور یہی بات تذکرہ ہے؟!

فاروق۔ کیا ہمارے دوستوں کے پاس عقلی
دلائل کوئی نہیں ہیں؟ جو وہ اس قسم کے فسانے اس علم
و روشنی کے زمانہ میں تراش تراش کر اپنے پر ہنسی کا موقعہ
دیتے ہیں۔ اگر یہ دوستو! یہ عمدہ دلیل سانچ کی ہے ایسے ہونا نہیں؟

قادیان کے احمدیوں کا جلسہ

قادیان کی احمدی جماعت کا سالانہ جلسہ عام طور پر
کرسمس میں ہوا کرتا تھا۔ لیکن پچھلے سال چند کارنوں سے
نہ ہوسکا۔ اسلئے ہولی کے دنوں میں منایا گیا۔ قادیان کے
اخبارات میں اس جلسہ کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ ہزار احمدی باہر سے آئے۔
یہ تعداد ایسی ہے۔ جو احمدیوں کے مذہبی جوش کو دکھلانے
کے لئے کافی ہے۔ پندرہ ہزار چندہ ہوا۔ جو پچھلے سال
کی نسبت زیادہ ہے۔ لیکچر ہوئے جو زیادہ تر اندرونی
اختلافات پر تھے۔ لاہور کے احمدیوں پر [illegible] کئے

[illegible] سب سے زیادہ وقت عرفان الٰہی اور مسیح موعود کی تعریف
میں خرچ ہوا۔ (فاروق)

... تقریر
... رہا ۔ میں
... ہے دیکھو دونوں فریق
... کی تقریریں سنتے ہیں ۔ جلسہ میں خاص کشش
... صاحبزادہ مرزا محمود احمد کے لیکچر سے تھی ہمیں احمدی
دوستوں کی عقیدت اور بردباری کی تعریف کرنی چاہیے
مرزا صاحب کے لیکچر پانچ گھنٹہ تک ہوتے رہے اور
وہ سنتے رہے ۔ آریہ سماج کے اندر ... پا ...
بھی یہ ہمت نہیں رکھتا کہ حاضرین کو پانچ گھنٹہ ...
بٹھا سکے ۔ یہاں تو لوگ ایک گھنٹہ میں اکتا ... جاتے
ہیں ۔ ہم اپنے احمدی دوستوں کو ان کے جلسہ کی کامیابی
پر مبارکباد دیتے ہیں ۔ اور آریہ پرشوں کا دھیان ان کے
... کی طرف دلاتے ہیں ۔ ایک بات خاص طور پر قابل
... ہے وہ یہ کہ اس جلسہ میں احمدی جماعت نے ہندوستان
سے باہر اپنے مشن کے کام کو اور بڑھانے کا نتیجہ کیا
... مصر ، بخارا ، وغیرہ جگہوں میں واعظ مقیم کرنے
کا فیصلہ کیا گیا ۔ اسوقت ان کے واعظ لنڈن اور جزائر
ماریشس میں کام کر رہے ہیں ۔ (پرکاش)

... سے مردم پرستی ... نہیں کہتے ۔

منشی رلیارام جی نے جیسے اور باتوں کو الٹا سمجھ رکھا ہے ۔ ویسے ہی وہ مردم پرستی کے معنی بھی الٹے ہی سمجھ رہے ہیں ۔
... چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ آریہ سماج ہمیشہ مردم پرستی کے
... خلاف آواز اٹھاتا رہا ہے ۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ پرماتما
... اوتاروں پر وشواس نہ رکھنے سے مردم پرستی کی
... سماج کو بھی بچا رہی ہے ۔ دیانند کا سچ نام ہی مردم
... کی تائید کرتا ہے ۔ مگر اب دہلی میں دیانند آشرم
کہیں پیدا نہیں ہوگا ۔ قربان جائیے اس عقل کو
... کسی قابل تعظیم بزرگ کی یادگار اور پرستش میں بھی
فرق نہیں سمجھ سکتی ۔ پانڈا جی ! مردم پرستی تو عقل کو
جل ... اور بقول آپ کے تلانجلی دے کر کسی منش کے
تن من دھن ارپن کرنے ، اس کے ... لینے اس کی
تصویر یا مورتی کو بھوگ لگانے ، پھول چڑھانے دھوپ
دینے اور پرماتما کو چھوڑ کر اس کا نام ... بنا تھا
میں بڑ ... کے بجا اور رکھنے کو کہتے ہیں ۔ کسی مفید عام
چیز کا نام اپنے کسی بزرگ کے نام پر رکھ دینا کوئی
بھی سمجھدار آدمی مردم پرستی نہیں سمجھتا ۔ (پرکاش)
فاروق : ۔ کیا پرکاش مسلمانوں کو مردم پرستی کا
الزام دیتے ہوئے اپنی اس تشریح کو مد نظر رکھے گا اور
ثابت کر سکتا ہے کہ احمدیوں میں مردم پرستی ہے ؟

تبلیغ رسالت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نایاب اشتہارات کے مجموعہ کی

دس جلدوں میں سے دو جلدیں چھپ گئی ہیں تیسری جلد لکھی جا رہی ہے ۔ باقی بھی انشاءاللہ جہاں تک ممکن ہے ۔ جلد طبع ہونگی ۔ ہر ایک جلد اس گوہر بے بہا کی موتیوں کے وزن سے بڑھکر قیمت رکھتی ہے ۔ مینجر صرف پانسو کتاب طبع کرائی ہے ۔ اور جلد سوم غالباً چارسو ہی طبع ہوگی ۔ اسوقت کوڑیوں سے یہ خزانہ ملتا ہے ۔ پھر اشرفیوں سے بھی ملنا مشکل ہے ۔ ہر دو جلد شائع شدہ کی قیمت ... محصولڈاک ہے ۔ اور ایک جلد کی ... محصولڈاک ۔

دفتر فاروق قادیان سے طلب فرمائیے

مسیح موعود کا پیغام ۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو تبلیغی اشتہار جن کا ہر احمدی کے گھر میں ہونا ضروری ہے ۔ چھوٹے سائز رنگدار کاغذ پر طبع کر دیئے ہیں ۔ ایک اشتہار میں عورتوں کو بہت زور سے تبلیغ کی ہے ۔ اور فرمایا ہے کہ اس اشتہار کو ہر ایک گھر میں پہنچایا اور سنایا اور سمجھایا جاوے ۔ اور دوسرے اشتہار میں لڑکے لڑکیوں کے رشتہ ناطہ کے متعلق مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات ہیں کہ غیر احمدیوں کو اپنی لڑکی نہ دیجئے ۔ یہ دونوں اشتہار نہایت ضروری ہیں اور ہر ایک احمدی کے پڑھنے کے قابل خواہ وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ ، ناخواندہ دوسرے خواندہ سے پڑھوا لے اور اپنے گھر کے لوگوں کو سمجھا دے اور سنوا دے اور ... نشین کرا دے ۔ ... ہیں ... ایک پیسہ ... روپیہ کی دس کاپیاں ملینگی ۔

دفتر فاروق سے منگانی چاہیئے ۔

مصحف عثمانی کا فوٹو ۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم حضرت نبی عربی فداہ ابی وامی نے جو قرآن مجید لکھوایا تھا اسکے ایک ورق کا فوٹو بطور تبرک لیا گیا ہے ۔ نہایت اعلی ہے ۔ چند کاپیاں موجود ہیں ۔ ہدیہ فی فوٹو ... علاوہ محصولڈاک ۔

نامہ مبارک کا فوٹو

حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تبلیغی خط مقوقس کے بادشاہ کے نام لکھا تھا ۔ اس اصل خط کا فوٹو اعلے درجہ کا لیا گیا ہے اور چار فوٹو ہمارے پاس ہدیہ کے واسطے باقی ہیں زیبائش مکان اور صداقت رسول انس وجان صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اعلی چیز ہے ۔ ہدیہ ... علاوہ محصولڈاک ۔

غلاف کعبتہ اللہ

مکہ مکرمہ میں کعبہ پر جو غلاف سلطان روم کی طرف سے ہر سال پہنایا جاتا ہے اسکے پارچے بعض حاجی مکہ شریف سے لے آیا کرتے ہیں جو تبرک کے طور پر رکھتے ہیں ایک احمدی حاجی جو اب فوت ہو گئے ہیں غلاف موصوف کا ایک بڑا ٹکڑا جس پر نہایت عمدہ اللہ اور رسول کا نام صاف اور نستعلیق پورا موجود ہے خرید لائے تھے جسکو یہ نہایت عمدہ استر اور حاشیہ لگا کر رکھا ہوا ہے بالکل نیا ہے ہدیہ ... ۔ دفتر فاروق سے طلب کریں ۔

... پیغام والوں نے کامیابی کا دعویٰ ہی نہیں کیا ۔
... یہ بردباری اپنے نفس کے فائدے کے لئے تھی ۔ کیونکہ
... جلسے میں رہے تھے ۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر ... فاروق منزل سے شائع کیا ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۹

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان

الفاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۳-۱۴

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ آپ سوموار ... کو مردوں میں اور ہفتہ کے روز خواتین میں درس ... مجید دیتے ہیں۔

... درس ایام عصر کے وقت درس فرماتے تھے۔ مگر اب ... والوں کی درخواست کے مطابق صبح کے وقت دیا ...

۱۷ اپریل کو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل ... رحمتہ عطا فرمایا ہے۔ اس سے سوا ... دوسری بیوی سے ایک لڑکی پیدا ہو چکی ہے ... مبارک کرے

... اپریل بسالکی کے روز اردگرد کے دیہات کے

عمائد جمع کئے گئے۔ ہمام کے جناب سردار کشن سنگھ صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ ایک معاہدہ تحریری ہوا جس میں گورنمنٹ برطانیہ کے بدستور سابق وفادار اطاعت شعار اور ہر قسم کے فسادوں سے الگ رہنے اور جھوٹی افواہوں کی تردید اور ان کو پھیلنے نہ دینے کا حلف تھا۔ یہ ایک نہایت مبارک تجویز ہے۔ جو اس موقعہ پر سلسلہ عالیہ کے امام ہمام کی مساعی جمیلہ سے بر روئے کار آکر موجب برکات ہوگی۔

۴۔ مدرسہ احمدیہ کے طلباء کا سالانہ امتحان ہو رہا ہے۔

۵۔ جو طلباء انٹرنس کا اور مولوی فاضل کا امتحان دے آئے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

۶۔ عزیزم مشتاق احمد سلمہ اللہ کئی دن سے بیمار ہے۔ احباب سے بالالتزام درخواست ہے کہ اس پیارے بچے کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

امرتسری مکذب بریلی میں

(از محمد حبیب صاحب بریلوی)

عدو پر کیسا یہ قہر آیا | مقابلہ کو قدم بڑھایا
مگر اک خالق البرایا | ابھی سے ... سنایا

عدو اسیر کمند ہو گئے
کہو کہ سب دیو بند ہو گئے

دیو بندی مدرسہ کی شاخ اشاعت العلوم کے نام سے بریلی محلہ ... میں ہے۔ انکے عقائد بھی دیوبندی عقائد ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ ۹ تا ۱۲ اپریل ماہ حال مدرسہ اشاعت العلوم کے سالانہ جلسہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مکذب کو بریلی اس لئے بلایا گیا ہے

کو وہ صداقت احمدیت کی تردید کرے۔

نہایت یہ بات تعجب سے خالی نہیں کہ دیوبندی فرقہ جو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کا مدعی ہے اور اسکے بالمقابل مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا منکر اور غیر مقلد ہے۔ پھر غیر مقلد بھی ایسا ویسا نہیں۔ بلکہ ایک [illegible] دوسری [illegible] کافر و ملحد جدید [illegible] وہ [illegible] فہو [illegible] کا فتوے دے رہا ہے۔ جہاں ایک [illegible] دیوبند مناظرہ و مباہلہ کا خواہاں ہے۔ وہاں دوسری طرف اپنی کمزوری سے مجبور ہو کر خود اپنے مخالف غیر مقلد خصم کو اپنی مدد کے لئے بلا رہے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کے مدرسے [illegible] چھوٹے تاکہ بروز محمدی کے مقابلہ کے لئے بروز مسیلمہ بھی ان کی ڈھارس بندھائے۔

ہم اسوقت مہتممان مدرسہ اشاعت العلوم سے یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ اگر وہ مولوی احمد رضا خان صاحب کو بلا لیتے تو بہتر ہوتا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مہتممان اشاعت العلوم نے گھر کی مرغی کو دال برابر کے خیال سے خان صاحب کو نہیں بلایا بہت پوچھو۔ تو کچھ اور ہی دال میں کالا ہے۔ ہاں ثناء اللہ کو بلایا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ دیوبندی وہابی اور غیر مقلد وہابیت دونوں چھوٹے بڑے بھیا ہیں یہی ہمارے خان صاحب بریلوی کا قول ہے اور سچ ہے۔

امرتسری مکذب

جہاں جیسا دیکھتا ہے ویسا ہی بدلنے کا عادی ہے۔

کہیں تو یہ پرزور الفاظ میں کہا جاتا ہے کہ میں نے مرزا صاحب سے مباہلہ کیا۔ دیکھو! میں زندہ ہوں اور وہ وفات پا گئے۔ کہیں کہہ دیتا ہے کہ مباہلہ ہوا ہی نہیں۔ کبھی کچھ کبھی کچھ۔ جیسا موقعہ دیکھا کہہ دیا۔ دیکھنا چاہیئے۔ بریلی میں کیا عمل اختیار کرتے ہیں۔ [illegible] اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان صاحب کی

توجہ دلا کر امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے پرانے مخالف اور مکذب امرتسری کی اچھی طرح سے خاطر و مدارات کرینگے اور اسی طرح ہم کو مولوی ثناء اللہ صاحب سے یہ کہنا چاہیئے۔ جبکہ وہ ہمارے رضائی دوستوں کے دروازہ بریلی پہنچ جائیں۔ تو اپنے پرانے دوست خان صاحب اعلیحضرت کی ضرور خدمت کرتے آئیں۔ تاکہ کم از کم وہ بھی [illegible] بیٹھنے کا فخر حاصل کریں۔

اخیر میں ہم کہتے ہیں کہ بریلوی دیوبندی۔ امرتسری سب [illegible] زور لگائیں۔ مگر خدا کے قائم کردہ سلسلہ کے مقابل ہو شکست کھائینگے۔ اور ہم خدا کے فضل سے دن دگنی رات چوگنی ترقی کرینگے۔

بفضل حق ہم [illegible] ہونگے جہاں میں اقبال مند ہونگے
رواں ہمارے سمند ہونگے ہمیں میں جو نقشمند ہونگے
عدو اسیر کمند ہونگے
جھوکر سب دیوبند ہونگے

ولایت میں تبلیغ اسلام

نہایت خوشی کی خبر ہے کہ ایک انگریز لیڈی نام مس بجہ سی کارڈن [illegible] حال لنڈن جو قریباً آٹھ مہینے سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور خاکسار راقم کے زیر تبلیغ تھی۔ آج گذشتہ [illegible] عقائد مسیحیہ کو بکلی چھوڑ کر بطیب خاطر مشرف بہ اسلام ہوئی الحمد للہ۔ اسلامی نام حضرت مفتی صاحب نے جمیلہ رکھا ہے۔

والسلام

قاضی عبد اللہ بی۔ اے۔ لنڈن
سٹار سٹریٹ

بقیہ از صفحہ ۳ کالم ۳

جائیں۔ پس پھر وہ [illegible] اور میں [illegible] جو کچھ کہیں [illegible] حضرت [illegible] صاحب کی [illegible] حاصل [illegible] جو سننے والے [illegible] اور جو نہیں سنتا [illegible] دیا جائے کہ [illegible] بے جا [illegible] حاصل [illegible] سب سے عمدہ [illegible] کلام ربانی کے دقایق و حقایق [illegible] کر بھوائے [illegible] المطہرون [illegible] کلام [illegible] کے ساتھ زیادہ تعلق اور زیادہ مناسبت [illegible] اس معیار سے کلام ربانی کا حقیقی طور پر جاننے والا اور اس کے معارف و حقایق سے بے خبر صاف [illegible] جائیگا۔ اور راستباز [illegible] صاف ہو جائیگا۔ کیونکہ [illegible] میری [illegible] طریق فیصلہ سب سے آسان اور سب سے زیادہ قرین انصاف ہے

کہ ہر ایک فرقہ کی کلام ربانی کے ساتھ مناسبت جانچی جائے۔ جس کو قرآن شریف کے ساتھ زیادہ مناسبت اور زیادہ تعلق ہوگا۔ **وہی فریق حق پر ہے اور اوسکا مخالف صریح بطلان پر۔ مبارک ہیں وہ جو اس طریق فیصلہ کو منظور کریں حق کو باطل سے صاف متمیز کر دیں اور دنیا کو دکھا دیں کہ قرآن شریف کس کی طرف ہے۔**

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

اطلاع

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان [illegible] اپریل ۱۹۱۹ء

ہمارا امام اور اُس کا کام

از [illegible] مولانا سید [illegible] صاحب [illegible]

اللہ اکبر [illegible] دین نے ایسی [illegible] اسلام [illegible] کی [illegible] ایسے [illegible] دیکھتے ہیں [illegible] اس طرح بحث اسلام [illegible] [illegible] لیکر اب [illegible] عظیم [illegible] کا نقطہ [illegible] مگر غور کرنے والا دل اور سوچنے والی طبیعت چاہیئے زمین و آسمان میں قدرت کے بڑے نشان ہیں۔ ہر لوگ سرسری طور پر گذر جاتے ہیں۔ اور ان کی کچھ پروا نہیں کرتے حالانکہ ان سے بڑی بڑی قدرت الٰہی پیدا [illegible] دکھائی [illegible] السموات [illegible] وهم عنها معرضون۔ افسوس جس قدر لوگ دنیاوی [illegible] میں غور اور توجہ کرتے ہیں۔ دینی کام میں اس کا سواں حصہ بھی کریں تو کس قدر دینی ترقی حاصل ہو۔ کاش کوئی سننے والا اور غور کرنے والا ہو۔

دنیاوی کاموں میں انہماک اور توجہ کی بابت میں آپ کو [illegible] سناتا ہوں۔ علیگڑھ کالج کے پرنسپل مسٹر [illegible] صاحب [illegible] کی بہن سیر سیر کرتے کرتے کشمیر میں پہونچ [illegible] مس کے ساتھ ایک منشی فضل حق تھے۔ جو [illegible] الدین صاحب کے اردو منشی تھے وہ اس مس کو [illegible] الدین صاحب کے مکان پر لے آئے۔ مولوی نورالدین [illegible] اس مس سے آنے کی تقریب اور سیر کی کیفیت پوچھی

اس نے بیان کیا کہ میں نے انڈیا اور ایشیا کے بہت سے ملک کی سیر کرائی ہوں۔ اور ابھی کشمیر میں آئی ہوں۔ ایک خرچ کثیر پڑا ہے۔ لیکن جس مطلب کے لئے پھر رہی ہوں اگر وہ حاصل ہو گیا۔ تو سارا خرچ کثیر جو اب تک پڑا ہے وصول ہو جائیگا۔ [illegible] کہ [illegible] بات یہ ہے کہ دلدلوں میں ایک [illegible] قسم کا کیڑا ملتا ہے۔ جس کو ولایت والے [illegible] قدر دانی سے [illegible] ہیں۔ اور وہ اسکے بہت کام [illegible] ہے۔ [illegible] بہت ماری ماری پھری۔ پر کہیں سے وہ ملا نہیں۔ اب کشمیر کے دلدل میں ڈھونڈوں گی۔ اگر [illegible] پوچھ [illegible] کی مزدوری پھراؤنگی۔ غرض [illegible] وہ [illegible] ہوئے [illegible] دلدلوں میں اس طرح پھری۔ جس طرح پانی میں مچھلا پھرتا ہے۔ بھوکی پیاسی [illegible] اور بڑی مصیبت اٹھاتی۔ مگر اللہ رے استقلال۔ آخر ایک دن بڑی خوش [illegible] آئی۔ معلوم ہوا گوہر مقصود اس سیاہ کیچڑ سے نکال لائی [illegible] کہ [illegible] مجھے معلوم نہیں [illegible] [illegible] یورپ [illegible] اس کیڑے کو [illegible] بہت [illegible] نہیں ملا۔ [illegible] میں نے پالیا۔ [illegible] سفر خرچ وصول ہو [illegible] کا مقصود دیکھا گیا تو اس [illegible] چھوٹے چھوٹے کیڑوں کو ایسی احتیاط سے رکھا ہوا تھا اور ایسے سامانوں کے ساتھ کہ انکی ہیئت کذائی پر مطلق فرق نہ آئے غرض یہ لوگ نفسانی اغراض و خواہشات کے لئے تو اسقدر جانفشانیاں کرتے اور تکلیفیں اٹھاتے۔ مگر خدا کے نشانوں میں غور کرنے کے لئے اس کا ہزارواں حصہ بھی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ سب لوگوں کو چاہیئے کہ ان تمام نشانوں اور تمام دلائل و براہین میں ٹھنڈے اور بےغرض دل سے غور کریں اور اپنی عملی اور اخلاقی حالت کو درست کریں۔ یاد رکھیں ہنسی کی جگہ نہیں ایک خطرناک دن آنیوالا ایک طوفان عظیم برپا ہونیوالا ہے۔ مبارک ہیں وہ جو اس کشتی میں سوار ہو جائیں۔ حضرت مرزا صاحب نے تیار کی ہے۔

خدا تعالیٰ کے ہاں مکاری۔ نفاق اور ریاکاری کام نہیں آسکتی۔ مگر سچا ایمان۔ خشیۃ اللہ۔ صدق اخلاص تقویٰ اور طہارت ہی کام آئیگا۔ مبارک ہیں وہ کہ جو مصیبت کے آنے سے پہلے ہی اس کا فکر کرتے ہیں۔

ہم خود [illegible] سے کہتے ہیں۔ اور بڑے زور سے کہتے ہیں کہ ہم [illegible] سلسلہ میں داخل ہو کر زندہ ایمان حاصل کیا۔ حضرت رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور خدا تعالیٰ کو دیکھ لیا۔ ہم کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور [illegible] اسی کے فضل سے کلام ربانی کے وہ معارف و حقایق اور اسرار و دقایق معلوم ہوئے ہیں۔ جن کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اور میرا یقین ہے۔ کہ جو شخص اس پاک مجلس میں بیٹھیگا۔ ضرور زندہ ایمان اور صلاحیت دین سے [illegible] پائیگا۔ صالحین کے پاس بیٹھنے والا فیض سے محروم ہو نہیں سکتا۔ صحبت صالح ترا صالح کند مشہور مقولہ ہے۔ میں حضرت مرزا صاحب کا مرید ہوں اور ان کا شاگرد بھی۔ جیسے جسقدر قرآن شریف کے حقایق و معارف معلوم کئے۔ زندہ ایمان حاصل کیا سب مرزا صاحب کی [illegible] حاصل کیا۔ میں اسبات کے کہنے سے ذرا بھی تامل نہیں کرتا کہ میں نے حضرت مرزا صاحب قادیانی کی طفیل حضرت محمد رسول اللہ کو اور خدا کو گویا آنکھ سے دیکھ لیا ہے۔ قرآن کریم کے خاص خاص حقایق و معارف معلوم کئے۔ اور مجھے حضرت مرزا صاحب کی شاگردی سے بفضلہ تعالیٰ یہ دعویٰ کرنے کا فخر حاصل ہو گیا کہ کوئی شخص جو اس سلسلہ طیبہ کا مخالف ہے میرے مقابل ہرگز قادر نہ ہوگا کہ میری طرح کسی سورہ قرآنی کے حقایق و معارف بیان کر سکے۔ اگر کسی مخالف کو یہ جرأت ہے تو جہاں چاہے اور جس طرح چاہے فیصلہ کر لے۔ اور ایسا ہو کہ پہلے اشتہار دیدیا جائے۔ اور پھر ایک مجلس عظیم منعقد کر کے وہ شخص بھی قرآن شریف کے حقایق و معارف و نکات و مطالب بیان کرے۔ اور میں بھی کروں گا۔ پھر دیکھو کس کی روح کو کلام ربانی سے زیادہ مناسبت ہے۔ اس کو یا مجکو۔ چار گھنٹے تقریر کرے آٹھ گھنٹے۔ دس گھنٹے۔ میں ہر طرح ہر وقت تیار ہوں صرف اس مخالفت کی مقابلہ میں اشتہار دینے کی ضرورت ہے کہ کسی سورۃ کے عربی نکات و لطائف بیان کئے

بِسْمِہٖ سُبْحَانَہٗ

حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید سے مختصر نوٹ

پارہ ۱۳ سورۃ الرعد رکوع ۱۰

صداقت کے منکروں کا یہ بھی ایک طریق ہے کہ وہ اپنی منصف مزاجی جتلانے کے لئے یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ معجزہ دکھایا جائے۔ تو ہم مان لیں۔ حالانکہ نشان قرآن کو دکھایا جایا کرتے ہیں۔ مگر وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ایسا کہنے سے ان کا یہ بھی مقصد ہوتا ہے کہ سادہ مزاج مومنین اشتباہ میں پڑ جائیں۔ چنانچہ بعض سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ فی الحقیقت کوئی زبردست نشان نہیں دکھلایا گیا۔ ورنہ یہ منکرین مان جاتے۔

حضرت مسیح موعود کے عہد میں بھی بعض سادہ مزاج مومنین یہ درخواست لے کر آتے کہ فلاں منکر حق کہتا ہے کہ اگر مجھے کوئی نشان دکھایا جائے۔ تو میں ضرور مان لوں۔ حالانکہ ہزاروں نشان اس سے پہلے دکھائے جا چکے تھے۔ کیا وہ کافی نہ تھے۔ غرض منکرین صداقت کا یہ ایک طریق ہے۔ جس سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے یا کم از کم اپنی برأت ان پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ آریوں اور پادریوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بار بار وہی اعتراضات دہراتے ہیں جن کے جواب ان کو بارہا دئے جا چکے ہیں۔ ایسا کرنے میں بھی ان کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ کم از کم دلوں میں شبہ تو پڑ جائے۔ اور بار بار دہرانے سے یہ سمجھا جائے کہ درحقیقت کافی جواب نہیں دیا گیا ورنہ اعتراضات کیوں دہرائے جائیں۔

لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ آیت کا لفظ جب کفار کی طرف سے پیش کیا جائے۔ تو میری تحقیق یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس سے مراد عذاب ہوتا ہے۔

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ اس آیت سے متعلق بہت بحث کی جاتی ہے۔ [illegible] اس میں اضلال کی نسبت اللہ کی طرف ہے۔ حالانکہ اس میں کوئی ایسی بڑی [illegible] بات نہیں۔ [illegible] اناب [illegible] کی طرف اسے جو اس کی طرف جھکا [illegible] کہ گمراہ ہونے کے لئے کون لوگ ہیں وہی جو خدا کی طرف جوع نہیں کرتے بلکہ حق سے روگردانی اختیار کرنے والے ہیں گمراہی کا فرد جرم لگتا ہے۔

مشیت دو طرح پر ہوتی ہے۔ ایک [illegible] ہوتی ہے میلان بھی ہوتا ہے [illegible] ارادہ کر کے کام کیا جاتا ہے۔ اور ایک میلان و ارادہ متحد ہو کر کام کرتے ہیں۔ [illegible] یہ چیزیں کبھی نیکی کے لئے جمع ہوتی ہیں۔ کبھی بدی کے لئے اب خدا کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہیں ہو سکتی۔ جس کا ارادہ اور مشیت آپس میں متخالف ہوں۔ بے عیب کی طرف تو بے عیب باتیں ہی منسوب ہو سکتی ہیں۔ پس وہ گمراہ مقرر کریگا۔ تو اسی کو جو گمراہ کہلانے کا اپنے ہی فعلوں سے مستحق ہو چکا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ذکر اللہ کے معنے کئے گئے ہیں قرآن کریم۔ اللہ تعالیٰ کا انعام۔ اللہ کے فضلوں کے وعدے یاد دلانا۔ یہ لفظ عام ہے تو اسے کسی خاص معنی میں محدود نہیں کرنا چاہیئے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اطمینان کہتے ہیں سکون کو۔ مگر اس کا یہ مطلب حرکت کا نہ رہنا یا بند ہونا نہیں۔ کیونکہ حرکت کا عدم کوشش نہ کرنے کے مترادف ہے اور حرکت میں برکت مشہور چلا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ جب اپنے محبوب کا پتہ لگ جانے تو دل کی حرکت میں اور بھی تیزی پیدا ہوتی ہے۔ حرکت دو قسمت۔ ایک حرکت فصل دوم حرکت اضطراب۔ اطمینان میں حرکت [illegible] جو اضطرابی حرکت ہوتی ہے۔ [illegible] اضطرابی حرکت جاتی رہتی ہے [illegible] باقی رہ جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ [illegible] کا حقیقی پتہ مل جاتا ہے۔ اور پھر دل میں اضطراب نہیں رہتا۔ بلکہ اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ [illegible] طوبیٰ کے معنے سعادت [illegible] (۲) [illegible] سے بہتر چیزیں [illegible]

[illegible] اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ [illegible] جاتی ہے [illegible]

جب اگلی امتوں [illegible] آئے اور ایک [illegible] دیکھ لیا کہ انبیا کی مخالفت کرنیوالے [illegible] رہتے ہیں۔ اور وہ ضرور کامیاب ہوتے رہے تو پھر مخالف کیوں مخالفت سے باز نہیں آتے۔ [illegible] سو دانشمند انسان [illegible]

وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ خدا کے منکر ہیں یا اس کا نام رحمان نہیں لیتے۔ بلکہ ان [illegible] معنوں کا انکار مراد ہے جو قرآن مجید بیان کرتا ہے۔ اور اس صفت کا انکار جس کی ماتحت نبیوں کی بعثت اور شریعت وحی ہوا اس میں ان کو بتایا کہ رحمانیت چاہتی ہے روحانی اصلاح کا انتظام۔ قرآن مجید بھیجنا۔

(ب) کفار ضد سے ہی بعض مسلمہ صداقتوں کا انکار کر دیتے تھے۔ مثلاً اب بھی بعض ایسے آدمی دیکھے گئے جو مسلمان کہلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر خدا بھی آ کر کہدے تو ہم مرزا صاحب کو مسیح موعود نہ مانیں۔ صلح حدیبیہ میں جب صلح نامہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا

گیا۔ تو کفار کے قائم مقام ۔ نے کہا ہم نہیں جانتے [illegible] کیا۔ جو رسول الفضل [illegible] یہ بھی ضد و عناد تھا ۔ مثل کالہ [illegible] میں [illegible] ۔

[illegible] کرتے [illegible] ربوبیت کا [illegible] موجود ہوں [illegible] ہے [illegible] تمہاری سخت [illegible] قوت [illegible] اپنے کلام سے سرفراز کیا [illegible] لوگ یہ سمجھے عقل کو کلام [illegible] کے خلاف [illegible] کسی [illegible] ہو۔ کام [illegible] توکل [illegible] چھوڑ دینے کے لئے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] اسیر کرتے ہیں۔ آپ نے اسقدر [illegible] سے کہ عقل انسانی حیران رہ جاتی ہے۔ کہ ایک انسان کیونکر اتنے [illegible] دے سکتا ہے [illegible] بھی ہو۔ شریعت سکھلانے والا سپہ سالار بنانے والا ان کے اخلاق کا نگہبان۔ ان کے قضایا کا فیصلہ کرنے [illegible] ۔ فوجوں کی کمان کرنے والا وغیرہ وغیرہ۔

(۲) توکل کے معنے اعتماد اور یقین ۔ نہ کسی سے خوف نہ اپنی کوشش پر غرہ ۔

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ	قرآن مجید کے حصے کو بھی قرآن کہتے ہیں ۔ جبال کا اطلاق بڑے بڑے سرداروں

پر ہوتا ہے ۔ جو بخیل اور جابر ہوں ۔ سیرت بہ الجبال تغیرات عظیم برپا ہوں ۔ حکومتیں تباہ ہو جائیں ۔ قطعت بہ الارض ۔ زمین کاٹی جائے ۔ ملک پر ملک فتح ہوں کلم بہ الموتی ۔ مردوں کو اسکے ذریعے بات سنائی جائے ۔ یعنی ہدایت پائیں (ب) یا یوں کہ دشمن مار دیئے جائیں اور وہ اپنی ہلاکت سے صداقت پر گواہی دیں جیسے بدر میں مارے گئے معاندین حق

کو حضرت نبی کریم نے خطاب فرمایا ۔ ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا (ج) رؤیا میں بڑے بڑے بزرگ وفات یافتہ آکر شہادت دیں ۔ قرآن مجید کے ذریعہ یہ سب کچھ ہوا ۔ بس اگر کوئی قرآن ایسا ہونا چاہیے تو وہ یہی قرآن مجید ہے

او تحل قریبا من دارھم۔ وہ مصیبت ان کے گھروں کے نزدیک رہ گئی ۔ یا تو ان کے گھروں پر اترے گا ۔ چنانچہ فتح مکہ ہو گئی ۔ اور عرب مشرکوں سے پاک ہو گیا ۔

صداقت مسیح موعود علیہ السلام

جناب حافظ روشن علی صاحب نے جلسہ سالانہ پر جو تقریر فرمائی

(۱) سورہ عنکبوت میں مومنوں کے لئے ایک بہت بڑے امتحان کی خبر دی ہے ۔ امتحان تعلیم کے بعد ہوتا ہے ۔ ایک ہی شریعت لاتا ہے ۔ وہ تعلیم ہے ۔ دوسرے رسول کی بعثت پر معلوم ہو جاتا ہے ۔ کہ ہر شخص نے کس قدر ترقی کی ۔ ایک امتحان تو جماعت میں قائم رہنے کے لئے ایک درجہ وار ترقی کے لئے پھر ایک یونیورسٹی کا امتحان ہوتا ہے ۔ جس سے معلوم ہو جاتا ہے ۔ کہ طالب علم نے نصاب کو ختم کیا ہے یا نہیں؟ اور وہ جماعت سے کاٹے جانے کے قابل تو نہیں ۔ حضرت موسیٰ تعلیم لائے ۔ اسکے بعد رسل آتے رہے جن کی وجہ سے ایسے ایسے امتحان ہوتے رہے ۔ جو ششماہی ہوتے ہیں ۔ یا ایک درجے سے دوسرے درجہ میں ترقی دینے کے لئے آخر عیسیٰ آئے ۔ جن کی وجہ سے وہ آخری امتحان ہو گیا ۔ بعض لوگ مومن ثابت ہو گئے بعض کافر ۔ و یقول الذین کفروا لست مرسلا نے بتایا کہ رسل کافر بنانے نہیں آتے بلکہ ترتیب آیت بتاتی ہے کہ لوگ خود پہلے کفر اختیار کرتے ہیں ۔ رسل ان کی حالت بتانے آتے ہیں

(۳) کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب ۔ [illegible] کی تین طرق (۱) [illegible] خدا کی طرف سے بذریعہ قدرت [illegible] اللہ [illegible] تمام دنیا کو [illegible] نبی کریم کے وقت [illegible] ہوا ۔ حضرت [illegible] تک اسلام کو قتل ہونے [illegible] کی حفاظت خدا نے جب آپکے ساتھی کمزور تھے ۔ پھر مسیح موعود کے لئے یہی نشان [illegible] جنکے پاس ہتھیار بھی نہ تھے ۔ باوجود حفاظت [illegible] جہاں قتل [illegible] ۔

(۲) دوسری گواہی [illegible] کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے ۔ [illegible] کا [illegible] سعید [illegible] طرف دوڑی آتی ہیں ۔ یوضع له القبول فی الارض یہ دکھلانے کے لئے کہ یہ قبولیت [illegible] اور ارد گرد کے رہنے والے [illegible] اور دور دور کے دوڑے [illegible] آتے ہیں ۔ نبی کریم [illegible] تھے ۔ اور قبولیت [illegible] مسیح موعود قادیان میں اور قبولیت [illegible] بادشاہوں کی فتوحات کو [illegible] سے متعلق ہیں تو دیکھئے ۔ آہستہ آہستہ پہلے ایک شہر فتح ہوتا ہے ۔ پھر اسکے قریب کا دوسرا لیکن روحانی فتوحات چونکہ خدا سے متعلق ہیں ۔ اسلئے ایسے طور پر قبولیت ہوتی ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے خدائی ہاتھ کام کر رہا ہے ۔ اکثر احمدی بذریعہ رؤیا و الہام سلسلہ میں داخل ہوئے ۔ ینصرك رجال نوحی الیہم من السماء

(۳) خدائی گواہی علم کے ذریعہ یہ ہے ۔ کہ اسے کلام معجز دیا جاتا ہے ۔ جس کی کوئی مثل نہیں لا سکتا ۔ نبی کریم کے وقت قرآن مجید ۔ پھر مسیح موعود کے ذریعہ ملائکہ عجمی تھے ۔ تاکہ قرآن کریم پر جو اعتراض کئے گئے وہ بھی دور ہوں ۔ انما یعلمه بشر ایک یہ اعتراض تھا کہ حضرت نبی کریم عربی تھے ۔ آپ کے ایک خادم عجمی کو [illegible]

کر بتاؤ کہ یہ خدائے مقتدر کا کلام ہے
دوسرا طریق علمی گواہی کا ہے [illegible] کر اپنی غیب
... نبوت کے ذریعہ ظاہر کرے - جو
... سے معلوم ہو سکیں ... علم غیب
خاص ہے - مثلاً آنحضرت ... قرآن ...
اسلام ... حفاظت
...) ایک ...
... کا مقابلہ کرنے ...
... نشان ہے ...

... ن ہیں -
گواہی کا طریق یہ ہے کہ علم الکتاب ...
... کہ واقعی یہ صادق ہے - چنانچہ مسیح موعود
... کیا کہ آؤ بالمقابل تفسیر نویسی کرو - پھر دیکھو
معارف و حقائق کھلتے ہیں - علماء ربانی گواہی
... مسیح موعود پر -
... اور سورت بھی شناخت کی ہے - وفی الارض
المؤمنین وفی السماء فلا تبصرون
... نے مسیح موعود کی صداقت پر زلزلوں اور
... سے گواہی دی - ... او طاعونی اجرام
... غضب ... خدا کو مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب ...
... مسیح موعود کا ... اختیار کیا - کہ اس سے خدا
... رسل و کتب کی صداقت ثابت ہوتی ہے -
... سے شبہات سو اول تو تحقیقات کر لینا چاہیے
... نفع و نقصان کا مقابلہ - اگر نفع زیادہ ہے تو
... سوم اصل مقصود دیکھو - ماننے کے لئے
... نشان کافی ہوتا ہے - مثلاً مستضعفین
... بلا رفع ہو جانا - بڑے بڑے آدمی جیسے
... تو پھر خدا کی قدرت نمائی کس طرح بیّن
... -
... معارف و حقائق تفسیر ... کر ...

احادیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

(۱) احاطہ اسلام میں وہ لوگ داخل ہیں جو نرمی کی
بات کرتے ہیں - اور ... کو کھانا کھلاتے ہیں -
اور وائرہ ایمان میں ... دن گنے جاتے ہیں - کہ جو
... بہرحال ...
... سے ایمان ...
مستعمل رہتے ... اور تجارت کرتے ہیں - اور
تمام مسلمانوں میں افضل ... وہ ہیں ... بات اور
... کسی کو ... کی تخفیف نہ پہنچے اور
تمام ایمان والوں میں افضل وہ ہیں ... عادتیں
... -

(۲) افضل ایمان کا مرتبہ آدمی کو اس وقت ...
جب خدا ... خدا ... عبادت ہو
اور ہر دم اللہ کا نام زبان پر ہو - اور ... مرتبہ ...
حالتیں حاصل ہوتا ہے - کہ جب ...
کے فائدے میں اور اپنا نقصان دوسروں سے
نقصان میں سمجھ کر عمل کرے -

(۳) زنا کار حرام کرتے ہیں اور چور چوری کرتے
ہیں اور شرابی شراب پیتے ہیں اور لوٹنے والے
... کو لوٹتے ہیں اور مال غنیمت کی چوری
کرنیوالا ... کرتے ہیں - اور قاتل قتل کرتے ہیں -
ایمان دار نہیں ہوتا - ان میں سے ایک فعل کا
مرتکب وقت ارتکاب ایمان دار نہیں

(۴) وہ شخص پورا منافق ہے جو امانت میں خیانت
کرے - اور جھوٹ بولے اور کہکر پھر جاوے اور
تکرار میں گالی دے - اور جوان چاروں میں سے
ایک خصلت رکھتا ہو - جب تک ... میں منافق کی
نشانی ہے - جب تک ... کو نہ چھوڑے -

(۵) خلاق عالم کے ساتھ شرک نہ کرے خواہ تو
مارا جائے یا آگ میں جلایا جائے - اور ماں باپ

کی نافرمانی بھی نہ کرے - خواہ وہ گھر ... سے
خارج کر دیں ... اللہ ...
...
جھوٹ ...
...
...
...
...
...
...
کیا مذکرے ...

(۶) ... آنکھوں کا زنا - اور حرام کاری کی باتیں
سننا کانوں کا زنا - اور حرام کاری کی باتیں کرنا ...
... اور بدنیتی سے چھونا ہاتھ کا زنا - اور ...
... کا زنا - اور ...
اور شرمگاہ زنا کو ... یا جھٹلاتی ہے -

(۷) جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایسا اچھا کرینگے - پھر نہیں
کرتے ہیں - اور جو کریں تو برعکس اسکے ایسے خراب کام کریں
جن کا حکم نہ ہو - ایسے لوگوں کو ہاتھ سے سزا دے کر
سمجھانا چاہیے (یہ کام حاکم کا ہے) یا زبانی ہدایت
کرنا چاہیئے (یہ کام مذہبی پیشواؤں کا ہے) یا دل
سے نفرت کرنا چاہیئے (یہ کام عام لوگوں کا ہے) اور
جو کوئی اس سے نہ ہو سکے - تو اس میں ... کے
برابر ایمان نہیں -

(۸) موت بجز تین چیزوں کے تمام کاموں سے تعلق
توڑ دیتی ہے - ایک وہ خیرات جس کا اثر ہمیشہ جاری رہے
دوسرا علم جس سے مرنے کے بعد فائدہ پہنچے -
تیسرے - اولاد نیک جو مغفرت چاہے -

(۹) ... نہیں کرنا چاہیئے - اگر وہ جائز ہوتا تو سخی کو
دیکھ کر اس کی سخاوت کی مانند کرنے میں اور عالم کو
دیکھ کر اس کے علم کے موجب عمل حاصل کرنے میں
ہوتا -

(۱۰) جو کوئی اس خیال سے علم پڑھے کہ عالموں کی برابر ہو جاؤں گا یا جاہلوں میں فساد ڈالوں گا یا لوگوں کو اپنی طرف پھیروں گا۔ اس کو خدا جہنم میں داخل کریگا۔

(۱۱) جو دھوکے سے صلاح کے برخلاف فساد کا راستہ بتاوے۔ وہ چور ہے۔

(۱۲) دو آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا۔ ایک تو علم کے طالب کا تحصیل علم سے۔ دوسرا دنیا کے حریص کا۔ دنیا کمانے اور جمع کرنے سے۔

(۱۳) ناپاک حالت میں (نماز) قبول نہیں ہوتی اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔

(۱۴) جب نیند سے جاگو۔ اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈوباؤ۔ جب تک تین دفعہ نہ دھو لو۔

(۱۵) تین باتیں جو قابل لعنت کے ہیں۔ ان سے بچو رفع حاجت کرنا اس جگہ جہاں آدمی پانی دیکھ کر ٹھہرتے ہوں۔ اور راستہ میں اور سایہ کی جگہ میں۔

(۱۶) اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں عبادت (نماز) کے لئے کہو۔ اور دس برس کی عمر میں اسپر عمل نہ کرنے سے سزا دو۔ اور خوابگاہوں میں بلکہ نہ سونے دو۔ الگ الگ سلاؤ ؛

(۱۷) جس دن کسی کو سایہ نہ ملنے سے سخت تکلیف ہوگی۔ اسدن خدا تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں آرام دیگا۔ وہ یہ ہیں :۔
۱ حاکم انصاف کرنیوالا۔ اور ۲ جوانی میں خدا کی عبادت کرنیوالا۔ اور ۳ جس کا عبادت سے ایسا لگاؤ کہ مسجد سے نکلنے کے بعد اس میں جانا چاہے۔ اور ۴ جو دو آدمی خدا کے واسطے ملیں اور جدا ہوں۔ اور ۵ وہ شخص جو یاد خدا سے چشم گریاں رہے۔ اور ۶ جو خوبصورت اور مرتبہ والی عورت اس سے زنا کی خواہش کرے۔ تو خدا کے خوف کے باعث باز رہے۔ اور ۷ جو اس طرح چھپا کر خیرات دے کہ دہنے ہاتھ کی خبر بائیں ہاتھ کو نہ ہو۔

(۱۸) حالت (نماز) میں بھی سانپ اور بچھو کو مار ڈالو۔ چنانچہ حرم میں بھی انکے مارنے کی رخصت ہے۔

(۱۹) بدنظری بدکاری ہے۔ جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں میں پھرے وہ حرام کار ہے۔

(۲۰) خدا تعالےٰ کو وہ نیک کام بہت ہی پسند ہیں۔ جو ہمیشہ کئے جاویں۔ اگرچہ تھوڑے ہی ہوں

(۲۱) بھوکے کو کھلاؤ۔ اور بیمار کی غم خواری اور خدمت کرو۔ اور قیدی کو چھوڑاؤ۔ جب بے قصور پھنس گیا ہو ؛

(۲۲) بیمار کی غم خواری اور جنازہ کی ہمراہی اور چھینکنے کا جواب اور سلام کا بدلہ اور منظور کرنا دعوت کا اور سوگند کھانیوالے کی سوگند کو سچا کرنا اور مصیبت والے کی مدد کرنا چاہیئے ؛

(۲۳) کوئی مرنے کی آرزو نہ کرے۔ اس لئے کہ جو وہ نیک ہے۔ تو شاید نیکی زیادہ کرے۔ اور جو برا ہے۔ شاید توبہ کرے یا خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے سبب برائی سے رکے۔

(کنز العمال)

معجزات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

(۱)

حضرت ابوہریرہ کی ماں ان کے پاس مدینے میں آئی انہوں نے اس سے اسلام لانے کو کہا۔ اس نے انکار کیا اور جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو برا کہا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بڑا رنج ہوا۔ اور روتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں آئے۔ اور عرض کیا۔ اور آپ سے دعا اپنی ماں کی ہدایت کی چاہی سو آپ نے فرمایا۔ اللھم اھد ام ابی ھریرۃ۔ یا اللہ ہدایت کر ابی ہریرہ کی ماں کو۔ بعد اسکے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کو گئے۔ دیکھا کہ کواڑ بند تھے۔ اور پانی گرنے کی آواز جیسے کوئی نہاتا ہو آتی تھی۔ ابوہریرہ نے کواڑ کھلوائے۔ ان کی ماں نے کہا کہ ٹھہرو جب نہا چکیں۔ حضرت ابوہریرہ کو بلایا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ۔ ابوہریرہ نہایت خوش ہوئے یہاں تک کہ بسبب خوشی کے انھیں رونا آیا۔ اکثر شدت خوشی میں بھی رونا آجاتا ہے۔ سو روتے ہوئے حضور اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور اپنی ماں کے اسلام کا حال عرض کیا۔ سبحان اللہ! کیا تصرف ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یا ماں ابوہریرہ کی ایسی کافر مشرک مقابل تھی یا آپ کے دعا مانگتے ہی جھٹ پٹ مسلمان ہو گئیں۔ اللھم صل علی اشرف المرسلین حبیبک وصفیک وآلہ اجمعین

(۲)

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے تھوڑے چھواروں میں دعاء برکت کی سو ارشاد فرمایا کہ اپنے توشہ دان میں ڈال رکھ ان چھواروں میں ایسی برکت ہوئی کہ حضرت ابوہریرہ قریب تیس برس کے ہمیشہ اس میں سے خرچ کرتے رہے۔ اور منوں چھوہارے اسکی راہ میں دئے اور وہ کم نہ ہوئے۔ بروز شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وہ توشہ دان کھو گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بڑا رنج ہوا۔ شعر ان کا اس باب میں مشہور ہے۔ شعر

للناس ھم ولی فی الیوم ھمان
فقد الجراب وقتل الشیخ عثمان

یعنے لوگوں کو ایک غم ہے۔ اور مجھے آج دو غم ہیں ایک توشہ دان کا دوسرا مقتول ہونا حضرت عثمان کا

(۳)

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی جنگ خیبر میں پنڈلی میں زخم آیا تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ سلمہ نہ بچیگے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیرا فوراً زخم ایسا اچھا ہو گیا کہ گویا لگا ہی نہ تھا۔

(۴)

قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کی ایک غزوے میں بسبب زخم کے آنکھ نکل کر رخسارے پر آ پڑی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک سے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ فوراً اچھی ہو گئی ...

[redacted]

...ہو گئی تھی۔ ف یہ معجزہ مشہور ... اس کا تفاخر تھا ... العزیز خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کو قتادہ ... ہو گئے۔ اور انہوں نے یہ اشعار پڑھے

...ن الذی سالت علی الخد عینہ
...ت بکف المصطفی ایما رد
...ت کما کانت باحسن وجہہا
...سن یا عینی دیا حسن ما خد

اس شخص کا ہوں کہ بہ آئی رخسارے پر آنکھ ... پھر پھیر رکھی گئی کف مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ... اچھا پھیر رکھنا۔ سو ہو گئی جیسی تھی خوب اچھی ... کیا اچھی آنکھ تھی اور کیا اچھا رخسارہ ؂

(۵)

...صحابی کے ہاتھ میں غدود تھا ایسا سخت کہ بسبب ... اور نہیں پکڑ سکتے تھے۔ آپ نے کف مبارک اس ... سے دبا کے ہاتھ کو چکر دیا۔ فوراً اچھا ہو گیا۔

(۶)

...علی رضی اللہ عنہ کے لئے آپ نے دعا فرمائی تھی کہ ...رمی کی تکلیف انہیں کبھی نہ پہونچے۔ ایسا حال ... گیا کہ گرمیوں میں جاڑوں کے کپڑے اور ... میں گرمیوں کے پہنتے تھے۔ اور کچھ تکلیف گرمی ... نہیں معلوم ہوتی تھی۔

(۷)

سعد بن ابی وقاص کے لئے آپ نے دعا کی کہ خدا تعالیٰ ... قبول کرے۔ پھر جو دعا حضرت سعد کیا کرتے ... قبول ہوتی تھی۔

(۸)

انس بن مالک کے لئے آپ نے طول عمر اور کثرت ... برکت کی دعا کی تھی۔ سو سو برس سے زیادہ ... ہوئی۔ مال اور اولاد کی بھی بہت کثرت ہوئی۔ ... کہ ان کی حیات میں سو سے زیادہ ان کی اولاد ... ہو چکے تھے۔ اور برکت کا ان کے اموال ... کہ باغ ان کا ہر سال میں دو بار پھل لاتا

تھا۔

(۹)

ایک اندھا حضور اقدس میں گیا۔ اور اس نے درخواست کی کہ میری آنکھیں اچھی ہو جاویں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھ کے یہ دعا پڑھے۔ اللھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک لیکشف عن بصری اللھم شفعہ فی۔ اس نے ویسا ہی کیا۔ اسی وقت اس کی آنکھیں کھل گئیں ف۔ عثمان بن حنیف سے اس حدیث کی روایت ہے۔ اور یہ طریقہ نماز صلوۃ الحاجت کہلاتا ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف اور انکے خاندان کے عمل میں تھا۔ لوگوں کو سکھلا دیتے تھے۔ اور حاجتیں ان کی پوری ہو جاتیں۔ اور حاجتوں میں بجائے لیکشف لی عن بصری فی حاجتی ھذہ لتقضی لی آیاتہ اور دل میں جو مطلب رکھتا ہو۔ قصد کرے۔

(۱۰)

ایک سفر میں آپ کی ایک اونٹنی گم گئی۔ ایک منافق نے ایک صحابی کے ڈیرے میں یہ بات کہی کہ محمد آسمان کی خبریں بتلاتے ہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔ اسی وقت اللہ جل جلالہ نے منافق کے اس مقولے کی آپ کو خبر دی اور مطلع کیا کہ فلاں جگہ درخت میں مہار اونٹنی کی اٹک گئی ہے وہاں ہے۔ آپ نے اپنے خیمے میں ان صحابی کے روبرو جنکے ڈیرے میں منافق نے یہ طعن کیا تھا۔ ارشاد کیا کہ ابھی ایک منافق نے یہ طعن کی بات کہی سو میں تو دعوے نہیں کرتا کہ بے بتائے اللہ تعالیٰ کے مجھے کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ اب خدا تعالیٰ نے مجھے مطلع کر دیا کہ فلانی جگہ اونٹنی کی مہار ایک درخت پر الجھ گئی ہے۔ لوگوں نے اسی جگہ اسی کیفیت سے اونٹنی کو پایا۔ اور لے آئے۔ اور ان صحابی نے اپنے ڈیرے میں جا کے جب اس قصے کا ذکر کیا۔ تب معلوم ہوا کہ انہیں کے ڈیرے میں منافق نے یہ بات کہی تھی۔ اور نام اس منافق کا زید بن لصیب

تھا بلام و صاد مہملہ۔

(۱۱)

جابر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ انہوں نے یہ حال عرض کیا۔ آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا۔ اور ان کے لئے دعا کی کہ گھوڑے پر ثابت رہیں نہ گریں۔ بعد اس کے وہ کبھی گھوڑے پر سے نہ گرے

(۱۲)

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک گھوڑا بہت کند رفتار تھا۔ ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ ... کے چال چلتا تھا۔

(۱۳)

رکانہ مکے میں ایک بڑا پہلوان تھا۔ کسی سے اس کی پیٹھ زمین پر نہ لگی تھی۔ ایک دن آپ اسکے پاس جنگل میں جہاں وہ بکریاں چراتا تھا۔ پہونچے۔ اس نے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو۔ آج مجھے خوب اکیلے ملے آپ نے اس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا کہ تم مجھ سے کشتی لڑو۔ اگر تم مجھے پچھاڑ دو تو میں دس بکریاں دونگا آپ اس سے کشتی لڑے۔ اور اس کو پچھاڑا۔ اس نے کہا کہ میرے لات و عزی نے مدد نہ کی۔ اور تمہارا رب غالب آیا۔ آج تک میری پیٹھ زمین پر کسی نے نہیں لگائی پھر لڑو اور دس بکریاں دوں گا۔ اگر تم مجھے پچھاڑ دو آپ نے پھر اسے پچھاڑا۔ پھر اس نے ویسی ہی تقریر کی اور تیسری بار بھی آپ نے اسے پچھاڑا۔ اس نے کہا کہ تیس بکریاں میری بکریوں میں سے پسند کر لو۔ آپ نے نہیں لیں اور کہا کہ میری خوشی یہ ہے کہ تو مسلمان ہو جا تاکہ دوزخ سے نجات پا دے۔ اس نے معجزہ طلب کیا ایک درخت کیکر کا وہاں تھا۔ سو آپ نے اس درخت کو بلایا وہ درخت چر کے دو ہو گیا۔ اور ایک انہیں سے وہاں چلا آیا اور آپ کے اور رکانہ کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ رکانہ نے کہا کہ معجزہ تو خوب دکھایا۔ اب اس سے کہہ دو کہ چلا جاوے۔ آپ نے فرمایا کہ جو چلا جاوے تو تو مسلمان ہو جائیگا۔ اس نے کہا ہاں آپ کے کہنے سے وہ چلا گیا اور ... سے ایک ہو گیا رکانہ سے کہا کہ اب مسلمان ہو جا۔ رکانہ نے کہا کہ اگر میں

قادیان میں دیانند سکول

۵۔ اپریل لالہ ہنسراج صاحب لاہور سے قادیان
ں آئے تاکہ وہ دیانند سکول کا بنیادی پتھر رکھیں ۔
۹ بجے کے بعد انہوں نے چند الفاظ سٹیج پر کہے ۔
ر رجسٹر پر ایک نام درج کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اب
سکول باقاعدہ کھل گیا ہے ۔ پانچویں اور چھٹی جماعت
ا اسوقت حاضری اسقدر قلیل تھی ۔ کہ خود سکول کے
ھولنے والے محسوس کر رہے تھے ۔ کیونکہ اس بات کا
ملی ثبوت بہم پہنچ رہا تھا کہ ہندو پبلک کو بھی اس
کول سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ۔ اور نہ وہ اس کی
ضرورت سمجھتے ہیں ۔ اس کے بعد دس بجے جوں کے
ساتھ ایک جلوس قادیان سے تین طرف موضع
جاوہ تک پہنچے ۔ قریب ایک کہ بستی کی طرف گیا
جہاں سکول کا بنیادی پتھر رکھا جانے والا تھا ۔ لالہ
ہنسراج صاحب اور لالہ دیوی چند جنھوں نے پچھلے
دنوں دررشیں کے خلاف ایک طوفان اٹھا دیا تھا ۔
ریباً ایک میل فاصلہ پر سب پیادہ گئے ۔ وہاں
ب چھوٹا سا سائبان تھا ۔ جاتے ہی ہون کنڈ کے
ردگرد چار آریہ بیٹھ گئے ۔ اور انھوں نے کچھ پڑھنا
شروع کیا ۔ جوں جوں آگ گھی اور دیگر چیزوں سے
تیز ہوتی جاتی ۔ ہمارے دوست پیچھے سرکتے جاتے
تھے ۔ البتہ دوپہر کا وقت کھلے میدان کی دھوپ
پر آگ کا جھینہ ۔ پیشانیوں پر پسینہ بہنے لگا ۔ مہتہ
ام چند (جو ایک موقع شناس ۔ ہشیار اید یٹ
معلوم ہوتے تھے) کے ضمیر کو جب ٹھیس لگی ۔ کہ ان
حالات میں آگ جلانا کیا معنے رکھتا ہے ۔ اور اگنی
کی سیوا کرتے ہوئے ہم کیونکر دھیان توحید ہو سکتے
ں تو کہا جا سکتا ہو ! ہم آگ کی پوجا نہیں کر رہے ۔ بلکہ
ہ تا سے بل مانگ رہے ہیں کہ وہ ہمیں اس آگ کی
تند یکلام کرنے کی حرارت اور علوم کی روشنی دے ۔
دیہ اگنی بطور مثال کے ہمارے سامنے ہے ۔ یہ
مضحکہ انگیز تاویل باوجود ایک مشاق پکچرار ہونے
کے کچھ بنائی نہ جا سکی ۔ اگر یہ مثال ہی کی ضرورت تھی
تو سائبان کے نیچے سے اُٹھ کر دھوپ میں بیٹھ جاتے
اس میں حرارت بھی تھی ۔ اور روشنی بھی ۔ کھلے میدان
کی ہوا قطعاً خراب نہ تھی ۔ جسکے لئے ہمارے مہاشوں
کو ایک سیر گھی بجائے کسی غریب مسکین کو دان دینے
کے آگ میں جلانے کی ضرورت پڑی ۔ یہ بات بھی تعجب
سے دیکھی گئی کہ اکثر آریہ اس ہون کنڈ کے گرد اگنی
یا ایشور کی سندھیا میں شامل نہ ہوئے ۔ بلکہ وہ اینٹوں
کے گرد کھڑے رہے ۔ البتہ بعض مسلمان اس دلچسپ
رسم کو دیکھنے کے لئے سائبان کے نیچے جمع تھے ۔
خیر اس سے فراغت پاکر لالہ ہنسراج جی نے پتھر رکھا
جس پر کندہ تھا کہ ۶ ۔ اپریل کو دیانند سکول کا بنیادی
پتھر لالہ ہنسراج جی نے رکھا ۔ حالانکہ اس روز ۵ تاریخ
تھی ۔ اسکے بعد کچھ گولے چھوڑے گئے ۔ اور لڈو
تقسیم ہوئے ۔ اور لوگ واپس آئے ۔
پچھلے پہر ایک لیکچر بخشی صاحب ہیڈ ماسٹر ڈی ۔ اے ۔ وی
سکول لاہور کا ہوا ۔ وہ ایک گھنٹہ تک ڈکٹیشن لکھاتے
رہے ۔ کیونکہ وہ کچھ ایسا ہی بولتے تھے ۔ اگنی کی تواضع
تو میدان میں کی جا چکی تھی ۔ مگر اندر اور وایو اپنے جلال
میں آگئے ۔ وایو نے سائبان گرا دیا ۔ اور اندر نے
جھنڈ ڈالا ۔ پھر سورج دیوتا نے اپنا جلوہ دکھایا ۔ مگر
پھر بھی حاضرین بیٹھے رہے ۔
۴ ۔ بجے لالہ ہنسراج جی کا لیکچر ہوا ۔ آپ بہت
سادگی پسند ہیں ۔ اور اپنے لئے کسی قسم کی نمائش نہیں
چاہتے ۔ جو قابل تعریف بات ہے ۔ آواز دھیمی
مگر اپنی بات میں ایک حد تک جذب رکھتے ہیں ۔
لیکچر میں آپ نے یہ بتایا کہ اولاد کی تربیت پر آئندہ
نسلوں کی ترقی منحصر ہے ۔ اس تربیت کا لحاظ یہاں
تک رکھا جاتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی بچے میں سونے کی سلائی
پر شہد لگا کر اس سے بچے کی زبان پر **اوم** لکھا جاتا
اور اسکے کان میں ایک جملہ کہا جاتا جس کا یہ مطلب ہے
کہ تم میں وید جیسے علوم ہوں نہ ہمارے آریہ مناظر
اسے نوٹ کریں ۔ وہ مسلم بچے کے کان میں اذان کہنے
پر اعتراض کیا کرتے تھے ۔ پھر لالہ ہنسراج جی نے بتایا کہ تیس
کروڑ ہندوستانیوں میں سے ۲۰ لاکھ خواندہ ہیں اس
لئے اس جہالت کے دور کرنے کے لئے ہمیں سخت
محنت کی ضرورت ہے ۔ اور اسکے لئے اگر ایک سکول
کی موجودگی میں دوسرا سکول کھولا جائے تو ناراضی
کی بات نہیں ۔ بلکہ خوشی کی بات ہے ۔ مگر اسی لیکچر میں
لالہ ہنسراج جی نے یہ بھی بیان کیا کہ میں ایک جگہ گیا
وہاں ایک دوسرا سکول کھولنا چاہتے تھے ۔ میں نے
ہر چند کہا کہ یہاں ایک ہی سکول کافی ہے ۔ اگر سکول
کھولنا ہے تو یہاں سے کچھ فاصلہ پر کھولو ۔ مگر وہ نہ
مانے ۔ مہاتما صاحب ان دونوں باتوں کو اپنے طرز
عمل کے متعلق بھول گئے ۔ کیونکہ اس کی بنیاد جس تحریک
پر رکھی گئی ہے ۔ وہ سراسر بہتان پر مبنی ہے ۔ یعنی یہ
کہ ہندو طلباء کو درشیں پڑھائی جاتی ہے ۔ حالانکہ
درشمین دونوں سکولوں کے نصاب میں داخل ہی نہیں
دوم ۔ جب ایک سکول کام کر رہا ہے ۔ تو دوسرے
کی یہاں کیا ضرورت تھی ۔ بہرحال یہ اچھا ہوا ۔ کہ
لالہ ہنسراج جی کی تقریر میں کوئی اشتعال انگیز یا دوسروں
کے جذبات کو خواہ مخواہ تکلیف دینے والی بات نہ تھی
کاش ! اس مثال کی دوسرے آریہ بھی تقلید کریں ۔
اپیل پر غالباً سات ہزار نقد جمع ہوا ۔ جس میں پچھتر
لالہ لال چند صاحب کا تھا جو قادیان کے باشندے
ہیں ۔ اور شاہدرہ میں کاروبار کرتے ہیں ۔ پانسو روپے
لالہ بدھا مل صاحب ساہوکار کا تھا ۔ تین سو غالباً
لالہ کرم چند جی ۔ اسے اپنی زندگی اس سکول کے لئے
وقف کرنے کا اعلان کیا ۔ یہ واقعی قابل داد بات
ہے ۔ اور ہم اس سپرٹ کی تعریف کرتے ہیں اب
دیکھئے سکول کیسا چلتا ہے ۔ ہاں یہ امر بھی قابل نوٹ
ہے کہ آریہ سماج قادیان جو گوروکل پارٹی کے ماتحت
تھی ۔ عملاً اب اسپر کالج پارٹی کا قبضہ ہو گیا ۔

جہلم میں ہماری کامیابی
اور
مخالفین کا مناظرہ سے پہلو تہی کرنا

آج ۱۰-اپریل کو ایک دوست کے پاس میں نے ایک اشتہار دیکھا - جو عبدالرشید نام سکرٹری انجمن اہلحدیث جہلم کی طرف سے شائع ہوا - اس میں وہ میدان مباحثہ سے قادیانیوں کا فرار کے عنوان سے یہ ظاہر کیا گیا ہے - شرائط مباحثہ جہلم طے ہوچکیں - آخر کار ایک شرط پر قادیانی مولوی صاحبان بگڑ گئے وہ شرط یہ تھی کہ اہل حدیث کہتے تھے - کہ مباحثہ کھلے میدان میں ہزارہا کے مجمع میں ہو تاکہ خلق خدا طرفین کے دلائل سنکر صادق و کاذب کو جانچ سکیں - لیکن قادیانی مولوی کہتا تھا کہ مجمع محدود ہو - جس کی تعداد دس دس آدمی سے زیادہ نہ ہو۔

پھر لکھا ہے کہ اس شرط کو نہ ماننے کی وجہ سے قادیانی مولوی نے فرار اختیار کیا - میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک کذب صریح و بہتان قبیح ہے - جو ہمارے شرائط طے کرنے والے فاضل مناظر پر عاید کیا گیا ہے بظاہر اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے - کہ ہمارے دوست مولوی محمد اسمٰعیل صاحب - مولوی فاضل جو قادیان دار الامان سے شرائط مباحثہ طے کرنے گئے تھے - اس بات پر اڑ گئے کہ صرف دس دس آدمیوں کے سامنے ہی مباحثہ ہو اور عام لوگوں کو کچھ نہ سننے دیا جائے - حالانکہ یہ بات صریحاً غلط ہے - بلکہ واقعہ یوں ہے کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب احمدی فاضل یہ چاہتے تھے کہ کوئی صورت ایسی نہ پیدا ہو جس میں فتنہ یا فساد کا اندیشہ ہو - اس لئے ان کی تجویز یہ تھی کہ پہلے ایک مکان میں محدود تعداد کے سامنے پرچے اطمینان سے لکھ لئے جائیں اور پھر ایک عام مجمع میں تمام پرچے یکدم باری باری سنا دیئے جائیں - اور یہ بہت اچھی تجویز تھی - کیونکہ اس طرح پر کسی قسم کا فساد بھی نہیں ہوتا - اور لوگوں کا وقت بھی بہت کم خرچ ہوتا - آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ کئی ہزار کا مجمع ہے - اور ادھر مناظرین بیٹھے پرچہ نویسی کر رہے ہیں - اب فرمایئے وہ کئی ہزار مختلف مذاق مختلف طبائع کے لوگ کیونکر دو دو گھنٹے خاموش بیٹھے رہ سکتے ہیں - اگر آپس میں باتیں تو پھر شور پڑتا ہے - اور مناظرین اپنا کام نہیں - پھر اس باہمی گفتگو کا نتیجہ یہی ہے کہ بعض جوشیلے آپس میں لڑ پڑیں - پس ایسی صورت میں جو بھلا بہت ہی تکلیف دہ ہو - کیونکر اختیار کی جاتی - اس میں احمدیوں کا کوئی خاص فائدہ نہیں تھا - بلکہ پبلک فوائد مطلوب تھے - ایسے بڑے مجمع میں لوگ چپ چاپ نہیں بیٹھ سکتے - اغلب ہے کہ کوئی فساد ہی ہو جائے - اس لئے بہتر صورت یہی تھی - کہ پہلے پرچے ایک محفوظ مکان میں محدود حاضرین کے سامنے لکھ لئے جاتے - اور پھر وہ سب پرچے باری باری ترتیب مقررہ کے مطابق سنا دیئے جاتے - اس طرح پر مجمع میں سکون اور امن بھی قائم رہ سکتا تھا - اور لوگوں کا وقت بھی کم خرچ ہوتا - آپ خود ہی انصاف کریں - کیا یہ صورت اچھی تھی کہ لوگ اپنے کار و بار چھوڑ کر متواتر تین دن آتے رہیں - اور صبح سے ۱۱ بجے تک اور دو بجے سے ۵ بجے تک ایک دن ۵ بجے تک مناظرین کا منہ تکتے رہیں یا یہ کہ وہ آیت وار کے روز جبکہ عام تعطیل ہوتی ہے - تین گھنٹے کے لئے آجائیں اور مناظرین فریقین کے پرچے اطمینان سے سن لیں - پس بتاؤ کہ احمدیوں نے کونسا فرار اختیار کیا - میں وہ شرائط مباحثہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور جس شرط پر خط و کتابت ہوئی وہ بھی پیش کرتا ہوں تاکہ اہل انصاف خود موازنہ کرکے صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں - (ہو ہذا) -

شرائط مباحثہ جہلم

موضوع بحث مرزا صاحب کی صداقت اور وفات و حیات مسیح علیہ السلام ہوگا - اپنے وقت میں ہر ایک فریق ان دونوں امور پر روشنی ڈالیگا - وفات و حیات کا مسئلہ پہلے اور اسی کے ساتھ بعد صداقت پر مضمون لکھا جائے گا -

محمد کرم الدین بقلم خود — محمد اسمٰعیل عفی عنہ

(۲) مباحثہ تحریری ہوگا - اور ہر پرچہ لکھا جانے کے بعد بغیر کسی کمی بیشی کے حاضرین کو سنا دیا جائے گا -

(۳) مسئلہ حیات و وفات مسیح میں ہر دو فریق مدعی ہونگے اور مسئلہ صداقت حضرت مرزا صاحب میں صرف احمدی مناظر مدعی ہوگا - اور فریق ثانی کا منصب تردید کا ہوگا

(۴) مابہ الاستدلال قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ہونگی جو قرآن کریم کے مطابق ہوں - ان سے استدلال کرنے میں کتب لغت عرب و قواعد زبان عرب کی پابندی ضروری ہوگی - اور جو احادیث قرآن کریم کے خلاف ہونگی - وہ قطعاً قابل قبول نہیں ہونگی ؂

(۵) حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی تحریرات تصانیف احمدی مناظر پر حجت ہونگی - محمد کرم الدین — محمد اسمٰعیل عفی عنہ

(۶) کل سات پرچے ہونگے - ہر پرچہ دو گھنٹہ میں لکھا جائیگا اور ایک گھنٹہ کے اندر سنایا جائیگا - اور باقی جو وقت اس گھنٹہ سے بچیگا - وہ فراغت کا وقت متصور ہوگا

(۷) ہر پرچہ کے دو حصے ہونگے - پہلا حصہ مسئلہ وفات مسیح پر اور دوسرا حصہ اثبات صداقت و دعاوی حضرت مرزا صاحب پر

(۸) ہر پرچہ کا ہر ایک حصہ ایک ایک گھنٹہ میں لکھا جائیگا اور کسی ایک حصہ کا وقت یا اسوقت کا کوئی حصہ اس پرچہ کے دوسرے حصہ کو نہیں دیا جائیگا -

(۹) اس بحث کے ہر دو پہلوؤں میں مدعی احمدی مناظر ہوگا - اور اہل حدیث مناظر احمدی مناظر کے پیش کردہ دلائل کی بالترتیب تردید کریگا -

(۱۰) پہلا اور آخری پرچہ احمدی مناظر کا ہوگا - پرچوں میں سے چار پرچے احمدی مناظر کے ہونگے تین پرچے اہل حدیث مناظر کے ؂

(۱۱) مباحثہ دو روز متواتر ہوگا پہلے روز تین پرچے ہونگے۔ اور دوسرے روز چار۔

(۱۲) کسی فریق کو اسبات کی اجازت نہیں ہوگی کہ ان معینہ پرچوں کے ختم ہونے کے بغیر کھڑا ہو سکے۔ ایک فریق کو بلا دخل فریق کا پورا پرچہ سننا ہوگا

۲۶ مارچ ۱۹۱۹ء - محمد کرم الدین - محمد اسمٰعیل

(۱۳) ہر ایک فریق سے ہر ایک پرچہ کی ایک نقل بھی اس پرچہ کے لکھنے کے وقت تیار کروائی جائیگی۔ اور جب وہ پرچہ سنایا جائیگا۔ تو اسپر اپنے دستخط کرنے کے بعد دوسرے فریق کے حوالہ کر دیگا۔

(۱۴) فریقین کی طرف سے ایک ایک پریذیڈنٹ ہوگا اور ایک تیسرا پریذیڈنٹ غیر مسلم باتفاق فریقین مقرر کیا جائیگا۔ اور پریذیڈنٹوں میں سے ہر ایک کا یہ کام ہوگا کہ وہ مقررہ شرائط کی پابندی کے ساتھ مباحثہ کا انتظام قائم رکھے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور اس بارہ میں اختلاف کی صورت میں غیر مسلم پریذیڈنٹ کی رائے پر عمل ہوگا

(۱۵) فریقین کا فرض ہوگا کہ مشترکہ طور پر درخواست دیکر حکام سے اجازت مباحثہ حاصل کریں اور حفظ امن کے لئے پولیس منگوانے کا انتظام کریں۔

(۱۶) مباحثہ کی جگہ کا انتظام باتفاق فریقین ہوگا۔

محمد کرم الدین - محمد اسمٰعیل - ۲۶ مارچ ۱۹۱۹ء

(۱۷) تاریخ مباحثہ ۳-۴ مئی ۱۹۱۹ء ہفتہ و اتوار ہونگی۔

(۱۸) مناظر دونوں فریق کی طرف سے ایک ایک ہوگا اور معاون ہر ایک مناظر کے ساتھ چار چار ہونگے۔

محمد اسمٰعیل عفی عنہ - محمد کرم الدین - ۲۷ مارچ ۱۹۱۹ء

(۱۹) تقسیم اوقات یہ ہے کہ مباحثہ تین روز رہے گا اور ہر روز مباحثہ ۸ بجے صبح سے شروع ہوکر ۱۱ بجے تک پہلا اجلاس ختم ہوا کریگا۔ اور دوسرا اجلاس دو بجے سے شروع ہوکر ۵ بجے تک ختم ہوگا۔ تیسرے روز پہلا اجلاس اور دوسرا وہی ہے۔ ہاں تیسرے پرچہ کا وقت ۵ بجے سے شروع ہوکر ۸ بجے تک احمدی مناظر کا آخری پرچہ ختم ہوگا۔ ۲۸ مارچ ۱۹۱۹ء

محمد کرم الدین - محمد اسمٰعیل عفی عنہ

(۲۰) ہر پرچہ کا پہلا حصہ لکھا جانے کے بعد پریذیڈنٹ غیر مسلم کے حوالہ کر دیا جاویگا۔ اور دوسرا حصہ تیار ہونے پر دونوں حصے علی الترتیب سنائے جائینگے۔

۲۸ مارچ ۱۹۱۹ء

محمد کرم الدین   محمد اسمٰعیل عفی عنہ

مکرم جناب سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ جہلم السلام علیکم

شرائط تو سب طے ہو چکے ہیں۔ اب صرف روپیہ امانت رکھنے کی بات باقی رہ گئی ہے۔ کل صبح سات بجے مبلغ بالعوض روپیہ حسب وعدہ خود ہمراہ لاویں خواہ ہمارے مکان پر آویں یا اپنے کسی معزز رکن کے مکان پر بلاویں۔ بشرطیکہ صاحب مکان کی طرف سے ایک رقعہ پہلے ہمارے پاس بھیجا جاوے۔ راجہ محمد خان صاحب کو بھی جنکے پاس روپیہ امانت رکھا جائیگا۔ بلا لیا جائے گا۔ کل سات بجے سے تین بجے تک سب معاملہ طے ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ سمجھا جائے گا۔ کہ آپ صرف مباحثہ ٹالنے کے لئے حیلہ حجت کر رہے ہیں ہماری طرف سے۔ آخری تحریر ہے۔ اسکے بعد اشتہار ہوگا جسکی سرخی احمدی جماعت کی شکست فاش جلی قلم سے لکھی جائیگی۔ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۱۹ء

الراقم عبد الرشید سکرٹری انجمن اہلحدیث جہلم

مکرم سکرٹری صاحب انجمن اہلحدیث جہلم۔ آپکا رقعہ ملا یہ فقرہ آپ کا کہ وہ شرائط قریباً طے ہو چکے ہیں ظاہر کرتا ہے کہ اب بقیہ شرائط کے متعلق آپ کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور آپ اسی طور پر بقیہ شرائط لکھنے کے لئے کمربستہ و تیار ہیں۔ جیسا کہ پیش کی ہیں یا پیش ہونیوالی ہیں۔ پس اگر آپ فی الواقعہ ان شرائط کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو اس رقعہ کے ساتھ کے منسلکہ پرچہ میں جو شرائط لکھے جاتے ہیں۔ ان پر اپنے وکیل کا تصفیہ شرائط جناب مولوی کرم دین صاحب کے دستخط کروا کر بھیجدیجئے۔ اس طرح سے جلدی طور پر تمام شرائط کا تصفیہ ہو جائے گا۔ فقط

راقم اللہ بخش اتالیق سکرٹری انجمن احمدیہ جہلم

۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء

بقیہ شرائط مباحثہ

(۲۱) مباحثہ کے دوران میں مکان مباحثہ میں فریقین کی تعداد مساوی ہوگی۔ جو دس دس آدمی سے زیادہ نہ ہوگی۔

(۲۲) ہر ایک فریق کی طرف سے ایک ایک شخص اپنے فریق کے تمام آدمیوں (کیا مناظر و معاونین اور کیا دوسرے حاضرین) کی طرف سے حفظ امن کا اور نیز اسبات کا ذمہ دار ہوگا کہ اسکے فریق کا کوئی فرد دوسرے فریق کے کسی فرد یا اس فریق کے کسی مسلم بزرگ کے حق میں کوئی کلمہ استخفاف یا خلاف تہذیب استعمال نہیں کریگا۔

(۲۳) فریقین اور نیز سامعین کی سہولت اور فائدہ کے لئے اس مباحثہ کے تمام پرچے ترتیب وار اختتام مباحثہ کے بعد کے روز ایک عام مجمع میں سنائے جائینگے۔ جس کے لئے اتوار کا دن بہت موزوں ہے (… ہفتہ کے ایام میں یکم و دوم و سوم مئی ۱۹۱۹ء کو) ہوگا اور ۴ مئی کو یہ عام مجمع ہوگا۔ جسکے لئے پولیس کا انتظام کرنا فریقین کا ذمہ ہوگا۔

(۲۴) مکان مباحثہ میں داخلہ بذریعہ چھپے ہوئے ٹکٹوں کے (جو بلا قیمت تقسیم ہونگے) ہوگا۔ جن پر فریقین کے پریذیڈنٹوں کے دستخط ثبت ہونگے۔ اور ہر فریق کے تقسیم کردہ ٹکٹوں پر اس فریق کا نام لکھا ہوگا۔ جن کے لئے یہ مسودہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

فریق - نمبر ٹکٹ - تاریخ - نام معہ پتہ

دستخط پریذیڈنٹ منجانب جماعت احمدیہ - دستخط پریذیڈنٹ منجانب فریق اہلحدیث

[illegible] صاحب پریذیڈنٹ ہونگا
[illegible] کرنے کی اجازت
[illegible] پریذیڈنٹ کی اجازت کے بغیر

[illegible] اوراق کی نقلیں خاص کاپیوں پر لکھی
[illegible] ہر ایک پر سلسلہ وار نمبر اور فریقین
پریذیڈنٹوں کے دستخط ثبت ہونگے اور ان کے
[illegible] پر نمبر صفحہ پہلے سے لکھا ہو گا۔ یہ کاپیاں پرچہ
[illegible] کرتے وقت یا پرچہ لکھتے وقت ہر مناظر بالنقل
[illegible] والے کو حسب ضرورت دی جایا کرینگی۔ اور بعد اس
[illegible] کے اختتام اور انکی نقل مکمل ہو جانے پر پوری کی
[illegible] واپس لے لی جایا کرینگی۔ جو لکھی جا چکی ہونگی وہ
[illegible] بالنقلوں کی صورت میں اور باقی سفید ہی۔

(۲۷) [illegible] قرار یافتہ شرائط میں کسی قسم کی تبدیلی جائز نہیں ہوگی
اور اگر کسی نئی شرط کے بڑھانے کی ضرورت پیش آئے
جو کسی پہلی مسلمہ شرائط کے خلاف نہ ہو تو ہر دو پریذیڈنٹوں
اور ہر دو مناظروں کے اتفاق رائے سے بڑھائی جائیگی

(۲۸) چونکہ یہ شرائط کئی دنوں میں طے ہوئی ہیں۔ اور اس
اثناء میں انہیں سے بعض پہلے کی طے شدہ شرائط کے
خلاف بعد میں شرائط طے ہوئی ہیں اس لئے جو شرط ان
شرائط میں سے انہیں کی کسی پہلی شرط کے خلاف ہوگی
وہ پہلی شرط کی ناسخ اور وہ پہلی شرط منسوخ متصور
ہوگی۔

محمد اسمٰعیل عفی عنہ

تعداد حاضرین کی تعیین ہمیں ہرگز منظور نہیں ہے
کیونکہ مباحثہ سے غرض یہ ہے کہ اجلاس عام ہو۔ اور
خلق خدا مباحثہ کو سنکر صادق اور کاذب کو جانچے۔ اگر
گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر مباحثہ کرنا ہو تو اپنے اپنے گھروں
میں بیٹھ کر فریقین ایک دوسرے کے خلاف سوال جواب
تحریر کر سکتے ہیں اور پہلے بھی طرفین سے کتابیں اور
رسالے تصنیف ہو چکے ہیں۔

محمد کرم الدین - ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء

میں اپنی پیش کردہ شرائط میں عام مجمع کی بجائے
بہتر صورت پیش کر دی۔ یعنی اور کتابت پرچہ جات کو
مجمع میں عوام کے اجتماع سے جو مفاسد پیدا ہونے
کا اندیشہ ہے وہ بھی مجملاً اس تحریر میں ظاہر کر دیے
ہیں۔ بالمقابل جو صورت دوسرا فریق پیش کرتا ہے وہ
میرے نزدیک نہایت فتنہ کا اندیشہ پیدا کرنیوالی ہے
اسلئے میں عمداً فتنہ کی صورت کو اختیار نہیں کرتا۔ اگر
آپ کو میری [illegible] پیش [illegible] شرائط پر مباحثہ منظور ہے
تو آئیے مباحثہ کیجئے۔ ورنہ اس سے کچھ فائدہ نہیں

محمد اسمٰعیل عفی عنہ - ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء

بے تار کا ٹیلیفون

واناٹی ڈاک سے یہ حوصلہ افزا خبر آئی ہے کہ کلکتہ اور
لنڈن کے درمیان ٹیلیفون کے ذریعہ سے گفتگو کا
سلسلہ جاری ہونیوالا ہے۔ چند ہفتوں میں یہ بالکل
ممکن ہو جائے گا کہ لنڈن اور نیویارک میں ٹیلیفون پر
بات چیت کرنے کا سلسلہ جاری ہو جائے۔ اور چند
ماہ گذرنے کے بعد یہی حالت کلکتہ اور لنڈن کی ہو
جائیگی۔ مسٹر گاڈفرے ایزک منیجنگ ڈائرکٹر مارکونی
وائرلیس ٹیلیگراف کمپنی لمیٹڈ نے بیان کیا ہے کہ اولاً
پیام رسانی کا یہ سلسلہ صرف مرکزی دفاتر سے ہو
سکیگا۔ لیکن کمپنی کو امید ہے کہ بہت جلد یہ سلسلہ عام
طور پر جاری ہو جائیگا جس سے ہر شخص اپنے گھر بیٹھے
کر سمندر کے پار کسی شہر کے آدمی سے گفتگو کر سکیگا۔
گویا اس کا نتیجہ یہ ہونیوالا ہے کہ برطانوی اور امریکن
اپنے اپنے دفاتر میں بیٹھ کر صرف ایک آلہ کی مدد سے
ایک دوسرے سے کاروبار کی گفتگو نہایت آسانی سے
کر سکینگے۔ ماہرین اپنے تجربات کی بنا پر یہ یقین کرنے
کے قابل ہو گئے ہیں کہ زیادہ زمانہ نہ گذریگا کہ جیسے بے تار
کے ٹیلیفون کا آلہ ایک روزمرہ کے استعمال کی

معمولی چیز ہو جائیگا۔ ایک حصہ [illegible] فروخت کرنیوالے
ذرہ کا کلارک جبکہ وہ لنڈن کی کسی گلی [illegible] رہا ہوگا [illegible]
جیب میں سے [illegible] اور جب آلہ کو کان
سے لگائیگا۔ تو اپنے آقا کی آواز [illegible]
جو کہ [illegible] رہا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کے ٹیلیفون [illegible]
ہوائی [illegible] تو بلیک [illegible]
[illegible]
[illegible]
کیا جائیگا۔ اور ٹیلیفون [illegible]
[illegible] سے بات چیت کر [illegible]
اپنے پہنچنے کی اطلاع [illegible]

غیر مذاہب کی تبلیغی کوششیں

امریکہ نے آئندہ پانچ سال کا ایک پروگرام تیار کیا ہے۔ اس پروگرام کو
مختصراً ذیل میں درج کیا جاتا ہے تاکہ آپ دیکھ سکیں کہ
یہ اکیلا مشن آئندہ پانچ سالوں میں کیا کیا ارادے رکھتا ہے
امریکہ کے اندر یہ مشن جو کام کرنا چاہتا ہے۔ اس کا ذکر چھوڑ کر
صرف وہ تجاویز لکھی جاتی ہیں جو اس نے غیر ممالک میں کرنے
کا تہیا کیا ہے۔

اوّل یہ کہ آئندہ پانچ سال کے اندر ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۳ء تک
امریکہ سے دیگر ملکوں میں دو ہزار دو سو پچاس مشنری بھیجے
جاویں اور یہ شمار موجودہ مشنریوں کے شمار سے قریباً دوگنا ہے
یعنے اس مشن کے گیارہ سو مشنری اب بھی وعظ کا کام کر رہے
ہیں اور اب انہیں ساڑھے بائیس سو کا اور اضافہ ہو گا۔
دوئم۔ دیسی پرچارکوں کا شمار بھی غیر ممالک میں پیشتر سے
تین گنا کر دیا جاوے۔ سوئم۔ جہاں جہاں مشن کے مرکز
ہیں۔ وہاں ہر ہر تحصیل مرکز میں جاری کیا جائے اور ایک ہسپتال
ایک مدرسہ اور ایک کمپونڈ ہر ایک تحصیل میں بنایا جاوے

[illegible] احمد صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایڈیٹر قاسم علی نے فاروق منزل سے شائع کیا۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو ...

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۴ اپریل و یکم مئی سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۵-۱۶

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت دو چار یوم کسی قدر علیل رہی۔ اب خدا کے فضل سے اچھی ہے اور حضور موجودہ شورش کے دور کرنے اور حکام وقت کا اسمیں ہاتھ بٹانے میں پوری سعی سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو سلامت رکھے۔

۲۶-اپریل سنہ ۱۹۱۹ء کو تعلیم یافتہ احمدی احباب قادیان کی ایک بڑی جماعت بیرونی دیہات علاقہ تحصیل شکر گڈھ میں اس غرض کیلئے بھیجی گئی ہے کہ وہ جہاں جہاں کچھ غلط فہمی رولٹ بل وغیرہ کے متعلق معلوم ہو۔ وہاں جاکر لوگوں کو خوب سمجھائیں۔ اور گورنمنٹ کی اطاعت و وفاداری کی پوری تاکید کریں۔ اور اس غرض کیلئے ٹریکٹ وغیرہ بھی جو شائع کئے گئے ہیں تقسیم کرنے کو دئے گئے۔

درخواست دعا

برادرم مستری عبدالعزیز صاحب سامانوی کی دختر بعارضہ چیچک مبتلا ہے۔ احباب اس کی صحت و زندگی کے واسطے دعا فرماکر اجر حاصل کریں۔

انگلستان میں تبلیغ اسلام

اخویم قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے بی ٹی احمدی مشنری لنڈن سے اپنی چٹھی میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

خدا تعالےٰ کا احسان ہے کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو شہر لنڈن میں بھی جہاں وہ آجکل دو اڑھائی ماہ کے واسطے قیام پذیر ہیں۔ اسلام کی منادی کرنے میں خوب کامیابی ہو رہی ہے۔ جو اشخاص ان کی زیر تبلیغ ہیں۔ ان میں سے دو معزز لیڈیاں بنام مسز ماڈ نبی و مس بیرل گذشتہ ہفتہ میں ان کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی ہیں۔ الحمد للہ۔ اللہم زد فزد۔ ان کے اسلامی نام مدحت اور مریم رکھے گئے ہیں۔

لنڈن میں بھی تبلیغی کوششیں بدستور جاری ہیں علاوہ نومسلموں کی تعلیم اور تربیت کے ہفتہ واری اجلاس کے جو مکان پر ہوتے ہیں۔ پبلک میں بھی لیکچر ہوتے ہیں۔ لوگوں کے خیالات اور عقائد میں ایک عظیم الشان تغیر آرہا ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آوے کہ باطل پرستی کو چھوڑ کر حقیقی اسلام سے بہرہ ور ہوں۔ آمین والسلام

اطلاع یہ پرچہ بھی چھپا کہ گذشتہ پرچہ میں بتایا گیا تھا۔ چھاپہ کی مشکلات کی وجہ سے دیر میں اور دو ہفتہ کا نمبر کا شائع ہوا۔ احباب دعا کریں کہ یہ تکالیف عارضی جلد دور ہوں۔ (منتظم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۴ اپریل - یکم مئی ۱۹۱۹ء

[انس]ان کس طرح اس زندگی میں [حقی]قی کامیابی حاصل کرسکتا ہے

[اس] میں تو کوئی شک نہیں کہ ہر ایک شخص اس جہان [میں] اپنی کامیابی کا خواہاں ضرور ہے۔ اور اسی لئے [بچ]پن سے بڑھاپے تک اسی کوشش میں لگا رہتا ہے [مگ]ر حقیقی کامیابی کیا ہے۔ اور وہ کس طرح حاصل ہو[س]کتی ہے اس کے متعلق بہت تھوڑے ہیں جو غور [کر]تے ہیں۔ اس مدعا کو حاصل کرنے کے لئے ہم کو [س]ب سے پہلے یہ بات دریافت کرنی چاہیئے کہ ہم [ا]س جہان میں کس لئے بھیجے گئے ہیں۔ اور ہمیں یہاں [ک]یا کرنا چاہیئے۔ جب ہم اس کی اصل حقیقت معلوم [ک]رینگے۔ اور اسی کو مدنظر رکھ کر کوشش کرینگے۔ تو [خ]دا کے فضل و کرم سے ہم ضرور اپنے مقصد کو پہنچینگے

لیکن اکثر لوگ اس کے متعلق مختلف خیالات رکھتے ہیں۔ اسی لئے دنیا میں بہت اختلاف پھیل گیا ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ کسی شخص کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ وہ خود ہی اپنی اس جہان کی زندگی کا مدعا اپنی طرف سے قائم کرلے۔ کیونکہ وہ اس جہان میں اپنے اختیار سے آیا ہے۔ اور نہ وہ اپنے اختیار [illegible] بلکہ جس خالق نے اسے یہاں بھیجا ہے۔ اور تمام عمر اس کی پرورش کرتا ہے اسی کا یہ حق ہے کہ اس کی زندگی کا مدعا اسے بتلائے جس طرح ہم کسی شخص کو اجرت پر اپنی ملازمت کے لئے رکھتے ہیں۔ تو ہمارا ہی حق ہوتا ہے کہ اس کو ہم بتلائیں۔ کہ اس کے ذمہ ہم کیا کام سپرد کرتے ہیں نہ کہ وہ خود ہی اپنے واسطے [illegible] کے تجویز کرلے۔ اسی طرح یہ اللہ تعالے کا ہی حق ہے کہ وہ اپنے بندوں کو خود بتائے کہ اس نے ان کو [illegible] کے لئے بھیجا ہے۔ سو اس نے [illegible] ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے پاک کلام میں فرمایا [illegible] ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

یعنے ہمنے جن اور انسان کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری عبادت کریں۔ [illegible] چھوڑ کر رات دن عبادت ہی کرتے رہیں بلکہ [illegible] منع ہے۔ کیونکہ دنیاوی امور بھی اللہ تعالے نے ہم پر فرض کئے ہیں۔ اس لئے [illegible] ہم پر ہمارے اہل و عیال کی پرورش کرنی اور خدا کی مخلوق سے نیک سلوک کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں ہم پر فرض کی گئی ہیں تو ان تمام امور کو کرنا عبادت ہی ہے۔ غرض وہ تمام امور جو ہم خدا تعالے کے احکام کو مدنظر رکھ کر کرتے ہیں وہ تمام عبادت ہی میں شمار ہوتے ہیں۔ ہم اللہ تعالے کی عبادت کریں یا نہ کریں۔ اس سے اللہ تعالے کو کوئی نفع یا نقصان نہیں۔ بلکہ نفع یا نقصان صرف ہم ہی کو ہے۔ اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ خدا تعالے کے [illegible] انسان کو کس طرح معلوم ہوں۔ اسکے لئے اللہ تعالے نے یہ دستور رکھا ہے کہ دنیا کی تمام اقوام میں انہیں میں سے جس کو اس نے لائق سمجھا۔ اس کو نبی یا رسول بنا کر اسکے ذریعہ اس کی قوم کو اسی کی زبان میں ان تمام باتوں کی تعلیم دلوائی۔ جیسا کہ اس نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم

یعنے ہمنے نہیں بھیجا کوئی رسول لیکن اسی قوم کی زبان میں تاکہ ان کو صاف طور سے سمجھا دیا جائے۔ اور نبی یا رسول کا اصل یہی کام ہوتا ہے کہ اپنی امت کو خدا کی معرفت حاصل کرائے۔ یعنے خدا کا کامل طور پر شناخت کرا دے۔ جب انسان یہ بات حاصل کرلیتا ہے۔ تو وہ ہرگز خدا کی خفگی کا کوئی کام کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس کو کامل یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالے [illegible] دیکھ رہا ہے۔ جس طرح کہ کسی حاکم کے روبرو کھڑے ہو[illegible] کے روبرو کوئی بدفعل کرنے [illegible] طرح خدا کی کامل معرفت حاصل [illegible] انسان کو [illegible] کہ وہ خدا کی خفگی کی راہ ترک کر[illegible] ہے۔ اور اس کی [illegible] کی راہوں کا طلبگار [illegible] تا دونوں جہان میں اسکے [illegible] اللہ تعالے اپنے نبی یا رسول سے [illegible] کرتا ہے۔ اسے الہام مکاشفات و رؤیا کے ذریعہ اپنی عجیب عجیب قدرتیں دکھلاتا ہے۔ صرف اسی کو یقین [illegible] بلکہ اس کی پیروی کرنے والے لوگوں کو بھی [illegible] نعمتوں کا مزہ چکھاتا ہے۔ اسی طرح اسکے ماننے والوں کا ایمان دن بدن بڑھتا جاتا ہے اور وہ جان و مال سے اس کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے میں اپنی عین سعادت سمجھتے ہیں۔ اس طرح مومن انسان دن بدن اللہ تعالے کی راہ میں استقامت حاصل کرتے ہوئے روز ترقی کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ یہی وہ طریق ہے۔ جسکے ذریعہ انسان اس زندگی میں حقیقی کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔

اس رحمٰن رحیم رب العالمین نے اپنا یہ فضل کسی خاص قوم، خاص ملک یا خاص زبان، خاص زمانہ کے لئے (ریزرو) مخصوص نہیں کیا۔ بلکہ جس طرح دنیا کی تمام اقوام کو اس جہان کی جسمانی نعمتوں سے وہ یکساں سرفراز کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح ان کے لئے روحانی نعمتوں کا بھی ویسا ہی انتظام کیا۔ جس کا ثبوت ہم کو قرآن شریف کی بالا آیت سے ملتا ہے مگر گذشتہ زمانہ

میں دور دور کے ملکوں کی اقوام ایک دوسرے کے حالات سے جس طرح اب ہم واقف ہو سکتے ہیں اسوقت نہ ہو سکتے تھے۔ کیونکہ اسوقت تار برقی۔ ریل ڈاک اخبارات وغیرہ کی کثرت سے اشاعت کرنے کے ذرائع موجود نہ تھے۔ اس لئے جس ملک میں یا جس قوم میں خدا کا کوئی مُرسل مبعوث ہوتا تھا۔ اور جو لوگ اس پر ایمان لاکر اس کی تعلیم کے مطابق نیک اعمال بجالاتے تھے۔ ان پر اللہ تعالےٰ کی عجیب عجیب نعمتوں کی [illegible] ہوتی تھی۔ تب وہ یہی سمجھتے تھے کہ ان [illegible] وارث صرف ہمیں کو ٹھیرایا ہوئی ہے۔ [illegible] باقی تمام اقوام اس سے محروم رکھی گئی ہیں۔ گویا اللہ تعالےٰ صرف اسی ایک قوم کا رب ہوا نہ کہ تمام عالموں کا۔ اور دوسری اقوام کے لیے الہی روحانی نعمتوں کی ضرورت خدا نے [illegible] اس رسول آہی گیا۔ [illegible] ملک کی دوسرے ملک کے متعلق [illegible] خیالات [illegible] رکھتی رہی اور اب تک ان کے دلوں سے ایسے خیالات دُور نہ ہو سکے۔ اور یہی اسی تنگ خیالات کا نتیجہ ہے کہ ہر ایک قوم اپنا ہی نبی یا رُسول اور اس کے ذریعہ قائم شدہ مذہب کو سچا سمجھتی ہے۔ اور باقی تمام کو جھوٹے نعوذ باللہ۔ [illegible] سے ان کے دلوں میں دوسرے مذاہب اور ان کے انبیاء و رُسل کے متعلق بغض بھرا ہوا ہے۔ اور وہ وقتاً فوقتاً انہیں دشنام دہی کرکے عذاب کی گٹھڑی اپنے سروں پر چڑھاتے رہتے ہیں۔ جس کا ثبوت انہیں کے لٹریچروں میں سے پایا جاتا ہے۔ بھلا جبکہ مختلف اقوام ایک دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو جن کے لئے وہ قوم اپنی جان و مال قربان کرنا بڑی سعادت سمجھتی ہے دشنام دہی کرنا اپنے دینی عقائد میں سمجھتی ہوں۔ تو ہرگز ایسی اقوام سے اتفاق یا صلح اور محبت کی امید نہیں ہو سکتی۔ خواہ ظاہری طور پر کانگریس یا لیگ وغیرہ قائم کرکے بڑے بڑے لیکچر دیا کریں اور ریاکاری

کرنے جاویں۔ اسکے سوائے اور کوئی مفید نتیجہ نہ نکلیگا۔ جب تک کہ باطنی مرض کا علاج نکیا جائے مگر خدا کے سچے مذہب کے حقیقی پیرؤوں کے یہ عقائد ہیں کہ دنیا کے تمام مذاہب جن کو لاکھوں لوگ دل وجان سے سچے مانتے ہیں۔ اس کے اور اس کے انبیاء و رُسل کی خاطر اپنا جان و مال قربان کرنا بڑی سعادت سمجھتے آئے ہیں۔ وہ حقیقت میں تمام سچے ہیں۔ اگر ان کے انبیاء و رُسول خدا کے راست باز بندے نہ ہوتے تو ہرگز ان کے ذریعہ لاکھوں لوگوں کے دلوں میں اسقدر عظیم الشان تبدیلی مسلسل نہ چلی آتی۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ جھوٹے مدعی کی تعلیم میں ایسا اثر ہو۔ بلکہ ایسا کوئی مدعی خدا کی مخلوق کو گمراہ کرنے کا بیڑہ لے بیٹھے۔ تو خود اللہ تعالےٰ اس کا دشمن بن کر اس کو اور اس کے سارے سلسلہ کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اور ہرگز اسی طویل مدت تک ایسے شخص کا کاروبار جاری نہیں رہنے دیتا اس لئے جسطرح ہم برگزیدہ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و بارک وسلم کو خدا کا ایک راست باز نبی مانتے ہیں۔ اسی طرح ہم عیسائیوں کے نبی حضرت عیسیٰؑ کو اور ہندوؤں کے نبی حضرت کرشنؑ کو اور پارسیوں کے نبی حضرت زرتشتؑ کو خدا کے راستباز بندے و نبی مانتے ہیں۔ اور ان کی لائی ہوئی شریعت کو منجانب اللہ مانتے ہیں۔ گو ان کے پیرو اپنے انبیاء کی اصل توحید کی تعلیم کو چھوڑ کر قسم قسم کی مشرکانہ پرستش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ان کی اصل شریعت میں بہت تحریف ہوئی ہے۔ مگر اس سے اُن انبیاء کی ذات وصفات پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ کیونکہ وہ تو انہیں اللہ تعالےٰ کی ہی عبادت کی تعلیم سکھلاتے تھے۔ جس کا ثبوت قرآن شریف سے ہم کو ملتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

ولقد بعثنا فی کل اُمّۃ ان اعبدوا اللہ
واجتنبوا الطاغوت ہ

یعنے البتہ تحقیق ہمنے ہر ایک قوم میں (نبی) رسول بھیجا اس ہدایت کے ساتھ کہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کروڑہا عیسائی حضرت عیسےٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دے کر مشرک ہو گئے۔ اسی طرح دنیا کی تمام اقوام کا یہی حال ہے۔ جس کے قصور وار ان کے پیرو ہیں نہ وہ راستباز انبیاء۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ محض اپنی رحمانیت سے ان کو راہ راست پر لانے کو وقتاً فوقتاً اپنے رسول بھیجتا رہا۔ مگر وہ اپنی ہی مشرکانہ رسومات اور غلط عقائد کو اپنا اصل مذہب سمجھ بیٹھے۔ اور اپنی اس جہالت کو بڑی عقلمندی سمجھتے رہے۔ اور جو رسول ان کی راہنمائی کے لئے مبعوث کیا جاتا اسی کو وہ گمراہ دھوکہ باز قرار دیتے۔ جس کے ثبوت میں خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ثم ارسلنا رسلنا تترا کلما جاء اُمّۃ رسولھا کذبوہ۔ یعنی پھر ہم نے ایک کے بعد ایک رسول بھیجے مگر جب کبھی کسی قوم میں اس کا رسول آیا۔ تو انھوں نے اس کی تکذیب کی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان تمام مذاہب کو منسوخ شدہ قرار دے کر دنیا کی تمام اقوام کے لئے ایک ہی عام وکامل مذہب اسلام کو قرار دیا۔ اور صاف جتلا دیا کہ

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن
یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخٰسرین

یعنے جو کوئی اسلام کے سوائے اور کسی دین کی پیروی کرے گا تو ہرگز اُسے قبول نکیا جاویگا۔ اور وہ آخرت میں نقصان پانیوالوں میں سے ہوگا۔ جس طرح مثال کے طور پر دُنیا میں کوئی بادشاہ اپنی سلطنت کی مختلف رعایا کے لئے مختلف حکام مقرر کرنے کا دستور منسوخ کرکے اپنی تمام رعایا کو ایک ہی صدر حاکم کے ماتحت کر دیتا ہے۔ اس امر کی تصدیق خدا تعالےٰ کے برگزیدہ انبیاء کے اقوال سے ہوتی ہے کہ

یہودی قوم دنیا میں سب سے بڑی قوم ہے پھر
... کے نبی حضرت عیسے اقرار کرتے ہیں کہ میں
... بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے
بھیجا گیا ہوں گا اور اسلام کے نبی فرماتے ہیں کہ
میں تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں اور گذشتہ
انبیاء صرف خاص خاص اقوام کے لئے بھیجے گئے
تھے جس بات کی تصدیق خدا تعالے کے ایسے دو
برگزیدہ انبیاء کے اقوال سے ہوگئی تو پھر اس کے
بعد کسی اور شخص کو معترض ہونے کی گنجایش ہی
باقی نہیں رہتی پھر بھی دوسرا ایک ثبوت جسے
ایک معمولی سا شخص بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے
وہ یہ ہے کہ بعد عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے سوائے
باقی تمام مذاہب میں خدائے تعالیٰ کے کسی مامور
کا ظہور نہیں ہوا۔ اور نہ آیندہ قیامت تک ہوگا
کیونکہ جب وہ تمام مذاہب منسوخ کئے گئے۔ اور ان
کے تابعین میں کسی کے پاس خدا تعالے کی طرف سے
نازل کی ہوئی آسمانی کتاب اس کی اصلی حالت میں موجود
ہی نہ رہی۔ تو پھر ان کے دین کی تجدید کے لئے خدا
کے مرسل کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی۔ مگر چونکہ اسلام
کو خدائے تعالے نے تا قیامت قائم رکھنا مقدر کیا
تھا۔ اس لئے اس عظیم الشان نبی حضرت محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی ہوئی کتاب قرآن شریف
کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیا جیسے کہ خدا تعالے نے فرمایا
ہے کہ :-

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون

یعنے تحقیق ہم ہی نے یہ ذکر یعنے قرآن شریف کو نازل
کیا ہے۔ اور تحقیق ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔ آج زمانہ از
۱۳۰۰ سال ہوگئے ہیں لیکن اس میں سے ایک حرف یا
ایک نقطہ یا زیر یا زبر کا فرق بھی نہیں پایا جاتا۔ الحمد للہ
علیٰ ذٰلک۔ اسکے مقابل میں ہم دوسرے مذاہب
کی کتابوں کی حفاظت دیکھتے ہیں تو کوئی کہتا ہے ہماری
کتاب کا اصل حصہ ہی جل گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے ہمارے
پاس اصل زبان کی کتاب ہی نہیں۔ صرف اس کا ترجمہ ہی

پھر ان ترجموں کا یہ حال ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً انہیں
تحریف کی جاتی ہے کسی کی کتاب مکمل ہے۔ غرض
اس لئے ان تمام اقوام کا حال یہ گشتہ ہے افسوس
ہے۔ کہ ان مسلمانوں پر جو ایسی مکمل اور مبارک کتاب
کے ہوتے ہوئے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے
بلکہ اس کے خلاف بہت سی بدعتی رسومات و مشرکانہ
عقائد کو اپنا اصل مذہب سمجھتے ہیں۔ گو وہ تمام
بظاہر کلمہ گو مسلمان سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان کے
عقائد و اعمال بالکل ... مسلمانوں میں ...
(۱) ایک گروہ ... کا حافظ ... کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ... دیتے ہیں۔ ...
کے لئے درود بھیجا ... سمجھتے ہیں۔ مگر
دوسرا ان ... سمجھ ... سخت
ملامت کرنا ... سمجھا ہے
(۲) قرآن شریف میں نماز ... روزہ ... زکوٰۃ ...
کی تاکید ہے۔ مگر دوسرا ان کو وقت ورزش کی بیہودگی
وریاکاری قرار دیتا ہے۔
(۳) قرآن شریف میں دعا کے لئے بہت زور دیا
گیا ہے۔ تو اس کو لغو امر سمجھا جاتا ہے ۔
(۴) قرآن شریف میں پردہ تعدد ازدواج ممانعت سود
کے لئے جو کچھ فرمایا ہے۔ اس کو ظلم قرار دیا جاتا ہے
(۵) قرآن شریف نے دین کو کھیل یا تماشا بنانے
کی سخت ممانعت فرمائی ہے مگر اس کے خلاف
قوالی گانا وغیرہ کو باعث ثواب سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے
رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالے
سے یہ دعا کی تھی کہ آپ کی مزار مبارک کو میلا یا
عرس کی رسومات سے بچا لیا جائے اور اپنی امت
کو قبروں پر ایسے ناجائز امور سے بچنے کی سخت
تاکید فرمائی تھی۔ پھر بھی اس کے خلاف عمل کرنا
ثواب دارین سمجھا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کا لاکھوں
روپیہ ان بدعتی رسومات میں سالانہ خرچ ہوتا ہے
کاش! یہ رقم انہی کی ہی تعلیم و تربیت کے لئے
خرچ کیجاتی ۔

(۶) قرآن شریف نے اپنے عزیزوں کی موت کے وقت
صبر کرنا ثواب کا موجب قرار دیا ہے تو اس کے خلاف
ماتم داری کرنا بڑا ثواب سمجھا جاتا ہے۔
(۷) قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نفس کو مرنا
ہے جیسے کہ سرور انبیاء اور آپ کے پیشتر کے تمام
انبیاء فوت ہوگئے مگر اس کے خلاف حضرت عیسیٰ
اور بعض اور انبیاء کو ... زندہ رہنا مانا جاتا ہے
(۸) قرآن شریف نے ہر ایک نفس کے لئے زمین پر
ہی زندگی بسر کرنا اور اس کو ہر ایک کے آرام گاہ
قرار دیا ہے۔ پھر بھی اس کے خلاف حضرت عیسیٰ کو
... آسمان پر زندگی بسر کرنے ... آپ
کے لئے ... قرار دیا جاتا ہے۔
(۹) قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ رسول کریم صلے اللہ
علیہ وسلم نے کافروں کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ
میرے جیسے بشر کے لئے یہ ہرگز ممکن نہیں کہ میں
اس خاکی جسم سے آسمان پر چڑھوں اور پھر آسمان سے
اتروں۔ پھر بھی اس کے خلاف حضرت عیسے کو ہمارے
سرور انبیاء سے زیادہ فضیلت دیجاتی ہے۔ گویا وہ ان
سے کچھ افضل ٹھہرتے ہیں۔ اس طرح ان کے لئے آسمان
پر جانا اور اترنا ممکن قرار دیا جاتا ہے ۔
(۱۰) قرآن شریف سے یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے
ہر ایک نبی یا رسول کو کسی نہ کسی ملک یا قوم کے لوگوں
میں سے ہی منتخب کر کے مبعوث کیا۔ اور ہرگز کسی کو
آسمان سے نہیں اتارا کیونکہ وہ اپنی سنت کے خلاف
کوئی کام نہیں کرتا۔ مگر اسکے خلاف مسیح موعود کسی
ملک یا قوم کے لوگوں میں سے مبعوث نہ ہوگا۔ بلکہ
اللہ تعالے اس کو اپنی قدیم سنت کے خلاف آسمان
سے ہی اتارے گا یہ مانا جاتا ہے۔
(۱۱) قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جہاد اسلام کے
پھیلانے کے لئے ہرگز نہ ہوا تھا۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں
کے جواب میں ہوا تھا۔ کیونکہ اسلام میں دین کے لئے
زبردستی کرنی ہرگز جائز نہیں۔ پھر بھی اس کے خلاف
ابھی ہزاروں مسلمان کہتے ہیں کہ جہاد اسلام کے پھیلانے

ے لئے ہی کیا گیا تھا۔ اور یہ بات صرف اسلام کے
بتدا ہی میں نہیں۔ بلکہ آخر زمانہ میں بھی اسلام اسی
رح تلوار کے جہاد سے ایک خونخوار مہدی کی تائید
کے ساتھ پھیلایا جائے گا۔ اسی طرح ان کا باطنی بغض
غیر اقوام کو قتل کی دھمکی کے ساتھ ستاتا ہے۔ مگر
ظاہرا ان کی کا تحریر ، ر خصامت سوسائٹیوں
ں شریک ہو تو انہیں انصاف و داد رانہ سلوک
بڑھانے کی تمنا پر بڑے بڑے لیکچر دئے جاتے
ہیں۔ اس طرح سے اپنے مسلمان گو تو مردہ کلمہ گو
قرآن شریف کو ... مانتے ہیں۔ مگر
ہمارے اقوال و افعال اس کے بالکل برعکس ہیں
ان کے نزدیک قرآن شریف کے حکم کی کوئی
وقعت نہیں۔ جب ہی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم
قیامت کے دن اپنی امت کی شکایت کریں گے کہ
رب قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔ یعنے
اے میرے پروردگار بے شک میری قوم نے اس
قرآن کو بے کار چیز کی طرح چھوڑ دیا۔ مگر خدا تعالی
نے قرآن شریف کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔ اور وہ
حفاظت اس کے حروف کے لئے ہی نہ تھی۔ بلکہ اس کے
عجیب عجیب برکات کا وقتاً فوقتاً دنیا کو دکھلانا مقصود
تھا اسلئے قرآن شریف میں دوسرا یہ وعدہ فرمایا
وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت
لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من
قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم
یعنی وعدہ کیا اللہ تعالے نے اون لوگوں سے جو تم
میں سے ایمان لائے۔ اور نیک عمل کئے کہ ضرور
ضرور انھیں زمین پر خلیفے (پہلے دین کا جانشین)
کرے گا۔ جیساکہ اُن لوگوں کو جانشین کیا۔ جو ان سے
پہلے تھے۔ اور ضرور بالضرور اُن کے لئے ان کا دین
مضبوط کریگا۔ جو اللہ تعالے نے ان کے لئے پسند
کیا ہے۔ پھر خدا تعالے کے موعود خلفاء کا ظہور کب
ہوگا۔ اس کے متعلق ہمارے رسول کریم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ یہ اعلان کروایا۔ کہ

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ
سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنے ضرور ضرور
اللہ تعالے ہر صدی کے شروع میں اس اُمت کے
لئے ایک ایسے شخص کو مبعوث کریگا۔ جو دین کو تازہ
کرے گا۔ الحمدللہ کہ خدا اور اس کے رسول کا یہ
اعلان ہر صدی میں برابر پورا ہوتا رہا اور لاکھوں
لوگ ہر زمانہ میں اس کے گواہ ہوتے رہے۔

یہ ایک ایسا عظیم الشان ثبوت ہے کہ اسلام
کو خواہ کیسی ہی سخت مخالفت ہو تباہ نہیں کر سکتا۔
اسی طرح اس چودھویں صدی میں بھی خدا تعالی
کی طرف سے ایک مصلح کا ظہور ہوا۔ اور گذشتہ
زمانوں کے بزرگان دین کا یہ ایک مسلم عقیدہ
تھا کہ چودھویں صدی میں جس مصلح کا ظہور ہوگا
وہ ایک عظیم الشان شخص ہوگا۔ وہ اس صدی کا
صرف مجدد ہی نہیں۔ بلکہ مسیح موعود اور
مہدی بھی ہو گا۔ الحمدللہ وہ تمام باتیں اس زمانہ
میں لفظ بہ لفظ پوری ہوئیں۔ سنی و شیعہ فرقوں
میں یہ بھی ایک مسلم عقیدہ ہے۔ کہ مہدی کے
زمانہ میں ماہ رمضان میں ان مقررہ تاریخوں پر
چاند اور سورج کو گرہن ہو گا کہ جس کے متعلق
ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جب سے آسمان و زمین پیدا کئے گئے ہیں کسی
اور مدعی کے زمانہ میں نہ ہوا ہو گا۔ الحمدللہ کہ یہ
پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔ مگر افسوس کہ بہت کم
لوگوں نے آسمانی شہادت سے فائدہ اُٹھایا پھر
اس کے لئے اللہ تعالے نے کئی زمینی نشانات
مقرر کئے تھے وہ دنیا میں آنے لگے۔ اور
وہ نشانات طاعون و زلزلہ و جنگ و قحط و وباء
وغیرہ قسم قسم کے عذاب ہیں اور یہ اسی طرح جاری
رہینگے۔ جب تک کہ لوگوں کے دل نرم نہوں
اور حق کو قبول کرنے پر تیار نہ ہو جائیں یہ بات
یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ رحمن و رحیم پروردگار
ہرگز اپنے بندوں پر ایسا عالمگیر عذاب نازل

نہیں کرتا۔ جب تک وہ انہیں اپنا کوئی مصلح مبعوث کرکے
انکو راہ راست پر آنے کا موقعہ نہ دے۔ جیساکہ اس نے
قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً۔

یعنے ہم ہرگز عذاب نہیں کرتے جب تک کہ ایک
رسول کو مبعوث نہ کریں۔ خدا تعالی کی یہ سنت قدیم
سے ہے۔ اور تا قیامت جاری رہے گی۔ کیونکہ قیامت
نفس امارہ کی پیروی ختم نہ ہوگی۔ خدا تعالے کا مسلمانوں پر
یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اُن کو قرآن شریف جیسی
ایک کامل کتاب دی ہے جس میں تمام احکام دینیات
بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں اور مسلمان غفلت
میں پڑ کر اس کی صحیح پیروی کرنا ترک کرکے گمراہ ہو
گئے۔ لیکن اس رب العالمین کی رحمت نے چاہا
کہ جس طرح گذشتہ دنوں میں انبیاء کی تعلیم سے دور ہونے
پر بار بار ان کو راہ راست پر لانے کو پہلے ذریعے مصلح
بھیجے وہ ہی فضل ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اُمت کے لئے بھی جاری رکھ کر ہر صدی کے شروع
میں ایک خاص مصلح مبعوث کرکے تجدید دین کا سلسلہ
جاری رکھا۔ یہ محض اس کے فضل کے سوائے اور کچھ
نہیں۔ مگر افسوس ہے ان تمام مسلمان کہلانے والوں
پر جو خدا کی ایسی نعمت کو بسر و چشم قدر کرنے کے عوض
میں اس کو ٹھوکر مار رہے ہیں۔ ہر زمانہ میں جب کبھی
خدا کا کوئی مصلح مبعوث ہوتا ہے۔ تو یہی حال ہوا
کرتا ہے۔ جو لوگ خدا کی نعمت کو نعمت سمجھ کر قدر
کرتے ہیں۔ وہی انعمت علیھم کا گروہ ہے۔ اور جو
اسکو عذاب سمجھ کر ٹھوکر مارتے ہیں وہی مغضوب علیھم
ہیں۔ یہ ایک تیسرا گروہ ہے۔ جو حق تو قبول کرتا ہے
مگر پھر بھی ایمان کی کمزوری کے سبب سے منافقانہ رنگ
اختیار کرکے ضالین کے گروہ میں جا ملتا ہے۔ ان کا
ثبوت قرآن شریف کی سورہ فاتحہ سے پایا جاتا ہے۔
مگر بہت تھوڑے ہیں جو اس پر غور کرتے ہیں۔ اس زمانہ
میں جس عظیم الشان مامور من اللہ کا ظہور ہوا وہ حضرت
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ خدا تعالی

[illegible] جنہیں [illegible] ہوں آپ پر اور آپ [illegible]

گذشتہ سال خاکسار نے ایک چیلنج نامی رسالہ شائع کیا [illegible] دنیا کے تمام مسلمانوں سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ اگر حضرت مرزا صاحب اس صدی کے صادق [illegible] نہیں ہیں تو دوسرا کون صادق مدعی ہے اسکو [illegible] پیش کریں اور ہم سے دس ہزار روپیہ انعام لیں۔

گو اس رسالہ کا ترجمہ اور کئی زبانوں میں شائع کیا گیا۔ کئی اخباروں کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا۔ مولوی ثناء اللہ جیسے مخالفین کو اُبھارا گیا۔ مگر حق کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی جرأت کسی سے نہ ہو سکی اس طرح دنیا کے تمام مسلمانوں پر خدا کی حجت پھر ایکبار پوری ہوئی۔

اگر مختلف فرقوں کے مسلمان اپنی اور اپنے اہل و عیال کی بہتری چاہتے ہیں تو انکو چاہیئے کہ وہ اس مامور من اللہ کو جسے اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کا واجب الاطاعت امام قرار دیا ہے۔ اس کے ماتحت ہو جائیں اور اس کی تعلیم کے مطابق پیروی کرتے رہیں۔ اس کی تعلیم کیا ہے۔ یہی کہ خدا کے پاک کلاموں اور خلاف سنت عقاید و رسومات ترک کریں تا اس کے غضب سے بچیں اور ان کی صحیح پیروی کریں۔ اور دوسروں کو بھی وہی نیک نصیحت کریں۔ تا ہم پر خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔ اور اس طرح ہم دونوں جہاں میں اس کی رضامندی کے وارث بنیں۔ حقیقی کامیابی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث کئے ہوئے امام زمان کو شناخت اور اس کی صحیح پیروی کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق ایسی سخت تاکید فرمائی ہے کہ جو شخص [illegible] یا امام اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث کئے [illegible] امام زمان کی شناخت کئے بغیر زندگی بسر کرتا [illegible] جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ وہ جاہل کفر و نفاق کی موت مرتا ہے

آخر میں ہم

تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے لئے دردِ دل سے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس اشد ضروری معاملہ کے متعلق غور اور حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا آخرت میں ان کو اس گروہ کے ساتھ ہونا نہ پڑے۔ جو بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہتے رہینگے۔ کہ لو كنا نسمع او نعقل ما كنا في اصحٰب السعير۔ یعنے اگر ہم سُنتے اور سمجھتے۔ تو آج ہم دوزخ میں نہ پھینکے جاتے سلامتی ہو ان پر جو ہدایت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ فقط

خاکسار

(سیٹھ) عبداللہ الٰہ الدین سکندرآباد دکن

۱۳۱۴ چودھویں صدی کے عُلماء

(از جناب شیخ محمد آصف خان صاحب ڈپٹی کلکٹر سہارنپور)

کسی مسئلہ کی تحقیقات کے لئے بہترین طریقہ یہی خیال کیا گیا ہے کہ اس کے متعلق کتب و تحریرات کو خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل سے مطالعہ کیا جائے خصوصاً ضد اور تعصب اور ذاتیات کو دخل نہ دیا جائے۔ اگر بات معقول ہے تو قبول کر لیجائے اور اگر معقول ثابت نہیں ہوتی تو مطالعہ کنندہ کو ہر طریقہ سے حق حاصل ہے کہ اس پر جرح اور قدح کرے۔ لیکن اگر کسی کتاب کو محض اس نیت سے دیکھا جائے کہ ہر بات اور ہر حرف پر اعتراض کیا جائے اور ہر معنی و مطلب کو کسی دغا بازی اور بے ایمانی پر محمول کیا جائے تو سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس سے بڑھ کر دوسری حالت ہے کہ جب تعصب اور نفرت کو دل میں پہلے سے جاگزین کر کے مطالعہ کیا جائے یہاں تک بھی غنیمت ہے۔ اور ایسے علماء کی مثالیں ہر زمانہ میں پائی گئی ہیں۔ لیکن چودھویں صدی اس معاملہ میں خصوصیت رکھتی ہے۔ کتاب کو اعتراض کرنے کے لئے پڑھنا یا تعصب سے دیکھنا تو رہا بالائے طاق۔ یہاں تو اس سے بڑھ کر ایک تیسرا طریقہ علماء کی حیرت انگیز جسارت کا ہم لوگوں کے سامنے آئے دن پیش آتا رہتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ کتاب کو پڑھا جاتا ہے اور بالاستیعاب پڑھا جاتا ہے۔ اور اشتہاروں میں عبارت نقل کی جاتی ہے۔ صحت انتخاب کے متعلق دعوے کئے جاتے ہیں۔ لیکن آگے پیچھے کی عبارت چھوڑ دیجاتی ہے سیاق و سباق کو غائب کر دیا جاتا ہے۔ موضوع و مبحث کا پتہ نہیں دیا جاتا ہے۔ اور عوام کالانعام کے لئے ایک غلط راستہ معاملہ کی راہ کھول دیجاتی ہے۔ اگر کتاب کھولکر دیکھی جائے۔ تو وہ الفاظ ضرور ملتے ہیں۔ لیکن سیاق و سباق کے لحاظ سے۔ نوعیت مضمون کی وجہ سے اس کے معنے ہی کچھ اور ہیں۔ مبحث ہی دوسرا ہے۔ موضوع ہی جداگانہ ہے پھر ایسی حالت میں ایسے مدعیان کو بدترین عادات و خصائل کا کیوں نہ متہم کیا جائے۔ اور ان کو چودھویں صدی کے علماء کیوں نہ [illegible] کیا جائے اور وہ یہودی صفت کیوں نہ متصور ہوں۔

اس سے بڑھ کر اور کیا بد دیانتی اور فریب دہی ہو سکتی ہے کہ ایک بات کو خلاف منشائے مؤلف یا مصنف ظاہر کیا جائے۔ کیا لکھتے وقت اس کا بھی خیال نہیں ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی نے اصلی کتاب کو اُٹھا کر دیکھا اور چند سطریں سیاق و سباق کی پڑھیں۔ تو وہ ہماری اس حرکت پر کیسی نفرین و لعنت کریگا۔

مثال پیش نظر ایک اشتہار ہے۔ جس کی عبارت ذیل میں نقل کی جاتی ہے اور اصلی کتاب کے حوالجات بھی پیش کئے جاتے ہیں:۔

مشتہر یوں گل افشانی فرماتے ہیں :۔

"ان نصیحت آمیز الفاظ اور پاکیزہ تعلیمات پر نظر رکھتے ہوئے غور فرمادیں کہ خود مرزا صاحب کہاں تک اسپر کاربند تھے۔ حضرات حسنین علیہ السلام جو گوشہ جگر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں انکی نسبت جن اشعار میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے خیالات بیجا کا خاکہ کھینچا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔ اشعار کا ترجمہ بھی مرزا صاحب ہی کا کیا ہوا ہے۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۶۹ مصنفہ مرزا غلام احمد)

وقالوا على الحسنين فضل نفسه
اقول نعم والله ربي سيظهر

(ترجمہ) اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے اپنے تئیں امام حسنؓ اور حسینؓ سے اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا عنقریب ظاہر کر دیگا۔

وشتان ما بيني وبين حسينكم
فاني اؤيد كل آن وانصر

(ترجمہ) اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

واما حسين فاذكروا دشت كربلا
الى هذه الايام تبكون فانظروا

(ترجمہ) مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو۔

ووالله ليست فيه مني زيادة
وعندي شهادات من الله فانظروا

(ترجمہ) اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادتی نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو۔

واني قتيل الحب لكن حسينكم
قتيل العدى فالفرق اجلى واظهر

(ترجمہ) اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارے حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔"

اشعار کا ترجمہ جو بیشتر صاحب نے مختلف مقامات پر لکھا ہیں۔

حضور مسیح موعودؑ نے یہ عربی قصیدہ جس میں ایک بڑا حصہ دو نشر کا بھی شامل ہے۔ مباحثہ مد کے بعد تحریر فرمایا اور مخالفین کو جواب کے لئے بار بار پکارا۔ اور ان کے رگ حمیت میں جوش لانے کے لئے کوشش کی گئی۔

لیکن اب تک معاندین ساکت و صامت رہے۔ بالکل اس کے کہ میں اشعار کے محل و قوع کی نسبت لکھوں میں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اس کتاب میں شیعہ صاحبان جنہوں نے حضرت حسین کو نعوذ باللہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا شفیع قرار دیا تھا اور تمام بنی نوع آدم سے بزرگ تر قرار دیا تھا خاص طور پر مخاطب ہیں۔ اور علی حائری صاحب جن کی طرف روئے سخن ہے۔ اور جن کے اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے۔ بار بار ان کا نام حاشیہ اور متن میں مرقوم ہے۔

اس امر کی زیادہ تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔ واسطے [illegible] کتاب کے ٹائیٹل پیج پر بھی قلم سے یہ عبارت درج ہے۔ "اس رسالہ میں پیر مہر علی شاہ صاحب مولوی اصغر علی صاحب [illegible] علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں۔ جن کا نام رسالہ میں مفصل درج ہے۔"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ پر ہم یہ عبارت بھی پاتے ہیں "[illegible] میں نے اس قصیدہ میں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں ہے۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسینؓ جیسے یا حضرت عیسیٰؑ جیسے راستباز پر بدزبانی کرکے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وعید من عادی ولیّاً۔ اسکو دست بدست پکڑ لیتا ہے۔ پس مبارک وہ جو آسمان کے مصالح کو سمجھتا ہے اور خدا کی حکمت عملیوں پر غور کرتا ہے۔" اب ہم آگے بڑھ کر اشتہار کا پہلا شعر صفحہ ۵۲ پر پاتے ہیں۔ اسی صفحہ پر اس شعر سے چار شعر اوپر یہ عبارت پاتے ہیں:-

عفرت بذي صحبتي يا ابا الوفا
بسب وتوهين فربي سيقهر

(ترجمہ) اے ثناء اللہ تو نے مد میں ہمارے دوستوں کو رنج پہنچایا۔ گالی سے اور توہین سے پس میرا خدا عنقریب غالب ہو جائیگا۔

جلالك ربي ابتغي لا جلالتي
وانت ترى قلبي وعزمي ونيتي

(ترجمہ) اے میرے خداوند میں تیرا جلال چاہتا ہوں نہ اپنی بزرگی اور تو میرے دل کو اور میرے قصد کو دیکھ رہا ہے۔

اليك ارد محامدي ردت كلها
وما انا الا مثل ذرق يعفر

(ترجمہ) میں تیری طرف ان تمام تعریفوں کو رد کرتا ہوں جنکا میں قصد کرتا ہوں اور میں نہیں ہوں مگر ایک سرگین کی طرح جو خاک میں ملایا جاتا ہے۔

اسکے بعد شعر نمبر ا مندرجہ اشتہار واقع ہوگیا ہے اور پھر اسی صفحہ پر عین اس شعر کے بعد یہ مضمون ہے۔

ولكنني من امر ربي خليفة
مسيح سمعتم وعده فتفكروا

(ترجمہ) مگر میں میرے خدا کے حکم سے خلیفہ اور مسیح موعود ہوں۔ اب تم سوچ لو۔

فما شان موعود وما فيه عندكم
من القول قول نبينا فتدبروا

(ترجمہ) مسیح موعود کی کیا شان ہے اور تمہارے پاس اسکے باب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا قول ہے۔

حديث صحيح عندكم تقرؤنه
فلا تكتموا ما تعلمون واظهروا

(ترجمہ) تمہارے پاس ایک حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو پس جو کچھ تم جانتے ہو۔ اس کو پوشیدہ مت کرو۔ ظاہر کرو۔

اشعار نمبر ۲ و ۳ مندرجہ اشتہار صفحہ ۶۹ پر ہیں۔ لیکن صفحہ ۶۷ پر حاشیہ پر ہم یہ عبارت پڑھتے ہیں۔ "ہذا علی حائری شیعہ کے جواب میں" اور اسی سلسلہ میں صفحہ ۶۸ پر ہم کو یہ اشعار ملتے ہیں

حسبتم حسينا اكرم الناس في الورى
فافضل ما فطر القدير وفطروا

(ترجمہ) تم نے حسین کو تمام مخلوق سے اچھا (بہتر) سمجھ لیا ہے اور تمام لوگوں سے افضل سمجھا ہے جو خدا نے پیدا کئے

كان امرأ في الناس ما كان غيره
وطهره الرحمان والعين يبصر

(ترجمہ) کیا زمانہ میں ایسا ہی آدمی نکلا ہے اور اسکو خدا نے [illegible] کیا ہے

له رتبة كالانبياء وعدّه

(ترجمہ) اور اس کیلئے انبیاء کا رتبہ قرار دیتا ہے۔

اقلت اطراءً وكذباً وفرية
اتستقبحه كامنا ما سقاه المقدّر

(ترجمہ) کیا تو اسکو محض جھوٹ اور افترا کی راہ سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے۔ کیا تو اس کو وہ مقام دیتا ہے جو انبیاء کو میسر تھا

تكاد السماوات العلى من كلامكم
تفطرن لولا وقتها منقرر

(ترجمہ) قریب ہے کہ آسمان تمہارے کلام سے پھٹ جائیں اگر ان کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو۔

أكان حسين افضل الرسل كلهم
وكان شفيع الانبياء ومؤثر

(ترجمہ) کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔ کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا۔

پھر آگے چلکر [illegible] علی حائری کو مخاطب کرتے ہیں

أيا عابد الحسنين اياك والطغى
واياك تختار السعير وتسعر

(ترجمہ) اے حسین اور حسنین کی عبادت کرنے والے [illegible] پرہیز کر کیا تو [illegible] کو اختیار کرتا ہے اور جلتا ہے

يؤذن امور من اصل سبّ وانما
رجال لاظهار الحقائق نؤمر

(ترجمہ) اور تو وہ آدمی ہے کہ گالیاں دیتا ہے اور ہم لوگ ایسے آدمی ہیں جو حقیقتوں کے ظاہر کرنے کے لئے حکم دیئے جاتے ہیں

شعر نمبر ۴ - ۵ مرقومہ اشتہار صفحہ ۱۰ پر ہیں اور صفحہ ۸ کے حاشیہ پر یہ عبارت ہے "یہ مولوی علی حائری شیعہ کی نسبت" آخری اشعار صفحہ ۸۰ کے یہ ہیں :-

فظل الذي [illegible]
فمن [illegible] اهل الله [illegible]

(ترجمہ) [illegible] تمہاری وفا پر لعنت [illegible] اور ہمیشہ دکھ دیئے گئے [illegible]

هنالك نرى عجزاً من تحسبونه
شفيع النبي محمد فتفكروا

(ترجمہ) تب عاجز اور ضعیف اس شخص کو یعنی حسین کو ظاہر ہو گیا جسکو تم کہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کریگا۔

زعمتم حسيناً انه سيد الورى
وكل نجى منه يعفو ويغفر

(ترجمہ) تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے اور ہر ایک نبی اس کی شفاعت سے نجات دیگا اور بخشا جائیگا۔

فان كان هذا الشرك في الدين جائزاً
فيا للغو رسل الله في الناس بعثروا

(ترجمہ) پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا تو تمام پیغمبر لغو طور پر مبعوث کئے گئے تھے۔

وذلك بهتان تهيم [illegible]
الا الويل يا غول الفلا كيف تفتر

(ترجمہ) [illegible] اے جنگلوں کے [illegible] یہ تو کیا دلیری کر رہا ہے۔

اب ناظرین غور کریں کہ ان پانچ اشعار میں کونسا لفظ ہے جس پر ایک ذرہ برابر بھی اعتراض ہو سکے کیا ایک نبی ایک مامور اپنے آپ کو حضرت حسینؓ سے برتر نہیں کہہ سکتا ہے کیا حضرت عیسیٰ جو مسلمانوں کے خیال میں جب ظہور فرمائینگے تو وہ بھی نبی اللہ نہیں کہلائینگے۔ اور بحیثیت اس منصب و عہدہ کے وہ حضرت حسین سے برتر ہونگے۔ پھر مسیح موعود علیہ السلام نے کونسا قصور و جرم کیا اور حضرات علماء آنکھیں کھولکر دیکھیں۔ کیا یہ الفاظ تعلی یا واقعی کسی ذاتی خیال سے لکھے ہیں۔ کیا وہی مامور من اللہ اپنے کو ایک خاک کا ذرہ نہیں بتلاتا ہے۔ کیا وہ نہیں کہتا ہے کہ [illegible] الفاظ کو ذاکر رہا ہے۔ اور کیا وہ یہ بات علی حائری کے مقابلہ میں نہیں کہہ رہا ہے۔ جو حضرت حسین کا رتبہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھا رہا ہے۔ اور کیا یہ علی حائری کے کفر و شرک کا جواب نہیں ہے۔ اگر ہے تو ہمیں بتلاؤ۔ کہ خیالات بیجا ان کو کیونکر کہا جائے۔

او ظالم طبع مولویو! کیا علی حائری جو حضرت حسین کو شفیع عالم اور نہ صرف یہ بلکہ باعث شفاعت حضرت سرور عالم ٹھہراتا ہے۔ جو حسین کی عبادت کو جائز قرار دیتا ہے کیا وہ اس دندان شکن جواب کا مستحق نہ تھا اور او سنیو! ناپاک جبہ پوشو! کیا یہ اسی حسین کی تصویر ہے۔ جو تمہارے دلوں میں جاگزیں ہے اگر یہ سچ ہے تو جاؤ اور علی حائری سے بغلگیر ہو اور اس کے ساتھ ملکر حضرت حسین کی عبادت کرو۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ احمدی کسی حسین کو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے برتر نہیں سمجھتے۔ اور کسی حسین کی عبادت نہیں کرتے۔ ایسا حسین اسلام نے کبھی پیش نہیں کیا۔ ایسا حسین قرآن و حدیث میں اپنا نام و نشان نہیں رکھتا۔ ایسا حسین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جگر گوشہ نہیں کہلا سکتا۔

حضرت مسیح موعود پر حضرت حسین کی توہین و تحقیر کا الزام کبھی نہیں لگا سکتے۔ اور تم اپنی اس تمنا میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ سنو اور کان لگا کر سنو حضور مسیح موعود علیہ السلام تو قصیدہ شروع کرنے سے پہلے بتلا دیتے ہیں۔ کہ کوئی شخص اس ذات بزرگ کو برا کہنے والا ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور نیز قصیدہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ علی حائری کی رگ حمیت کو جوش میں لانے کے لئے اب ذرا حوصلہ کرو۔ اور سوچو کہ تم حضرت مسیح موعود کے ان اشعار کو کیونکر خیالات بیجا کہہ سکتے ہو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا کی عبادت چھوڑ کر حسین کی عبادت کی جائے اور ہم خاموش بیٹھے رہیں۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ حسین کو حضرت رسول اللہ صلعم کا شفیع سمجھ لیں۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ "علی خدا منست" پر ایمان لے آئیں۔ اگر یہ منشا ہے۔ تو آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔ کیا تم ایسے شخص پر جو غلام احمد

۔۔۔ اہل بیت کی محبت ہی سرفراز ہے۔ جو ہم آلِ
اور ۔۔۔ متعلقین کی محبت کو جزوِ ایمان سمجھتا ہے
اس پر یہ الزام لگاتے ہو کہ وہ حسین کی تحقیر کرتا ہے اور
اہلبیت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کیا تم اس
شخص پر یہ الزام لگاتے ہو جس نے اللّٰھم
صل علٰی محمد و علٰی آلِ محمد کما صلیت علٰی
ابراھیم و علٰی آلِ ابراھیم انک حمید مجید
کے ورد سے یہ رتبہ پایا۔ کیا تم آفتاب پر تھوکنا
چاہتے ہو۔ ہوشیار رہو کہ یہ تمہارے ہی منہ پر گریگا
آؤ ہم تم کو بتلائیں کہ اس شخص کا جسکے خیالات
کو تم بے جا خیالات سمجھتے ہو۔ اور جس کی عبارت
کو تم توہین حسین خیال کرتے ہو۔ اہل بیت کے
متعلق کیا عقیدہ ہے تاکہ عوام جن کو تم نے اپنی
عادت کے موافق واقعات پر پردہ ڈالکر دھوکا
دینا چاہا ہے۔ دیکھیں اور سمجھیں کہ تم نے کس قدر
ظلم کیا اور تم نے کسقدر دیانت کا نمونہ دکھلایا
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلی
کتاب براہین احمدیہ اٹھاؤ۔ صفحہ ۵۰۳ و تیسرا
نمبر ۳ اور حسب ذیل عبارت پڑھو۔

"اور ایسا ہی الہام مذکرہ بالا میں جو آلِ رسول
پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ سو اس میں بھی یہی سِر
ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی
نہایت عظیم دخل ہے۔ اور جو شخص حضرت احدیت
کے مقربین میں داخل ہوتا ہے۔ وہ انہیں طیبین
طاہرین کی وراثت پاتا ہے ...... اس جگہ
ایک نہایت روشن کشف یاد آیا ...... پھر اسی
وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور
خوبصورت سامنے آگئے یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم و حضرت علی و حسنین و فاطمۃ الزہرا
رضی اللہ عنہم اجمعین ...... حضرت فاطمہؓ
نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی
طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ اور پھر بعد
اس کے ایک کتاب مجھے دی گئی۔ جس کی نسبت یہ

بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے۔ جس کو علی نے تالیف
کیا۔ اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔"

اب ذرا غور کرو۔ جو شخص اہل بیت سے اسقدر
روحانی تعلقات رکھتا ہو وہ کیونکر یہ گوارا کر سکتا
ہے کہ ان کو ذلت و تحقیر سے یاد کرے۔ اچھا اگر
تم کو اس سے بھی اطمینان نہیں ہے تو ازالۃ الاوہام
اٹھاؤ۔ اور حصہ اول کے صفحہ ۲۸ کے حاشیہ میں
یہ عبارت بغور پڑھو ...... "ایسا ہی مسیح
جو اترنے والا ہے۔ وہ بھی مثیل مسیح ہے۔ اور
حسینی الفطرت ہے" اسی دمشق والی تفسیر میں
تم یہ بھی پاؤ گے۔ کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام
ایک پہلو سے مثیل حسین بھی ہیں۔ اب اس میں تو
زیادہ فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی شخص اپنی
اصل کو کیونکر برا کہہ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا
کرے۔ تو خود ہی برا ٹھہرتا ہے۔ پھر تم یہ کیونکر کہہ
سکتے ہو کہ حضور مہدی معہود خیالات بے جا کو
حضرت حسین کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اگر اس
سے زیادہ اور صفائی کی ضرورت ہے۔ تو اشتہار
تبلیغ الحق مورخہ ۸۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء پڑھو۔ اقتباس
حسب ذیل ہے:۔

"بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت
کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک
ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا ...... مگر
حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا ۔۔۔ بلا شبہ وہ
ان برگزیدوں میں سے ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ اپنے
ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور اپنی محبت سے معمور
کر دیتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے
ہے۔ اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب
ایمان ہے۔ اور اس امام کے تقویٰ اور محبت الٰہی
اور صبر و استقامت زہد اور عبادت ہمارے لئے
اسوہ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا
کرنیوالے ہیں۔ جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل
جو اس کا دشمن ہے۔ اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو

عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اس
ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت
اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل
پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔
اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ
مطہرین میں سے ہے۔ تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف
کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے
ایمان کو ضائع کرتا ہے"

اے لمبے القاب والے مولویو! کیا اس کے
دیکھنے کے بعد بھی تمہارے علم و فضل و دیانت
اور امانت کا یہی تقاضا ہے کہ تم حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کو پبلک کے سامنے ایسا جھوٹا الزام لگا کر
پیش کرو۔ ذرا شرماؤ ذرا حیا سے کام لو۔ کیا تم
آنکھیں رکھتے ہو۔ اور نہیں دیکھتے۔ کیا تم کان رکھتے
ہو۔ اور نہیں سنتے۔ کیا تمہارے پاس دل و دماغ
ہے۔ اور پھر نہیں سمجھتے۔

علاوہ ان اشعار کے ایک اور بھی شعر ہے۔ جو
مولوی صاحبان اپنی عادت کے موافق عوام کے سامنے
پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے:۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میں نے اس شعر پر بہت غور کیا۔ لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ
کس غرض سے پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں تو کسی طریقہ
سے توہین حسین نہیں نکلتی۔ اگر کوئی بات نکلتی ہے تو صرف یہ
کہ وہ محبت و لذت جو بصورت رنج و محن کو چہ عشق
الٰہی میں حضرت مسیح موعود کو پیش آ رہی ہے۔ ان مشکلات
مصائب سے جو تمہارے کربلا کو نصیب ہوئی کہیں زیادہ
ہے یہ شعر نزول المسیح صفحہ ۹۹ پر ہے۔ اور اس کا
سیاق و سباق حسب ذیل ہے:۔

کشتۂ او نہ یک نہ دو نہ ہزار
ای قتیلان او بروں ز شمار
ہر زمانے قتیل تازہ بخواست

جو کہہ دے لووم شہادت
ہیں سعادت جدید قسمت ما
رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
کربلا ئیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم
آدمم نیز احمد مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار
کارہائے کہ کرد با من یار
برتر آں دفتر است از اظہار
آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام
دل من برد الفت خود داد
خود مرا شد بوحی خود استاد
وحی او را عجب اثر دیدم
روئے آں مہر زاں قمر دیدم

ایسے اشعار پر غور کرنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت حسین کی کنایۃً اور اشارۃً بھی تحقیر مدنظر ہے۔ اوپر اور نیچے کے اشعار ایک عجیب گہرے عرفانی رنگ میں رنگین ہیں اور اس سے اس نتیجہ کا جو مولوی صاحبان نکالنا چاہتے ہیں قبول کرنا ایک ادنےٰ سے ادنےٰ عقل والے کے لئے بھی نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن ہے خاصکر جب سننے والے کو یہ معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہے۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۵۵)

احمدی اور غیر احمدی کا مکالمہ

(از بابو رحمت اللہ صاحب احمدی ریلوے ملازم)

چونکہ بندہ آجکل ریلیونگ ڈیوٹی پر مقرر ہے اس لئے عموماً ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا اتفاق اور لوگوں میں تبلیغ کا موقع بفضل خدا ملتا ہے اگرچہ میں عالم تو نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود کا غلام ہونے کے باعث عموماً مخالفین کے سوالات کے جوابات اللہ تعالیٰ ایسے ایسے سمجھا دیتا ہے کہ بڑے بڑے عالم حیران رہ جاتے ہیں۔ اسلئے عام احمدی برادران کی تحریک کے لئے رقم کرتا ہے تاکہ انہیں واضح ہو جاوے کہ قرآن شریف اور حضرت مسیح موعود کی کتب کو مدنظر رکھ کر اگر مخالفین کو جواب دیا جاوے۔ تو ضرور یا تو خاموش ہو جاتے ہیں یا مان جاتے ہیں۔

لدھیانہ میں جہاں پہلے پہل حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت شروع کی تھی۔ مجھے آجکل ملتی محمد شاہ صاحب ہیڈ ٹیلیفونس سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ سابقہ کوئی جان پہچان نہ تھی۔ میرے ہاتھ میں سپارہ اوّل اردو و انگریزی مجلد تھے۔ جن کو دیکھ کر منشی صاحب یوں گویا ہوئے۔

غیر احمدی۔ (سپارہ ہاتھ میں لیکر یہ کیا ہے اور دیکھ کر) ہاں ہاں خوب سمجھ گیا۔ آپ احمدی ہیں!

احمدی۔ بے شک میں احمدی ہوں۔ کیا آپنے بھی حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھا ہے۔

غیر احمدی۔ ہاں مینے خوب پڑھا ہے۔

احمدی۔ خوب! پڑھنے کے بعد آپ کس نتیجہ پر پہنچے ہیں؟

غیر احمدی۔ میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مرزا صاحب اس زمانہ کے ایک جید عالم تھے۔ لیکن میں ان کے دیگر دعاوی کو نہیں مانتا۔

احمدی۔ کیوں جناب! دیگر دعاوی کے ماننے میں کیا نقص واقع آتا ہے۔

غیر احمدی۔ کیا مرزا صاحب کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے تھے۔ جو وحی الٰہی کے دعویدار بنتے ہیں۔

احمدی۔ جناب من کیا وحی بھی صرف جناب جبرائیلؑ کی بوساطت سے ہو سکتی ہے یا اور کسی طرح بھی؟

غیر احمدی۔ صرف بوساطت حضرت جبرئیل علیہ السلام

احمدی۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف سورہ حٰمٓ سجدہ سیپارہ ۲۴ رکوع ۱۸ میں فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

یعنے کچھ شک نہیں کہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب تو اللہ ہی ہے۔ اور اسی حالت پر جمے رہے۔ تو ان پر فرشتے اترتے ہیں اور یہ کہتے ہوئے کہ آپ خوف نہ کرو اور دل میں رنجیدہ نہ ہوں اور خوشخبری سنیں اس جنت کی جس کا آپسے وعدہ ہو چکا ہے۔

دیکھئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہی ہے۔ تو ان پر فرشتے بشارتیں لاتے ہیں۔ جو خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ امر بہت زور شور سے جاری ہوا۔ اور بے شمار ملہم ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں۔ اور یہ الہام کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور پھر اللہ تبارک و تعالےٰ ایک اور جگہ قرآن شریف پارہ ۱۴ رکوع ۱۵ میں فرماتا ہے۔ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ۔ یعنی وحی بھیجی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف کہ پہاڑوں میں گھر بنائے اور درختوں پر چھتریوں پر۔

اب غور فرمائیے کہ انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے اس کو تو الہام نہ ہو اور شہد کی مکھی کو ہو۔ انسان شہد کی مکھی سے بھی کم ہے۔

غیر احمدی (لاجواب اور شرمندہ ہو کر) آپ ہمارے عقائد کو بدل نہیں سکتے۔

احمدی۔ بے شک کسی کے عقائد کو کوئی نہیں بدل سکتا

...کر پہنچانا ہمارا فرض اولین ہے۔ آیندہ
...ہے۔ آپ ہیں یا نہ مانیں ہم نے حجت

...۔ ابھی ہم مرزا صاحب کو آپ لوگوں سے
...ین یہاں ہی اکر رہا کرتے تھے۔ اور
...یعت کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ ایک شخص جو
...امام گھڑا تو ہمارے ایک دوست نے
...انگریزی میں آپ کا الہام نہیں چلیگا۔
...ہ آپ کی اپنی زبان ہے۔ اس میں الہام
...۔ اس کے بعد سے مرزا صاحب نے انگریزی
...ہونا چھوڑ دیا۔
...۔ جناب نیک بختوں کی صحبت میں رہ کر
...ہونا بدبختی کی علامتی ہے۔ دیکھئے ابوجہل
...مدتوں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
...ملتے رہے۔ اگر انہوں نے نہیں مانا۔ تو
...صادق کی شان میں فرق نہیں آسکتا۔
...ا صاحب چونکہ تمام جہان کے لئے اپنے
...آئے۔ اگر ان کو کسی دوسری زبان میں
...تو یہ کوئی بری بات نہیں۔ دیکھئے حضرت
...للہ علیہ وسلم کو بھی تو بزبان فارسی الہام
...وہو ہذا :۔
...شت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم"
...ی جھوٹ ہے کہ جب مرزا صاحب نے
...بیعت لی۔ اسوقت ہی پہلا الہام انگریزی
...اس سے پہلے بھی کئی انگریزی الہام
...یہ میں درج کر چکے تھے۔ اور بعد کے بھی
...الہامات انگریزی میں ہیں۔ جو کہ سچے ہوئے
...ہیں اور ہونگے۔ اگر بناوٹی ہوتے تو

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۹ حاشیہ اخیر سطر۔ مولوی
...صاحب احمدی نو دھیانوی جنہوں نے کہا تھا
...کسی کتاب میں یہ بات نہیں لکھی۔ غور فرمادیں

پورے نہ ہوتے۔

غیر احمدی۔ ہم حنفی مذہب پر اپنے آباؤ اجداد سے ٹھیک چلے آتے ہیں۔ ہمارا کوئی غلط عقیدہ نہیں ہے۔

احمدی۔ آپکا یہ قول وہی پہلے زمانہ کے منکروں والا ہے۔ لیجئے آپ کو اس کا جواب بھی پہلے زمانہ والا ہی دیا جاتا ہے۔ جو کہ منکران نبوت کو خدا کی طرف سے دیا گیا تھا۔

واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ و الی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اباءنا اولو کان اباءھم لا یعلمون شیئا ولا یھتدون

یعنے جب کہا جاتا ہے کفار کو کہ آؤ خدا و رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے باپ دادا کا عقیدہ کافی ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا جاہل ہوں اور گمراہ۔

غیر احمدی۔ پہلے مرزا صاحب عام لوگوں کی طرح آسمان پر مسیح علیہ السلام کو مانتے رہے۔ پھر خود ہی مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرکے موعود بن گئے۔

احمدی۔ جناب من! یہی تو صداقت کی نشانی ہے کہ جب تک خدا سے الہام نہیں ہوا وہ پہلے عام عقیدہ پر رہے۔ مگر جب متواترہ الہام اس بارہ میں ہوئے۔ تو ان کو مان کر دنیا میں صداقت کو ظاہر کرنا پڑا۔ اصل میں لوگوں نے پہچان تو لیا۔ مگر ضد سے مرزا صاحب کو نہیں مانا۔ جیسا نبی کریم کی بابت ہوا۔ پہلے تو لوگ رو رو کر دعائیں کرتے رہے کہ ہمارے دین کی مدد کو کوئی نیک بندہ خدا کی طرف سے آوے۔ مگر جب آیا۔ اور انہوں نے پہچان بھی لیا۔ تو قبول نہ کیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذین اٰتینٰھم الکتٰب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم الذین خسروا انفسھم فھم لا یومنون۔ پھر فرمایا۔ الذین اٰتینٰھم الکتٰب

یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم و ان فریقا منھم
لیکتمون الحق وھم یعلمون۔
سو جناب من! میں بھی خدا کے کلام میں آپکو کہتا ہوں
الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔ قیادر

آہ! مظہر الحق!!

(از مولوی محفوظ الحق صاحب علمی)

روحانیت کے رشتہ اور احمدیت کے تعلق نے میرے جذبات کو ابھارا۔ دنیا میں محزون ہوا۔ غمگین ہوا۔ میری روح مضمحل ہوئی۔ دل کملایا کہ عزیز مظہر الحق کیا ہوا۔ میں اسی دریٹ میں ڈوبا ہوا تھا کہ عالم غیب سے الٰہی رحمت نے کہا خوش ہو۔ محمدی شفقت نے فرمایا شاد ہو۔ احمدی برکت نے ندا دی۔ غم دا مکن۔ وہ نوجوان پشاوری مسیح کے پاک نفس سے زندہ ہوا۔ وہ محمدی تجلیات پر مٹ کر حیات جاوید کا وارث بنا۔ وہ احمدی جلووں میں محو ہو کر خدا کے مسیح کے روحانی پاک دربار میں حاضری دیتا ہوا بارگاہ حق ربانی میں پہونچ کر شاد کام ہوا۔ وہ مرا نہیں بلکہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

وہ مبارک ہوا۔ کیونکہ اس نے خدا کے پاک مسیح کے دامن کو نہ چھوڑا۔ اگرچہ اس سے اسکے عزیز و قریب رشتہ دار چھوٹے۔ وہ جوان صالح ہمت کا بھی جوان تھا۔ خدا نے اسکی قربانیاں قبول کیں۔ اور اسے مقبول بنا کر اپنے دربار میں بلایا۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب سچ ہے۔ اور حبیب کبریا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الموت تحفۃ المومن۔ مبارک ہے وہ جسے خدا نے تحفہ دیا۔ الٰہی! جس طرح تو نے اسے دنیا میں اپنی راہ وصال بنائی۔ آیندہ بھی اسے اپنی خاص رحمت و کرامت سے نواز اور اسکی قبر کو لطف و مہر کے پھولوں سے مہکا دے اور قیامت کے دن اسے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

مسیح موعودؑ کی اپنی جماعت کو نصیحت

چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بُو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالےٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔

اس گورنمنٹ نے ایسا ہی تمہیں اپنے سایہ پناہ کے نیچے لیا۔ جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے جو کہ عیسائی تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا۔ جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں بلکہ میں انصاف اور ایمان کے رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکر گذاری کروں۔ اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لئے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا۔ جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بد ذاتی ہے۔ کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں [illegible] جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس کے احسان کے ہم شکرگذار نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ہے۔ کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ سو تم اس خدا داد نعمت کی قدر کرو۔ اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالےٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے۔ اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے۔ تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دیگی۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک برکت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔ [illegible] مئی ۱۹۰۷ء

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں [illegible] وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں۔ اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں وہ جھوٹ نہ بولیں وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔ گورنمنٹ برطانیہ جس کے زیر سایہ ان کے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں۔ بصدق دل اس کے وفادار تابعدار رہیں اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں۔ اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بے جا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے یا اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں ہے یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالےٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو۔ جو خطرناک ہے۔ اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہیئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں۔ کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہونگے۔

یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا۔ کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں۔

۲۹ مئی ۱۸۹۸ء

(یہ مضمون [illegible] صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی پروپرائٹر نے فاروق منزل سے شائع کیا)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۸ مئی سنہ ۱۹۱۹ع | نمبر ۱۷

سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیر و عافیت ہیں حضور نے ۶۔ مئی (منگل) قرآن کریم کا درس صبح کے وقت دیا۔

۲۔ مدرسہ کا کام نہایت سرگرمی سے حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ہو رہا ہے۔

۳۔ عزیز مشتاق احمد کی طبیعت تا حال علیل ہے احباب بتوجہ خاص درد دل سے اس پیارے بچے کے لئے دعا فرماویں۔

نظارت امور عامہ کی ہدایات

دل میں زیر ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ احمدیہ جماعت کی تمام انجمنوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں خاص آدمی مقرر کر کے ان غلط افواہوں کی تردید کریں۔ جو بعض اشرار سادہ مزاج لوگوں میں پھیلا پھیلا کر شورش پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اسی حکم کے ماتحت یہاں سے ۳۸ آدمی ضلع گورداسپور کی چاروں تحصیلوں میں بھجوائے گئے۔ جنہوں نے اپنی خدمات متعلقہ کو محض اللہ کے لئے نہایت سرگرمی سے ادا کیا۔ ان احباب کے ناموں کی فہرست یہ ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

تحصیل گورداسپور۔ شیخ الدین صاحب امیر قافلہ شیخ نور الدین صاحب امرتسری۔ شیخ محمد الدین صاحب نومسلم مولوی سکندر علی صاحب۔ بھائی خیر الدین صاحب۔ میاں عبد اللہ صاحب افغان۔ مولوی چراغ الدین صاحب نومسلم سروری ظفر اسلام صاحب۔ میاں غلام قادر صاحب۔ تحصیل بٹالہ۔ ماسٹر محمد زمان صاحب۔ امیر قافلہ۔ مولوی رحمت علی صاحب۔ ماسٹر علی محمد صاحب۔ مولوی ظہور حسین صاحب۔ میاں احمد الدین صاحب زرگر۔ مرزا اسلام اللہ صاحب۔ میر مہدی حسین صاحب۔ مستری عبد الرحمن صاحب۔ ماسٹر امیر خانصاحب۔ تحصیل شکر گڑھ۔ میاں نظام الدین صاحب امیر قافلہ میاں عبد الکریم صاحب گجراتی۔ مستری دین محمد صاحب۔ سید حسن شاہ صاحب۔ بھائی عبد الغنی صاحب

[illegible] صاحب [illegible]۔ میاں عبدالرحیم صاحب۔ [illegible] صاحب۔ مولوی محمد عارف صاحب۔ ماسٹر [illegible] صاحب۔ سید عابد علیشاہ صاحب۔

تحصیل شکرگڑھ۔ مولوی جلال الدین صاحب امیر قلعہ۔ مولوی عبد الغفور صاحب طالب علم۔ میر غلام حیدر صاحب [illegible]۔ مولوی عبداللہ صاحب طالب علم۔ مولوی [illegible] خان صاحب طالب علم۔ سید مولوی حکیم محبوب الرحمٰن صاحب۔ مولوی فخر الدین صاحب طالب علم۔ شیخ [illegible] صاحب ٹھیکیدار۔ حافظ سید محمد اسحٰق صاحب

عرضِ حال

(از سلیم احمد۔ حافظ [illegible])

غنچہ دِل ہوتے ہو کیوں دیکھ کے صورت میری
قابلِ رحم ہے اے دوستو! حالت میری

مَیں کسی کام کے لائق نہیں نالائق ہوں
دِن خوش ہے مرے اسحالپہ قسمت میری

آہ! افسوس کوئی پوچھنے والا بھی نہیں
جابجا روتی ہوئی پھرتی ہے حسرت میری

یاالٰہی تو مرے حالپہ کر فضل و کرم
ہر گھڑی رہتی ہے مغموم طبیعت میری

چھوڑ کر حق کو مَیں مرتا ہوں بتوں پر افسوس
میری نادانی پہ ہنستی ہے جہالت میری

چین سے بیٹھنے دیتی نہیں دم بھر مجھکو
چٹکیاں لیتی ہی رہتی ہے شرارت میری

رنج و غم میں بھی ہنسی سے میں نہیں باز آیا
ہے عجب حافظِ ناشاد طبیعت میری

[illegible] فضل اور رحم احمدی رسالہ کا نمبر ۲ [illegible]

درسِ قرآن کریم

حضرت خلیفۃ المسیح نے ۲ مئی کو درس دیا۔ اور سورۃ ابراہیم رکوع ۲ میں فردّوا ایدیھم فی افواھھم کے معنے فرمائے کہ اپنے ہاتھ اپنے مونہوں پر رکھے جس کا مطلب یہ ہے کہ رسولوں کے دعویٰ پر حیرت کا اظہار کیا کہ یہ عجیب عجیب باتیں بنا کر پیش کرتے ہیں۔

(۲) ایسا کرکے ان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا ایک اور معنے بھی ہو سکتے ہیں وہ یہ کہ انہوں نے رسولوں کے ہاتھ ان کے مونہوں پر رکھے۔ گویا حکومت کا اظہار کرتے ہوئے ان کو خاموش کرایا کہ ایسی باتیں مت کرو

۳۔ لفی شک مما تدعوننا الیہ مریب۔ شک دو وجوہ سے ہوتا ہے۔ ایک۔ تو اس لئے کہ ابھی رسول کے دیئے ہوئے دلائل کافی نہیں یقین ہو دوم یہ کہ خود بعض ایسی باتیں ہوں جن کی بنا پر شک پیدا ہو جائے۔ ان لوگوں کا مقصد دوسرے قسم کے شک کا اظہار ہے جیسا کہ۔ مریب آیا ہے

۴۔ افی اللہ شک فاطر السموات والارض۔ بظاہر تو اس آیت سے اس کا ربط نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن حقیقت میں بڑا ربط ہے۔ دراصل رسولوں کے انکار کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں۔ خواہ تو قوم میں کوئی نقص نہ ہو اور اس طرح پر رسولوں کی ضرورت نہیں دوم یہ کہ خدا میں کوئی نقص تسلیم کیا جائے۔ خواہ کہ وہ ضرورت حقہ پر رسول مبعوث نہیں کرتا یا عدم قدرت کہ باوجود ضرورت کسی کو منصب رسالت پر ممتاز نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ تمہارے نقص تو ظاہر ہیں۔ پس اس لحاظ سے تو بعثت رسالت کی ضرورت اظہر من الشمس ہے۔ دوسری بات کہ خدا میں کوئی نقص تسلیم کیا جاوے بالکل غلط کہ جو فاطر السموات والارض ہے۔ اس میں نقص و عجز کیسا؟

۵۔ بسلطان مبین۔ سلطان۔ دلیل مسکت ہے کے [illegible]

مدد نہ کے پہنچنے سے رکتے ہیں ؎

۵۔ وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون۔ پہلے فرمایا فلیتوکل المومنون۔ کیونکہ اسوقت کوئی بات سامنے نہیں مگر اب [illegible] سلسلہ آ گیا اسلئے المتوکلون فرمایا

احمدیہ جماعت قادیان کا قابل تعریف کام

[illegible] کیونکہ ہمارے [illegible] موصول ہو [illegible] کی احمدیہ جماعت کی [illegible] دبانے اور [illegible] قانون [illegible] [illegible] سے علیحدہ رہنے [illegible] کی رپورٹ [illegible] سے [illegible] کرتی رہتی ہے [illegible] تحریک کے [illegible] اور [illegible] [illegible] مئی ۱۹۱۹ء

سید صادق حسین صاحب [illegible] نے [illegible] کی درخواست انگریزی میں لکھ کر [illegible] گورنر اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کے پاس بھیجی تھی کہ ہم احمدی رولٹ ایکٹ پر کچھ اعتراض نہیں رکھتے۔ ہم برٹش گورنمنٹ کے خیرخواہ اور وفادار رعایا ہیں۔ ہم ان شورش پسندوں سے کچھ تعلق اور ہمدردی نہیں جو ملک میں [illegible] پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں

ہم احمدیوں کو ہمارے لیڈر امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود رئیس قادیان بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ تعلیم دی ہے کہ ہم بلوہ۔ بغاوت اور ہر قسم کی بدی کے ناجائز جذبہ سے محترز ہیں اس چٹھی کا جواب ہز آنر کے سکرٹری اور صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ ضلع نے علیحدہ علیحدہ سکرٹری کے پاس بھیجا ہے جنمیں مناسب قدردانی کا اظہار کیا گیا ہے۔

فاروق [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۔ ۸ ۔ مئی ۱۹۱۹ء

ہمارا امام اور اُسکا کام

(رقمزدہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ)

حضرت مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء سے کارروائی شروع کی ۔ انہوں نے اس خصوص میں وہ طریق اختیار کیا کہ آج تک کسی سے نہیں ہوسکا ۔ معقولی قوم کے سمجھانے کے لئے مسیح کی وفات کو فلسفیانہ اسلوب اور ڈھنگ پر جدا بیان کیا ۔ اور تمام مسلمات والفاظ قرآنی کو بحال رکھ کر اور احادیث صحیحہ ثابتہ کو قائم رکھ کر منقولی طرز پر جدا ثابت کیا ۔ حضرت مرزا صاحب نے اس بارہ میں ایسی مبسوط بحثیں کی ہیں ۔ اور ایسے چھپے ہوئے اور متواتر تحریریں لکھی ہیں کہ اسوقت لاکھوں اشتہارات شائع و ذائع ہو چکے ہیں ۔ گھر کی کنواری لڑکیوں تک واقف ہو گئی ہیں ۔ کہ مسیح اسرائیلی نبی اور انبیاء کی طرح فوت ہو گیا ہے ۔

آج پڑھے دیہات میں عالم فاضل میں ہر ایک متنفس میں غل مچ گیا ۔ اور زمین سے آسمان تک شور پڑ گیا کہ عیسائیوں کا خدا یسوع مسیح مر گیا ۔ مر گیا ۔ اور اب کسی کے جلانے سے وہ زندہ نہیں ہو سکتا ۔ یہ ساری کارروائی کس نے کی ؟ یہ سب اصلاح کس کی ذات سے ہوئی ۔ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد قادیانی کی ذات والا صفات سے ۔ جن کی فطرت میں ہمیشہ اس ریفارمیشن کا مادہ خدا کی طرف

سے ودیعت رکھا گیا تھا ۔

یہ ایک غور طلب بات ہے ۔ بہت سے لوگ ہیں ۔ جو شراب نہیں پیتے ۔ اسلئے نہیں کہ خدا کی مخالفت اور گناہ ہے ۔ بلکہ طبعاً ۔ اور بہت لوگ ہیں جو شراب وغیرہ کی بیخ کنی کے لئے بڑی بڑی اسپیچیں دیتے ۔ تحریروں اور تقریروں سے شراب کی مذمت کیا کرتے ہیں لیکن وہ اس کے استیصال کے لئے سچا جوش پیدا نہیں کر سکتے ان کی ریفارمیشن بالکل تھوڑے ہی دنوں تک محدود رہتی اور آخر کار تھک کر رہ جاتے ہیں ۔ طبعی جذبات کے اظہار کے لئے کبھی سچا جوش پیدا نہیں ہو سکتا ۔ بخلاف ان بزرگوں کے جو خدا سے قوت پا کر اور مامور من اللہ ہو کر ریفارمیشن کا بیڑا اٹھاتے ۔ اور ایسا فوق العادت استقلال ظاہر کرتے ہیں کہ نہیں ٹلتے نہیں تھکتے اور کبھی نہیں ہارتے ۔ جب تک اس اصلاح کو دنیا میں قائم نہ کر جائیں ۔ دنیا میں جن لوگوں نے کسی ناپاک عادت کے استیصال کا بیڑا اٹھایا ہے ۔ اور آخر کار اس ناجائز حرکت کو اڑایا ہے ۔ وہ ہمیشہ اسی قسم کے راستباز تھے کہ ایک بات پر ایسے اڑے ۔ ایسا استقلال دکھلایا کہ دنیا کے کسی طرح باز رکھنے سے ان کے ارادہ کو ذرا تزلزل نہ آیا ۔ اور بے شک اسی ریفارمیشن سے پھر ایسے عمدہ نتیجے اور پاکیزہ چشمے پیدا ہوئے ۔ کہ ساری دنیا ان کے روحانی فیضان سے سیراب ہو گئی ۔ اور اہل دنیا کے سامنے ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنا کر دکھا دیا ۔

مجددین الٰہی اور مامور من اللہ لوگ جن کا سرچشمہ روح و راستی ہوتا ہے وہ کبھی کسی ریفارمیشن یا تجدید کا ارادہ کرنا چاہتے ہیں ۔ کبھی ٹلتے ہی نہیں ۔ لوگ لاکھ جتن کریں ۔ کتنی ہی جان توڑ کوشش کریں وہ اپنے ارادہ سے ڈگمگانا جانتے ہی نہیں ۔ ان کو کوئی ترغیب یا ترہیب ارادہ حقہ کے اتمام و اکمال سے ہرگز ہرگز روک نہیں سکتی ۔ یہی وجہ ہے کہ تعیناً مجددین کو مجنون کہنے لگتی ہے ۔ جیسے کہ ہمارے رسول اکرم کو بھی کہا گیا ۔ انک لمجنون ۔

لیکن جاننا چاہیئے کہ مجنون سے مراد وہی دیوانگی [illegible]

یا سودائی یا دیوانہ نہیں تھی ۔ جیسا کہ اردو میں ہم خیال کر کے بھی ایسا ہو کر پھرتے ہیں ۔ کافر دنیا تو آنحضرت کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتے تھے ۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ آپکی اخلاقی تعلیم ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ دانشمند اور حکیم بھی ایسی تعلیم نہیں دے سکتا اور نہ دیوانہ کی بات کا کوئی ٹھکانا ہوتا ہے ۔ مجنون کی ایسی فطرت ہی نہیں ہوتی کہ ایک بات پر قائم رہے جیسے اس کی مزاج میں سراسیمگی ہوتی ہے ۔ ویسے ہی اس کے اخلاق و عادات میں بھی استقلال نہیں ہوتا ۔ اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا استقلال تو ایسا پکا اور مضبوط تھا کہ دنیا میں اس کی نظیر ممکن ہی نہیں کفار نے آپ کو دھمکیاں دیں ۔ مال و دولت کا لالچ دیا ۔ اپنا بادشاہ بنانا چاہا ۔ اطاعت اختیار کرنی چاہی اعلےٰ سے اعلےٰ خاندان کی عورت نکاح میں دینے کی آرزو ظاہر کی ۔ اور کوئی دقیقہ ترغیب یا ترہیب کا اٹھا نہ رکھا ۔ مگر آنحضرت صلعم کے عزم و ارادہ میں خطا لغزش نہ آئی ۔ اور آپ نے صاف فرما دیا کہ اگر آفتاب میرے داہنے ہاتھ اور ماہتاب بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا کر دیا جائے ۔ تاہم میں اپنا فرض ہرگز ہرگز چھوڑ نہیں سکتا اور نہ کبھی اسبات کی امید رکھنی چاہیئے ۔

پس جب حضرت رسول کریم کا یہ استقلال اور عزم بالجزم تھا ۔ تو ان معنوں سے تو کافر آنحضرت صلعم کو مجنون ہرگز نہیں کہتے سکتے تھے ۔ کہ ان کی بات کا کوئی ٹھکانا نہیں یا ان کے ارادہ میں کوئی ثبات نہیں ۔ پس وہ آنحضرت صلعم کو مجنون ایک اور ہی معنے میں کہتے تھے یعنی کہ دھتی آدمی ہے ۔ ایک بات کے ایسے پیچھے پڑا ہے کہ ہرگز اُسے چھوڑنا نہیں چاہتا ۔ اللہ تعالےٰ نے بھی اس صادق مصدوق مامور من اللہ کو یہی فرمایا تھا ۔ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین کہ اپنے خدا کی ربوبیت قائم کر ۔ اور ایسا فوق العادت استقلال و ثبات دکھا کہ [illegible] حالات و افعال میں فرق نہ آنے [illegible] آواز جو شروع میں تھی کے اندر آپ کے [illegible]
[illegible]

[illegible] جب [illegible] تک [illegible] کے منصوبے ہو کر [illegible] کی ترغیبات پیش کی [illegible] کفار دسارا عرب آپ کی مخالفت میں [illegible] میں سے کوئی بات بھی آپ کی اس بھی [illegible] نہ کی۔ پھر جب مدینہ میں آپ کو عادت [illegible] تمام کفار فی النار والسقر ہو گئے۔ اور [illegible] ہو گیا۔ اور کوئی روک باقی نہ [illegible] وقت بھی وہی آواز یعنی کلمہ طیبہ اس پاک رسول کی زبان پر تھا یہ فوق العادت استقلال خارق عادت استقامت حقیقت میں اسلامی سیاست [illegible] دنیا کے چال چلن کو تبدیل کرنے کے لئے ضروری اور نہایت ضروری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ میں اسلام کی ابتدائی حالت میں فرمایا تھا کہ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات و برزوا للہ الواحد القہار۔ قریب ہے کہ وہ دن آجائے۔ جب کہ یہ زمین و آسمان بدلکر نیا آسمان و زمین ہو جائے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ وہی زمین جس پر ناقوس بجتے تھے۔ لات و عزیٰ اور ود و سواع کی پوجا ہوتی تھی۔ آفتاب۔ ماہتاب اور ستارے تک پوجے جاتے تھے۔ وہاں سب جگہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز آنے لگی۔ جہاں شراب۔ زنا کاری۔ علانیہ فسق و فجور اور نہایت ناپاک اور گندے کام ہوتے تھے وہاں خدا تعالیٰ کی سچی توحید قائم ہونے کے بعد سچا تقویٰ و طہارت پھیل گیا۔ سب لوگ یبیتون لربہم سجدا و قیاما کے مصداق ہوئے تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم خوفا وطمعا تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم [illegible] حاصل کرنے لگے۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا [illegible] ایک نیا آسمان اور نئی زمین ہو گئی وہ آسمان [illegible] فضل و رحمت و الہام و بشارات [illegible] آنحضرت صلعم کے سچے استقلال اور پاک استقامت کی بدولت ہوا الغرض یہ ہے کہ بہت بڑی ضروری بات اصلاح خلق کے قائم کرنے کے لئے سچا استقلال اور فوق العادت عزم ہے کہ اس مصلح کو لالچ یا ترغیب یا ترہیب اپنے ارادہ سے دھیما نہ کر سکے۔ ایسا کھڑا ہو کہ کوئی بادِ تند یا صرصر اسے ہلا نہ سکے ٭

نصائح فاروقی

ہو سکے کس سے بیان مدح و ثنائے فاروق
حق تعالیٰ کو بھی بھاتی ہے ادائے فاروق

(۱) آپ اپنے اختیار میں رہنا چاہو تو اپنا راز چھپاؤ ٭ بستر راز دلی کہکر ذلیل و خوار ہوتا ہے
کھل جاتی ہے جب خوشبو تو گل بیکار ہوتا ہے

(۲) جس کی طرف سے تمہارے دل میں نفرت اٹھے اس سے ڈرتے رہو ٭

(۳) آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑو۔ قوت عمل اسی کا نام ہے۔

(۴) جو برائی سے بالکل واقف نہیں وہ برائی میں مبتلا ہوگا

(۵) دوسروں کی نظروں میں اپنے آپ کو نہ بھول جایا کرو گویا اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم

(۶) تھوڑی سی دنیا اختیار کرو تو آزادانہ بسر کرو گے

(۷) گناہ کا ترک کر دینا آسان ہے۔ مگر توبہ کرنا بڑا مشکل کام ہے

(۸) خدا اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیب مجھ پر ظاہر کرے

(۹) امانت اس کا نام ہے کہ ظاہر و باطن میں باہم مخالفت نہ ہو

(۱۰) جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اسے بچاتا ہے۔

(۱۱) اے لوگو! علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ علم ایک چادر ہے جو خدا طالب علم کو اوڑھا دیتا ہے۔

(۱۲) جو علم حلال و حرام سے خبر رکھتا ہو۔ اس کی موت ان ہزار عابدوں کی موت سے زیادہ افسوسناک ہے جو قائم اللیل اور صائم النہار ہوں۔

(۱۳) میں مسلمانوں کے حق میں کسی بات کو اتنا خوفناک نہیں سمجھتا۔ جتنا کہ ایک منافق عالم ہوتا ہے جس کا علم اس کی زبان پر ہو اور دل جاہل ہو۔

(۱۴) ناموری اور شیخی۔ یا دسرکشی کے لئے علم حاصل کرنا فضول ہے۔ جب حاصل کرنے پر مستعد ہو جاؤ۔ تو پھر اس کی طلب میں شرمانا بے وقوفی ہے ٭

(۱۵) عقل کے بغیر سرداری اور بادشاہی نہیں ہو سکتی۔

(۱۶) علم نجوم کو بحر و بر میں راہ تلاش کرنے کے لئے سیکھو اور کسی غرض سے نہ سیکھنا ٭

(۱۷) کسی کی تعریف کرنا (اس کے سامنے ناقل) اسے ذبح کرنا ہے

(۱۸) زیادہ ہنسنے والے کی ہیبت کم ہو جاتی ہے۔ اور تمسخر کرنے والے کو لوگ خفیف سمجھنے لگتے ہیں ٭

(۱۹) بڑی گمراہی اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی کہ آدمی دوسروں پر وہ تہمت دھرے۔ جس کا مرتکب خود بھی ہوتا ہو اور جو عیب اپنے میں ہوں۔ ان کی بابت اوروں کو ملعون کرتا پھرے اور فضول باتوں میں وقت ضائع کرتا ہو۔

(۲۰) جو شخص حرص و طمع۔ ہوا و ہوس اور غضب سے بچا اس نے خلاصی پائی ٭

(۲۱) مسلمانوں کی تواضع یہ ہے کہ پہلے انہیں سلام کرے مجلس میں کمتر جگہ پر بیٹھے اور خوشامد کو برا سمجھے۔

(۲۲) طمع فقر ہے اور بے غرضی غنا ہے۔

(۲۳) فاجر کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ نہ اپنا راز اس پر ظاہر کرو کیونکہ۔ صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

(۲۴) نیک آدمیوں سے مشورہ لیا کرو۔

(۲۵) اپنے نفسوں سے حساب لیا کرو۔ قبل اسکے کہ تمہارا حساب لیا جاوے ٭

(۲۶) توبۃ النصوح کے معنی یہ ہیں کہ برے کام سے ایسی توبہ کی جائے کہ آدمی پھر اس کی طرف منہ نہ کرے۔

(۲۷) اپنے بھائی مسلمان کی بات کا جب تک تمہیں کوئی اچھا نظر آوے۔ اسے شرارت نہ سمجھو۔

(۲۸) تین چیزیں تیری دوستی کو تیرے بھائی کے دل میں پختہ کر سکتی ہیں۔ جب وہ تیرے سامنے آئے سلام کرنے میں سبقت کر۔ اسکو پسندیدہ نام سے بلایا کر۔ جب وہ تیرے پاس آکر

دینی مجلس میں اس کے لئے جگہ فراخ کر دیا کرو۔

(۲۹) آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) کامل وہ صاحب الرائے ہوتے ہیں۔ جو لوگوں سے مشورہ لیا کریں۔ گمان کی رائے کو تولتے اور خوب سمجھ بوجھ لیا کرتے ہوں (۲) کامل جو خود رائے ہو اور دوسروں سے مشورہ نہ لے (۳) لاشے ۔ جو نہ خود عقلمند ہو اور نہ دوسروں کی رائے لے

(۳۰) خشوع دل سے ہوا کرتا ہے ۔ جو آدمی لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا خشوع ظاہر کرے وہ منافق ہے ۔

(۳۱) سات سال میں لڑکے کے دانت نکلتے ہیں۔ چودہ برس کا ہو کے بالغ ہو جاتا ہے ۔ اکیس برس کی عمر میں قد پورا ہوتا ہے۔ ۲۸ سال میں پوری عقل آتی ہے ۔ اور چالیس برس کا ہو کر کامل آدمی بنتا ہے ۔

(۳۲) احمق نفع کے ارادہ سے بھی نقصان کر بیٹھتا ہے ۔ اس کی دوستی سے بچتے رہنا ؛

(۳۳) چار چیزیں واپس نہیں آتیں ۔ (۱) منہ سے نکلی ہوئی بات (۲) امر واقع شدہ (۳) کمان سے گذرا ہوا تیر (۴) گئی ہوئی عمر ۔ رباعی

دنیا ہم نے سارے فانی دیکھی
ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
جو آکے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا
جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

(۳۴) جو شخص تمہارے عیب تم پر ظاہر کرتا رہے اسے اپنا سب سے بڑا دوست سمجھو ؛

(۳۵) جو شخص نماز کو ضائع کرے وہ دیگر حقوق فرعی الٰہی کو زیادہ ضائع کریگا ؛

(۳۶) اگر دنیا میں تین باتیں نہ ہوتیں تو زندگی سے موت اچھی تھی اوّل جہاد کے لئے سفر۔ دوسرے اللہ کے واسطے سجدہ میں پیشانی رکھنا تیسرے اُن لوگوں کی ہم نشینی جو عمدہ کلام سنکر اس پر عمل کرتے ہیں۔

(۳۷) میں اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا کہ میری فقیری میں گذرے یا امیری میں کیونکہ معلوم نہیں کہ کس میں بہتری ہے

(۳۸) ہر ایک بلا میں اللہ کی چار نعمتیں ہوتی ہیں ۔ اوّل دین میں درجہ بڑھتا ہے ۔ دوسرے اس سے بڑی کوئی مصیبت سر سے ٹل جاتی ہے ۔ تیسرے خدا کی مرضی پر راضی ہونے کا موقع ملتا ہے ۔ چوتھے اس پر ثواب کی امید ہوتی ہے۔

(۳۹) عالموں کی صحبت میں بیٹھا کرو۔ انکی نصیحت دل پر اثر کرتی ہے۔ اور بڑے بڑے گناہوں کی معافی کا سامان ہو جاتا ہے۔

(۴۰) خالص دوست نعمت غیر مترقبہ ہے اگر تمہاری خوش قسمتی سے تمہیں نصیب ہو جائے تو اسے غنیمت سمجھو۔

(۴۱) خوشدلی اور خوشحالی تمام نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

(۴۲) کوئی آدمی کوئی کام پتھر کے بیچ میں کرے جس میں کوئی دروازہ اور سوراخ یا روشندان نہ ہو تاہم وہ کام جیسا ہو گا لوگوں میں پھیل جاوے گا ۔

(۴۳) کبھی کبھی الگ ایک کونے میں بھی بیٹھا کرو کہ عزلت گزینی بھی بہتر ہے ۔

(۴۴) ہر بات میں متوسط درجہ اختیار کرو۔

(۴۵) اُستادوں کی تعظیم کیا کرو تو تمہارے شاگرد تمہاری بھی تعظیم کریںگے ۔

(۴۶) کثرت عیال اور قلت مال سخت بلا ہے۔

(۴۷) جہاد (خدا کی راہ میں دین کیلئے کوشش کرنا) سمندر ہے ۔ اور سب اچھے کام اسکے مقابلہ میں قطرہ

(۴۸) بھلائی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے کے آگے جہاد اور تمام نیک کام بھی مثل قطرہ کے ہیں۔

(۴۹) خواص کو عوام کے گناہوں کے باعث عذاب نہیں ہوتا مگر اسوقت جبکہ انکے سامنے گناہ کئے جائیں اور وہ منع نہ کریں اور منع کرنے کی قدرت رکھتے ہوں ۔

(۵۰) عالم کی لغزش غضب کی بات ہے اس سے دین منہدم اور مخلوق گمراہ ہو جاتی ہے ۔

خاکسار حافظ سلیم احمد خان احمدی اٹاوی

مدرسہ احمدیہ قادیان دارالامان

احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۱ - آدمیوں پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اس میں اسلام باقی نہ رہے گا۔ فقط نام رہ جائے گا۔ اور رسم و ریت کے سوا قرآن بھی باقی نہ رہے گا۔ مسجدوں کو آباد اور بارونق رکھیں گے ۔ مگر ہدایت کے بہانے سے خراب ہونگے ۔ عالم لوگ شریر اور فسادی ہونگے تمام دنیا سے انہوں میں سے فتنہ فساد کھڑے ہونگے اور انہیں میں جاکر ٹھہرینگے ۔

۲ - جس نے داڑھی میں گرہ لگائی یا گلے میں تانت کا ہار تعویذ کے طور پر ڈالا ۔ یا جانور کی نجاست یا ہڈی سے استنجی کیا تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اس سے سخت بیزار ہیں۔

۳ - سوراخ میں پیشاب نہ کرنا چاہیئے۔

۴ - دس باتیں معمولی طبعی ہیں ۔ لبوں کا کم کرنا داڑھی کا بڑھانا مسواک کرنا ۔ ناک کا پانی سے صاف کرنا ۔ ناخنوں کا کترنا ۔ باہر اور اندر کے جوڑوں کی گرہوں کو دھونا ۔ اور بغل اور زیر ناف کے بالوں کو دور کرنا اور استنجی کرنا اور پانی سے منہ صاف کرنا ۔

۵ - دین آسان ہے اور کوئی دین میں سختی نہیں کرتا ۔ مگر دین ہی اس پر غالب آجاتا ہے ۔ تم کو چاہیئے کہ میانہ روی اختیار کرو۔ اور بقدر طاقت عمل کرو اور قربت الٰہی پیدا کرو۔ اور بشارت پاؤ نیک عمل کرنے پر بہشت کی اور صبح اور شام اور کچھ آخر حصہ رات سے نیک کام کرنے میں مدد لو ؛

۶ - پانچ چیزوں کے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو۔ بڑھاپے کے پہلے جوانی کو اور بیماری کے پہلے تندرستی کو اور مفلسی کے پہلے تونگری کو اور شغل میں لگنے کے پہلے فرصت کو اور موت کے پہلے زندگی کو ؛

۷ - آخرت میں آدمی کے دونوں پاؤں ڈگنے اور سرکنے کے پہلے پانچ چیزوں سے سوال ہو گا ۔ اوّل عمر کو کس میں صرف کیا ؟ دوسرے جوانی کو کس میں کھویا ؟

[illegible] ۹) [illegible] میں مثال کیا؟
[illegible] کا۔

[illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] دس برس تک خدمت [illegible] کی۔ اس عرصہ میں آپ [illegible] کبھی نہ دھتکارا یا درشت سخت کہا اگر مجھ سے کبھی [illegible] نقصان ہو گیا اور گھر والوں میں سے کسی نے دھتکارا تو فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو کس لئے کہ جو ہونی ہے وہ ہو کر رہتی ہے۔

۹۔ مجاہد وہ ہے۔ جو خدا کی عبادت میں اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو اپنے گناہوں اور خطاؤں سے ہجرت کرے۔

(۱۰) منافق کی مثال اس بکری کے مانند ہے جو دو ریوڑوں میں چلی ہوئی ہو۔ کبھی اس میں اور کبھی اس میں پھرتی پھر[illegible]

(۱۱) جو نیک لوگ ہیں۔ ان کو نیکی کے کام کرنا آسان معلوم ہوتے ہیں۔ اور جو بد لوگ ہیں۔ ان کو برے کام [illegible]رنے میں آسانی ہے۔

(۱۲) جب تو صبح سے شام اور شام سے صبح کرے اور تیرے دل میں بدی یا بدخواہی کسی کے لئے نہ ہو۔ تو پھر جو مناسب چاہے سو کر۔

(۱۳) جو پاک اور حلال کھانا کھاوے اور اچھے طریقے پر چلے اور لوگ اس کی شرارت سے امن میں رہیں۔ وہ جنت [illegible] داخل ہو گا۔

(۱۴) کوئی قوم جو ہدایت پر تھی۔ اور پھر وہ گمراہ ہوئی۔ اس کا سبب یہی ہے کہ ان میں جھگڑے اور فساد پھیلے

(۱۵) کام تین طرح کے ہیں۔ ایک کام تو وہ ہے۔ جس کی سچائی اور صفائی کھلی ہوئی ہے۔ اس کی تو پیروی کرنا چاہئے۔ دوسرا وہ کام ہے۔ جس کی گمراہی اور خرابی ظاہر ہے اس سے بچنا چاہئے۔ تیسرا وہ کام ہے۔ جس کے بھلے اور برے ہونے میں اختلاف ہے اسے خدا کے سپرد کرنا چاہئے۔

(۱۶) جو کوئی عرب میں [illegible] کی کمزوری کرے اگر [illegible] دنیا اسلام [illegible]
[illegible]

کی طرف چھوڑ دو۔

(۱۸) جس نے دنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں کو چھوڑ کر آخرت کے دھندے میں اپنی ہمت لگائی تو خدا اس کے دنیا کے مقصد میں کافی ہے اور جس نے اپنے دھندوں کو دنیا کے بکھیڑوں میں پھیلایا تو وہ انہیں بربادیوں میں مر جائے گا۔

(۱۹) آپس میں عاجزی اور فروتنی یہاں تک کرو کہ کوئی کسی پر بڑائی نہ جتاوے۔ اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے

(۲۰) بزرگی مال ہے اور سخاوت پرہیزگاری

(۲۱) اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی قوم سے ظلم کو دور کرے اس حد تک جو خود گنہگار نہ ہو۔

(۲۲) اسلام میں سے وہ آدمی نہیں ہے جو کسی کو ناحق طرفداری کے لئے بلاوے

(۲۳) تجھ کو کسی شے کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

(۲۴) خدا تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے ماؤں کو تکلیف دینا اور لڑکیوں کو مار ڈالنا اور بخیلی کرنا اور بھکاری بننا اور برا رکھا ہے تم پہلے فائدہ اور واہیات باتوں کو اور زیادہ سوال کرنے اور مانگنے کو اور فضول مال برباد کرنے کو۔

(۲۵) تمام نیکیوں سے بڑی نیکی یہ ہے کہ اپنے باپ کے دوستوں سے مر جانے کے بعد احسان کرے۔

(۲۶) جو چاہے کہ میری روزی میں فراخی ہو اور مرنے میں ڈھیل ہو اسے چاہئے کہ رشتہ داروں سے سلوک کرے۔

(۲۷) بہشت میں بھائیوں سے قطع کرنے والا نہ جائیگا۔

(۲۸) اچھے طریق کی یہ بات ہے کہ جب بیمار کے پاس بیمار پرسی کے لئے جاوے۔ تو تھوڑا بیٹھے اور آہستہ بات کرے

(۲۹) بے شک بڑا بھاری فائدہ بڑی مصیبت کے ساتھ ہے۔ تاریخ نبری گنج نیاپی۔

(۳۰) جب بیمار کے پاس بیمار پرسی کے لئے جاؤ تو اس کو دلاسہ دو یہ کہکر تم کو آرام ہو جاوے گا۔

(۳۱) سخی خدا کے نزدیک ہے اور بہشت کے نزدیک ہے اور آدمیوں کے نزدیک ہے اور دوزخ سے دور ہے

اور بخیل خدا سے دور ہے اور بہشت سے دور ہے اور دوزخ سے نزدیک ہے۔

(۳۲) حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر اور دونوں میں بہت سے شبہات ہیں۔ انہیں بہت سے آدمی نہیں جانتے۔

(۳۳) بہشت میں وہ آدمی نہ جاویگا جس کا جسم حرام سے پرورش پایا ہو۔

(۳۴) تمام دنیا ایک پونجی ہے اور اچھی پونجی دنیا کی نیک عورت ہے

(۳۴) کوئی آدمی کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے ورنہ ان دونوں کے سوا تیسرا وہاں شیطان شریک ہو گا۔

(۳۵) پیغمبر صاحب نے بدکاروں کی ضیافت قبول کرنے سے منع فرمایا۔

(۳۶) جس شخص دنیا کی کدورات میں نہیں پھنستا اسے خدا دوست رکھتا ہے اور جو کوئی دنیا کے لوگوں کے پاس کی چیزوں سے بے رغبتی کرتا ہے۔ دنیا کے لوگ اسے چاہتے ہیں

(۳۷) شیکوں کا قول خداوندا سب میں جو کہ ہوتا ہوں تجھ سے عاجزی کرتا ہوں اور تجھ ہی یاد کرتا ہوں اور جب پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہوں۔ اس حالت میں تجھے ہی سراہتا ہوں اور تیری شکرگزاری کرتا ہوں۔

(۳۸) دنیا میں جو کوئی اس سے رغبتی کرتا ہے۔ اس کا دل حکمت سے بھرتا ہے۔

(۳۹) اس آدمی کو خوشی اور مبارکی ہے جو بھلائیوں کی کنجی ہے اور برائیوں کے واسطے تالا ہے اور اس آدمی کو خرابی اور بربادی ہے۔ جو برائیوں کے واسطے کنجی ہے اور بھلائیوں کے واسطے تالا ہے۔

(۴۰) جو چیز کم ہے اور کفایت کرنیوالی ہے وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہے اور لہو و لعب میں ڈالتی ہے۔

(۴۱) وہ لوگ سب سے اچھے ہیں کہ ان کے دیکھنے اور ملنے سے خدا یاد آوے

(۴۲) سب کاموں میں آہستگی عمدہ ہے مگر آخرت کے کاموں میں دیر نہ چاہئے۔ آخرت کے کام جلدی کئے جاویں غفلت کیا نہ بیٹھے رہیں۔

معجزاتِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

(۱)

ایک اعرابی نے حضور رسول مقبول سے خشک سالی کی شکایت کی اور کہا کہ مینہ نہ برسنے سے لڑکے بالے اور چارپائے مرے جاتے ہیں۔ آپ مینہ کے لیے دُعا فرماویں آپ مسجد میں اس وقت تشریف رکھتے تھے اور جمعہ کا دن تھا اور وقت خطبے کے اس اعرابی نے یہ بات کہی تھی۔ آپ نے مینہ کے لیے دُعا فرمائی۔ (۲) اُسی وقت مینہ برسنا شروع ہوا اور دوسرے جمعہ تک اتنا برسا کہ لوگ گھبرا گئے۔ اسی اعرابی نے یا اور کسی نے پھر آکے عرض کیا کہ اب مینہ کی کثرت سے بڑی تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا الٰہی گرد ہمارے برسے ہم پر نہ برسے۔ اور آپ نے جدھر کو اشارہ کیا مینہ کھل گیا اور گردا گرد مینہ لے برستا رہا۔

(۲)

نجاشی بادشاہ حبشہ کا جو وقت انتقال ہوا۔ اُسی وقت آپ نے مدینے میں خبر دی۔ اور اس کی نماز جنازے کی غائبانہ پڑھی اور اسی حدیث کے موافق امام شافعی کے نزدیک نماز جنازہ غائب پر جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اسوقت جنازہ نجاشی کا جناب اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھا۔ آپ نے غائب پر نماز نہیں پڑھی

(۳)

ایک بار ابوجہل نے کہا کہ جو میں محمدؐ کو دیکھوں کہ مسجد میں سجدہ کرتے ہیں تو گردن ان کی [illegible] دونگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے۔ بوقت سجدہ اس ملعون نے ارادہ مذکور آپ کی طرف قصد کیا اور پاس پہنچنے سے پہلے الٹا بھاگا۔ لوگوں نے کہا کہ کیا ہوا۔ اُسنے کہا کہ میں نے دیکھا کہ میرے اور محمدؐ کے درمیان ایک خندق آگ کی ہے اور پر [illegible] فرشتوں کے اسلئے میں ڈر کے بھاگا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ آگے بڑھتا تو فرشتے اس کی بوٹی بوٹی لیجاتے۔

أَبْلِغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ

التبلیغ

یعنے

تحفۂ شاہجہانپور

ایک شاہجہانپوری دوست کو نصیحتی تبلیغ اور تمام حجت کر کے المؤمن لیتبع علم

مکرم جناب [illegible] السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ [illegible] تحریرات کر [illegible] ارسال کر رہا ہوں اسلئے کہ [illegible] تفصیل [illegible] ہوتی جب آپ مجھ سے واقف [illegible] اور آپ [illegible] سادگی اور بے تکلفی [illegible] کی خدمت میں کچھ عرض کیا ہوں۔ [illegible] کلمات [illegible] ڈالے۔ ہاں یہ بھی ظاہر کر دیا ضرور [illegible] ہو گا کہ میں یہ تحریر جناب کی خدمت میں روانہ کر رہا ہوں جس کے کچھ [illegible] میں سے چند یہ ہیں:-

(۱) ہمارا رب العزت جل جلالہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ چونکہ امر بالمعروف نہی عن المنکر امت محمدیہ کا [illegible] ہے میں بھی امت محمدیہ کا ایک فرد ہونے کی حیثیت [illegible] اس کار خیر سے حصہ لینا چاہتا ہوں اور جہاں تک خدا توفیق دے اس ثواب سے محروم رہنا نہیں چاہتا۔

(۲) حضور آقائے نامدار سید الاولین والآخرین خاتم النبیین صلے اللہ تعالےٰ وعلیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:- الا لیبلغ الشاھد الغائب۔ چونکہ میں [illegible] ہونے کے لحاظ سے حاضر میں سے ہوں اسلئے غائبین کو [illegible] اور پیغام پہنچانا نہ صرف میرے لیے سعادت ہے بلکہ حضور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ماتحت ضروری ہے۔

(۳) قرآن کریم میں ایک شدید رنج کی آواز سننی ہے جو کہ خدا کے ایک مامور کو قبول کر کے نور روحانیت کی دولت سے بہرہ [illegible] ہو کر پکارتا ہے۔ یالیت قومی یعلمون

بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین اس کاش میری قوم آگاہ ہوتی کہ میرے پروردگار نے کسطرح مجھے اپنے دامن مغفرت میں چھپایا اور کس طرح عزت اور منعم علیہ گروہ میں سے بنایا۔ یہی جذبہ میرے قلب کو اکسا رہا ہے جس نے یہ تحریر لکھتا ہوں:-

(۴) جب تک میں حضرت مسیح موعود علیہ و علی مطاعہ الصلوٰۃ والسلام کے لوائے رحمت کے نیچے نہ آیا تھا اسی سے میری جانب سے احمدیت کے خلاف اشاعت کی اس خصوصیت سے تعلق کے باعث سے یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ جو راستی اور زندگی اب میں نے پائی ہے اس سے آپ کو بھی آگاہ کروں۔ دیگر آپ کے عہد الٰہی سے کا مدد [illegible] ورحمت الٰہی بھی دستگیری کرے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم + یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

اس کے بعد میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر میری آواز یہ [illegible] کبھی یاد ہے۔ یا [illegible] کر دی جائے۔ تو بھی میں اپنے فرض اطلاع سے سبکدوش ہو چکا ہوں۔ وما علینا الا البلاغ۔ نیز یہ کہ ہر شخص کو اپنی قبر میں داخل ہونا ہے۔ ہر ایک اپنی بھلائی برائی کا خود ذمہ دار ہے۔ من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا وما انا علیکم بحفیظ۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کسی ریا وسمعہ وتکبر کی تحریک سے آپ کو یہ تحریر نہیں لکھ رہا۔ بلکہ عاجزانہ اور خیرخواہانہ گذارش ہے۔ اور وہ بھی جناب ہی کے فائدہ کے لئے۔ [illegible] اتینٰک [illegible] وانا لصادقون۔ کیونکہ ہم ہرگز مایوس نہیں ہیں۔ بلکہ ہم اس شخص سے بھی جو سرگرم مخالف ہو۔ امید رکھتے ہیں کہ خدا اس کو اپنے پاک مامور حضور مسیح موعود سید نا مطاع محمد اسلام کے قبول کی توفیق دیگا۔ اور کیونکر ہم ناامید ہوں جبکہ ہمارا پاک خدا فرماتا ہے۔ ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون۔ پھر یہ بھی حقیقت امر ہے۔ کہ مجھے اس کام پر کسی عوض و بدلہ کی اللہ سے تمنا نہیں۔ ما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری [illegible] اللہ۔ میں صرف اسی ایک [illegible] سے بہت

[illegible] ہوں - جو میرے پاک خدا نے اپنی طرف سے [illegible] کے عطا فرمائی۔ ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین اس لئے میں دعوت الی الحق کرتے ہوئے بہت مطمئن و سرشار ہوں۔ آہ ان تو وہ لوگ جو پتھر کا دل اور [illegible] کی آنکھیں رکھتے ہیں اور خشیت الٰہی سے انہیں کوئی تعلق نہیں وہ ہزار نشان لاکھ معجزہ مردوں [illegible] ہوئے نہیں دیکھتے۔ سنتے ہوئے نہیں سنتے [illegible] ان کی آنکھوں کے سامنے بلا دلائل و [illegible] کوئی [illegible] نشان آ جائے۔ تب بھی وہ اپنی آنکھیں کو [illegible] دیتے ہیں۔ چنانچہ رب العزت فرماتا ہے۔ ولو فتحنا علیہم باباً من السماء فظلوا فیہ یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون۔ پھر ان کی حالت کا [illegible] رب العزت نے یوں بیان فرمایا۔ وما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن کذلک نسلکہ فی قلوب المجرمین لا یؤمنون بہ وقد خلت سنۃ الاولین کذلک ما اتی الذین من قبلہم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون۔ اتواصوا بہ۔ بل ہم قوم طاغون اور فرماتا ہے۔ واتخذوا آیاتی و رسلی ھزوا۔

پھر ایک [illegible] شانہ کا ارشاد ہے۔ اولئک الذین [illegible] قلوبہم۔ لیکن [illegible] لوگوں کی حالت اسی لئے ابتر ہو جاتی ہے کہ وہ کتاب اللہ کو پس پشت ڈال دیتے ہیں چنانچہ رب العزت نے فرمایا۔ نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظہورہم۔ ان کا پہلا خیال [illegible] باپ دادا کا خیال و مذہب ہیں [illegible] کسی کی [illegible] قبول کر سکتے ہیں کیا ضرورت [illegible] قرآن پاک نے کہا۔ [illegible] علینا آباءنا۔

پھر وہ کہتے ہیں ہمارے مرشدین و علماء کو اس زمانہ میں کیا یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ خدا کے مامور کو قبول کرتے اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتے۔ ہم اس کے جواب میں قرآن کی یہ آیت ملاحظہ کراتے ہیں۔

یا ایہا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ۔ اور انہیں کیا [illegible] کہ [illegible] کے دعوے [illegible] کے مدعی [illegible] حالات اور خطرناک اخلاق و افعال میں مبتلا ہو کر اپنے دل کے نورانی چراغ کو بالکل خاک [illegible] بجھا چکے ہیں [illegible] مقولہ یا ایہا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون کا نمونہ [illegible] خود آپ کے [illegible] ایمان سے ایل [illegible] اور [illegible] چاہتا ہوں۔ کہ کیا آپ [illegible] ہمارے [illegible] [illegible] لٹ و راتعات [illegible] واقعات نہیں رکھتے۔ جنہوں نے [illegible] تکلیف میں ڈالا ہے [illegible] ان کے آپس کا عناق و شقاق آپ سے مخفی نہیں۔ کیا آپ نہیں کہہ سکتے کہ وہ تحسبہم جمیعا وقلوبہم شتی کے مظاہر ہیں۔ آپ سچ سچ کہیں لا تکتموا الشہادۃ ومن یکتمہا فانہ آثم قلبہ۔ مجھے اگر آپ پوچھیں۔ تو میں کہوں گا کہ حدیثوں میں آخر زمانہ کے جن بدترین علماء کا ذکر آتا ہے وہ ایسے ہی لوگ ہیں۔ اور اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں یہ الفاظ لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

اے ریاکار فقیہو۔ فریسیو۔ تم پر افسوس ہے کہ آسمان کی بادشاہت لوگوں پر بند کرتے ہو کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے اور نہ داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو۔

اے ریاکار فقیہو! فریسیو تم پر افسوس ہے کہ ایک مرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو۔ اور جب وہ مرید ہو چکتا ہے تو اسے اپنے سے دونا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔

اے ریاکار فقیہو! فریسیو! تم پر افسوس ہے کہ تم پیالے اور رکابی کو اوپر سے صاف کرتے ہو۔ مگر وہ اندر لوٹ اور ناراستی سے بھری ہیں۔

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس ہے کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو۔ جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہے مگر اندر مردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہوئی ہیں۔ اسی طرح تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے ہو۔ مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہوئے ہو۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ علمائے زمانہ کے حالات نے بھی مجھے بہت کچھ عبرت کے مواقع دئے۔ اور میں دل کر ان کے اعمال و افعال ناگفتہ بہ سے متنفر تھا اور ان سے بیزار۔ آخر خدا کے فضل سے میری دستگیری کی اور اپنے [illegible] اور [illegible] اور علماء صالحین و [illegible] معیت [illegible] سے بہرہ یاب کیا۔

فالحمد للہ علی ذالک۔

مصحف عثمانی کا فوٹو

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم

حضرت [illegible] عربی [illegible] سے جو قرآن مجید لکھوایا تھا۔ اس کے ایک ورق کا فوٹو بطور تبرک لیا گیا ہے۔ نہایت اعلیٰ ہے۔ چند کاپیاں موجود ہیں۔ ہدیہ فی فوٹو [illegible] علاوہ محصولڈاک

نامہ مبارک کا فوٹو

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تبلیغی خط مقوقس کے بادشاہ کے نام لکھا تھا۔ اس اصل خط کا فوٹو اعلےٰ درجہ کا لیا گیا ہے۔ اور چار فوٹو ہمارے پاس ہدیہ کے واسطے باقی ہیں۔ زیبائش مکان اور صداقت رسول انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اعلیٰ چیز ہے۔ ہدیہ [illegible] علاوہ محصولڈاک

دفتر اخبار فاروق قادیان سے طلب فرماویں

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان سے [illegible]

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر میر قاسم علی

جلد [illegible] | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۹۱[illegible] | نمبر ۱۹

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت اچھی ہے۔
ہائی سکول ماشاء اللہ خوب ترقی کر رہا ہے۔
مدرسہ احمدیہ میں مولوی فاضل کلاس ابھی جاری ہے اسکے ذریعہ مولوی جلال الدین صاحب سکھوانی اور مولوی عبد السلام صاحب کٹکی مولوی فاضل کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ مبارک باشد۔ منشی نذیر احمد خان صاحب جو انٹرنس پاس ہیں اور منشی عطا محمد صاحب منشی فاضل کے امتحان میں پاس ہو گئے۔ انٹرنس کے نتیجہ کا انتظار ہے۔ اب گرمی بڑھتی جاتی ہے رمضان شریف ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق [illegible]

احمدیہ بلڈنگس کے مکینوں پر افسوس

چند فتنہ انگیزوں نے جو عوام کی طبائع کو اشتعال دلا کر ایک شورش سی پیدا کر دی تھی۔ افسوس ہے کہ انجمن اشاعت احمدیہ بلڈنگس کے سکرٹری مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ابتداء میں اس کے خلاف سٹیپ لینے کی بجائے بریڈلا ہال کے منعقدہ جلسے میں شمولیت کی اور اس طرح پر اپنے آپ کو اس کا ہمدرد ظاہر کیا۔ حالانکہ ان کے لئے ہرگز ایسا کرنا جائز نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ جس کی نگاہ جذر قلب تک پہنچتی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ہم کسی دشمنی و عناد کی بناء پر نہیں بلکہ جو کچھ کہتے ہیں۔ ان تعلقات اخوت کے لحاظ سے ہے۔ جو کسی گذشتہ زمانے میں ہمارے اور ان کے

رہ چکے ہیں۔ کہ ان لوگوں کا قدم جادۂ صواب نہیں ہے نہ دینی اعتبار سے نہ دنیوی لحاظ سے اور یہ پہلا موقعہ نہیں کہ ان سے یہ لغزش سرزد ہوئی۔ اس سے پہلے جب کانپور کی مسجد کا معاملہ پیش آیا تو اصحاب پیغام نے خواہ مخواہ سلسلہ کی مذہبی روایات کے خلاف روش اختیار کی۔ ادھر محمد علی صاحب نے مری سے چند چٹھیاں پیغام میں شائع کرائیں۔ جن کا لہجہ گورنمنٹ کے لئے ناگوار تھا۔ ادھر خواجہ صاحب جو صلح و آشتی کے ساتھ تبلیغ سلسلہ کے لئے لندن بھیجے گئے تھے بجائے مذہبی باتوں کے پولیٹیکل امور میں [illegible] اور روزِ بروز انگلستان کو ایک گستاخانہ [illegible] مذہب کو بدنام کیا۔ گو چند انگریز [illegible] حاصل کر لیں۔ اس کے چند [illegible]

چند روز کی بات
کے ذکر میلاد و وفات
صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی
ہے کہ اس زمانے میں حضرت سید
اگر تلاش کرنا ہو۔ تو وہ محمد علی
منتظر ہوا ہے یہ کس قدر ہے
تھے۔ جو مولوی صدر الدین
نا اس ذات قدسی صفات
کو قرار دینا (جو ایک
میں بھی فیل ہو چکا ہو
بھی ناکام ہو۔ جو
تھے) بہتا ہی قابل
کے جب یہ خیالات
اور ... کہ ...
... منتشد
افسوس ہے کیا ایک
ہیں۔ طالب علموں پر جو ہر وقت اس کی زیر نگرانی
ہیں وہ اس کا اثر پڑتا ہو گا۔
پالیٹکس کو چھوڑ کر مذہبی لحاظ سے بھی ایک احمدی
ہونے کا مدعی ایسا لفظ زبان پر نہیں لا سکتا اپنے
مرشد حضرت مسیح موعود کو بروز اکمل و مظہر اتم
... تو انکار ہو۔ اور پولیٹکل گمراہ شدہ قوموں کو تمام
... کے ہادی و رہنما کا کم از کم استقلال و صبر
استقامت میں کامل نمونہ بنا کر اسلام کو بھی بدنام
کر دیا جائے۔ کیا مولوی صدر الدین صاحب اس کی
توجیہ فرمائیں گے۔ اور اگر ان کا یہ خیال نہیں
... اس کی تردید کر دیں گے؟
پھر ان کی احمدیت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ایک رسالہ
... میں کا نام ہے

سرسید احمد خان کے پولیٹکل خیالات

... عبارت ... ہے
... کہ ... سیتوں
... زندگی
...

مسلمانوں کے اس مقتدر ہی خواہ اور رہنما
کے چند مفید خیالات کو بحیثیت خود ایک
پیشگوئی سے کم نہیں "
اور نیچے یہ دستخط مع اور دستخطوں کے موجود ہیں
"یعقوب بیگ آنریری سکرٹری صدر انجمن اشاعت اسلام"

مرزا یعقوب بیگ کو احمدی ہونے کا دعویٰ ہے
وہ بزعم خود احمدیوں کے ایک گروہ کی صدر انجمن
کے سکرٹری ہیں۔ اور اس ذمہ دارانہ پوزیشن میں
وہ دستخط کر کے مندرجہ بالا عبارت کی تصدیق کرتے
ہیں کہ سرسید مسلمانوں کا رہنما تھا۔ اور اس کے
خیالات پیشگوئی سے کم نہیں۔ کیا مرزا یعقوب بیگ
صاحب کو معلوم نہیں ہے کہ ان فقرات کا اثر
حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے
دعاوی اور پیشگوئیوں پر کیا پڑتا ہے۔ کیا حضرت
مسیح موعود کا یہ دعویٰ نہیں کہ اس زمانے میں
وہی اور صرف وہی مسلمانوں کے رہنما ہیں اور
یہ کہ پیشگوئیاں صرف انہی سے خاص ہیں۔ کیا
مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی انہوں نے نہیں
فرمائی۔ اور اپنی جماعت کو ایسے رستے پر نہیں
ڈال دیا جو بالکل امن اور رشد سے ... ہوں
ہے۔ پھر سرسید کی نسبت جو آپ کی رائے تھی
وہ میں دہرانا نہیں چاہتا۔ مرزا یعقوب بیگ
صاحب جو مسیح موعود کی ... مقرر قریب
لگ کر بیٹھتے تھے۔ کہ ان کا ... بے ادبی کی حد
تک پہنچ جاتا تھا۔ اور جو ... اور ... ہر وقت اپنے
پاس رکھتے تھے۔ مگر اس کا نتیجہ کبھی ظاہر نہیں ہوا
ہرگز معلوم نہیں ہوتے ہوئے۔ ان سیاسی خیالات
کو پیشگوئی سے کم نہیں کہنا گویا دوسرے
الفاظ میں یہ اعلان کرنا ہے کہ حضرت مسیح موعود ع
کی پیشگوئیوں کو بھی ہم اپنے معنوں میں پیشگوئیاں نہ
... ہیں۔ ایک طرف خود صاحب ہیں کہ مجدد اور مجتہد
... ایک ہیں سمجھے بیٹھے ہیں۔ اور خلیفہ کی نسبت

لکھتے ہیں کہ بد قسمتی سے خلیفہ اور اختلاف ... وہ ایک
ہی ہے۔ اور دوسری طرف مرزا یعقوب بیگ صاحب
ہیں کہ قیاس اور پیشگوئی میں فرق نہیں کرتے تیسری
طرف مولوی صدر الدین صاحب ہیں کہ وہ ہمیں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ محمد علی شوکت علی بتاتے
ہیں۔ اب چوتھے صاحب مولوی محمد علی امیر قوم کیا
فرماتے ہیں۔ کہا یہ ہے کہ اگر میں ہلاک بھی ہو جاؤں تو
حق یہی ہے۔ جو میرے دوست سمجھتے ہیں۔ ایڈیٹر
پیغام صلح تو ہمیں معلوم ہی ہیں جو لکھ چکے ہیں کہ:۔
"اس نئے قانون کے رو سے ہندوستانیوں
کی ہر قسم کی آزادی معرض خطر میں پڑ چکی ہے"

حافظ سلیم احمد ایاز اٹاوی

جب سفر تیرا سوئے ملک عدم ہو جائیگا
دور تیرے دل سے سارا رنج و غم ہو جائیگا
قصہ ہے پُر درد میرا حالِ دل ہے پُر اثر
جو سنیگا داستاں با چشم نم ہو جائیگا
حسرتِ دل اپنی پوری ہوگی اس دن دوستو!
راہِ مولا میں مرا جب سر قلم ہو جائیگا
دین و دنیا میں بھلا ہو گا ترا تجھ سے اگر
شعر کوئی نعتِ احمدؐ میں رقم ہو جائیگا
کیسی ہی مشکل ہو تیرے سامنے ہمت نہ ہار
سرخرو دنیا میں تو حق کی قسم ہو جائیگا
ترک کر دنیا کو حق ملے تو لگا بن عشقی
اک جہاں خادم بلا دام و درم ہو جائیگا
پھولتی پھلتی رہے گی تا قیامت وہ زمین
جس جگہ اے جان ترا نقش قدم ہو جائیگا
یک پل میں آرزو بر آئے گی تیری ایاز
مہرباں جب وہ خدائے ذو الکرم ہو جائیگا

[illegible] ایک دشمن [illegible]
[illegible] سے [illegible] ہوئی ہے۔ وہاں گیا اور [illegible]
اس گلی کے سرے پر جس گلی کے اندر پیر صاحب کے
مکان پر حضرت مسیح موعود ٹھہرے ہوئے تھے پہنچا
اور وہاں کھڑے ہوکر حضور کو گالیاں دینے لگ
گیا۔ ایک نوجوان احمدی پاس کھڑا تھا۔ جب اس
نے گالیاں سُنیں۔ تو اس نے اس کو ڈانٹا۔ پولیس
کا آدمی آیا۔ اور اس نے کہا کہ یہاں سے چلے جاؤ
تم کیوں ان کے مکان پر آکر گالیاں دیتے ہو۔

حضور کے وہاں قیام کے دوران میں پیر جماعت علی
شاہ وغیرہ لوگوں نے عوام میں حضور کے خلاف بہت
جوش پھیلا دیا۔ اور فتویٰ دیا کہ جو مرزائیوں کا وعظ
سُنیگا۔ اس کا نکاح ٹوٹ جاویگا۔ اور جسدن حضرت
اقدس کا وہاں پر لیکچر تھا۔ پیر مذکور نے اپنے مریدوں
کو بڑے زور سے روکا۔ اور ہر طرف آدمی کھڑے
کرادیے۔ کہ وہ اول تو ہر شخص کو حضرت صاحب کے
لیکچر پر جانے سے روکتے تھے۔ ورنہ پیر جی کے مریدوں
کو تو آدھ قدم نہ بڑھنے دیتے تھے۔ ان تمام
پابندیوں کے باوجود لوگ اس کثرت سے گئے۔
کہ لیکچر گاہ پُر ہوگئی۔ اور پیر صاحب کا تعلیم یافتہ
مرید بھی گیا۔ اور دیوار پھاند کر اور روکنے والوں
کی نظروں سے بچ کر گیا۔ منشی صاحب فرماتے
ہیں کہ اس نے مجھے آکر کہا کہ اگرچہ پیر صاحب نے تو
بہت روکا۔ لیکن میں وہاں پہنچ ہی گیا۔ بات تو
یہ ہے کہ اس لیکچر کو سننے کے بعد میں یہ کہتا ہوں
کہ پیر صاحب کے پاس جانا اور بیٹھنا تو وقت کو
ضائع کرنا ہے۔ اور وہ نوجوان نہ صرف یہ کہ خود
ہی پیر صاحب کا مُرید تھا۔ بلکہ قریباً سارا اس کا
خاندان بھی پیر صاحب کے حلقہ مریدان میں شامل تھا
جب حضور وہاں سے واپس ہونے لگے۔ تو کچھ
تو پیر صاحب نے لوگوں کو جوش دلایا ہوا تھا۔
ان میں سے ایک حافظ سلطان نام شخص نے

[illegible]
[illegible] کیا کہ حضرت صاحب پر [illegible] ڈالیں اور
پتھر پھینکیں۔ جب حضور وہاں سے چلنے لگے
تو جس گاڑی پر حضور سوار تھے۔ وہ بند تھی تاہم
احمدی جنہیں منشی صاحب خود بھی تھے گاڑی کے
ساتھ ہوئے۔ کہ پہلی حالت میں گاڑی کو کہیں
لوگوں نے جو اینٹ پتھر اور راکھ لیے کھڑے تھے
اور گالیاں دے رہے تھے۔ یہ خیال کیا کہ احمدی
ہمیں دھوکہ دیتے ہیں۔ مرزا صاحب اس گاڑی میں
نہیں۔ جس کے ساتھ یہ احمدی جا رہے ہیں۔ بلکہ
پچھلی گاڑی میں ہیں۔ پچھلی گاڑی میں مستورات
تھیں۔ اس خیال سے انہوں نے اینٹ پتھر اور
راکھ کی بارش اس گاڑی پر نہیں کی جس میں کہ حضرت
اقدس تھے۔ بلکہ پچھلی گاڑی پر خاک دھول ڈالتے
اور اینٹ پتھر مارتے تھے۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے
فضل سے باامن حضرت اقدس سٹیشن پر پہنچے۔

منشی صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت اقدس کو
ہم لوگ ریل میں سوار کرا چکے۔ تو چونکہ مجھ کو مدرسہ میں
اپنی ڈیوٹی پر جانا تھا۔ اس لئے قبل اس کے کہ حضرت
کی گاڑی روانہ ہو۔ میں اسٹیشن سے واپس ہو گیا۔
اسوقت میں نے دیکھا کہ ایک طرف ریل کی سڑک کے
قریب احاطہ ریل کے اندر دو کنجنیاں بیٹھی باتیں کر
رہی تھیں۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو میں نے
سُنا کہ انہیں سے ایک نے دوسری سے کہا۔ کہ
کاش مجھے موقعہ مل جائے۔ اتنا کہکر اس
نے توقف کیا۔ اسی خاموشی پر مجھ کو خیال آیا کہ اسکے
دل میں بھی کیا شوق ہے کہ اتنے میں پھر اس نے کہا کہ
اگر مجھے قادیان جانیکا موقعہ مل جائے تو جاتے ہی اس کو
زہر دے دوں۔ اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دوں
منشی صاحب کہتے ہیں کہ مجھ کو اس کے اس جوش پر
سخت تعجب و حیرت ہوئی۔ کہ خود جس کی حالت
ہے۔ اس کو بھی خدا کے نبی سے بغض ہے۔ میں

[illegible]
نہیں۔ [illegible]
کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دینے
میں کوئی کسر نہ چھوڑی گئی تھی۔ مگر خدا نے آپ کو بچا
لیا۔ کیونکہ یہی اس کا وعدہ تھا۔
ہاں اس واقعہ سے حضرت اقدس کی صداقت کی
ایک اور دلیل بھی ہمارے سامنے رکھ دی گئی۔ جو
قرآن کریم نے یوں پیش کی ہے۔ وکذلک جعلنا
لکل نبی عدوا من المجرمین۔ کہ ہم نے تمام
نبیوں کا مجرموں اور شریروں کو دشمن بنا دیا ہے
پس اس معیار سے بھی ثابت ہوا کہ آپ خدا کے
نبی ہیں۔ اور صف انبیاء میں ایک ممتاز مقام پر
کھڑے ہیں۔ کیونکہ شیطان کی ذریت بھی حضرت مسیح
موعود کو نقصان پہنچانا مذہبی فرض جانتی تھی۔ اور
یقین رکھتی تھی۔ کہ وہ اس طرح ایک کار ثواب کا
کریگی۔

مہر محمد خان شہاب احمدی نائب ایڈیٹر الفضل

تازہ بشارت

ایک اور نومسلمہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ایک اور انگریزی خاتون نے مولانا المکرم
مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کیا
حضرت نے اس کا نام نور تجویز کیا ہے۔ پہلا انگریزی
نام مس پارکر ہے۔ اسکی درخواست بیعت بحضور حضرت
خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ برائے شرف قبولیت بھیجدی گئی ہے
پچھلے ایتوار کو مفتی صاحب کا لیکچر لنڈن میں
اسلامی نماز کی خوبیوں پر ہوا۔ اس سے پہلے ایتوار کو
جناب قاضی عبد اللہ صاحب بی اے کا لیکچر [illegible]
میں ہوا تھا۔

عبد المحی عرب (مولوی فاضل [illegible])
از لنڈن [illegible]

... سر پہ چڑھ کے بولے

[illegible] یاد ہوگا کہ خواجہ کمال الدین صاحب (جو [illegible] میں آ گئے ہیں) نے بڑے دعوے کے ساتھ یہ کہا تھا کہ [illegible] پیشگوئی (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب [illegible] کے مصداق نہیں ہو سکتے [illegible] اس پیشگوئی کے صحیح مصداق [illegible] قرآن کریم میں آیا ہے۔ فلما جاءھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین۔ یعنے اُسے ساحر کہا جائیگا [illegible] حضرت مرزا صاحب کو ساحر نہیں کہا گیا اسلئے آپ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں بن سکتے۔

اب پیغام صلح کا ازگن پیغام صلح اپنے نمبر [illegible] میں حضرت اقدس کی سند [illegible] ڈائری چھاپتا ہے:۔

جادوگر کہلانا قدیم سنت ہے۔

خان عجب خان صاحب۔ حضور پشاور میں میرے مخالف لوگ جمع ہوئے۔ اور انہوں نے میرے والد سے کہا کہ اس کو منع کرو۔ میرے والد نے انکو یہی جواب دیا کہ میں نے جس صداقت کو دیکھ لیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے سمجھ لیا ہے۔ اب اُسے سچائی سمجھکر میں کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ اگر اب چھوڑ دوں تو مجھ سے بڑھکر خطا کار اور زیاں کار کون ہوگا۔ کیونکہ مجھ پر حجت پوری ہو چکی ہے۔

پھر انہوں نے اور تو کچھ نہ کہا صرف یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ جادوگر ہے۔

فرمایا۔ جادوگر کہلانا قدیم سے انبیاء علیہم السلام کی سنت چلی آئی ہے جو آج کسی نے جادوگر کہا۔ تو [illegible]

[illegible] جادوگر کہہ کر خواجہ صاحب اور انکے [illegible] اس بات کا انکار کیا تھا۔ خود انہی [illegible] اقرار کر لیا۔ امید ہے کہ اس فقرے [illegible] جادوگر کہلانا قدیم سے سنت [illegible]

[illegible] علیہم السلام تھے۔ پھر کیا حضرت [illegible] ہوئے جو اب نے آپ کو [illegible] میں سے نہیں سمجھتے [illegible] تھے اور تھے۔

الفقیہ جواب دے

اہلسنت جماعت کے لئے مہدی موعود ہونیکا دعویٰ کس نے کیا؟

اخبار الفقیہ امرتسر جو نہایت گستاخی سے حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ کرتا رہتا ہے نہایت ہی گندی اور گرے ہوئے مضامین ہونے کیوجہ سے احمدیوں نے کوئی خاص توجہ اس پر نہیں کی کیونکہ ہر سفیہ و نادان کیجانب توجہ کی جائے تو وہ خیال کر بیٹھتا ہے کہ "میں بھی کچھ ہوں"

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ ضروری نہیں کہ ہم ان فتنہ اندازوں کی گو شمالی کریں جن کی حالت یہ ہے

تَحۡسَبُهُمۡ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمۡ شَتَّىٰ

اور وہ يُخۡرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيۡدِيهِمۡ کے مصداق بنکر اپنی گو شمالی آپ کر رہے ہیں جن منتشر افراد کا نام انہوں نے اہلسنۃ والجماعۃ رکھا ہے وہ خود ایک دوسرے کی رد و کد اور ایک دوسرے کی تفسیق و تضلیل ضرورت سے زیادہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ الفقیہ میں بارہا ایسے مسائل اور مضامین شائع کئے جاتے ہیں جو کبھی مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کی تائید میں ہوتے ہیں اور کبھی ایسے ہمخیال حضرات کی تردید میں ہوتے ہیں۔ جو مولوی مذکور سے بعض مسائل میں مختلف ہیں مثلاً حضرات بدایوں جنکو مولوی احمد رضا خان صاحب نے مسئلہ اذان میں کفر کے نگھاٹ پہنچا دیا تھا حالانکہ حضرات بدایوں کے بڑے بڑے احسانات مولوی مذکور پر تھے وہ سب فراموش کر دئے۔ حتیٰ کہ بدایوں بریلی کا مقدمہ خوب چلا اور خوب تضیع اوقات ہوئی۔ اب بدایوں والے مولوی احمد رضا خانصاحب کا ذکر تک گوارا نہیں کرتے آج جو حضرت بیزار ہیں بلکہ بدایوں والوں میں سے بعض حضرات یہ شعر پڑھتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔

[illegible] لیکن الفقیہ میں ایسے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جو باہم مخالفت کو مضبوط و مستحکم کرنے کا ایک زبردست آلہ ہیں چنانچہ ۲۰ مارچ کے الفقیہ میں بدوست محمد میاں بہروی کا ایک مضمون تائید احمد رضا خان میں مسئلہ اذان پر شائع ہوا ہے۔

ما را چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

ہمیں اسوقت الفقیہ کے ایک معاون کی ایک دعا پر کچھ کہنا ہے معاون نامہ نگار کا نام محمد جان ہے اور وہ اپنے کو احمد رضا کی گلی کا سگ لکھتا ہے بہرحال وہ کچھ بھی ہو۔ اسوقت ہم

ایڈیٹر الفقیہ کو چیلنج

دیتے ہیں کہ وہ ۲۰ مارچ کا الفقیہ دیکھے اور اُسکے صفحہ ۱۱ کالم اول سطر ۱۴ پڑھے۔ جسکی عبارت یہ ہے:۔

"مولا تعالیٰ الفقیہ کو عمر خضر عطا کرے اور اہلسنت جماعت کے مہدی موعود گردانے"

اب سوال یہ ہے کہ کیا اہلسنت کے لئے مہدی موعود کوئی اخبار ہوگا کوئی آدمی نہیں ہوگا۔ اور کیا "مہدی موعود" بنا جو اخبار کو بنانے کی دعا کی جاتی ہے یہ غلط نہیں اور کیا ایسی غلط اور بے معنی دعا کرنا جائز ہے۔ کیا اس دعا سے یہ مقصود تو نہیں کہ آپکے ذہنی خونی مہدی کا کام الفقیہ یا اس کا ایڈیٹر کرے جہاد کی تحریک کرے اور ملک میں تلوار چلانے کے لئے کوشش کرے آخر اس نامعقول جملہ کا کیا مطلب ہے۔

تمثیل

آریوں کے اخبار ستیہ دھرم پرچارک نے میرے ایک مضمون پر ریویو کرتے ہوئے لکھا کہ قرآن شریف میں ہے کہ روز قیامت میں خدا اور فرشتے رومیں کو باندھ کر لا وینگے یعنے ایڈیٹر ستیہ دھرم پرچارک سے مطالبہ کیا کہ وہ بتائے کہاں اور کس آیت قرآن میں یہ بات آئی ہے۔ اس مطالبہ کے جواب میں ستیہ دھرم پرچارک۔ اپنی لکھتا ہے کہ یہ پروف ریڈر کی غلطی سے لکھا گیا تھا سو امید ہے الفقیہ بھی اپنی اس غلطی کو جو اخبار کو مہدی موعود بنانے کی دعا کی گئی ہے شاید غریب پروف ریڈر کے ذمہ لگادے لیکن غالبا الفقیہ کا پروف ریڈر بھی حضرت ایڈیٹر ہی ہونگے بہرحال ایڈیٹر الفقیہ ہمارے چیلنج کو پڑھے اور جواب دے

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان سے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر میر قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ ۔ مورخہ ۲۹ ر مئی سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۲۰

سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔

۲۔ ۲۶ مئی شام ۷ بجے قریباً چھ سال کے بعد مکرم معظم سید ولی اللہ شاہ صاحب ابن ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مصر و شام سے واپس وارد بلدہ طیبہ قادیان آئے۔ حضرت امیر المومنین نے مع جماعت احمدیہ قادیان کے سڑک کے موڑ تک آپ کا استقبال کیا۔ شاہ صاحب جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل کے ساتھ انجمن انصار اللہ کی طرف سے زبان عربی میں کمال حاصل کرنے کے لئے مصر بھیجے گئے۔ جہاں سے شاہ صاحب بیروت اور پھر دمشق الشام چلے گئے۔ آخر کار احباب کی دعائیں انہیں واپس لے آئیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مسیح موعودؑ کا ارشاد

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے۔ اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی۔ وہ ہمارے سید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے۔ لہٰذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ۔ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جائے وہ اس سے نیکی کرتا ہے ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک نیکی اور بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے پس چاہیئے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو تا تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ

...روق
قادیان
...دارالامان - ۹ مئی ۱۹۱۶ء

...منٹ

...بات کے کہنے کو تیار ہوں کہ
...پیدا کرتے ہیں ہمیشہ قادر ہی
...کے تمام باشندگان کے لئے اس بھاری
...کی خدمت جسکو جہانبانی یا ملک رانی کہتے
...قابل ہوں - کیونکہ جہاں تک تاریخ سے پتہ
...خدا کو ہمیشہ اپنی ہندوستانی مخلوق کیواسطے
...کے بندوں سے انتخاب کرنا پڑا ہے مثلاً
قدیم زمانہ میں ہندوؤں کے بزرگ اور پھر ان
...مغربی ممالک سے اس خدمت کے
منتخب ہوئے - بعض لوگوں کا اعتراض ہے
...کے بزرگوں نے اس ملک کے اعلےٰ
...سے بہت برا سلوک کیا - اس لئے ان
...چھین گئی - اور علیٰ ہذا مسلمانوں نے ہندوؤں
...سلوکی کی - اور وہ بھی اس قابل نہ رہے لیکن
...فضول اعتراض اور اصل حالات سے ناواقفی
...معلوم ہوتی ہیں - وہ لوگ ایسی زیادہ قابل
...تھے - اپنے اپنے وقت میں ان لوگوں نے
...کی اچھی خدمت کی - البتہ میرے نزدیک
...سے ضرور ہوئی - کہ انہوں نے اپنے
...عیش و عشرت کو بالکل ترک کر دیا - اور بالکل
...

آپ وہ ہوا نے ان کی آئندہ نسلوں پر اپنا اثر کیا اور
اس قابل نہ رہے - کہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح خدا
کی اس ذمہ داری کے بوجھ کو اٹھا سکتے - ناچار خدا کو
ایک ایسی منصف قوم کو منتخب کرنا پڑا - جو گذشتہ
لوگوں کے حالات سے باخبر اور ایک بات کی اصلیت
و جزئیات سے پوری واقف ہے - وہ کون ہے
ہماری محسن گورنمنٹ انگلشیہ ادام اللہ برکاتہا
اور جس کے واسطے محض اس کے منصف اور نہایت عقلمند
ہونے کی وجہ سے خدا نے یہ مرتبہ کیا کہ اس کو اتنے بڑے
ممالک کی حکومت سپرد کی جاوے - کہ جس میں کبھی آفتاب
غروب نہ ہو - اور اس کی حکومت پر آفتاب کا غروب نہ
ہونا ضمناً خدا کی طرف سے آئندہ کے واسطے بطور
شگون و پیشگوئی معلوم ہوتا ہے - جس کا یہ مطلب ہے
کہ اس حکومت میں کبھی اندھیرا نہیں ہو سکتا اور کہ اس کا
آفتاب اقبال ہمیشہ چمکتا رہے گا -

عزیزو! تم غور کر سکتے ہو کہ خدا نے اسی گورنمنٹ کے
واسطے کیوں ایسا پسند فرمایا ہے کیا خدا کو کسی قوم کے
ساتھ ناواجب طرفداری ہے یا کسی کے ساتھ ناجائز
دشمنی یہ نہیں ایسا ہرگز نہیں - خدا عادل ہے وہ عدل اور
انصاف کو پسند کرتا ہے یہ قوم نہایت انصاف پسند ہے
اور خدا کی مخلوق کی سچی ہمدرد ہے اسی واسطے خدا نے اس کو
اتنی بڑی ذمہ داری کی خدمت کے واسطے منتخب فرمایا ہے
عزیزو! اگرچہ یہ گورنمنٹ انگلشیہ تمام اقوام عالم کیواسطے
ایک نہایت ہی مفید اور بابرکت وجود ہے - لیکن ہندوستان
کی سرزمین کیواسطے جہاں مختلف الخیال اور مختلف المذاہب
لوگ آباد ہیں خصوصیت سے خدا کی نعمت ہے -

ہندوستان کی جملہ اقوام کو جو کچھ ترقی اور حیثیت اس گورنمنٹ
کے وقت میں نصیب ہوئی ہے - تاریخ شاہد ہے کہ کبھی گورنمنٹوں
کے وقت میں اس کی نظیر بالکل نہیں ملتی اور تمام قوموں کا رخ
ترقی کی طرف اس سرعت سے ہو رہا ہے کہ اس کو دیکھ کر
بے اختیار اس گورنمنٹ انگلشیہ کے حق میں دعائیہ کلمات
نکلتے ہیں کہ خدا وند تعالیٰ اس نعمت کو ہندوستان
اور اس کی مخلوق پر تا قیامت امن و امان سے رکھے

اصالت مخلوق کو اپنے ارادوں میں ناکام رکھے -

برکات گورنمنٹ

مگر ہم گورنمنٹ انگلشیہ کے انعام برکات
ذکر کرنا چاہیں جن سے ... تمام اقوام
عالم اور خصوصاً ہندوستان کے لوگوں کو نصیب ... کے
واسطے بہت سی ضخیم کتابیں لکھی جا سکتی ہیں مختصراً چند بعض
باتوں کا ذکر اجمالاً کیا جاتا ہے -

واضح ہو کہ اول آدمی کو انسان بننے کے لئے سب سے بڑی چیز جس کی
ضرورت ہے وہ علم ہے - جس کی بابت ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ وہ
ایک قدیمی اور علم دوست قوم ہے اور مسلمان بھی کہتے ہیں کہ طلب العلم
علیٰ کل مسلم و مسلمۃ - لیکن انصاف سے دیکھا جاوے تو مسلمانوں
کے سرزمین ہند میں آنے سے پیشتر ہندوؤں کی علمیت کا جو کچھ
حال تھا - بقول زمانہ حال کے تعلیم یافتہ لوگوں کے وہ اسی بات سے عیاں
ہے کہ فہم سے یہاں تک لاعلم ہو چکے تھے کہ آج وید مقدس جس کو آریہ لوگ
سرچشمہ توحید بیان کرنے لگ گئے ہیں اس مقدس کتاب کو اس
زمانہ کے ہندوؤں نے مورتی پوجن اور بہت سی بت پرستیوں کا
منبع بنا رکھا تھا - اور جو زبان سنسکرت کہ کسی وقت آریہ ورت
کی مادری زبان تھی اس کا جاننے والا سوائے معدودے چند برہمنوں
کے کوئی شخص اس قدر وسیع ملک ہند میں ملنا محال تھا اور
قریباً تمام ملک ہند میں مقدس ویدوں کا وجود ہی مفقود ہو
چکا تھا - اور مسلمان بزرگوں کا باوجود اس کے کہ اسلامی حکومت
ایک عرصہ دراز تک ہند میں رہی یہ حال تھا کہ بہت سے لوگ اس
امر کی حسرت دل میں لیکر عالم جاودانی کو چل دیئے کہ اپنی بعض
مذہبی کتابوں کا پڑھنا تو در کنار ان کی زیارت ہی کریں آج وہ
مذہبی کتابیں اور وید مقدس جس کی زیارت کو ترستے رہتے ہماری آنکھ
چل بسے - انگریزوں کے طفیل ہر جگہ مل رہی ہیں اور جن لوگوں کو
ان کے عالم فاضل ہونے کا دعویٰ ہے اور ہر ایک مذہب کے
لوگوں نے اپنے عقائد مذہبی میں ایک بہت بڑی حد تک ترقی
کر لی اور دن بدن اس کی رفتار ترقی پر ہے -

اور اگرچہ بقول سناتن دھرم والوں کے ویدوں کی رو سے
مورتی پوجن جائز اور قدیمی ہے - اور وہ یہی کہتے ہیں کہ اگر
وید مقدس کی رو سے کسی زمانہ میں بھی مورتی پوجن ناجائز ہوتی
اور قدیم ہندو مورتوں کو برا سمجھتے تو ہندوؤں کے مندر نہیں جو
قدیم سے چلے آتے ہیں سلسلہ وار نہ بنائی جاتیں اور نہ ان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق
قادیان

...ن دارالامان - ۲۲ مئی ۱۹۱۹ء

ہماری گورنمنٹ

(نمبر ۲)

...مریا ہم نے انصاف کا ناتمام مفہوم لکھا تھا ...نمبر میں دوبارہ لکھتے ہیں ؛ -

...سکو کہتے ہیں انصاف کے لغوی معنے تو نصف نصف ... برابر ...کرنے کے ہیں - لیکن اصطلاحی معنے سمجھنے ...نیچے کی لکھی ہوئی چند صورتوں میں غور کرنا چاہیے ...تم اپنے جسم اور اعضاء میں غور کرو - مثلاً آنکھ ...دیکھتے ہو - کان سے سنتے ہو ناک سے سونگھتے ...سے چلتے ہو - علیٰ ہذا دیگر اعضاء کی بناوٹ ...کے لحاظ سے جو تم مختلف کام اپنے اعضاء ...ہو - پھر کیا تم کہہ سکتے ہو کہ تم نے جوان سے ...برابر کا سلوک نہیں کیا یہ انصاف ہے یا ...ی -

...باوجودیکہ یہ سب اعضاء تمہارے اپنے جسم کا ...ہیں - پاؤں میں تم نے جوتا پہنایا اور بعض کے ...نے مختلف لباس تجویز کئے - اور بعض مثلاً ...منہ کو سخت سے سخت جاڑے میں بھی ... تم نے اپنے اعضاء سے انصاف کا سلوک کیا ...انی کا ...

...اپنے حال میں غور کرو - جسکے چند بچے ...ہیں لڑکے اور لڑکیاں ہیں - اور ان حالات کا مشاہدہ ...ہر روز ہم اپنے گھروں میں دیکھتے ہیں چھوٹے ...پر ہم خیر خواہ ہے - ماں دودھ پلاتی ہے اسے گود میں ...پھرتی ہے - باپ بھی اس چھوٹے بچے سے خوب پیار ...تا ہے کبھی اسکو کندھوں پر بٹھاتا ہے - کبھی اسکو خوش ...کرنے کے واسطے عجیب عجیب حرکات کرتا ہے برخلاف ...اس کے بڑے بچے کو جو مدرسہ میں پڑھتا ہے مدرسے ...میں نہ جانے کے باعث ڈانٹ سنا دیتے ہیں باوجودیکہ ...سب بچے ایک ہی ماں باپ کے ہیں - لیکن ان کی خوراک پوشاک میں یکسانیت یا برابر کا سلوک مطلق نہیں ہے - کیا اس قسم کی متعدد باتیں جو ماں باپ خود اپنی اولاد سے اون کے مناسب حال و مناسب وقت کرتے ہیں تمہارے نزدیک انصاف ہیں یا بے انصافی - اور انہوں نے ایسا کرنے میں کہ سب بچوں کی نہ خوراک برابر اور یکساں ہے نہ لباس نہ ان کی توجہ غور و پرداخت کے متعلق یکساں ہے - کس کے ساتھ ناجائز رعایت کی اور کس سے بُرا سلوک -

(۳) کسی زمیندار کی ملکیت - بھینس - بیل - گائے اونٹ بکریاں مختلف قسم کے جانور ہیں - بھینس کو تو وہ خوب کھلی اور کھلی اور بنولے چراتا ہے - نہلاتا ہے پانی پلاتا ہے اور اس کا دودھ لیتا ہے - بیل کو بھی کھلاتا پلاتا ہے - مگر اس سے ہل گاڑی کنوئیں پر چلانے کی مختلف خدمات لیتا ہے گائے کو جنگل چرانے بھیج دیتا ہے اور کچھ تھوڑا بہت نیا بھینس بھی گھر پر ڈالدیتا ہے - اس کا بہت تھوڑا دودھ خود لیتا ہے اور باقی اسکے بچھڑے کے واسطے چھوڑ دیتا ہے تاکہ گھر کا بیل ہو جاوے - اونٹ کو درختوں میں چرنے کے واسطے چھوڑ دیتا ہے - اور اس سے بعض دفعہ ہل کی اور بعض دفعہ بوجھ اُٹھانے کی خدمت لیتا ہے اور بکریوں کو جنگل میں جڑی بوٹی اور گھاس پات چرنے کو بھیجدیتا ہے - اور ساتھ ہی ایک بچہ کو ان کی حفاظت کے واسطے دن بھر ساتھ پھراتا ہے - کیا تم ان کی ملکیت کے ان تمام جانوروں سے ... یکساں برتاؤ نہیں کیا - تم کہہ سکتے ہو کہ ان کے ساتھ ...

اس کی ملکیت کے متعلق زیادہ ... اون کا ایک ... بعض کے حق میں بے انصافی اور ... رعایت ہے -

اگرچہ اس قسم کی اور بہت سی صورتیں تمہارے ... پیش کی جا سکتی ہیں - مگر میں خیال کرتا ہوں کہ غور ... کے واسطے اسی قدر کافی ہے - اور اس میں غور کرنے سے تم اس نتیجہ پر پہونچ جاؤ گے - کہ کسی سے اس کے مناسب حال سلوک کرنے کا نام انصاف ہے نہ کہ ہر حالت میں ہر چیز کے ساتھ یکساں اور برابر کا سلوک کرنا -

بعض لوگ انصاف کا صحیح مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے دوسروں پر نہایت جلد بازی سے بے انصافی کا الزام لگانے کے واسطے تیار ہو جاتے ہیں - عزیزو ! تم کو ایسے کم فہم اور جلد باز لوگوں کی پیروی اور عادات سے بچنا چاہیئے - کیونکہ ایسے لوگوں کے خیال میں جس چیز کا نام انصاف ہے (یعنی ہر سیاہ و سفید سے ہر حال میں یکساں اور برابر کا سلوک ہو) اس کا وجود ناممکن ہے - مجھ کو امید ہے کہ خدا ... [illegible] سے بچاوے - جو انصاف کا صحیح مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے خود ایک غلطی میں مبتلا اور دوسروں کو غلطی میں ڈالنا چاہتے ہیں ٭

قوم کسکو کہتے ہیں اگر تم انسانی اقوام کی حقیقت سمجھنا چاہتے ہو - تو ایک بڑے درخت پر کہ جسکے بہت سے تنے اور پھر ان تنوں میں مختلف شاخیں اور ہر ایک شاخ میں پھل لگے ہوئے ہیں - غور کرو کہ یہ شاخیں بمنزلہ اقوام کے ہیں اور ان کے پھل بمنزلہ افراد کے - ورنہ حقیقت میں سب ایک درخت کی شاخیں اور سب کی جڑ بنیاد ایک ہی ہے اسی طرح افراد انسانی کے ایک ... ہو کر ان کی ... یا دیگر ... خصوصیتوں کے لحاظ سے ... خاص قوم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ... [illegible]

... ایک ...

... [illegible]

... [illegible]

[illegible] کیا چیز ہیں کس کو کہتے ہیں

زاد بوم سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کوئی پیدا ہوا ہو۔ اگر اس کے اصلی مفہوم کا خیال کیا جاوے۔ تو پھر مراد صرف گھر یا ایک کمرے کی دو ایک بالشت وہ زمین ہو سکتی ہے۔ جہاں کوئی پیدا ہوا ہو۔ مگر لوگ وسیع النظری کو کام میں لا کر اپنی اپنی استعداد اور حوصلہ کے موافق کسی خاص قطعہ زمین کو اپنا زاد بوم سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اسی وسیع النظری کے خیال پر جو لوگ تمام بنی آدم کے ہمدرد ہیں وہ کل کرۂ ارض کو اپنا زاد بوم سمجھتے ہیں

عزیزو! یاد رکھو کہ اگرچہ محبت قومی و ملکی ایک اچھی چیز ہے۔ لیکن اگر تم کو کوئی ایسی تعلیم دیوے کہ جو تمہارے دلوں میں بعض اقوام عالم یا ممالک عالم کے ساتھ نفرت کا بیج بونے والی ہو۔ تو تم یقیناً سمجھو کہ ایسی تعلیم تمہارے حق میں زہر قاتل ہوگی۔ تم [illegible] قوم اور ملک کی محبت کے نام سے دھوکہ مت کھاؤ۔ اگر تم خود غور کرو گے۔ تو تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ قوم اور [illegible] یاد رکھو کہ جس طرح ایک سرسبز درخت کے واسطے ضروری ہے کہ اس کی تمام شاخیں ہری بھری اور بار آور رہیں۔ اسی طرح تمام اقوام عالم کی زندگی اور ترقی ضروری ہے کیونکہ انکے حالات زندگی باہم ایسے مربوط اور پیوستہ ہیں کہ ایک کو دوسرے کے بغیر گذارہ محال ہے جس طرح ایک جاٹ کی خوشحالی اور کام کے واسطے نجار و لوہار۔ چوہڑہ۔ چمار وغیرہ اقوام کا ہونا اور انکی ترقی ضروری ہے۔ ویسی ہی ان اقوام کے واسطے جاٹ کا وجود لازمی ہے۔ قومی ترقی سے تمام اقوام عالم کی ترقی اور ملکی ترقی سے تمام ممالک عالم کی ترقی مراد ہونی چاہیئے

تم کو اپنی انسانی صفات کا خیال کر کے تمام انسانوں کا خیر خواہ ہونا چاہیئے اور تمام انسانوں سے محبت و [illegible] اور قومی جیسی اپنے مذاہب کی ہدایت [illegible] کے منشاء کے ماتحت مناسب کوشش سے حاصل ہو سکیگا۔ جیسا کہ ایک شفیق ماں کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ ہماری عادل گورنمنٹ بھی اپنی تمام رعایا کی بہتری و ترقی کے واسطے ہمیشہ خیال رکھتی اور کوشش کرتی رہتی ہے اور اس ہماری عادل و نیک گورنمنٹ کے ماتحت آہستہ آہستہ تمام اقوام ترقی کرتی جاتی ہیں اور تم کو اس بات کا یقین ہو جاوے گا۔ جب تم انصاف اور غور سے اس مضمون کو پڑھو گے۔

مذہب کس کو کہتے ہیں

مذہب اس طریقہ یا راستہ کا نام ہے۔ جس پر چل کر انسان کو دکھوں سے نجات ملے اور سکھ حاصل ہو۔

اور چونکہ انسان بالطبع ان ہی دو باتوں کا خواہاں ہے اصولاً ہدایت کی غرض و غایت بھی یہی ہونی چاہیئے اور جس طرح آدمی اپنے اصل کے لحاظ سے ایک ہیں۔ مگر طبائع کے لحاظ سے ان میں اختلاف ہے۔ اسی طرح مذاہب بھی اپنی اصل کے لحاظ سے ایک ہیں۔ اور پھر اپنے پیروان کے مناسب حال ان میں کسیقدر اختلاف بھی ضروری ہے۔ مختلف مذاہب ہونے کی وجہ سے عزیزو تم کو آپس میں ایک دوسرے کا مخالف نہیں ہونا چاہیئے۔

اعتراض کس کو کہتے ہیں؟

یاد رکھو کہ اعتراض کی جڑ نادانی ہے۔ اور اعتراض ہمیشہ کسی چیز کی اصلیت نہ جاننے کے باعث پیدا ہوتا ہے۔

مثل مشہور ہے کہ سو سیانیاں اکو مت۔ کسی چیز کے جاننے والوں میں اس کے متعلق اختلاف نہیں ہوتا۔ اور جیسا کہ مشہور ہے۔ کہ رموز مملکت خویش خسروان دانند۔ اگر کوئی ایسا آدمی جس کے آباؤ اجداد نے بھی کبھی ایک لمحہ کے واسطے خواب میں بھی نہ دیکھا ہو کہ حکومت اور مخلوق کی ذمہ داری کس جانور کا نام ہے اگر وہ بادشاہوں کے حال و افعال پر اعتراض کرے تو ضرور اس کی نادانی کا موجب ہو گا۔ مثل مشہور ہے کہ جس کا کام اسی کو ساجھے اور کرے تو ٹھینگا باجے

مگر ایک ایسا آدمی جو کہ کتابت کے کام سے بالکل ناواقف ہے ایک شخص کے افعال متعلق زراعت پر جو کہ فن زراعت کا ماہر ہے۔ اعتراض کرے۔ تو یقیناً اس کی بیوقوفی کا باعث ثابت ہوگا۔ آجکل اعتراض کر دینے کا مرض عام ہو رہا ہے۔ بالخصوص لوگ تو ایسے نیک اور پاک لوگوں کے افعال پر بھی جن کو یقیناً ایک کثیر حصہ مخلوق نے اپنا برگزیدہ و پیشوا مان رکھا ہے۔ اعتراض کرنے سے نہیں شرماتے حالانکہ ایسے لوگوں کو ان برگزیدہ پیشوایان کے متعلق وہ درجہ علم کا ہرگز حاصل نہیں ہے۔ جو کہ انکی نسبت ان کے ماننے والوں کو ہے۔

ایسے لوگ خواہ واعظ ہوں یا لیکچرار جو کہ اپنے بنی نوع آدم کے ایک کثیر حصہ کی دل آزاری کا خیال نہیں کرتے خدا ان کو ہدایت دیوے۔ عزیزو! تم کو کسی بزرگ یا معزز کے متعلق جن کو کہ ایک گروہ کثیر نے معظم اور بزرگ مان رکھا ہے زبان اعتراض نہیں کھولنا چاہیئے ایسے معترض اپنی جہالت سے ہماری عادل گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی اعتراض کرتے پھرتے۔ اور لوگوں کو بہکاتے ہیں۔ واضح ہو کہ جس طرح کسی باغبان کو اپنے باغ کے پودوں کی پرورش اور حفاظت منظور ہوتی ہے۔ اسی طرح خداوند عالم کو بھی یہ منظور ہے۔ کہ اس کے بندے پُرامن زندگی بسر کریں۔ چنانچہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو دیکھتا ہے کہ یہ میری مخلوق کا انتظام عدل و انصاف کے ساتھ قائم رکھ سکیں گے۔ ان کو اس خدمت کے واسطے منتخب کر لیتا ہے۔ اور اپنے بہت سے بندوں کو انکے تابع فرمان بنا دیتا ہے۔ یہ لوگ جن کو خدا اس خدمت کے واسطے منتخب کرتا ہے۔ گو ظاہری طور پر اپنی ماتحت رعایا کے بادشاہ و حاکم ہوتے ہیں۔ لیکن دراصل بلحاظ اپنی خدمت و ذمہ واری کے اپنی رعایا کے بہترین خادم اور خدمت گذار بھی ہوتے ہیں یہ خدمت بہت بڑی بھاری ذمہ واری کی ہوتی ہے۔ اور اس کو برداشت کر لینا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے۔

قادیان میں پریس کا قیام

دار الامان میں جو وارد آتا ہے۔ تو ایک لحاظ میں کئی پریس کام کرتے دیکھتا ہے۔ اور باوجودیکہ ایک مشین پریس بھی ہے۔ پھر بھی بہت سا کام لاہور امرتسر بھیجنا پڑتا ہے۔ ان حالات میں پریس کے قیام کی داستان نہایت پُرلطف ہوتی ہے جس کے لکھنے کے اہل میرے مکرم پیر سراج الحق صاحب نعمانی ہی ہو سکتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے پرانے صحابی ہیں۔ میری استدعا پر آپ نے مندرجہ ذیل مضمون حوالہ رقم کیا ہے۔ جو بہت دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ اب ناظرین اس حالت اور اس ترقی کا اندازہ لگائیں اور اس پیشگوئی کا اقتدار دیکھتے ہوئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں ۔ (ایڈیٹر)

جب میں سنہ ۱۸۸۱ء میں پہلے پہل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو منجملہ اور باتوں کے پریس کا بھی ذکر آ گیا۔ فرمایا۔ ہمیں ایک پریس کی ضرورت ہے۔ اور ہمیں کوئی شخص ایسا نہیں ملا۔ جو اس کا تجربہ کار ہو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور میں اس سے واقف ہوں۔ اور میں نے اس کی کاپی لکھی ہے۔ اور تصحیح وغیرہ کا کام بھی کچھ کچھ کیا ہے۔ اور جے پور کے جیلخانہ میں ایک پریس ہے۔ اس سے یہ سب کام سیکھا تھا۔ فرمایا پتھر گرم کرنا پڑتا ہے۔ اگر وہ ٹوٹ جاوے تو بڑا حرج ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس پریسمین کو ٹھنڈی سیاہی یاد ہے۔ پتھر گرم کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ دہلی میں یہی کام چھپنے کا کاپی نویسی کا دیکھا ہے۔ اور سنگسازی کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ اگر چند روز اس کی مداومت کی جاوے۔ تو بخوبی کام کر سکتا ہوں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ کہ اس پریسمین کو بھی ایک خط لکھ دو۔ تاکہ وہ ٹھنڈی سیاہی کا نسخہ لکھ بھیجے۔ چنانچہ آپ نے ایک کاغذ دیا۔ اور میں نے ایک اور شخص کے نام خط لکھا۔ اور میں

اس کے بعد سرساوہ آیا۔ اور جے پور بھی گیا۔ خدا جانے اس خط کا جواب حضرت کی خدمت میں آیا یا نہیں لیکن مجھ کو حضرت نے چند بار اس بارہ میں مکاتیب گرامی لکھے۔ جے پور میں گئے سے معلوم ہوا کہ وہ پریسمین ایک قیدی تھا وہ مر گیا ہے۔ میں نے حضرت کی خدمت میں یہی حال لکھ دیا۔ جب میں دوبارہ خدمت عالی میں تین چار مہینے کے بعد حاضر ہوا۔ تو پھر ذکر آیا اور فرمایا۔ اگر دو پریس ہمارے پاس ہو جاویں تو بہت بہتر ہو۔ کیونکہ ابھی تو چھاپہ نہیں ہے گویا دو توپ خانے ہمارے پاس ہو جاویں۔ اور مجھ کو اس بارہ میں تاکید کی اور فرمایا۔ ضرور اس کی تفتیش کرو۔ اور سیاہی بنانی کاپی نویسی کی خوب مشق کرو۔ پھر میں چلا گیا۔ جب کبھی حضرت کی خدمت عالی میں حاضر ہوتا۔ یہ ذکر ضرور فرماتے۔ جب میں بشیر اول کے عقیقہ پر حاضر ہوا۔ کیونکہ آپ نے نامہ نامی اپنے ہاتھ سے لکھ کر تاکیدی بلوایا تھا تو چند مسودے … کے مجھ سے لکھوائے … فرمایا۔ تمہارا خط بہت ہی عمدہ اور پیارا لگتا ہے اور کاپی نویسی کے لائق ہے۔ کیونکہ جتنے خط میرے پاس آئے ہیں۔ ابھی تک ایسا خوبصورت نہیں آیا۔ اسی طرح سے کئی بار حاضر ہوا۔ پھر میں سنہ ۱۳۱۰ھ مطابق سنہ ۱۸۹۳ء میں حاضر ہوا تو لگاتار قادیان میں حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور شعبان کے آخر میں میں نے رخصت چاہی فرمایا تم تو جاتے ہو۔ اور اس ماہ رمضان میں عظیم الشان نشان خسوف وکسوف کا ہونے والا ہے۔ ٹھہرو۔ جو یہاں حاضر رہے گا۔ اس کے لئے خاص دعائیں کی جاویں گی پس میں ٹھہر گیا۔ اس درمیان میں پھر آپ نے پریس کی آرزو ظاہر فرمائی۔ بعد خسوف وکسوف پھر میں نے اجازت چاہی۔ اجازت نہیں دی۔ اب میں نے خود پریس کا ذکر کرنا شروع کیا۔ کیونکہ اہتمام کتب کا میرے سپرد ہوا۔ اور اشتہارات کے طبع کی زیادہ ضرورت محسوس ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ اب تو میں یہاں حضور

کی خدمت میں حاضر ہوں۔ پریس منگوا … فرمایا کاپی کون لکھے گا؟ میں نے عرض کیا کہ میں۔ فرمایا کاپی لکھو گے تو چھاپے گا کون؟ یہ پتھر گلکش ہونے چاہئیں۔ میں نے عرض کیا کہ پریسمین بھی منگوا لوں گا۔ اور گلکش اور روبیا اور کوئی … جاوے گا۔ دو ایک آدمی جفاکش احمدیوں میں … تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم یہ کام کر … فرمایا اچھا اگر یہ بھی ہو گیا۔ تو سیاہی لکھنے کی اور چھاپنے کی سیاہی کون تیار کرے گا۔ میں … کہ کاپی لکھنے کی سیاہی تو کان پور یا دہلی سے … جائے گی۔ اور چھاپنے کی سیاہی یہیں بنا لوں … مرزا اسمٰعیل نے عرض کیا کہ حضرت ہم ہر روز … اشتہارات کتابیں رسالے۔ لاہور۔ امرتسر … ہیں۔ اور ہم نے اس کام کو دیکھا ہے۔ میں خود … کروں گا۔ پھر فرمایا کہ پتھر کہاں سے آئیں گے۔ کون بنا دے گا۔ میں نے عرض کیا کہ پتھر تو قیمتاً لئے جاویں گے۔ فرمایا لوہے کا اچھا ہوتا ہے یا لکڑی … مرزا اسمٰعیل نے کہا کہ لکڑی کا اچھا رہے گا کہ اگر بگڑ جاوے گا تو یہاں مرمت کرنا … ہو گا۔ لکڑی کی مرمت ہو سکتی ہے۔ فرمایا … تو سب ہو گئے۔ اناڑی آدمی کے ہاتھ سے … سب اناڑی ہو۔ پتھر گرم کرنے میں یا دبانے … ٹوٹ جاوے۔ تو پھر کام کا حرج ہو گا اور … پڑے گا اور پتھر ہی قیمتی چیز ہے۔ ہم نے سنا … اگر ایک پتھر پریس کا ٹوٹ جاوے تو مالک پریس … صدمہ اور غم ہوتا ہے کہ جیسے ایک زمیندار کا … غرض اس طرح سے باتیں ہوتی رہیں۔ اور … ناتجربہ کاروں کے کاموں پر حضرت اقدس علیہ … والسلام ہنستے رہے۔ پھر فرمایا کہ بعض وقت الٹا لکھنا پڑتا ہے وہ کون لکھے گا۔ … ہو گی۔ میں نے عرض کی کہ جب کاپی … لکھ لیا جاوے گا۔ …

ہوکر دیکھتے رہے۔ پھر عرض کیا کہ مرزا اسمٰعیل کو پریس بنا دیں۔ آپ نے اس بات کو منظور نہیں کیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب اس روز میری طرف اور میری تائید میں ہوگئے۔ پھر منشی صاحب بھی آگئے پھر ایک کتاب صوفیا کے مباحثہ کی جلوہ جمال چھپوانی تھی۔ ایک پریس امرتسر سے بلوایا وہ چھاپتا رہا آہستہ آہستہ مرزا اسمٰعیل کو بھی یہ کام تعلیم کرتا رہا پھر یہ کام چل نکلا۔ ایک پتھر ٹوٹ گیا تو پیرا سپروے کا یہ اگر دیر لگا کر جوڑ لیا۔ پھر اور پتھر بھی حضرت اقدس نے منگوا دئے۔ آپ بار بار فرماتے رہے کہ اب ہمارے پاس دو توپخانے ہوگئے ہیں۔ اب ہم دُنیا کو مار لینگے انشاء اللہ تعالےٰ ٭

حضرت مسیح موعود کے سوانح عمری

محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی امام مسجد نور قادیان کے بیان کے مطابق ہے۔ منشی صاحب حضرت مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت اقدس کے پرانے خدام میں سے ہیں۔ میں اس سلسلہ مضامین کی ابتداء اس سرزمین کے ایک واقعہ پر شروع کرتا ہوں۔ جس کے متعلق حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

"مجھے اس زمین سے ویسی ہی محبت ہے جیسا کہ قادیان سے۔ کیونکہ میں اوائل زمانہ کی عمر میں سے ایک حصہ اس میں گزار چکا ہوں اور اس شہر کی گلیوں میں بہت سا پھر چکا ہوں"

حضرت اقدس مع اہل وعیال ۲۷ر اکتوبر ۱۹۰۴ء کو لاہور سے ہوتے ہوئے سیالکوٹ میں تشریف لے گئے اور جب اسٹیشن سے چلے تو تنگ بازاروں میں حضور کو دیکھنے کے لئے دو رویہ کھڑے تھے۔ اور جس گاڑی میں سوار تھے۔ اس کے کوچ بکس پر ایک انسپکٹر پولیس بیٹھا تھا۔ اور ایک آنریری مجسٹریٹ گھوڑا لئے آگے آگے چلا جا رہا تھا۔ اور وہاں حضرت میر حسام الدین صاحب والد حضرت میر حامد شاہ صاحب کے مکان پر فروکش ہوکر حضور مکان کے بالائی حصہ پر ٹھہرے تھے۔ وہاں کے بعض مخالف لوگوں نے یہ دیکھنے کے لئے کہ مرزا صاحب اپنے مکان میں کیا کرتے ہیں اپنے اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر ادھر نظر دوڑانی شروع کی۔ میر صاحب کے مکان کے ارد گرد خشتی پردے بنے ہوئے تھے۔ لیکن اسکے بعض حصے ایسے تھے کہ باہر سے کھڑے ہوکر دیکھنے سے اندر جو کچھ ہو رہا ہو۔ نظر آسکتا تھا۔ وہ خدا جانے کس نیت سے دیکھنے لگے تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا تو ان کو نظر آیا کہ صحن کے دونوں طرف دو دواتیں رکھی ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے ایک ہاتھ میں قلم اور دوسرے میں کاغذ ہے۔ آپ مکان میں ادھر سے اُدھر۔ اُدھر سے ادھر پھرتے ہیں۔ اور لکھتے بھی جاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان کی بدگمانیاں دور ہوئیں اور شرمندہ ہوئے۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضور کا یہی طریق گھر پر لکھنے کا تھا اور اس کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں تو بیٹھ کر لکھ نہیں سکتا۔ اور خیال کرتا ہوں کہ جو مضمون بیٹھ کر لکھے جاتے ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن ہم چلتے پھرتے مضمون لکھتے ہیں۔ اس لئے ہمارے مضمون بھی اپنا کام کرنے کے لئے مستعد ہوتے ہیں۔ اور جلد جلد خدا کے فضل سے دلوں پر اثر کرتے ہیں ٭

جب حضور لاہور میں تشریف فرما تھے تو مولوی اور مولویوں کے دست و بازو جعفر زٹلی وغیرہ حضور کے خلاف سب و شتم سے کام لیتے۔ اور لوگوں کو ہر قسم کے فساد پر آمادہ کرتے رہتے تھے۔ جب حضور سیالکوٹ میں تشریف لے گئے۔ تو یہ ہرگز خدا کے مسیح کو آزار دہی کے لئے وہاں بھی پہونچا۔

یادِ حبیب

پھر تازہ ہوا جوشِ جنوں فصلِ گل آئی
پھر شوق ہوا سلسلہ جنبانِ تمنا

پھر سر ہے مرا اور وہی سودائے محبت
پھر دل ہے مرا اور وہی طوفانِ تمنا

حضرت اقدس مسیح موعود ؑ نے فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد انسان برزخی قبر میں جاتا ہے۔ لیکن اس ظاہری قبر سے بھی ایک مجہول الکنہ تعلق ضرور رہے۔ اسی طرح یہ تو میرا ایمان ہے۔ کہ کسی بزرگ کے یوم الوفات میں عرس وغیرہ ایک بدعت ہے (بلکہ میرے نزدیک تو یہ جو ایسے موقعہ پر اخبارات والے ایک خاص نمبر نکالتے ہیں۔ اور اس کا نام نبی نمبر۔ رسول نمبر رکھتے ہیں۔ یہ بھی اسی عرس والی بدعت کی ایک نئی شکل ہے۔ اسی لئے جب الحکم نے ایکبار ایسا نمبر نکالنا چاہا تو خلافت اولیٰ کے زمانہ میں میں نے اس کی مخالفت کی تھی) لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا یا شاید میرے ساتھ ہی خاص ہو۔ کہ سال کے جس حصے میں میرے محبوب و مطاع کی وفات ہوئی ہے۔ اسمیں وہ پہلے سے بڑھ کر یاد آتے ہیں۔ اور جانے کیا بات ہے کہ اس سال تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دل میں کوئی زخم تھا جسے ٹانکے لگائے گئے تھے۔ اور اب وہ ٹانکے یکدم اُدھڑ گئے ہیں۔ اسوقت میری آنکھوں کے سامنے وہ وقت ہے۔ جب لاہور جانے کی تیاری مکمل ہو چکی تھی۔ [illegible] اس احمدیہ چوک میں حاضر تھے۔ [illegible] صبح ہمیں معلوم ہوا کہ جناب کو الہام ہوا ہے۔ مباش ایمن از بازیٔ روزگار۔ اس لئے ارادہ سفر ملتوی کر دیا گیا۔ لیکن یہ التواء ایک دو دن کے لئے ہوگا۔ اور حضرت اقدس دوسرے روز روانہ ہو گئے۔ اکثر برگزیدہ اصحاب ہمراہ تھے [illegible] لیکن آخر ضبط [illegible] ایک غزل کہی تھی۔ جس کے بعض شعر

[illegible]

[illegible] ہے نشانِ لاہور
بڑھ گئی [illegible] سے بھی شانِ لاہور

شبِ تاریک زوال میں وہ ماہِ کامل
کر رہا ہے خوب سے تنویرِ جہانِ لاہور

صبح سے شام ہوئی شام سے پھیلا پہرا
نظر آیا نہ مگر ماہِ زمانِ لاہور

ترے مہجور مہاجر ہیں نہایت مضطر
دیکھنا چاہتے ہیں وہ بھی مکانِ لاہور

تیر پر تیر جدائی کے چلے آتے ہیں
کچھ تو کہو میرے لئے کیسی سنانِ لاہور

آہ! یہ شعر اس وقت تو کسی اور خیال میں کہا گیا تھا۔ مگر اب واقعات نے اس کے معنوں کو کچھ اور بھی وسیع کر دیا ہے۔ اسی غزل کا مقطع ہے

اپنے اکمل کو بلا لیجئے جلدی مولا
ہر گھڑی جسکی زبان پر ہے بیانِ لاہور

جب یہ غزل اخبار بدر میں چھپ کر لاہور پہونچی۔ تو مجھے حضرت مفتی صاحب نے تار دیا کہ آپ لاہور چلے آئیں چنانچہ میں بہ جناحِ استعجال لاہور پہونچا اور معلوم ہوا کہ یہ نظم حضور میں پیش ہو گئی تھی۔ اور حضور نے فرمایا۔ کہ انہیں بلا لیا جائے۔ میں وہاں گیا تو احمدیہ بلڈنگس ایک بقعہ نور نظر آیا۔ عجیب چہل پہل تھی ؎

ہم میں مسیح پاک تھا۔ جس کا عدو ہلاک تھا
ہائے وہ راتیں اور دن جیسی علی محمدؐ

یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت اقدس ابھی کئی دن ٹھہریں گے اخبار بدر کا ڈیکلریشن لاہور ہی میں پنجاب [illegible] کے کارندہ کی معرفت دیا گیا۔ ان دنوں میں اس قسم کی [illegible] مکانات سے دفتر [illegible] مفتی محمد صادق صاحب بھی پہونچ گئے [illegible] کہا جانے لگا [illegible] حضرت [illegible] شام [illegible] صاحب کے مکان

[illegible] حضرت اقدس [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] اور اب قریب [illegible] ہے۔ اس [illegible] پہلے میرا ماموں زاد بھائی عزیز رشید احمد [illegible] آیا اور اس نے بیعت کی۔ اور میں نے عرض کیا کہ اس یتیم کی والدہ کی استدعا ہے کہ حضور اس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیریں اور برکت دیں۔ چنانچہ آپ نے [illegible] اس درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا [illegible] جوں کہ یہی آخری انسان ہے۔ جس نے [illegible] پر بیعت کی۔ اس رات میں اور مفتی صاحب سیر کو نکلے تو کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ بہت رات گئی واپس آئے۔ آکر لیٹنا ہی چاہتے تھے۔ کہ مفتی صاحب نے مجھے پوچھا کہ کیا وقت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تین بجے ہیں۔ کہنے لگے۔ اب کیا سونا ہے۔ نماز [illegible] پڑھ لیں [illegible] اچھی بات ہے۔ اسی قسم کی کچھ گفتگو ہو رہی تھی۔ جو ایک شخص آیا۔ اور مفتی صاحب سے کہا حضرت اقدس بلاتے ہیں۔ مفتی صاحب فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور مجھ سے کچھ کاغذ طلب کیا۔ اور کہنے لگے کوئی الہام ہوا ہوگا۔ کچھ دیر بعد اذانِ فجر سے پہلے معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت بہت سخت علیل ہے۔ دعا کرنی چاہیئے۔ پھر لوگ دعاؤں میں لگ گئے جب دن چڑھا تو ایک [illegible] مفتی صاحب [illegible]

[illegible]
... [illegible] ... وہ سرخی
... آسکے ... مبارک ...
... پھر اس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہیں
... کو ہلاکر کہا اب
... باہر نکل گیا۔ دنیا میری نظروں میں
... کمرے میں آیا۔ جہاں ہم رہتے
... بے اختیار بچوں کی طرح بلند آواز
... شروع کیا۔ میر مہدی حسین صاحب متوجہ
... حالت ... معلوم ہوئی۔ انہوں نے
... مفتی صاحب نے فرمایا۔ کچھ حرج نہیں
... نکل جانے دو۔ تھوڑی دیر بعد میری طبیعت
... آگیا۔ اور عجب اطمینان کی حالت ہو گئی
... صاحب سے عرض کیا کہ بوجہ غلبہ محبت وفات
... معلوم ہوتی ہے مگر الحمد للہ کہ میرا ایمان
... پہلے سے بھی بڑھ کر ہے۔
... کے بعد مفتی صاحب نے باہر کے دوستوں
... شروع کئے۔ ادھر خواجہ صاحب نے
... مگر تار پر بہت کم دوستوں نے اعتبار
... کے قریب تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ
... روانہ ہوا۔ دس بجے سے کردو
... ہوئے اور والوں نے ... سکو
... [illegible]
[illegible]

افسوس کرتے ہوئے ہمارے گذر جانے کے بعد اپنی جگہ سے ہلے۔ سٹیشن پر پہونچے۔ کئی دوست سوار ہو گئے۔ مگر میں رہ گیا۔ مفتی صاحب کو خدا جزا خیر دے۔ ایک دوست کو بھیجا کہ وہ میرے ساتھ دوسری گاڑی پر آئے۔ جو اس گاڑی کے پیچھے جنازہ تھا۔ امرت سر آگئی۔ رات بٹالہ پہونچے اور صبح ۲۷ مئی قادیان۔ اس کی مفصل کیفیت پھر کبھی لکھیں گے۔ اسوقت قلم ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہے۔

چند اشعار ہیں جو میری زبان پر ہیں :-

دل میں اب تک ہے عیش وصل کی یاد
لب پہ ہے شوق کا ترانہ ہنوز
آہ وہ ماجرائے راز و نیاز
جس کا باقی ہے اک فسانہ ہنوز
عشق تھا۔ باریاب خدمت حسن
ہم کو یاد ہے وہ زمانہ ہنوز
اپنے مسیح کا۔

اکمل عفا اللہ عنہ - ۲۶ مئی ۱۹۱۹ء

خیر مقدم

مبارک ہو ولی اللہ شاہ دارالامان آئے
مسیحا کے یہ خادم کامیاب و کامراں آئے
یہ مقصد تھا زباں قرآن کی ... ہو جائے
خدا کا شکر ہے رطب اللسان عذب البیاں آئے
فصاحت ناز کرتی ہے بلاغت ... ہوتی ہے
کہ ... بجائے زباں آئے
وہاں تبلیغ بھی کی سلسلہ کی غرض جیسے
بھیج ... کہ امتیں ... گئے
... کے اظہار ... کہیں جائے
... مظفر شاد کام و شادماں ...
... آرہے ...
[illegible]

شکریہ

خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے عزیزم مشتاق احمد سلمہ اللہ تعالےٰ کو دوبارہ زندگی اور صحت عطا فرمائی۔ یہ پیارا بچہ اسقدر بخار مہلک میں مبتلا ہوا تھا۔ کہ بظاہر کوئی امید زیست نظر نہ آتی تھی۔ مگر خدا ابھی وہ ورا الورے مقتدر ہستی ہے کہ جسکے آگے کوئی بات انہونی نہیں اس قادر توانا نے دعاؤں کو قبول فرمایا اور صحت عطا فرماکر اپنی قدرت کا ثبوت دیا۔ الحمد للہ علے احسانہ۔ یہ بچہ ۱۵۔ مارچ ۱۹۱۹ء جلسہ سالانہ کے دن بیمار ہوا ستر دن ایک بخار رہ کر اترا۔ ۳ ۲۔ مارچ سے یکم اپریل تک تندرست رہا۔ پھر دوسرا خطرناک حملہ ۲۔ اپریل کو ہوا۔ جو پورے چالیس دن تک ۱۰۴۔ ۱۰۵ درجہ کا بخار رہ کر ۱۲۔ مئی ۱۹۱۹ء کو خدا نے صحت دی۔ اب ضعف ہے انشاء اللہ اس سے بھی خدا صحت عطا فرمادیگا۔ میرے اس بچہ کی بیماری میں میرے آقا اور مولا سیدنا امیر المومنین فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ نے خاص توجہ سے دعائیں کیں اور اپنی دعاؤں سے اس بچہ کو زندگی دلوائی۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے دوائیں بناکر ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے مشورہ سے عطا فرمائیں اس ہمدردی اور اپنے غلاموں کے حال پر نظر ترحم فرمانیوالا آج بھی ایک فرد واحد ہے جس کا اسم گرامی بشیر الدین محمود احمد ہے۔ (ایدہ اللہ الصمد) میں اپنے مکرم بھائی مفتی فضل الرحمن صاحب اور مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کا بھی خاص طور پر شکرگذار ہوں۔ جنھوں نے خاص توجہ سے اس بچہ کا علاج کیا اور ہمیشہ ہر روز اسکو دیکھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انکی جزائے خیر دین و دنیا میں ان کو عطا فرماوے۔ آمین۔ میں ان احباب کا بھی تہ دل سے شکرگذار ہوں جنھوں نے اس بچہ کی بیماری میں متواتر خطوط دریافت حال کے لکھے اور دلی خلوص سے صحت کے واسطے دعائیں کیں۔ ... [illegible] ... آپ میں ... صحت یابی کی خوشی ہے ... کہ ... عزیز ... کو صحت ... کیلئے ... مشتاق ... ہے ... [illegible]

حضرت مسیح موعودؑ کے سوانح عمری

نمبر (۲)

آج ۱۲ مئی سنہ ۱۹۱۶ء جب میں جمعہ کی نماز کے لئے مسجد اقصیٰ میں پہنچا۔ تو ابھی تک پہلی اذان بھی نہیں ہوئی تھی۔ اتنے میں حضرت منشی اروڑے خان صاحب تحصیلدار (جن کا ذکر میں اپنے مضمون [illegible] میں کر چکا ہوں) اپنی [illegible] حالت میں تشریف لائے۔ آتے ہی مجھے اپنے پاس بلایا۔ اور محبت سے باتیں کرنے لگے۔ اثنائے گفتگو میں میں نے کہا کہ آپ (میں حضرت منشی صاحب موصوف کو اسی طرح مخاطب کیا کرتا ہوں کیونکہ آپ مجھ سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ اس لئے بے تکلفات درمیان سے اٹھ گئے ہیں) آپ میرے مقروض ہیں۔ قرضہ ادا کیجئے۔ ہنس کر فرمایا کہ پٹھان ہو دیکھنا پٹھانوں والا قرضہ نکال لینا۔ میں نے اسی طرح تبسم ہو کر کہا وہ کیا۔ فرمایا کہ ایک جگہ منڈی میں گیہوں فروخت ہو رہی تھی۔ اتنے میں ایک پٹھان فقیر پاس سے گذرتا ہوا اس گیہوں کے ڈھیر کے پاس ٹھہر گیا۔ اور گیہوں کے دانے اٹھا کر اسکے دو حصے کئے ایک حصہ اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا اس بنئے کے ڈھیر میں پھینک کر بنئے کو کہنے لگا کہ یاد رکھنا یہ بھی [illegible] اپنی بہی پر رکھو۔ بنئے نے دیکھا کہ فقیر مصر ہے اس نے قلم اٹھا کر اپنی بہی میں لکھ لیا۔ کچھ عرصہ بعد پٹھان آیا کہا لالہ جی! نکالو [illegible] اور دو ہماری نصف گیہوں۔ بنئے جلتے ہوئے کہا آیا میرا قرضہ اس قسم کا نہیں میرا قرض جو آپ کے ذمہ ہے۔ وہ تو حضرت مسیح موعودؑ کی باتیں اور حالات ہیں۔ جو آپ کو معلوم ہیں۔ میرا یہ کہنا تھا کہ [illegible] ایک خاص قسم کی حالت طاری ہو گئی (جو اکثر حضرت مسیح موعود کے ذکر کے وقت ان پر طاری ہو جایا کرتی ہے) [illegible]

بھر آئے اور کہا کہ آج جیسے حالات پیش آ رہے ہیں اور اسکے (حضرت منشی صاحب اکثر حضرت مسیح موعود کو ضمیر واحد غائب سے ہی یاد کیا کرتے ہیں یہ انتہائی محبت ہے) نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔ وہ [illegible] وقت ہوتا۔ اگر اس کے پاس زر و جواہر کے بھرے ہوئے خزانے ہوتے۔ تو وہ ان کو ان خدائی نشانات کے ظہور کی خوشی میں خدا کی راہ میں لٹا دیتا۔

آپ نے فرمایا جب آپ کا کوئی نشان ظاہر ہوتا تھا۔ اور خدا کی وحی پوری ہوتی تھی۔ تو آپ اسقدر خوش ہوتے تھے۔ جس کی انتہا نہیں۔ آپ پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر صدقہ کرتے اور خیرات تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

پھر کہا میں نے خود تو نہیں کسی دوست سے سنا ہے کہ بیوی صاحبہ (حضرت ام المومنین) دعائیں کیا کرتی تھیں کہ خدایا حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں پوری ہوں اور جلد پوری ہوں۔ اگر مجھے تکلیف ہو گی تو میں خوشی سے اس کو برداشت کر لونگی۔

راقم کہتا ہے کہ علاوہ حضرت منشی صاحب کے بعض اور ذرائع سے بھی خاکسار نے سنا ہے۔ کہ حضرت ام المومنین نے بعض خاص پیشگوئیوں کے متعلق خود دعائیں کیں۔ اور خدا کے حضور التجائیں کیں کہ اے الٰہ العالمین میرے مسیح موعود کی پیشگوئیاں پوری ہوں۔ اگر چہ اس میں مجھے کوئی دقت بھی ہو تو میں اس خوشی میں کہ خدایا تیرا کلام اور تیرے نبی کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ خوشی سے اس وقت و تکلیف کو برداشت کر لوں گی۔

سبحان اللہ سبحان اللہ! حضرت ام المومنین میں جب قدرت نے پہلے سے ہی یہ خوبیاں رکھی تھیں تبھی تو خدا نے حضرت مسیح موعود کو اس شادی کی خاص بشارت دی اور ام المومنین کو حضرت ام المومنین خدیجہ سے مشابہت دی تھی۔

اسی سلسلہ کلام میں حضرت منشی صاحب نے فرمایا کہ [illegible] حضرت [illegible] خدام

بلکہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہوں دنوں میں ملک میں پلیگ پھیلی ہوئی تھی۔ جب حضرت خلیفۃ اول مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو ایک شب ان کی اہلیہ (زوجہ محترمہ) نے کہا کہ رات زیادہ گئی ہے۔ آپ آرام کریں۔ آپ نے فرمایا تم جاؤ اور جا کر دیکھو کہ میرا مرشد کس حال میں ہے۔ حضرت مولوی صاحب کی بیوی گئیں اور دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سجدہ میں ہیں۔ واپس آ کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا تم جاؤ تو [illegible] سجدے میں پڑا ہو اور میں لیٹ جاؤں [illegible] تین چار دفعہ ہوا کہ حضرت مولوی صاحب کی بیوی گئیں۔ اور حضرت مسیح موعود کو سجدہ میں ہی پایا۔

پھر حضرت منشی صاحب نے کہا کہ وہ الان جو بیت الدعا کے پاس ہے۔ رات کے وقت اکثر ہم نے خود حضرت مسیح موعود کو دعا کرتے ہوئے نہایت جوش کی حالت میں اللہ اللہ کہتے سنا ہے۔

دوستو! حضرت مسیح موعود نے جو حجۃ اللہ میں فرمایا ہے کہ ؎

بنالم بردرش زانساں کہ نالد

بوقت وضع حملے باردارے

یہ حال ہے یہ حقیقت ہے۔ محض شعر اور قول نہیں پھر فرمایا کہ اگر تم دیکھو کہ بیت الدعا میں کیا کیا دعائیں لکھی ہوئی تھیں تو تمہیں معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود کیا تھے۔

خاکسار

مہر محمد خان شہاب احمدی قادیان [illegible]

۱۲ مئی سنہ ۱۹۱۶ء

درخواست دعا۔ حاجی عبداللہ صاحب [illegible] شاہجہانپوری کے صاحبزادے [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] دعا میں کہ عزیز [illegible]

[illegible] اسلام

[illegible] مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے
[illegible] مدینے کے قریب تک پہونچ گئے
[illegible] تھا۔ مدینے سے [illegible]
[illegible] کہ مسلمانوں کو پانی پلائیں۔ دیکھا
[illegible] ہیں۔ کیفیت پوچھی۔ انہوں نے [illegible]
[illegible] حضرت ام ایمن نے زور سے چلا کر ان کو [illegible]
[illegible] خاک بھر ان کی طرف پھینکی۔ اور کہا کہ
[illegible] کو چھوڑ کر تم لوگ کس منہ سے یہاں چلے
[illegible] ہو۔ لو یہ ہماری چرخہ پھیرو [illegible] پہنو گھر
[illegible] سنبھالو۔ اور اپنی تلواریں ہم کو دیدو۔ یہ [illegible]
[illegible] ان کے کہنے سے وہ غیرت مند مسلمان [illegible]
[illegible] معلوم ہوا کہ رسول اللہ علیہ وسلم محفوظ ہیں
[illegible] ہمت پھر بندھی۔ اور میدان میں
[illegible] وقت لڑائی ختم ہو گئی۔ حضرت ابو بکر
[illegible] عمر اور بڑے بڑے صحابہ کے ساتھ آپ پہاڑ
[illegible] گئے۔ وہاں نماز پڑھائی پھر مدینے کی طرف
[illegible] ہو گئے۔

(۲)

[illegible] صحابہ کا مال [illegible] مدینہ میں جب آنحضرت
[illegible] کی تیاری۔ تو وہ رنج و غم سے
[illegible] سے بھی سعد آنکھوں سے
[illegible] ہو گئی پڑی احد کی طرف چلی جا
[illegible] دوڑ کر اس
[illegible] اس نے کہا کہ خیریت
[illegible] شہید ہو گئے
[illegible] کہ [illegible]
[illegible] ہیں۔ دیکھکر
[illegible] رسول اللہ [illegible]
[illegible]

(۳)

حضور کو ام عمارہ کا بڑا خیال تھا آنے کے ساتھ ہی عبداللہ بن کعب کو ان کے دیکھنے کے لئے بھیجا۔ معلوم ہوا اب حالت اچھی ہے۔ زخم خطرناک نہیں ہے۔ تب آپ کو اطمینان ہوا۔ پورے ایک سال تک علاج کرنے کے بعد یہ زخم اچھا ہوا۔

بالاتفاق تمام مؤرخ لکھتے ہیں کہ واقعہ حدیبیہ خیبر اور حنین کی لڑائیوں میں بھی ام عمارہ آنحضرتؐ کے ہمراہ شریک ہوئیں۔ لیکن مجھ کو اب تک کسی کتاب سے ان لڑائیوں میں ان کے کارناموں کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی ہے۔ جنگ یمامہ کا حال جو کچھ معلوم ہوا ہے لکھتا ہوں۔

اہل یمامہ کا سردار مسیلمہ کذاب تھا۔ نہایت زبردست اور بڑا جابر شخص تھا پہلے تو مسلمان ہوا لیکن پھر دنیا کے لالچ میں مرتد ہو گیا۔ آنحضرتؐ کے انتقال کے بعد اس نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی۔ اس کا قبیلہ بہت بڑا تھا۔ لڑنے والے تقریباً چالیس ہزار آدمی تھے۔ اس نے اپنی اس قوت کے گھمنڈ میں آکر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اور سب سے اپنے آپ کو نبی کہلانا شروع کیا جو نہ کہتا اسکو طرح طرح کی سزائیں دیتا۔

حضرت ام عمارہ کے بیٹے حبیب عمان سے مدینہ شریف کو آ رہے تھے مسیلمہ نے راستے سے انکو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا نہیں۔ یہ گواہی دو کہ مسیلمہ رسول اللہ ہے انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ تب اس نے ان کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا۔ پھر یہی سوال کیا۔ انہوں نے پھر وہی جواب دیا۔ دوسرا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ الغرض پھر پاؤں کاٹے پھر کان کاٹ ڈالے۔ لیکن انہوں نے اس کذاب کی نبوت کا اقرار نہ کیا پر نہ کیا۔ اور جان دے دی [illegible] نے جب یہ واقعہ سنا تو کلیجہ تھام کے رہ گئیں اور اپنے دل میں ٹھان لیا کہ اگر مسلمانوں نے لشکر کشی کی تو اس مردود ظالم کو میں انشاء اللہ خود اپنی تلوار [illegible]

جنہم [illegible]

حضرت ابوبکر صدیق نے جب مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کے

تو حضرت خالد بن ولید کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ حضرت ام عمارہ حضرت ابو بکرؓ کے پاس گئیں۔ اور ان سے اجازت چاہی کہ اس لڑائی میں مجھے بھی جانے دیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم تمہاری بہادری اور جرأت بہت اچھی طرح دیکھ چکے ہیں۔ اسلئے تم سے جاؤ ہم تم کو روک نہیں سکتے۔ مسیلمہ کذاب نے بڑا سخت مقابلہ کیا اور بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ قدم قدم پر لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ [illegible] سو مسلمان شہید ہوئے۔ اور آٹھ ہزار کافر مارے گئے۔ اس کشت و خون اور ہنگامہ میں حضرت ام عمارہ نے اپنی نگاہ کے سامنے مسیلمہ کو رکھ لیا۔ جنگی بہادروں کو [illegible] سے ہٹاتی بڑھتی چلی [illegible] اور [illegible] کہ [illegible] اپنا راستہ صاف [illegible] ہوئی [illegible] کی پیچھے فوج پر گھستی چلی جا رہی تھیں۔ نیزے اور تلوار کے گیارہ زخم لگے۔ اور جب مسیلمہ کے بالکل قریب پہونچ گئیں تو کلائی پر سے ایک ہاتھ بھی کٹ گیا۔ لیکن مطلق پرواہ نہ کی۔ اور آگے بڑھیں چاہتیں کہ مسیلمہ پر وار کریں۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہیں کہ ایک طرف سے اسپر دو تلواریں پڑیں اور وہ کٹ کر گھوڑے پر سے گر پڑا۔ انہوں نے دیکھا تو ان کے (خود) بیٹے عبداللہ کھڑے ہیں۔ پوچھا کہ تو نے اسکو قتل کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ایک تلوار میری پڑی ہے۔ دوسری وحشی کی۔ (یہ وحشی وہ ہے جس نے اپنی کفر کی حالت میں جنگ احد میں حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا) اب معلوم نہیں کہ کس کے وار سے وہ مرا ہے۔ یہ دیکھ کر ام عمارہ اسی وقت سجدہ میں گر گئیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

زخموں کی وجہ سے اور خاصکر ہاتھ کٹ جانے سے وہ کمزور ہو گئی تھیں۔ حضرت خالد جو فوج کے سردار تھے اور جن کی بہادری ضرب المثل ہے وہ ام عمارہ کی شجاعت اور زندگی کی وجہ سے ان کا بڑا ادب کرتے تھے۔ انہوں نے ان کے زخموں کے علاج اور تیمارداری میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ حضرت ام عمارہ نے اس کے بعد بڑی کمال تنگ گذری کے ساتھ [illegible] کی [illegible] شہید [illegible] اور [illegible]

کیونکہ رسالت کی تجدید آتا رہے گا کمزور نا ہرگز امین

التبلیغ

جس کا دو حصہ نا تمام ہے

تحفہ شاہجہانپور

شاہجہانپوری قوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور طالبان حق کو تبلیغ عام

(۳)

ہتا ہوں۔ آیت زیر بحث کے لئے کافی سمجھا جا چکا
ہیں کہتا ہوں کہ وفات مسیح کے بعد حضرت مسیح
علیہ السلام کی صداقت کے دلائل اور آپ کے
کے براہین پر غور کرنا ضروری ہے۔ اگر طوالت کا
نہ ہوتا۔ تو میں بھی کچھ دلائل حوالہ قلم کرتا۔ لیکن اس
میں آپکی خدمت میں ایک پرچہ ریویو آف ریلیجنز
کرتا ہوں۔ جسمیں "البشارت" کے عنوان سے
مضمون ہے۔ جسمیں آیات قرآن کی روشنی کے ذریعہ
مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق کی طرف رہبری
ہے۔ پھر اگر خشیت الٰہی رکھنے والا دل ہے
حضور مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء رو
کی تصانیف تحقیق کے لئے کافی ووافی ہیں۔
یہ بھی ظاہر ہے کہ دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ
مور کے آنے پر یک بخت ساری دنیا نے اُسے
کر لیا ہو۔ آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا کے سب سے
عظیم الشان ہادی ہمارے آقا حضور سیدنا ذین
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آج ساری
نے قبول نہیں۔ لاکھوں کروڑوں یہود و نصارے
ہندو، آریہ۔ آپ کی صداقت کے قائل نہیں تو کیا
نہ تسلیم کرنے سے واقعہ اور حقیقت پر کچھ اثر پڑ
ہے۔ اور معاذ اللہ حضور کی صداقت میں کچھ شبہ
سکتا ہے ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اگر ساری دنیا نے قبول نہیں کیا
تو آپ کی صداقت میں کوئی شبہ پیدا ہو سکتا ہے۔
نہیں۔

میں بھی ہدایت کو ضرور ہے کہ آپ کے ساتھ دعا میں
لگ جاتے۔ اور خدا تعالیٰ سے دعائیں بھی بہت کرے
تاکہ خدا کا فضل اسکے شامل حال ہو اور اسے خدا کی
رضا کی سچی اور سیدھی راہ ملجائے۔ اور وہ اولٰئک
علٰی ھدًی من ربھم ۔ و اولٰئک ھم المفلحون
کا مصداق ٹھہرے۔ اور ان کی دنیاوی زندگی آخرت
کے لئے ایک مفید زندگی ثابت ہو۔ کیونکہ یہ بالکل درست
کہا گیا کہ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ۔ دنیا آخرت کی کھیتی
ہے۔ یہاں جو بوتے وہی کاٹنے۔ اور کہا گیا ہے۔ من
دخل القبر بلا زاد فکانما رکب البحر بلا سفینۃ
جو بغیر زاد راہ یعنے عمل کے بغیر قبر میں داخل ہوا۔ اس
کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی بلا کشتی کے دریا پر
سوار ہو جس کا نتیجہ غرق آب ہونا ہے۔ پس ہوشیار
اور دانا آدمی کو لازم ہے کہ ولتنظر نفس ما قدمت
لغد کے موافق نہایت ہوشیاری سے کام کرے
کیونکہ الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت
عقلمند اور چالاک وہی ہے۔ جو اپنے نفس میں دیانت
کا استعمال کرے اور بعد موت کے لئے کچھ کرلے۔ کیونکہ
نہیں کہا جا سکتا۔ کہ پیام اجل کس وقت آئے اور کب
یہ شخص دنیا سے اٹھا لیا جائے۔ پس میں آپ سے
پھر یہی کہتا ہوں۔ کہ آپ خدا سے ڈر کر محض خیر و عاقبت
کے لئے ذرا سوچیں اور غور فرمائیں اور کوشش صادق
اور سعی کامل کے ساتھ تجسس کریں کہ چودھویں صدی
میں آنیوالے مصلح و مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے دعاوی کہاں تک خدائی رضا اور اس کے حکم کے
ماتحت ہیں۔

آخر میں اس خط کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ
خداوند رب العزت اپنے حبیب حضور سیدنا محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو اس آسمانی نور سے
حصہ دے جس سے ہمیں حصہ دیا ہے اور اپنے مامور
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکات ہمیں اور آپ کو
اور تمام اہل اسلام کو عنایت فرماوے اور دین اسلام
کا سچا اور مخلص خادم بنائے۔ اور اپنے حبیب صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے آل و اصحاب اور آپ کے
متقی ہر حال اور دین تام کمال کی محبت ہماری جانوں کو
مسرور اور دلوں کو شاد کام رکھے ہمیں اسی پر زندہ
رکھے اور اسی پر موت دے اور اسی پر حشر کے دن
اٹھائے۔ آمین یا رب العالمین
وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد و احمد
علیٰ والہ واصحابہ واولیائہ محبتہ ومطیعہم
وبارک وسلم۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین۔

خادمکم۔ ابو محمد محفوظ الحق علمی احمدی عفی عنہ

نظم

راہبر اپنا نہیں بلکہ ہے رہزن اپنا
جان کے پیچھے پڑا ہے تو ہے دشمن اپنا

لطف کے ساتھ گذرتی تھی نہ تھی فکر ذرا
یاد آتا ہے ہمیں آہ! وہ بچپن اپنا

جیتے جی کے ہیں یہ سب یار و عزیز و احباب
نام بھی کوئی نہ لیگا پس مردن اپنا

رو کے کہتے ہیں قفس میں یہ اسیران چمن
چھوڑ صیاد کہ یاد آتا ہے گلشن اپنا

ہم مسافر ہیں ہمیں گھر کی ضرورت کیا ہے
آسماں چھت ہے زمین فرش ہے مسکن اپنا

ہم کو کچھ غم نہیں دشمن ہو زمانہ سارا
کیونکہ اللہ تعالےٰ ہے ہمیں اپنا

سیدھے سادے ہے مسلمان ہیں اللہ کی قسم
بُری باتوں سے بہت پاک ہے دامن اپنا

آرزو ہے یہی حسرت ہے تمنا ہے یہی
قادیان میں ایکدفعہ ہو مدفن اپنا

سب کا محبوب ہے مطلوب ہے تو اپنا لق گرو
رشیخ اپنا سمجھتے ہیں برہمن اپنا

اب تو جاتے ہیں ہمیں بھولے سے جانے حافظ
آنکل یار کے در پر ہے نشیمن اپنا

ولایتی چٹھی

ہندمیں شورش کے متعلق لندن میں رزولیوشن

سلسلہ احمدیہ کا ایک جلسہ ۲۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو مسٹر ... اسٹریٹ اتریج ... آر روڈ لنڈن ڈبلیو ... ہوا جسمیں یہ دو رزولیوشن پاس ہوئے۔

اول یہ کہ ہم ہندوستان میں ملکی اور تمدنی اصلاحات کی ضرورت کے قائل ہیں۔ اور اپنے اہل وطن کے محسوسات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن جو شوریدہ سری بعض غیر ذمہ دار لوگوں نے بغاوت کے رنگ میں اختیار کی ہے۔ اسکو ہم نہایت قابل ملامت یقین کرتے ہیں۔ ایسا طریق نہ صرف احمقانہ ہے بلکہ احکام اسلام قرآن شریف۔ حدیث پاک اور قانون اسلام کی تشریحات فرمودہ حضرت مجدد اعظم نبی اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے بالکل خلاف ہونے کے سبب ایک شرعی گناہ ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ لیڈروں کی امداد کے ساتھ اس شوریدگی کو جلد دبانے اور اہل ملک کو اپنی مربیانہ نیک دلی سمجھانے میں کامیاب ہوگی

دوم۔ یہ کہ اس رزولیوشن کی نقل حکام سرکاری اور اخبارات کو بھیجی جاوے۔

بشارت ایک اور معزز خاتون تمام مس نورما ویرا حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی۔ اس کا اسلامی نام حسینہ رکھا گیا۔ اللہم زد فزد۔

لیکچر گذشتہ اتوار کو حضرت مفتی صاحب کا لیکچر فلسفہ خواب پر ہوا۔ اور آئندہ اتوار کو ایک بڑی مشہور سوسائٹی کے زیر انتظام قاضی صاحب کا لیکچر ہوگا۔ مضمون اس لیکچر کا ...

شاندار بشارت

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ دن بدن ترقی پر ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر تین اور معزز لیڈیاں مشرف باسلام ہوئیں جنکے پہلے نام مس مے جانسٹن گفنی۔ مسز کینین پی ارس اور مس ایڈیتھ گرٹروڈ اولنی ہے۔ اسلامی نام عزیزہ۔ فاطمہ اور عنایت رکھے گئے۔ اللہم زد فزد۔ ہر سہ کی درخواستہائے بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ برائے شرف قبولیت ارسال کر دی گئی ہیں۔

گذشتہ اتوار کو جناب قاضی عبد اللہ صاحب کا لیکچر ٹریڈس یونین ہال برکٹس میں زیر انتظام نیشنل ایس سوسائٹی ہوا۔ لیکچر کے بعد بہت سے سوالات ہوئے۔ جنکے تسلی بخش جوابات دئے گئے۔

۲۷۔ اپریل کو لنڈن میں خوب برفباری ہوئی۔ موسم ایسا سرد ہو گیا جیسا دسمبر کا مہینہ۔ اخبارات سے معلوم ہوا۔ کہ تمام انگلستان میں اسدن یہی حال تھا۔

خاکسار محمد صدیق ا شرگک از لنڈن

۲۹۔ اپریل ۱۹۱۹ء

سلسلہ احمدیہ کی خدمات کا اعتراف

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح سلسلہ احمدیہ قادیان نے اپنی ۱۰ مئی کی مراسلت میں حضور لفٹنٹ گورنر کی خدمتمیں افغانستان کی احسان فراموشی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور گورنمنٹ کو یقین دلایا ہے کہ وہ خود اور انکے پیرو سلطنت برطانیہ کی وفاداری پر ثابت قدم ہیں اور صدق دل سے اس مہم میں سرکار کی مدد کرنے کو تیار ہیں نہ صرف اس خیال سے کہ ہر وفادار رعایا کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی ضرورت کے وقت اعانت کرے۔ بلکہ اس سے بھی کہ افغانستان میں مذہبی آزادی بالکل نہیں جنانچہ ابھی تھوڑے ہی عرصہ میں کئی دو احمدی مولوی کابل میں بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے تھے۔ افغانستان کی سرزمین میں مذہبی آزادی بھی مفقود ہے اور برطانوی حکومت جہاں کہیں بھی گئی ہے۔ وہاں کے باشندوں کو ہر طرح کی قیود سے آزادی دلاتی رہی ہے غالباً امان اللہ کی اس حرکت میں بھی خدا تعالیٰ کو کابل کے باشندوں کے لئے کچھ بہتری منظور ہے۔ اللہ تعالیٰ سرکار کا حامی و مددگار ہو۔

حضور لفٹنٹ گورنر کے پرائیویٹ سکرٹری نے جواب میں لکھا ہے کہ حضور انور جانتے ہیں کہ گورنمنٹ کا پہلا اصول مذہبی آزادی اور مساوات ہے۔ ضرورت کے وقت آپ کی اور آپ کے سلسلہ کی امداد پر بھروسہ کر سکتی ہے۔

(منقول از حق ملتین ۲۲ مئی ۱۹۱۹ء نمبر ۳)

ڈکہ پر لڑائی غنیم کو سخت شکست

۱۷ مئی کو ہوائی جہازوں نے جلال آباد پر تاخت کیا اور بہت سا نقصان جان ہوا۔ ڈکہ کے مغرب میں دشمن پر حملہ کیا گیا۔ اور ایک دستہ علی مسجد کے قریب جوار میں متحرک ہوا اور غنیم کی جگہ پر قابض ہوا۔ بعد میں ڈکہ پر دشمن نے ہماری فوج پر سخت حملہ کیا۔ مگر شدید لڑائی کے بعد اسکو پسپا ہونا پڑا۔ لڑائی کے قیدیوں پر سوال کرنے سے اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ مقام ڈکہ پر دو ہزار سرحدی لشکر جمع ہوا اور ہوائی تاخت میں نقصان جان ۱۲۰ آدمیوں سے زاید ہوا۔ اور قریباً دو سو گھوڑے اور دیگر جانور مارے گئے انکی لاشوں کو دریا میں ڈال دیا گیا۔ امیر حمید خان نزار کے مکان پر ایک بم گرا۔ اور سات آدمی جو امیر کی فوج کے لئے کھانا تیار کر رہے تھے مارے گئے ایک قیدی کا بیان ہے کہ موجودہ لڑائی نے سرحدی فوجوں پر بہت ہی اچھا اثر ڈالا ہے اور وہ اب لڑائی سے تنگ آگئے ہیں۔ سپاہ کا دل شکستہ ہے اور ہوائی جہازوں سے بہت ہی خوف زدہ ہیں ڈکہ کی تازہ خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کا سخت نقصان ہوا ہے صرف ایک مقام پر ہی سو آدمیوں سے زیادہ مقتول ہوئے۔ ...

بشارت ہمیں احمد کی جہاں تک
کرول گا دور اس مہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
دکھادوں گا کہ اک عالم کو پھیرا
نیستان قادری احمدی الانصاری

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۶ جون ۱۹۱۹ء | نمبر ۲۳

سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیر و عافیت ہیں۔ حضور علی الصبح درس قرآن مجید دیتے ہیں۔

۲۔ مکرمی حافظ روشن علی صاحب سوا پارہ روزانہ درس دیتے ہیں۔ ۲۴ر جون پارہ ۲۶ ختم ہوا صبح درس الحدیث دیتے ہیں۔ اور ایک پارہ قرآن مجید رات کو تراویح میں سناتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۳۔ گرمی شدید ہے۔ خدا باران رحمت نازل فرمائے۔

نصر من اللہ

اسلام کی صداقت اسکی پاک تعلیم میں ہے۔ جسکے قائل بعد تحقیقات اہل یورپ بھی ہو رہے ہیں۔ لیکچر ہال اسٹریٹ لنڈن میں قاضی عبداللہ صاحب کا لیکچر اس ہفتہ کا سنکر ایک معزز صاحب اصحاب مجلس سے جو انگریز بھی قاضی صاحب کے پاس آ کر گفتگو کر چکے تھے۔ سامعین کے سامنے صاف اقرار کیا کہ سب باتیں درست ہیں اسکے ساتھ ایک معزز ... [illegible] ... حضرت مفتی صاحب کے ... [illegible]

ولایت میں تبلیغ اسلام

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے جو دلوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ ہمارے مبلغ اسلام حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی شب و روز کوششیں جو ... کے واسطے وہ کر رہے ہیں ... [illegible] ... خدا تعالیٰ کے فضل ... [illegible] ... حضرت مفتی صاحب ... [illegible] ... خاکسار ... [illegible]

ناظرین فاروق کو عید مبارک باشد

[illegible] رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان - ۱۹ جون سنہ ۱۹۱۹ء

احمدیہ یتیم خانہ

شد احمد [illegible] چیز کہ خاطر میخواست

آخر آمد [illegible] پس پردۂ تقدیر پدید

[illegible] گذشتہ پرچہ فاروق میں احمدیہ یتیم خانہ [illegible] اور سابق [illegible]
[illegible] اس قومی ضرورت کو بخوبی محسوس کیا ہے۔
[illegible] امید کی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح
ثانی ایدہ اللہ بنصرہ [illegible] منشاء مبارک اور ارادہ مصمم کہ
[illegible] یتیم خانہ قائم ہوکر قوم کے یتامیٰ کی پرورش
[illegible] تربیت کا باقاعدہ انتظام کیا جاوے۔
[illegible] جلد پورا ہو کر رہے گا اسوقت
[illegible] روپیہ کی فراہمی کے
[illegible] اپیل کی گئی تھی۔ جو ابتدائی اخراجات
[illegible] بستر چارپائی وغیرہ۔ یتامیٰ
[illegible] اس ایک ہزار کے
[illegible] قوم کے صرف بیس
[illegible]
[illegible] یتامیٰ کے
[illegible] قبل قبل
[illegible]

اول ایک کہنے والے بہت قریبی مخدوم و مکرم اور پیارے مخلص بھائی خان صاحب ذوالفقار علیخاں آف رام پوری تھے۔ جنھوں نے باوجود کثیر العیالی و کم آمدنی کے اپنے ضروری اور ذاتی اور اپنے بچوں کے مصارف کو کم کرکے مبلغ پچاس روپیہ یتامیٰ کے واسطے ارسال فرماکر ثواب عظیم اور سبقت فی الخیرات کا درجہ حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالے آپکے اہل و عیال کو دین و دنیا میں بڑی بڑی برکتیں اور ترقیاں عطا فرماوے۔ آمین۔

اسی دن جبکہ آپ کا روپیہ آیا۔ مکرمی اخویم حکیم محمد قاسم صاحب فیول کلرک الہ آباد نے مبلغ دس روپیہ بھیجنے ارسال فرمائے۔ اور ساتھ ہی وعدہ فرمایا کہ وہ ماہوار امداد یتامیٰ میں حصہ لیا کرینگے۔ حکیم صاحب موصوف ایک معمر سپیدہ بزرگ ہیں کہ آپ کا جوان لڑکا فوت ہوگیا تھا۔ اس کی یاد ان کو ہمیشہ خدا کے حضور [illegible] کرنے کا خوب موقع دیتی رہتی ہے۔ تمام ناظرین اخبار [illegible] مرحوم بچہ کے عوض البدل آئندہ رہنے والے نیک بیٹے عطا فرماوے۔ کیونکہ اسکے آگے یہ امر آسان ہے۔ آمین۔

اسی دن مکرم محترم خان حبیب الرحمٰن خان صاحب خلف الرشید عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ نے اپنی شادی کے شکریہ میں [illegible] روپیہ یتامیٰ کے واسطے ارسال فرمائے۔ اللہ تعالےٰ اب سب دوستوں کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ آمین

بعد ازیں احباب ذیل نے یتامیٰ کے واسطے امداد ارسال فرمائی ہے۔

[illegible] حکیم محمد حسین صاحب بیگ [illegible] جناب منشی ہاشم علی صاحب [illegible]
منشی علی نواز خان صاحب [illegible] محمد [illegible] خان صاحب [illegible] احمدی

یتیم خانہ قائم ہوگیا

جیسے گذشتہ پرچے میں لکھا تھا کہ جب تک یتیم خانہ [illegible] خدا کے فضل سے [illegible] اسوقت تک کرایہ [illegible] مکان سے [illegible] [illegible] مکان [illegible]

ہو رہا ہے [illegible] مکان [illegible] گیا جو ماہانہ [illegible] روپیہ سالانہ یعنے دس روپیہ ماہوار کرایہ پر لیا گیا ہے۔ گذشتہ اپیل ایک ہزار میں سے تا حال [illegible] روپیہ وصول ہوا ہے۔ اور [illegible] باقی ہے۔ جلدی ہی جلد پورا ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ یتیم کے لئے یتامیٰ کے کپڑے جوتے وغیرہ بنوانے ضروری تھے۔ جسکے لئے خاکسار سپرنٹنڈنٹ یتیم خانہ نے تین سو روپیہ خدا کے توکل پر قرض لے کر لباس وغیرہ کی تیاری میں لگا دیا ہے جو اوا کرنا ہے۔ اس ایک ہزار کے علاوہ سب سے مقدم کرایہ مکان کا ہے۔ جو پیشگی اسواسطے ادا کرنا پڑا ہے کہ حسب منشاء خاکسار مکان یتیم خانہ کی درستگی و مرمت ضروری کرائی جاوے۔ مالک مکان نے کہا کہ ایک سال کا کرایہ پیشگی دے دو تو اس روپیہ سے مکان درست کرایا جائے گا۔ اسواسطے ماہانہ [illegible] پیشگی دینے پڑ گئے۔ اور میں [illegible] کوئی احمدی دوست [illegible] گھر کا کرایہ ادا کرکے جنت میں ایک گھر خرید لے۔ کرایہ مکان کے علاوہ ماہواری اخراجات خوراک [illegible] کا قوم کے ذمہ ہے۔ اور اس گرانی کے زمانہ میں کم از کم بحساب پانچ روپیہ فی بچہ ماہوار خرچ ہوگا۔ جو کل خرچ ماہانہ [illegible] روپیہ ماہوار کے قریب خوراک کا ہوگا اسلئے میں بلا کسی دردانگیز تمہید اور جذبات کو ابھارنے والے الفاظ کے صاحب دل اور موقعہ شناس اور حس رکھنے والے قلب اور خدا ترس رحیم و کریم دوستوں کے سامنے موٹے اور کھلے الفاظ میں خدا کے لئے دست سوال دراز کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا اوصاف والے اصحاب اپنے کھانے سے پہلے اور اپنے بچوں کو کھانا کھلانے سے قبل اپنے مرحوم احمدی بھائیوں کے لخت جگر

یتیم بچوں کے لئے کھانا پہنچائیں

میں یقین کرتا ہوں کہ اس زمانہ کے مرسل اور خدا کے نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ [illegible] قوم اپنے سینہ میں [illegible] کرنے والا دل رکھتی ہے

[illegible] ضرورت ہے کہ اپنی ضروریات [illegible]
[illegible] سردی [illegible]
ان کے [illegible] سامان نہ پہنچا سکیگا
خود [illegible] یتیموں کو کھلا کر
ان کی دعائیں لیگی [illegible]

اے خواست [illegible] قوم یہ تیرا فرض ہے کہ تو اپنی
قوم کے تمام بچوں کو مبارک خیالات سے [illegible]۔ ان کی
پرورش فرمائے۔ لہٰذا مستقل انتظام کرکے ماہانہ
ماہوار ان یتیموں کے لئے عطا کر۔ جو تو نے اس کا بوجھ
اٹھایا ہے۔ یہ بوجھ بھلے تجھ کو اچھا ہو۔ تو خوش ہو کہ
خدا نے تجھے ہر ایک نیکی کو حاصل کرنے کا موقعہ دیکر
اور اس میں حصہ لینے کی توفیق بخشی۔ یہ یتیموں کا بوجھ تیرے
پر پہلے بوجھوں سے علاوہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تو گلا یا
اٹھا کر پھینک دے۔ اور بجائے اس کے اس گٹھڑی
کو جو ہلکی سی ہے۔ اٹھائے۔ نہیں خدا نے تجھے پہلے
سے زیادہ قوت ہمت۔ طاقت۔ حوصلہ اور سامان
عطا کیا ہے۔ اسلئے تیری طاقت کے مطابق ہی جو بوجھ
ہمت میں ترقی دی ہے۔ ساتھ ہی ایک معمولی سا
بھی پہلے بار کے ساتھ اٹھانے کو دیدیا ہے۔ سو تو
مردانہ وار اس کار خیر میں شرح صدر اور پوری دلبستگی
سے قدم بڑھا اور لبیک کہہ کر۔ خدا تجھے پھر اس سے
زیادہ برکت دیگا۔

یہ ڈیڑھ سو کا خرچ ماہ بماہ ہوگا۔ جس مہینے
میں تو نے یہ رقم ادا نہ کی۔ تو تیرے یتیم بچے بھوکے
رہینگے۔ یا قرض اٹھا کر ان کو کھلایا جائے گا جس
کو پھر تو نے ہی ادا کرنا ہے۔ کیونکہ تو ہی اصل ذمہ وار
ہے۔

بپذیر حال درد [illegible] کسے مفلس بیگردد
خدا [illegible] خود ناصر [illegible] ہمت شد پیدا

خاکسار

قاسم علی سپرنٹنڈنٹ احمدیہ یتیم خانہ قادیان

[illegible] دوست [illegible] کو [illegible]
جو [illegible] خرچ کرنے کے واسطے [illegible]
توفیق کے مطابق دیں۔ [illegible] کو [illegible]
اپنے دینی بھائیوں کے [illegible] بچے یتیم [illegible]
ہاں ضرور [illegible] کریں۔ اور [illegible]
کیونکہ یہ سب بھی تمہارا ہی [illegible]
[illegible] سے ہی ہاتھوں کی [illegible] دیکھتے ہیں۔

خاکسار قاسم علی

سپرنٹنڈنٹ احمدیہ یتیم خانہ قادیان

بیادگار حضرت قاضی مظہر الحق احمدی مرحوم

(از جناب قاضی محمد یوسف صاحب احمدی پشاور)

حضرت مظہر جوان پاک بالطبع سلیم
خوبصورت منکسر [illegible] حیا مرد فہیم
نوجوان پارسا و عالم نیکو عمل
خوشخصال و خوش کلام و اسوۂ خلق عظیم
مظہر الحق یوسف ابن موسوی [illegible] دین
ساکن کوٹ نجیب اللہ ز ایام قدیم
ہمچو ابراہیم بدور ابتلا ثابت قدم
یوسف آسا آں ایوب الکریم ابن الکریم
تابع شرع محمد مومن قرآن پاک
پیرو احمد۔ قدم زن بر صراط المستقیم
بود در اسلامیہ کالج پشاور جاگزین
از پئے تحصیل علم غرب باعزم صمیم
یوم سادس از رجب یوم الاحد بعد عصر
گشت چوں مشغول سیر سبزہ و باد نسیم
ناگہاں افتاد بر خاک آں جوان سرو قد
[illegible] از فضل عظیم
حق [illegible]
[illegible]
[illegible]

دل [illegible]
[illegible]
سر [illegible]
[illegible] کاہش درمیان [illegible]
[illegible]
ہر چہ [illegible] داخل شد [illegible]
گرچہ [illegible]
[illegible]
دل [illegible]
اشک [illegible] چشم [illegible]
یاالٰہی عفو کن [illegible] رفتہ [illegible]
نیز گردانش ز فضلت [illegible]
[illegible] منقطع شد [illegible]
گفت یوسف [illegible] روضۂ جنت النعیم

۳۳۵ — ۸ — ۱۳۳۴

ضروری اعلان

[illegible]

کوئی حلیہ ارسال کریں۔ [illegible]
کردہ [illegible] کی تفصیل لکھتے ہوئے [illegible]
کے نام سے بھیجا کریں۔ تاکہ وہ [illegible]
بتائی [illegible] جمع کیا جائے۔ اور اس کی اطلاع
یتیم خانہ کو بھی دیا کریں تاکہ اخبار میں [illegible]
جاوے۔ خاکسار قاسم علی سپرنٹنڈنٹ

اطلاع بار دیگر

جن احباب کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

...کی تعریف میں
...و ابدال

...سے ہم سے سوال کیا گیا تھا کہ ...نبی واقع ہو سکتے ہیں تو خاتم الاولیاء ...سکتے جس کا جواب یہ ہے کہ ...اولیاء ہیں۔ اور اگر سلسلہ احمدیہ ...ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ...آپ کے بعد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ...نبی ہو سکے۔ اور اگر سلسلہ احمدیہ میں ولی ...ثابت ہو کہ آنحضرتؐ کے بعد بھی کسی نبی ...ہیں۔

...ہوتا ہے کہ سائل صاحب نبی اللہ ولی میں ...اگر وہ فرق کر سکتے تو ایسا اعتراض نہ ...قدر جو ہے اللہ ولی اللہ۔ نبی ولی تو ...ولی ہی نہیں ہوگا۔ نبی خدا تعالےٰ ...ہوتے ہیں جب دنیا کی حالت بد ...ہے اور ہر قسم کی ظلمتوں میں چھا لی ...سے لوگوں کا تعلق قطع ہو کر ...ہو جاتا ہے۔ اور آسمان کی طرف کر ...طرف لگ جاتی ہے۔ ایسی ...نبیوں کو مبعوث فرماتا ہے ...اپنے ہاتھ سے تربیت ...دیتا اور ...اور ...طرف پھیر دیتے ...ہے ...ہیں ...

انہی بنا دیا کیونکہ اسوقت ایسے لوگ موجود تھے جو نبی ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ لہذا اسی لئے اُمت محمدیہ کے حقانی علماء کو مثیل انبیاء کہا گیا ہے۔ چونکہ اس وقت نبی کی ضرورت نہیں تھی۔ اور نبوت کی جو غرض و غایت تھی وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باوجود مستقل طور پر پوری ہو رہی تھی۔ اور ایسی ہو رہی تھی حتی کہ قوم تک حصے کر پہنچتے ہیں کسی نبی نے اس شان سے اس غرض کو پورا نہیں کیا تھا۔ ایسے آپ کی موجودگی میں کوئی دوسرا نبی مبعوث کرنا خواہ وہ آپ کے خدام سے ہوتا۔ کیوں نہ ہوتا ایک عبث کام تھا۔ جو خدا کی شان سے بعید ہے۔ اور جب تک آنحضرتؐ کے بعد آپ کے فیض سے تربیت پانے والے اولیاء اور جو مثیل انبیاء تھے۔ اُمت کی اصلاح کے لئے کافی تھے اس وقت تک خدا نے کسی کو مثیل انبیاء سے ترقی دے کر نبیوں کی صف میں کھڑا نہیں کیا۔ مگر جب دنیا میں ظلمت مستولی ہو گئی اور مثیل انبیاء کے وجود سے وہ کام انجام پذیر نہیں ہو سکتا تھا جو ایک نبی کر سکتا ہے اسوقت خدا نے ایک نبی کو مبعوث فرما دیا۔

بعض جہلاء کہہ دیا کرتے ہیں کہ "اگر آنحضرتؐ کے وقت میں یا بعد میں ضرورت نہیں تھی تو خدا کیوں نہ ایسی ضرورت پیدا کرتا؟" مگر ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اس حماقت سے خدا تعالےٰ کی ہتک کرتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ کے وقت میں یا بعد میں نبی مبعوث کرنے کے لئے ضرورت پیدا کرنے کے یہ معنے ہیں کہ وہ مخلوق جس نے حضور سے فیض اُٹھایا اور بڑی مشکل سے ہدایت یاب ہوئی تھی۔ خدا محض ایک نبی کو پیدا کرنے کے لئے ان سب کو گمراہ کر دیتا۔ تب وہ ضرورت پیدا ہوتی۔ چونکہ خدا کے نبی آتے ہیں۔ مگر کیا اس بات کو کوئی دانا مان سکتا ہے۔ کہ خدا ایک اور نبی مبعوث کرنے کے لئے اپنے عظیم الشان نبی کے تمام کارناموں کو خاک میں ملا دیتا۔ ہرگز نہیں۔

گیا۔ کہ آنحضرتؐ کے وقت میں یا بعد میں کوئی نبی کیوں نہ آیا جبکہ آپ کی امت میں نبی تو اشخاص تھے۔ جس کا جواب ہم بتا چکے ہیں کہ اس وقت نبی کی ضرورت نہ تھی۔ اسی سوال کا یہ حصہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ان معنوں میں ہونے کے باوجود کہ آپ کی روحانی توجہ بھی کامل ہے۔ آپ کے وقت میں نبی نہیں آ سکتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ خاتم الاولیاء ہیں۔ آپ کے وقت میں کیسے کوئی ولی ہو سکتا ہے۔ سو اس کا جواب ہم نے یہ دیا ہے کہ انبیاء کی غرض بعثت ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو اولیاء الرحمٰن بنائیں۔ اور لوگوں کو اپنی روحانی توجہ سے ابدال و اقطاب کے زمرہ میں داخل کریں۔

معترض صاحب نے پوچھا ہے کہ انہیں بتایا جائے کہ سلسلہ احمدیہ میں کون ولی ہے۔ اسکے جواب میں گذارش کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے اُمت احمدیہ میں ہزاروں ولی ہیں۔ جنکو اہل بصیرت دیکھ سکتے ہیں۔ اولیاء و ابدال کے وجود کا پتہ ہم سیدنا حضرت مسیح موعود کے ہی الفاظ میں معترض کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۸۵ پر آپ ایک اعتراض دیکھیں گے جو مولوی سید عبدالواحد صاحب نے کیا تھا۔ جو یہ ہے کہ:۔

"اہل ظاہر تو چشم باطن نہیں رکھتے اس لئے ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو نہ پہچاننا کچھ تعجب نہیں۔ مگر جو لوگ اہل اللہ و اہل باطن ہیں ان لوگوں کا تو حضرت کو بذریعہ الہام وغیرہ پہچاننا ضروری تھا۔ جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم رسالہ تذکرۃ المعاد میں امام مہدی موعود کے حال میں لکھتے ہیں کہ:۔ "ابدال از شام و عصائب از عراق شدہ بیعت کنند"

اس کا جواب تحریر فرماتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ۔

سکتے ہیں [illegible] آپ ہی
ایک تبدیلی پیدا کر لیں۔ اور لوگوں کی لعنت و ملامت
سے بے پرواہ ہو کر حق پر فدا ہو جائیں۔ تو پھر آپ ہی
ابدال میں داخل ہو گیا۔

میری جماعت میں اکثر ایسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے اس سلسلہ کے لئے بہت دکھ اٹھائے ہیں اور بہت ذلتیں اٹھائی ہیں۔ اور جان دینے تک فرق نہیں کیا۔ کیا وہ ابدال نہیں۔ شیخ عبد الرحمٰن امیر عبد الرحمٰن کے سامنے اس سلسلہ کے لئے گلا گھونٹ کر مارا گیا۔ اور اس نے ایک بکری کی طرح اپنے تئیں ذبح کرا لیا۔ کیا وہ ابدال میں داخل نہ تھا۔ ایسا ہی مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف جو محدث اور فقیہ اور سرآمد علماء کابل تھے اس سلسلہ کے لئے سنگسار کئے گئے۔ اور بار بار سمجھایا گیا کہ اس شخص کی بیعت چھوڑ دو۔ پہلے سے زیادہ عزت ہوگی۔ لیکن انہوں نے مرنا قبول کیا۔ اور بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور چالیس دن تک پتھروں میں ان کی لاش پڑی رہی۔ کیا وہ ابدال میں سے نہ تھے؟"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۲)

اور تذکرۃ الشہادتین میں حضرت اقدس انہیں کے متعلق حضرت شہید مرحوم کے اس قول کی تشریح میں کہ میں چھ روز میں پھر زندہ ہو جاؤں گا۔ فرماتے ہیں:۔

"اس قول کے یہ معنے تھے کہ وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دی جاتی ہے۔ چھ روز تک مجھے مل جائیگی اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے۔ یعنی ساتواں دن۔ میں زندہ ہو جاؤں گا۔"

اسی کے مطابق حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ:۔
"یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں۔ وہ چند روز کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں"
([illegible])

وہ ان تمام شخصوں [illegible] بکری کی طرح [illegible] ہو اکثر [illegible] اور ان تمام [illegible] اور [illegible] کو [illegible] کی صفت میں ان کو داخل نہیں [illegible] کیا۔ اور دنیا کی آنکھوں میں ذلیل ٹھہرا دیں حضرت [illegible] کے ارشاد کے مطابق وہ بھی زمرہ ابدال میں شامل ہیں۔ اور ان کے ذریعہ دنیا [illegible] شخص اب تک [illegible] سے سلسلہ حقہ میں داخل ہو چکا ہے [illegible] حضرت خلیفہ اول و خلیفہ ثانی نے ان کو بیعت کی اجازت دے رکھی ہے۔

خاکسار مہر محمد خان شہاب احمدی مالیر کوٹلوی [illegible]

جناب مولوی امجد علی صاحب کو چیلنج

جناب مولوی امجد علی صاحب مہتمم مطبع اہل سنت بریلی [illegible] اللہ تعالےٰ۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ کسی پر بہتان باندھ کر آپ ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ خدا سے خوف کریں۔ اور اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں میں آپ کی کتاب "بہار شریعت حصہ اول" پڑھ کر آپ کی حالت پر افسوس کرتا ہوں۔ آپ نے کس جرأت سے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا مسیح موعود پر الزام لگائے ہیں۔ اور "بہار شریعت" رسالہ کو بیچنے کے لئے ذریعہ بنالیا ہے۔ اور عوام کو دھوکہ میں ڈال کر ظلم عظیم کیا ہے۔ میں آپ کے [illegible] دو مثالیں پیش کر کے نہایت [illegible] آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ

آپ اس کا جواب دیں

[illegible]

[illegible]

آپ [illegible] اس کی [illegible] ہے۔ میں [illegible] چیلنج کو پڑھ کر اپنی غلطی سے توبہ کریں گے [illegible] عظیم الشان [illegible] ان [illegible] کی توفیق دے۔

(۱)

آپ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کی تکفیر کرتے ہوئے بڑی [illegible] طرح پر لکھتے ہیں:۔

"[illegible] کی تکفیر میں اسکے اقوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر۔ اب اسکے اقوال کو سنئے ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳۔ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی"

اس میں آپ نے صفحہ کا حوالہ غلط [illegible] صحیح صفحہ [illegible] ہے [illegible]۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ آپ نے کس دلیری سے دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے ایک اتہام حضرت [illegible] علیہ السلام پر لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اور اسی براہین احمدیہ کی نسبت ازالہ [illegible] میں لکھا ہے۔ "براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے"

ہم نے ازالہ اوہام کے مختلف ایڈیشنوں کو دیکھا ہمیں کہیں یہ عبارت نہیں ملی

مولوی صاحب! افسوس ہزار افسوس۔ آپ [illegible] کتاب [illegible] لکھتے ہوئے خدا سے نہیں ڈرتے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

افسوس [illegible]

[illegible]

[illegible] کتاب

[illegible] صاحب کی تحریب [illegible]
[illegible] لکھتے ہیں [illegible]
[illegible] حضرت رسول خدا [illegible]
[illegible] خدا کی [illegible]
ہوا۔ [illegible] اعتراضات کر کے مولانا
[illegible] صاحب نے ایک رسالہ قہر الدیان کے
[illegible] کیا تھا۔ [illegible] کے حق میں
قہر ہو گیا۔ بلکہ خود خدائی قہر کے نیچے ہیں و
[illegible] کا اس [illegible] شریعت"
[illegible] کیا پھل دے گا۔ آپ
[illegible] کہ خدا کا [illegible] آپ کے [illegible]
[illegible] نہیں اٹھا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ خود
[illegible] ہے۔ [illegible] ہے"
[illegible] دشمن تیرے
[illegible] پھر جلیں تیرا
[illegible]
[illegible] تیرا

چیلنج

[illegible]

ویدک تعلیم عالمگیر نہیں

ہندوستان کی نئی مذہبی کوششیں باوجود [illegible] آریہ سماج نے بے دلائل دعاوی میں سے ایک دعویٰ ویدوں کے متعلق یہ بھی سننے میں آتا ہے کہ ویدک تعلیم ہی دنیا میں عالمگیر ہو سکتی ہے۔ دوسری نہیں۔

ہم ذیل میں اس دعویٰ کی سچائی کو ویدک مذہبی تعلیم کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھتے ہیں جس سے معلوم ہو جائیگا کہ ویدک تعلیم کہاں تک عالمگیر کہلانے کی مستحق ہو سکتی ہے۔ اور آریہ سماج کا یہ دعوے کہاں تک اپنے اندر سچائی و حقیقت رکھتا ہے۔ وھو ہذا:-

"[illegible] پرمیشور دیا جن ! آپ ناچنے کے لئے گنتری سے براہمن پیدا ہوئے۔ سوت (گویا لڑکا) کو گانے کے لئے۔ گانیوالے نٹ کو دھرم کی حفاظت کے لئے (انکو) پیدا کیجئے (6)"

(تفسیر دیانندی ہندی ص۱۰۲۸ یجروید ادھیائے ۳۰ منتر ۶)

ویدوں میں پرمیشور انسان کو ایسی وہ باتیں سکھلاتا ہے کہ جنکو پڑھ کے ایک سلیم الفطرت انسان ہرگز کبھی یہ گمان نہیں کریگا کہ یہ کلام پرمیشور کا کبھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کسی علم موسیقی کے شوقین کا ہو گا۔ جو لوگ رلیاں منانے کا [illegible] آتا ہے اور وہ سروں کو بھی اس کام میں مشغول و مصروف کرنا ضروری سمجھتا ہے تاکہ کہ اسکے [illegible] کو دیکھ کر اسے کوئی ملزم نہ بنائے۔

معزز ناظرین ! اس قسم کا ایک ہی منتر نہیں بلکہ اور بھی بہت سے ہیں جنہیں سے ایک اور پیش کر کے بتلاتے ہیں کہ ویدک تعلیم و اخلاق کے متعلق بانی آریہ سماج کس قسم کا فتوے دیتا ہے۔

[illegible]

مہاشی دیانند جی نے [illegible] پر ظاہر فرماتے ہیں کہ

"لڑکوں کو چاہیئے کہ ہنسی اور ناچ وغیرہ گناہوں کو چھوڑ کر اور گانے بجانے ناچنے وغیرہ کی تعلیم کو حاصل کر کے [illegible] ہو رہیں"

ہم اس پاک تعلیم کی نسبت اپنے الفاظ میں کسی قسم کی رائے زنی کرنے سے بہتر یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے دوستوں کو کبیدہ خاطر نہیں کرتے بلکہ بجائے اسکے سوامی دیانند کا رہا سہا ہی اپنی تعلیم کے متعلق جو انہوں نے کیا ہے۔ کافی سمجھتے ہوئے ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش اردو ص۱۹۶ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"نفسانی لذتوں سے پیدا ہونیوالے عیبوں کا شمار یہ ہے (۱) شکار کھیلنا (۲) چوپڑ کھیلنا (۳) دن میں سونا (۴) شہوانی بات چیت یا دوسرے کی غیبت کرنا (۵) عورت کی بہت صحبت نشہ والی چیزوں یعنی شراب (۶) افیون۔ گانجہ بھنگ چرس وغیرہ کا استعمال (۷) گانا (۸) بجانا (۹) ناچنا یا ناچ کرانا سننا اور دیکھنا (۱۰) بیفائدہ ادھر ادھر پھرتے رہنا۔ یہ دس کام (شہوت) سے پیدا شدہ عیب ہیں۔

اس [illegible] کے اوپر راجی بھی لکھتے ہیں کہ :-

"وہ جو راجہ لذات نفسانی سے پیدا ہوئے دس عادات میں پھنستا ہے۔ وہ "ارتھ" یعنے حکومت و دولت وغیرہ سے اور دھرم سے محروم ہو جاتا ہے۔" ستیارتھ ص۱۶۵

ویدمیں تو ویدک ایشور [illegible] ناچنے کی تعلیم کو انسان کے لئے لازمی قرار دیتے ہیں بلکہ لڑکوں کو سکھلاتے ہیں کہ تم نٹ اور اپنے لڑکے وغیرہ کے پیدا کرنے کی بجائے [illegible] میں ڈالنا۔ مگر سوامی جی یہی ہیں کہ ویدکی اس تعلیم کا بری طرح تانا بانا ادھیڑتے ہوئے بتلاتے ہیں کہ گانا بجانا ناچنا یا ناچ کرانا یہ سب عیب شہوانی ہیں۔ اور ان دس عیبوں کے متعلق بتلاتے ہیں کہ [illegible]
میں [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] اٹھا [illegible] جہاں جہاں [illegible] بلند مینار پر پہنچا دے۔ اور مفلسی و فاقہ کشی سے نکال کر دولت و حکومت کا وارث بنا دے۔

نظیر کے لئے ہم صرف اسلام کو پیش کرتے ہیں کہ اس کے آنے سے کس طرح عرب کے بدو ناکارہ و بدمعاش شراب، جوا اور قتل ڈکیتی وغیرہ ہزارہا معیوب و مذموم افعال کے مرتکب ہوتے تھے۔ علم و معرفت کی روشنی سے منور ہو کر باخدا انسان بن گئے۔ اور جن کی زندگی کا گذارہ صرف کھجور اور بکری وغیرہ کے دودھ پر تھا۔ اور پہننے کو ٹاٹ یا کمبل کے ٹکڑے میسر تھے۔ وہ پاک اسلامی تعلیم کی بدولت قیصر و کسریٰ کے وارث بنے۔ اور اسی پر بس نہ کرتے ہوئے خدا نے ان کو دنیا کے بہت بڑے حصے کا والی و بادشاہ بنا دیا۔

یہ تو اسلامی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ مگر ویدک تعلیم نے [illegible] دولت و دین کو بھی ہاتھ سے کھو دیا۔ لہٰذا ثابت ہو گیا۔ دنیا میں اگر کوئی عالمگیر اور زندہ مذہب کہلانے کا مستحق اور جائز حقدار ہو سکتا ہے۔ تو وہ اسلام ہے۔ اور کوئی نہیں۔

اب ایک دو لطیفے [illegible] ناظرین کو بتلاتے ہوئے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

[illegible] آپ [illegible] چارہ [illegible] کے [illegible] وغیرہ [illegible] سے [illegible] والے [illegible] ۔۔۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] انسانی زندگی [illegible] ہے [illegible] پیدا کرنے کی [illegible] کیوں حکم دیا گیا [illegible] ہم اور ہمارے تمام قارئین کرام بھی آپ کا شکریہ ادا کریں گے۔

غور سے سن لو! [illegible] انسانوں کے رحمت نہیں بلکہ پہلے درجہ کی زحمت کا موجب ہے۔ شکر ہے کہ انسانی دنیا نے اس تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہو جاتا تو جیسے آج بیتو اور کھٹمل موسم برسات میں بے حساب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سانپ انسانی زندگی کے خاتمہ کا ہی باعث ہو جاتے۔ اور یہ خوشگوار زندگی ایک پل میں تلخ ہو جاتی۔

ہاں ہاں اے آریہ بھائیو! اگر حقیقی خوشی و شادمانی سے پُر تعلیم دیکھنا چاہتے ہو۔ تو وہ پاک اسلام کی تعلیم ہے۔ [illegible] نہیں۔ بلکہ اس پر عمل پیرا ہونے والوں کی مثالیں تاریخ کی اوراق گردانی میں بکثرت پاؤ گے۔ جو کہ اسی پر عمل کے دنیا و دین کے جائز وارث بنے۔ اور اپنے عمل سے دکھا دیا کہ اگر کوئی مذہب یا تعلیم دنیا میں انسان کے لئے رحمت کا باعث ہو سکتی ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔

تیسرا شتر ملاحظہ ہو۔

[illegible] آپ [illegible] کو مرنا [illegible] ۔۔۔ [illegible]

[illegible]

مصلح موعود

مصلح موعود کے متعلق [illegible] بعض احباب [illegible] حضرت [illegible] صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و تحریرات سے ثابت کیا کہ حضور ہی مصلح موعود ہیں۔ [illegible] صاحبان نے مستقل رسالہ جات بالترتیب بنام پسر موعود، مصلح موعود، نشان فضل، نشان رحمت، خلافت محمود، مصلح موعود شائع فرمائے۔ جو کہ بہت سے احباب کے لئے موجب ہدایت و رشد ہوئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مگر ادھر مولوی محمد علی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے متعلق مصلح موعود تو کیا [illegible] گوارا کر سکتے تھے۔ آپ نے بھی المصلح الموعود نام رسالہ لکھا۔ اور باوجودیکہ [illegible] حضرت اقدس کی تحریرات میں [illegible] کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میاں محمود احمد صاحب کو [illegible] پیشگوئی اور [illegible] اشتہار کے [illegible] والی پیشگوئی کا مصداق بالفاظ دیگر مصلح موعود [illegible] پیشگوئی کا مصداق [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے [illegible] نصیحت
[illegible] آ رہا ہے
[illegible] تھی۔ یہاں تو
[illegible] رسول بالا
[illegible] تھا کہ تم
[illegible] جب کوئی رسول ایسی بات
[illegible] کے برخلاف ہو۔ تو
[illegible] کے قبل
[illegible] ہیں۔

[illegible] بہت خوش کن
[illegible] فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا لکھنا اور
[illegible] ہیں۔ مگر وہاں یہی کہو کہ
[illegible] کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور
[illegible] صاحب [illegible] کا لکھنا برابر ہے
[illegible] کا قول فوقیت رکھتا ہے
[illegible] ہے۔

[illegible] بیان کروں گا کہ سیدنا
[illegible] صاحب خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ
[illegible] حضرت مسیح موعود کے الہامات کے رو
[illegible] مسیح موعود ہونے
[illegible] اللہ علیہ وسلم کا
[illegible] موجود ہے
[illegible] اول تو
[illegible]

[illegible]

کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ تجلی ظہور [illegible]

(۲) حضرت [illegible] نے ایک خط بنام مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ لکھا ہے جس میں مندرجہ بالا دہم جولائی ۱۸۸۸ء کا ذکر کرتے ہوئے یہاں تک تحریر فرمایا ہے:-

"چنانچہ آپ کو اور سب کو معلوم ہے کہ بشیر کی موت سے پہلے دہم جولائی ۱۸۸۸ء کو اشتہار میں یہ پیشگوئی شائع ہو چکی ہے۔ کہ لڑکا پیدا ہونیوالا ہے جو اولوالعزم ہوگا۔ اور ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں بھی وہ فقرہ الہامی کہ انہوں نے کہا کہ آنیوالا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور بشیر کی موت سے پہلے جب آپ قادیان میں ملاقات کے لئے تشریف لائے تو زبانی بھی اس آنیوالے لڑکے کے بارہ میں اکثر الہام سنا دیا گیا۔ یعنی یہ کہ ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ تجلی بالبشارۃ۔ وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔"

(۳) اسی خط کے آخر میں لکھتے ہیں:-

"ایک الہام میں اُس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا۔ یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے جس کی نسبت فرمایا اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ تجلی البشارۃ۔"

(نوٹ) اس تحریر سے مراد اشتہار کی جز ۔ دہم جولائی ۱۸۸۸ء کا اشتہار ہے۔ جسمیں لکھا ہے:-

"ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا۔ اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔"

ان تینوں الہامات کے ملاحظہ [illegible] تحریر مطالعہ کرنے سے [illegible] اور یقینی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کو ایک عظیم الشان بیٹے محمود نامی کی [illegible]
[illegible]

[illegible] بطور [illegible] سے [illegible] کہ یہ [illegible] احمد [illegible] مرزا بشیر الدین محمود احمد [illegible] کرنے کے لئے [illegible] ایک [illegible] ندا جس میں [illegible] جنوری ۱۸۸۹ء
[illegible] سے [illegible] وبشارات سے بھری [illegible] محمود رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اشتہار تکمیل تبلیغ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں تحریر فرماتے ہیں:-

"خدائے عزوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اپنے لطف و کرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اول کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ سو آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا۔ اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے ...... مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا ؎

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

پس اگر حضرت باری جل شانہٗ کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے کہ جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاؤل بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے۔ ظہور میں آئی۔ تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو۔ ورنہ وہ بفضلہ تعالیٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔"

[illegible]

[illegible] ... پیدا ہوں گے ... [illegible]
[illegible] عت پیدا ہیں ہوئے کے
... حضرت اقدس ... السلام یادگی ... کے
... [illegible] ... محمود ہے۔ مگر
... کے بعد دوسرے وعدہ الٰہی اور الہام الٰہی کے
... اس بیٹے کا نام محمود رکھا گیا۔ اور
... مبارک ... محمود ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو
... اگر ... گا۔ ورنہ میعاد کے اندر اور عطا کر دیگا
... وعدہ الٰہی پورا ہو کر رہے گا۔ اسکے بعد جناب
... بشیر احمد صاحب ایک الگ پیشگوئی کے ماتحت
... ہوئے۔ اور جناب میاں شریف احمد صاحب
... الگ پیشگوئی کے ماتحت پیدا ہوئے۔ اور
... مبارک احمد صاحب مرحوم ایک الگ پیشگوئی
... ماتحت پیدا ہوئے۔ کیا مولوی محمد علی یا کوئی
... ترین ساتھیوں میں سے اس امر کا ثبوت
... صاحب کی تحریرات یا تقریرات سے دے
... ہے۔ کہ کسی وقت حضرت اقدس نے اپنی بعد
... زندگی میں پسر موعود محمود نام کے متعلق تردد
... یا اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق
... کیا۔ ہرگز نہیں کیا۔ اور ہرگز ایک لمحہ کے
... بھی تردد نہیں کیا۔ بلکہ برخلاف اسکے جب کبھی
... بشارات الٰہی کے ذکر کا محل اور موقعہ پایا۔ ہر ایک
... کو اسی کی بشارت کے ذیل میں بیان کیا انا نگاہ
... سیدنا محمود احمد صاحب کو ایک خاص نشان کے
... میں مذکرہ بالا پیشگوئیوں کے پورا ہونے
... بارہ میں پیش کیا۔ کیا اہل اللہ کا یہی شیوہ ہوتا
... کہ محض ایک شک کی بات کو نشان الٰہی کے رنگ
... میں پیش کر دیا کرتے ہیں۔ پس اس پیشگوئی کے الہامی
... کے وقت کچھ تو شرم و حیا سے کام لیا جانا
... چاہئیے۔
... مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ حضرت اقدس
... سب بیٹے موعود تھے۔ لیکن انہیں مصلح موعود
... نہیں۔ ... [illegible] ... کہ سیدنا
[illegible]

... میں ... [illegible] ... نہیں ہے ... [illegible]
... والے ... [illegible] ...
پیشگوئی کے ... ہیں۔ ... [illegible]
گردہم ... ۱۸۸۶ء جیسی والی پیشگوئیوں کے نام
یہ کہنا کہ آئندہ چار سدی کو وہ ... [illegible] ...
فضل قبلی ہے۔

اب میں خدا کے فضل سے رسول کریم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی الہامی شہادت پیش کرتا ہوں۔ کہ
سیدنا محمود احمد صاحب ہی موعود محمود ہیں کہ جو حسن
واحسان میں اپنے والد بزرگوار حضرت مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظیر اور اولوالعزم ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ التبلیغ مشمولہ
آئینہ کمالات اسلام میں مصلح موعود والی پیشگوئی کا ذکر
فرماتے ہوئے صفحہ ۵۷۸ پر ایک حاشیہ درج فرماتے
ہیں:۔

”قد اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان المسیح الموعود یتزوج ویولد لہ۔ ففی
ھذا اشارۃ الی ان اللہ یعطیہ ولدا صالحا
یشابہ اباہ ولا یاباہ ویکون من عباد اللہ
المکرمین والسر فی ذلک ان اللہ لا یبشر
الانبیاء والاولیاء بذریۃ الا اذا قدر
تولید الصالحین وھذا ھی البشارۃ
التی قد بشرت بھا من سنین ومن قبل
ھذا الدعوی لیعرف اللہ بعد العلم
فی اعین الذین یستشرفون وکانوا
للمسیح کالجاحدین“

جس کا ترجمہ ہے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ بالتحقیق مسیح موعود ایک
نکاح کریگا۔ اور اس کے لئے ایک بیٹا ہوگا۔ پس اس میں
اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کو ایک ایسا فرزند صالح

* مولوی محمد علی ... کہ میاں صاحب ... [illegible]
حضرت صاحب ... [illegible] ...
... کرتے

[illegible] ...
... [illegible] ...
کے کرم ... ہوں سے ہوگا۔ ... [illegible]
کیا ... [illegible] ...
کی ... [illegible] ...
ہو۔ کہ ان کو صالح اولاد عطا فرمائے گا۔ ... [illegible]
بشارت ... [illegible] ...
سے ... (الہامات متواترہ) بشارات
دی جا رہی ہیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اس نشان کے ذریعہ
متلاشیان حق کو صحیح معرفت عطا فرمائے۔ ہر اس شخص
کے لئے جس کی فطرت میں کچھ بھی مادہ صلاحیت ہے
یہ حاشیہ بالکل فیصلہ کر دیتا ہے۔ کہ سیدنا محمود
صاحب جو کہ الہام ”حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا“
کے یقینی مصداق ہیں (جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے)
حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بھی
صحیح مورد ہیں۔ کیونکہ یولد لہ کے معنی از روئے قواعد
زبان عرب یہی ہیں۔ جو کہ حضرت اقدس نے کئے ہیں
اور جو اوپر درج ہیں۔ یعنی یشابہ اباہ ولا یاباہ
اپنے باپ کے ہم رنگ ہوگا۔ مخالف نہ ہوگا۔ جو کہ
و ”حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا“ کے بالکل مترادف
ہیں۔ سبحان اللہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کے
لئے یہ کتنا عظیم الشان نشان ہے۔ کہ پہلے تو
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مسیح کے لئے
یتزوج ویولد لہ کا الہام کرتا ہے۔ پھر تیرہ سو سال
قبل اسکے اپنے بندے کو الہام دیتا ہے۔ کہ ... [illegible]
ہے۔ الہام کرتا ہے۔ کہ تجھے ایک بیٹا عطا کیا جائیگا
جو حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اللہ اکبر کتنا
عظیم الشان نشان ہے ... [illegible] ...
وہ محمود ... حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا“
کا مصداق ہے۔ ابھی چار سو برس ... [illegible]
انا الیہ راجعون۔ کیا عقل ماری گئی ہے ... [illegible]
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ... [illegible] ...
کی صداقت ... [illegible] ...
[illegible]

[illegible]

[illegible] ہوگا۔ جو کمالات میں آپکے [illegible]
[illegible] کا عطا کرنا کیا خصوصیت [illegible]
[illegible] کے دوسرے کے [illegible]
[illegible] امر محال ہے۔ یہ صاف بات ہے
کہ [illegible] صاحب [illegible] کو اس پیشگوئی حسن [illegible]
[illegible] مسیح موعود بنا نا گویا
[illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا تکذیب
[illegible]

[illegible] یہ قیمت جناب [illegible]
[illegible] کی تفریح کے
[illegible] یتزوج بھی موجود [illegible]
[illegible] کرے گا۔ جو کہ
[illegible] رکھتا ہوگا
[illegible] مسیح موعود کا کس قدر
[illegible]

[illegible]

آپکے متعلق الہام کرتا ہے۔ پھر ترموجودہ بیوی
[illegible] پھر اپنے بعد مسیح موعود کو علیہ السلام
کے الہام کر [illegible] کی طرح پیدا ہوئی
درحقیقت [illegible] آپکو الہام کیا جاتا ہے
"اذکر نعمتی رأیت خدیجتی" رسالہ اربعین نمبر
[illegible] علیہ السلام نے اس پر یہ شرح درج فرمائی
ہے "یہ الہام براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اور یہ
مصداق الہام [illegible] ہے جس میں کئی برس پہلے خبر دیگئی
تھی [illegible] بشارت دیگئی تھی کہ تمہاری شادی
خاندان سادات میں ہوگی تا پیشگوئی حدیث یتزوج
ویولد لہ پوری ہو جائے۔ یہ حدیث اشارہ کر رہی
ہے کہ مسیح موعود کو خاندان سادات سے تعلق دامادی
ہوگا۔ کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ یولد لہ
کے موافق صالح اور طیبہ اولاد پیدا ہو۔ اسلئے اور
طیب خاندان سے چاہیئے۔ اور وہ خاندان سادات
ہے۔ اور فقرہ خدیجتی سے مراد اولاد خدیجہ یعنی
بنی فاطمہ ہے" پھر یہی الہام معہ دیگر الہامات
کے تریاق القلوب میں درج فرماکر صفحہ ۔ میں تحریر
فرماتے ہیں "خدا نے اس نے ایک نئے خاندان
کے لئے مجھے اس الہام میں ایک نئی بیوی کا وعدہ
دیا۔ اور اس الہام میں اشارہ کیا کہ وہ تیرے لئے
مبارک ہوگی۔ اور تو اس کے لئے مبارک ہوگا
اور مریم کی طرح اس سے تجھے پاک اولاد دی جاویگی
سو جیسا کہ وعدہ دیا گیا تھا۔ ویسا ہی ظہور میں آیا"
اب ان صاف اور روشن بینات کے ہوتے
ہوئے [illegible] محکمات کے بر متشابہات
کی پیروی کرنا اور عمداً کجی کی راہ اختیار کرنا پاکیزہ
فطرت انسان کا کام نہیں۔ حضرت اقدس نے
[illegible] یتزوج کی مصداق [illegible] بیگم کو
قرار دیا ہے۔ یا میاں مبارک احمد مرحوم کو [illegible]
[illegible] ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی
کا مصداق [illegible] ہے یہ ایک اجتہادی غلطی ہے
[illegible]
[illegible]

ہے۔ چنانچہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے [illegible]
[illegible] کو عطا فرمادیا۔ اور حضرت [illegible]
نے [illegible] قرار دیا ہے۔ مگر [illegible]
[illegible] کے مصداق [illegible] کی طرف جاتے ہیں
ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا
من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔
اب جب ثابت ہو گیا کہ بموجب پیشگوئی حضرت نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم و بروئے تحقیقات و الہامات حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موعود ام المؤمنین صاحبہ
سیدہ خاتون رضی اللہ عنہا [illegible] زوجہ مطہرہ مسیح موعود
ہیں۔ اور آپ کا پاکباز اور طیب بڑا بیٹا سیدنا محمود احمد
صاحب سلمہ ربہ پسر موعود ہیں۔ تو اب آپکے مصلح موعود
ہونے کے بارے میں تردد رکھنا عمداً جادہ صواب سے
منحرف ہو کر ظلمت اور ضلالت کے چاہ میں پڑنا ہے۔
حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے
پاک کلمات یتزوج ویولد لہ کیسے مربوط اور حاوی ہیں
اور کس قدر ابلغ ترتیب سے واقعہ ہوئے ہیں۔ کہ ان کی
موجودگی میں نہ تو یہ کہنا جائز ہے کہ وہ عظیم الشان موعود
پھر کسی وقت پیدا ہوگا۔ کیونکہ اسکے لئے زوجہ کی شرط
موجود ہے۔ اور آئندہ نسل کی کوئی خاتون خواہ اسی
خاندان سے ہی کیوں نہ ہو۔ زوجہ محترمہ مسیح موعود کی
عزت حاصل نہیں کرسکتے۔ بلکہ اس کو زوجہ مسیح موعود
کہنا خلاف قرآن کریم ہے۔ کیونکہ وہ محرمات سے ہوگی
اسی طرح یہ کہنا بھی جائز نہیں۔ کہ وہ مولود روحانی تعلقات
کی بنا پر ہوگا۔ اب ہو یا آئندہ۔ کیونکہ وہ زوجہ غیر از مسیح
موعود کا مولود ہوگا۔ جو کہ منافی پیشگوئی نبوی کے ہے
اللھم صل علی محمد و آل محمد و بارک وسلم
انک حمید مجید
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی حاشیہ
[illegible] میں ایک قانون الٰہی کا بھی ذکر فرمایا ہے جو

[illegible] حضرت نعمت اللہ شاہ ولی کا یہ الہام بھی اسی حدیث
[illegible] ہے [illegible]
[illegible]

[illegible] کے متعلق
بشر لاانبیاء ولا اولیاء [illegible]
اولیاء قصد المعین۔ یعنی الحتین اصر نعلے اپنے
[illegible] اولیاء اگر [illegible] کی بشارت دینا ہے جب
[illegible] کر لیتا ہے۔ کہ ان کو سامنے پیدا کریگا۔
[illegible] غور ہے کہ ان مدعیان بیعت مسیح موعود کے
[illegible] کیا حضرت مسیح موعود جملہ اولیاء میں سے تھی
[illegible] یا نہیں۔ اور اگر ہیں تو پھر ان کی اولاد کو اس
[illegible] الٰہی سے خارج کر دینے میں اسکے پاس کیا دلیل
[illegible] کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ان کی فطرتیں ضد اور تعصب
[illegible] مسخ ہو گئی ہیں۔ کیا سچ فرمایا حضرت مسیح موعود
[illegible] الام نے۔ [illegible] کالی [illegible]۔ خود
[illegible] کی ہستی فاجہ ہے۔ کہتے ہیں کہ مصلح موعود
[illegible] نامی تعیین دکھاؤ۔ کیا جو کچھ مسیح موعود [illegible]
[illegible] میں عہدہ دیا ہے آپ نے اسکو [illegible]
یا ایھا النبی المعمور الحائق المعتمر۔ [illegible]
اول کو ہی مقدم رکھا۔ پھر اہلبیت کی نسبت الہام
ہے۔ ان اللہ معک ومع اھلک [illegible]
معک۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے اور تیرے
[illegible] ساتھ ہے اور ہر اس شخص کے ساتھ ہے جو تیرے
[illegible] محبت کرے۔ اس الہام الٰہی سے ثابت کر [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ کی ذیل محبت ہے۔ ایک اہل بیت ہونے کے
[illegible] دوسرے محبت کرنیوالوں سے اول المحبین ہونے
[illegible] ہے۔ بلکہ الہام کی ترتیب پر نظر کرنے سے معلوم
[illegible] کہ اہل کو محبین سے مقدم کرنے سے اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء
[illegible] صاحب ہے وہی محبت کریگا۔ جاہل بیت کریگا کیونکہ
[illegible] اہلبیت سے دشمنی کی تو پھر خدا کی معیت ایسکے ساتھ [illegible]
[illegible]۔ کیونکہ دوست کا دشمن بھی دشمن ہی ہوتا ہے اس
[illegible]۔ اسی کی تائید میں حضرت اقدس کا وہ قول ہے جو
[illegible] ۱۳۰ [illegible] میں [illegible] ہے۔ اور اسپای
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible] آپ کو مبارک ہو اور [illegible]

زلزلہ ہولناک مصائب جاپان

کروکوٹ میں ۱۸ برس کی کوشش کے پیچھے پہاڑ آتش فشانی کا آغاز ہوا۔ جس نے ضلع کیدائرہ میں عام پریشانی و مصیبت پھیلا دی۔ یکشنبہ کو دلیر ساڑھے نو بجے نصف شب کے بعد کلوٹ سے زور کی گڑگڑاہٹ مسموع ہونے لگی۔ جو بجلی کی کڑک کی طرح دہشت ناک تھی اور ساتھ ہی رکشتی کے شعلے آسمان کی طرف اٹھتے نظر آتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد جس ہوٹل میں مس موصوفہ فروکش تھیں۔ اس کے خادم نے چلا کر کہا۔ کہ مواد آتشیں بڑھا چلا آتا ہے۔ پتھر کی بڑی بڑی سلیں نیچے زمین کی طرف لڑھک رہی تھیں۔ جن میں سے بعض دو فاصلہ پر جا پڑ رہی اڑتی ہوئی رولر سے لڑھکتا [illegible] پھیل گیا۔ اس اثنا میں جھیل کوٹ کی گرم پانی کی ندی [illegible] جو لحظہ بلحظہ جسامت میں بڑھتی اور اور تیز رفتار میں تیز تر ہوتی جاتی تھی۔ بلنار نامی شہر کی سمت رخ کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اتنے میں [illegible] [illegible] کی موٹر ایک موٹر میں آئی۔ [illegible] اس نے ہم سے کہا کہ موٹر میں سوار ہو جاؤ۔ میں تمہیں حفاظت کی جگہ پہنچا دونگی۔ آب گرم کے تیز سیلاب کے گھیرے سے بچنے کے لئے ہم چوبیس آدمی موٹر سوار ہو گئے۔ یاں جہاں کہیں ممکن ہو سکا موٹر سے نکل گئے فی الواقعہ یہ ہماری بڑی خوش قسمتی تھی۔ کہ اس تباہی سے بچ گئے۔ جس نے پچاس ہزار نفوس کو قبل از وقت موت کا نشانہ بنا دیا۔ اس سیل بلا کی چوڑائی دس میل اور گہری چار فٹ تھی۔ جہاں سے گزرا اسے خاک سیاہ کر ڈالا۔ یہ جھیل کی سوتی ویران [illegible] گیا۔ ادھنار کے ریلوے اسٹیشن۔ انجن۔ گاڑیاں وغیرہ بہا لے گیا۔ بلنار جیسی اس نے ہر

[illegible] کہ [illegible]
[illegible] بھی [illegible] ہو گئے۔ [illegible]
تمام [illegible] کیدائرہ [illegible] منازل
کلوٹ کے قریب دیہات جھیل سے مجھے پہنے دریا کے زیادہ صرف ہو گئے۔ بقول مس کریون اس کھولتے ہوئے پانی کی روانی تین گھنٹے جاری رہی۔ ایک یورپین کو جو لبستر پہ تھا پانی کئی میل بہا لے گیا۔ گرد و غبار کا طوفان دور دور تک رہا۔ جس کی سختی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ شکر و قہوہ کا ایک بڑا رقبہ تباہ ہو گیا۔ اور نیز اس نے دن کی رات بنا دی۔ بہت سے یورپینوں کا تمام اثاثہ ضائع ہو گیا۔ اور خود یورپینوں کی جانیں کھولتے ہوئے پانی کی نذر ہو گئیں۔ بلنار میں تمام چینی کیمپ ناپید ہو گیا۔ ۱۳۴۳ لاشیں پھول کر لت پت پائی گئیں۔ نیدرلینڈ کے [illegible] جنرل کو گورنر جنرل ڈچ انڈیز نے اس مضمون کا تار موصول ہوا ہے۔ کہ تلف شدگان و مفقود الخبروں کی تعداد پندرہ ہزار تخمینہ کی جاتی ہے۔ جانوں کے نقصان کے علاوہ سرکاری بیان ہے۔ کہ چالیس ہزار ایکڑ پر جو وہاں برپا ہوا تھا۔ وہ برباد ہو گیا ہے قحط کے زمانہ میں بہت بڑا نقصان سمجھا جاتا ہے۔ جزیرہ کے جنوب مشرقی حصہ میں شکر کے کھیتوں کو بھی سخت ضرر پہنچا ہے۔ اگر بارش نہ ہوئی۔ تو کچھ بھی میسر ہوگا۔ ریلوے لائن بھی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی ہے۔ جس کی مرمت میں دو ماہ صرف ہونگے۔ گزشتہ معیت زدوں عاشمیں سرگرمی کو مصروف [illegible] بنا [illegible] [illegible] میں اشیاء [illegible] کی بسا [illegible] [illegible] کی اطلاعات [illegible] [illegible] [illegible] نقصانات [illegible] میں آیا بالخصوص [illegible] [illegible] خاک سیاہ ہو گئے ہیں کہ [illegible] [illegible] پانی کی نہریں [illegible] کی طرف رواں ہو گئیں۔

[illegible] مخصوص رعایت

[illegible] تعالیٰ میں رمضان کے خاص فضل [illegible] [illegible] اور ہر ایک خیر کا اجر عظیم ملتا ہے [illegible] فاروق بھی بدستور سابق جیسا کہ ہر سال [illegible] کتابوں کی رعایتی اعلان کیا کرتا ہے۔ [illegible] کے لئے حسب ذیل رعایتوں کا اعلان کرتا ہے [illegible] یکم شوال یوم عید الفطر تک درخواست [illegible] وہ یہ رعایت حاصل کر سکتے ہیں اور جن [illegible] کو عید رمضان یہ پرچہ ملے وہ بھی اس [illegible] رعایت [illegible] بشرطیکہ [illegible] درخواست میں یہ لکھ دیں کہ ان کی نظر سے [illegible] رمضان المبارک کا یہ پرچہ گزرا ہے اور ایسی درخواستوں [illegible] ۳۰ جولائی [illegible] تک میعاد ہوگی۔

پہلی رعایت | جو رمضان المبارک میں خریداری [illegible] فاروق کی درخواست کرے [illegible] آئندہ سال کا [illegible] کا چندہ بجائے [illegible] نصف دو روپیہ لیا جائیگا

دوسری رعایت | جو صاحب درخواست کے ساتھ [illegible] قیمت ارسال کریں ان سے [illegible] کی قیمت بجائے دو روپیہ کے ایک روپیہ نصف [illegible] کی لی جائیگی۔

تیسری رعایت | جو صاحب نقد قیمت درخواست کے ساتھ ارسال کریں ان کو صرف [illegible] حضرت [illegible] کی نصف قیمت بجائے ایک [illegible]

[illegible] کتابوں کی قیمت رعایتی [illegible] ہر ایک کتاب کے نیچے لکھی [illegible]

علمائے خلف - مولوی ثناء اللہ امرتسری اور موجودہ زمانہ کے علماء کا چٹھا قابل دید ہے۔ ۲ / ۔

آئینہ حق نما | ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ الہامات مرزا کا مکمل اور مفصل جواب جو ابھی

فیصلہ آلہی اور ثنائی روسیاہی، فیصلہ خدا کی پر مسلمات ثنائی۔ ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار

مولوی ثناء اللہ کس آخری فیصلہ والے اشتہار کا جواب ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امرتسری مکذب کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔ مگر وہ بھاگ گیا۔ یہ تینوں رسالے ہر ایک احمدی کو اپنے پاس رکھنے ضروری قیمت ۲ / ۳

ختم نبوت کی حقیقت | ان تمام حدیثوں کا جواب جو غیر احمدی علماء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوۃ ختم ہو جانے اور نبی نہ آنے کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں ختم نبوۃ کی حقیقت کھول کر بیان کی گئی ہے۔ قیمت ۲ / ۔

شدھی کی اشدھی | آریوں کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے زبردست کتاب صفحات پانچسو روپیہ قیمت ۱ / ۔

پیدائش عالم | دیانندیوں کے عقیدہ کا رد جو کہتے ہیں کہ دنیا کا سلسلہ ازلی ہے۔ پیدا شدہ نہیں۔ قیمت ۲ / ۔

ازالۃ الشکوک | آریوں کے بیس اعتراضوں کا جواب جو وہ اسلام پر کرتے ہیں۔ قیمت ۲ / ۔

ویدک توحید کا آئینہ | آریوں کے ویدوں سے بت پرستی کا ثبوت۔ اور توحید کا عدم [illegible] قیمت ہر کتاب کے ساتھ لکھی ہوئی ہے [illegible] رعایتی ہے۔ [illegible] ایک [illegible]

[illegible] فاروق۔ قادیان

پہلی بشارت | [illegible] حقیقت نامہ سے احمدی رسالہ حصہ سوم وچہارم خدا کے فضل سے شائع ہو گیا ہے۔ اس میں مونگیری علماء کی کتاب [illegible] کا جواب ہے۔ صیغہ تالیف و اشاعت قادیان کی طرف سے شائع ہوا ہے فاروق بکڈپو قادیان سے بقیمت ۲ / مع محصول دستیاب ہوگا۔

دوسری بشارت | اخی المعظم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد کا وہ مقبول عام تبلیغی مضمون جو فاروق ۱۵-۱۶-۱ میں زیر عنوان انسان کس طرح حقیقی کامیابی حاصل کر سکتا ہے شائع ہوا تھا نہایت خوبصورت سائز اور عمدہ کاغذ اور خوشخط لکھائی چھپائی سے مزین ہو کر بصورت ٹریکٹ نکلنے والا ہے۔ احباب اس ٹریکٹ کو [illegible] طبقہ میں تقسیم کرنے کے لئے ثواب حاصل [illegible] سیٹھ صاحب نے دو صد کاپی اور جناب [illegible] سید عبد الوحید صاحب تاجر [illegible] منصوری نے [illegible] کاپی کی خریداری [illegible] دیگر شائقین بھی جلد خریداری کی درخواست [illegible]

تیسری بشارت | امرتسر ثنائی۔ جس میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کا وہ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل [illegible] حرف بحرف سطر بسطر صفحہ بصفحہ نقل کر کے شائع کیا گیا تھا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا۔ یہ [illegible] ہے کہ ہر ایک احمدی کے پاس اس کا ہونا ضرور [illegible] اور غیر احمدیوں میں امرتسری کے دجل کو ظاہر کرنے کے لئے اس پرچہ کا تقسیم کرنا بہت بڑے ثواب کا کام [illegible] اس لئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ دو قسم کے کاغذ پر طبع کرایا جائے۔ قسم اول جو احمدی احباب رکھیں اور قسم دوم جو مفت تقسیم کیا جائے۔ قسم اول کی [illegible] قسم دوم کی [illegible] علاوہ محصولڈاک کے [illegible] مطلع فرمادیں کہ وہ کس قدر پرچے خرید کر مفت تقسیم [illegible] تاکہ اسی قدر تعداد میں طبع کرائے جاویں ورنہ [illegible] ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ یہ پرچہ لاکھوں [illegible] احمدیوں کو مفت تقسیم کرنا چاہیئے۔ اور جس [illegible] پاس اس کا [illegible] اس پرچہ کو کافی تعداد میں [illegible] [illegible]

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | سبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار ... جماعت ... قادیان

اخبار فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۱۹ء مطابق ۱۱ شوال ... | نمبر ۲۵

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ اہل بیت حضرت مسیح موعود خیریت سے ہیں۔

(۲) عید کی نماز گرمی کی وجہ سے باغ میں ہوئی۔

(۳) ماسٹر علی محمد صاحب کے مکان پر عید کی رات کو چوری ہو گئی اس کی تفتیش پولیس کر رہی ہے۔

ماسٹر محمد زمان بہت خوبیوں کے آدمی تھے خدا جنات میں درجات بلند کرے۔

(۴) فوجی بھرتی کی تحریک پر احمدی جماعت کے افراد جوش کے حصے لے رہے ہیں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا یہی تقاضا ہے۔

(۵) جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی جمعہ کے وقت قادیان میں تشریف لائے۔

"عید کی صبح"

ماسٹر محمد زمان کی قبر پر

صد رحمت خدا ہو محمد زمان پر
ہر وقت یہ خیال کہ تبلیغ دیں کریں
اک روح تھی چھپی ہوئی جسم میں
اک جوش تھا بھرا ہوا قلب سلیم میں
آنکھ یاد حسن جاناں کی جھلک
پر سوز داستان فراق حبیب ہے

اُس نیک دل مہاجر دار الامان پر
ہر وقت ذکر سلسلہ ان کی زبان پر
اک رنگ تھا چڑھا ہوا ... پر
پہنچائے رشتہ ... آسمان پر
گرتی ہیں بجلیاں ... پر
چلتے ... ...

... ... یا صحیفہ عہد ...
... ...

... والوں گا

[illegible] فضل جو خدا [illegible] حضرت [illegible] آئے حقیقت [illegible] اور دور سے کو نول [illegible] سناتا ہوں [illegible] سبق ہر [illegible] تھا اس وقت [illegible] مولانا [illegible] صاحب [illegible] اور کہا کہ میں نے [illegible] صاحب [illegible] خیال ہو [illegible] کے جواب [illegible] آنکھیں [illegible] عبد الحامد (برادر مولوی عبد الماجد) [illegible] جلسہ پر چلیں۔ اسی [illegible] مولوی نثار احمد صاحب [illegible] والوں گا اور جلسہ [illegible] مولانا عبد الماجد صاحب [illegible] اپنے بھائی کو [illegible]

[illegible] افسوس [illegible] حضرات [illegible] میں [illegible]

[illegible] صاحب کے بھائی صاحب [illegible] خاں کے اپنے ہاتھ سے جو نوٹ درج اسکو ملاحظ فرماویں۔

وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اولی الناس بابن مریم فی الدنیا والآخرۃ لیس بینی وبینہ نبی الخ

نوٹ۔ بدانکہ حقیقت حدیث لا نبی من بعدی از این حدیث منکشف میشود چرا از وے یکے رسول [illegible] واضرب لہم مثلا اصحاب القریۃ اذ ارسلنا الیہم الخ وایضا احادیث صحیحہ ثابت کہ بعد از حضرت عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیا و رسولاں بودہ اند۔ اما تابع دین عیسوی بودند یعنی صاحب کتاب نبودند و نبوت ایشاں فرع نبوت عیسی علیہ السلام بود پس دعوی حضرت اقدس نیز مرزا عیسی است کہ من نبوت ظلی دارم یعنی نبوت من فرع نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است فتدبر۔ لیس بینی و بینہ نبی نیز اشارہ بایں است کہ ابن مریم مسیح آخر الزماں حضرت مرزا غلام احمد صاحب بعکس از اولیا اللہ را مرتبہ نبوت حاصل نخواہد بود و ایں مرتبہ مخصوص بحضرت مسیح الزماں است۔

حسن موسی خان احمدی اسٹریلیا

دیگر عرض ہے کہ یہاں کے شریر افغانوں نے عاجز کو بدنام کرنے کے خیال سے چٹھیوں میں پلٹ کر دی ہے کہ فلاں قادیانی مجنون ہو گیا ایک پاگل خانہ میں رہا ہے [illegible] ہر ایک کو [illegible] ساتھ عاجز کو [illegible] [illegible] میں۔ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے [illegible]

قدرتی طریق علاج و بچے

[illegible]

[illegible] کی وجہ سے [illegible] عورت کی [illegible] اپنے اعضا کو [illegible] سکیڑ کر بیٹھیں اور [illegible] سم [illegible] دکھا سکتے ہیں۔ بچوں کے علاج کا اصل ترین طریقہ [illegible] طریق علاج ہے۔ اس [illegible] ہو جاتے [illegible] سے کثرت [illegible] بیمار ہونے [illegible] مبتلا ہونے سے بچ جاتے ہیں اور [illegible] اس کو کسی دوائی وغیرہ کی ضرورت نہیں۔

جب بچہ پیدا ہو ایک چھوٹا سا ٹب جس میں بچہ بیٹھ سکے لیکر تازہ پانی کوئیں سے کھینچا ہوا اس میں ڈال دیں۔ اور بچہ خواہ ایک دن کا ہو یا دو سال کا آسانی میں بٹھا دیں اور ایک رومال سے دو منٹ اس کا پیڑو مل کر یعنی پانی کے اندر دائیں بائیں اور نیچے سے اوپر ملیں جو مرض بچہ کو ہو گی دور ہو جائیگی۔ اور وہ خاموش ہو کر آرام سے سو جائیگا۔ لیکن دودھ پلانے والی عورت کو گرم اشیا سے پرہیز کرایا جائے یعنی جبتک یہ علاج کیا جاوے۔ دن میں دو بار موسم گرما میں اور سردی میں ایک بار کافی ہے۔ اور خیال رہے کہ بچے کا سر اور ہاتھ پانی میں بھیگنے نہ پائے۔ ٹانگیں چونکہ بچہ پانی سے باہر نہیں رکھ سکتا۔ اسلیے ان کے بچانے کی ضرورت نہیں۔ یہ طریق علاج کل امراض کے لیے کافی ہے۔ تجربہ کرکے دیکھ لیں عموماً بچے سوکھ کر کانٹا ہو جاتے ہیں ان کے لیے یہ علاج مسیحا کا کام دیتا ہے۔ جب پانی سے اٹھا دیں تو کپڑے پہنا کر والدہ کی گود میں اسے گرم کریں دودھ یا خوراک دینا ہو تو ایک گھنٹہ بعد دیں یہ بھی یاد رہے کہ دو منٹ سے زیادہ پانی میں نہ بٹھاویں اور دودھ دینے کے آدھ گھنٹہ بعد پانی میں بٹھا دیں اور دودھ پلا کر فوراً اٹھا دیں اور دودھ دینے کے آدھ گھنٹہ بعد پانی میں بٹھا دیں دودھ پلا کر فوراً نہ بٹھا دیں۔

میں پھر اس مضمون کو [illegible] [illegible] [illegible]

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت

ایک مخالف کے قائم کردہ معیار سے

ملارشید صاحب فرماتے ہیں "مذہب کو وحی اور الہام کے ذریعہ ایسے اشخاص پر نازل فرمایا جو اپنے ارادے میں نہایت ہی مستقل ہوں اور آس پاس کی سنی سنائی باتوں سے متاثر نہ ہوں حقیقت شناس دماغ اور آنکھیں رکھتے ہوں ظلمت میں نور اور گمراہی میں ہدایت پھیلانے کے لیے ایک غیر مرعوب صاحب سطوت دل رکھتے ہوں۔ مصائب جھیلنے کے لیے خوشی سے تیار ہوں حسن و قبح کے امتیاز کے لیے ان کے پاس ایسے معتدل حس ہو جسکو کوئی قوت باطل نہ کر سکے حقوق شناسی خالق مخلوق کے مراتب کی واقفیت میں کامل بصیرت رکھتے ہوں غرضیکہ ایسے اوصاف سے متصف ہوں جو ممکن سے ممکن انسانی وجود کے لیے قدرت نے تجویز کر دیئے ہیں تاکہ کسی قسم کی کمی یا زیادتی شریعت میں نہ ہونے پائے یہی عصمت ہے جسکی وجہ سے انبیا معصوم کہلاتے ہیں۔ اور اسکی اطمینان کی بنا پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان کے احکام کے سامنے سر تسلیم [illegible] کریں۔"

کاش [illegible] معیار [illegible]

لہذا آپ کے سب [illegible] اگر ہم تسلیم کریں [illegible] جائز [illegible] تو پھر کسطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب اوصاف آپ کے وجود باجود میں پائے جاتے ہیں دعوی سے کہتا ہوں کہ انسان دیانت سے کام لیتا ہوا آپکی سیرت یا چال چلن میں ذرا دھبہ نہیں لگا سکتا۔ اگر مخالفین کی شہادت آپ معیار قرار دیں گے تو پھر مسیحوں سے حضرات انبیاء کرام کے حال اور خصوصاً میرے سردار میرے حبیب میرے پیارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال پوچھیے اور یہود سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پوچھیے۔

حقوق شناسی خالق و مخلوق اگر معلوم کرنا چاہتے ہیں تو حضور کی کتب کا قرآن شریف کو چھوڑ کر کسی اور کتاب کے ساتھ مقابلہ کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جو غیر احمدی عیسائی اور آریہ اخبارات نے جو بیان کیا ہے اس کا خلاصہ انہیں کے الفاظ میں دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ جو اوصاف نبوت آپ نے بیان کیے ہیں۔ وہ ان میں موجود تھے تو پھر آپ کو انکے تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے۔ المرء یؤخذ باقرارہ

(۱) اخبار وکیل امرتسر۔ وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا۔ اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جسکی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی اور جسکی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لیے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔ ایسے لوگ جنسے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازش فرزندان تاریخ [illegible]

[illegible] مرزا صاحب [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کہ ان کا ایک [illegible] ساتھ [illegible] کا فرض ادا کرتے [illegible] ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست و پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔ مرزا صاحب اس پہلی صف عشاق میں نمودار ہوئے تھے۔ جنھوں نے اسلام کے لیے ایثار گوارا کیا کہ ساعت مہر سے لیکر بہار و خزاں کے سارے نظارے ایک مقصد پر ایک مشاہدہ معشوق کے پیمان وفا پر قربان کر دیئے۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ میں ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلوں کو گرانبار احسان رکھیگی کہ انھوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اسوقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ انکے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہیگا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے [illegible] مرزا صاحب [illegible] محمد قاسم صاحب [illegible] اسلام کے [illegible]

[illegible] کہ ان کی خارق عادت طاقت مجبور ہو گئی ہے۔ گورنمنٹ انگریزی کے ٹھیک رعیت اور وفادار باقی رہے۔ مگر بعض اوقات انکی فطرت کا دوسرا پہلو غالب آجاتا تھا جیسا کہ اس موقعہ پر جب صاحب انھوں نے حیرت زدہ بعض وفادار کو چیلنج دیا کہ نشانوں میں ان کا مقابلہ کرے جیسا کہ الیاس نبی نے بعل کے پیروں کو دیا تھا اور اس مقابلہ کا یہ نتیجہ قرار دیا کہ یہ فیصلہ ہو جائے کہ سچا مذہب کونسا ہے اور مرزا صاحب اسوقت بساں تیار تھے کہ حالات منہ وہ کے مطابق پادری صاحب جس طرح چاہیں اس امر میں اپنا پورا پورا اطمینان کر لیں کہ نشان کے دکھانے میں کوئی دھوکہ یا فریب استعمال نہیں کیا گیا۔ اگر ارنسٹ رینان مشہور فرانسیسی مورخ گذشتہ بیس سال کے اندر ہندوستان میں ہوتا تو وہ یقیناً مرزا صاحب کے پاس جاتا اور انکے حالات مطالعہ کرتا اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ انبیاء بنی اسرائیل کے عجیب و غریب حالات پر ایک روشنی پڑتی۔ بہرحال قادیان کا نبی ایک ایسا انسان تھا جو ہمیشہ دنیا میں آیا نہیں کرتا۔ اسکی روح کو سلامتی ہو۔

۳۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ مورخہ ۹ جولائی ۱۹۰۸ء کی رائے۔

مرزا صاحب فضل و شباہت میں معزز ہیں اور ہم میں ایک تاثیر جاذبہ رکھتے ہیں اور خوب تیز ذہن والے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اگرچہ مسیح چلیپا (شام) میں مصلوب ہوگئے مگر وہ اس وقت فوت نہیں ہوئے بلکہ مشرق کو چلے گئے [illegible]

بے طرح [illegible] ہے۔ جسے ہم ہیں [illegible] اور مسلمانوں نے [illegible] ہے۔ مرزا صاحب اس بات کے [illegible] تھے کہ انہوں نے کئی پیشگوئیاں کی ہیں اور بیسیوں معجزات دکھلائے ہیں لیکن خیالات کے مسلمان اس تعلیم کو عامہ کا خود خیال کرتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کے معتقدین میں صرف جاہل نہیں بلکہ بہت سے اعلیٰ درجہ کے لوگ اور تعلیم یافتہ ہیں۔ یہ بات کہ سلسلہ [illegible] پابند قانون ہے۔ اسکے بانی کے لیے قابل فخر ہے۔

۴۔ اخبار زمیندار کی رائے۔

ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ ۱۸۸۱ء میں آپ نے براہین احمدیہ کا اشتہار دیا ۱۸۹۱ء میں آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا جس پر وہ اخیر عمر تک قائم رہے۔ بناوٹ و افترا سے بری تھے۔ گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل یا معتقد ہونے کی عزت حاصل نہیں ہوئی مگر ہم ان کو ایک پکا مسلمان سمجھتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے بزرگوں کی طرح گورنمنٹ انگریزی کی پوری وفادار رہا اور تمام ملکی بہی خواہوں کی طرح ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی اتفاق کے خواہاں تھے۔

۵۔ صادق الاخبار ریواڑی

چونکہ مرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دیکر ہمیشہ کے لیے ساکت کر دیا ہے اور کر دکھلایا ہے کہ حق حق ہی ہے اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کما حقہ ادا کرکے خدمت دین میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ انصاف متقاضی ہے کہ ایسے اولوالعزم حامی اسلام [illegible]

[illegible] ۱۸۸۰ء کے [illegible] تک شہرت رکھتا تھا [illegible]
[illegible] عیسائیوں، آریوں اور برہمو صاحبوں کے خلاف خوب
[illegible]۔ ۲۔ آپ نے ۱۸۸۰ء میں تصنیف کا کام
شروع کیا۔ آپ کی پہلی کتاب اسلام کے [illegible]
[illegible] تھی۔ جس کے جواب کے لیے آپ نے دس ہزار روپے
[illegible] انعام رکھا تھا۔ آپ نے ۱۸۸۹ء میں مسیح کے لیے
[illegible] ہونے کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۹۱ء میں [illegible]
شروع کی۔ اور [illegible] آپ کو کافر قرار دیا گیا۔
[illegible] آپ کے اکثر معتقدات [illegible] گئے اور آپ نے
[illegible] تصنیف کردہ اسی کتابیں پیچھے چھوڑیں
[illegible] جن میں سے [illegible] عربی زبان میں ہیں۔
بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔

۷۔ سیول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور۔

مرزا صاحب علم و فضل کے لحاظ سے خاص
شہرت رکھتے تھے تحریر میں بھی روانی تھی
بہرحال ہمیں اُن کی موت سے بحیثیت اس [illegible]
کے کہ وہ ایک مسلمان عالم تھے نہایت رنج
ہوا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ایک عالم دنیا سے
اٹھ گیا۔

۸۔ رسالہ تہذیب النسواں لاہور۔

مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ
بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے
جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔
وہ نہایت باخبر عالم، بلند ہمت مصلح اور پاک
زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہباً مسیح موعود
تو نہیں مانتے لیکن ان کی ہدایت و رہنمائی مردہ
روحوں کے لیے واقعی مسیحائی تھی۔

۹۔ مرزا [illegible]
[illegible] بسر کرتے تھے اور [illegible]
[illegible] ہندوستان کے [illegible] سے کھانا کھاتے
تھے۔ [illegible] کے لوگ [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
سے بہت مشابہت رکھتے تھے [illegible]
انکا استقلال [illegible] خواہ کوئی منصوبہ کیسا ہی
[illegible] آخر دم تک اسی پر قائم
رہے۔ اور ہزاروں مخالفوں کے باوجود ذرا بھی
لغزش نہیں کھائی۔ اسی کے ساتھ [illegible]
جو [illegible] ہماری قوم کے شیرازے کو بگڑنے
نہیں دیتے۔ بلکہ وہ ایک دل و جان ہو کر
مسلمانوں کو جا دیجئے خطرناک مسائل سے
نکالنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

۱۱۔ ایڈیٹر الخبر اٹاوہ کی رائے۔

ہم اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت اقدس
کے اس زمانہ کے نامور مشاہیر میں سے تھے۔
اس ترقی علوم و فنون کے زمانہ میں درحقیقت
یہ امر کچھ حیرت انگیز نہیں کہ ان کے کئی [illegible] صحیح
الاعتقاد مرید ایسے تھے جو ان کے ہر ایک حکم
کو ہر ایک پیشگوئی کو وحی خیال کرتے تھے۔ ان مریدوں
میں عوام الناس جہلا۔ پڑھے لکھے۔ غریب
امیر عالم و فاضل اور نئے تعلیم یافتہ غرضیکہ
ہر ایک درجہ کے اور ہر حیثیت کے مسلمان موجود
ہیں۔ جو درجہ کہ حضرت اقدس کا اپنے مریدوں کی
جماعت پر تھا اس میں کچھ کلام نہیں کہ ہندوستان کے
مسلمانوں میں نہ یا کسی [illegible] اور نہ عالم و فاضل
کو اپنے مریدوں معتقدوں پر تھا اور نہ کسی صوفی
اور ولی [illegible] اپنے مریدین پر تھا اور نہ کسی لیڈر اور
[illegible] کا اپنے معتقدین پر ہے۔ چونکہ [illegible]
[illegible] کے [illegible] اسلام پر [illegible]
لہذا تہذیب مجبور کرتی ہے کہ ہم ان کی عزت کریں
اور ان کے انتقال پر افسوس کریں۔
والفضل ما شہدت بہ الاعداء

جناب [illegible] کے [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ایک صفحہ [illegible]
سے بہت مشابہت رکھتے تھے [illegible]
اُن کا استقلال [illegible]
پھر [illegible] اقرار کرتا ہے۔
[illegible] جس میں قوت
کوئی نہیں [illegible] کل خیالات باطل اور [illegible]
ہو گئے ہیں اور معجزات اور نشانوں کو عام طور
پر لوگ استہزاء [illegible]۔ بھیجتے ہیں [illegible]
بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے اس بیسویں صدی
میں آ جاتا تو اس سے زیادہ وہ غیر موزوں معلوم
نہ ہوتا جیسے مرزا غلام احمد معلوم ہوتے تھے
مگر وہ ان مخالفانہ خیالات سے بالکل
متاثر نہ ہوئے اور ان کو اپنے متعلق کبھی کوئی
شک نہیں ہوا اور وہ کامل صداقت اور خلوص
دل سے اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ ان پر
الہام الٰہی نازل ہوتا ہے اور ان کو خارق عادت
طاقت بخشی گئی۔ والفضل ما شہدت بہ
الاعداء۔
(۲) حقیقت شناس [illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] کے
[illegible] ہوں
[illegible] تیار ہوں
[illegible] علیہ السلام میں
[illegible] مردوں کو
[illegible] مشترک وتوہم
[illegible] قرآن شریف کے نور کے
[illegible] ہندوؤں کو تعلیم یافتہ
[illegible] کو تیار تھے تو اللہ تعالیٰ
[illegible] مسیح موعود کو بھیجا اور اس نے اس
[illegible] کے کمال کو پکڑ کر ہر طرف سے چلایا اور ثابت
[illegible] کی حقانیت کے ساتھ آیا۔
[illegible] جب النساء میں لکھا ہے" لیکن
[illegible] ہدایت اور روحانی مردہ روحوں کے لیے آتی
[illegible] مسیحائی تھی"۔ وکیل امرتسر لکھتا ہے "مسلمانو
[illegible] طرف کو مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک
[illegible] مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس کی بدولت
[illegible] ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس
[illegible] کامیابی حملہ کے زور سے
[illegible] گئے۔ بلکہ [illegible] کا طلسم دھواں
[illegible] ہو کر اڑنے لگا" "ذالفضل ما شھدت
[illegible] حضرت مسیح موعود علیہ السلام
[illegible] کبھی نہیں دیتے تھے حضرت
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
[illegible] بادشاہوں خصوصاً غیر مسلم
[illegible] کو دعوت اسلام دی ہے تو وہ
[illegible] مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہیں
[illegible] رسالات اللہ یخشونہ
[illegible] باللہ
[illegible]

کتابوں کے ذریعہ وہ پادریوں میں حیرت زدہ ہوگئے اور [illegible] قادیان کا نبی ایک ایسا انسان تھا جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آیا کرتے۔

(۴) حسن و قبح کے امتیاز کے لیے ان کے پاس ایسی معتدل حس ہو جس کو کوئی قوت باطل نہ کر سکے۔

حسن و قبح کے معلوم کرنے میں حضرت صاحب کمال رکھتے تھے۔ چنانچہ وکیل یوں اقرار اسکا کرتا ہے۔

"فطرتی ذہانت مشق و مہارت اور مسلسل بحث و مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک شان خاص پیدا کر دی تھی۔۔۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذاہب غیر پر ان کی نظر نہایت وسیع تھی وہ اپنی ان معلومات کا نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ ان میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایکدفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان مذاہب کا ایک عجائبات خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں اس کی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ میں ان سب کے لیے حکم عدل ہوں لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی۔"

اگر ان میں حسن و قبح کے امتیاز کی حس نہ ہوتی تو کیسے اسلام کو جو کہ حسن ہے دیگر مذاہب [illegible] کر دیتے جو کہ قبیح ہیں۔

[illegible] حقوق کے [illegible]
[illegible]

ہوں۔

"یہ بات انکی بیتی کتابوں سے بالکل عیاں ہے عیاں را چہ بیاں۔ مذکورہ بالا آراء کو ایک بار پھر پڑھ جاؤ۔

(۶) غرضکہ ایسے اوصاف سے متصف ہوں جو عقلی سے کمل انسانی وجود کے لیے قدرت نے تجویز کر دیے ہیں۔ تاکہ کسی قسم کی زیادتی یا کمی شریعت میں نہ ہونے پائے۔

قدرت نے تمام وہ اوصاف حضرت اقدس کے وجود باجود میں ودیعت کر دیے تھے جو کہ ممکن سے ممکن انسان کے وجود کے لیے قدرت تجویز کر سکتی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آج تک ایسا کامل انسان کوئی نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ احمد محمد کا ظل کہلایا۔ کیونکہ محمد اصل ہے اور احمد اسکا تابع اور غلام ہے۔ اسلیے محمد کا ظل ہے۔ علیہما الصلوٰۃ والسلام

پس آپکی حد اور تعریف کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب ان اشخاص میں داخل ہیں جنپر وحی اور الہام ہوا۔ ہاں یہ بات الگ ہے کہ آپ شریعت کیوں نہیں لائے۔ سو ہر رسول یا ہر نبی کے لیے کتاب اور شریعت کا لانا ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ وہ کسی گذشتہ تشریعی نبی کا تابع نہ ہو۔ واقعی ایک وہ بے نظیر انسان ہے اگر دنیا میں چراغ لیکر بھی ڈھونڈھو گے تو اسکی مثال حضرت نبی کریم امی عربی کے بعد تم کو کہیں نہیں ملیگی۔

(میر غلام محمد [illegible])

تضمین

از حضرت میرزا ناصر نواب صاحب

کہاں تک اب بڑھے گی پستی نفس
مٹا کیوں نہیں تو ہستی نفس
[illegible] ہستی نفس
[illegible]

[illegible]

سوئزرلینڈ کی جینیوا یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر کا لکھا ہوا۔

(۱)

ہمارے نزدیک اشاعت اسلام کے قومی اسباب تین ہیں۔ یعنی مسلمانوں کا اخلاص اور شدت اعتقاد۔ جوش دینی اور عربوں میں قومی و وطنی احساس کا پیدا ہونا بھی وہ سبب ہیں جو ہمیشہ اسلام کی اشاعت میں کام کرتے ہیں۔

آج کل بیسویں صدی میں اسلام کی اشاعت کے وجوہ مختلف ہیں۔ یعنی مذہبی۔ سیاسی۔ اقتصادی۔ معاشرتی۔

مذہبی اسباب پر جب ہم غور کرتے ہیں تو سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جس طرح مسیحی مذہب میں مشنریوں کی کوشش سے مسیحیت کی اشاعت ہوتی ہے۔ کیا اسلام میں بھی اس قسم کا کوئی طریقہ موجود ہے جو اشاعت اسلام کا سبب ہو۔ اس کا جواب ہاں اور نہیں دونوں ہیں۔

افریقہ میں مسلمانوں کا ایک گروہ موجود ہے جو صحیح اور حقیقی طریقہ سے اسلامی مشنری کی خدمت کو انجام دیتا ہے۔ اس نے چند ایسے طریق اختیار کئے ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مذہب اسلام کی اشاعت ہو۔ علاوہ بریں اسلام خود بخود افریقہ میں پھیل رہا ہے۔ کیونکہ بت پرست ممالک میں مسلمان [illegible] کے بجائے خود [illegible] اسلام [illegible] ہے۔ اسلام کی خصوصیات میں یہ ہے کہ انسان [illegible] ہے۔ اس کے دل اور جسم دونوں پر [illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] [illegible] خاص ہے [illegible] [illegible] غرض [illegible] اسلام [illegible]

[illegible]

اسلام کی اشاعت [illegible] ہوتی ہے

اور مشنری کی تاثیر زیادہ دخل ہوتا ہے۔

افریقہ کے بعض مقامات میں مشنریوں نے جب سے گاؤں آباد کئے ہیں جہاں نو مسلم بستے ہیں۔ مسلمان مشنری افریقہ میں غلاموں سے بھی فائدہ اٹھاتے رہے۔ جیسا کہ زنگبار کے ساحل پر ہوا تھا۔ یہی واقعہ گذرا ایسے موقع پر وہ مذہب اسلام کو نیکی اور احسان کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ اکثر یہ واقعہ بھی گذرا کہ مسلمان مشنریوں نے غلاموں کو آزاد کرایا تاکہ وہ ان میں سے نکل کر جہاں جائیں اسلام پھیلائیں جیسا کہ مقام وادائی میں ہوا کہ غلاموں کا ایک گروہ جو اصل میں وادائی کا اور قطر ایلس الغرب اور مصر کے حدود میں گاؤں والے انکو لوٹا کرتے تھے۔ محمد بن علی سنوسی نے انکو خرید لیا اور اپنی خانقاہ میں انکو اسلام کی ضروری تعلیم دیکر ان کو آزاد کر دیا۔ اور جب سنوسی کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ اشاعت اسلام کی خدمت بااحسن وجوہ ادا کر سکتے ہیں تو ان کو اپنے وطن اصلی میں واپس کر دیا کہ [illegible] اسلام کی وہاں اشاعت کریں۔

(۲)

مدارس بھی اسلام کی اشاعت کے مستحکم وسائل ہیں مسلمان [illegible] [illegible] تاثیر [illegible] [illegible] لوگوں کا [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

شائستگی کے قدیم [illegible] اشاعت اسلامی [illegible] [illegible] ہیں۔ اسلام کی [illegible] شائستگی اور [illegible] مسلمان نہایت آسانی سے اپنی غیر قوم سے [illegible] یا جنبی قوم کی لڑکیوں سے بیاہ کر لیتے ہیں۔ حالانکہ خود اپنی لڑکی غیر مسلمان قوم میں کبھی نہیں بیاہتا۔

اسلام کی اشاعت بت پرست اقوام کی اولاد کی خریداری سے بھی ہوتی ہے جن کو مسلمان خرید کر مذہب اسلام کے موافق انکی تعلیم و تربیت کرتے ہیں۔ جیسے کہ چین میں مشاہدہ ہوا کہ جوش سے مسلمانوں نے شانتنگ تونک [illegible] کے ایک زمانہ قحط میں دس ہزار بچوں کو خرید لیا اور تعلیم و تربیت سے جوان ہونے تک ان کو مسلمان گھرانوں کا بنا دیا۔

(۳)

[illegible] اشاعت اسلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] [illegible]

[illegible] مسابب
[illegible] مذہب [illegible]
[illegible] اور ان مذاہب
[illegible] ہے - اسلام سے
[illegible] میں اور بعید نہیں کہ
[illegible] میں ایسے واقعات
[illegible] اسکو غیر معمولی اور فوق [illegible]
[illegible] - اور کرۂ علم بعض [illegible]
[illegible] - بہر حال ظاہری حالت
[illegible] - لیکن یقینی ہے کہ اسلام کا
[illegible] سے روز بروز اور زیادہ
[illegible] سو آئندہ دور دراز ممالک
[illegible] جائے گی۔

تاریخ میں مذکور ہے کہ عقبہ بن نافع ایک اسلامی سپہ سالار جب اپنی فوج کے ساتھ سنہ ۲ ہجری مطابق [illegible] میں مغرب اقصیٰ کو فتح کرکے ملک مراکو سے گذرے بحر ظلمات (اٹلانٹک) کے ساحل پر پہنچا تو جوش میں اس نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا اور جب سمندر کی موجیں ... گھوڑے کے سینے تک پہنچیں تو افسوس اور حسرت کے لہجہ میں اس بہادر اسلامی سپہ سالار کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "خدایا اگر سمندر کی لہریں میرے گھوڑے کی رفتار کو ست نہ کر دیتیں تو میں سمندر کے اس پار اسی طرح دور دراز ممالک میں تیرے نام کی تقدیس کرتا ہوا چلا جاتا" آج بہادر سپہ سالار زندہ ہوتا تو وہ دیکھتا کہ اسلام اس کے ارادہ اور حوصلہ سے زیادہ دنیا کو تسخیر کر چکا ہے - اور وہ اس تاریک سمندر کو طے کرکے محمد صلعم کا پیغام تمام دنیا میں پہنچا چکا ہے۔

وہ ایک احمدی بھائی تھا

[illegible] ضلع [illegible] کا ہوں تین سال سے یہاں [illegible] کرتا ہوں میں یہاں سے [illegible] ایک عرصہ [illegible] بمبئی [illegible] پاس [illegible] تھا [illegible] ساتھ [illegible] فیروز پور سے ہوتے ہوئے لاہور [illegible] یہ سوال پیدا ہونے لگا۔ [illegible] خرید چکا تھا میرے پاس پانچ روپیہ کا نوٹ رومال میں بندھا ہوا تھا اور آٹھ آنے جیب میں باقی تھے - رومال جیب سے تقدیراً گر پڑا جو کہ ایک نیک آدمی کو مل گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے پوچھا کہ آپ حیران کیوں پھرتے ہیں۔ میں نے صاف صاف بیان کر دیا کہ ایک میرا رومال گم ہو گیا ہے جس میں پانچ روپیہ کا نوٹ تھا اور اس کے علاوہ میرے پاس بجز آٹھ آنہ کے نہیں ہے - اس شخص نے یعنی رومال میرے ہاتھ میں دیدیا۔ میں حیران تھا کہ عجب باخدا آدمی ہے ورنہ بھلا اس زمانہ میں کون دینے والا ہے - اتنے میں میرے منہ سے یہ شعر حضرت اقدس کا نکل گیا:

کبھی نصرت نہیں ملتی درمولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

یہ سنکر وہ شخص بڑا ہی خوش ہوا اور کہا کہ آپ احمدی ہیں میں نے کہا کہ جی ہاں۔ اس نے مجھے گلے لگا لیا وہ ایک احمدی بھائی تھا۔

محمد عیسیٰ مدرس چک نمبر ۲۹۹ (لائلپور)

انگلستان میں نو مسلم

حضرت مکرم مفتی صاحب کی تبلیغ سے ایک مسز لیڈی بنام [illegible] مشرف باسلام ہوئیں۔ اسلامی نام [illegible] رکھا گیا۔ گذشتہ اتوار کو مفتی صاحب کا لیکچر [illegible] ہوا۔ ہندوستان سے نئے مبلغین کی آمد کی خبر کا اثر بہت اچھا ہو رہا ہے - عیسائی پادری صاحبان اس مشن کی ترقی دیکھکر گھبراتے ہیں۔ مگر ہماری کامیابی اللہ تعالیٰ کی امداد اور عنایت سے ہو رہی ہے نصراللہ [illegible] اللہ تعالیٰ - [illegible] مولوی عبدالرحیم صاحب [illegible] مولوی فضل [illegible]

[illegible] حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] گئی ہے -

دوستی کے مختلف پہلو

(۱)

سچا دوست دوسری زندگی اور دوسری آنکھیں ہے
سچا دوست ایک ہتھیار ہے - دوا ہے - پھول ہے -
اور ستارہ کا مسند ہے -
سچا دوست بیماری کی شفا ہے -
گر دوست موجود ہو تو اس کی برابر کوئی نعمت نہیں
اگر نہ موجود ہو تو کوئی غیر اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی -
دوست کا دیدار روح کی زندگانی ہے اور اس کی جدائی گویا موت -
زمانہ کی تلخیاں صادق دوستوں کے بغیر مبدل بحلاوت نہیں ہو سکتیں -
دوست کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح خوشگوار پانی کی -
کسی نے خوب کہا ہے: "اگر کسی کا دوست موجود ہے تو اس نے کچھ نقصان نہیں اٹھایا کیونکہ ہر ایک برائی کی اصلاح دوست کر دے گا - سچ ہے کہ دنیا جب ہی دنیا ہے کہ آباد ہو - اور آدمی جب ہی آدمی ہے کہ اس کے دوست ہوں -

(۲)

دوستی کی صفت اور تہذیب یہ ہے کہ اگر دوست غائب ہو تو اسکو بھولا نہ جائے اور موجود ہو تو اس کی کسی بات سے رنجیدہ نہ ہونا چاہیے جو اچھے لوگ ہیں وہ جہاں دوست بن گئے اور کوئی لالچ اور کوئی خوف اثر دوستی میں نہیں ڈال سکتا -

(۳)

مجھکو ایسے انسان سے معاف کرو جو میرے ناراض ہونے سے مجھ سے برا مان جائے اور میرے برگشتہ ہونے سے مجھے چھوڑ دے - میں تو ایسے دوست کا ساتھ چاہتا ہوں کہ چاہے میں اس سے ناراض ہوں مگر اس کا دل صاف ہی رہے۔

[illegible] عبدالرحمن [illegible] قادیان پرنٹر [illegible] پریس [illegible]

ہے صدی کا اک نشانی تیرا
گروں کا دور اس مہ سے اخیر
بشارت کیا ہے اک اس کی منادی

جو ہوگا اک نشانِ شوکت تیرا
دکھاؤں گا اک علم تو تیرا
سبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے

فاروق

ایڈیٹر و پراپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ۔ مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر (۲۷)

Rai pur Rani

سلسلہ کی خبریں

ا۔ حضرت امیر المومنین سیدنا خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ الاحد بخیر و عافیت ہیں۔ اور خاندان مسیح موعود میں بھی خیریت ہے۔ حضرت خلیفۃ اول کے بچے عبد السلام کی صحت کاملہ کے لیے دعا کی التجا ہے

۲۔ بارش تین چار روز سے بہ دور ہو جاتی ہے موسم میں نمایاں تغیر ہے۔

۳۔ ہمارے ہائی اسکول میں ایک ڈگری یافتہ پنڈت صاحب کی خدمات سنسکرت پڑھانے کے لیے حاصل کی گئی ہیں۔ آریوں نے ہمارے لیے انتظام نہیں کیا۔ اب انکے طالبعلم آئیں قرآن شریف اور عربی بھی پڑھیں سنسکرت بھی پڑھیں مسلمانوں سے۔ اسلام کا فیض عام ہے۔

۴۔ مدد ہلال کو جشن شہادتی منایا گیا۔ ہائی اسکول مدرسہ جات سب میں تعطیل کی گئی ہے۔ کھیلیں ہوئیں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ تمام دفاتر (جو صدر انجمن احمدیہ بالفعل کے ماتحت ہیں) رخصت دی گئی۔ اور شام کو مسجد اقصیٰ میں بلا تفریق مذہب و ملت غرباء کو کھانا کھلایا گیا۔ برٹش گورنمنٹ کے لیے دعائیں کی گئیں۔

درخواست دعا از لنڈن

برادران مکرم و محبان معظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ - عاجز آنکھ کے لکڑیا سے اسقدر تکلیف میں ہے کہ لکھنے پڑھنے کا کام قریباً ملتوی ہے اور اسی وجہ سے احباب کے خطوط کے جواب لکھنے سے معذور ہوں۔ اور اخباروں کے واسطے پرچے بھی نہیں لکھی جاسکتیں۔ درخواست ہے کہ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم و رحم اور فرحت نوازی سے جلد صحت عطا فرماوے۔

عاجز محمد صادق عفا اللہ عنہ از لنڈن ۱۹ جون ۱۹۱۹ء

ایک ہندو بیرسٹر ایٹ لا

ولایت میں مشرف بہ احمدیت ہوا

چالیس انگریز مرد و زن کا احمد نبی اللہ پر ایمان

یہ خوشخبری اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں پہنچی ہے کہ جناب مکرم معظم ساگر چند صاحب جو پنجاب کے باشندے ہیں اور آجکل ولایت میں ہیں نہ صرف خود احمدی ہونے کا اعلان فرماتے ہیں بلکہ بیرسٹر ہیں چالیس کے قریب انگریز مرد و عورت ان کے ذریعہ سے احمدیت پر ایمان لائے ہیں انہوں نے جو لیکچر دیئے وہ نہایت دلچسپی سے سنے گئے۔ بیرسٹر صاحب احمدیت کا اشاعت کے متعلق ایک خاص جوش رکھتے ہیں۔ اور ... ہیں کہ ... ہندوستان میں ... صداقت پھیل جائے

[illegible] قادیان
[illegible] ۲۲ جولائی ۱۹۱۹ء

[illegible] اسلامی ایثار

([illegible])

[illegible] جماعت [illegible] نہیں تھی۔ بلکہ
[illegible] کے نقش ہوتا۔ اور
[illegible] کی یا خیالات کی
[illegible] ہر قوم میں پائی جاتی ہے
[illegible] ہے کہ نیچے مذہب کے سب
[illegible] اور دوسرے مذاہب میں جو قربانیوں
[illegible] جہاں تک
[illegible] معلوم ہوا ہے کہ ایک تو
[illegible]

ایسی کہانیاں بہتی ہے کہ ہم عقل اب [illegible] نہیں
کرسکتی رہنما کی شان تو بہت بلند ہے اور انکی قربانیاں
اس مختصر مضمون کہاں آسکتی ہیں ملت اسلامیہ میں
دوسرے اولیاء و صلحاء کی قربانیاں بھی کم نہیں
حضرت ابو بکر رضی نے قربانی کی اور اس کا عمل
اس دنیا [illegible] کی شہادت دے رہا ہے
حضرت عمر و حضرت عثمان کی قربانی بھی کم نہ تھی
[illegible] دیا۔ امام حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی قربانی [illegible]۔ جس مقصد کے لیے
آپ نے جان دی۔ وہ جس شان سے پورا ہوا زمانہ
خلق اُسکی شہادت پر مجبور ہے۔ یزید کا تو
کوئی نام بھی رکھنا نہیں چاہتا۔ لیکن حسین رضی کے
غلام سے ہونا فخر کا موجب سمجھا جاتا ہے۔
[illegible] کے بعد فیج اعوج کے زمانہ میں۔
قربانیوں کے دھندلے سے نشان ہیں مگر
پھر بھی ہیں بہت اور دوسرے مذاہب کے بہت
ہی نمایاں۔ آخر جب گمراہی کی رات اپنے انتہا
کو پہنچ گئی۔ اور والیل اذا عسعس کا مضمون
صادق آیا تو والصبح اذا تنفس کے قاعدہ کلیہ
کے مطابق پھر آفتاب ہدایت نے مشرق نبوت سے
طلوع کیا اور وہ عہد جو دنیا فراموش کر چکی تھی
نئے سرے باندھا گیا اور وہ رسم سجاک خون
غلطیوں پھر سے جاری ہوگئی۔ کچھ لوگ ہیں
جنکی شان میں وارد تنزیل ہے رجال لا
تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ
ہاں کچھ خدا کے بندے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم
کرتے ہیں۔ اور انھوں نے ہر ایسی قربانی کر دکھائی
ہے۔ جو بعثت اولیٰ میں صحابہ کرام نے دکھائی۔
مسیحا نے نہیں وہ روح قدس پھونکا ہے کہ
اس جماعت کے بچوں نے وہ نمونہ دکھایا ہے
جو [illegible] کے پڑھنے [illegible] دکھانے کے
[illegible] ہے کہ میں نے ایک چودہ
پندرہ سال کے بچے کے نام میں کے والد
[illegible] وہ لکھتا ہے کہ

[illegible] برخوردار تم کو واضح ہو کہ میں نے زبانی
[illegible] تھا۔ اب لکھ کر بھی یہی کہتا ہوں
کہ تم اگر مدرسۂ قادیان کے علاوہ دوسرے
کسی عربی مدرسہ میں مثلاً دیوبند یا کسی انگریزی
مدرسہ میں یا مرزائیوں کے مدرسہ کے علاوہ
جہاں کہیں بھی تم پڑھو ہم بڑی خوشی سے جسقدر
تم چاہو خرچ دیں گے۔ خواہ تم تیس روپیہ
خرچ کرو۔ اور ہم تم سے بہت راضی ہونگے
لیکن قادیان میں ایک پیسہ تک کی ہماری
طرف سے امداد کی خواہش نہ کرو۔
خواہ تم بھوکے مرجاؤ۔ خواہ سردی سے
مرجاؤ مگر قادیان میں رہکر کسی بات کی
اُمید نہ رکھو۔ جبتک تم قادیان میں ہو گے
تم ہم سے جدا اور ہم تم سے جدا۔ تاکید جانو۔
ہاں ہم پھر تاکید سے لکھتے ہیں کہ اگر
قادیان کے علاوہ جہاں کہیں تم پڑھو گے
ہم اپنی طرف سے خرچ دینگے۔ ورنہ اسی
طرح خوار ہی رہوگے۔ آگے تمہاری مرضی
ہم بار بار تاکید کرتے ہیں کہ کسی اور مدرسہ
میں پڑھو جو خرچ کروگے ہم دیں گے۔
اُف! کس قدر سنگدلی ہے۔ بچہ بھوکوں مرے
سردی سے مرے مگر تیس روپے ماہوار دینے
کی طاقت رکھتے ہوئے بھی ایک حبہ تک نہ
جگر کے ٹکڑے اپنے لال اپنے نوردیدہ کو نہ
دینگے۔ کیوں؟ محض اسلیے کہ اسنے کیوں قادیان
کو دوسرے مقامات پر ترجیح دی۔ سعادتمند ہے وہ
لڑکا اور قابل فخر وہ طالب علم جو دین کے لیے
دکھ اٹھاتا ہے۔ اور تیس روپے ماہوار پر لات
مارتا ہے۔ اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ دنیا کے فرزند
ایک ایک پیسہ کے لیے جان دیتے ہیں مگر روحانیت کا فرزند
دو ہزار پیسوں کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتا۔ یہ کیوں؟ اسلیے
کہ خدا کے مبارک مسیح کی قوت قدسیہ کام کر رہی ہے
اور اس جماعت کے بچے بھی وہ نمونہ دکھا رہے ہیں جو
[illegible] ممکن نہیں۔ [illegible]

مقام عبرت

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ -

کا نظارہ کسی نے دیکھنا ہو تو سید محمد احسن صاحب امروہوی کی پہلی اور حال کی کتابوں کو پڑھے۔ ۱۹۱۴ء سے پہلے کی تقریریں دیکھے اور اسکے بعد بھی گلفشانیاں ملاحظہ کرے۔ یا تو وہ وقت کہ برطارم اوج تر تا یا یہ وقت کہ فی الدرک الاسفل ایک زمانہ آپ پر ایسا گذرا کہ حضرت محمود کو آپ موعود مانتے اور علی رؤس الاشہاد اعلان کیا اور خلافت اول کے ہی بیعت کر چکا یا اب یہ کہ آپ ایک رسالہ شائع کرتے ہیں اور اسکے ٹائیٹل پیج پر لکھتے ہیں کہ پہلے خانہ کعبہ پر حملہ کیا گیا اور ابرہہ کے ساتھ ایک ہاتھی تھا اس کا نام محمود تھا۔ اسی طرح اب مسیح کے بعد ایک خلف رہ گیا جس کا نام محمود ہے۔ حضرت عیسیٰ سے اس کا سر اونچا ہے جیسا کہ ابرہہ کی ناک اور پیشانی داغدار تھی۔ یہ بھی چاہتا ہے کہ اس طواف بیت اللہ کا استعمال کر دے۔ جو مسیح موعود نے دو آدمیوں کے کندھے پر کیا تھا"

ناظرین کرام ان الفاظ کو پڑھیں اور دیکھیں کہ بڈھے کی عقل کہاں تک ماری گئی ہے۔ اور کیسا مخبوط الحواس ہے کہ وہ یہ بھی نہیں سوچ سکتا کہ اس نے کیا لکھ دیا۔ یہ ہے وہ نرمی اور تہذیب جس سے اصحاب غیر مبائعین اپنے مناظرات میں کام لیتے ہیں۔

پھر ایک حدیث مشکوٰۃ باب الفتن سے لی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

ثم فتنة السراء دخنها من تحت قدمي رجل من أهل بيتي يزعم أنه مني وليس مني انما أوليائي المتقون ثم يصطلح الناس على رجل كورك على ضلع ثم فتنة الدهيماء لا تدع من الامة إلا لطمته لطمة فاذا قيل انقضت تمادت يصبح الرجل فيها مؤمنا ويمسي كافرا حتى يصير الناس الى فسطاطين فسطاط ايمان لا نفاق فيه وفسطاط نفاق لا ايمان فيه فاذا كان ذالكم فانتظروا الدجال من يومه او من غده

(رواہ ابو داؤد)

اب اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے جو سید محمد احسن صاحب امروہوی نے کیا ہے۔

"پھر فتنہ سراء جو عیش و آرام اور امن کے وقت میں ہوگا۔ یہ فتنہ حضرت مرزا صاحب کی تکفیر کا تھا۔ جس میں اکثر امت محمدیہ مبتلا ہو گئی۔ اسی فتنہ کے زمانہ میں ایک دخان پیدا ہوگا۔ جو زیر دونوں قدموں اس آدمی سے پیدا ہوگا جو میری اہل بیت میں سے ہے۔ یعنی مرزا صاحب۔ اور وہ خان یہ زعم کرے گا کہ وہ مجھ میں سے ہے اور وہ مجھ میں سے نہ ہوگا کیونکہ میرے اولیاء صرف متقی ہی ہوتے ہیں یہ فتنہ محمود ہی ہے۔ لیکن لوگ اس خان کے سبب ایک رجل نرم خو کے باہم صلح کار رہیں گے کیونکہ وہ رجل نظرتاً بڑا نرم دل اور صلح جو ہوگا جیسا کہ سرین کی ہڈی پسلیوں کی نسبت نرم ہوتا ہے۔ یہ وہ دخان ہے جو حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کے وقت میں پیدا تو ہو گیا تھا۔ لیکن حضرت مولانا موصوف کے سبب سے دونوں فریق کا باہم کوئی نزاع نہ ہونے پایا۔ پھر اسکے بعد وہ دخان سخت تاریک در تاریک اور مظلم ہو جاوے اور ہر ایک صبح شام میں کوئی مومن ہوتا رہے گا۔ اور کوئی کافر۔ یہاں تک کہ لوگ دو بستیوں میں جدا جدا ہو جاوینگے۔ ایک بستی میں ایسے لوگ جمع ہو جائیں گے جن میں ایمان ہوگا یعنی قرآن کی عظمت ہوگی حدیث تک ... ہو گا ... بستی میں سوائے نفاق کے ایمان نہ ہوگا یعنی قرآن مجید کی اشاعت ان سے نہ ہو سکے گی۔ پھر ایسے فتنہ کے بعد دجال کے تم منتظر رہو یعنی ان صد ہا حدیثوں کو یاد رکھو جنمیں دجالوں کذابوں کی خبر دی گئی ہے" یہ حاصل ترجمہ ہے اس حدیث کا پر روایت رجال صحیح ابو داؤد میں موجود ہے اور مشکوٰۃ شریف ... میں درج ہے"

جس دیدہ دلیری اور وقاحت سے حضرت مسیح موعود کے سبز اشتہار والے موعود پر (ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی) حملہ کیا گیا ہے وہ قابل صد نفریں ہے۔ حالانکہ یہ تمام واقعات خود اسی فریق پر صادق آتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہے جس نے حضرت مسیح موعود کے روحانی فرزند اہل بیت میں سے ہونے کا ادعا کیا ہے اور وہی ایک سوزش سے روحانی تولد پاکر مدت تک سلگتا رہا اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ آدمی دو بستیوں میں ہو گئے۔ ایک وہ جن کی نسبت مسیح موعود کے خلیفہ اول نے اپنے قلم سے لکھا کہ نفاق کا مادہ پھوٹ گیا اور دوسرے وہ جو اصل بستی میں رہتے ہیں جسے قیامت تک برکت دی گئی ہے اور جہاں ایمان ہی ایمان ہے۔ باقی ایک کسر تھی فانتظروا الدجال سو تکلول ہمارے دوست پیغام الحق صاحب کے وہ بھی امروہوی صاحب نے پوری کر دی اور وہ اپنی نئی کتاب میں نئے عقائد کے ساتھ نمودار ہوئے نہ صرف ایک آنکھ کی بینائی کم بلکہ جسم کا ایک حصہ بھی لغزش اور روحانی اعتبار سے بھی احمدیت کی صداقت کو دیکھتے ہیں اور پھر نہیں بھی دیکھتے۔

لیکن یہ ہماری حیثیت ... ہے۔ البتہ ایک بات قابل اظہار رہتی ہے۔ امروہوی صاحب مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو خیالات ہیں وہ بھلے رجل کورک علی ضلع ...

[illegible]

[illegible] الصلوٰۃ
[illegible] الضلع
[illegible]
[illegible] سرایہ
[illegible] آیہ [illegible] علی
[illegible] استقامۃ
(بقیہ)

[illegible] حضرت ملا نورالدین [illegible] اہمیت نہ رکھتے [illegible] رائے رکھتے تھے اور [illegible] نہیں رکھتے تھے ۔ یہ [illegible] مباحثوں کے [illegible] ہستی کے بارے میں [illegible] ان لوگوں نے [illegible] پوری کرنے لیے [illegible] کے سامنے [illegible]

کیا غیر مبائعین [illegible] ریانہ کا اختلاف رکھتے ہیں؟

[illegible] کی بات ابتداء ہی سے [illegible] حضرت مسیح موعود پر ایمان [illegible] بظاہر دعویٰ ایمان ہے [illegible] اس کا ثبوت [illegible] حضرت مسیح موعود کی [illegible] کچھ [illegible] میں انہے [illegible] رہتے ہیں اور ان کا قطعی [illegible] ہے کہ خود اپنے [illegible]

(اسیر حضور کی خصوصیت نہیں مولوی محمد علی صاحب ہوں یا سید محمد حسین شاہ مرزا یعقوب بیگ) کو کافر کے وہ کافر ہے یعنی خارج دائرہ از اسلام اب اس عقیدہ کی رو سے چاہیے کہ جو منکرین حضرت مسیح موعود ہیں وہ آنجناب کو مفتری اور کاذب سمجھتے ہیں۔ ان کو خارج از دائرہ اسلام سمجھا جائے جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب کے رسالے سے ظاہر ہے۔

مگر ۱۳ جولائی کے پیغام میں ایک چٹھی چھپی ہے۔ حسن علی ڈاکٹر کی طرف سے جو میاں پیر بخش کے نام ہے۔ جو حضرت مسیح موعود کو کافر اور مفتری یقین کرتا ہے اور اس نے ایک رسالہ اسی مقصد تکفیر و تکذیب کے لیے جاری کر رکھا ہے اسے یہ غیر مبائع مخلص ڈاکٹر حسن علی لکھتا ہے۔

مکرمی منشی پیر بخش صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

اب میں دریافت کرتا ہوں کہ اگر غیر مبائع کا عقیدہ بربنائے ایمان تھا تو یہ السلام علیکم اور اس کے ساتھ رحمۃ اللہ کیسا۔ آیا شرعاً ایسا جائز ہے تو ثبوت دیا جائے۔ اور اگر نہیں تو پھر شرم کرنی چاہیے۔ کہ ابھی پچھلے دنوں خدا اسی ڈاکٹر نے ہمارے لیے ایک فتویٰ چھپوایا کہ مبائعین احمدیوں کو سلام نہ کہا جائے۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ یہ سختی اور غیروں سے یہ حال کہ حکم شریعت اسلامیہ مجھے پیارے اگا مکفر و مکذب مسیح موعود کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ لکھا جاتا ہے کیا یہ اس آیت کی تصدیق نہیں ونقولون الذین کفروا ھؤلاء اھدیٰ من الذین آمنوا سبیلا۔ مسیح موعود کے منکر بلکہ مکفروں سے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور ہم پر تبرا بازی۔ شیم الشیم!!

حافظ معین الدین رضی اللہ عنہ

۱۶ جولائی کو ایک بزرگ ہستی صحابہ الصفہ میں سے ہم سے جدا ہو گئی۔ کیسے خوش قسمت لوگ ہیں جنکو ابتداء ہی سے میرے آقا حضرت مسیح موعود کے قدموں میں رہنے کا فخر حاصل ہوا اور مرتے دم تک انکا سینہ عرفان کا گنجینہ اور خدا کے موعود مامور کی محبت سے معمور رہا۔ اللھم صل علے محمد وعلی آل محمد۔

حافظ صاحب کی عمر اسی سال کے قریب ہو گی۔ یہ زمانہ تصنیف براہین احمدیہ سے پہلے۔ ۔ ۔ تنھیال قادیان آیا کرتے (قادیان سے کسی قریب ہی کے گاؤں کے رہنے والے تھے) خوش آواز تھے گانے کا شوق تھا گلی گلی پھرتے اور کھانے پینے کا سامان کر لیتے۔ حافظ صاحب حضرت مسیح موعود کی خدمت میں بھی اکثر حاضر ہوتے۔ حضور نے ان کی روٹی اپنے گھر سے لگا دی۔ اس فیض صحبت کا یہ اثر ہوا کہ حافظ صاحب دین کی باتوں سے دلچسپی لینے لگے۔ اور صوم وصلوٰۃ کے ایسے پابند ہو گئے کہ کسی گھر سے اگر ان کو کوئی چیز دیجاتی تو گھر والی سے پہلے پوچھ لیتے تھے کہ نماز پڑھتی ہے یا نہیں۔ اگر وہ نماز پنجگانہ کی پابند نہ ہوتی تو وہ چیز اس سے نہ لیتے۔ اس تحریک سے پہلے پہلے کچھ دنوں کے لیے قادیان آ جاتے اور چلے جاتے لیکن آخر یہیں کے ہو رہے۔ میں نے جس سے بھی پوچھا اس نے یہی جواب دیا کہ جب ہم آئے حافظ صاحب یہاں موجود تھے۔ اور ابھی حضرت اقدس مامور نہیں ہوئے تھے تو یہ لگا ہے کہ نماز کے امام بھی بنا دیئے جاتے تھے۔ حافظ صاحب نابینا تھے قرآن مجید کا کچھ حصہ بھی یاد کیا یاد تو غالباً سب کیا مگر حافظہ کمزور تھا۔ رات کو حضرت اقدس مسیح موعود کے پاؤں دبایا کرتے تھے اور حضور کو اشعار خوش آوازی سے سنایا کرتے تھے مسجد مبارک میں پہلے اذان دیا کرتے تھے۔ اور اس کے لیے ان کو بڑا اہتمام تھا کہ بروقت کی اذان

بعث فروخ ہوتے ہی ہو جاتے۔

آپ شاعر بھی تھے چنانچہ ایک نعتیہ سی حرفی حال ہی میں انکی طرف سے چھپی ہے جو نصیر بک ایجنسی سے مل سکتی ہے۔ حضرت ام المومنین نے ایک مکان انکو دے رکھا تھا۔ اسمیں رہتے تھے مکان کا دروازہ بند رکھتے۔ جب کھولتے تو یہی پوچھتے کہ اذان ہوگئی یا نہیں۔ صبح کے وقت جب بکریوں والے دودھ دینے آتے۔ تو دودھ بیچنے سے پہلے میں نے اکثر انکو نصیحت کرتے سنا۔ انکو تقویٰ اور نماز روزہ کی ہدایت کرتے حافظ صاحب میں شکر گزاری کی روح عجیب تھی کوئی ذرا بھی انکا کام کر دیتا تو دیر تک اس کا شکریہ ادا کرتے رہتے تھے۔ جو اکثر ان الفاظ میں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنکھیں دی تھیں آپنے مجھے مدد دی اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

حافظ صاحب علی العموم اپنے کام خود کرتے حتی کہ پانی بھی خود اپنے لیے لاتے۔ تہجد کے بہت پابند تھے۔ گرمی کی راتوں میں بارہ بجے کے بعد اٹھ کر پہلے بہت سا پانی کنوئیں سے لاتے پھر نماز میں مشغول رہتے حتی کہ صبح ہو جاتی دن کو اکثر قرآن شریف پڑھتے یا کسی کو پڑھاتے کبھی کبھی اکیلے میں اشعار بھی خوش الحانی سے پڑھتے مگر بہت کم اور کہتے اب کیا پڑھیں دل میں اب طاقت نہیں رہی۔ میر مہدی حسین صاحب مرحوم۔ حافظ احمد اللہ صاحب انکے پرانے رفیقوں میں سے تھے جب ان کے پاس جاتے تو ان سے حضرت مسیح موعود کی باتیں کر کے بہت خوش ہوتے۔

حافظ صاحب چھت پر سوتے تھے اور خود ہی اپنی چارپائی اتار لیا کرتے تھے اس رات یکدم بارش آگئی۔ نیچے اترتے پاؤں پھسل گیا صبح بحالت سجدہ جان بحق تسلیم پائے گئے۔ کوئی زخم یا چوٹ نہ تھی۔ چونکہ کئی دن سے بیمار چلے آتے تھے معلوم ہوتا ہے دل کو صدمہ پہنچ گیا۔ غفر اللہ لہ۔ کچھ واقعات اور معلوم ہوئے تو وہ بھی لکھے جائیں گے۔

عربی رسم خط

ولادت سرور کائنات کے قریب ہی ابو سفیان کے والد حرب بن امیہ ارض حیرہ سے ایک خط سیکھ آئے اور دو چار دوستوں اور عزیزوں کو بھی سکھا دیا۔ خود حرب کا بیان تھا کہ میں نے اس خط کو حیرہ کے ایک شخص اسلم بن سدرہ سے سیکھا۔ اور وہ علاقہ انبار کا ایک شخص مرامر بن مرہ کا شاگرد تھا اور چونکہ مرامر کا کوئی استاد نہیں معلوم تھا اسلیے قریش میں یہ خیال پھیل گیا کہ اس کا پہلا موجد مرامر ہے۔ اور ارض انبار اس کا مولد ہے (ملاحظہ ہو ابن خلکان۔ حالات علی بن ہلال المعروف بہ ابن بواب کاتب)

غرض یہی عربی کی پہلی تحریر اور ہمارے موجودہ خط نسخ کا نقش اولین ہے۔ اسی میں قرآن مجید لکھا گیا۔ اسی میں آنحضرت کے خطوط و معاہدات لکھے گئے۔ اور اسی میں صحابہ مراسلت کرتے تھے مگر اپنی ابتدائی حالت میں یہ خط اسقدر ناقص تھا کہ جسقدر رواج پاتا تھا اسی قدر زیادہ اس میں اصلاحوں اور ترمیموں کی ضرورت محسوس ہوتی جاتی تھی۔ اور یقیناً بہت سی اصلاحیں ہوئی ہوں جنکی ہمیں خبر نہیں ہے۔

اس عہد کے نمونے ہمارے ہاتھ میں بہت ہی کم ہیں جن سے کچھ اندازہ کیا جائے۔ آنحضرت نے جو خطوط لکھوا کے بھجوائے تھے ان میں سے دو خط اہل یورپ نے خدا جانے کیوں کر اور کہاں سے برآمد کر کے پیش کیے ہیں۔ اور دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ اصلی خط ہیں۔ ان دونوں کے فوٹو ہم نے دیکھے ہیں۔ ایک مسیلمہ کذاب کے نام ہے جو ۱۸۹۶ء میں لندن کے [illegible] نام ایک رسالہ میں چھپا تھا۔ [illegible] مصر مقوقس کے نام ہے جس کا فوٹو [illegible] نیشن سیریز کی کتاب [illegible] مارگولیتھ میں مصر کے رسالہ الہلال سے لیکر درج کیا گیا ہے۔

ان دونوں خطوط کی تحریر ایک ہی نمونے ایک ہی وضع۔ اور ایک ہی شان کی ہے اور ان دونوں کے نیچے آپ کی مہر ہے۔ خطوط کی عبارت آپکے الفاظ ہیں جو احادیث میں صحیح روایتوں سے مروی ہیں۔ بہرحال انکو دیکھ کے یقین ہوتا ہے کہ اصلی تحریر ہے اور یہی میرا خیال ہے۔ چنانچہ میں ان خطوط کے فوٹوؤں کو تمام [illegible] تبرکات سے زیادہ واجب التعظیم اور تعویذ جاں بنانے کے قابل خیال کرتا ہوں اور بے اختیار جی چاہتا ہے کہ ان مبارک نامہائے رسالت پر جان فدا کر دیجئے۔ افسوس مسلمانوں کو توفیق نہیں ہوتی۔ ورنہ ان کا فرض تھا کہ یہ دونوں اصلی خطوط رسالت جن پر آپ کی مہر مبارک ثبت ہے انکی تاریخ کا پتہ لگاتے کہ کیونکر محفوظ رہے کہاں سے کہاں پہنچے کس سے کس کو ملے اور آخر میں کیونکر اہل یورپ کے ہاتھ آئے

ان خطوط کے بعد کی تحریر کا نمونہ حضرت عثمان غنی کے عہد کے قرآن پاک ہو سکتے ہیں جن کا [illegible] اس وقت تک کسی ہندوستانی مسلمان کی نظر سے نہیں گزرا کہا جاتا ہے کہ [illegible] قرآن قسطنطنیہ میں موجود ہے۔

مذکورہ بالا دونوں خطوط رسالت کی تحریر کی شان یہ ہے کہ نقطے [illegible] علامات اعراب [illegible] نہیں [illegible] جس سے اس کی [illegible] کا لفظ یوں لکھا ہے [illegible] کی صورت یہ ہے [illegible] نسخ تحریر [illegible] رسالہ [illegible]

[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] میں ایک [illegible] موجود وہ خط [illegible] جاتا ہے۔ اسی نا [illegible] کا ہے۔ [illegible] وہ ایک صورت [illegible] ہوتا ہے [illegible] آخر کا الف بھی [illegible] کی پابندی ضروری ہے کہ [illegible] سطر میں [illegible] ہو جائے۔ ورسولہ [illegible] سطر [illegible] میں ہے اور [illegible] دوسری سطر کے شروع میں دو تولو [illegible] ایک سطر میں ہے اور ولوا [illegible] سطر [illegible] لمون میں سے [illegible] سطر کے آخر میں ہے اور لمون [illegible] شروع [illegible]

[illegible] کے عہد میں اس خط میں کسی [illegible] پتہ نہیں چلتا۔ اس سے پہلے اس تحریر [illegible] پر ابوالاسود دوئلی کی نظر پڑی [illegible] انہوں نے ابتدائی [illegible] مدون کیا۔

[illegible] کے زمانے میں [illegible] قرآن کے رسم خط کی اصلاح [illegible] قرآن کے متعلق [illegible] خیال کرکے انکار کر دیا [illegible] ان اللہ بری [illegible] و رسولہ " میں رسولہ [illegible] کے [illegible] اور کہا [illegible] موجود [illegible] پاس [illegible] جس حرف کے [illegible] دیا کرو [illegible] قرآن میں [illegible] کی صورت

[illegible] بجائے ترچھی لکیروں کے نقطوں کی تھی اور پیش بجائے اوپر کے سامنے لگا یا جاتا تھا۔ آجکل جو نقطے ب ت اور ث میں یا ج ح خ کا امتیاز بتایا کرتے ہیں انکا اسوقت تک مطلقاً پتہ نہ تھا اور نہ شاید انکی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔

ابوالاسود دوئلی نے سنہ ۶۹ھ میں انتقال کیا اور اسکے بعد کہتے ہیں کہ میمون بن اقرن نے پھر عتبہ بن معدان قہری نے پھر عبد اللہ بن ابی اسحٰق حضرمی نے پھر ابو عمرو بن علاء المتوفی سنہ ۱۵۴ھ نے اس خط میں اور اصلاحیں کیں مگر ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا اصلاحیں تھیں۔ یہاں تک کہ خلیل ابن احمد اردی المتوفی سنہ ۱۷۰ھ اور علی بن حمزہ کسائی المتوفی سنہ ۱۸۹ھ کا زمانہ آیا۔ جبکہ کوفہ اور بصرے میں نحو صرف اور علم زبان کا شباب تھا۔ کہتے ہیں کہ خلیل نے ترقی خط کی طرف بہت توجہ کی اور اس درجہ کو پہنچا دیا کہ کسائی نے جو مامون رشید کا استاد اور علمی ترقیوں کا بیحد شائق تھا خط عربی میں ایک نئی شان پیدا کی جسکو اہل کوفہ نے انتہا پسند کیا اور وہی خط خط کوفی کے نام سے مشہور ہوا (ملاحظہ ہوں کتاب الفہرس ابن الندیم۔ ابن خلکان کے حالات ابن مقلہ کاتب و ابن البواب کاتب اور آغانی جلد ا صفحہ ۱۰۷، حالات ابوالاسود دوئلی) اسکو ہم یوں سمجھیں گے کہ کسائی نے یکبیک پرانے خط کو بدل کر خط کوفی کر دیا۔ در اصل مسلسل تغیروں اور ترمیموں نے رفتہ رفتہ اس خط کی صورت بنا دی تھی۔ کسائی نے قواعد نگاشی و خوشنویسی کو کام میں لا کے تمام کی تحریک کی ایک خاص شان پیدا کر دی تھی۔ جسے لوگوں نے علو تا پسند کیا اور اسی کی پیروی کرنے لگے۔ تاہم اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ خط کوفی کی ایجاد سنہ ۱۸۰ھ کے قریب ہوئی ہے۔ اس سے پہلے جو خط مروج تھا کوفی نہ تھا۔ حضرت عثمان کے زمانے تک کوفہ کو کوئی علمی حیثیت ہی نہیں حاصل

ہوئی تھی۔ حضرت علی نے کوفہ کی سکونت اختیار کی اور اسی وجہ سے اکثر عوام میں مشہور ہے کہ حضرت کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن خط کوفی میں تھے۔ مگر انھیں اسکی خبر نہیں کہ ان دنوں کوفہ تو بیشک تھا اور کوفہ میں حضرت علی بھی تھے۔ مگر خط کوفی نہ تھا جس کا کاتب حضرت علی کو فرض کر لیا گیا ہے۔ خط کوفی کا دور دوسری صدی ہجری کے آخر سے شروع ہوا ہے جبکہ ہارون رشید کا زمانہ تھا۔

اب مجھے بتانا ہے کہ خط کوفی میں اور پرانے خط میں کیا فرق تھا۔ میں نے خط کوفی کا کوئی مکمل قرآن نہیں دیکھا ہے۔ لیکن ہیروز آف دی نیشن سیریز کی کتاب "[illegible]" مصنفہ ڈی۔ اس مارگولیتھ میں خط کوفی کے ایک قرآن کا فوٹو موجود ہے۔ اصل نسخہ بوڈلین لائبریری کا ہے۔ اور معلوم نہیں کہ کس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں الف کی قطع "[illegible]" د کی قطع "[illegible]" ن کی قطع "[illegible]" ہے۔ اس میں شک نہیں کہ خط خوبصورت اور زیادہ واضح و روشن ہو گیا ہے مگر اسی پرانے خط سے ملتا ہوا ہے۔ صرف پختگی اور ایک مصورانہ مناسبت وہم وضعی پیدا ہو گئی ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ اس کوفی خط کے قرآن میں اعراب کا کہیں پتہ نہیں نہ نقطے ہی ہیں اور نہ ترچھی لکیریں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابوالاسود کی ایجاد کا عام طور پر رواج نہیں ہوا تھا۔ خاص ہی خاص نسخہ ہائے قرآن میں ان کے رسم خط کی پابندی کی جاتی ہوگی۔ مگر عام کاتب ان کا لحاظ نہ کرتے تھے۔

اس خط کوفی میں سب سے بڑی مفید ترقی یہ ہوئی ہے کہ موجودہ نقطوں کی بنا پڑ گئی جس سے ان تمام مختلف الصوت حرفوں میں امتیاز کر لیا جا سکتا ہے جو ہم شکل ہیں مگر خط کوفی کے نقطے ہمارے موجودہ خط کے نقطے نہیں ہیں بلکہ انکی جگہ نیچے اوپر باریک باریک ترچھی لکیریں زبر زیر کی سی اختیار کی گئی ہیں مثلاً یا ایتھا المزمل قم الیل، محمد با [illegible] لصوحلہ [illegible] کی طرح لکھا ہے۔ اس سے [illegible] ثابت ہوتا ہے کہ جب ب ت ث

[illegible] ضرورت [illegible]
[illegible] نقطوں سے بھی ایک تحریر اعتنا
کی گئیں۔ ان نقطوں سے جو ابو الاسود نے ایجاد
اعراب و حرکات بنانے کا کام لیا تھا۔ وہ خاص
خاص قرآنوں میں تھے۔ عام تحریروں اور کتابوں
میں ان کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی۔

اس وقت سے کچھ کم ڈیڑھ سو برس تک خط
کوفی کا زمانہ رہا۔ مگر زمانہ جوں جوں گزرتا جاتا تھا اس
خط میں کچھ نہ کچھ تغیر اور ردوبدل کرتا جاتا تھا۔ خط
کوفی جیسا کہ ہمیں نظر آتا ہے تو زود نویسی کے لیے موزوں
نہ تھا۔ چنانچہ ۳۱۰ھ میں زمانے نے ابو علی محمد
بن علی بن حسین کاتب کو جو ابن مقلہ کے لقب سے
مشہور ہے پیدا کیا۔ یہ بہت بڑا شخص تھا۔ اور
اگرچہ اسکی زندگی اس قدر پرآشوب تھی کہ ترقی کی
تو خلافت عباسیہ کا وزیر اعظم بن گیا اور اقبال نے
ساتھ چھوڑا تو داہنا ہاتھ کاٹا گیا۔ زبان کاٹی گئی۔ قید
ہوا۔ اور خدا جانے کیسی کیسی مصیبتیں جھیل کے ۳۲۸ھ
میں چھپن برس کی عمر میں قید خانے ہی کے اندر مرا
لیکن نا قدر دان دشمن اسکی جان لے سکتے تھے۔
اسکے کمالات کا مٹانا غیر ممکن تھا۔

دیگر کمالات کے علاوہ ابن مقلہ خوشنویسی اور
خط نسخ کی اصلاح میں بھی کمال رکھتا تھا چنانچہ اس نے
مروجہ خط کوفی کو تقویم پارینہ کر کے موجودہ خط نسخ
ایجاد کیا۔ (ملاحظہ ہو ابن خلکان حالات ابن مقلہ
کاتب) اس نے خط میں اعراب و حرکات کے اظہار
کے واسطے ابو الاسود دوئلی کے نقطوں کو موقوف
کر کے زیر۔ زبر کے لیے حرف کے اوپر اور نیچے
ترچھی لکیریں اور پیش۔ جزم۔ تشدید۔ اور
دو زیر اور دو زبر کی موجودہ شکلیں اختیار کی گئیں
اور مشابہ حرفوں کے باہمی امتیاز کے لیے خط کوفی
کی باریک ترچھی لکیروں کو چھوڑ کے نقطے قائم
کیے گئے اور تمام حرفوں کی صورتوں میں ایک مقبول
[illegible] آسانی پیدا ہو گئی۔
[illegible] نسخ ابن مقلہ [illegible]

ابن مقلہ کے خط کی یہ شان [illegible]
ہوئی کہ ساری کتابت اسی میں ہونے لگی اور [illegible]
خط کوفی ایسا مٹا کہ آج اس کا لکھنا تو بڑی بات
اسلام میں اس کا کوئی پڑھنے والا بھی نہیں ہے۔
ابن مقلہ کے کچھ کم ایک صدی بعد ابن بواب
کاتب پیدا ہوا جس نے اپنی مشہور عام خوشنویسی
سے خط نسخ کو انتہائے کمال کے درجہ کو پہنچا دیا
ابن بواب کا نام ابو الحسن بن ہلال تھا۔ مگر چونکہ
ایک دربان کا بیٹا تھا اس لیے "ابن البواب"
کے لقب سے مشہور ہوا علامہ ابن خلکان اسکی
نسبت لکھتے ہیں "اگلوں پچھلوں میں سے کوئی شخص
اس کے مثل کتابت نہیں کر سکا۔ خط کوفی سے بدل
کے ...... جو خط کو ایجاد تو ابو علی بن مقلہ نے
نے کیا تھا۔ مگر بن بواب نے اس کی شان کتابت
شائستہ مہذب اور خوشنما بنا دی۔ اور تمام لوگوں
کو اتفاق ہے کہ اس بارۂ خاص میں وہ منفرد اور
بے نظیر تھا۔ ابن بواب نے ۴۱۳ھ یا ۴۲۳ھ
میں انتقال کیا۔ خط نسخ میں ایسی شان پیدا کر کے
چھوڑ گیا کہ جس کی لوگ آجتک پیروی کر رہے ہیں"

حیاتِ مسیح
پر چند دلائل کی پڑتال

اللہ تعالیٰ سورۂ انبیاء رکوع اول میں فرماتا ہے
وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحي اليهم
فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون ٥
وما جعلناهم جسدا لا ياكلون الطعام
وما كانوا خالدين ٥ اور تجھ سے پہلے
نہیں بھیجے مگر مرد کہ ان کی طرف [illegible]
ذکر والوں سے پوچھ دیکھو اگر تم نہیں جانتے [illegible]
ان کے ایسے جسم [illegible] کہ نہ کھاتے [illegible]
وہ ہمیشہ رہنے والے (تفسیر حقانی)

[illegible]
[illegible] سے پیشتر بھی بہت سے رسول ہو چکے ہیں
آدمی تھے کہ جن کی طرف وحی کی گئی تھی [illegible]
اگر تم کو معلوم نہ ہو اہل کتاب سے پوچھ دیکھو
تمہارے اہل مکہ اکثر باتوں میں معتقد ہو ان سے پوچھ
کر اعتراض کیا کرتے ہو۔ اور ان انبیاء کو ہم نے ایسے
بدن والا نہیں بنایا تھا کہ جو کھانے کے محتاج نہ ہوں
اور ہمیشہ باقی رہیں۔ بلکہ وہ کھاتے پیتے تھے۔
آخر دنیا سے اٹھ گئے۔ موت سے نہ بچے۔
تفسیر حقانی جلد [illegible] صفحہ [illegible] موضح القرآن
عیسیٰ موت بھی انہی میں داخل ہے آیت کریمہ سے معلوم
ہوا کہ جتنے رسول اور نبی نبی کریم محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے گزرے سب مرد تھے
سب بدن کھانے کے محتاج تھے اور سب دنیا
سے اٹھ گئے موت سے نہ بچے۔ شاید آپ پوچھیں
کہ اس میں عیسیٰ کا نام نہیں ہے۔ سو آپ کو واضح
رہے کہ ما ارسلنا قبلك الا رجالا میں حصر
ہے جو کسی رسول کو باہر نکلنے نہیں دیتا۔ اور یہ کہ وہ
کھانے کے محتاج تھے سورۂ مائدہ سے ظاہر ہے
ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من
قبله الرسل وامه صديقة كانا ياكلان
الطعام۔ انظر كيف نبين لهم الايات
ثم انظر انى يؤفكون۔ [illegible]
ایک رسول ہے اس سے پہلے سارے رسول گزر [illegible]
اور اسکی ماں بڑی راستباز تھی دونوں کھانا کھایا
کرتے تھے۔ دیکھ کس طرح ہم ان کے لیے نشانیاں
بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھ [illegible]
[illegible] ایک نصف [illegible]
[illegible]
[illegible] رسول تھے [illegible]
[illegible]

[illegible]
نہیں ہے کہ آدم علیہ السلام آسمان
[illegible] القرآن واخلوها ان کنتم
جنت کی شان میں ہے عرضها
[illegible] الارض آل عمران جنت کی چوڑائی
ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ
[illegible] تھا کیونکہ قرآن شریف میں آتا
[illegible] ربک للملٰئکۃ انی جاعل
جب کہا تیرے رب نے فرشتوں
[illegible] میں خلیفہ بنانے والا ہوں
[illegible] فی السماء - ہاں ہم مانتے
[illegible] میں رکھا گیا - مگر اس جنت میں
عصیٰ آدم ربہ فغویٰ کا مصداق
[illegible] اپنے رب کی خلاف ورزی کی پس اس کا
[illegible] گیا - اور وہ ایسی جنت تھی کہ
[illegible] بھی جا پہنچا - حالانکہ قرآن اسکے لیے
[illegible] لاملئن جہنم منک و
[illegible] منھم اجمعین
[illegible] خدا نے شیطان سے کہا کہ میں خود
[illegible] - اور جو تیری تابعداری
[illegible] پھر کیوں کہا گیا
[illegible] واپس جگہ سے جس سے
[illegible] وہ آسمان پر تھے - تو اسکو
[illegible] رکوع غور سے پڑھو
اهبطوا مصرا - کیا
[illegible] تھے کہ کہا گیا
[illegible] ایک جگہ سے
[illegible] کہ اس
[illegible] جو لوگ
[illegible]

[illegible] ہو رہا ہے -
پس جب حضرت آدم کا آسمان پر ہونا -
کسی قطعی نص قرآنی سے ثابت نہیں ہے - بلکہ
نص قرآنی اسکے خلاف فی الارض خلیفہ کہہ رہی
ہے - اور جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی
علیحدہ نشو و نما قرآن سے ثابت نہیں ہے بلکہ
قرآن شریف سراسر اسکے خلاف گواہی دے
رہا ہے اور عیسیٰ کو ہماری مانند یعنی بشر بنا رہا ہے
جیسا کہ ہم ماں باپ سے پیدا ہوئے وہ بھی ماں
سے پیدا ہوئے جیسے ہم تراب سے پیدا ہوئے
وہ بھی تراب سے پیدا ہوئے - ہم ماں کے پیٹوں میں رہے
وہ بھی ماں کے پیٹ میں رہے - جیسا کہ ہم آدم اور
حوا کی اولاد سے ہیں ایسا ہی وہ آدم اور حوا کی
اولاد سے ہیں - حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام
دونوں کی ہماری طرح تین حالتیں ہیں پیدا
ہونا - مرنا - پھر جی اٹھنا - کھانا - [illegible] کی
نسبت کہا گیا ہے کہ وہ مٹی - پانی - نطفہ -
عورت کے پیٹ سے - آدم اور حوا کی نسل
سے پیدا ہوئے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام
صرف بے باپ ہونے کی وجہ سے فرشتے
نہیں بن گئے - جیسا کہ حضرت آدم اور حضرت
حوا فرشتے نہیں بن گئے - باوجودیکہ اگر فرضی
طور پر مان لیں - کہ حضرت آدم آسمان میں تھا
(حالانکہ جنت کا لفظ باغ پر بولا جاتا ہے - پڑھیے
سورۃ کہف اور قلم - اور حضرت عیسیٰ بھی آسمان
میں جائیں گے کیونکہ یہ دونوں پوری کثافت
سے پاک تھے - اور اسلئے وہ آسمان اور
زمین پر ہر جگہ رہنے کے قابل بنائے گئے تھے
پھر مندرجہ ذیل اشکال کو رفع فرمائیے -
(۱) کیا حضرت [illegible] علیہ السلام بہتر ہیں یا حضرت
[illegible]
[illegible] زمین میں [illegible]
[illegible]

[illegible]
(۳) [illegible] آدم کو زمین پر ایک [illegible]
دیا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ [illegible]
(۴) کیوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہشت سے جبکہ
حوادث سے محفوظ جگہ ہے نکالا جاوے حالانکہ قرآن
شریف میں آچکا ہے وما ھم منھا
بمخرجین اور بہشتی وہاں سے نہیں نکالے
جائینگے - عطاء غیر مجذوذ - یہ ایسی عطاء ہے
جو کبھی کاٹی نہیں جائے گی -
(۵) جس نیک کام کے بدلے انکو ایسی محفوظ جگہ
ملی - انہوں نے ایسی پاک جگہ میں کیا قصور کیا
وہ وہاں سے نکالے جائینگے - آدم نے تو پھل
کھایا - اور وہ بہشت سے نکالا گیا - حضرت
عیسیٰ نے کیا گناہ کیا کہ وہ بہشت سے نکالے جائینگے
کیا وہ بھی اسی درخت کا پھل کھائینگے - کیا کسی آیت
سے آپ یہ دکھا سکتے ہیں -
پس آپکے استدلال کا تار و پود بکھر گیا
اسکو پھر غور کر کے سمجھ لیجئے - پہلی دلیل الحاد
بندہ تھی جس نے علم کلام میں ایک اعلیٰ درجہ کا
اضافہ کر دیا ہے - یا نوح کی زندگی کے ساتھ تمسک
پکڑنا - سو وہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی بات ہے - من
نعمرہ ننکسہ فی الخلق کے کہاں خلاف ہے - نوح کہاں
آسمان پر زندگی بسر کرنے گیا تھا - وہ تو اسی زمین میں رہا -
کیا اسکا دنیا میں شراب طعام موقوف ہو گیا تھا - اور آپکو کس آیت
سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ضعف اور شیبۃ کے قانون قدرت
سے محفوظ تھا اور جوانی کی حالت میں انتقال فرمایا
بجائے اس [illegible] کی تشریح کیجیے - ننکسہ کی تفسیر کیجیے
نعمرہ ننکسہ میں سالوں کی تعداد کہاں مقرر ہے - کیا وہ
اس زمین کو چھوڑ کر کسی آسمان پر گئے - اور کیا انہوں نے
دنیوی شراب طعام قطعاً چھوڑ دیا تھا - اگر عیسیٰ علیہ السلام کو
جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر بٹھانا ہے تو پھر آپ [illegible]
[illegible]
[illegible] کرتے ہیں قرآن [illegible]

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

سلسلہ احمدیہ والا اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان سے

فاروق

ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر ایم قاسم علی

جلد ۴ ۔ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۹ عیسوی | نمبر ۲۸

سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

۲۔ بارش کئی دن متواتر ہوتی رہی سیلاب سے قادیان جزیرہ بن رہا ہے۔

۳۔ دونوں سکولوں میں ۸ اگست سے موسمی تعطیلیں ہونے والی ہیں دو ماہ کے لیے۔

۴۔ بذریعہ تار معلوم ہوا کہ برادرم شیخ عبدالرحیم صاحب اور چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے سیال ۱۹ جولائی جہاز پر سوار ہو گئے خدا خیریت سے لنڈن پہنچائے۔ ان کے پہنچنے کا بھی تار آگیا۔

۵۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مالابار میں بیمار ہو گئے۔ اب جلتی شوریٰ کے لیے مدراس آگئے ہیں۔ شیخ محمود احمد ان کے رفیق بخیریت ہیں۔

کاہنواں میں مباحثہ

جناب ماسٹر عبدالرحمن صاحب کو خدا جزائے خیر دے آپ نے آتے ہی حسب معمول تبلیغی کام شروع کر دیا ہے۔ قصبہ کاہنواں میں آپ کا لیکچر ہوا تھا جس میں سناتن دھرمیوں کو کرشن کے دوبارہ آنے کا خود دعویٰ سنایا جس پر پنڈت ننھا لال جی ساہوکار نے متعدد بیہ انعام مقرر کیا۔ اگر شاستروں میں کرشن کے آنے کا حوالہ دکھایا جائے۔ اس حوالہ کے دکھانے کے لیے دوسرے ہفتہ ماسٹر صاحب بمعیت فلاسفر صاحب گئے اور آپ نے بہت سے حوالے انھیں سنائے۔ جن میں نہ کلنک اوتار کی نشانیاں دوبارہ تمام فلاسفر صاحب بھارت سے دکھائیں پھر بھاگوت گیتا سے کرشن کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی دکھائی بلکہ ایک کتاب کا نام تک دکھایا۔ پنڈت جی آپ کے سامنے نہ آتے تھے۔

جب ہمارے دوست رتھ پر سوار ہو گئے تو پیغام آیا۔ کہ کرشن اوتار کے ظہور کا مقام و تاریخ بھی دکھا دو۔

اس پر انھیں سنت اللہ بتائی گئی کہ اوتاروں کے متعلق اس قسم کی تشریح نہیں ہوا کرتی اور ظہور کی نشانیاں بھی سنائی گئیں۔ فلاسفر صاحب کی تقریر بھی بہت دلچسپ تھی۔ انھوں نے اپنے منطق سے سب معترضوں کو خاموش کرا دیا خدا تعالیٰ ماسٹر جی کے مساعی جمیلہ میں برکت دے۔

معذرت

کاتب فاروق کی ناگہانی علالت کی وجہ سے یہ پرچہ دو دن لیٹ ہو کر شائع ہو سکا۔ احباب معاف فرمائیں اور کاتب کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

فاروق

۱۴ جولائی

احمدیہ یتیم خانہ

...احمدیہ یتیم خانہ ۱۸ ر ماہ ...
...کا ہو گیا ہے۔ احمدی یتامیٰ اس کرایہ کے
مکان میں جو یتیم خانہ کے لیے لیا گیا ہے۔ داخل ہو گئے
ہیں ... صاحب بیت المال اور خادم یتامیٰ کی امداد
منظور ہو چکا ہے۔ ابتدائی میں شروع ہو سکے ...
... جزاء اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ
... صاحب بیت المال ... خاکسار نے
... مصارف کے واسطے قوم سے مانگا
تھا ... نصف بفضلہ تعالیٰ آگیا ہے اور
نصف باقی ہے۔ امداد کنندگان کے اسمائے
گرامی گزشتہ اشاعتوں میں درج ہو چکے ہیں
اور بعد کی رقوم کا شکریہ اس پرچہ میں ادا کیا جاتا
ہے۔ خدا تعالیٰ احباب ذیل کو دین و دنیا میں بامراد
... فرماوے۔ آمین۔

... بابو سراج الدین صاحب ... عہ
... تاج الدین صاحب عہ ... محمد عیسیٰ صاحب
... میاں کریم الٰہی صاحب ... راولپنڈی عہ
... حکیم محمد حسین صاحب ... حافظ
... ڈاکٹر عبد الکریم صاحب ...
... صاحب امرتسر ... بابو محمد
... احمد صاحب ...
... امام بخش صاحب
... صاحب ...

فضل احمد صاحب ... عہ

عہ ... میزان کل ...

وصولی سابقہ ...

کل وصول ...

خاص شکریہ

مکرمی شیخ فضل کریم صاحب مہتمم خزانہ عامرہ سرکار عالی حیدر آباد دکن بتقریب رخصت مع اہل و عیال دارالامان میں تشریف لائے ہیں۔ چونکہ نیاز مند ایڈیٹر فاروق کے وہ قدیمی کرم فرما اور مخلص دوست ہیں۔ اس لیے مجھے ملنے آئے میں آپ کو یتیم خانہ میں لے گیا جسکو ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں بھی یتامیٰ کے لیے کچھ دونگا۔ مجھے ان بچوں کے لیے عید ضحی کے کپڑوں کا فکر تھا۔ پائجامہ بنوائے تھے کرتے نہیں بنے تھے۔ کرتوں کی درخواست میں کی تو شیخ صاحب نے نہایت شرح صدر سے اسی وقت نیاز مند کو ساتھ لے جا کر بازار سے تین تھان حسب پسند خادم کو عید کے کرتوں کے واسطے دلوا دیے۔ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو اسکا اجر عظیم عطا فرماوے۔ اور آپکو اس سے زیادہ دینی اور دنیاوی اعلیٰ درجہ کی ترقی و فراوانی عطا فرماوے۔ آمین

اب صرف ان بچوں کے سروں کے ڈھکنے کا فکر ہے۔ کوئی صاحب اولیں سبقت کر کے ۳۰ پگڑیاں یا ۳۰ ٹوپیاں ایک نمونہ کی خرید کر عطا فرما دے تو خدا اسکو بڑا ثواب دے گا۔ یتیموں کا سر ڈھکنا ضرور موجب رضائے الٰہی ہے کون ہے جو اس صدا پر لبیک کہے اور خدا سے اجر لے؟

مستقل امداد

یتیم خانہ مستقل طور سے قائم ہو گیا ہے بیرونی یتامیٰ احمدی احباب بھیجنے لگے ہیں۔ لیکن مستقل اخراجات یتامیٰ کے واسطے کوئی سبیل نہیں ہوئی۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ ہر دیکھنے والا ... روپیہ ماہوار مستقل اخراجات یتامیٰ کے واسطے مطلوب ہیں جسکو بعض مخلص خدا ترس احباب پانچ پانچ روپیہ ماہوار کی صورت میں پورا کر سکتے ہیں۔ اس ...

صاحب سکندر آبادی نے ... عطا فرما کر سبقت کی ہے۔ خدا ... احباب کے دلوں میں اسکی تحریک بخشے آمین ۱۹ دوست جلد ... پڑھکر ثواب حاصل کریں ... عطا فرماویں یا بڑی بڑی انجمنیں ... لاہور۔ پشاور۔ مردان۔ حیدر آباد ... وغیرہ میں وہ اکیلی ماہوار مستقل امداد یتامیٰ کا بوجھ اٹھا لیں جو بہت ... میں ہے۔ ابھی تو ... یتیم خانہ کا کرایہ آپنے دینا ہے اور نصف رقم ... کی ابھی اپیل میں سے باقی ہے۔ یہ ادا کر لو۔ تو یتامیٰ کی دیگر ضرورتوں کے لیے دست سوال دراز کروں گا۔ والسلام

خاکسار

قاسم علی سپرنٹنڈنٹ احمدیہ یتیم خانہ قادیان

بلعم ثانی ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد پٹیالوی کی ان پیشگوئیوں کی حقیقت کھول کر ... پردہ دری کر کے اسکا بلعم ثانی ہونا ثابت کر دیا ہے اور ساتھ ہی سہارنپوری مولوی کی بیہودگیوں کا جواب دیا ہے قیمت ...

نجم حقیقت مونگھیر علاقہ بہار کے شریر انگریز اور فتنہ پرداز ... عبد اللطیف مونگھیری کے رسالہ چشمہ ہدایت کا جواب انجمن ترقی اسلام قادیان کی طرف سے چھاپکر شائع کیا گیا ہے قیمت ...

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ... رسالہ کا جواب ... ہر ایک اعتراض کی بنیاد اکھاڑنے والے رسالے دفتر فاروق سے طلب کریں۔

ازالۃ الشکوک ... اعتراضوں کا جواب جو دشمنان اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۲ ... اسکے علاوہ ... کتب

فاروق بکڈپو سے طلب فرماویں

ہمارے سوالات مندرجہ تشحیذ الاذہان پر

ایک آریہ کی جرح اور اسکا جواب

آریہ سماجی دوست ہمیشہ وید بھگوان کو سورج دیوتا سے تشبیہ دیا کرتے ہیں اور جہاں کہیں وید کی ازلیت و قدامت کی بحث شروع ہو جائے وہاں اس مثال کو پیش کرتے ہوئے یوں ہرافشانی فرمایا کرتے ہیں کہ جسطرح پرماتما (خدا) نے جانداروں کی جسمانی ضروریات کے لیے شروع دنیا میں مکمل سورج بنایا۔ اسی طرح روحانی امور کے لیے بھی ایشور جی مہاراج نے وید کو جو روحانیات کا سورج ہے رشیوں کے ذریعہ دنیا میں روشن کرکے قائم کیا ہوا ہے۔ اور جس طرح کوئی چاہے کہ مادی سورج پر دھول اڑا کر اسکو مخفی کر دیا جائے مگر نا کام رہتا ہے اسی طرح روحانی سورج یعنی وید بھی بوجہ اپنے اندر مضبوط اور دلائل اصولات و عقائد رکھنے کے کسی کے چھپائے نہ چھپ سکتا ہے۔ اور نہ کسی قسم کا ضعف اس میں آنا ممکن ہے کیونکہ دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص پیش نہیں کہ وید کی کسی معمولی سے معمولی تعلیم کو بھی غلط ثابت کر سکے۔

یہ وہ خیالات ہیں جو آریہ لٹریچر میں وید کے متعلق رکھے ہوئے نظر آئینگے اور یہ ہی تو ہمات ہیں۔ جنکو صحیح سمجھتے ہوئے مسافر آگرہ کے ایک معزز نامہ نگار ہمارے ایک مضمون کے متعلق جو تشحیذ الاذہان جلد ۱۲ میں ”دیانندی تفسیر پر سرسری نظر“ کے عنوان کے ماتحت شائع ہوا تھا۔ ”سورج پر دھول اڑانا“ کی سرخی کے تحت میں بڑے زور شور اور طمطراق سے قلم اٹھاتے ہوئے قبل اس کے جو ہمارے ناقابل تردید اعتراضات کا جواب دینا شروع کریں پہلے اسی مثال سے مضمون کو شروع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”ویدک دھرم کے عقیدوں کی آسکے گرنتھوں (کتب) سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے از حد ضرورت ہے کہ وہ سنسکرت ساہتہ (لٹریچر) میں پوری یوگیتا رکھتا ہو بمقابلہ اسکے انپر جدوجہد کرنے کے لیے اور بھی کمال لیاقت کی آدشیکتا (ضرورت) اگرچہ انکو سہولیت سے جاننے کے لیے ہندی۔ اردو ترجمات موجود ہیں۔ تاہم انپر جدوجہد کرنے کے لیے کچھ سنسکرت اور پورن (مکمل) ہندی ساہتہ سے واقف ہونا لازمی ہے ورنہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ ایسا معترض جو مذکورہ بالا بصیرت سے معذور ہے۔ مثل نابینا نہ معلوم کم فہمی کے کس گہرے غار میں واہی تباہی خیالاتوں میں بہا پھرے۔ چنانچہ اس کا عملی ثبوت یہاں رہا ہے کہ حال ہی میں منشی فضل حسین صاحب احمدی نے کچھ اعتراضات کر ہی ڈالے جس سے سورج پر دھول اڑانے کی مثل بالکل صادق آتی ہے“ وغیرہ۔

آریہ سماجی دوستوں کا یہ ہمیشہ سے وطیرہ چلا آیا ہے کہ وہ مذہبی مباحثات سے الگ ہوکر ذاتیات پر آجاتے ہیں جیسا کہ محولہ بالا عبارت سے ظاہر ہے بجائے اسکے ہمارے اعتراضات کا جواب دیتے الٹا ہمیں بے وقوف اور مثل نابینا کم فہم واہی تباہی خیالات میں مبتلا آریہ سماجی لٹریچر سے محض ناواقف ہندی سنسکرت سے محض نابلد بنانا و بتلانا شروع کر دیا۔

مسافر صاحب! ہمارا یہ منصب العین نہیں کہ مخالف کی ذاتیات کو زیر بحث لاویں اور دیگر غلطیوں پر [illegible] لیکر اپنے مذاق کو خراب کریں [illegible] ایسے الجھے

مخالف کر رہے ہوئے [illegible] ہمارے مذہبی مباحثات میں ذاتیات سے کوئی تعلق نہ رکھا کریں یہ بہت ہی ضروری ہے اور اگر آپکا لکھنا اسی مقصد سے ہو کہ ہمارے لکھنے سے پبلک مخالف کے اعتراضات غلط سمجھیگی تو بہت نادانی اور فضول ہے۔ ہمارے اعتراض اسیوقت غلط تصور ہوں گے جبکہ آپ دلائل سے ان کا غلط ہونا ثابت کر دکھائیں۔ مگر آپ کیا سر آمد علماء آریہ سماج سے بھی ہونا ناممکن [illegible] بلکہ اس سے قبل کئی علمائے سماج ہمارے ان اعتراضات سے چکرا چکے ہیں۔ ہم دور کی مثال پیش نہیں کرتے آپ کے ہی دو یا اسکے بانیوں یا کارگزاروں میں سے عالیجناب پنڈت تارادت صاحب ہی۔ اے آگرہ بمقام راہوں ہمارے دلائل کا موازنہ کر چکے ہیں ان سے دریافت کرلیں اگر اور مثالوں کی ضرورت ہوگی تو پھر بتلا دینگے۔ پس ہم اصل مطلب کی طرف توجہ کرتے ہوئے۔ پہلے اپنے اعتراض کو ساتھ ہی مسافر صاحب کے جواب کو لکھکر اسکا جواب الجواب لکھتے ہیں۔ وھو ھذا

پہلا سوال سوامی دیانند نے اپنی تفسیر یجروید صفحہ ۱۲۰ ہندی جلد دوم کے بھاشا میں تحریر فرمایا ہے کہ لوگ ایشور اور ودوانوں کی اپاسنا کریں اسپر یہ اعتراض تھا کہ اس عبارت کی رو سے ویدوں میں غیر اللہ کی عبادت کا جواز ہے جو توحید کے سراسر منافی اور خلاف ہے اور علاوہ ازیں وید کی عبارت سے رگوید کا ایک منتر بھی پیش کیا تھا مگر مسافر جی رگوید کے منتر کو صاف ہی صاف کھا گئے۔

جواباً فرماتے ہیں کہ اپاسنا کے معنی عبادت کے نہیں بلکہ حکم بجا لانے کے ہیں۔

بہت خوب یہاں تو اپنے سوامی کے بھی خلاف قلم چلانے میں دریغ نہیں کیا کیونکہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتب میں سوامی نے [illegible] اپاسنا کے معنی عبادت کے کئے ہیں [illegible] کے پہلا [illegible] ستیارتھ [illegible]

... پکارنے سے ستا ہے

... خدا کی طرف ... ہیں ... اس سے

... خدا ... نہیں ہو سکتا ہے (ستیارتھ

... پرکاش ...)

... کتاب میں ایسا لکھا

... پکار ... وہ بقول سوامی

... خدائی یعنی الہامی نہیں ہو سکتی ... تو اس طور

... وید ... میں موجود ہیں ... سوامی جی کے

... الہامی نہ رہے ...

... کیا گیا ... دل

... کا خدا کے ...

... ہے ... جانے

... کرنے والے ...

... کے ساتھ ...

... قرآن

... سے

... ہو تو ... وید

... الہامی ...

... آپکو سب ہی

... دولت و راحت

... کا ... رہبر

... وید جلد دوم

...

... صاف

---

(۳) مشہور سماجی فاضل پنڈت راجا رام جی اپنی کتاب وید اپدیش صفحہ ۔ پر ایک منتر کا حسب ذیل انتخاب (ترجمہ) کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

”اے ورن (پرمیشور) میری اس پکار کو سن آج میرے اوپر رحم کر تیری مدد چاہتے ہوئے میں نے تجھکو پکارا ہے“

اور بھی ایک منتر رگوید کا پیش خدمت ہے تسلی کر لیں

”اے پرماتما تو ساری دنیا میں سب سے زیادہ عقلمند ہے تو زمین و آسمان پر حکمرانی کرتا ہے ہماری پکار کو سن“ بحوالہ رگوید ۱ منقول از کتاب تین مہتا ...

ایسے اور بہت سے حوالجات ہمارے پاس خدا کے فضل و کرم سے موجود ہیں۔ جیسے ”پکارنے“ کا بیان صاف طور سے ملتا ہے۔ مگر ایک حق پسند محقق کے لیے یہی کافی سے وافی ہیں لگر مہاشہ صاحب کے دل میں سچائی قبول کرنے کی کچھ بھی تڑپ ہوگی تو ضرور انکو دیکھکر اور سوامی کا فتویٰ (کہ جس کتاب میں ایسا بیان ہوں وہ خدا کی کلام نہیں) کو آگے رکھ کے وید کے الہامی ہونے کا صاف طور سے انکار کر کے اپنے آپکو سچائی و صداقت کا دلدادہ والہ و شیدا ثابت کرینگے۔

مہاشہ نے ہمارے اعتراضات پر جو کچھ لکھا ہے یہاں اسکی مختصر طور سے حقیقت ظاہر کر دی۔ اب بھی اگر مہاشہ جی مزید لکھنے کی تمنا ظاہر کرینگے تو ہم بھی ان کی خدمت کرنے کو تیار ہو جاینگے۔ کیا اچھا ہو کہ پنڈت مہاشہ جی ہمارے ان اعتراضات کو بھی صاف کرنے کی کوشش فرمایں جو تشحیذ الاذہان کے پہلے کئی نمبروں میں شائع ہو چکے ہیں جنکا جواب آجتک کسی سماجی پرش کو حوصلہ نہیں ہوا۔ ہاں اگر آنجناب اتنا حوصلہ نہ کر سکیں (جو یقینی ہے) تو دیکھنا ... کے متعلقین و منتظمین کو اس کام ... کے ... کی ... تو ... شکر ...

ترانۂ شوق

کچھ مہینے گزرتے ہیں ایک نظم کوئی بھیجے مجھے قادیان۔ کوئی لے چلے مجھے قادیاں جالندھر کی طرف سے ایک کارڈ پر لکھی ہوئی آئی۔ لکھنے والے صاحب کا نام تو نہ معلوم ہو سکا مگر وہ نظم اپنا کام کر گئی جس مجلس میں پڑھی جائے۔ ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے اور یہی نظم کا مقصود ہوتا ہے یہ چند جذبات بھی اسی اشتیاق منزل کے ہیں۔ ان میں قوانی وغیرہ کی پابندی نہیں لیکن جس سوز و گداز سے لکھے گئے ہیں وہ قابل قدر ہے۔

لب پہ آئی ہے دعا بن کے تمنا میری
جان محمود پہ قرباں ہو مولے میری

علم و عرفاں کے پھوٹتے ہیں ہزاروں چشمے
اک نظر کرسکے کھلے چشم بصیرت میری

سن رسیدہ ہوں ... ادھر ... لاکھوں ... اے
ایک کسن پہ ہی آئی ہے طبیعت میری

غرق ہوں چاہ معاصی میں پیارے یوسف
پانی پانی کیئے دیتی ہے ندامت میری

چین آئے نہ مجھے تیرے سوا رب ودود
زندگی وقف ہو اسلام کی خاطر میری

ہر گلی کوچے میں احمد کی منادی کردوں
شور عالم میں پڑے سن کے صدائیں میری

ملک ایران میں کابل میں عرب میں پیارے
ہو دنیا میں بھی گونجے یہی دعوت میری

نام روشن ہو مسیحا کا زمانہ دیکھے۔
بادشاہوں تک اٹھیں کرنیکو بیعت میری

موت ہو دین محمد پہ خدا یا میری
بخشیو ہمکو یہی بس ہے تمنا میری داعی

... جماعت ... ایک ... نکاح ... ضرورت ... (۱۰) ...

تضمین از حکیم رحمت اللہ صاحب سیالکوی

خواب غفلت سے جو سر اپنا اٹھایا ہے | دل جو غیروں میں پھنسا تھا وہ چھڑایا ہم نے
مختلف رہنوں میں دیں اپنے کو پایا ہم نے | ہر در و گھر کو وہ دڑا کے تھکایا ہے ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

خود جو مفلس ہو وہ کیا خوش کرے کھلا کر | اور جو گونگا ہو وہ کیا اپنا بیان کھلا کر
پھول و پھل کیسے بھلا باد خزاں کھلا کر | کوئی مذہب نہیں ایسا جو نشاں کھلا کر
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

وید کو دیکھا تو توحید کا مذکور نہ تھا | عیسویت میں بھی اس شمع کا دستور نہ تھا
حق پرستی سے کوئی خانہ بھی معمور نہ تھا | اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

چھوڑ کر حق کو جو باطل کی طرف جاؤ گے | ٹھوکریں پل پہ اندھیرے میں بہت کھاؤ گے
گر نہ مانو گے میری بات تو پچھتاؤ گے | آؤ لوگو کہیں نور خدا پاؤ گے۔
تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

اسکو آتا ہے یقیں جسنے کہ مر کے دیکھا | سیل سے نفس کو اس سر کے گذر کے دیکھا
غیر قوموں کو ادھر کے نہ ادھر کے دیکھا | ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہی نور سنو دیکھو سنایا ہم نے

گذرے ایام اسی دھند کی دھن میں رہتے | موت عیسیٰ کے لیے گالیاں سنتے سہتے
بارہا آنکھوں سے اس غم میں ہیں آنسو بہتے | تھک گئے ہم تو انھیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

طرز اسلام سے سوتوں کو جگایا ہر چند | وعظ آیات و احادیث سنایا ہر چند
اپنے آنے کا جو مقصد ہے جتایا ہر چند | آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

طالب زر ہیں تو دن رات یہ سب روتے ہیں | دولت دیں کو مگر ہاتھ سے یوں کھوتے ہیں
بانگ دیتے پہ بھی بیدار نہیں ہوتے ہیں | یوں ہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
یہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے

آگ سلگائی ہے کس بات نے بیدینوں میں | کام جو ہم نے کیے سب ہیں وہ آئینوں میں
دیکھی اسلام کی الفت جو بہت سینوں میں | جل رہے ہیں یہ بھی بغض و کینوں میں
باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے

نور توحید کا ایک ستو رہے اس عاجز میں | نور احمد کا جلوہ ہے اس عاجز میں
نور فرقاں کا بھی دودھ ہے اس عاجز میں | آج ان نوروں کا ایک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

[illegible] | [illegible]
اس نے محمود کیا یاد [illegible] | [illegible]
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مٹ گئے جو رضی ہوئی تھیں [illegible] | کیا جلی ہیں سب میری دل کی کلفت
نورِ ایماں لا دین کی پائی دولت | مصطفیٰ پر تیرا بیحد ہو سلام اور رحمت
جس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

جانتے مجھکو نہیں یہ خواص اور نہ عوام | بادۂ الفتِ احمد سے ہوں لبریز یہ جام
دیں کی خدمت کے سوا کوئی نہیں کام | رابطہ ہے جانی محمدؐ سے میری جانکو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہی پلایا ہم نے

دل شیدائی کو بھایا نہ کوئی عالم میں | میری آنکھوں میں سمایا نہ کوئی عالم میں
میں نے اسطرح کا پایا نہ کوئی عالم میں | اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

جب سے شیدائی ہوئے احمد مختار کے ہم | چبھتے ہیں دل میں ہر ایک کافر و غدار کے ہم
مٹ گئی پھر جیسے ہر کوچہ و بازار کے ہم | [illegible] تر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اسکا تہ دل میں بٹھایا ہم نے

درد دل کس سے بیاں ہم کریں ہے واویلا | صم و بکم ہیں یہ سب قاضی و مفتی ملا
گالیاں دینے لگا جسنے پڑھایا کہ سنا | زعم میں انکے مسیحائی کا دعویٰ میرا
افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے

آہ کس منہ سے یہ بیجا ہمیں کہتے ہیں | کھاتے ہیں لوگوں کے مال خود ہمیں کہتے ہیں
کہتے جائیں جو یہ جہال ہمیں کہتے ہیں | کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

منکرو! بات کوئی سچ تو ذرا منہ سے کہو | یونہی بے فائدہ بیجا نہ باتیں [illegible]
کینہ و بغض سے جو چاہتے ہو کہتے رہو | گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے احسان مجھ یاد ہیں سارا احمدؐ | میں فدا تجھ پہ میرے عرش کے تارا احمدؐ
دین و دنیا میں ہو تم میرے سہارا احمدؐ | تیرے [illegible] پیارا احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

تیرے احسان کا ہے شکر و میرا ہر ذرہ | ہے تیرے فیض سے مسرور میرا ہر قطرہ
ہے تیرے نور سے پر نور میرا ہر ذرہ | تیری الفت سے ہے معمور میرا ہر قطرہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

کیا زبردست ہے دیکھو میرے مولیٰ کا جلال | میری تلوار کا ہر وقت [illegible]
شہر کوئی ہاتھ میں تلوار تھی نیزہ تھا نہ ڈھال | صف [illegible]
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

میرے پیارے تیری قدموں پہ [illegible] | [illegible] دکھلائی بہار

[illegible]

[illegible] | دکھلا کے تیر اسکے کیا لزم و خوار

[illegible] عشار بجلایا ہے

[illegible] | منفعل کو کینہ کو غصہ کو جلایا ہم نے

[illegible] | عشق ہستی تیری الفت میں مٹایا ہم نے

اپنا ہر ذرہ تیری راہ میں اڑایا ہم نے

اس زمانہ میں ہے دانا کوئی عالم دیکھا | یک جس شخص کو سمجھا اسے ظالم دیکھا

[illegible] کوئی کب سا عالم دیکھا | تیرا مے خانہ جو ایک مرجع عالم دیکھا

غم کا خم سونے سے بعد حرص لگایا ہم نے

ہستی تیری خصائل میں نظر آتا ہے | ہستی تیرے قبائل میں نظر آتی ہے

[illegible] میں نظر آتی ہے | شان حق تیری شمائل میں نظر آتی ہے

تیرے پانے ہی سے اس ذات کو پایا ہم نے

[illegible] کیا کروں نیک صفات | کسقدر فیض رساں ہے میرے آقا تیری ذات

[illegible] میں آتی ہیں سر آفات | چھو کے دامن تیرا ہر دام سے ملتی ہے نجات

لا جرم در پہ تیرے سر کو جھکایا ہم نے

کس سے جا کر میں شکایت کروں تنہائی کی | کس مصیبت میں ہے جاں اس تیرے شیدائی کی

[illegible] کچھ ذلت رسوائی کی | دلبرا مجھکو قسم ہے تیری یکتائی کی

آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

[illegible] تماثیل کے اور دیر و کی نقش | جبیں گنبد اکثے گو شام و سحر سرو کے نقش

تیرے [illegible] | جدا [illegible] سب دل سے غیر کے نقش

جب سے نقش اسکا تہ دل میں بٹھایا ہم نے

باغ فردوس کا [illegible] کا جلوہ دیکھا | قدرت قادر غیور کا جلوہ دیکھا

[illegible] کا جلوہ دیکھا | دیکھ کر تجھکو عجب نور کا جلوہ دیکھا

جب سے تیرے خیال میں کو جلایا ہم نے

[illegible] تجھ سے ہی اے خیر رسل | دیکھ اپنے ہیں غم تجھ سے ہی اے خیر رسل

[illegible] تجھ سے ہی اے خیر رسل | ہم ہیں بے فکر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل

تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

[illegible] بحث اکرام | مرہون ہیں تیرے احسانوں کے سب خاص و عام

[illegible] سلام | آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام

مدح میں تیری وہ گستاخی جو لکھا ہم نے

[illegible] | ستم و جبر کا ہر وقت ہے دریا موج آج

[illegible] | قوم کے ظلم سے تنگ آکے ہے [illegible] آج

[illegible] ہم نے

[illegible]

حمد باری

تعریف تیری کرنے کے قابل زباں نہیں | تجھسا کوئی کریم نہیں مہرباں نہیں

کرسکتے جو ہم تیری اے جان جان نثر | تجھسا کوئی ذلیل نہیں ناتواں نہیں

ہر ایک ذرہ نور سے معمور ہے ترے | موجود ہر جگہ ہے تو بتلا کہاں نہیں

علام ہے خبیر ہے دانائے راز ہے | وہ شے ہے کونسی کہ جو تجھ پر عیاں نہیں

جب دوست ہو تو اپنا تو دشمن نہیں کوئی | نامہرباں ہو تو۔ تو کوئی مہرباں نہیں

سب کو تری طلب میں ہے ہر اک کو جستجو | مطلوب کس کا تو اے خدائے جہاں نہیں

کی ہیں خدا نے نعمتیں ہر قسم کی عطا | وہ چیز کونسی ہے جو موجود یاں نہیں

اعمال صالحہ میں گذارا اپنا وقت سب | کچھ اعتبار عمر کا اے نوجواں نہیں

کوشش کرے گا نیکی کی تو پائیگا جزا | محنت کسی کی کرتا خدا رائیگاں نہیں

پیچھے پڑا ہے کس لیے کیا جانتا نہیں | دنیا کے تجھ سے ہم کبھی آسماں نہیں

کس بات پر گھمنڈ ہے غرہ ہے کس لیے

حافظ جہاں میں تجھسا کوئی ناتواں نہیں

حافظ سلیم احمد خان اٹاوی

[illegible] نے [illegible] منزل سے شائع کیا

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ پہلا ہفتہ وار اخبار ہے ہر جمعرات کو قادیان سے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۷ اگست ۱۹۱۹ء | نمبر ۲۹

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ گئے ہوئے ہیں خاندان رسالت میں خدا کے فضل سے بطرح عافیت ہے

بارش کی کثرت سے گرد و نواح میں ملکی کاشت نہیں ہوئی ہر ہفتہ قریباً بارش ہو جاتی ہے خدا کرے کہ خدا تعالیٰ بارش زحمت نہ کرے

آج ۷ اگست سے تمام طلباء کی تعطیلات ختم ہو رہی ہیں خدا تعالیٰ نے [illegible] ناصرالدین لائے ہیں

معذرت اور اطلاع

کئی ہفتے سے فاروق باقاعدہ نہیں نکلتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلا کاتب جو مستقل کام کرتا تھا دفتر فاروق سے دفتر الفضل میں جا ملازم ہوا ہے۔ اس کی جگہ جو کاتب رکھا گیا ہے وہ بیچارہ بیمار ہو گیا۔ اور اب لمبی رخصت پر رہا ہے [illegible] ۳ سے تھا۔ **ایک کاتب کی ضرورت ہے**۔ اگر کوئی دوست اچھا کاتب فاروق کے واسطے بھیج سکیں تو شکر گزار ہوں گا۔ اجرت کا فیصلہ نمونہ کتابت دیکھنے کے بعد کیا جائیگا۔ کام جس قدر وہ کر سکے دیا جائیگا۔ اگر سلسلہ کا کوئی دوست جانتا ہو تو بہتر ہے۔ اس کی علاوہ اجرت [illegible] وجہ سے اخبار میں بے قاعدگی ہو رہی ہے۔ [illegible] کاتب بیان کریں [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ [illegible] اگست [illegible]

یتیم خانہ

[illegible] کے فضل سے خاکسار نے فاروق کی تحریک [illegible] روپیہ
[illegible] اخراجات یتیم خانہ [illegible] کامیابی [illegible]
[illegible] وصول شدہ امداد [illegible]
[illegible] آنہ تھی اسکے بعد [illegible]
[illegible]
[illegible] جزاکم اللہ [illegible]
[illegible] تعالیٰ [illegible] میاں [illegible] صاحب
[illegible] محمد حیات حوالدار [illegible]
[illegible] معرفت [illegible]
[illegible] صاحب [illegible]

مستقل امداد

[illegible] روپیہ ماہوار کے لیے [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] التماس تھی کہ وہ اگر پانچ پانچ روپیہ ماہوار عطا کریں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

روپیہ ماہوار مستقل امداد کیا کریں گے تو ثواب حاصل کریں
اللہ تعالیٰ ان یتامیٰ کی پرورش کرنے والوں پر اپنی
رحمت کی بارشیں برسائے۔ آمین

ٹوپی یا پگڑیاں

میں نے عرض کیا تھا کہ جلد یتیموں کے واسطے کرتے پاجامے تیار ہونگے

واسطے خدا کے فضل سے تیار ہوگئے ہیں۔ اسی طرح ٹوپیاں
[illegible] لنگیاں ان کے واسطے مطلوب ہیں جو ایک سو تک ہوں
اللہ تعالیٰ یتامیٰ کے سر ڈھکنے والے دوستوں کو اجر
بخشیگا ۳۰ ٹوپیاں ۵ برس کے بچے سے لیکر ۱۴
سال کے بچوں تک کی ہوں۔ چھوٹے سے چھوٹے چھ سات
برس کے پانچ ہیں باقی نو دس گیارہ بارہ تیرہ چودہ
سال میں اور اگر لنگیاں ہوں تو [illegible] لنگیاں پانچ پانچ
گز کی اور باقی تین تین گز کی۔ اللہ تعالیٰ کسی صاحب [illegible] کے دل
میں خود ہی ڈالے جو اس [illegible] کو پورا کرنے والے ہوں
[illegible]۔

کرایہ یتیم خانہ

(۱۲۰) روپیہ میں روپیہ کرایہ یتیم خانہ کا یہ آپ [illegible] ماہوار [illegible] لگیا ہے جسکی وجہ
[illegible] عرض کیا گیا ہے۔ یہ کرایہ ادا کرنے
والے دعوت جنت النعیم میں جانا چاہیے [illegible]
کوئی ہے جو یہ سودا کرے؟

بیرونی یتامیٰ

جو احباب کسی یتیم کو قادیان بھیجا کریں۔ کیونکہ اسکی سفارش کے ساتھ یہ بھی لکھا
کریں کہ وہ اسکی پرورش اور تعلیم و تربیت کے اخراجات
میں کس قدر امداد دیا کرینگے جو ایک انجمن پر دونی
کوچاہیے کہ کسی یتیم کے بھیجتے وقت اپنی
انجمن سے ایک مستقل امداد منظور کرا کے ممکن ہو پہلے
منظور کرکے پھر یہاں بھیجا کریں۔ اس سے انکو
بھی ثواب ملیگا۔ اور دارالامان کے معاونین
دارالیتامیٰ [illegible] امداد جو ہم ہوگی۔ [illegible] خیال
رکھا جاوے۔ [illegible] یتیم خانہ [illegible]۔

یا مسیح الخلق

(از [illegible] حضرت [illegible] اکبر [illegible] کرم [illegible])

ترا عیسیٰ [illegible] کون ومکاں میں
تری شہرت ہوئی سارے جہاں میں
ترا [illegible] ہوا دنیا میں جاری
ترا جھنڈا گڑا ہندوستاں میں
تو وہ محبوب رب العالمیں ہے
کہ عزت ہے زمین آسماں میں
تو ہے ظل محمد میرے پیارے
کیا اسلام کو امن واماں میں
تجھے جو مرتبے بخشے خدا نے
نہیں آتے وہ تحریر و بیاں میں
تری تعریف کیوں کر کر سکوں میں
نہیں طاقت زبان ناتواں میں
تمہاری یاد ہے میری زباں پر
تمہارا عشق ہے قلب تپاں میں
حیات جاودانی ہے اسی میں
کہ [illegible] یاد جہاں میں
[illegible] کی تائید ہر جا
[illegible]
تری [illegible] پہلے سے خبر تھی
احادیث رسول انس وجاں میں
خدا کے فیض کا اک نور چمکا
[illegible]
مسیح ناصری اب آئیں کیونکر
کہ وہ داخل ہوئے باغ جناں میں
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تیرا [illegible] میں۔

حضرت [illegible]

[illegible]
[illegible]

مولوی سید سرور شاہ صاحب کا خط

مولوی محمد علی صاحب کے نام

السلام علیکم! جناب مولوی صاحب میں اس بات کو تحریر پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ میرے دل میں آپ کی محبت اور عزت و عظمت ہی ہے۔ اور جب سے یہ اختلاف شروع اور ظاہر ہوا تو محبت مجھے بار بار اس بات پر آمادہ کرتی تھی کہ میں آپ کی خدمت میں رفع اختلاف کی نسبت ضرور کچھ عرض کروں۔ لیکن جب میں یہ دیکھتا تھا کہ ایک طرف تو جناب مدلل تحریر قوم کو اسی بات کی طرف حرکت دے رہے ہیں اور پھر بڑے بڑے لوگ آپ کی دعوت میں تحریک بلکہ اصل محرک اور برانگیختہ کرنے والے ہیں۔ پھر ساتھ ہی میں یہ بھی جانتا تھا کہ جناب کی زندگی کا ایک دور [illegible] گذری ہے اور عموماً ایسے اشخاص کو اپنی شان کے خلاف دیکھنا بہت جلد اور ایسا ہی رنجیدہ کر دیتا ہے کہ وہ اس رنجیدہ امر کے مقابلہ میں بڑے سے بڑے نقصانوں کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہ طبعی امر ہے نہ اس [توہین شان] اور یہ طبعی یا استعمال [illegible] ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جب حضرت حکیم الامت نے کوئی ایسی بات کی تو بعض ایسے احباب نے اسکو اپنی شان کے خلاف خیال کر کے موقعہ پر کہدیا کہ ہم ایسا درس نہیں سن سکتے پھر سالہا سال وہ درس قرآن میں نہ آئے۔ اسیطرح بعض اوقات ایسی باتوں سے وہ مسیح موعود کی صحبت اور خلیفۃ المسیح کی صحبت اور ہجرت کو چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے اور پھر ذی وجاہت احباب حضرت مولوی صاحب کی کوشش سے رُکے - اور اس موقعہ پر ایسے احباب کی کوشش بھی آپ کے موافق اور ہمارے ساتھ خلاف تھی تو ان وجوہات سے میں عرض پر جرأت نہ کر سکا لیکن یہ رشتہ دن بدن بڑھتی ہوتی گئی تو اب جب میں نے دیکھا کہ رنج پر کچھ زائد دن گذر گئے ہیں اور جناب ان محرکین سے بھی کچھ دن علیحدہ ہیں تو اب مجھ سے نہ رہا گیا - کچھ مختصراً عرض کرتا ہوں -

مولانا میں بحث میں نہیں پڑتا - اور نہ کوئی فتویٰ لگاتا ہوں - البتہ دو باتیں عرض کرتا ہوں اول یہ کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے بھی ایسے اختلاف ہوتے رہے ہیں اور ہر ایک فریق کا یہی دعویٰ رہا ہے کہ ہم حق پر ہیں اور مقابل باطل پر لیکن باطل اس سے حق نہیں ہوا اور وہ اس سے لوگوں پر چھپا - اور نہ اسکے پرستار خداوند تعالیٰ کی لعنت و غضب اور عذاب سے بچ سکے اور باوجود ان کے دعوئے حقانیت کے دنیا انکو باطل پرست ہی کہتی ہے - کیا اپنے وقت میں امیر معاویہ اور انکا وہ بیٹا جس کی نحوست نے باپ کے خلاف عمل المؤمنین اپنی زندگی میں ولی عہد کے لیے بیعت لینے اور نااہل کو محض اپنے خیال سے ولی عہد بنانے کے سخت ترین گناہ کا ارتکاب کرایا - اپنے وقت میں بڑے معزز اور کامیاب اور مدعی حقانیت نہ تھے - پر جو حقیقت اور دنیا کا فتویٰ ہے وہ آپ پر مخفی نہیں کیا خلیفۃ المسیح اپنی اخیر عمر میں بار بار آپکو یہ نہیں فرماتے رہے کہ یہ لوگ بہت بھرے ہوئے ہیں اور خصوصاً یزید کی حد سے زیادہ وہ بھی قرآنی آیات فرماتے اور پانچ پیسے سمجھتے ہوئے رو پڑنے کو [illegible] نسبت جھے کہ وہ [illegible] بڑا [illegible] کی ہے [illegible] بار بار [illegible] فرماتے کرتے ضرورت لکھا - اسی طرح مخالفت کرنیوالوں کے حالات ہیں - مولوی صاحب آپ ہزاروں پیشگوئیاں اور ہزاروں آپکے ساتھی ہو جائیں دنیوی دولت بھی بہت کچھ مل جائے اور بڑے خطاب اور القاب بھی حاصل ہو جائیں - لیکن لعنت کے [illegible] نہیں کہ اس اہل بیت کے ساتھ مخالفت ہو اور عناد ہو اور تہمت لگتی ہوئی جسکی نسبت کثرت کے ساتھ اور بار بار [illegible] الہام اور بیٹے اور آپ نے سنا بلکہ کئی دفعہ خدا کے مسیح کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ الہام بہت ہی کثرت کے ساتھ ہوا کہ (الحمد للہ ... العالمین) جسکی بیعت میں ہو - مولانا اسکی مخالفت کا خیال لعنت کے نقشہ کو سامنے کر دیتا ہے اور مومن کے دل کو ہلا اور بدن کو لرزا دیتا ہے -

مولانا صاحبزادہ صاحب میں انسان ہے اور غلطی بھی کر سکتے ہیں اور جرأت اور صفائی سے ہو سکتے ہیں اور اسکی زد سے نکلنے اور باہر رہنے کے لیے عجیب و غریب حجت بازی ہو سکتی ہے اور ان سے کوئی مقابل پر فتح اور دل کی تسلی اور بھلاؤ کوئی حاصل کر لے - پر خدا کی لعنت اور عذاب سے ہرگز ہرگز نہیں بچا سکتے - امیر معاویہ کی طرف سے بھی تقتلک الفئۃ الباغیۃ کی خدا کے برگزیدہ بندے کے قتل کے موجب لوگوں نے اس طرح کی باتوں سے ساتھ انکو ملزم کرنا چاہا تو یہی عجیب و غریب توجیہات ہوئی کہ قتل کرنے والا تو وہ گروہ ہے جو میدان جنگ میں لانے آیا - پر ان باتوں نے کچھ فائدہ دیا ہے نہ دینگی - مولانا پہلے بھی جو راستباز دنیا کی ابتلا میں پڑے کی مخالفت کرتے رہے جنکی بیعت انہی کی خبر ان راستبازوں کی حرمت مل [illegible] لوگ انکی مخالفت کو اصل پر خیال کرتے اور خود تو یا دل خون سر دست [illegible] پیش کر سکتے بلکہ حضرت سے [illegible]

[illegible] اول باطل [illegible]
[illegible] جتنا انکی عزت کرتے
[illegible] گروہ ان پر لامت [illegible]
[illegible] خطرناک [illegible] ہے جس است
[illegible] سب کچھ چھوڑا ہوا اور نہایت کڑوے
[illegible] مسائل [illegible] اختیار کی ہو تو [illegible]
[illegible] اور [illegible] نفس کی طولی
[illegible] نہیں [illegible] ان پیارے اہل بیت
[illegible] نسبت دو بار بار حد تک
[illegible] ساتھ جبر [illegible] چلا ہو۔ کہ میرا خدا جس طرح
[illegible] تھا ۔ [illegible] مقابلہ کرنے والا اس کا مقابل
[illegible] وہ ان کے ساتھ ہے اور انکا
[illegible] خدا کا مقابلہ ہوگا ۔
لانا [illegible] پر بڑی خطرناک اور [illegible]
[illegible] دیتا ہے کی بات ہے ۔ مولانا [illegible] موقع
[illegible] جوش طبع آنکھوں کو ضرور بند کر دیا
[illegible] آپ [illegible] غور فرمائیے کہ جن احباب نے
[illegible] المسیح کے وعظ نصیحت سے [illegible] ہو کر انکے
[illegible] کو ترک کر دیا تھا اور سالہا
[illegible] ترک رکھا [illegible] اسوقت [illegible]
[illegible] کو [illegible] تھے
[illegible] سمجھتے تھے ۔ پر جب بہت
[illegible] کم ہوگیا ۔ تو پھر وہ
[illegible] پشیمان ہو کر [illegible]
[illegible] علاوہ اور بھی بہت
[illegible]
[illegible] متنبہ کر دیا ۔
[illegible] لیکن ذی وجاہت
[illegible] کہ اب وہ [illegible]
[illegible] جانے لگے تو کسقدر
[illegible] اور ان کے
[illegible]

یہی وجہ تھی کہ ان ایام میں تو جوش کے مطابق عمل درآمد سے یا تو اسی وقت [illegible] یا آئندہ خاص [illegible] پشیمان ہو کر رجوع [illegible] لاتے ۔ لیکن اب کا [illegible] ہے اس میں وہ ذی وجاہت اور خاص یار [illegible] کے محرک اور موید اور اسکے مقتضا کے مطابق چلنے پر سختی بلیغ کرنے والے ہیں ۔ مولانا پھر اس بات کی مخالفت خدا کے غضب کے بھڑکانے کیلیے کافی سے زیادہ تھی ۔ لیکن اسکے ساتھ اور بہت سی ایسی تحریں ملکی ہیں جن میں ایک نہایت ہی [illegible] اور دلکو ہلا دینے والی ہیں کیا مولانا آپ منکر مسیح کے سامنے اسکے متبرک شہر قادیان کو بنا دار ہجرت قرار دیا تھا ۔ اور اب جو آپ ہیں جبکہ وہ اس دار ہجرت کو ترک نہیں کر دیا لیکن دار ہجرت کو ترک کرنا ایسے اعمال کا موجب [illegible] علیہ السلام نے نہیں قرار دیا کیا جاتا ہے ۔ تو عہد کر کے پھر توڑ دینا آسان ہے

فاعقبھم . . . . . بما اخلفو اللہ ما وعدوہ کا سخت وعید اسکی نسبت قرآن [illegible] میں ہے پھر مولانا آپ خوب جانتے ہیں [illegible] سنت تھی اور اللہ تعالیٰ نے کسقدر ضروری قرار دیتی ہیں اور قرآن مجید نے تو اسکی حد سے زیادہ تاکید فرمائی ہے اور لا تفرقوا کے ارشاد کو کیسے مؤکد فرمایا ہے آنحضرت صلعم (فداہ ابی وامی وروحی) نے یہاں تک بھی فرما دیا ہے کہ من شذ شذ فی النار (جو جماعت سے جدا ہوا وہ آگ میں ڈالا گیا) پھر خدا کے مسیح نے کسطرح تفرقہ سے منع کیا اور وحدت والفاق کو قائم رکھنے کے لیے [illegible] کا حکم ارشاد فرمایا ہے ۔ لاکھ باوجود ان سب باتوں کے احمدی قوم میں تفرقہ ڈالنا کسقدر غضب الٰہی اور عذاب [illegible] کا موجب ہو سکتا ہے ۔ یہ وہ خطرناک امر ہے جس کے خیال سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ مولانا میں آپ کے قلب تقی کو دیکھتا ہوا جب اس تفرقہ پر جرأت کرتے [illegible] ہوں تو کچھ [illegible] بالکل محو حیرت ہو جاتا ہوں [illegible] حیران ہوں [illegible] آپ اس امر کو محو جاتے

اور اس پر یقین رکھتے ہیں کہ اگر آپ [illegible] خلافت اور مسجد [illegible] تو [illegible] بلکہ بہت سے لوگ آپکے ساتھ [illegible] تو پھر [illegible] جناب نے اس تفرقہ اندازی کی راہ اختیار کی [illegible] معاملہ تو خدائے علیم و قدیر سے ہے اسکے سامنے تمام بہیں کام آتی ہیں اور نہ زبانی دلیری اور بحث بازی کام آسکتی ہے اور نہ کسی کی بڑائی یا علم و فضل اور شہرت و قابلیت کام آسکتی ہے اگر جوش طبع اور رنج سے اور ذی وجاہت خاص یاروں کی تحریک اور جوش دلانے سے آپ نے اسوقت ان امور پر غور نہیں کی تو خدا کیلیے اب غور کریں ۔ مولانا کوئی یار کام نہ آئیگا میں حیران ہوں کہ اس نہایت خطرناک تفرقہ کے موجب اسوقت دو امر بیان کیے جاتے تھے ۔ اول غیر احمدیوں کی نسبت فتوی تکفیر دوسرے احمدیوں سے بیعت لینا ۔ درحقیقت میں فتوی تکفیر کو یوں ہی عذر بنا لیا گیا ۔ چنانچہ جب لاہور میں مشورہ ہوا تو حضرت میاں صاحب کے امر تسلیم کرنے کے بعد شرطیں تو کی گئی ہیں یہ شرط بالکل بے معنی تھی کہ تم سب امیر مانینگے کہ وہ اس مسودے سے رجوع کریں حالانکہ یہ حقیقت میں کوئی بات ہوتی تو بعیر سب سے پہلی شرط یہی ہوتی کیونکہ حقیقی مسلمان کو کافر کہنے والا کسطرح امیر نہیں ہو سکتا ۔ اب رہا احمدیوں سے بیعت لینا تو اسکی نسبت جناب نے خود مانا اور شائع کیا ہے کہ جو خلیفہ کی بیعت کرے وہ بے شک کرے کیونکہ جائز ہے البتہ اسکو ضروری قرار دیا جاوے ۔ پس صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ بیعت کرنا کرانا دونوں آپکے نزدیک جائز ہیں ۔ تو اب جناب غور فرماویں کہ ایک جائز امر کیلیے تفرقہ جیسا ناجائز اور ممنوع اور حرام امر کا ارتکاب کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے ۔ یا عقل اسکی اجازت دے سکتی ہے یہ تو عینہ ایسی ہی بات ہے کہ ایک شخص کسی کی روٹی کھانے سے بچنے کے لیے جو کہ ایک جائز امر ہے خنزیر جیسی حرام چیز کو کھانے لگ جائے ۔ جب احمدی آپکے بیعت کرلیں [illegible] تو وہ پھر اس جائز امر سے [illegible]

پھر پہلے یہ عقیدہ تھا کہ خدا کے برگزیدہ مسیح نے مرکز قرار دیا تھا تو اسکی مرکزیت کو رد کرنا اور اسکے ابطال اور عزو رجال کے لیے [illegible] کی طرح دور مرکز جدید قرار دینا ایک احمدی کی نظر میں اور عقیدت [illegible] ہے۔ پھر مولانا حضرت مسیح موعود نے قادیان کے لنگر اور باقی [illegible] کے لیے [illegible] میں چندہ ضروری قرار دیا۔ اور فرمایا کہ جو شخص برابر تین ماہ تک چندہ نہ دے میری بیعت سے خارج ہے۔ مولانا پھر اس حکم کے ہوتے ہوئے قادیان میں ان مدات کے لیے مذکورہ چندہ روکنا۔ ایک احمدی کو کسقدر خوفناک [illegible] ہو سکتا ہے پھر [illegible] قرار دے۔ اور احمدی جماعت کے [illegible] اس قادیانی چندہ سے احمدیوں کو [illegible] حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] ہے۔ باقی رہی باتیں [illegible] جیسے شرعی احکام [illegible] اصلاح کے مدعی ہیں [illegible] بہت کچھ [illegible] چاہتے ہیں۔ پھر مولانا چند اشخاص جو دعویٰ قرآن رکھتے ہیں اور علوم دینیہ کے ماہر ہیں جنکے فتوے اس حدیث کے مصداق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا

اتخذ الناس رؤساء جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا

وہ گو خلافت کا انکار کریں۔ اور اسکے مخالفت کرنیوالوں کو بے قصور سمجھیں لیکن جنکو خداوند تعالیٰ کتاب اللہ اور سنت اللہ کا علم دیا ہے وہ جانتے ہیں کہ خلافت خداوند تعالیٰ خود ہی قائم کرتا ہے جسطرح کہ مامور وہ خود ہی بھیجتا ہے۔ اور اسکی مخالفت ایک مہلک بیماری ہے۔ اور آسان نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی بتا دیا ہوا ہے کہ عند اللہ اسکی مخالفت کس قدر خطرناک ہے۔ اور خلفاء راشدین کے مخالفوں کی بھی زبان بند نہیں ہوئی تھی [illegible] زبان درازی [illegible] تو وہ [illegible] حق پر [illegible] گئے۔ اور نہ عند اللہ [illegible]

جیسا [illegible] رسول اللہ [illegible] باطل کی نسبت یہ فرمایا کہ یقولون کلمۃ الحق لیکن ساتھ ہی فرمایا یریدون بہا الباطل اور یہ کہ یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ ایسے خطرناک موقعوں پر [illegible] اپنے دل کو بہلانا یا شتر مرغ کا نمونہ لینا۔ اسکی نسبت اپنے وطن کا ایک پرندہ اور [illegible] صورت اور [illegible] پایا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں [illegible] مور کے برابر اور طرز کا ایک [illegible] اور [illegible] شکل کا پرندہ ہوتا ہے جسکو [illegible] بولتے ہیں۔ اسکے [illegible] جب [illegible] کو [illegible] ہیں تو وہ بھاگ کے زمین پر [illegible] کسی پتھر [illegible] کے نیچے اپنے سر کو آنکھیں بند کرکے چھپا دیتا ہے اور باقی اسکا سارا بدن اور [illegible] دم باہر ہوتی ہے۔ اس سے وہ خیال کر لیتا ہے کہ اب میں باز اور شکاریوں سے چھپ گیا ہوں۔ اسیطرح جب گدھے پر چیتا یا شیر حملہ آور ہوتا ہے تو وہ آنکھیں بند کرکے یہ خیال میں شیر اور چیتے سے چھپ کر بےخطر ہو جاتا ہے۔ یہ کارروائی حقیقت میں اسے کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔ اسیطرح قرآن مجید میں ایک یہ مثال بیان کی ہے کہ بجلی کے ڈر سے موت سے بچنے کے لیے کانوں میں جو انگلی دے تو یہ عمل اسکو کچھ بھی نہیں بچا سکتا اور اس میں بتایا ہی یہ ہے [illegible] اپنی غلطیوں پر الٰہی وعید [illegible] کو [illegible] انکی تباہی خیر اخرت سے بچنے کے لیے العوفیہ جیسے لایعنی حیلوں کے ساتھ بچاؤ تو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ البتہ انکی بے وقوفی ضرور ثابت ہو جاتی ہے۔

پھر مولانا جس خلافت کے ابطال کے لیے اسقدر سینہ زوری کی گئی ہے کہ کچھ پرواہ نہیں کی گئی .... خواہ کوئی آیت قرآنیہ رد ہو۔ یا حدیث صحیح رد ہو یا خدا کے مسیح کی تفسیر اور اقوال رد ہوں۔ پھر جناب کے معاونین اس بارہ میں اسقدر بڑھے کہ انہوں نے محمود کی خلافت کے رد کرنے کے لیے حضرت مسیح موعود کو بھی [illegible] اللہ

[illegible] آپ کی [illegible] کتاب [illegible] اور بعض [illegible] خدا کے فرستادہ کو [illegible] پاک نفس [illegible] شمار کیا۔ کہ جن [illegible] جناب [illegible] اور مصلح بھی [illegible] کی تصنیف کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح کو الہام ہوا تھا کہ [illegible] ...... کتاب [illegible]

پھر مولانا ابطال خلافت کے لیے کس جرأت سے حضرت مسیح موعود رسول اللہ و نبی اللہ (جبکہ اپنی [illegible] شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور [illegible] بڑھ کر ہے) کی نبوت اور رسالت کی [illegible] کی ہے۔

پھر مولانا کس [illegible] سے [illegible] کو [illegible] قرار دیا ہے۔ مولانا ذرا [illegible] غور فرمائیں کہ خدا کے مسیح نے عبدالحکیم (جسنے پہلے اردو ترجمہ قرآن بڑی محنت سے [illegible] اور تفسیر لکھی اور احمدیت کے عقائد اور مسائل کو بڑے زور سے ثابت کیا اور پھر اپنے خرچ سے شائع کیا۔ پھر انگریزی ترجمہ خود کیا اور وہ بھی کثیر روپیہ کے ساتھ طبع کرکے شائع کیا۔ پھر عربی زبان کی حمایت کے لیے بڑی کتاب لکھی جو کہ براہ راست خدمت قرآن پر مشتمل ہے وغیر ذالک) جماعت سے خارج کیا۔ اور اسی وجہ سے کہ وہ مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے کو مدار نجات قرار نہیں دیتا تھا۔ پھر مولانا جب مومن اور مسلم کے لیے نجات [illegible] خلود فی النار [illegible] اور [illegible] اللہ کے ماننے سے آدمی مومن ہو جاتا ہے جسکے مطابق یہودی اور عیسائی بھی مومن ہو جاتا ہے بلکہ لایؤمن اکثرھم [illegible] کی تفسیر اور امام ابوحنیفہ رح کے قول کے مطابق مشرکین بھی مومن اور مسلم ہو سکتے اور غیر احمدیوں کے مومن و مسلم ہونے میں شک و شبہ ہی نہ رہا۔ تو پھر مسیح موعود اور آنحضرت کا ماننا ایمان و اسلام کے لیے کچھ ضروری [illegible] جو احمد نجات کے لیے وہ [illegible] قرار دیا [illegible] عبدالحکیم کی راہ اور اس راہ میں کیا فرق رہا۔ مولانا خدا کے لیے غور فرمائیں یہ راستہ کس قدر خطرناک ہے

[illegible]
[illegible] تو ان تمام باتوں کے بیان
[illegible] کا اعتبار کر لیں
اسی طرح یہ باتیں بطور نمونہ عرض کی ہیں ورنہ تو
بہت سی باتیں ہیں جو کچھ مغالطہ کی قسم سے ہیں۔
اور اس کے علاوہ عملیات کی قسم سے اور بھی بہت سی
خطرناک باتیں سرزد ہو چکی ہیں مثلاً جھوٹ
چونکہ مقراض الاتحاد ہے اس کی بہت سی مثالیں [illegible]
کے سامنے آئیں۔ مثلاً ۱۸ اپریل کے جلسہ قادیان
کی نسبت ایک اعلان شائع ہوا جس پر مولوی غلام حسن
صاحب ماسٹر صدر الدین صاحب اور ڈاکٹر محمد حسین
صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور
شیخ رحمت اللہ صاحب اور جناب کے دستخط تھے اور ایک
دوسری طرف نبوت کی نسبت الحکم کا ایک حوالہ
تھا تو اس اعلان کے آخر پر حضرت میاں صاحب کی
نسبت لکھا ہوا تھا کہ ابھی جماعت کے بہت تھوڑے
حصہ نے ان کی بیعت کی ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ
حقیقت میں بہت زیادہ نے کی ہو مگر کسی [illegible] کا
علم نہ ہوا ہو مگر اس کے خیال میں تھوڑے حصہ نے
کی ہو تو وہ اپنے خیال کے مطابق نہ کہ واقعہ کے لحاظ
سے یہ کہہ سکتا ہے ورنہ اس طریق سے کہنا جھوٹ
ہو گا مگر مشکل [illegible] پر کوئی اس پر
تعجب [illegible] کہ میرے خیال اور علم میں بہت
حصہ ہی نے بیعت کی ہے۔ مگر لکھنے اور کہنے
والے اس سے پہلے یہ خود اظہار دے چکے ہیں کہ ہم
جانتے ہیں کہ ہمارے (مولوی محمد علی صاحب اور ان کے
احباب کے) ساتھ کم لوگ ہیں اور خلیفہ کے ساتھ بہت
ہیں اور پھر ایسی بات کرنا جس سے بالواسطہ
حضرت مسیح موعود پر [illegible] وغیرہ کا الزام عائد ہو
[illegible] کیا [illegible] اکثر لوگوں نے خلیفہ کی بیعت [illegible]
[illegible] تین لاکھ کی فہرست [illegible] کیونکہ مسیح
موعود [illegible] لاکھ جماعت بتائی ہے اس کا جزو [illegible]
[illegible] کیا [illegible] ہے کہ فریق ثانی [illegible] اگر
[illegible] کے مقابلہ میں [illegible]

لاجواب ہو کر ساکت ہونا پڑے گا اور اگر جواب
دیا تو ضرور ہے [illegible] کا الزام تسلیم کرنا پڑے گا
تو گویا احمدی اور احمد کے مریدوں کے لیے یہ امر [illegible]
ہو گا۔ پھر مولانا میں حضور کے سامنے ایک منظر پیش
کرتا ہوں لیکن یہاں اس کی تفصیل خود نہیں کروں گا
کیونکہ [illegible] کے متعلق ہے۔ گویا آپ کے [illegible]
[illegible] چھوڑتا ہوں۔ یعنی آپ کا خلاف مسجد نور
والے مرکز [illegible] نتیجہ کو یاد کریں۔ پھر
غور سے اپنے خلافت والے ٹریکٹ کو دیکھیں۔
پھر اس کے بعد کے واقعات قادیان کو چھوڑ کر لاہور
[illegible] کرنا مجلس معتمدین سے فلاں بات اور فلاں
حالت میں چلا جانا پھر قادیان کے شوریٰ خلافت
برائے اعتراض اور لاہوری شوریٰ کا [illegible]
[illegible] پھر خلفاء مقرر کرنا اور قادیانی خلافت کی
امارت اور اس کی شرائط کا [illegible] پھر [illegible]
صدر انجمن یا مجلس معتمدین کی جانشینی [illegible]
پھر اس فیصلہ کا حق ہونا اور اسی پر [illegible]
دینا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح کا خلیفۃ المسیح ہونا
اور اس کے عہد کا مسیح موعود کے زمانہ میں [illegible]
پھر اس کے سب فتنوں اور حملوں کو پھر انجمن [illegible]
موجود [illegible] کہ انجمن ٹوٹ گئی ہے جو
حضرت مسیح موعود نے بنائی تھی اور اس کی نگرانی انجمن [illegible]
[illegible] ختم [illegible] گئی ہے۔ اسی طرح اور بہت سی
باتوں پر گذرتے [illegible] جا کر [illegible] مولانا
مولوی محمد علی صاحب [illegible] امیر القوم و [illegible]
الملت ہیں اور خاص آپ کے نام پر بدوں شرکت کسی
خلیفہ کے بیعت کا اعلان شائع ہو گیا مولانا ہزار
[illegible] کا [illegible] اور قسم [illegible]
[illegible] کی تاکید [illegible] کیا ہے پر منظور [illegible]
سب کو [illegible] یقین دلائے گا [illegible]
میں اصل تحریک [illegible] وہی امر تھا کہ جس
[illegible] میں [illegible] خلافت پر امارت
کا خلاف [illegible] گیا [illegible] مخالفت [illegible] کا کام
[illegible]

بھی امیر کا اطلاق [illegible] مسیح
کہا جاتا ہے۔ اس کی نسبت [illegible] منقول [illegible]
نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے۔ [illegible] کا
اطلاق [illegible] احتجاج [illegible] خلیفہ
تو خلیفہ کا اطلاق بھی [illegible] ہو جاتا
ہے [illegible]
اس کے مفہوم میں [illegible]
ہے۔ بلکہ اصل [illegible]
جس کا باعث دماغ [illegible] زیادتی [illegible]
اور [illegible] اظہار [illegible] مولانا آپ
خوب جانتے ہیں کہ ایسی کوئی خطرناک بات [illegible]
جس کے مقابلہ میں کوئی طفل تسلی [illegible]
سادہ مزاج یا خود غرض [illegible] ہو آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے جس [illegible] کی نسبت فرمایا [illegible] الفئة الباغیة
گروہ قتل کرے گا تو جب حضرت علی کے لشکر میں اور امیر
معاویہ کے مقابلہ میں وہ شہید ہوا اور امیر معاویہ کے
سامنے یہ حدیث پیش کی گئی تو انہوں نے یہ جواب
دیا کہ اصل قاتل تو وہ ہیں جو اس کو جنگ میدان میں لے
آئیں نہ وہ کہ جنہوں نے اس کو قتل کیا تو یہ بھی طفل تسلی
ہو ہی گئی تھی اور بہت سے معتقد ہی رہے تھے [illegible]
[illegible] جیسی سخت ترین حدیث کے ہوتے ہوئے
جب بعض صوفیوں نے وضعی حدیثیں گھڑیں تو [illegible]
کے خطرہ کو اس کے ساتھ رفع کیا اور کہا کہ وہ تو تب ہے
کہ دین کے بگاڑنے کے لیے ہو اور ہم نے تو دین کی طرف
ترغیب دلانے کے لیے بنائی ہیں اور اس طفل تسلی کے ساتھ
ان کے مرید اس خطرناک امر کے ظاہر ہونے پر بھی
ان کے جال میں پھنسے رہے۔ آپ کو خوب معلوم ہے
کہ یہود بھی ملاکی نبی کی کتاب سے اپنی طفل تسلی کرتے ہیں۔ پھر
مولانا یہ طفل تسلیاں ہزار تسلی دیں لیکن عذاب الٰہی
اور اس کی لعنت سے جس طرح انہوں نے یہودیوں کو نہیں
بچایا اسی طرح اور کسی کو بھی ہرگز نہیں بچا سکتیں مولانا
معاملہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ ہے ہماری طفل تسلیاں [illegible]
کچھ کام نہ دیں گی۔ [illegible] قوم مسیح موعود دیکھنا
[illegible] اپنے کی [illegible] کر لی ہے

کہ ہمسایہ گو سے غش غش ہوتا اور واہ واہ کے نعرے
بلند ہوتے ہیں اور فریق مقابل اسکی تردید سے
عاجز ہو گیا ہے پھر کیا مولانا کے ساتھ یہ تفریق
جائز ہو جاوے گی یا تفرقہ انداز سے باز پرس نہ ہوگی
یا وہ خدائے غیور کی لعنت اور اسکے تحت عذاب
سے بچ جاوے گا۔ یا اسکے اسقدر کرنے سے
کہ میں نے تفرقہ نہیں ڈالا۔ بلکہ تفرقہ انداز تو فریق
ثانی ہے جسنے خلیفہ بنا کر اس کی بیعت کی اور
ہمارا مشورہ نہ سنا۔ آپکو کچھ فائدہ دیگا۔ یا
مثلاً خلافت کے انکار کے لیے آپنے ہزار ہا قوی
دلائل نکال دیے تو کیا اس سے آپ پہلے منکرین
خلافت سے جدا ہو جائینگے۔ اور اس لعنت و عذاب
سے بچ جائینگے۔ جو کہ منکرین خلافت کے لیے
مقدر ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس نے جو فتویٰ
دیا ہوا ہے کہ جو شخص تین ماہ تک مقررہ چندہ قادیان
نہ دیگا وہ جماعت سے خارج ہے۔ اور آپنے لوگوں
سے چندہ مقررہ روک کر بلکہ احمدیوں کو اس
چندے سے روک کر حضرت اقدس علیہ السلام کے
ہاتھ مبارک سے جو کہ خدا کے ہاتھ کا مظہر ہے خروج
از جماعت احمدیہ اور ارتداد کا فتویٰ بلا ریب حاصل
کیا ہے۔ تو کیا اس یقینی اور قطعی فتوے سے یا اس
خروج اور ارتداد کی سخت ترین سزا سے آپکو یا
آپکے یاران غمگسار ان کو یہ طفل تسلیاں بچا سکتی ہیں
کہ قادیان کی جگہ اب لاہور مرکز ہو گیا ہے۔ اور صدر
انجمن احمدیہ قادیان کے بجائے اب لاہور کی احمدیہ
انجمن ہوگئی ہے۔ اور قادیانی چندے منسوخ ہو کر
اب انکی جگہ لاہور میں چندے دینے لازم ہو گئے ہیں
پہلے تو ایک مامور من اللہ اور امام اللہ اور امام حکم
عدل نے خدا کے الہام سے سب کچھ کیا تھا
تو کیا اب لاہور میں کوئی مامور من اللہ اور امام حکم و
عدل پیدا ہو گیا ہے۔ جسنے الہام کی بنا پر پہلے
جو کچھ تھا اسکو منسوخ کر دیا اور اسکی جگہ اپنا حکم
جاری کیا۔

وفاتِ مسیح پر ایک دلیل

جو ہر احمدی طالبعلم کو یاد ہونی ضروری ہے

نوشتہ جناب حافظ جمال احمد صاحب احمدی

قرآن کریم کی وہ آیت جس میں وفات مسیح کا ذکر ہے وہ یہ ہے
اذ قال اللہ یا عیسی ابن مریم ءانت
قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین
من دون اللہ قال سبحانک ما یکون
لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ
فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی
نفسک انک انت علام الغیوب۔
ما قلت لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ
ربی وربکم وکنت علیہم شہیدا ما دمت
فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب
علیہم وانت علی کل شیء شہید۔

ترجمہ:۔ جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ تو نے لوگوں کو
کہا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا کہیں۔ حضرت عیسیٰ نے
کہا کہ تیری ذات پاک ہے میرے لیے کب لائق تھا
کہ منہ سے وہ بات نکالوں جسکا میں حقدار نہیں۔
اگر میں نے ایسا کہا تو۔ تو تو میرے رازوں کو جانتا ہے
میں تیرے رازوں سے واقف نہیں۔ بے شک تو بڑا
غیب دان ہے میں نے انکو وہی کہا جسکا تو نے
مجھے حکم دیا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا
اور تمہارا دونوں کا رب ہے اور میں ان پر نگران تھا جبتک
ان میں رہا۔ ہاں جب تو نے مجھے وفات دی پھر تو ہی
ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز پر حاضر ناظر ہے۔

اول اس آیت میں حضرت مسیح کے دو زمانوں کا
ذکر کرتے ہیں ایک وہ [illegible]
[illegible]
اور اس علیحدگی کے زمانہ کا جب اپنی وفات قرار
دیتے ہیں بذریعہ آسمانی جو کہ وہ اپنی قوم سے علیحدہ ہو گئے
ہیں۔ علاوہ ایسے ارشاد کے مطابق وفات پا گئے
ہیں۔ دوسرے یہ کہ فلما توفیتنی میں حرف
فاء ہے جو یہاں ترتیب مع التعقیب کے
واسطے آیا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ انکی نگرانی اور
وفات کے زمانہ کے سوا کوئی اور غیر محدود زمانہ
بیچ جانے کا باقی نہیں گزرا جس سے معلوم ہوا کہ
وہ آسمان پر نہیں گئے۔ بلکہ وفات پا چکے ہیں۔
تیسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ عیسائیوں کا بگڑنا میرے نگرانی کے زمانہ میں
نہیں ہوا ہاں میری وفات کے بعد الٰہی مجھے
ہی معلوم ہے کہ وہ بگڑ گئے ہیں یا نہیں
پھر تو صرف تو ہی انکا نگران حال ہے۔ ایک
طالب حق کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا
شاہ راہ کھولتی ہے کہ تھوڑی سی عقل
رکھنے والا بھی حق پہچان سکتا ہے۔ اب دیکھنا
چاہیئے کہ آیا حضرت مسیح کی قوم بگڑی ہے یا
نہیں۔ اگر نہیں بگڑی تو پھر [illegible]
پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام [illegible]
انہوں نے اپنے اس ارشاد [illegible] مسیحی قوم
[illegible]
وفات کے بعد بگڑی ہے

اقتیاز قائم کردیا ہے کہ جب تم میری [illegible] کو بگڑا ہوا پاؤ سمجھ لینا میں [illegible] وفات [illegible] نہیں ہے ورنہ نہیں ۔ مسیح کی وفات [illegible] بگڑنے کی شہادت [illegible] کی شہادت [illegible] کی شہادت ہے ۔ خداتعالیٰ نے فرماتا ہے :-

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم

یعنی وہ نے کفر کیا کہ یہ کلمہ کہا "مسیح ابن مریم خدا ہے ۔ پس انکا بگڑا ہونا حضرت عیسیٰ ہی کے قول کے مطابق ثابت کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اگر کوئی کہے کہ توفیتنی کے معنی آسمان پر اٹھانے کے ہیں وفات کے نہیں ہیں تو فیصلہ کا آسان طریق یہ ہے کہ تم اس نزاع کو آنحضرت کے حضور پیش کریں جو آپ فیصلہ دیں اس پر تسلیم خم کر دیں کیونکہ آنحضرت کو خداتعالیٰ فرماتا ہے

فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ه

کہ کوئی مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنے اختلافات میں تجھے حکم نہ بنائے اور تیرے فیصلے کو بلا چون و چرا فراخ دلی سے تسلیم نہ کرے ۔ سو دیکھئے بخاری باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز میں حوض کوثر پر کھڑا ہونگا ۔ اور اپنے بائیں سے اپنی امت کو دیکھونگا کچھ لوگوں کو ملائکہ جہنم کی طرف لے چلے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ میرے ساتھی ہونگے ۔ تو میں پکاروں گا کہ اصحابی اصحابی یا الٰہی یہ تو میرے اصحاب ہیں تو کہا جائیگا کہ یہ تیرے بعد کی طرف سے چلے ہو جاتے ہونگے تجھ کو معلوم نہیں کیا انہوں نے کیا تب میں بھی وہی کہوں گا جو عبد صالح نے کہا تھا قولہ کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم تب [illegible]

کہا ۔ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم کہ جب تو نے مجھے وفات دی تو پھر تو ہی انکا نگران تھا [illegible] حضرت نے [illegible] توفیتنی کے معنے واضح کر دیئے کہ کم از کم اس آیت میں توفات دینے کے سوا کوئی اور معنی نہیں ہو سکتے ورنہ ماننا پڑے گا کہ آں حضرت بھی زندہ اب تک آسمان پر موجود ہیں فوت نہیں ہوئے ۔ یا یہ ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ کہ آپ حوض کوثر پر کھڑے ہو کر پھر خدا کے سامنے ایک غلط بات کہیں گے ۔ کیونکہ معراج جسمانی کو جو آپ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ تورات کے ایک حصہ میں ہو گیا تھا اور اسکے بعد عرصہ تک آپ صحابہ کرام کے نگران حال رہے ۔ الیسع رسول میں آپکا یہ جواب دینا کہ جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا ۔ اسکے بعد مجھے انکے حالات سے آگاہی نہیں کیونکہ پھر تو صرف تو ہی انکا نگران تھا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے اور صورت اول کہ اب تک آنحضرت زندہ آسمان پر موجود ہیں واقعات کے خلاف ہے اور پھر توفیتنی کے معنی آسمان پر اٹھانے کے اگر لئے جائیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی جھوٹ کا الزام آئے گا کیونکہ بزعم مخالفین وہ نزول کے بعد بچشم خود دیکھینگے تو پھر انکا جواب کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا تو مجھے پھر خبر نہیں کہ انھوں نے مجھے اور میری ماں کو الٰہین بنالیا ہے "

بعض غیر احمدی صاحبان یہ کہتے ہیں کہ یہ سوال و جواب قیامت کے روز ہوگا ۔ پھر بھی سمجھنا چاہیئے کہ آنحضرت نے حضرت عیسیٰ [illegible] اور فرمایا [illegible]

کہ میری عمر آنکی عمر سے نصف ہے ۔ یہ عجب ہے کہ وہ کیسے ایک سو بیس برس ہیں کہ آج انیس سو برس سے بھی زیادہ عرصہ ہو گیا ہے ۔ مگر وہ ختم ہونے میں نہیں آتے اور حضرت عیسیٰ ویسے ہی زندہ موجود ہیں ۔

بشارت ...

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ... قادیان دار الامان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۴ - ۲۱ اگست سنہ ۱۹۱۷ء

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ ...

ضرورت ہے

...

فاروق پریس کیلئے ...

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۔۔۔ ۱۹۲۱ء

کلام امام

سفر اور نماز قصر

حضرت امیر المومنین مسیح موعود علیہ السلام نے ایک شخص کے سوال پر ۔۔۔ ادھر ادھر جانا پڑتا ہے میں کس کو سفر سمجھوں اور نمازوں ۔۔۔ کے ۔۔۔ [illegible]

[illegible]

غیر احمدی کے پیچھے نماز

کیا وجہ ہے کہ حکم ۔۔۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کے مرید نہیں ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپ نے اپنے مریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ

"جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے رد کر دیا اور اسقدر نشانوں کی پرواہ نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں ۔۔۔ لاپرواہ پڑے ہیں ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے کہ خدا صرف متقی لوگوں کی نمازیں قبول فرماتا ہے ۔۔۔ کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود ۔۔۔ درجہ تک نہیں پہنچی۔"

فرمایا نماز تو دعا اور اخلاص کے ساتھ تعلق رکھتی ہے مومن کیساتھ کینہ جمع نہیں ہوتا متقی کے سوا دوسرے کے پیچھے نماز کو خراب نہیں کرنا چاہیئے۔

غیر مکفر کا حال

سوال ہوا کہ جو لوگ آپ کو کافر نہیں کہتے اور آپ کے مرید بھی نہیں ہیں ان کا کیا حال ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ۔۔۔ اور تعلقات کس کے ساتھ رکھتے ہیں ۔۔۔ گروہ ان کو ۔۔۔ گا جس کے ساتھ کوئی تعلق رکھتا ہے ۔۔۔ ہوتا ہے

۔۔۔ [illegible]

مکفر کا حال

ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ کو ۔۔۔ [illegible]

[illegible]

مخدوم الملت اور ایک ۔۔۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے پاس کسی شخص نے ایک ۔۔۔ کہ لوگ کہتے ہیں قادیان میں ایک قسم کا کھانا کل ۔۔۔ کو نہیں دیا جاتا مولوی صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا افسوس

ایسا اعتراض کرنیوالا درحقیقت خدا پر اعتراض کرتا ہے جس نے اپنی بے انتہا قدرت اور حکمت اور مصلحت سے دنیا میں ایک تفرقہ رکھا ہوا ہے کوئی امیر کوئی غریب کوئی بیمار ہے کوئی تندرست ہے کوئی توانا ہے پھر جبکہ خدا کے قانون قدرت میں ایک امتیاز اور فرق موجود ہے تو خدا تعالیٰ کے مامور جو خدا کی صفات کا مظہر ہوتے ہیں۔ وہ انزلوا الناس علیٰ منازلھم پر عمل کریں تو یہ اعتراض ان پر کیوں کیا جاوے خدا نے جب ساری مخلوق کو ایک ہی انداز پر نہیں رکھا تو یہ لوگ اگر حفظ مراتب کریں تو کیا گناہ ہے گناہ اور نتیجہ بد تو حفظ مراتب نہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے جو لوگ خدا کے فضل سے اپنے گھروں میں اعلیٰ درجہ کا کھانا کھانے کے عادی ہوں اور نسلاً بعد نسل امیر ہی امیر چلے آتے ہوں ۔۔۔ عادات اور طبیعت کی افتاد ایک خاص رنگ کی ہو گئی ہو ایک شخص ۔۔۔ ہے اس کی طبیعت کا ۔۔۔ رنگ ہوگا ۔۔۔ غرض اس قسم کے اعتراض کرنا ۔۔۔ کے اور کوئی نہیں کرتا خدا تعالیٰ نے خود اپنے قانون میں ایک امتیاز رکھا ہے ۔۔۔ [illegible]

[illegible]

مولوی سید سرور شاہ صاحب کا خط

مولوی محمد علی صاحب کے نام

(گذشتہ سے پیوستہ)

مولانا میں خوشامد سے نہیں کہتا بلکہ ایک امر واقعہ کے طور پر کہتا ہوں کہ آپ کی طبیعت بہت اچھی تھی آپ کے خیالات بھی بہت اچھے تھے۔ مگر ان سب خوبیوں کے مقابلہ میں دو نقص بھی موجود تھے اول یہ کہ آپ بہت زود رنج اور مغلوب الغضب تھے آپ کئی بار معمولی معمولی باتوں پر استعفیٰ جوش میں آ کے کر دیا کرتے اور اپنے دار الہجرت کے چھوڑنے پر آمادہ ہو کر حضرت مسیح موعود اور خلیفۃ المسیح کی بابرکت صحبت سے جدا ہونے پر تیار ہو گئے تھے اور اس کا یہ اثر تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح سے مدرسہ کی کمیٹی کے زمانہ میں رنج ہونے تو آخر وقت تک اس رنج کو [illegible] اسی طرح اہل بیت مسیح کا حال۔ دوسرا نقص تھا کہ آپ دوست کی بات سے بہت ہی متاثر ہونے والے تھے خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔

چنانچہ آپ ایک طرف تو حضرت خلیفۃ المسیح اور اہل بیت مسیح سے رنجیدہ تھے دوسری طرف یہ غضب شروع ہوا کہ باوجودیکہ آپ نے بارہا حضرت مسیح موعود سے خواجہ کمال الدین کے ضعف ایمان کی شکایت سنی ہوئی تھی چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ جس دن حضرت اقدس نے [illegible] میں تقریر فرمائی تھی اس تقریر کے بعد آپ ہی کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ خواجہ صاحب کو [illegible] کریں اور [illegible] [illegible] حضرت صاحب نے یہ خواب بھی سنائی تھی [illegible]

پاگل ہو گیا ہے اور مجھ پر اور مولوی صاحب پر (جو کہ مسجد کی چھت پر ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے) حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تو میں نے کسی کو کہا کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دو تو وہ گیا پر اسکے نکالنے سے پہلے خود سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ مسجد کی تعبیر خود حضرت صاحب نے جماعت کی ہے پھر جس خواجہ کی نسبت میں نے یہ کچھ لکھا ہے اس نے حضرت مسیح موعود کی نسبت مالی اعتراض شروع کئے اور پہلے آپ مخالفت کرتے رہے مگر بالآخر خود بھی اس اعتراض میں شریک ہو گئے۔ اور جس روز مسجد کے چندہ کے واسطے [illegible] [illegible] کی طرف جا رہے تھے اور جناب نواب خان صاحب [illegible] کے بنگلہ پر ہم [illegible] اور جناب خواجہ صاحب آ گئے تھے میں اور جناب [illegible] بیٹھے ہوئے تھے تو ہم اس [illegible] کی طرف جاتی ہے تو خواجہ صاحب [illegible] باتوں کے سلسلے [illegible] ہے اور میرا ایک سوال [illegible] [illegible]

[illegible] سوال کیا گیا [illegible] کے پاس آ [illegible] شہر [illegible] [illegible] زندگی اختیار کرنی چاہیئے [illegible] [illegible]

جس سے مجھے کہا کہ اب آپ سے جواب طلب کیا گیا تو [illegible] یہ جواب دیا کہ [illegible] یہ یاد رہے مگر اصل [illegible] کہ انبیاء کے افعال بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو نبوت کے ماتحت ہوتے ہیں دوم وہ جو بشریت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ پس جو نبوت کے ماتحت ہوتے ہیں وہ تو نقص سے پاک ہوتے ہیں اور جو بشریت کے ماتحت ہوتے ہیں وہ دوسرے افعال کی طرح نقصوں والے ہوتے ہیں یہ کہکر تھوڑے سکوت کے بعد کہا کہ ہاں [illegible] وہ [illegible] چونکہ بشریت کے ماتحت تھے وہ بہت کچھ نقص سے پاک سمجھے اور مجھے بخوبی یاد ہے کہ جناب کے اس [illegible] جواب سے مجھے بہت ہی مایوسی لاحق ہوئی تھی [illegible] دل میں لاحول پڑھ رہا تھا [illegible] یاد ہوگا کہ جب میں نے جناب کو کہا تھا کہ [illegible] مجھے [illegible] ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے گھر میں بہت اظہار رنج فرمایا ہے کہ باوجود میرے بتانے کے کہ خدا کا منشاء یہی ہے کہ میرے وقت میں لنگر کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو لنگر جلد بند ہو جاوے گا مگر یہ (خواجہ وغیرہ) ایسے ہیں کہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کر دو اور مجھ پر بدظنی کرتے ہیں" اور یہ سنا کر میں نے بوجہ محبت آپ کو یہ کہا تھا کہ آپ آئندہ کبھی اس معاملہ میں [illegible] دخل نہ دیں [illegible] حضرت کی زیادہ ناراضگی کا موجب ہو جاوے اور آپ کو نقصان پہنچے۔ [illegible] دو تین روز بعد خواجہ صاحب قادیان آئے تو [illegible] مغرب کے بعد آپ نے مجھے بلایا جب میں حاضر ہوا تو آپ اور خواجہ صاحب نے مجھے مسجد مبارک کی چھت پر [illegible] اس وقت [illegible] بٹھایا [illegible] تو آپ نے [illegible] اور اس پر [illegible] مجھے خواجہ صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب سے [illegible] مجھے حضرت صاحب کے ناراض ہونے کی بات [illegible]

طرح سے بات چیت کر لیا کرتے ہو تم ضرور حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو کہ حضور وہ تو حضور کے غلام ہیں اور حضور کے ہاتھ پر بک چکے ہوئے ہیں [illegible] اور اس کا مال کیا اصل بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا تو خیال میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہم کو حضور کی صحبت میں اسواسطے لایا ہے کہ حضور پر جو کاروبار عظیم کا بوجھ ڈالا گیا ہے۔ ہم ان کاموں میں حضور کا ہاتھ بٹائیں اور لنگر کی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ دو طرح سے حضور کے اوقات گرامی میں تشویش واقع ہوتی ہے۔ اول تو روپیہ مہیا کرتے ہیں کہ روپیہ ختم ہوتا ہے اور میاں نجم الدین آکھڑا ہوتا ہے۔ کہ اتنا روپیہ اس وقت ضرور ہی چاہئے۔ تو اس سے حضور کے اوقات گرامی میں تشویش پیدا ہوتی ہے دوم حضور کی طبیعت چاہتی ہے کہ حضور کے مہمانوں کی اچھی طرح سے خاطرداری اور مہمان نوازی ہو لیکن ملازم لنگر بوجہ نگران نہ ہونیکے اچھی طرح کام نہیں کرتے تو اس سے بھی حضور کو تکلیف ہوتی ہے روپیہ بہت صرف ہوتا ہے اور غرض حاصل نہیں ہوتی تو حضور کی تشویش کو دیکھ کر ہم کو یہ ندامت ہوتی ہے کہ ہم کیوں اس تشویش کے رفع کرنے میں کوشش نہیں کرتے۔ پس محض اس خیال سے وہ چاہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ان کے سپرد ہو جائے ورنہ حضور ان کی جانوں اور مالوں کے بھی مالک ہیں وہ کب یہ خیال دل میں لا سکتے ہیں کہ جناب بیجا صرف کرتے ہیں لہذا یہ انتظام ہم کو دیا جائے۔ اور خواجہ صاحب بار بار تاکید کرتے تھے کہ ضرور کہنا۔ اور یہ بھی کہتے رہتے تھے کہ دفعتہ آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب! اب مجھے وہ طریق معلوم ہو گیا ہے جس سے لنگر کا انتظام فوراً حضرت صاحب ہمارے سپرد کر دیں اور انشاءاللہ تعالیٰ دیکھو گے کہ جب میں پیش کروں گا تو آپ ضرور ہی حوالہ کر دیں گے اس پر آپ نے یہ کہا کہ خواجہ صاحب میں تو اب ہرگز انہیں پیش کروں گا تو خواجہ صاحب نے [illegible] آنکھیں سرخ کر لیں اور [illegible] والی شکل اور غضب والے لہجہ سے کہنا شروع کیا [illegible] [illegible]

کبھی حوصلہ پست نہ کرنا چاہیئے اور یہ کیسی غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کیلئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بلکہ بجائے اسکے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے اور پھر روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جسقدر قومی کام آپ نے شروع کئے ہوئے ہیں اور روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورے نہیں ہو سکے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں اگر یہ لنگر کا روپیہ اچھی طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہو سکتے ہیں آپ ایسے خادم قوم ہیں کہ یہ جانتے ہوئے پھر ایک ذرہ سی بات سے کہتے ہیں کہ میں آئندہ ہرگز پیش نہیں کروں گا میں تو کہتا ہوں کہ میں ضرور پیش کرونگا اس پر آپ نے کہا کہ میں ساتھ چلا جاؤنگا مگر بات نہیں کرونگا تو خواجہ صاحب نے کہا کہ میں بھی ساتھ ہی جانے کیلئے کہتا ہوں بات تو میں نہیں کراتا بات تو میں خود کرونگا غرض کہ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے اس بات کا صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی مالی اعتراض کا درس خواجہ صاحب نے شروع کر دیا تھا۔

مولوی صاحب اب یہ بات یاد آجاتی ہے مجھے اس بوجھا کی بات یاد آگئی جس نے پہلے پہل مالی اعتراض لکھکر پیش کیا تھا جو اس کے مورکھی خواجہ صاحب ہی تھے باغ میں گئے اور کہنا شروع کیا کہ میر صاحب مالیوں کیوں دو دو شیاں دیتے ہیں اور باغ کے کتنے کو کیوں گوشت دیا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور میر صاحب کا نام اسواسطے لیا جاتا تھا کہ ان کو میر صاحب سے پرانا بغض تھا اور اس سے انکو امید تھی واپس آکر دفتر بد والے کروں کے پاس جب آئے تو اس نے کہا کہ پھر آپ لوگ اس کو روکتے نہیں تو خواجہ صاحب نے ماتھا پیٹ کر کہا کہ اگر ہم کہیں تو پھر کچھ بھی کام نہیں کر سکتے اور اگر کہ سکتے تو بات ہی کیا تھی یہ تو آپ جیسے بزرگوں کا کام ہے اور اسی وجہ سے آپ سے ذکر کیا ہے تب اس نے وعدہ کیا کہ اچھا پھر میں اس کا ذکر کرونگا۔

اور اسی طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے صاف [illegible]

صاف یہ امر ثابت ہوتا ہے اور یہ واقعات بھی جناب کے
سامنے ہو رہے تھے۔ بعلاوہ اس کے حضرت اقدس
کی زبان مبارک سے بارہا آپ خواجہ صاحب کے ضعف ایمان
کا بھی ذکر سن چکے تھے چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ جب ان کے
ضعف ایمان کا ذکر فرماتے تو سعد اللہ لدھیانوی والی
پیشگوئی والے مضمون کا بھی ذکر فرمایا کرتے تھے اور
اسی طرح جلسہ اعظم مذاہب والے مضمون کا بھی ذکر فرمایا
کرتے تھے کہ مسودہ کا مضمون سُنکر خواجہ صاحب نے
مُنہ بنا لیا گویا اس مجلس میں سنانے کے قابل نہیں ہے
اور پھر یہ بھی کہ اس مضمون کے اعلیٰ ہونے کی خبر خدا نے دی
تھی جس کو چھاپ کر خواجہ صاحب کے حوالہ کیا گیا اور
مضمون سنانے سے پہلے اس اشتہار کی پوری اشاعت
کرنے کی پوری تاکید کی گئی مگر انہوں نے اپنے ضعف ایمان
سے اس کی اشاعت نہ کی اور دو چار اشتہار پہلے چسپاں
کئے مگر ایسی جگہوں پر کہ جہاں پر کوئی پڑھ ہی نہ سکے
ہاں جب مخالفوں کے مونہوں سے اس کی برتری ثابت ہو گئی
تب ان کو اس کی اشاعت کی بعد از وقت ہمت ہوئی اور
اسی طرح حضرت صاحب کے رویا صادقہ بھی خواجہ صاحب
کی نسبت آپ سُن چکے ہوئے تھے۔ جو کہ ان کی ایمانی حالت
کیلئے سخت منذر تھی اور پھر حضرت صاحب کا وہ کشف بھی
سُن چکے ہوئے تھے جس میں حضور نے اپنی جماعت کے
ایک سنجیدہ شخص کو غیروں میں جا ملتے ہوئے دیکھا تھا اور
کسی کے دریافت کرنے پر اس نے یہ جواب دیا تھا کہ
مصلحت وقت یہی ہے اور گو اس میں خواجہ صاحب
کا نام نہ تھا۔ مگر بالخصوص ان کیلئے منذر خوابوں کا
ہونا ان سے پہلے کسی اور سنجیدہ آدمی کا غیروں کے ساتھ
نہ ملنا اور جواب میں مصلحت وقت کا ذکر کرنا خواجہ صاحب
کی طرف اسقدر ذہن کو متوجہ کر دیتا ہے کہ مجھے یاد ہے
کہ اس ابتدائی زمانہ میں اس کو سنتے ہی کئی لوگوں نے کہہ
دیا تھا کہ اگر تو خواجہ ہی آتا ہے خدا خیر کرے۔ مگر جناب نے
اس سب کی قدر پرواہ نہ کی مولانا زمانہ معتقدات کے
آخری دور ہی میں فرق نمایاں ہو گیا تھا مولانا جب
ان منذرات کے وقوع کا زمانہ آیا تو آپ کے مکرم دوست
نے صاف کہا کہ اگر ہم اکیلے غیروں میں جا ملتے تو [illegible]

ملاقات اور جلدی ہی لوگ تو واقف ہو گئے جن سے میں نے
بہت سا کام لینا ہے۔ ان غیروں میں متلون مزاج قرار دے
کر بمقابل اعتماد کے ہو جاؤنگا لہذا مجھے ایسا کرنا چاہیئے کہ
احمدی کہلاتے ہوئے غیروں میں جا ملوں تاکہ میری بات
کیلئے احمدی اور غیر احمدی دونوں میدان ہوں تب آپ
نے ایک سکیم تیار کی لیکن اس کے اجرا میں کچھ موانع تھے۔
جنکے رفع کرنے کی اشد ضرورت تھی اور کچھ ایسے احمدیوں
کی ضرورت تھی جنکو اس سکیم کے اجرا کا آلہ بنایا جا سکے
اس سکیم کا نہایت مختصر خاکہ تو یہ ہے کہ احمدیوں میں تو
اعتبار حاصل ہی ہے اب غیروں میں تقریر و تحریر کے ذریعہ
لائق مبلغ اسلام ہونیکا اعتبار پیدا کیا جاوے اور یہ
اعتبار حاصل کرتے ہی یورپ میں تبلیغ اسلام شروع کر دی
جائے پھر تو دونوں کی دولت پر تصرف حاصل ہو نگے
لیکن اس کیلئے پہلا مانع خلیفہ تھا اور دوسرا مانع فتویٰ کفر
اور نماز کی علیحدگی اور نماز جنازہ میں شریک نہ ہونا وغیرہ
تھا۔ مگر ان دونوں کے رفع کرنے میں اور احمدیوں کو
ساتھ وابستہ رکھنے کیلئے ایک مضبوط اور باثر جتھہ کی ضرورت
تھی اور اس کی نظر میں وہ بجز آپ کے حاصل نہیں ہو سکتا
تھا۔ اور آپ اس وقت اسکی بہت سی باتوں اور اصولوں
کے خلاف تھے پس پہلا کام اس نے یہ کیا کہ آپ کو اپنا
موافق بنائے اور پھر آپ کو ان مقاصد کے حصول کے
لئے آلہ بنائے۔ مولانا مجھے اچھی طرح یاد ہے جن
دلیل اور اصول پر مباحثات ہوا کرتے تھے یہاں تک کہ
بعض اوقات کہا بلکہ اکثر آپ اس کو دوستانہ مجلس میں
اس جماعت کا پولوس کہا کرتے تھے اور اسی کا اثر
تھا کہ لاہور کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ہزاروں کے
سامنے بے ساختہ جناب کے منہ سے ان کی نسبت یہ
یہ الفاظ نکلے کہ جیسا کہ ہمارے پولوس صاحب نے کہا
ہے" اور پھر توجہ دلانے پر ٹک پڑے تھے اور اگر غور کر کے
دیکھا جائے جناب اپنی توجہ کو اس زمانہ کی دوستانہ مجالس
کی طرف پھیر سکیں تو مجھے یقین ہے کہ جناب کو میری
باتیں روز روشن کی طرح نظر آئیں گی۔ ایک طرف یہ مباحثات
ہو رہے تھے دوسری طرف اتحاد کیلئے کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہیں کیا جاتا تھا خصوصاً [illegible]

کے بعد جناب کی بے مثل قربانی کا ذکر کیا جاتا تھا کہ آپ نے
قادیان آ کر کیسے بے مثل قربانی قرار دیا جاتا تھا اور کبھی آپ
کو اپنا پیر و مرشد ظاہر کیا جاتا تھا اور کبھی آپ کے علم
و فضل اور معارف و حقائق کی داد دی جاتی اور جناب
کو مولانا کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا۔ اور کبھی جناب کے
قریب بیٹھ کر کسی دوسرے کو مخاطب کر کے کہا جاتا کہ
ترقی کا عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر قوم میں سے مختلف شخص
آگے بڑھنا چاہیں تو ان میں نزاع اور کشمکش پیدا
ہو کر کوئی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا ہاں اگر ساری قوم
ایک آگے بڑھے ہوئے شخص کو آگے بڑھانے لگے
تو ضرور پھر اس شخص کی شخصیت دوسروں کے نزدیک
بھی موثر ہو جاتی ہے اور پھر جناب کی طرف اشارہ کر کے
کہا جاتا کہ ہم میں بھی ایک شخص ہے جو آگے ہے ہم
سب کو ملکر اس کو اور آگے کرنا چاہیئے۔ اور کبھی جو ایسے
کسی امر میں جناب نہ مانتے ہوں تو قریب بیٹھ کر دوسرے
سے خطاب کرتے ہوئے عورتوں کے مذاق پر اپنی چھاتی
کو پیٹ کر کہنا کہ یار یہ مولوی نکما ہم تو اس کے واسطے
سب کچھ کر رہے ہیں مگر یہ اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار
رہا ہے۔ غرض کہاں سے جناب کی ان دو صفتوں کو
خوب مطالعہ کر کے پیرایہ سے خوب فائدہ اٹھایا حضرت
خلیفۃ المسیح اوّل اور حضرت میاں صاحب سے آپ کو
بعض وجوہات سے رنج تو ہو ہی چکا تھا۔ پس کبھی تو
ان کے مقابلے کا رنگ چڑھا کر وہ باتیں اور چالیں
آپ کو منوائیں جن میں آپ مخالفت کیا کرتے تھے مثلاً
کہہ دیا کہ میاں کے اقتدار کی روک تھام کا یہ اسلوب اس
میں بھلا پڑا ہے۔ اور کبھی دوستانہ رنگ کی باتیں کر کے
آپ کو ان کے قبول کرنے پر مائل کر دیا مولانا میں نے
بڑا تجربہ کر کے دیکھا ہوا ہے کہ جب کوئی دوست آپ
سے دوستانہ سلوک کرتا ہے تو اس وقت وہ جو کہتا
آپ اس کو دینے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ
کہ میرا تجربہ ہے کہ اس وقت آپ کی آنکھوں میں بھی
آنسو آ جاتے ہیں اور ہونٹوں میں بھی ایک رقت
آمیز حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ وصف بہت
[illegible] مگر بعض اوقات ایک

تعصب [illegible] ہے۔ [illegible] وقت انتقام اور غضب
[illegible] بہت غالب ہے۔ جب [illegible]
[illegible] سے [illegible] پڑھتے تھے تو [illegible] آپ غصہ و غضب
کے غلبہ کی مثال میں جناب کا نام لیا کرتے تھے اور
فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو غصہ کے وقت کس طرح ان
میں [illegible] رنگت بالکل سیاہ ہو
جاتی [illegible] کام کی ہے۔ بعض
بزرگوں نے [illegible] بڑا کام لیا ہے مگر اس
سے [illegible] اس کو بے محل استعمال کرنے سے نقصان
بھی [illegible] صاحب! اس نے اپنے
مقصد [illegible] آپ کی ان دو [illegible] سے
[illegible] آپ اس کے ہاتھ میں ایک
آلہ کی طرح ہو گئے اور آپ کے ذریعے سے اس نے اپنے
مشکلات کو حل کر لیا لیکن اس میں مطلب پرستی اور
[illegible] آپ کے
دین [illegible] کو ان دینی اور دنیوی
مشکلات میں ڈال کر آپ بالکل صاف و پاک علیحدہ
ہو کر اپنے مقصد پر جا پہنچا۔ اب دیکھیں کس طرح وہ
احمدیت کی حقیقت کو [illegible] کر احمدی کہلاتا ہوا
غیر احمدیوں میں جا ملا ہے مگر اس ساری کامیابی
کی [illegible] اس نے آپ کو بنایا [illegible] پھر بھی اس کو
رحم نہ آیا۔

مولوی صاحب! آپ صاحبان کہتے ہو کہ ہم احمدی ہیں
اور حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مہدی
مسعود مانتے اور یقین کرتے ہیں اور ہم کبھی آپ کی تکذیب
نہیں کرتے [illegible] آپ پہلے بھی احمدی تھے اور اب بھی احمدی
ہیں لیکن اب عرض یہ ہے کہ ذرا [illegible] غور فرمائیں کہ
کیا حضرت مسیح موعود کی حیات میں آپ صاحبان کی یہ
حالت تھی جو اب ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] تعلقات
[illegible] دینی تعلقات تھے جو کہ
[illegible] خدا کے سامنے [illegible] وہاں پر
[illegible]

اول احمدیت اور اس حالت کو ذہن میں لائیں اور اس کا
نقشہ ذہن میں آجائے تو پھر آپ اپنی موجودہ احمدیت
اور موجودہ حالت کو دیکھیں اگر ان میں فرق ہے اور یقیناً
ہے تو پھر یہ بجز بعض کی محبت اور بعض کے بغض کے نہیں
ہے اور ایک عقلمند عالم کی شان سے بعید ہے کہ کسی کی محبت
یا بغض سے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال دے۔ مولوی صاحب
پھر اپنی ذات ہی تک بات محدود ہو تو خیر لیکن یہاں پر تو
یہ ہے کہ جس طرح ایک شخص نے جناب کو وہاں سے یہاں تک
پہنچایا ہے اسی طرح سے اب آپ اس محسن کو جو کہ جان
جان سے پیارے اور عزیز مسیح موعود کی عمر بھر کی محنت
سے بنائی ہوئی جماعت کو اس حالت میں لیجانے کی کوشش
کر رہے ہیں جس پر کہ آپ پہنچے ہیں کیا ایک جنت کے
دروازہ پر پہنچے ہوئے شخص کو دوزخ کی طرف لے جانا
یا لیجانے کیلئے معمولی بات ہے جس سے دل نہ لرزے
اور بدن نہ کانپے خدا سے دور ضرور رہنے [illegible]
مرزا صاحب خدا کے مسیح ہیں اور یقیناً میں ان کی اتباع
کے تحت نہیں اور یقیناً نہیں۔ مولوی صاحب اس وقت
کا خیال کریں جبکہ خدا ذوالجلال کے سامنے آپ
پیش ہوں اور خدا کا پیارا مسیح موعود عرض کرے کہ
خداوند [illegible] میں نے اس کو حق بتایا اور اس نے قبول کیا پھر
میں نے اس کو اپنے گھر میں رکھا اور بہت پیار اور عزت
کے ساتھ رکھا اور اس کے ساتھ بہت احسان کئے
اور اس کو بہت کچھ اپنی جماعت پر اعزاز اور اختیار دیئے
اور کثرت کے ساتھ اس نے نشانات دیکھے اور میرے
طرز عمل اور منشا کا پورے طور پر واقف ہوا لیکن
میرے جدا ہونے کے بعد اس نے یہی نہیں کہ میرے عزت
اور اہلبیت کے ساتھ اور میرے خلیفہ کے ساتھ عداوت
کی اور میرے طریق کو اور میرے قائم کردہ مرکز کو چھوڑا
بلکہ میری قائم کردہ جماعت میں تفرقہ ڈالا اور [illegible]
کو اس طریق سے برگشتہ کیا۔ اور اپنی ساری طاقت
اور سب وقت میری جماعت کے لوگوں کو میرے
طریق سے پھیرنے پر صرف کیا یہاں تک کہ بعض کو
[illegible] اور [illegible] کر [illegible] جب وہ [illegible]
[illegible]

ان میں سے بیسیوں غیر احمدیوں میں چلے گئے اور بعض جو غیر احمدیوں
سے بھاگ کر قادیان میں آئے تھے وہ انہی غیر احمدیوں میں
واپس چلے گئے۔ مولوی صاحب وہ وقت بحث کا نہ ہوگا
کہ اس قدر کہہ دینا کافی ہو کہ میاں محمود احمد صاحب
(سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاہ و رضی عنہ و ارضاہ و اوصلہ الی
ما یحبہ و یرضاہ) کی تبدیلی عقائد کی وجہ سے سب کچھ
ہوا ہے کیونکہ اول تو بحث میں بھی ثابت کرنا بہت
مشکل ہے کہ آپ کی طرف سے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور
حضرت میاں صاحب نے کی ہے دوم پھر اس سے بڑھ کر
یہ ثابت کرنا بہت ہی مشکل ہے کہ آپ کی علیحدگی کا باعث
حضرت میاں صاحب ہی ہوئے ہیں۔ بارہا میں نے یہ بات
پیش کی ہے کہ اگر حضرت میاں صاحب کا غیر احمدیوں
کو کافر کہنا اس تفرقہ کا موجب ہوا ہے تو پھر اس کی
کیا وجہ ہے کہ لاہور میں جا کر جب خلفاء مسیح موعود مقرر کئے
تو قادیان کے لئے حضرت میاں صاحب کو خلیفہ مقرر
کیا۔ پھر لکھا کہ وہ بھی بالعکس رکھتے ہیں حالانکہ جو
شخص مسلمانوں کو کافر کہنے کا قائل ہے وہ کب بالعکس
والا اور خلافت جیسے مقدس عہدے کا اہل ہو سکتا ہے
اگر فی الواقع یہی مسئلہ موجب تفرقہ ہوتا تو اول میاں صاحب
کو خلیفہ ہی نہ بنایا جاتا اور اگر کسی مجبوری سے بنانا بھی تھا
تو ساتھ یہ شرط ضرور ہوتی کہ بشرطیکہ مسلمانوں کو کافر
کہنے سے توبہ کریں۔ اسی طرح جب وصیت کی تجویز
ہوئی تو اخبار میں اس کی نسبت لکھا تھا کہ وفد اس
غرض کیلئے جائے گا کہ اگر میاں صاحب یہ لکھ دیں کہ
[illegible] احمدیوں سے بیعت لینگے اور دوم صدر انجمن احمدیہ
پر حکومت نہ کرینگے تو پھر ہم ان کو امیر تسلیم کر لیں گے۔
اور اس میں بھی یہ شرط نہیں لکھی تھی کہ بشرطیکہ وہ مسلمانوں
کو کافر کہنا چھوڑ دیں کیا امیر المومنین کے لئے اسلام
شرط نہیں یا کیا مسلمانوں کے کافر کہنے سے اسلام
میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا یا کیا حضرت میاں صاحب
نے اپنی توبہ شائع کر دی تھی پس خلیفۃ المسیح
اور امیر المومنین بناتے ہوئے اور ان شرطوں کو [illegible]
[illegible] مسلمانوں کو کافر کہنے کی شرط کو نہیں [illegible] داخل ہونا
[illegible]

موجب وہی امور ہیں جنکی ضرورت لگائی ہے یا وہ امر ہے جس کے حصول کیلئے یہ شرطیں ہیں مگر یہ لفظ صاحب نے ایسے مجہول چھوڑے ہیں اور آج دن تک کسی نے اس کا جواب نہیں دیا) مگر مولوی صاحب! وہاں پر اس بحث کی گنجائش ہی نہ ہوگی۔ مولوی صاحب اس وقت نہ امیر القوم کا نقد، کام آئیگا۔ نہ خواجہ صاحب کی دانائی اور نہ شیخ صاحب کی دولت اور نہ شاہ صاحب کا جوش اور لڑنا۔ اور نہ حکیم صاحب کی بحث اور غنیج کی داستانیں نہ غیر احمدیوں کی ثروت وجاہت امداد و اعانت اور نہ ان کی کثرت اور نہ ان کی سیاست دانی۔ مولوی صاحب خدا کیلئے ضرور سوچیں کہ اس پیارے مسیح موعود کے اس سوال کا جواب علیم و قدیر خدا کے سامنے آپ سے کیا ہوگا۔ مولوی صاحب چھوٹا آدمی جب کسی بڑے انسان کو ایسی باتیں کہتا ہے تو عام طور پر اس کو گستاخی اور بے ادبی قرار دیکر بڑا شخص ناراض ہوکر جوش میں آجاتا ہے مگر مولوی صاحب یہ بھی تو احتمال ہے کہ بے ادبی اور گستاخی اور ناقدر شناسی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ محض ہمدردی اور محبت کے جوش سے ہو۔ اور اگر ایسا ہی ہو اور اس کو گستاخی قرار دے کر ناراض ہو جائیں۔ تو پھر اس کا نتیجہ بہت ہی ناگوار ہوگا۔

درانیوں کے زمانہ میں کشمیر کا صوبہ دار آزاد نام تھا جو باغی ہوگیا تھا۔ تو کابل کی امارت نے سلطان ناصر الدین کو فوج دے کر اس کی تسخیر کیلئے بھیجا جو کہ اس کے ہاتھ سے تنگ آکر کشمیر سے بھاگ کر کابل چلا گیا تھا جب وہ فوج لیکر دریائے جہلم سے پار ہوا تو ایک زمیندار جو کہ آزاد کا خیر خواہ تھا بڑی مشقت سے اپنے آپ کو آزاد تک پہنچایا اور اس کو کہا کہ ناصر الدین بھاری فوج لیکر کابل سے فلاں مقام پر آگیا ہے اور اس کا مقابلہ بہت مشکل ہے [illegible] کی جائے تو پھر کامیابی کی امید ہے۔ اس پر آزاد کو غصہ آگیا کیونکہ پہلے بھی کئی دفعہ فوج کے آنے کی افواہ غلط ہوچکی تھی تو آزاد نے اس بیچارے خیر خواہ کو یہ بدلہ دیا کہ ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر ایک درخت کا سر کاٹ کر اس کو اس پر کھڑا کیا اور [illegible] کیل گاڑ دیئے [illegible]

[illegible] زیارات اور [illegible] کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس کے مکان سے بھاگ نکلا اور اپنی جان کے خوف سے کسی نے اطلاع نہ دی یہاں تک کہ جب مکان کا محاصرہ ہو چکا تو فوج اور سواروں کی کوچ سنکر خود آزاد نے وزیر سے دریافت کیا کہ یہ کیسی آواز ہے تو اس نے جواب دیا کہ تمہاری بدقسمتی کی یہ جواب سنکر خود ہی سمجھ گیا اور کہا کہ کیا کابل کی فوج آگئی اس نے کہا ہاں پھر مشورہ دریافت کیا تو وزیر نے کہا اب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ بدررو کے راستہ سے نکل کر علیحدہ ہو جاؤ اور سوار ہوکر بھاگ جاؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا لیکن شہر بارہ مولہ کے پاس پکڑا گیا اور قتل ہوکر اپنی سزا کو پہنچا۔ مولوی صاحب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کسی جوش اور گستاخی اور بے ادبی کیلئے نہیں بلکہ محض اور خالص محبت اور ہمدردی سے یہ عرض کر رہا ہوں جناب اس سے ناراض نہ ہوں اور نہ جوش میں آئیں۔ بلکہ آرام سے ان محبت بھری معروضات پر غور فرمائیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی بات غلط ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ کہ خالص محبت اور اخلاص سے اور خوف خدا کو مد نظر رکھ کر عرض کر رہا ہوں۔ بات لمبی ہوتی جاتی ہے میں اس کو مختصر کرتا ہوں مولوی صاحب پہلے ایک دوست تھا جو کہ اپنا مطلب نکالنے کیلئے آپ کو اپنے قابو میں کرنا چاہتا تھا۔ مگر اب اس کے رنگ میں رنگین شدہ چند اور بالائی دوست بھی مل گئے۔ اور پھر مولوی صاحب اور اہلبیت کی ہی لغت میں ان کا اپنے آپ کو آپ کا معاون و مددگار ظاہر کرنا علاوہ ازیں بھی تقاضا سکے جو جناب کی طبیعت میں اپنے دوست کی طرف حد سے زیادہ مگر وہ جو پہلے کا تھا۔ بہت زیادہ متاثر کر گیا کیونکہ انتقامی تقاضا بھی حد سے زیادہ تھا اور پھر ایک دوست کی بجائے اب دوست بھی بہت تھے تو اب جناب کی طبیعت پر غیر معمولی اثر ہونے لگا کیونکہ شور زیادہ اور قوی ہوگئے [illegible] خود بخود ہونے لگے۔

تو جب اس دوست نے دیکھا کہ اب میرے رنگ میں رنگین ہو گئے ہیں تو [illegible]

[illegible] بھی قائم ہے اور جتنے بھی ساتھ رہے [illegible] غیروں میں بھی [illegible] آپ کی [illegible] صاف [illegible] ہوگیا۔ مولوی صاحب یہ خیالی باتیں نہیں بلکہ واقعات ہیں جناب اس زمانہ پر غور فرمائیں جبکہ اخبار [illegible] والی تجویز ہوئی [illegible] خوب یاد ہے جبکہ اچانک حضرت مسیح موعود آپ کے [illegible] میں آگئے اور آتے ہی فرمایا کہ مولوی صاحب میں آپ سے ایک بات دریافت کرتا ہوں جبکہ اسلامی رسائل بہت کچھ شائع ہوئے۔ مگر ان کا [illegible] اثر نہیں ہوا۔ اور آپ کے رسالہ کا اثر مخالفوں نے بھی مانا ہے اس کی کیا وجہ ہے کیا مردہ اسلام وہ نہیں پیش کرتے تھے تو اگر آپ کے رسالہ میں بھی ویسا نہ پیش کیا گیا۔ اور مردہ اسلام پیش کیا گیا تو اس کا کیا اثر ہوگا۔ تو آپ نے اس وقت یہی جواب دیا تھا کہ حضور میں نے بھی خواجہ صاحب کو یہی کہا تھا اور میں تو اس تجویز کا مخالف ہوں فقط خواجہ صاحب ہی نے اس کو پسند کیا ہے اور وہی اس پر زور دے رہے ہیں تب حضور نے خواجہ صاحب کو فرمایا آپ سے کہہ دیا تھا میں اس وقت تو آپ نے یہی ظاہر کیا تھا کہ مجھے یہ تجویز پسند نہیں مگر اب دیکھیں کہ خواجہ صاحب اور جناب اس تجویز پر کیسے کھلے عامل ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بعض متفرق سوالات کا جواب

از حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی

سوال علیحدہ جماعت کے صاحب نے اپنی تحریر میں بیان کیا ہے کہ خاتم النبیین میں فقرہ خاتم النبیین جو رسول اللہ کی صفت ہے ترقی کے معنوں میں ہے جیسا کہ آیت ولکن رسول اللہ کے لفظوں میں آنحضرت کی جسمانی ابوت کا ذکر ہے اور خاتم النبیین میں روحانی ابوت کا ترقی کے ساتھ ذکر کیا گیا یعنی نبیوں کا باپ۔ حالانکہ لفظ خاتم کیلئے لغت اجازت نہیں دیتی کہ اسے ابوت کے معنوں میں لیا جاوے۔ پھر آیت کا سیاق سباق بھی ان معنوں کا مقتضی نہیں اسلئے کہ سیاق سباق سے پتہ چلتا ہے کہ زید آنحضرت کا صلبی بیٹا نہیں جو اس کی مطلقہ کے ساتھ نکاح ناجائز ہو۔ زید کی جو بیٹا ہونے کی وجہ سے جو وہم ناشی ہوتا تھا لیکن ہے اس کا ازالہ کر دیا اب روحانی ابوت کی ترقی کیلئے جگہ خاتم النبیین کو ذکر کرنے کا کونسا محل ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ خاتم النبیین کے لفظ سے نبیوں کو ختم کرنیوالا ہی تسلیم کریں اور ان معنوں کی صورت میں آنحضرت کی روحانی ابوت کا زمانہ امت کیلئے بھی ختم ماننا پڑتا ہے کیونکہ ہر ایک رسول جو آنحضرت سے پہلے ہوا وہ تو اپنی امت کیلئے بعد کے آنے والے رسول کے مبعوث ہونے تک روحانی باپ تھا اور جب بعد کا رسول مبعوث ہوا تو پہلے رسول کی روحانی ابوت کا زمانہ منقطع ہو گیا لیکن آنحضرت چونکہ خاتم النبیین یعنی سب انبیاء سے آخری ہیں اسلئے آپ کے بعد کسی نبی اور رسول کے آنے کی وجہ سے آپ کی روحانی ابوت کا سلسلہ قیامت تک ہے ۔۔۔ [illegible]

جواب اس اعتراض میں جیسا کہ حضرت حافظ صاحب نے خاتم النبیین کو روحانی ابوت کے معنوں میں لیا ہے اور ترقی میں لیا ہے اسی طرح معترض صاحب نے خاتم النبیین سے آنحضرت کی روحانی ابوت کو ترقی کے ساتھ ذکر کیا ہے فرق صرف یہ ہے کہ حافظ صاحب نے روحانی ابوت کی ترقی روحانی اولاد کے درجہ نبوت کی ترقی کے معنوں میں لی ہے اور معترض نے زمانہ نبوت آنحضرت کی ترقی کے معنوں میں لیکن جب ظاہر ہے کہ آنحضرت کی روحانی اولاد سے نبیوں کا ہونا آنحضرت کی ابوت کے سلسلہ کو منقطع نہیں کرتا بلکہ روحانی اولاد کے نبی ہونے سے آپ کی شان بڑھتی ہے اور دوسری جگہ قرآن میں ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین الخ کے ارشاد سے آنحضرت کی اطاعت سے آپ کی روحانی اولاد کو انعام نبوت کا وعدہ بھی دیا گیا تو اس لحاظ سے حافظ صاحب کے بیان کیلئے معترض کا اعتراض مزاحمت پیدا نہ کر سکا نہ ہی اس کی تردید اور تغلیط کی جا سکی باقی رہا خاتم کے معنے کے متعلق کہ نبیوں کا باپ معنے کرنا لغت کے خلاف ہے سو لغت میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ خاتم بفتح تا کے معنے آخر ہیں اور اگر اس کے معنے مہر کے لو تو مہر جیسے اپنے نقش مختومہ کے تولد کا باعث ہوتی ہے باپ کے حکم میں ہو سکتی ہے اسی طرح تصدیق کا نتیجہ پیدا کرنیکے باعث ابوت کے مرتبہ پر ہے پس ان معنوں کی رو سے نبیوں کے بنانے آنحضرت کی یہ نسبت ہوگی تو آپ ایک قسم کیلئے مصدق ہونگے اور دوسری قسم کے لئے باپ بھی پس حافظ صاحب کا بیان غلط ثابت نہ ہوا

پھر اگر آنحضرت کو خاتم بمعنے آخر یعنی نبیوں کا آخر اور نبیوں کا ختم کرنیوالا ہی تسلیم کرلیں تو بھی آپ کے بعد میں آنیوالے روحانی اولاد کے نبی مستثنے رہیں گے اسلئے کہ آنحضرت پہلے نبیوں کے خاتم ہیں جو کہ تشریعی ۔۔۔ [illegible]

والوں کے جو روحانی اولاد میں جیسا کہ اس سے مسیح موعود کا نام مسیح محمدی کا جو آنحضرت کی روحانی اولاد سے ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کے خاتم اور آخر ہونے کا اثر اپنی اولاد کی نفی کے معنوں میں ہو تو زبان عرب میں اس کو ابتر بولتے ہیں جس کی تردید آنحضرت کے متعلق قرآن مجید میں موجود ہے پس آنحضرت کے خاتم ہونے کو اگر بمعنی آخر تسلیم کریں تو انہی معنوں میں تسلیم کر سکتے ہیں کہ آنحضرت سے پہلے جو نبوت کا دروازہ سب قوموں کیلئے کھلا تھا اور آنحضرت سے پہلے یہود سے بھی نبی ہوئے اور ہنود سے بھی مجوس سے بھی وغیرہ وغیرہ لیکن آنحضرت کی بعثت کے بعد سب قوموں کے لئے دروازہ نبوت کا بند ہو گیا اور آنحضرت کے خاتم النبیین بنائے جانے سے پہلی طرز کے نبیوں کا خاتمہ کیا گیا اور آئندہ کے لئے من یطع اللہ والرسول کی راہ فیض نبوت کیلئے کھولی یہی وجہ ہے اور اسی بنا پر آنحضرت نے مسیح موعود کے متعلق صحیح بخاری میں امامکم منکم فرمایا کہ مسیح موعود کی یہود اور نصاریٰ انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان کی قوم سے آئیگا یہ غلط ہے بلکہ آنے والا مسیح اے مسلمانو! اور امت محمدیہ کے لوگو وہ تم سے ہوگا اس لئے کہ اس کا غیر قوموں سے آنا بوجہ بعثت خاتم النبیین ممنوع ہو گیا اور پھر اولاد اس کے جسمانی ابوت کی نفی استدراک کیلئے رسول اللہ اور خاتم النبیین کے الفاظ کو عطف کے ساتھ لا کر دونوں کو روحانی ابوت کے ثبوت میں پیش کرنا ظاہر کرتا ہے کہ جیسے رسول اللہ کا لفظ روحانی ابوت کیلئے مثبت ہے ویسے ہی اس کا معطوف مثبت ہے اور جس طرح رسول اللہ کا لفظ بغیر کے رو سے نہیں بلکہ ایک دوسری توجیہ سے ابوت کا مفہوم ظاہر کرتا ہے اسی طرح خاتم النبیین کے لفظ کے متعلق بھی یہی سمجھنا چاہئے

ضرورت ہے فاروق کے واسطے ایک کاتب کی جو اردو۔ عربی اچھی لکھ سکتا ہو۔ نمونہ ۔۔۔ [illegible]

ایک ہندو مندر کا سنگ بنیاد ایک خان بہادر مولوی کے ہاتھ سے

معزز ہمعصر پیسہ اخبار لاہور نے اپنے تازہ پرچہ میں کلکتہ کے ایک بنگالی رسالہ کے کالموں سے یہ دلچسپ خبر درج کی ہے کہ صوبہ بنگال کے مقام جالا پور میں ایک مندر گرا ہوا پڑا تھا وہاں کے لوگوں نے چندہ کر کے اسے ازسرنو بنانے کا ارادہ کیا اور جب انتظام مکمل ہو گیا تو اس کا بنیادی پتھر رکھنے کا وقت آیا جو صاحب اس کام کے لئے مقرر کئے گئے تھے وہ کسی وجہ سے اس موقعہ پر نہ پہنچ سکے البتہ اس وقت وہاں خان بہادر مولوی احسن اللہ صاحب انسپکٹر آف سکولز آ گئے۔ اور بانیان جلسہ نے آپ کو ہی صدر جلسہ بنا کر آپ سے درخواست کی کہ آپ اس مندر کا سنگ بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھیں۔

مولوی صاحب کی تقریر: مولوی صاحب نے بانیان جلسہ کی یہ درخواست منظور کر لی اور اس موقع پر انہوں نے نہ صرف ہندو مسلمانوں کے اتفاق پر بلکہ دو مختلف قوموں کے مذاہب پر نہایت ہی شیریں زبان سے ریویو کیا اور اس کے بعد آپ نے اس مندر کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ ہندوستان میں اس کی مثال اس سے پہلے کہیں نظر نہیں آتی واقعی ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی مسلمان نے کسی ہندو مندر کا بنیادی پتھر رکھا ہو

فاروق اگر اس مندر میں خدائے واحد کی پرستش ہوگی تو اعتراض کی بات نہیں ورنہ مولوی احسن اللہ صاحب نے یہ جانتے ہوئے کہ اس مندر میں مورتی پوجا ہوگی بنیاد رکھی ہے تو بت پرستی کی بنیاد مسلمان ہو کر اپنے ہاتھ سے رکھنے کا فعل کبھی مذہبی نقطہ خیال سے قابل برداشت نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کا ارشاد خداوند عالم ہے۔

ایک ظالم خاوند

[illegible]

...ویں جا کر بیوی کو گلے پھانسی لگانے کا حکم دیا تھا کمسن لڑکی کو چند منٹ کے لئے یہ بات بھول گئی اس پر ظالم خاوند سخت جنون میں آ گیا اور اس نے اسے بے رحمی سے مارنا شروع کیا بیچاری لڑکی اپنی جان بچانے کے لئے ایک نزدیکی کھیت میں جا چھپی مگر اس کے ظالم خاوند نے وہاں سے اسے ڈھونڈ نکالا اور اسے مارتا گھسیٹتا ہوا مکان میں لے گیا جہاں اس نے لڑکی کی مشکیں باندھ کر اور آگ سے [illegible] کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اب یہ ظالم خاوند مفرور ہے پولیس اس کی تلاش کر رہی ہے۔

پنجاب میں ایک اور ضلع

اس وقت صوبہ پنجاب میں ۲۹ اضلاع ہیں مگر آئندہ ماہ اکتوبر سے اس میں ایک ضلع کا اور اضافہ ہوگا گورنمنٹ کے ایک تازہ کمیونک سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نئے ضلع کا نام شیخوپورہ ہوگا اور اس کے پہلے ڈپٹی کمشنر مسٹر لمسی ہوں گے اس نئے ضلع میں زیادہ تر علاقہ ضلع گوجرانوالہ کا ہوگا مگر اس علاقہ کے علاوہ اس میں کچھ علاقہ دیگر اضلاع پنجاب سے بھی شامل کیا جاوے گا مثال کے طور پر ۲۷۶ مربع میل سیالکوٹ سے اور ۲۲۲ مربع میل لائلپور سے دریائے راوی کے دوسرے ساحل پر جو علاقہ اس وقت لاہور کی سرحد میں ہے سوائے شاہدرہ کے یہ سب علاقہ ضلع شیخوپورہ میں شامل کر دیا جاویگا۔ اس ضلع میں تین تحصیلیں قائم کی جاوینگی مگر فی الحال ان کا ہیڈ کوارٹر شرق پور اور خانقاہ ڈوگراں میں ہی رہے گا۔

ریاست حیدرآباد میں مذہبی انتظام

ریاست حیدرآباد دکن میں صیغہ مذہبی کی سالانہ رپورٹ بابت [illegible] سے مظہر ہے کہ سال زیر رپورٹ میں [illegible] ہزار [illegible] نے مذہبی [illegible] کے لئے پانچ لاکھ روپیہ نقد بطور [illegible] عطا فرمایا۔ پانچ نئی مساجد چھ مندر اور پانچ گرجا گھر [illegible] ... انہیں دئے گئے۔ ۶۵ مسجدوں اور ۴۵۰ مندروں کی سرکار کی طرف سے مرمت کی گئی تیس ہزار روپیہ سالانہ گورنمنٹ نظام حجاج کیلئے عطا فرماتی ہے چونکہ گذشتہ چار سال میں جنگ کے باعث دکن سے حجاج کا کوئی قافلہ روانہ نہیں ہو سکا اسلئے یہ رقم صوبجات میں مذہبی لیکچرار بھیجنے اور کمبئی میں آتے ہوئے زائرین کی امداد پر صرف ہوتی رہی۔ آیاتی مذہبی پیش امام اور ملاؤں کیلئے مذہبی امتحانات پاس کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے جن کے لڑکوں کو مدرسہ نظامیہ حیدرآباد میں مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ دیہاتوں میں مذہبی تعلیم اور معلومات کی اشاعت کیلئے ایک مجلس اصلاح المسلمین بھی قائم کی گئی ہے۔

ایک طرف ہم یہ خبر پڑھتے ہیں تو دوسری طرف ہفتہ وار [illegible] میں یہ بھی پڑھا ہے کہ قاضی علیم الدین صاحب کو حضور نظام نے احمدی ہونے کی وجہ سے منصب قضا سے معزول فرمایا ہے۔ اور وظیفہ بند کر دیا ہے۔

ہم حضور نظام ایسے بیدار مغز حکمران سے التجا کرتے ہیں کہ جہاں ان کی فیاضی چھ مندر اور پانچ گرجا گھر تعمیر اور ۴۵۰ مندروں کی مرمت سرکاری خرچ پر کرتی ہے وہاں احمدیوں کو بھی جہاں وہ چاہیں اپنے خرچ پر مسجد بنانے اور بلا روک ٹوک نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے اور ان کے مناصب جو سرکاری ہیں بحال رکھیں گے احمدی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں اور اس پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہیں اور صوم صلوٰۃ کے پابند ہیں بادشاہ وقت کے فرمانبردار ہیں ان کا اور ان کے امام کا مذہب یہ ہے جو کئی سال پیشتر مشتہر ہو چکا ہے ؎

مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

مارشس میں ... کی ...

[illegible]

[illegible] جہاں
[illegible] کی وجہ
[illegible]
[illegible] کپتان کے جہاز
[illegible] وہ بیان کرتا ہے
[illegible] اشارہ [illegible]
[illegible]
[illegible] کے باعث جہاز کو واپس
[illegible] جہاز کے
[illegible] تھی جب جہاز وہاں
[illegible]

افغانستان سے شرائط صلح

شرائط صلح جو مابین برٹش گورنمنٹ اور آزاد افغان گورنمنٹ کے مابین [illegible] اگست [illegible] مطابق [illegible] ذیقعد [illegible] کو قرار پائیں حسب ذیل ہیں۔

شرط اول:۔ اس عہد نامہ پر دستخط ہونے کی تاریخ سے ایک طرف برٹش گورنمنٹ اور دوسری طرف گورنمنٹ افغانستان کے درمیان صلح سمجھی جائیگی۔

شرط دوم:۔ ان حالات کی وجہ سے جو برٹش گورنمنٹ اور گورنمنٹ افغانستان کے مابین موجودہ جنگ کا موجب ہوئے برٹش گورنمنٹ بطور اظہار ناراضگی کے اس رعایت کو واپس لیتی ہے جو سابق امیر [illegible] ہتھیار اور بارود اور سامان حرب [illegible] ہندوستان افغانستان کو جایا کرتا تھا۔

شرط سوم:۔ علاوہ ازیں سابق امیر کے وظیفہ کی [illegible] امیر کو کوئی [illegible] نہیں دیا جائیگا۔

[illegible] برٹش گورنمنٹ [illegible]

کی جانے کہ افغان گورنمنٹ بھی برٹش گورنمنٹ کی دوستی کو حاصل کرنے کی خواہشمند ہے تو برٹش گورنمنٹ چھ ماہ کے بعد دوسری افغان سفارت قبول کرنے کو تیار ہے تاکہ دونوں گورنمنٹوں کے مشترکہ مفاد کے معاملات پر غور ہو کر تصفیہ کیا جائے اور قدیم دوستی اطمینان بخش بنیادوں پر قائم ہو جائے بشرطیکہ افغان گورنمنٹ اپنے رویہ اور طرز عمل سے اس خواہش کا ثبوت دے۔ افغان گورنمنٹ ہند اور افغانستان کی اس سرحد کو منظور کرتی ہے جو امیر مرحوم نے منظور کی تھی اور اس بات پر رضامند ہے کہ ایک برٹش کمیشن بہت جلد خیبر کے مغرب میں اس خط کے حصوں کی حد بندی کرے جن کی سابق میں حد بندی نہیں ہوئی۔ اور جہاں افغانوں نے حال میں دست اندازی کی تھی افغان گورنمنٹ اس حد کو منظور کرے گی جو برٹش کمیشن مقرر کرے گی اس طرف برٹش فوج اپنی موجودہ پوزیشنوں پر قابض رہے گی جب تک کہ حد بندی نہ ہو جائے۔

جبل پور کے قریب سخت طغیانی

جبل پور کے قریب جو نقصانات بارش کی طغیانی سے ہوئے ہیں۔ اب ان کی تفصیل موصول ہوئی ہے۔ یہ نقصانات اس قدر سخت ہیں کہ بارش کی وجہ سے کسی دوسری جگہ نہیں ہوئے جبل پور سے ۱۱۲ اور ۱۱۳ میل کے فاصلہ پر [illegible] چوتھائی میل بند بہ گیا ہے خوش قسمتی سے چونکہ کوئی شدید نقصان نہیں پہنچا۔ پانی کا زور اس قدر [illegible] کہ بند میں [illegible] فٹ سے لیکر [illegible] فٹ تک چوڑے سوراخ ہو گئے ہیں۔ [illegible] بعض مقامات پر بیس فٹ اونچا ہے [illegible] بند سے بہہ کر [illegible] کے باہر نکل گیا ہے اور اس طرح میں تمام تار کے ستون ٹوٹ گئے ہیں [illegible]

سٹینڈرڈ کلاتھ کا بھاؤ

ان اختیارات کی رو سے جو زیر دفعہ ۹ [illegible] ایکٹ [illegible] حضور لفٹنٹ گورنر کو حاصل ہیں آپ نے حکم صادر فرمایا ہے کہ سٹینڈرڈ کلاتھ پنجاب میں مندرجہ ذیل قیمتوں پر فروخت ہوگا:۔

لے ۱ قمیصوں کیلئے سوا پانچ آنے فی گز
لے ۱۴ " " ساڑھے پانچ آنے "
لے ۱۵ ساڑھی پونے چار روپے فی جوڑا
لے ۱۶ دھوتی تین روپے ساڑھے تیرہ آنے فی جوڑا
لے ۱۷ ساڑھی چار روپے ایک آنہ فی جوڑا
لے ۵ دھوتی تین روپے دو آنہ فی جوڑا

جنگی الاونس

موجودہ گراں قیمتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ انڈیا نے پنجاب گورنمنٹ کے باقاعدہ ملازموں کا جنگی الاونس جن کی تنخواہ پچاس روپے یا اس سے کم ہے دگنا کر دیا ہے اس اضافہ کا اطلاق یکم اپریل سے ہوگا اور چھ ماہ تک رہیگا جس کے بعد امید کی جاتی ہے کہ اس سے وسیع الاونس تمام غیر گزیٹڈ سرکاری ملازموں کو دیا جائے گا تا وقتیکہ تنخواہوں میں مستقل اضافہ کے سوال کا فیصلہ نہ ہو جاوے۔

گذشتہ شورش کے مقدمات

[illegible] پنجاب [illegible] شورش کے متعلق ایک [illegible] مقدمات کی سماعت کی [illegible] کی تعداد [illegible] تھی جن میں [illegible] بری کئے گئے [illegible] مجرم قرار پائے [illegible] آدمی ایسے تھے جن پر [illegible] جنگ چھیڑنے کا الزام ثابت ہوا [illegible]

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان [illegible]

.... یہ ایسی بات ہے جس نے دیا کو حیرت زدہ کر دیا ہے روس میں بھی شراب کی بندش کی گئی تھی لیکن شاہی احکام کے رو سے امریکہ کے متعلق یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ لوگوں نے جو کچھ کیا ہے اپنی خواہش اور مرضی سے کیا ہے

بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ امریکہ میں یکلخت چند ایسے آدمیوں کو جو شراب کے خلاف تھے اس امر کا احساس ہوا کہ شراب اُن کی ترقی کو پیچھے ڈال رہی ہے ان کی دولت کو تباہ کر رہی ہے اور قوم کو برباد کر رہی ہے پس انہوں نے اس بات کا تہیہ کر لیا کہ جب تک قانوناً اس آپ شر کا قلع قمع نہ کرا لیں دم نہ لینگے لیکن یہ غلط ہے امریکہ نے جو قانون پاس کیا ہے وہ کئی سالوں کی محنت اور جان کاہیوں کا نتیجہ ہے اول ہی اول ۴۵ سال کے قریب گذرے علاقہ اوہیو کی خواتین نے شراب کو صحت و دولت کا ڈاکو قرار دیکر اس کے خلاف جہاد شروع کیا یہ نہیں ان مبارک خواتین نے کونسی مبارک ساعت میں یہ کام شروع کیا تھا کہ امریکہ میں اس وقت سے برابر اس کے متعلق ایک جد و جہد کا آغاز ہو گیا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم امریکہ کو مہذب دنیا میں ایک نرالا قدم اُٹھاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ اس سے پیشتر شراب پینے کے عادی تھے اب سوڈا واٹر اور [illegible] راغب ہو رہے ہیں چنانچہ امریکہ کے ایک [illegible] نسبت [illegible] پانچ کے کسی قدر اس سے پیشتر [illegible] خرچ ہوتی تھی اب [illegible] چالیس [illegible]

[illegible] رپا شائع ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب سے امریکہ نے خاطر خواہ ترقی کی ہے اور ہر ایک ریاست نے اس پر اظہار اطمینان کیا ہے لیکن ایسے آدمی بھی ہیں جو اس قانون سے بہت گھبرا رہے ہیں یہ مثل مشہور ہے کہ رع چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی اس لئے وہ اپنے چسکے کو پورا کرنے کیلئے۔ شراب کی بھاری بھاری مقدار خفیہ طور سے اپنے گھروں میں جمع کر رہے ہیں بعض آدمیوں نے شراب بنانیکے اوزار مہیا کر لئے ہیں بعض نے ادویات ملا کر نشیلے مرکب بنانیکا راز معلوم کر لیا ہے اب یہ دیکھنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ امریکہ کے اس قانون کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ روس نے "ووڈکا" کی بندش کی مگر چند سال کے بعد ہی شراب کا وہ دور جدید جاری ہوا کہ روس کی توبہ اسی میں بہ گئی لیکن امریکہ نے جو قانون پاس کیا ہے وہ گورنمنٹ کی طرف سے نہیں بلکہ لوگوں نے اپنی مرضی سے از خود پاس کیا ہے اسلئے امید ہے کہ وہاں نتائج خاطر خواہ ہوں اسلئے وہاں کی ٹمپرنس لیگ نے فیصلہ کیا ہے کہ آہستہ آہستہ سرزمین امریکہ کو سگرٹوں اور تمباکو سے بھی پاک صاف کر دیا جائے۔

مسیح موعود کا انتظار

بمعہ [illegible] آباد سے ہمیں ڈبلیو بالیس صاحب [illegible] کا ایک خط بنام ایڈیٹر صاحب ٹائمز آف انڈیا شائع کیا ہے جو حسب ذیل ہے:-

[illegible]

"میں اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ بیان کیا تھا کہ میں اس بات کو [illegible] فلق تیقن کا ایک حصہ کرتا ہوں کہ اس سال کے انجام تک دنیا کی تاریخ بھی ضرور ختم ہو جائیگی" میں نے اس قسم کی کوئی بات نہیں کہی جو کچھ میں نے کہا تھا وہ یہ تھا کہ ایک مہینہ گذرا کہ میں نے ملاقات کے کمرہ میں ایک شریف آدمی کو یہ کہتے سنا کہ وہ اس سال سے رات دن کلی طور پر مصر کے مخروطہ میناروں کے مطالعہ میں لگے ہوئے ہیں۔ اور بلحاظ دلائل مذہب ان کو اس عمارت کی دقیق تفصیلات سے کامل یقین ہو چکا ہے کہ ۱۹۱۹ء کے انجام تک تاریخ عالم میں ایک عظیم الشان ساعت کا انتظار کیا چاہیئے صرف یہ بات ہے جو میں نے کہی تھی اور میں نے اس لئے کہی تھی تا لوگ مسیح کی آمد کیلئے تیار ہو جائیں

محمد یٰسین داتوی اور مسیح موعود کی نبوت

داتوی معاند جو آجکل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا منکر ہے دسمبر ۱۹۱۰ء میں وہ بڑے زور و شور سے نبوت مسیح موعود علیہ السلام کا اقرار ہم اور مؤید تھا پیغام کے حامی اور داتوی معاند اس تحریر کو دیکھکر دل میں شرما دیں اور انکار نبوت مسیح موعود علیہ السلام سے باز آویں الحکم جلد [illegible] مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۱۱ پر بعنوان ایک افیونی اور کفر کی منادی کے [illegible] کا بیہودہ اعتراض — داتوی معاند [illegible] نے اعتراض کو نقل کر کے جواب دیتا ہے کہ [illegible]

[illegible] جہاز
[illegible] وہ بیان کرتا ہے
[illegible] اشارہ اشخاص
[illegible] مرگا مرگی بیماری
[illegible] کے باعث جہاز کو واپس

کی بابت کہ افغان گورنمنٹ بھی برٹش گورنمنٹ کی
[illegible] حاصل کرنے کی خواہشمند ہے [illegible]
[illegible] کے بعد دوسری افغانی سفارت
قبول کرنے کو تیار ہے تاکہ دونوں گورنمنٹوں کے
مشترکہ مفاد کے معاملات پر غور ہو کر تصفیہ کیا جائے
اور قدیم دوستی اطمینان بخش بنیادوں پر قائم ہو
جائے بشرطیکہ افغان گورنمنٹ اپنے رویہ اور طرز
عمل سے اس خواہش کا ثبوت دے

سینیمہ ڈکلائیہ کا بھاؤ

ان اختیارات کی رو سے جو زیر دفعہ [illegible] قانون [illegible]
ایکٹ [illegible] حضور لفٹنٹ گورنر کو حاصل
ہیں آپ نے حکم صادر فرمایا ہے کہ سینیمہ ڈکلائیہ پنجاب
میں مندرجہ ذیل قیمتوں پر فروخت ہوگا:-
[illegible]

[illegible] انشاء اللہ ہونگے اسقدر عرض کرنی ضروری ہے کہ مستقل
انکے متعلق [illegible] احباب کی تھوڑی کسی بھی [illegible] ماہوار
کی ضرورت ہے [illegible] دوستوں نے مستقل امداد ماہوار منظور
فرمائی ہے اور سب توفیق [illegible] بھائی کو اس امداد میں
توجہ فرما کر حصہ لینا چاہئے یہ قومی کام ہے اور آپ کی امداد
کا مستحق اور محتاج [illegible]

(خاکسار قاسم علی [illegible] قادیان)

[illegible] اور راحت کا موجب نہیں بلکہ
سخت رنج و غم کا باعث ہے اس نظر سے دیکھیں اس ترقی
طلباء کی تکلیف ہوتی ہے دکھ سہتا ہے لیکن دوسری
نظر سے خوشی بھی ہے کہ الحمد للہ ہمارے سلسلہ میں جو یتامیٰ
کی پرورش کے متعلق کوئی باقاعدہ انتظام نہ تھا حضرت
امیر المومنین فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ
کی دلی توجہ اور قوم کے ہر فرد کی سرپرستی و نگہداشت و
بہبودی کے [illegible] روز [illegible] احمدی یتامیٰ کی
پرورش و تربیت کا معقول اور خاطر خواہ وقت کے لحاظ سے
پورا انتظام ہو کر کمی پوری ہو گئی ہے جس کی وجہ سے
اب ہمارے احمدی یتامیٰ [illegible] بے یار و
مددگار نہیں رہینگے اور خدا کے فضل سے راحت و آرام کیساتھ
اپنی یتیمی کے دن بسر کر کے اس قابل ہو جاوینگے کہ وقت
کی زندگی بلا احتیاج غیرے اپنی قوت بازو کی کمائی سے گذار سکینگے
اس حیثیت سے ہمیں خوشی ہوتی ہے بنابریں احمدیہ یتیم خانہ
خوشی و رنج کا توام ہے

اس وقت خدا کے فضل سے [illegible] یتامیٰ لڑکے اور لڑکیاں
داخل دار الیتامیٰ ہیں جن کا کھانا کپڑا اور تعلیم و تربیت کے
جملہ اخراجات نہائیت عمدگی سے ادا کئے جاتے ہیں جو
[illegible] قوم کی خاص توجہ اور مہربانی سے ناپ دم ہم
پہنچ رہے ہیں - اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزا خیر دے
اور دین و دنیا میں برکات عطا کرے - کچھ لڑکے ہائی سکول
اور مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پاتے ہیں کچھ درزی خانہ اور
[illegible] خانہ میں جو کہ ابھی حضرت میاں شریف احمد صاحب
[illegible] نے قادیان میں [illegible] کے مصارف
سے جاری کیا ہے کام سیکھتے ہیں - اور لڑکیاں گرلز
سکول میں [illegible]

[illegible]
[illegible] اور ایت [illegible]
[illegible] رسالت [illegible]
[illegible] ہے بات
ہے کہ خدا تعالیٰ قیامت کو تمام ان لوگوں کو جو اس نے
ہدایت خلق اللہ کے واسطے دنیا میں بھیجے تھے سب کو
رسول کے لفظ سے پکارے گا جس میں کل مامورین
شامل ہیں آیت اور حدیث سے نبوت اور رسالت
غیر تشریعی امت محمدیہ کیلئے ثابت ہے باقی رہے
میرزا صاحب کے مضامین وہ تو بالکل قرآن حدیث کی
تفسیر ہے . اب ہم تو نہیں کہہ سکتے کہ میرزا
غلام احمد قادیانی بول رہا ہے ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ
وہی خاتم الانبیاء ہم غریبوں کی دستگیری کیلئے میرزا
غلام احمد قادیانی کے پیرایہ میں تشریف لائے ہیں
اور [illegible] کہ کوئی رسول ہو کہ حضرت
میرزا صاحب کے پاس [illegible] کے نام سے کیوں
نہیں پکارتے [illegible] نبوت تشریعی
و غیر تشریعی [illegible] سامنے کسی [illegible] نبی اللہ کے نام سے
[illegible] ختم نبوت
و رسالت تشریعی [illegible] حضرت میرزا صاحب
[illegible] کیونکہ آپ کے الہام میں [illegible]
[illegible] نے یہ لفظ (نبی و رسول)
[illegible] قرآن شریف میں [illegible]
[illegible] اتفاق تھا [illegible]
[illegible]

اصلی ممیرا اور ممیری کا سرمہ
مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اصلی ممیرا اور ممیرے کے سرمہ کا علان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا ہے آپنے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند جالا پھولا پڑبال سبل سرخی اور ابتدائی موتیا بند اور دیگر امراض چشم کیلئے بسیار مفید ہے قیمت سرمہ اول قسم [illegible] فی تولہ اور قسم دوم [illegible] - اصلی ممیرا جسکی قیمت [illegible] فی تولہ ہے ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سوئی کی نوک یا باریک پیس کر ......
آنکھوں میں ڈالا جاوے یہ سرمہ خاصکر جن کی آنکھیں گرمی [illegible] نوجوان کیلئے بہت مفید اور مجرب ہے آج کل تو سرکاری ڈاکٹر بھی اسے [illegible] استعمال کرتے ہیں +

[illegible]

[illegible]

[illegible] ضیاء الاسلام پریس قادیان میں [illegible]

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

الفاروق

جلد | یوم پنجشنبہ ۹ - اکتوبر ۱۹۱۳ء | نمبر ۳۳

دارالامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

بتقریب تعطیلات دسہرہ و محرم بہت سے دوست لاہور و دیگر مقامات سے تشریف لائے۔

عالیجناب نواب محمد علی خان صاحب مع اہل بیت مالیر کوٹلہ سے دارالامان میں تشریف فرما ہو گئے۔

عاجز قاسم علی موسمی بخار سے علیل ہے۔ احباب سے دعاء صحت کی التجا ہے۔

ابھی تک کاتب آیا نہیں ہوا۔ اس لئے اخبار کے متعلق جو مشکل ہے۔ احباب

لنڈن کی چٹھی

ایک نائیجیرین شہزادہ کا اسلام اور ایک لیڈی مسلمان

عید کی نماز ۴ ستمبر کو مسجد احمدیہ میں ہوئی اور خطبہ مسٹر شیخ محمد سیال نے پڑھا۔ حاضرین میں برطانوی عرب اور ہندی مسلمانوں کے علاوہ برطانوی تھیوسوفی سوسائٹی کے چند ممبر اور مسیحی بھی تھے۔ جو خطبہ سے بہت متاثر ہوئے۔ اللہ کی تعریف ہو کہ اس ہفتہ ایک نائیجیرین سردار کا لڑکا مفتی صاحب و قاضی صاحب کے زیر تبلیغ تھا۔ مولوی عبدالرحیم نیر کی تبلیغ سے دین حقہ اسلام میں داخل ہوا۔ اس کا مسیحی نام پرنس جوزف تھامس ایڈمنڈ تھا اسلامی نام احمد ابراہیم رکھا گیا۔ اس کے علاوہ ایک انگریز خاتون مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی۔ اس کا مسیحی نام ڈنیا ولسن تھا اسلامی نام ناخرہ رکھا گیا الحمد للہ علی ذالک۔ واضح رہے۔ پرنس احمد ابراہیم کے والد مسلمان تھے۔ مگر ان کو [illegible]

دے۔ حتی پوری شوق کرکے مسلمان ہوتے ہیں فقط والسلام

احمد دین کار

برادرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مذکورہ بالا دو نومسلمہ بیعت حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھجوادی ہیں۔ احباب ان کی استقامت کے لئے دعا کریں۔ ہم نے تجویز کیا ہے کہ یہاں سے ایک اردو اخبار ہفتہ وار جاری کیا جاوے۔ جس میں نومسلموں کے حالات تبلیغی رپورٹ مسلمانوں کے ممالک کی خبریں اور بعض مشہور واقعات ہوں۔ اور اسے اس طرح دلچسپ بنایا جائے کہ مسلمان بھی خوشی سے خریدیں۔ اور مختلف شہروں میں فروخت ہو سکے۔ مگر چونکہ یہاں اردو عربی چھپائی کے اخراجات زیادہ ہیں۔ اس لئے تا وقتیکہ [illegible] خریداروں کے نام نہ آجائیں۔ اخبار جاری نہیں ہو سکتا۔ بعد آپ کوشش کر کے خریدار بہم پہنچائیں۔ اخبار کا سالانہ چندہ [illegible] ہوگا۔ جو اخراجات سے کچھ کم ہے اور کوشش کی جائیگی کہ اخبار تصویر دار ہو۔

دعاؤں کا محتاج آپ کا خادم

عبدالرحیم نیر ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء

...سکول ...فاتر کے لیئے احمدیہ ...کا اپنا کارخانہ کھلا ہوا ہے

...بھائیوں کی خدمت میں جو کہ سکولوں یادفاتر ...رکھتے ہیں ...اطلاع دی جاتی ہے - کہ کارخانہ ...ب ذیل سامان بن کر تیار رہتا ہے - بوقت ...طلب فرماویں :-

...ر میلیک — ...ے سایئس الماری
...ڈیسک — ...وارنگ ریک تلیف
...ڈیک — ...سیپ ریک
...ل — ...سیپ سٹینڈ
...کلیری — ۱۱ مال فریم
...کیبل — ۱۲ فایل باسکٹ

...فضل احمد اینڈ سنز کشمیر سٹیٹ ...ورکس جموں توی

بنگال میں طوفان

...ل کے طوفان کی تازہ خبر ہے - کہ ہزارہا گو ...ے محروم ہو گئے - بیگر ہٹ مس لوپس - ...ٹ کوارٹر تھانہ مصنفی اور سکول ماسٹر کا ...ہ ہو گئے - پولیس انسپکٹر وسپرنٹنڈنٹ دورہ ...جن کی کشتیاں خطرہ میں تھیں - مگر خوش نصیبی ...لیئں

نقصان کا اندازہ

...ل کے طوفان میں سرکاری مکانات کا بیس ...یہ کے نقصان کا اندازہ لگایا گیا ہے اور ...نقصان دو لاکھ روپیہ کے قریب ہوا - ...دو جن کے قریب سکولوں کی عمارتیں گر گئیں -

برطانیہ کا بحری نقصان

...ایک تار مظہر ہے - کہ دوران جنگ میں ...کے ...جہاز تباہ ہوئے - ان میں ۱۳ ...جہاز ...ہیں شامل ہیں

امریکہ سے تمباکو کا اخراج

امریکہ کے باشندوں نے شراب کو ملک سے خارج کرنے کے متعلق جو کوشش کی وہ لوگوں کو معلوم ہے - تمام ملک میں شراب کی کشید اور فروخت حکماً ممنوع ہے - اب بہ توقع ہے سنا جائیگا - کہ وہاں تمباکو کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جانے والا ہے - جو شراب کے ساتھ ہوا - تمام ملک میں تمباکو کی کاشت فروخت اور استعمال حکماً بند کیا جائیگا ❊

انگلستان میں شوہروں کی قلت

انگلستان کے رجسٹرار جنرل نے ۱۹۱۶ء کی شادیوں کی جو رپورٹ حال میں شایع کی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ وہاں دو میں سے ایک عورت شوہر حاصل کرنے میں کامیاب ہوتی ہے - جس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ بدصورت ہوتی ہیں - بلکہ دراصل وہاں کافی مرد نہیں ہیں - کیونکہ بموجب رپورٹ مذکور ۱۵ سے ۴۹ سال تک عمر کی ... ۵۵ ۲۲ ۴ ۹ ۵ عورتیں ہیں - اور مرد صرف ۲۷ ۲ ۹ ۲ ۴ ۴ ہیں - اور یہ اعداد صرف سول آبادی سے متعلق ہیں - ورعام تخمینہ کے بموجب ۹ اعورتیں کے مقابلہ میں صرف ۸ مرد ہیں ❊

فاروق ہم سمجھتے ہیں - کہ وقت آ رہا ہے - جو کثرت ازدواج کا سوال حل ہو جائے ❊

سیدنا فضل عمرؓ

تم رشک قمر ہو سیدنا تم نور نظر ہو سیدنا
تم فخر بشر ہو سیدنا ظلمت میں قمر ہو سیدنا
مہدی کے جگر کے پارہ ہو اور نوری نظر ... ہو
امت کے دلوں کے سہارے ہو ہاں نور نظر ہو سیدنا
تم ماہ لقا ہو رشد نما تم شمس ضحیٰ ہو سیدنا
محبوب خدا ہو سیدنا اور فضل عمر ہو سیدنا
کفر کا مطلب سمجھایا اسلام کا مقصد بتلایا
ایمان کا حاصل فرمایا اچھے رہبر ہو سیدنا
اللہ نے فصاحت بخشی ہے کیا خوب بلاغت بخشی ہے
... تم خلافت ... ہو سیدنا

قرآن تاج ہے سر پر نورانی قبا چمکے تن پر
ایمان کا سہرا ... ماتھے پر تم رشک قمر ہو سیدنا
تیرا عزم عظیم الشان ہوا تیرے آنے سے اطمینان ہوا
پورا رب کا فرمان ہوا - موعود پسر ہو سیدنا
کیا تیری عداوت میں پایا کیا خاک ہر اسکی پایا
جو تجھ کو ... اسکے سر آیا تم سچے گوہر ہو سیدنا
تیرا دشمن ہے پامال ہوا تیرا دگنا ہے اقبال ہوا
کبھی ... ہے حال ہوا ہاں ایک نظر ہو سیدنا

حافظ مقبول احمد کلانوری از لاہور

عرب کی حالت

آپ جانتے ہیں - کہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں اتفاق کے قایم کرنیکا موجب ایک یہ بھی ہے - کہ وہ ایک دوسرے کی زبان سے بخوبی واقف ہوں - تاکہ اپنے اپنے خیالات ایک دوسرے پر بخوبی ظاہر کرسکیں - دو آدمیوں کا آپس میں ایک دوسرے کی زبان کا علم ہو جانا باہمی اتفاق کا موجب ہو جایا کرتا ہے اس لیئے لازمی ہے - کہ تمام دنیا کے مسلمان ملکر یہ کوشش کریں - اور وہ ایسی کتب تالیف کریں کہ جس سے بغیر استاد کی مدد کے ہی ان کتب کو پڑھ سکیں ❊

سب سے پہلے ہماری جماعت کا حق ہے - کہ وہ اس مقصد کے حصول کے ملئے کوشش کریں - اردو والوں اور دیگر اقوام نے عربی سیکھنے کے بڑے بڑے قواعد نکالے ہیں - لیکن عربوں نے اس بات کا چنداں خیال ہی نہیں کیا - میرے خیال ناقص میں یہ آتا ہے - کہ ایسی کوشش کی جائے اور ایسے قواعد تصنیف کیئے جائیں کہ جن سے عرب لوگ بغیر کسی استاد کے مدد کے ہی بخوبی اردو سیکھ سکیں - اور ان مبلغین کا کہ جو عرب اقوام میں تبلیغ کیلئے بھیجے جائیں - یہ بھی فرض ہو گا - کہ اعراب کو کتب کے ذریعہ سے اردو سکھلائیں تاکہ وہ لوگ حضرت اقدسؑ کی کتب پڑھنے کے قابل ہو جائیں :

ان ممالک کے لوگ ہندوستانیوں کو بہت ہی پسند کرتے ہیں - کیونکہ وہ بہ نسبت اپنے لوگوں کے ہندوستانیوں کو زیادہ تر دیندار یقین کرنے لگ گئے ہیں پہلے پسند نہیں کرتے تھے - ان ممالک میں شراب عام ہے مسلمان بھی پرہیز نہیں کر سکتے ہیں - گاؤں کے لوگ نماز پڑھتے ہیں

مطابق معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نسب نامہ میں چودہ چودہ پشت کی تین قسمیں ہیں۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ کیونکہ پہلی قسمت میں چودہ پشتیں تب ہوتی ہیں۔ جب داؤد کو داخل تسلیم کرو۔ اور جب وہ پہلی قسمت میں محسوب شمار ہو کر ایک پشت میں محسوب ہوئے۔ تو دوسری قسمت سے یقیناً خارج ہونگے۔ اور یہ دوسری قسمت سلیمان سے شروع ہوگی اور یوکنیا پر ختم اور یوکنیا اس قسمت میں داخل ہوگا۔ اور جب یوکنیا اس قسمت میں داخل ہو کر ایک پشت گنا گیا۔ تو تیسری قسمت سے خارج ہوگا۔ اور یہ تیسری پشت سلتیئیل سے شروع ہوگی اور مسیح پر ختم اور اسمیں چودہ پشتیں نہیں۔ بلکہ صرف تیرہ۔ متی سے سہو ہوگیا۔ کہ تیرہ کی بجائے چودہ لکھ گیا۔ اور اس پر سلفاً خلفاً لوگ اعتراض کرتے رہے ہیں۔ اور دین مسیحی کے منکر بہت ہنسی اڑاتے چلے آئے ہیں۔ اور مسیحی لوگ کبھی یک کو دو دو بار شمار کر کے عدد کو پورا کرتے اور حسن تواتر بتاتے اور ... بتاتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں چودہ کی جگہ پندرہ ہونگے اور اسی قسم کے دوسرے کچے عذر پیش کرتے ہیں۔ اگر ایڈیٹر نور افشاں میں ہمت ہو تو وہ بھی کوئی عذر پیش کر کے جواب دے سکتا ہے۔ پس اس مضمون میں گنجائش نہیں کہ ہم مسیحیوں کے بودے عذرات تحریر کر کے پھر اُن کا رد تحریر کریں۔ لیکن اگر ایڈیٹر نور افشاں نے ہمت کی تو پھر ناظرین ضرور محظوظ ہونگے۔ اب عہد عتیق کی مخالفت میں جو سات اعتراضات ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں +

پہلا اعتراض — اخبار الایام ۱ کے تیسرے باب سے اظہر من الشمس ہے کہ دوسری قسمت میں اٹھارہ پشتیں ہیں نہ کہ چودہ۔ اسی لئے بڑی حسرت سے نیومن صاحب یوں فرماتے ہیں کہ دین عیسوی میں ایک اور تین کو تو ایک تسلیم کرنا پڑا تھا۔ اب اٹھارہ اور چودہ کو بھی ایک کہنا پڑا۔ کیونکہ مقدس کتابوں میں غلطی کا تو احتمال ہی نہیں ہو سکتا +

دوسرا اعتراض — عہد عتیق کی مخالفت یہ وارد ہوتا ہے۔ متی ورس ۸ میں [illegible]

پڑپوتے کا بیٹا ہے۔ اس حساب کے رو سے متی غلطی سے تین نام چھوڑ گیا۔ یعنی اخزیاہ۔ یوآس۔ امصیاہ یہ ہر سہ سلاطین گذرے ہیں۔ اور ہر ایک اپنے باپ کے مرنے کے بعد سلطنت کا وارث بنا ہے۔ اخزیاہ نے ایک سال سلطنت کی۔ اور اس سلطنت کا حال سلاطین ۲ باب ۸ اور اخبار الایام ۲ باب ۲۲ میں مرقوم ہے۔ اور یوآس نے چالیس سال سلطنت کی۔ اور اسکا ذکر سلاطین ۲ باب ۱۲ اور اخبار الایام ۲ باب ۲۴ میں ہے۔ اور امصیاہ نے انتیس سال سلطنت کی اور اسکی اور اُس سلطنت کا حال سلاطین ۲ باب ۱۴ میں مرقوم ہے +

پادری صاحب! متی نے قصداً یا کسی کی پاس خاطر کیوجہ تین پشت کے اسماء چھوڑ دیئے ہیں۔ یا کسی اور وجہ سے نہیں تو کوئی اچھی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ بجز اس کے کہ متی نے بلا الہام کے کتب عہد عتیق کو پڑھکر بلکہ اپنی معمولی استعداد سے غلطی کر گیا۔ کیونکہ متی نے ابراہیم کے زمانہ سے لیکر مسیح کے زمانہ تک جتنی پشتیں گذری ہیں۔ ان کو لکھا ہے۔ اور سترہویں ورس میں اسکی تصریح کرتا ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ ہم نے ابتدا میں تحریر کیا تھا۔ کہ موجودہ اناجیل کو تواریخی کتب بھی کہنا علم تاریخ کی ہتک و توہین ہے۔ کیا اب وہ امر ثابت نہیں ہوا۔ اور مثال اُس کی یہ ہے۔ کہ اگر کوئی مورخ ایک زمانہ معین و مقرر کر کے یوں کہے کہ اس زمانہ میں اتنی پشتیں گذری ہے۔ اور اسمیں قصداً یا کسی کے پاس خاطر یا غلطی کی وجہ سے کئی نام چھوڑ دے۔ تو سب اسکی تحمیق اور تغلیط کریں گے۔ اور اس کی تاریخ کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی مورخ دلی کے سابق بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا نسب نامہ لکھے اور بتاوے کہ ظہیر الدین بابر کے زمانے سے عالمگیر رحمۃ اللہ کے زمانہ تک اتنی پشتیں گذری ہیں۔ اور ان میں یوں تصریح کرے کہ بابر سے ہمایوں اور ہمایوں سے عالمگیر پیدا ہوا۔ اور جہانگیر اور شاہجہان ذی عظیم کو کہ سلاطین نامدار گذرے ہیں بیچ میں سے اڑا دے [illegible]

متی کو تاریخ نویس کا حال ہے +

تیسرا اعتراض — یہ ہے۔ جسکو یورام کا بیٹا لکھا ہے ہمیشہ سے ابتدائی نسخوں میں اس کو عوزیا لکھا گیا ہے۔ لیکن بموجب اخبار الایام ۲ کے ۲۶ سے اس کا نام عزریاہ ہے۔ اور نامعلوم اس کو اب صحیح کیا ہے یا کہ نہیں۔ مگر یہ معمولی بات ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ مسیحی مقدس کتب میں ایسی اسما کی غلطیاں بہت ہیں +

چوتھا اعتراض — یہ کہ متی ۱۱ ورس میں یوکنیا کو یوشیا کا بیٹا لکھتا ہے۔ لیکن کتاب اخبار الایام سے صاف مترشح ہے کہ وہ یہویاقیم کا بیٹا ہے اور یہویاقیم یوسیا کا بیٹا ہے۔ اور اس یہویاقیم نے بھی گیارہ سال سلطنت کی تھی۔ اور اُس کی سلطنت کا حال سلاطین ۲ باب ۲۳ میں مصرح ہے۔ متی نے غلطی کی راہ سے ایک نام چھوڑ دیا۔

پنجم اعتراض — یہ ہے۔ کہ اسی گیارھویں ورس میں لکھتا ہے کہ یوشیا سے یکنیاہ اور اُس کے بھائی الخ اب ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک نسخہ میں اس کے بھائی بصیغہ جمع کے ساتھ مرقوم ہیں۔ حالانکہ کتاب اخبار الایام ۱ باب ۳ کے انگریزی تراجم سے صاف سمجھا جاتا ہے۔ کہ یوکنیا کا کوئی بھائی نہ تھا۔ البتہ اُس کے باپ کے تین بھائی تھے۔ جیسا کہ اس کتاب میں مصرح ہے۔

چھٹا اعتراض — یہ ہے۔ کہ متی بارھویں ورس میں تحریر کرتا ہے "کہ سلتیئیل سے زروبابل پیدا ہوا" لیکن کتاب اخبار الایام کے ۳ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ سلتیئیل کا بھتیجا تھا۔ نہ کہ بیٹا بلکہ فدایاہ بن یوکنیاہ کا بیٹا ہے +

ساتواں اعتراض — یہ ہے۔ متی تیرھویں ورس میں لکھتا ہے "زروبابل سے ابیہود پیدا ہوا" لیکن کتاب اخبار الایام کے تیسرے باب کے انیسویں بیسویں ورس میں جو زروبابل کی اولاد کے اسما مرقوم ہیں۔ کسی کا نام ابیہود نہیں اور نہ عہد عتیق کے کسی اور جگہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زروبابل کا کوئی بیٹا ابیہود نام کا تھا [illegible]

صاحب! آمر یونیس اور انجیل فرزند دینے والے کو مبارک ہوں +

ہم نے ابتدا میں تحریر کیا تھا۔ کہ سارا دور ہی ہے۔ ایک ایک سطر میں تین تین غلطیاں ہیں ان کا ثبوت ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔ مگر ان دلائل کے پیش کرنے کے ہم کہہ سکتے ہیں ... رابطہ نور افشاں باوجود ڈی ڈی ہونے کے ... صاحب سے کوئی بہت بڑی واقفیت ہمیں رکھنا چاہیے تھا۔ کہ اس اعتراض کا جواب دینے سے پہلے ان کلمات کو پڑھ لیتے۔ پھر بیڈم کلارک کی تفسیر ہی پڑھ لیتے ... معلوم ہوتا۔ اعتراض کس ... کا ہے۔

اب ہم ذیل میں متی اور لوقا کے نسب ناموں کی ... تشریح کرتے ہیں۔ متی نے جو نسب نامہ مسیح ... کیا ہے۔ اس میں عہد عتیق کی مخالفت میں سات اعتراض ہیں۔ جن سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ نسب ... بالکل غلط ہے۔ اس کو الہامی بنانا الہام پر ہتک ہے۔ بلکہ تواریخی رنگ میں تحریر شدہ بھی اسکو تسلیم ... تاریخ کی ہتک و توہین ہے۔ اور اس بحث سے ... ترتیب وار ہیں۔ اول یہ کہ عہد عتیق بالکل ... متی کی انجیل بالکل ایک غیر مستند کتاب ہے ... مصنف کم از کم کتب عہد عتیق سے بھی ناواقف ... ہے۔ مگر ہم یہی کہتے ہیں۔ کہ متی نے غلط لکھا ہے ... عہد عتیق کی نسبت تو مسیحی بھی کہتے ہیں۔ کہ یہود ... نسب نامے بہت احتیاط سے رکھے جاتے تھے"

لیکن اس کے ساتھ ہی ہم ناظرین کو بتلانے دیگر ... مسیحیوں کا یہ دعویٰ بھی بالکل غلط ہے۔ کہ یہودیوں کے ... نسب نامے بہت احتیاط سے رکھے جاتے تھے۔ کیونکہ ... محقق و مفسر آدم کلارک اپنی تفسیر بذیل آیت ... الہام ... کے لکھتا ہے "... صحیح ... اختلافوں ... گروہ وریں جن سے اس نے نقل کیا۔ اکثر ناقص تھیں" پھر اسی کتاب کے ۲۵/۸ کی تفسیر میں تحریر کرتا ہے۔ کہ "اس درس سے الیعزر سے درس کے آخر تک اور باب ... نحمیاہ منسوب ۲۵ ورس سے چوالیسویں ۴۴ درس تک کچھ اختلاف کے ساتھ نام پائے جاتے ہیں ... اور علماء یہود کہتے ہیں کہ عزرا کو ... نسب ... ناموں میں کچھ اختلاف کے ساتھ پائے جاتے تھے۔ و جو عزرا کو میسر ہو سکی ان میں بہتر ... ہے۔ ... نے ... دو کو لکھ دیا"

پس مسیحیوں کا یہ دعویٰ بھی غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ جب بابل کے گردے کے سبب یہود کے نسب ناموں کا عزرا ہی کے وقت میں ... حال ہو تو پھر تی اور لوقا کے وقت میں ان کا کیا ٹھکانا۔ اب ذیل میں وہ اختلاف درج کئے جاتے ہیں +

پہلا اختلاف متی کی انجیل کے پہلے باب میں ہے ... اسا سے یہوسفط اور یہوسفط سے یورام اور یورام سے عوزیاہ پیدا ہوا۔ ۱۱۔ اور یوشیا سے یوکنیا اور اس کے بھائی جس وقت بابل کو اٹھ گئے پیدا ہوئے۔ ۱۲۔ اور بابل کو اٹھ جانے کے بعد یوکنیا سے سالتی ایل اور سالتی ایل سے زرو بابل پیدا ہوا۔ اور زرو بابل سے ابیود اور ابیود سے الیاقیم اور الیاقیم سے عازور پیدا ہوا۔ ۱۷۔ پس سب پشتیں ابرہام سے داؤد تک چودہ پشتیں ہوئیں۔ اور داؤد سے اس وقت تک کہ بابل کو اٹھ گئے چودہ پشتیں ہیں۔ اور بابل کو اٹھ جانے سے مسیح تک چودہ پشتیں ہیں۔ اب متی کے اس کلام میں دو تو صریح غلطیاں اور ان غلطیوں اور مخالفت کے سوا ایک خدشہ اور ہے۔ اور سات اعتراض عہد عتیق کی مخالفت کی بابت اور پانچ اعتراض لوقا کے کلام کے مخالفت کی بابت اس پر پڑتے ہیں پس حقیقت میں چودہ اعتراض ان دو سطور عبارت پر پڑتے ہیں۔ اور جو متی کی انجیل عمدۃ الاناجیل اور اول الاناجیل ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ یہ مصنف کو ... کتاب کے ... تعدد ...

پس جب اس عمدہ اور اول الاناجیل کے ان اول ہی کے چند فقرات پر جو بمنزلہ بسم اللہ ہیں یہ بلا پڑے۔ تو اب ساری کتاب کی کوئی کیا خاک تحقیق کرے۔ اور شاید انہی امور کا لحاظ کر کے ترجمہ لاطینی کے بعض نسخوں میں اس انجیل سے اس نسب نامہ کو علیحدہ کر دیا ہے جیسا کہ کاتنگ ہرالڈ کے ساتویں جلد کے ص۲۵ میں مندرج ہے۔ اور وہ غلطیاں یہ ہیں۔

پہلی غلطی یہ کہ ۱۱ درس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بابل کی اسیری کے وقت یوشیا زندہ ہو۔ اور یوکنیا اس وقت پیدا ہوا ہو۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ کیونکہ یوشیا تو اس ماجرے سے بہت پہلے مر چکا ہوا تھا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے یاہوآخز نے تین مہینے سلطنت کی تھی۔ اور تین مہینے کے بعد مصر کے بادشاہ نے اس کو تخت سے اٹھا کر یہویاقیم اس کے بھائی کو جو یوکنیا کا باپ تھا۔ تخت نشین کیا تھا۔ اور یہویاقیم نے گیارہ برس سلطنت کی تھی۔ اور اس کے مرنے کے بعد یوکنیا اس کا بیٹا اٹھارہ برس کی عمر میں سلطنت کے تخت پر بیٹھا تھا۔ اور اس نے تین ماہ سلطنت کی تھی۔ کہ بخت نصر بابل کا بادشاہ یروشلم پر چڑھ آیا۔ اور یوکنیا گرفتار ہو گیا۔ اور بخت نصر اس کو مع ہزار ہا نفوس کے قید کر کے بابل کو لے گیا تھا جیسا سلاطین ۲ کے ابواب ۲۳ و ۲۴ میں مفصل مرقوم ہے پس دیکھو اس حساب کے موافق یوشیا بابل کی قید سے بہت آگے مر چکا تھا۔ اور یوکنیا اس وقت میں اٹھارہ سال کا تھا۔ اور وہ جو تواریخ ۲ ۳۶/۹ میں لکھا ہے۔ کہ "یوکنیا اس اسیری کے وقت آٹھ سال کا تھا" بالکل غلط ہے +

یہ بھی یاد رہے۔ کہ بادجود غلطی کے اس کے موافق بھی یوشیا بیس سال آگے اس ماجرے کے مر چکا تھا۔ اور یہویاقیم بارہ سال سلطنت کر کے ایک پشت پہلے ہی گزر چکا تھا۔ اور یوکنیا گویا تیسری پشت ... الغرض ... +

پادری صاحب! ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ یہ تھی جسے آپ کے متقدمین دوسری صدی سے لیکر آج تک سلجھا نہیں سکے۔ آپ ہرگز سلجھا سکینگے۔ کیونکہ متی وغیرہ ہر دو کے تحریر کردہ نسب ناموں میں ایک آدھ [illegible] ہو۔ تو شاید آپ جواب دے سکیں۔ مگر یہاں تو ایک ایک سطر میں تین تین غلطیاں ہیں۔ جن کی چند مثالیں ہم درج [illegible] کرتے ہیں۔ مگر پہلے [illegible] [illegible] کے دستور کے مطابق ایک شخص [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] مریم کے [illegible] یوسف [illegible] [illegible] [illegible] باپ عیلی تھا۔ لوقا ۳ اور پھر کر [illegible] [illegible] ایک بھائی لاولد مر جاتا [illegible] اُس کی جورو سے اولاد پیدا کرتا [illegible] بھائی کی اولاد متصور ہوتا تھا [illegible] صورت میں [illegible] کا باپ یہود بھی ہو سکتا ہے [illegible] [illegible] قبول کر لو اور [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] ساختہ ہے [illegible] کے مصنف [illegible] اس کا دوسرا جواب جو [illegible] تحریر کیا ہے۔ لکھا ہے۔ یہ [illegible] جواب ہے۔ اور اسی لئے ہم نے مضمون [illegible] کیا ہے۔ کہ فن مناظرہ سے [illegible] مسیحی کے پیر دکار بالکل ناآشنا اور ناواقف ہیں۔ کیونکہ آپ کہتے ہیں "یہودیوں کے دستور کے مطابق اکثر ایک شخص کے دو نام ہوا کرتے تھے" تو فرما یئے جناب والا کیا ہر ایک یہودی کے دو نام ہوتے تھے۔ اور اگر ایسا ہی تھا تو اس کا ثبوت آپ کے ذمہ ہے۔ کہ ہر ایک یہودی کے دو نام ہوا کرتے تھے۔ پھر دوسری بات یہ کہ واقعی یوسف کے بھی دو نام تھے۔ یعنی یعقوب کا دوسرا نام عیلی تھا۔ یا عیلی کا دوسرا نام یعقوب تھا۔ اس کا مفصل ثبوت پیش کریں اور یہ بتا دیں کہ اصلی نام جو ماں باپ نے تجویز کیا تھا۔ یعقوب تھا یا عیلی۔ لیکن ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں۔ کہ یہ تاویل بالکل خود ساختہ ہے۔ جس کا کوئی ثبوت آپ پیش نہیں کر سکتے۔ اور دوسری تاویل جو دسویں صدی کے مورخ کا قول ہے۔ وہ بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خود مسیحی مذہب کے محققین کی ایک جماعت مثل اکہارن اور کیسرا اور ہس اور ڈی وٹ اور ویئنر اور فرش وغیرہ ہم نے تسلیم کر لیا ہوا ہے۔ کہ ان ہر دو نسب ناموں میں علاوہ اس مذکورہ تناقض کے اور بہت سے بھی نقیض موجود ہیں۔ اور لورٹن صاحب نے جو مسیحی مذہب میں ایک مسلمہ محقق ہے اور کتب مقدسہ کی سند میں اس نے ایک کتاب جس کا نام "آی دی ڈنس اوف دی جی نیس اوف دی گاسپل" (یعنی انجیل کی اصالت کی گواہی) ہے۔ لکھی ہے۔ آپ لکھتا ہے۔ "ان ہر دو نسب ناموں میں تطبیق دینے کے لئے قوم نے توجیہیں کی ہیں۔ لیکن میں ان سے بحث۔ کرونگا۔ کیونکہ وہ سب خیالی ہیں اور ہر ایک پر ایسا اعتراض پڑتا ہے۔ کہ اس توجیہ کے تسلیم کرنیکو منع کرتا ہے۔ اور اب خیال عام ایسا ہے۔ کہ لوقا نے مریم کے نسب نامے کو لکھا ہے۔ لیکن اگر ایسا ہوتا تو لوقا ظاہر کر دیتا۔ نہ کہ ایسا مبہم کر کے لکھتا کہ وہ بیٹا یوسف کا تھا۔ وہ بیٹا عیلی کا اور مراد اُس کی یہ ہوتی کہ یوسف عیلی کا داماد ہے۔ کہ اگر یہ نسب نامہ متی نے لکھا ہے۔ تو اور حواریوں نے بھی کسی صحیح سند کے ساتھ معلوم کیا ہوگا۔ اور یہی حال لوقا کے نسب نامہ کا ہے۔ تو لازم آتا ہے۔ کہ حواری لوگ ایسے دو نسب ناموں سے واقف تھے۔ جو دونوں صحیح ہوں۔ اور ظاہر ہے ان میں ایسا اختلاف ہو۔ کہ دوسری صدی سے وہ اختلاف بہت مشکل سمجھا جاتا ہو۔ تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ دوسرے نے بھی جنکی تحریر کا اعتبار میری تحریر کے اعتبار کے برابر ہے۔ ایسا نسب نامہ لکھا ہے کہ میرے نسب نامے تحریر کردہ سے مادی النظر میں مخالف ہے۔ اس امر کا لحاظ ہوتا کہ توضیح کے واسطے ایک دو حرف بڑھا دیتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ مصنفین کو یہ معلوم نہ تھا۔ دیکھو کتاب مذکور مطبوعہ شہر بوسٹن ۱۸۳۶ء پہلی جلد ص ۵۵۔

پادری صاحب! دیکھئے محقق نورٹن کیا فرماتے ہیں۔ بس ہم کہتے ہیں۔ کہ کیا یعقوب لاولد مر گیا تھا یا عیلی۔ اور اس کا ثبوت کیا۔ متی لوقا نے اس کو کیوں نہ لکھا۔ بقول نورٹن صاحب صرف اس لئے کہ "متی لوقا کو یہ معلوم نہ تھا"۔ اس کا علم آپکو ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں "ہر دو شق میں سے جسے چاہو قبول کر لو۔ اعتراض زایل ہو جائیگا"۔ ہم کہتے ہیں دونوں شقیں غلط ہیں۔ ان کا ثبوت کچھ نہیں خود ساختہ ہیں۔ اس لئے قابل قبول نہیں۔ لہذا اعتراض قایم ہے۔ آپ جواب دیں۔

پادری صاحب! آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ مناظرہ میں "مجرد احتمال" کوئی شے نہیں کیونکہ احتمال مخالف کے مدعا میں بھی ہو سکتا ہے۔ دلیل میں "ایسا ہوگا" سے امر متنازعہ ثابت نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ "ایسا ہے کیونکہ" سے ثابت ہوا کرتا ہے۔ اب آپ غور کریں۔ آپ کہتے ہیں "یہودیوں کے دستور کے مطابق ایک شخص کے اکثر دو نام ہوا کرتے تھے"۔ تو کیا ضروری ہوا کہ یعقوب یا عیلی ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ اس کا ثبوت کیا اور انجیل نویس کو اس کا علم تھا یا نہیں۔ اگر علم نہیں تھا تو آپ کے پاس اس سے بڑھ کر کونسے ایسے ذرائع و وسایل ہیں جن سے آپکو علم ہو گیا۔ اور اگر اس امر کا اسے علم تھا۔ تو تحریر کیوں نہیں کیا۔ آپ جواب دیں۔ دوسری تاویل بھی آپ نے بغیر دلیل پیش کی کیا یعقوب لاولد مر گیا تھا۔ یا عیلی۔ کس نے شرعی بھائی کی جورو سے اولاد پیدا کی [illegible] کس کی جانب منسوب کی تھی۔ لہذا اس کا [illegible] کیا۔ اور انجیل نویس [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

...فاروق

...دارالامان مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۱۹ء

...اس اور نور افشاں کا خیال

...لدھیانہ کے مسیحی اخبار نور افشاں ... ایک مناظرہ شروع ہو رہا ہے لیکن ... مسیحی طرز کا ہے۔ نہ کہ عالمانہ طریق کا کیونکہ ... تشیع کا دروازہ مسدود ہو گیا ہے ... نے اس باب کو داکر کے اس مذاکرہ ... کی صورت میں تبدیل کر دیا ہے ٭

... نور افشاں کے خلاف کبھی کوئی نوٹس آج ... اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ میدان سے گریز ... کا ایک مسلمہ ثبوت ہے۔ پچھلے دنوں ... ایڈیٹر ہم نے رسالہ تشحیذ میں ایک مختصر ... کے جواب میں نور افشاں نے صرف ... مضمون کو رسالہ مذکور کے حوالہ کے ساتھ ... اس لئے ہم اس کا جواب تحریر کرنا ... سمجھتے تھے۔ اور اس کے علاوہ اور بھی ... ہم حیران ہوئے۔ کہ جس صورت میں ہم ... میں مسیح کے مختلف معجزات کی نفی کی تھی ... رسالہ حقائق قرآن کے مضمون کے ساتھ کوئی ... معلوم کو نئے مضمون کو رسالہ مذکور کے مضمون ... ہو گی۔ حالانکہ رسالہ مذکور کے مصنف ... میں صرف بعض معجزات کی وجہ سے ... انبیاء سے افضل ثابت کرنا چاہا تھا ... معجزات کی بابت ہم نے کبھی نور افشاں ... کیا کیونکہ اسے مخاطب کرنا دراصل ... ضائع کرنا ہے۔ لیکن اب جبکہ بمطابق ... نور افشاں ...

علمیت اور ثمیت نرمی کی وجہ سے آپے سے باہر ہو رہا ہے۔ تو ایسی حالت میں ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اسکو اس کے گھر کا دروازہ دکھا کر اس میں سلا کر دیر تک خاموش کرا دیں۔ تا وہ پھر پہلی کی طرح چادہ گتائی میں آرام سے جا سوئے ٭

نور افشاں انجیل برنباس پر مضمون لکھتا ہوا العقبہ سے بحث شروع کر دیتا ہے۔ کبھی کسی دوسری سے برسر پیکار ہے۔ لیکن مسیحی علماء کا مناظرہ کے میدان میں آنا بقول ان کے خداوند کے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذرنا ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ فن مناظرہ سے مسیحیت کو بھی نسبت ہے۔ جو ... کو گول سے ہے۔ پس ہم بطور نیک مشورہ کے نور افشاں کے ایڈیٹر سے عرض کرتے ہیں۔ کہ بہتر ہو گا۔ اگر آپ پہلے یسوع مسیح کی بھیڑوں ... لیکن اگر آپ بلند آواز سے اس گلے کو جمع کرینگے۔ تو ... خصوصاً غرب ... ستر ... کے گرد جمع ہو جائینگے اس صورت میں ... کا ... ہو گا ... ہاں جس طرح اس سے پہلے آپ مناظرہ کا نام سن کر کانوں پر ہاتھ رکھتے تھے اسی طرح پھر صد دکھانا مشکل ہو جائیگا۔ ادھر ... صاحب۔ ایڈیٹر صاحب نور افشاں" انجیل برنباس" کی ... اور ... مسیح پر بحث کرتے ہیں۔ اور اسے ایک مختصر کتاب کہتے ہیں۔ جس کا ماخذ قرآن کریم ہے۔ اور اس کا مصنف کوئی مسلمان عالم فرماتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ آپ اس جھگڑے کو ترک کریں۔ کیونکہ یہ باتیں انجیل مذکور کی نسبت آپ کو اس لئے بنانا پڑیں۔ کہ تا اسلام اور ... اسلام کی صداقت ثابت نہ ہو۔ اور مسیحیت موجودہ بھی کچی ہی رہے۔ لیکن ہم آپ کو ایک آسان طریق بتاتے ہیں جس سے آپ کا یہ عقدہ حل ہو جائے۔ اور وہ یہ کہ اسلام تثلیث الوہیت مسیح کفارہ وغیرہ مسیحی مذہب کے جدید اصول کی بوضاحت تردید و ابطال کرتا ہے۔ پھر یہ بھی کہتا ہے کہ بائیبل محرف و مبدل ہو چکی ہے۔ پس پہلے آپ بالترتیب ان چہار اصول پر گفتگو فرماویں۔ یعنی اول تثلیث و الوہیت مسیح کو خود اپنی کتب سے نقلاً و دلائل سے ثابت کریں اور ... عقلی دلائل ...

تحریر فرماویں۔ اس طرح ہمارے ساتھ ایک مکمل بحث شروع کریں۔ ان کے تصفیہ یا اختتام کے بعد آپ موجودہ کتب بائیبل سے ہی محمد رسول اللہ کی نسبت پیشگوئیاں ہم سے سن لیں۔ ایسی اور اس قدر کہ ویسی اور اسی قدر تعداد میں مسیح کی نسبت کتب بائیبل میں پیشگوئیاں نہ ہونگی ہم بادب التماس کرتے ہیں۔ کہ ایڈیٹر نور افشاں ضرور اس طرف ... اور دنیا کے ... خصوصاً متلاشیوں کی تشفی کا باعث ہوں۔ اس کے بعد آپ کو معلوم ہو۔ کہ آپ کا یہ لکھنا "اگر مسیح کے شاگرد برناباس سے مراد آپ کی خداوند مسیح کے بارہ رسولوں میں سے ایک کی ہے ... واضح ہو۔ کہ ہم شروع مضمون میں ہی ثابت کر آئے ہیں کہ برناباس اُن کے بارہ رسولوں میں سے ہرگز نہ تھا۔ نور افشاں مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۱۹ء ہمارے نزدیک کوئی دلیل نہیں کیونکہ ان ... جن بھر رسولوں کی ... وقدر آپ کے دل میں ہو گی۔ ہم تو اُن کی تقابت خوب جانتے ہیں۔ کیونکہ ان بارہ میں سے ہی ایک یہودا اسکریوطی تھا۔ جسے آپ کا خداوند عہدہ رسالت پر بھی مامور فرما چکا ہوا تھا متی ۱۰/۵ پھر اس یہودا کے واسطے جلالی تخت بھی بن گیا تھا۔ جس پر اس نے جلال سے بیٹھ کر اسرائیل کے کسی ایک گھرانا کی عدالت کرنا تھی۔ دیکھو ۱۹/۲۹ یہ یہودا آپ کے خداوند کے نزدیک بڑا ثقہ اور معتمد رسول تھا۔ کیونکہ علاوہ روحانی رسالت کے جسمانی دنیوی مال پر بھی آپ کا مامور تھا۔ یعنی خداوند کا خزانچی ابتدا میں یہی یہودا تھا۔ پھر باقی گیارہ کی تقابت اناجیل میں یوں مرقوم ہے۔ اور وہ یہ کہ مسیح کے گرفتار ہوتے ہی سارے شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ۲۶/۵۶

لیکن ایسے دغادار رسولوں پر آپ جس قدر فخر کریں بجا ہے۔ برناباس جس کی انجیل اہل اسلام پیش کرتے ہیں۔ بیشک وہ ان بارہ میں سے نہ تھا۔ اور مسلمانوں کی یہ غلطی اسی سے ہے۔ مطالعہ حال کے بعد آپ بھی معاف فرماوینگے۔ اس کے بعد آپ کو معلوم ہو۔ کہ آپ نے جو کسی صاحب مولوی غلام احمد امرتسری کے پیش کردہ مقامات پر جرح کی ہے۔ اور جواب دینا چاہا ہے۔ وہ درست نہیں۔

کی مخالفت میں متی کی انجیل پر وارد ہوتے ہیں
سے اوپر لکھا تھا ۔ کہ متی نے عہد عتیق کو
خود مطالعہ نہیں کیا ہے ۔ اور ہم یہ نتیجہ
۔ کہ متی بالکل ایک معمولی استعداد کا
۔ اور اس امر کے بارے میں کہ متی نے کبھی
یں کو بچشم خود نہیں مطالعہ کیا ہے ۔ منجملہ مذکورہ
یہ بھی ہے ۔ اوّل متی اپنی انجیل کے ۲۳/۲
ہے ۔ اور ناصرہ نام ایک شہر میں جا بسا ۔ تا وہ
معرفت کہا گیا تھا پورا ہو ۔ کہ وہ ناصری کہلائیگا ۔
ساری کتب عہد عتیق پڑھ جاؤ کہیں یہ لکھا
۔ کہ "وہ ناصری کہلائیگا" یہ متی کی صریح غلطی کی
عہد عتیق سے اس کی ناواقفی ہی متصور ہو +

اور یہ کہنا کہ لفظ ناصرہ نصرت مشتق ہے ۔ جو
میں ہے اعتراض کو رد کرتا ہے ۔ کیونکہ اعتراض
کسی نبی نے ہرگز یہ پیشگوئی نہیں کی کہ
سکا +

دوسرا ثبوت یہ ہے ۔ متی اپنی انجیل ۲۷/۹ میں کہتا ہے
یرمیاہ نبی نے کہا تھا پورا ہوا ۔ کہ جس کی قیمت
تھی ۔ الخ

اب یرمیاہ کی کتاب پڑھو اس میں ہرگز یہ پیشگوئی
۔ بلکہ یہ پیشگوئی ذکریاہ کی کتاب میں ہے یہ بھی
از عہد عتیق ہے ۔ اور یہ کہنا کہ پہلے وقتوں
الانبیا کا نام "یرمیاہ کی کتاب" تھا ۔ غلط ہے ۔
انجیل میں اس محاورہ کو استعمال نہیں کیا ۔
ذکریا یرمیاہ ۔ زبور یسعیاہ وغیرہ کا جدا جدا
ہے ۔

دوسرا جواب یہ ہے ۔ کہ یہود جن میں یہ محاورہ مستعمل
کیوں یہ اعتراض مسیحیوں پر ہمیشہ سے کرتے ہیں ۔
یہ معلوم نہ تھا ۔ اب ذیل میں وہ پانچ اعتراضات
کی مخالفت میں وارد ہوتے ہیں ۔ لکھے جاتے ہیں
ہو ۔ کہ

اعتراض یہ ہے کہ متی یوسف کو یعقوب کا بیٹا اور لوقا اسے عیلی کا

بتلاتا ہے ۔ اور مفصل بحث اس کی اوپر گذری کہ نہ تو یعقوب اور عیلی ایک شخص کے دو نام ہیں ۔ اور نہ برادر حقیقی ۔ اور نہ ایک کے مرنے کے بعد دوسرے نے متوفی بھائی کے لئے اولاد پیدا کی ۔ اور نہ ہی نبی کا یعقوب یوسف کا باپ ورنہ عیلی مریم کا باپ تھا ۔ اور یہ داماد سے مراد بیٹا کسی زبان میں مستعمل ہوا ہے کیونکہ ایسی واہی باتوں کا ثبوت کچھ نہیں صرف ملاں گواہ چست والا معاملہ ہے ☆

لوقا کی مخالفت کی بابت دوسرا اعتراض یہ ہے کہ متی یوسف کو سلیمان بن داود کی اولاد سے اور لوقا ناتان بن داود کی اولاد سے گنتا ہے +

پادری صاحب ! دیکھئے اس دوسری مخالفت کی وجہ سے ہر دو آپکی تاویلات غلط ثابت ہوگئیں ۔ کیونکہ اگر بالفرض یعقوب و عیلی ایک ہی شخص کے دو نام تھے تو پھر اسے بھی یہ کہہ دیجئے ۔ کہ سلیمان کا دوسرا نام ناتان تھا ۔ مگر عہد عتیق سے واقف آپ کی اس تاویل پر ہنسینگے

ہاں پادری صاحب ! اگر یعقوب اور عیلی دو برادر تھے ۔ اور حقیقی برادر تھے ۔ تو فرمائیے ان کے نسب ناموں میں ایسے اختلافات کیوں موجود ہیں ۔ آپ نے دو تو تاویلیں ایسی کی ہیں جسے معمولی انسان بھی رد کر سکتا ہے ۔ سوئم سے کسی مسیحی عالم نے یہ تاویلات نہ کیں تھیں ۔ البتہ یہ تاویل کیا کرتے تھے ۔ کہ لوقا والا نسب نامہ مریم کا ہے +

تیسرا اعتراض متی بابل کی اسیری تک سب پشتیں سلاطین نامدار اور لوقا ناتان سے سب پشتیں گمنام اور بے وقار رکھتا ہے

لوقا کی مخالفت کا چوتھا اعتراض یہ ہے ۔ کہ متی شلتیئیل کو یوکنیا کا بیٹا اور لوقا اسکو نیری کا بیٹا اور متی زروبابل کے بیٹے کا نام ابیہود اور لوقا اس کا نام ریسا لکھتا ہے ۔ اور طرہ یہ کہ کتاب اخبار الایام کے ۳/۱۷ و ۱۹ سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ شلتیئیل یوکنیا کا بیٹا ہے ۔ جیسا متی لکھتا ہے ۔ نہ نیری کا

جیسا لوقا لکھتا ہے ۔ اور زروبابل کے بیٹے کا نام نہ تو ابیہود ہے ۔ جیسا متی لکھتا ہے ۔ اور نہ ریسا جیسا لوقا لکھتا ہے ۔ پس لوقا نے بھی اس جگہ دو ٹھوکریں کھائیں ۔ بلکہ ایک اور تیسری بھی جو متی کی بکی ہے ۔ اور وہ یہ کہ زروبابل کو شلتیئیل کا بیٹا بتلاتا ہے حالانکہ وہ اس کا بھتیجا تھا ۔ نہ کہ بیٹا ۔ بلکہ وہ پدایاہ بن یوکنیا کا بیٹا تھا ۔ اور یہ ثلاثہ ٹھوکریں ثلاثہ اقانیم کے مطابق جناب لوقا صاحب ایک آیت میں اٹھاتے ہیں ۔ یعنی لوقا ۳/۲۷ میں ۔

علاوہ ازیں لوقا کی انجیل میں ایک اور غلطی عہد عتیق کی مخالفت میں یہ ہے ۔ جو ۳/۳۶ آیت میں ہے ۔ اور وہ یہ کہ سالح اور ارفکشاد کے بیچ میں قینان کو بڑھاتا ہے ۔ حالانکہ عہد عتیق کے مطابق شالح ارفکشاد کا بیٹا ہے نہ پوتا +

لوقا کی مخالفت میں پانچواں اعتراض یہ ہے ۔ کہ داود کے زمانے سے مسیح کے زمانے تک متی کے مطابق چھبیس ۲۶ پشتیں اور لوقا کے مطابق اکتالیس ۴۱ پشتیں گذرتی ہیں ۔ اور جو دونوں زمانوں میں ایک ہزار پچاس سال کا فرق ہے ۔ تو ہر ایک پشت کے حساب میں اول کے موافق چالیس چالیس سال کے قریب اور دوسرے کے موافق پچیس پچیس سال کے قریب آتے ہیں ۔ دیکھئے کہاں چالیس اور کہاں پچیس اور ہر دو نسب ناموں کے اس اختلاف نے جو ناظرین کو ادنیٰ تاویل سے معلوم ہو جاتا ہے ۔ مسیحی مذہب کے علماء کو دوسری صدی سے ہی گھبراہٹ میں ڈالا ہوا ہے ۔ اور تب ہی سے اس کو مشکل سمجھتے چلے آتے ہیں ۔

پادری صاحب امرت سر کے الفقیہ کے مضمون کے جواب میں اگر آپ خاموش رہتے ۔ تو آپ کیلئے مناسب و انسب تھا ۔ دیکھئے آپ نے پہلے اعتراض کا جواب دیا ۔ تو اسی ضمن میں چودہ اعتراضات آپ پر اور ہوئے ۔ اگر آپ اس کے مقابل پھر مضمون نویسی فرمائینگے ۔ تو ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اس کے جواب میں پورا یکصد اختلافات بائبل

اور پوری ڈیڑھ صد غلطیاں بائبل آپ کی خدمت میں پیش کی جائینگی مطمئن رہیں ۔ ہم افسوس کرتے ہیں ۔ کہ اس مضمون میں کسی صاحب غلام احمد امرتسری کے دیگر پیش کردہ حوالجات کی نسبت پادری صاحب کی خدمت میں جدا جواب پیش نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ اس صورت میں تو ایک سالم دفتر بن جائیگا ۔ فقط عبد الخالق نومسلم از دفتر تالیف ۔ قادیان ضلع گورداسپور

انفلوئنزا کا قدرتی علاج

پچھلے سال انفلوئنزا کے دنوں میں جس شخص نے اس پر عمل کیا۔ وہ انفلوئنزا سے محفوظ رہا۔ اور جو بیماری میں مبتلا ہوا وہ اس علاج سے صحت پا گیا۔ اور بچ گیا۔ اور جلدی کاروبار کرنے کے قابل ہو گیا۔ بانگ کانگ کو اری کیا۔ ایک دفعہ آزمائیں ہمیشہ کے لئے اس کے [illegible] و فریفتہ نہ ہو جائیں تو میرا ذمہ۔ اور پھر خرچ ایک پائی نہیں غریب اور متوسط الحال ضرور توجہ کریں +

محفوظ رہنے کا طریق

ہر روز صبح و شام شہر کے باہر کھلی ہوا میں [illegible] جس قدر [illegible] جس سبب سے بلا ضرورت مکان پر ہے آپ کی طاقت منہ کو بند کر کے [illegible] چاہیں تو منہ بند کر کے ناک کے رستہ [illegible] اور پھر سانس کو بند رکھیں جتنی دیر آپ [illegible] سانس روک سکیں روکیں۔ اور پھر منہ کھول کر آہستہ [illegible] ہوا کو خارج کریں۔ صبح و شام [illegible] منٹ تک کریں اور ہر دفعہ زیادہ دیر تک سانس روکنے کی کوشش کریں۔ ماشاء اللہ انفلوئنزا کے علاوہ دیگر تمام امراض سے بھی محفوظ و مامون رہیں گے۔ [illegible] +

علاج

اور اگر خدانخواستہ اس نوری مرض میں مبتلا ہو جاویں۔ تو بلا سوچے سمجھے اور یہ دیکھے بغیر کہ بخار اب کیا صورت اختیار کریگا۔ پہلے ہی روز ہپ باتھ شروع کر دیں۔ چونکہ نسخہ کے پرچہ ماہ [illegible] میں درج ہو چکا ہے۔ اب دوبارہ بھی لکھتا ہوں۔ خیال رہے کہ اس طریق علاج کا موجد جرمنی کا ایک شخص لوئی کونی نامی ہے۔ جو سل و دق کا لاعلاج مریض تھا۔ اور اس علاج سے صحت یاب ہو کر برسوں زندہ رہا۔ اس کی کتاب "نیو سائنس اوف ہیلنگ" نے دنیا بھر میں وہ شہرت حاصل کی کہ جس نے سنا اور اس پر عمل کیا۔ ہمیشہ کے لئے ادویات کے معز علاج سے محفوظ ہو کر تمام گھر کے لئے گھر کا کامل ڈاکٹر بن گیا۔ اس کتاب کا [illegible] ترجمہ [illegible] قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ میں ماسٹر [illegible] لائن مراد آباد سے مل سکتا ہے۔ یہ کتاب اور ایک پانچ سات روپیہ کا ٹب ایک قبیلہ کے لئے پشت ہا پشت تک کے لئے زندگی کا بیمہ۔ گھر کا ڈاکٹر اور تندرستی کا ڈپو ہے +

ہپ باتھ

ایک ٹب بکر اسمیں بر موسم کا تازہ پانی کوئیں سے نکالا ہوا ڈالدیں اور اس میں اس طرح بیٹھیں۔ کہ درمیانی دھڑ صرف پانی کے اندر رہے۔ اور ٹانگیں جانگھوں تک اور بازو سر۔ اور چھاتی۔ کندھے پانی سے باہر رہیں اور پشت پیٹ۔ اور رانیں پانی کے اندر۔ ایک چھوٹا سا تولیہ لیکر اس سے پیٹ کو دائیں بائیں ملیں۔ اور نیچے سے اوپر کو ملیں۔ باری باری دونوں [illegible] سے رہیں۔ [illegible] مریض [illegible] منٹ اور طاقتور مریض [illegible] منٹ تک [illegible]۔ بعد میں [illegible] [illegible] پیٹ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے بعد چار گھنٹہ کا وقفہ درکار ہے۔ [illegible] جائے۔

غذا

بغیر چھنے آٹے کی خشک روٹی۔ یا موٹے آٹے کی روٹی چھانکر۔ ابلا ہوا یا پکایا ہوا ساگ اور سبزی۔ بلا شوربہ۔ شوربہ مضر ہے +

پرہیز

گوشت اور گرم اشیا اور کند سبزی سے یعنی آلو۔ اروی۔ اروی شکر قندی کڑھے ہوئے باسی دودھ سے۔ دودھ بالکل تازہ دوہا ہوا ہو۔ چنے کی دال سے شوربہ دار سبزی سے +

نیاز مند سید میر کمل آف خاتکی

[illegible]

آنکھ بڑی نعمت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا۔

سرمہ ممیرا اور سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے۔ جو امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا [illegible] اسے بہت پسند فرمایا۔ کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ [illegible] [illegible] میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار [illegible] الحکم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرتا ہوں کہ حضرت [illegible] [illegible] خلیفہ اول کا تحریر کردہ ہے [illegible] جو لوگ امراض چشم میں مبتلا [illegible] [illegible] [illegible] وہ اس سرمہ کو استعمال کریں۔ حضرت حکیم [illegible] نے اس سرمہ [illegible] فرمایا کہ یہ بڑے امراض چشم [illegible] مفید [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سرخی اور [illegible] موتیا بند اور دیگر امراض چشم کے لئے مفید ہے۔ [illegible] قسم اول فی تولہ [illegible] اصلی ممیرا کی قیمت [illegible] فی تولہ [illegible] جن کی آنکھیں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید اور مجرب [illegible] ہے۔ خصوصاً طلباء کے لئے۔

سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس و دق شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی۔ یبوست اور درد مفاصل کے لئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں۔ قسم اول [illegible] +

پتہ

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان (گورداسپور)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان

فاروق

ایڈیٹر

امام قاسم علی

جلد | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۶ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۲۴

دار الامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ہوا ایک دو
کے اچھی رہی - درس قرآن شریف صبح کو فرماتے

مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل
ضلع امرت سر ایک مباحثہ پر بھیجے گئے
تھے - مخالفین کی طرف ابو تراب محمد عبد الحق صاحب
اہل السنۃ والجماعۃ تھے - افسوس ہے - کہ ابو
صاحب نے خط وکتابت میں وقت کو ضایع کیا
مباحثہ کی ہمت نہ پڑی - بجائیکہ ان کی تمام شرائط
تک کتاب وسنت نے جماعت کی قبول کر
- ابو تراب صاحب ایسی رکیک باتیں پیش کرتے رہے
ن زمانہ حال کی افسوسناک گردش پر انا للہ پڑھیئے
حافظ محمد اللہ صاحب حج بیت اللہ کے لئے تشریف
لے گئے - سوا دو مہینے کے بعد بخیر و عافیت واپس

سلسلہ احمدیہ کی خیر خواہی کا دعوی کرنیوالے سے ایک بات

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم - اے نے ایک مضمون
"سلسلہ احمدیہ کی تباہی چاہنے والوں سے ایک بات" کے
عنوان سے لکھا ہے جس میں آپ نے دو اصول
مقرر کئے ہیں

ایک تو یہ کہ اپنے مخالف کی کمزوریوں کے
ساتھ اسکی خوبیوں کا ذکر اور اعتراف بھی کرنا چاہیئے
دوم یہ کہ بجائے مخالفت اور ایک دوسرے کی
تباہی کی کوشش کرنے کے اشاعت اسلام کے
کام میں لگ جائیں - دنیا خود فیصلہ کرلیگی - کہ کس
کے ساتھ ہونا چاہیئے -

چونکہ یہ دونوں باتیں مولوی صاحب کی مسلمہ ہیں -
اس لئے ہم ان کی خدمت میں نہایت اخلاص کے
ساتھ یہی اصول اپنے متعلق پیش کرنا چاہتے ہیں

کیا مولوی صاحب موصوف ایک مثال بھی ایسی
پیش کر سکتے ہیں ؟ جو انہوں نے حضرت محمود
اور ان کے رفقا کی بعض خوبیوں کا ذکر و اعتراف
کیا ہو - کیا انہوں نے کبھی اس بات کو تسلیم کیا ہے
کہ گذشتہ چھ سال کے اندر چودہ پندرہ ہزار انسان
حضرت محمود کے ذریعے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوا یعنی
ان کے رشد و ہادی و مسیح و مہدی کو مفتری اور
کذاب کہنے والوں اور دین اسلام سے غافلوں میں سے
کم از کم چودہ پندرہ ہزار آدمزاد ایسے ہو گئے ہیں جو
بجائے گالیاں دینے کے اس قدسی صفات پر درود
وسلام بھیجتے ہیں - کیا تھوڑی خدمت ہے - آپ بتائیں
کہ اس بات کا ذکر اور اعتراف آپ نے کب
اور کہاں کیا ؟

پھر انگلستان سرزمین تثلیث میں سو سو
کے قریب ایسے لوگ ہیں - جو حضرت مفتی محمد صادق
صاحب و دیگر مبلغین قادیان کی طفیل حلقہ اسلام
واحمدیت میں داخل ہوئے - وہ مسیح و شام

سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اور ان میں سے ایسے مخلص ہیں کہ وہ سوتے نہیں جب تک قادیان میں مبعوث ہونے والے پر سلام نہیں بھیج لیتے۔ کیا آپ کو۔ بات بڑی معلوم ہوتی ہے؟ میں یقین کرتا ہوں یہ امر ایک احمدی کی تالیف قلب رو کا موجب ہے۔ بس آپ فرمائیں۔ کہ آپ نے یا آپ کے اخبار نے کبھی اس خوبی کا اعتراف کیا ہے؟ اگر نہیں تو کیا میں آپ ہی کے الفاظ میں آپ سے یہ کہہ سکتا ہوں؟

"مولوی صاحب! خوشی سے آپ لوگ ایک برگزیدہ خدا کو "ضال ومضل" "نکلس اسلام" کہیے جائیں پر وہ تھوک ہے جو چاند پر آپ پھینک رہے ہیں۔ آج ایک دنیا معترف ہے۔ کہ میاں صاحب (خلیفۃ المسیح) کیا کام کر رہے ہیں۔ کاش آپ بھی کبھی تنہائی کی گھڑیوں میں اس آخری جوابدہی کے وقت کو مد نظر رکھکر یہ سوچتے۔ کہ آخر یہ کیا راز ہے کہ جس کو آپ ضال اور مضل کہتے گئے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے خدمت دین اسلام کے لئے چن لیا۔ (اور اسی کے ذریعے چودہ پندرہ ہزار انسانوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کیا۔ نہ آپ کے ذریعے) اسی کی جماعت کو خدمت اسلامی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دینے کی توفیق دی۔ اسی کے ذریعے سے اسلام (احمدیت) کو دنیا کے ان مقامات میں پہنچایا جہاں وہ صدیوں سے نہ پہنچا تھا۔ اسی کے ذریعے سے سیکڑوں صلیب (باطل) پرستوں کو محمد رسول اللہ صلعم (مسیح موعود) کی غلامی میں لا داخل کیا۔ اور ہزاروں بلکہ لاکھوں کے دلوں میں سے اسلام کے متعلق ہر قسم کے گندے خیالات کو نکال کر ان کی جگہ اسلام کی خوبیوں کا اعتراف بھر دیا"

پھر مولوی صاحب! میں آپ سے التجا کرتا ہوں آپ ہی کے الفاظ میں

"آپ لوگ ہم سے بڑھ کر خدمت اسلام و اشاعت اسلام میں لگ جائیں۔ جب مسلمان دیکھینگے کہ آپ ہم سے بڑھ کر اور بہتر طریق پر خدمت اسلام کر سکتے ہیں۔ تو ہمارے ساتھ کوئی کیوں رہیگا"

افسوس ہے۔ کہ جہاں ہمارا مشن یا وفد یا مبلغ جاتا ہے۔ آپ کا سلسلہ وہاں صرف یہ دکھانے کے لئے جاتا ہے۔ کہ ہم میں اختلاف ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں کوئی خوبی نہیں۔

مولوی صاحب! ہم میں اور آپ میں جو اختلاف کی ابتدا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ سلسلہ احمدیہ میں خلافت کے قائل نہ رہے اور ہم ہیں۔ ہم نبی کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ "کثرت مکالمہ مخاطبہ و کثرت اظہار امور غیبیہ سے مشرف" اور آپ اسکے ساتھ نئی شریعت یا سابق شریعت کا ناسخ ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔

"اس بات کو چھوڑ کر جو کچھ ہمارا کام ہے وہ خدمت اسلام ہے اس لئے تم جب ہماری تباہی کی کوشش کرتے ہو۔ تو اسلام کو اس کے خادموں سے ایک وجہ سے محروم کرنا چاہتے ہو۔ اب دیکھو تو یہ تمہارا کام عملی رنگ میں تو اسلام کے لئے بہرحال مفید نہیں۔ اعتقادی رنگ کو الگ رکھو۔ وہ روپیہ وہ وقت جو تم ہمارے تباہ کرنے کے لئے صرف کرتے ہو وہی روپیہ اور وقت اگر تم اسلام کی خدمت کے کسی کام پر صرف کرو۔ تو کیا یہ تمہارے لئے امن کی راہ اور اسلام کے زیادہ فائدہ کی راہ نہ ہوگی۔ ہم اگر لوگوں کو احمدی بنانا چاہتے ہیں۔ تو اس لئے کہ اس خدمت کے کام میں جنہیں ہمیں ہمارے مرشد نے لگایا ہے۔ ہمارے اور معاون ہوں۔ اور جب ہم مریں تو ہماری جگہ لینے والے دوسرے ہوں تم جب لوگوں کو احمدی بننے سے روکتے ہو تو سوچ لو کہ تمہاری غرض صحیح اسمیں کیا ہے صرف یہی کہ میاں صاحب (خلیفۃ المسیح) کے ساتھ ایک پراپیگنڈا نکلے"

(پیغام ۸ ستمبر ۱۹۱۹ء)

پھٹکڑی کے خواص

(۱) پھٹکڑی کی کھیل پانی میں حل کر کے رکھ چھوڑیں جس کسی کو بچھو کاٹے اس کی دونوں آنکھوں میں ایک دو قطرے ڈال دو۔ درد کا نمود نہ رہیگا +

(۲) ایسی ہی پھول پھٹکڑی کو آنکھ میں ڈالو۔ زکام نوتس کا کام دیگی +

(۳) پھٹکڑی کی کھیل کو پانی میں حل کر کے عورت کے پستانوں پر لگا کر بچے کو دودھ پلانے سے بچے کی سخت سے سخت کھانسی دور ہو جائیگی +

(۴) پھٹکڑی کی کھیل عرق گلاب میں حل کر کے رکھ چھوڑو۔ نکسیر والے کی ناک میں ڈالو۔ اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھو۔

(۵) پھٹکڑی کی کھیل کو کان میں ڈالکر اوپر سے دو تین قطرے عرق لیموں کے ڈال دو۔ فوراً صحت ہو جائے گی۔

(۶) پھٹکڑی کی کھیل باری کے ہر قسم کے بخار والے کو تپ آنے سے دو رتی ڈال کر کھلائیں۔ باری کا تپ پہلی ہی دفعہ رک جائیگا لیکن حاملہ عورتوں کو پرہیز کرائیں۔

(۷) پھٹکڑی کی کھیل کو برگ حنا اور زیرہ سفید تے پانی میں تین چار دن تک کھرل کر کے شیشی میں لگا رکھیں یہ بڑے کام کی شے ہے۔ آنکھ کی ہر ایک بیماری اس سے دور ہو جائیگی۔ خاصکر آنکھ کی سرخی خواہ کیسی ہی دیرینہ کیوں نہ ہو فوراً دور ہو جائیگی۔ اور آنکھ دکھنے کے بعد اگر آنکھ میں پھولا پڑ گیا ہو تو اس پھولا کو دور کرنے کے لئے اس سے زیادہ موثر کوئی دوائی نہیں۔ پانی ہر دو اشیا کا رات کو بھگو کر رکھنے سے حاصل کریں۔ البتہ آنکھ میں زخم

نسخہ درد دانت

سپاری سوختہ ایک تولہ۔ کافور قدرے نمک طعام ایک ماشہ اول سپاری کو جلالیں۔ بعدہ اس کو پیس لیں۔ پھر اس میں نمک اور کافور ملادیں۔ دن میں دو تین مرتبہ دانتوں پر منجن کی طرح ملا کریں انشاءاللہ بہت جلد آرام ہوگا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اخبار فاروق
قادیان دارالامان

کیا توفی مشتبہ لفظ ہے

(قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

امرتسری اخبار اتحاد ۱۰ اگست ۱۹۲۸ء تک "مولوی فاضل" "منشی فاضل" کی طرف سے ایک تصویر نصوان پنجابی نبی سے عالم خواب میں ملاقات" شایع ہوا ہے۔

چونکہ میں اسی "پنجابی" نبی کا خادم ہوں اس لئے اس مضمون کو بڑی توجہ سے پڑھا۔

مجھے یقین ہے۔ کہ مولوی فاضل صاحب جھوٹا جواب بنانے کے وعید سے خوب واقف ہیں۔ اس لئے میں یہ تو نہیں کہتا۔ کہ مولوی فاضل نے محض تفنن طبع کے لئے ایسا لکھ دیا ہے۔ مگر ایک معمولی اعتراض کے جواب سے جو حضرت مرزا صاحب کو عاجز قرار دیا ہے۔ مجھے ان کا ایک ادنےٰ ترین خادم بخوبی حل کر سکتا ہے۔ اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ دال میں کچھ نہ کچھ کالا ضرور ہے۔

"مولوی فاضل" صاحب فرماتے ہیں:۔

(۱) مسیح ناصری کو زندہ سمجھنے والے حی اور لم یمت پیش کرتے ہیں۔ مگر مرزائی جماعت سے یہ نہ ہو سکا کہ عیسیٰ مات اور میت یا اس قسم کے الفاظ پیش کر

(۲) متوفی ایک مشتبہ لفظ ہے۔ (۳) اگر موت ہی معنے لئے جائیں۔ تو ابھی تک وہ وعدہ پورا نہیں ہوا۔ کیونکہ اسم فاعل اسم صفت میں عموماً استقبال مراد ہوتا ہے۔

(۳) جو دلیل "مرزائی" پیش کرتے ہیں۔ اس پر ہزاروں اشتباہات کی تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں۔

(۴) حضرت [illegible] موت کا لفظ پیش کیجئے گا۔ بے (توفی) جیسے [illegible] لفظوں پر تو گورنمنٹ بھی بے کو ڈگری عطا [illegible] فرمائیگی۔

میں "مولوی فاضل" کی خدمت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] میں پڑھتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے [illegible] فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر۔ اور [illegible] دعاؤں میں بھی "متشابہ" لفظ توفی [illegible] ہیں ربنا افرغ علینا صبراً وتوفنا مسلمین۔ حضرت یوسف بھی اپنی دعا میں یہی لفظ "مشتبہ" لائے۔ فاطر السموات والارض۔ انت ولی فی الدنیا والاخرۃ۔ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ حتیٰ کہ خداوند زمین و آسمان نے جب تمام لوگوں کے لئے موت کی خبر دی تو اسی "مشتبہ" لفظ کے ذریعہ واللہ خلقکم ثم یتوفٰکم۔ کافروں کی نسبت فرمایا ان الذین توفٰھم الملٰئکۃ ظالمی انفسھم۔ اور متقیوں کے لئے ارشاد ہوا۔ کذالک یجزی اللہ المتقین الذین یتوفٰھم الملٰئکۃ طیبین۔ مولوی فاضل ملاحظہ فرمائیں۔ دونو فریق کے لئے یہی "مشتبہ" لفظ ہے۔ بیوی کا معاملہ کس قدر نازک ہے۔ اس کے مرنے والے شوہر کی نسبت بھی یہی "مشتبہ لفظ" وارد تنزیل ہے۔ ملاحظہ ہو۔ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا۔ ممکن ہے اس شوہر کا قبض بالاستیفا ہی ہوا ہو۔ اور پانچ ماہ بعد آسمانی سیر سے واپس آجائے۔ اور ادھر بیوی کے متعلق کچھ اور انتظام ہو چکا ہو

مولوی فاضل صاحب کہاں تک بیان کروں جب کوئی مومن مسلم فوت ہوتا ہے۔ تو اس کا جنازہ بھی اسی مشتبہ لفظ ہی کے ذریعے پڑھا جاتا ہے من توفیتہ منا فتوفہ علی الاسلام۔

یا کیا آپ کی شریعت میں جنازہ بھی صرف ان لوگوں کا پڑھا جاتا ہے جن کا "قبض بالاستیفا" ہوا ہو یعنی بجسدہ العنصری آسمان پر زندہ بجسدہ اٹھالئے گئے ہوں

پس میں مات پر ایک نظر کرتا ہوں کہ آیا یہ ایسا لفظ ہے کہ اس کے معنوں کی نسبت کسی قسم کا شبہ [illegible] نہیں ہو سکتا۔

مولوی فاضل صاحب اگر [illegible] ملاحظہ فرمائیے۔ موت کا لفظ [illegible] مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱ [illegible] [illegible] [illegible] مکان۔

۲ زوال قوت حسیہ [illegible] [illegible] [illegible]

۳ زوال [illegible] یالیتنی مت قبل ھذا۔

۴ سکون۔ ماتت الریح

۵ نوم۔ الحمد للہ الذی احیانا بعد اماتنا۔

۶ زوال قوت نامیہ۔ یحی الارض بعد موتھا۔

۷ بےحسی۔ ثم بعثنا من بعد موتکم۔

۸ فقر۔

۹ معصیت کے لئے بھی آتا ہے۔

۱۰ حزن و صرع پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے

پس جو لفظ اتنے معنوں میں آتا ہے وہ اگر حضرت عیسیٰ کے لئے کہا جاتا تو پھر تو اور بھی شکوک کا موقع تھا۔ البتہ لفظ توفی ایسا ہے۔ جو بغیر کسی اشتباہ کے موت اور قبض روح کے معنی دیتا ہے یہ میرا دعویٰ ہے اور اس کے صدق پر مجھے ایسا اعتماد ہے۔ کہ میں چیلنج کرتا ہوں۔ اور کہتا ہوں کہ توفی جب باب تفعل سے ہو خدا فاعل اور انسان مفعول ہو تو بجز قبض روح کے اور کوئی معنے نہیں دیتا۔ قرینہ صارفہ ہو تو الگ بات ہے۔ جیسے ھو الذی یتوفٰکم باللیل میں لیل قرینہ ہے اس بات کا کہ یہاں نیند مراد ہے۔ نیز النعاس الموت میں بھی قبض روح ہوتا ہے مگر بالا رسال جیسا کہ

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم
تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا
الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ ۔ سے
ہے ۔ یہاں انفس بطور تجرید ہے +
انسان کی موت واضح کرنے کیلئے توفی ۔ بند ہوا
ہیں اور یہی عیسیٰ علیہ السلام کے لیئے آیا ۔
نہ ہوں تھے ۔ اور آپ ان کو قد خلت من
قبلہ الرسل کے قاعدہ کلیہ سے باہر نہیں نکال
معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کسی مرزائی سے گفتگو
[illegible] نہیں ملا ورنہ آپ یہ نہ فرماتے ۔ کہ مرزائی موت
کی دلیل صرف متوفیک پیش کرتے ہیں ۔ جو
[illegible] خیال کے لیئے ہے ۔ اگر کوئی مرزائی اسے
پیش کرے تو انی متوفیک ورافعک الی
صرف یہ بتانے کے لیئے ۔ کہ متوفیک
معنے ممیتک بخاری شریف میں بروایت
ابن عباس [illegible] منقول ہیں ۔ اور ترتیب
پائی جاتی ہے ۔ کہ موت قبل از رفع ہو چکی ۔ یعنی
موت ہو چکی پھر رفع ہوا ۔ جیسا کہ دیگر انبیاء
علیہم السلام کا بعد وفات ہوا کرتا ہے ۔ والیہ
یصعد الکلم الطیب +

پھر مرزائی "متوفیک" اگر وعدہ بتاتا
ہے تو توفیتنی (سورۃ مائدہ) میں وعدہ کا
ایفا بزبان مسیح ۔ کلام الٰہی ذکر کرتا ہے
جس صورت میں آپ کے "اسم فاعل" کا استقبال
پایا جاتا ہے ۔ یہ وہ صورت ہے ۔ جب سوال جواب
روز محشر میں تسلیم کیا جائے ۔ مگر حقیقت یہ ہے
[illegible] جو دلیل پیش کرتے ہیں وہ آیت [illegible] سے [illegible]
[illegible] کنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما
توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ۔
[illegible] قیامت کے دن ہوگا
[illegible] کر چکے [illegible]
[illegible] تھا ۔ [illegible]
[illegible]

ظاہر کرتا ۔ میں نے تو انہیں وعوت توحید دی تھی
کہا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا حقیقی
رب ہے ۔ اور (جوں جوں خیال کرتے) میں ان کا
نگران حال رہا ۔ یعنی انہیں توحید پر قائم دیکھتا رہا
جب تک ان میں رہا ۔ لیکن جب میں ان سے
جدا ہو گیا (سوال ہو سکتا تھا کس طرح کیونکہ
اس جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے سے بھی ایسی
جدائی واقع ہو سکتی تھی ۔ اس لیئے بتایا) فلما
توفیتنی یعنی بذریعہ **وفات** تو پھر اے مولیٰ
تو ہی اُن کا نگہبان تھا ۔ یعنی پھر مجھے معلوم نہیں
کیا ہوا ۔ اپنی زندگی کی شہادت میں کرتا ہوں
کہ جب تک ان میں رہا ۔ تعلیم توحید دیتا رہا ۔
اور اسی پر انہیں قائم دیکھا +

اب ہمارا استدلال اس آیت سے یہ ہے
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے توحید پر
قائم رہنے کا وقت اپنی وفات کے بعد قرار
نہیں دیتے ۔ بلکہ اپنی زندگی میں اور ہم دیکھتے ہیں
کہ عیسائی توحید پر قائم نہیں ۔ بلکہ تثلیث کے
شیدائی ہیں ۔ پس لامحالہ ماننا پڑا ۔ کہ حضرت
عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں ۔ کیونکہ قرآن شریف سے
صریحاً ثابت ہے کہ عیسائیوں کا توحید پر قائم نہ
رہنا ۔ اور قائل تثلیث ہونا وفات عیسیٰ کے
بعد ہوا ۔ نہ کہ اُن کی زندگی میں +

سنا حضرت مولوی فاضل صاحب ! یہ ہے ہمارا
استدلال ۔ اب اسے توڑ سکتے ہیں یا اس پر
کوئی جرح آپ کر سکتے ہیں تو کریں ۔ میں پھر کہ
دوں ۔ ہمارا استدلال ہرگز ہرگز یہ نہیں ہے ۔ کہ
فلما توفیتنی میں چونکہ حضرت عیسیٰ نے اپنی وفات
کا اقرار کر لیا ہے ۔ اس لئے وہ فوت ہو گئے
بلکہ ہماری دلیل یہ ہے ۔ کہ آیا میں حضرت
عیسیٰ اپنی وفات کے بعد عیسائیوں کا انہیں
[illegible] قرار دینا [illegible] ۔ اور چونکہ عیسائی
حضرت عیسیٰ کی [illegible] کا اصل
[illegible]

وفات ہو چکی ہے ۔ کیونکہ یہ بگاڑ وفات کے بعد پیدا
ہوا ۔ کہ اُن کی زندگی میں ۔ پھر اس آیت سے حضرت
عیسیٰ کا بجسدہ العنصری و بنفسہٖ دوبارہ نازل ہونا
ہوتا ہے ۔ یہ اس طرح پر کہ حضرت عیسیٰ خدا تعالیٰ کے
حضور یوم ینفع الصادقین صدقھم کے دن یہ گواہی
دے رہے ہیں ۔ کہ کنت انت الرقیب علیھم ۔ یعنی
وفات کے بعد یا بقول آپ کے جب توفیتنی کے
معنے آسمان پر اٹھانے کے کریں ۔ آسمان پر چلے جانے
کے بعد اے مولیٰ تو ہی ان کا نگران حال تھا مجھے
کچھ خبر نہیں ۔ کہ سب امت زیر نظر ہے ۔ اب اگر
حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئے ہوں ۔ اور اگر
انہوں نے یکسر الصلیب پر عمل کیا ہو ۔ اور
چالیس برس رہے ہوں ۔ تو ضرور اس بات کا علم
بھی رکھتے ہوں گے ۔ کہ میرے پیروؤں نے مجھے اور میری
ماں کو معبود مانا ۔ مگر عجب ہے ۔ کہ جناب الٰہی سے
صاف انکار ہو رہا ہے ۔ اور یہی بتا رہے ہیں بتاتے
ہیں ۔ کہ مجھے کچھ علم نہیں ۔ ینفع الصادقین صدقھم
کے روز ایسی جھوٹی گواہی ۔ حضرت عیسیٰ بن مریم کی طرف
کی طرف منسوب کرنا کسی ایمان دار کا کام نہیں ہو سکتا
ہم تو حضرت عیسیٰ کو راست گفتار مانتے ہیں ۔ انہوں نے
اپنی بے خبری جو بتائی ہے ۔ تو اس میں وہ بالکل سچے
ہیں ۔ وہ یقیناً دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے ۔ اس لئے
انہیں ان واقعات اور اپنی امت کے حالات کا کچھ علم
نہیں ہوگا ۔ اور وہ قیامت کے روز اپنے اس قول
میں بالکل سچے ہوں گے ۔ کہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب
علیھم ۔ جب تو نے مجھے وفات دیدی تو پھر اس
کے بعد تو ہی اُن کے حال سے خبر رکھنے والا ہے مجھے
کچھ خبر نہیں +

مولوی فاضل صاحب ! اگر ہمت ہے ۔ تو
اس دلیل کی تردید کریں ۔ یا پھر کبھی نہ کہنا ۔ کہ
مرزائی دلیل بعد ہزار احتمالات کی تاریکیاں
چھائی ہوتی ہیں ۔ آپ نے دلیل تو کبھی سنی نہیں ہوگی
[illegible] سمجھنے کے خود ہی یہ بات [illegible]
[illegible] کہ [illegible] متوفیک عیسیٰ ابن مریم کی موت

کی دلیل دیتے ہیں ـ اور پھر خود ہی اس پر جرح شروع کر دی ـ یہ تو ان غالی رافضیوں والی بات ہوئی ـ جو حضرت عمر فاروق اعظم کا یتلہ جو ہی بناتے ہیں ـ اور پھر اس پر چھریاں چلا چلا کر اپنی بہادری جتاتے ہیں ـ حالانکہ انہی خیالات کے لوگ تھے جن کی روح خوش کرنے کے لئے اس شیر بیشہ خلافت کا صرف اک وار کافی تھا ✦

آپ نے دعویٰ کیا ہے ـ کہ ہمارے صرف سے نبوت اور وحی کے الفاظ پیش کئے جاتے ہیں ـ حضرت صرف لفظ تو کچھ حقیقت نہیں رکھتے ـ آپ یہ فرمائیے کہ یہ الفاظ کس کے ہیں قرآن شریف کے یا حوالے دیجئے ـ اگر کلام الٰہی میں الفاظ آیات سے مقابل آپ پاس کچھ ہیں تو کلام رسول ہی سے کچھ دکھا دیجئے ـ اور ایمان سے کہئیے ـ کہ آپ قول الرسول سے کوئی مرفوع متصل حدیث ہے ـ کیا یہ کسی صحابی کا قول ہے (گو قول الصحابی لیس بحجۃ آپ کا مذہب ہے) کیا صحاح ستہ میں یہ حدیث مل سکتی ہے؟ کیا آپ اس کے راویوں کا نام بتا سکتے ہیں؟ اور کیا آپ اس کی صحت کا ثبوت دے سکتے ہیں؟

مولوی صاحب. اگر یہ نہیں اور یقیناً نہیں تو ایک فاضل کو کم از کم یہ دعویٰ کرتے شرم آنی چاہیئے ـ والحیاء من الایمان معاف فرمایئے ـ اگر میں عرض کردوں ـ کہ آپ نے بغیر کسی علم و تحقیق کے پنجابی نبیؐ پر حملہ کیا ہے ـ اور جب دیکھا ہے کہ عالم ظاہر میں اس کے ادنیٰ ترین خدام آپ کا ناطقہ بند کر دینگے ـ تو عالم خواب کی پناہ جا لی ـ شاید آپ کا مذہب ہو کہ خواب تھا جو کچھ دیکھا جو سنا افسانہ تھا ـ مگر یاد رکھئیے "پنجابی نبی" وہ عظیم الشان شخصیت ہے ـ کہ خدا تعالیٰ عرش پر اس کی حمد کرتا ہے (یحمدک اللہ من عرشہ) اور ملاء اعلیٰ میں [illegible] اس کے آگے سجدہ اطاعت میں پڑے ہوئے تھے ـ [illegible] آج سے تیرہ سو سال پہلے مبعوث ہونے والے [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ [illegible]

کر دیگے ـ اس کی پہلی زد وہ مقدس وجود ہوگا ـ جسکی راستبازی کی شہادت پانچ وقت مساجد میں دی جاتی ہے ـ اور جس نفس قدسی پر ہر مسلمان درود بھیجتا ہے ـ پس آپ مدعی اسلام ہو کر یہ کیا غضب کر رہے ہیں ہوش کیجئے اور اپنی عاقبت کا فکر ـ

من از بدردی ات گفتم تو خود هم فکر کن بارے
خرد از بہر این روز ست اے دانا و ہشیارے

انفلوئینزا

رحمت اللہ خاں احمدی بن منشی کرم علی صاحب خوشنویس
مہاجر قادیان دار الامان

وہ حمد و ثنا کے ربق ہے مولیٰ جو ہمارا خالق ہے
ہر ایک کو روزی دیتا ہے تو سب کا رب او رزق
کوئی منکر ہے یا مومن ہے
وہ سب کا مالک محسن ہے
جیجا ہے رہبر کامل کو ـ وہ تا کہ مٹائے باطل کو
دیا کفر کا فتویٰ لوگوں نے ـ لو کر دیا جاہل جاہل کو
یہ کافر کاذب ساحر ہے
اور بنتا امام آخر ہے
جو اس پر بس وہ کر دیتے ـ تو کچھ ہب وہ بھر لیتے
ہوئے قتل کے درپے سارے وہ اور ہو سکتا تو کر دیتے
وہ زور بھی اپنا دکھانے لگے
بچے کی ہنسی بھی اڑانے لگے
یوں مہدی کو جب تنگ کیا مخلوق نے ارادہ جنگ کیا
پھر قہر الٰہی بھڑک اٹھا ـ دنیا کو جس نے دنگ کیا
جب انفلوئنزا آیا تھا
ہر بندہ تب گھبرایا تھا
وہ قہر خدا سے یاد نہیں ـ تھا جس نے کیا ناشاد نہیں
پھر یاد دلا کر [illegible] نہیں
اب [illegible] خدا [illegible]
[illegible]
[illegible]

قرآن کی آیت پڑھ کر یہ ـ اللہ کا حکم سناتا ہوں
ما کنا والی آیت سے
جو واضح ہے یہ پتا دیتی ہے
اللہ بھی فرماتا ہے ـ جب سخت کل عذاب دکھاتا ہے
تم مجھ کو کوئی رسول آیا ـ جو راہ خدا پر بلاتا ہے
ہے نام احمد مجھ کو بھی
تم کو ہے نصیحت نیکی کی
رب تم کو بھی طاقت دے اور ایسی لیاقت دے
جو تم کو رکھے حق پر قائم ـ دارین میں تم کو سعادت دے
یا رب تقبل دعوائی
اکرام یقول مناجاتی

فہرست مولوی فاضلان قادیان

۱ مولوی محمد اسماعیل صاحب ـ مولوی فاضل و منشی فاضل
۲ میر محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل
۳ شیخ عبد الرحمان صاحب مصری ״
۴ مولوی محمد جی صاحب ״
۵ مولوی ارجمند خان صاحب مولوی فاضل
۶ مولوی رحمت علی صاحب ״
۷ مولوی بشیر احمد صاحب ״
۸ مولوی جلال الدین صاحب شمس ״
۹ مولوی محمد حسن صاحب ״
۱۰ مولوی عبد السلام صاحب ״

[illegible]

یہ تو وہ مولوی صاحبان ہیں ـ جو یونیورسٹی کا امتحان پاس ہیں ـ باقی وہ علمائے کرام جو [illegible] فاضل گر ہیں ان کے علاوہ ہیں ✦

[illegible]

شیعہ کے اعتراض کا جواب

[illegible] ایک شیعہ رسالہ ہے - اس میں ہماری [illegible]
یہ بات منسوب کی گئی ہے - کہ اس [illegible]
[illegible] ہیں کہ قرآن مجید دنیا سے [illegible]
یہ آیت انا نحن نزلنا الذکر و انا [illegible]
[illegible] - خلاف [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کہ [illegible] ساتھ پڑھا جائیگا
[illegible]
[illegible] و ردیع عمل مالقرآن [illegible]
[illegible] اسلام [illegible]
[illegible] فارس ایمان کو
[illegible] لائیگا - یعنی پھر صحابہ کرام کے
[illegible] ایک جماعت تیار ہوگی - البتہ
[illegible] شیعہ کا یہ عقیدہ رہا کہ یہ موجودہ قرآن بعینہٖ
[illegible] - پس انا نحن نزلنا الذکر کے خلاف
[illegible] عقیدہ ہے نہ کہ ہمارا؟ ایڈیٹر

[illegible] سالم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے
[illegible] ہے - کہ جو قرآن جبریل کے ذریعے محمد صلعم
[illegible] تھا - اس کی سترہ ہزار آیات تھیں - دیکھو
[illegible] کتاب فضائل القرآن مطبوعہ لکھنؤ ص ۶۷
[illegible] بین الدفتین کی جملہ آیات کی تعداد بقول خود [illegible]
[illegible] ہے - جب اصل قرآن کی آیات بقول جناب
[illegible] ہزار تھی باقی دس ہزار آیات کیا ہوئیں؟
[illegible] لوگ کہا کرتے ہیں - کہ شیعوں کا اعتقاد
[illegible] قرآن میں دس پارے کم ہیں - دراصل
[illegible] - گویا چوتھائی قرآن کا نقصان
[illegible] گیا - لیکن کافی کی روایت
[illegible] ثابت ہوتا ہے - کہ نصف
[illegible] قرآن [illegible] ہوگیا
[illegible] صاحب [illegible] السلام

کی حدیث صحیح ہے یا آیت انا نحن نزلنا الذکر؟

(۲) ایک اور روایت سے ثابت ہوتا ہے
کہ دو آیات قرآنی میں سے ایک موقعہ پر ایک
ثلث قرآن سے زیادہ ساقط ہوگیا - وہ آیت
فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامٰی فانکحوا
ما طاب لکم من النساء ہے - چنانچہ لکھا
[illegible] اسقاط [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] پاروں کا [illegible]
[illegible] - بعد کو معلوم ہوا - کہ [illegible]
غائب ہوگیا - اب اس کا رونا کس سے رویا
جائے - کہ ایک ہی آیت کے درمیان سے ثلث
سے زیادہ قرآن جاتا رہا -

میرا صاحب کو لازم ہے - کہ شیعہ بزرگواروں کی
ارواح کو آیت انا نحن نزلنا الذکر سنا کر ملامت کریں
اور قائل کریں - کہ اس آیت کے ہوتے ہوئے کس
طرح ممکن ہے - کہ ثلث قرآن سے زائد غائب
ہو جائے؟

(۳) قرآن کے ساقط شدہ حصہ میں سے شیعہ بزرگوں
نے دو سورتوں کا بھی پتا دیا ہے - جس میں سے
ایک کا نام سورہ نورین ہے اور دوسری کا نام
سورۃ الولایت - میں نے ان ہر دو سورتوں کو کتاب
تذکرۃ الائمہ مجلسی میں دیکھا - اور یاد پڑتا ہے
کہ کتاب دبستان المذاہب میں بھی منقول ہیں -
ناظرین کی تفنن طبع کے لئے ہر دو سورتوں کے کچھ
جملے لکھ دیتا ہوں :-

السورۃ النورین - یا ایہا الذین آمنو
آمنوا بالنورین انزلنا ھما یتلون
علیکم آیاتی و یحذرانکم عذاب یوم عظیم

× × × و ان علیا لمن المتقین و انا لنوفینہ
حقہ یوم الدین و ما نحن عن ظلمہ بغافلین
و کرمنٰہ علی اھلک اجمعین - فان ذریتہ ھم
الصابرون و ان عدوھم امام المجرمین × ×
ان علیا قانتا باللیل ساجدا یحذر الآخرۃ و یرجو
رحمۃ ربہ -

السورۃ الولایت - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یا ایہا الذین آمنو آمنوا بالنبی و الولی
[illegible] مستقیم
[illegible] و انا العلیم
[illegible] علی من
[illegible] ص ۱۸
[illegible] قرآن سے
[illegible] - نیز وعدہ حفاظت
الٰہی [illegible] قائم رہا؟

(۴) شیعہ متکلمین ممکن ہے - کہ ان سب روایات یا
بعض کی صحت سے منکر ہو جائیں - جیسے کہ ان کی
عادت ہے - لیکن آج کل قرآن کی ترتیب مطابق
تنزیل نہ ہونے کا عقیدہ تو ایسا متفق علیہ ہے
جس سے شاید ہی کسی شیعہ کو انکار ہوگا - ابھی کل
کی بات ہے - کہ شہر میرٹھ میں ایک بہت بڑے فاضل
شیعہ نے خاکسار سے سابقہ تفاسیر قرآن کے باہم
بعض مسائل میں مختلف ہونے اور حسب دلخواہ مکمل
اور ضروریات دینی کو مکتفی نہ ہونے کی بڑی وجہ یہ فرمائی
تھی - یعنی عدم ترتیب مطابق تنزیل -

لیکن کیا اس منتخب عقیدہ کے ہوتے ہوئے
بھی کوئی شخص باری تعالیٰ کے وعدہ حفظ قرآنی -
انا نحن نزلنا الذکر اور لا یاتیہ الباطل من
بین یدیہ و لا من خلفہ کا قائل و مقر رہ سکتا
ہے - مانا کہ قرآن میں محض سقط اس وعدہ پر
مستزاد ہے +

(۵) تمام شیعوں کا متفق علیہ عقیدہ ہے - کہ اصل
قرآن وہ تھا - جس کو جناب علی علیہ السلام نے جمع
کیا تھا - اور جب بعد وفات سرور کائنات

صلے اللہ علیہ والہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جمع قرآن کی فکر ہوئی اور وہ خلیفہ برحق و بلا فصل رسول صلعم اس کار خیر میں مصروف تھے۔ تو جناب علی علیہ السلام اپنا جمع کیا ہوا قرآن ان کے سامنے لے گئے۔ کہ یہ ہے اصل قرآن جسکو ہم نے مطابق تنزیل کے مرتب و منظم کیا ہے۔ لیکن ابوبکر و عمر نے جواب دیا۔ کہ ہم کو آپ کے قرآن کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ میں نجم ثاقب کے حوالہ سے مفصل میں اپنے مضمون السلام علی خیر لجدید میں اسکو قلم بند کر چکا ہوں۔ اس کے جواب میں جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ تم اسکو پھر کبھی نہ دیکھو گے جب تک مہدی آل محمد کا ظہور ہو۔ اور دوسری اور بات جس میں مہدی کی بابت لکھا ہے۔ کہ وہ خروج فرمائینگے ساتھ **امر جدید۔ قضائے جدید و کتاب جدید** کے اسکی بوجہ حسن موتیہ میں +

ایسے اعتقاد والوں سے دریافت طلب ہے خصوصاً فاضل ایڈیٹر صاحب البرہان سے کہ آپنے جو لیفے اعتراض میں فرمایا۔ کہ مرزا صاحب کا رفع قرآن کا **اعتقاد** خلاف اسلام ہے۔ قیامت تک کس نہیں کہ قرآن دنیا سے اٹھ جائے۔ قرآن دنیا سے **جبھی اٹھیگا**۔ جب دنیا ہی نہ رہے گی۔ کیونکہ خدا اس کا **محافظ** ہے۔ کون ہے جو اسکو مٹا دے یا بالکلیہ اٹھا دے تا آخر آیت انا لہ لحافظون

جناب میر صاحب! اصل قرآن جس کو آپ مانتے ہیں۔ وہ مرزا صاحب نے تو کہا اٹھانا اور واپس لانا تھا۔ وہ تو ابوبکر و عمر کے وقت کا روئے زمین سے ناپید ہے + تیرہ سو برس تو ہو ہوئے قیامت خدا جانے کب آئیگی۔ پیچھے وہ تو قیامت سے سینکڑوں برس پہلے سے ہی مسلمانوں کے اندر سے اٹھ چکا ہے +

رہا یہ مروجہ قرآن ابوبکر و عمر کا جمع کردہ یہ تیرہ سو برس سے جاری ہے۔ اور تفسیر و معنی اسی کے متعلق ہیں۔ لیکن اب اس کی ترتیب وغیرہ کے [illegible] سمجھتے نہیں

سکتا۔ کہ یہ پر زور جملے اور عتاب آمیز فقرے کون سے قرآن کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں؟ جناب علی علیہ السلام والے قرآن کے متعلق یا ابوبکر و عمر والے قرآن کے متعلق۔ اگر اول الذکر قرآن کے متعلق ہیں۔ جب بھی ہم پر موزون حسیاں نہیں ہو سکے۔ کیونکہ وہ قرآن تو پہلے سے ہی [illegible] سکا۔ اور براسنے کے یا گم شدہ کی مانند آپ تسلیم کر چکے ہیں اگر نہیں تو غور لیجیے؟ اس کا نفع تمام ابنائے اسلام میں سے کس ملک یا اقوام کو پہنچ رہا ہے؟ گویا اس کا تو عدم وجود برابر ہے۔ دوسرے اس کی حفاظت کا ثبوت کون دے سکتا ہے؟

اور اگر قرآن مروج کے متعلق آپ کو حسن ظن و خوش اعتقادی دل میں موجزن ہوئی ہے۔ تو آپ کو اعلان کرنا پڑیگا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے قرآن والی روایات غلط اور ناقابل وثوق ہیں ورنہ آپ کو کوئی حق نہیں کہ اس قرآن مروجہ کے متعلق شور و واویلا کریں۔ کیونکہ آپ پہلے ہی سے اس کی طرف سے نہیں ہیں۔ بہر نوع بہتر ہوتا کہ آپ اس قسم کے پند و غضب کی تکلیف خود اپنی قوم میں فرماتے جس کے اعتقاد قرآن جیسی پاک و کامل کتاب کے بارہ میں ایسے ایسے شرمناک ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ بے فکر رہیں۔ قرآن کا ذوق شوق خدا نے جماعت احمدیہ کو بہت کچھ دیا ہوا ہے۔ اور خدا اور بھی زیادہ عطا فرمائے

خادم حسین

بے رحم باپ

گذشتہ ہفتہ کی ولایتی ڈاک ... کی عدالت سے ایک مقدمہ ...

سوا سالہ لڑکے رابرٹ کے ساتھ سخت بیرحمانہ سلوک روا رکھنے کا الزام تھا۔

مسٹر فارمر (استغاثہ) نے کہا۔ کہ ملزم ولیا نے لڑکے کو ننگا کر کے اس کے دونوں ہاتھ جکڑ کر ایک میخ کے ساتھ باندھ دیا۔ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اور ایک ڈنڈے سے اس بیرحمی کے ساتھ زدوکوب کیا کہ اس کے سر سے لیکر پاؤں تک کوئی جگہ زخموں سے خالی نہ رہی۔ اس کے بعد ملزم (باپ) نے لڑکے کی پیٹھ پر تین مٹھیاں نمک مل دیں۔

لڑکے نے کہا۔ میں جہازوں کے گودام میں ۔ شلنگ ۹ پنس فی ہفتہ کمایا کرتا تھا۔ میں کسی وجہ سے پورے ہفتہ کی تنخواہ نہ حاصل سکتا تھا۔ تو باپ مجھے مارا کرتا تھا۔ جولائی کے ... چونکہ مجھے پورے ہفتہ کی تنخواہ نہ ملی میں گھر ہوئے ڈرتا تھا۔ اس لئے بھاگ گیا۔ لیکن سوتیلی ماں مجھے برگ سے واپس لے آئی + اس کے بعد مجھے یہاں تک پیٹا گیا۔ کہ میں ... سے بھی لاچار ہو گیا۔ اس کے دوسرے دن مجھ کو کھانے کے لئے کچھ نہ دیا گیا۔ اور میں تمام ... بھوکا رہا۔ آخر میں گھر سے بھاگ نکلا۔ اور تھانہ چلا گیا +

واصل مجسٹریٹوں نے ملزم کو مجرم پاکر اسے ... پونڈ جرمانہ کی سزا دی۔ اور ایسے مقدمات میں ... بھی دی جا سکتی ہے۔ اور ساتھ ہی اسے لڑکے ... اپنی حراست سے آزاد کرنے کا حکم دیا گیا +

باپ کا قاتل بیٹا

...

مجرم نکالا - لیکن رام نندن نے ایسا کرنے سے انکار کیا - اس پر رام نندن نے موہن کو بہت بہت کی - اور ایک مندر کے اندر اپنے تئیں بند کر کے کہنے لگا - کہ جب تک میرا پوتا نہ مر جائے گا باہر نہیں نکلونگا - اتفاق سے چند دن بعد پوتا مر گیا - جب موہن اپنے بیٹے کی لاش کو جلا کر گھر آیا تو انہیں نے رام نندن کو ایک چھری سے ہلاک کیا جس سے رام نندن مر ہی گیا - ملزم نے اقبال جرم کیا - سشن جج نے اس خیال سے کہ ملزم نے غم و غصہ کی وجہ سے آپے سے باہر ہو کر قتل کیا - اسے سزائے موت دینے سے احتراز کیا۔

احمدی احباب نوٹ کرلیں

فاروق کا بقایا حکیمی صاحب کے ذمے ہے جو واسطے احمدیہ یتیم خانہ کے یتیموں کو نہ بھجوا سکے موسم سرما میں کپڑوں کی ضرورت ہے - اخبار فاروق میں تاجروں کو اشتہار دینے کا اچھا موقعہ ہے -

سامان سکول و دفاتر کے لیے احمدیوں کا اپنا کارخانہ کھلا ہوا ہے

احمدی بھائیوں کی خدمت میں جو کہ سکولوں یا دفاتر میں دسترس رکھتے ہوں اطلاع دی جاتی ہے کہ کارخانہ میں حسب ذیل سامان بنا کر تیار رکھا ہے - بوقت ضرورت طلب فرماویں -

سنگل ڈیسک	۷ سائنس الماری
ڈبل ڈیسک	۸ ایوارڈنگ ریک قفلیف
ٹیچر ڈیسک	۹ سیپ ریک
اسٹول	۱۰ لیمپ سٹینڈ
بینچ گیلری	۱۱ بال فریم
سائنس ٹیبل	۱۲ فایل باسکٹ

محمد احمد اینڈ سنز کشمیر سٹیٹ ورکس جموں توی

آنکھ بڑی نعمت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کا مصدقہ ممیرا اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا

سرمہ ممیرا اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے - جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے - میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور بہت مدت ہوئی مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا - آپ نے پسند فرمایا - کہ یہ وہ چیز ہے جس سے لوگ ہزار روپیہ کی ... حضور علیہ السلام کی حیات کے بعد سلسلہ کا اخبار ... الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کیا اور خدا کا شکر ہے کہ لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور میں نے بھی بہت فائدہ اٹھایا - الحمد للہ علی ذالک -

میں اس ممیرا کو نہایت ہی نیک نیتی سے مہیا کر رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کا مصدقہ ہے - اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفہ اول کا تجویز کردہ ہے - جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں - وہ اس سرمہ کو استعمال کریں - حضرت حکیم الامۃ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے چشم بسیار مفید است"۔ ہر قسم دھند - جالا - پھولا - پڑوال - سبل اور سرخی ابتدائی موتیابند و دیگر امراض چشم کے لیے مفید ہے۔ قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ ۵ - اصلی ممیرا ... جن کی آنکھیں دکھتی ہوں ان کیلئے بہت مفید اور مجرب اور مقوی بصر ہے - خصوصاً طلباء کے لیے۔

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء و نافع ضعف معدہ مشتہی طعام عالج بلغم و بیاض دافع بواسیر و جذام و استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس و وجع ... بادبلغم و قاتل کرم شکم سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی ... اور ... و مفاصل کے لیے بہت مفید ہے - بقدر دانہ نخود ہمراہ دودھ استعمال کریں - قسم اول ... فی تولہ ملنے کا پتہ

احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

نمبر ۲۸۷

بعدالت سردار محمد مسو خاں صاحب بہادر افسر مال باختیارات اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول گورداسپور

بنام مہتر سنگھ	دھرم سنگھ
و گوردیت سنگھ پسران	... سنگھ مالگان
اندر سنگھ مریو کا ولد	... نابالغ
... قوم جٹ ... ولد	... و دھرم سنگھ
سلطان قوم چھیور	مذکور پسران گنڈا
... سنگھ و دیگر دت سنگھ	... ساکن ...
قوم چھیور ساکن ان	موضع تلونڈی -
موضع سردار لعل سنگھ	سردار لعل سنگھ
تحصیل بٹالہ	تحصیل بٹالہ

دعوے والپسی قبضہ زیر دفعہ شق دوم حرف زا ایکٹ ۱۷ ۱۸۸۷ء بحوالہ دفعہ ۵۰ ایکٹ مذکور اراضی ... کنال میری کھاتہ و کھتونی $\frac{17}{259 \text{ و } 260}$ نمبری خسرہ ۳۱۶ - ۳۲۷ - ۳۳۸ - ۳۳۳ - ۴۶۵ - ۴۶۰ بابت ۱۹۱۵-۱۶ء

بمقدمہ مدعا علیہم شمشیر سنگھ و گوردیت سنگھ پسران اندر سنگھ قوم جٹ ساکن تلونڈی سردار لعل سنگھ پر تعمیل سمن نہیں ہوئی ہے - کہ عمداً حاضری عدالت سے گریز کرتے ہیں - اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا کے مشتہر کیا جاتا ہے - کہ اگر نامبرگان مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو بوقت ۱۰ بجے عدالت ہذا میں حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ ہذا نہیں کریں گے تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی بثبت دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا مورخہ ۲۷ ۲۸ اگست ۱۹۱۹ء

دستخط حاکم

قادیان ... اک ... مستنیر ... سبحان الذی اخزی الاعادی
[illegible]

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات قادیان سے

فاروق

ایڈیٹر میر قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۱۹ء | نمبر ۴۵

دارالامان کی خبریں

(۱) حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت چند روز ناساز رہی۔ اب خدا کے فضل سے اچھے ہیں اکھ للہ

(ب) حضور کی تقاریر جلسہ سالانہ گذشتہ پر ہو چکی ہیں۔ پریس میں آگئی ہیں۔ جلسہ سے پہلے ہی شائع ہو جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ

(۲) جلسہ سالانہ ۲۶۔۲۷۔۲۸۔۲۹ دسمبر کو ہوگا سکرٹری جلسہ جناب مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ناظم امور عامہ ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ اپنے اپنے مقامات پر چندہ ... کے ... آنے والوں مہمانوں کے متعلق ... تکلیفات ... [illegible]

(۳) دارالضیافت ... [illegible] ... رہے ہر قسم ... کا خیال رہے

اس گنہ پر نہ مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا

حکیم محمد حسین صاحب بالفاظ جناب مولوی کیخی محمد صاحب مرحوم" ۵ نومبر کے پیغام سے معلوم ہوا کہ زندہ بجسدہ العنصری موجود ہیں۔ جناب موصوف غالباً ملالا بارکی خفت مٹانے کے لیے خاک کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ لیکن افسوس انکی قسمت میں ناکامی لکھی ہو الہم من ولی ولا نصیر۔ حکیم صاحب مجھ ناکردہ گناہ پر یہ جرم لگاتے ہیں کہ پہلے میرا عقیدہ اور تھا۔ اب اور ہے۔ اور اسکے ثبوت میں میری کتاب القائد احمدیہ سے چند حوالے دیے ہیں جو میں ناظرین کرام کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

۱۔ لامحالہ وہ مسیح امت محمدیہ میں سے ایک فرد ہوگا۔

جواب۔ یہ فرد ہے یہ کیونکر ثابت ہوگیا کہ میں حضرت مسیح ... کو ... تھا ... میں اب بھی لکھتا ہوں کہ مسیح موعود امت محمدیہ کا ایک فرد ہو اور اسی ... آپ کو شرف ... [illegible]

فائز ہوئے کیونکہ ہمارے عقیدے کے مطابق اب بجز تبع کرنے کے امتی کے کسی کو نبوت نہیں ملسکتی یہی معنی ہیں خاتم النبیین کے۔

۲۔ آپکی نسبت قرآن مجید میں لیستخلفنھم پیشگوئی ہے

جواب۔ یہی میں اب بھی ... ہوں۔ اگر اسکے علاوہ بعض اور آیات سے بھی مسیح موعود کی پیشگوئی نکلتی ہو تو یہ کس بات کا ثبوت ... پہلے مسیح موعود کو نبی نہیں مانا۔ کیا خلافت اور نبوت میں منافات ہے کیا آپ یا انا جعلناک خلیفۃ فی الارض بھول گئے ... جمہور اہل اسلام کا مذہب نہیں کہ آنیوالا مسیح ... ہوگا۔ (یاتی عیسیٰ بن مریم فی آخر الزمان ... وھو نبی ... کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۵) پس اگر مسیح موعود کی آمد لیستخلفنھم سے نکالی جائے تو یہ کیونکر ثابت ہوگا کہ ... [illegible]

۳۔ مسیح موعود سے منکر ... [illegible]

جواب ... [illegible]

[illegible] کافر [illegible] سب کا اتفاق ہے۔ اور ہم
فاسقین میں [illegible] (النور) ومن کفر بعد ذالک
[illegible] هم الفاسقون [illegible]
[illegible] بالصدق اذ جاءه
[illegible] مثوى للكافرين۔
[illegible] کو نقل کیا اور مجھ پر اعتراض جڑ دیا کہ
[illegible] بھی کہا ہے۔ اور دوسری آیت کا ذکر
[illegible] ساتھ میں لکھی ہے جس میں کافروں کا
[illegible] ہے۔ حکیم صاحب ! خیانت مت
[illegible] خیال میں معمولی بات ہوگی۔ مگر خدا کے نزدیک
بہت بڑی بات ہے۔ کیونکہ [illegible] فاسق نہیں ہوتے۔ ضرور
ہوتے ہیں۔ کیا سید [illegible] رسول اللہ کے مخالفوں کو اللہ
تعالیٰ نے فاسق نہیں فرمایا۔ تو کیا اس سے استدلال جائز
[illegible] خاتم النبیین کے [illegible] بھی فاسقین ہی ہیں
[illegible] اگر فاسق لکھتا تو یہ اعتراض جائز
[illegible] ساتھ ہی دوسری آیت [illegible] کر بتا دیا ہے
[illegible] کافر ہی ہوتے ہیں۔
[illegible] ان غیروں کے وارث جو اولیاء اللہ کی صحبت سے بہرہ ور
جواب۔ حکیم صاحب کیا انبیاء۔ اللہ کے اولیا نہیں ہوتے
ضرور ہوتے ہیں۔ تو پھر میرے اس فقرہ سے یہ آپ کیونکر استدلال
کر سکتے ہیں کہ میں مسیح موعود کو غیر نبی قرار دے رہا ہوں۔
[illegible] غیر نبی پر صلوٰۃ جائز ہے۔
جواب۔ اس سے میرا مقصود ہے کہ جب غیر نبی پر صلوٰۃ جائز ہے
تو نبی پر بطریق اولیٰ جائز ہوا نہیں میرے اس فقرے سے یہ
استدلال نہ کیجیے کہ میں مسیح موعود کو نبی نہیں مانتا تھا۔
[illegible] مسلم کی حدیث پیش کر کے نبی کے معنے لغوی لیے ہیں۔
[illegible] عیسیٰ علیہ السلام پر جزوی تسلیم کی ہے
[illegible] حکیم صاحب کے اس افتراء سے میرا دامن پاک ہے میں نے
[illegible] غیر ہونے والا کہکے یہ بتایا ہے کہ مسیح موعود
[illegible] استعمال کرتے ہیں تو اس سے بجز انکے
[illegible] والا امت میں [illegible]
[illegible]

میں یہ ایمان ہے کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی پرانا نبی نہیں آسکتا
ہونہ نیا نبی۔ ہاں نبی کریم میں ہوکر مہر والی نبوت والا آسکتا ہے
دوسری بات آپنے یہ لکھی ہے کہ میں عیسیٰ علیہ السلام پر مسیح موعود
کی فضیلت جزوی مانتا ہوں اور اسکا ثبوت میری یہ عبارت ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ایسے کہ جب مثیل موسیٰ
(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں
تو ان کا خلیفہ جو خاتم الائمہ ہو موسوی خلیفہ سے
افضل ہوگا۔ اور ابن سیرین کا قول ہے افضل من
بعض الانبیاء اور جب حضرت ابوبکر و عمر امام حسینؓ
افضل سمجھے جاتے ہیں تو یہ کیوں افضل نہ ہوں۔
جزوی فضیلت از روئے نسب سیدنا امام حسینؓ کی
مقبول ہے۔

میں نے اس عبارت کو دو تین بار پڑھا ہے میں نہیں سمجھ سکا کہ
میرے کس فقرے سے یہ ثابت ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے اشتباہ بھی
پڑ سکتا ہے کہ مسیح موعود کی فضیلت عیسیٰ علیہ السلام پر جزوی
مانتا ہوں۔ بلکہ میں تو یہ بیان کر رہا ہوں کہ جیسے مثیل موسیٰ
(سیدنا محمد) حضرت موسیٰ سے افضل ہیں ایسے ہی مثیل
موسیٰ کا خلیفہ (مسیح موعود) موسیٰ کے خلیفہ سے افضل ہے
اب جبکہ یہ مسلمۂ فریقین ہے کہ نبی کریم حضرت موسیٰ سے
کلی فضیلت رکھتے ہیں تو آں حضرت کا خلیفہ (مسیح موعود)
بھی حضرت موسیٰ کے خلیفہ پر کلی فضیلت رکھے گا۔ میرے
آخری فقرے میں جزوی فضیلت کا لفظ ہے جسے آپنے
الگ دکھا کر سطر کو ختم کر دیا ہے۔ تا لوگ اس سے دھوکہ
میں پڑ جائیں۔ کہ اسکا تعلق پچھلی عبارت سے ہے۔
حالانکہ اسطرح بے معنی ہو جاتی ہے میں نے تو یہ لکھا کہ
"جزوی فضیلت از روئے نسب سیدنا امام حسینؓ کی
مقبول ہے"
یعنی ابوبکر و عمر امام حسینؓ سے افضل ہیں۔ اور جب حضرت
مسیح موعود بالفاظ ابن سیرین بعض انبیا سے بھی افضل
ہیں۔ تو ابوبکر و عمر سے بھی افضل ہیں۔ جو غیر نبی ہیں اور
ابوبکر و عمر امام حسینؓ سے افضل ہیں۔ تو مسیح موعود کو لا محالہ
امام حسینؓ سے افضل مانتا ہوں گا۔ البتہ از روئے نسب
[illegible] انکا [illegible]

ہرگز پیدا نہیں کر سکتے جزوی فضیلت ایک غیر نبی کو نبی پر
ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص علی وجہ کا صاحب ہے تو وہ اس
پہلو سے ایک نبی پر جزوی فضیلت رکھتا ہے۔
آخیر میں آپ نے مجھ سے دو سوال کیے ہیں۔
پہلا سوال یہ ہے کہ میں نے حیاۃ الصالحین میں لکھا ہے
ہر نبی کا زمانہ وہی نہیں ہوتا جتنی دیر وہ زندہ رہے۔ بلکہ
دوسرے نبی کے آنے تک اسی کا دور رہتا ہے۔ تو کیا اب مسیح
موعود جو نبی آ گئے تو آنحضرت کا دور ختم ہو گیا۔
جواب۔ ہرگز نہیں ختم ہوا۔ میں مسیح موعود کو نبی کریم سے
الگ نہیں سمجھتا بلکہ جیسا کہ آپ نے ایک غلطی کے ازالہ میں لکھا
ہے۔ آپ کو بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء (صلعم) ایک
غلطی کا ازالہ مانتا ہوں حضور فرماتے ہیں۔

بہرحال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی
یعنی جبکہ بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی
مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس
ہیں۔ تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ
طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔

اور خطبہ الہامیہ میں لکھا ہوا ہو۔

من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی
وما رای۔

بنا بریں وجوہات مسیح موعود کی بعثت نبی کریم کی بعثت ثانیہ ہے
اسلیے آپ کا دور ختم نہیں ہوا۔
دوسرا سوال۔ آپنے مجھ سے یہ کہا ہے کہ کسی مسلمان کو
کافر و مشرک کہنے سے جو کفر یا شرک قائل کی طرف رجوع کرتا
ہے۔ وہ کفر عملی ہے۔ یا اعتقادی۔
جواب مہربان من اس کا جواب آپ اپنے امیر
مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کیجیے۔ جو جواب وہ
دیں اس سے مجھے اطلاع بخشیں۔ اگر میرا اس سے اختلاف ہو
تو میں مفصل عرض کروں گا۔
(اکمل)

درخواست دعا

برادرم حاجی عبد اللہ [illegible]
کو [illegible] بخار کی [illegible]
وہاں [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۱

یاتون من کل فج عمیق

قادیان ابھی تک ایک گاؤں ہی ہے۔ باقاعدہ طور پر قصبہ بھی شمار نہیں ہوتا۔ تاہم آج سے چالیس سال پہلے اسکی جو حالت تھی اسکا اندازہ یہاں پر ایک نووارد ہی کر سکتا ہے۔ اسوقت ایک پاک نفس کا یہ پیشگوئی کرنا کہ یاتون من کل فج عمیق۔ یہاں دور دور علاقوں سے لوگ آئینگے۔ کب کسی کی سمجھ میں آسکتا تھا۔ جبکہ یہ شہر نہ تو تجارتی منڈی تھا۔ نہ ابتک ہے۔ جیسے اسٹیشن بنا سکے پاس۔ نہ حکومت کا دارالمقام۔ نہ یہاں کے باشندوں میں کسی قسم کا کمال نہ یہاں کسی صنعت کا شہرہ۔ نہ علمی چرچا۔ غرض کچھ بھی نہیں۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ مکہ معظمہ کو تو ایک خصوصیت حاصل ہو چکی تھی کہ وہ سارے عرب کا مسلّمہ مرکز و معبد تھا۔ اور ابوالانبیاء کا بنایا ہوا ایک بیت العتیق موجود۔ لیکن یہاں کچھ بھی نہ تھا۔ سوا اسکے کہ خدا تعالیٰ نے ایک پاک وجود کو اس میں پیدا کیا اسکو اپنی رحمت سے نوازا۔ اپنی بارگاہ عالی میں قرب عطا کیا اور حکم دیا کہ تو محض میرے لیے دنیا سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اسلیے میں دنیا اور دنیا والوں کو تیری طرف رجوع کروں گا اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئینگے کہ راہوں میں گڑھے پڑ جائینگے۔

خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کا یہ زندہ اور بین نشان نہایت شوکت سے پورا ہوئے ولاولد نہیں ہم والبستان ان صداقت کو صبح و شام اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ مگر جن لوگوں کو یہ سعادت حاصل نہیں انکو چاہیے کہ اس خدا کے مسیح کی [illegible]

منعقد ہوگا۔

وہ یہاں ہزاروں ان شیدائے سر بسجود دیکھیں جنکو میرے ہادی۔ میرے رہنما کی قوت قدسیہ نے جذب کیا اور جنھوں نے صداقت کے لیے اپنے احباء اقربا کو چھوڑ دیا وہ دیکھیں کہ اس قدسی نفس محی الاسلام والمسلمین کے خدام کتنی تعداد میں محض خدا کے لیے یہاں جمع ہیں اور اپنے اجتماع سے یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کی تصدیق کر رہے ہیں۔

یوں تو دنیا میں سینکڑوں میلے لگتے ہیں اور ہزارہا آدمی جمع ہوتے ہیں مگر اس پیشگوئی کے ماتحت محض خدا کی رضا کے لیے جمع ہونے والے ہر جگہ نہیں پائے جاتے اور ان میں یہ روح کام کرتی دکھائی دیتی ہے جس کی نظیر صحابہ کرام کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی۔

میرے دوستو! تم نے دنیا میں بہت کچھ دیکھا اور دیکھو گے۔ آؤ ایک سفر خدا کے لیے بھی کر لو۔ اور چند روز اس تحقیق میں خرچ کر کے عند اللہ سرخرو ہو جاؤ کہ قادیان کیوں مہبط روح الامین ہے اور کیا ہدایت و پیغام ہے۔ کہ

احمد آخر زماں نام من است
آخریں جامے ہمیں جام من است

کہنے والا تمھارے لیے لایا۔ اور جسے قبول کرنا تمھیں اپنی نجات کے لیے ازبس ضروری ہے۔

غالباً مجھے اپنے دوستوں سے یہ تحریک کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ اس جلسہ کو کامیاب و کامران بنانے میں ہر طرح سے ساعی ہوں۔ البتہ یہ ضرور کہوں گا۔

در یاب گر صاحب دلی غافل مشو گر عاقلی
شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

بقایا دار اپنا اپنا بقایا صاف کریں اور توسیع اشاعت میں کوشش

بنی تمیم کا وفد اور حضرت حسانؓ کی شاعرانہ کمال

حسانؓ کی بدیہہ گوئی اور ان کے شاعرانہ کمال کا جوہر اس روز کھلا جبکہ ان دنوں وفد جو ہیں بنی تمیم کا وفد آیا یہ لوگ نہایت جاہل۔ گنوار۔ بیباک اور تند مزاج تھے نو اسّی ستّر آدمیوں کا گروہ مسجد نبوی میں یک بیک گھس پڑا۔ آپ گھر کے اندر تھے۔ ان لوگوں کے سرغناؤں نے زور سے چلانا شروع کیا۔ اے محمد! باہر نکلو۔ ہم اسلیے آئے ہیں کہ فخر کے متعلق میں جیسے تم سے مقابلہ ہو جائے۔ اپنے ہم اپنے خطیب اور شاعر کو بھی ساتھ لیتے آئے ہیں غرض آپ نکل آئے اور ان گستاخ بدتمیزوں کے مجمع میں بیٹھ گئے۔ تب ان کا سردار اقرع ابن حابس اٹھا اور کہنے لگا کہ ہماری تعریف ہی مدح انسان کو زینت دیتی ہے اور ہجو بگاڑ دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو خدا کا کام ہے۔ انھوں نے کہا ہم سب سے زیادہ معزز ہیں آپ نے فرمایا تم سے زیادہ معزز یوسفؑ بن یعقوبؑ تھے یعنی یوسف علیہ السلام مصر کے سیاہ و سفید کے مالک ہو گئے تھے۔

اب انھوں نے کہا اچھا تو اب ہمارے شاعر اور خطیب کو اجازت دو۔ آپ نے انکی درخواست منظور فرمائی۔ اور ان کے خطیب عطارد نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی یہ تعریف اس خدا کی جو ہم سے افضل اور تعریف کا اہل ہے۔ وہی ہے جس نے بادشاہ بنایا۔ اہل مشرق میں ہمیں سب سے معزز کیا۔ ہمیں بہت دولت دی جسکو ہم فیاضی سے خرچ کرتے ہیں۔ لوگوں میں ہماری مثل کوئی نہیں کیا ہم آدمیوں کے سردار اور ان میں صاحب فضل نہیں ہیں جو ہمارا مقابلہ کرے ہماری طرح شمار کرے [illegible]
[illegible]

[illegible] کھڑے ہوکر جواب دیا۔ اور آپ کا خطیب خطبہ دینے کے لیے [illegible] ثابت بن قیس [illegible]

"تمام تعریف اس خدا کی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور ان میں اپنا حکم جاری کیا۔ اور اپنی کرسی اور اپنے علم کو وسعت دی۔ اور جو کچھ ہوتا ہے اسی کے علم و فضل اور اسی کی قدرت سے ہوتا ہے۔ اس کی قدرتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اپنی مخلوق میں سے ہمارے لیے ایک پیغمبر مبعوث کیا جو حسب میں ان سے افضل باتوں میں ان سے سچا۔ اور ادا میں ان سب سے اچھا ہے۔ پھر اس پیغمبر پر ایک کتاب نازل کی۔ اور اپنی خلقت کا اسے امانت دار قرار دیا۔ لہٰذا وہی وہ شخص ہے جسے اللہ نے سارے عالم میں سے برگزیدہ کیا۔ پھر اس نے لوگوں کو ایمان کی طرف بلایا۔ تو اس کی قوم اور اس کے قرابت داروں میں سے مہاجرین نے اس کو قبول کیا جو نسب میں افضل ہیں ان کے چہرے سب سے زیادہ روشن ہیں۔ اور ان کے اعمال سب سے زیادہ اچھے ہیں۔ پھر ان کے بعد سارے اہل عرب میں سے پہلے ہم لوگوں نے پیروی رسول کی۔ اور ان کی دعوت حق قبول کی۔ وہ ہم گروہ انصار ہیں۔ لہٰذا ہم خدا کے انصار اور اس کے رسول کے وزرا ہیں۔ اور جو لوگ جب تک ایمان نہ لائیں اور لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں ہم ان سے لڑتے رہیں گے۔ اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائیگا اس کا مال اور خون ہم پر حرام ہے۔ اور جو خدا و رسول سے انکار کرے گا۔ اس پر خدا کی راہ میں جہاد کریں گے۔ اور اس پر جہاد کرنا ہمارے لیے کوئی دشوار کام نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں اور تمام مومنین و مومنات کے لیے درگاہ الٰہی میں دعائے مغفرت کرتا ہوں۔"

یہ تقریر ختم ہوئی تو بنی تمیم کا شاعر زبرقان اٹھا اور اپنی قوم کی تعریف میں مدح خوانی کرنے لگا [illegible] حسان [illegible]

حسان نے ان شعروں کا بھی برجستہ جواب دیا۔ یہ سب کچھ دیکھکر بنی تمیم میں سے اقرع کہنے لگا "یہ تو شخص واللہ برگزیدہ معلوم ہوتا ہے۔ اسکا شاعر ہمارے شاعر سے زیادہ سخن گو ہے۔ اور اسکے خطیب و شاعر کی آواز سے زیادہ مفید ہے۔ یہ کہہ کے اس نے آنحضرت صلعم کی طرف دیکھا اور کہا کہ محمد کچھ دلواؤ" آپ نے بقدر حیثیت عطا کیا۔ مگر اس نے کہا ابھی اور دو۔ آپ نے اور دیا۔ اور اقرع بولا "خدا کی قسم یہ سراد اور جواب ہیں" اس کے بعد یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ چند روز یہاں ٹھہر کے قرآن اور عقائد دین کی تعلیم پائی۔ اور گھر جانے لگے تو آپ نے زاد راہ عنایت فرمائی۔ کپڑے پہنائے۔ کچھ نقد دیا۔ وہ سب خوش خوش اپنے گھروں کو واپس گئے۔

ابو العتاہیہ کا مباحثہ ثمامہ سے

ایک دن مامون رشید کے سامنے ابو العتاہیہ نے ثمامہ سے مسئلۂ جبر کے متعلق کچھ سوال کیا۔ مامون نے کہا "جاؤ اپنی شاعری کرو۔ تم کو ان باتوں سے کیا تعلق ہے؟" عرض کیا "اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو امیر المومنین مجھے ان سے پوچھنے کی اور ان کو جواب دینے کی اجازت دیں" مامون نے اجازت دی اور ابو العتاہیہ نے ثمامہ سے کہا میں اس بات کا قائل ہوں کہ بندے برا یا بھلا جو کام کرتے ہیں وہ من جانب اللہ ہوتا ہے اور جناب دیکھیں میں اپنے ہاتھ کو ہلاتا ہوں تاکہ اسکو کس نے حرکت دی؟" ثمامہ بولا "اس شخص نے جس کی ماں مجبہ زانیہ ہو"۔ ابو العتاہیہ نے برافروختہ ہوکر مامون سے کہا۔ "امیر المومنین دیکھیے۔ خدا کی قسم اس نے مجھے گالی دی" ثمامہ بولا "امیر المومنین کہ اس کے پاس جواب بھی ہے؟" مامون اس سوال و جواب پر بے اختیار ہنسنے لگا۔ اور ابو العتاہیہ کی طرف دیکھکر کہا "میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم شاعری کرو۔ اور ان باتوں میں نہ پڑو۔ [illegible]" اس کے بعد ابو العتاہیہ [illegible]

پھر ثمامہ سے [illegible] پوچھا "کیا تمہارے نزدیک یہی شخص اور بیہودہ جواب کافی ہے؟" ثمامہ نے کہا "وہ سب سے بہتر کلام وہ ہوتا ہے جو گفتگو ختم کر دے۔ مجیب کو شرمادے۔ اور اپنا مقصد منوا دے اور جاہل پر کامیاب کر دے۔"

ابو العتاہیہ کی حاضر جوابی

ابن ابی داؤد کے پیرو ملو شعیب نے ابو العتاہیہ سے پوچھا "قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟" یہ اس عہد کا بڑا پر فتن مسئلہ تھا۔ جس نے بڑے بڑے ائمۂ حدیث کو مبتلائے عذاب کر دیا۔ ابو العتاہیہ نے اس سے سوال کیا "تم اللہ کے متعلق پوچھتے ہو یا غیر اللہ کے متعلق؟" تو شعیب نے کہا "غیر اللہ کے متعلق" یہ سنکر ابو العتاہیہ خاموش ہو رہا۔ ابو شعیب بار بار پوچھتا تھا اور وہ خاموش تھا آخر عاجز ہوکر ابو شعیب نے کہا "تم جواب کیوں نہیں دیتے؟" بولا "جواب تو میں نے تمہیں دیدیا۔ خدا نے تمہیں گدھا بنایا ہو تو میں کیا کروں؟"

خود میاں فضیحت دیگراں نصیحت

ہم نے حضرت مسیح موعود کے اشعار جو ابھی تک بقول پیغام زیر طبع نہیں آئے۔ پیغام لاہور سے نقل کیے تھے اور ساتھ ہی یہ لکھا تھا پیغام بتائے کہ ان اشعار کا مسودہ کہاں لیا۔ پیغام نے بتایا ہے کہ حضرت اقدس کے مکتوبات ہیں۔ ہم حیران کہ سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں یہ امر خلاف واقعہ ہے۔ حضرت اقدس کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ اشعار مکتوبات میں بھی لکھا کرتے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی مسودہ قلمی لکھیا۔ سوایسے تمام کاغذات یہاں موجود تھے۔ ایک ار راجہ محمد منظور الٰہی صاحب کو صاف کرنے کیلیے دیئے گئے پھر انھوں نے ظاہر کیا کہ میں نے سب واپس کر دئے۔ مگر اب معلوم ہوتا ہے کچھ کاغذات نہیں دئے گئے جو اب آہستہ آہستہ چھپ رہے ہیں خیر کچھ بھی ہو۔ اور جیسی صورت بھی ہوگی اشاعت سے ہمیں خوشی ہے مگر معاصر کا ہمیں نصیحت کرنا کہ صحیح لکھے جائیں بے محل ہے تاوقتیکہ خود اسپر عمل پیرا ہو۔ پیغام میں چھپا ہے "دل میں سے تیرے چھپ کے سیاب [illegible]" دل میں سے تپید ہے [illegible]

[illegible]

القرآن فی رمضان

* یہ اس درس کے نوٹ ہیں جو مکرم حافظ روشن علی صاحب نے اس ماہ رمضان میں دیا۔ یہ سننے کے وقت قاضی اکمل صاحب نے لکھے ہیں۔ نظر ثانی نہیں ہو سکی۔ تاہم۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس میں معارف اور حقائق قرآنیہ کا ایک کثیر حصہ ہے۔ اور احباب کرام اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ (ایڈیٹر)

پہلا روزہ

(۱) قرآن کریم کے الفاظ کا بھی ثواب ہو۔
(۲) قرآن کریم میں جو مومنوں کی صفات بیان کی ہیں وہ اپنے اندر پیدا کر دے
(۳) اعوذ پڑھنے کی یہ وجہ ہے کہ جہاں خزانہ ہو وہیں چور کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ پس شیطان کے حملہ کی حفاظت کرنی ضروری ہے۔
(۴) بسم اللہ میں رحمانیت کے احسانات کو جتایا ہے انسان خدا کا محبوب بنے اور رحیمیت میں بتایا کہ اعمال صالح ضائع نہ ہونگے۔ انسان محبوب بنے گا۔
(۵) الحمد للہ۔ ایک عرضی ہے جس کے ذریعے خدا کے دربار میں جانا چاہیئے۔ اس میں خدا کی ام الصفات بتایا گیا ہے۔ کہ ہم منعم علیہم ہوں مگر یہود و نصاریٰ کا رویہ اختیار نہ کریں۔ مخصوصاً جو انھوں نے مسیح کے بارے میں اختیار کیا۔ آمین کے معنی دعا قبول [illegible]

الم۔ خدا کے صفات کو بطور اختصار بیان کیا ہے۔
ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۃ تا وَمِنَ النَّاسِ میں بتایا ہے کہ [illegible] سے کون کون لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور [illegible] محروم رہتے ہیں۔
[illegible] غشاوۃ۔ غشاوہ کے معنی دل کے اندھے پن کے بھی معنی آنکھوں کے اندھے۔
[illegible] او کصیب۔ صیب کا معنی [illegible] جس پر [illegible] ہو [illegible]
[illegible]

کیے۔ دو مثالیں دی ہیں پہلی مثال کا تعلق کفار سے ہے اور دوسری کا منافقین سے۔
پہلی مثال کا تو یہ مطلب ہے کہ نبی کریم نے آکر آگ روشن کی۔ مگر لوگوں نے اپنے حواس سے فائدہ نہ اٹھایا۔
دوسری مثال میں منافقین کا حال دکھایا ہے۔ کہ یہ لوگ شکر نہیں کرتے۔ قریب ہے کہ یہ بھی کفار میں شامل ہو جائیں۔
(۱۱) اس رکوع میں نبی کریم کی سچائی کے ثبوت میں قرآن مجید کا بے مثل ہونا پیش کیا ہے۔ خدا کے علم کے برابر کسی کا علم نہیں۔ پس خدا نے اپنے علم کی گواہی دی ہے جب تم اس علم کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو مان لو کہ اس علم کا سرچشمہ ذات خداوندی ہے۔
(ب) فاتقوا النار۔ عرب میں جنگ کو آگ سے تعبیر کرتے تھے۔ اور اب تو جنگ ہو ہی آگ لگتی ہے۔ اسکے مقابلہ مومنوں کو فتوحات ملکی کی بشارت دی۔
(ج) واتوا بہ متشابھا۔ ایک معنی تو اس کے حضرت مسیح موعود نے کیے ہیں۔ کہ عبادات الٰہی کی لذت جنت کے پھلوں سے مماثل ہوگی۔ (۲) حضرت خلیفۃ المسیح اول فرمایا کرتے کہ ملک پر ملک فتح کرتے جائیں گے۔ (۳) میرے نزدیک یہ بھی معنی ہیں کہ لوگ تو صحابی یوں کرتے ہیں کہ پہلے زور و شور سے پھر کم توجہی۔ مگر خدا کے حضور میں برابر انعام پاتے رہیں گے۔
(۱۳) ا۔ اھبطوا۔ یہاں سے تمہیں چلے جاؤ
(ب) اس رکوع میں اس علمی معجزہ کا جو نبی کریم کو دیا گیا ہے نظیر دی ہے۔ کہ [illegible] علم [illegible]
روحیں ملائکہ [illegible]
[illegible]

کہ جب آدم کو خود سکھایا تو پھر امتحان میں اس کا پڑنا کوئی عجوبہ نہیں۔ مگر یہی ثابت کرنا تھا کہ جسکو خدا علم دے وہی عالم ہو سکتا ہے۔
(ج) اس میں یہ بتایا ہے کہ پہلے پہلے جب مامور آتا ہے تو اس کی ضرورت کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ لیکن آخر زمانہ منوا لیتا ہے۔ کہ اس کی ضرورت تھی۔
(د) ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ سے مراد میرے نزدیک کونسل کا درخت ہے۔
۱۴۔ نبی کریم چونکہ حضرت موسیٰ کے مثیل ہیں۔ اور آپکی امت موسوی امت کے مثیل ہے۔ اسلیے یہ ذکر فرمایا۔
(۱) اسرائیل کے معنی اللہ کا بہادر سپاہی۔ چونکہ نبی کریم کے پہلوان سب جبیل ہیں اسیے مسلمان بھی بنی اسرائیل ہیں۔
(۲) فرقان وہ نشان جس سے نبی اور غیر نبی فرق ہو جاتا ہے
(۳) بار ئکم تمہاری روحوں کا پیدا کرنے والا۔
(۴) وظللنا علیکم الغمام سخت دھوپ کے وقت بادل بھیجدیا۔
(۵) المن سے مراد روٹی۔ سلویٰ سے مراد سالن
(۶) حطۃ گناہ جھڑ جائیں۔
(۷) سنزید المحسنین ترقی دینگے نیکو کاروں کو
(۸) رجزا من السماء۔ رجز کے معنی طاعون کے ہیں کیونکہ اس کے لیے بھی من السماء لاتے ہیں۔
(۹) فوم کے معنی لہسن گیہوں کو بھی کہتے ہیں۔
(۱۰) والمسکنۃ بے دست پائی۔ اتستبدلون وہ دراصل فوجی زندگی۔ (سلطنت) چھوڑ کر کاشتکار بننا چاہتے تھے۔
(۱۱) نصاریٰ۔ نصرانی کی جمع۔ ناصرہ گاؤں کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے۔ جیسے احمدیوں کو قادیانی کہتے ہیں۔ دوم انصار۔ اللہ ہونے کی وجہ سے۔
(۱۲) صابی۔ ایک قوم ہے جو ابراہیم یحییٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ پھر اسکا اطلاق ہر بھی ہوتا ہے جو دین سابق سے پھرا ہوا سمجھا جائے۔
(۱۳) [illegible] اللہ۔ ایمان کی انتہا ہے اور [illegible]
(۱۴) [illegible] کی انتہا ہے [illegible]

سلسلے کے تسلسل)

(۱۳) رفعنا فوقکم الطور - یہ لوگ طور کے دامن میں کھڑے کیے گئے تھے - زلزلے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ انپر ٹوٹا پڑتا ہے -

(ب) خلاف اول کر نظرو ف مراد لیا جاتا ہے - پس طور پر جو کلام ادا اس کا پھیلاؤ تا مراد ہے - کونوا قردۃ میں یہ بتایا کہ لوگ دعوات کے دیکھنے پر فکر صرف نقال رہ گئے -

(۱۵) ذلول - سدھائی ہوئی - مصر میں چونکہ گائے کی پرستش ہوتی تھی - اسلیے بنی اسرائیل بھی متاثر تھے اس عظمت کو گنوانے کیلیے ذبح بقر کا حکم دیا -

(۱۶) اذ قتلتم - تکتمون سے معلوم ہوتا ہے (صیغہ مضارع) کہ یہ نبی کریم کے وقت کا واقعہ ہے - چونکہ ولکم فی القصاص حیوۃ صحیح ہے اسلیے کذلک یحی اللہ الموتی - سے اس قتل نفس کا قصاص مراد ہے - جو یہود سے لیا گیا -

(۱۷) عند ربکم سے مراد عند شریعت ربکم ہے -

(۱۸) اُمّیّون - اُمّی وہ شخص جو جیسا ماں کے پیٹ سے نکلا ویسا رہا کسی نے اصلاح نہ کی -

(۱۹) موسیٰ کے بعد اور رسولوں کا نام نہ لیا عیسیٰ کا کیا - یہ اسلیے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے ایک سلسلہ شروع ہوا جیسے مسیح موعود سے ورنہ آپ کے پہلے کئی نبی گزرے ہیں -

(۲۰) وفریقا تقتلون - محمد رسول اللہ کو قتل کرنا چاہتے ہو -

(۲۱) فتمنوا الموت - ہمارے ساتھ مباہلہ کر لو -

(۲۲) ... خصوصیت سے آئے ... حضرت سلیمان کے عہد میں عیسیت کا ... کی تعریف ... انسانی ... بنی اسرائیل نے ...

چنانچہ نبی کریم کے عہد میں سازشیں اور منصوبے کرنے لگے -

(۲۳) أسلم (ا) خدا کے احکام کے آگے اپنے آپکو ... کی ... کوشش کا ... ہے -

(ب) محسن - ... تعبد ... کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک - اور الی الخلق یہ کہ - ان کے حقوق سے بڑھکر کر دینا - یا حق دیر ہو تو بھی دینا -

(۲۴) بدیع السموات والارض بے نظیر عجیب بنانے والا ہے -

(۲۵) أولٰئک یؤمنون بہ اس رسول کو مانتے ہیں -

(۲۶) ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ جب مسلمان یہود و نصاریٰ کی مسجدوں میں جا کر نماز پڑھتے ہی نہ تھے - تو پھر اسکے کیا معنی ممن منع پس پیشگوئی ہے - کہ مسلمان - یہود و نصاریٰ کے صفات سیکر حقیقی مسلموں کو مساجد میں آنے سے روکیں گے - جیسا کہ آجکل دیکھتے ہو -

(۲۷) بکلمٰت - کچھ احکام کے ساتھ -

(۲۸) مثابۃ - لوٹ کر آنے کی جگہ -

(۲۹) مقام ابرٰھیم محض اللہ کی نماز پڑھو پس تم بھی وہ نماز پڑھو - یا جو قبلہ ان کا تھا وہی تمہارا ہو -

(۳۰) ومن کفر فامتعہ - اس سے ثابت ہوا کہ کفر کی سزا آخرۃ کو ملیگی - دنیا میں شرارتوں کی سزا ملتی ہے - خواہ مومن کہلانے والا کرے -

(۳۱) ربنا وابعث - یہ وہ دعا ہے جسکی قبولیت سیدنا محمد رسول اللہ کی بعثت کی شکل میں ظاہر ہوئی اس رکوع میں بنی اسرائیل کو سمجھایا کہ تم بے عمل ہو گئے تو دعا ابراہیم کے مطابق بنی اسمٰعیل پر فضل ہو گیا - تم (بنی اسرائیل) ظالم بن گئے اسلیے تم سے سلسلہ نبوت ... لاینال عہدی الظالمین

پارۂ دوم!

(۳۲) فَلَنُوَلِّیَنَّکَ - ہم ولی بنادینگے اس قبلہ کا -

(۲) یا پھیرد پہلے اسکی بات - احادیث میں آیا ہے کہ پہلے حضرت نبی کریم بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے - پھر آپ کو حکم ہوا کہ ابراہیمی قبلہ بنالو - اسی پر تم والی بنادیئے جاؤ گے -

(۳۳) قبلہ کے معنی آدمی کی غرض وغایت اس اعتبار سے ہوں گے کہ یہودیوں اور نصاریٰ کی اغراض آپس میں نہ ملینگی - بوجہ ان کی سخت مخالفت کے -

(۳۵) وِجْهَۃٌ - متوجہ ہونے کی جہت - قبلہ - غرض وغا اسمیں راز وحدت بتایا کہ جدھر سے ہدایت کے والی کی آواز آئی ادھر ہی توجہ رکھو -

(۳۶) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ شہیدوں کو جبکہ مردہ کہنا بھی جائز نہیں تو شہیدان کربلا پر رونے والوں کی غلطی ظاہر ہو سکیوں کہ دوسرے مقام پر فرمایا کہ انھیں مردہ سمجھو بھی نہیں - (۲) عرب لوگ جس مقتول کا بدلہ لیا جائے اسے مردہ نہیں کہتے تھے - پس جن کا بدلا خدا لینے والا ہے انھیں مردہ سمجھکر رونا یقینا غلطی ہے -

(۳۷) صَلَوٰتٌ - خاص رحمتیں - وَرَحْمَۃٌ - عام رحمتیں -

(۳۸) اَشَدُّ - وجاؤ ... پڑے اسے توڑ دے اور خود نہ ٹوٹے - بس خدا کی محبت وہی سچی ہے جو دوسری محبتوں پر غالب آئے -

(۳۹) اَنَّ الْقُوَّۃَ - لے یعلموا ان القوۃ

(۴۰) خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ - شیطانی چال حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرلیا - دونوں چالوں سے بچو -

(۴۱) وَمَثَلُ الَّذِیْنَ - و ... علیہ محذوف ہے -

(۴۲) یَنْعِقُ - ... جس طرح ... اللہ کی بات پر عمل نہ کریں وہ ...

"سکندر آباد دکن کا میوہ فروش"

یہ وہ دل آزار الفاظ ہیں جو ہمارے مکرم معظم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے حق میں ایک شخص کوہ سوار نامی نے انتخاب لاجواب میں استعمال کیے ہیں۔ یہ مضمون نگار لکھتا ہے کہ میرے ایک دوست (جن کا تعارف خود ہی ان الفاظ میں ناظرین سے کرایا ہے۔ نوجوان۔ سیاہ فام نحیف الجثہ۔ نوعمر۔ او محمد عبدالغفور عابدی نقشبندی نام) قادیانی نشن کا میوہ فروش احمدی ساکن سکندرآباد کے اعلان استفسار کا نہایت معقول جواب لکھا کر جس کا انعام دس ہزار رکثیر مقرر تھا جسکا خلاصۃً مفہوم سائل کا بیان یہ ہے۔

کہ جو مسلمان غیر احمدی یہ ثابت کر دے کہ مرزا قادیانی مرحوم از روئے قرآن و حدیث نبی و مرسل نہیں ہیں۔ تو انہیں یہ موعود چندہ دیا جائے گا۔

"اسکے اثبات میں مولانا عابدی کے رشحات قلم سے ایک تردیدی مضمون جو ایک پمفلٹ کی شکل میں چھپ کر ثالث کو دیئے او فیصل کے بعد تبلیغ کیا جائیگا"

ہم ناظرین کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اصل چیلنج ملاحظہ کریں۔ جس کے الفاظ یہ ہیں تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔ اس شخص کو خلاف واقعہ بات لکھتے ذرا بھی جھجک محسوس نہیں ہوئی۔ چیلنج کیا ہے اور یہ اس کا خلاصہ مفہوم۔ ان در ترجمہ کو نازمیں کیا بیان کر رہا ہے۔ کیا یہی وہ ایمان داری ہے جس پر نامہ نگاری کا انتخاب اور اسکے ہم نواؤں کو ناز ہے۔

بہر حال چیلنج یہ ہے۔

چیلنج دیتا ہوں کہ وہ بتلائیں کہ دنیا میں ایسا کون شخص ہے جس نے یہ اعلان کیا ہو۔ کہ

(۱) میں وہ شخص ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی راہ نمائی کے لیے اس زمانہ کا امام بنایا ہے۔

(۲) میں وہی شخص ہوں جو اس صدی کے سر پر مبعوث کیا ہوا خاص مجدد ہوں۔

(۳) میں وہی شخص ہوں جس نے اس صدی کے مجدد و امام زمان مرزا صاحب کے تمام دعاوی دلائل کو جھٹلا کر خود کی صداقت منوایا ہو۔

(۴) میں وہی شخص ہوں کہ میرے اسلامی خدمات سے دنیا کے تمام مذاہب غیر مذاہب و غیر اقوام پر اسلام کی حجت پوری ہو گئی ہے۔ اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق سچا اسلام دنیا میں قائم کیا ہو۔

(۵) میں وہی شخص ہوں کہ جسکو لاکھوں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم قوم میں سے بھی بہتوں نے مانا ہے اور میرا سلسلہ رات دن سچے اسلام کی صداقت کو دنیا پر آشکارا کرنے کے کام میں دنیا کے کونوں تک پھیل گیا ہے اور اپنی خدمات میں روز بروز ترقی کے ساتھ مصروف ہو۔

(۶) میں وہی شخص ہوں کہ میرا منکر خدا رسول کا نافرمان اور جہنمی ہے۔

(۷) میں وہی شخص ہوں کہ جو ان باتوں کا ثبوت اپنی شائع شدہ کتابوں سے دے سکتا ہوں۔

خواہ وہ مدعی خود ہو یا اسکا جانشین یا قائم مقام ہو۔ بشرطیکہ وہ ہمارے مذکورہ بالا تمام شرائط کو معہ دیگر تمام پبلک کے سامنے پیش کرے۔ اور ہم پر ثابت کر دکھائے تو اس کو یہ عاجز بذریعہ انجمن ہذا دس ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہے۔ اور یہ رقم ہندوستان کی سب سے بڑی بنک جو بنک آف بنگال کے نام سے مشہور ہے۔ ڈیپازٹ رکھوا دیگا۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ دنیا دیکھ لیگی کہ خدا تعالیٰ اس معاملہ میں کسی شخص کو کامیاب ہونے دیگا۔ تا اس کے برگزیدہ و مامور مرسل کی صداقت دنیا پر آشکار ہو۔ اور قیامت تک اس کے ہر ایک منکر پر خدا کی حجت پوری ہو جائے۔ انتہیٰ بلفظہٖ

اب اسکا جو جواب نامی کوہ سوار کا۔ نوعمر سیاہ فام نحیف الجثہ دوست لکھے گا وہ ہم دیکھ لینگے۔ چونکہ مقدس جمعیت کے بزرگ متعدد کتابوں کے مصنف اور مؤلف نے لکھا ہے۔ اسلیے انعام وصول کرنا یقینی ہے۔ بہتر ہے کہ چیک کی تھیلی تیار رکھی جائے۔

آفتاب سے ایک نشان

اہلحدیث کا نامہ نگار محمد علی نام دہولیا (مرشد آباد) سے لکھتا ہے۔

میں تشہد میں تھا کہ آفتاب کی دھوپ مسجد میں نمودار ہوئی۔ مجھ پر اور مقتدیوں پر دن کی روشنی پڑی۔ سلام کے بعد آفتاب کو دیکھا کہ مطلع سے نکل چکا ہے۔ چونکہ مطلع صاف تھا ابر نہ تھا۔ مسجد اور مطلع کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ مسجد میں دھوپ کو اور مطلع سے نکلے ہوئے آفتاب کو میری اور میرے ساتھیوں کی آنکھوں نے دیکھا۔ تقریباً دس منٹ کے بعد غائب ہوا اور ایک گھنٹہ کے بعد پھر مطابق دستور سورج نکلا میرے پاس اُن احباب کی شہادتیں موجود ہیں جو میرے ساتھ دیکھنے میں شریک تھے۔ جناب مولوی شریف احمد صاحب شیخلیپوری مدرس مدرسہ کو چکر یہ نے ان کی شہادتیں قلمبند کر کے مجھے دیدی ہیں۔ وہ سب واقعہ مرقومہ کی تصدیق فرماتے ہیں۔ اسمائے گرامی اُنکے یہ ہیں۔

منشی الٰہی بخش صاحب سرکار۔ سکندر منڈل۔ محمد یٰسین سرکار محمد سلیمان طالب علم۔ محمد عبدالجبار۔ محمد غفلت اللہ۔ نادر حسین۔ عبدالحمید۔ محمد عبدالجبار بنت عشق کا ملا۔ ان کے علاوہ اور بھی لوگ ہیں جنکی شہادتیں ابھی تک قلمبند ہو کر نہیں پہنچی ہیں۔

الغرض مجھے آفتاب [illegible]

...میں مطلع ابر سے گھرا ہوا تھا۔ ابر چھٹا۔ پھر ... پھر کالی گھٹا آکر محیط ہوگئی اور آفتاب کے غائب ہونے کا شبہ ہوا۔ پھر کچھ دیر ... ابر غلیظ ... اور آفتاب وہ پارہ ممنود ار ہوا۔ ... سمجھا کہ آفتاب اپنے وقت پر بدستور قدیم ... سمجھا کہ جیسے احباب نے لکھا ہے یہ تاویل ... چاہیے ... کی ایک تاویل ہے الیا ... تھا اور الیا نہیں ہوا۔ کیونکہ مطلع کے پاس ابر ہی ... تھی۔ اگرچہ آسمان ابر سے خالی تھا مطلع و نجات میں طلوع نہ ہو۔ میں اس عزم کا قائل نہیں ہوں ممکن ... تعالیٰ امر ہے لوگوں نے نہیں دیکھا۔ صبح صادق کا وقت ہے موسم برسات ہے آسمان پر ابر غلیظ محیط ہے۔ گرمی کی رات ہے خوشگوار ہوا چل رہی ہے۔ لوگ گہری نیند سو رہے ہیں۔ اکثر ... خالی پڑی ہیں میدان سنسان ہیں۔ البتہ چڑیاں نغمہ سرائی میں مشغول ہیں۔ تو آفتاب کی کرن ان سمجھدار میں کیسے پڑ سکتی ہے جیسے مشرقی ... اونچی دیواروں سے گھرے ہوئے ہیں یا ان کو ... میں اونچی اونچی عمارتیں ہیں اور کسی ... میں ایسا ... ہے کہ مطلع صاف نہیں ہے۔ بلکہ ... میں چھپا ہوا ہے ... باوجود ... رویت ہیں۔ جناب ... چوہدری عبدالغفور صاحب (ہیڈ مولوی) ہائی سکول ... ضلع ... سے بھی ... اس واقعہ کی تصدیق فرماتے ...

...غرض میرے نزدیک وہ آفتاب ہی تھا مجھے اس میں کسی طرح شک نہیں ہوتا ہے میں نے ... آفتاب کو دیکھا ہے۔ واللہ ... علیٰ ما اقول والعلم عنداللہ

... فاروق ... میں ... کی ... حدیث ... ہے ... کہ جو ... ملتان

معذرت

ہر نومبر کے بعد فاروق کا پرچہ ... ہے۔ اسکی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ کاتب کا انتظام باوجود نہایت سخت کوشش کے نہ ہو سکا۔ ہم نے اشتہار بھی باہر خط و کتابت بھی کی مگر افسوس کوئی کاتب قادیان میں آنے کے لیے تیار نہ ہوا۔ یہ اخبار بڑی مشکل سے لکھوایا ہے۔ جو کاتب پہلے تیار کر وایا تھا وہ بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ اب ایک کاتب صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ جلد آئیں گے۔ اگر یہ وعدہ پورا ہوا تو ان شاء اللہ

فاروق وقت پر نکلتا رہیگا

ہمیں اس التوا کا بہت رنج ہے۔ مگر مجبوری ہے کیا کیا جا سکتا ہے ✦

(مینجر)

رجسٹرڈ ایل

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر
ایم قاسم علی

جلد | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۳ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۳۵

دارالامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت بحمد للہ اچھی ہے۔ صبح درس
میں تشریف لاتے ہیں۔

۲۰۔ اکتوبر دو نو وقت ملنے دختر جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین
صاحب جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ کا رخصتانہ ہوا۔ اللہ
مبارک کرے۔ اس تقریب پر شیخ منظور علی صاحب شاکر
سب انسپکٹر شیخ فیض علی صاحب صابر۔ ڈاکٹر اقبال علی
صاحب غنی تشریف لائے۔

ولایت کے تار سے معلوم ہوا کہ ۲۵۔ اکتوبر جناب قاضی عبد اللہ
صاحب بی اے بی ٹی لنڈن سے واپس ہوں گے اللہ تعالیٰ
خیریت سے واپس لائے۔

صدر انجمن کا بجٹ سال آئندہ پیش ہو کر آخری مرتبہ پاس ہو گیا جناب
... سال کا بجٹ بنانے میں ساعی ہوں۔

مسٹر ساگر چند بیرسٹر مبلغ اسلام
اور
چھ یورپین زبانوں کا عالم نو مسلم

الحمد للہ کہ صداقت اسلام اپنے روحانی تاثیرات کے
ساتھ مغربی و مشرقی دنیا کے سعید قلوب کو تسخیر کر رہی ہے
اور عملاً دنیا پر یہ واضح ہو رہا ہے کہ اسلام تلوار سے کبھی نہیں
پھیلا۔ ہمارا مشن دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کے دار الحکومت میں
مسلسل و متواتر سعید روحوں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے حلقہ خدام میں داخل کر رہا ہے۔ اخبارات میں
جو ہم محمد ساگر چند بیرسٹر ایٹ لا کا اعلان قبولیت اسلام شائع
ہو چکا ہے۔ اب احباب یہ سن کر خوش ہوں گے کہ صاحب موصوف
آجکل لوکسٹن میں چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے مبلغ اسلام
کی معیت میں فرداً فرداً تبلیغ اور رسالجات میں مضامین
اسلام ...

راہ ... صداقت خوب دکھلا تا
... ساگر تھا ... احمد ... بسر

بعدہ ... میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نوجوان ذی
علم چھ یورپین زبانوں کا لکھنے والا روسی نژاد برطانوی
مسلمان ہوا ہے۔ یہ بیان دل احباب کو خوش کرنے کا موجب ہے
فاصل ہائیڈ پارک میں محبت کا وعظ کرتا ہوا مبلغ اسلام
قاضی عبد اللہ بی۔ اے بی ٹی سے ۱۹۱۹ء میں پہلی مرتبہ
ملاقی ہوا تھا۔ اور اس وقت سے قاضی صاحب
اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس
کے زیر تبلیغ تھا۔ آخر ایک لطیف رؤیا کی بنا پر قاضی
عبد اللہ صاحب اور حاکسار کے سمجھانے سے ...
داخل ہوا۔ اور سالومن فیتھم سے محمد سلطان ...
الحمد للہ جناب مفتی صاحب لنڈن سے باہر ...
میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور ایک انگریز ...
... اسلام ...

ایک قومی ضرورت

دارالامان آنے کے لئے ہر ایک دوست کو بٹالہ اسٹیشن پر اترنا ہوتا ہے۔ بٹالہ تک تو ریل کا سفر ہے۔ جو نہایت آسائش اور راحت سے طے ہو جاتا ہے۔ آگے بٹالہ سے قادیان گیارہ میل ہے اور یہ گیارہ میل کچی سڑک کا راستہ یکوں ٹمٹموں کے ذریعہ طے کیا جاتا ہے۔ جس قدر دقت اس گیارہ میل والے سفر میں یکہ اور ٹمٹم والوں کی بے مہری سے ہوتی ہے وہ اس کو وہ اصحاب جو اکثر دارالامان آتے جاتے رہتے ہیں خوب محسوس کر سکتے ہیں۔ قادیان میں ایک زمانہ تھا۔ کہ کوئی یکہ نہیں تھا۔ لیکن مسیح قادیانی مرسل ربانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے اب یہ مقام جو تمام دنیا میں اس قدر مشہور و معروف ہو چکا ہے۔ کہ جس کی انتہا نہیں ہے کئی یکے اور ٹمٹموں کا شغل ہو گیا ہے۔ اور جس قدر بھی یکے وغیرہ یہاں ہیں ان سب کو محض احمدیوں کی آمد و رفت سے کثیر آمدنی ہوتی ہے۔ ابتدائے زمانہ بعثت مسیح موعودؑ سے لیکر آج تک جس کثرت سے خدا کے بندے قادیان آئے اور گئے ان کی تعداد بجز خدا کے کسی کے شمار میں نہیں آسکتی۔ لاکھوں روپیہ علاوہ کرایہ ریل کے صرف بٹالہ سے لیکر قادیان تک یکوں کا گیا جس سے وہ مالا مال ہو گئے۔ اور اس احسان کا بدلہ کم از کم یہ تو ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ یکے والے جنہوں نے احمدیوں کی بدولت ہزار ہا روپیہ کمایا احمدیوں سے ایسے اخلاق سے پیش آتے کہ جس کی وجہ سے احمدی قوم ان کو زیادہ کرایہ دیکر بھی خوش رہتی۔ مگر نہایت افسوس سے کہا جاتا ہے کہ ان یکے والوں نے ہمیشہ اور ہر سال [illegible] بڑھا بڑھا کر علاوہ [illegible] میں بھی [illegible] ترقی [illegible] بٹالہ

سے قادیان تک ۱۲ سالم یکہ کرایہ تھا۔ اور فی سواری [illegible] آج کوئی خاص شرح یا ریٹ نہیں ہے۔ کم از کم ۱۲ فی سواری اور اس سے زیادہ دو دو اور تین تین روپیہ سواری بھی لیکر بہ احسان فراخدلی خوش نہیں ہوتے۔ مجھے چار سال سے زیادہ عرصہ دارالامان آتے ہوئے گزر گیا ہے۔ اس عرصہ میں بار ہا بٹالہ تک جانا پڑا۔ میں نے کبھی ایک نرخ پر ٹمٹم یا یکہ نہیں پایا۔ ہمیشہ ہر دفعہ زیادہ ہی دینا پڑا۔ بعض اوقات تو بوجہ زیادتی کرایہ ہمارے دوست بٹالہ سے قادیان اور قادیان سے بٹالہ تک پیدل چل چل کر گئے۔ مگر ان بے رحموں نے کبھی اس امر کا خیال نہ کیا۔ میں برابر چار سال سے اس تکلیف کو دیکھتا اور سنتا ہوں۔ اور بار ہا یہ خیال اٹھتا رہا کہ کاش کسی احمدی دوست کو جس کا [illegible] اور وہ اس تکلیف کو رفع کرنے کے لئے اپنی [illegible] یکے بنا کر ثواب بھی حاصل کرے اور نفع بھی اٹھاوے اور جس قدر احمدیوں کا روپیہ غیر احمدیوں کی جیبوں میں جاتا ہے۔ وہ احمدیوں کی جیبوں میں جاوے مگر بوجہ ناتجربہ کاری یا روپیہ کی دقت کے کسی کو یہ خیال نہیں آیا۔ اگر آیا تو سامان مہیا نہ ہو سکے۔ آخر کار میں نے خدا سے دعا کر کے یہ ارادہ مصمم کر لیا ہے۔ کہ اپنی جماعت کے لئے کم از کم دو ٹمٹم ایک یکہ ایک رہڑو بنایا جائے لیکن اس کیلئے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ میرے پاس اس قدر روپیہ نہیں ہے۔ کہ میں اکیلا اس کام کو کر لوں۔ یہ کام دین و دنیا کے نفع کا ہے۔ دینی طور پر بھائیوں کو آرام پہنچا کر ثواب کا نفع اور دنیاوی طور پر مالی منافع بھی انشاء اللہ ہوگا۔ اس کے واسطے مبلغ بارہ سو ۱۲۰۰ روپیہ کا سرمایہ چاہیئے۔ جس کو اس طرح جمع کیا جائے۔ کہ ۱۲ حصہ بحساب فی حصہ یکصد روپیہ لیا جائے۔ تو فی الفور یا اس سے بھی کم احباب کے ذریعہ سرمایہ جمع ہو سکتا ہے۔ اس سرمایہ پر جو منافع ہوگا۔ وہ نصفا نصف تقسیم کیا جائیگا۔ نصف منافع روپیہ والوں کا اور نصف میرا

ہوگا۔ میں اس کام کا اہتمام اور نگرانی اور اس کے چلانے وغیرہ کا انتظام کرونگا۔ اور روپیہ حصہ داران کا ہوگا۔ جن کو نصف منافع بحصہ مساوی دیا جائیگا حساب ششماہی ماہ دسمبر میں ہوا کریگا۔ اور بعد فہمید حساب نصف منافع حصہ داران کو دسمبر میں دیدیا جائیگا جو حصہ دار اپنا حصہ واپس لینا چاہے۔ اس کو ایک سال سے قبل اپنے روپیہ کے واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔ دسمبر میں بوقت فہمید حساب جو شخص چاہیگا اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے۔ مگر ہر سال دو حصہ داران اپنا روپیہ واپس لینا چاہیں تو صرف دو کو واپس ملیگا۔ دو سے زائد کو اسی صورت میں واپس ملیگا۔ جب کہ جدید حصہ دار مل جائینگے۔ اور اگر خدانخواستہ نقصان ہوا تو وہ بھی نصف بذمہ ۱۲ حصہ داران بحصہ مساوی اور نصف بذمہ راقم خاکسار پڑیگا۔ چونکہ شرعاً شراکت کے واسطے نفع و نقصان ہر دو کی شرط ہونی ضروری ہے اس لئے نقصان بھی شرط میں داخل ہے۔ مگر امید کامل ہے۔ کہ اس میں انشاء اللہ نقصان نہ ہوگا۔ جیسا کہ تجربہ اور مشاہدہ سے ظاہر ہے۔ پس میں بمقدرت احباب کو جن کو قومی احساس ہے اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ جلد سے جلد ۱۲ حصہ کا روپیہ بارہ سو ۱۵ نومبر ۱۹۱۹ء تک پورا کر دیں۔ تاکہ جلسہ سے قبل ہی یہ سب کام تیار ہو کر جلسہ پر اپنے یکے اور ٹمٹم ہو جاویں۔ اور ان کا کرایہ ایک شرح سے مقرر ہوگا۔ جس کا اعلان اخبارات سلسلہ کے ذریعہ کر دیا جائیگا۔ ان ٹمٹموں اور یکوں پر نمایاں جگہ پر ایک بورڈ لگا ہوگا۔ جس کو ہر ایک احمدی دیکھتے ہی معلوم کر لیگا۔ کہ یہ ہمارے یکے اور ٹمٹم ہیں۔ اور قادیان اور بٹالہ اسٹیشن پر یہ انشاء اللہ موجود رہا کرینگے

خاکسار۔ ایڈیٹر فاروق میر قاسم علی

احباب توجہ
اشاعت فاروق میں سعی
خاص کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۹ء

تبلیغ اسلام امریکہ میں

جب سے حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے رسالہ ترکی کا مستقبل میں یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ امریکہ فرانس وغیرہ کی ہمدردی و خیرسگالی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان اقوام کے سامنے اسلام کو اس کی اصلی صورت میں پیش کیا جائے تب سے ایک خاص تحریک مسئلہ تبلیغ اسلام کے بارے میں ہو رہی ہے۔ چنانچہ اسی مضمون پر قاری سرفراز حسین صاحب دہلوی نے بھی اپنے خیالات کو مفصلہ ذیل عبارت میں ظاہر کیا ہے۔

"مسلم لیڈروں کو ممالک غیر خصوصاً ملک امریکہ میں جاکر وہاں کی پبلک کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کی خوبیاں ظاہر کرنی چاہئیں۔ اس مفید مشورہ میں خاص طور سے یہ راز مضمر معلوم ہوتا ہے کہ دنیائے اسلام کے پولیٹیکل معاملات میں جو دقتیں پڑ رہی ہیں۔ اور مسلمانوں سے ممالک متمدنہ میں جو بدظنی اور توحش ہے وہ دور ہو جاوے۔ مگر اس چٹھی کے پولیٹیکل پہلو سے مجھے اپنے اس مضمون میں کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ پہلو مسلم لیگ اور مسلم پولیٹیکل لیڈروں کے ہاتھ میں آتا ہے۔ اس مضمون میں صرف تبلیغی پہلو سے بحث کرونگا۔ جس پر غور کرنا ہر مسلمان کو (خواہ وہ پولیٹیکل معاملات سے تعلق رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو) واجب ہے۔

۲۶-۲۷ سال کا عرصہ ہوا ہے کہ مقام چکاگو ملک امریکہ میں عالمگیر نمائش کے موقع پر ایک مذہبی نمائش بھی قایم کی گئی تھی۔ یعنی جملہ مذاہب مروجہ کے واعظین کو اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کا موقع دیا گیا تھا۔ چنانچہ امریکہ کے نومسلم مسٹر رسل ویب صاحب نے اسلام پر وعظ فرمایا۔ اور ہندوستان کے مشہور و معروف سوامی وویکانند صاحب نے ویدانت یعنی ہندو دھرم کے فلسفہ عرفان پر تقریر فرمائی۔ اہل امریکہ اس عالمانہ اور فلسفیانہ تقریر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ سوامی صاحب موصوف کو عرصہ دراز تک اپنے ہاں ٹھہرایا۔ اور بڑے بڑے شہروں میں لیکچر کرائے اور مطالعہ ویدانت کے لئے سوسائیٹیاں قایم کیں۔ اس وقت سے امریکہ کے فلسفہ الٰہیات پر نیا رنگ چڑھنا شروع ہوا۔ ادھر تھیوسافیکل سوسائٹی کی قابل قدر کوششوں نے مثل دیگر ممالک متمدنہ کے امریکہ والوں میں بھی وسعت نظر اور دیگر مذاہب کی معلومات بہم پہنچانے کا شوق پیدا کر دیا۔ مسٹر رسل ویب صاحب نے امریکہ میں ایک اسلامی اخبار بھی جاری کیا تھا۔ جو کچھ عرصہ چلا۔ اور پھر مالی دقتوں سے بند ہو گیا۔ مجھے ۱۸۹۶ء میں بمقام بمبئی تال ایک ایسے امریکن ماہر مذہب سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جو اپنے ملک کے کئی صوبوں میں ایک مقتدا مانے جاتے تھے۔ ان کا نام نامی ڈاکٹر کولس پارینیل صاحب تھا۔ انہوں نے مجھ سے پرائیویٹ گفتگو میں فرمایا تھا۔ کہ رسل ویب صاحب کو جو مذہبی نمائش میں ناکامی ہوئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اسلام کی صرف سطحی باتیں بیان کیں۔ اور تصوف یا فلسفہ الٰہیات کا ایک حرف تک نہ بیان کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ رائے ظاہر فرمائی۔ کہ اگر امریکہ میں اسلام کا تصوف اور فلسفہ الٰہیات موجودہ سائنس اور فلسفہ کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ تو وہاں کے لوگ اسلام کے مطالعہ کی طرف مائل ہونگے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اگر تم سے ہو سکے تو تم اس قسم کے چند مضامین میرے پاس لکھ کر بھیجو۔ چنانچہ میں نے ان کے ارشاد کی تعمیل کی اور انہوں نے میرے مضامین کو امریکہ کے مذہبی رسالہ میں چھپوایا۔ عرصہ دراز تک امریکہ سے میرے پاس اسلام کی روحانیت کے متعلق استفساری خطوط آتے رہے کچھ عرصہ سے بہائی فرقہ کے علماء نے امریکہ میں بہت اچھا اثر پیدا کیا ہے۔ اور غالباً احمدی فرقہ کے واعظ بھی وہاں پہنچ چکے ہیں یا جلد پہنچنے والے ہیں۔ ۱۹۱۴ء میں لندن میں میری ملاقات ڈاکٹر لیڈی ایلز جھ سیورن سے ہوئی۔ جنہوں نے ڈاکٹر ملیم صاحب کے فلاسوفیکل اور تھیولاجیکل ڈنر کے موقع پر اس مضمون پر لیکچر دیا تھا۔

"زمانہ حال کے فلسفیانہ خیالات میں امریکہ نے کیا حصہ لیا"

اس متبرک خاتون نے بھی ڈاکٹر کولس پارینیل صاحب کی طرح مجھے یہی رائے دی۔ کہ مذہب اسلام کو امریکہ میں مقبول کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے۔ کہ اس کا اعلیٰ تصوف اور فلسفہ پیش کیا جائے۔ مندرجہ بالا بیانات کو مذکورہ بالا دعوت کے ساتھ ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آج بھی امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے وسیع میدان موجود ہے۔ یہ مقدس کام کیونکر انجام پائے۔ اور اس کے لئے کیا کیا ذرایع اختیار کئے جائیں ...

مضمون ہے جس پر مجھے قوی امید ہے
کہ ہمارے فخر قوم سید جالب صاحب ایڈیٹر
ہمدم کو غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے مسئلہ
سے ایک خاص دلچسپی ہے ۔ [illegible]
تاہم حسب ذیل تجویز جو خاکسار کے ذہن
میں آئی ہے پیش کی جاتی ہے ۔

میرے خیال میں سب سے زیادہ ضرورت
اس بات کی معلوم ہوتی ہے ۔ کہ اولاً
[illegible] نامی انجمنوں کے خاص خاص سرپرست
بزرگ و دیگر وہ اکابر قوم جن کو مسئلہ تبلیغ
اسلام بر ممالک غیر سے دلچسپی ہو ۔ ایک مقام
پر جمع ہو کر شوریٰ قائم کریں ۔ اور بعد
کامل غور و خوض کے ایک مشن قائم کریں
مثلاً صوفیائے کرام کی طرف سے جناب
قادری شاہ سلیمان صاحب پھلواری اور جناب
خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اور اہل
حدیث صاحبان کی طرف سے جناب مولانا
ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور اسی
طرح ندوۃ العلماء اور مدرسہ عالیہ دیوبند کی
جانب سے ان کے مقدس نمائندگان اور
علاوہ ان کے دیگر اکابر قوم ایک جگہ جمع
ہو کر مشترکہ طور پر اس نیک کام کی بنیاد
ڈالیں ۔ اور جن جن ممالک خصوصاً ملک
امریکہ میں تبلیغی کام کرنا قرار پائے ۔ وہاں
کام کرنے کے قابل مشنری تلاش کئے
جائیں ۔ اور مشنریوں کے ضروری اخراجات
کے لئے چندہ جمع کیا جائے وغیرہ ۔ یہاں
تو ہر قوم و مذہب اور فرقہ کے افراد میں
عام [illegible] ہے کہ وہ کوئی بڑا اہم مسئلہ ہو
یا کوئی معمولی بات ہو کچھ نہ کچھ اختلاف
[illegible]

مخالفتوں کے اجارہ دار بنے ہوئے ہیں
مخالفت بھی وہ مخالفت جو اکثر ذاتیات
تک پہنچ جاتی ہے ۔ اور یہی سبب ہے
کہ ہمارے معاملات میں الجھنوں کا اور
ہماری تحریکوں اور تجویزوں کے نقش برآب
ہونے کا ۔ اس کا خیال کرتے ہوئے
یہ بات ذرا دشوار معلوم ہوتی ہے ۔ کہ ہمارے
بزرگان دین و اکابر قوم کسی ایسے جلسہ
کی شرکت منظور کریں ۔ جہاں پر وہ لوگ
بھی جو ان سے کسی مسئلہ میں اتفاق نہ
رکھتے ہوں موجود ہوں ۔ مگر تبلیغ اسلام
ہر اسلامی فرقہ کا مشترک فرض ہے ۔ اور
بغیر اجتماعی کوشش کے یہ کام خوش اسلوبی
کے ساتھ انجام نہیں پا سکتا ۔ اس لئے امید
ہے ۔ کہ مختلف فرقوں کے علماء اس کام میں
شریک ہو کر متحدہ طور پر کارروائی کریں گے ۔

ہم اس کی نسبت یہ کہنا چاہتے ہیں ۔ کہ جن اکابران
قوم کو جمع ہونے کے لئے تحریک کی گئی ہے ۔ وہ پہلے
ایک بار نہیں کئی بار جمع ہو چکے ہیں ۔ یا ان کی
نسبت یہ تجویز پیش ہو چکی ہے ۔ کہ باہم مشورہ
کر کے کسی انجمن کی بنیاد رکھیں ۔ مگر اس کا نتیجہ
وہی ہوا جو ہونا چاہئے ۔ یعنی یہی کہ ان سے کچھ نہیں
ہو سکتا ۔ اگر مسلمانوں کے اکابر تبلیغ اسلام کر سکتے
تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے
کی کیا ضرورت تھی ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت
اس بات کو پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے ۔ کہ
فیج اعوج کے مسلمانوں سے یہ طاقت الٰہی کی
شامت اعمال سے سلب ہو چکی ہے ۔ اور انہیں بجائے
اس کے کہ دوسروں کے ایمان کی فکر کریں ۔ خود اپنے
ایمان کی فکر کرنی چاہئے ۔ اس لئے ہم نہایت دلسوزی
و صداقت و اخلاص کے ساتھ یہ بتلا دینا چاہتے
ہیں ۔ کہ اول تو یہ اکابر قوم جمع ہی نہیں ہو سکیں گے
[illegible] ہوں گے [illegible] ہو بھی گئے تو وہ [illegible]
[illegible]

سے بہتر ہوگا ۔ کیونکہ تجویزیں تجویز ہو کر رہ جائیں گی
عملی صورت میں نہ آ سکیں گی ۔ اگر آپ بھی کہیں تو شبہ
[illegible] مگر نے [illegible] پہلے بہت سوچیں
کہ ہم [illegible] کے پاس وہ آدمی کون سے ہیں ۔ جو دینیات
سے آگاہ ہونے کے علاوہ زبان غیر میں دستگاہ
کامل رکھتے ہیں ۔ جو اپنے اندر اس قدر روحانیت
رکھتے ہوں کہ وہ بلاد غرب میں جا کر استقامت دکھا
سکیں ۔ اور اپنے نیک نمونہ سے اسلام کی اشاعت
کریں ۔ اور پھر اسلام کو ایسے رنگ میں پیش کر سکیں
جو ان اقوام کی توجہ کو جذب کر سکے ۔ یہ تو تجربہ
ہو چکا ۔ کہ وہ اسلام جس پر مولویوں کو ناز ہے
امریکہ وغیرہ میں مقبول نہیں ۔ اور جس پر صوفیوں
کو فخر ہے ۔ وہ بھی پیش کر کے دیکھ لیں ۔ مہربانی
فرما کر ہمیں بتایا جائے ۔ کہ وہ کونسا اعلیٰ تصوف ہے
جسے پیش کرنے کا عزم ہے ۔ اگر تو مسئلہ وحدت
وجود اور راگ و رنگ کی محفل کا قیام ۔ تو مسلمانوں
کی حالت پر رحم کریں ۔ اور اس تصوف اور فلسفے
کو ہندوستان ہی میں رہنے دیں ۔ اور اگر اس سے
مراد وہ روحانیت اور تقرب الٰہی ہے ۔ جو سیدنا
محمد رسول اللہ صلعم لائے ۔ تو یقین کیجئے ۔ کہ اس
کا ثبوت سوائے احمدی جماعت کے ممبروں کے
کوئی نہیں دے سکتا ۔ کیونکہ یہی ہیں جو اپنے اندر وہ
برکات رکھتے ہیں ۔ جو صحابہ کرام کی جماعت میں تھی
انہوں نے بھی ایک نبی (اور نبی بھی وہ جو ظلی
رنگ میں جمیع کمالات محمدیہ اپنے اندر رکھتا ہے
صلے اللہ علیہ وسلم) کے کنار عاطفت میں تربیت
پائی ہے ۔ اسی لئے سیدنا خلیفۃ المسیح نے فرمایا
ہے ۔ اور بالکل حق فرمایا ہے ۔ کہ

اب سوال یہ رہ جاتا ہے ۔ کہ ایسے آدمی کہاں سے
آویں ۔ سو اس کا جواب سوائے [illegible] کوئی نہیں دے
سکتا ۔ حق چھپایا نہیں جا سکتا ۔ [illegible] وقت دنیا
کی تباہی کو دیکھ کر اور اسلام کی صورت کو مشاہدہ
کر کے خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم
کے وعدہ کے مطابق [illegible] ایک رجل بھیجا ہے

جس نے باوجود نااتفاقوں کی مخالفت اور دشمنی کے ایک ایسی جماعت پیدا کر دی ہے۔ جو اسلام کے لئے فدا ہے۔ اور اس کے انگریزی خواں اور عربی خواں افراد دونوں اسلام کے اصول سے نہ صرف واقف ہیں۔ بلکہ اس پر عملی طور پر کاربند بھی ہیں۔ اور اسلام کی خدمت میں اپنی جانیں دینے سے بھی نہیں ڈرتے۔ وہ تعداد میں ابھی بہت تھوڑے ہیں۔ اور غریب ہیں۔ مگر اب بھی مختلف بلاد میں ان کی طرف سے اسلام کی تبلیغ کے لئے آدمی مقرر ہیں۔ ان کے سامنے مسیحی مشنری ایک لحظہ کے لئے نہیں ٹھہرتے۔ اور خود ان کے دشمن اس بات کو قبول کرتے ہیں۔ کہ مسیحی مشنریوں کے بھگانے کے لئے وہ ایک حربہ ہیں۔ اور کیوں نہ ہو۔ انہوں نے اسلام کو اس کی اصلی شکل میں دیکھا اور سمجھا ہے۔ انگلستان میں اس وقت اس جماعت کی طرف سے چار آدمی موجود ہیں۔ اور میرا ارادہ ہے۔ کہ بہت جلد وہاں پر اس تک آدمی بھیج دیئے جاویں۔ جب رستہ کی رکاوٹیں دور ہوں۔ یہ لوگ روانہ ہونے شروع ہو جاویں گے۔ غرض اس جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو کام کر سکتے ہیں۔ اور جو اسلام سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے ہر ایک جگہ جانے کے لئے تیار ہیں۔ اور میں ایسے آدمیوں کی ایک معقول تعداد اس کام کے لئے مہیا کر سکتا ہوں۔ اگر آپ لوگ سنجیدگی سے اس کام پر آمادہ ہوں تو میں ان چاروں مشنریوں سے کم سے کم تین فوراً امریکہ کے لئے فارغ کر سکتا ہوں۔ یہ لوگ فوراً امریکہ روانہ ہو جائیں اور اسلام سے وہاں کے لوگوں کو واقف کریں۔ اور ساتھ اس امر کی طرف بھی توجہ دلائیں۔ کہ ترکوں سے جو سلوک ہو رہا ہے۔ وہ درست نہیں۔ اور اسی طرح میں اور آدمی بھی دے سکتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اسلام اپنی [illegible]

طرح لوگوں کے سامنے پیش نہ کیا جاوے۔ جیسا کہ اس زمانہ کے مصلح نے اسے پیش کیا ہے۔ اور اس وقت تک اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں نہیں بیٹھ سکتی۔ جب تک اس کے زندہ ہونے کا ثبوت زندہ نشانوں سے نہ دیا جائے۔ پس یہ لوگ اپنے عقائد کو نہیں چھپا سکتے۔ مگر آپ لوگ اسلام کی عزت اور مسلمانوں کے بقا کے لئے اگر اس بات کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں تو مجھے اس کام کے اہل لوگ مہیا کر دینے میں کوئی عذر نہیں۔ ان لوگوں میں سے کچھ امریکہ میں کام کریں اور کچھ فرانس۔ اور اس وقت تک یہ سلسلہ جاری رہے جب تک ترکوں سے معاہدہ طے ہو۔

میرے نزدیک ان تمام مشکلات کا حل صرف یہی ہے۔ اور اگر اس دروازہ سے داخل ہو کر کامیابی حاصل نہ کرنی چاہی۔ تو کامیابی کی امید رکھنی فضول ہے۔ اور سب جلسے اور رزولیوشن محض دل خوش کن ہیں جن سے بچے تو خوش ہو سکتے ہیں۔ مگر صاحب تجربہ اور صاحب عقل کچھ امید نہیں رکھ سکتے۔ اگر آپ لوگوں کی سمجھ میں یہ نصائح آئیں۔ تو آپ لوگ میرے قائم مقاموں سے اس کے متعلق گفتگو کر سکتے ہیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اور اس کے ارشاد کے ماتحت ہماری طرف سے تو دیر سے حجت پوری ہو چکی ہے۔ اب [illegible] صاحب کی قلم کے ذریعہ [illegible] والوں کی طرف سے بھی آپ پر حجت تمام ہو گئی ہے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

حسن نظامی کا مرید بلدیو اچار

تازہ خطیب میں [illegible] کی خط و کتابت چھپی ہے جو حسن نظامی صاحب نے بلدیو اچار کو اپنا مرید بنانے [illegible] لئے [illegible] اور اعلان کر [illegible] [illegible]

مشکل ہو۔ مگر مسلمان کے لئے بالکل [illegible] کہ وہ کسی نومسلم کے ساتھ کھانا کھائے۔ پس اس کا اعلان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ [illegible] بات یہ کہ بلدیو اچار کو حسن نظامی صاحب نے اسلام علیکم نہیں لکھا۔ بلکہ صرف سلام لکھا۔ کیا بلدیو کو مسلمان نہیں سمجھتے اور یا خود اسلام علیکم لکھنے کی عادت نہیں؟

قادیان میں حسد کا مرض نہیں

خدا کے فضل سے قادیان میں حسد کا مرض نہیں اور نہ قادیان والوں کو اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان پر خدا نے اتنے فضل کئے ہیں۔ جو شمار میں بھی نہیں آ سکتے۔ قادیان والوں میں خدا نے ایک نبی مبعوث کیا اور وہ اس پر ایمان لائے۔ اس لئے وہی محسود ہوئے وہ کسی پر کیوں حسد کرنے لگے۔ خطیب کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ قادیان میں حسد کا مرض ہے۔ ثبوت یہ کہ پیغام صلح نے حسن نظامی کو معزز اور بزرگ کا خطاب دیا۔ تو قادیان والے اس پر معترض ہوئے۔ حالانکہ قادیان والوں نے جو اعتراض کیا وہ بالکل بجا تھا۔ اور اس کا جواب پیغام والے نہیں دے سکے۔ جب کہ انہیں کی تحریرات ان پر حجت ملزمہ کی گئی۔ حسن نظامی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ قادیان والوں کو ایمان ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ۔ پس جن کو خدا معزز و مکرم کہے وہی معزز اور مکرم ہیں۔ اور وہی بزرگ نہ وہ جو خود معزز و بزرگ بن بیٹھے۔ آپ خواہ مخواہ یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے حسن نظامی کو اپنا معزز اور دوست اور بزرگ قابل قدر سمجھ لیا۔ [illegible]

... کی مسلمانوں کے اولیاء اللہ

ایک صاحب خاموش نام بیٹھا کر وہ اپنے نام کے پاس سے خاموش ...

... اولیاء اللہ سے ملاقات کا حال لکھتے ... آپ کے مسلمہ اولیاء کیسے ہیں؟

ایک تو بندہ و بزرگ ہیں۔ سب اسسٹنٹ ... ہیں انہوں نے کسی شخص کو پانی میں گر دینے سے ... اس لئے وہ اولیاء اللہ ہیں۔

ایک صاحب اور اولیاء اللہ ہیں وہ کیوں ... کھانا سامنے پر چنا گیا وہ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ کھانا ٹھنڈا ہو کر خراب ہو گیا۔ پس وہ اولیاء اللہ ہو گئے ... فرمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ... خلاف کرنے کی وجہ سے۔ کہ جب کھانا حاضر ہو۔ تو ... کھانا کھا لو پھر نماز پڑھو۔

تیسرے صاحب اولیاء اللہ ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے اپنے بچوں کی تکلیف کے خیالات ... کی۔ لیکن اس لئے کہ ... ٹھیک حق کے خلاف ہے۔ اور سنت رسول ... کی خلاف ورزی کی۔ اور کسی امتحان میں ... ہو گئے۔ کیونکہ بیوی کر کے پھر اپنے بچوں ... پیدا کر سکتے تھے۔ اب بتایئے یہ قوت ... ہے یا کمزوری نفس؟

خاموش صاحب کو چاہیئے تھا کہ وہ اولیاء اللہ کے صفات قرآن کریم سے پڑھتے۔ اور پھر دیکھتے ... حقیقی ولی اللہ کہلانے کا مستحق کون ہے۔ ... ولی اللہ وہ نہیں ہو سکتا جس کی کوئی ادا آپ کو پسند ... بلکہ وہ ہے جو خدا کے حضور مقرب ہو۔ اور قرب ... الٰہی کا ثبوت رکھتا ہو۔

... میں آپ کو خدا کے ایک نبی ۱۳ سو برس ... جو ... میں ... ہوا اور آ گئے ہیں آپ کو ... کا کلام کبھی ... دکھا ... جو اس کا ... و فرزند ... ہے ... سے ... کر دیا ہے قرآن کریم سے ... پیش کریں۔ اور ... صاحب ... مسلمانوں ...

ترکی کا مستقبل اور نامہ نگار آفتاب

حضرت خلیفۃ المسیح نے جو رسالہ ترکی کے مستقبل پر لکھا ہے۔ اس کے پڑھتے ہوئے اثر سے جل بھن کر ایک نامہ نگار آفتاب نے کچھ بیہودہ سرائی کی ہے۔ ان لوگوں میں یہ مرض ہے۔ کہ وہ کسی بات پر اصولاً غور نہیں کر سکتے اور ذاتیات پر اتر آتے ہیں۔ اب دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ جو مشورہ اس رسالہ میں دیا گیا ہے۔ وہ کہاں تک مفید ہے۔ مگر نامہ نگار صاحب ہیں۔ کہ وہ مسیح و مہدی اور اس کی خلافت کی بحث لے بیٹھے ہیں۔ یہ بات خدا کے فضل سے ہم اچھی طرح ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی موعود مسیح ... اور مہدی تھے۔ اور حضرت مرزا محمود احمد صاحب آپ کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ لیکن آفتاب نے جو مضمون نقل کیا ہے۔ اس کے متعلق کلمہ گویان عالم کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ اپنے متعلق اپنے فائدہ کے لئے اس بارے میں غور کریں۔ نہ یہ کہ آپ پر نکتہ چینی شروع کر دیں۔

ایک شخص پانی میں ڈوب رہا ہے۔ غوطے کھا رہا ہے۔ ایک خیرخواہ اسے بچنے کی تدبیر بتاتا ہے۔ مگر وہ شخص بجائے اس کے کہ اس کی بتائی ہوئی تدبیر پر عمل کرے خود اسی پر نکتہ چینی شروع کر دے۔ کہ تم ایسے تم ایسے۔ تو کیا سخت بے وقوف ہے۔ اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ ڈوبے گا اور ہلاک ہو جائیگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے مسلمان کہلانے والوں کو یہ بتایا۔ کہ تمہیں متفق ہو کر ایک بات کہنی چاہیئے اور اتفاق جبھی ہو سکتا ہے۔ کہ تم ایک بات پر مجتمع ہو جاؤ۔ اور وہ امر خلافت استنبول نہیں بلکہ خیرخواہی اسلام ہے۔ کیونکہ ترکی کے سلطان کی خلافت تمام فرقہائے اسلامی کو مسلم نہیں۔ شیعہ (جو ایک بہت بڑا فرقہ ہے) بھی سلطان ترکی کی خلافت نہیں مانتے۔ بلکہ خود اہل سنت میں سے بھی کئی اس خلافت کے قائل نہیں۔ پچھلے دنوں اپنے علماء ... وہ اس کے خلاف گواہی دے چکے ہیں۔ پھر کیا

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے عرب جو تمہارے مقتدار ہیں۔ اور شاہ حجاز خلافت کو مانتے ہیں؟ صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ تسلیم کرتے تو برسرپیکار نہ ہوتے۔ پس مجموعی آواز اٹھانے کے لئے کوئی ایسا امر ہونا چاہیئے۔ جو سب کے لئے مشترک ہو۔

اب فرمایئے یہ مشورہ قابل قدر ہے یا نہیں جو لکھنؤ کی کانفرنس میں ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا کلمہ ایسا منفرق ہے۔ کہ پیشتر اس کے جو وہ کسی کی اصلاح کے لئے اٹھیں۔ خود اپنی اصلاح کریں اور کسی سلطنت کو سنبھالنے کی فکر سے پہلے اپنے سنبھالنے کی فکر کریں۔

دوسرا مشورہ یہ دیا گیا تھا۔ کہ ان قوموں کے سامنے اسلام کو حقیقی رنگ میں پیش کیا جائے۔ تاکہ ان کا تعصب کم ہو اور وہ باور کریں۔ کہ اسلام کوئی خطرناک چیز نہیں۔ بلکہ امن و امان صلح و آشتی کا مذہب ہے اور تہذیب کی اشاعت ہے۔ تو اسی مذہب میں بتایئے اس مشورہ میں کیا خرابی ہے؟

نامہ نگار کو چاہیئے تھا۔ کہ ان تجاویز پر کچھ لکھتا۔ جو فاوئہ عام کے لئے بیلک کے سامنے پیش کی گئی ہیں باقی جو امور ہیں ان کا فیصلہ بعد میں کریگا۔ پہلے پیش آمدہ امر کو لے کر تو جیب پر صف ماتم بچھائے بیٹھے ہو۔ اور واویلا کر رہے ہو۔

علماء دیوبند سے مباہلہ

علماء دیوبند سے ابھی تک مباہلہ کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے اور ہر طرح یہ کوشش ہو رہی ہے۔ کہ وہ مباہلہ کریں مگر آئے دن عجیب عجیب طور پر حیل حجت سے کام لیکر وہ میدان مقابلہ میں آنے سے گریز کی راہ اختیار کر رہے ہیں۔ علماء دیوبند نے نیا حیلہ اب پیش کیا ہے کہ پہلے مفہوم مباہلہ اور آثار مباہلہ متعین کرو۔ ہماری طرف سے اس کا جواب بھی شائع ہو گیا ہے۔ اور اس میں علماء دیوبند پر ہر طرح سے اتمام حجت کر کے ان کی یہ خواہش بھی پوری کر دی گئی ہے۔ یعنی مفہوم مباہلہ کے لئے خود انہی کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں جو یہ ہیں۔ ...

[حضرت] مسیح موعودؑ کے الہامات پر اعتراضات کا جواب

بعض جہلاء منکرین مسیح موعودؑ جن کے بھائیوں کی
[صـ]ـفات قرآن مجید نے یوں بیان فرمائی ہے - کہ جب
[ان] کو نبی ایمان لانے کے لئے پکارتا ہے - تو وہ
[نتب]ع ما الفینا علیہ اٰباءنا کہکر جواب دیتے ہیں
[او]ر کفر و ضلالت کے گڑھے سے نکلنا پسند نہیں
[کر]تے - نیز جن کی صفت والذین فی قلوبھم
[زیغ] فیتبعون ما تشابہ منہ - (کہ وہ لوگ جن
[کے] دلوں میں کجی ہے - وہ محکمات مسائل کو چھوڑ
[کر] متشابہات کی طرف جاتے ہیں) بیان فرمائی ہے
[مسـ]ـیح موعودؑ کے بعض الہامات پر اعتراض کرتے
[ہیں] - کہ وہ اسلامی شریعت کے خلاف ہیں - اور نیز
[ان] میں شرک کی بو پائی جاتی ہے - حالانکہ قرآن مجید
[نے] فیصلہ کردیا ہے - کہ خدا تعالیٰ کی کلام میں
[بعـ]ـض تو محکمات باتیں ہوتی ہیں - اور بعض متشابہات
[اور] متشابہات کے متعلق فرمایا ہے - کہ اس کی پیروی وہی
[لوگ] کرتے ہیں - جن کے دل میں کجی ہوتی ہے -
[او]ر متشابہات کو محکمات کے تابع کرنا پڑتا ہے -
[او]ر وہاں پر ان کے ظاہری معنے لینا ٹھیک نہیں
[ہو]تا - بلکہ تاویل کے ساتھ محکمات کے تابع کرنا
[پڑتا] ہے - پس وہ الہامات مسیح موعودؑ جن پر اعتراض
[کیا] جاتا ہے - از قبیل متشابہات ہیں - ان کے ظاہری
[معنے] لینا درست نہیں ہے - ان میں سے وہ الہامون
[ذ]کر کرتا ہوں - پہلا اعتراض تو انت منی بمنزلۃ
[ولدی] پر کیا جاتا ہے - کہ انت منی و انا منک سے
[ثا]بت ہوتا ہے - کہ مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے بیٹے
[بھی] ہیں - اور باپ بھی - کیونکہ انت منی کے لحاظ
[سے] تو مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں - اور
[انا] منک کے لحاظ سے خدا تعالیٰ بیٹا ہوا - پس
[تو] کیا یہ خدائی کلام الہٰی ہوسکتی ہے - جس میں
[شر]ک کی بو پائی جاتی ہے -

[جو]اب - انت منی و انا منک سے ابنیت

اور ابوت کو نکالنا کذب و تزویر ہے نہ ان الفاظ
کے یہ معنی قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں - اور نہ
ہی احادیث میں اور نہ ہی لغات کی کتب میں -
اور نہ ہی اشعار عرب میں اور نہ ہی استعمالات
عرب میں کبھی یہ معنے آئے ہیں - بلکہ ایسے الفاظ
اگر استعمال ہوئے ہیں - تو موافقت اور اتحاد فی المعنی
کے معنوں میں - ذیل میں ہم ان کی چند مثالیں پیش
کرتے ہیں :-

(۱) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا قول ہے -
رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی
فانہ منی کہ جو میری پیروی کریگا تو وہ مجھ سے ہے -
(۲) پھر قرآن مجید میں طالوت کا قول ہے - فمن
شرب منہ فلیس منی ومن لم یطعمہ فانہ
منی کہ یعنی جو اس سے پی لیگا تو وہ مجھ سے نہیں -
اور جو نہیں کھائیگا اس کو تو وہ مجھ سے ہے -
(۳) قل ما اسئلکم علیہ اجر وما انا من
المتکلفین - کہ میں اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا
اور میں متکلفین سے نہیں ہوں - تو کیا ان آیات
میں جو منی کا لفظ استعمال ہوا ہے - باپ اور بیٹے
کے معنوں میں ہے یا موافقت اور اتحاد فی الامر کے
معنوں میں ؟

حدیث - اب احادیث کی طرف غور فرماویں کہ
حدیث میں ان لفظوں کے کیا معنے ہیں :-

(۱) قال النبی صلعم لعلی انت منی و انا منک
صحیح بخاری کتاب المناقب - اس حدیث میں الہام
کے الفاظ ہی ہیں - دیکھئے کوئی عالم اس حدیث کے
معنے باپ اور بیٹے کے نہیں کرتا - کیا کوئی عالم جرأت
کرسکتا ہے - کہ اس حدیث کے معنے یہ کرے کہ
کہ حضرت علیؓ کو آنحضرتؐ کا باپ اور بیٹا تسلیم کرے ؟
(۲) العباس منی وانا منہ (ترمذی کتاب المناقب)
(۳) پھر جلیبیب صحابی کے لئے فرمایا قتل سبعۃ
ثم قتلوہ ھذا منی وانا منہ کو کیا ان سے
معنے کوئی عالم یہ معنے کریگا کہ جلیبیب آنحضرت
کے باپ اور بیٹے ہیں ؟

(۴) ان الاشعریین اذا ارملوا فی الغزو او قل
طعام عیالھم بالمدینۃ جمعوا ما کان عندھم
فی ثوب واحد ثم اقتسموا بینھم فی اناء واحد
بالسویۃ فھم منی و انا منھم (مسلم جلد ۲)
(۵) من غشنا فلیس منا (۶) لیسوا منی و لست
منھم (۷) لیس منی الا عالما او متعلما وغیرہ ان
تمام احادیث میں منی و منھم و منک کا لفظ استعمال
ہوا ہے - لیکن یہاں پر باپ اور بیٹے بننے کے کوئی
نہیں معنے کرتا - پس جب آپ کے معنوں کی تائید
قرآن مجید و احادیث سے نہیں ہوتی تو اشعار عرب کو
ہی دیکھ لیں -

دیوان حماسہ میں عمرو بن شاس صحابی کا یہ شعر ہے -

فان کنت منی او تریدین صحبتی
فکونی لہ کالسمن ربت لہ الادم

شاعر اپنی زوجہ کو خطاب کرکے کہتا ہے - کہ اگر تو مجھ
سے ہے - یعنی میرے ساتھ موافقت رکھنا چاہتی ہے - یا
میری صحبت کو پسند کرتی ہو - تو تو اس کے لئے ایسے
گھی کی طرح ہوجا - جس کی وجہ سے سالن اچھا ہوتا ہے
تو علماء ملت ذرا بتائیں - ...... کہ ان کے معنے
کرنے سے کیا اس شعر کے یہ معنے نہیں ہونے چاہئیں
کہ اگر تو میری بیٹی ہے - اور کیا یہ عقل و نقل اور شرع
کے مطابق درست ہیں ؟ ہرگز نہیں - پھر متنبی کہتا ہے

وانا منک لا یھنئ عضو
بالمسرات سائر الاعضاء

کافور نے ایک گھر بنایا اور متنبی نے اس کو مبارکباد
نہ دی - تو اس نے برا منایا - تو متنبی نے یہ شعر کہا - کہ
میں تو تجھ سے ہوں - کیا ایک عضو دوسرے باقی
اعضا کو خوشیوں کی مبارک باد دیا کرتا ہے ؟ اسی
طرح میں بھی تیری ایک جزو ہوں - مجھ کو مبارکباد
دینے کی ضرورت ہی نہیں - لیکن کیا متنبی کافور کا بیٹا
تھا - کوئی بھی نہیں مانتا - پس جب کہ وہی الفاظ
جو کہ الہام کے ہیں - قرآن مجید یا حدیث یا اشعار
عرب میں آگئے - تو اس کے معنے باپ اور بیٹے نہیں
اور الہام میں [illegible] اور بیٹے [illegible]

مولوی اور عالم فاضل کہلاتے ہے اور روزمرہ مذکورہ بالا آیات اور احادیث کو پڑھنے کے پھر لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے غلط معنے کرتے ہیں - لیکن وہ دھوکہ دینے میں کامیاب نہیں ہو سکتے - بلکہ وہ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ہ کے مصداق ہو جاتے ہیں

راقم جلال الدین (مولوی فاضل) باقی آئندہ

فاروق کے خریداروں سے

خاکسار ایڈیٹر کی یہ گزارش ہو کہ جب تک وہ اس کی توسیع اشاعت میں سعی نہ فرمائینگے کیونکر میں پکوکسوا اسکو بہت مفید و دلچسپ بنا سکتا ہوں - باوجود اس پریشانی خاطر کے بھی آپ کے لئے ایک اچھا خاصہ مجموعہ مرتب کیا جاتا ہے - جس میں انشاء اللہ ہفتہ وار ترقی ہوگی ◆

سامان سکول و دفاتر کے لئے احمدیوں کا اپنا کارخانہ کھلا ہوا ہے

احمدی بھائیوں کی خدمت میں جو کہ سکولوں یا دفاتر میں دسترس رکھتے ہوں - اطلاع دی جاتی ہے - کہ کارخانہ ہذا میں حسب ذیل سامان بن کر تیار رہتا ہے - بوقت ضرورت طلب فرمائیں -

۱ سنگل ڈیسک	۷ سائنس الماری
۲ ڈبل ڈیسک	۸ ایولونگ ریک شیلف
۳ ٹیچر ڈیسک	۹ میپ ریک
۴ سٹول	۱۰ ایپ سٹینڈ
۵ ٹیچر گیلری	۱۱ بال فریم
۶ سائنس ٹیبل	۱۲ ایفاپلی باسکٹ

پتہ فیض احمد اینڈ برادرز کشمیر سٹیٹ ورکس جموں توی

آنکھ بڑی نعمت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کا مصدقہ سرمہ اور حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا

سرمہ ممیرا اسپیشلٹ

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے - جو امراض چشم کیلئے بہت مفید ہے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک سال کے قریب مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا - آپ نے اسے بہت پسند فرمایا - کہ یہ وہ چیز ہے - جس سے لوگ ہزار ہا روپیہ کمانے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کیا - اور خدا کا شکر ہے - کہ لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا - اور میں نے بھی فائدہ اٹھایا - الحمد للہ علیٰ ذالک -

میں اس سرمے کو ہمیشہ اسی نسبت سے مشتہر کرتا ہوں - کہ حضرت مسیح موعود کا مصدقہ ہے - اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا تجویز کردہ ہے - جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ما تقدم کے طور پر محافظ چشم چاہتے ہیں وہ اس سرمہ کو استعمال کریں حضرت حکیم الامت نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ یہ سرمہ امراض چشم بسیار مفید ہست - پڑبال دھند جالا پھولا پڑبال سبل اور سرخی اور اسارا موتیا بند و دیگر امراض چشم کے لئے مفید ہے - قیمت سرمہ قسم اول مثقال تولہ - اصلی ممیرا کی قیمت خدا کے فضل سے کم ہے جن کی آنکھیں دکھتی ہیں ان کے لئے بہت مفید اور مجرب اور مقوی بصر ہے - خصوصاً طلباء کے لئے

سمت سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے - جس کی عبارت یہ ہے - مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشہی طعام قالع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و تپ کہنہ فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی رطوبت اور درد مفاصل کے لئے بہت مفید ہے - مقدار دانہ نخود صبح کے وقت ہمراہ دودھ استعمال کریں قسم اول فی تولہ

پتہ احمد نور کابلی تاجر مہاجر قادیان (گورداسپور)

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی نمبر ۲۲۴

بعدالت سردار محمد مستو خان صاحب بہادر - افسر مال باختیارات اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ضلع گورداسپور

روڑ سنگھ ولد دلو دتا رام - جگو - بگو - شاملان ذات لبانہ ساکن موضع تابالگان بیران روڑ سنگھ بولات مالڑی پوچیاں مسمات بابی والدہ جو دوات تحصیل بٹالہ لبانہ ساکن مالڑی پوچیاں تحصیل بٹالہ

درخواست الدکاک رہن نسبت مواری معہ کمال اراضی نمبر کھاتہ ۵۷ و ۸۴ - نمبر کھتونی ۸۲ ھ - ۸۵ ھ - ۳۲ ھ - نمبر خسرہ ۱۳۱ من شمالی و ۱۳۴ من جنوب و ۲-۱۶ حصہ جمعدی ۱۹۱۶ء واقعہ مالڑی پوچیاں تحصیل بٹالہ

مدعا علیہم مذکوران پر تعمیل سمن نہیں ہوئی ہے - اور معلوم ہوا ہے - کہ وہ عمداً حاضری عدالت سے گریز کرتے ہیں - اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے - کہ نامبردگان مورخہ ۲۴ - اکتوبر ۱۹۱۹ء کو بوقت ۱۰ بجے دن کے عدالت ہذا میں حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ کی نہیں کرینگے - تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائیگی - بعد ازاں اشتہار ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ہے -

(مہر عدالت) دستخط صاحب افسر مال بہادر

۹ اکتوبر ۱۹۱۹ء

... صاحب پرنٹر ... اسلامیہ پریس قادیان میں چھپکر ... قائم علی نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۲۶۶

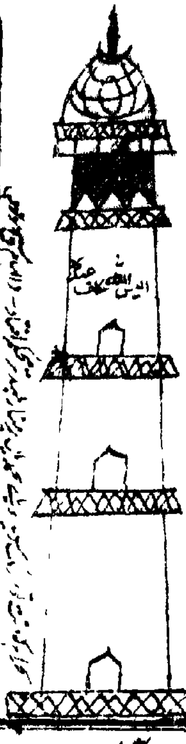
بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرایٹر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲



دارالامان کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ آپ روزانہ درس قرآن شریف عصر کے وقت مسجد اقصیٰ میں فرماتے ہیں۔

۲۔ حضرت ام المومنین چند روز کے لئے مالیر کوٹلہ تشریف لیگئی تھیں۔ صاحبزادگان والا تبار اور تمام خاندان نبوت میں خیر و عافیت ہے۔

۳۔ خاکسار قاسم علی کی طبیعت ۲۷ دسمبر سے اسوقت تک کھانسی اور بخار اب ایک دو روز سے آرام ہے الحمد للہ

۴۔ معلوم ہوا کہ جلسہ سالانہ پر تین سو ۳۰۰ اشخاص سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

۵۔ ہائی سکول میں صاحب انسپکٹر مدارس کا دورہ ہوچکا ہے۔

پورٹ بلیر و نکوبار

مبلغین کو مژدہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ چند سطور بواسطہ آپ کے احباب کو پہنچانا چاہتا ہوں شاید اللہ کریم کسی کو توفیق دے کہ ان جزائر میں تبلیغ کی اشاعت کا ثواب حاصل کرے۔

(۱) پورٹ بلیر جنوبی انڈمان میں واقع ہے جس میں تیس چالیس گاؤں ہیں جنمیں سے بعض ٹکٹ یٹ لیو قیدیوں سے آباد ہیں جو دس سال قید بھگت کر زراعت، دھوبی وغیرہ پیشوں سے اپنا گذارہ کرتے ہیں اور شادی کر کے بیس سال تک یہاں رہکر ہندوستان کو واپس آجاتے ہیں اور بعض یہیں اپنا وطن بنالیتے ہیں مگر آجکل رہائی یافتہ قیدیوں کو رخصت ہی کر دیا جاتا ہے جنکو گاؤں فری یعنی آزاد شدہ قیدیوں کی اولاد ان ہندوستان کے دو گاؤں سے آباد ہیں ان میں سے ایبرڈین اور جزیرہ روس زیادہ آباد اور بارونق ہیں جزیرہ روس میں کمشنر اور حکام اور چیف کمشنر صاحب بہادر رونق افروز ہیں

یہ جزیرہ جو ایک میل طول اور نصف میل عرض رکھتا ہے پورٹ بلیر کا دارالخلافہ سمجھنا چاہئے سا کثر قیدی دو وسطے مشقت کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں جن سے تعلق اور میل جول ممنوع ہے یہاں قیدیوں کی اولاد اور دیہات میں دینداری بہت ہی کم ہے بلکہ جوانوں کو نماز اور کلمہ بھی کم آتا ہے۔ لیکن شوق رکھتے ہیں یہاں ایبرڈین جو آزاد لوگوں کا مسکن ہے اسمیں ایک مسجد بنا ہے جہاں ایک قیدی صفائی اور امامت کا کام کرتا ہے جسے سرکار سے راشن وغیرہ ملتا ہے۔ لیکن دینداری اور علم سے تہیدست ہے ہاں مولود خوانی اور جنازہ وغیرہ کا کام کرسکتا ہے اسکی اقتدا میں گا ہےگاہے ایک دو قیدی نماز پڑھ لیا کرتے مسلمان دفاتر میں کام کرتے قریباً سب بے نماز ہیں بہرحال مسجدوں میں نہیں دیکھے جاتے شاید گھروں میں نماز پڑھتے ہوں مگر . . . یہاں دو دوست جو احمدی ہیں وہ نمازی ہیں الحمد للہ جو باقی مختلف ہیں نماز اور زکوٰۃ سے چنداں تعلق نہیں رکھتے بلکہ بعض تو نمازیوں کو ہماری مخالفت زیادہ کرسکتا ہے انہیں ہدایت کرے۔

محسوس کرتا ہوں کہ اگر کوئی ... تعلیم یافتہ ... صاحب
طبیب والا یہاں ہے ... کلام ... دور لوگ ...
کر بھی ... مسجد میں لڑکیوں کو دین کی تعلیم دے
اپنے اخراجات کا خدا انتظام کریگا چند سال ہوئے ایک
کہیں سے ایک مولوی یہاں آگیا تھا اسے یہاں کے متمول
... میں سے ایک نے ... اور دیگر امداد سے ملتے
رہتے تھے ... لیکن سکہ قابی کی وجہ سے اسے یہاں
سے رخصت ... بعض ایسی حرکات سے اسکو یہاں ...
اسکے سرپرست نے خطرناک سمجھا۔ جاتا ہوا تین ...
کا مال لیگیا اور بہی احسان کیا گیا۔ بلکہ بعض فرد
... آبادیات میں ہی ایسے شخص کا گزارہ ہو سکتا ہے
... میں بہی خاصہ گزارہ ہو سکتا ہے کام کرنے
والے آدمی کو ملک سے دوگنا فائدہ ہو سکتا ہے
خدا کے فضل سے ... علیحدہ ہوگا پس میں جانتا ہوں کہ
کوئی صاحب ایسا یہاں آوے تو اسکے بیوی بچے کا بہی
گذارہ ... چل سکتا ہے۔ اگرچہ یہاں تامل ... بہی
پشتو۔ مدراسی تلیگو ... بولی جاتی ہیں۔
لیکن اردو قریباً ہر ایک سمجھتا ہے۔

نکوبار

جزائر نکوبار میں اصلی باشندے وحشی ہیں صرف تین
سال سے لنگوٹی پہننے کی عادت ڈالی گئی ہے۔ روپیہ
کا استعمال قطعاً نہیں سمجھتے۔ ناریل ... کا گذارہ ہے
جیسے چاول ... وغیرہ ... گذارہ کرتے ہیں رنگ
گہرا ہے شیطان کی پوجا کرتے ہیں (اہرمن) تاکہ نقصان
نہ پہنچائے ... جلاتے ہیں۔ قبر میں زیور کھانے کی
چیزیں ناریل مرغی وغیرہ کپڑے ... مردے کے ساتھ
دفنا دیتے ہیں ... کے بعد ... نکال لاتے ہیں جب
پاس ... جبتک کہ ... اور ... نہ ہوئے
... نکوبار میں مقیم ہے لیکن ...
... بچے ہیں جنکی ... تعلیم کا ...
... ہے ...
... میں ... ہے ...

... کہ ... ایک ... سودت گجرات کے
... سودا گروں کے گماشتے (ایجنٹ) نکوبار کا
... نکوما کہتے ہیں) میں متعین ہیں ایک صد روپیہ
گورنمنٹ کو دیکر ہر ایک وہاں دوکان کہول سکتا ہے
اور سالانہ ... روپیہ محصول دوکان کا ہی ... دوکان
پکی ہوتی ہے بعض لکڑی کی ہی بنا لیتے ہیں ...
ناریل ... بہر کر رنگون وغیرہ میں بھیجتے ہیں اوسط
درجہ کا دوکاندار جو ... چار سو روپیہ لگائے سال میں آٹھ سو
... روپیہ کما سکتا ہے۔ دوکاندار ... کپڑا اسرخ جس کی
لنگوٹی ... پہننے میں ... تمباکو وغیرہ ...
اشیاء ہی فروخت کرتے ہیں تمباکو۔ چاول۔ کپڑا ...
اخنجر ناریل کاٹنے کے لئے
القصہ یہاں اگر کوئی ایسا شخص ... سے
کسی قدر واقف ہو ... تو اسے بہت
فائدہ ہوگا۔ اگر ایک دوکاندار قریباً ... ماہواری ...
... ہو جاویگا کیونکہ وہاں کوئی ڈاکٹر ...
ایسا شخص ... کو ... اپنی جائداد ...
کر سکتا ہے ... کی ضرورت نہیں کیونکہ ...
ہے اور ناریل کی کہیتی کو مویشی نقصان نہیں پہنچاتا
... مرغی پال کر بہت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور
یہ چیزیں پورٹ بلیر میں بہت لگتی ہیں۔ افیم ... تک
وغیرہ منشی اشیاء کی خرید و فروخت سخت منع ہے
پورٹ بلیر سے مہینہ میں ایک بار جہاز آتا جاتا
ہے اور کوئی کرایہ نہیں۔ انسان مفت میں آ جا سکتا ہے
ہاں کلکتہ سے پورٹ بلیر (...) اور برہما رنگون سے
... پورٹ بلیر تک تیسرے درجہ کا کرایہ لگتا ہے جہاز
میں خوراک ڈبل روٹی وغیرہ ساتھ لاکر تیسرے درجہ
والے گذارہ کر لیتے ہیں یا جہاز والوں سے ... خوراک
دیکر کھانا کھا لیتے ہیں سیکنڈ کلاس جہاز کا کرایہ ...
مع خوراک ... نکوبار (کار نکوبار جو پورٹ بلیر
... میل جنوب کو ہے) میں کسی طبیب مبلغ کو بہت
مفاد حاصل ہو سکتے ہیں اور کوئی پانچ چھ سو روپیہ
دوکان میں لگائے تو دو تین سال میں کمائی کر دو تین ہزار
... کر سکتا ہے ... بالغ

سے خالی ہیں ... طبیب مبلغ کو ... بخار ... موسمی بخار
جس کے لئے کونین اکسیر ہے اور قبض ... یا
سوزاک کی بہی ادویات پاس ہونی ازبس ضروری ہیں۔
چونکہ پورٹ بلیر میں چند احمدی ہیں اسلئے ایسے شخص کو
سے حوصلہ افزائی اور مناسب امداد بہی مل سکتی ہے اگر
مذکورہ بالا ... جس میں اکثر بخار موسمی ہی ہوتا ہے ...
علاج کرنا اپنا فرض سمجھے وہ کم از کم کمائی کر کے بیوی بچے
کو ... روپیہ ماہوار تک بچا سکتا ہے کار نکوبار ...
... جسمیں زیادہ آبادی ہے وہاں ... کا ...
ایک ... مسجد بہی ہے یہاں آبادی زیادہ اور وہاں ایک
... ہی رہتا ہے جو صرف نماز ہی جانتا ہے
مگر خاص ... معلوم ہوتا ہے وہاں تمام اردو زبان ...
سکتے ہیں تمام ... لوگ ہیں جو کہ سیٹھوں کے ایجنٹ
... کے پاس بکثرت ہوتا ہے میرا دل کرتا ہے
کہ کوئی دوست جو کسی قدر طبیب ہو وہ بہت فائدہ
... ہوگی سے ... اٹھا لیگا۔ کیونکہ کو
... کی ضرورت نہیں ہے ہاں کرایہ آنیکا کیا ہے۔
... کا کرایہ امرتسر سے کلکتہ ... تہرڈ کلاس کا
اور کلکتہ سے پورٹ بلیر تک کا کرایہ تہرڈ کلاس ...
مع خوراک ... آنے سے بیشتر یہاں ... پاس
دوست کی معرفت اجازت نامہ اترنے کے لئے
بذریعہ تار کلکتہ سے انتظام کرالینا چاہئے کیونکہ
بغیر پرمٹ کے کوئی اتر نہیں سکتا۔ ہر ایک جہاز
یہاں آ نہیں سکتا مہاراجہ جہاز ہی آتا جاتا ہے
کی آمد و رفت کی بہی خاص خاص تاریخیں ہیں۔ ...
جہاز کے مسافر کلکتہ میں بازار خضر پور ڈیپو ...
جمع ہوتے ہیں۔ وہاں سے وہ جہاز کے گہاٹ
آتے ہیں۔ جو کالے پانی کے جہاز مہاراجہ کا گہاٹ
جہاز میں آکر کپتان جہاز کو ... دیکر سوار ہو جاتے
اکثر لوگ جہاز میں آ سوار ہوتے ہیں اور کپتان کو
ان سے کرایہ وصول کر کے رسید دے دیتا ہے
سب مسافر پورٹ بلیر میں اترنے کے لئے پرمٹ
جہاز کے چلنے سے پیشتر بندوبست کر لیتے ہیں۔
... کہ ... دوست ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم • نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبارِ فاروق

قادیان دارالامان، جنوری ۱۹۱۸ء

ایک زبردست چٹھی

مسئلہ نبوت پر حکیم شاہنواز صاحب کے نام

مکرمی المکرم حکیم شاہنواز صاحب سلمہٗ

جناب کے وو اوراق جن کا سلسلہ مدت ہوئی رونق افروز ہوئے جن میں آپ نے عاجز کو نصیحت فرمائی ہے۔ کہ خاکسار نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی بیعت کرنے میں جلدی اور غلطی کی ہے۔ اور میاں صاحب کے عقائد قسارعہ فیہا حضرت مرزا صاحب۔ قرآن کریم۔ اور احادیث کے سراسر مخالف ہیں ان کو جو شکوک ہیں پیش کرو۔ جواب باصواب پاؤگے۔ اور ہر طرح سے آپ کی تسلی کی جاویگی۔ عرصہ چار ماہ سے زیادہ گذر چکا ہے۔ کہ عاجز نے آپ کے سوالات کے جوابات لکھ کر اپنے سوالات پیش کئے مگر باوجود تحریری عہدوا اتفاق کے جناب کی طرف سے تاہنوز خاموشی ہے۔ اس لئے عاجز نے ضروری سمجھا کہ مکرر حضور کے سوالات لکھ کر ان کے جواب عرض کرے۔ اگرچہ آپ کے گرامی نامے عاجز کے پاس اس وقت موجود نہیں۔ تاہم ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ آسانی کیلئے نمبر لگا دیئے ہیں۔

سوال نمبر ۱ - محمد حسین۔ اور آپ کے درمیان جو بحث جیند ہاور سنہ میں ہوئی۔ اخبار فاروق کے ذریعہ معلوم ہوئی۔ آپ کے سوال نہایت ہی بودی۔ علوم اسلامیہ سے ناواقفی کا نتیجہ تھا۔

سوال نمبر ۲ - منعم علیہم۔ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ اور صالح ہیں۔ کیا جو ان میں شامل نہیں وہ مغضوب علیہم۔ اور ضالین میں شامل ہیں حالانکہ یہ بالبداہت باطل ہے۔ کیا تم نبی ہو۔ یا صدیق۔ یا شہید۔ یا صالح؟

سوال نمبر ۳ - حضرت مرزا صاحب کو شقوق اربعہ حاصل تھے۔ یا ایک یا دو۔ یا تین۔ اگر شقوق اربعہ حاصل تھے۔ تو ان کے حصول کے لئے دعا کرنا تمہیں حاصل ہے۔

سوال نمبر ۴ - حضرت مرزا صاحب کو میاں صاحب نے مثل انبیاء سابق نبی قرار دیا ہے۔ اور ان کے منکر کو کافر۔ اس کا نام نبوت مستقلہ ہے۔

سوال نمبر ۵ - کیا خود بدولت (غلام حسین) کے لئے حصول نبوت ممکن یا ناممکن۔ اگر ممکن تو حضرت مرزا صاحب کا حسب تصریح حقیقۃ الوحی فرمانا کہ نبوت کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں غلط ٹھہرتا ہے۔ اگر ناممکن تو طلب محال جنون ہے۔

سوال ۶ - مغضوب علیہم بے جا عداوت کرنے والے۔ اور ضالین بیجا محبت کرنے والے ہیں جیسا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کے حق میں تفریط۔ اور نصاریٰ نے افراط کی اسی طرح مثیل مسیح کے وقت ہونا ضروری ہے۔ مثیل مسیح کے حق میں غلو کس نے کیا۔ سوچ لو۔

سوال نمبر ۷ - مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد کا مصداق۔ حضرت مرزا صاحب کو قرار دینا غلط ہے دیکھو سورۃ الاعراف پارہ ۹ الذین

یتبعون الرسول النبی الامی۔ الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل۔

الانجیل کا لفظ قابل غور ہے۔

جوابات

(۱) عاجز نے محمد حسین سے پوچھا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے منکر حسب تصریح سورہ فاتحہ کس گروہ میں شامل ہیں۔ محمد حسین نے جواب دیا تھا کہ ضالین میں شامل ہیں۔

ا۔ آپ ظاہر فرما دیں کہ عاجز کا سوال کن کن قرائن اور وجوہات کے سبب غلط اور علوم اسلامیہ سے ناواقفی پر دلالت کرتا ہے۔

ب۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تصانیف خاص کر سورہ فاتحہ کی تفسیر میں متعدد جگہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ میرے منکر نہ ماننے والے المغضوب علیہم میں شامل ہیں۔ لہٰذا ہر ایک احمدی جانتا ہے کہ محمد حسین کا جواب کہ ضالین میں شامل ہیں۔ بالکل غلط علوم اسلامیہ سے ناواقفی کا نتیجہ تھا۔ کیونکہ صرف قرآن ہی ایسے لوگوں کو یہودی نہیں بتاتا۔ بلکہ حدیث بھی ان کو یہی خطاب دے رہی ہے۔

ج۔ جب آپ کہتے ہیں کہ مغضوب علیہم بیجا عداوت کرنے والے اور ضالین بیجا محبت کرنے والے ہیں۔ تو ذرا سے غور فرماویں کہ جن لوگوں نے مسیح موعود کو قبول ہی نہیں کیا۔ وہ بیجا محبت کس طرح کر سکتے ہیں کیا معنی۔ یعنی کس طرح ضالین ہو سکتے ہیں۔ آپ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ یہ محمد حسین اور آپ کے درمیان میں نزاع ہے۔ آپ کی تحریر اس پر شاہد ہے کہ منکر مغضوب علیہم میں شامل ہیں۔ جنہوں نے بیجا عداوت کی اور محمد حسین انہیں ضالین بتلاتا ہے۔ جزاک اللہ آپ قرآن کریم احادیث صحیحہ کلام مسیح موعود سے ثابت فرمادیں کہ مسیح موعود کے منکر ضالین میں شامل نہیں۔

د۔ سنئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"غیر المغضوب علیہم کی دعا سکھلانے سے مطلب یہ تھا کہ ایک قوم مسلمانوں میں سے پورے طور پر یہودیوں کی پیروی کرے گا۔ اور خدا کے مسیح کی تکفیر کرکے۔ اور اس کی نسبت قتل کا فتویٰ لکھ کر اللہ تعالیٰ کو غضب میں لائیگا۔ اور یہودیوں کی طرح المغضوب علیہم کا خطاب پائیگا۔ یہ ایسی صاف پیشگوئی ہے کہ جب تک انسان عمدًا بے ایمانی پر کمربستہ نہ ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور صرف قرآن ہی ایسے لوگوں کو یہودی نہیں بتاتا بلکہ حدیث بھی یہی ان کو خطاب دے رہی ہے"

دیکھو خزینۃ المعارف صفحہ ۲۰۹۔ اگرچہ اہل بصیرت کے لئے یہ کافی ہے۔ مگر اور سنئے۔ ملاحظہ کریں خزینۃ المعارف صفحہ ۱۹۵:-

"مغضوب علیہم سے مراد اس سورت میں بالیقین وہ لوگ ہیں جو مسیح موعود سے انکار کرنے والے ...

... تکفیر و تکذیب اور توہین کرنے والے
... ان کے مقابل پر منعم علیہم وہی لوگ
... گئے ہیں جو صدق دل سے
مسیح موعود پر ایمان لانے والے اس کی
دل سے تعظیم کرنے والے اور اس کے انصار
ہیں اور دنیا کے سامنے اس کی گواہی دیتے
ہیں"۔ نیز ملاحظہ فرماویں صفحات ذیل کتاب مذکور
۱۸۵ - ۲۱۸ - ۲۴۲ - ۲۴۵ - تا جناب پر روشن
ہو جاوے کہ عاجز کا سوال علوم اسلامیہ سے ناواقفی کا
نتیجہ تھا - یا محمد حسین کا جواب -

نوٹ جلی عبارت کو غور سے ملاحظہ فرماویں - اور
سوچیں کہ دنیا کے سامنے کون فریق گواہی دے رہا ہے
خاکسار یا آپ - اور احمدیت کے ذکر کو کون سم قاتل
خیال کرتا ہوا پہلو تہی کر رہا ہے۔ عاقلاں خود میدانند۔

اور سنئے مسیح موعود فرماتے ہیں -
"مغضوب علیہم کا صریح یہ منشا ہے کہ وہ لوگ
بھی اسی لئے کہلائیں گے کہ خدا کے مامور کو جو ان
کی اصلاح کے لئے آئیگا بنظر تحقیر و انکار دیکھیں گے - اور
اس کی تکذیب کریں گے .... اس لئے
وہ آسمان پر مغضوب علیہم کہلائیں گے صفحہ ۲۲۶ و
۲۲۸ - خزینۃ المعارف"

اور سنئے مسیح موعود فرماتے ہیں کہ "سورہ فاتحہ
میں صرف دو فتنوں سے بچنے کے لئے دعا سکھلائی گئی
ہے۔ (۱) یہ فتنہ کہ اسلام کے مسیح موعود کو کافر قرار دینا
اس کی توہین کرنا ...... غیر المغضوب
علیہم میں انہیں باتوں کی طرف اشارہ ہے"
آپ سمجھ گئے ہونگے کہ مسیح موعود کے منکر
مغضوب علیہم میں شامل ہیں۔ نہ کہ ضالین
میں۔ ھو المطلوب

جواب سوال نمبر ۲ - حضرت امام آخر الزمان
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفسیر سورہ فاتحہ میں فرمایا
ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۹۱ و ۱۹۲ خزینۃ المعارف
[illegible]
[illegible]

کہ خداتعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو سورہ فاتحہ میں دعا
سکھائی ہے۔ کہ وہ اس فریق کی راہ خداتعالیٰ سے
طلب کرتے رہیں۔ جو منعم علیہم کا فریق ہے۔ اور
منعم علیہم کے کامل طور پر مصداق باعتبار کثرت
کمیت اور صفائی کیفیت اور نعمائے حضرت احدیت
از روئے نص قرآنی - اور احادیث متواترہ حضرت
مرسل یزدانی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ صحابہ اور دوسرا
گروہ جماعت مسیح موعود۔ کیونکہ یہ دونوں گروہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے تربیت یافتہ ہیں۔
کسی اپنے اجتہاد کے محتاج نہیں۔ وجہ یہ کہ پہلے گروہ
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ جو
خدا سے براہ راست ہدایت پاکر وہی ہدایت
نبوت کی پاک توجہ کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم
کے دل میں ڈالتے تھے۔ اور ان کے لئے مربی
بے واسطہ تھے۔ اور دوسرے گروہ میں مسیح موعود
ہے۔ جو خدا سے الہام پاتا۔ اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے فیض اٹھاتا ہے۔
لہذا اس کی جماعت بھی اجتہاد خشک کی محتاج نہیں
جیسا کہ آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا
بِهِمْ سے سمجھا جاتا ہے۔ اور درمیانی گروہ جس کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج کے
نام سے موسوم کیا ہے۔ اور جس کی نسبت فرمایا ہے
لیسوا منی ولست منھم۔ یعنی وہ لوگ مجھ
سے نہیں ہیں۔ اور نہ میں ان میں سے ہوں۔ یہ
گروہ حقیقی طور پر منعم علیہم نہیں ہیں اور اگرچہ زمانہ فیج اعوج
میں بھی کثیر گمراہوں کے مقابل نیک اور
ہر صدی کے سر پر مجدد بھی ہوتے رہے ہیں۔ لیکن
حسب منطوق آیت ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ
وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ خالص محمدی گروہ جو
ہر ایک پلید ملونی اور آمیزش سے پاک اور توبہ نصوح
سے غسل دیئے ہوئے ایمان۔ اور دقائق عرفان
اور علم اور عمل اور تقویٰ کے لحاظ سے ایک
کثیر التعداد جماعت ہے۔ یہ اسلام میں صرف دو
گروہ ہیں۔ یعنی گروہ اولین۔ اور گروہ آخرین جو

صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت سے مراد ہے۔ اور چونکہ حکم کثرت
مقدار اور کمال صفائی انوار پر ہوتا ہے۔ اس لئے اس
سورہ میں انعمت علیہم کے فقرہ سے بھی مراد دو گروہ
ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی جماعت کے
اور مسیح موعود مع اپنی جماعت کے۔ خلاصہ کلام یہ کہ خدا نے ابتدا
سے اس امت میں دو گروہ تجویز فرمائے ہیں۔ اور انہیں
کی طرف سورہ فاتحہ کے فقرہ انعمت علیہم میں اشارہ ہے
"ایک اولین جو جماعت نبوی ہے۔ دوسری آخرین
جو جماعت مسیح موعود ہے" زیادہ تفصیل کے لئے ملاحظہ
فرماویں صفحہ ۱۹۲ سے ۱۹۵ تک کتاب خزینۃ المعارف

نوٹ۔ عاجز کے خیال میں آپکے سوال کا جواب
اور تفسیر سورہ فاتحہ (خزینۃ المعارف) کما حقہ دیا گیا ہے۔
آپکے سوالوں کے جواب اچھی طرح سمجھنے کے لئے منعم
علیہم۔ مغضوب علیہم۔ ضالین۔ میں سے ہر ایک
کی تشریح معلوم ہونی چاہئے۔ لہذا خاکسار ہر ایک فریق کی
تشریح کے لئے صفحات خزینۃ المعارف عرض کرتا ہے
آپ غور سے ملاحظہ فرماویں گے ۔ یہ مخفی نہیں رہیگا
کہ آپ برحق پر ہیں یا نہیں۔
ان صفحات میں آپکے سوالوں کے جواب ہیں۔
منعم علیہم کی تفسیر کے لئے ملاحظہ فرماویں۔ صفحات ذیل
۴۲ - - ۴۰ - ۹۴ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۲۳۲ - ۲۳۹
۲۴۳ - ۲۴۵ - ۲۶۱ -
مغضوب علیہم کی تفسیر کے لئے صفحات ذیل ۲۱۲ -
۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲ ۹ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۷ - ۲۲۶ -
۲۳۸ - ۲۴۰ - ۲۴۷ - ۲۶۳ - ۲۶۴ و ۲۶۸ وغیرہ وغیرہ
والضالین ۱۵۰ و ۱۷۷ و ۲۰۵ و ۲۰۷ و ۲۱۲ و ۲۱۴
۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۳۷ و ۲۳۸ - ۲۴۰ و ۲۶۸
خاکسار نے اس واسطے صفحوں کے حوالے دیئے
ہیں۔ کہ آپ کو تکلیف نہ ہو۔ آپنے فرمایا ہے کہ خاکسار
اس حدیث سے ناواقف ہے۔ جس میں درج ہے۔ کہ
سورہ فاتحہ کا نصف میرے لئے اور نصف میرے بندہ
کے لئے ہے۔
لہذا خاکسار نے متعدد صفحہ خزینۃ المعارف تفسیر
سورہ فاتحہ کو نہایت ہی غور اور فکر سے پڑھ کر آپکے

سوالوں کا جواب لکھا ہے۔ آپ غور کریں گے تو سمجھ لیں گے کہ آپ اپنے دعوے میں صادق نہیں نکلتے۔

نیز ملاحظہ کریں۔ عزینۃ المعارف صفحہ ۲۲۵

"غرض یہ چار مراتب کمال ہیں۔ جن کو طلب کرنا ہر ایک ایماندار کا فرض ہے۔ اور جو شخص ان سے کلی محروم ہے۔ وہ ایمان سے محروم ہے کہ گر آپ فرماتے ہیں کہ یہ ابتداءً باطل ہے۔

جواب سوال ۳۔ حضرت مسیح موعود کو نیں مراتب یعنی صدیقیت تک اکتسابی اور نبوت موہبت الٰہی سے عطا ہوئی۔ لہٰذا آپ کو کمالات اربعہ حاصل تھے

ا۔ حضرت مسیح موعود نے دعوئے نبوت کیا۔ اور اس پر دلائل تحریر فرمائے۔ ملاحظہ فرماویں آپ کی تصنیفات کثیرہ مثلاً حقیقۃ الوحی۔ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ الوصیت۔ الہامات کثیرہ۔ وغیرہ وغیرہ

ب۔ خلیفہ اول نے حضرت مسیح موعود کی نبوت پر احادیث صحیحہ سے استدلال فرمایا۔

ج۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ فرمایا۔

د۔ خود جناب نے سوال نمبرہ میں حسب تصریح حقیقۃ الوحی نبوت کو مسیح موعود کے لئے مخصوص ہونا تسلیم کیا۔

نوٹ۔ کیا آپ مہربانی فرما کر ثابت کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مہدی کا منصب بیان فرمایا اسکے لئے کونسا درجہ ظاہر کیا۔ اور دیکھئے صفحہ ۲۳۹ عزینۃ المعارف

"اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہم۔ پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے۔ اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچاوے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔ اور جیسا کہ عیسیٰ بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان تھا۔ ایسا ہی میں تمہارے لئے اسی تباہی کا ایک نشان ہوں پس اسے غافلو توبہ کی طرف جلدی کرو۔ اور میں منعم علیہم میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔ اور یہ فخر اور ریا نہیں یہ خدا نے جیسا چاہا کیا ہے۔ کیا تم خدا کے ساتھ لڑتے ہو

خدا فرماتا ہے۔ مسیح موعود تو فرماویں کہ میں منعم علیہم میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔ اور آپ مشقق اربعہ کے حصول کا استفسار فرما رہے ہیں۔ یہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

آپ کا یہ اعتراض باقی رہا کہ اگر آپ کو کمالات اربعہ حاصل تھے تو اس کے حصول کے لئے دعا کیوں کرتے تھے۔ اس کا جواب بفضل خدا تفسیر سورہ فاتحہ سے لکھتا ہوں۔ دیکھو عزینۃ المعارف صفحہ ۲۶۰

"وہ بعض کہتے ہیں کہ انبیاء اس دعا کو کیوں مانگتے ہیں ان کو معلوم نہیں وہ ترقیات کے لئے مانگتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ غیر محدود ہے۔ اس کے فیضان و فضل بھی غیر منقطع ہیں اس لئے۔ اس لئے وہ ان غیر محدود فضلوں کے حاصل کرنے کے لئے۔ اس دعا کو مانگتے تھے"۔

کہاں آپ کے سوال کا جواب کافی سے بڑھ کر مسیح موعود کے کلام سے دیا ہے۔ اسیں۔ اتنا تو ماننا آپ کے احسان ہی تعجب ہے کہ آپ مجھ کو لکھتے ہیں کہ

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

اور اسے اعتراضات کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ کہ کہاں تک حق کا سلوک ہے ہیں۔ سب فرمودہ حضرت مسیح موعود آپ خدا سے لڑ رہے ہیں۔ کما مر سابقاً

جواب سوال نمبر ۴۔ آپ مہربانی فرما کر براہ لطف قرآن و حدیث سے ثابت کریں کہ وہ کونسی نبوت ہے جس کا منکر مسلمان رہتا ہے۔

(۱) ا۔ بشرطیکہ وحی الٰہی میں اس کو نبی اللہ فرمایا ہو

ب۔ مدعی نے دعوی نبوت کیا ہو۔

ج۔ اس کے دعوے کے ثبوت کے لئے زمین اور آسمان نے گواہی دی ہو۔ اور کتب سابقہ میں بطور پیشگوئی اس کا ذکر ہو۔

(۲) خلفاء کے منکر پر کفر کا فتویٰ قرآن کریم میں موجود ہے۔ ارشاد ربی ہے۔ ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفسقون۔ اور مومن کو فاسق کے مقابل لکھا ہے۔ افمن کان مومنا کمن کان فاسقا۔ از خلیفہ اول رضی اللہ عنہ۔ کیا مسیح موعود خلیفہ برحق نہیں ہوسکتے مگر جب کہ وہ نبی ہوئے ہیں۔ تو آپ کے منکر کو کیا سمجھا جاوے۔

(۳) حضرت خلیفہ ثانی نے انہیں معنوں میں حضرت مسیح موعود کو نبی مانا ہے۔ جن معنوں میں حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو نبی کہا۔ دیکھئے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۳ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ و ۱۵۰۔ الوصیۃ صفحہ ۱۲۔ اور حقیقۃ النبوۃ وغیرہ تصنیفات خلیفہ ثانی کی طرف توجہ کریں۔ اور ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۶ نمبر ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء وغیرہ میں وہ مضمون جو نبوت کے متعلق ہے۔ مثل انبیائے سابق ان معنوں میں تو خلیفہ صاحب نے نہیں مانا۔ کہ آپکی نبوت مثل انبیائے سابق بلا واسطہ تھی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو بالواسطہ مانا ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود نے ظاہر فرمایا۔ اگر آپ فرماویں۔ کہ آپکے منکر کو کافر کیوں سمجھا جائے تو اس کا جواب گذر چکا۔ ہاں مزید اطمینان کے لئے دیکھیں حقیقۃ الوحی ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ۔ پس اس آیت سے صریح طور پر ثابت ہے کہ اگر مدعی صادق ہے تو اسکا مکذب منکر اظلم۔ ہاں اگر مدعی مفتری علی اللہ ہے تو وہ اظلم ہے یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ دونوں اظلم کے فتوے سے بچ سکیں جب مسیح موعود کو آپ صادق خلیفہ برحق مانتے ہیں تو آپ کے منکر کو کیوں اظلم نہیں سمجھتے۔ اظلم بمعنے مشرک اس جگہ مسیح موعود سے ثابت ہے اس سے زیادہ اور واضح ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے۔

جواب سوال نمبر ۵۔ آپکے نزدیک نبوت اکتسابی ہے یا وہبی۔ بصورت اول ثبوت مطلوب ہے بصورت ثانی یعنے اگر موہبت الٰہی کا نتیجہ اور وہبی ہے تو سوال ہی غلط ہے

(ب) جب ارشاد ربی ہے۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ تو کون دعویٰ کرسکتا یا جواب دے سکتا ہے کہ میرے لئے نبوت ممکن ہے یا اکتسابی طور پر درجہ نبوت حاصل کرسکتا ہوں۔

(ج) نبی ضرورت حقہ کے لئے آتے ہیں جیسا کہ اسم قرآن کریم اور انبیائے اکرام کی بعثت گواہ ہے۔ جب ایک نبی (حضرت مسیح موعود) رحلت فرما جاتے ہیں اور ایک

[illegible] کے فضل وکرم سے ہم میں موجود ہے۔ تو آپ غور فرما سکتے ہیں کہ آپکا بیعت خلافت کرنا کس طرح دل میں لکھا ہے کے لئے یہ خیال (ثبوت) لاسکتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ حکیم کو مریض کے پاس بلایا جاتا ہے۔ انی جاعلک للناس اماماً۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعود عین ضرورت حقہ کے وقت تشریف فرما ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ فرمایا۔ ماننے والوں نے مانا پھر جھگڑا الٰہی کیا رہا؟

(۳) جہاں پر حضرت مسیح موعود نے نبوت کو اپنے لئے مخصوص فرمایا ہے وہاں پر اسکی وجہ صاف طور پر بیان فرمادی ہے ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱

(۴) سورہ فاتحہ کے لئے دعا صراط الذین انعمت علیہم میں کمالات اربعہ کے حصول کا وعدہ ہے جب موت پر حصر نہیں تو دعا جنوں کیوں ہے۔ جنوں اس حالت میں ہوتا جب نبوت پر حصر ہوتا یعنی صرف نبوت کا وعدہ ہوتا۔ اور اکتسابی طور پر یہ ملنا ممکن ہوتا اور باوجود مجاہدہ وسعی بلیغ حدود وشرائط طالب خالی رہتا جب یہ حالت ہی نہیں تو آپ جنون کیوں خیال وقائم کرتے ہیں۔ جب نبوت انسان کے اختیار میں نہیں تو استفسار کرنا چہ معنی دارد۔ اگر آپ مہربانی فرما کر خزینۃ المعارف جلد اول تفسیر سورہ فاتحہ حصہ دوم صفحہ ۸۷ سے ۹۸ تک بنظر انصاف ملاحظہ فرمائینگے تو بہت بے بہا پائینگے اور آپکو اپنے سوال کا جواب انشاء اللہ مجید بہ وعریب بجا دیگا اگر ممکن ہو تو ناظرین بھی ان صفحوں کو ملاحظہ فرماویں۔

نوٹ۔ اگر آپکا یہ مطلب ہے۔ بعد از رسول کریم باب نبوت مسدود ہو چکا ہے یا کھلا ہے تو جو دلیلیں عیسیٰ کے [illegible] نصوص قرآنیہ واحادیثیہ سے ثابت ہے۔ کہ [illegible] مسیح موعود کے دعاوی کا قائل کس طرح یہ خیال کرسکتا ہے کہ بند ہے ہاں انتخاب نبوت اللہ تعالیٰ کے [illegible] مسیح موعود [illegible] حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ [illegible]

[illegible] سوال [illegible] اس سوال کا جواب [illegible]

مفصل دیا گیا ہے آپکے خط سے ظاہر ہے کہ آپ ہم لوگوں کو ضالین میں خیال فرماتے ہیں اور محمد حسین جس کی حمایت میں آپنے قلم اٹھائی ہے مسیح موعود کے منکروں کو ضالین بتاتا ہے۔ اگر آپ پوچھتے ہیں۔ کہ غلو کس نے کیا خاک رکھتا ہے کہ تفریط کس نے کی۔ اور جب یہ دونوں گروہ اس نوبت کو بخیال مراد شما پہنچے تو کفروں اور منکرین کو منعم علیہم کا خطاب دیویں۔

حالانکہ محمد حسین انکار کر چکا ہے۔

خداوند کریم کے فضل وکرم سے جیسا کہ بادل قاہرہ دیکھ رہے ہم لوگ نبوت مانے رہے ہیں گروہ منعم علیہم میں ہیں۔ تفریط کی نسبت کیا عرض کی جاوے آپ لوگوں کی تحریریں اور طرز عمل گواہ ہے کہ آپ نے کی اخبار الفضل صفحہ ۲ سے تا اخیر صفحہ ۵ اور پیغام صلح ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۵ء کالم ۲

اس سوال کے مزید تفصیل کے لئے خزینۃ المعارف کے صفحات ذیل ملاحظہ فرماویں ۲۱۵ ۔ ۲۳۵ ۔ ۲۳۶ ۔ ۲۳۸ ۔ ۲۳۹ ۔ ۲۴۲ ۔ ۲۴۴ ۔ ۲۴۵

اگر تفسیر سورہ فاتحہ خزینۃ المعارف کو غور اور حلم سے اول سے تا آخر ملاحظہ فرمادینگے تو آپ پر روشن ہو جائے گا کہ خاک غلطی پر ہے یا آپ زیادہ تکلیف نہ کر سکیں تو صفحات عرض کردہ میں ملاحظہ فرمادیں۔

جواب سوال نمبر ۷۔ اسکے لئے قبل ازیں مفصل عرض کر چکا ہوں مگر عرض ہے کہ القول المحمود مصنفہ سید سرور شاہ کو دیکھیں +

آپکے جواب کا منتظر خاکسار

غلام حسین صوبیدار ملٹن ۲۳ نورس بوشہر

حضرت مسیح موعود کے
اشتہارات کا مجموعہ چھپنے والا ہے
ناظرین جلد درخواستیں حسب شرائط مندرجہ فاروق بھجوائیں ۔ منیجر

سونگھڑے کے احمدی احباب

سونگھڑے کے احمدی احباب پر جور وستم
ظالمو! کردیگا ان کو اور بھی ثابت قد[م]
تم گھٹانا چاہتے ہو جنکو وہ بڑھ جائینگے
آج ہیں اترے ہوئے ناخن تو کل بدر[ا]
تم مٹانا چاہتے ہو وہ نمایاں ہو چکے
پیش چلنے کی نہیں کچھ بھی لقد جف القلم
دشمنانِ حق سنو! طوفان میں ہم مطمئن
حافظ وناصر ہمارا ہے خدائے کیف [illegible]
یہ وہ پتھر ہے کہ جس پر جو گرا فوراً مرا
اور جس پر یہ پڑا ٹکڑے ہوئے اسکے [illegible]
اس تجارت میں ہمیں نقصان ہونیکا نہیں
نقد جاں [illegible] اسے بیچنے کی بیع [illegible]
سینکڑوں سے مل رہے جاتے ہیں [illegible]
کیا سمجھتے ہو تم آریوں کی اوہام [illegible]
قرض [illegible] واپس ملیگا [illegible]
لوٹ کر [illegible] یہ ہماری بات ارباب [illegible]
باز آجاؤ اذیت سے کہ وہ مولیٰ قدیر
مومنوں کے واسطے رکھتا ہے غیرت لاجرم
میرے پیارے بھائیو! اکمل کی جاں تم پر فدا
کونسے لفظوں میں ظاہر ہو مرا رنج وملا[ل]
ایک کانٹا بھی چبھے تمکو تڑپ جاتا ہوں میں
اضطرار مسلسل نے کچھ ایسا کیا ہم کو بہ[م]
حیف ہے دنیا کی مو گردو اور ہیں جنکے سپرد
روکے جائیں یوں گھروں میں از رہِ ظلم وستم
جانور پانی پئیں لیکن نہ پی لیں احمدی
کیا یہی اسلام ہے انکا یہی عدل وکرم
مسجدوں میں انکی چمگادڑ بسیں کتے پھریں
احمدی لیکن نہ ڈالے سبت کے دن بھی قدم
ملنے دل میں ورد ہے اور لب پہ آہِ سرد ہے
لکھ رہا ہوں نالۂ موزوں یہ بچشم نم
اے مرے پیارو مسیحا کی یہی تعلیم ہے
تم دعائیں ورد اگر کرتے ہیں وہ سب وشتم

مرزا غلام اللہ مرحوم کی وصیت اور اہلحدیث کی معاندانہ شرارت

اہلحدیث مطبوعہ ۴ جنوری ۱۹۱۸ء میں ایک بے بنیاد بہتان میرے والد مرحوم کی قبر کے بارے میں پڑھکر مجھے سخت رنج ہوا۔ آہ! اعیان حمایت اسلام کی یہ حالت ہے کہ جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کرتے لکھا ہے کہ مرزا غلام اللہ صاحب کی وصیت کچھ کم تھی۔ اسلئے مردہ تین روز تک پڑا رہا جب رقم پوری ہوئی تو بہشتی مقبرہ میں جگہ ملی۔

سنو! مولویصاحب! غالباً آپ کو معلوم نہیں کہ باپ اور بیٹے کی محبت کیا ہوتی ہے؟ میرے والد صاحب اچانک بیمار ہوئے اور فوت ہوگئے میں قادیان سے بائیس کوس کے فاصلے پر ملازم تھا مجھے اطلاع دینے کے لئے ایک آدمی بھیجا گیا سردی کا موسم اور بارش ہو رہی تھی اس راہ میں نہ ریل ہے نہ یکہ کچھ اور مشکلات بھی تھیں جس کی وجہ سے میرے پہنچنے میں دیر ہوگئی ادھر کچھ رشتہ دار مخالف تھے اسلئے وصیت پر میرے دستخط ہونے ضروری تھے (گو اسوجہ سے جنازہ دفن ہونے سے نہیں روکا گیا) آپنے تین دن لکھے ہیں اگر میں چار دن بھی نہ آتا تو میرے والد کی محبت کا یہ تقاضا تھا کہ جبتک میں ان کا منہ دیکھ لیتا۔ انکا جسم آغوش لحد کے سپرد نہ ہوتا اور حضرت امام برحق تو میرے آنے سے پہلے یہ بھی فرما چکے تھے کہ جنازہ کو دفنا دیا جائے۔ باقی رہی جائداد۔ میرے والد حضرت احمد مرسل کے عاشق زار تھے بموجب فرمان حضرت احمد مرسل انکی تمام جائداد بھی اشاعت اسلام و مقاصد سلسلہ احمدیہ میں خرچ ہوجاتی تو ان کو دریغ نہ تھا اور نہ ہی مجھے ہے۔

مجھے آپکی تحریر سے خوشی بھی ہوئی کہ قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں جب اہلحدیث کے اور پرچے پیش کئے جائینگے تو یہ پرچہ بھی شامل ہوگا۔

خاکسار

مرزا ... غلام ...

... قادیان

ایڈیٹر المنبر کے نام حضرت مفتی صاحب کی چٹھی

جناب اڈیٹر صاحب اخبار المنبر جھنگ۔ السلام علیکم۔ آپ کا اخبار تو میرے پاس نہیں آتا مگر ایک دوست نے آپ کے اخبار مورخہ ... میں سے کچھ اقتباس مجھے بھیجا ہے جس میں آپنے میری رپورٹیں نہ شائع کرنے کی وجہ مسئلہ کفر و اسلام بتلائی ہے مگر میرے خیال میں آپنے خود ہی اپنے سوال کا جواب بھی دیدیا ہے جب آپ فرماتے ہیں کہ خدا معلوم مفتی صاحب مہدو اخبار کو اس قسم کی چٹھیات کیوں نہیں بھیجتے۔ سو خدا کو تو سب کچھ معلوم ہے مگر آتا تو آپ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ میں آپکو ہندو یا عیسائی یا یہودی یقین نہیں کرتا۔ بلکہ آپ کو ایک ایسا شخص یقین کرتا ہوں جو کسی عیسائی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اور شریعت قرآن پاک کو سچا مان لینے کی خبر پر خوش ہوسکتا ہے اسلئے میں یہ خبر آپ کو بھیجتا ہوں اور پیسہ کاش یا ہندوستان کو نہیں بھیجتا کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ایسی خبر سے خوش نہ ہوگا بلکہ رنجیدہ ہوگا اور اسکو چھاپنا پسند نہ کریگا۔ اب آپکے مضمون سے معلوم ہوا کہ کسی انگریز عیسائی کے کلمہ گو ہوجانے اور نمازیں پڑھنے سے بھی آپ خوش نہیں ہوسکتے اگر ان عقاید کے ساتھ وہ انگریز جناب مرزا صاحب کے دعاوی کو سچا سمجھتا ہو۔ اور اسکا ماننا ضروری یقین کرتا ہو۔ میری رائے میں آپکا یہ خیال اسلامی حمیت اور اس وسعت حوصلہ کے خلاف ہے جو ایک جریدہ نویس کو دکھانا چاہئے۔ اگر بالفرض آپکے نزدیک ہم مرزا صاحب کو مان لینے میں غلطی پر ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن و حدیث کے ماننے میں تو غلطی پر نہیں ہیں۔ پس اس لحاظ سے کم از کم اس حد تک تو ایک اسلامی جریدہ کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ ہماری مدد کرے لیکن ہم کوئی امداد بھی نہیں ... آپ ...

آپ نہیں جانا چاہتے تو آپکی مرضی فی زمانہ مسلمان ایک امتیازی نام ہے اس قوم کا جو برخلاف ہنود۔ نصاریٰ یہود وغیرہ کے نبی عربی علیہ الف الف صلوٰۃ وسلام کو صادق یقین کرتے تھے اس لحاظ سے آپ مسلمان ہیں اور میرے اخبار بدر کو آپنے سالہا سال دیکھا ہوگا اسمیں مسلمانوں کا لفظ کن لوگوں پر اطلاق پاتا رہا۔ آپ خود غور فرما سکتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک ایسی جماعت ہوتی ہے جو کسی مامور من اللہ کی وساطت سے الٰہی تائید و نصرت کی وارث قرار دی جاتی ہے ہمارا ایمان ہے کہ وہ جماعت اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کے جھنڈے تلے کھڑا ہونے والی ہے ایسی جماعت کا نام آپ مومن رکھیں مسلمان رکھیں مہاجرین رکھیں انصار رکھیں اپنے اپنے زمانہ قبولیت میں وہ سب مسلمان تھیں اور وہی مسلمان تھیں۔ مامور وقت کے مخالف کو آپ منکر کہیں کافر کہیں یا بالفاظ ... خواست کہیں پھر اسکو ... یعنے خدا کا ... دین الٰہی کی ... کرنے والا ... بیعت یافتہ مسلمان یعنی ... مومن یعنے ماننے والا ... خاص عقاید کی تمیز کے کہیں کوئی حرج کی بات نہیں مختصراً یہ سب باتیں عرض کردی ہیں آگے آپ مالک ہیں۔ ۱۳ نومبر ۱۹۱۷ء

(محمد صادق لنڈن)

احمدیہ کمیشن ایجنسی بمبئی

ہمارے تاجر پیشہ بھائی بمبئی سے ہماری ایجنسی کی معرفت مال منگوایا کریں۔ انشاء اللہ بہت ارزاں پڑیگا ہم نہایت ایمانداری سے مال سپلائی کرینگے درمیانی کرایوں اور کمیشنوں سے بچاؤ ہوگا (۲) بالخصوص بلٹ (پیٹیاں) جنکی ضرورت اکثر جلدیوں میں سپاہیوں کو اور دوکانداروں کو ہوتی ہے ہم بہت سستی مہیا کرسکتے ہیں (۳) ایجنسی کا کاروبار چلانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند فرمایا ہے کہ ... احباب دس دس پونڈ بطور قرض حسنہ دیں جو ... چنانچہ حضور نے اور ... قادیان نے دس دس ... میں ... حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ... انشاء اللہ ... کرکے ...

... کی سنہ ...

(بقیہ صفحہ ۲)
آنا بھی بہشت حاصل کرکے جہاں سے اُتار لو۔

پس بمختصر تمام حالات سے بذیں غرض آگاہ کیا ہے کہ بعض بے روزگار لوگوں میں سے کسی کو دینی اور دنیاوی رنگ میں مفاد حاصل ہو سکے ہمارا ایک عہدہ وقف ہوں اسلئے مطلق تکلیف نہیں ہوئی۔

موسم

یہاں موسم کی خرابی اور تبدیل آب و ہوا سے بعض کو تکلیف ہوگی سو عرض یہ ہے کہ یہاں گرمی سردی مخصوص ہوتی ہی نہیں موسم بہار کا سا موسم رہتا ہے رات کو ایک چادر لیکر سونا سہل ہے پھلی سستی ہے مچھ خوراک میں بہت فرق نہیں تر پنگا یہاں جیسا ہی صبح اٹھتا ہے موسمی بخار کی شکایت ہوتی ہے لیکن لقیا جائے بہت سا دیسا ہوتا ہے (۱) کہ مچھر سے بچاؤ ہے دھوئیں سے یا مچھردانی سے حفاظت ممکن ہے (۲) قبض نہ ہو (۳) دفعتہً کا استعمال بہت مفید ہے (۴) کونین یا چرائتہ کا استعمال (۵) پانی ابال کر پینا بہت مفید ہے لکڑی کی کثرت بیان سے باہر ہے گھر سے باہر جنگلات ہی جنگلات ہیں۔ گر پر انڈنٹ کرا کر منگواؤ۔ تو تین روپیہ میں دس بارہ من پختہ لکڑی گھر پہنچ جاتی ہے کوئلہ میں بھی یہی حال ہے۔

(نامہ نگار) معرفت ایڈیٹر فاروق قادیان۔ نوٹ۔ جو صاحب مزید حالات دریافت کرنا چاہیں معرفت ایڈیٹر فاروق کو بعد استفسار ۲ ٹکٹ بھیجیں جواب منگوایا جا سکے۔

جنگ پر تبصرہ

جنگ کی کیفیت گذشتہ ہفتہ کی نسبت حال میں بالکل مختلف نہیں [illegible] کانفرنس جو تجویز کی گئیں [illegible] [illegible] سفری [illegible] [illegible] کے متعلق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

غزل
جناب میرزا ناصر نواب صاحب

بار کی شمشیر ابرو تن گئی
عاشق بیکس کی اب گردن گئی
جب سے ہمنے صلح کی ہے یار سے
ساری دنیا سے لڑائی ٹھن گئی
صدق کو جب سے کیا ہے اختیار
جان پر گویا مصیبت بن گئی
اس پری کو دیکھنے سے بیقرار
میں اگر کہنے تو وہ لنڈن گئی
جب سے [illegible] مسیح احمدی
وادی کو بھول سب سامن گئی
سب خزاں گلشن کے حق میں اک بلا
گل گیا نرگس گئی سوسن گئی
نامہ شوق آئیں ہمنے رکھ دیا
ہے کے کندھا جب ناکن گئی
رفتہ رفتہ ہو گئی بے باک وہ
پہلے پردہ بعد میں چلمن گئی
ہاتھ اسنے رکھدیا سینے پہ جب
تب ذرا ٹھنڈک پڑی کھولن گئی
جب کہا اسنے اشارہ آنکھ کا
سب الٹ فوراً صف دشمن گئی
تو بھی چل نامر کہ سنتا ہوں وہاں
مے شراب ناب سو گیلن گئی
دیکھنا اسوقت انگریزی جلال
فاتحانہ فوج جب جرمن گئی

(فاروق)

موجودہ سے اس کو لوک کرنا پڑا۔ اس کارروائی میں ۹۹ ہزار قیدی۔ چار سو توپیں اور ۱۰۳ کلدار توپیں ہاتھ آئیں۔ سلطے انگلینڈ کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

خزینہ فضل الکیمیا یعنی چشمہ حیات
یعنی
تریاقی گولیان

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں ہمنے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کیسا اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کا مجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا جس سے کئی گھر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں جو پیارے بچوں سے خالی تھے وہ گھر جو اولاد کی ہوا نہ دیکھتے اٹھرا کی بیماری کے باعث نہ بن سکتے تھے جن کی اولاد پیدا ہو سکتی فراغ مفارقت کر رہ والا البتہ لے لیتی تھی حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا پیدا ہوتے تھے اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے تھے مایوس اور نا امید ہو چکے تھے محض خدا تعالیٰ کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں آپ بھی نا امید نہ ہوا خدا پر بھروسہ رکھو اور تریاقی گولیوں کو استعمال کراؤ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرماویں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تا کہ سب فائدہ اٹھا دیں قیمت فی تولہ عہ

اصلی ممیرا اور ممیر کا سرمہ

تمام امراض چشم کے لئے مفید ہے یعنی دھند جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے قیمت فی تولہ (تین پیسے) عہ

المشتہر
نظام جان و عبدالرحمن کاغانی قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

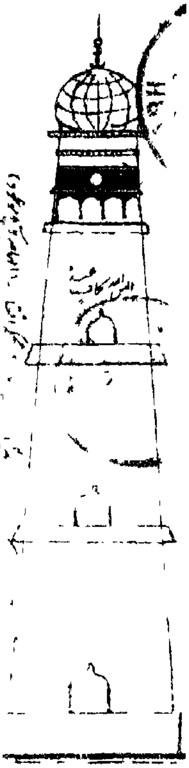
بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان

فاروق

ایڈیٹر و پرو پرائٹر قاسم علی

جلد ۳ — یوم پنجشنبہ مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۱۵ء — نمبر ۳



تبلیغ اسلام در ولایت

تبلیغ اسلام کا کام لنڈن اور اسکے گرد و نواح میں بذریعہ تقریر و تحریر و تقسیم رسائل کیا جا رہا ہے بعض اخبارو‌ں میں اشتہار دیا گیا ہے۔ کہ صداقت اسلام کے متعلق جو صاحب تحقیقات کرنا چاہیں۔ ہم ان کی اس خدمت کے واسطے حاضر ہیں۔ اسپر خطوط آرہے ہیں۔ اور جواب لکھے جا رہے ہیں۔

تصدیق

تازہ بشارت یہ ہے۔ کہ برادرم قاضی عبد اللہ صاحب بی۔ اے کی تبلیغ سے تین جنٹلمینوں نے جن کے نام مسٹر بنجامن ساکن ہٹر ڈین۔ مسٹر سی ڈبلیو رنر ساکن ہائی بری اور مسٹر ایلن ساکن سٹنگ بورن ہیں۔ تصدیق نبوت حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی و تصدیق نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے

بعض ہم سفروں کے مشورہ کے بعد عاجز موسم سرما کے واسطے مقام ویٹوز جانے والا ہے۔ انشاء اللہ۔ جو لنڈن سے تقریباً ۹۰ میل ہے۔ والسلام۔ ۲۷ نومبر ۱۹۱۵ء

محمد صادق عفا اللہ عنہ

۴ سٹار اسٹریٹ۔ لنڈن ۲ ڈبلیو

ماریشس کے حالات

(نوشتہ میاں عبد الرحمٰن صاحب بن مولوی محمد دیوان شاہ صاحب)

یہاں کے لوگ زیادہ تر فرنچ اور کریولی زبان جانتے ہیں اردو کم لوگ جانتے ہیں۔ احمدی سب اردو سمجھ سکتے ہیں بعض خوب اچھا بول بھی لیتے ہیں۔ یہاں کے غیر احمدی بڑے سخت ہیں۔ میں دو دفعہ جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب کے مکان پر شہر روز ہل میں گیا ہوں۔ اور دو دفعہ ٹریکٹ تقسیم کئے کی پیشگوئی والے ٹریکٹ انگریزی کے خوب ٹریکٹ بانٹے۔ اور خدمات گورنمنٹ والا ٹریکٹ بھی چند معزز اصحابوں کو دیا گیا۔ کیونکہ میں وہ قریب ایک صد اپنے طور پر مانگ کر لایا تہا۔ ٹریکٹ بانٹنے پر پورٹ لوئی میں ایک ہل چل مچ گئی ہے۔ امید ہے جو خدا کے فضل سے اچھا نتیجہ پیدا کرے گی۔ اب میرا ارادہ کیوپ میں ٹریکٹ بانٹنے کا ہے۔ یہاں ستر میل میں ریل گاڑی چلتی ہے۔ موٹر کار اور گھوڑا گاڑی یہ تینوں سواریاں ہیں۔ بیل کا گوشت ایک روپیہ دو آنہ کا ایک سیر۔ آٹا گندم اڑھائی سیر۔ گھی چار روپے سیر۔ میدہ تین روپے کا ایندھن دو روپے کا ایک من۔ سبزیاں اسقدر گراں ہیں دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ انجل آم اور گنا کثرت سے ہوتا ہے۔ اور یہاں گرمیاں ہیں۔ آزادی بڑی ہے۔ مسلمان عورتیں خوب زیب و زینت کر کے دوکانوں سے خود جا کر سودا خریدتی ہیں۔ مگر ان کے نماز نہیں پڑھنے کے [illegible] [illegible]

ننگی ہوتی ہیں کوئی رومال یا دوپٹہ سر پر نہیں ہوتا ۔ ہر ایک عورت کا جوڑا ہوتا ہے ۔ اسکے علاوہ فرنچ عورتوں کا لباس انڈیا کی انگریزی عورتوں کا سا ہوتا ہے ۔ مگر بڑا عمدہ ہوتا ہے ۔ [illegible] فرنچ عورتیں بڑی زیب و زینت کر کے گرجے میں جاتی ہیں ۔ ان میں بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا لباس سیاہ رنگ کا ہوتا ہے ۔ ان کے سر پر سیاہ کپڑے کا رومال بندھا ہوتا ہے ۔ اور بائیں طرف تانبے کی صلیب اور ایک تسبیح لٹکی ہوتی ہے ۔ یہ عورتیں شادی نہیں کرواتیں ۔ ان کو یہاں [illegible] کہا جاتا ہے ۔ مسلمان مردوں کا لباس [illegible] ایک [illegible] ہوتا ہے ۔ [illegible] پرلوپی [illegible] اور [illegible] اور [illegible] کوٹ چھوٹا سا [illegible] ۔ اور نیچے پتلون [illegible] ننگے رہتے ہیں [illegible] ان کے علاوہ ایک اور قوم ہے جو [illegible] مشہور ہے [illegible] صاحب کو ان کے گرجا میں [illegible] ڈریب لیڈیاں [illegible] تھیں [illegible] ایک منزل [illegible] تقریریں [illegible] کی جاتی تھی ۔ [illegible] زبان میں [illegible] تھی [illegible] مذہب ہے ۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو پیشگوئیاں تھیں ۔ وہ سب پوری ہو چکی ہیں ۔ اور [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی نازل ہونے والے [illegible] یہ باقی نکلا ہے ۔ یہ عیسائیوں کے گرجے [illegible] جاتے ۔ اور نہ عیسائی ان کے گرجا میں آتے ہیں ۔ یہاں کے کنوئیں کا پانی دو فٹ پر ہوتا ہے ۔ اور پانی کی گہرائی دس فٹ ہوتی ہے ۔ بعض جگہ کم اور بعض جگہ زیادہ بھی ہوتا ہے ۔ یہاں بارش کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے ۔ یہاں کے مرغ رات کے وقت بغیر بندا ان کے اذانیں دینے لگ جاتے ہیں ۔ مغرب سے لے کر صبح تک اذانیں دیتے رہتے ہیں ۔ یہاں کا گھوڑا بالکل چھوٹے قد کا ہوتا ہے [illegible] بیل [illegible] سینگ نہیں [illegible]

دیکھے ہیں ۔ بڑے سینگ والے دو گاڑی کے کام میں لگائے جاتے ہیں ۔ جو گائیں دودھ دینے والی ہوتی ہیں ۔ ان کو ایک مکان میں بند رکھتے ہیں ۔ چارہ وغیرہ سب اندر ہی ڈالتے ہیں ۔ اس کو کبھی بھی باہر نہیں نکالتے وہ اندر ہی رہتی ہے ۔

یہاں کے گنے سے چینی بنتی ہے ۔ اور اس کے بنانے کے واسطے قریب یک [illegible] کے کارخانے ہیں ۔ میں نے بھی جاکر دیکھا ہے کہ کس طرح گنے سے چینی بنتی ہے ان کارخانوں کو دیکھ کر حیرت آتی ہے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خط

[illegible] عبد القادر [illegible] السلام علیکم ورحمۃ [illegible] فاضی [illegible] صاحب [illegible] سلطان محمود صاحب [illegible] نہایت [illegible] تعلق [illegible] ان کے اخلاص اور ان کی [illegible] بیماری [illegible] نہیں ہو سکی [illegible] ان کا سانحہ [illegible] گا اللہ [illegible] آپ کے والد تھا [illegible] محبت اور تعلق کے بڑھانے میں ممد [illegible] ہوتا ہے

خاکسار مرزا محمود احمد

فاروق ۔ یہ نقل ہے اس مکتوب کی جو حضرت نے مرحوم سلطان محمود صاحب مدراسی کے لئے بطور تعزیت اپنے قلم سے مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۱۷ء کو مولوی صاحب کی وفات پر لکھا تھا ۔

تعزیت [illegible]

برادرم حاجی عبد القادر صاحب [illegible] [illegible]

وہ اس مرتبہ جلسہ میں شریک نہیں ہو سکے ۔ احباب ان کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دیوے ۔ آمین

ہوشیارپور میں مبارک تحریک

میدیر حاجی احمد شاہ صاحب ہوشیارپوری تحریر کرتے ہیں کہ ۔ ہماری احمدی جماعت ہوشیارپور کے منشی امام الدین صاحب نہایت مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں ۔ اور حضرت مسیح موعود کے پرانے خدام میں سے ہیں ۔ [illegible] ان کے دل میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی [illegible] [illegible]

[illegible]

پیغام [illegible] تعلق [illegible]

[illegible] مرزا قادیانی [illegible] مطلق [illegible] کا احساس نہیں رکھتے کہ ان کے محسن و مرشد کا نام کس بیہودگی سے حسن نظامی نے لیا ہے ۔ اور پھر کس بے غیرتی کے ساتھ [illegible] اپنے اخبار میں جگہ دے رہے ہیں ۔

پھر اس نے لکھا ہے کہ عبد الحق غزنوی کے ساتھ مرزا صاحب کا مباہلہ ہوا ۔ اور مرنے والے مرزا صاحب تھے گویا اس میں خواجہ حسن نظامی نے یہ تو ہین کی ہے کہ [illegible] عبد الحق کے مقابل میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۴ جنوری ۱۹۱۸ء

اُمّت میں نبوّت
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہو سکتا ہے

ماکان محمدٌ ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیّن

آیت کریمہ مذکورہ کے چار حصے ہیں۔ پہلا حصہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم۔ دوسرا حصہ ولٰکن رسول اللہ تیسرا حصہ وخاتم النبیین چوتھا حصہ چہارم وکان اللہ بکل شیء علیما۔

حصہ اوّل کا مطلب

اس حصہ کا مطلب بالکل واضح ہے۔ کہ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ اور اس کا ربط اسکے ماقبل سے ہے۔ کیونکہ آیہ ماقبل میں یہ ذکر ہے کہ زید کی مطلقہ نبی کریمؐ کے نکاح میں آئی۔ تو چونکہ زید نبی اللہ کا فرزند مشہور تھا اس لئے خدا تعالےٰ نے تبنیّٰ کو باطل ٹھہرایا۔ اور اسکے مقابلہ پر یہ بھی فرمایا۔ کہ زید ابن الحارثہ تو کیا محمدؐ تو تمہارے مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں۔

آیت کا دوسرا حصہ - ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ولٰکن رسول اللہ۔ اس حصہ میں لٰکن کا لفظ رکھا گیا ہے۔ اور لفظ مذکور ہمیشہ دفع توہم کے لئے آیا کرتا ہے۔ اور کتاب سلم الثبوت میں اسکے متعلق لکھا ہے کہ لٰکن خفیفۃ وثقیلۃ وھو دفع التوھم الناشی عن السابق۔ اور کتاب شرح جامی میں اسکی تشریح یوں آئی ہے۔ لٰکن للاستدراک ومعنی الاستدراک رفع التوھم یتولد من کلام المتقدم تتوسط بین الکلامین المتغایرین نفیا واثباتا ای تغایرا معنویاً۔ اب ہم کو یہ تو معلوم ہو چکا۔ کہ کوئی شبہ اس جگہ پر ہے تو سہی۔ لیکن اب یہ بھی معلوم ہو۔ کہ وہ شبہ کونسا ہے۔

وہ شبہ یہ ہے۔

کہ اسی سورۃ کے رکوع اول میں کہ جس میں آیت محولہ بالا نازل ہوئی ہے۔ نبی المحتشم کی وہ شان بیان کی گئی ہے کہ جس سے آپ کی ازواج مطہرات تمام مومنوں کی مائیں قرار پائیں جیسا آیہ کریمہ سے ظاہر ہے۔ النبی اولٰی بالمومنین من انفسھم وازواجہٗ امھاتھم۔

جس شخص کی ازواج ہماری مائیں ہیں۔ وہ اولاً بالذات ہمارا باپ ہوگا۔ پس سورۃ احزاب کے ابتدا میں اللہ تعالےٰ نے نبی کریمؐ کو موکد طور پر ہمارا والد قرار دیا۔ اور آپ ہی کے ذریعہ سے آپکی ازواج ہماری مائیں ہیں۔ پس نبی کریمؐ تو ہمارے باپ ہوئے۔ اب آیہ کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے دیکھنے سے فوراً شبہ پیدا ہوگا۔ ابھی اس سورۃ کے شروع میں تو نبی کریمؐ ہمارے باپ تھے۔ اور یہ کیا کہ یہاں پر باپ ہونے سے انکار کیا جاتا ہے کہ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ علاوہ اس سے ایک اور وجہ بھی اس شبہ کے واقع ہونے کی تھی اور وہ یہ ہے کہ سورۃ کوثر میں آپکے یہ شان بیان فرمائی۔ ان شانئک ھو الابتر۔ یعنی مقطوع النسل ہونا تو آپکے دشمن کے لئے مخصوص ہے۔ یہ شبہ یہاں پر پیدا ہوتا تھا۔ تو اسکے لئے (لٰکن) کا عطف لایا گیا جو اسی کام کے واسطے وضع کیا گیا ہے۔ تاکہ اس کا ازالہ ہو جاوے۔

آیۃ کریمہ کے حصہ دوم کا بیان

ولٰکن رسول اللہ۔ اس حصے کا مطلب اظہر من الشمس ہے۔ کہ آیت کے حصہ اوّل میں ایک سوال پیدا ہوتا تھا۔ اس کے جواب کے لئے دوسرا حصہ بیان کیا گیا۔ اور اس کے شروع میں حرف لٰکن کا ہے۔ اور اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ کہ لٰکن دو متغایر کلاموں کے درمیان آتا ہے۔ اب یہاں پر امر لازم ہوا۔ کہ ضرور آیت کے پہلے حصہ میں نبی کریمؐ کے باپ ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ تو اب لٰکن کے لفظ سے بتلا دیا۔ کہ اگر آیت کے پہلے حصے میں کسی قسم کی نفی کی گئی تو دوسرے حصے یعنی لٰکن میں اسکے اثبات کا بھی ذکر ہے۔ اور یہ اسی تحقیق سے ہے۔ کہ ہر ایک نبی اپنی اُمت کا باپ ہوتا ہے تو نبی کریمؐ بھی بحیثیت نبی ہونے کے ہمارے باپ ہوئے۔

آیت کریمہ کا تیسرا حصہ

ہمارے یہاں غیر احمدی علماء اس حصہ کے معنے یوں کرتے ہیں کہ سلسلہ نبوت کو بند کرنے والا ایک قسم ختم کرنے والا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس حصہ کے کیا معنے ہیں۔ اور پھر یہ ان کو ماقبل سے کیا ربط ہے۔ اور اس آیت میں ان معنوں کی کوئی گنجائش بھی ہے یا نہیں؟ پس واضح ہو کہ خاتم النبیین کوئی جملہ نہیں۔ کہ ہم کہیں کہ یہ کسی مستقل سوال کے جواب میں ہے اور کسی خاص مطلب کو اپنے اندر لئے ہوئے۔ بلکہ یہ مفرد ہے۔ جس کا بدون ماقبل کے ربط کے کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔

واؤ عاطفہ

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ آیا کلام اپنے ماقبل سے بندھی ہوئی بھی ہے یا نہیں؟ اس امر کے ثبوت کے لئے تو اتنا دیکھنا کافی ہے۔ کہ یہ لفظ مفرد جو ہے اس سے پہلے کوئی حرف عطف بھی ہے یا نہیں۔ اور حروف عاطفہ آٹھ ہیں۔ واؤ۔ فا۔ ثم۔ او۔ ام۔ لٰکن۔ لا۔ بل۔ تو ان حروف میں سے تو واؤ۔ اسکے قبل حروف عاطفہ میں سے ہے۔

خاتم النبیین کی اصل حقیقت

بفتح التاء وبکسر التاء ہر دو لفظ بمعنے مہر کے ہیں جیسا کہ فتح البیان میں آیا ہے۔ خاتم بفتح التاء کالطابع تصدیق یتنبؤن یکونہ منھم۔

رسول اللہ کو پہلے خاتم النبیین کو بعد میں لانے کی حکمت

واضح ہو کہ کلام میں ترقی کی راہ کو اختیار کرنا کلام کی اعلیٰ خوبیوں میں سے ہے۔ پس پہلے عام مومنوں کا باپ ہونے کا اثبات نبی کریمؐ کے لئے کیا گیا ہے۔ اور اس کی نظیر نفی میں اللہ کا قول ہے۔ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ پہلے اونگھ کی نفی کی گئی۔ اور بعد میں نیند کی نفی کی گئی۔ کیونکہ اونگھ عام اور نیند خاص۔ اسی طرح مومن عام اور نبی خاص ہے۔ مومن ہی ترقی کرتے کرتے نبی بنتا ہے۔ نیز اگر پہلے خاتم النبیین کو رکھا جاوے۔ اور رسول اللہ کو بعد میں تو فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ خاص کے ذکر کے بعد عام کا [illegible]

[illegible] نہیں ہوتا جسکی مہر سے نبی بن سکتے ہیں۔ تو نبوت [illegible] کے ساتھ بن سکتے ہیں پس خاتم النبیین کو [illegible] کے ساتھ ربط دینے سے یہ امر اظہر من الشمس ہوگیا [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کے دروازہ کو تیغ کر دینے والے نہیں بلکہ [illegible] فیضان خداوندی کو جاری کرنے والے ہیں [illegible] مومنوں کے روحانی باپ ہیں [illegible] علاوہ اسکے خاتم النبیین بھی ہیں یعنی آپ کی [illegible] نبی تراش ہے۔ لہٰذا آپکے فیض تعلیم سے منصب نبوت حاصل ہوسکتا ہے ؎

آیت کا چوتھا حصہ
وکان اللہ بکل شیء علیما

آیت کا آخری حصہ وکان اللہ بکل شیء علیما۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے خاص اپنا [illegible] اسم سے کر بیان فرمایا۔ کہ میں ہوں ہر ایک شے کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اور یہاں پر اللہ تعالیٰ کے اسموں میں سے اسم ذات ہے۔ اور صفت علیمیت اسکے ہمراہ ہے اور علیم مبالغہ کا صیغہ ہے۔ پس اللہ تعالے نے یہ بیان فرمادیا کہ تم کیا جانو ان باتوں کو۔ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں جو تمہارے لئے مفید ہیں۔ اور جو مضر ہیں ؎

اگر خاتم النبیین کے یہ معنے تسلیم کرلئے جاویں [illegible] سلسلہ نبوت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سے بند ہے۔ بوجہ اسکے کہ نبی اکرمؐ تمام نبیوں کے اخیر میں آنے والے ہیں۔ اور اب آپکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تو اس کے تسلیم کرنے سے قرآن مجید کی بہت سی آیات کو چھوڑنا پڑے گا۔ جو کہ سلسلہ رسالت کو آیندہ کے لئے جاری کرتی ہیں ؎

حضرت مسیح موعود [illegible] کا مجموعہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت مسیح موعود کے تمام اشتہارات کو کتابی صورت میں شایع کرنے کا [illegible] شروع کر [illegible]

ہوگا کیونکہ یہ احمدیہ جماعت کی بڑی بھاری ضرورت تھی جسے پورا کیا گیا ہے۔ ورنہ ان ایام میں جبکہ کاغذ دس روپے بھی بمشکل ملتا ہے۔ اور چھپوائی گراں ہے۔ چھاپنے کا حوصلہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اشتہاروں کا جو فائل میر صاحب کے پاس ہے وہ خدا کے فضل سے تمام ان فائلوں سے زیادہ مکمل ہے جو اس وقت احمدی جماعت کے کسی نہ کسی فرد کے پاس موجود ہیں۔ اور ابھی کوشش جاری ہے چنانچہ ایک اشتہار کل ملا ہے۔ جو حضور نے مجبر دکن مدراس میں چھپوایا تھا۔ ان اشتہاروں کے جمع کرنے میں جسقدر سعی بلیغ کی گئی ہے اس پر نظر کرتے ہوئے احباب کو یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ مہربانی فرماکر سلسلہ کے موافق یا مخالف جو بھی اشتہار یا پمفلٹ نکلیں اس کی دو دو جلدیں ضرور محفوظ رکھنے چاہیں تاکہ بعض احباب تو ضرور اس کام کو بالالتزام شروع کردیں حضرت اقدس کے زمانہ میں اشتہاروں کو معمولی سمجھا گیا۔ اور انکو جمع کرنے اور محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کی گئی۔ تو اب دقت پیش آئی۔ کہ اب یہ بھی نہیں معلوم ہوسکتا کہ کسقدر اشتہارات شایع ہوئے۔ اسیطرح بعض اوقات مخالفین کے اشتہاروں کی ضرورت پڑجاتی ہے۔ مگر دستیاب نہیں ہوتے۔ چند روز ہوئے۔ درِّ نجف شیعہ اخبار نے ایک نہایت شر انگیز مضمون شایع کیا حضرت اقدس مسیح موعود کی کچھ عبارتیں نقل کیں۔ اور ان سے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ آپ اپنے مخالفوں کو گالیاں دیا کرتے تھے اور تہذیب سے جواب نہ دیتے تھے۔ اب اس کے لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ جن حالات میں لکھا گیا تھا۔ اور جو لوگ مخاطب تھے ان کے مضامین و اشتہارات کو دکھایا جاتا تا یہ واضح ہوتا کہ حضور نے کس قدر نرمی اور عفو سے کام لیا۔

یہ تو پرانی بات ہے میں نے بعض ایسے اشخاص دیکھے ہیں۔ جن کو یہ شکایت ہے کہ الفضل یا فاروق غیر مبائعین پر سختی کرتے ہیں۔ حالانکہ جو لوگ حقیقت حال سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ہمارا پہلو ہمیشہ دفاعی رہا ہے۔ اور ہم نے کبھی پہل نہیں کی۔ اور نہ ایسے سخت الفاظ استعمال کئے۔ جیسے پیغام میں لکھے جاتے ہیں۔ اب چونکہ ان صاحبوں نے کبھی متفق و متعلق دو دیکھے تھے۔ اس لئے یہ غلط فہمی ہوئی۔ یہ کیونکر ان کی روایت کا ماخذ صرف پیغام [illegible] تھا۔ جب ان کو مقابلہ کرکے دکھایا گیا۔ تو وہ قائل ہوگئے۔ پس ضرورت ہے کہ لٹریچر کو محفوظ کیا جاوے۔ بعض باتیں موجودہ صورت حالات میں معمولی معلوم ہوتی ہیں لیکن بعد میں ان کی بڑی ضرورت آپڑتی ہے اور ایک ایک لفظ قیمتی معلوم ہوتا ہے۔ بعض اشتہاروں پر تاریخ نہیں چھپتی۔ اور بعد میں صرف تاریخ کے مقدم و موخر ہونے سے مسائل ضروریہ پر اثر پڑتا ہے۔ ایسی باتیں بھی اپنے قلم سے اس اشتہار پر واضح کردی جایا کریں دیکھو تریاق القلوب کے ٹائٹل پر ۱۹۰۲ء لکھا ہے۔ حالانکہ وہ کتاب ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تصنیف ہے۔ اور چھپ چکی تھی۔ صرف ٹائٹل ۱۹۰۲ء میں چھپا۔ اب اتنی سی بات ثابت کرنے کے لیے ۱۵-۱۶ صفحے حضرت خلیفۃ المسیح کو مضمون لکھنا پڑا۔ اور بہت سی خارجی شہادتیں جمع ہوئیں۔ اس سے اخبار نویسی کے فرائض کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ مدت سے یہ بھی دیکھا جارہا ہے کہ کئی مباحثے ہوتے ہیں۔ جن میں احمدیوں کو بڑی فتح ہوتی ہے مگر اس کا ذکر اخبار میں نہیں چھپتا۔ محض اسلئے کہ کسی احمدی صاحب نے رپورٹ لکھکر اخبار والوں کو نہ دی۔ اور اخبار والوں نے اپنی پوزیشن کے خلاف سمجھا کہ خود جاکر حالات دریافت کریں۔ اسطرح پر سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا میٹریل ناقص ہو رہا ہے۔ مگر اب توجہ نہیں کی جاتی ؎

غیر مبائعین نے ہمارے مقابل پر کئی اشتہار اور پمفلٹ شایع کئے۔ مگر کتنے دوست ہیں۔ جنہوں نے مکمل فائل رکھنے کی کوشش کی۔ یا کم از کم اپنے ہی اشتہار اور پمفلٹ محفوظ کئے۔ باہر والوں نے کہدیا کہ قادیان والوں کا کام ہے۔ اور قادیان والوں نے کہا کہ کوئی بیرونی دوست یہ کام کر رہے ہونگے خدا کے لئے احباب ایسی باتوں کی طرف توجہ کریں کہ اگر گذشتہ سالوں میں کوتاہی ہوئی ہے تو اب نہ ہو۔ یہ کام سب کے کرنے کا نہیں بلکہ چند ہوشیار اور پختہ کار دوست یہ کام اپنے ذمے لیں۔ اور سلسلہ کے موافق یا مخالف کوئی بھی اشتہار یا پمفلٹ حتے کہ جلسوں کا پروگرام ہی ہو تو اسے محفوظ رکھیں۔ اگر ایک دفتر اس کے متعلق بنجاے۔ تو بہتر ہوگا۔ کہ ایسے اشتہار اس دفتر کے مہتمم کو بھیجدیا کریں تاکہ ایک جگہ محفوظ و جمع ہوتے رہیں۔ اور آخر میں کہتا ہوں۔ ہمارے مخالف خصوصاً غیر از جماعت (پیغامی) اکثر بیرونجات میں اپنا لٹریچر بھیجتے رہتے ہیں لیکن قادیان نہیں بھیجتے ہیں۔ اب ہمارے دوست [illegible] قادیان [illegible] کو سلام [illegible]

ثلث القرآن
فی
رمضان
(نوٹ القمل)

ب) تو میتینی کا سوال وجواب دو موقعہ پر ہو سکتا ہے ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یا قیامت دونو صورتوں میں ہمارا مطلب حاصل ہے ۔ کیونکہ رسول کریم سے پہلے توفی کا اقرار کر چکے ہیں ۔ تو وفات پا چکے حدیث بخاری بھی اس کی تائید میں ہے ۔ اقول لما قال العبد الصالح کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم ۔ اگر قیامت کو سوال وجواب ہو گا ۔ تو بھی نتیجہ موت نکلا کیونکہ حضرت عیسیٰ کی شہادت ہے ۔ کہ جب تک میں ان میں زندہ رہا ان کا نگران تھا ۔ یہ میری زندگی میں نہیں بگڑے ۔ اب عیسائی توحید کی بجائے تثلیث کے قائل ہو چکے ہیں ۔ معلوم ہوا وفات بھی ہو چکی ہے ۔

سورۃ مائدہ ختم ہوئی ۔ ۵۔۴۴

ساتواں رکوع
بعد از نماز عصر ۔ ۴½ بجے

سورۂ انعام

یہاں ایں خدا تعالیٰ نے نبیوں کے آنے کی ضرورت بیان فرمائی ہے ۔ (ب) لوگ محض عقل سے خدا کو پانا چاہتے ہیں ۔ مگر خدا کا وجود صرف انبیاء کا ہوتا ہے ۔ انہی سے حقیقی خدا کا علم ہوتا ہے ۔

ج) اجلین ۔ جسمانی کمال کا زمانہ ۔ روحانی کمال کا زمانہ دنیاکی عمر ۔ عقبیٰ کی عمر ۔

آٹھواں رکوع

۵۰۳ ۔ ماسکن ۔ جو قرار پذیر ہوتا ہے ۔

۵۰۴ ۔ واوحی الیّ ۔ پہلا اندرونی شہادت صداقت کی بیان فرمائی ۔ کہ جس کو یہ قرآن مجید پہونچے اور نہ مانے گا بلکہ شوخی واستہزا سے کام لیگا ۔ وہ ہلاک ہو گا ۔

(ب) بیرونی شہادت ۔ پہلی کتابوں میں اسکی پیشگوئیاں موجود ہیں

نواں رکوع

۵۰۵ ۔ ومن اظلم ۔ ایک اور شہادت اپنی ذات کی صداقت کے متعلق دی ہے ۔ کہ میں کامیاب ہو جاؤں گا اظلم ناکام رہتا ہے ۔ یہ عقل وتجربہ کے رو سے ثابت ہے

۵۰۶ ۔ لم تکن فتنتہم ۔ ان کا عذر یہ ہو گا ۔

۵۰۷ ۔ ان ھذا الا اساطیر الاولین ۔ مسیح موعود کی صداقت کے دلایل دیے جاویں ۔ تو اب بھی ان کے منکرین کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے نبیوں کی نسبت فرمایا ۔ ان کو کیوں ان سے ملاتے ہو ۔ اسی طرح اگر کوئی آیت ان پر صادق آئے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ تو اگلے کفار کے متعلق ہے نہ کہ ہمارے حق میں ۔

۵۰۸ نرد ولا نکذب ۔ جب مجرم پکڑا جاتا ہے تو کہتا ہے ۔ اب نہیں کروں گا ۔ نہ اسلئے کہ وہ اس جرم سے متنفر ہوتا ہے ۔ بلکہ سزا سے بچنے کے لئے ۔ اسلئے یہ عذر نامعقول ۔

۵۰۹ ۔ وقالوا ۔ وہاں سے لوٹایا جانے کی صورت میں (۲) یا پہلا قول نقل کیا ۔

دسواں رکوع

لعب ولہو ۔ یہ مراد نہیں کہ لغو ہے ۔ بلکہ یہ ذریعہ حصول اصل مقصود ہے ۔ جیسے تعلیم میں کھیل اپنی طاقت وقویٰ کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے ۔ مگر جو طالب علم اسے اصل مقصود سمجھ بیٹھے وہ فیل ہو جاتا ہے ۔ اسی طرح دنیا کا حال ہے ۔

۵۲۰ ۔ لیحزنک ۔ تجھ اسلئے برا نہیں کہتے کہ تجھے برا کہتے ہیں ۔ بلکہ اسلئے کہ وہ میری وجہ سے تم سے نفرت رکھتے ہیں ۔

۵۲۱ ۔ وان کان کبر علیک ۔ یہ زجر نہیں ۔ بلکہ رسول اکی ہمت بڑھائی ۔ [illegible]

ہیں کہ سارا جہان کے لئے دعائیں کر

۵۱۲ ۔ والموتیٰ ۔ بیمعنوں کے مقابل موتیٰ کا لفظ آیا ہے ۔ یعنے جنکے روحانی مرے ہیں ۔ مردہ دل ۔

۵۱۳ ۔ الا امم امثالکم ۔ یعنے پرندے وغیرہ بھی ایک مخلوق ہیں تمہاری طرح ۔ مگر دونو میں فرق ہے ۔ جو قوٰی انسان میں وہ انہیں نہیں ہیں ۔ پس یہ امتیاز بے معنی نہیں بلکہ انسان خدا کے حضور حاضر ہونیوالا ہے ۔ اس لئے اس کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے ۔ تا وہ ان کے مطابق اپنی زندگی بنائے ۔ ضرورت نبوت بتائی انسانوں میں ۔

گیارہواں رکوع

۵۱۴ جہرۃً ۔ جس کے آنے کی علامتیں ان کے آنے سے پہلے معلوم ہو جاویں ۔

بغتۃً ۔ اسکے خلاف ۔

۵۱۵ ۔ ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ ۔ مدعی نبوت کو سچائی رسالت پر آزماؤ ۔

ایسے سوال کرو جو نبوت کی شان سے ہیں ۔ تمام علم غیب جاننے کا دعویٰ یا خزائن رکھنے کا دعویٰ نبی کو نہیں ہوتا

۱۴ جولائی ۱۹۱۷ء

بارہواں رکوع
(شروع ۳½ بجے)

۵۱۶ ۔ ماعلیک من حسابہم ۔ ان کی بھلائیاں تیرے ذمہ نہیں لکھی جائینگی ۔

۵۱۷ ۔ ومامن حسابک علیہم من شیٔ ۔ تیری نیکیاں ان کے نام نہیں لکھی جائینگی ۔

۵۱۸ ۔ فقل سلام علیکم ۔ چکڑالوی اس آیت سے نتیجہ نکالتے ہیں کہ سلام علیکم کہنا چاہیئے بجائے السلام علیکم کے میرے نزدیک السلام علیکم میں اسی سلام علیکم کی طرف اشارہ ہے یعنے وہ موعود سلامتی ۔ جو خدا کا وعدہ ہے ۔ اسی کے ہم تمہارے لئے خواستگار ہیں ۔

۵۱۹ ۔ بجہالۃ ۔ فعل جسمیں اصرار نہیں مگر [illegible] عاقبت اندیشی پر پردہ پڑ گیا ۔

۵۲۰ - ولتستبین سبیل المجرمین - مومن سے کوئی غلطی ہو تو وہ اس سے آئندہ رکتا اور اپنی اصلاح کرتا ہے۔ اور مجرم غلطی پر اصرار کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے جواز کے ثبوت بہم پہنچانے میں لگ جاتے ہیں۔ یا کم از کم اصلاح نہیں کرتے ۔

۱۳ تیرہواں رکوع

۵۲۱ - علے بینة - بینة مؤنث ہے۔ مگر کذبتم بہ میں ضمیر مذکر کی پھیری ہے۔ یہ وبالآخرة ھم یوقنون پر اعتراض کرنیوالے غور کریں۔ کہ اگر آخرت سے آخری وحی مراد ہے۔ تو وحی مذکر کیونکر مراد ہو سکتی ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ کبھی ضمیر معنی کی طرف پھرتی ہے یوحی سے مراد یہاں رسالت ہے۔ اسی طرح بینہ سے مراد جو ہر وہ مذکر ہے ۔

۵۲۲ - قل لو ان عندی - اس میں عذاب کا انکار نہیں۔ بلکہ انہیں سمجھایا۔ کہ خدا اور رسول کے درمیان فرق سمجھو۔ اور نبوت کی اصل پوزیشن کو جانو ۔

۵۲۳ - واللہ اعلم بالظلمین - چونکہ ظالموں کا علم اسی کو ہے۔ اس لئے عذاب کا معاملہ اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اگر کسی انسان کے قبضے میں یہ معاملہ ہو تو اغلب ہے۔ کہ وہ کسی کو ظالم سمجھ کر ہلاک کر دیوے۔ حالانکہ وہ کچھ مدت بعد بہت بڑا معاون اسلام ہو ۔

مفاتح کے معنے خزانے اور چابیاں بھی۔ آخری صورت میں خزائن عذاب کے بارے میں فرمایا کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کس حالت سے اس کو حقیقی طور پر عذاب دیا جا سکتا ہے۔ انسان ایک طرف سے عذاب دے۔ اور ادھر وہ نجات کا اور ذریعہ نکال لے پھر عذاب کے لئے کمال علم بھی شرط ہے۔ پتا بظاہر گرنا کا [illegible] سمجھا جاتا ہے۔ اور ہر کا [illegible] یعنی رطب و یابس (ترتیب [illegible]) میں خدا تعالے ہی جانتا ہے کہ گنہگار کون اور [illegible] ہو چکا ہے۔ کون اپنے [illegible] ظاہر [illegible] سے جھکڑا چکا ہے۔
[illegible] ان [illegible] کی طرح نہیں جو [illegible] کے ظاہر ہونے [illegible]

۱۴ چودھواں رکوع

(بعد از نماز عصر پونے چھ بجے)

۵۲۴ - ھو القاھر - ہو الغالب - یہ علبہ جبر کا نہیں۔ بلکہ جن پر غالب ہے۔ وہ اسکے بندے ہیں ۔

۵۲۵ - حفظة - ملائکہ مراد نہیں۔ بلکہ رسول جو ہدایت و شریعت لا کر لوگوں کو نارضامندی سے بچا لیتے ہیں یہ نعلہ برائے حفاظت ہے ۔

۵۲۶ - لا یفرطون - کمی نہیں کرتے۔ یہ نہیں گھٹا دیتے جس قسم کا معاملہ کسی سے کرنا چاہیئے۔ ایسا ہی کرتے ہیں

۵۲۷ - تدعونه تضرعا و خفیه - تذ ہاسے یہی معلوم ہو گا کہ یہ بلند آواز سے پکارنا ہے۔ خفیہ کے ساتھ تضرع لانے کی ضرورت رہتی کہ اس میں تو یہ نہیں ہوتا۔

۵۲۸ - من فوقکم - تمہارے حاکم ناراض ہو جاویں (۲) سماوی عذاب جسمیں انسانی دخل نہ ہو - [illegible] تحت ارجلکم - [illegible] (۲) زمینی عذاب جسمیں انسانی دخل نہ ہو - [illegible] وہ عذاب جو اندر سے پیدا ہوتے ہیں۔ (د) وہ عذاب جو پیچھے سے آتے ہیں

۵۲۹ - وکذب به - اس میں بتایا۔ جو وعدہ تھا اس سے یہ مراد تھی۔ کہ یہ عذاب ضرور آئیگا۔ صرف اظہار قدرت یہ تھا بلکہ پیشگوئی عذاب کی تھی ۔

۵۳۰ - یخوضون - یعنے انکے متعلق ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے وہ نشان مشتبہ ہو جائے۔ جیسے پانی میں بے احتیاطی سے چلنے سے گدلا پن آ جاتا ہے ۔

۵۳۱ - ینسینک الشیطن - یعنی بھول سے بیٹھے رہو تو یاد آنے پر اٹھ جاؤ۔ (ب) تمہیں بن کر غصہ آ جائے تو صرف اتنی اجازت ہے کہ مختصر نصیحت کر کر وہاں سے چلے جائے کیونکہ لمبی بات اور بیٹھنے میں فساد کا اندیشہ ہے۔ کسی دوسرے موقع پر انہیں خوب سمجھانا چاہیئے۔ جیسا کہ و ذکر به ان تبسل سے ثابت ہے ۔

۵۳۲ - شراب من حمیم - وہ رسولوں کے مقابلہ میں گرمی دکھاتے تھے۔ اسلئے گرم پانی پلائے جائینگے ۔

۱۵ پندرہواں رکوع

استھوته الشیطن - ڈال دیا ہو ڈاکوؤں نے (پ) جس کی عقل کو شریروں نے مار دیا ہو۔ یعنی ہم خدا کے نشانات مشاہدہ کرنے کے بعد کیونکر ان لوگوں کی طرح ہو جائیں۔ جن کی عقل ماری گئی۔ اور جو شریروں کے قبضے میں ہوں ۔

۵۳۴ - قوله الحق - یہ قول کہ تم ہارو گے ہم جیتیں گے۔

۵۳۵ - یوم ینفخ فی الصور - بلانے کے دو طریق ہیں فرداً فرداً بلایا جائے (۲) بگل بجا کر۔ تبلیغ کے بھی دو طریق ہیں۔ ایک کچھ کچھ آدمی داخل ہوں۔ دوم اَفواجاً داخل ہوں بذریعہ قہری نشانوں اور خاص تجلیات الٰہی کے ۔

۵۳۶ - آزر - کون تھا؟ ایک گت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ باپ کا نام تارا تھا۔ آزر نہ تھا۔ اس کا جواب حضرت مولوی صاحب دیتے تھے۔ کہ اب رچچا کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ اب کے لئے دعائے مغفرت منع کر دی گئی تھی۔ مگر والد کے لئے رب اغفرلی ولوالدی کی دعا آخری عمر کی موجود ہے ۔

میرے نزدیک اسکے علاوہ یہ بھی جواب ہے۔ پیدائش باب ۲۲ میں بے شک تارا آیا ہے۔ مگر طالمود میں اس کا نام زارا آیا ہے۔ اور لوقا باب ۳ آیت ۳۸ - زارہ آیا ہے۔ اور یہود کی تاریخ میں تارا معلوم ہوا کہ درحقیقت آزر ہی نام ہے اور یہ معمولی زبان کا انقلاب ہے۔ واغفر لابی انه کان من الضالین۔ زندگی کی دعا ہے۔ اور کافر کے لئے زندگی میں جائز ہے۔ واغفر میں ہدایت کی طلب بھی ہے۔ جو کافر کے لئے جائز ہے۔ ہاں مرنے کے بعد کی دعا واغفر لوالدی ہے جس سے آپ منع کئے گئے۔ اصحٰب الجحیم ہونے کا تبیّن مرنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے ۔

۵۳۷ - راٰ کوکبا - ستارے تو وہ روز دیکھتے تھے پس ظاہر ہے۔ کہ یہ کسی مجلس مباحثہ کا ذکر ہے۔ جہاں ھذا ربی بطور طنز و اعتراض کہا ۔

(ب) الآفلین اللہ تعالیٰ کے لئے تو یہ ہے کہ ہماری نظروں کی کمزوری ہے۔ جو اسے نہیں دیکھتیں۔ مگر ستاروں کا اپنا نقص ہے۔ کہ وہ ظاہر نہ ہونے کی صورت میں اپنا اثر نہیں ڈال سکتے ۔

قاضی ظہور الحق صاحب

اور

احمدیت کا بھوت

ایک سالکھنؤ میں مراکز ... مباہلہ ... اول تو ... نامی قرآن مجید میں موجود نہیں اور جن سے ... کی ذات کا کوئی ذرا ذرا آ چکیں۔ مگر ... کرتا گیا کہ وہ خدا کا ... [illegible]

... احمدیت کا بھوت ... [illegible]

... کا جواب ... [illegible]

... رہے کہ یہاں وضاحت ... [illegible]

... ظہور الحق صاحب ... [illegible]

... آپ ... نہیں لگیں گے ... منقطع ... کے بھوت ... ۔

مجرد اس وہم کے ... ہیولیاں بھاگنے لگے۔ اور انہیں اس حالت میں دیکھکر محلہ کے لڑکوں نے اسقدر شور ڈالا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتے ... مسجد میں جا نکلے۔ تو وہاں نمازیوں نے لوٹوں سے ... بھلا کہے میاں خیر دکا کہ انہوں نے لوگوں کو ... سمجھایا کہ تم سب غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ ... ہوگیا ... [illegible]

لیکن جب ... کو اصل واقعہ معلوم ہوا۔ تو صبح آپ کو بازار کے چوک میں ایک آرام کرسی پر لٹایا گیا۔ کیونکہ طبیعت مضمحل تھی۔ اور مذہب مشرکے ڈیلیگیٹ سلامی کے لئے حاضر ہوئے۔ شہر کے سب سے پرانے حلوائی کوڑی مل ... چار دن کی باسی پکوڑیوں کا ہار پہنا لائے اور آپ ہی کے گلے میں ڈال دیا۔ سردار موہن سنگھ تعریف لائے۔ اور آپ ... کے بیاسوں کا ہار تو ہاست استیاد سے ایک ... میں ... [illegible]

... نے اپنے امیر قوم ... بڑی محنت سے ... [illegible]

... والوں گا ۔

الفتی

حضرت خلیفۃ المسیح کے فتاویٰ

سوال۔ ایک شخص دستی رنگین تصویر بناکر بیچتا ہے اور روزی کماتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب۔ نہیں۔

سوال۔ تعویذ نقش وغیرہ جو اکثر مسلمان کیا کرتے ہیں ہمارے لئے جائز ہیں یا نہیں۔ بعض چینی کے برتن میں لکھکر پلاتے ہیں۔

جواب۔ مکروہ ہے۔ بعض آیات لکھ کر دینی ثابت ہیں۔ مگر یہ اعلیٰ درجہ کی بات نہیں ہے جہاں بعض دفعہ خاص اشارات کے ماتحت ... [illegible]

خواجہ حسن نظامی کو حضرت اقدس کی دعا ...

مباہلہ کے لئے اور سہولتیں

خواجہ حسن نظامی پہلے تو پیچ در پیچ باتیں کر کے لوگوں کو اپنی نسبت دھوکہ میں رکھتا رہا۔ لیکن ۱۲ جنوری کے خطبہ میں یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوا ہے کہ میں ... ہزار آدمی ساتھ لا سکتا ہوں ... پانچ ہزار روپیہ جمع کرا سکتا ہوں۔ علاوہ ازیں ... امر ... کے وسوسہ کو دلیل بنایا ہے کہ ... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ... نجران سے نہیں لگائی تھی۔ اور آپکے ... (حضرت مسیح موعود) نے عبدالحق غزنوی سے ... جواب میں حضور ... جسکا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ ... اور ... مسلمانوں ... ضروری ہے تاکہ ان کی ہلاکت ... کا اثر پڑے۔

۲۔ ... نظامی کو دعویٰ ہے کہ میرے مرید ... ہیں۔ کیا ایک بھی ان سے اپنے مرشد پر اتنا اعتماد نہیں رکھتا کہ ... کے لئے پانچ ہزار روپیہ جمع کرا دے جو ... اس صورت میں لیا جائیگا۔ کہ خواجہ صاحب مع رفقاء ... آویں۔

۳۔ عبدالحق غزنوی کے مباہلہ ... اور حالات ... تھے۔ اسوقت حضرت مسیح موعود کے ساتھ ... متفرق مقامات میں پھیلے ہوئے تھے۔ (ب) عبدالحق ... ایک منظم جماعت کے فرد تھے اس لئے اس واحد کا اثر ان کی جماعت پر پڑتا تھا۔ (ج) انکی طبیعت میں استہزاء نہ تھا کہ بعد میں کہدیں ... میں تو مذاق کر رہا تھا۔ (د) حضرت مسیح موعود۔ عبداللہ آتھم سے مباحثہ کے لئے گئے تھے۔ تبھی مولوی عبدالحق کی بددعا سننا منظور کر لیا۔ (ھ) آپ نے متعدد جگہ لکھا ہے کہ مباہلہ جماعت کا جماعت سے ہونا چاہئیے۔ (اور اسوقت جبکہ ...) فوائد کا یقین دلایا جائے۔

تھے ۔ اور ۔۔۔ سے ۔۔۔ علیہ السلام بھی شرطیں نہیں لگاتے کہ ۔۔۔ کر کے کہیں جائیں ۔ وفد نجران تو خود حاضر ہوا تھا ۔ آپ بھی قادیان آجائیں ۔ دوسری شرطیں موقوف کر دی جائیں گی ۔ وفد نجران میں ساٹھ آدمی تھے ۔ آپ تنہا مع اہل و عیال آجائیے ۔ خرچ بھی ہم سے لیں ۔ ان لوگوں کو اہل نجران نے اپنا قائم مقام بنا کر بھیجا تھا ۔ اور ان کا ساختہ پرداختہ منظور کرتے تھے ۔ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت تھی ۔ بصورت عذر وہ انہیں سزا دے سکتے تھے ۔ چنانچہ انکار مباہلہ پر بھی انہیں انذار حرب دیدیا اور وہ جزیہ دینے پر رضامند ہوئے ۔ آپ کا معاملہ اس سے جدا ہے ۔

۵ ۔ آپ وفد نجران کی طرح قادیان آجائیں ۔ میں پانچ ہزار بطور ضمانت جمع کرانے کو بھی تیار ہوں کہ اگر مباہلہ میں میری طرف سے کوتاہی ثابت ہو ۔ تو آپ کو جرمانہ دوں گا ۔

۶ ۔ آپ لاہور میں ایک ہزار آدمی ساتھ نہیں لا سکتے ۔ تو صرف پانسو ہی لے آئیں ۔ تاکہ کسی طرح فیصلہ ہو جاوے ۔

۷ ۔ پانچ ہزار روپیہ جمع نہیں کرا سکتے ۔ تو کسی مالدار مرید سے چیک لکھوا کر ثالث کے پاس رکھ دیجئے ۔ بصورت عہد شکنی آپ پر واجب الادا ہو گا ۔ ورنہ نہیں ۔

۸ ۔ ایک ہزار آدمی لانے کی بجائے مشہور علماء اور سجادہ نشینوں اور اپنے مریدوں سے دینی دنیاوی سربرآوردہ لوگوں کی حلفیہ تحریر مجھے لے دیں کہ مباہلہ کا اثر اگر آپ پر پڑا ۔ تو وہ عقائد سے توبہ کر کے احمدی سلسلہ میں داخل ہو جائیں گے ۔

اگر باوجود ان سہولتوں کے بھی آپ مباہلہ نہ کریں تو فرار ثابت ہے ۔ علماء دیو بند اور علماء فرنگی محل سے بھی ان دو شرطوں کے بعد صرف تحریر دینے پر مباہلہ کو تیار ہوں ۔

بقیہ صفحہ ۔۔

۔۔۔ کسی ۔۔۔ میں یا کسی بھی ملک میں صرف ۔۔۔ ۔۔۔ اور کا ۔۔۔ سکتا ہے اور اسکو ۔۔۔ سکتے ہیں یا نہیں ۔۔۔

نظم

از جناب منشی عبد الخالق صاحب مظفر نگری

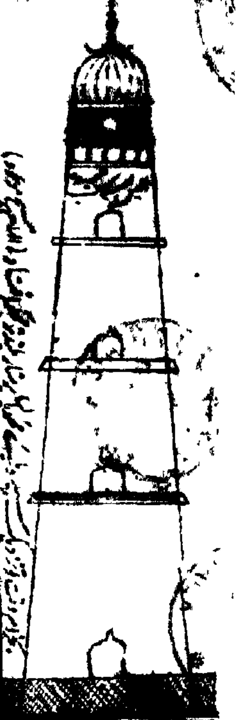
شنال دہلی تجھے ہوا کیا جو تیر یزداں نے ہاتھ ڈالا
یہ تیری کرتوت تیرے منہ کو کر گئی دو جہاں میں کالا
تمام عجب و غرور و نخوت جہاد باطن کے سارے حربے
تو بھول جائیگا ایک دم میں پڑیگا جب قہر حق سے پالا
گلیم مکر و فریب تیری ضرور ہووے گی پارہ پارہ
خدا کی غیرت کر گئی رسوا ہے تو نے نحوت سے سر نکالا
بکا ہے لاف و گزاف ناحق کرے ہے ۔۔۔ درجہ جو تعلی
حقیقت اس کی نہیں ہے اتنی کہ جتنا مکڑی کا ہو وے جالا
حسن نظامی اگر ہے جرأت تو ساتھ مردوں کی فوج لیکر
تمام قبروں سے ۔۔۔ بڑا سا لے کے تو پیالا
پھر آ مقابل ہو ۔۔۔ دکھلا ہوا ہے آپ نے جس ۔۔۔
جدا ۔۔۔ کہ آخر عصائے موسیٰ کا اک نوالا
نہیں تجھے نہیں ہے ہرگز کہ تو ۔۔۔ مقابل آ کے
کہاں سے لائیگا ایسی جرأت جو ۔۔۔ اقرار کا نبوا
زمین سے لے کے آسمان تک ۔۔۔ نے ۔۔۔ کہا
جو ہمیں تجھ کو حق کے دشمن تو چشم حق میں ہے ۔۔۔ رسالا
کہاں گئے ۔۔۔ کہاں ہے ۔۔۔ دین اور تقدیر ا
کدھر قصوری ہے اور لیکھو ہیں کس کس کا دل توالا
ہزاروں دشمن خدا کے آئے مسیح و مہدی کے بالمقابل
خدا کے قہر و غضب نے جن جن کو کیا اک اک کو نکالا
اٹھا ہے اب یہ وہ سانپ بوڑھا جو ۔۔۔ قدم کی جس کی ایڑی
کرو ۔۔۔ شاں کی اسکے پروا کچل دو سر اس کے بھالا
پڑے زمانے کے ۔۔۔ جہاں کو تاریک کر رہا تھا
خدا نے بھیجا مسیح و مہدی قدم سے جس کے ہوا اوجالا
اٹھو پیارو کمر کو باندھو جہاں میں پھیلا دو دین احمد
نہ ہرگز قدم کہیں بھی ہو دشت پر خار یا ہمالا
پڑے ہیں قبروں میں جو کہ مردے بہت سے دجال اور شیاطین
اٹھیں گے حشرات ارض لاکھوں مقابل نکلیں گے اکمالا
چلے چلو تم قدم بڑھائے چلا ہے جس طرح ابن مہدی
کرو نہ پروا کچھ کسی کی تمہارا حامی ہے حق تعالےٰ

[illegible]

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر



نظم

پیغامی لٹریچر

یاں لطف اور کرم ہے واں بدزبانیاں ہیں
ایم۔ اے پہ تیرے کالج کی مہربانیاں ہیں
جس نے جسکی قدرت ثانی ہوتی ہے ظاہر
کہتے ہیں اس کو گالی کیا خوش بیانیاں ہیں
محمود کی برائی شیوہ ہے منکروں کا
احمدؑ کے چھوڑ دینے کی یہ نشانیاں ہیں
جس نے وظیفہ پاکر ایمان بیچ ڈالا
سمجھے کا اس کو دعویٰ جھوٹی کہانیاں ہیں
[illegible] جس نے یارو غضب کیا ہے
[illegible] یہاں [illegible] ایمانیاں ہیں
[illegible] اپنی بیعت سے تھا مر
[illegible] دیکھا سب [illegible]

خواجہ کی ملمع سازی

لوٹ لی دنیا مگر حق کو چھپاکر لوٹا
قادیان والوں پہ سو جھوٹ بناکر لوٹا
فلسفہ احمدؑ کے عقاید کو بناکر لوٹا
کہیں شہبازکی کچھ مدح و ثنا کر لوٹا
سادہ دل پر کیا ایمان کو قربان تو یہ
احمدؑ سے مرشد کامل کو گنواکر لوٹا
میں تو حنفی ہوں اور احمدؑ ہیں محمد صلعم
اسے کس ڈھب سے نیا جال بچھاکر لوٹا
شکر صد شکر کہ مسلماں کوئی تو آپ ہوا
ہیڈ سے کو بہت تشکیک بناکر لوٹا
خواجہ صاحب نہیں چھپنے کی ملمع سازی
کیا مہوا لوگوں کو کر قول بناکر لوٹا

فقط صد [illegible]

ایک پادری صاحب کے اعتراضات کا جواب

سوال۔ محمد صاحب کی تعلیمیں اور مسیحیان سے کیا فوقیت رکھنے کی وجہیں نہیں ہو سکیں؟

جواب۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] نبی اور رسول تھے۔ اور شہنشاہ تھے۔ بلکہ ایک [illegible] قائم کرنیکے لئے آئے تھے۔ اور یہ قاعدہ کی بات [illegible] شہنشاہی اعلیٰ اور اہم کام ہوتا ہے [illegible] کرنے میں اس کی تحقیت [illegible] ہے کیونکہ کہا ہے۔ اشد الناس [illegible] ثم الامثل فالامثل [illegible] [illegible] زیادہ [illegible]

[illegible]

(باہتمام [illegible] شیخ عبد الرحمن [illegible] قادیان [illegible])

[illegible] سائل کی سمجھ پر [illegible]

[illegible]

اب سائل کو معلوم ہونا چاہئیے کہ حضرت مسیح [illegible] کی تعلیم [illegible] نہیں۔ کیونکہ خدا جو زمین [illegible] مطلق خدا ہو۔ اس کی شان اس سے [illegible] کہ وہ کروڑوں کو مانیں اور ہوا کے [illegible] کر رہے ہیں۔ پر انسان کے بیٹے کو کچھ نہیں جس [illegible] مسیح بھی۔ اور پھر اس مصیبت کا نہایت ایسا [illegible] کہ صلیب پر چڑھایا جائے۔ وہ چلا اٹھے کہ [illegible] باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جاوے [illegible] عیسائی صاحبان پر کہ ایک طرف تو ایک عاجز انسان کو [illegible] قرار دیا جاوے۔ اور دوسری طرف ایک انسان کو ہی جن [illegible] کے لئے تکالیف کا ہونا انکی صداقت پر کچھ برا اثر نہیں ڈال [illegible] بلکہ ان مصائب کے باعث جو اس کی اولوالعزمی پر دال ہوں [illegible] صداقت پر غور کیا جاوے۔

[illegible] دوم۔ محمد صاحب [illegible] کو نہیں [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ معترض کو یہی تک [illegible] صداقت کس کو کہتے ہیں اور زمانہ ساز کس کو [illegible] زمانہ ساز ہمیشہ ایک [illegible] کے ساتھ [illegible] اور اپنی جان کے [illegible] کے حاصل کرنے کے لئے تھوڑے سے ظاہر [illegible] منظور رکھ کر ایمان کی نہ پرواہ کرنے والا ہوتا ہے [illegible] کو چونکہ ہمیشہ راستی کو فرو کرنے کے لئے [illegible] مصیبتوں کا اٹھانا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ [illegible] - الحق مُرّ - حق ہمیشہ تلخ اور کڑوا ہوتا [illegible] سے مخالفت ہوتی ہے۔ اور [illegible] جیسا کہ سائل نے اپنے اعتراض نمبر اول [illegible] حضرت محمد (صلعم) صاحب کو سب [illegible] نشانہ بنائے گئے تھیں۔ مگر یہ ہے کہ [illegible] سائل ایک طرف تو حضرت [illegible] کو [illegible]

اور عناد کی وجہ سے آپ کو زمانہ ساز قرار دیتا ہے۔ کاش سائل پہلے حقگو اور زمانہ ساز میں تمیز پہچانتا۔

پس حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلے اللہ کی حق گوئی اور توحید کا وعظ کہ سب قوموں کو اپنا مخالف بنالیا۔ اور زمانہ سازی کی تدبیروں سے ہر ایک کی دل میں ہاں اور منہ میں نہ ملانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صدق نبوت پر دلیل ہے۔

اعتراض سوم۔ محمد صاحب دیگر انبیاء کی نسبت وعظ توحید الٰہی میں زیادہ ثابت قدم نہیں تھے۔

جواب (۳)۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ ثابت قدم اسی کو کہتے ہیں۔ کہ جو اپنے ابتدائی دعوے کو کسی زمانہ میں نہ چھوڑے۔ اور پھر اس میں کامیاب بھی ہو جاوے۔ پس یہ امر سائل سے مخفی نہیں ہے۔ کہ حضرت نبی کریم نے توحید الٰہی کا بیڑا امر الٰہی سے اپنی ابتدائی زمانہ نبوت میں اٹھایا۔ اور اٹھایا اس ملک میں جہاں شرک اور بت پرستی کی جڑ پورے طور پر جم چکی تھی اور کوئی بھی آپ کا رفیق اس زمانہ میں نہیں رہا تھا [illegible] جو مخالف آپ کو [illegible] مصائب کو [illegible] جس کا [illegible] کوئی [illegible] پھر دیکھو اس قدر مصائب کے [illegible] کوئی شخص یہ نہیں دکھلا سکتا کہ آپ نے کسی وقت اپنے دعویٰ توحید سے دست برداری کرلی تھی۔ ہاں پوچھنا چاہئے پڑھ لیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ثابت قدمی اور خاص کر [illegible] کیسی مشکل ہے لیکن ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم باوجود ہزاروں مشکلات کے عمر بھر ایک دم بھی نہیں گھبرائے۔ اور ثابت قدمی سے اپنے دعویٰ کو نہیں چھوڑا۔ پس باوجود ہزاروں خطرات اور لاکھوں معاندوں اور مصائب کے پیش آنے کے اخیر دم تک ثابت قدمی اور استقلال میں رہنا آنحضرت ؐ کی صدق نبوت پر دلیل ہے۔

اعتراض چہارم۔ محمد صاحب کی اصلاحیں اسکو سچا نبی نہیں ثابت کرسکیں۔

جواب ۴۔ یہ بات کسی اہل علم اور [illegible] سے مخفی نہیں [illegible] کہ عرب [illegible] تمام [illegible]

زیادہ وحشیانہ حالت کا [illegible] لوگ تھے اور کوئی بدی دنیا میں نہیں تھی۔ جو عرب کی زمین میں نہ پائی جاتی ہو۔ اور یہ زمین اپنی اخلاقی بدیوں کے سبب زیادہ گری ہوئی تھی۔ غرض عرب کے جاہل لوگ اپنی بت پرستی اور زناکاری اور مکاری اور خونریزی اور بدکاری [illegible] اور [illegible] میں انتہا کے پیمانہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ جبکہ آنحضرت نبی کریم کی بعثت اس خطۂ عرب میں ہوئی۔ اور اس قوم کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ نے انہیں بھیجا تاکہ جیسا کہ آپ کی پاک تعلیم اور قوت قدسی کا یہ اثر ہوا کہ آہستہ آہستہ اپنی ۲۳ سالہ زمانہ نبوت میں جو نہایت ہی تھوڑا زمانہ ہے۔ انہی لوگوں میں سے ایک ایسی جماعت تیار کرلی۔ اور ان کا ایسے طور پر تزکیہ کر دکھایا کہ خواہ بلحاظ علم کے۔ خواہ بلحاظ تقویٰ کے۔ خواہ بلحاظ خدا ترسی اور مقرب الٰہی ہونے کے۔ خواہ بلحاظ ہمدردی مخلوق الٰہی کے اور خواہ بلحاظ شفقت و محبت رحم دلی کے اور خواہ بلحاظ معرفت اور خداشناسی کے۔ غرض ہر رنگ میں لاکھوں آدمیوں کو نہ صرف کامل بلکہ کاملین کا بھی استاد بنا دیا۔ جنکے کارنامے دنیا میں اب تک مشہور چلے آتے ہیں۔ جنکی آنکھیں ہوں دیکھے۔ جنکے کان ہوں سنیں۔ غرض کہ حضرت نبی کریم نے [illegible] نہیں [illegible] کر اصلاح کی ساری تکمیل [illegible] نہیں۔

[illegible] ہیں [illegible] حضرت مسیح کی اصلاح [illegible] کہ کتنے آدمی اپنی زندگی میں درست کئے پھر مسیح کی تعلیم کا اثر عملی زندگی پر کیا پڑتا اسکو بھی سوچتے۔ تو یہ اعتراض نہ کرتے۔

پس حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے راستباز نبی اور منجانب اللہ ہونے پر نہ صرف آپ کی عرب جیسے اجڈ اور وحشی ڈاکو مار خطہ کی اصلاح کر دینا ہی دلیل ہے۔ بلکہ آپ کی تعلیم سے تمام دنیا میں آج تک بڑے بڑے سعید عارف باللہ پیدا ہوتے رہنا آپ کی صدق نبوت پر دلیل ہو۔ (والباقی عند الضرورت)

اسکے علاوہ چار سوال بھی پادری صاحب پوچھے گئے۔

(۱) حضرت مسیح کے حقیقی ابن اللہ اور خدا بلکہ پاک اور معصوم ہونیکی آپکے پاس کیا دلیل ہو۔ جبکہ وہ اپنی نسبت خود کہتا ہے کہ میں نیک نہیں ہوں۔ (۲) کیا حضرت مسیح ساری دنیا کے گناہوں کا انبار اپنے سر پر اٹھا کر بھی معصوم رہ سکتا ہے کہ نہیں؟ (۳) کیا مسئلہ کفارہ [illegible] اور گناہوں سے پاک کر سکتا ہے کہ نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۳۱ جنوری ۱۹۱۸ء

اُمت میں نبوت

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہوسکتا ہے

(نمبر ۲)

آیت کریمہ اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاً ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر ۔ (سورۃ حج پارہ ۱۷ رکوع ۱۰)

اس آیت سے ثابت ہوگیا ہے۔ کہ سلسلہ نبوت نبی کریم پر منقطع نہیں ہوچکا۔ بلکہ اب بھی جاری ہے۔ جیسا کہ اللہ یصطفی صیغہ مضارع سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہاں اگر صیغہ مضارع کی بجائے صیغہ ماضی ہوتا یا لفظ کان یصطفی ہوتا تو اس سے یہ استدلال نہ ہوتا ۔

علیٰ ہذا القیاس - ینزل الملٰئکۃ بالروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون ۔ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل رکوع ۱)

یہاں پر خداوند کریم رحیم فرماتا ہے کہ میں اتارتا ہوں فرشتوں کو کلام کے ساتھ ۔ تو جب تک ملائکہ کلام الٰہی لے کر نازل ہونگے۔ تو اس وقت ضرور ہے کہ کوئی نبی بھی دنیا پر موجود ہو گا۔ ضرور بر ضرور ہو گا۔ کیونکہ وحی ضرور تا نبی اللہ پر ہی نازل ہوتی ہے ۔

رفیع الدرجٰت ذوالعرش یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق ۵ (پارہ ۲۴ سورۃ مومن رکوع ۲)

پھر یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ نے وہی لفظ استعمال فرمایا یعنی روح۔ اور روح کلام الٰہی کو کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جسپر چاہتا ہے۔ کلام نازل فرماتا ہے۔ اور فرمائیگا۔ تو کلام نازل ہونے کی صورت تو ضرور کوئی نہ کوئی ہو گا۔ اور وہ ضرور ہی نبی ہو گا ۔

یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیٰتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ط ۔ (پارہ ۸ سورۃ اعراف رکوع ۴)

یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بنی آدم جب کبھی بھی تمہارے پاس میرے رسول اور نبی آویں اور میری نشانیاں تمہارے لئے بیان کریں۔ پس جس نے تقویٰ کیا۔ اور اپنی اصلاح کرلی۔ پس انکے لئے کوئی خوف نہیں ہے۔ اور نہ ان کو کوئی غم ہو گا۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ اور خبر دی مومنین کو کہ جب کبھی قیامت تک بھی تمہارے پاس میرے رسول اور میری طرف سے تم کو نشانیاں بتلاویں تو تم ان کو ضرور ماننا۔ اور اس آیہ کریمہ میں خطاب ان لوگوں سے ہے۔ جو کہ نزول قرآن کے زمانہ میں موجود تھے۔ اور اس کے بعد ہوتے رہے اور ہونگے نہ کہ ان سے جو کہ زمانہ قرآن سے پہلے ہوگذرے کیونکہ اس آیت میں خداوند کریم نے ان کو مخاطب فرمایا کہ جن کے لئے نبی کریم بحیثیت رسالت مبعوث فرمائے گئے۔ جیسا کہ اوپر کی آیت سے ظاہر ہے

(الف) یٰبنی اٰدم لا یفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنہما لباسہما لیریہما سواٰتہما انہ یرٰکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم

قل امر ربی بالقسط واقیموا وجوہکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین کما بداکم تعودون ط

اب ظاہر ہے کہ یراکم اور لا ترونہم اور اقیموا وجوہکم کے مخاطب اس آیت میں نزول قرآن کریم سے پہلے کے لوگ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ لوگ جو کہ نزول قرآن کے وقت موجود تھے۔ اور جن کے لئے قرآن کریم نازل ہورہا تھا پس جن کے لئے قرآن نازل ہورہا تھا۔ وہ تو نبی کریم کے زمانے کے بعد قیامت تک قرآن ہی شریعت ہے۔ اور بنی آدم سے بھی اس جگہ وہی مراد ہیں۔ جو کہ زمانہ نبوی کے بعد میں ہوئے اور ہونگے ۔

(ب) یٰبنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین ۔

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق ۔ قل ہی للذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیٰمۃ کذٰلک نفصل الاٰیٰت لقوم یعلمون ۔ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا

پہلی و دوسری قرآنی آیات کے معنی ہیں کہ مخاطب اور امت اسلامیہ کے لوگ ہیں۔ بلکہ وہی ہیں۔ جن کیلئے قرآن بھیجا گیا۔ اور کوئی قرینہ اس بات کا نہیں کہ پہلے لوگ مراد ہیں۔

پس اسطرح ان آیات میں بنی آدم سے مراد اور خطابات کے ساتھ مخاطب امت محمدیہ ہے۔ اسی طرح یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم میں بھی اسی امت سے خطاب ہے جس سے ظاہر کہ اب نبی آسکتے ہیں ۔

وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً ۔ واذا اردنا ان نہلک قریۃ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول فدمرنٰہا تدمیرا ط (پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲) نیز دوسری جگہ اسی سورہ میں فرمایا ہے وان من قریۃ الا نحن مہلکوہا قبل یوم القیٰمۃ او معذبوہا عذاباً شدیداً کان ذٰلک فی الکتٰب مسطوراً ۔ وما منعنا ان نرسل بالاٰیٰت الا ان کذب بہا الاولون (بنی اسرائیل)

اب اس آیت اور آیت سابقہ کو ملا کر دیکھو کہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نبی ضرور آوینگے۔ اور تمام دنیا پر قیامت سے قبل عذاب شدید آنے والا ہے۔ اور وہ نہیں آسکتا جب تک کہ تمام روئے زمین پر تبلیغ اسلام ہو کر اتمام حجت ہوچکے۔ اور تعذیب کی [illegible] کے لئے بعثت رسل جیسا کہ آیت سے واضح ہے سنت اللہ ظہور میں آچکی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسا عذاب موجودہ زمانے سے پہلے کم از کم زمانۂ اسلام میں کبھی نہیں آیا۔ اور یہ ضرور ہے کہ ایسے عذاب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول آجائے تا کہ لوگ غفلت ہی میں نہ تباہ ہوجاویں۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ ذٰلک ان لم یکن ربک مہلک القریٰ بظلم واہلہا غافلون ط ۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس رسول پر یا اور کسی عذاب میں (انا ارسلنا فاصلحی) نہ ہو کہ لوگوں کو عذر کہنے کا موقعہ ملے ۔ لولا ارسلت الینا رسولاً فنتبع

ہم اور ہمارے فرائض

ایک عرصہ کے بعد ہم آپ کی خدمت میں ایک مضمون ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس سے مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو جائے (ایڈیٹر)

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

اور تم میں ایک گروہ بھی ہونا چاہئے۔ جو لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائیں اور اچھے کام کرنے کو کہیں۔ اور برے کاموں سے منع کریں۔ اور ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہنچینگے۔

اے معزز حضرات ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود کے دست مبارک پر عہد کیا تھا کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اپنی جان و مال تبلیغ دین برحق میں لگانے کا کیا تھا اور ذرا ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر دیکھیں کہ آج تک ہم نے کہاں تک عمل کیا ہے۔ کیونکہ موت کے وقت کی کسی کو خبر نہیں ؎

یہ سب ظاہر باں سے ہے جانیوالا
خدا اس سے جو وقت ہے آنیوالا

ہم سب لوگوں نے ایک دن احکم الحاکمین کے حضور حاضر ہونا ہے۔ جہاں پوچھا جائیگا کہ جماعت احمدیہ میں داخل ہوکر دین متین کی کیا خدمت اور پیروی کی؟ تو پھر سوائے شرمساری اور ندامت کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اور ذلت کا عذاب ہوگا کیونکہ ہم نے نوشتے دیکھ کر اور نشان سورج کو دیکھ کر کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اور خواب غفلت میں اونگھتے رہے۔ اور اس کی شعاعوں کو دور دور پہنچانے کی کوشش نہ کی۔ حالانکہ ہر ایک احمدی کسی نہ کسی رنگ میں تبلیغ کا اہم فرض ادا کر سکتی ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ کر دیا ہے اس کے لئے ان چند اصولات کا جاننا ضروری ہے۔ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ ہم کیوں احمدی کہلاتے ہیں اور احمدی اور مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ غور کرو ہم فرقہ ... [illegible] ... تکھتی جا سکیں (۱) عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ابن مریم آسمان پر خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھا ہے۔ اور چودہویں صدی میں جبکہ مسلمانوں میں طرح طرح کی برائیاں۔ شرکوں۔ فسق و فجور میں

نے بنی اسرائیل ... [illegible] ... ہو گا جو کہ مسلمانوں کو راہ راست پر لائیگا۔ مگر ہمارے مرشد آقا ہادی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس ... ... بت کو اپنی قلم کی تلوار سے پارہ پارہ کر دیا۔ اور اس پر کئی ایک ضخیم کتابیں لکھیں۔ جنہیں یہ ثابت کر دکھایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی موت سے فوت ہوکر اور پیغمبروں کی طرح اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ اور ہمیشہ کے لئے اس دار فانی کو خیرباد کہہ گئے۔ اب وہ ہرگز ہرگز آسمان پر جسد عنصری کے ساتھ موجود ہیں اور نہ آسمان سے اتریںگے۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام معجز نظام میں فرمایا ہے کہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ یعنے جو قانون خداوند بنا چکا ہے۔ وہ ہرگز نہیں بدلتا۔ دیکھو خزاں کے بعد بہار گرمی کے بعد سردی۔ رات کے بعد دن آتا ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک سا ہی موسم چلا جاوے۔ یا سالہا سال رات ہی پڑی رہے یا دن ہی چڑھا رہے۔ تولید ... کا سلسلہ آدم سے لیکر ایندم تک ایک ہی سا چلا آتا ہے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ درختوں سے یا زمین سے آدمی سرنکلے نکلیں۔ یہ نہ آج تک ہوا ہے۔ اور نہ آگے ہونا ہے ایسا ہی اللہ تعالیٰ کے قانون میں داخل ہے کہ مردے ... نہیں آتے۔ اور نہ ہی کوئی ذی روح اس جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر جا سکتا ہے۔ بھلا جب دنیا دیگر پیغمبر اپنا رول بدلنا ہتک شان سمجھتی ہیں تو پھر خداوند عز و جل کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے ایسا اپنا قانون توڑنے کی کیا ضرورت پڑی کیا وہ کوئی اور عیسیٰ سنت بستہ پیدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عیسیٰ بھی تو اس کا پیدا کردہ تھا۔ ہاں یہ کسقدر غیرت اور شرم کا مقام ہے کہ شہنشاہ دو عالم مظہر نور خدا تو زیر زمین مدفون ہوں۔ اور نبی ناصری آسمان پر جا براجیں ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفون یثرب را نہ دادند ایں فضیلت را

جناب رسالتمآب ... [illegible] ... نے تو فرمایا تھا کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو ان کو بجز میری اطاعت

کے ... [illegible] ... پھیرے گی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی اصلاح کے لئے آسمان سے نازل ہونگے۔ گویا آنحضرت خیر الرسل کی امت کو سنوارنے کے لئے نبی اسرائیل کے نبی کا آنا ضروری ہوگا۔ یہ ایک ایسا کفر و شرک تھا جسکو رسمی مسلمان اپنی بغلوں میں دبائے پھرتے تھے۔ اور جیسا کہ تپ دق آہستہ آہستہ انسان کو ہلاکت کی طرف کھینچے لے جاتا ہے۔ یہ اعتقاد بھی مولا کریم سے ان کو دور ہجور کر رہا تھا۔ اور کئی ہزار مسلمان اس لغو عقیدہ کی بدولت عیسائیت کی دلدل میں پھنس گئے۔ مزید براں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف حی و قیوم ہی نہیں مانا گیا۔ بلکہ کئی ایک چیزوں کا خالق بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً مردے زندہ کرنا۔ مٹی کی مورت بنا کر اس پر پھونک مارنا اور اس کا زندہ ہوکر اڑنے لگنا چمگادڑ پیدا کرنا۔ اگلے دن جبکہ میری ایک احمدی بہن نے پوچھا کہ قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے اور چمگادڑوں کے خالق تھے۔ آیا یہ سچ ہے۔ بڑے مجھے سخت ہی افسوس ہوا کہ ایک احمدیہ جماعت کی لڑکی اور اپنے آقا کی تعلیم سے اسقدر بے خبر! میں نے کہا کہ عزیزہ بہن! اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساری عمر میں ایک بھی مردہ زندہ کرتے تو وہ ضرور اگر دہائی دیتا کہ یہ سچے ہیں میں خدا سے پوچھ آیا ہوں۔ تو یہودی تو ان کو سولی پر لٹکانے کا کہتے۔ اور ان کے حواری ان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے جیسا کہ ان کی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک نے چند درموں کے بدلے پکڑوا دیا۔ دوسرے نے مرغ کی اذان سے پہلے ان کا تین دفعہ انکار کیا ... ... وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا حال دیکھو کہ ہزارہا روحانی مردے زندہ کر گئے۔ وحشیوں بلکہ درندوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا جس کی تاریخ شاہد ہے۔

باقی رہا چمگادڑ بنانا کیا چمگادڑوں کے جسم پر کوئی ایسا نشان لگا ہوا ہے جس سے پتہ لگ سکے کہ یہ مخلوق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہیں۔ نہیں کوئی نہیں۔ تو کیا جس معبود اکمل نے ہزارہا قسم کی مخلوقات خشکی اور تری میں پیدا کی ہے

الوہیت کی نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دیدی۔ نہیں یہ بالکل غلط ہے کبھی خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتے۔

خدا سے غیر کو بتانا بنانا سخت کفران ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتان ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا

کئی مسلمانوں نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی خدا کا شریک نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ اولیاؤں کو وہ طاقتیں منسوب کرتے ہیں۔ جو کہ خدا کا ان کو ہم پلہ ٹھہراتی ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ خدا ان سے ڈرتا ہے۔ کہ جو کچھ حضرت پیر عبدالقادر کریں۔ خدا اسے کبھی نہیں موڑتا۔ جیسا کہ خدا نے کوئی کشتی ڈبو دی اور پیر عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ سال کے بعد برات بمعہ ڈولی کے صحیح سالم نکال دی۔ کوئی مشکل پیش آجاوے تو پیر صاحب کی منت مان دیں۔ تو مشکل فوراً حل ہو جاتی ہے کئی جگہ تو یہ دیکھا ہے۔ کہ قمری مہینے کی گیارھویں تاریخ تو صرف پیر صاحب کے لئے ہی مخصوص کر دی گئی ہے اس دن کچھ پکا کر پیر صاحب کے نام پر بانٹتے ہیں۔ دودھ بلونا سخت منع ہے۔ ان کا اعتقاد ہے۔ اگر اس دن دودھ بلو ہیں۔ تو دودھ دینے والیوں کے تھنوں میں خون پڑ جاتا ہے۔ یہاں پیر صاحب تک محدود نہیں۔ بلکہ ہمارے وطن میں ہمارے پاس ہی ایک خانقاہ میراں صاحب کی ہے۔ لوگ خدا کی اور قرآن کی قسمیں تو بے شک اٹھالیں مگر میراں صاحب کی قسم کوئی نہیں اٹھاتا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جب میراں صاحب کی قسم اٹھائی۔ سر تن سے جدا ہوا۔ ان کے نام کی بے شمار نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے خدا کے نام کا ایک پیسہ بھی دیا ہو۔ حالی نے کیا سچ فرمایا ہے ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر — جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
عبادت کریں شوق سے جسکی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ جا جا کے نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آوے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

دکھلا دے جس نے کہ ضلالت جہالت اور بدعت اور شرکیت کا گھٹا ٹوپ بادل ہر چہار سو چھا رہا تھا۔ اور حضرت خیرالبشر کے ہاتھوں کا لگایا ہوا درخت خشک ہونے لگا تھا اپنے خاص فضل و کرم سے اپنا ایک نبی مبعوث فرمایا ہے جو دوسرے مسیح تو سینکڑوں کئے۔ اور جن امورات کی اصلاح کے لئے مامور ہوئے تھے۔ وہ بھی پہنچا کر چلے گئے۔ مگر یہ کامل بروز مصطفےٰ چودھویں صدی کا بدر اس پُرآشوب زمانہ میں تمام خرابیوں بدعتوں کفر اور شرک کی اصلاح اور درستی کے لئے نازل ہوا۔ اور بعثت سے وہ انعام پایا جو کہ وہ انبیاء کو ملتا ہے کیونکہ صدیق۔ شہداء۔ صلحاء اولیاء تو کئی گذر چکے۔ مگر یہ نبوت کا انعام اور رتبہ صرف مسیح کے لئے ہی مخصوص تھا۔ جو کہ ہمارے آقا کو دیا گیا جس کی شہادت میں زمین کپکپائی سورج چاند نے وقت پر گواہی دی۔ زمانے نے قحط۔ مری۔ جنگ و جدل سے اس کی صداقت پیش کی۔ ریل۔ تار۔ ڈاک نہروں نے زبان حال سے ان کی راستی کے دلائل دیے۔ اور اس صلح و امن کے شہزادہ نے آکر خونی مہدی کے غلط عقائد کو دلوں سے مٹا دیا۔ اور بتلا دیا۔ بلکہ دکھلا دیا کہ مسیح کا زمانہ ایسا ہوگا ؎

پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بے خوف و گزند
یعنی وہ وقت امن کا ہو گا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ ایسا وقت ہے۔ کہ قلم کے نیزہ سے لڑائی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ وہ اپنے نیزہ قلم سے تمام مذاہب باطلہ کے سر کچل گئے۔ کیا کوئی اور بھی ہے۔ جس نے اسلام کی اتنی خدمت کی ہو۔ جس کی تالیفات اور تصنیفات کو پڑھ کر دوست دشمن دنگ رہ گئے ہوں۔ اشد دشمن بھی بے اختیار پکار اٹھے ہوں۔ کہ آج تک اسلام میں ایسی تالیف نہیں ہوئی۔ کوئی ہے جس کی دعا سے لیکھرام اور ڈوئی جیسے دشمنان ہلاک ہوئے ہوں۔ کوئی ہے۔ جس نے اتنے سال پہلے طاعون کی خبر دی ہو۔ جبکہ اس ملک میں کوئی اس کا نام تک نہ جانتا ہو کوئی ہے۔ جس نے پہلے در پہلے زلزلوں کی اس

ہوں کہ اب زلزلہ ہرگز نہیں تھمنے کا [illegible] جنگ عظیم کا کئی سال پیشتر [illegible] کئی پیشگوئیاں تو ان کی زندگی میں پوری ہوئیں اور ان کے فوت ہونے کے بعد بھی کوئی مہینہ اور کوئی سال نہیں گذرتا جس میں ان کی کوئی نہ کوئی پیشگوئی پوری ہو کر ازدیاد ایمان کا باعث نہ ہوئی ہو۔ اب سال حال میں ہی دیکھو حضور نے فرمایا تھا ؎

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حال زار

کیا کوئی باور کر سکتا تھا کہ روس ایسی عظیم الشان سلطنت کے مختار کل بادشاہ کی ایسی تباہ حالت ہو گی اور ہمیشہ کے لئے زار کا معزز عہدہ ہی اڑا دیا جاوے گا۔ اور پھر کوئی زار نہیں ہو گا۔ پھر اسی پیشگوئی میں فرمایا ہے ؎

رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کردے گی انہیں مثل درختان چنار

یہ خونریز معرکہ آرائی اس جگہ ہو رہی ہے۔ جہاں چنار کے درخت بسیار ہیں۔ گویا اس زمین کا پتہ حضور پر نور نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ اخبارات کے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ اس لڑائی میں کس قدر خون کی ندیاں بہہ کر خلق خدا کے لباس کو خون سے لت پت کر کے چنار کے پتوں کی مانند کر رہی ہیں کس صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور ہو رہی ہے

اس برگزیدہ خدا نے اپنی تمام عمر مخلوق خدا کی بھلائی اور بہتری میں گذار دی۔ انہیں غم تھا۔ تو صرف یہ کہ بچھڑی ہوئی مخلوق صراط مستقیم پر چل کر اپنے منعم حقیقی اور معبود ازلی سے جا ملے۔ اور شرک میں گرفتار ہو کر خدا سے دور اور مہجور نہ ہو جاوے۔ یہی عیسےٰ ابن مریم اور مہدی ہیں۔ جن کا ذکر ہر احادیث اور قرآن کریم میں آیا ہے [illegible] ایسا ہی سچا نبی مانتے ہیں۔ جیسے اور انبیاء علیہم السلام گذرے صرف فرق اتنا ہے۔ کہ بعض انبیاء شریعت لیکر آئے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بعض انبیاء غیر تشریعی گذرے ہیں۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام یا یعقوب علیہ السلام وغیرہ وغیرہ۔ ہم ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ جن کے پاس شریعت نہ تھی تو وہ نبی نہ تھے بلکہ وہ نبی تھے۔ اور ضرور تھے ۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

مشروط بشارت

(مسکو معذرۃ ملاحظہ کرو)

ناظرین فاروق کو بشرطیکہ انہوں نے قبل ازیں پڑھا ہو یاد ہوگا کہ اس خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ان بہت سے اشتہارات کو جو کہ حضور نے بغرض اتمام حجت و تبلیغ رسالت غیر مذاہب کے مخالفین وغیرہ کے مقابلہ میں شائع فرمائے تھے اور جو قریبا کل نایاب ہیں۔ حتی کہ تمام جماعت احمدیہ میں بہت کم کسی کے پاس وہ کل موجود نہیں ہیں۔ یکجائی صورت میں چھپوا کر محفوظ کئے جائیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروق نے چودہ سال کی لگاتار کوشش سے ان کو بڑی محنت اور تلاش کے بعد جمع کیا ہے۔ اور خوشی کا موجب ہے کہ آج میں نے ان کو ترتیب وار چھپوانے کا ارادہ کیا تو شمار کرنے سے ۲۶۰ معلوم ہوئے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ نے ۱۰۹ اشتہارات چند جلدوں میں بلا ترتیب شائع کئے تھے۔ جن کے صرف دو سو نسخے چھپوائے گئے اور وہ بھی آج کل نہیں ملتے۔ سب کے سب ہاتھوں ہاتھ اٹھ گئے تھے۔ چونکہ وہ بالکل ناکمل اور غیر مرتب طور پر شائع ہوئے۔ بعض احباب کی تحریک اور میری پرانی آرزو نے مجھے اس پر آمادہ کیا کہ میں ترتیب تاریخ کے لحاظ سے یہ تمام ۲۶۰ اشتہار طبع کروں۔ لیکن بوجہ گرانی کاغذ و مصارف چھپائی وغیرہ ایسی بڑی ضخیم کتاب کا جو کہ ڈیڑھ ہزار صفحہ کے قریب یا شاید اس سے بھی زیادہ ضخامت کی ہوگی اس زمانہ میں طبع کرانا کار سے دارد۔ مفتی صاحب قبلہ نے بھی اسوقت صرف دو صد نسخے طبع کئے تھے۔ اسوقت کاغذ کی قیمت ۲۰ روپے فی رم تھی۔ اور ہر ایک حصہ مفتی صاحب نے سو سو صفحہ کا طبع کیا تھا۔ اور ہر حصہ کی قیمت ۱۰ آنہ رکھی تھی علاوہ محصول ڈاک کے۔ اور آج جبکہ کل مجموعہ کا طبع کرنا میرا مقصود ہے۔ کاغذ کی قیمت بجائے ۲۰ روپے کے ۸۰ روپے ہے اور وہ بھی دستیاب نہیں ہوتا۔ بنابریں میں نے فاروق میں تحریک کی تھی کہ اگر احباب پانسو درخواستیں مع ایک ایک روپیہ پیشگی کے عطا فرمادیں۔ تو میں اس کام کو جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع کر کے انشاء اللہ جلدی سے جلد ختم کروں گا۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جماعت نے اس عظیم الشان کارنامہ کی طرف جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک حسن اور طیب زندگی کا زبردست تاریخی کارنامہ اور معارف اور حقائق سے پر خزانہ اور بہا بیش قیمت جواہرات کا گنجینہ ہے۔ خاص توجہ نہیں کی اور معمولی تحریک سمجھ کر بے پرواہی سے ٹال دیا۔ بہت کم احباب ہیں۔ جنہوں نے اس اہم کام کو نہایت مفید اور سخت ضروری جانا۔ اور خاص توجہ اس طرف فرمائی۔ مگر عام احباب میں اس کا بالکل خیال نہیں۔ میں بڑے زور کے ساتھ اپنے دوستوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ کام جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ اور سلسلہ کی زبردست اور ضروری بلکہ اشد ضروری خدمت ہے۔ اور یہ خدمت تھوڑی سی مالی قربانی سے اور قربانی بھی بلا معاوضہ یا بے بدل نہیں۔ بلکہ با معاوضہ اور با بدل سے۔ انجام پذیر ہو سکتی ہے۔ ورنہ یہ جواہرات کا خزانہ اگر آج محفوظ نہ کر لیا گیا۔ تو احتمال ہی نہیں، بلکہ غالب گمان ہے کہ یہ دفینہ جو دنیا کی نظر سے پوشیدہ ہو چکا ہے۔ ہماری غفلت و عدم توجہی اور زمانہ کی دست برد سے ضائع ہو جائے گا۔ اور آئندہ آنیوالی نسلیں نیز موجودہ جماعت بھی اس نعمت عظمیٰ سے بے خبر اور محروم رہ جائیگی۔ جس کا گناہ موجودہ جماعت کے سر پر رہیگا۔ جس کی عدم توجہی سے یہ کام رک جائے گا۔

پس اے میرے معزز دوستو! میں کن الفاظ میں تمہیں اس گوہر نایاب اور ہدایت انتساب مجموعہ اشتہارات کی اہمیت کا احساس کراؤں تاکہ آپ اس کی اشاعت میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ اگر کاغذ اس قدر گراں نہ ہوتا۔ اور بآسانی مل سکتا۔ تو شاید میں آپ کو اس نہایت ہی قلیل رقم ایک ایک روپیہ پیشگی دینے کی تکلیف نہ دیتا۔ محض کاغذ کی وجہ سے مجھے ضرورت پڑی۔ کہ میں آپ سے اس مجموعہ کی اشاعت کے لئے ایک روپیہ پیشگی لیکر ایک قسم کا کاغذ یکلخت خرید لوں۔ تاکہ یہ کام پھر رک نہ جاوے۔ بوجہ نہ ہونے کاغذ کے۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ یہ ڈیڑھ ہزار صفحہ سے زائد کا مجموعہ کئی حصوں میں شائع کروں۔ ایک جلد میں تمام اشتہارات کا نکالنا بہت مشکل ہے۔ اور کثیر روپیہ کا خرچ ہے۔ اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ مفتی صاحب نے جسطرح ایک ایک حصہ سو سو صفحہ کا نکالا تھا۔ اور ہر حصہ کی قیمت جبکہ کاغذ ۲۰ روپیہ تھا ۱۰ آنہ رکھی تھی۔ اسیطرح میں بھی اس مجموعہ کو دس حصوں میں شائع کروں اور ہر ایک حصہ ۱۴۰ صفحہ یعنی ۸ جزو کا ہو۔ اور ہر ایک حصہ کی قیمت اب جبکہ کاغذ ۸۰ روپیہ ہے۔ صرف ایک روپیہ رکھی جائے۔ اسطرح دس روپیہ میں یہ کامل مجموعہ بآسانی دس حصوں کی شکل میں شائع ہو کر ہر احمدی احباب کو مل جائے گا۔ لہذا ایک ایک روپیہ اس کام کے لئے پیشگی دیدینا اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھتے ہوئے کیا مشکل بات ہے۔ یہ روپیہ مفت نہیں لیا جاتا۔ اس کا بدلہ قابل قدر آپ کو دیا جائیگا۔ پھر نہیں ایک روپیہ دینے میں کیا تامل ہے۔ مرا یہ

خوشخبری

سناتا ہوں کہ خدا کے فضل سے میں نے اس کام کو شروع کر دیا ہے ایک سو روپیہ پیشگی کاتب کو کاپی نویسی کے لئے دیدیا ہے اور کتابت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ اور امید کامل ہے کہ پہلا حصہ خدا کے فضل و کرم سے انشاء اللہ ماہ فروری میں شائع ہو جائیگا۔ چھپائی کا انتظام بھی کر لیا ہے۔ اب صرف کاغذ کی ضرورت ہے۔ جسکے لئے روپیہ کا صرف ہے۔ ہمت کرو پانسو روپیہ بہم پہونچا دو۔ یہ کوئی بڑی رقم نہیں۔ مفت نہیں مانگی جاتی۔ بدلہ ملیگا۔ اور بدل بھی نایاب وی پی دیدو۔ اور خدا سے اجر علاوہ ازیں منافع میں ملیگا۔ یہ نفع کا سودا ہے۔ اسوقت تک صرف ۱۳ درخواستیں مع پیشگی روپیہ کے وصول ہوئی ہیں۔ سوچو کہ ۱۳ درخواستوں سے کہیں اتنا بڑا کام چل سکتا ہے۔

ہاں یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایسی بڑی ضخیم کتاب اس گرانی کاغذ کے زمانہ میں نہ تو کثیر تعداد میں چھپوائی جا سکتی ہے۔ اور نہ ہی اتنا خرچ برداشت کیا جا سکتا ہے کہ ڈیڑھ ہزار صفحہ سے زائد کی کتاب ہزار پانسو چھپوائی جائے۔ یہ مجموعہ تھوڑی ہی تعداد میں چھپوایا جائے گا۔ جتنی درخواستیں ہم پہونچینگی۔ جو دوست اسوقت درخواست نہ کرینگے۔ بعد میں ان کو یہ در نایاب دستیاب نہ ہو گا۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو دوست اسوقت خریدار ہونگے۔ ان کو سب حصے اس

...ہ سکو نہ کسی نے نہوں گے پیدا نہ ہوگا کہ صرف ایک یا دو
...سے لیکر باقی حصے منتشر ہیں کیونکہ ہر ایک حصہ ایک مقرر تعداد
...طبع ہوگا جتنی کہ درخواستیں ہونگی۔ اس لئے ہر ایک دوست
...خریداری کی درخواست کے ... کا مزید ارادہ کر
...ے کہ اس کو مستقل خریدار اس مجموعہ کا تصور کیا جائے گا۔ اور
...ایک حصہ اس کے نام ارسال ہوگا۔ جسکی قیمت فی حصہ
...ت ۔ ایک روپیہ ہوگی ٭

...احباب کا شکریہ اسوقت تک جو درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سے خاص قابل تشکر یہ

...باسعادت ہیں جنہوں نے نہایت شوق سے اس خدمت کی
...انجام دہی میں میری حوصلہ افزائی کی۔ اور کامل مجموعہ کی جو دس
...جلدوں میں ہوگا قیمت عطا فرمائی۔ سب سے اول مخدومی مکرمی
...شیخ عبد اللہ الہ دین صاحب تاجر دکن قابل تشکر ہیں جنہوں
...نے ہر ایک حصہ کی پچیس پچیس جلدیں خریدنی منظور فرمائیں۔ اور
...پہلی جلد کے لئے مبلغ ... روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کرکے
...سب حاصل کیا

(۱) حضرت فخر قوم جناب سروری میر محبوب صاحب حیدر آباد دکن ۲۰ جلد
(۲) مخدومی ... مولوی محمد عبد الحمید صاحب دکن کے ہیں
... نے ہر ایک حصے کی ... دینے کا وعدہ فرمایا
... صاحب ...
(۵) مکرم ... صاحب ...
... جناب ... صاحب محمد علی ... پوسٹل ...
... مخدوم مکرم سردار محمد یوسف خان صاحب ... کو
... مستقل مکرمی منشی محمد یوسف صاحب۔ مردان۔ ...
اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر دے۔ اور دین و دنیا
... برکت عطا فرماوے۔ آمین

میں پھر ایک بار اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ ایک
دس روپیہ ایسی مفید اور ضروری خدمت دین کے لئے عطا
کرنا مشکل نہیں۔ مگر خدا توفیق دے۔ اور اس عطیہ کا معاوضہ
... دنیا میں بھی۔ وقت پر بھی۔ دنیا میں آپ کو یہ نایاب مجموعہ
حاصل ہوگا۔ جس کو دیکھ کر آپ بزبان حال و قال پکار اٹھینگے

...

خاکسار جلد داد م جان خریدم
بحمد اللہ زہے ارزان خریدم

اوردین میں خدائے عز و جل اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کی
روح مبارک آپ سے خوش ہوگی جنکا اور کارنامہ جات کو دنیا
میں پھیلانے کے لئے جو آج دنیا کی نظر سے اوجھل ہوکر
مخفی ہو چکے ہیں۔ تم امداد دوگے۔

دیکھو! میں اون اشتہارات میں سے ایک اشتہار۔ دین پر
بطور نمونہ تمہارے ملاحظہ کے لئے نقل کرتا ہوں۔ اس کو
پڑھ کر اندازہ کرلو۔ کہ کس قسم کا خزانہ ہے۔ جو تم کو ملنے والا
ہے۔ بتاؤ کہ یہ اشتہار کس کتاب میں کس اخبار میں کس مجموعہ میں
کس جگہ میں شائع ہوچکا ہے۔ اور تم میں سے کتنے دوست
ہیں جنہوں نے جری اللہ فی حلل الانبیاء کا یہ اشتہار دیکھا
یا سنا ہے؟

نقل اشتہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلان

پادری وائٹ بریخٹ صاحب پر اتمام حجت

اور میاں فتح مسیح کی دروغگوئی کی کیفیت

ہم اپنے اشتہار ۲۰ مئی ۱۸۸۸ء میں جو مطبع شمس الہند گورداسپور
میں چھپا تھا۔ یہ بات کو بتصریح بیان کرچکے ہیں کہ میاں فتح مسیح
واعظ عیسائی نے جو ملہم ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرکے پھر
۱۷ مئی ۱۸۸۸ء کے جلسہ میں تمام حاضرین کے روبرو جن میں
معزز ہندو اور بٹالہ کے آریہ بھی تھے اپنی دروغگوئی کا صاف
اقرار کردیا۔ اور بالمقابل الہامی پیشگوئیوں کے پیش کرنے سے
بھاگ گیا۔ مگر افسوس کہ اسی عیسائی صاحب نے ۱۴ مئی ۱۸۸۸ء
کے نور افشاں میں اپنے دروغگوئی کے چھپانے کے لئے یہ
ظاہر کیا ہے کہ میں نے الہام کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ ...
کراں ... کو جھوٹ بولنے سے خدا سے شرم
نہیں آتی۔ بھلا کوئی ان سے پوچھے۔ کہ اگر آپ نے ملہم ہونے
کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو پھر کیوں ۱۴ مئی ۱۸۸۸ء کے

جلسہ میں ... شمیر دین صاحب ... بٹالہ اور ... سنگھ
صاحب مختار عدالت نے آپ کو ملامت کی کہ ایسا جھوٹ کیوں
بولا۔ اور کیوں ناحق لوگوں کو تکلیف دی۔ اور کیوں منشی گوردت
صاحب مختار عدالت نے اسی جلسہ میں شہادتاً بیان کیا کہ
فتح مسیح کا یہ دعوے الہام میں بالکل جھوٹا ہے۔ اس نے
میرے روبرو ایک مجمع کثیر میں اپنے ملہم ہونے کا دعویٰ
کیا ہے۔ بھلا یہ بھی جانے دو۔ خود پادری وائٹ بریخٹ
صاحب سے صاف دریافت کیا جائے۔ کہ کیا ۸ مئی ۱۸۸۸ء
میں فتح مسیح نے پادری صاحب کے نام چٹھی نہیں لکھی تھی کہ
میں نے بالمقابل الہامی ہونے کا دعوے کردیا ہے
اب انصافاً سوچنا چاہیئے۔ کہ جس شخص کے مادہ میں اسقدر
جھوٹ بھرا ہوا ہے کیا وہ اس منصب کے لائق ہے کہ
عیسائی کلیسا کی طرف سے دوسروں کے لئے واعظ ٹھہر کر
پادری وائٹ بریخٹ صاحب اس شخص کی دروغگوئی کو خوب
جانتے ہیں۔ اور حلفاً بیان کرسکتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے
اپنے اشتہار ۲۰ مئی ۱۸۸۸ء میں صاف لکھ دیا کہ آئندہ ہم
ایسے دروغگویوں کو مخاطب بنانا نہیں چاہتے۔
ہاں اگر پادری وائٹ بریخٹ صاحب صاف طور پر جلسہ عام
میں اقرار کردیں کہ الہامی طاقت عیسائی گروہ سے ...
اور پھر ہم سے کوئی الہامی پیشگوئی بغیر از وقوع طلب کرنا
چاہیں۔ تو ہم بشرط جلسہ عام میں پیش کرینگے کہ اگر ہماری
پیشگوئی پیش کردہ بنظر حاضرین جلسہ صرف اٹکل اور اندازہ
ہو۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر نہ ہو یا بالآخر جھوٹی نکلے
تو دو سو روپیہ ہرجانہ پادری صاحب کو دیا جائے گا
ورنہ بصورت دیگر پادری صاحب کو مسلمان ہونا پڑیگا
لیکن پادری صاحب نے ایسے جلسہ میں آنا قبول نہ کیا۔ اور صاف
گریز کرگئے۔ اور کو ٹھہ بیچ چلے گئے۔ حالانکہ ہم انہیں کے لئے
ایک ماہ تک برابر بٹالہ میں ٹھہرے۔ غرض انہوں نے تو
ہمارے مقابل پر دم بھی نہ مارا لیکن اسی میاں فتح مسیح
نے ۱۴ جون ۱۸۸۸ء کے اخبار نور افشاں میں چھپوا دیا ہے
کہ ہم اس طور پر تحقیق الہامات کے لئے جلسہ کرسکتے ہیں کہ ایک جلسہ
منعقد ہو کر چار سوال بند کاغذ میں حاضرین جلسہ میں سے کسی کے
ہاتھ میں رہیں ... وہ ہمیں الہام بتلائے جائیں ...
میں ... کیا خوشی ہے کہ جبکہ ...

۲۴ مئی ۱۸۸۸ء کو بمقام ہوشیار پور میں نے ... جنگی طبیعت ... معلوم ہوتی ہے۔ ہرگز غالب ہونے کے لائق نہیں اور اس کو غالب جاننا اور اس کے مقابل پر بیہ کرنا ... بات ... سے ... پادری ... صاحب ... کہ ... اقتتان ... کے سنو ... ساتھ وہ ... علیم ہے کہ جس سے عیسائی لوگ ناواقف ہیں۔ وہ پوشیدہ بھیدوں کو جانتا ہے اور اپنی مدد کرتا ہے۔ جو اس کے خالص بندے ہیں لیکن لہو ولعب کے طور پر اپنا نام لینا پسند نہیں کرتا۔ پس اگر پادری وائٹ بریخت صاحب ایک عام جلسہ میں منعقد کر کے اس جلسہ میں حلفاً اقرار کریں۔ کہ اگر مضمون کسی سربمہر لفافہ کا جو میری طرف سے پیش ہو۔ دس ہفتہ تک مجھ کو بتلایا جاوے۔ تو میں بلا توقف دین عیسوی سے بیزار ہو کر مسلمان ہو جاؤں گا۔ اور اگر ایسا نہ کروں تو ہزار روپیہ جو پہلے سے کسی ثالث منظور کردہ کے پاس جمع کرا دوں گا۔ بطور تاوان انجمن حمایت اسلام لاہور میں داخل کیا جاوے گا۔ اس تحریری اقرار کے پیش ہونے کے اور نیز نور افشاں میں چھپنے کے بعد اگر دس ہفتہ تک ہم نے لفافہ بند کا مضمون بتلا دیا تو ایفاء شرط کا پادری صاحب پر لازم ہو گا۔ ورنہ ان کے روپیہ کی ضبطی ہو گی۔ اور اگر ہم بتلا نہ سکے۔ تو ہم دعوے الہام سے دست بردار ہو جائیں گے۔ اور نیز جو سزا پاداش سے زیادہ ہمارے لئے تجویز ہو۔ وہ بخوشی خاطر اٹھا لیں گے۔ فقط

المعلن

خاکسار غلام احمد۔ قادیانی

۹ر جون ۱۸۸۸ء

مطبوعہ ریاض ہند امرتسر

اُن کے گھر ماتم ہمارے گھر میں شادی

فبمان الذی اخزی الاعادی

لدھیانہ میں مقدمہ اہلحدیث کی فتح

دشمن کو ... ایک نہایت ... کام مخالف ... کی طرف سے شیخ محمد شفیع صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لودھیانہ کے خلاف اہلحدیث عرفی کا جو استغاثہ نومبر ۱۹۱۲ء میں مسٹر ٹیلنگ سٹی مجسٹریٹ لودھیانہ کی عدالت میں دائر ہوا تھا۔ اور وہاں سے منتقل ہو کر جناب شیخ اصغر علی صاحب بی۔اے ڈپٹی کمشنر لودھیانہ کی عدالت عالیہ میں رکھا گیا تھا۔ جس کی پیروی کے لئے احمدی وکلاء ہر ایک پیشی پر لودھیانہ تشریف لاتے رہے۔ اللہ تعالے کے فضل وکرم اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں اور برکات سے مستغیث پر ہمارے فاضل دوست مولوی ... صاحب احمدی وکیل (مولوی فاضل) کی تقریباً ایک سال فاضلانہ اور عالمانہ جرح کے بعد آخر ہار سے تاوان ... ہمراہ ان مدعی مقدمہ دعوے خارج ہو گیا۔ رفاکم ... عدالت نے ایک طویل نصیحہ لکھا ہے۔ جس میں مستغیث کی کتاب کلمۂ فضل رحمانی اور اس کے غلط حوالجات نیز مستغیث کے اشتہار متعلقہ عقائد وہابیہ۔ اہلحدیث اور دیوبندیہ اور اس کے غلط حوالجات پر بھی اختصاراً رائے زنی فرمائی ہے۔ اور مخالف نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کے متعلق جس درشت زبانی سے اپنی تحریرات میں کام لیا ہے اس کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ اور اس کی علمی قابلیت کو بھی کھول کر بیان فرمایا ہے۔ جو انشاء اللہ سلسلہ احمدیہ کے لئے مفید اور علمی اور مذہبی دنیا کے لئے دلچسپی کا موجب ہو گا۔

اس مقدمہ میں دشمن کو ... ناکامی ہوئی۔ اور ... لودھیانہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام ... کو کس ... ایک طویل ... انشاء اللہ ... مستغیث ... بقا خوشی احمدیان لودھیانہ اللہ تعالی کی ... اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ... مولوی ... صاحب ... کی ... کوششوں اور ...

خزینۂ فضل اکبر حمینین چشمہ

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں؟ ... کے فضل سے مجھے ہمدردی اور ایمانداری سے اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال ... تیار کیا ہے۔ جس سے کئی گھر محض اللہ تعالیٰ کے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنی اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہونے پر مفارقت دے کر دار البقاء لیتی تھی۔ جن کا حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے بامراد ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی نام خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کو استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں ... خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرماویں۔ قیمت محنت اور ... کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ ...

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑبال۔ کگرے ... ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت تین روپے (...)

المشتہر

غلام جیلانی عبدالرحمن کاغانی قادیان ...

بشارت ... [illegible]

دکھاؤں ... [illegible]

[illegible]

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد [illegible] نمبر [illegible] مورخہ ۱۸ فروری [illegible]

دارالامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کے مشکوئے معلیٰ میں بروز جمعہ یکم فروری بیٹا پیدا ہوا۔ خدا تعالےٰ اسے مبارک و مسعود اور اپنے جدّ امجد کے کمالات کا وارث بنائے۔ آمین ٭

۲۔ موضع بیری میں جو یہاں سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پادریوں نے بحث اُٹھا رکھی تھی۔ بٹالہ سے دو پادری آئے۔ مگر شیخ عبدالخالق صاحب نومسلم اور مولوی حافظ روشن علی صاحب سے خوفناک زک اٹھا کر وقت کی تنگی کا عذر کرتے ہوئے گئے۔ مسئلہ توحید بائیبل پر ان کو ایسا ناطقہ بند ہوا کہ یاد ہی رکھینگے پھر قرآن شریف کے رو سے حضرت مسیح کو کلمہ و روح ثابت کرنا چاہتے تھے۔ اس پر حافظ صاحب کی گرفت ایسی [illegible] ... کر کچھ جواب نہ [illegible]

۳۔ جن نفوس نے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں ان کو حضرت خلیفۃ المسیح نے تیاری کی ابتدائی ہدایات دی ہیں کہ وہ استخارہ کر کے بتائیں کہ ان کا معلوم ہے کونسا کام بسہولت کر سکینگے ٭

مولوی محمد علی ایم۔ اے کو طاعون سے شفاء

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اب ان غیر از جماعت لوگوں کی حالت یہاں تک پہونچی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے استہزاء کرتے ہیں۔ اور پھر انہی سے ناجائز فائدہ بھی اُٹھانا چاہتے ہیں۔ ایک گستاخ نے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح اور قادیان کے مہاجرین کی شان میں بہت کچھ کہکر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا۔ [illegible] بھی کہا کہ مولانا محمد علی تو وہ بزرگ شخصیت ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آپ کی شفا [illegible] میں فرمایا کہ گویا آپ کو طاعون [illegible] ... [illegible]

گویا آپکی حیات و صحت پر سلسلہ کی صداقت کو دار رکھا۔ اس کا جواب اس وقت بھی برجستہ دیا گیا۔ اب بھی بذریعہ تحریر دیا جاتا ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں۔ ۔۔ ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی۔ مولوی محمد علی صاحب کو سخت بخار ہو گیا۔ اور ان کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے۔ اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیت کر دی۔ اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا۔ اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے۔ جس کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے کہ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار۔ تب میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ اور ان کو پریشان اور گھبراہٹ میں پاکر میں نے ان کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے [illegible] ... [illegible]

غلط ہے یہ کہ کسی نے جنش پہ ہاتھ لگایا ہے بلکہ یہ قدرت الٰہی تھی کہ اس کے مبارک بیان میں وہ ایک طرف کا نام و نشان نہ تھا۔

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں مولوی محمد علی صاحب کے بیان اور تقویٰ کو نہیں پیش کیا گیا۔ بلکہ یہ بتایا گیا کہ وہ ایسی طاعون میں پہنچ گئے جنکے نہ صرف [illegible] بلکہ ہوں اور کتوں کے لئے بھی یہ وعدہ الٰہی تھا کہ انہیں طاعون سے بچایا جائے گا۔ اس لئے ان کو طاعون کی موت سے محفوظ رکھا گیا۔ مولوی محمد علی صاحب ایسے کو جو طاعون کرکے خدا تعالیٰ نے بتلا کر یہ دکھا دیا۔ کہ اس شخص کے اندر ظلم و تکبر اور [illegible] کا مادہ ہے۔ اور اس کی پاداش میں طاعون کی بیماری سے مارے جانے کا بالکل مستحق ہے مگر محض الدار کے احترام و اکرام کی وجہ سے محفوظ رہا ہے [illegible] کے دست شفا اور مسیحائی کی تبلیغ بچایا [illegible] کوئی وجہ [illegible] کہ حضرت اقدس نے جو وجہ بچایا جانے کی بیان [illegible]۔ اس میں یہ نہیں فرمایا کہ اپنی نیکی اور [illegible] اس درجہ ایمان کی وجہ سے بچایا گیا جیسیں [illegible] کی نسبت نہیں۔ بلکہ محض الدار کے احترام [illegible]۔ [illegible] طاعون نے انہیں یہ بتا دیا کہ اس شخص کے اندر [illegible] کا مادہ ہے۔ جو روحانی اعتبار سے [illegible] ہے۔ چنانچہ ایک دنیا نے [illegible]۔ اب مسیح موعود کے دو نشان [illegible] ایک فوری شفا و قبولیت دعا۔ دوم [illegible]۔

ستارہ مسیح سے معلوم [illegible]

[illegible]

کیا جنہیں احمدیت کی ناک ہونے کا دعویٰ ہے مگر ان کی ایمانی کیفیت کا یہ حال ہے کہ وہ دل میں مانتے ہیں۔ اور خوب جانتے ہیں کہ ان کے امام کا فتویٰ ہے۔ اور فتوے بھی اجتہادی نہیں۔ بلکہ خدا کی وحی سے کہ کسی مکذب یا مکفر یا متردد یعنی کسی قسم کے بھی غیر احمدی کی اقتدا میں نماز قطعی حرام ہے۔ اور پھر وہ اکثر موقعہ پر کمزوری دکھلاتے ہیں تم پر بھی پیغام بلڈنگس کا اتنا اثر پڑا۔ کہ تم وہاں سے بھاگ گئے۔ ورنہ وہیں دلیری سے جتا دیتے۔ کہ صاحب! ہم غیر احمدی کی اقتدا میں نماز قطعی حرام سمجھتے ہیں اس لئے معذور ہیں۔ افسوس ہے۔ مولوی صدرالدین صاحب پر (بشرطیکہ وہ احمدیت کے مدعی ہوں) جس نے بقول مجبور صاحب ان سے معذرت کی۔ اور خدا سے عذر خواہی نہ کی۔ جس کی وحی ہے کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ مکذب و مکفر ہو یا متردد اے غیور فرزندان اسلام خدا تمہاری ایمانی کیفیت کو اور بڑھائے۔ اور تم احمدیت کا حقیقی نمونہ بنو اور اس سچی تعلیم پر چلو۔ جو خدا کا برگزیدہ احمد قادیانی کا سچا رسول لایا۔ (آمین)

دیگراں کا مولوی بھی کیسا احمدی تھا؟

خسر امیر القوم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایک قابل احمدی نامہ نگار کا نقاب پہن کر میدان مبارزت میں تشریف لائے ہیں۔ کوئی مصلحت ہوگی۔ جسے ہم نہیں سمجھے۔ شاید مسیح موعود کے خلاف علانیہ لکھنے سے شرم آتی ہے۔ آپ نے مباہلہ پر حسب عادت کچھ استہزا کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کا تمسخر اڑایا ہے۔ کہ مباہلہ مباہلہ لئے پھرتے ہیں۔ اس کے تو یہ معنے ہوئے۔ کہ ہر سال ایک کافر سے مباہلہ کر چھوڑا اور قیامت تک موت سے بچ گئے۔ خدا صاحب اس انتظار میں ہیں۔ کہ اس کی جان لی جائے۔ لو مباہلہ صاحب مباہلہ کے [illegible] ہیں کہ [illegible] کہ بھولی ہوئی۔ یہ حق ہے۔ اس لئے [illegible]

جو مرکز سلسلہ احمدیہ سے الگ ہوئی۔ خیر ایک بات ڈاکٹر صاحب کے دم کی بھی وہی ہے۔ روایت کی ہے کہ مولوی یحییٰ دیگرانی نے حضرت اقدس مسیح موعود سے پوچھا۔ میں فلاں غیر احمدی سے مباہلہ کروں؟ فرمایا خدا میں ہلاکت چاہنے کے وقت مجھے پیش کرنا نہ اپنے آپ کو۔ کیونکہ بعض کے اعمال آپ کے کھاتے ہیں۔ الحمد للہ۔ ادھر بار بار احمدیہ کو تو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ تم میرے مرید قاسم علی سے کیوں مباہلہ نہیں کر لیتے۔ کیونکہ قاسم علی کے ایمان و اعمال کی نسبت اطمینان ہے۔ اور ادھر یحییٰ دیگرانی (جسے بڑا مولوی سمجھا جاتا ہے) کو فرمایا کہ اپنے آپ کو پیش نہ کرنا۔ معلوم ہوا۔ کہ ان غیر مبائعین غیر از جماعت لوگوں کے ضعف ایمان و اعمال کو اسوقت بھی مسیح موعود جانتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کا شکریہ۔ کہ اپنے فریق پر آپ شہادت پیدا کی۔ ڈاکٹر صاحب کبھی کبھی اپنی پچھلی تحریریں ضرور پڑھ کر دیکھا کرو۔ تا آپ کو معلوم ہو۔ کہ آپکے لٹریچر میں آپکے مذہبی خیالات میں کتنا عظیم تغیر محض تائید فسق دنیں سے اور عداوت اہل بیت مسیح موعود و مہاجرین دارالامان کے باعث پیدا ہو گیا۔ بجیب آبادی اکبر شاہ خاں بھی غور کرے۔

مسیح موعود کے الہام حدیث النفس

بقول مثل الہول اس بدبخت شخص کا ہے۔ جنکے چہرے سے اسکی قلبی کیفیات عیاں ہیں۔ جس نے خدا کے مسیح کو اس کی زندگی میں بھی ایذا دی۔ اور اس پاداش میں قادیان دارالامان سے خارج ہوا۔ مرزا خدا بخش عسل مصفیٰ کا مصنف اور پیغام بلڈنگس کے ساتھ رشتہ اخوت جوڑ کر حالت یہ ہو گئی ہے۔ کہ اب کہتا ہے۔ مرزا صاحب کے الہام حدیث النفس بھی تھے۔ پوچھا گیا۔ سچے الہام کونسے ہیں اور حدیث النفس کونسے۔ تو کہنے لگا کہ پیشگوئی جو پوری ہو گئی۔ وہ الہام صحیح باقی حدیث النفس یعنی آپ کو یہ حسرت ہے۔ کہ الہامات مرزا کا مصنف وہ خود کیوں نہیں؟ اسیطرح جو کچھ اپنے درجہ کی نسبت فرمایا اس میں نبوت وغیرہ کے الفاظ ہیں یہ سب حدیث النفس (لا حول ولا قوۃ) جوکہ [illegible] ان لوگوں کے [illegible] [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان۔ ۷؍ فروری ۱۹۱۸ء

ایک آریہ کے سوالات کا جواب

(منشی فضل حسین صاحب کے قلم سے)

آریہ گزٹ لاہور میں ایک صاحب مہاشہ رادھا کشن نے احمدیوں اور محمدیوں سے دو سوالوں کا جواب مانگا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ان کا جواب خواہ احمدی دیں یا محمدی۔

میں اگرچہ کوئی مولوی یا لیکچرار نہیں۔ لیکن مہاشہ جی نے احمدیوں کو مخاطب کیا ہے۔ اور ان کے سوال بھی ایسے نہیں کہ جن کے لئے علمائے کرام یا ایڈیٹران اخبارات سلسلہ عالیہ احمدیہ میں سے کوئی تکلیف گوارا کرے۔ اس لئے میں ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ہر دو سوالات کا جواب لکھتا ہوں۔ امید ہے کہ مہاشہ جی سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے کو تیار ہو جائیں گے۔

سوال۔ "جب خداوند کی ہستی قائم تھی۔ اور روح مادہ قائم نہ تھے۔ تو اسوقت خدا کس پر اپنی قدرت کا اظہار کرتا تھا۔

(۲) خدا نے دنیا کیوں بنائی کیا مدعا تھا۔ کیا اپنی خالقیت کی صفت ظاہر کرنے کے لئے۔ اگر ایسا ہے تو سوال ملا کا کیا جواب ہوگا؟"

معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوالات کا بہت سا حصہ مہاشہ جی کے دل ہی میں رہ گیا ہے۔ جس کا اظہار بخوبی نہیں کر سکے۔ بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ انسان بوجہ ضعف بیانی اپنا مافی الضمیر کامل طور پر ادا نہیں کر سکتا۔ مگر مجیب کے لئے کچھ قرائن ایسے چھوڑ دیتا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ سائل کا اصل مدعا سمجھ سکے۔ سائل کا دلی مدعا اور اس کی اس بے ربط عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ روح و مادہ کو اگر قدیم نہ مانا جائے [illegible]

سے پیشتر کس طرح خالق مالک۔ رازق رہ سکتا ہے۔ مگر مادہ اور روح کے انادی (قدیم) ماننے سے یہ نقص خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ مہاشہ جی کا اصل مدعا تو مادہ اور ارواح کا قدیم ثابت کرنا ہے۔

مہاشہ جی دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کی کمال طاقت اور اعلیٰ درجہ کی قدرت و صفات کا اقتضا پورا ہو اور اسلئے بھی کہ ہم اس کی عبادت بجا لائیں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کی تاثیرات کے ظاہر کرنے میں مختار ہے اس کو کسی کا ڈر نہیں۔ جب چاہے ان سے کام لے جب چاہے نہ لے۔ مہاشہ جی آپ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ قدیم کی صفات اگرچہ قدیم ہوتی ہیں۔ مگر وہ ازلی خدا اپنی صفات سے کام لینے میں مختار ہے اور اپنے منشا و ارادہ سے کام کرنیوالا ہے کسی کا مجبور نہیں۔ پس اس کی مرضی ہے۔ جب کسی صفت سے کام لینا چاہے تو لے۔ چاہے تو نہ لے۔ مثال کے طور پر آپ دیکھئے۔ میں فضل حسین اپنے میں گویائی کی صفت رکھتا ہوں اور جب سے ہوں تب سے ہی یہ صفت موجود ہے۔ مگر کیا تھوڑے عرصہ کے لئے اگر چپ کر جاؤں تو کیا میری تکلم کی صفت میں کوئی نقص عائد ہوگا۔ یا کوئی گونگا کہہ سکے گا۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح جب سے ہوں۔ دیکھنے کی صفت مجھ میں موجود ہے مگر کیا جب آنکھ بند کر لوں۔ تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ فضل حسین کی بینائی میں نقص ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مختار بالکل ہے جس وقت چاہے اپنی کسی صفت سے کام لے یا نہ لے ایک وقت میں کسی صفت کے کام نہ لینے سے اس پر کوئی نقص لازم نہیں آ سکتا۔ ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ازل سے ہے۔ اور اس کی صفات بھی ازل سے کام کر رہی ہیں اور ابد تک کرتی رہیں گی۔ بلکہ خدا کا تمام صفات سے معطل ہونا تو مہاشہ جی کی مسلم کتب سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ اسلامی کتب سے۔ ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۲

نوٹ از مترجم:۔ ایک ہزار چترگی یعنی چار ارب بتیس کروڑ برس تک دنیا بنی رہتی ہے جسکو سرشٹی کہتے ہیں اور اتنا ہی عرصہ [illegible]

پس یہاں سے ثابت ہوا کہ خدا چار ارب بتیس کروڑ برس تک اپنی ہر ایک صفت سے معطل و بیکار رہتا ہے۔ حالانکہ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات سے ہر وقت کام لے رہا ہے اور کبھی کسی ایک صفت سے بھی [illegible] سے۔ تو وہ مالک ہے۔ مگر ویدک عقیدہ کی رو سے خدا کی تمام صفات [illegible] ہو جاتے۔ [illegible] اس سے اس کی صفات [illegible] نہیں ہوتیں۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی دگرگوں ہے۔ ویدک پرمیشر کی بابت ایک اور عجیب بات ملاحظہ ہو دیکھئے منوسمرتی مترجم [illegible] ادھیائے اشلوک [illegible]

"وہ پرمیشور [illegible] دن میں کام کرتا ہے اور رات کو سوتا ہے۔ جب جاگتا ہے تب سنکلپ بکلپ پاپ پن کو سرشٹی رچنے کے لئے لگا دیتا ہے۔"

نوٹ۔ پرمیشور کا ایک دن یا رات ایک ہزار چترگی کے برابر ہے۔ منوسمرتی [illegible]

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

اب دیکھئے منوسمرتی میں صاف لکھا ہے کہ ایک ہزار چترگی کے زمانہ [illegible] ویدک خدا استراحت فرماتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ قرآن شریف نے اس عقیدہ کو بہت بیہودہ رد کیا ہے۔ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ نہ خدا کو نیند آتی ہے نہ اونگھ۔

مہاشہ صاحب اب بتلائیے اتنے عرصہ تک خدا اپنی قدرت کس پر ظاہر کرتا ہے۔ کیا خدا بھی نیند لیتا ہے کیا وہ تھک جاتا ہے۔ جو نیند میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ افسوس ایسے عقائد کے رکھتے ہوئے مقدس اسلام کے شہنشاہ اصولوں پر بیہودہ اعتراض کرنا۔ اگر مہاشہ جی کے دل میں حق کے قبول کرنے کی رغبت ہوگی۔ تو ضرور وہ اسلامی [illegible] اصولوں کا مقابلہ کر کے صداقت کو قبول کریں گے۔ ایک اور بات بھی ہم بتلا دیں۔ جو اس جواب کے ذیل میں آنی ضروری ہے وہ یہ کہ [illegible]

جس کی بنا وہ اپنی مقدس کتب پر نہ ہو۔ آریہ سماج کا یہ عقیدہ کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ اور خدا دنیا کے خلق پر قادر نہیں اپنی مقدس کتب کے خلاف ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وید میں ہرگز قدامت مادہ و ارواح کا دعویٰ دلیل کے ساتھ نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے خدا کو خالق مالک نیستی سے ہستی کرنے والا کہا گیا ہے۔ بطور نمونہ ہم ذیل میں دو ایک حوالے تحریر کرتے ہیں۔ مفصل دیکھنا ہو۔ تو ہمارا ٹریکٹ "قدامت مادہ و تناسخ کی تردید ویدوں سے" ملاحظہ ہو۔

پہلا منتر :۔ "اس پرش (ایشور) نے پرتھوی یعنے زمین کے بنانے کے لئے پانی سے رس کو لے کر مٹی کو بنایا۔ اسی طرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا۔ اور آگ کو ہوا سے۔ ہوا کو آکاش سے۔ اور آکاش کو پرکرتی (مادہ) سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا"۔

یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۱۷

رگویدادی بھاشیہ بھومکا مصنفہ سوامی دیانند صفحہ ۴۸

دوسرا منتر :۔ "اس کائنات سے پہلے صرف ایک خدا ہی تھا۔ دوسری اور کوئی چیز نہ تھی"۔

(ایتریہ ارنیک اپنشد ادھیائے ۱ کھنڈ ۱)

منقول بھومکا سوامی دیانند صفحہ ۵۲

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

تیسرا حوالہ بھی مہاشہ جی ملاحظہ کیجئے اور وہ درد یکھو:۔

تیسرا منتر :۔ "جس وقت یہ کائنات سے بکربنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے عدم یعنی شونیہ آکاش بھی نہ تھا۔ کیونکہ اس وقت اس کا بیوہار نہ تھا۔ اس وقت ست یعنی کائنات کی پیدائش کی علت (مادہ) جس کو ست کہتے ہیں۔ وہ بھی نہ تھی۔ نہ پہلا پرمانو (ایٹم) دھرشٹ (کائنات) میں جو تمام کائنات دوسرے درجہ پر ہے۔ وہ بھی نہ تھا۔ بلکہ اس وقت صرف برہم کی قدرت ... ہی موجود تھی"۔

رگوید اشٹک ۸ ادھیائے ۷ ورگ ۱۷ منتر ۱

منقول صفحہ ۔۔۔

[illegible]

اس بارے جو انہوں نے اچھوتوں پر بیڑا اٹھایا تھا سبکدوش ہوگئے۔

اب ہمارا بھی حق ہے کہ مہاشہ جی کی خدمت میں بحیثیت سائل ہونے کے دو تین سوال پیش کریں۔ امید ہے۔ کہ مہاشہ جی ہماری بھی تسلی کریں گے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے جب مادہ و روح کو پیدا ہی نہیں کیا تو وہ ان کا مالک کیسے بن گیا۔ کیا جبر سے قبضہ کر لیا یا کسی سے یہ ہر دو اشیا خرید لیں۔ یا پرانے قبضہ سے قبضہ کا حق حاصل ہو گیا۔ جیسا کہ گورنمنٹ ہند کا قانون ہے۔ اس کا جواب ویدوں سے اگر دیں تو بہت خوب۔ ورنہ خیر آپ کی مرضی ✤

(۲) محققین وید کا دعوےٰ کہ وید تین ہی پہلے تصنیف کئے گئے ہیں۔ چوتھا اتھروید نامی بہت بعد میں تصنیف ہوا صحیح ہے۔ یا غلط اگر کہو کہ غلط تو برائے مہربانی رگ یجر۔ سام میں سے چوتھے اتھروید نامی کا پتہ بتلادیں اگر ویدوں سے نہ دکھا سکیں (یقیناً نہ دکھا سکیں گے) تو براہمنوں یا منوسمرتی سے ہی دکھلائیں۔

(۳) یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۴۷

منقول رگوید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۴۲ پر لکھا ہے ا۔ "اس دنیا میں پاپ اور پن کا نتیجہ بھگتنے کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک عارفوں یا عالموں کا۔ اور دوسرا علم و معرفت سے معرا۔ انسانوں کا ۔ یعنے یہ دو راستے ہیں۔ یہ تمام دنیا ان ہی دو راستوں پر چل جاری ہے۔ الخ"

اب ہمارا یہ سوال ہے۔ کہ کیا ویدک پرمیشور کا علم ناقص ہے۔ جو اسنے دوسرے کسی شخص سے سنا۔ اگر یہ ٹھیک ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ویدک ایشور سے پہلے کوئی اور خدا ہوگا۔ جس سے اس نے "دو راستے سنے"۔ اگر یہ بات جو وید منتر سے ظاہر ہو رہی ہے۔ ٹھیک ہے۔ تو مہاشہ جی ویدک ایشور پھر ایشور کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ بھی انسانوں کی طرح کم علم ثابت ہوتا ہے برائے مہربانی اس وید منتر کی دفعہ ذرا تشریح فرمائیں دیکھنا کہیں ویدک پرمیشور پر بے علمی کا داغ نہ رہ جائے

[illegible] عنایت [illegible]

کھلی چٹھی

بخدمت مولوی محمد علی صاحب۔ السلام علیکم۔ جناب کی مطبوعہ چٹھی عین اسوقت جبکہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقررکردہ جلسہ میں شامل ہونے کے واسطے تیار ہو رہا تھا۔ یصدون عن سبیل اللہ کی ڈیوٹی ادا کرتی ہوئی پہونچی۔ بلا ریب اسکی دلکش اور دلفریب ادا میرے دل پر اثر کر ہی جاتی۔ اگر میرے حضرت جری اللہ کے وہ پاک کلمات نہ پڑھے ہوتے۔ جو آپنے سالانہ جلسہ کے متعلق اپنے دست مبارک سے ارقام فرمائے ہوئے ہیں۔ وھو ہذا :۔

سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی مصالح پر مشتمل ہے۔ ہر ایک صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں ... اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جسکی خالص تائید حق و اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء

اور اس اشتہار کے اخیر میں جلسہ میں شامل ہونیوالوں کے لئے بہت دعائیں مسیح موعودؑ نے مانگی ہیں۔ پس تمہارے جلسہ میں یہ امر میری عدم شمولیت کا باعث ہوا۔ اور آپ کا یہ خیال کرنا کہ حضرت فضل عمر نے تحقیق حق سے روکا ہے بالکل غلط ہے۔ حضور نے تو خود حضرت میر صاحب کو تمہارے گذشتہ سالانہ جلسہ پر تحقیق حق کے لئے بھیجا تھا۔ اور اس عاجز نے اجازت طلب کی (لاہور میں ہلکر پاس جانے کے لئے) تو حضور نے فرمایا کہ خوشی سے جاؤ۔ مولانا ہم اور ہمارے حضرت فضل عمر میدان تحقیق سے گھبرانے والے نہیں جسوقت اور جس جگہ آپ چاہیں ہم حاضر ہیں ناحق بہتان باندھنا اچھا نہیں۔ باقی رہا یہ امر کہ حضرت خلیفۃ المسیح تمہارے جلسہ میں شمولیت کی عام اجازت نہیں دیتے۔ سو یہ بوجوہات ذیل ضروری ہے۔

(۱) تمہارا جلسہ ان ایام میں ہوتا ہے۔ جن دنوں میں خدا کے مسیح کا مقررکردہ سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ ان دنوں میں اگر تمہارے جلسہ میں شامل ہونیکی عام اجازت دیجائے۔ تو اس جلسہ کو جس میں ہمارے جانے سے ہزار ہا نشان پورے ہوتے ہیں۔ نقصان پہونچتا ہے اور یہ سخت گناہ ہے ✤

(۲) آپ کو شاید یاد ہوگا کہ جس سال دسمبر میں حضرت خلیفۃ المسیح اول کی اجازت سے لاہور میں جلسہ ہوا تھا اور آپنے بحیثیت امیر ہونے کے اعلان کیا تھا کہ عیسائیوں کے جلسہ میں کوئی نہ جائے اسوقت تقریر ہو رہی [illegible]

نزولِ القرآن فی رمضان

(نوٹس الحسن)

(ج) ماتشرکون۔ اگر خود اس شرکت میں نعوذ باللہ مبتلا ہوتے تو ما شرکت کہتے (د) اتحاجونی فی اللہ یہ بھی دلیل ہے۔ اس کی کہ مباحثہ کے وقت ہزار ہا کہتے تھے

۵۳۸۔ تلک حجتنا۔ یہ بھی دلیل ہے کہ ہزار ہا میں دلائل دے رہے ہیں ۰

۱۳ر جولائی ۱۹۱۷ء

(یوم الجمعہ)

۱۶ سولھواں رکوع

(سے شروع)

۵۳۹۔ ومن ذریتہ۔ ہ۔ ضمیر راجع ہے ابراہیمؑ کی طرف ۰

۵۴۰۔ اولئک الذین اتینٰھم الکتب۔ اس کہا جاتا ہے۔ کہ ہر نبی کو کتاب ملی۔ مگر اول تو یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ بعض انبیاء بغیر کتاب کے بھی گئے۔ دوم۔ بہت سی تفسیروں کے حوالے موجود ہیں۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ ہر نبی کو کتاب نہیں ملی۔ (فتح البیان تفسیر کبیر۔ ابو سعود) نیز یہ کہ ایتاء الکتاب سے مراد تفہیم کتاب ہے۔ دیکھو متی باب ۵ آیت ۱۷ ۰

سوم۔ الذین اتینٰھم الکتب یتلونہ حق تلاوتہٖ (بقرہ [illegible] ۱۲۱) (ب) والذین اتینٰھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وان فریقاً منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون۔

پس ایتاء کتب سے مُراد یہی نہیں کہ کتاب انہیں پر نازل ہو۔ بلکہ جو موجود قوم میں پائے جس کے لئے بھی اتینھم الکتب آ سکتا ہے۔ (ب) فالذین اتینٰھم الکتب یومنون بہٖ

ہیں کہ نبوت کا لفظ ہے۔ تو ستر شخص جنہیں ہم نے فقد اتینا بنی اسرائیل الکتب والحکم والنبوۃ کہا ہے [illegible] بنی اسرائیل سب کے سب نبی نہ تھے ۰

۵۴۱۔ فبھدٰھم اقتدہ۔ جب کہ ہی کہ نبی [illegible] نبی کی اتباع اور اس کی اطاعت نہیں کرتا۔ وہ اس کی [illegible] کریں ۰

سترھواں رکوع

۵۴۲۔ ما قدروا اللہ حق قدرہٖ۔ قدر کے معنی۔ جیسی کسی کی حیثیت ہو۔ اُسے سمجھنا۔ انہوں نے اللہ کی [illegible] کا اندازہ نہیں لگایا۔ عیسائی۔ آریہ قدر اللہ نہ پہچاننے کی وجہ سے غلطی میں گرفتار ہیں۔ میں ان لوگوں کی عقلوں کو مسخ شدہ سمجھتا ہوں جو سمجھتے ہیں کہ نبی نہیں آسکتا۔ ثم ذرھم میں تنبیہ فرمائی۔ کہ عذاب آئے گا۔

میں سحری کے بعد اسی فقرہ کے خیال میں لیٹا تو میری زبان پر بڑے زور سے جاری کیا گیا۔ ما کان اللہ لیھدیھم الا طریق جھنم۔ (تین بار)

۵۴۳۔ قراطیس۔ ورق ورق کئے بیٹھے ہو۔ کچھ ظاہر کی کچھ چھپائی ۰

۵۴۴۔ والذین یومنون بالاٰخرۃ۔ جو آخری وحی (مسیح موعود) کو مانیگا۔ وہ محمد رسول اللہ اور قرآن مجید کو بھی مانے گا یعنی تم نہیں مانتے۔ مگر ایک نبی اور اس کی جماعت اس پر ایمان لانیوالی ہے ۰

۵۴۵۔ الیوم تجزون۔ عذاب قبر کا ثبوت۔ ولقد جئتمونا فرادی۔ حالانکہ یوم الحشر کو تو بی بی بیٹے وغیرہ نہ ہونگے۔ پس یہ قبر کا مقام ہے۔

۵۴۶۔ ما خولنکم۔ جن اشیاء سے تم بڑائی کرتے ہو

اٹھارھواں رکوع

۵۴۷۔ الحب والنوی۔ حب اپنی بناوٹ میں کچھ نرمی رکھتا ہے اور نوی سختی۔ انسان بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ویلہ کی بابت [illegible] کے [illegible]

[illegible] ہوتے ہیں [illegible] ۰

۵۴۹۔ حسباناً۔ معنی حساب۔ روشنی کا موجب۔

۵۵۰۔ قد فصلنا الاٰیت۔ ظاہری انتظام [illegible] ہے۔ [illegible] صاحب شریعت نبی شمس اور قمر نہیں مانتے۔ وہ قمر اور مجدد نجوم ۰

۵۵۱۔ فمستقر ومستودع۔ [illegible] (رحم) قبر۔ (ق) قبر کا گھر جان ۰

۵۵۲۔ فاخرجنا بہ نبات کل شیء۔ (۱) جس طرح بارش سے ہر قسم کی چیز نکل آتی ہے۔ اسی طرح وحی کے نزول پر ہر قسم کے انسان اپنی اپنی فطرت کے لحاظ سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (۲) نبی کی بعثت کے بعد ہر قسم کے علوم دینیہ ودنیاوی میں ترقی ہوتی ہے۔ (۳) جماعت نبوی میں ہر قسم کے آدمی ہوتے ہیں

۵۵۳۔ خضراً۔ ہرے ساگ (۲) کھیت (۳) شاخ درخت (۴) نرم نرم سبزی ۰

۵۵۴۔ اذا اثمر۔ اس سوال کا جواب آگیا کہ نبی کو مان کر بھی ویسے ہی ذلت میں پڑے ہیں۔ فرمایا پھل آہستہ آہستہ کمال کو پہونچتا ہے ۰ (۵ بجے)

۱۹ انیسواں رکوع۔ (پونے نو بجے)

۵۵۵۔ فاحبط [illegible]۔ انتہا درجہ کی [illegible] کا تذلل۔ وہ وجودوں کے لئے نہیں ہوسکتا۔ ایک ہی کے لئے ہوسکتا ہے۔ اور ایک ہی اس کا مستحق ہے ۰

۵۵۶۔ لا تدرکہ الابصار۔ بصر آنکھ۔ بینائی۔ علم ادراک الشیء۔ لحقہ۔ (ب) وھو یدرک الابصار۔ خدا خود آنکھوں بینائیوں اور علموں پر ظاہر ہوتا ہے۔ یا وجود ظاہر ہونے کے پھر کیوں ان حواس سے بالا کیوں؟ [illegible] ہے یہ سوال کہ جب خدا خود ظاہر ہوتا ہے۔ [illegible] اس کو پا لے [illegible] کا جواب ہے [illegible] نہیں کر سکتے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] سے افضل ہے ۔
[illegible] ۔ کہ نقص قائل کریں ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ [illegible] خوب یاد کر سکتا ہے ۔ خوب سیکھتا ہے [illegible] کی تعریف [illegible] ہیں ۔ بھائی خوب کر کے آیا تھا (۳) [illegible] نے خوب پہنچا دیا ۔ پڑھ دیا ۔

۵۵۸ ۔ [illegible] ۔ ذکر کی خوب تبدیلی ۔ تجاب نصیحت کی کر سختی از روئے دلائل چاہئے ۔ جو حق ہیں [illegible] سے کٹ جانا ۔ سب خلاف واقعات (۲) [illegible] ۔ بعض غصے سے کہے نہ کہ کسی حقیقت [illegible] ۔

۵۵۹ ۔ زینا لکل امۃ عملھم ۔ اعمال کو خوبصورت دیکھنے کی طاقت اللہ نے پیدا کی ہے ۔ اس لئے اس کی نسبت اللہ کی طرف ہے ۔ اب اگر انسان اس طاقت کا بد استعمال کرے ۔ تو یہ اس کا قصور ہے ۔ (ب) ہم ہر ایک امت کو خوبصورت بنا کر دیتے ہیں ۔ وہ کام [illegible] کرنے کا ہے ۔ مثلاً لا تسبوا کو نہایت مدلل اور عمدہ طور پر پیش کیا ۔

۵۶۰ ۔ لا یؤمنون ۔ لا تاکید ۔ پس یہ کبھی بھی ہو ہیں کر ان لینگے ۔

آٹھواں پارہ شروع ہوا

رکوع اوّل

۵۶۱ ۔ کلمھم الموتی ۔ باپ دادا جو مر چکے ہیں وہ [illegible] ۔
۵۶۲ ۔ اتینھم الکتب ۔ کتاب کی [illegible] ۔ [illegible] (ب) [illegible] ۔ [illegible] انسان جو [illegible] ۔
[illegible]

فرمایا ہے کہ ذبح کر کے کھاؤ

۵۶۴ ۔ وقد فصل لکم ما حرم علیکم ۔ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ مکی سورۃ ہے ۔ اور مائدہ تو مدنی ہے ۔ پس اسکے مندرجہ احکام پر کیونکر فصل صادق آ سکتا ہے ۔ میرے نزدیک اشارہ سورہ نحل کے احکام کی طرف ہے ۔ اس سے اگلے رکوع میں بھی حرام و حلال کے احکام ہیں ۔ مگر یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ وہ اس آیت سے پہلے نازل ہوئی ۔

۱۴ر جولائی ۱۹۱۷ء

(شروع بلم منبغی)

رکوع دوم

۵۶۵ ۔ نوراً یمشی بہ الناس ۔ ظلمات سے نکلنے رستہ دیکھتے ہوئے ۔ اور پھر اس نور کو لیکر وہ لوگوں میں پھرتا ہے ۔

۵۶۶ ۔ اکابر مجرمیھا لیمکروا ۔ ہم نے اسکے مجرموں کو اکابر کر دیا ۔ تاکہ نبیوں کی مخالفت میں دل کھول کر تدبیریں کریں ۔ اور جتنا زور لگا سکتے ہیں ۔ لگا لیں ۔ تا انہیں ناکامی پہنچنے پر معلوم ہو جائے کہ [illegible] خدا کا ہے ۔

(ب) ایسا ہی یعنی کمن مثلہ فی الظلمت بنا دیا کرتے ہیں کہ بستی میں بڑے بڑے مجرموں کو تاکہ وہ اپنی تدبیر کریں ۔ (ج) مکروں کی وجہ سے ، کہ ہر کو مجرم بنا دیا کرتے ہیں یعنی ان کا مکر سبب ہو جاتا ہے ہمارے اس جعل کا

۵۶۷ ۔ حتی نوتی مثل ما اوتی رسل اللہ ۔ بہت لوگ صداقت سے اسلئے محروم رہتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بھی وحی و الہام ہو جائے ۔ تب مانیں ۔

۵۶۸ ۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ ۔ یعنی تمہارے عقائد فاسد اور اعمال گندے پھر تم نبوۃ کے انعام کے لائق کیونکر ٹھہر سکتے ہو ۔ نبی جو ہوا ما قبل از نبوۃ اپنے تزکیہ نفس سے خدا کے اس فضل کا جاذب اپنے تئیں بناتا ہے ۔ اس کا نام اکتساب نہیں ۔ جسکی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے مسیح موعود کی نبوت کو کچھ لوگ اکتسابی ٹھہراتے ہیں ۔ آپ نے قبل از نبوت اپنی کوشش سے اپنے آپکو

نیک اعمال کر کے والے ۔ بنائیں ۔ اور خدا کی موہبت کے صرف یہ معنے ہوں کہ خدا ان کو [illegible] نبوت دیدیتا ہے ۔ تو پھر ہم نبیوں کو فضیلت کیا ہوئی ؟ نبی بننے والے کی حالت یہ ہوتی ہے کہ فرمانبرداری ۔ اطاعت ۔ حکم ماننے اور ممنوع سے رکنے کے لئے اس کا سینہ کھلا ہوتا ہے ۔ اور وہ اس کے لئے اپنے سینہ میں کوئی مضائقہ نہیں پاتا ۔

۵۶۹ ۔ فی السماء ۔ بلندی پہاڑ پر چڑھتے ہوئے سانس پھول جاتا ہے ۔

۵۷۰ ۔ عند ربھم ۔ دار ہم اپنے آقا سے دور نہیں ہو گا ۔ محسن [illegible] پاس ہو گا ۔ کیونکہ [illegible] سے [illegible] محسن [illegible] صورت میں کچھ لطف نہیں دیگی ۔

۵۷۱ ۔ وھو ولیھم ۔ یعنی ولایت و دوستی والا معاملہ ہو گا

۵۷۲ ۔ استکثرتم ۔ بہت سلینے کی خواہش کرتی رہتا [illegible] کے [illegible] کی خواہش کی تھی ۔ (ب) انسانوں میں [illegible] سے [illegible] ساتھ معاملہ کیا (اغوا کیا) ۔ یہاں استمتع [illegible] بعض [illegible] ساتھ کا کہ جن وہ مخلوق [illegible] مراد نہیں بلکہ [illegible] مراد ہیں ۔ کیونکہ امراء و سوا [illegible] ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔

۵۷۳ ۔ نولی ۔ دوست بنا دیا کرتے ہیں ایک دوسرے کا وجہ اتحاد اعمال ۔ اس سے سبق حاصل ہوا ۔ جب بھی جماعت میں تفرقہ پڑنے لگے ۔ تو اتحاد غرض پیدا کر دینی چاہئے ۔ (ب) ظالم بنا دیا کرتے ہیں ۔ بطور سزا ۔

رکوع سوم

۵۷۴ ۔ واھلھا غفلون ۔ معلوم ہوا کہ عالمگیر عذاب کے وقت نبی کی بعثت ضروری ہے ۔ جو غافلوں کو بیدار کرتا ہے ۔ مسیح موعود کے وقت بھی عذاب تمام دنیا پر آیا ۔ نبی کریم کے وقت بھی ایسا ہی ہوا ۔ رسول کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی دعوتی امت میں عام اعلان کر دے ۔ یہ ضروری نہیں کہ فرداً فرداً خبر پہنچ جائے مولوی محمد علی صاحب کا مضمون ریویو میں موجود ہے ۔ کہ کوئی ثابت تو کرے کہ مسیح موعود کا نام تمام دنیا میں نہیں پہنچا ۔

۵۷۵ ۔ عذر ہم وما یفترون ۔ جسکے نتیجہ میں ہلاک ہونگے

۵۷۶ ۔ وصفھم ۔ ان کے بیان کے بدلے میں ۔

ہم اور ہمارے فرائض

الیہ ملک کرم الٰہی صاحب کا مضمون جو خواتین کے جلسہ سالانہ میں خود معزز خاتون نے سنایا۔ ایڈیٹر

(گذشتہ سے پیوستہ)

اسی طرح ہمارے مرشد و آقا نے بھی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت میں درجہ نبوت پایا۔ اب خواہ گروہ خوارجگان کسی طرح اپنے منہ کی کرو در پھونکوں سے اس نور کو مٹانے کی کوشش کریں۔ ہرگز نہیں مٹ سکتا۔ اللہ جلشانہٗ نے جس طرح اپنے پیارے کو اور بہت سی اخبارات کا علم دیا تھا ان گروہ خارجگان کا بھی قبل از وقت علم دیا گیا تھا۔ جبکہ یہ لوگ بڑے رودار مخلص اور جان نثار کہلاتے تھے۔ یعنی خواجہ کمال الدین کا دیوانہ وار حضرت اقدس پر حملہ آور ہونا۔ اور مسجد مبارک سے نکالا جانا۔ مولوی محمد علی کو کشف میں فرمایا کہ یہ بھی اچھے آدمی تھے۔ اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ مولوی محمد احسن کی قبر بازار میں۔ اب دیکھو یہ الہام بھی کیسی صداقت کے ساتھ پورا ہوا۔ اور یہ بھی خود اس الہام کی صداقت بن گئے۔

(۲) ہمارے آقا مولا نے ہمیں خداوند کے سمیع۔ بصیر۔ قادر و توانا۔ واحد دیکھتا ہونے کا پورا علم سکھایا۔ اور فرمایا کہ تمہیں اپنی دعاؤں۔ التجاؤں کو شہید ولی اولیاؤں کے مقابلہ پر بیجانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تمہارا خدا سمیع و بصیر حاضر و ناظر ہے۔ وہ دعاؤں التجاؤں کو ہر وقت سنتا ہے۔ بشرطیکہ دعاؤں میں درد اور تڑپ ہو۔ دیکھو فرقہ اناث میں ہی حضرت ہاجرہ کی دعا کیسی سنی گئی۔ جبکہ وہ بے آب و گیاہ ویران سنسان جنگل میں اپنے ننھے معصوم بچے کے جوف مرگ میں پڑی التجا کر رہی تھیں۔ تو اس شہنشاہ عالم نے ان کی ایک دعا کی بدولت وہاں ایک عظیم الشان شہر آباد کر دیا۔ جہاں اب بھی ہزارہا کوس کی منزل سے مخلوق خدا زیارت کے لئے جاتی ہے۔ اور انہیں پہاڑیوں کے گرد گھومتی ہے۔ جہاں [illegible] [illegible] کو [illegible] زمزم کے واسطے ان پہاڑیوں کے گرد پھرنا اس نے فرض کر دیا کہ وہ ایک دنیا کے لئے نشان ٹھہرے۔ اور وہ قادر خدا ہماری دعائیں بھی اسی طرح سے سن سکتا ہے اور انشاء اللہ قبول کرے گا۔ ایسا نہیں کہ وہ آگے بولتا اور سنتا تھا۔ مگر اب نہیں بولتا۔ اور نہیں سنتا۔ نہیں۔ وہ آگے بھی سمیع و بصیر تھا اور اب بھی سمیع و بصیر ہے۔ ہم نے اس زمانہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ہمارے مرشد و آقا نے جسکے حق میں دعا کی۔ وہ اسی وقت سنی گئی۔ اور اس کا جواب دیا گیا۔ کئی ایک مقدمات قتل وغیرہ حضور پر دائر کئے گئے۔ مگر حضور کو پہلے ہی سے اپنا مظفر و منصور ہونا بتلایا گیا۔ جو کہ ایسا ہی ہوا۔ اور دشمنوں کو منہ کی کھانی پڑی۔ قادیان کے آریوں نے تنگ کیا۔ تو ان کی تباہی کا حکم سنایا گیا۔ لیکھرام کی بدزبانی سے تنگ آکر دعا کی گئی۔ تو کئی سال قبل اس کی ہلاکت کا وقت بتلایا گیا۔ ڈوئی نے جب جھوٹا دعوےٰ کیا تو اس کی بے عزتی کی موت کی خبر سنائی گئی۔ اور ہزارہا دعائیں ان کی قبول ہوئیں۔ اور بارہا اللہ تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوا اور انہوں نے خداوند کے سمیع و بصیر ہونے کے ہزارہا دلایل اور براہین اپنی کتابوں میں لکھے۔ یہی مسیح ہیں جنہوں نے اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو سنبھالا ہے۔ اور ایک جماعت اسلام کی خادم اور جاں نثار قایم کر دی ہے۔ جو بفضلہٖ تعالیٰ اپنا تن من دھن خدا کی راہ میں قربان کرنے کو تیار ہے اور ایسا ایسے روحانی مُردے زندہ کئے ہیں۔ جو کہ لاعلاج ہو چکے تھے۔ سچ کہا ہے کسی نے ؎

پانی میں آگ کا لگانا دشوار
بہتے دریا کو پھیر لانا دشوار
پر اتنا دشوار نہیں ہے جتنا کہ
بگڑی ہوئی قوم کا بنانا دشوار

حضرت مسیح ناصری تو صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے مبعوث ہوکر آئے تھے۔ جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے پاس ایک غیر قوم کی عورت نے آکر کہا کہ اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر۔ تو انہوں نے فرمایا۔ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا [illegible]

کہ [illegible] خداوند میری مدد کر تو اس نے جواب دیا کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈالنا اچھا نہیں۔ [illegible]

مگر ہمارے موعود مسیح کا نبی ہمارے مصطفےٰ اپنے مالک حقیقی سے تمام روحانی طاقتیں اور قوتیں لے کر کل دنیا کے اصلاح کے واسطے اسی حالات میں دنیا کو تمام انسانوں کے لئے ہادی۔ ہمیشہ کے لئے بنا۔ [illegible] گئی۔ اور [illegible] کل دنیا کی اصلاح کے لئے آیا ہے۔ کیونکہ عیسیٰ [illegible] یعنی مہدی اور عیسیٰ ایک ہی وجود ہیں۔ صرف مہدی یعنی ہدایت دینے والے تو بہتیرے گذرے اور گذر سکتے مگر نبی کا معزز لقب صرف اسی مہدی کو مل سکتا ہے جو کہ عیسیٰ بھی ہو گا۔ اور مہدی بھی۔ [illegible] اقدس ہیں۔ پھر ایک حدیث میں آیا ہے۔ امامکم منکم۔ یعنے تمہارا امام تم سے ہی ہو گا۔ تم یہود کی طرح ایلیا نبی کے انتظار میں آسمان کو نہ تکتے رہنا۔ اور فرستادہ خدا کا انکار کر کے مغضوب علیہ گروہ میں داخل نہ ہو جانا۔ خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ اس نے اپنی کمال شفقت اور عنایت سے ہمارے امام کو ہم میں سے ہی بروقت بھیجا۔ پھر اپنی عین مہربانی اور بندہ نوازی سے اس کے پہچاننے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اس آقا و مولا پر ہزارہا درود اور سلام ہوں۔ جس کا دامن پکڑ کر ہم کفر و شرک مخلوق پرستی کی ناپاک دلدل سے نکل کر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر استقامت بخشے آمین۔ یہ عام فہم ہے کہ ہر ایک احمدی خاتون کو یاد رکھنی چاہئیں۔ اب ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ اس برگزیدہ خدا کا دامن پکڑ کر اپنے فرائض کو کہاں تک ادا کیا ہے [illegible] کہ ہر ایک [illegible] کو [illegible] نہیں۔ [illegible] اسلام کی تعلیم کے ماتحت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ثابت ہو جانا ہے گا۔ چنانچہ آپنے اگر ڈشنا [illegible] سے پہچانی نہیں جو تی تیکے کی [illegible] اور نقصان اس کی [illegible] میں ہوتی ہو [illegible] کر جاتی ہیں وہ جسے ہو کر ملکے [illegible] طبیعت پر جبر کر کے انہیں چھوڑ [illegible] کے نقش ایسے نہیں [illegible] انہیں ان کو کچھ نہ کچھ نشان [illegible] پھر [illegible] خیالات [illegible] جاتے۔ تو آج دنیا میں تین [illegible] کوئی تعریف نہ آتا مگر انہیں خیرج [illegible] دینداری اور اعلیٰ اخلاق کا [illegible] معلوم ہو گا۔ جو [illegible] اور بہت سے تو [illegible] اور دوسرا سر خوبیوں کا پہلا [illegible]

[illegible] کا قول ہے کہ ایک [illegible] ہزار استادوں [illegible] ہر وقت اپنے بچوں کو اپنی [illegible] کر سکتی ہے۔ ہمارا فرض ہے [illegible] صداقت شعاری پابندی صوم وصلوٰۃ [illegible] کہ ہم اس سچے اسلام کے سچے [illegible] اور خوشنما [illegible] ان کے ننھے دلوں میں [illegible] ہیں۔ اور احمدیت [illegible] ان کے دلوں پر نقش [illegible] دل میں اپنے والد [illegible] اور خلیفہ وقت [illegible] احمدیت [illegible] دلوں میں [illegible] اپنے آقا [illegible]

تاکہ اس دین برحق کو چار دانگ عالم میں پھیلاؤ۔ تا ہمارے مرشد و آقا کی آرزو پوری ہو کہ احمدی جماعت کا اٹھنا بیٹھنا مرنا جینا سب خدا کیواسطے ہی ہو۔ اور ان کے ہر ایک قول وفعل میں دین کی ہی جھلک نظر آوے۔ جس نے اپنے خاندان کو یکا احمدی بنا لیا۔ اس نے گویا بڑا ہی کام کیا۔ کیونکہ آج کے بچے کل باپ ہونگے۔ اور احمدیت کی پختہ کی ہڈی ہوں گے۔ اپنے بچوں کو ضرور قادیان میں لاؤ۔ تاکہ وہ اپنے مرشد کی پاک باتیں سنیں۔ جنہیں اب بالکل مسیحائی رنگ آگیا ہے۔ وہی جمال الٰہی بہار اب قادیان میں جلوہ گر ہے تاکہ انہیں بھی اپنے مرکز سے محبت ہو۔ اور وہ اپنے سچے مسیح کے پاک الہام یاتیک من کل فج عمیق کا نظارہ ان جلسے کے دنوں میں اپنی آنکھوں سے دیکھیں باوجود سخت قحط سالی اور مختلف رکاوٹوں کے بھی کسقدر خلقت جمع ہو کر مسیح کے الہامات کی صداقت کی گواہی دے رہی ہے۔ یہ جلسہ عام میلوں ٹھیلوں کی طرح نہیں جو کہ آپنے اکثر مقابر پر لگتے سنے ہونگے جنہیں سوائے رنگ لہو ولعب بیہودہ فضول کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہ جلسہ کیلئے ہے۔ دین برحق کی چھاپ اور چھاپ لگانے کو ذریعہ ہی یہ جلسہ میں کیا ہو۔ ہے لوگوں کے دلوں سے زنگ اتر کر صاف آئینے ہو رہے ہیں۔ جلسہ کیلئے ہے۔ دور دراز کے رہنے والوں کے ایمانوں کو سال کے بعد روحانی پانی دیا جاتا ہے جس سے انکی کلفتیں ظلمتیں دور ہو کر انکے دلوں میں تبلیغ کا سرگرم جوش اور تڑپ پیدا ہو رہی ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ قادیان کا نام بھی کوئی نہیں جانتا تھا یا اب یہ عالم ہے کہ اس ارض حرم کی کشش لوگوں کو یورپ امریکہ۔ افغانستان اور بلوچستان سے کشاں کشاں لا رہی ہے اب وقت ہی کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقاریر اور نصائح سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی روحانی امراض کا علاج کریں اب پھر وہی رنگ ہے جلوہ گر ہی وہی پاک سادہ عام فہم کلام ہے۔ کیا کوئی بی۔ اے ایم۔ اے مخبط الحواس لوگ ان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں یہاں قوت ایمانی ہی لازم ہے۔ جہلاؤں کو تسخیر کئے بدون نہیں رہتی۔ ؎

شیر قالین اور ہے شیر نیستان اور ہے
[illegible] اور ہے زاہد کا اعمال اور ہے

اس مبارک عہد میں اے خاتونان سلسلہ عالیہ مثیل مسیح کی مبارک کلام سے فیضیاب ہو کر اپنے دلوں میں اسلام کی سچی تڑپ پیدا کرو۔ سب سے پہلے اپنی اولاد کو احمدی بناؤ۔ کیونکہ احمدیت کی گود میں بیٹھے ہوئے انشاء اللہ احمدیت کے واسطے نہایت ہی غیر تمند ہونگے۔ انکے دین کی بات کر ساری محفل بھی ہو [illegible] گی۔ وہاں میرا نو دس سال کا لڑکا بھی بیٹھا ہوا تھا۔ جب اسنے کسی دوست کے منہ سے سنا کہ مرزا صاحب نبی نہیں تھے تو اسنے اپنے ابا جی کو کہنے لگا کہ اگر مجھکو بولنے کی اجازت ہو تو میں ان کو ابھی چپ کرا دوں۔ انہوں نے کہا کہ بھلا تم کیا کہو گے۔ وہ کہنے لگا کہ مولوی صاحب کو کہوں گا کہ آپ پہلے قیمتی حصہ الہی میں تو مرزا صاحب کو نبی مانتے رہے۔ اور اب جب بوڑھے ہونے لگے اور عقل بھی بوڑھی ہو گئی ہے۔ اب مرزا صاحب کی نبوت سے انکار کرنے لگے ہو۔ تا کہ پہلی باتیں سچی مانی جاویں یا پچھلی۔ یہ میرے ننھے بچے کے خیالات جو کہ احمدیت کی گود میں پلا ہی۔ اس لئے معزز خاتونان سلسلہ تبلیغ کو اپنے گھروں تک ہی محدود نہ رکھو۔ بلکہ ہمسائے پردیسیوں دیگر مذاہب کی عورتوں کو بھی تبلیغ کرو۔ اور اپنی طہارت تقویٰ اور پرہیزگاری کا نمونہ دکھاؤ۔ جیسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں عورتوں نے ہر ایک جہاد میں شامل ہو کر حق خدمت ادا کیا تھا کہ کفار دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ ایسا ہی لوگ پکار اٹھیں کہ لاریب یہ نبی الٰہی برگزیدہ جماعت ہے۔ ورنہ خوب یاد رکھو کہ اگر ہم اپنے فرائض سے غافل رہیں۔ تو پھر دوہرے عذاب کے مستحق ہونگے۔ کیونکہ یہ اہم ذمہ داری ہے۔ اور جیسا اس کا پورا کرنا عظیم الشان انعامات کا موجب ہے۔ اتنا ہی اس کا ترک ذلت و عذاب کا موجب ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے فرائض ادا کرنے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق بخشے۔ تاکہ آئندہ نسلوں میں ہمارا ذکر خیر ہو۔ میں چند کسی ایک مجبوریوں کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکی۔ مگر میرا روح ہر وقت ارض حرم کا طواف ہی کرتا رہتا ہے ایسا ہی ننھے بچوں کے بیچ [illegible] خاطر خدمت ہوتی ہوں ؎

جذبۂ شوق تیرا [illegible] کے لایا ہے لے
قفس کے پاؤں میں [illegible] گرچہ سلاسل بھاری

میری بزرگو [illegible] ہو جاتی ہی۔ اور [illegible] قطع تعلق کر باخدا کی پیاری بیبی [illegible] جیسا کہ آپ دیکھتے ہو کہ پہلے [illegible] دنیا کی [illegible] اور سرمستانہ [illegible] لوگ ان کے [illegible] انکی [illegible]

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان ...

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ۔ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۱۸ء | نمبر ۶

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت نواب صاحب مالیر کوٹلہ سے معہ بیگم صاحبہ بخیریت تمام ۸ فروری ۱۹۱۸ء کو قادیان تشریف لے آئے۔

احمدیہ کوآپریٹو سٹور کا کام بفضلہ تعالیٰ دن بدن ترقی پر ہے۔ روپیہ کثرت سے ملتا ہے۔ مگر کام کرنیوالے آدمی نہیں ملتے۔ اس لئے اسکی اشاعت اور فروخت کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ ذمہ واران سٹور فکر میں ہیں۔ اور سوچ رہے ہیں۔ کہ کام کرنیوالے آدمیوں کو بہم پہونچائیں۔

جنازہ غائب۔ برادرم منشی عبدالرحیم صاحب انبالوی کو صدمہ اللہ کا فوت ہو گیا ہے۔ احباب۔ وہ جنازہ پڑھکر پسماندگان کے لئے صبر جمیل و نعم البدل کی دعا کریں۔

(۲) آج بتاریخ ۲ ماگھ ۱۹۷۴ بکرمی کو خان بہادر غلام حیدر خان صاحب احمدی جاگیردار مقام یاڑی پورہ کشمیر اپنے یوم علیل ہو کر بعارضہ بخار اپنے مالک حقیقی کو جا ملے ہیں۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خدامون میں سے تھے۔ اور انجمن یاڑی پورہ کے ایک اعلیٰ رکن تھے۔ اور مرحوم نے خلافت ثانیہ کے عہد مبارک میں بھی خوب ثابت قدمی دکھائی۔ اور مرحوم نے اپنی زندگی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر طرح امداد کی۔ اور مطابق حکم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وصیت بھی کردی۔ احمدی برادران مرحوم کا جنازہ غائب ادا کریں۔

مجموعہ اشتہارات۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام خاکسار ایڈیٹر فاروق نے شروع کر دیا ہے کاتب لکھ رہا ہے۔ انشاء اللہ پہلی جلد جلدی شائع ہوگی۔ خریداران ایک روپیہ پیشگی قیمت کا فوراً ارسال کریں۔ ورنہ قیمت نہیں لیگی۔

الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار جسنے اپنی زندگی میں قوم و سلسلہ کی بہت خدمت کی ہے۔ اللہ کے فضل سے دو تین سال کے لگاتار آرام کے بعد اب پھر جاری ہوا ہے۔ اور بیسویں جلد کا پہلا نمبر ۷ فروری ۱۹۱۸ء کو مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب نے شائع کر دیا ہے۔ احباب اس طرف توجہ فرماویں۔ اور کہنہ مشق ایڈیٹر سلسلہ کی اعانت کریں تاکہ الحکم پھر بند نہ ہو۔ مفصل انشاء اللہ پھر لکھوں گا یہ صرف اطلاعی نوٹ درج کر دیا ہے۔

مکرمی قاضی اکمل صاحب۔ پندرہ روز کے واسطے گولیکی اپنے مالوف کو تشریف لے گئے ہیں۔ خدا بخیریت ان کو واپس لائے۔ آمین۔

اخویم خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب رامپوری جو سلسلہ کے ایک نہایت مخلص احمدی پرجوش ممبر ہیں۔ سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہو کر اپنی تمام [illegible] زندگی کے وقت ہے۔ [illegible]

گئے ہیں۔ اور تمام احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے۔ اور جلد وہاں احمدی جماعت قائم کر دے۔ کیونکہ یہاں بجز [illegible] صاحب موصوف کے کوئی احمدی نہیں۔ نماز معمولی تکلیف ہوتی ہے۔ خان صاحب خدا کے فضل سے عربی کا شائستہ نمونہ ہیں۔ اور دوسروں کو مزد کھینچیں گے

انتخلیہ ایک لڑکا احمدی۔ ذات سید ساکن انبالہ خوبصورت۔ نیک سیرت نوجوان عمر ۱۹ سال کی ہے۔ اس کے واسطے خاندان سادات ہی کے رشتہ کی ضرورت ہے۔

حاجی شیخ میران بخش سوداگر چرم۔ بازار سبزی منڈی انبالہ

لودھیانہ کے مقدمہ کا فیصلہ

اس مشہور مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کا فیصلہ جو لودھیانہ کے ریٹائرڈ پولیس انسپکٹر قاضی فضل احمد نیم ملاں خطرۂ ایمان کے مصداق نے بنام شیخ محمد شفیع صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ لودھیانہ کے خلاف زیر دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند دائر کیا تھا۔ آخر خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے ایک سال سے زائد عرصہ کے بعد ایک بہار منظر تحصیل و فہیم نکتہ رس حاکم ضلع عالیجناب شیخ اصغر علی صاحب بی اے آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر لودھیانہ نے ۱۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو صادر فرما کر شیخ محمد شفیع صاحب کو بے قصور اور بری قرار دیا۔ صاحب ممدوح کا عالمانہ فیصلہ تو انشاء اللہ عنقریب ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہوگا۔ اس جگہ ہم فیصلہ کا کچھ خلاصہ ناظرین الفضل کی اطلاع کے لئے نقل کر دیتے ہیں۔

خلاصہ فیصلہ

صاحب ممدوح نے مستغیث کے متعلق فیصلہ میں فرمایا ہے کہ مستغیث (فضل احمد) نے ان الزامات کا ایک خلاصہ [illegible] پیش کیا ہے۔ جو ملزم (محمد شفیع) نے اپنے [illegible] (P.W) میں اس کے خلاف لگائے ہیں۔ ان کو [illegible] ہو گیا ہے کہ اس نے اپنی [illegible] (P.W.1) میں اس کے

[illegible] کس کو توڑا موڑا ہے۔ [illegible] [illegible] میں [illegible] چاہئے کہ [illegible] نے [illegible] غلام احمد [illegible] ان کے [illegible] ۱۹۹۱ء میں [illegible] ایک [illegible] ثانی [illegible] جواب اور مرزا غلام قادیانی [illegible] انجام آتھم کے جواب میں تصنیف کی [illegible] ایک اشتہار (P.10) مشتہر کیا۔ جس [illegible] دیوبندیوں پر حملہ کیا [illegible] محمد شفیع نے اشتہار (P.1) شائع کیا۔ جس [illegible] برخلاف [illegible] دیتے۔ مسلمانوں کی کثیر جماعت کو خارج از اسلام کرنے اور اس کے دیگر خیالات یعنی جھگڑالو پن۔ شہرت [illegible] آمد [illegible] اور تحقیق دہی کی وجہ سے [illegible] کی [illegible] لیاقتی پر بھی [illegible] زنی کی گئی۔ یہ عجیب [illegible] اس کے خلاصہ میں مستغیث غلط کے معنے جھوٹ قرار دیتا ہے۔ غلط اور جھوٹ کے [illegible] بیان تمیز کرنے کی (فضل احمد) مستغیث میں قومیت نہیں ہے۔ ملزم کے اشتہار میں جہاں مستغیث کو غلط حوالجات دینے والا کہا گیا ہے۔ وہاں مستغیث اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ گویا اس کو جھوٹا کہا گیا ہے۔ پھر ملزم نے اپنے اشتہار میں سعدی کے مصرع ؎

کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

کو جو مستغیث پر چسپاں کیا ہے مستغیث اس شعر کے پہلے مصرعہ میں ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی

کو اپنی طرف سے لگا کر یہ مطلب نکالتا ہے۔ کہ گویا اسکو مرتد۔ آتش پرست۔ گمراہ۔ جنگلی۔ غدار۔ دغاباز ریاکار اور جھوٹا کہا گیا ہے۔ حالانکہ اہل علم اس مصرع کو عام طور پر ایسے شخص کی نسبت کہا کرتے ہیں۔ جو سیدھے رستہ پر نہ جا رہا ہو۔ اور یہ مصرعہ کسی نہایت عزیز دوست اور قریبی رشتہ دار کو کہا جا سکتا ہے جو راہ راست پر نہ جا رہا ہو۔ یہ خیال کرنا ناممکن ہے کہ یہ مصرعہ کبھی ایسے معنوں میں بھی استعمال کیا گیا ہو

جو مستغیث نے کئے ہیں۔

ایک مسلمان جو نہ تو مرزا صاحب قادیانی کا پیرو ہو۔ اور نہ ہی مستغیث کی طرح دیوانہ مستی ہو۔ صاف طور پر یہ دیکھ سکتا ہے۔ کہ جو الزامات مستغیث نے اپنی کتاب کلمۂ فضل رحمانی میں مرزا غلام احمد صاحب پر لگائے ہیں۔ وہ جھوٹے اور توڑے مروڑے ہوئے ہیں۔ انہیں سے بعض یہ ہیں کہ مرزا صاحب۔ قیامت۔ تقدیر۔ ملائک۔ معجزات۔ عذاب قبر اور قرآن شریف کے منکر ہیں۔ اور وہ رو رہے ہیں کہ تناسخ کے قائل ہیں۔ نیز یہ کہ مستغیث مرزا صاحب کی کتب سے دکھا سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو خدا منوانا چاہتے ہیں اس کے بیانات جرح میں یہ بخوبی ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ یہ حملے کیسے بے بنیاد ہیں اور نیز منصفانہ ہیں۔ وہ مرزا صاحب کی کتابوں سے لفظ یا مخلصانہ حوالے دیتے بیان کرتا ہے کیسی یہ عجیب بات ہے۔ اور مستغیث نے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ نہ اس کی عبارات نہ تو بلفظ ہیں۔ اور نہ ہی وہ کسی مفہوم کا صحیح خلاصہ نکلتا ہے۔ یہ صحیح خلاصے ہیں۔

مستغیث نے مسلمانوں کے مقابلہ میں ملزم نے جو الزامات لگائے ہیں۔ وہ بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتے حقیقت امر یہ ہے۔ کہ مستغیث علوم دینی میں نیم تعلیم یافتہ آدمی ہے۔ اور اس کا علم عربی بہت ہی ناکمل اور سطحی ہے۔ جیسا کہ ڈیفنس کی پیش کردہ عبارت پر اس کے اعراب لگانے سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس میں بے شمار غلطیاں ہیں۔ جیسا کہ ضرب المثل میں کہا گیا ہے "نیم حکیم خطرہ جان"

مستغیث جو کہ (نیم ملاں ہے) خطرۂ ایمان ہے مستغیث نے ایک پبلک مذہبی مباحث کا رویہ اختیار کیا۔ اور اس حیثیت میں کتابیں اور اشتہار شائع کئے۔ اس لئے ملزم (محمد شفیع) کا ان تصانیف پر تنقید کرنا تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۹ کی چھٹی استثناء کے ماتحت آ جاتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ملزم نے یہ نکتہ چینی نامناسب طور پر یا بدنیتی سے کی ہے۔ اس لئے میں ملزم کو بے قصور قرار دے کر بری کرتا ہوں۔

ولادت۔ منشی محمد حسین صاحب کاتب فاروق کے ہاں [illegible] خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوسرا لڑکا تولد ہوا ہے۔ منشی صاحب کو مبارک ہو

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۱۴ فروری ۱۹۱۸ء

تیرے مُنہ کی قسم

میں جلسہ پر قادیان آیا میرے مخدوم قاضی اکمل صاحب نے پیغام نکالکر دیا کہ میری فریاد کے جواب میں یہ مضمون شایع ہوا ہے۔ اسکو پڑھا۔ درد دل سے بے تاب ہو گیا اس درد کی حالت میں رات گذری۔ صبح ہی جبکہ سورج سُرخ سُرخ بادلوں میں نکل ہی رہا تہا میں اپنے مسیح کے مزار پر گیا۔ درود کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ جبکہ درود بھیج ہی رہا تھا کہ دل سے۔ درد بھرے دل سے یہ آواز نکلی "تیرے مُنہ ہی کی قسم میرے پیارے" پھر اس بے تابی کی حالت میں خدا جانے کیا کچھ کہہ گیا شاید یہ الفاظ ان کو ظاہر کر سکیں۔ والسلام

عاجز محمد صدیق احمدی طالبعلم

تیری قسم میرے پیارے۔ تیرے مُنہ کی قسم میں درد سے بے تاب ہو کر آیا ہوں۔ میں درد بھرے دل کو لیکر حاضر ہوا ہوں۔ اور جسطرح تو نے درد سے بیقرار ہو کر۔ قوم کے ظلم سے تنگ ہو کر مدینہ منورہ میں سونیوالے۔ یثرب کی مٹی تلے مدفون ہونیوالے آقا کی جناب میں یہ فریاد کی تہی

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے میرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

اسیطرح بلکہ اسی طرح تیری کامل پیروی میں میں بھی آج قوم کے ظلم سے تنگ آ کر کہتا ہوں۔

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے میرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

آہ! مجھ کو تیری کامل متابعت کرنا آج شرک قرار دیا جاتا ہے جنہوں [illegible] مشرک کا [illegible] پھر تیرے [illegible] نے مجھ کو مشرک قرار دیا۔ نہیں معلوم تجھ کو کیا قرار دیں۔ وہ تجھ سے دُور ہونیوالے کچھ کہیں۔ میں تو تیری پیروی کا دم بھرتا ہوں۔ اگر یہ شرک ہے۔ اگر یہ کفر ہے تو مجھ سا سخت کافر ہاں ابراہیم خلیل اللہ کو بھی مشرک کہا گیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ کو بھی مشرک کہا گیا تہا۔ اور تجھ کو بھی لوگ ایسا ہی کہتے تھے۔ اور کہتے ہیں۔ مگر۔ تو خلیل اللہؑ ہی مشرک تھا نہ سلیمانؑ مشرک تہا۔ اور نہ تو مشرک ہے۔ اور میں بھی تیرے قدموں میں کھڑے ہو کر یہ اقرار کرتا ہوں۔ اور تیرے غلاموں میں شامل ہوتے وقت بھی اقرار کیا تہا کہ شرک نہیں کروں گا مگر مجبور ہوں۔ اور درد سے مخمور ہوں کہ جذبات کا اظہار تیری جناب میں اسطرح تیری پیروی میں کروں۔

میں یہ نہیں جانتا کہ تو اس سے واقف ہے یا نہیں میں یہ نہیں جانتا کہ تجھ کو اس سے اطلاع ملتی ہے یا نہیں مگر میں عرض کئے دیتا ہوں کہ تیری وفات کے بعد کچھ لوگ تیرے قادیان سے۔ تیرے گھر سے۔ تیرے مدینہ سے تیرے لنگر سے۔ تیرے مقبرہ سے۔ تیری انجمن سے اور تیرے خدا کے حکم سے مقرر کردہ مقامات سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔ اور تیرے تمام دعووں پر ایمان نہیں رکھتے۔ جو تو نے بیان فرمائے ہیں۔ تیرے یثرب میں آنے سے یہ لوگ رکتے ہیں تیرے مدینے میں ہجرت کرنے سے یہ منع کرتے ہیں۔ اور تیرے یأتون من کل فج عمیق کے نشان کو یہ مٹا رہے ہیں۔ اور اس کو ایک محدود زمانہ کے لئے بتاتے ہیں۔ جسکی مدت تیری زندگی کے آخری ایام تک ہی تہی۔ مگر میرے پیارے سونیوالے کیا یہ سچ ہے تیرے آقا نے بھی ایک دفعہ یہ اعلان کیا تہا۔ اور یہ اعلان آپ کی زندگی تک نہیں تہا۔ بلکہ قیامت تک کیلئے ہے اور اگر کوئی اس نشان کو محدود بتانے والا شخص ہے۔ وہ خاتم ... کو جھٹلائے گا۔ اسی طرح تیرے اس قیامت تک کے نشان کو محدود قرار دینا بھی گویا سنت کو خیرباد کہنا ہے تو نے اپنے مسکن کی بابت فرمایا ہے کہ یہ بڑھیگا۔ پھیلیگا اور بیاس تک پہنچیگا۔ مگر اس نشان کو بھی ان کے کہنے کے مطابق حضور کی زندگی تک ہی مان لیا جاوے تو کسقدر غلطی کی بات ہو۔ پھر لوگوں کا ہجرت کرنے کے بیان آنا حضور کی زندگی تک ہی [illegible]

حضور کا یہ فرمانا۔ کہ بیاس تک بڑھیگا۔ غلط ٹھہرتا ہے تو نے قادیان کو دارالامن والامان فرمایا ہے۔ یہ مقام فساد و مقام خوف بتلاتے ہیں۔ تو نے لوگوں کو وہاں ہجرت کرنے کا اعلان دیا تہا۔ مگر یہ وہاں سے ہجرت کرنا کار ثواب بتلاتے ہیں۔ اور کئی ایک آدمی قادیان سے نکل ہی گئے ہیں۔ آہ! آہ!! آہ!!! تیرے ہر فعل پر حملہ آور ہیں۔ تیرے ہر قول کی تضحیک کر رہے ہیں۔ یہ صرف تیرے محمود ان تیرے جگر پارے کی مخالفت میں اندھے ہو کر رہے ہیں۔ میری آنکھ پُر آب ہو جاتی ہے۔ میرا دل پہلو میں تڑپ جاتا ہے۔ اور دنیا میری آنکھوں کے آگے تیرہ و تاریک ہو جاتی ہے۔ جب ان سب باتوں کا تصور باندھتا ہوں کہ تو کیا چاہتا تھا۔ تیرا خدا کیا چاہتا ہے اور یہ کیا چاہتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ جہاں میں اور بستیں بے شک بڑھیں۔ یہ چاہتے ہیں۔ دنیا میں اور قصبے بے شک ترقی کریں۔ یہ چاہتے ہیں۔ دنیا میں اور صوفی سجادہ نشینوں کے نام روشن ہوں۔ لیکن اگر کوئی برباد ہو۔ تو قادیان ہاں تیرا قادیان برباد ہو۔ اگر کوئی قوم ترقی نہ کرے۔ تو یہ سلسلہ ہو۔ اگر کسی کا نام نہ روشن ہو تو آپ ہو۔ جو تو نے قادیان میں بار بار آنے کو فرمایا تہا۔ مگر یہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ سو تو نے قادیان میں چندہ دینا فرض قرار دیا تہا یہ ترک کر بیٹھے ہیں۔ تو نے ایک انجمن قائم کی۔ اور یہ اسکو اپنے زعم میں توڑ بیٹھے ہیں۔ اسوجہ سے چند لوگ اس سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ اس تیرے پیارے خلیفہ کی وفات پر جو اس وقت تیرے پہلو میں آرام کر رہا ہے۔ مجلس شوریٰ نہیں ہوئی۔ یہ مولا جھوٹ ہے۔ مجلس شوریٰ ہوئی۔ میری ان پُر نم آنکھوں کے سامنے ہوئی۔ مجلس اندر تھی۔ میں باہر تھا۔ مولوی ... تہا محمد احسن موجود تھا۔ ڈاکٹر موجود تھے۔ پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ مجلس نہیں ہوئی۔ یہ جھوٹی بات ہے۔ کہ جو بات یہ چاہتے تھے۔ وہ عمل میں نہیں آئی۔ یہ چاہتے تھے کہ [illegible] ہو۔ یہ چاہتے تھے۔ کہ تیرے سلسلہ کا ... ہاں مولا ایسا نہیں ہوا۔ تیری بھیڑیں ایک گلہ بان کے ... ہیں۔ اور تیرا سلسلہ ایک [illegible] [illegible]

انشاء اللہ اور ترقی کرے گا ۔

یہ کہتے ہیں کہ ہم تیرے پہلو میں سونیوالے کا جنازہ چھوڑ کر چلے گئے تھے ۔ اور راستہ میں نہر پر جا رہے تھے ۔ آہ! کس قدر غلط ۔ تو خود ان سے دریافت کر لینا ۔ ہم تیرے پہلو میں سونیوالے کے جنازے پر موجود تھے ۔ تیرا محمود موجود تھا اور ضرور موجود تھا ۔ میں جسطرح یہاں حاضر ہوں وہاں پر بھی حاضر تھا ۔ آہ! افترا ہے ۔ اور روافض کی طرح افترا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تیرے آقا و مولا کے جنازے کو چھوڑ کر خلافت کی تمنا میں چلے گئے تھے ۔ اور آج یہ گروہ بھی اس کی تقلید میں ہم پر الزام لگاتا ہے ۔ ہم نے ہی اس تیری پیارے اور سب سے پیارے کی تکفین کی ۔ اور ہم نے ہی اس کو تیرے پہلو میں لا لٹایا ۔ اور تیرے محمود نے اس کا جنازہ پڑھا ۔ پھر میں نہیں جانتا ۔ مولا یہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہم نے جنازہ چھوڑ دیا تھا ۔ اور راستوں پر چلے گئے تھے ۔ یہ لوگ خود ادھر ادھر چلے گئے پھرتے تھے ۔ راتوں رات خفیہ اور فتنہ پھیلانے والا ٹریکٹ شایع کیا ۔ سٹیشنوں پر یہ لوگ گئے ۔ ریل گاڑیوں میں بیٹھ کر انہوں نے فتنہ پھیلایا کرتے چلتے لوگوں کو انہوں نے بہکایا ۔ قادیان میں سب سے پہلا فتنہ تیری وفات پر ان لوگوں نے کھڑا کیا اور فتنہ کے بانی خود یہ لوگ ہیں

تیرے منہ کی قسم میرے پیارے ہم نے پہل نہیں کی ۔ یہ اس فتنہ کے اٹھانے والے ہیں ۔ اور اقرار بھی کرتے ہیں کہ مدکر میں سے یہ لکہا پہل کی ہے ۔ ہم نے صدر انجمن کو نہیں توڑا ۔ ہم نے کبھی کو اس سے علیحدہ نہیں کیا ۔ بلکہ یہی لوگ ہیں ۔ جو آپ علیحدہ ہوئے ۔ اور خود چندہ بند کیا ۔ اور بند کرنے کا اعلان کیا ۔ محمد علی اور اس کے رفقا نے یہاں اور خواجہ نے لنڈن سے اعلان کیا کہ چندہ دینا بند کردو ۔ لنگر میں روٹیاں کھانے والے خود بخود بھاگ جاوینگے ۔

تیرے پیارے سونیوالے ! انہوں نے خیال کیا تھا کہ تیرا قائم کردہ سلسلہ ان کے چند دلوں کی وجہ سے [illegible] انہوں نے خیال کیا تھا کہ ان کے چندے [illegible] تیرا قائم کردہ لنگر بند ہو جائیگا [illegible]

جائے گا ۔ اور میری سستی پر ۔ تیرے قادیان پر مشنری حکومت ہو جائے گی ۔ انہوں نے یہ خیال کر لیا ۔ کہ ان کے وجود سے یہ تیرا سلسلہ قائم ہے ۔ اور اپنے تئیں اس عمارت کے ستون خیال کرتے تھے ۔ کہ جہاں یہ ادھر ادھر سرکے ۔ اور ساری عمارت نیچے آ رہی ۔ پھر اپنے تئیں اس [illegible] ایسے دھاگے سمجھتے تھے ۔ کہ جن کے نکلنے سے [illegible] تار تار ہو جائے گا ۔ اور یہ سلسلہ کڑی کڑی ہو جائے گا ۔ مگر میرے پیارے دیاسے نرالے سونیوالے [illegible] تو یہ ہوا ۔ میں وہ لنگر برابر جاری دیکھتا ہوں [illegible] قادیان میں رونق [illegible] میں دیکھتا ہوں ۔ میں [illegible] ہر طرح کی ترقی [illegible] ہاں ۔ میں تو طالب علم [illegible] ہی [illegible] کر رہا ہوں ۔ میں تو منتری مہاجر [illegible] قادیان سے دور ہی [illegible] ہوں اور اگر [illegible] کسی کو موجود پاتا ہوں تو وہ تیرے غلاموں [illegible] سے [illegible] مجھ کو تو [illegible] [illegible] لئے کھڑا [illegible] مدرسے [illegible] گھلو تو تیرے قدموں میں سونے والے اور سونے کی تو [illegible] کرے و [illegible] زیادہ ہی [illegible] ان کے اعلانوں اور باتوں [illegible] ان [illegible] کو سچ یقین کروں جنکا نتیجہ کچھ اور ہی ظاہر کر رہا ہے

میں ان کے قائم کردہ مقبرہ کو دیکھ آیا ہوں ۔ یہاں خود تو معرا نے سب سے [illegible] دوست اور لیڈر قوم اور [illegible] سے آ [illegible] ہے ۔ وہاں پر اگر کوئی چیز ہے ۔ تو [illegible] ہے ۔ [illegible] کو سفید اور گدلا دودھ ، اور جس کا دودھ تو جاتا ہے ۔ کن لوگوں کی خوراک ہے ۔ یہ ہماری ترقی کو دیکھ آتش حسد میں جل رہے ہیں ۔ یہ ہمارے کاموں کو دیکھ کر جل بھن رہے ہیں ۔ اور کاشت اس مقبرہ کی کر رہے ہیں شاید کہ کبھی آتش حسد کی گرمی تشنہ پیاس پیدا کرے ۔ اور اس کا سفید دودھ کچھ تسکین دے ۔

تیرے قائم کردہ مقبرہ میں لیٹنے سے ان کو نفرت پیدا ہو گئی ہے ۔ تیرے قدموں میں لیٹنے سے یہ متنفر ہیں ۔ تیرے دوستوں میں یہ شامل نہیں ہونا چاہتے اسلئے انہوں نے ایک جگہ خرید لی ۔ جہاں اکٹھے ہو رہتے ہیں ۔ اور بولتے رہینگے ۔ اس کو یا ۔ حضور میرا خیال ہے کہ ایسا ضرور ہونا چاہئے تھا ۔ کیونکہ جو تیرے دوست ہونگے ۔ وہ تیرے قائم کردہ مقبرہ میں دفن ہوں گے ۔ اور تیرے قدموں میں لیٹا خوشیاں کرینگے ۔ ہاں وہ جو تجھ سے اور تیرے قائم کردہ مقبرہ سے [illegible] کنارہ کشی کرینگے ۔ ضرور ان کی [illegible] جاہئے ۔ سو سو انتظام ہو گیا ہے ۔ اس مقبرہ کو حضور نے قائم کر کے خدا کے حکم سے اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا ہے ۔ وہ اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے [illegible] ہوں گے ۔ یہ جگہ پسند فرمائی ہے ۔ مگر ان لوگوں نے [illegible] جو تجھ سے علیحدہ ہو گئے ہیں ایک مقبرہ قائم کیا ہے [illegible] کے حکم سے ۔

[illegible] کہا جاتا ہے کہ ہم نے تیری کتابوں کو منسوخ قرار دیا ہے ۔ ہم ان کو ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے قابل سمجھتے [illegible] کس قدر جھوٹ ہے ۔ میرے پیارے سونے والے [illegible] ہم تیری کتابوں کو آنکھوں سے لگاتے ہیں ۔ تیری [illegible] کو پڑھتے ہیں ۔ اوروں کو پڑھنے کے لئے دیتے ہیں ان کو شایع کرتے ہیں ۔ اکی اشاعت میں کوشاں ہیں ۔ تیرے حکموں پر عمل پیرا ہیں ۔ تیرے سب دعووں پر ایمان رکھتے ہیں مگر میرے پیارے یہ خود [illegible] یہ خود ہیں کہ تیرے آدھے دعووں پر ایمان رکھتے ہیں ۔ اور آدھوں پر نہیں ۔ تیرے دعوی نبوت کو قرآن و حدیث کے برخلاف بتلاتے ہیں مگر اب ہم تیری ان باتوں کو نہیں مانتے ۔ جن کا تو نے خود اپنی قلم سے رد کر دیا ہے ۔ اور جسکو تو نے خود منسوخ کر دیا ہے ۔ خدا کی قسم اب ہم تیرے اس قول کو نہیں ملتے ۔ کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے ۔ کیونکہ تو نے خود فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ وفات پا گیا ہے ۔ اور تو اس کی جگہ مسیح ہو کر آیا ہے ۔ ہم اب یہ نہیں مانتے ۔ خدا کی قسم نہیں مانتے ۔ حضور کے اس خیال کو کہ مسیح اسرائیلی تجھ سے بڑھکر ہے ۔ کیونکہ خود فرما دیا ہے ۔ کہ میں ابن مریم سے ہر شان میں بڑھکر ہوں ۔ بیشک یہ ٹھیک ہے کہ اوائل میں حضور کا یہی عقیدہ تہا ۔ کہ تجھکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ۔ وہ نبی ہے ۔ اور خدا کے مقربین میں سے اگر کوئی امر حضور کی فضیلت کا ظاہر ہوتا ۔ تو حضور اس کو جزوی فضیلت قرار دیتے تھے ۔ مگر میں اب تیری قسم اور تیرے منہ کی قسم ان باتوں کو نہیں مانتا ۔ کیونکہ فرما دیا ہے ۔

"مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔" حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹۔

ہم نہیں مانتے اور بے شک نہیں مانتے کہ حضور عیسیٰ نہیں ہیں۔ مہدی نہیں ہیں۔ مسیح موعود نہیں ہیں۔ الہامات کی موجودگی میں بھی انکار کیا۔ مگر جب فرمادیا کہ میں ہی ہوں۔ پہلے حقیقت پر محمول نہیں فرماتے تھے۔ اب حقیقتاً میں ہی مسیح موعود ہوں۔ مہدی ہوں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ ہم نہیں مانتے۔ اور ہرگز نہیں مانتے حضور کے اس خیال کو کہ نبی وہ ہوتا ہے۔ جو کسی صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ کیونکہ بعد میں تو نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرمادیا ہے کہ "شریعت کا لانا اس کے لئے (نبی کے لئے) ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" میں نہیں مانتا ہاں نہیں مانتا کہ حضور نبی نہیں ہیں۔ کیونکہ بارش کی طرح خدا تعالیٰ کی وحی نے نازل ہو کر آپ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب دیا۔ اور فرمادیا تھا کہ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس کا انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کروں۔ میں اس پر اسوقت تک قائم ہوں۔ جو اس دنیا سے گذر جاؤں" (اخبار عام)

میرے پیارے دنیا سے نرالے مسیح بے شک تو نبی ہے۔ اور خدا کے حکم سے نبی ہے۔ اور اگر میں تیری نبوت سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ واقعی تیرا نام خدا نے نبی رکھا ہے۔ میں انکار نہیں کرتا میں اسوقت تیری قبر کے سامنے کھڑے ہو کر وعدہ کرتا ہوں۔ کہ میں اس پر اسوقت تک قائم ہوں۔ جو اس دنیا سے گذر جاؤں ۔

میرے پیارے سونیوالے پیارے! تیری یہ قسم سچی قسم ہے کہ:۔

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا اسی نے میرا نام نبی رکھا۔ اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔"

حضور میں بھی تیری طرح تیری پیروی میں قسم کھاتا ہوں۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جس نے تجھے بھیجا۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جس نے تیرا نام نبی رکھا۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جس نے تجھ کو مسیح موعود کے نام سے پکارا۔ تو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ تیرا نام نبی ہے۔ اور تو نبی بنا کر ہمارے لئے بھیجا گیا ہے۔ اور تو مسیح موعود ہے۔ تیرے نبی ہونے میں مجھ کو ہرگز شک نہیں ہے۔ تیری قسم تیرے منہ کی قسم تو اس زمانہ کے لئے نبی ہو کر آیا ہے۔ تیری قسم تیرے منہ کی قسم تو جری اللہ ہے۔ اور اگر ان نشانوں کو جو خدا نے تیری نبوت ثابت کرنے کے لئے دکھلائے۔ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیا جائے تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ (مفہوم چشمہ معرفت) میرے پیارے انہوں نے تیرے خدا کو شاہد کر کے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوا۔ اور تیری متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور جو درجہ تو نے بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ (مفہوم پیام ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء) آج یہ لوگ اس کا انکار کریں تو کریں۔ میں اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتا ہوں اور کسی کی خاطر ان صداقت کو بفضلہ تعالیٰ چھوڑ نہیں سکتا ۔

حضور مجھ کو چین نہیں آئے گا۔ جب تک میں درد نہانی کا بھی اظہار نہ کروں۔ میں نے پہلے بھی اپنی فریاد میں فریاد کی تھی کہ انہوں نے اس طرز تبلیغ کو چھوڑ دیا ہے۔ جو تیری پسندیدہ تھی۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب حضور کی پسندیدہ طرز تبلیغ پر وطن اخبار نے سوال اٹھایا تھا کہ آپ کے دعوے کو دنیا کے سامنے نہ پیش کیا جاوے۔ تو اس صورت میں وہ مدد کرنے کا وعدہ کرتے تھے۔ روپیہ پیش کرتے تھے خریدار دیتے تھے۔ مگر حضور نے ان کی مدد پر کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ ان کے روپیہ پر لات ماردی۔ ان خریداروں کی طرف التفات بھی نہ کی۔ بلکہ مولوی محمد علی کو بلا کر کہا۔ تم نے یہ کہہ نہ دیا تھا کہ مجھ کو چھپا کر کونسا اسلام پیش کروگے۔ جس پر محمد علی نے گردن جھکا دی تھی۔ مگر آج جس بات سے تو نے ان کو منع کیا تھا۔ وہی ان لوگوں نے کی۔ آہ! کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے۔ کیا یہ رونے کا مقام نہیں ہے۔ کہ اوروں۔ غیروں۔ کبھی نشیبوں یا تیرے مخالف صوفیوں کا ذکر ان کے رسالہ میں ہو۔ مگر تیرا نام اور تیرے دعاوی پر کچھ دکھایا جاوے۔ اوروں کی تعریف ہو۔ اور تیرا نام لینا تو تیرا قائم کردہ سلسلہ کا تذکرہ کرنا سم قاتل بن جاوے۔ یہ لوگ پہلے ایمان کی خاطر۔ نجات کی خاطر۔ اسلام کی خاطر۔ تیرے ہاتھ پر بکے تھے۔ اور تجھ کو اور تیرے نشانوں کو دنیا کے سامنے ہر میدان میں پیش کرتے تھے۔ آہ! آج شہرت کی خاطر۔ چندہ دہیوں کی خاطر۔ اور دنیا کے لوگوں کو خوش کرنے کی خاطر ان برائے نام مسلمانوں کے ہاتھوں پر بک گئے ہیں جن کو تو مسلمان بنانے آیا تھا۔ اور جن کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ تیرے جیسے وجود کو نازل کر کے اور نبی کر کے ان کی اصلاح کی جائے۔ مگر بجائے ان کی اصلاح کرنے کے ان میں ہی ملتے جاتے ہیں۔ لنڈن میں جاکر انہوں نے تیری مخالفت اور سخت مخالف کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ حالانکہ تو نے حرام اور قطعی حرام قرار دے دیا تھا ۔

ان لوگوں نے تیری وفات کے کچھ عرصہ بعد تک تیرے نام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ بنگالہ والی پیشگوئی پورا ہونے پر اس کو تسلیم کیا۔ موسیٰ ندی ٹوٹنے پر نظام حیدرآباد کو ڈرایا ہے۔ اور تیری نبوت اور نذیر ہونے کو جلی لفظوں میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ ترک جب بلقان وار میں شکست کھارہے تھے۔ تو ان کو اور یورپ والوں کو تیری پیشگوئی سنائی۔ مگر جب شہرت اور روپیہ کی اغراض پیش آئیں۔ تو پھر خواجہ نے خاموشی اختیار کر لی۔

یہ تو وہ باتیں۔ یہ تو وہ درد دکھ کی داستان تھی۔ جو مجھ کو بے چین کئے دیتی تھی۔ اور یہی جو مجھ کو اسوقت یہاں کھینچ لائی۔ مگر میرے پیارے تیرے خدا سے بھی کچھ عرض کرنا ہے ۔

اے وہ خدا جو تمام نقائص سے پاک ہے۔ اے وہ خدا جو تمام جہان کا رب ہے۔ اے وہ خدا جو رحمٰن ہے۔ اے وہ خدا جو رحیم ہے۔ اے وہ خدا جو مالک یوم الدین ہے۔ اے وہ خدا جو قادر مطلق ہے۔ اے وہ خدا جو [illegible] کرتا ہے۔ اے وہ خدا جس نے [illegible]

ور حمت للعالمین و خاتم النبیین بنا کر بھیجا ہے وہ خدا جس نے مسیح موعود کو اس وقت جہان کی نجات کے لئے مبعوث کیا ہے وہ خدا جس نے ہم کو اس کی غلامی میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ میں کمزور ہوں۔ گنہگار ہوں میں نالائق ہوں۔ میں انسانوں کی عار ہوں۔ میں بشر کی جائے نفرت ہوں۔ مگر تو اے خدا جو غفار ہے۔ عیب پوش ہے محسن ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ تیری جناب میں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ تو پاک ہے۔ مجھکو بھی پاک کر دے۔ تو رحمن ہے۔ تو رحیم ہے۔ مجھ میں رحم کا مادہ پیدا کر دے۔ اور میرے نقص و عیب پر پردہ ڈال دے۔ کیونکہ تو غفار ہے ستار ہے۔ میرے دل سے شرک نکال دے۔ مجھکو اپنا فرمانبردار بنا لے۔ اور مجھے قرآن پر چلنے کی پوری توفیق دے۔ اور میں کسی بھی گھر کو توڑنے والا نہ بنوں۔ تکبر کو۔ نخوت کو۔ غرور کو۔ میرے اندر سے نکال دے۔ مجھ میں عاجزی اور فروتنی پیدا کر دے۔ میرے دل میں اسلام کے لئے۔ تیری رضا کے لئے اور تیرے مسیح کے لئے آگ لگا دے۔ اور وہ آگ میری تمام خواہشات کو خاک کر دے۔ وہ تباہ کر کے دنیا سے بھی ہٹا دے۔ اپنے قرب میں جگہ دے۔ اور مجھکو اس قابل بنا دے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں۔ آمین ثم آمین •

میرے دل میں تھا ایک تپش ہے میرے دل میں الم ہے۔ اور اس سے وہی واقف ہو سکتا ہے جو یہ تپش رکھتا ہو۔ یا وہ علیم ہو۔ یا مولا تو ہی جانتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ کہ تیرا نام دنیا میں بلند ہو۔ تیرے محمد مصطفٰے کا نام جہان میں روشن ہو۔ تیرے اسلام کو فوج در فوج قبول کریں۔ اور اس زمانہ کے نبی کو مان لیں۔ اور پھر وہ جہان کر [illegible] ہو گئے ہیں۔ مولا [illegible] کر ہی پھیر دے۔ یوسف کے بھائیوں کی طرح ان کے دلوں میں پشیمانی پیدا کر دے۔ اور وہ آئیں اور [illegible] کر آئیں۔ اور ہم ان کو اپنے سینوں سے لگا کر دل ٹھنڈا کریں۔ مولا! آنکھیں پرآب ہیں۔ اس نظارہ کو دیکھنے [illegible] آنکھوں سے [illegible] اور دل نے محسوس کیا [illegible] رحم فرما۔ رحم فرما۔ آمین •
[illegible]

دل بھر گیا ہے۔ آنکھیں ڈبڈبا آئی ہیں۔ لوگ قبروں پر جاتے ہیں۔ وہ وہاں نذر و نیاز دیتے ہیں۔ مگر تو نے تو ہمارے اندر سے اس قبر پرستی کو دور کر دیا ہے۔ مگر یہ بیماری صدیوں کی ہے۔ اس لئے جی چاہتا ہے کہ میں بھی کچھ حضور کے مزار پر چڑھاؤں۔ خواہ لوگ اس کو کچھ کہیں۔ شرک قرار دیں بدعت کہیں۔ میری طاقت سے یہ بات باہر ہے۔ جہاں تک طاقت میں تھا۔ ضبط کیا۔ یہ آنکھیں چاہتی ہیں اور اسی واسطے پرآب ہیں کہ دو قطرے تیری قبر پر چڑھا دوں کس لو بس۔ اے میری بے تاب آنکھو! گرا دو۔ گرا دو۔ دو قطرے گرا دو۔ لوگ اور جگہ پھول چڑھاتے ہیں۔ مگر پیارے مسیح کی قبر سونی پڑی ہے۔ تم اے میری آنکھوں! ان آنسوؤں کی ایک لڑی تیار کرو۔ درد کے اظہار کے لئے تم رو دو۔ اور اس خاک پر جس کے نیچے میرا پیارا سوتا ہے یہ نذر چڑھا دو۔ اور رخصت ہو۔ اگرچہ کوئی نہیں جو کہ آن کر یہاں ان کو دیکھیگا۔ اگرچہ کوئی نہیں جو آن کر اس چڑھاوے کو اٹھائیگا۔ مگر ہاں ضرور یہ دو آنسو اپنا اثر کرینگے۔ اور ضرور کرینگے بے شک یہ زمین پر گرینگے اور گر کر فنا ہو جائینگے۔ مگر ان کے بخار آسمان پر جاتے ہوئے ہر کسی کو دکھائی دینگے۔ اور ہر وہ آنکھ جو درد رکھتی ہے۔ رو دیگی۔ اور ہر وہ دل جو تپش رکھتا ہے پگھل جائیگا۔ بس اے میری تم آنکھو! ان کو گراؤ۔ اور رخصت ہو۔ والسلام •

فریاد بحضور رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم

یا محمد مصطفٰے فریاد ہے فریاد ہے
ہاتھ میں تیغ ستم لیکر کھڑا جلاد ہے
دام غداری بچھائے تاک میں صیاد ہے
ہر طرح کی گالیاں دیتا ستم ایجاد ہے
حامل عرش معلی تو خبر مظلوم کی
ورنہ جان بیکار رہجائیگی کسی معصوم کی

کیا رقم اپنا کریں افسانہ رنج و ملال
ہم ستائے جا رہے ہیں قوم سے مثل بلال
قوم ہے سر پر کھڑی آمادۂ جنگ و جدال
ہاتھ میں تیغ ستم ہے یا رسول ذوالجلال
ہر طرف اس بانی جور و جفا کا زور ہے
مار ڈالو میرزا کے معتقد کو شور ہے
ہو گیا چھلنی تن لاغر ستم کے تیر سے
ہاتھ پاؤں باندھتے ہیں ظالم زنجیر سے
چھینتے ہیں گوہر ایمان ہر تدبیر سے
یا محمد تم بچاؤ تیغ آتشگیر سے
ہم غلامی سے زمن مرزا کے موڑینگے کبھی
شیفتہ شرط وفاداری نہ توڑینگے کبھی
ہم نے جب سے پیروی کی آپکے فرمان کی
یعنی جب سے کی غلامی احمدؐ ذی شان کی
ہو گئی دشمن خلائق ملک ہندوستان کی
اب نظر آتی نہیں ہے خیر کچھ بھی جان کی
ناتوانوں کو آ کر لیجئے خدا کیلئے
یا محمد مصطفٰے تشریف فرما لائیے
آپ کی امت ستاتی ہے ہمیں لیل و نہار
دو مقدس دوستوں کو کر چکی ہے سنگسار
خانہ دل سے رواں ہونے لگا صبر و قرار
جز خدا کوئی نہیں عالم میں اپنا غمگسار
چھٹ گئے اپنے پرائے لٹ گئی ہے امید
مولوی آمادۂ پیکار ہیں بن کر یزید
حسرتا۔ کابل سے ہو دریافت کچھ حال ستم
افضل الامت کا اپنے اے شہنشاہ امم
ہر طرح کی ذلتوں کا سامنا ہے دمبدم
اب تلک سر پر ہمارے ڈھا رہے ہیں کوہ غم
یا رسول اللہ لیجے ہم غریبوں کی خبر
آپکا دونوں جہاں میں ہے لقب خیر البشر
جان دینے کے لئے ہر وقت ہیں تیار ہم
زندگی سے ہو چکے ہیں سر بسر بیزار ہم
گالیاں سنتے ہیں لوگوں کی سر بازار ہم
روک سکتے اب نہیں تیغ ستم کا وار ہم

دشمنی بھی کس بلا کی شے ہے؟ خادم اسلام
حضرت احمد کا پیارا اور مقدس نام ہے
ہوش کر اے بے ادب خادم زبان کو تھام لے
اس ڈھٹائی سے نہ محبوب خدا کا نام لے
کون ہیں وہ غور کر فہم و ذکا سے کام لے
جا قدم ان کے غلاموں کا خوشی سے تھام لے
گر صلاحی ہے تجھے منظور اپنی سر بسر
کر اطاعت حضرت محمود کی شام و سحر

دل کی تڑپ

(از شیخ محمد یٰسین صاحب تاجر کتب قادیان)

جان جس کی دین احمد پر فدا ہو جائیگی
اسیر رحمت حضرت رب الوریٰ ہو جائیگی
دوستو! وہ دشمن قوم آشنا ہو جائیگی
دور دل سے جب تعصب کی بلا ہو جائیگی
میرا حاصل مدعا روز جزا ہو جائیگا
گر میری تبلیغ حق میں جاں فدا ہو جائیگی
اس کو مل جائیگی دولت دو جہاں کی دوستو
جس کسی پہ یار کی شفقت ذرا ہو جائیگی
اب نکل پردے سے باہر جلد اے پردہ نشین
تجھ سے دنیا بے خبر ہے آشنا ہو جائیگی
دشمن ناآشنا کو مژدہ دے باد صبا
یہ جماعت اک جہاں کی رہنما ہو جائیگی
اس کے کوچے میں اگر میرا گذر ہو جائیگا
بات بن جائیگی اور عزت سوا ہو جائیگی
دال روٹی ہے کہاں فکر سخن فکر خیال
اسطرح کیا شاعری زور آزما ہو جائیگی
دشمن اسلام سے ہو گفتگو میری اگر
اس کو بھی حق سے عطا راہ ہدیٰ ہو جائیگی
حق کے پہنچانے میں آئی تیری ہمت کو دریغ
تیری حالت دیکھ ناصر کیا سے کیا ہو جائیگی

آریوں سے چند سوالات

اس سے پہلے میرے مکرم دوست منشی فضل حسین صاحب نے دس سوالات آریہ مہاشاؤں کی خدمت میں جواب کے لئے پیش کئے ہیں۔ اب چند مطالبات بندہ بھی آریہ صاحبوں کی خدمت میں جواب کے لئے پیش کرتا ہے۔ ہے کاش کہ صاحبان ہوشمند جواب دیکر مشکور فرما دیں۔

۱۔ آریہ مہاشے روح۔ مادہ۔ خدا کو ازلی مانتے ہیں۔ اور دو طرح کی علت مانتے ہیں۔ اول علت فاعلی اور دوم علت مادی۔ اب ہم آریہ صاحبان سے دریافت کرتے ہیں کہ تیسری چیز یعنے روح جسکو ازلی مانتے ہیں۔ علت یا معلول؟ اگر علت ہے۔ تو سوامی جی کا قول سند پیش کریں کہ انہوں نے تین طرح کی علت مانی ہو۔ یا آپ تیسری علت کا نام بتاویں (علت روحی) اور اگر معلول ہے تو معلوم ہوا کہ حادث ہے۔

۲۔ نتیجہ فعل کے بعد ہوا کرتا ہے نہ کہ پہلے۔ تو عرض یہ ہے کہ پہلی دفعہ جب پرمیشر نے انسان بنایا۔ تو اسوقت جو قالب اسکو دیا گیا۔ وہ کس کرم کا نتیجہ تھا؟ اگر کہو کہ تغیر کر سکتے تو تناسخ باطل۔ بعض آریہ صاحبان فرماتے ہیں کہ "پہلے پہل" کا لفظ غلط ہے۔ مخلوق کی کوئی ابتدا نہیں۔ ہم لوگ سرشٹی کو انادی مانتے ہیں۔ اس لئے انسان کی پیدائش پر "پہلے پہل" کا جملہ نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ "جب سے خالق تب سے مخلوق"۔

ہم ایسے مہاشہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہے مہاشہ جی! اگر درحقیقت یہ بات درست ہے۔ کہ جب سے خالق تب سے مخلوق تو فرمایئے۔ کہ ستیارتھ پرکاش میں جو تحریر ہے کہ "اے انسانوں میں ایشور تم سے بہت پہلے موجود ہوں"؟ اس کا کیا مطلب ہے۔ اس سے تو صاف عیاں ہے۔ کہ پہلے ایشور تھا۔ اور بعد میں انسان بنا۔ اگر نہیں تو اس کو غلط کہہ دیجئے۔ دوسرے؟ جو چیز انادی ہوتی ہے وہ (جیسا کہ آپ لوگ مانتے ہیں) خود بخود ہوتی ہے۔ اس کا بنانے والا باعث کوئی نہیں ہوتی۔ تو آپ بتاویں کہ پرمیشر علت فاعلی جو ہے تو کس چیز کی علت ہے؟ اگر کہو کہ سرشٹی کی تو معلوم ہوا کہ سرشٹی معلول ہے۔ اور اس سے تیسرا سوال ہے۔ کہ پرمیشر کو علت فاعلی آپ کیوں کہتے ہیں؟ [illegible] کی ہستی ہے؟ افسوس کہ سرشٹی کو انادی ٹھہرا کر پرمیشور کی موجودگی ہی نہیں رہتی۔

(۳) مادہ کی صفت جیسا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ بغیر مدد کے ساکن و بے جان ہے۔ سوائے ہلانے کے ایک جگہ سے دوسری جگہ تک سرک بھی نہیں سکتا۔ تو جب یہ حالت ہے تو ایک بڑی حرکت یعنی عدم سے وجود میں آنا۔ کیسے خود بخود ہو سکتی ہے فتدبر!

(۴) روح اور مادہ کی صفات کا علم پرمیشر کو کامل طور پر ہے یا نہیں؟ اگر نہیں۔ تو یہ فریقین کے نزدیک غلط ہے۔ اور اگر کامل طور پر ہے۔ تو پرمیشر ان کو بنا ہی سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں بنا سکتا۔ تو علم ناقص ہے۔

(۵) روح۔ مادہ کی صفات کیا ہیں؟ آیا روح یا مادہ میں آپس میں ملنے کی خاصیت بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ثبوت دو مع حوالہ دو۔ اور پھر ان کی ضرورت کیا ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر بعد میں کسطرح پیدا ہو گئی۔ کیونکہ جب ازلی تھے ان کی صفات میں کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی تغیر ہو سکتا ہے۔

(۶) ایک راستباز آدمی سچ کو پسند کرتا ہے۔ اور جھوٹ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ مگر ایک جھوٹ کو پسند کرنیوالا راستباز نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح جب ہم ستیارتھ پرکاش سوامی جی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پڑھتے ہیں۔ تو گیارہویں سمولاس میں یوں رقم ہے "اگر جیو اور برہم کی یکتائی شنکر اچاریہ جی کا اتفاقی مذہب تھا۔ تو یہ کچھ برا نہیں۔ اور اگر جینیوں کے رد کے لئے اختیار کر لیا تھا تو اچھا ہے۔" اس سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی جی ریاکاری کو پسند فرماتے ہیں۔ امید ہے کہ کوئی مہاشے صاحب اس عقدہ کو حل کرنے کی تکلیف گوارا کرینگے۔

(۷) جب روح۔ مادہ پرمیشر کی مخلوق نہیں۔ تو وہ ان کا مالک کس اصول سے ہے۔ مالک ہونے کے مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔ (ا) اپنا پیدا کردہ (بنایا ہوا) ہو۔ (ب) مول لیا ہو۔ (ج) ایک شخص نے [illegible] تحفہ دی ہو۔ (د) جبراً اس چیز پر قبضہ کر لیا ہو۔ جو مہاشہ صاحب جواب دیں [illegible]

تصوف کے نام سے الحاد پھیلانے کی کوشش

(گزشتہ سے پیوستہ)

نمبر ۴

غرض جب مرشد بالکیا نام رکھتا ہے۔ تو مرشد کے سامنے نقیب جھککر اور جمیع اللہ کی طرف رُخ کرکے بالکیکو ساتھ لیکر عرض کرے کہ مرشد کا نام شاہ ولی اللہ حسینی ہے اور شاہ ولی اللہ حسینی نے اپنے بالکیکا نام رحمت علی شاہ رکھا۔ تو نقیب یہ عبارت بہت زور سے کہیگا۔ سنو شاہوں کے شاہ بادشاہوں کے بادشاہ شاہ ولی اللہ حسینی معصوم رحمت علی شاہ تسمیہ سے سرفراز ہوئی ہے اسکے بعد تمام جمیع اللہ کہتے ہے بطفیل انبیاء کرام اولیا بافضل پنجتن یا علی مدد الا الا اللہ۔ اور پھر یکے بعد دیگرے ہر ایک واحد واحد یہ کہیگا۔ عشق اللہ و فقراللہ توسب ملکر کہینگے۔ سدا اوا عشق جلال فقرا۔ اس بالکیکو جہاں کھانا پکتاہے۔ وہاں لٹائینگے۔ اور اس کو بستر کرنا سلادیگے جو ایک ہاتھ سے زائد چوڑا نہیں ہوتا ہے۔ اور لمبا بھی ایک ہی ہاتھ رکھیں گے۔ جس کو منیھاک کا بستر کہتے ہیں۔ اور بقیہ موا دینگے۔ اور سوتے وقت لانبا کر سکتے ہیں۔ مگر چوڑا تو ایک ہی ہاتھ رہیگا۔ اور اس بالکیکی تعلیم ایک عرصہ واقعت ہونے تک جمیع اللہ کے ہاتھ میں ہی رہیگی۔ اور لکھنے و کھنے میں بجائے ان کے معصوم لکھینگے۔ اور کہینگے یعنے کن کے معصوم ہیں۔ شاہ ولی اللہ حسینی کے۔ اور لکھیں گے بھی تو یہی لکھیں گے۔ رحمت علی شاہ معصوم شاہ ولی اللہ حسینی۔ اور ناموں میں بھی ان کے جو اختلاف ہے۔ وہ پھر کبھی انشاء اللہ بیان ہوگا۔

غرض ایک طرف بالکیکو بستر پر بٹھا دیتے ہیں۔ اور بیچ میں سرگروہ بیٹھتا ہے۔ اور اس کے بیدھے بازو اوّل بھنڈاری اور اس کے بعد نقیب ہوتاہے۔ اور دائیں بازو اوّل کوتوال اور بائیں بازو اوّلی۔ اور سامنے اکہاری رہتا ہے۔ اب جو سرگروہ حکم دے گا۔ ویسا کیا جاوے گا [illegible]

اوّل بڑی لمبی چوڑی ایک مخصوص سرگروہ یا بھنڈاری فاتحہ پڑھیگا۔ اور پھر وہی پنجتن کا نعرہ کرینگے۔

بعدہٗ اوّل کھانا یا روٹی تقسیم کرینگے۔ پھر ترکاری و سالنا اسکے بعد میاکو گوڑاکو۔ گانجہ۔ بھنگ۔ چرس۔ افیون اس کے بعد ہے۔ اس کے بعد ان بلکے سے گانجا سوانگی بھرنا۔ پیا سکھلائینگے۔ بعدہٗ کھانا حسب دلخواہ کھائینگے اور بعض اپنے مکان کو لے جائینگے۔ مغرب کے وقت چراغ لگاکر چراغ کے سامنے یا سرگروہ کے سامنے کھڑا رہ کر یہ پڑھنا۔ ای اُمت تو کم قاسمیوں چراغ مسجد و محراب و ممبر [illegible] علی فاطمہ شبیر و شبر اگر گیتی سراسر باد گیرد [illegible] چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد جو پیر دستگیر [illegible] چراغ آل محمد [illegible] [illegible] یہ سب ملکر کہینگے [illegible] رکھ ہمت گلشن چراغ [illegible] کے بعد [illegible] کرینگے۔ اور [illegible] [illegible] جواب دیگا اور [illegible] اپنے [illegible] مرشد کو سجدہ کرے [illegible] کے [illegible] نور السموات والارض پڑھکر چند شعر [illegible] کی تعلیف میں پڑھیگا۔ بعد سب نعرہ کرینگے۔ اس کے بعد پینے کے کاموں میں مصروف ہو رہینگے۔ نماز وغیرہ ندارد

فروخت زمین

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بورڈنگ ہاؤس کے [illegible] اراضی ایک قطعہ دوست فروخت کرتے ہیں یہ اراضی جدید ہسپتال کے دروازہ غربی کے متصل شیخ [illegible] صاحب سیالکوٹی کے عالیشان زیر تعمیر شدہ مکان کے ساتھ ملتی ہے۔ ۱۲۰۵ روپیہ اسکی قیمت ہے۔ تا آئندہ دارالامان کے پُرفضا میدان کی طرف مکان بنانے کے خواہشمند ہوں بہت جلد اپنی درخواست ایڈیٹر فاروق کے پاس مع مبلغ پچاس روپیہ بیعانہ کے بھیجیں جب پہلی درخواست منظور ہوگی قیمت کے متعلق کسی قسم کی خط و کتابت نہ کی جاوے [illegible]

خزینہ فضل الٰہی بتریاق حفظ جمیع حیات

یعنی

تریاقی گولیاں۔

کیا آپ پیارے بیٹے چاہتے ہیں ہم نے بفضل اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیرخواہ خلق اللہ اور حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے۔ جس سے کئی ھ محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یا اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر رہ جاتی تھی۔ جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مُردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کو استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سُنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دُعا فرماویں۔ قیمت بلحاظ محنت اور دوائی کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اُٹھائیں۔

قیمت فی تولہ عہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سُرمہ

تمام امراض چشم یعنے دُھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے (سعہ)

المشتہر

نظام جان و عبدالرحمٰن کاغانی قادیان (گورداسپور)

پرنٹر شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر ایم قاسم علی کے لئے شائع ہوا۔

کرے گا دور اس سے اندھیرا
خلافت کیسے اک عالم کی غداری
مٹا دے گا یہ اک عالم کو پھیرا
شیطان الازلی اخوی او عادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان سے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۱۸ء | نمبر ۷

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں حضور نے حسن نظامی کے اِس نامعقول حیلہ گریز از مباہلہ کا کہ بیس ہزار احمدیوں کے دستخط کرائے جائیں (کیونکہ اس کے چھوٹے دماغ میں کسی ناکام دست تمنا بریدہ نے یہ غلط خیال جما دیا ہے کہ سیدنا اولو العزم کی غلامی میں زندگی بسر کرنے والے اور حضور کے حلقہ بگوش بہت کم تعداد میں ہیں) جواب مدلل بتائید روح القدس لکھ کر دہلوی مجاور کے ہوش و حواس درست کر دئے ہیں اور مباہلہ کے واسطے فریقین میں اس کو اور تخفیف دی ہے۔ یہ جواب عنقریب کثرت سے طبع ہو کر شائع ہوگا

اعلانات نکاح

۲۹ر نومبر ۱۹۱۷ء کو بعد مغرب حکیم سید منظر علی صاحب کے ساتھ دختر سید پیر احمد شاہ صاحب ہوشیارپوری کا بعوض مہر تین سو روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح نے نکاح پڑھا۔ خدا مبارک کرے۔ آمین۔

۲۷ر دسمبر ۱۹۱۷ء کو بعد نماز ظہر سالانہ جلسہ میں بی بی فاطمہ جمیلہ دختر مولوی اسحاق الحق صاحب بھاگلپوری کا نکاح میاں محمد لطیف صاحب ..... متعلم بی اے کلاس کے ساتھ بعوض سات ہزار روپیہ ہوا۔ خدا تعالیٰ فریقین کے لئے اس کو بابرکت کرے۔ آمین۔

۱۵۔ فروری ۱۹۱۸ء کو دختر ..... صاحب ..... [illegible]

۱۷ر فروری ۱۹۱۸ء کو بعد نماز ظہر دختر سلطان محمد صاحب سیالکوٹی کا نکاح مکرمی مولوی محمد امین صاحب سابق ..... سنجاوی حال مقیم ..... سے بعوض مہر دو صد روپیہ ہوا مولوی صاحب ایک نہایت مخلص ..... احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے واسطے یہ بہت ہی مبارک کرے۔

نہایت ضروری۔ جس دوست کے پاس ۱۸۹۱ء سے پیشتر کا کوئی اشتہار یا تحریر مطبوعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ہو ..... (عنوان) یا ..... مضمون اور تاریخ اشاعت وغیرہ ..... ایڈیٹر ..... کے نام بھیج دیں ..... [illegible]

[illegible] سے اشتہارات کامل طور پر پہنچ جایا کریں ... مدت اس میں بخل نہ کریں نہ دیر کریں۔ جلد ان کا [illegible] بھیجدیں ۔

سیدنا احمدؑ اور بلاد غیریہ

کسی خواجہ تاش نے کہا کہ خواجہ زر پرست پر اپنے استاد سیدنا احمد مسیح موعود کا نام بلاد غیریہ میں پیش کرنا فرض نہیں۔ اس کو جواب دیا گیا۔ کہ اگر خواجہ زر پرست خدا پرست ہوتا۔ اور دین اور دیانت سے پیار رکھتا۔ تو اس کا فرض اولین تھا۔ کہ دل کو استوار اور مضبوط کرتا اور وہاں کے لوگوں کو نہایت وضاحت سے سناتا کہ خدا کا فرستادہ مسیح موعود سیدنا احمدؑ اپنے وقت پر آ چکا۔ اور اہل عالم کو اس کے لوائے صلح دامن کے نیچے جمع ہو کر اپنے نجات کا فکر کرنا چاہیئے۔ مگر خواجہ زر پرست نے خدا پرست ہونے کا ثبوت نہ دیا۔ اور غیروں کے چند کھوٹے دراہم کے عوض میں اپنے آقا اور استاد کا مبارک نام فروخت کر دیا۔ اور اپنی باطل پرستی کا ثبوت دے دیا۔ ورنہ خدا کے مقدس فرستادہ نے اپنے شاگردوں کو مخاطب ہو کر یہ وصیت کی تھی کہ:۔

"تم میں سے جس کو دین و دیانت سے محبت ہے اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے اٹھ اور لوگوں کو یہ سنائے کہ وقت مسیح ہے۔"

گویا آپ نے دو فرقوں میں حد فرق قرار دے دی۔ ایک وہ جماعت جس کو دین اور دیانت سے پیار ہوگا۔ دوسرا وہ فریق جس کو دین اور دیانت سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ پہلے حضرت صاحب نے فریق اول کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ دل کو استوار اور مضبوط کر کے لوگوں کو یہ پیغام حق سنا دیں کہ یہ وقت مسیح موعود کا ہے۔ اور وہ مبارک انسان آ چکا ہے۔ مگر فریق ثانی اسبات کو اپنا فرض نہیں [illegible] مبارک پیغام کے پہنچانے [illegible] حل میں کوشش [illegible] اختیاری

پس حضرت مسیح موعودؑ کے اس فرمان کے بموجب وہ جماعت احمدیہ جس کا سردار حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا محمود احمدؑ ہے۔ ایک دیندار اور دیانت دار گروہ ہے۔ جو اس فرض کو ادا کر رہا ہے اور خواجہ زر پرست اور باقی خواجہ تاش ایک غیروں سے مرعوب اور بزدل گروہ ہے۔ جس کو ڈر ہے۔ کہ اگر ان کی زبان سے یہ مبارک نام بدوران تبلیغ نکلا۔ تو فوراً ان کے حق میں سم قاتل ثابت ہوگا۔ اور بہت جلدی ان کو مسجد دوکنگ سے بوریہ بستر باندھکر نکلنا پڑے گا اور نکلتے ہوئے یہ شعر ورد زبان ہو گا ؎

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تری مسجد سے ہم نکلے

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

کار ثواب

دفتر فاروق میں بعض ایسی درخواستیں آجاتی ہیں جنمیں فاروق کو بلاقیمت جاری کرنے کی التجا ہوتی ہے۔ اور ایسی درخواستیں غیر احمدی اور بعض کم استطاعت احمدیوں کی ہوتی ہیں۔ لیکن فاروق کی موجودہ اشاعت اور گرانی کاغذ وغیرہ امور ایسی درخواستہا کے منظور کرنے سے معذور رکھتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی دل نہیں گوارا کرتا۔ کہ ان درخواستوں کو نامنظور کر دیا جاوے۔ کیونکہ اخبارات سلسلہ کی تو غرض تبلیغ و اشاعت سلسلہ ہی ہے۔ اور جب کوئی غیر احمدی ہمارے اخبار کو پڑھنا پسند کرے۔ تو اگر ایک شخص بھی سال بھر میں اخبار کو پڑھکر داخل سلسلہ ہو جاوے تو کتنا بڑا اجر حاصل ہو گا۔ اسلئے اگر باوسعت احباب اور ذی استطاعت دوست جن کو تبلیغ سلسلہ کا دلی جوش ہے۔ اور جن کو خدا تعالےٰ نے قلب فراخ بخشا ہے۔ اگر ایک ایک یا دو دو روپے اپنی جیب سے چندہ سالانہ عطا فرما کر ایسے کم استطاعت احمدی بھائیوں اور غیر احمدی درخواست کنندوں کے نام جاری کرا دیا کریں۔ تو موجب اجر عظیم ہوگا بلکہ اس کے متعلق ایک مستقل فنڈ ہی قائم ہو جائے۔ تو کئی پرچے مفت میں جاری ہو سکتے ہیں۔ اور ہر ایک حیثیت کے احمدی اپنی اپنی بساط کے مطابق اس ثواب میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اور وہ مستقل فنڈ کھلا رہے گا جسمیں ایک پیسہ دو پیسہ چار پیسہ۔ روپیہ دو روپیہ دس روپیہ غرض جو بھی کسی کو توفیق ہو۔ وہ عطا کر دیا کریں۔ تو تھوڑی تھوڑی رقم جمع ہو کر اس قسم کی بہت سی درخواستیں منظور ہو کر باعث حصول ثواب ہو سکتی ہیں۔ الحمد للہ امرت سری نے ایسا فنڈ کھولا ہوا ہے۔ اس کے خریداران اخبار ہمیشہ اس میں ا/۔ ۲/۔ روپیہ دو روپیہ بھیجتے رہتے ہیں۔ اسطرح وہ ایک کثیر رقم ہو کر کئی اخبار مفت جاری کر دیتا ہے۔ کیا احمدی احباب اس نیک اور کار ثواب میں شامل نہیں ہو سکتے؟ ضرور۔ پس ہر ایک دوست جو کچھ بھی ان سے ممکن ہے۔ اس فنڈ میں ایڈیٹر فاروق کے نام بھیجدیا کریں۔ تاکہ پرچے فاروق کے پیغامیوں اور غیر احمدیوں کے نام جاری ہو جائینگے۔ اسوقت ایک درخواست غیر احمدیوں کی لائبریری بنگلور سے آئی ہوئی ہے۔ اور ایک احمدی بھائی کی ہے۔ سردست دو درخواستوں کی منظوری کا انتظام سابق بالخیرات دوست فرما دیں۔ تو ان کے نام فاروق جاری ہو گا۔ اور آیندہ اس فنڈ کو مستقل طور پر اس کے لئے قائم کر دیں ۔

اعلان

میں نے آج کی تاریخ سے بقائمی ہوش و حواس اپنا سکونتی مکان واقعہ محلہ دار الفضل جو بورڈنگ ہوس تعلیم الاسلام کے شرقی جانب برلب سڑک ہے۔ اور پختہ عمارت ہے اور شمالی حصہ دو منزلہ ہے۔ بطیب خاطر اپنی بیوی مسماۃ اللہ رکھی کے نام لکھدیا ہے کہ وہ اسکی مالک متصور ہو۔ میں نے جو مہر کا روپیہ ان کو دینا ہے۔ اسکی ادائگی اسی میں ہو گئی ہے۔ اس مکان کے شرقی جانب جسقدر اراضی ہے جسکا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اور اصل میں اسوقت باغیچہ ہے وہ میرے قبضہ میں ہے۔ اور اسلئے وہ جگہ میری اس تحریر میں شامل نہیں

۲۲ فروری ۱۹۱۸ء ۔ خاکسار [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان۔ یوم پنجشنبہ ۲۱ فروری ۱۹۱۸ء

(کمیونیکیٹڈ)

نزول فضل

فضل کیا چیز ہے

قرآن مجید میں فضل کا لفظ بہت سے مقامات پر آیا ہے۔ اور اس کا مفہوم و معانی نہایت وسیع ہیں۔ مگر عام طور پر اس سے یہ چند نعمائے الٰہی مراد ہو سکتی ہیں:۔

خدا تعالیٰ کی خوشنودی۔ فراغ مالی و کشائش رزق۔ اغیار پر برتری۔ مشکلات کا حل۔ اموال میں برکت۔ اولاد صالح میں بڑھوتری۔ فلاح و بہبود کی راہیں نکلنا۔ دشمنان دین کی نامرادی۔ اور انصار اللہ کا بول بالا وغیرہ وغیرہ۔

نزول فضل اس کا نام نہیں ہے کہ ایک سونے کا ستون آسمان سے زمین تک کھڑا ہو جائے یا اشرفیوں کی تھیلیاں لگاتار برسنی شروع ہو جائیں۔ ایسا تو نہ اب تک ہوا ہے۔ نہ آئندہ ہونے کی امید:

مجموعی اور انفرادی حالتیں

جو قومیں کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کے فضل کی وارث ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق یہ بھی ایک سنت اللہ یا مسلمہ قانون قدرت ہے۔ کہ ان کے مجموعی اور انفرادی حالات میں بطور قاعدہ کلیہ تطابق نہیں ہوا کرتا۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک قوم کے افراد عام طور پر دنیا میں معزز و ذی اقبال اور اپنے اغیار پر غالب ہوں۔ لیکن فرداً فرداً پڑتال کرنے پر اس کے خلاف بھی بہت سی نظیریں مل سکیں لیکن اکثر کی حالت کل کے حکم میں شمار ہوتی ہے۔ وگرنہ تاریخ سے یہ ثابت ہونا غیر ممکن ہے کہ کسی قوم پر خدا کا فضل ہوا ہو۔ اور اس میں کسی فرد واحد کی بھی حالت محتاج فضل نہ رہی ہو۔ اگر ایسا ہونے لگے۔ تو انسانی تمدن اور اخلاق کے بہت سے فضائل ان کا محل و مصرف اڑ جانے سے اس قوم میں بالکل کالعدم ہو جائیں۔ پھر فضل کے آثار ظہور بھی کہیں نظر نہ آئیں۔ مختصر مگر صاف لفظوں میں یوں سمجھو۔ کہ جب قوم کا ایک ایک متنفس بجائے خود فارغ البال و خوشحال ہو۔ تو باہمی ہمدردی اور احسان و مروت کا سلسلہ اس کے تمدنی تعلقات میں کہاں اور کیونکر ظہور ہو سکتا ہے؟ پس خدا تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا مقتضیٰ یہی ہے۔ کہ جمیع افراد یکساں حالت میں رکھی جائیں۔ بلکہ جس قوم کا شاہ ہو۔ اسی میں گدا بھی ہوں۔ اور علیٰ ہذا القیاس درمیانی بے شمار مدارج و طبقات کے لوگ ہیں۔

افضال الٰہی کا احساس اور اس کا شکر و سپاس

افضال الٰہی کا نزول افراد یا مجموعہ افراد پر ہمیشہ ایسے رنگ میں ہوا کرتا ہے۔ کہ شکر گزار اہل بصیرت برابر اس کے آثار ظہور کو دیکھ دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کرتے رہتے ہیں۔ مگر جن کے قلوب میں کسی نہ کسی قسم کا مرض اور زنگ ہوتا ہے۔ وہ نت نئی توقعات کے فراق میں تڑپتے۔ اور ہر سال ہر ماہ ہر روز بلکہ ہر آن کسی حالت منتظرہ کے لئے بے چین رہتے۔ اور ایک خارق عادت انقلاب کے نقش فریبندہ دل ہی دل میں کھینچ کر واقعات کی شکل میں بڑی پرشوق نگاہوں سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ مگر جب کہیں نہیں پاتے۔ تو معاذ اللہ خدا کے وعدوں تک سے بدظن ہو کر بصد حسرت و یاس اسی تاریکی ضلالت کی طرف قدم اٹھانے لگتے ہیں جس سے نکل کر فلاح و ہدایت کے امید افزا میدان میں بڑی بڑی امنگوں سے آئے تھے۔ یہ عبرتناک حالت اکثر زیغ قلوب یا مدعین کے پردہ میں دنیا طلبی کے سبب پیش آیا کرتی ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔ آمین

نزول فضل کے لوازم ضروری

یہ سچ ہے کہ خدا جسے جو کچھ چاہے۔ جیسے چاہے دے بھی سکتا ہے۔ لیکن اگر اقوام و افراد کے عروج و زوال پر نظر غائر ڈالی جائے۔ اور غور اُن ظاہری کے ساتھ روحانی و باطنی اسباب و علل کی بھی کرید کی جائے۔ تو بالاکثر یہی اصول صادق آئے گا۔ کہ جب تک نادہندے کوئی جاذب فضل تبدیلی عمل میں نہ آئے۔ تب تک قضائے آسمانی خواہ مخواہ کبھی پر اپنی متاع کو لٹاتی نہیں پھرتی۔ حتیٰ کہ اگر تم بلحاظ اپنے ایمان اور تقوے اور دینی اعمال صالحہ کے خدا کی محبوب قوم میں سے بھی ہو۔ پھر بھی رعایت اسباب کو نظر انداز کرنے کی حالت میں چاہے وہ عمداً نہ ہو قانون قدرت تمہاری خاطر توڑا نہیں جائے گا۔ اور نتیجہ بلحاظ زہر کھانے کا موت ہی ہوگا۔ ایک شخص زمینی سرکار کا چاہے کتنا ہی ہوا خواہ اور دوست دار ہو۔ مگر ریل والے کبھی بلا ٹکٹ اسے گاڑی پر نہ چڑھنے دیں گے۔ نہ ڈاک خانہ اس کے خطوط بلا محصول پہونچائے گا۔ نہ عدالت بغیر کورٹ فیس لئے اس کے مقدمات فیصل کرے گی اسی طرح آسمانی سرکار نے بھی اپنے کچھ اصول رکھے ہیں۔ جن کی پابندی آئین دنیا و دین میں لازماً کرنی پڑتی ہے۔ اور جدا جدا محکمے اپنے اپنے ضوابط سو ان کے بدون کسی کو کہیں بھی کامیاب نہیں ہونے دیتے

پس اگر فضل کے منتظر ہو۔ تو اس کی شناخت بھی پیدا کرو۔ اور قدر کرنا بھی سیکھو۔ مبادا! وہ آئے۔ مگر تم ترستے ہی چلے جاؤ۔ اگر اس کے محتاج ہو۔ تو اپنی عادات پر اکتفا نہ کرو۔ بلکہ مستحق اور اہل بھی بنو۔ ایسا نہ ہو تمہاری حالت سے بیزار ہو کر نصرت کے بادل اوپر ہی اوپر اڑ جائیں۔ اگر جاذب فضل اعمال کی ضرورت محسوس کر کے ان میں ساعی ہونے پر آمادہ ہو تو یہ بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ من حیث القوم تو فضل کے وارث جبھی بنو گے۔ جبکہ روحانی ترقی و اصلاح عقائد کے دوش بدوش اپنے اخلاق۔ تمدن۔ معاملات۔ کاروبار کو بھی انہی محکم اصول تبلیغ کے ماتحت رکھو۔ جن پر کاربند ہوئے بغیر آج تک کبھی کوئی فلاح یاب نہیں ہوا۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنی نہاں در نہاں مصلحتوں کے ماتحت جو چاہے کر سکتا ہے کوئی اس کا روکنے والا نہیں۔ ربنا واتنا ما وعدتنا على رسلك ولا تخزنا يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد۔ آمین

تبلیغ رسالت

جہاں مشکل نہ لینا مشتری تھا جن مضامین کا
تماشا ہے وہ یوسف بکنے خود بازار میں آئے

میں خداوند جل و علا کا ہزار در ہزار شکر کرتا ہوں جس نے محض اپنے فضل سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ اپنے رسول مقبول حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان کارنامے کو جو حضور کے خاص قلم سے نکلے ہوئے جواہرات اشتہارات کی شکل میں منتشر ہو رہے تھے۔ اور آج تمام دنیا کی نگاہ سے پوشیدہ ہو چکے تھے۔ محفوظ کر لینے اور یکجا کر لینے کا انتظام کر لیا اور اس کو تمام جہان پر رسالت کی تبلیغ کا اب موقع ہے اور خدا نے محض اپنی رہبری و دستگیری سے مجھے ایک مکمل مجموعہ اشتہارات بہم پہنچا دیا۔ گو اس زمانہ جنگ میں جبکہ ہر چیز کی گرانی حد سے بڑھی ہوئی ہے خاص کر کاغذ علاوہ چوگنی قیمت ہونے کے کمیاب بھی ہے۔ یہ عظیم الشان کام بہت سے اخراجات چاہتا ہے۔ الا یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ اس نے اس کام کی انجام دہی کے واسطے سب اسباب مہیا فرما دیئے۔ الحمد للہ علی احسانہ

کام شروع ہو گیا کاتب اشتہارات کو لکھ رہا ہے مقدور بھر کوشش سے جس قدر اشتہارات بھی مجھے دستیاب ہو سکے۔ وہ جمع کر لئے ہیں۔ اور میرا گمان غالب ہے۔ کہ اس جمع شدہ مجموعہ کے علاوہ شاید ہی ایک دو اشتہار ہوں۔ جو مجھے نہیں مل سکے۔ ورنہ تمام و کمال اشتہارات دستیاب ہو گئے ہیں۔ احباب کے مشورہ سے یہ بھی قرار پایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جو اشتہار اپنی مصنفہ کتابوں میں ارقام فرمائے ہیں۔ وہ بھی اس مجموعہ میں شامل کر لئے جائیں۔ تا کوئی اشتہار خواہ کتابوں میں ہو یا اخباروں میں یا علیحدہ شکل میں۔ اس مجموعہ سے باہر نہ رہ جائے۔ بنا بریں میں نے حضور کی تمام تصانیف اور سلسلہ کے تمام اخبارات سے مع کر مولوی محمد حسین بٹالوی کے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بھی جو اشتہار حضور نے براہین احمدیہ کے متعلق شائع فرمائے۔ سب جمع کر کے شامل مجموعہ ہذا کر دئے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ ایک مکمل مجموعہ دس جلدوں میں ہوگا ۔

جلد درخواست کرو اور جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں ہر جلد ۱۶۰ صفحہ کی ہوگی۔ جس کی قیمت ایک روپیہ فی جلد رکھی گئی ہے اور ہر جلد کی اسی قدر تعداد چھپوائی جائے گی جس قدر درخواستیں مع ایک ایک روپیہ قیمت پیشگی کے میرے پاس پہونچ جائیں گی۔ زائد چھپوانے کا انتظام نہیں ہو سکا۔ صرف (۴۰۰) چار سو جلدیں طبع ہوں گی۔ اور کل ان خریداروں کے جن کی رقم پیشگی وصول ہو جائیگی دوسرے احباب اس سے بالکل محروم رہیں گے۔ میں بار بار اعلان کر چکا ہوں۔ اور معزز ہمعصر الفضل کے ذریعہ بھی اطلاع دے چکا ہوں۔ جو دوست کہ اس نعمت عظمےٰ کو حاصل کرنا منظور رکھتے ہیں۔ وہ فوراً ہی اپنی درخواست مع ایک روپیہ قیمت پیشگی کے خاکسار کے نام بھیج دیں۔ بعد درخواست و قیمت پیشگی یہ جواہرات کا خزانہ کسی کو نہ ملیگا۔ پس بعد میں کوئی شکایت کرے تو افسوس۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو دوست ایک روپیہ پیشگی عطا فرماتے ہیں۔ ان کو تمام مجموعہ یعنے دسوں جلدوں کا خریدنا لازمی ہوگا۔ اور ہر جلد کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ اور کل مجموعہ دس جلد کی قیمت دس روپیہ جن کو یکمشت قیمت ادا کرنے کی خدا نے توفیق دی ہے۔ وہ دس روپے یکمشت بھیج دیں اور جو کم استطاعت ہیں۔ وہ ہر حصہ کے چھپنے کے وقت ایک ایک روپیہ ادا کرتے رہیں۔ اور ایک روپیہ پیشگی بھیج دیں ۔

اولو العزم کی خریداری میں اپنی خوش قسمتی اور اس مجموعہ کی سلسلہ میں مقبولیت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ جناب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس مجموعہ کی پانچ مکمل جلدیں خرید فرمائیں اور پیشگی روپیہ بھی عطا فرمایا۔ یہ میرے لئے نہایت ہی موجب فخر و عزت اور اس مجموعہ کی اس ضرورت خاص کا ثبوت ہے جس کو میں بار بار عرض کر چکا ہوں۔ کہ اس نایاب خزانہ کو محفوظ کر لینا اور دنیا میں پھیلانا ہمارا فرض ہے ۔

سیٹھ عبداللہ صاحب کی امداد حضور امیر المومنین کے عطیہ کے ساتھ ہی سب سے زیادہ قابل شکریہ برادرم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد کی ہیں۔ جنہوں نے بہت بڑی امداد اس کار خیر میں فرمائی۔ اور اس کے اظہار کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالےٰ ان کو اس کی بہت بہت دین و دنیا میں جزا اور نیک عطا فرمائے۔ آمین

شکریہ احباب علاوہ ازیں مندرجہ ذیل احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری اس کوشش و مساعی مجموعہ کی قیمت عطا فرما کر ثواب دارین حاصل کیا ۔

(۱) مکرمی ماسٹر قادر حسن صاحب سوہانہ ... عہ
(۲) مکرمی بابو علی اکبر صاحب ... عہ
(۳) مکرمی خان صاحب محمد علیخان پولیٹیکل تحصیلدار ... عہ
(۴) حضرت اماں جان احمدیہ مردان ... عہ
(۵) مکرمی حافظ سید عبدالوحید و سید عبدالحمید صاحب منصوری ... عہ
(۶) ... عبدالقادر صاحب کمپنی رنگون ... عہ
(۷) مکرمی محمد عیسیٰ صاحب احمدی ... عہ
(۸) مکرمی ایم۔ ایل مرکر صاحب رنگون ... عہ
(۹) مکرمی شیخ مشتاق حسین صاحب ہیڈ اکونٹنٹ سیالکوٹ ... عہ
(۱۰) مکرمی شیخ عبدالکریم صاحب حیدرآباد دکن ... عہ

اللہ تعالےٰ ان سب احباب کو دین و دنیا میں کامیاب و بامراد کرے۔ اور اجر عظیم عطا فرمادے۔ آمین ۔

سکرٹری صاحبان انجمنہا میں جملہ انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان کی اس طرف توجہ مبذول کراتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی زیر اثر جماعت میں اگر تحریک کر کے اس قابل قدر گوہر نایاب مجموعہ اشتہارات کے لئے خریدار بہم ہونچا کر ایک ایک روپیہ پیشگی جو کچھ بھی چیز نہیں وصول کر کے جلد ارسال فرمادیں۔ تو کام میں آسانی ہوگی۔ اور یہ مجموعہ زیادہ تعداد میں طبع کرایا جائے گا۔ ورنہ کسی کو پھر یہ نعمت نہ ملے گی۔ خصوصاً لاہور۔ شملہ۔ حیدرآباد۔ کلکتہ۔ لودھیانہ۔ انبالہ۔ دہلی۔ سیالکوٹ۔ فیروزپور۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ پشاور۔ قصور۔ امرتسر۔ پاکپٹن۔ گوجرانوالہ۔ شاہجہانپور۔ بریلی۔ پٹیالہ۔ علیگڈھ۔ نیروبی افریقہ۔ ملتان۔

بانی آریہ سماج کے اقوال میں

تناقض کے چند نمونے

(از ماسٹر فضل حسین صاحب احمدی)

ہم آج پنڈت دیانند صاحب کی تحریرات سے چند تناقضات کے نمونے آریہ صاحبان کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے امید رکھتے ہیں کہ آریہ صاحبان مہربانی فرماکر ہماری ضرور تسلی کرینگے۔ کیا آریہ صاحبان سے ہم یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ ان متضاد بیانات کی جو سوامی جی کی تحریرات میں موجود ہیں تطبیق کر کے [illegible] مگر [illegible] کیونکہ ہم نے پہلے بھی کئی بار [illegible] اخبار فاروق میں [illegible] سوالات بصورت جواب شائع کئے [illegible] لیکن افسوس کہ آج تک کسی بھی آریہ پرچہ سے ہمارے سوالات کا جواب [illegible] [illegible] امید کرسکتے ہیں کہ اس دفعہ وہ ضرور ہی ان متضاد بیانات کی تطبیق عقلی و نقلی دلائل سے کر کے ویدک دھرم کی سچائی کا ثبوت دینگے؟ اگر اب بھی جواب [illegible] تو آریوں پر اور ہمارا فرض [illegible]

پرمیشور تینوں زمانوں کا حال نہیں جانتا

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۳ پر سوال ۵۲ سوامی جی سائل کے سوال کا جواب فرماتے ہیں:۔

"پرمیشور (خدا) کو تینوں زمانوں کا جاننے والا کہنا جہالت کا کام ہے۔ کیونکہ زمانہ ماضی وہ ہے۔ جو ہوکر نہ رہے۔ اور زمانہ مستقبل وہ ہے جو نہ ہوکے ہووے کیا کبھی یہ ہوسکتا ہے۔ کہ ایشور کو کوئی علم ہوکر نہیں رہتا یا نہ ہوکر ہوجاتا ہے (یعنے پہلے سے نہیں ہوتا۔ بعد میں ہوتا ہے) نظر بریں پرمیشور کا گیان ہمیشہ یکساں اور نا شکستہ بنا رہتا ہے۔ ماضی اور مستقبل جیوؤں (روحوں) کے واسطے ہے"

پیارے ناظرین! یہاں سوامی جی سائل کے جواب میں فرماتے ہیں کہ خدا کو تینوں زمانوں کا جاننے والا ماننا جہالت کا کام ہے۔ یعنی جو ایسا کہے وہ جاہل ہے (بہت خوب)

ایشور تینوں زمانوں کا حال جانتا ہے

آگے ذرا آپ سوامی جی کی دوسری کتاب رگوید بھاشیہ بھومکا کے صفحہ [illegible] کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں کہ وہاں سوامی جی کیا فرمارہے ہیں:۔

"ایشور (خدا) ترکی کال درشی یعنی تینوں زمانوں کا حال جاننے والا ہے (اس سے کہ [illegible])

مجھ الشور [illegible] ماضی و حال و نیز زمانہ آئندہ سے حمد و ثنا کرتے رہے ہیں [illegible] اور آئندہ بھی کرینگے [illegible] [illegible] ہر دو جلی شدہ عبارتوں [illegible] ظاہر ہو رہا ہے [illegible] تینوں زمانوں کا جاننے والا [illegible] اور پھر لطف کی بات [illegible] [illegible] (خلاصہ) [illegible] سوامی جی کا پہلا کلام صحیح ہے [illegible] کے علم و دانش پر بحث و ہنسی لگتا ہے [illegible] صاحبان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ وہ [illegible] بیانات کی تطبیق کر کے دکھلائیں [illegible]

این خیال است و محال است و جنوں

والا ہی معاملہ ہے ؛

خدا جگہ کا محتاج نہیں

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۸۷ اعتراض ۱۴ میں لکھتے ہیں

"(خدا کو) کسی چیز کی ضرورت (احتیاج) نہیں۔ جب اسکی کرسی ہے۔ تو وہ محدود المکان ہوا۔ اور جو محدود المکان ہے۔ وہ خدا نہیں کہا تا۔ کیونکہ خدا تو ویاپک یعنی محیط کل ہے" (بہت خوب! ہم بھی اس قول پر صاد کرتے ہیں) مگر غضب تو یہ ہے کہ ایک جگہ تو سوامی جی کہتے ہیں کہ خدا ہی وہ نہیں کہلا سکتا۔ جو کسی جگہ کا محتاج ہو ؛

خدا جگہ کا محتاج ہے

مگر دوسری جگہ [illegible] ایسا لکھتے ہیں کہ خدا جگہ کا محتاج ہے

دیکھئے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۱۴۔ جہاں سوامی جی عیسائیوں کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "خدا۔ جہان کی علت مادی (پرکرتی) (روح) جیو کہاں رہتے تھے؟ بغیر مقام کے کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی۔ اسلئے تمہاری بائبل کا قول معقول نہیں"

پیارے ناظرین! دیکھئے کس قدر تناقض ہے۔ ایک جگہ خود ہی خدا کے محدود المکان ہونے کی تردید کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ اگر ایسا ہو۔ تو وہ خدا نہیں کہلا سکتا۔ مگر دوسری جگہ پہلے قول کی خود ہی تردید فرماتے ہیں کہ "خدا بغیر جگہ کے نہیں ٹھہر سکتا۔ سو جو چیز بغیر جگہ کے نہیں ٹھہر سکتی۔ لامحالہ ماننا پڑے گا۔ کہ وہ محدود المکان ہو۔ پس اگر آریوں کا خدا بقول سوامی جی جگہ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تو وہ محدود المکان ہوا۔ بلکہ سوامی جی کے اول قول کی رو سے وہ خدا کہلانے کا حقدار ہی نہیں ہوسکتا۔ امید ہے کہ سوامی جی کی عبارات سے ہم نے جو زبردست تناقض ظاہر کیا ہے۔ اس کا جواب آریہ صاحبان عنایت فرماوینگے۔

تین چیزیں ازلی ہیں

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۳ پر سوامی جی سوال و جواب کے رنگ میں لکھتے ہیں:۔

سوال "کیا پرکرتی (مادہ) کو خدا نے پیدا نہیں کیا؟

جواب۔ نہیں وہ ازلی ہے۔

سوال۔ ازلی کس کو کہتے ہیں اور کتنی اشیاء ازلی ہیں؟

جواب۔ ایشور۔ جیو۔ اور کائنات کی علت مادی (پرکرتی) یہ تین چیزیں ہی ازلی ہیں"

ناظرین۔ یہاں سوامی جی تین چیزوں کو ازلی بتا رہے ہیں

پانچ چیزیں ازلی ہیں

ذرا آگے چلکر صفحہ ۲۴۸ ملاحظہ فرمائیں تو تین کی بجائے پانچ اشیاء کی ازلیت نظر آئیگی۔ دیکھئے:۔ "اس لیے جس کی علت نہ ہو۔ وہ سب معلولوں کی علت ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی معلول کی ابتدا میں تین علتیں ضرور ہوتی ہیں جیسے کہ کپڑا بننے کے لیے جولاہا۔ روئی کا سوت اور نلی وغیرہ موجود ہوں تو کپڑا بنا جاتا ہے اسیطرح پیدائش عالم سے پیشتر پرمیشور پرکرتی۔ کال (زمانہ) اور آکاش اور نیز جیو۔ جو ازلی ہیں ہوتے ہیں تب اس دنیا کی پیدائش ہوتی ہے۔ اگر [illegible]

حضرت یوسف (علیہ السلام) پر ایک الزام اور اسکی تردید

(از منشی محمد نصیب صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان)

حال میں ایک اردو ترجمہ قرآن کریم کا مولوی حیدر [illegible] حیدرآبادی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جسکے صرف تیرہویں پارہ کا پہلا ورق میری نظر سے گذرا۔ جو بطور نمونہ بھیجا گیا ہے۔ آیت وما ابرء نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم کے متعلق حاشیہ پر یہ نوٹ تحریر فرماتے ہیں:۔

"دیکھتے ہیں جب حضرت یوسفؑ نے یہ کہا کہ میں نے عزیز کی پیٹھ پیچھے اسکی چوری نہیں کی۔ تو جبرائیلؑ نے کہا۔ کیا اسوقت بھی تم نے چوری نہیں کی جب تم نے قصد کیا تھا۔ اور خدا تعالےٰ نے تم کو اس سے بچالیا۔ اسپر حضرت یوسفؑ شرمندہ ہوئے۔ اور یہ فرمانے لگے۔ کہ میں پاک نفسی کا دعوےٰ نہیں کرتا"

میں حیران ہوں کہ جناب مولوی صاحب نے قرآن کریم کی کس آیت یا حدیث سے یہ مطلب اخذ کیا ہے۔ حالانکہ حضرت یوسفؑ کی بریت اسی سورہ کی کئی اور آیات کرتی ہیں۔ اور تمام واقعات اس کے خلاف ہیں۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے:۔ ولما بلغ اشدہ اتینٰہ حکماً وعلماً وکذٰلک نجزی المحسنین۔ حضرت یوسفؑ محسن تھے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے ایسے فرمانبردار کہ خداوند کریم کو سامنے دیکھتے تھے۔ اور جو اپنے آقا کو سامنے دیکھتا ہو وہ نافرمانی کیسے کرسکتا ہے۔

پھر جب زلیخا نے ھیت لک کہا۔ تو حضرت یوسفؑ نے جواب دیا۔ معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای انہ لا یفلح الظالمون۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب زلیخا نے حضرت علیہ السلام کو بدی کے ذریعہ پھنسانا چاہا۔ اور بناؤ سنگار کیا۔ اور دروازہ بند کرلئے اور کہا۔ کہ میں [illegible]۔ تو حضرت یوسفؑ نے جواب دیا کہ خدا کی پناہ۔ [illegible] اللہ نے مجھے عمدہ [illegible] میں رکھا ہے۔ اسلئے میں یہ حرکت [illegible] ظالم بامراد نہیں ہوتے۔ پھر [illegible] فرماتا ہے کہ ہم نے حضرت یوسفؑ کو [illegible] سے بچائے محفوظ رکھا۔ کیونکہ وہ ہمارا برگزیدہ [illegible] سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت [illegible] حرکت سے سخت متنفر تھے۔ حتیٰ کہ [illegible] سے باہر ہوگئے۔ اور زلیخا بھی پیچھے دوڑی [illegible] نے کرتہ کھینچ کر پھاڑ دیا۔ مقدمہ چلا۔ آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام بری اور زلیخا [illegible] اور یہ فیصلہ زلیخا کے خاوند اور اسکے گھرانے میں سے ایک شخص نے دیا۔

پھر زلیخا دیگر عورتوں کو کہتی ہے کہ میں نے تو اسے بدی کی پوری پوری ترغیب دی تھی مگر یہ بچ نکلا۔ اب اگر اس نے میرا کہا نہ مانا تو میں قید کرادونگی۔ ورنہ ذلیل وخوار ہوگا۔ [illegible] سے بچنے کے [illegible] حضرت یوسفؑ خوف رکھتے بدی کی طرف مائل ہوتے۔ فرماتے ہیں کہ الٰہی مجھے قید ہی اچھی ہے۔ [illegible] فرماتا ہے۔ کہ ہم نے اسے بدی سے [illegible] کیونکہ ہم دعائیں سننے والے ہیں۔ پھر [illegible] امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی کا کام ہے۔ [illegible] بادشاہ کے پاس مقدمہ پیش ہوا۔ تو عورتوں نے [illegible] دیا کہ حاشاء للہ ہم نے کسی قسم کی بدی یوسفؑ میں نہیں دیکھی۔ اور زلیخا نے بیان دیا کہ میں نے بدی کی ترغیب دلائی تھی۔ مگر وہ خود راست باز ہے۔

پس قرآن کریم کی ان آیات اور واقعات کے ہوتے ہوئے جن سے حضرت یوسفؑ کی کھلی کھلی بریت ثابت ہوتی ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت یوسفؑ نے معاذ اللہ دل میں خیانت کی تھی۔ اور بدی کا قصد کیا تھا۔ خدا کے ایک محسن۔ اور برگزیدہ بندہ بلکہ خدا کے رسول پر سخت افترا ہے۔ جس سے توبہ کرنی ضروری ہے علیم بذات الصدور تو اللہ کی ہی ذات ہے۔ حضرت جبرئیل کو اللہ جلشانہ جسقدر پیغام کسی نبی یا رسول کی طرف دیکر بھیجے۔ وہ اسی قدر پیغام پہونچاتا ہے نہ اس سے زیادہ اسے کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہ کم پہونچاتا ہے۔ [illegible] اللہ جلشانہ نے تو حضرت یوسفؑ کی بریت [illegible] فرمائی ہے اور تعریف کی ہے۔ اور بار بار اس کی [illegible] صادق۔ اور مخلص کا لفظ آتا ہے۔ تو مفسر [illegible] کو یا مولوی صاحب جنہوں نے یہ نوٹ دیا ہے) کو حضرت یوسفؑ کے دل کا حال کیسے معلوم ہوگیا۔ کیا انہیں علم غیب کا دعوےٰ ہے یا قرآن شریف کی کس آیت یا حدیث سے ایسا معلوم کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ پیش کریں۔ ورنہ اس خیال سے توبہ کریں۔

اگر مولوی صاحب یہ کہیں۔ کہ یہ مطلب قرآن کریم کی آیت۔ ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان راٰ برھان ربہ [illegible] ہوتا ہے تو اس کی بابت یہ عرض ہے۔ کہ اس آیت کو ہم آیت متشابہات کے ذیل میں لائینگے۔ اور ایسی آیات کے معانی کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس قسم کی دیگر آیات کو اور تاریخی واقعات کو۔ اور جسکے متعلق وہ آیت ہے۔ اس کی زندگی و حالات کو ملحوظ رکھکے معنی کئے جائیں۔ پس جبکہ قرآن کریم کی دیگر آیات سے حضرت یوسفؑ کی [illegible] صداقت وعصمت ثابت ہوتی ہے۔ کوئی [illegible] عقل [illegible] کا اعتراض کی پاکدامنی [illegible] ہے۔ اور حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالےٰ محسن و [illegible] فرماتا ہے۔ تو ایسی صورت میں اس آیت کے [illegible] کرینگے۔ جو ایک نبی کی شان کے خلاف نہوں سو آیت کریمہ ولقد ھمت بہ وھم بھا کے صحیح معنی یہ ہیں۔ کہ زلیخا نے اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے حضرت یوسفؑ کا مقابلہ کیا۔ اور حضرت یوسفؑ نے بدی سے بچنے کے لئے زلیخا سے مقابلہ کیا۔

یہ معنے کرنے کہ بدی کا زلیخا نے بھی قصد کیا۔ اور معاذ اللہ حضرت یوسفؑ نے بھی دل میں قصد کیا۔ تو اس سے قرآن کریم کی دیگر آیات پر اور ایک نبی کی عصمت پر سخت حملہ ہوتا ہے۔ حالانکہ خدا کے برگزیدے ایسی باتوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ انکی طرف ایسی باتیں منسوب کرنا گناہ ہیں۔ ان لوگوں کے دل میں کبھی بدی کا خیال تک بھی نہیں آتا۔ کیونکہ وہ خدا کو ہر وقت اپنے سامنے دیکھتے

ہیں۔ وہ خدا کی گت ہوتے ہیں۔ اور ان کا ہر ایک فعل خدا کے منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ پھر حضرت یوسفؑ نے وما ابرئ نفسی کا اقرار کیوں کیا سو واضح ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ الصمد یعنی بے نیاز ہے۔ ہر کہ عارف تراست۔ لرزاں تراست والا مقولہ مشہور ہے۔ ایک شخص جسے علم ہو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے وہ اس میں ہاتھ نہ ڈالے گا۔ پس ان لوگوں کو جس قدر خدا کی معرفت۔ تقویٰ و قرب الٰہی اور مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ اسی قدر خدا کی بے نیازی سے اور اس کی نکتہ گیری سے خائف ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خدا کا برگزیدہ کوئی نہیں گذرا نہ گذرے گا۔ آپ سے خدا کی کامیابی و فتح کے وعدے تھے۔ جنگ بدر میں ایسے مضطر ہو کر اور گڑگڑا کر خدا کے حضور دعائیں کرتے تھے۔ اور ایسی بے قراری آپ کی طبیعت میں تھی۔ کہ حضرت ابوبکرؓ جیسا انسان دیکھ کر عرض کرتا ہے۔ کہ یا رسول اللہ جبکہ آپ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے اسلام کی فتح و کامیابی کے وعدے ہیں۔ تو پھر آپ اسقدر بے قرار کیوں ہوتے ہیں۔ اس کا جواب فخر رسل نے یہ دیا کہ اے ابوبکرؓ اللہ کے ٹھیک وعدے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ بڑا بے نیاز ہے اسے کسی کی کیا پرواہ ہے۔ میں ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں ہم سے کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو جاوے۔ جسکی وجہ سے خدا کا وعدہ پورا ہونے میں دیر ہو جائے۔ ایسا ہی ایک موقع پر جبکہ بادل گھٹا ٹوپ آیا۔ اور حضرت نبی کریم بڑے کرب میں تھے۔ اور استغفار کرتے تھے۔ تو حضرت عائشہؓ نے آپ کی حالت دیکھکر عرض کی۔ یا رسول اللہ سارا جہان بادل دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ اور آپ کو بہت تکلیف میں میں دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہؓ پہلے ایک قوم گذری ہے۔ قرآن کریم میں اس کا بیان ہے۔ کہ فلما راوہ عارض مستقبل اودیتھم قالوا ھذا عارض ممطرنا۔ بل ھو ما استعجلتم بہ۔ ریح فیھا عذاب الیم۔ تدمر کل شیٔ بامر ربھا فاصبحوا لا یُریٰ الا مساکنھم کذالک نجزی القوم المجرمین۔ ایک بار بادل آیا۔ دیکھ کر کہنے لگے یہ

بادل ہم پر برسے گا۔ تو ہم تازے ہو جاویں گے اللہ فرماتا ہے۔ وہ بادل ان کے لئے کوئی خوشی کا موجب نہ تھا۔ بلکہ اس میں وہ عذاب تھا۔ جسے وہ مانگ رہے تھے۔ ایک ہوا تھی۔ جسمیں دردناک عذاب تھا۔ ہر ایک چیز کو اپنے رب کے حکم سے جڑ سے اکھیڑ پھینکتی جاتی تھی۔ اگلی صبح کو ان کے مکان ہی مکان رہ گئے۔ اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے کیونکہ جو خدا سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اس کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔ اس لئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس دل میں بھی عذاب نہ ہو۔

پھر قرآن کریم میں حکم ہے کہ لا تزکوا انفسکم اپنے آپ کو پاک مت کہو۔ اس حکم کے ماتحت یہ قوم خدا سے بڑی خائف رہتی ہے۔

پھر قرآن کریم میں بار بار استغفار کا حکم ہے اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بہت ہی استغفار کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک ایک مجلس میں ستر ستر یا سو سو بار استغفار پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور یہ کامل انسان جو سرور انبیاء و افضل الرسل ہیں۔ ہر وقت ربّ انی ظلمت نفسی کا ورد رکھتے تھے۔ اور اپنی امت کو بھی یہی تعلیم دیتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ بھی چونکہ اسی پاک گروہ میں سے تھے۔ بادشاہ نے جب قیدخانہ سے بلایا۔ تو چونکہ وہ مصلح بننے والے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنا پیشہ بنانا تھا۔ اس لئے الزام کو دور کرنا ضروری سمجھا۔ کیونکہ بدنام کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے انبیاء و رسل کو تمام عیب دار باتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ تا لوگ طعن کر کے مورد عذاب نہ بنیں۔ ایسا ہی یہ لوگ اپنے کسی فعل سے مخلوقات الٰہی کو اعتراض کرنے کا موقع نہیں دیتے جس سے وہ خدا کے کسی نبی پر اعتراض کر کے ہلاکت کے گڑھے میں گریں۔ چنانچہ حدیث میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ آپ کی کوئی بیوی رات کے وقت آنحضرت کی خدمت مبارک میں تشریف لائیں۔ جب وہ واپس گھر کو تشریف لے جانے لگیں۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

انہیں مسجد سے باہر تھوڑی دور تک چھوڑنے تشریف لے گئے۔ رستے میں دو انصار آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ایک طرف ہو گئے۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے چونکہ مخلوقات کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ اس لئے خیال آیا کہ مبادا ان کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالے کہ ایسے وقت میں خدا کا نبی کس عورت کے ساتھ جا رہا ہے۔ اس بدگمانی کی وجہ سے ایسا نہ ہو کہ خدا کا غضب ان پر اتر آئے۔ اور لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانے میں روک ہو۔ اس لئے حضور نے اپنی اس بی بی کا نقاب اُتار کر ان کو دکھایا کہ دیکھو یہ میری بیوی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی نسبت ایسا گمان۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الشیطن یجری مجری الدم۔ یعنے جیسے خون انسان کے جسم میں دورہ کرتا ہے ایسے ہی شیطان بھی انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ جہاں موقع پایا۔ وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلئے میں نے ایسا کیا۔ تا کسی کو شک کا موقع نہ رہے۔ اسی اصول پر کاربند ہو کر حضرت یوسفؑ نے ایلچی کو کہا۔ کہ اپنے بادشاہ کو جا کر کہو۔ کہ پہلے عورتوں والے مقدمہ کا بعد تحقیقات فیصلہ کیا جاوے تب قیدخانہ سے نکلوں گا۔ تحقیقات ہوئی۔ اور اس میں حضرت یوسفؑ بری ہوئے۔ تب وہ قیدخانہ سے نکلے۔ حضرت یوسفؑ پھر فرماتے ہیں کہ اس تحقیقات سے میری یہ بھی غرض تھی۔ کہ تا عزیز مصر کو یہ یقین ہو جاوے۔ کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اسکی کوئی خیانت نہیں کی۔ یعنے اس کی بیوی کے ساتھ کوئی کسی قسم کا بد ارادہ نہیں کیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ انکو جو خیانت کریں یا بری تدبیریں کریں۔ اپنے مقصدوں کا میاب نہیں کرتا۔ اور میں تو کامیاب مظفر و منصور ہو گیا ہوں۔ یہاں تک تو حضرت یوسفؑ اس حد تک اپنی بریت کی کوشش کی۔ جہاں تک ایک نبی کو احتیاط کرنی چاہیے۔ اسکے بعد حضرت یوسف علیہ السلام قرآن کریم کے حکم

[illegible] کہ جو کچھ خوشی [illegible] بہت بخاری [illegible] ۔ اور خدا [illegible] کہ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم ۔ میں گناہوں سے پاک نہیں ۔ کیونکہ انسان کا نفس سوائے اللہ کے رحم کے [illegible] نہیں سکتا ۔ اگر غلطی ہو بھی جاوے تو پھر اللہ غفور رحیم ہے ۔ اس کی بخشش کا امیدوار رہو [illegible] ہے ۔ کہ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے [illegible] کہا ہے ۔ کہ میں اپنی جان کو پاک نہیں رکھتا ۔ وہ تو [illegible] نفس کے طور پر ہے ۔ اور لا تزکوا [illegible] کے ماتحت ہے ۔ پھر ان غلطیوں [illegible] کا اقرار ہے ۔ جو بتقاضائے بشریت ایک نبی یا رسول سے سرزد ہونی ممکن ہوتی ہیں ۔ جیسا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اسکے کہ خدا کے ایسے مقرب اور محبوب تھے ۔ کہ کوئی نبی یا رسول ایسا نہیں گذرا نہ گذرے گا ۔ پھر خاتم کمالات [illegible] تھے ۔ افضل الرسل و افضل الانبیاء تھے ۔ خدا نے فرمایا اگر کوئی میرا محبوب بننا چاہتا ہے ۔ تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت [illegible] دنیا کے انسانوں سے پاکیزہ و مطہر تھے [illegible] انی ظلمت نفسی ۔ رب انی ظلمت [illegible] ۔ اور انسان اللہ کے حضور عاجزی [illegible] کے لئے جبقدر استغفار طلب [illegible] غلطیوں اور گناہوں کا اقرار کر کے [illegible] ہے ۔ اور استغفار پر اپنے آپکو [illegible] ہے ۔

[illegible]

ترانۂ احمدی

(خان صاحب مدیر خان گشتہ وار شیراز دکن)

اے سنم حقیقی تیرا ہے فضل احسان
ہم قادیاں رہینگے ۔ ہے قادیاں ہمارا
دنیا کے معبدوں میں توحید کے ترانے
گائیں گے سارے ملت یہ ہے نشان ہمارا
چمکے گا قرکدہ دنیا کی سرحدوں تک
ہے شاہد اور ناطق اس کا قرآں ہمارا
ہاں قادیان والو! اٹھو کمر کو کس لو
ہم ہوں گے اور ہوگا سارا جہاں ہمارا
باد صبا ہو تیرا جب قادیان میں جانا
کہیو وہاں خدارا نام و نشان ہمارا
جلدی دکھا دے یارب فضل عمر کا چہرا
وہ ہے امام سب کے سب صاحبقراں ہمارا
مہدی کی ہے نشانی اور فضل ذوالمنن ہو
محمود ہے سلامت وہ گلہ باں ہمارا
سب دشمن اسکے یارب خوار اور ذلیل ہو دیں
اور ہو سدا مظفر وہ مہرباں ہمارا
اب قادیان کیلئے ہے جنت کا اک نشاں ہے
فردوس کا ہے منظر وہ گلستاں ہمارا
باغ محمدی میں پلکر جوان ہوئے ہم
اور احمدی ہے دیکھو قومی نشان ہمارا
چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

مفت! مفت!! مفت!!!

قدامت مادہ و تناسخ کی تردید

جس نام کا رسالہ نہایت مضمون مختی سفید کاغذ پر شائع ہو چکا ہے [illegible] ترین کتب سے نقل حوالے اس قسم [illegible] جس سے آریوں کے ہر دو مسائل کا تار و پود فوراً [illegible] جاتا ہے ۔ جن صاحبوں کو درکار ہو ۔ ذیل کے پتہ پر مہر کا ٹکٹ بھیجکر مفت منگوا سکتے ہیں

خوبیٔ فضل اکسیر جنین چشمۂ حیات

یعنے

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں ۔ ہم نے بفضل اللہ تعالےٰ کے فضل سے بچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ اور حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے ۔ جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں ۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے ۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے ۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر رہ دار البقاء لیتی تھی ۔ جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے ۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے ۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں ۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں ۔ خدا پر بھروسہ رکھو ۔ اور تریاقی گولیوں کو استعمال کراؤ ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو ۔ اور موجد کے لئے دعا فرمادیں ۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھائیں قیمت فی تولہ عہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند جالا پڑوال ۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے ۔ قیمت فی تولہ تین روپے (دستی)

المشتہر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۳۳

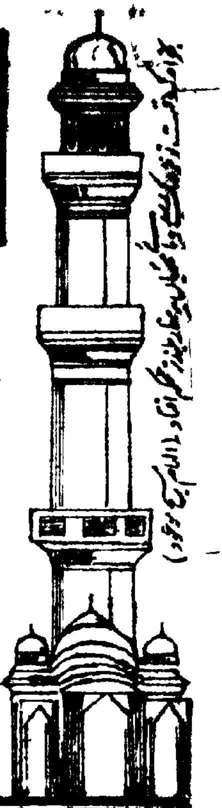
بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ ۔ مورخہ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۸



سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔ اور روزانہ درس قرآن مجید ہوتا ہے ۔

۲۱ فروری کو حضور ایک مال کے مقدمہ کی شہادت کے لئے گورداسپور تشریف لے گئے ۔ اور شام کو بخیریت واپس تشریف لے آئے ۔ بہت خادم ہمرکاب تھے ۔

قاضی اکمل صاحب ۲۱ فروری کو خیر و عافیت کے ساتھ وطن مالوف سے واپس داخل دار الامان ہوگئے ۔

درخواست دعا ۔ اخویم حاجی عبد القدیر صاحب ٹھیکیدار غلہ جہانگیر تحریر کرتے ہیں کہ انکی اہلیہ سلسلہ عرصہ سے بیمار ہیں ۔ بہت علاج کئے ۔ آرام نہیں ہوا ۔ مریضہ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ۔ اور گھر بھر میں وہی سب کی نگران ہیں ۔ احباب درد دل سے انکی صحت یابی اور درازی عمر کے لئے دعا فرمادیں ۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا ۔

ضرورت ہے ۔ حقیقۃ الوحی ۔ انجام آتھم ۔ تریاق القلوب ۔ تین کتابوں کی ضرورت ہے اگر کسی دوست کے پاس ہوں ۔ اور وہ دینا چاہیں تو خاکسار فاروق سے خط و کتابت کریں ۔

قاضی لم یتق عدالت میں

(نمبر ۵)

چنانچہ سیٹھ آبا کی بیکرپلی کی ملکیت کی قاضی کو حساب کہیں خدا بُرا کرے ان رسومات بدعی و خیالات غیر شرعی کا کہ اس کی پاداش میں ہمارے عنایت فرما قاضی لم یتق کو پڑدادا کے وقت سے لالہ دمودر شاہ کا قرضہ چلا آتا تھا ۔ اور یہ قرض سب خاندان رطل ہی کے متفرق افراد کی ولادت ۔ ختنہ ۔ شادی کی مختلف تقاریب کا تھا ۔ جن میں دل کھول کر خرچ کیا گیا ۔ والد نے چاہا کہ یہ قرض اتر جائے ۔ مگر مہاجن بھی تھا ایک ہی کایاں جب کبھی روپے کا ذکر آیا تو اس نے کہا جانے دو ۔ قاضی صاحب ! چند ٹکوں کا کیا ذکر کرتے ہو ۔ آپ کی دعا ہی کافی ہے ۔ اور اس طرح سود بڑھتا گیا ۔ ادھر لم یتق صاحب کے کاروبار میں تھوڑا آگیا گھر کی بعض چیزیں بلکہ سبھی ایک دو چٹائیاں بھی بیچ کر کھا گئے ۔ لالہ دمودر نے دیکھا کہ روپیہ ضائع جاتا ہے ۔ دو چار دن متواتر لم یتق صاحب کی خدمت میں حاضری بھری ۔ قاضی صاحب نے جب کبھی پوچھا کہ شاہ جی کدھر آنا ہوا تھا ۔ تو کہہ دیا کہ سلام کو آیا تھا ۔ آخر ایک روز کہہ دیا کہ حساب کتاب آپ دیکھ لیتے تو مہربانی

حساب کتاب کا دن خاندان رسالت کے لئے یوم الحساب سے کم نہ تھا - معلوم ہوا کوئی دو ہزار کی رقم واجب الادا ہے - قاضی صاحب جھٹ کہ گئے - اور کہہ یا جاؤ ہم سے کچھ نہیں دینا - لالہ صاحب نے دعویٰ کر دیا - اور اب عدالت میں جانے کا تصور سوہان روح تھا - اور ہمارے قاضی صاحب - آپنے گھر کی بڑی بوڑھیوں سے ایک روایت سن رکھی تھی کہ یہاں گھر میں بڑدادی صاحبہ نے کچھ زر دسیم دبایا تھا - خیال آیا - کہ اگر یہ مل جائے - تو وارے نیارے ہو جائیں - سب پاپ کٹیں - دو ہزار بھی ادا ہو - اور زندگی بھی آرام سے کٹے - یہ خیال آتے ہی باچھیں کھل گئیں - اور آپ یکدم اُٹھ بیٹھے - اور ایک عامل کی خدمت میں حاضر ہوئے - اس نے کہا کہ قاضی صاحب اگر آپ کسی تازہ مُردے کی کھوپری میں ڈھائی چاول پکا کر کھائیں - اور الحمد شریف اُلٹی چالیس بار پڑھ کر سو رہیں - تو خواب میں . . اس دفینہ کا موقعہ و محل معلوم ہو جائیگا قاضی صاحب ہمت بلند رکھتے تھے - مُردوں سے ڈرنے والی اسامی نہ تھے - ہزاروں مُردے ہاتھوں سے لحد میں رکھے اور نہلائے - ایک رات جبکہ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا رہا تھا - سلخ کی راتیں تھیں اور چاروں طرف سے اُمڈے ہوئے تہ برتہ سیاہ بادل کچھ کچھ تعاطر کی ہو رہا تھا - ایک بیلچہ اٹھایا اور قبرستان جا پہنچے - یہ قبرستان ایک مخلوط قبرستان تھا - [illegible] قبر کھودنی شروع کر دی کھودتے کھودتے خیال آیا - آج کل لٹھہ بہت مہنگا ہے میں کفنوں کے کپڑے کی تجارت شروع کر دوں - وہ بھی اس طرح پر کہ یہ مشہور کر دوں میرے پاس آب زمزم سے دھلے ہوئے کفن موجود ہیں - خریدنے والے خرید لیں - تو بہت فائدہ ہو جائے - ابھی آپ اپنی خیالات میں محو تھے - اور اپنا شاندار مستقبل دیکھ رہے تھے - جو گھوڑے کی ٹاپ معلوم ہوئی - اور آپ سر پر پاؤں رکھ کر بے تحاشا بھاگے - (باقی آیندہ)

حافظ سلیم اٹاوی کو پیام

مستو صبا جو کبھی جاؤ تو از راہ نیاز
عرض کرنا - انجمن خستہ جگر قربان ہے
صبح و شام انکی جستجو میں ہوں ہر دم آپ پر
اک طواف شوق کرنا گرد اس دربار کے
اس حریم قدس اس دربار پُرانوار کے
آپ ہیں آقا - غلام احمدؐ مختار کے
اس مسیحا کار زمن پر اک نگاہ لطف ہو
تاکسی دن ہو سکے قابل وہ بزم یار کے

تبلیغ احمدیت کے واسطے بہت جلد درخواست خریداری معہ ایک روپیہ پیشگی ارسال خدمت کیجیے - معہ پرچہ مفت ملے گی - (ایڈیٹر)

برطانیہ کی فتح ہو دشمن ہو پائمال

ہے رات دن ہمارا خدا سے یہی سوال
یارب تو کردگار تیری ذات بے مثال
بد امنیوں نے کر دیا ملکوں کو پائمال
فتنے کے اس درخت کو جڑ سے تو خود نکال
جرمن ہے فتنہ باز قضا اس کو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو دشمن ہو پائمال

جرمن نے سر اُٹھایا لڑائی کیواسطے
سمجھی بنا تھا ساری خدائی کے واسطے
خلقت خدا کی تھی دُہائی کیواسطے
برطانیہ پھر اُٹھا بھلائی کے واسطے
جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو - دشمن ہو پائمال

جس سے جہاں میں فتنہ محشر بپا ہوا
نقصان مال ہر ہوا نقصان جان ہوا
دشمن کا جنگ میں بہت کچھ زیاں ہوا
جرمن کے حال پر ہے فلک نوحہ خواں ہوا
جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو - دشمن ہو پائمال

بیٹھی تھی سکھ سے خلق خدا ملک میں تمام
اور بادشہ کو دیتے دعائیں وہ صبح و شام
وہ نیک بادشاہ کہ جارج ہے جسکا نام
انصاف اور عدل سے کرتا ہے انتظام
جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو - دشمن ہو پائمال

جرمن تجھے غرور نے پایا بہت زوال
اس جنگ نے کیا ہے اسے خوار اور نڈھال
برطانیہ نے کرکے دکھایا ہے وہ کمال
قاقوں نے جرمنوں کو کیا سخت پائمال
جرمن ہے فتنہ باز قضا اس کو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو - دشمن ہو پائمال

اہل وطن - وطن کے لئے جاں فدا کرو
ہندوستان کے نام کو روشن ذرا کرو
جو کچھ تمہارا فرض ہے اس کو ادا کرو
برطانیہ کی فتح کی دل سے دُعا کرو
جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو - دشمن ہو پائمال

یورپ میں اہل ہند جو اچھا نام پاتے ہیں
وہ بادشہ سے منصب و انعام پاتے ہیں
تمغے ملے ہیں جن کو وہ اکرام پاتے ہیں
پھر گھر میں ساری عمر وہ آرام پاتے ہیں
جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو - دشمن ہو پائمال

یارب یہ التماس ہماری ہے بیکساں
برطانیہ کا سایہ رہے ہم پر جاوداں
ماں باپ سے زیادہ ہے جو ہم پر مہرباں
اے دوستو! ہماری وفا کا ہے امتحاں
جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان یوم پنجشنبہ - ۲۸ر فروری ۱۹۱۸ء

ایک شیعہ مجتہد کی کارگذاری

جنت و نار کی ٹھیکیداری

اس عنوان سے تشحیذ میں ایک مضمون چھپا ہے جس کے ساتھ شیعوں کے سرکار ذی وقار سید علی الحائری کے ایک مکتوب کا عکس دیا گیا ہے جس میں مجتہد صاحب نے اپنے کسی ایجنٹ کے ذریعہ صوم و صلوٰۃ و حج کا اجارہ وصول کرنا چاہا ہے۔ ناظرین کے لطف کے لئے ہم اس کی نقل ذیل میں دیتے ہیں۔

وکالت نامہ

باسمہ سبحانہ

تمام مومنین مقلدین کو واضح ہو کہ تقلید کے معنے مطابق فرمان مجتہد کے احکام خدا اور رسول پر عمل کرنے کے ہیں۔ کوئی مومن بغیر پوری تقلید اور عمل کرنے کے بہشتی اور ناجی نہیں ہوسکتا۔ اسواسطے ہم نے ... کو اپنا وکیل کیا ہے۔ کہ وہ تمام مومنین سے تمام حقوق خدا اور رسول خمس و زکوٰۃ اور سہم امام علیہ السلام کو لیکر ہمارے پاس بھیجدیا کرے۔ اور یہ جن مومنین کے والدین بغیر نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کے فوت ہوگئے ہوں۔ ان کی نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ اور زیارت کربلا معلیٰ اجارہ پر ادا کروائیں۔ اس حساب سے کہ نماز ایک سال کے واسطے عہ ۱۲ روپیہ۔ روزہ ایک سال کے واسطے عہ ۳۰ روپیہ ہر مومن حج کے واسطے چھ سَو روپیہ۔ زیارت روضہ کربلا نجف کاظمین سامرہ کے واسطے دو سَو روپیہ اس حساب سے جو مومن اپنے مُردوں کو جہنم سے بچانا چاہیں۔ اور ان کے حال پر رحم کرکے ان کی تمام قضا شدہ نمازیں روزہ اور حج و زیارت مذکورہ حساب سے روپیہ ... کو سپرد کردیں وہ اسی وقت یہ روپیہ ہمارے پاس بھیجدیا کرے تاکہ ہم ان اعمال کو ادا کرادیا کریں۔ فقط۔

از مبارک حج علی لاہور مستہ خادم الشریعۃ
علی الحائری۔ مورخہ ۶ اگست ۱۹۰۹ء
نشان مہر [ ]

اس خط کو دیکھ کر مدیر ذوالفقار بہت جز بز ہوا ہے۔ اور جب کچھ جواب نہیں بن آیا۔ تو گالیاں دینی شروع کردی ہیں۔ جس میں ہم شیعہ صاحب کو معذور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ جو بات آپ کے لئے مایہ ناز ہے۔ وہ ہمارے لئے موجب ذلت ہے۔ اس لئے ہم چارہ نبوذ بکجز تسعیدن پر عمل کرتے ہیں۔ ہاں یہ افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ علامہ سید علی الحائری کے زیر سایہ عاطفت رہتے ہوئے مدیر ذوالفقار نے ان کی سیادت پر حملہ کیا ہے۔ کیونکہ وہ ان روپوں کی علت کی وجہ ہمارے اس قول سے ثابت کرتا ہے کہ ہم بھی مُردوں کے لئے صدقہ جائز سمجھتے ہیں تو کیا ایڈیٹر ذوالفقار کا یہ مطلب ہے۔ کہ علامہ سید علی الحائری صدقہ لیتے ہیں جو تمام اہل اسلام کے نزدیک سادات کے لئے حرام ہے۔ یا نعوذ باللہ مدیر ذوالفقار کو ان کے سید ہونے میں شبہ ہے۔ ہم تو ان کو سید ہی سمجھتے ہیں۔ اور یہ بھی اب تک یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ صدقہ اپنے لئے حرام سمجھتے ہیں ؛

اور یہ جو آپ نے مقبرہ بہشتی کا طعن دیا اور کہا ہے کہ مقبرہ ٹیکس مرزا محمود احمد کو ادا کرکے مقبرہ بہشتی میں لیا جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میں پانسو روپے آپ کو انعام دونگا۔ اگر آپ ثابت کردیں کہ حضرت مسیح موعود نے یا ان کے خلیفہ اول یا خلیفہ دوم (حضرت محمود) نے مقبرہ بہشتی کا مال کبھی اپنے تصرف میں لیا یا وصیتوں کا روپیہ حضور کو ادا کیا جاتا ہے مقبرہ بہشتی کے لئے کوئی ٹیکس مقرر نہیں ہے۔ اس میں بعض ایسے بزرگ مدفون ہیں جنھوں نے ایک پیسہ بھی ادا نہیں کیا۔ اور نہ بغیر ایمان صحیح و عمل صالح کے صرف وصیت کا حصہ ادا کرکے کوئی اس مقبرہ میں جا سکتا ہے۔ اور نہ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اس مقبرہ کی زمین کسی کو بہشتی بنا دیتی ہے۔ اور نہ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ صرف وہی بہشتی ہیں۔ جو اس مقبرہ میں دفن ہوں۔ بلکہ یہ چند کامل الایمان لوگوں کی قبریں یکجا کی گئی ہیں۔ جنھوں نے اپنی جانوں کو اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں لگا دیا۔

ایڈیٹر صاحب کو چاہیئے۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کی کتابیں پڑھکر اور رسالہ الوصیت کو دیکھکر مقبرہ بہشتی پر اعتراض کریں۔ سنی سنائی باتوں پر جانا عقلمندوں کا کام نہیں ؛

نہایت ضروری

جس دوست کے پاس ۱۸۹۰ء سے پیشتر کا کوئی اشتہار یا تحریر مطبوعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہو اس کے صرف ہیڈنگ (عنوان) یا سرخی مضمون اور تاریخ اشاعت وغیرہ کا پتہ لکھکر راقم ایڈیٹر فاروق کے نام بھیجدیں۔ کیونکہ اسوقت حضور علیہ السلام کے اشتہارات کا مکمل مجموعہ زیر طبع ہے۔ اگر وہ اشتہار میرے پاس نہ ہوگا۔ تو اس کی نقل اس دوست سے جن کے پاس وہ ہوگا لے کر شامل مجموعہ کردی جائیگی۔ اس میں توقف نہ ہونا چاہئے۔ یہ بہت بڑا ثواب کا کام ہے۔ کہ حضور کے اشتہارات کامل طور پر جمع ہوکر محفوظ ہو جائیں۔ کوئی دوست اس میں بخل نہ کریں۔ نہ دیر کریں۔

بشارت "تبلیغ رسالت" یعنی مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس علیہ السلام خدا کے فضل سے ۱۰ اجزا تک چھپ چکا ہے۔ پہلی جلد انشاء اللہ جلد شائع ہوگی۔

ارتداد دامیان پیغام

اب تو صورت معاملہ یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ فاروق میں ایک مستقل عنوان رکھا جا کے ہر آئے دن محمد علی کی ذریت روحانی کے شبہات ... تحریریں نکلتی رہتی ہیں جن میں صریح تردید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پائی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو

خدا کے برگزیدہ مسیح کی تحریر

کیونکہ جسکے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے۔ بالضرورت اسپر مطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔

۲۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہوکر بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو۔ تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔

مرحوم ازیلے کی تحریر

اگر بیٹے کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوتے ... اسپر مطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آتا۔ تو بالضرور آدم ... مریم لقمان۔ ذوالقرنین وغیرہ سب نبی ہوتے۔

۲۔ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے ... یہ آیت قرآن کریم میں باقی ہے۔ اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائیگا۔ تو وہ اس آیت کی تکذیب کرنیوالا ہوگا۔ اور اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔ خواہ کوئی شخص اس خاتم النبیین میں کیسا ہی گم ہو جائے اور بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اپنے اندر صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس بھی پیدا کر لے۔ اور وہ اپنے آپ کو اس وقت احمد اور محمد ہی سمجھے۔ اگر وہ بھی اپنے آپ کو نبی کہیگا۔ تو وہ بھی مہر توڑنیوالا ہوگا۔ (پیغام ۱۲)

اس مقابلہ سے صاف واضح ہے کہ حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود کی عبارت کو سامنے رکھ کر تردید کی ہے۔ پھر حضرت اقدس تو فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ میں آنیوالے مسیح کے لئے نبی اللہ آیا۔ اور مرحوم عیسیٰ لکھتا ہے کہ:

"وہ حدیث جس میں لفظ نبی اللہ عیسیٰ موعود کے لئے آیا ہے۔ وہ جعلی اور بناوٹی اور الحاقی ہے"

... حکیم محمد حسین مرحوم عیسیٰ خدا کی قسم مطابق شرط تریاق القلوب کھا کر اعلان کر سکتا ہے کہ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ جعلی اور بناوٹی ہے۔ اور مسیح موعود نے جو احادیث صحیحہ میں نبی اللہ کا لفظ پایا بتایا ہے۔ وہ غلط ہے۔ اگر وہ ایسا کرے۔ تو ایک سال کے اندر خدا کے مرسل کی تکذیب کا مزا چکھ لے گا۔ (الحکم)

فرشتے بنو ابلیس مت بنو

(از مولوی حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری)

بیا در بزم احمد تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

آج اسوقت ایک مضمون میری نظر سے گذرا جسکے دیکھنے سے مذکورہ بالا شعر کی تصدیق بھی نئے رنگ میں ہوگئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ موجودہ خلافت کے زمانہ میں فرشتہ کون ہے اور ابلیس کون؟ اور یہ پتہ چل گیا کہ احمدیہ سلسلہ میں صرف ایک ہی فرشتہ نہیں۔ بلکہ ہزاروں فرشتے ہیں۔ اور آج قادیان کی مقدس گلیوں میں رنگ برنگ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ اور منظور خدا کے تخت گاہ کے گرداگرد تسبیح و تقدیس میں مشغول ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک فارسی مکتوب میں جو خواجہ غلام فرید صاحب کے نام بھیجا ہے۔ اور وہ رسالہ سراج منیر کے آخر میں شائع ہوچکا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

"اے مخدوم و مکرم ایں سلسلہ سلسلہ خدا است و بنائے است از دست قادرے کہ ہمیشہ کارہائے عجائب می آید۔ از کاروبار خود برسیدہ نمے شود کہ چرا چنین کردی۔ مالکے است ہرچہ خواہد میکند۔ از خوف او آسمان و زمین مے جنبد و از ہیبت او ملائک مے لرزند۔ مرا او در الہام خود آدم نام نہادہ۔ و گفت اردت ان استخلف فخلقت آدم ... اگر میدانست کہ من نیز مورد اعتراض اتجعل فیہا من یفسد فیہا خواہم گردید۔ پس ہر کہ مرا نہ دید فرشتہ است نہ انسان و ہر کہ سر مے پیچد ابلیس است نہ آدمی۔ و ایں قول خدا گفتہ نہ من۔ فطوبیٰ للذین احبونی وما عادونی و صافونی و ما اذونی و قبلونی وما ردونی اولئک علیہم صلوات اللہ و اولٰئک ہم المہتدون۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر اور خدا کے فرمودہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر وہ شخص جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دل و جان سے قبول کرتا ہے۔ اور کسی طرح کا نفاق اپنے اندر نہیں رکھتا۔ اور حضور کو ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز رکھتا ہے۔ دشمنی نہیں کرتا ہے۔ کسی طرح کی تکلیف نہیں دیتا ہے۔ آپ کے قائم کردہ سلسلہ کا دشمن نہیں۔ وہ فرشتہ ہے نہ انسان۔ اور جو آپ کے فرمودہ سے ذرا سرتابی کرتا ہے وہ ابلیس ہے نہ آدمی۔

ثلث القرآن فی رمضان

(گذشتہ اکمل)

رکوع چہارم

۵۷۷۔ ولا تسرفوا۔ کھانے میں اسراف نہ کرو۔ صدقہ دینے میں بھی اسراف جائز نہیں کہ اپنے بھوکے مریں۔ اور باہر دے دو ٭

۵۷۸۔ مارزقکم اللہ۔ جو اللہ نے کھانے کی غرض سے دیا ہے۔ یہ کہ پیدا کیا ہے۔ کیونکہ کئی اشیاء شرعاً حرام ہیں ٭

۵۷۹۔ ثمٰنیۃ ازواج۔ زوج وہ جو دوسرے کا محتاج ہے ٭

۵۸۰۔ ضأن۔ چکی والا دنبہ۔ معز۔ صوف والا یا بے صوف۔

رکوع پنجم

۵۸۱۔ فانہ رجس۔ یہ تینوں چیزیں (کل واحد منہا) ناپاک اور ضرر رساں ہیں ٭

۵۸۲۔ فسقاً۔ ان یکون میتۃ او ان یکون فسقاً۔ خدا کی فرمانبرداری سے نکلنے والی۔ جیسے اھل لغیر اللہ بہ

۵۸۳۔ فمن اضطر۔ صرف کھانے کی چیزوں کے متعلق فرمایا۔ اور ایسے حرام کے کھانے پر مجبور ہونا بھی کسی گناہ کی شامت ہوتی ہے۔ اس لئے غفور رحیم فرمایا

۵۸۴۔ لو شاء اللہ ما اشرکنا۔ اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا ہے۔ کہ اگر ہم چاہتے تو یہ لوگ شرک نہ کرتے۔ تو اس سے اور مراد تھی۔ اور تم جو کہتے ہو۔ تو از راہ شرارت ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے ایسا قول کہنے والوں کو ہمیشہ سزا ملتی رہی ہے۔ اللہ نے جو فرمایا تو یہ مطلب تھا اگر ہم جبر کرتے۔ تو کوئی مشرک نہ ہوتا۔ مشرکین کا مطلب کہ ہم تقدیر سے مجبور ہیں۔ فرمایا کہ مجبور کر دینا۔ تو قدر میں قدا ہدایت پر مجبور کرنا۔

چھٹا رکوع

۵۸۵۔ الا تشرکوا بہ شیئاً۔ شرک نہ کرنا حرام ہے۔ یہ معنے غلط ہیں۔ لا تاکید کے لئے یعنی ہوئے شرک کرنا حرام ہے (۲) ما حرم ربکم کے معنے ہیں۔ جو واجب کیا ہے۔ تم پر تمہارے رب نے۔ (ب) املاق مال کے خرچ ہوجانے کی وجہ سے تم ان کو مارتے ہو۔ مگر خود تمہارے بیٹے بھی مدد نہیں تم اپنے آپ کو زندہ رکھنا چاہتے ہو۔

ساتواں رکوع

۵۸۶۔ لا ینفع نفساً۔ وہ نفس مراد ہے جس پر عذاب وارد ہو چکا ہو ٭

۵۸۷۔ لا تزر وازرۃ۔ بوجھ اٹھانے سے مُراد یہ قالی ہو جائے۔ اور اس پر بار پڑ جائے ورنہ بدی سکھانیوالے کو بھی سزا ملیگی۔ اور جسنے بدی کی اسے بھی ٭

۵۸۸۔ سریع العقاب۔ ہجرت کے بعد فوراً

۷ بجکر ۲۰ منٹ

سورۂ انعام ختم ہوئی

۱۵۔ جولائی ۱۹۱۸ء

(سورۂ اعراف شروع ہوئی)

آٹھواں رکوع

۵۸۹۔ فجاءھا۔ یہ امر غور طلب ہے۔ کہ پہلے اھلکنٰھا آچکا ہے۔ اب اس کے بعد جاءھا کے کیا معنے؟ پہلا جواب یہ ہے۔ کہ فعل سے بعض اوقات ارادۂ فعل مراد ہوتا ہے۔ یعنی ہلاکت کا ارادہ کرلیا۔ تو ہمارا عذاب آیا دوم ف کے معنے واؤ۔ ترتیب ضروری نہیں۔ یعنی دو باتیں کردی۔ ہلاکت اور عذاب کا آنا ٭

۵۹۰۔ والوزن۔ موازنہ حقہ ایسا ہوگا جیسی کوئی کمی بیشی غلطی نہ ہوگی۔ الحق وزن کی صفت ہوگئی ٭

۵۹۱۔ یظلمون۔ ان آیات پر تمسخر کرکے یا ان کی تخفیف کرکے ان کو اصلی یا وقعت سے گرانے کی کوشش کرتے تھے۔ (۵۹۱) ثقلت اور خفت یا جاتب یا نہیں کہ بھاری کیا ہوگا۔ نیکیاں یا بار۔ اس میں یہ نکتہ بتایا ہے کہ نیک اعمال ہی قائم رہنے والی چیز ہے۔ وہی رہیگی۔ اور اس کی بوجھ ہوگا۔ اور بدی تو اڑ جانے والی ہے۔ وہ پادر ہوا ہے۔ اس کا وزن ہی کیا ہونا ہے۔ وزن سے مراد ترازو بٹے وغیرہ نہیں۔ بلکہ دنیا میں مجسٹریٹ ہر روز من وجہ موازنے کرتے ہیں ٭

نواں رکوع

۵۹۲ لآدم۔ خلقنکم کے تعلق کی وجہ سے آدم سے مُراد ہر آدمی ہے۔ جسکے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں۔ اور ابلیس بھی۔ دوم یہ کہ پہلے عناصر۔ ساتوں پر احسان ہوئے۔ اس کا ذکر کیا ٭

۵۹۳۔ یوم یبعثون۔ بعث ہر انسان کا وہ دن جب اسکی روحانیت ایسی ترقی کرجاتی ہے۔ کہ بد تحریک اثر نہ کرے ٭

۵۹۴۔ اغویتنی۔ اھلکتنی۔ غوی الرجل۔ فسد الامر علیہ۔

۵۹۵۔ وعن ایمانھم۔ اوپر اور نیچے کی جہت بیان نہیں کی۔ من بین ایدیھم۔ ظاہر کھلم کھلا ومن خلفھم۔ پوشیدہ طور سے۔ عن ایمانھم دین کے رنگ میں شرارتیں۔ وعن شمائلھم دنیا کے رنگ میں ٭

۵۹۶۔ سوءٰتھما۔ بدی۔ بدخصلت۔ شرمگاہ۔ یہاں کمزوریاں مُراد ہیں۔ کیونکہ ولا تعریٰ کا وعدہ موجود ہے۔

۵۹۷۔ ان تکونا ملکین۔ دینی ترقی کا دھوکہ دیا۔

۵۹۸۔ طفقا یخصفٰن۔ ان سے وعدہ تھا۔ کہ جنت میں ننگے نہیں ہونگے۔ پس اسکے معنے یہ لینے پڑینگے۔ جو نعمت میں بھی ہیں۔ کہ وہ جنت میں پہونچنے کے ذرائع استعمال کرنے لگے ٭

(باقی)

دسواں رکوع

۵ بجے بعد از نماز عصر

۵۹۹ ۔ لباس التقویٰ ۔ تقوےٰ جو لباس کی طرح ساری رُوح پر چھا جائے ۔

۶۰۰ ۔ من حیث لا ترونہم ۔ شیطان انسان کی بعض کمزوری ایسے طور پر دیکھ لیتا ہے ۔ کہ خود اس کو بھی معلوم نہیں ہوتا ۔ کہ اس میں کیا کمزوری ہے ۔ اور مجھ پر کیا حملہ سوجھا ہے ۔

۶۰۱ ۔ حق علیہم الضلالۃ ۔ حق ایسے ثبوت کے معنوں میں آتا ہے ۔ جس کا وہ مستحق قرار پا چکا ہو ۔

۶۰۲ ۔ زینتکم ۔ جو اس زمانہ میں اس قوم میں بڑا لباس سمجھا جاتا ہے ۔ وہ پہنکر نماز پڑھنی چاہیئے

گیارہواں رکوع

۶۰۳ ۔ الاثم ۔ اثم جب فاحش انتہائی حد کو پہونچ جائے ۔ اور جب اس کا اثر دوسرے تک پہونچنے لگے تو بغی ہے ۔

۶۰۴ ۔ یستاخرون ساعۃ ۔ یعنے نہ وہ پیچھے رہ سکتے ہیں کہ وہ گھڑی لینے اور آنے ہی نہ دیں ۔ نہ آگے نکل جاتے ہیں اس گھڑی سے ۔

۶۰۵ ۔ ولکل امۃ اجل ۔ جو لوگ لکل امۃ رسول سے نکالتے ہیں کہ اُمت محمدیہ میں ایک ہی رسول ہو سکتا ہے ۔ وہ غور کریں ۔ اجل کے معنے عذاب ہیں ۔ تو عذاب ہر امت پر کئی بار آتا ہے ۔ ہلاکت اور موت بھی یکدم سب پر نہیں آتی ۔

۶۰۶ ۔ اما یاتینکم ۔ جو لوگ اما سے یہ فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں ۔ کہ آئندہ اُمت محمدیہ رسولوں کی بعثت کا معاملہ شکی ہے ۔ وہ یاد کریں کہ اما یاتینکم معنی ھدیً آ چکا ہے ۔ اور ہدایت برابر آتی رہی مضارع کے متعلق آما اور فعل سب یقینی الوقوع اُمور کے لئے ہے ۔ لکل منعف ۔ ہر ایک کے لئے دوچند ۔

بارہواں رکوع

۶۰۸ ۔ لا ینالہم اللہ برحمۃ ۔ یعنی وہ مستحق نہیں اپنے فضل سے چاہے تو کر دے ۔

۶۰۹ ۔ ادعوا ربکم ۔ جیسے ربنا کہا اب ربکم کہکر ان پر حجت قائم کی کہ تمہارا رب سب ہا جس کی تم نے نافرمانی کی ۔ تمہارے گناہ اس قسم کے ہیں کہ ایسی ہستی نے حور بتھا ۔ سزا دینی ضروری تھی ۔

۶۱۰ ۔ علی الاعراف ۔ اونچے ٹیلوں پر یعنی وہ معززین اہل جنت ہوں گے ۔

۶۱۱ ۔ لم یدخلوھا ۔ یعنی اصحاب الجنۃ ۔

۱۳ چودہواں رکوع

۶۱۲ ۔ بین یدی رحمتہ ۔ جس طرح زمانہ میں ہوا چل رہی تھی ۔ جس سے رحمت کا بادل برسا ۔ یا مُردہ شہر زندہ ہوئے ۔ ہر ایک نے اپنی استعداد کے مطابق پھل نکالا ۔ تو برے شرارتوں میں بڑھے ۔ اور نیک فطرت بھلے نیکیوں کی طرف ۔

۱۵ پندرہواں رکوع

۶۱۳ ۔ الملاء ۔ ایسے لوگ جن سے مجلس بھر جائے بڑے لوگ ۔ سردار ۔

۶۱۴ ۔ ولکنی رسول اللہ ۔ اس میں بتایا کہ رستہ بھولا کرتا ہے ۔ جو اس شہر کی طرف جا رہا ہو ۔ اگر جو اس شہر سے آ رہا ہو ۔ اس کے بارے میں یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ رستہ بھول گئے ۔ میں آپ کے کہا میں تو اس کی طرف سے پیغام لے کر آ رہا ہوں ۔ میں کیونکر گمراہ ہو سکتا ہوں ۔

۱۶ سولھواں رکوع

۶۱۵ ۔ لیس بی سفاھۃ ۔ اگر میں عقل سے خدا کی ہستی کا مدعی ہوں ۔ تو بے شک دھوکہ لگ سکتا تھا ۔ مگر میں تو خدا کو دیکھکر اس کا پیغام لے کر آ رہا ہوں ۔ اور انہوں نے کہا جھوٹے ہو ۔ تو اس کا جواب دیا کہ میں تمام معاملات میں امین رہا ۔ خدا کے بارے میں کیونکر جھوٹ بول سکتا ہوں ۔

۶۱۶ ۔ دابر الذین کذبوا ۔ جڑ ۔ دبر ۔

۱۶ ۔ جولائی ۱۹۱۸ء

۱۷ سترہواں رکوع

(۳ بجے)

۶۱۷ ۔ فذروھا ۔ کوئی سوار ہو ۔ تو اس کی سواری روکنے کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ سوار کو روکنا چاہتے ہیں ۔ پس اونٹنی کو روکنے سے مُراد حضرت صالح کو تبلیغی دورہ سے روکنا ہے ۔ اسے بطور نشان ٹھہرایا گیا ۔

۶۱۸ ۔ من سہولہا ۔ فی سہولہا (۲) نرم مٹی یعنی اینٹوں سے بناتے تھے ۔

۶۱۹ ۔ لقد ابلغتکم ۔ وہ سنتے تو نہ تھے ۔ مگر یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے دل کا افسوس اس طرح نکالتا ہے ۔

۶۲۰ ۔ یتطہرون ۔ بظاہر بتکلف پاک بنتے ہیں ورنہ ہمارے جیسے ہی ہیں ۔

۶۲۱ ۔ واھلہ الا امرأتہ ۔ اہل میں سے بی بی کا استثناء بتاتا ہے ۔ کہ بیوی اہل میں داخل ہے نیز بیوی کے سوا اور بھی ہیں ۔ جو اہل میں داخل ہیں شیعہ اور ان کی مخالفت میں غلو کرنے والے دونوں فرقوں کا رد ۔ تالمود سے پتہ لگتا ہے کہ بی بی بھی ایمان رکھتی تھی ۔ مگر اس کا قصور یہ تھا ۔ کہ وہ کافروں سے تعلقات یگانگت رکھتے ہوئے انکو خبریں دیتی جاتی ۔ اس لئے کافرہ قرار دی گئی ۔

۶۲۲ ۔ مطراً ۔ زلزلہ آ کر زمین ٹکڑے ہو گئی اور اُوپر اُڑ کر نیچے گریں ۔ اُوپر سے پتھر برسنے سنت اللہ سے ثابت نہیں ۔ آتش فشاں پہاڑوں سے لاوا اُڑتا ہے ۔ تو کئی کئی میل تک پتھر اُڑ کر پڑتے ہیں ۔

(آٹھواں پارہ ختم)

فاروق ۔ [illegible] ۱۹۱۸ء

اخگر امرتسری کے اعتراض کا جواب

اہل فقہ کے ناکام ایڈیٹر نے ایک اعتراض شایع کیا ہے۔ اور ساتھ ہی لکھا ہے۔ کہ یہ مجھے ہی سوجھا ہے حالانکہ اس اعتراض کا جواب ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس مسیح موعود اپنے زبان قلم سے دے چکے ہیں ملاحظہ ہو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔

اعتراض زلزلہ کی پیشگوئی کوئی قابل وقعت چیز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب ازالہ میں خود لکھتے ہیں کہ زلزلہ کی پیشگوئی کوئی قابل وقعت چیز نہیں۔ بلکہ مہمل اور ناقابل التفات ہے۔

جواب واضح ہو۔ کہ معترض نے اس جگہ وہ میری عبارت پیش کی ہے۔ کہ جو میں نے انجیل متی کی ایک پیشگوئی پر جو حضرت مسیح کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ ازالہ اوہام میں لکھی ہے۔ اور اسجگہ کافی ہوگا کہ وہی عبارت زلزلہ کی نسبت جو انجیل متی میں حضرت مسیح کے نام پر سند ہے۔ جسکو میں نے ازالہ اوہام میں نقل کیا ہے۔ پبلک کے سامنے پیش کر دی جائے۔ اور پھر وہ عبارتیں جو میری پیشگوئیوں میں دونوں زلزلوں کی نسبت بذریعہ اشتہارات شایع ہو چکی ہیں۔ بالمقابل اسجگہ لکھدی جائیں۔ تا ناظرین خود سمجھ لیں کہ کیا ان دونوں پیشگوئیوں کی ایک ہی صورت ہے۔ یا ان میں کچھ فرق بھی ہے۔ اور کیا میری پیشگوئی میں بھی زلزلہ کی نسبت صرف معمولی الفاظ ہیں۔ جو ہر ایک زلزلے پر صادق آسکتے ہیں۔ جیسا کہ انجیل متی کے الفاظ ہیں۔ یا میری پیشگوئی فوق العادت زلزلہ کی خبر دیتی ہے۔ اور اسجگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی بے موقع نہ ہوگا۔ کہ جس سرزمین میں حضرت مسیح تھے یعنی ملک شام میں۔ اس ملک کی قدیم سے ایسی صورت ہے کہ ہمیشہ اس میں زلزلے آیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ کشمیر میں۔ اور ہمیشہ طاعون بھی اس ملک میں آیا کرتی ہے پس اس ملک کے لئے یہ عجوبہ نہیں ہے کہ اس میں زلزلہ آوے یا طاعون پیدا ہو۔ بلکہ کوئی بڑا زلزلہ آنا بھی کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدایش سے بھی پہلے ایسی زلزلے آ چکے ہیں اور ان کی زندگی میں بھی ہمیشہ سخت اور نرم زلزلے آتے رہے ہیں۔ پھر معمولی بات کی نسبت پیشگوئی کیا ہوئی مگر ہم آگے چلکر بیان کرینگے۔ کہ یہ زلزلہ جس کی پیشگوئی میں نے کی تھی۔ اس ملک کے لئے کوئی معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ ایک انہونی اور فوق العادت بات تھی۔ جسکو تمام ملک کے رہنے والوں نے فوق العادت قرار دیا۔ بلکہ نمونہ قیامت سمجھا۔ اور تمام محقق انگریزوں نے بھی یہی گواہی دی۔ اور تاریخ پنجاب بھی یہی شہادت دیتی ہے۔ اور نیز پرانی عمارتیں جو قریباً سولہ۱۶ سو برس سے محفوظ چلی آتی ہیں بزبان حال یہی شہادت دے رہی ہیں۔ مگر سب کو معلوم ہے کہ ملک شام میں تو اس کثرت سے زلزلے آتے ہیں کہ جب وہ پیشگوئی حضرت مسیح علیہ السلام کی لکھی گئی۔ تو غالباً اسوقت بھی کوئی زلزلہ آرہا ہوگا۔

اب ہم ذیل میں وہ پیشگوئی لکھتے ہیں۔ جو زلزلہ آنے کی نسبت انجیل متی میں لکھی گئی ہے۔ جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔ "کہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آویگی۔ اور کال اور مری پڑے گی۔ اور جگہ جگہ بھونچال آوینگے"۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۴ یہی پیشگوئی ہے۔ جس کی نسبت میں نے ازالہ اوہام میں وہ عبارت لکھی ہے۔ جو معترض نے اخبار مذکور کے صفحہ ۵ کالم اول سطر ۲۶ میں درج کی ہے اور وہ یہ ہے "کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آوینگے۔ مری پڑے گی۔ لڑائیاں ہوں گی۔ قحط پڑیگے" معترض صاحب میری اس عبارت کو لکھکر اس سے یہ بات نکالتے ہیں کہ گویا میں نے یہ اقرار کیا ہے کہ زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کوئی قابل وقعت چیز نہیں اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے میرا یہ مدعا نہیں ہے۔ جو معترض نے سمجھا ہے۔ بلکہ یہ غرض ہے کہ معمولی طور پر ایک بات کو پیش کرنا جسمیں کوئی عجوبہ نہیں۔ اور جسمیں فوق العادت امر نہیں پیشگوئی کے مفہوم میں داخل نہیں ہو سکتا مثلاً اگر کوئی پیشگوئی کرے کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہونگی تو یہ پیشگوئی نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ عادت اسی طرح پر جاری ہے۔ کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہو جایا کرتی ہیں۔ ہاں اگر کوئی یہ پیشگوئی کرے کہ اب کی دفعہ برسات کے دنوں میں اسقدر بارشیں ہونگی کہ زمین میں سے چشمے جاری ہو جائینگے۔ اور کنوئیں پُر ہو کر نہروں کی طرح بہنے لگیں گے۔ اور گذشتہ سو برس میں بارش کی ایسی کوئی نظیر نہیں ہوگی۔ تو اس کا نام ضرور ایک امر خارق عادت اور پیشگوئی رکھا جائے گا۔ سو اسی اصول کے لحاظ سے میں نے انجیل متی باب ۲۴ کی پیشگوئی پر اعتراض کیا تھا۔ کہ صرف اتنا کہدینا کہ زلزلے آئینگے۔ خاصکر اس ملک میں کہ جسمیں ہمیشہ زلزلے آیا کرتے ہیں۔ بلکہ سخت زلزلے بھی آتے ہیں۔ یہ کوئی ایسی خبر نہیں ہے۔ جسکا نام پیشگوئی رکھا جائے یا اس کو ایک امر خارق عادت ٹھہرایا جاوے۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا ان پرچہ اشتہارات میں بھی جو میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کے طور پر ملک میں شایع کئے۔ ایسی ہی معمولی خبر پائی جاتی ہے۔ جسمیں کوئی امر خارق عادت نہیں۔ اگر درحقیقت ایسا ہی ہے۔ تو پھر زلزلہ کی نسبت میری پیشگوئی بھی ایک معمولی بات ہوگی۔ زلزلہ کی نسبت میرے اشتہارات کے الفاظ یہ ہیں:۔ "یکم مئی ۱۹۰۵ء میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی تھی۔ جسکو میں نے اخبار الحکم اور البدر میں شایع کرادیا تھا۔ عفت الدیار محلها ومقامها یعنے اس ملک کا ایک حصہ مٹ جائے گا۔ اس کی وہ عمارتیں جو عارضی سکونت کی جگہ ہیں۔ اور وہ عمارتیں جو مستقل سکونت کی جگہ ہیں۔ دونوں نابود ہو جائینگی ان کا نام ونشان نہیں رہیگا۔ اور الدیار پر جو ال ہے وہ دلالت کرتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے علم میں اس ملک میں سے وہ خاص خاص جگہ ہیں۔ جن پر یہ تباہی آئیگی۔ اور وہ خاص حصہ ملک کے مکانات ہیں۔ جو زمین کے برابر ہو جائینگے۔ یہ کس قدر فوق العادت پیشگوئی ہے۔ اور کس تحدی وقت سے اس میں آئندہ واقعہ کا ذکر

ہے۔ جیسا کہ ۱۹۰۰ سو برس تک بھی اس ملک میں نظیر نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ انگریزی اخباروں کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ بڑے بڑے طبقات الارض کے محقق اس ملک کی نسبت یہ فوق العادت واقعہ قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ یورپ کے بڑے بڑے محققوں کی شہادت سے تحقیق ہو چکا ہے۔ کہ سولہ سو برس تک بھی پنجاب میں اس زلزلہ کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اور تمام اخبارین اس مضمون سے بھری پڑی ہیں کہ یہ زلزلہ نمونہ قیامت تھا۔ پس جبکہ اس وحی الٰہی میں جو پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہ فوق العادت مضمون ہے۔ کہ اس حادثہ سے عمارتیں نابود ہو جائینگی۔ اور ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائے گا۔ تو پھر نہایت افسوس ہے۔ کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی کو جو ایک ملک کے تباہ ہونے کی خبر دیتی ہے۔ انجیل کی ایک معمولی خبر کے برابر ٹھہرایا جائے۔ جو زلزلے آئینگے۔ اور وہ بھی اس ملک میں جو زلزلوں کا گھر ہے۔ کیا کسی پیشگوئی کے اس سے زیادہ الفاظ ڈرانے والے ہوسکتے ہیں۔ ہر ایک منصف مزاج خود سوچ لے۔ کہ کیا اس ملک پنجاب کے لئے زلزلہ کی پیشگوئی کے الفاظ اس سے زیادہ فوق العادت ہوسکتے ہیں۔ جو وحی ربانی عفت الدیار محلها و مقامها میں پائے جاتے ہیں۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ایک حصہ ملک کا ایسا تباہ ہو جائے گا۔ کہ اس کی عمارتیں سب نابود ہو جائینگی۔ نہ سرائیں باقی رہیں گی۔ نہ مستقل سکونت کی جگہ۔ اس جگہ ادنے اعرابی دان بھی الدیار کے الف لام کو ذہن میں رکھ کر سمجھ سکتا ہے۔ کہ الدیار سے ایک حصہ اس ملک کا مراد ہے۔ اور عفت کے لفظ سے یہی مطلب ہے۔ کہ اس حصہ ملک کے سب مکانات گر جائیں گے۔ نابود ہو جائینگے

× ناپدید ہو جائینگے

پس کوئی مجھ کو سمجھا دے۔ کہ اس ملک کے لئے ایسا واقعہ پہلے اس سے کب پیش آیا تھا۔ ورنہ ایمانداری سے بعید ہے۔ کہ انسان بے حیا ہو کر جھوٹ بولے اور خدا کا خوف نہ کرے۔ جس کا ہاتھ ہر ایک وقت حرامی بننے پر آمادہ ہے۔ اور پھر اشتہار الوصیت میں جو ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء میں زلزلہ سے پہلے شائع کیا گیا تھا۔ یہ عبارت درج ہے۔ "اس وقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں۔ بطور کشف میں نے دیکھا ہے۔ کہ دردناک موتوں سے عجیب طور پر شور قیامت برپا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی الہام ہوا۔ کہ "موتا موتی لگ رہی ہے"۔ اب سوچو کہ کیا ایک آئندہ واقعہ کی ان الفاظ سے پیشگوئی کرنا کہ وہ نمونہ قیامت ہوگا۔ اور شور قیامت اس سے برپا ہوگا وہ پیشگوئی اس پیشگوئی سے مساوی ہو سکتی ہے۔ جو معمولی الفاظ میں کہا جائے۔ جو زلزلے آوینگے خاص کر شام جیسے ملک میں جو اکثر زلزلوں اور طاعون کی جگہ ہے۔ اگر خدا تعالے کا خوف ہو۔ تو خدا تعالے کی پیشگوئی کے انکار میں اسقدر دلیری کیونکر ہو۔ یہ میرے پر حملہ نہیں۔ بلکہ خدا تعالے پر حملہ ہے۔ جس کا وہ کلام ہے ٭

بجنت دی اک ... ہے تیرا | ... محبوب میرا
کیوں کا نور اس مہ سے ابھیرا | ... تھا اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

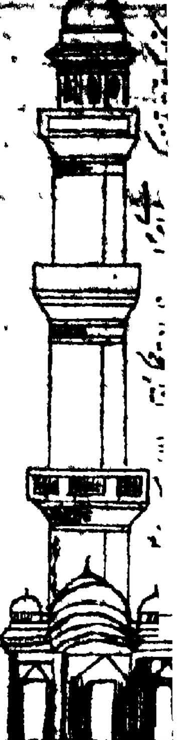
پہلا ہفتہ وار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان

فاروق

قادیان

ایڈیٹر و پروپرائٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ ۔ مورخہ ۷ ۔ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۹



سلسلہ کی خبریں

سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں۔ اور تمام خاندان رسالت و خلافت میں خیریت ہے۔

درخواست دعا ۔ شیخ فضل حق صاحب سکریٹری انجمن احمدیہ ... ہیرا صاحب سے دعا و فلاح دارین کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب دعا فرما کر ثواب حاصل کریں۔

میری روانگی ۔ بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایڈیٹر فاروق و مخدومی حافظ روشن علی صاحب سلمہ اللہ ... مارچ کو ... ضلع سیالکوٹ میں جلسہ کریں گا ... احمدیہ ... کا جلسہ ہے جانے کے ... احباب دعا کامیابی و بخیریت واپسی کی فرمائیں۔ ... [illegible]

نامۂ لنڈن

تازہ بشارت اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ہے کہ ایک لیڈی بنام مس رچرڈس جس کو مفتی محمد صادق صاحب اور بعض اور احباب نے تبلیغ کی تھی۔ مشرف باسلام ہوئیں اللہ تعالیٰ استقامت عطا کرے۔ فارم بیعت حضرت کی خدمت میں بھیجدی گئی۔ (پہنچ گئی۔ ایڈیٹر)

مفتی صاحب وینٹنور میں موسم سرما گذارنے گئے ہیں۔ اور وہاں تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ وہاں کے بعض اخباروں میں ان کا ذکر بھی چھپا ہے۔ عاجز یہاں اپنے کام میں بخوبی مصروف ہے۔ ... کتابت ... ہے۔ ایک کمرہ مختصر ... ہے ... کے لئے رکھا ہے ... فاضل ... صاحب ... [illegible]

گذشتہ اتوار کے روز زیر اہتمام اسلامک سوسائیٹی لنڈن جس کے صدر نشین ڈاکٹر عبد المجید صاحب بیرسٹر ایٹ لا رہیں۔ ایک شاندار جلسہ دعوتی صوفی ہاؤس میں ہوا۔ جو آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب کی تشریف آوری بحیثیت ممبر اگزیکٹو کونسل کے اعزاز میں منعقد کیا گیا۔ انگریز نومسلم اور باقی احباب اس میں شریک ہوئے سب نے نہایت گرمجوشی سے صاحب موصوف کا خیر مقدم کیا۔ ... کہ اس فاضل ممبر کے وجود سے علاوہ اپنے پولیٹیکل فرائض کے جماعت اسلام کو بھی دینی رنگ میں فائدہ پہونچیگا۔ ... انہوں نے اپنے دوران تقریر میں ... مسلمانوں کی پستی کا ... اظہار افسوس کرتے ہوئے ... نہایت خلوص سے ... اسلام ... مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت مسلمانوں کی ... [illegible]

[illegible] بہت بھی [illegible] ہے۔ مگر اس [illegible] حالت پر بھی [illegible] دشمن کے ہوائی جہاز بیان پر چڑھائے۔ ہاں ناکام گئے۔

"پیغام کو سلام"

از [illegible] سلطان صاحب احمدی محلہ غانزاد

۲۳ جنوری کا پیغام صلح کہوں یا پیغام جنگ میرے دوری کو میرے نام سے مکان پر آیا معلوم نہیں۔ اس پرچہ میں کون صاحب ہیں۔ جنہوں نے یہ مہربانی فرمائی پیغام کل حصہ اخبار کو غور سے دیکھا۔ جو مباہلہ۔ ختم نبوت استہزا اور تعلی [illegible] سے بھرا ہوا تھا۔ اخبار دیکھنے سے جو خیالات دماغ میں اکٹھا ہوئے۔ وہ ارسال خدمت ہیں امید ہے۔ کہ فاروق کے کسی گوشہ میں ان خیالات کو جگہ دے کر ممنون کیجئے۔

ہر طرف کالی گھٹا تھی کفر کی چھائی ہوئی
دیں مردہ تھا تری آمد مسیحائی ہوئی

اے مسیح ناصری دنیا میں آنے کے نہیں
آپ کی پیچی نگہ کہتی ہے شرمائی ہوئی

ہر ملعت کو بلایا اس جری اللہ نے
سامنے [illegible] جس جس کی تھی آئی ہوئی

[illegible] ہے آفات کا توبہ کرو تو رحم ہو
ہے خدا کی قہر کی سب آگ بھڑکائی ہوئی

آپکے پیغام میں جب سے دیکھا غور سے
آغاز دم سے کتنی بات گھبرائی ہوئی

[illegible] صاحب جو اگر ناز تو [illegible] کہو
[illegible] ساری گٹھا کالی ہوئی

[illegible] کا [illegible] مانے کئے
[illegible] عقل [illegible] جاتی رہی آئی ہوئی

[illegible]

[illegible]

مثل عیسیٰ کی نہ کیوں بڑھکر مسیحائی ہوئی
غیب داں کوئی نہیں آسکی خالق کے سوا
ہاں رسولوں کی سند فرقان میں آئی ہوئی

پاکپٹن میں تبلیغ

ماسٹر فتح محمد صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ پاک پٹن رپورٹ بھیجتے ہیں

کہ حافظ جمال احمد صاحب مبلغ ڈویژن ملتان ۲۰ و ۲۱ فروری کو تشریف لائے۔ اور میاں محمد یار صاحب احمدی زرگر پاک پٹن کے مکان کی چھت پر جو وسط شہر کے درمیان واقع ہے۔ وعظوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اور شریروں کی سابقہ شرارت کو ملحوظ رکھ کر باقاعدہ تھانہ میں رپورٹ کی۔ جس پر تین کنسٹبل مقرر ہوئے۔ ہم سب انسپکٹر صاحب کے شکرگذار ہیں کہ جنکے حسن انتظام سے ہم نے آرام سے حق تبلیغ ادا کیا۔ گو متصل کی مسجد میں ملاں نے دیوان حافظ ذغیرہ کے اشعار پڑھ کر سامعین پر برا اثر ڈالنا چاہا۔ لیکن اللہ تعالے کے فضل سے حافظ صاحب کی بلند آواز اور دلکش تقریر نے ان کے اثر کو زائل رکھا۔ حاضرین کی تعداد اوسطاً ۲۰۰ رہی ہر ایک وعظ جلسہ گاہ میں عشاء کی نماز ادا کر کے تلاوت قرآن شریف کے بعد ہوتا رہا۔ جس کی ۴ بجے شام کو پہلے منادی کرائی جاتی تھی۔ مخالف مولویوں نے سامعین کو روکنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر جگہ موزون اور بلند ہونے کی وجہ سے گھروں تک آواز جاتی رہی۔ اور کچھ سعید روحیں احمدیت کی طرف مائل بھی ہوئیں۔ اللہ تعالے ان کو ماننے کی توفیق دیوے اور احمدیت کو پھیلاوے۔ اور شرک دور کرے۔

قاضی ظلم بیگ عدالت میں

(گذشتہ سے پیوستہ)

غرض [illegible] قاضی ظلم بیگ صاحب گھر پہنچے اور کواڑ کھولتے ہی سب [illegible] قادیان کا سلسلہ

کی اماں مجھے چھپکلی پکڑتے ہیں۔ گھر والے سمجھے کہ شاید کوئی خواب دیکھا ہے جو اس لئے ہنساتے ہیں۔ صبح کبریوں والے جب قبرستان سے گذرے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک قبر کھدی پڑی ہے اور اس کے پاس ایک بیلچہ پڑا ہے اور جوتی کا ایک پیر۔ جو کیدار قبر دار کو خبر ہوئی۔ اور دم بھر میں گاؤں میں ہل چل مچ گئی کہ یہ کون ظالم ہے؟ کہ جس نے ہمارے خاندان رطل بوق کے ایک معزز ممبر کی یوں بے حرمتی کی (ناظرین حیران نہ ہوں۔ وہ قبر سے مرزائی کی جان کر اکھیڑا تھا۔ وہ دراصل اپنے ہی ایک رشتہ دار کی تھی) اندھیرے میں غلطی لگ گئی۔ خیر پنچایت بیٹھی۔ بڑے بھائی قاضی ظلم بیگ بھی بلائے گئے۔ جو اپنے ارادہ انتقال کی خفت مٹانے کے لئے اعتکاف کے نام سے خانہ نشین تھے۔ صرف جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے باہر نکلتے تھے۔ وہاں تو ترک دنیا خلاصہ تعلیم اسلام فرماتے۔ اور گھر میں لہو ولعب اپنا شیوہ بنا رکھا تھا۔ لالہ دموو شاہ کے شوقین بیٹے کا فونوگراف منگوالیا۔ وہی بج رہا ہے۔ اور محلہ بھر کے بچے اور عورتیں جمع ہو گئیں۔ آپ مصلیٰ پر بیٹھے تسبیح ہاتھ میں لئے وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ اور کان باجہ کی آواز کی طرف ہیں جسپر آپ ہی کے ایماء سے "تو لاالہ دیندہ" والی غزل کا ریکارڈ چڑھایا گیا ہے۔ ایک حوض بنا رکھا ہے۔ اس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں جمع کی ہیں۔ دخانی کشتیوں کے نمونے بنا کر اسے انجن سے چلانے کی کوشش میں کئی قیمتی گھنٹے ضائع کر رہے ہیں۔ جب بلاوا آیا۔ تو داڑھی کو کنگھی کی۔ کا جل لگایا۔ حمائل گلے میں ڈالی اور گئے۔ لچکدار گفتگو سے لوگوں کا جوش ٹھنڈا کیا۔ بات آئی گئی ہوئی۔ مگر ظلم بیگ صاحب بہت گھبرا گئے۔ جی میں جوش آیا۔ خودکشی کرلیں۔ مگر پھر یہ شعر یاد آیا۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائینگے
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے

اتنے میں سندر لال آپ کا مرید دوست آپہونچا۔ چہرہ مغموم دیکھ کر حقیقت دریافت کی۔ ظلم بیگ صاحب بھرے بیٹھے تھے سب دکھڑا کھول سنایا۔ قرض کا معاملہ بھی بتایا۔ سندر لال نے کہا کہ یہ تو کوئی بات نہیں جلسہ قریب ہے۔ آپ پاس ہی شامل ہو جائیں ہم سب انتظام کر دینگے۔ قاضی صاحب کہنے لگے [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق
قادیان دارالامان ۔ ۷ مارچ ۱۹۱۸ء

غیر احمدیوں کے مولویوں کے اخلاق کا نمونہ

۱۸۔ فروری ۱۹۱۸ء کے ستارہ صبح میں مسٹر ظفر علی خان نے سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے بعض الفاظ پیش کئے ہیں ۔ جو اسکے نزدیک گالیاں ہیں ۔ ان کو پیش کرکے اس نے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے ۔ کہ حضور کے پیغمبری اخلاق کا یہ نمونہ ہے ۔ ہمارے خیال میں مسٹر ظفر علی خان اس بات سے ناواقف نہیں کہ ہر سخت لفظ گالی نہیں کہلاتا ۔ ورنہ ان کے مذہب میں تو قرآن مجید کی اس ایک ہی آیت میں نو گالیاں ہیں ۔ ولا تطع کل حلاف مهین ○ هماز مشاء بنميم مناع للخير معتد اثيم عتل بعد ذلك زنيم ۔ پھر اگر کوئی آریہ یا عیسائی صحاح ستہ میں تمام سخت الفاظ جمع کرکے ایک فہرست بنائے ۔ اور انہی الفاظ میں پیش کردے ۔ جنہیں آپ نے حضرت مسیح موعود کے الفاظ کو پیش کیا ہے ۔ تو آپ کیا جواب دینگے ۔ بس وہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیا جائے ۔ باقی رہے آپکے علماء اسلام ان کے ایک معزز فرد کے (جسکے آپ بھی مداح ہیں) اخلاق کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو :۔

دجال اکبر ۔ خناس ۔ قادیانی کاہن کے موتھ پر لک کی سیاہی ۔ قادیان کی روسیاہی ۔ حضرت گدھا علیہ السلام ۔ بچہ چنگیز خان ۔ مخبوط الحواس ۔ مرتد ۔ جفاجو ۔ سنگدل ۔ سیلمہ بچہ ۔ مرحوم ۔ بددین ۔ بے ایمان ۔ دوزخی ۔ مجنون ۔ ... ۔ بدتمیز ۔ روسیاہ ۔ ... ۔ چال باز ۔ بدبخت ازلی ۔ اکذب ۔ سفیہ ۔ ستیے تیسے پر ۔ رکھ دیں ۔ مردود ۔ غبی ۔ گیدڑ ۔ حسن بن صباح ۔ بدکار ۔ ظالم ۔ کانا دجال ۔ شرف ۔ عیار ۔ میراثی ۔ ابو الشر ۔ کذب مجسم ۔ اکذب الناس ۔ قلندر ۔ شداد ۔ خائن ۔ سارق ۔ قارون ثانی ۔ مسیلمہ ثانی ۔ جھوٹ کا سٹیمر ۔ عبد الدرہم والدینار ۔ خر دجال ۔ شریر ۔ رادھا سوامی ۔ قادیانی بیوی کی اماں ۔ بیہودہ گو ۔ لافزن ۔ حمار ۔ مثیل اسود ۔ دیوانہ ۔ مشرک ۔ گمراہ ۔ شتر مرغ ۔ بڑا دجال ۔ بڑا کذاب ۔ بڑا جھوٹا ۔ بڑا بے حیا ۔ بڑا غدار ۔ بڑا فریبی ۔ بڑا ابلہ فریب ۔ بڑا مکار ۔ بڑا مفتری علی اللہ ۔ غرض سب اوصاف قبیحہ میں بڑا ہے ۔ کار شیطان میکند نامش ولی ۔ مرزا کی تمام کو لعنۃ اللہ علی الکاذب یا کذاب پورا کرنے سے قاصر ہیں ۔ مضل ۔ فاسق ۔ بدخصال ۔ زمین کا کیڑا ۔ عزازیل ۔ دہریہ ۔ حکیم نورالدین بانی المبانی لندن جائے تو عیسائی ہوجائے ۔ نیم سودائی ۔ دجال پارٹی کا اعلیٰ ممبر ۔ لنگڑا ۔ کانا ۔ گنجہ ۔ مرید ۔ الحکم کا ابو الحکم ۔ مرزائی بچہ جھک مارتا ہے ۔ حرامزادہ ۔ خبیث ۔ سگ ۔ ریویو کا ایڈیٹر بے شرم و بے حیا ۔ بے حمیت ۔ بے غیرت ۔ احمق ۔ دہقانی ۔ بددین ۔ بوذلمہ بے دال ۔ مردار خور ۔ بھیڑیا ۔ سفلہ ۔ مبہوت الحواس ۔ قادیان دار الزبان ۔ بیت الحزان ۔ دار الزور والبہتان ۔ تنہ پر ایک لکھی :

جفاجو سنگدل بے رحم کاذب
لقب جن کے ہیں اتنے وہ تمہیں ہو
ارے منحوس و نافرجام مرزا
ارے او خود غرض خود کام مرزا
مرزائے قادیانی فرعون بود ثانی
زد خیمہ شیطانی فی نار جاودانی
بنایا آڑ کیوں جورو کا چرخہ
مکل دیکھیں تری ہم شعر خوانی
ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہونگے بہت
سب پہ سبقت لیگئی ہے بیحیائی آپکی
الہم کتاب مرزا مرگیا ہو حسرتکا شہو کے بارمگیا

صحافت حاضرہ کی ایک مُبہکی و تنگ خیالی

لاہور سے ایک رسالہ نکلتا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اسلام کی تعلیم پھیلاتا ہوں ۔ اسکے ایڈیٹر کی روشن خیالی ملاحظہ ہو ۔ کہ جب اسے تبادلہ کیلئے لکھا گیا ۔ تو وہ یہ جواب لکھتا ہے :۔

"افسوس ہے کہ میں مرزا صاحب کے سب فرقوں کا مخالف ہوں ۔ اور میں ماسوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و پیغمبر آخر زمان کے اور کسی نبی کو نہیں مانتا ہوں ۔ اور جو شخص ایسا دعویٰ کرے اس کا بھی مخالف ہوں ۔ اس لئے میں آپ کا رسالہ یا کوئی اخبار یا کوئی ریویو ۔ کتاب جو کہ مرزا صاحب کی ہیں ۔ غرضیکہ کوئی چیز نہیں کہ اس میں جماعت کا دخل ہو ۔ پڑھنے اور سننے کا مخالف ہوں ۔"

کیا یہی وہ اسلامی تعلیم ہے ۔ جسے اس رسالہ اسلامی کا ایڈیٹر اکناف عالم میں پھیلانا چاہتا ہے ۔ اور گویا اس روشنی کے زمانہ میں لوگوں کو بے کردہ دنیا کے مذہبی میں رہنا چاہتا ہے ۔ اگر اس کا یہ اصول کہ غیر مذہب کی کتاب پڑھنی یا سننی منع ہے صحیح ہے ۔ تو پھر وہ خود کس منہ سے غیر مذاہب میں تبلیغ اسلامی کا مدعی ہے ۔ خود تو لاسماع کہنا اور دوسروں کو مجبور کرنا کہ ہماری سنو ۔ تلک اذا قسمة ضيزى

نہایت ضروری

جن دوستوں کے پاس سنہ ۱۸۹۱ء سے پیشتر کا کوئی اشتہار یا تحریر مطبوعہ حضرت اقدس مسیح موعود کی ہو ۔ تو مہربانی کرکے صرف ہیڈنگ (عنوان) یا سرخی مضمون اور تاریخ اشاعت کا پتہ لکھکر ناچیز کے نام بھیجدیں ۔ کیونکہ اس وقت حضور علیہ السلام کے اشتہارات کا مکمل مجموعہ زیر ترتیب ہے ۔ اگر وہ اشتہار میرے پاس نہ ہو گا تو اس کی نقل اس دوست سے لیکر جس کے پاس وہ ہو گا ۔ شامل کر دیا جاوے گا ۔ [illegible] ۔ بہت [illegible] کا کام ہے ۔ [illegible] کے اشتہارات کو [illegible]

خواجہ حسن نظامی دہلوی سے مباہلہ

سیدنا حضرت خلیفۃ ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مضمون خواجہ حسن نظامی کے جواب میں لکھا ہے جسمیں اول تو ان حق پرستوں کو بتایا ہے۔ جو خواجہ صاحب نے اپنے مضامین میں کیں۔ اور پھر یہ بھی دکھایا ہے کہ مباہلے سے جان چھڑانے کے لئے خواجہ صاحب نے کیونکر مختلف قسم کی شرائط پیش کیں۔ اور ہم مانتے گئے پہلے کہا کہ تمام سربرآوردگان جماعت احمدیہ لکھدیں۔ کہ اگر ان کے مباہلین پر اثر مباہلہ ہو گیا۔ تو سلسلہ احمدیہ کے مخصوص عقائد سے تائب ہو جائینگے۔ چنانچہ یہ بھی مان لیا گیا۔ پھر خواجہ صاحب نے یہ شرط پیش کردی کہ بیس ہزار احمدیوں کے دستخط پیش کرو۔ جن کی تصدیق مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہم ماسیان پیغام کریں۔ جو اپنے ایک مضمون میں لکھ چکے ہیں۔ کہ حضرت فضل عمر کے ساتھ بیس ہزار احمدی نہیں ہیں۔ اور دستخط کے ساتھ یہ تحریر ہو کہ مرزا محمود کی ہلاکت کی صورت میں ہم سب تائب ہو جائینگے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اعلان کیا ہے کہ مباہلہ لاہور میں ہو۔ میں اپنے ساتھ ایک ہزار اپنا مرید لاؤں گا جو مباہلہ میں شامل ہو گا۔ اور پانچ ہزار روپیہ نقد بطور ضمانت جمع کراؤں گا۔ جو میرے مقررہ دن نہ آنے کی صورت میں خواجہ صاحب کو بطور جرمانہ ملے گا۔ اور خواجہ حسن نظامی اگر ہزار آدمی ساتھ نہیں لا سکتے۔ بلکہ پانسو بھی۔ تو صرف چار سو ہی ساتھ لائیں۔ اور چار ہزار روپیہ کی بجائے ہی ضمانت ثالث کے پاس رکھوا دیں۔ بیس ہزار دستخط ... احمدیوں سے دکھانا مشکل ہے کیونکہ ... کی ... رپورٹ کے مطابق دو ہزار میں سے ... ہیں۔ لیکن تاہم لاتے دستخط احمدیوں کے ... ہو سکتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب پھر بھی ... لئے تین تین ہزار روپیہ فریقین ضمانت تین ... کرائیں۔ ... ہزار ... سکیں کے ... اور مباہلہ نہ کرے تو وہ یہ روپیہ بطور جرمانہ فریق ثانی کو دے۔ ایسا ہی جعلی ... عوض فی کس دس روپے کاٹے ہوگی۔ یا ... کی جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح تین ہزار روپیہ ضمانت جمع کرا دینگے۔ پہلے خواجہ حسن نظامی صاحب میں ہزار اپنے مریدوں کے صحیح دستخط پیش کریں۔ اسکے بعد اگر ہماری طرف سے اتنے دستخط نہ پیش ہوں۔ تو یہ تین ہزار جرمانہ کے طور پر خواجہ صاحب لے لیں۔ خواجہ صاحب اگر یہ بھی نہ کر سکیں۔ تو پھر قادیان مع اہل و عیال آ جائیں۔ تمام اخراجات کرایہ حضرت خلیفۃ المسیح ادا فرمائینگے۔ ان کے ذمہ دار بھی ہم ہی ہونگے۔ امید ہے۔ اب خواجہ صاحب کو کوئی عذر نہ ہو گا۔ اور وہ احمدی جماعت کے امام سے مباہلہ کر کے صوفیوں کی لاج رکھ لیں گے

"تبلیغ رسالت"

خدا کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے اشتہارات کا مجموعہ ایسی مکمل صورت میں لکھا جا رہا ہے کہ انشاء اللہ اس سے بڑھ کر مکمل مجموعہ دوسرا کوئی نہیں ہو گا۔ اشتہارات و مضامین مطبوعہ اخبارات سفیر ہند و ریاض ہند وغیرہ کے پڑھنے سے جسقدر اشتہارات کا پتہ معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ سب خدا کے فضل سے اس خادم سلسلہ نے بہم پہونچا لئے ہیں۔ صرف ایک اشتہار جو اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۹ فروری ۱۸۷۸ء کے پہلے ورق پر شائع ہوا تھا وہ نہیں ملا۔ گو اس کا خلاصہ ایک آریہ سماجی اشتہار سے مل گیا ہے۔ اور بجائے اس غیر حاصل شدہ اخبار کے آریوں کا وہ اشتہار جسمیں اس کا خلاصہ تھا۔ درج مجموعہ ہذا کر دیا ہے۔ تاہم اسکی تلاش سے میں فارغ نہیں ہو بیٹھا۔ متلاشی ہوں۔ اگر اصل اشتہار مل گیا۔ تو کسی موقعہ مناسب پر اسی مجموعہ میں طبع کر دوں گا۔ مجھے جسقدر خوشی اس امر سے ہوئی ہے۔ کہ خدا نے اس کار خیر کی انجام دہی میں جن سامانوں کی ضرورت تھی۔ وہ اپنے رحم و کرم سے سب مہیا فرما دیئے ہیں۔ اور نایاب اشتہار بہم پہونچا دیئے۔ اتنی خوشی مجھے آج تک کبھی نہیں ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ میں اس قادر مسبب الاسباب کا بال بال سے شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھ جیسے ناچیز سے نصاحت یہ خدمت لینی چاہی۔ اور اسکے لئے سب سامان فراہم کر دیئے۔ ثم الحمد للہ علی احسانہ

اسکے ساتھ ہی میں ان معاونین کا دل سے شکر گذار ہوں۔ جنھوں نے اس گوہر نایاب مجموعہ اشتہارات کی اہمیت کا احساس کر کے مالی امداد فرمائی۔ کہ قیمت کتاب بطور پیشگی منی آرڈر کر کے بھجوائی۔ اون احباب کے علاوہ جن کے اسماء گرامی گذشتہ اشاعت میں شکریہ کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ احباب ذیل کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کی امداد بطور پیشگی قیمت ہفتہ زیر اشاعت میں وصول ہوئی ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء

شکریہ احباب

(۱۱) مکرمی جناب سیٹھ شیخ حسن صاحب بیڑی مرچنٹ یادگیری دکن نے اس مقدس مجموعہ جواہرات کی ۲۵ جلدیں مکمل خرید فرمائیں یعنے ہر جلد کے پچیس پچیس نسخے آپ نے خریدے ہیں۔ اور جلد اول کے ... روپیہ پیشگی ارسال فرما دیئے ہیں۔ جزاہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ خیر الجزاء۔ آمین

(۱۲) مکرمنا حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی زاد اللہ قدرہ نے خاص طور پر جماعت سیالکوٹ میں اس کے واسطے تحریک فرمائی۔ اور ... روپیہ جیب خاص سے اور آٹھ خریدار دیگر مہیا فرما کر رقم پیشگی ارسال فرما دی۔ اللہ تعالی شاہ صاحب کے اہل و عیال دین و دنیا اور کاروبار عزت و آبرو میں برکت اور ترقی بخشے۔ آمین

(۱۳) اخی المعظم جناب مولوی غلام اکبر خان صاحب حیدر آباد دکن۔ وکیل ہائیکورٹ ۵

(۱۴) منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ منجانب جماعت شملہ . .. .

(۱۵) بابو محمد حسین صاحب سب اورسیر کالا باغ ...

جماعت فیروزپور۔ حیدرآباد دکن اور سیدن برہان پشاور نے وعدے ایفاء فرمائیں۔ خدا سے اجر اور خاکسار قاسم خادم سلسلہ سے شکریہ حاصل کریں۔ اور دیگر احباب جلد اپنی اپنی درخواست

ایک شیعہ مجتہد کی کارگذاری

جنت و نار کی ٹھیکیداری

ایک سابق شیعہ "مولوی" کے قلم سے

ناظرین کرام نے تشحیذ الاذہان نمبر ۱ و ۲ ماہ جنوری و فروری ۱۹۱۸ء کے صفحہ ۲ پر سید علی الحائری صاحب مجتہد شیعہ کے وکالت نامہ کو پڑھکر معلوم کیا ہوگا۔ کہ سید صاحب لکھتے ہیں:-

"نیز جن مؤمنین کے والدین بغیر نماز روزہ و حج و زکوٰۃ فوت ہو گئے ہوں۔ ان کی نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ اور زیارت کربلا معلیٰ اجارہ پر ادا کروائیں"

جناب مجتہد صاحب نے اس دو سطر کی عبارت میں بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ بنا بر مذہب شیعہ کربلا کی زیارت واجب نہیں۔ جسکے فوت ہونے سے قضا لازم آوے۔ بلکہ علماء شیعہ نے اسے سنت مندوب قرار دیا ہے۔ دیکھو کتاب جامع عباسی صفحہ ۱۴۹ - وبعد از اں نیت زیارت کن بایں طریق کہ زیارت حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مے کنم سنت تقرب بخدا۔ جب حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت بنا بر مذہب شیعہ سنت ہے۔ تو امام حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت واجب اور فرض کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور اگر واجب نہیں ہو سکتی۔ تو پھر سنت مندوب کی قضاء ادا کرنا چہ معنی دارد۔ کیا جو شیعہ کربلا نہیں گئے۔ آپ کے نزدیک وہ سزاوار جہنم ہیں؟

زیارت کربلا واجب نہیں۔ بلکہ مستحب ہے۔ اور بنا بر مذہب شیعہ واجب کس کو کہتے ہیں اور سنت کس کو ملاحظہ ہو:- کتاب العدل کا پہلا حصہ صفحہ م۔ یہ کتاب انجمن دار التالیف لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے۔ اور لکھنؤ کے تمام مجتہدوں کی تصدیق شدہ ہے۔" اور فعل حسن (اچھی بات) کی چار قسمیں ہیں پہلی قسم واجب اور اس سے وہ بھلا کام مراد ہوتا ہے۔ جس کا کرنیوالا اسکے بجالانے پر مدح اور تعریف کرنے کا اور اسکے ترک کرنے اور چھوڑ دینے پر مذمت اور برائی کرنے کا مستحق ہو الخ

دوسری قسم سنت جسکو مندوب اور مستحب بھی کہتے ہیں اور اس سے وہ بھلا کام مراد ہوتا ہے۔ جس کا کرنیوالا اسکے بجالانے پر مدح اور تعریف کرنے کا مستحق ہو۔ اور اسکے ترک کرنے اور چھوڑ دینے پر مذمت اور برائی کا مستحق نہ ہو۔ جیسے مومن سے ملاقات کرنا" علماء شیعہ تو اسکے قائل ہیں۔ مگر جناب سید علی حائری صاحب لکھتے ہیں کہ کربلا کی زیارت اگر قضا ہو جائے تو اسے اجارہ پر ادا کروائیں۔ اور اس کا ادا ہونا اس طرح ہے کہ دو سو روپیہ ہماری طرف فوراً بھیجدیا جائے تاکہ وہ مردہ جہنم سے بچ جائے۔ یہ ٹھیکیداری نہیں تو اور کیا ہے۔ آپکی کارروائی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کربلا کی زیارت آپکے نزدیک واجب ہے۔ اور آپ لکھنؤ کے شیعہ علماء سے مخالف ہیں۔ پھر مجتہد صاحب کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ بھی اجارہ پر ادا ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کا ٹکس تحریر نہیں فرمایا کہ کیا دیا جائے۔ اور اس کی صورت بیان نہیں کی کہ زکوٰۃ کس طرح اجارہ پر ادا ہو جائیگی۔ زکوٰۃ کا اجارہ پر ادا ہونا یہ ایک نیا مسئلہ ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ حائری صاحب اسکے دلائل بیان فرما دینگے۔

پھر مجتہد صاحب لکھتے ہیں:- اس حساب سے کہ نماز ایک سال کے واسطے ۱۲۰ روپیہ روزہ ایک سال ایک ماہ کے واسطے ۳۰ روپیہ ہر مومن کے حج کے واسطے چھ سو روپیہ۔ زیارت ہر دو کربلا نجف کاظمین سامرہ کے واسطے دو سو روپیہ۔ اس حساب سے جو مومن اپنے مردوں کو جہنم سے بچانا چاہیں۔ اور ان کے حال پر رحم کرکے ان کی تمام قضا شدہ نمازیں روزہ اور حج و زیارت مذکورہ حساب سے ... ... کو سپرد کر دیں وہ اسی وقت یہ روپیہ ہمارے پاس بھیجدیا کرے"

مجتہد صاحب کا یہ فقرہ اپنے اندر عجیب رنگ رکھتا ہے کہ وہ اس حساب سے جو مومن اپنے مردوں کو جہنم سے بچانا چاہیں" گویا سید علی حائری صاحب کے نزدیک مردوں کو جہنم سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ آپکی خدمت میں مذکورہ حساب سے نقد روپیہ بھیجا جائے کیونکہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ روپے ان کی خدمت میں ارسال کئے جائیں۔ تو پھر آپ تمام فوت شدہ نماز وں کی ادائیگی کے ذمہ دار ہیں:- اور ضروری ہے کہ مردوں کو جہنم سے بچائیں۔ لیکن مجتہد صاحب اپنی تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱ میں لکھ چکے ہیں۔ کہ جو اپنی نمازوں کو ترک کرتے ہیں ان کو جنت کی ہوا ہرگز میسر نہ ہوگی۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۳۹ تارك الصلوٰة لايجد ريح الجنة۔ یعنے نماز کو ترک کرنے والا جنت کی بو کو نہ پائے گا۔

پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۲۳۹ پر حدیث نقل کرتے ہیں۔ من احرق سبعين مصحفاً وقتل سبعين نبياً وزنا مع امه سبعين مرة وفتض سبعين بطريق الزناء فهو اقرب الى رحمة الله من تارك الصلوٰة متعمداً - یعنے جو شخص نماز کو جان کر چھوڑے بہ نسبت اس کے وہ شخص خدا کی رحمت کی طرف قریب تر ہے۔ کہ جس نے ستر مرتبہ قرآن مجید کو جلایا ہو۔ اور ستر نبی کو قتل کیا ہو۔ اور ستر مرتبہ اپنی والدہ سے ... کیا ہو۔ اور ستر باکرہ عورتوں . . . . .

ناظرین غور فرماویں۔ کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ وہ شخص جو مذکورہ گناہ کرے وہ تو رحمت اللہ تعالے کے قریب تر ہے۔ مگر بے نمازی گنہگار سے بھی بدتر ہے۔ تو پھر کس طرح مجتہد صاحب چند ٹکوں کے وصول کرنے پر ان کی تمام فوت شدہ نمازیں ادا کرکے ان جہنموں کو آگ سے سبکدوش کریگے پھر شیعہ کی کتابوں میں یہ تعلیم دیگئی ہے کہ خارجیا اور مخالفین کے روزے وحج اور نمازیں و دیگر تمام اعمال خیر قیامت کے روز شیعہ صاحبان کو دیئے جائینگے۔ اور شیعہ صاحبان کے گناہ اور ناروا کارروائیاں سب کے سب مخالفین کی گردن میں پہنائی جائینگی۔ اسلئے کہ اللہ تعالے عادل ہے۔ دیکھو تفسیر لوامع، ایمان سیم۔ اگر یہ تعلیم ... صاحب کو یاد ہے۔ قرآن کے متعلق اس ... سے ناواقف نہیں۔ پھر بھلا نہیں کیا ضرورت ... کہ آپکی خدمت نقد روپیہ بھیجیں۔ اور کیا غرض ...

[illegible] ہے نمازیں بھی پڑھیں [illegible] اور ایک طرف تو مقلدین کو یہ خبر دیجاتی ہے کہ [illegible] کے اعمال نیک قسم کو پہنچیں گے۔ اور دوسری طرف کہا جاتا ہے۔ کہ اگر مُردوں کو جہنم سے بچا لینا چاہو۔ تو مجتہد صاحب کے پاس بھیجو۔ تاکہ انکے اعمال ادا کئے جائیں آپ حضرات نے دیکھا کہ شیعہ مجتہد صاحب نے کیسی کیسی فاش غلطیاں کی ہیں۔ ہم جہاں تک خیال کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا کے مرسل و ماموریے انکار اور عداوت کا باعث ہے۔ افسوس کہ شیعہ صاحبان عقل سے کام نہیں لیتے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قبول کرنے میں ان کے لئے کوئی روک نہ تھی جیسا کہ وہ اس خیال میں ہیں۔ کہ حضرت مہدی علیہ السلام اہل بیت اور خاص معنی کے لحاظ سے آل محمدؐ میں سے ہونگے۔ چنانچہ ان کے اس عقیدہ کی تردید بھی انہی کی معتبر کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ حتی یقول کثیر الناس لیس ھذا من آل محمدؐ الخ یعنی بہت سے لوگ یہی کہینگے کہ یہ آل محمدؐ سے نہیں ہے کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۲ اس حدیث سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام مہدی علیہ السلام کو اس زمانہ کے لوگ یہی الزام دینگے۔ کہ آپ آل محمدؐ سے نہیں ہیں۔ اور یہ بات ان کے ٹھوکر کھانے کا باعث ہو گی۔ جیسا کہ ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ بہت سے لوگوں کے لئے یہ بات ٹھوکر کا باعث ہو رہی ہے۔ خاص کر شیعہ تو اس ابتلاء میں مبتلا ہیں۔ اور ان میں ایسی قدر [illegible] ہوگئی ہے کہ اب وہ اس حدیث کی طرف غور نہیں کرتے۔ حالانکہ ابو جعفر نے یہ ان کے لئے ایک پیشگوئی کی تھی کہ امام مہدی علیہ السلام کے قبول کرنے [illegible] کی لوگوں کو ٹھوکر لگیگی۔ مگر تم اس ٹھوکر [illegible] لیکن افسوس کہ شیعہ صاحبان نے اس [illegible] مہدی کی بہ حضرت سرور کائنات [illegible] شیعوں کی ہدایت کے لئے ایک [illegible] کی کتاب میں لکھا ہے [illegible]

وطاعون قبل ذٰلک وسیف قاطع بین العرب واختلاف شدید بین الناس۔ کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۹ سطر ۲۲۔

اس حدیث سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں سخت زلزلے اور فتنہ قائم ہونگے۔ اور لوگوں پر بلائیں نازل ہونگی۔ اور عرب میں سخت خونریزی و قتل میں آویگی۔ اور لوگوں میں طرح طرح کا اختلاف ہو گا۔ یعنی مذہبی اختلاف بھی زوروں پر ہو گا۔ اور دنیا کے معاملہ میں بھی لوگ ایک دوسرے سے مختلف ہو رہے ہونگے۔ پھر فرمایا کہ وطاعون قبل ذٰلک۔ یعنے ان آفتوں سے پہلے طاعون ہوگی۔ جو مہدی علیہ السلام کے لئے ایک نشان تھی۔ کیا اب تمام باتیں موجود نہیں [illegible] تو پھر انکار کی کیا وجہ۔

ایک اور حدیث ہے کہ اس نے [illegible] کے خیال کا فیصلہ ہی کر دیا ہے۔ اور [illegible] ہے۔ حسن انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس ولا مہدی الا عیسی ابن مریم زیر آیت ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ تفسیر مجمع البیان جلد دوم صفحہ ۱۳۲۔ یعنے قیامت شریر لوگوں پر قائم ہوگی۔ اور عیسیٰ بن مریم کے سوا اور مہدی کوئی نہیں۔ اگر شیعہ صاحبان اس حدیث پر غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوا اور کوئی مہدی غائب ظاہر ہونے والا نہیں۔ اور یہ مسئلہ بھی اسی جگہ پر طے ہو گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم نبی اسرائیل تو کبھی کا فوت ہو چکا ہے۔ اب سوائے آنے والے عیسے کے اور کوئی مہدی نہیں ہو سکتا۔

میں امید کرتا ہوں کہ شیعہ صاحبان اپنے مجتہد صاحب کی کارروائی دیکھ کر ہدایت حاصل کرنے کی کوشش فرمائینگے اللہ تعالےٰ ہماری سابق قوم شیعہ کو ہدایت دے۔ آمین۔ والسلام علے من اتبع الہدیٰ۔

خادم القوم سید غلام حیدر احمدی سابق شیعہ

بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض

نمبر (۲)

(از منشی فضل حسین صاحب مہاجر قادیان)

اس سے پہلے نمبر میں ہمنے بانی آریہ سماج کے اقوال میں سے تناقضات کے صرف تین نمونے پیش کئے تھے۔ اس لئے اسی مضمون کی دوسری قسط قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

(۴) ایشور میں خواہش نہیں!

ستیارتھ پرکاش میں پنڈت جی فرماتے ہیں۔

"یہ بات قرین قیاس ہی نہیں کہ ایشور (خدا) میں اچھیا (خواہش) ہو۔ اچھیا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ کسی چیز کی ضرورت ہووے۔ سو بتلاؤ کہ ایشور کو سرشٹی میں کونسی چیز حاصل نہیں۔" ستیارتھ ۹۶

مرقومہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ بقول سوامی جی ایشور میں کسی چیز یا کسی قسم کی خواہش نہیں۔ کیونکہ اگر خواہش مانی جاوے۔ تو یہ بات لازم آئے گی۔ کہ اس کو (خدا) کسی چیز کی احتیاج ہے۔ سو اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ اور سب اشیا اس کے قبضہ میں ہیں۔ اس لئے اس میں خواہش کا موجود ہونا غلط ہے۔

ایشور میں خواہش ہے

اس کے خلاف بانی سماج ایڈیشن منجری صفحہ ۵ والے لیکچر میں فرماتے ہیں۔ "اور بھگتوں کی مکتی ہونے کی غرض سے اوتار لینا چاہئے۔ تو خدا سرو شکتیمان (قادر مطلق) ہے اسلئے اوتار کی ضرورت دور ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ محض خواہش سے ہی راون کا ناش کر سکتا تھا۔"

دیکھئے یہاں سوامی جی نے سائل کے جواب میں فرمایا کہ تم جو کہتے ہو کہ ایشور نے رامچندر جی وغیرہ کے جنم میں آ کر راون کا ناش (فنا) کیا۔ کیا خدا بدون اوتار لئے اپنی مرضی (خواہش) سے ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے

[illegible] پیارے ناظرین با [illegible] آریہ سماج کے اقوال میں کسقدر [illegible] موجود ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ خدا میں خواہش کے ماننے سے یہ یہ خرابیاں لازم آئیگی۔ مگر پھر اسکے دوسری کتاب میں اس بات کی تائید کر دینا جس کی پہلے تردید کر چکے تھے۔ کسقدر تناقض ہے؟

(۵) مکتی محدود ہے سوامی جی مکتی (نجات) کی بابت تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اول تو جیو (روح) کی طاقت جسم وغیرہ سامان و ذرائع محدود ہیں۔ پھر اس کا نتیجہ لا انتہا کیسے ہو سکتا ہے۔ نیز لا انتہا آنند بھوگنے کی بے حد طاقت عمل اور ذریعہ جیووں میں نہیں۔ اس لئے وہ لا انتہا سکھ نہیں بھوگ سکتے۔ جن کے وسیلے عارضی ہیں۔ ان کا نتیجہ مدامی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر مکتی سے لوٹ کر کوئی بھی جیو اس دنیا میں نہ آوے۔ تو دنیا کا سلسلہ ٹوٹ جانا چاہیئے۔ یعنی جیو ختم ہو جانے چاہئیں" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۰ ایڈیشن چہارم۔ (دھن مہاراج دیکھ لی فلاسفی آپ کی)

اس جگہ سوامی جی نے فرمایا کہ مکتی یعنی نجات دائمی کبھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر دائمی مکتی کو مانا جائے تو پھر جب آہستہ آہستہ تمام ارواح نجات پا جائینگے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ خدا کے پاس دنیا میں بھیجنے کے لئے کوئی روح نہ رہے گی۔ اور خدا بیکار اور لاچار ہو کر رہ جائے گا۔ (ایسے خیالات کا احتمال تو تبھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ خدا کو غیر قادر مطلق اور کمزور مانا جائے)

اب ہم ناظرین کی توجہ سوامی جی کی دیگر کتب کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں۔ تا اصل حقیقت سوامی جی کے اقوال کی معلوم ہو جائے۔

مکتی غیر محدود ہے سوامی جی اپدیش منجری کے صفحہ ۱۲۱ پر اسکے خلاف فرماتے ہیں:۔

"مکتی حاصل کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ مکتی کی حالت میں [illegible] سکھ کا [illegible] ہوتا ہے"

اس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ مکتی کا ملنا تو مشکل ہے۔ مگر سکھ ابدی ہیں (عارضی نہیں) [illegible]

لکھا ہے۔ کہ مکتی غیر محدود ہے۔ دیکھئے لالہ جیت رام لیڈر آریہ سماج مغربی پنجاب اپنی کتاب مہا پرشوں کا جیون چرتر صفحہ ہندی صفحہ ۱۳۲ میں اس کی بابت فرماتے ہیں کہ مباحثہ چاندا پور میں سوامی جی نے مکتی کو غیر محدود مانا ہے"

معزز ناظرین! اپدیش منجری۔ مباحثہ چاندا پور وغیرہ کے حوالجات سے معلوم ہوا۔ کہ مکتی ابدی ہے۔ عارضی نہیں۔ ان ہر دو مختلف بیانات دربارہ مکتی کو پڑھ کر ایک محقق کیا نتیجہ نکال سکتا ہے۔ آہ! آج اگر سوامی جی زندہ ہوتے۔ تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہو کر باادب عرض کرتے کہ اے مہاراج! آپ کا مقولہ تو یہ ہے۔ کہ ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں"

اب ان متضاد باتوں کو آپ کے کلام میں پڑھکر کیا حکم لگایا جائے؟

(۶) خدا حرکت نہیں کرتا! خدا متحرک ہے یا غیر متحرک۔ اسکی نسبت سوامی جی فرماتے ہیں:۔

"آکاش نہ باہر آتا ہے نہ اندر جاتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور کے بے انتہا اور موجود کل ہونے کی وجہ سے اس کا آنا جانا (حرکت کرنا) کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کسی کا آنا جانا اس جگہ ہو سکتا ہے۔ جہاں وہ نہ ہو ایشور کے بارے میں ایسی بات علم سے بے بہرہ لوگوں کے سوائے اور کون کہہ سکتا ہے" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۲

آریہ دوستو! دیکھو سوامی جی کہتے ہیں کہ جسطرح آکاش (خلا) ہر جگہ موجود ہے۔ اسی طرح خدا بھی۔ کیونکہ وہ موجود کل اور غیر محدود ہے۔ حرکت کرنا یعنے آنا جانا اس کا ہو گا۔ جو محدود ہو۔ کیونکہ جب وہ ایک جگہ جائے گا۔ تو جانے سے پہلے تو وہ وہاں نہ ہو گا۔ اور جہاں سے جائے گا جانے پر وہاں نہ رہے گا۔ تو لامحالہ ماننا پڑے گا۔ کہ وہ محدود ہے۔ ہاں اب ہم سوامی جی کا اس "متحرک یا غیر متحرک" کی نسبت دوسرا قول پیش کرتے ہیں۔ براہ مہربانی اگر ہمت ہے تو تطبیق کر کے دکھلائیں۔ اور ہم سے داد لیں۔ دیکھئے۔ [illegible]

خدا حرکت کرتا ہے اسکے خلاف سوامی جی [illegible] قول رگوید آدی بھاشیہ بھومکا [illegible] صفحہ [illegible] میں یجروید ملاحظہ کریں:۔

"اے پرمیشور جس جس مقام سے آپ دنیا کے بنانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں۔ اس مقام سے ہمارا خوف دور ہو تاکہ ہم آپ کی نظر عنایت سے سب مقاموں میں بے خوف رہیں"

(۷) وید چار ہیں ہم معلوم کرتے ہیں کہ ویدوں کی تعلیم کتنی ہے۔ اور یہ گنتی سوامی کی کتب سے ہی معلوم کرنی ضروری ہے۔ اس لئے ہم آریہ سماج کی وید یعنے ستیارتھ پرکاش میں پہلے دیکھتے ہیں کہ اس میں مہاراج جی کیا فرماتے ہیں:۔ ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۴۔ جہاں ویدوں کی تعداد بیان کی ہے

"پرماتما نے شروع پیدائش (دنیا) میں [illegible] پیدا کر کے اگنی وغیرہ چاروں مہارشیوں کے ذریعہ چاروں وید برہما کو حاصل کرائے۔ اور اس برہما نے اگنی وایو ادت اور انگرا سے رگ۔ یجر۔ سام اور اتھروید کو حاصل کیا"

لیجئے دیانندیوں کا مہارشی تو چار وید اور اسکے چار رشیوں کا مطالبہ شی قرار دیتا ہے۔

وید تین ہیں مگر دوسری کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۳ میں صرف تین وید ہی بتائے ہیں۔ دیکھو "اگنی۔ وایو۔ ادت تینوں سے برہما نے یگیہ کی سدھی کے لئے رگوید یجروید۔ سام کو حاصل کیا"

پیارے ناظرین! یہاں ویدوں کی تعداد میں ہی گڑبڑ ہو رہی ہے۔ اب ہم کیسے معلوم کر سکتے ہیں کہ وید تین ہیں یا چار۔

تعجب ہے کہ ویدوں کی تعداد بھی سوامی جی صحیح نہ بتلا سکے۔ بھلا اور تو اور طرف رہا۔ جو مذہب اپنی الہامی کتب کی تعداد بھی صحیح طور پر نہیں بتلا سکتا۔ وہ [illegible] دیگر حقائق و معارف سے کیا دنیا کو خبر دے [illegible]

کارِ ثواب

فاروق ۱۸ فروری کے صفحہ ۴ پر مندرجہ عنوان تحریک ہو گئی تھی کہ بعض غیر احمدی اور غیر مستطیع احمدی مفت اخبار فاروق کے واسطے درخواستیں کرتے ہیں۔ اگر احباب اس کے متعلق ایک مستقل فنڈ قائم کر دیں۔ اور چار آنہ آٹھ آنہ روپیہ دو روپیہ حسب توفیق اس فنڈ میں ہر ایک دوست عطا کر دیا کریں۔ تو اس فنڈ سے کئی اخبار ایسے مستحقین کے نام جاری ہو سکتے ہیں۔ جن کے اجراء سے تبلیغ سلسلہ بھی ہو گی۔ اور ثواب بھی حاصل ہو گا۔ اس آواز پر سب سے اول لبیک کہنے والے میرے مخلص دوست محمد اشرف خان صاحب فیروزپوری ہیں۔ جنہوں نے بنگلور کی غیر احمدی درخواست منظور فرما کر ایک سال کے لئے اخبار جاری کرایا اور چھ ماہ کا چندہ پیشگی بھیجدیا۔ چھ ماہ کا پھر ارسال فرمائینگے چنانچہ یہ اخبار بنگلور چھاؤنی بنام انجمن نصرت الاسلام جاری کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ خان صاحب کو جزاء خیر دے۔ آمین۔

دوسرے دوست جو تبلیغ احمدیت کا بہت ذوق رکھتے ہیں میرے معزز بھائی بابو مظفر احمد صاحب ہیڈ کلرک ڈاکخانہ کرناٹ ہیں جو دو اخبار کسی مستحق کے نام ایک سال کے لئے جاری کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور ان کے چندے کا وی پی اپنے نام منگواتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ یہ اخبار مستحقین کے نام [illegible] کے بعد جاری کئے جائیں گے۔ اسی طرح [illegible] دوست تھوڑی تھوڑی رقم بھی اس فنڈ میں دے دیں تو کئی غیر احمدیوں اور مسکین احمدیوں [illegible] اشاعت سلسلہ [illegible]

پھر گرمی آرہی ہے!

پچھلی گرمیوں میں دارالامان کی مسجد اقصیٰ کے لئے شامیانوں کی تحریک کی گئی تھی۔ اور لکھا گیا تھا کہ چار شامیانے پانسو روپیہ قیمت کے جامع مسجد قادیان کے واسطے مطلوب ہیں۔ اگر چار جگہ کی انجمنیں ایک ایک شامیانہ خرید دیں۔ تو کچھ مشکل نہیں۔ ہر ایک شامیانہ پر ان کے نام لکھوا دئے جائینگے۔ جو تمام نمازیوں کے سامنے رہینگے۔ اور کثرت سے دعائیں عطا کنندگان کو ملتی رہینگی۔ مگر تعجب ہے کہ دارالامان کی مسجد اقصیٰ کے واسطے ایک تحریک ہوئی۔ وہ اسوقت تک کہ دوسری گرمی آنے والی ہے۔ پوری نہیں ہوئی اب مکرر یاد دہانی کے طور پر لکھا جاتا ہے۔ کہ احباب حسب توفیق بہت جلد اس کا انتظام کر دیں تا کہ گرمی سے پہلے پہلے شامیانے خرید لئے جاویں ؎

خاکسار۔ ایم قاسم علی سکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

چندہ سالانہ رفیق حیات صرف ۱ روپیہ نمونہ کے لئے ۱ ٹکٹ کا

رفیق حیات

جو کہ سال میں بارہ ۱۲ دفعہ شایع ہوتا ہے۔

نیم حکیموں کے پھندے سے رہائی دلانیوالا مایوس مریضوں کو سچی ہمدردی کے ساتھ مفت مشورہ دینے کے علاوہ علمی طبی علوم پر محققانہ بحث کرنیوالا۔ اعلیحضرت حکیم الامۃ مولنا نور الدین خلیفۃ المسیح اول کے مجربات صحیح طور پر درج کئے جاتے ہیں۔ باوجود ان خوبیوں کے حسب خواہش خریداران رفیق حیات کو ذیل کی ادویہ میں سے ایک دوائی مفت [illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ۔ کارخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

خزینہ فضل اکسیر چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ کے نفس سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامۃ مولنا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت اور جانفشانی سے طیار کیا گیا ہے۔ جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر رہ دار البقا لیتی تھی۔ جن کے حمل از وقت ضایع ہو جایا کرتے تھے۔ یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کو استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرماویں قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ ۱۲

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پھولا۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے۔ [illegible]

المشتہر منظور محمد [illegible] (قادیان)

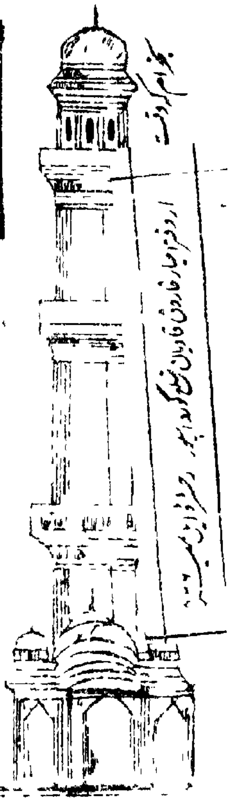
رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ...

فاروق

ایڈیٹر ایم ایم قاسم علی



جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۰

دارالامان کی خبریں

حضرت امیر المومنین فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو کھانسی کی شکایت تھی۔ اب بفضلہ تعالیٰ پہلے سے بہت صحت ہے۔ احباب حضور کی صحت و عافیت و درازی عمر کی دعائیں کریں اور ثواب لیں +

ڈاک خانہ قادیان کے متعلق احمدیہ پبلک کو کچھ شکایتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ جن کے متعلق سب پوسٹماسٹر صاحب قادیان سے عرض کیا گیا ہے اور ایک اہم شکایت کے بارے میں ان سے بذریعہ چٹھی تصدیق چاہی گئی ہے۔ جس کا جواب آج ۱۱ مارچ تک نہیں ملا۔ حالانکہ چٹھی مذکور ہم نے ۹ مارچ کو بھیجی تھی۔ شکایات وغیرہ اور اس معاملہ کے بارے میں آیندہ اشاعت میں مفصل لکھا جائے گا۔

ایڈیٹر فاروق پر مقدمہ۔

فاروق کے ایک مضمون پر ولایت علی نامی کسی شخص نے جس سے ہم واقف نہیں زیر دفعہ ۵۰۱ تعزیرات ہند خاکسار ایڈیٹر فاروق کے نام عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہے جسکی پیشی بمقام بٹالہ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کو ہو گی۔ ولایت علی کی بابت سنا گیا ہے کہ وہ گورداسپور میں کسی دکھن کا ایجنٹ ہے۔ تاریخ کے بعد جو حالات ہونگے۔ ان سے ناظرین فاروق کو اطلاع دیجائیگی +

۱۴ مارچ

آج وہ دن ہے کہ جب ابلیس نے کھائی شکست
کر دیا فضل عمر نے خوب اس کا بندوبست
دُرّہ فاروق سے ایسا ہوا وہ بد مست
اک گڑھے میں جا گرا۔ سے جہاں۔ کچھ ملا ڈیپنٹ

تبلیغ رسالت جلد اول

حضرت مسیح موعود کے سب پرانے اشتہارات کا مجموعہ پریس میں دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ جلد تر پہلی جلد طبع ہوکر ہدیہ ناظرین ہوگی۔ آگے کاتب لکھ رہا ہے۔ درخواست خریداری بہت جلد دفتر فاروق میں آنی چاہیئے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک ہے +

ضرورت ہے۔ حقیقۃ الوحی۔ انجام آتھم۔ تریاق القلوب اگر کوئی صاحب قیمتاً دینا چاہیں۔ تو خاکسار ایڈیٹر فاروق کو ان کی ضرورت ہے۔ اطلاع دیں۔

شوخیٔ تحریر

(از شہاب مالیر کوٹلوی)

لے شوخیٔ تحریر ترا زور دکھا دوں
ہاں قصر بطالت میں اک تہلکہ سا مچا دوں

قرآں کے ہتھیار سجا کر میں بدن پر
ذریّت شیطان کو دنیا سے مٹا دوں

اللہ نے بخشی ہے عجب صدق کو عظمت
کذاب کے پر کاٹ کے دلبہ سا بنا دوں

جب لعو و تجبہ سے آگے کو بڑھوں میں
ہنستے ہوئے دشمن کو رلا دوں میں لا دوں

میں وقف رہ مذہب اسلام ہوں ایسا
کیا چیز ہے یہ مال میں جاں تک بھی لٹا دوں

میں ساقی تسنیم کی گو دوں کا پلا ہوں
جو پانے ہُدا اسکے لیئے اک نہر بہا دوں

قسام ازل نے مجھے بخشے ہیں خزینے
جو طالب مولا ہو اُسے ان کا پتہ دوں

واقف کیا اللہ نے اسرار ہُدا کن
ابناء زماں آئیں سبق انکو پڑھا دوں

کیا پوچھتے ہو طبع رواں کا جزر و مد
پیدا ہوں کنارے تو کوئی تم کو پتہ دوں

مدّاح ہوں میں حضرت مہدی زماں کا
اس نام سے اب گوہر معنی کو جلا دوں

کیوں نائرہ کید سے دھمکاتے ہو مجھکو
میں وہ ہوں کہ نمرود کی بھٹی کو بجھا دوں

اک آہ جہاں سوز جو کھینچوں تو اسی دم
کفر و ستم و جور کی بنیاد ہلا دوں

ایمان کا دعویٰ ہے تو دکھلاؤ دگرنہ
کیوں معتقد قرتیا سے نہ ایمان کو صلا دوں

غافل ہے یا وہ بیگانہ ہے اسرار خدا سے
کیوں قدس کے دربار سے اسکو نہ ہٹا دوں

تقوےٰ سے اگر کام ہوا اس شیخ کو کچھ بھی
مہدی موعود کا پھر مسند کہا دوں

ہے ویرانہ سارہ کی دگرنہ دکھو دیکھو
یادی رکھے ہے تاریخ بچا دوں

سن رکھا غلط نام ہمیں ہے جو بھولے
گر دیکھیں تو اللہ کا بیان کو دکھا دوں

مردوں کا وہ درگاہ بنا ایک مجاور
لے آؤ جو آئینہ تو شکل اسکی دکھا دوں

حافظ سلیم احمد خان احمدی آف اٹاوہ متعلم

مدرسہ احمدیہ

تمنا ہے مرے دل کی الٰہی جب یہ دم نکلے
نبی کا کلمۂ طیب زباں سے دم بدم نکلے

برابر کس طرح ہو حسن یوسف حسن احمد کے
خدا ہی جس کا عاشق ہو وہ کیوں حور و پری پر کیوں مرے نکلے

خدا کی راہ میں سب جان و مال اپنا کیا دیں
میسر ہوئے تو اسے کسقدر ثابت قدم نکلے

کیا کل جہاں غارت مٹا یا دور محنت کو
جو لیکر تیغ وحدت ہاتھ میں شاہ امم نکلے

ہُوا جب کوچ دنیا سے سوئے ملک عدم اپنا
تو صد ہا حسرتیں لاکھوں تمنائیں ہم نکلے

کئے جب دشمنوں نے دین احمد پر بہت حملے
فرشتوں نے کہا ٹھہرو کہ سلطان القلم نکلے

ہُوا جب زور بدعت کا تو پھر اس کے مٹانیکو مسیح موعود
خدا کے فضل سے فاروق و تشحیذ الحکم نکلے

بہت مغموم رہتا ہوں میں فرقت میں رسول اللہ
تمہاری مہربانی ہو تو دل سے رنج و غم نکلے

ہماری عشق میں شہرت ہوئی ایسی کہ اے حافظ
ہزاروں انگلیاں اٹھیں جدھر سے ہو کے ہم نکلے

قطعہ تاریخ کی ضرورت ہے

اخی ام شیخ مشتاق حسین صاحب میٹ ایکٹ سیالکوٹ نے ایک مکان گوجرانوالہ میں تعمیر کرایا ہے جس کا تاریخی نام "دارالسلام مشتاق حسین" رکھا ہے اس نام میں ۱۳۳۶ھ ہجری نکلتا ہے۔ اور اوپر اس کے ھذا من فضل ربی لکھا ہے جسمیں سن عیسوی محفوظ ہُوا ہے۔ اب آپکی خواہش ہے کہ شاعران سلسلہ احمدیہ تھوڑی سی تکلیف گوارا فرما کر ایسا قطعہ تاریخ مکان مذکور کا تحریر فرماویں۔ جسمیں سن ہجری و عیسوی یا دونوں میں سے ایک ضرور ہو۔ اور احمدیت بھی اس قطعہ سے جلی طور پر نمایاں ہو۔ تاکہ یہ قطعہ پتھر پر کندہ کر کے صدر دروازہ پر لگایا جاوے۔ پس احمدی احباب جن کو اس علم میں دخل ہے۔ براہ مہربانی شیخ صاحب موصوف کی خواہش کے مطابق قطعہ تاریخ لکھکر خاکسار ایڈیٹر فاروق کے نام ارسال فرماویں۔ اور ثواب کمانیکا موقعہ حاصل کریں ؛

اُمید ہے۔ کہ مختار شاہجہانپوری۔ صادق اٹاوی یا دیگر احباب جلد اس کا شکریہ حاصل کرینگے ؛

اخبار فاروق مفت !

ایک دوست دو پرچے فاروق کے کسی غیر مستطیع مگر شایق اخبار کے نام ایک سال کے واسطے جاری کرانا چاہتے ہیں۔ ایک غیر احمدی کی درخواست آنی چاہیئے جس کو صرف ۱۲ محصول ڈاک سے ادا کر نے پر ایک سال تک فاروق مفت ملتا رہے گا ؛

فاروق نصف قیمت پر

دو کم استطاعت والے ایسے احمدی درخواست کریں۔ جو نصف نصف چندہ سالانہ ۱۰ آنہ کے پورا سال بھر اخبار لیتے رہیں یعنے بجائے چار روپیہ سالانہ کے دو دو روپیہ سالانہ دیں۔ تو دونوں کو سال بھر تک اخبار نصف چندہ میں ملیگا۔ اسطرح دو اخباروں کے تین اخبار دوست موصوف کی طرف سے جاری ہوسکینگے جس کا تگنا ثواب ان کو ملیگا۔ مستحقین جلد دفتر فاروق میں درخواست کریں۔ یہ پرچے شروع سال ۱۹۱۸ء سے جاری ہونگے ؛

دُعا کامیابی امتحان

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے لڑکے انٹرنس کا امتحان دے رہے ہیں۔ احباب سب کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے سب بچوں کو امتحان میں پاس کردے۔ آمین ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان یوم پنجشنبہ ۱۴ر مارچ ۱۹۱۹ء

ایک شیعہ کی نرالی منطق

وفات مسیح کے دلائل پر

(از جلال الدین متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

ایک صاحب نے اپنے آپکو کبار شیعہ میں سے سمجھنے والے اخبار ذوالفقار ۲۸ر فروری ۱۹۱۸ء میں مضمون مکتوبہ تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۱۷ء بعنوان (وفات مسیح از روئے علم منطق) کے دلائل پر دو ماہی نزم کے بعد بیدار ہو کر جرح کرتے ہیں اور اپنی من گھڑت باتوں پر ایسے نازاں اور مسرور ہیں جیسے کسی نے ملک کو فتح کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف تنقید کرنے کے وقت خبط الحواسی کی بیماری میں مبتلا تھے۔ کیونکہ ایسی بعض بیہودہ اور لغو باتیں اپنی کوتاہ اندیشی کی وجہ سے کی ہیں۔ جن کی رکاکت و ضعف عاقل پر مخفی نہیں۔ پس مختصراً اس کے سوالات کا جواب لکھدینا مجرد عن الفائدہ نہ ہوگا ؛

قولہ۔ پہلی دلیل (صغریٰ) مسیح پر توفی کا لفظ اس طور سے کہ خدا فاعل اور مسیح مفعول جو کہ ذی روح ہیں آیا ہے۔ (کبریٰ) اور جہاں توفی کا لفظ اس طور سے کہ خدا فاعل اور مفعول ذی روح ہے۔ بولا گیا ہے اس کا قبض روح ہو چکا ۔ نتیجہ۔ مسیح کا قبض روح ہو چکا ہے) اس دلیل کا کبریٰ غلط ہے۔ کیونکہ توفی کے معنے لغت میں پورا کرنے کے ہیں۔ پس یہاں پر توفیتنی کے معنے یہ ہیں۔ کہ جب تو نے میری مدت نبوت پوری کردی ؛

اقول۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف میں غور و فکر کرنے کا تو مادہ بالکل پایا ہی نہیں جاتا۔ کیونکہ دلیل میں یہ حصر کیا گیا ہے کہ جب توفی کے لفظ کا اطلاق اس نمط پر کہ خدا فاعل اور مفعول ذی روح ہو کیا جائے تو اسکے معنے سوائے قبض روح کے کوئی نہیں ہو سکتے ہاں پورا لینے کے معنے لئے ہو سکتے ہیں۔ جو قبض روح پر دلالت کرتے ہوں۔ جیسے کہ تفسیر بیضاوی زیر آیت والذین یتوفون منکم الخ کے معنے بعض نے یستوفون اجالھم کے کئے ہیں۔ اگر ایسی حالتیں قبض روح کے سوا توفی کے معنے ہوں تو آپ چند مثالیں محاورات عرب یا لغات میں سے دکھلائیں۔ انشاء اللہ۔ ایسی مثال ہرگز کہیں نہیں پائیگے پھر صرف لاف و گزاف پر ناز کرنا تو حمقاء و جہلاء کا کام ہے ؛

پھر صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ یہاں پر توفیتنی کا معنی مدت نبوت کا پورا ہونا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتا۔ کہ مدت نبوت کے پورا ہونے کے کیا معنے؟ کیا یہ کہ وہ پہلے نبی تھے۔ پھر ان کو نبوت سے عاری کیا گیا۔ اور عاریتاً ان کو نبوت عطا کیگئی تھی۔ جو بعد گذرنے مدت عاریتاً کے واپس لی گئی۔ اسکی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ سرقت عینہ۔ اور مراد اس سے سونے کا چرانا ہو۔ لیکن مخاطب کہے کہ اس سے مراد آنکھ کا چرانا ہے۔ کیونکہ عین کے معنے آنکھ کے ہوتے ہیں۔ تو لوگ اس کو احمق کہینگے یا نہیں؟ اگر کوئی کہے کہ یہاں پر سرقہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ اس کے معنے سونے کے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہاں بھی توفی کے لفظ کا مذکورہ بالا نمط پر واقع ہونا قبض روح کے معنوں کا قرینہ ہے ؛

پھر دوسری بات یہ ہے۔ کہ مسیح سے جب بروز قیامت کو سوال ہوگا۔ تو وہ جواب دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ میری توفی کے بعد انہوں نے کیا کیا۔ ہاں میری موجودگی میں انہوں نے شرک کو اختیار نہیں کیا۔ اگر مسیح نے دوبارہ دنیا میں نزول (آ) تھا۔ تو ان کو چاہیئے تھا کہ وہ جواب دیتے۔ ہاں حضور میرے بعد انہوں نے شرک کو اختیار کیا تھا لیکن جبکہ میں دوبارہ جا کر ان کو پھر سیدھے رستہ پر قائم کیا۔ مگر دیکھئے وہ جواب نفی میں دیتے ہیں یعنی مجھے معلوم نہیں کہ وہ میری توفی کے بعد مشرک ہوئے یا موحد رہے۔ پس اگر وہ آکر دیکھیں گے۔ پھر نفی میں جواب دینگے۔ تو اس طرح نعوذ باللہ مسیح کاذب ٹھہرتے ہیں ؛

قولہ۔ دوسری دلیل (مسیح ناصری رسول کریم سے پہلے ایک رسول تھے۔ اور وہ تمام رسول جو نبی کریمؐ سے پہلے تھے وفات پا چکے ہیں ۔ نتیجہ مسیح وفات پا چکے ہیں) اس دلیل کا بھی کبریٰ فاسد ہے۔ اسلئے کہ ہر اس رسول کا وفات پا جانا جو رسول کریم سے پہلے تھے ممنوع ہے۔ جیسے حضرت الیاس اور ادریس اور نیز مصادرہ علی المطلوب لازم آتا ہے۔ جو ممنوع ہے۔ اور کلیۃ کبریٰ باطل ہوگئی تو شکل اول نہ رہی۔ اور نتیجہ غلط ہوا ؛

اقول۔ صاحب موصوف کا یہ کہنا کہ ہر اس رسول کا مردہ ہونا جو نبی کریم سے پہلے تھے۔ ممنوع ہے۔ کیونکہ حضرت الیاس اور ادریس زندہ ہیں محض دعویٰ ایک دعویٰ ہے جو کہ دلیل کا محتاج ہے۔ پھر دعوے کو دلیل بنا کر پیش کرنا مصادرہ علی المطلوب ہی تو ہے۔ اور دلیل عموم میں مصادرہ علی المطلوب لازم نہیں آتا۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ کوئی رسول زندہ نہیں۔ جیسے کہ آیات قرانیہ سے ثابت ہوا۔ ہاں اگر یہ کہو کہ رسول کریمؐ سے جو پہلے رسول تھے۔ انہیں سے مسیح بھی ہے۔ اسواسطے جب تک ان کو دلیل میں شامل نہ کر لیا جائے۔ کلیہ صادق نہیں آسکتا۔ حالانکہ دعوے بھی انہیں کے متعلق ہے تو میں کہتا ہوں کہ اسطرح کوئی دلیل بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ مثلاً منطقی ایک مثال پیش کیا کرتے ہیں کہ العالم متغیر و کل متغیر حادث فالعالم حادث۔ اب العالم حادث دعویٰ ہے دلیل کیا ہے کہ وہ متغیر ہے۔ اور ہر ایک متغیر حادث ہوتا ہے تو اب کل متغیر حادث ہی۔ تو تب ہی کلیہ ہوگا۔ جبکہ العالم حادث کو اس میں شامل کیا جائے۔ حالانکہ منطقی اس کو دلیل مانتے ہیں ؛

قولہ۔ تیسری دلیل (کہ مسیح معبود من دون اللہ مانے جاتے ہیں۔ اور جو معبود من دون اللہ مانے جاتے ہیں وہ مردہ ہیں۔ نتیجہ۔ مسیح مردہ ہیں) اس کا بھی کبریٰ ممنوع ہے اس لئے کہ تمام معبود من دون اللہ کا مردہ ہونا ثابت نہیں بلکہ بعض زندہ بھی ہو سکتے ہیں) مثلاً کواکب یا عناصر کہ جنکو

اکثر لوگ تو سمجھتے ہیں ستاروں کے اوپر موت کا اطلاق مشکل ہے۔ کیونکہ ستاروں کو کوئی مُردہ نہیں کہتا۔ اور نہ ان پر موت بعد الحیات طاری ہوئی ہے۔ اور اموات سے مراد بے حس و بے جان ہیں۔ اور مسیح حقیقتاً زندہ ہے۔ نہ بے جان و بے حس ✣

اقول۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون۔ اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون میں ایک تو لا یخلقون شیئاً قرینہ اس بات کا ہے۔ کہ اس سے مراد وہ معبود من دون اللہ ہیں۔ جنکی طرف خلق کا فعل منسوب کیا جاتا ہے اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مسیح کی طرف بھی خلق کا فعل (پیدا کرنا) منسوب کیا جاتا ہے۔ جسکی خدا تعالیٰ نفی کرتا ہے۔ وہ خلق نہیں کرتے۔ کیونکہ مخلوق خالق نہیں ہو سکتا ✣

دوسرا قرینہ اس بات کا کہ یہاں پر وہ معبود من دون اللہ مراد ہیں جو پہلے زندہ تھے۔ غیر اموات غیر احیاء کا لفظ ہے۔ کیونکہ اگر غیر احیاء ہی مراد تھے۔ جیسے کواکب وغیرہ۔ تو غیر احیاء کے لفظ لانے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اور صرف اموات کیوں نہ فرما دیا۔ ایک ایسی چیز (جو فی حد ذاتہ بے جان و بے حس ہے۔ جسکو تمام لوگ بے جان و بے حس مانتے ہیں) کی نسبت یہ خبر دینا کہ فلاں چیز بے حس ہے تحصیل حاصل ہے۔ مثلاً اسی معترض سے کوئی کہے۔ کہ میں آپ کو ایک نئی خبر بتاتا ہوں۔ وہ کیا کہ آپنے فلاں تاریخ کو اخبار ذوالفقار میں ایک مضمون دیا۔ تو آپ اس کو سن سکے اور کیا جواب دینگے۔ کہ کیسی بیہودہ بات کرتا ہے کیا جس نے مضمون دیا ہے۔ اسکو معلوم نہیں کہ میں نے مضمون دیا ہے ✣

تیسرا قرینہ۔ وما یشعرون ایان یبعثون یعنی یہ ایسے معبودان باطلہ کے متعلق ہے جو قیامت کے دن مبعوث ہونگے۔ یا جو یبعث من القبور کا احساس و شعور رکھنے سکے اہل ہیں ✣

چوتھا قرینہ اس بات پر کہ اموات سے وہ من دون اللہ [illegible] مراد ہیں جو پہلے ذی شعور تھے۔ لفظ ایان یبعثون ہے

ایان یبعثون ہے یعنی اب ایک چیز کے لاحق ہو جانے کی وجہ سے ان میں شعور نہیں۔ پہلے صاحب شعور تھے اور کواکب وغیرہ تو پہلے ہی ذی شعور نہیں ✣

قولہ۔ چوتھی دلیل (مسیح کھانا کھایا کرتے تھے اور جو کھانا کھایا کرتے تھے وہ وفات پا چکے ہیں۔ نتیجہ۔ مسیح وفات پا چکے ہیں)

اس دلیل کا کبریٰ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ کھانا کھا دینے کے لئے فی الوقت مردہ ہونا لازم نہیں ورنہ چاہیئے کہ دنیا میں جتنے کھانا کھانے والے ہوں وہ فی الوقت مردہ ہوں حالانکہ ایسا نہیں ✣

اقول۔ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کو صرف و نحو سے بالکل مس نہیں۔ ورنہ آپ آسانی سے سمجھ سکتے تھے کہ کانا ماضی کا صیغہ ہے۔ جو گذشتہ زمانے پر دلالت کرتا ہے نہ کہ حال پر۔ ہاں شاید آپ کی کسی کتاب میں کانا کا لفظ حال کے زمانے کے لئے ہی وارد ہوتا ہو۔ سنئے صاحب اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ فی الحال اکل طعام نہیں کرتے۔ زمانہ غابر میں کرتے تھے۔ پس اب ان کا اس زمانہ میں کھانا نہ کھانا باوجود لوازم بشریت کے پائے جانے کے ان کی وفات پر دال ہے ✣

قولہ۔ پانچویں دلیل (مسیح ہی اسی طرح رسول بن کر آئے۔ اور جسقدر رسول مسیح سے پہلے گزرے [illegible] ہیں۔ وہ انسان ہیں۔ نتیجہ۔ مسیح انسان ہیں (۲) مسیح انسان ہیں۔ اور جسقدر انسان ہیں تمام زمین میں ہیں۔ نتیجہ۔ مسیح زمین میں ہیں۔ اس قیاس مرکب کی دوسری حد کا کبریٰ غلط ہے۔ اسلئے کہ ہر انسان کا زمین پر ہونا ممنوع ہے۔ کیونکہ بعض انسان مثلاً حضرت ادریس الیاس وغیرہ آسمان پر زندہ ہیں۔ اسلئے کلیت نہ رہی۔ جب کلیۃ کبریٰ اڑ گئی تو شکل اول نہ رہی ✣

اقول۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے رسالہ کو اونگھتے ہوئے پڑھا ہے۔ کیونکہ یقظانی حالت میں پڑھتے تو یہ اعتراض نہ ان کے قلم مبارک سے صادر ہوتا۔ پہلے رسالہ میں قرآن کریم سے یہ ثابت کر کے دکھلا دیا جا چکا ہے کہ آسمان پر کوئی نہیں جا سکتا۔ فیھا تحیون وفیھا تموتون (۲) ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین (۳) او ترقیٰ فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتاباً نقرؤہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولاً۔

ہاں اگر مولوی صاحب موصوف آسمان کو انسانوں کی [illegible] کے لئے قرارگاہ ٹھیراتے ہیں۔ تو دلائل واضحہ و [illegible] سے اپنے دعویٰ [illegible] دعویٰ [illegible] ✣

قولہ۔ چھٹی دلیل [illegible]

[illegible]

طاعم کا لفظ [illegible]

اقول۔ [illegible]

کبھی بھوک [illegible] کبڑی بڑھیا ہو گئی ہے [illegible] یا اور بھی تیرے جیسے ہو جاویں [illegible] سے کیڑے جیسے ہو جاتے [illegible] مولوی صاحب [illegible] حیوانات پر طاعم کا لفظ لغتہً صادق نہیں آتا [illegible] حالانکہ مولوی صاحب خود بھی حیوانات میں سے ایک حیوان ہیں۔ ایک مہینہ بھوکے رہ کر دیکھیں تاہم بھی معلوم کریں کہ بعض کھانے کے محتاج نہیں ✣

رہا نباتات کہ وہ زندہ ہیں اور ان پر طاعم کا لفظ لغتہً صادق نہیں آتا۔ میں کہتا ہوں کہ اسیطرح ان پر حیوانیت کا لفظ لغتہً صادق نہیں آتا۔ اگر وہ زندہ ہیں۔ تو آپ پر لازم ہے۔ کہ نباتات کی زندگی کو بدلائل واضحہ دینیہ قرآن و حدیث سے ثابت کریں۔ کیونکہ بحث قرآن و حدیث میں ہو رہی ہے اور میرا سیدھا سوال ہے کہ جو زندہ ہوتا ہے وہ حساس اور متحرک بالارادہ ہوتا ہے۔ لیکن نباتات ایسی نہیں ✣

پھر اگر ان کی حیات بقول آپ کے تسلیم بھی کر لی جائے تو بھی وہ غذا کے محتاج ہیں۔ اور اپنی اپنی حالت کے مطابق وہ

تلک القرآن

فی

رمضان

(نوشتۂ اکمل)

نواں پارہ شروع ہوا

رکوع اوّل

۶۲۴ ۔ قد افترینا ۔ جبکہ اس دین کو چھوڑ نگے بتے خدائی ... بناتے تھے ۔ تو دوسرے لعطوں میں اسکے یہ معنے ہونگے ۔ کہ حضرت شعیب خدا پر افترا کرتے رہے ۔ اس کی وحی سے نہیں کہا ۔ جو کچھ وہ کہتے

۶۲۵ ۔ اذاً لخسرون ۔ اول ۔ کہ شعیب کو وہ کمزور سمجھتے ہیں ۔ اسکے ساتھ جو ملنا ان کے نزدیک وہ نقصان ... دینے والا تھا ۔ دوم اسلئے کہ شعیب اکے مدمقابل تھے ۔ اسلئے ان لوگوں سے کہا تم شعیب کے ساتھ ہوئے ۔ تو ہم تمہیں بھی نقصان پہنچائینگے ٭

رکوع دوم

۶۲۶ ۔ بدلنا مکان السیئة الحسنة ۔ یہاں سیئة کے معنے دکھ اور الحسنہ کے سکھ ۔ جزاؤ سیئة سیئة کے معنوں میں بھی اس سے مدد ملتی ہے ۔

(۵ بجے)

رکوع سوم

(بعد از نماز عصر)

۶۲۷ ۔ فاذا ھی ثعبان ۔ دوسرے موقعہ پر کا نھا جان فرمایا جس سے ثابت ہے کہ بوجہ شباہت اہتزاز ۔ ثعبان (بڑے سانپ) کو جان (چھوٹے سانپ) سے تشبیہ دی ۔ لغت میں یہی آیا ہے کہ ثعبان اور حیة مترادف ہیں ۔ تیسرا جواب ہے کہ فرعون کے سامنے ثعبان آیا ہے ۔ اور جہاں صرف موسیٰ کو دکھایا وہاں جان ۔ کیونکہ اول الذکر کو ڈرانا مقصود تھا ۔ دوسرے کو صرف نظارۂ قدرت دکھانا ۔

میرے نزدیک یہ نظارہ کشف میں دکھایا گیا ۔ اور ایسے کشوف بھی ہوتے ہیں جس میں صاحب کشف کے سوا دوسرے بھی دیکھتے ہیں ۔

انشقاق قمر کا بھی ایسا ہی معاملہ تھا ۔ اگر ظاہر میں چاند دو ٹکڑے ہوتا ۔ تو رصدگاہوں سے (جن کی طرف لوگوں کی توجہ اس زمانے میں بہت تھی) ضرور شہادت ملتی ۔ ایسے کشوف میں صرف نظارہ دکھا کر عجیب النا ہی مقصود نہیں ہوتا ۔ بلکہ ان میں ایک زبردست پیشگوئی ہوتی ہے ۔

اس کشف میں یہ سمجھایا گیا کہ موسیٰ کی جماعت سانپ کی طرح سب کو کھا جائیگی ۔ اور اس کا دین روشن ہو گا ۔ اور بے عیب ثابت ہو گا ۔ اور اسکی تائید و نصرت متین ہوگی

رکوع چہارم

۶۲۸ ۔ سحروا اعین الناس ۔ ایسا کام کیا جس سے آنکھیں دھوکہ میں آگئیں ٭

۶۲۹ فاذا ھی تلقف ۔ یہاں یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ سونٹا مار کر ان سپولیوں کی حقیقت واضح کر دی ٭

رکوع پنجم

۶۳۰ ۔ سنقتل ۔ یہ دھمکی تھی ۔ اس فرعون نے اسے پورا نہیں کیا ۔ اس کا باپ ایسا کرتا تھا ۔

چھٹا رکوع

۶۳۱ ۔ بالسنین ۔ مصیبت کی گھڑیاں دن سال بھولتے نہیں ۔ اسلئے قحط کو بھی سنین کہنے لگے ۔

۶۳۲ ۔ طائرھم ۔ اعمالنامہ ۔ سبب خیر ۔ سبب شر

۶۳۳ ۔ الطوفان ۔ دیکھو خروج باب ۷ ۔ ۸ ۔ ۹ ۔ ۱۰ ۔ (ب) القمل ۔ ٹڈی بے پر ۔ مچھر ۔ سرسری ۔ جوئیں ۔

۶۳۴ ۔ بما عھد عندک ۔ ان دعاؤں کے ذریعے جو اس نے تجھے سکھائی ہیں (۲) ان عہدوں کا واسطہ جو اس نے تجھ سے کئے ہیں ٭

۶۳۵ ۔ وتمت کلمة ربک ۔ نجعلھم الائمة ، نجعلھم الوارثین ٭

۶۳۶ ۔ اجعل لنا الٰھا ۔ صرف توجہ قائم رکھنے کے لئے ایک مجسمہ چاہا ۔ توحید کا اثر تھا ۔ اسلئے بہت سے بت نہیں چاہے ٭

۶۳۷ ۔ وفی ذٰلکم بلاء من ربکم ۔ فرعونیوں کے زیر اثر رہ کر یہ تقریباً انہی کے ہم مذہب اور رسوم کے متبع ہو چکے تھے ۔ جب ایسی سخت مصیبت پڑی تو یکدم سنبھلے ۔ اور فرعونیوں سے نفرت ہوگئی ۔ ہندوستان میں مسلمان بہت سی ہندوؤں کی رسمیں لے چکے ہیں ۔ مگر آریہ سماج کی مخالفت سے اب اپنی قومیت کو قائم کرنے جاتے ہیں ۔ عورتوں کو زندہ رکھنا بھی ایک انعام ہے کہ نسل کشی نہ ہوئی ٭

ساتواں رکوع

۶۳۸ ۔ ثلثین لیلة ۔ اصل مقصود راتیں نہیں بلکہ وہ عمر ۔ پس اس کو خدا نے چالیس کے عدد سے پورا کیا

۶۳۹ کلا تتبع سبیل المفسدین ۔ ہوشیار کیا کہ یہاں کچھ مفسد رہتے ہیں ۔ ان کے فریب میں نہ آنا ٭

۶۳۹ ۔ استقر مکانہ ۔ چونکہ پہاڑ آج تک اپنی جگہ برقرار ہے ۔ ٹکڑے ہونا الگ بات ہے ۔ اس سے حضرت موسیٰ نے ضرور تجلی ربانی دیکھی ۔ اور بے ہوش ہو کر گر پڑنے سے بھی ثابت ہوتا ہے ۔ کہ کچھ دیکھا ۔ جبھی یہ حالت ہوئی ۔

۶۴۰ ۔ یأخذوا باحسنھا ۔ ایک عزیمت ہوتی ہے ایک رخصت ۔ تو محض رخصتوں ہی کو نہ لے بیٹھنا ۔

۱۷ / جولائی ۱۹۱۷ء

آٹھواں رکوع

(شروع ۴ بجے)

۶۴۱ ۔ واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ

منکر نبی کی مخالفت سے جو نقصان اٹھاتے ہیں۔ وہ بیان کرکے اب بتایا ہے کہ حقیقی ماننے والے وہی ہیں جو اس نبی کی تعلیم پر چلیں۔ دوسرے لوگ ہی خارج میں سے ہی ہیں ۔

۶۴۲ - لا یکلمہم ۔ حقیقی معبود تو کلام کرتا ہے۔ کسی رنگ میں گونگا نہیں ہوتا۔ پھر وہ کلام ہدایت دینے والا ہو۔ پُرجلال ہو۔ اپنے اندر الوہیت کی طرف سے ہونے کے ثبوت رکھتا ہو ۔

۶۴۳ - سقط فی ایدیہم ۔ شرمندہ ہوگئے ۔

۶۴۴ - والقی الالواح ۔ القی کے معنوں کے متعلق بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن یہ معمولی بات ہے۔ القی کے معنے رکھنے کے ہیں۔ اور پھینکنے کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ غصے میں زور سے رکھ دی ہوں۔ تو قوم کی تباہی کو دیکھتے ہوئے کیا حرج ہے۔ غصہ کوئی نفسانی تو تھا نہیں ۔

۶۴۵ - یا ابن ام ۔ یہ محبت کی تحریک کے لئے کہا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ ماں کے ہی بیٹے تھے۔

۶۴۶ استضعفونی کمزور سمجھا۔ حکومت رعب ہی سے چلتی ہے۔ جب کسی کو کمزور سمجھا جائے تو سیاست نہیں چلتی۔

۶۴۷ - ولا تجعلنی ۔ حضرت ہارون نے نہایت خوبی سے اپنی بریت کی - (۱) رحم کی تحریک کی۔ اپنی پوزیشن بتائی (۳) قوم کی حالت دکھائی۔ (۴) دشمنوں کی شماتت سے غیرت دلائی (د) اپنی بریت کی کہ میں ان میں سے نہیں (ب) حضرت موسیٰ کے غصے نے بتا دیا کہ اپنے انتخاب کا کیا نتیجہ ہوتا ہے ۔

نواں رکوع

۶۴۸ - فلما اخذتہم الرجفۃ ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے الہام کے ساتھ قرآن مجید کی مانند دلائل نہ ہوتے تھے۔ اسلئے اسکے ساتھ ظاہری علامات ہوتے تھے۔ مثلاً کلام سے پہلے زلزلہ عذاب بھیجا۔ جس نے سفارش فرمائی ۔

دسواں رکوع

۶۴۹ النبی الامی ۔ امی یعنی اَن پڑھ ۔ (۲) ام القری سے تعلق رکھنے والا (۳) میرے نزدیک معنے ہیں ام سے تعلق رکھنے والا یعنے معصوم گناہوں سے ۔ جیسے گود کا بچہ

۶۵۰ - مکتوبا ۔ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۱ جب انہوں نے کلام سننے سے انکار کیا۔ تو اس گستاخی کی سزا میں وہ انعامات اب ان انعامات حاصل کے ورثہ کی تعمیل ہوگئے ۔

۶۵۱ - عزروہ ۔ تقویت دیں ۔ عزت دیں ۔ تعظیم کریں بچائیں ۔

۶۵۲ - ویضع عنہم اصرہم ۔ وہ عہد جن کے توڑنے کی وجہ سے وہ عذاب کے مستحق تھے اس نبی پر ایمان لاکر چھوٹ گئے ۔ ۵۱ کے ۔

گیارہواں رکوع

۶۵۳ - امۃ منہم ۔ یہ اچھے لوگ نہ تھے بلکہ درحقیقت انہی میں سے تھے ۔ ملانے کے لئے کہا

۶۵۴ - کونوا قردۃ ۔ نرے لقال بن جاؤ گے حقیقت نہیں رہے گی ۔

۶۵۵ - وقطعنہم فی الارض ۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ وہ یکجا رہ سکے نہیں سکے تھے

۶۵۶ - ودرسوا - (۱) خوب سمجھ لیا تھا (۲) مٹا دیا۔ جو اس میں تھے۔ چھوڑ بیٹھے ۔

۶۵۷ - نتقنا ۔ ہلا دیا ۔ زلزلہ زلزلہ آگیا

بارہواں رکوع

۶۵۸ - واذ اخذ ربک ۔ جو حدیث اس آیت کے متعلق بیان کی جاتی ہے۔ اس کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ میرے نزدیک یہ مبعوں کے وقت ہوتا ہے آدم نہیں کہا بلکہ بنی آدم فرمایا ۔ ولعلہم یرجعون سے بھی ثابت ہے ۔ کہ الست بربکم قالوا بلی ۔

رسول کی معرفت ہوتا ہے۔ کوئی آکے یہ تو نہیں کہتا کہ اللہ نے مجھ سے جو وعدہ لیا تھا۔ وہ مجھے یاد آگیا۔ ایمان لاتا ہوں ۔

۶۵۹ ان تحمل علیہ ۔ اس پر بوجھ مارنے کے لئے جائے (دکھ دیجئے تو بھی) کھا چھوڑئیے تو بھی زبان نکالے رہے) اسی طرح وہ شخص بھی بے قرار ہی رہا۔ اطمینان نہ پایا۔ ایسا واقعہ بھی ہوا ہے۔ مگر کوئی وجہ نہیں کہ بغیر ایک واقعہ پر چسپاں کرنے کے اس آیت کے معنے نہ ہو سکیں

تیرھواں رکوع

۶۶ - ذرأنا ۔ تیار کئے ہیں۔ وہ لوگ کون ہیں یہ بتا دیا لہم قلوب الآیۃ ۔ یعنے ہم نے ان کو تمام طاقتیں دی تھیں۔ انہوں نے غیر محل پر خرچ کیا۔ یا ان سے کام نہ لیا ۔

۶۵۶ - بل ہم اضل ۔ جانور کو اس کا آقا بلا تو آجاتا ہے۔ مگر یہ خدا کی آواز پر لبیک نہیں کہتے

۶۵ - الاسماء الحسنیٰ ۔ مشرک بعض صفات کا مظہر بتوں کو ٹھہراتے ہیں۔ فرمایا - اللہ ہی کو پکارو جو ان صفات والا ہے نہ کہ صفات کے مظہر قرار دے کر الگ وجودوں کو ۔

۶۵۸ - واملی لہم ۔ یہ اپنا رحم بتایا۔ میں ڈھیل دیتا ہوں۔ میری تدبیر پختہ ہے۔ پس سزا میں جلدی کی ضرورت نہیں کہ آخر قبضے میں ہیں ۔

۶۵۹ - ما بصاحبہم من جنۃ ۔ پہلے اس آدمی کے افعال اقوال پر غور کرتے - پھر الٰہی پیغام پر غور کرتے پھر دنیا کے انقلاب پر کہ ان امور کے لئے کیا کچھ ہو رہا ہے پھر اپنے حالات پر غور کرتے ۔

۶۶۵ - حفی عنہا ۔ بڑا واقف (ب) تو بھی اسی کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے ۔

[illegible]بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض

(از منشی فضل حسین صاحب مہاجر قادیان)
(نمبر ۳)

سوامی دیانند مہاراج کے اقوال میں جسقدر اختلافات ہیں ان کا کچھ نمونہ ہم گذشتہ دو نمبروں میں ناظرین فاروق کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔ اب تیسرے نمبر میں بھی کچھ [illegible] دکھاتے ہیں :۔

(۸) ویدوں میں تین مضمون ہیں

نمبر ۲ کے تناقض نمبر ۲ میں سوامی جی کی کتب سے ہم نے دکھلایا تھا کہ کہیں تو سوامی جی ویدوں کی تعداد تین بیان کرتے ہیں اور کہیں چار۔ [illegible] طرح ویدوں کے مضامین کے معلوم کرنے میں بھی دہی مشکل درپیش ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ایڈیشن ہجری صفحہ [illegible] ویدوں کے تین کانڈ (مضمون) ہیں۔ کرم کانڈ۔ اپاسنا کانڈ۔ گیان کانڈ الخ

یہاں سوامی جی نے ویدوں کے مضامین کی تعداد تین ڈالی ہے۔

ویدوں میں چار مضمون ہیں

مگر اسکے خلاف صاحب موصوف کی دوسری کتاب یعنی رگوید بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۲ پر مسر جمہ لوسال [illegible] مترجمہ منشی رام جگیاسو [illegible] کو دیکھئے۔ تو وہاں چار ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :۔

” ویدوں میں چار مضامین ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :۔ گیان کانڈ۔ اپاسنا کانڈ۔ کرم کانڈ۔ اور وگیان کانڈ الخ “

ہماری طرح ناظرین میں سے بھی بعض ان مضامین کو پڑھ کر حیران ہوتے ہونگے۔ کہ ایک ہی مصنف اور پھر اسی کے اقوال میں اسقدر صریح تناقض پایا جائے؟ مگر خیر ہم اس تنقید کو فرصت کے وقت پر اٹھا رکھتے ہیں ابھی تو تناقضات کی فہرست ناظرین کی خدمت میں پیش کرنا ہمارا فرض ہے ٭

(۹) قدرتی اصول پرمیشور بھی بدل نہیں سکتا

” جو قدرتی اصول ہیں۔ مثلاً آگ گرم۔ پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور ہیں۔ ان کی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں پلٹ سکتا۔ پرمیشور کے اصول سچے اور مکمل ہیں۔ اس لئے ان میں تبدیلی نہیں کر سکتا “ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۶

پیارے ناظرین! اسجگہ سوامی جی نے جو گوہر افشانی فرمائی۔ آپنے دیکھ لی۔ یہ عقیدہ کیا خدا پرست جماعت کا ہو سکتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جس خدا نے آگ میں گرمی یا پانی میں ٹھنڈک کی صفت رکھی۔ کیا وہ دے سکتا ہے۔ لے نہیں سکتا یا اور طرق پر بدل نہیں سکتا۔ یا ماننا پڑے گا۔ کہ یہ صفات اس نے دی ہی نہیں۔ بلکہ آگ بھی اپنی ذات و صفات میں خدا کی طرح قدیم ہے۔ ایسا عقیدہ رکھ کر تو انسان دہریت کے بالکل نزدیک پہونچ جاتا ہے ٭

ہم سوامی جی کے اس قول کا ابطال عقلی و نقلی دلائل سے اس جگہ کرتے۔ مگر مجبور ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ہم اصل مضمون سے دور ہو جائینگے اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ اس نئے مضمون کو دوسرے وقت کے لئے چھوڑ کر اس جگہ صرف تناقضات ہی پیش کئے جاویں۔ غرض یہاں سوامی صاحب نے فرمایا کہ قدرتی اصول جو ہیں۔ ان کو خدا بھی نہیں بدل سکتا۔ جیسے کہ آگ ہے۔ اگر اس میں کوئی چیز ڈالی جائے۔ تو وہ جل جائے گی وغیرہ۔ مگر ہم سوامی جی کا دوسرا قول اس کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ جس کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ کسقدر متضاد بیانات سوامی جی کے کلام میں موجود ہیں۔ اور یہی ہم نے دکھلانا ہے

قدرتی اصول بدل گئے

” یکش نے آگ کے آگے تنکا ڈالا۔ اور آگ سے کہا کہ اس تنکے کو جلا دے آگ سے وہ تنکا نہ جل سکا۔ پھر ہوا سے کہا (کہ تو اس تنکا کو اڑا لے جا) تو وہ بھی اس تنکے کو نہ اڑا سکی الخ “ بحوالہ کین اپنشد ایڈیشن سنہ ۹۸ ہجری

اے آریہ بھائیو! خدارا انصاف سے بتلانا۔ سوامی جی کے اقوال میں اب بھی تناقض ہوگے یا نہیں؟

ایک جگہ خود لکھتے ہیں۔ اور دوسری جگہ جاکر اس کی تردید کر جاتے ہیں۔ اگر تم میں کچھ سکت ہو تو ان متضاد بیانات کی تطبیق کر دکھاؤ۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش میں تو فرماتے ہیں۔ خدا قدرتی اصولوں کو ہرگز نہیں بدل سکتا۔ مگر یہاں ایک یکش کے آگے ان اصولوں کی ذرہ بھر بھی پیش نہ چل سکی۔ معلوم ہوا کہ نعوذ باللہ ویدک پرمیشور سے یکش (جس کا ذکر اوپر ہوا ہے) طاقت میں بہت بڑھکر تھا۔ اور یہ عقیدہ ایسا ہے۔ جو ناستک (دہریہ) بنا دیتا ہے۔ کہ خدا میں تو وہ خوبی کی صفت اور طاقت نہ مانی جائے۔ مگر ایک انسان سے (یا دیو سے) وہ زبردست کام ظہور پذیر ہو جائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۱۰) پہلے خدا واحد تھا

” اس کائنات سے پہلے صرف ایک آتما (خدا) ہی تھا۔ اور دوسری چیز کوئی نہ تھی “ بحوالہ اپنشد رگوید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۵۳

یہاں سوامی جی نے اللہ تعالےٰ کو واحد مانا ہے۔ کہ پہلے صرف اکیلا وہی تھا۔ دوسری کوئی چیز یعنے نہ روح نہ مادہ کچھ نہ تھا۔ مگر افسوس! کہ دوسری جگہ اسکے خلاف بیان کر رہے ہیں ٭

پہلے خدا واحد نہ تھا

دوسری کتاب ستیارتھ پرکاش سے اس کے خلاف سن لو۔

” ایشور۔ پرکرتی۔ جیو۔ تینوں غیر پیدا شدہ ہیں یعنے ان کی کبھی پیدائش نہیں ہوئی۔ اور نہ کبھی پیدا ہوتے ہیں۔ گویا یہ تینوں اس عالم کے سبب یا علت ہیں۔ ان کی کوئی علت نہیں۔ ازلی جیو ازلی پرکرتی کا بھوگ کرتا ہوا اس میں پھنستا ہے الخ “ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۱

ناظرین پہلے حوالہ کو دیکھئے اور پھر اس عبارت کو ملاحظہ کیجئے۔ زمین و آسمان کا فرق نظر آرہا ہے۔ وہاں صاف فرماتے ہیں کہ پہلے اکیلا خدا ہی تھا۔ دوسری چیز کوئی نہ تھی مگر یہاں آکر اسکی تردید کر کے تین اشیاء کو ازلی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اس جگہ اپنشد کا ساتھ حوالہ لائے ہیں

یہاں صرف اپنی من مانی عبارت ہے ۔

(۱۱) اکاش غیر پیدا شدہ ہے

"در حقیقت اکاش کی پیدائش نہیں ہوتی ۔ کیونکہ اکاش کے بغیر پرکرتی اور پرمانو کہاں ٹھہر سکیں" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۳

یہاں تو سوامی جی فرماتے ہیں کہ اکاش (خلاء) کی پیدائش نہیں ہوتی ۔ یہ غیر پیدا شدہ ہے ۔

اکاش پیدا شدہ ہے

دوسری کتاب میں اس کے برخلاف لکھتے ہیں :-

"اس طرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا ۔ اور آگ کو ہوا سے ۔ اور ہوا کو اکاش سے اور اکاش کو پرکرتی سے ۔ اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا" بھومکا صفحہ ۸۱

دیکھئے ۔ یہاں صاف مان لیا ہے کہ اکاش پیدا شدہ ہے ۔ اب آریہ صاحبان بتلائیے ۔ ہم اکاش کو پیدا شدہ تسلیم کریں یا غیر پیدا شدہ ازلی ۔

[illegible]

قاضی لمر یق صاحب کے چوتھے بھائی

قاضی لمر یحق کا الحاق

نمبر ۲

قاضی لمریق صاحب کہنے کو تو کہہ بیٹھے کہ میں اس پر غور کروں گا ۔ لیکن جب وہ تنہائی میں اس کے عواقب کو سوچنے لگے ۔ تو فوراً مہاشہ دھرم پال اور غلام حیدر عرف سیتہ دیو دھرم ویر مہاشے وغیرہ نو آریہ دوستوں کی روحانیت نے آکر آپ کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا ۔ اور ساتھ ہی ترک وطن و خویش و اقارب کا بھی خیال آیا ۔ کیونکہ بعد تبدیل مذہب کے وہ اپنی جنم بھومی میں تو نہیں رہ سکتے تھے ۔ اور قرشکی طرف دھیان آتا تھا ۔ تو دل ڈوب جاتا تھا ۔ ایک یہ بھی تجویز سوچی کہ کیوں نہ کہہ دیا جاوے کہ اول دعوے دہندہ اس بات کا ثبوت دے کہ میں متقدمین متوفی کا جائز وارث اور جانشین ہوں جس سے مجھے ان کے لین دین کا ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا ہو ۔ اسی ادھیڑ بن میں تھے ۔ کہ دروازہ پر بہت زور سے دستک ہوئی ۔ آپ نے اپنے بیٹے کو کہا کہ جاؤ اس سے کہہ دو کہ گھر میں نہیں ہیں (آپ نے سمودر شاہ کہا تھا) بیٹے میاں نے کہا کہ لاٹے ہوری کہندے ہیں کہ اسیں گھر نہیں ۔ رحیمی آنا میاں کہتے ہیں کہ ہم گھر میں نہیں ۔ کواڑ چونکہ کھل گیا تھا اسلئے دستک دینے والے صاحب بے تحاشا اندر چلے آئے ۔ اور لمریق صاحب ہڑبڑا کر چارپائی سے اٹھ بیٹھے ۔ آنیوالے نے جھٹ آغوش میں لے لیا ۔ اسوقت کا لطف عجیب تھا کہ الہیٰ یہ کیا ہو گیا ۔ ایسا کرتا ہے ۔ اور وہ اسے کوئی کھوت سمجھ کر بھاگ رہے ہیں ۔ مگر علیک سلیک کے بعد پتہ لگا تو ادھر ادھر سے لوگ جمع ہو گئے ۔ اور کوئی دو گھنٹے کے بعد یہ بات صاف ہوئی کہ آپ کا نام ہے قاضی لمریحق صاحب جو دوسرے کرمفرما لمریق صاحب کے چوتھے بھائی ہیں ۔ بچپن میں والدین سے ناراض ہوا گھر سے نکل گئے تھے تو کسی سرائے میں چند عرب مل گئے ۔ انہوں نے اپنے ساتھ رکھ لیا ۔ اور اسی سلسلہ میں آپ عرب ہی پہنچ گئے ۔ وہاں ہوش سنبھالا تو کچھ کام کرنے لگ گئے آخر حب وطن غالب ہوئی ۔ اور ادھر ادھر سے تھکے پھراتے دھکے کھاتے وطن پہنچے ۔ آپ کے حالات دریافت فرمائے ۔ اور بتایا کہ مجھے اس بات کا علم ہے کہ ایک فرقہ ضالیہ باسم مرزائیہ ظہور پذیر ہوا ہے جس کا قلع قمع اس احقر کے ہاتھ پر خداوند جل و علا نے مقدر ہے ۔ حق جل شانہ و عم نوالہ نے وہ وہ دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ اس احقر الناس کو عطا فرمائے ہیں کہ انشاء اللہ کوئی ان کے جواب سے عہدہ برآ نہیں ہو سکیگا ۔ اور یہ شائبہ بھی اذن واعیہ لمریحقہ میں مدخول ہوئی ہے کہ قصیدہ اعجازیہ بانیٔ فرقہ مرزائیہ نے منظوم بمقابلہ اخویم الی اللہ حضرت ثناء اللہ بت شیوع کیا ہے کہ کوئی جواب اس کے پر مقدر نہ تھا نہیں ۔ اور حال یہ ہے کہ اشعار اس کے اغلاط سے مانوس ہیں ۔ جن کا اظہار بر وقت حمی الوطیس ہوگا ۔ چنانچہ ان میں سے چند بحکم فی وقت الحاصر بیان کرتا ہوں :-

اول ۔ شعر تاسعہ اعجاز "نکلم کالاصلات من نحیہ طنبہ" اس میں اصلات معنی کسی طرح صحیح نہیں ۔ غلط صریح ہے ۔

دوم شعر اربع عاشرہ (چودھواں) میں "وایدہم بروح الامین ناصر" کہا ہے ۔ اور یہ ترکیب بالکل غلط ہے کیونکہ اللہ کے سوا کوئی معطی تائید نہیں ہے ۔

سوم شعر سادس عشرہ (سولہواں) "الی اجانب العربی" الخ میں جمہ "ای" میں حروف جو لازم ہے سعدی نے ترک کر دیا ہے ۔

چہارم شعر الست عشرین (چھبیسواں) "ضوالعد وقت تلا تہا" میں تحت ثالث دونوں ساکن الدرمیان ہیں ۔ حالانکہ عربی میں التقاء ساکنین جائز نہیں ۔

پنجم شعر الثانی والسبعون (۷۲ واں) "ولا تحول مثل" الخ میں تکرار نفس سے کام لیا ہے ۔ حالانکہ اس قسم کا فعل عرب میں نہیں ۔

ششم شعر الثالث الثمانون (۸۳ واں) "الطود" میں تسبب کیا ہے ۔ اس مقام میں القاصد العصد سے "مرضاۃ" کی جزم الراء لکھی ہے ۔ حالانکہ اس حضرت سلطان اقامت فی العرب میں اس احقر نے ایسا موقع نہیں کیا ۔ اس موقعہ پر ایک شاگرد لڑکی (جو سبق یاد کر رہی تھی) کی آواز پہونچی ۔ "ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ" جسے سنکر ہمارے قاضی صاحب کچھ جھینپ سے گئے مگر اپنی کھنکار میں اسے مدغم کر دیا ۔ اور فرمایا ۔ سو خلاصہ یہ ہے کہ اس انواع کی الفاظ غلطیات ہیں جو میں کسی مجلس فضلاء میں پیش کر کر اتمام حجت کروں گا ۔ واللہ الموفق للحق والصواب ۔

پتہ مل گیا ۔ الحمد للہ علی احسانہ کہ اخی المکرم سردار محمد ایوب خان صاحب رسالدار کمیل کو رسالہ کا فرزند جسکی تلاش کے لئے فاروق میں اشتہار دیا گیا تھا مل گیا ۔ اور عزیز مذکور کا خط سردار صاحب کے نام پہنچ گیا ۔ چنانچہ سردار صاحب فیلڈ سروس سے اطلاع دیتے ۔

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر ۔ ایم قاسم علی کے ہاتھ سے شائع ہوا ۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ پہلا ہفتہ وار اخبار ہے جو جمعرات کو قادیان دارالامان سے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۱

دارالامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

۱۶ مارچ سے ایک دن ایک رات بادل رہا۔ اور کسی قدر بارش بھی ہوئی الحمد للہ۔ آج ۱۹ مارچ صبح پھر آسمان پر ابر ہے

۱۶-۱۷ مارچ کو آریہ سماج قادیان کا سالانہ جلسہ ہوا جس کی مفصل رپورٹ اس پرچہ میں پہلے صفحہ پر درج کی گئی ہے۔

خاکسار ایڈیٹر فاروق پر جو ہتک عزت کا مقدمہ فاروق کے قاضی لم یبق والے مضمون پر ولایت علی نامی شخص نے دائر کیا ہے وہ ۱۸ مارچ کو تحصیلدار صاحب بٹالہ کی عدالت میں پیش ہوا۔ اور بلا کسی مزید کارروائی کے آئندہ ۲ اپریل ۱۹۱۸ء تاریخ پیشی مقرر ہوئی۔

قادیان کی آریہ سماج اور ہم

جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کے آریہ اور ہم کو کہا ہے یہاں آریہ سماج کا وجود بھی اس قابل نہیں ہوا۔ کہ اسکی طرف ہمیں توجہ کرنے کی ضرورت پڑے۔ اس دفعہ جو ان کا جلسہ ہوا۔ تو آخری روز یہ منادی کی گئی۔ کہ محمد علی صاحب جو آریہ ہو گئے ہیں۔ وہ وجوہات ترک اسلام بیان کرینگے اور پھر عبد الحق نام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مبلغ سے مباحثہ ہوگا۔ جو لاہور سے بلوائے گئے ہیں۔ چونکہ آریہ لیکچرار اپنی تقریروں میں اشتعال دہ اور دل آزار فقرات استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں اسلئے صرف تین چار احمدی احباب کو انکی تقریریں سننے کی اجازت ملی۔ شانتی سروپ صاحب (سابق محمد علی) نے قرآن کے پہلے دو رکوع پڑھے۔ اور پڑھکر وہی اعتراض

کئے۔ جنکے بارہا جواب دئے جا چکے ہیں یعنی کافروں کے دلوں پر اللہ نے مہر لگائی۔ تو گویا خود انہیں گناہ پر مجبور کیا۔ اور لا یومنون واقع کے خلاف ہے۔ آخر کافر ایمان لا رہے ہیں اور فزادھم اللہ مرضا۔ اللہ تو طبیب روحانی ہے۔ مگر مرض کے علاج کی بجائے اُسے بڑھاتا ہے۔ پھر وہ تو منافق تھے تمسخر کرتے اور خدا بھی جواب میں تمسخر کرے۔ تو یہ کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ وغیر ذالک۔ اسکے بعد ۳ بجے میاں عبد الحق آئے۔ اور ان سے مباحثہ شروع ہوا۔ مسلمان مناظر نے کہا۔ پہلے طرفین کے لئے آدھ آدھ گھنٹہ وقت رکھو۔ دس دس منٹ میں کیا ہو سکتا ہے۔ جس کا جواب انکار میں دیا گیا۔ مسلم مناظر نے کہا معلوم نہیں۔ آریہ سماج زیادہ وقت دینے سے کیوں گھبراتی ہے۔ تو پریزیڈنٹ صاحب نے جواب دیا ہاں گھبراتی ہے۔ مگر وقت یہی رہیگا۔ خیر بحث شروع ہوئی۔ مسلم مناظر نے آیت قرآن مجید پڑھی۔

وقالوا ان هی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یهلکنا الا الدهر وما لهم بذلک من علم ان هم الا یظنون [illegible] بیان کیا کہ اس مذہب کے لوگ جو کہتے ہیں۔ کہ آدمی اسی دنیا میں آواگون کے چکروں میں مارا مارا پھرتا ہے مرگیا پھر زندہ ہوا پھر مرگیا۔ (یہی تناسخ کی تعریف ہے) اسکی کوئی دلیل نقلی اس کتاب میں نہیں جسے وہ علم سمجھتے ہیں۔ اور نہ کوئی عقلی دلیل ہے قرآن شریف کا دعوے اور دلیل سے بیان کردیا اب میں چیلنج کرتا ہوں کہ آپ وید مقدس سے دعوے تناسخ بھی بتائیں۔ اور دلیل بھی دکھائیں۔ پریزیڈنٹ صاحب بہت گھبرائے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ تین حصے کرلیجئے۔ نقلی دلیلوں یعنی صرف حوالوں پر بحث ہو۔ پھر از روئے قرآن شریف بحث ہو پھر عقلی دلیلیں۔ یہ انکی صریح کمزوری تھی۔ دوسرے الفاظ میں وہ اقرار کر رہے تھے۔ کہ وید میں دلائل نہیں بہرحال آریہ مناظر پنڈت پورنانند صاحب جو رکھے تو انہوں نے بھلا جواب ہی کچھ ایسا اوٹ پٹانگ دیا جس سے ہم اسی وقت سمجھ گئے۔ کہ بس یہ رہ گیا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ پہلے تو آپ نے مبحث کو چھوڑ کر یہ سوال شروع کردئے کہ روح کہاں سے آئی۔ اور کہاں جاتی ہے وغیر ذلک۔ اور پھر دبی زبان سے ایک منتر پیش کردیا۔ جس پر زبردست جرح ہوئی۔ آریہ مناظر نے ایک لفظ پر اعتراض کیا۔ اور اسکے معنے جو مسلم مناظر نے کئے۔ اس کے حوالے پوچھے۔ جوانہی کے ہم مذہب تلسی رام صاحب کی کتاب سے دکھلائے گئے تمام منتر مسلم مناظر صاحب سنسکرت میں پڑھکر سناتے تھے۔ اور ان کی تشریح ہی بھاشہ میں جو ایک قابل تعریف بات تھی۔ کوئی ایک گھنٹہ تک پانچ پانچ منٹ کی باری سے بحث چل رہی تھی۔ جو مسلم مناظر نے ایک اور منتر پیش کردیا۔ جسمیں کوئی رشی صاحب دعا کر رہے ہیں کہ گھر کا مالک اور مالکہ سو جائیں۔ اور کتا سو جائے سب سو جائیں۔ اور میں اپنا کام کردوں۔ یہ کام لامحالہ کوئی برا ہی ہوگا۔ ویدوں میں پرمیشور کا بدی کی تعلیم دینا واضح کررہا ہے۔ کہ وید والا تناسخ کا قائل نہیں

کیونکہ بدی کی تعلیم تو وہ خود دیتا ہے۔ اسپر پریزیڈنٹ پھر مناظر بن بیٹھے۔ اور کہنے لگے۔ کہ یہ ٹھیک نہیں ہے یہ ہے وہ ہے۔ اور ساتھ ہی کہا کہ اب مہاشہ شانتی سروپ مناظرہ کرینگے۔ اور پنڈت پورنانند صاحب بیٹھ گئے۔ اور جس انداز سے وہ بیدم ہو کر بیٹھے صاف صاف نظر آرہا تھا کہ آریہ سماج سے [illegible] پنڈت صاحب کو پریزیڈنٹ نے حین بجبین ہو کر جو کچھ سمجھایا۔ اور شانتی سروپ بھی بہتری مدد دیگا۔ وہ کچھ بیان نہ کرسکتے تھے مسلم مناظر نے کہا اگر حوالہ درست نہیں یا جو نتیجہ میں نے نکالا ہے۔ غلط ہے تو آریہ مناظر خود جواب دے لیگا۔ آپ صرف اپنا وقت [illegible] پہلے [illegible] بیان کیا [illegible] [illegible] جونکہ آریہ [illegible] سے [illegible] انصاف [illegible] پریزیڈنٹ صاحب اپنی پوزیشن کے خلاف خود بحث [illegible] لگ گئے تھے۔ اسلئے میر قاسم علی صاحب نے اٹھ کر یہ کہنے کی اجازت چاہی کہ یہ مباحثہ ہے اسلئے طرفین کا ایک ایک پریزیڈنٹ ہونا چاہیئے۔ اور ایسی ایسی باتیں جو ہم فریقین کے پریزیڈنٹ کریں اور مناظر اپنا کام کریں۔ میاں عبدالحق صاحب نے اٹھ کر کہا کہ پریزیڈنٹ میر قاسم علی صاحب ہوں اور کرسی ساتھ کرلینے کے لئے کہا۔ اسپر آریہ سماج کے پریزیڈنٹ صاحب بہت غصہ میں آگئے۔ اور اپنی پوری آواز سے بہت رعب جتانا چاہا۔ کہ اسوقت دوسرا پریزیڈنٹ بنانا آریہ سماج کے جلسہ میں رکاوٹ ڈالنا ہے۔ ایک منٹ کے اندر صدارت کی کرسی خالی ہو جانی چاہیئے ورنہ . . . میاں عبدالحق صاحب نے کہا آپنے مدعو کیا۔ اور میں اپنے روپے خرچ کرکے آیا ہوں اور اب آپ ہماری ہتک کرتے ہیں۔ اور یوں ہمیں مباحثہ سے روکتے ہیں۔ یہ بہت افسوسناک بات ہے۔ ادھر میر قاسم علی صاحب نے کہا۔ کہ آپ مناظرہ سے ہٹتے ہیں تو ادھر سے ہی مناظر بدل دیا جاتا ہے۔ اور میں مناظرہ کروں گا۔ اصل میں آریہ سماج نے اپنی پوزیشن کمزور دیکھکر یہ چاہا کہ بحث تناسخ تو رہ جائے۔ اور اب بدی کی تعلیم

کے متعلق قرآن مجید پر اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا اور یہ سراسر نادرست بات تھی۔ میاں عبدالحق صاحب نے کہا کہ آپنے اڑھائی گھنٹہ ہمیں وقت دیا۔ تناسخ پر بحث ہوگی یا اعلان کردو کہ اب مضمون بدلا جاتا ہے۔ اور جس مضمون پر چاہو بحث کرلو۔ پریزیڈنٹ صاحب نے کہا ایسا نہیں ہوگا اور اگر آپ ٹھیک نہیں سمجھتے۔ تو آپ بطور پروٹسٹ جلسہ چھوڑ دیں۔ میں غلطی کر رہا ہوں تو کر رہا ہوں۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے روک نہیں سکتی۔ میاں عبدالحق صاحب نے کہا آپ زبان سے جو مان رہے ہیں وہ لکھ دیجئے۔ اسپر کہا میں لکھکر نہیں دیتا۔ چنانچہ ان حالات میں مناسب یہی تصور کیا گیا کہ تمام مسلمان بھائی وہاں سے چلے آئیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

اسکے بعد میاں عبدالحق صاحب نے جناب میر محمد اسحق صاحب سے درخواست کی کہ جلسہ کا انتظام کرادیں تو میں وید مقدس [illegible] اور تناسخ پر لیکچر دوں انہیں بتایا گیا کہ ایک جلسہ ہم شانتی سروپ کے اعتراضوں کے جواب میں بعد از نماز مغرب کرنیوالے ہیں اسمیں آپ کو وقت دیا جائیگا چنانچہ رات کو بہت بارونق جلسہ ہوا اور پہلے میاں عبدالحق صاحب کی تقریر وید مقدس کی تعلیم پر ہوئی ہماری طرف سے تو ڈیڑھ گھنٹہ تک بولنے کی گنجائش رکھی گئی مگر وہ آدھ گھنٹہ تک ہی بولے۔ اسکے بعد حافظ روشن علی صاحب نے شانتی سروپ کے اعتراضوں کے بارہ میں کہا کہ بجائے ترک اسلام کے اعتبار اسلام پر لیکچر دینا تو ٹھیک تھا۔ پھر کہا کہ اسلامی خدا پر اس نے اعتراض کیا کہ وہ کافروں کو کافر رہنے دیتا ہے میں کہتا ہوں وہ تو پھر بھی انسان رہنے دیتا ہے۔ لیکن معترض کا خدا تو انسانوں سے کتے اور بلے بناتا ہے (آواگون) پھر اعتراضوں کا جواب کہ سواء علیہم ءانذرتھم میں یہ بتایا کہ جو لیسے کفار ہوں ان کو عذاب الہی سے ڈرانا سودمند نہیں (انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمن) بلکہ ان کو دلائل دینے چاہئیں۔ وقل لھم قولا بلیغا۔ کیونکہ اعتراضات اور شبہات ان کے قلوب پر مستولی ہیں۔ ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ پہلے وہ خدا شناسی ہو تو خشیت بھی پیدا ہو۔ خدا تعالے کا استہزاء فعلی جواب ہوتا ہے۔ کفار نبی اور اسکی جماعت کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ خدا انہیں کو حقیر اور رسوا کر دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان - یوم پنجشنبہ ۲۱ مارچ ۱۹۱۸ء

ایک مباہلہ اور اس کا نتیجہ

ایک [illegible] کا ظہور [illegible] احمدیہ [illegible] تو خوش [illegible] کا [illegible] یہ سمایا - لیکن [illegible] اس [illegible] وحدیث وکتب حضرت مسیح موعودؑ معلوم کر سکے حضرت خلیفہ اولؓ نے اسے جماعت سے خارج کر دیا۔ پھر اسکے بعد معافی ہوئی اور اس کو اصلاح کی موقعہ دیا۔ پھر خلافت ثانی کی بیعت کی۔ پھر کچھ بگڑا (ریشہ دوانیوں سے بھی ساز باز رہی) پھر سیدھا ہوا۔ اور حضرت فضل عمر کو مصلح موعود مان کر بیعت کی۔ پھر دماغ میں کچھ سمایا اور خود مصلح موعود اور یوسف ہونے کا دعوےٰ کیا اور اس پر زور دیا کہ حضرت اقدس نعوذ باللہ صاحب شریعت جدیدہ نبی تھے۔ نماز محمدی طریق پر ہی پڑھنا ضروری نہیں۔ بلکہ قادیان قبلہ قرار دے کر نماز یا مناجات افضل ہے وغیر ذالک۔ چونکہ یہ شخص مطرود ہے۔ اور اس کا کوئی اثر نہیں اس لئے سلسلہ احمدیہ کے مرکز میں اس کو مخاطب نہیں کیا جاتا۔ اور نہ اس کی تحریروں پر نوٹس لیا جاتا ہے۔ اسکے ساتھ صرف حکیم نور محمد دندان ساز لاہور ہیں۔ چونکہ حکیم محمد الدین صاحب اس کے ماموں ہیں۔ جسے مولوی ظہیر کہا جاتا ہے۔ اس لئے ان کو اس رشتہ کے لحاظ سے طبعاً اسکے معاملہ میں زیادہ دکھ ہے۔ انہوں نے حکیم نور محمد پر

اتمام حجت کے لئے مباہلہ کر لیا۔ [illegible] سے [illegible] عقیدہ حکیم نور محمد۔ میں حکیم نور محمد مالک ہمدم صحت لاہور بیان کرتا ہوں۔ اور یہ اعتقاد ظاہر کرتا ہوں کہ مولوی محمد [illegible] الدین [illegible] ظہیر الدین موعود مسیح سلسلہ اور حضرت اقدس مسیح موعود کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مصداق [illegible] اور مصلح موعود و یوسف موعود [illegible] ۲۳ عقیدہ حکیم محمد الدین [illegible] دعا کرتا ہوں کہ جو [illegible] کو [illegible] عقیدہ درست سمجھتا ہے [illegible] کچھ نہیں سمجھتا۔ علاوہ [illegible]

[illegible]

یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو سچا ہے اس کی تائید اور نصرت کر۔ اور اس کو تمام جماعت سے ایک سال تک سمجھا دے۔ اور ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے۔ اسکے اوپر سیاہی اور عذاب نازل کر۔ اور کوئی ایسی بیماری نازل کر جس سے وہ بیکار ہو جائے۔ العبد

حکیم نور محمد مالک ہمدم صحت لاہور۔

حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ۔

گواہ شد:۔ قاضی محمد عالم احمدی ساکن کوٹ قاضی

گواہ شد:۔ نصیر الدین احمدی۔

اس مباہلہ کا خوف کس فریق نے محسوس کیا ہے پہلے تو حکیم نور محمد کے مولوی ظہیری نے شائع کیا کہ میرے ماموں صاحب جناب حکیم محمد الدین صاحب نے جو یہ بات میری طرف منسوب کی ہے کہ میں قرآن شریف کی شریعت کو مکمل نہیں سمجھتا۔ یہ مجھ پر افترا کیا گیا ہے۔ میں سچے دل سے آیت اکملت لکم دینکم پر ایمان رکھتا ہوں۔" یہ ایک قسم کا رجوع تھا۔ جو ظہیر نے کر کے اس

عذاب الٰہی کو ٹالنے کی کوشش کی۔ جو جھوٹوں کے لئے مقدر ہے۔ مگر چونکہ یہ الفاظ ذو معنی تھے اور عمل وعقیدہ اسکے خلاف۔ اسلئے اس رجوع کا پورے طور پر فائدہ نہ اٹھا سکا۔ بلکہ حکیم صاحب کے مقابلہ میں مرشد و مرید دونوں نے اس عذاب سے حصہ لیا جو مباہلہ کرنے والوں میں سے جھوٹے فریق کے لئے مقدر ہے۔ اسلئے حکیم محمد الدین صاحب کا مضمون ملاحظہ ہو۔ کو [illegible] اشاعت ہوں [illegible]

ہوا

ڈاکٹر نور محمد [illegible] انارکلی لاہور اور [illegible] ایک سال میعاد قرار پایا [illegible] تاہم ہر دو میں سے جو [illegible]

[illegible]

[illegible] کی بعد [illegible] ختم ہو گئی ہے۔ اور [illegible] الدین صاحب [illegible] ایک [illegible] کر کے چالاکی سے جھوٹ [illegible] اور [illegible] کو عمل [illegible] اپنے حق پر ہونے کا نتیجہ نکال کھڑا کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:۔

"حکیم محمد الدین صاحب کا یہ حال ہوا کہ وہ ایسی سخت بیماری میں مبتلا ہوئے۔ کہ تین دفعہ ان کی حالت یاس کی حد تک پہونچی۔ آخر ایک دن ان کی ہمشیرہ اور انکے بھائی نے مولوی محمد ظہیر الدین صاحب کو بلایا۔ انہوں نے آکر انکے حق میں سلامتی کی دعا کی جسکے بعد وہ بچ رہے۔"

سو پہلا جواب اس کا تو لعنت اللہ علی الکاذبین ہے۔ اور دوسرا جواب میرے بھائی حکیم احمد الدین کی شہادت ہے۔ جس نے بقول آپکے ظہیر الدین کو بلا کر میرے لئے دعا کرائی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "ڈاکٹر نور محمد صاحب نے جو کچھ میرے بھائی حکیم محمد الدین صاحب کی بیماری اور ظہیر الدین کو بلانے اور اس سے دعا کرانے کے متعلق لکھا ہے۔ سرتاپا افترا اور جھوٹ محض ہے۔" علاوہ بریں خود ڈاکٹر نور محمد صاحب و دیگر احمدی احباب علی الخصوص جماعت احمدیہ سیالکوٹ و گوجرانوالہ

سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ میرا بھائی حکیم احمد الدین اور میری ہمشیرہ والد ظہیر الدین حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ ربہ خلیفۃ المسیح کے مخلص مرید ہیں۔ ظہیر کو جھوٹا، گمراہ اور بے دین یقین کرتے ہیں۔ اس سے ہم دعا کرنے کیلئے ہیں باقی رہا یہ کہ ڈاکٹر نور محمد اور اس کا مرتد یوسف بھی اس سال ہر ایک قسم کی بلا اور قہر الٰہی سے محفوظ رہتے ہیں۔ تو پھر اب اللہ مبارک کیا ہوا۔ سو واضح ہو کہ یہ ہر دو شخص غضب اور قہر الٰہی میں گرفتار ہیں۔ اول میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان کا لخت جگر حمید احمد امن (ل) اسلامیہ سے ... ہو کر آریہ سمت میں شامل نہیں ہوا۔ اور یہ واقعہ ان کے لئے اور ظہیر الدین کے لئے جس کا وہ مرید ہے ... اور صدمہ نہیں۔ اور کیا خود ظہیر الدین اس سال (قہر) کے زیر عتاب نہیں رہا۔ اور اپنے خیال میں صرف دنیا کے لئے ذلیل ہونا ان ہر دو مرید و مرتد پر کم قہر الٰہی ہے بشرطیکہ غیرت ہو۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کے مرشد صاحب ظہیر لیسے پاس رہے۔ کہ جو اس ماتحت ہو کر بلا رخصت گھر پہنچے۔ اور اس کی پاداش میں محکمانہ سزا ہوئی۔ کیا یہ عجیب حکمت الٰہی ہے۔ کہ جہاں اس کی یہ ملازمت کی ذلت ایک طرف مباہلہ کے اثر کو ثابت کرتی ہے۔ دوسری طرف اس کی یوسفیت کو بھی بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ کیونکہ اصلی یوسف (حضرت یوسف علیہ السلام) تو دربار شاہی میں حفیظ امین ثابت ہو کر عزت پاتے ہیں۔ اور یہ ذلیل ہوتا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے تو ان کے بھائی معافی کے خواستگار ہوتے۔ اور مغفرت کی شفاعت چاہتے ہیں۔ لیکن یہ عجب یوسف ہے کہ بذریعہ اپنے والد کے جو کہ اس کا مرید بھی ہے۔ اپنے بھائیوں کے آگے مغفرت مانگتا اور ہدایت کی درخواست کرتا ہے جیسا کہ احمدی احباب پر پوشیدہ نہیں کہ اس کے والد نے سالانہ جلسہ پر چھ ہزار کے مجمع میں بحضور حضرت خلیفۃ المسیح نہایت مضطربانہ لہجہ میں اس کے لئے دعا ہدایت کی درخواست کی۔ مجھے خدا کے فضل اور رحمت ... قوی ... بالآخر میں بھی خدائے ارحم الراحمین ... سے یہی دعا کرتا ہوں۔ کہ یہ ابتلاء جو ... کے ... ان کو ... موجب رحمت ... تو ... ساتھ لائیں۔

(نوٹ) اس جگہ مباہلہ کے متعلق ڈاکٹر نور محمد کے ساتھ ظہیر الدین کو بھی مد مقابل ٹھہرانے کی وجہ یہ ہے۔ کہ ظہیر الدین نے خود اپنے تئیں اس معاملہ میں گھسیڑ دیا ہے۔ جیسا کہ مباہلہ کا اعلان دیکھنے والوں سے مخفی نہیں۔ ماسوا اس کے یہ ... باہر نہیں رہ سکتا۔ دیں جو ذلت ... ظہیر الدین کو پہنچی ہے اس میں ڈاکٹر محمد ہی شریک ہے۔ ... مجھے ... دیں اس عرصہ میں خدا کے فضل سے ... وہاں پر ... عاکسار ...

ڈاک خانہ قادیان میں اندھیر

نمبر (۱)

گذشتہ پرچہ میں ہم نے لکھا تھا کہ ڈاک خانہ قادیان کے متعلق آئندہ مفصل عرض کیا جائے گا۔ کیونکہ سب پوسٹ ماسٹر صاحب قادیان کی خدمت میں ایک چٹھی بغرض معلوم کرنے چند امورات کے ارسال کی تھی۔ اس کے جواب صواب کا انتظار تھا۔ اب اس کا جو جواب سب پوسٹ ماسٹر صاحب کی طرف سے ہمیں موصول ہوا ہے۔ وہ اپنی حیثیت میں نرالا نہایت ناشائستہ اور تہذیب سے گرا ہوا ہے۔ جس کو ہم اپنے موقعہ پر اس سلسلہ مضمون میں نقل کریں گے۔ اول ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ڈاکخانہ اور پبلک کا باہمی کیا تعلق ہوتا ہے۔ اور اہالیان ڈاکخانہ کو پبلک کے ساتھ کس طرح برتنا چاہیئے۔ اس کے بعد سب پوسٹ ماسٹر صاحب و دیگر کلرک صاحبان ڈاکخانہ قادیان کا طرز سلوک جو خاص احمدیہ پبلک کے ساتھ ہے۔ بتائیں گے۔

گورنمنٹ برطانیہ کے احسان

یہ امر تمام اہل ملک کو اچھی طرح سے معلوم ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے (خدا اس کو ہمیشہ بامراد اور کامیاب ہمارے سر پر سایہ فگن رکھے۔ آمین) اپنی رعایا کے واسطے ہر قسم کی آسائشیں سہولتیں آرام و راحت کے سامان اپنے علم و مال و دولت کو صرف کر کے بہم پہونچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کو شمار کرنا چاہیں۔ تو ہزارہا صفحات کی کتابیں اون کے شمار سے پُر ہو سکتی ہیں۔ آج تمام دنیا میں یہی گورنمنٹ ایک واحد گورنمنٹ ہے۔ جس کو اپنی رعایا کے آسائش اور آرام اور فائدہ رسانی کی دھن لگی رہتی ہے اور گورنمنٹ برطانیہ ہی ایک ایسی گورنمنٹ ہے۔ جس کی تمام رعایا ہندو ہو یا مسلمان۔ سکھ ہو یا عیسائی۔ نہایت امن و عافیت سے زندگی بسر کرتی۔ اور اپنے ... معظم کو دعائیں دیتی۔ اور جان و مال فدا کرنے کے لئے ہر دم طیار اور آمادہ رہتی ہے۔ یہی گورنمنٹ وہ عادل گورنمنٹ ہے۔ جس کے عدل و انصاف کے آگے نوشیرواں عادل کا نام لوگوں کو بھول گیا ہے۔ ہماری محسنہ گورنمنٹ جس نظر شفقت و عزت سے اپنی رعایا کو دیکھتی اور اس کی قدر و منزلت و عزت افزائی فرماتی ہے۔ اس کی نظیر آج روئے زمین کی تمام سلطنتوں اور گورنمنٹوں میں نہیں ملتی۔ غرضیکہ ہم گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا کوئی شمار نہیں کر سکتے۔ ریل ہے تو ہمارے آرام کے لئے۔ پریس ہے تو ہمارے کام کے لئے۔ سڑکیں ہیں تو رفاہ عام کے لئے۔ ٹیلیگراف ہے تو فائدہ خاص و عام کے لئے۔ ڈاک خانہ ہے تو ہماری خطوط رسانی اور پیغامبری وغیرہ کے بخوبی باقاعدہ بحفاظت سرانجام کے لئے۔ غرضیکہ کوئی شعبہ یا صیغہ ہماری سرکار کا ایسا نہیں جس میں رعایا کے فوائد کو مقدم اور مد نظر نہ رکھا گیا ہو۔

ڈاکخانہ اور ریلوے کا پبلک تعلق

جب یہ امر واقعہ ہے تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ جن جن صیغہ جات کے ساتھ رعایا و سرکار کا تعلق ہے۔ ان تمام صیغوں کی نگرانی بھی اس طرف سے کی جاتی ہے

کہ جس سے بڑھکر متصور نہیں۔ اور ایسے تمام صیغہ جات کے افسروں سے لے کر اعلیٰ افسروں تک کو چونکہ ہر دم رعایا سے واسطہ پڑتا ہے اسلئے ایسے صیغہ جات کے طبقہ کے ملازم پبلک کے ساتھ نہایت حسن سلوک اور اخلاق و تہذیب کا برتاؤ کرتے۔ اور ان کی ہر ایک شکایت پر پوری توجہ فرماتے۔ اور مقدر بھر کوشش سے ان شکایات کو رفع کرتے۔ اور با مراسلہ شریفانہ جواب دیتے ہیں۔ اگر ایک ادنیٰ شخص بھی رعایا میں سے کسی اعلیٰ سے اعلیٰ افسر ملی تار۔ ڈاک کی جائز شکایت کرے۔ تو کبھی یہ نہیں ہوتا کہ اوس کی عرضداشت کو معمولی آدمی کی درخواست یا شکایت سمجھکر پھینک دیا جائے۔ فوراً تحقیقات ہوتی۔ اور شکایت کے صحیح نکلنے پر قصور وار کو قابل عبرت سزا ملتی ہے۔ اور اسطرح شکایت کنندہ کو مشکوری کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ خصوصاً ریلوے اور ڈاک خانہ کے متعلق حکام بالخاص طور پر شکایات کو سنتے اور مناسب انتظام فرماتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو بعض ملازمان ریل و ڈاک رعایا کو بہت تکلیف دیں۔ کیونکہ ان دونوں محکموں سے زیادہ فائدہ رعایا کو پہنچانا مقصود ہے۔ اور ان دونوں کی آمدنی بھی رعایا سے ہی ہوتی ہے۔ اور پبلک حقوق ریلوے اور ڈاک خانہ پر بہت زیادہ ہیں۔ بلکہ یہ کہنا درست ہے۔ کہ یہ دونوں محکمے رعایا کے ہی ملازم ہیں۔ اور رعایا کے روپیہ سے ہی یہ چل رہے ہیں۔ اگر رعایا کے حقوق کی پرواہ نہ کی جائے۔ تو بے شک یہ ظلم اور حق تلفی ہے۔ لیکن جہاں تک ہمارا علم و تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ پبلک کے حقوق کی حفاظت کیجاتی اور ان کی حق تلفی کرنیوالے کو خواہ کوئی بھی ہو۔ قصور وار ثابت ہونے پر سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔

ڈاک خانہ قادیان

اس مختصر تمہید کے بعد ہم ڈاکخانہ قادیان کے متعلق کچھ عرض کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ قادیان میں ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا کہ ایک معمولی برانچ پوسٹماسٹر ہوتا تھا جو عہدہ دار بھی تھا۔ اور ڈاک کا کام بھی کرتا تھا۔ اس کو ڈاکخانہ کی طرف سے بھی تھوڑی سی تنخواہ ملتی تھی۔ لیکن جب سے سلسلہ احمدیہ قائم ہوا۔ اور تمام اطراف عالم میں یہ سلسلہ پھیلتا گیا۔ تو قادیان چونکہ بانی سلسلہ احمد علیہ السلام کی جائے سکونت تھی۔ قادیان اس سلسلہ کا مرکز قرار پایا۔ اور تمام ہندوستان و یورپ و بلاد عرب و کابل وغیرہ ممالک سے سلسلہ خط و کتابت و آمد و برآمد نقدی و پارسل وغیرہ اسقدر بڑھتا گیا کہ اب ایک برانچ پوسٹماسٹر کے بس کا یہ کام نہ رہا۔ اور ضرورت ہوئی۔ کہ یہاں ایک مستقل ڈاکخانہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر اسقدر ترقی ہوئی۔ کہ خاص قادیان میں پریس قائم ہو گئے۔ اور اخبار و رسالجات ہفتہ وار و ماہوار نکلنے شروع ہوئے۔ جسکے واسطے افسران بالا نے یہاں بجائے (?) سات روپیہ ماہوار والے برانچ پوسٹماسٹر کے ایک ساٹھ ستر روپیہ ماہوار کا سب پوسٹماسٹر مقرر کیا اس اکیلے سے ہی کام نہ چل سکا۔ تو بوجہ زیادتی کام اس کو دو کلرک دیئے گئے۔ اب ڈاک خانہ قادیان میں ایک سب پوسٹماسٹر اور دو کلرک ایک پیکر دو پوسٹ مین علاوہ دیہات کے پوسٹ مینوں کے صرف قادیان کے لئے مقرر ہیں۔ جو احمدیہ جماعت کے خطوط و پارسل و وی پی و منی آرڈر تقسیم کرتے ہیں۔

قادیان میں ڈاک کا کام

قادیان میں سب سے کثیر حصہ آمدنی ڈاک کا خاص احمدیہ پبلک سے ہوتا ہے۔ قادیان میں اسوقت ایک سٹیم پریس۔ تین دستی پریس قائم ہیں۔ چار اخبار چار رسالے۔ ایک اخبار پندرہ روزہ دو ہفتہ وار ایک ہفتہ میں دو بار اور ایک رسالہ ریویو انگریزی ایک ریویو اردو۔ ایک رسالہ تشحیذ الاذہان ایک رفیق حیات طبی ماہوار صرف احمدیوں کے نکلتے ہیں جنکے ایک ایجنسیاں ہیں۔ جو احمدیوں کی ہی ہیں۔ دو سکول۔ ایک ہائی سکول ایک عربی سکول اور دو بورڈنگ احمدیوں کے ہی ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کسقدر وی پی و منی آرڈر اور خطوط وغیرہ احمدیہ جماعت قادیان کے آتے جاتے ہیں۔ اور اس جماعت کی کتنی کثیر آمدنی ڈاکخانہ کو ہوتی ہے۔ اور کسقدر ڈاک خانہ کے ساتھ اس جماعت کا تعلق ہے۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ پبلک قادیان کا کام اس ڈاکخانہ سے نکالدیا جائے تو پھر یہاں ضرورت ہی نہیں۔ کہ کوئی ڈاکخانہ رہے۔ نظر بوجوہات بالا صاف ظاہر ہے کہ احمدیہ پبلک قادیان کے جسقدر زیادہ حقوق ڈاک خانہ قادیان پر ہیں۔ اوس قدر یہاں کے باشندوں میں سے کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ اور احمدیہ جماعت کو اگر ڈاک خانہ قادیان کے ملازمین بیجا تکلیف دیا چاہیں۔ اور نہایت سختی کا برتاؤ ان سے کریں۔ اور ان کی شکایات کو غلط اور بیجا اور فضول اور کینہ اور دشمنی کا باعث قرار دیں۔ تو لازمی نتیجہ اس کا یہ ہوگا۔ کہ ملازمان ڈاک خانہ قادیان اور احمدیہ پبلک کے باہمی تعلقات نہایت خطرناک اور ایک ناراضگی کا موجب ہونگے۔ جیساکہ موجودہ سب پوسٹماسٹر صاحب و دیگر کلرکان ڈاک خانہ نے تشریف لاکر تھوڑے ہی عرصہ میں احمدیہ پبلک کو اپنے مخالفانہ رویہ اور (?) طرز سے جو بعض نا واجب اور خفیہ وجوہات کی بنا پر ہے بہت سی شکایات کا موقعہ دیدیا ہے۔ جن کا مفصل ذکر معہ ان خفیہ وجوہات کے ہم آئندہ کسی پرچہ میں پبلک کے سامنے پیش کرینگے۔ اور تمام حالات سے (?)

ضروری اطلاع

خدا کے فضل سے فاروق نے سنہ رواں کی سہ ماہی اول نہایت باقاعدگی سے پوری کی ہے۔ اور ہر ہفتہ کا پرچہ ٹھیک جمعرات کے روز جو اس کی اشاعت کا دن ہے۔ خریداران کے نام ڈاکخانہ قادیان سے روانہ ہوتا رہا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ بھی اسی باقاعدگی سے فاروق شائع ہوتا رہیگا۔ سہ ماہی اول کا یہ گیارہواں نمبر ہے۔ اگلا پرچہ جو ۱۹ مارچ کو شائع ہوگا وہ آخری پرچہ سہ ماہی اول کا ہوگا۔ اور اسکے ساتھ ہی ان احباب کا چندہ جن سے صرف ایک ایک روپیہ بابت سہ ماہی اول وصول کیا گیا تھا ختم ہو جائیگا۔ اسلئے دوسری سہ ماہی کیلئے حسب دستور ان خریداران کے نام جن کا چندہ تین ماہ کا ختم ہو چکا ہے یا جنکے ذمہ سہ ماہی سال کا ایک روپیہ باقی ہے۔ [illegible] والا پرچہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اسلئے ان احباب کو [illegible] وی پی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ [illegible]

نامہ صادق

انگلستان سے

نمبر ۱

(۲۲ - دسمبر ۱۹۱۵ء)

ملاکو مبارکباد نومبر کے اخیر میں حضرت [illegible] کی ولادت [illegible] کا تار انگریزی [illegible] محمد حیدر [illegible] سے مبارکباد کا خط ارسال [illegible] جماعت [illegible] کی [illegible] احمد [illegible] اور جسکے [illegible] خلیفۃ المسیح [illegible]

یہاں [illegible] خاندان [illegible] ظاہر ہوتی ہے

ہمدردی حیوانات [illegible] ہمدردی حیوانات کا ایک جلسہ ہوا۔ ایک پادری [illegible] ہمدردی [illegible] میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح سے ایک مثال [illegible] کسی سفر سے واپسی پر آپ نے فرمایا کہ پہلے گھوڑوں کی زین اتارو پیچھے نماز پڑھو۔ میں نے پادری صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ ایسی ہی مثال جو وہ لائے۔ وہ نبی کریم کی زندگی سے ہے۔ اور پھر قرآن شریف سے ہمدردی حیوانات کا حکم ان کو سنایا۔

سردی یہاں کی سردی تاحال تیس درجہ ٹمپریچر سے کم نہیں ہوئی۔ بہ نسبت لنڈن کے سورج زیادہ دیر تک باہر رہتا ہے۔ یعنے بادلوں میں سے دکھائی دیتا ہے

چھوٹے دن موسم گرما میں میں نے ایک دفعہ لکھا تھا کہ دن اتنا بڑا ہوتا ہے کہ میں نے ایک رپورٹ شام کے ۹ بجے دن کی روشنی میں لکھی تھی۔ مگر آج کل دن اتنا چھوٹا ہے کہ چار بجے شام کے سب چراغ روشن ہو جاتے ہیں۔ اور بعض ۲ بجے کمرے کے اندر بغیر چراغ کے کام نہیں کر سکتے۔ لیکن انگریزوں نے جو اوقات کھانے کام کرنے وغیرہ کے مقرر کر رکھے ہیں ان میں فرق نہیں آتا۔

میرا لباس آج کل کتاب [illegible] سے تاحال یہاں کوئی کپڑے نہیں بنوائے۔ وہی کپڑے جو لاہور میں بھائی [illegible] صاحب نے ساتھ ہو کر خرید کر دئے۔ [illegible] کوٹ تو میں ہندوستان سے [illegible] لایا تھا [illegible] صاحب نے خرید کر دیا [illegible] آج کل [illegible] الرحمٰن صاحب [illegible] میر [illegible] ہم اللہ [illegible] نیاں [illegible] ہیں [illegible] ہر وقت پہلے [illegible] اور کوٹ [illegible] ہی جیسی صورت [illegible] اور [illegible] تاحال [illegible] معلوم ہو [illegible] آگے دیکھا جائے جو اللہ کو منظور ہو [illegible] اور والیس کا پاجامہ پہن کر تین کمبل ایک شال اور ایک لحاف اوڑھتا ہوں۔ اور گاہے ایک گرم جبہ بھی پہن کر سوتا ہوں جو مجھے اخویم میاں چراغ الدین صاحب نے ساتھ کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور ان کے اہل وعیال پر برکات نازل کرے۔ آمین۔ مگر اس لباس کے ساتھ ایک اور ضروری بات جو ہے وہ یہ کہ دن رات بیٹھنے، سونے اور کھانے کے کمرے جو الگ الگ ہیں۔ ہر وقت پہاڑی کوئلہ کی تیز آگ سے گرم رہتے ہیں، سونے کے کمرے کی کہ اس کی آگ کو اگر رات کو اٹھ اٹھ کر بار بار تیز نہ کیا جائے تو بجھ جاتی ہے۔ اسواسطے سونے کے کمرے میں گیس کی آگ کا انتظام کرنے کا ارادہ ہے۔ ونڈسل اسٹریٹ میں جو ہمارا مکان تھا۔ وہاں برادرم قاضی صاحب نے گیس کی آگ کا انتظام کیا تھا۔ اور تجربہ سے وہ بہت مفید ثابت ہوا۔ اسکے لگنے میں ابتدائی خرچ زیادہ ہے۔ مگر بعد میں قریباً کوئلہ کے برابر خرچ ہوتا ہے۔ اور جب چاہیں فوراً آگ روشن کر سکتے ہیں۔ کم کر سکتے ہیں یا بالکل بجھا سکتے ہیں ٭

یہ سب چھوٹی چھوٹی باتیں اسواسطے لکھ رہا ہوں کہ ہمارے آیندہ آنیوالے مشنریوں کے واسطے ضروری معلومات کا ذخیرہ ہو جائے۔ اگر آیندہ آنیوالے اصحاب میرے حالات کو بغور پڑھ لینگے۔ تو امید ہے کہ ان سے ان کو انشاء اللہ بہت مدد ملیگی۔ اور مجھے ثواب۔

آیندہ مشنری کیونکہ میری رائے میں یہاں کا کام چند سالوں میں ختم ہونیوالا نہیں۔ اس کے واسطے ضرور بہت زیادہ [illegible] کو مشنوں کی ضرورت ہے بالخصوص [illegible] یہاں حضرت عیسائیوں اور دہریوں کے ساتھ [illegible] احمدی اور ان سے بڑھکر کسی زمانے کے [illegible] پر آمادہ اور سرپیکار ہیں۔ گو [illegible] کے متعلق میری یہی رائے ہے۔ کہ دو سال یا سہ سالہ [illegible] کی بجائے عمر بھر کے مشنری ہو جائیں۔ جو بالکل اپنی [illegible] وضع کر کے اور آیندہ آرزوں اور خواہشوں کو خیرباد کہکر کسی ایک جگہ بیٹھ جائیں۔ اور اپنی دعا۔ توجہ تعلیم محبت سلوک۔ وجاہت اور ہر طرح کی کوشش سے اس مقام کو احمدی مقام بنادیں۔ دو چار سال میں تو میرے خیال میں ایک آدمی ایک جگہ کے متعلق مشکل علم حاصل کر سکتا ہے۔ کہ وہاں کے کام کی مناسب سکیم بنا سکے۔ ہاں مشنریوں کے واسطے ضروری ہے کہ قادیان جایا کریں اور کچھ رہ کر پھر واپس آجائیں۔ اور جب عمر رسیدہ ہو جائیں اور وہ چاہیں۔ تو پنشن لیکر قادیان میں بیٹھ جائیں ٭

مولوی شیر علی صاحب کے رؤیا کے مطابق تو میرا کام بطور صبح صادق کے ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے لیکن اگر میرے سپرد صرف صبح صادق کا وقت ہے۔ تو پھر دن چڑھانے والے اور اصحاب ہونگے یا دونوں کام خدا تعالیٰ مجھ سے لینا چاہتا ہے۔ وہی بہتر جانتا ہے۔ میں تو ہر امر کے واسطے تیار ہوں ۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

استعمالِ ادویہ میں نے تاحال یہاں ادویہ کا چنداں استعمال نہیں کیا۔ تھوڑی سی اکسیر البدن جو میں نے اپنے تیار کی تھی۔ ساتھ لایا تھا۔ وہ سردیوں میں بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ تین ماہ سے زائد عرصہ ہوا ہے۔ ایک دوست نے لکھا تھا کہ مفرح عنبری عنقریب روانہ کی جائے گی۔ میرا خیال تھا کہ سردیوں میں بہت مفید ہو گی۔ مگر تاحال نہیں پہونچی۔ شائد آبی جانوروں کی نذر ہو گئی۔ مولوی سید عبد الحکیم صاحب نے کٹک سے تحریر فرمایا۔ کہ ہمارے پاس چند دوائیں ہیں۔ جو بدن کو سردی سے بچاتی ہیں۔ اگر آپ تحریر فرماویں تو بھیجی جاویں۔ یہ اگر کی انہوں نے خوب کہی۔ ایسی تھے تو فوراً بھیج دینی چاہیئے تھی نہ کہ اسکے متعلق دریافت کرنا ضروری تھا۔ حکیم الطاف حسین صاحب نے انجولی سے کچھ دوائی ارسال فرمائی ہے۔ مگر تاحال نہیں پہونچی۔ (۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء) یہاں کے ایک ڈاکٹر صاحب نے کاڈ لور آئل مالٹ کا استعمال بتایا ہے۔ وہ میں تھوڑا سا صبح کھاتا ہوں۔ دوائیوں کا تو یہ حال ہے۔ غذا میں یہاں کی روٹی مجھے ہضم نہیں ہوتی۔ خالص گیہوں کے بسکٹ روٹی کی بجائے استعمال کرتا ہوں۔ گوشت۔ مچھلی۔ چائے دودھ۔ تازہ پھل جو مل سکے وہ یہاں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اور میں اس کا زیادہ استعمال رکھتا ہوں یہ تو غذا ہوئی۔ ورزش زیادہ تر ہوا خوری اور گاہے ڈمبل سردی سے بچاؤ کے واسطے ایک کتاب میں مینے پڑھا ہے کہ سرد پانی سے غسل مفید ہے۔ مکرمی چودہری ظفر اللہ خان صاحب نے فرمایا تھا کہ میں ہمیشہ ٹھنڈے پانی سے ولایت میں غسل کرتا تھا۔ یہ بات مجھے بہت عجب معلوم ہوئی تھی۔ کیونکہ میں ہندوستان میں بھی ٹھنڈے پانی سے غسل کا عادی نہ تھا۔ لیکن یہاں مجھے اتنی برداشت ہو گئی ہے۔ کہ ہر صبح غسل خانے میں بیٹھ کر دو لوٹے ٹھنڈے پانی کے جلدی سے بدن پر ڈال کر فوراً تاویے سے خشک کر کے جلدی جلدی کپڑے پہن لیتا ہوں اس کا نام غسل تو نہیں۔ مگر اس سے مینے بہت فائدہ محسوس کیا ہے۔ دن بھر گویا اس غسل کے سبب سے کچھ گرمایش رہتی ہے۔ جو سردی لگنے سے بچاتی ہے

ہندوستان میں ایام سرما میں عاجز کو دورہ سردرد ہو جایا کرتا تھا۔ یہاں بھی خفیف دورہ ہوا۔ جو تین دن رہا۔ مگر ویسی تکلیف نہیں ہوئی جیسی ہندوستان میں ہوتی تھی ۔

مچھلی اور دودھ ہندوستان میں جب کبھی گھر میں مچھلی پکا کرتی تھی۔ تو اس دن دودھ کا پینا نہایت مضر سمجھا جاتا تھا۔ اور گھر میں سب کو تاکید رہتی تھی کہ آج ہرگز کوئی دودھ نہ پیئے۔ یہاں میں دیکھتا ہوں کہ مچھلی اور دودھ ہر دو اکٹھے کھائے اور پیئے جاتے ہیں اور کسی کو وہم بھی نہیں ہوتا کہ اس سے کوئی نقصان ہو گا۔ ممکن ہے کہ کچھ آب و ہوا کی تاثیر الگ ہو۔ پہلے اول مسٹر سلیم کے ہاں جو سوئٹزرلینڈ میں عاجز کے اتھ پر مسلمان ہوئے۔ مجھے مچھلی اور دودھ دیا گیا۔ طبیعت مضائقہ کرتی۔ مگر بعض لیسے وجوہات تھے۔ کہ میں انکار نہ کر سکا۔ اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ پڑھ کر کھا لیا گیا۔ اسکے بعد یہاں کئی دفعہ میز پر ہر دو شے آتی ہیں۔ اور استعمال کیجاتی ہیں ۔

صحت الحمد للہ عاجز کی طبیعت اچھی ہے۔ اگرچہ سردی بہت ہے۔ اور باہر نکلنے کا کم موقعہ ہوتا ہے۔ اور تبلیغ کا موقعہ بھی یہاں بہت کم ہے۔ مگر لنڈن کی نسبت یہاں سردی کم ہے ۔

برادرم قاضی صاحب میرے یہاں آنے پر چنداں راضی نہ تھے۔ اور یہ انکی محبت کا تقاضا تھا۔ جو جدائی کو ناپسند کرتی ہے۔ مگر اب لکھتے ہیں کہ اچھا ہوا کہ آپ چلے گئے۔ لنڈن میں شدید سردی۔ برف۔ کیچڑ دھند ایسی کہ چند قدم پر کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ باہر نکلنا مشکل۔ ہر وقت آگ کے پاس رہنے سے دم گھٹتا ہے۔ ملازمہ بیمار ہو کر چلی گئی۔ کھانے کی بعض اشیا ملتی نہیں۔ بہت ہی تکلیف میں ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان کے لئے اور تمام مبلغین کے واسطے آسانیاں پیدا کرے۔ اور ہر شر اور فتنہ سے بچائے اور کام میں برکات نازل کرے۔ اور اپنے رحم سے مخلوق کو ہدایت کے راہ پر لائے۔ وہی ہادی ہے۔ عاجز کو ایک شب خفیف سا بخار ہوا۔ جس کا سبب غالباً سردی تھا۔ اور بعض دفعہ یہاں کی ڈبل روٹی کی ناموافقت سے بجشی ہونے لگتی ہے مگر عموماً طبیعت بحال رہی ہے۔ وہی اللہ حافظ اور ناصر ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

"صادق"

بانیٔ آریہ سماج کے اقوال میں تناقض

نمبر ۴

(از منشی فضل حسین صاحب مہاجر قادیان)

[illegible] کے کلام میں جو تناقضات بکثرت موجود [illegible] چند بطور نمونہ مشتے از خروارے [illegible] تین گذشتہ نمبروں میں پیش کر چکے ہیں۔ آج اسی مضمون کے ذیل میں چوتھا نمبر بھی ہدیہ ناظرین کر کے اس مضمون کو پایۂ اکمال تک پہنچاتے ہیں۔ کیونکہ اگر اس مضمون کو جاری رکھا جاوے۔ تو یہ ایک سال کے عرصہ میں بھی اختتام تک نہیں پہونچ سکتا۔ ابھی ہم کو اور بھی بہت سے مسائل پر (جو دیانندی حضرات کے نزدیک مایۂ ناز ہیں) روشنی ڈالنی ہے۔ اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مضمون کو چار نمبروں میں ہی ختم کیا جاتا ہے۔ ہاں اگر کسی دیانندی دوست نے ان تناقضات کی تطبیق سنجیدگی و متانت کا پہلو لئے ہوئے اور مدلل کر کے دکھلائی۔ تو ہم نہایت خوشی سے قبول کر کے بقایا تناقضات کی فہرست بھی اس مرد میدان کی خدمت میں فاروق کے ذریعہ پیش کر کے اپنی تسلی کے خواہاں ہونگے۔ لیکن بقول حضرت غالب یہ توقع مفقود ہے

غالب تمہیں کہو کہ ملیگا جواب کیا
مانا کہ ہم کہا کئے اور وہ سنا کئے

(۱۲) پرمیشور پرتیکش نہیں کیا جاسکتا سوامی جی پرمیشور (خدا) کی ہستی کے ثبوت کے متعلق معترض کو جواب دیتے ہیں۔

سوال از معترض۔ ثبوت ایشور کا جبکہ

پرتکش (ثبوت بذریعہ احساس) تعالیٰ شیا جاسکے خالی نہیں (بحوالہ سانکھیہ درشن ۱-۲-۹۰) علیٰ ہذا القیاس پرا کی کا تعلق نہ ہونے سے انومان (قیاس) نہیں ہو سکتا (بحوالہ سانکھیہ ۵-۱۱) اور پرتکش وانومان کے نہ ہونے سے شبد پرمان (قول صحیح) ہی نہیں لگ سکتا۔ پس ایشور ثابت نہیں ہو سکتا۔"

معزز ناظرین یہاں معترض نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ کہ پرتکش پرمیشور پر عائد نہیں ہو سکتا۔ اور ساتھ سانکھیہ درشن کے حوالجات بھی پیش کئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب پرتکش نہیں تو اس کی ہستی موہوم ہوئی۔ اب سوامی جی کے جواب کو ملاحظہ فرمایئے۔ کیا درافشانی ہوتی ہے۔

جواب "اسجگہ مراد یہ ہے کہ ایشور کے ثابت کرنے میں پرتکش پرمان نہیں عائد ہوتا۔"
(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۱)

معترض تو اپنے دعوے کے اثبات میں سانکھیہ درشن کے حوالے لا رہا ہے۔ مگر سوامی صاحب جواب کی بجائے یہی فرما کر تسلی کرنی چاہتے ہیں کہ "ایشور کے ثابت کرنے میں پرتکش وغیرہ عائد نہیں ہوتے" ہے مہاراج آپنے کوئی اس کے اعتراض پر مدلل تنقید کی ہوتی یا خود بھی نقلی حوالے پیش کرتے۔ ایسے تو من مانی آپ کی باتیں عقلمند لوگ صحیح نہیں سمجھ سکتے۔

مگر خوبیٔ قسمت کہیئے کہ سوامی جی کو معترض بھی ایسا ملا کہ جو بھی سوامی صاحب نے جواباً الاپ شلاپ سنا دیا معترض دم بخود ہو گیا۔ اور اسکے لبوں پر مہر سکوت لگ گئی۔ اگر کوئی محقق معترض ہوتا۔ تو سوامی جی کو بھی سوال وجواب کی حقیقت معلوم ہو جاتی۔ وہ پوچھتا۔ کہ ہے مہاراج یہ کیا؟ سوال از آسمان ہے اور جواب از ریسمان ملا رہے ہیں۔ سیدھی طرح جواب دیجئے یا اس اعتراض کو ناقابل تردید سمجھئے۔ مگر ایسا کرتا کون۔ خیر ہم انشاء اللہ تعالیٰ کسی فرصت کے وقت خاص طور پر اس مضمون پر کچھ لکھیں گے۔ یہاں تناقض کا مضمون ہی چلانا انسب ہے۔ ہاں اب سوامی جی کا دوسرا قول [illegible]

پرمیشور پرتکش ہو سکتا ہے

سوال از معترض بدیں الفاظ "آپ ایشور ایشور کہتے ہیں لیکن اس کا ثبوت کسطرح کرتے ہیں"۔

جواب سوامی جی "سب پرتکش وغیرہ پرمانوں (ثبوتوں) سے۔"

سوال معترض۔ ایشور کی ذات میں پرتکش وغیرہ ثبوت کبھی کام نہیں دے سکتے۔

جواب سوامی جی "(یہ ستیارتھ درشن مصنفہ گوتم کا ہے) (ریکٹ سوامی جی کا ہے) کان، جلد، آنکھ، زبان، ناک اور من (جو ہر ادراک) کا تعلق آواز، لمس، صورت، ذائقہ، بو، شہوت اور سکھ دکھ وغیرہ محسوسات سے ہو کر علم ہوتا ہے اس کو پرتکش کہتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ شکوک سے خالی ہو۔ (نیائے درشن ۱-۴)"

اے دیدہ مدی حضرات دیکھئے اور خوب غور سے دیکھئے انصاف سے کہنا کہ سوامی جی کے کلام میں کس قدر عظیم الشان تناقض موجود ہیں اوپر تو فرما گئے۔ کہ ایشور کی ہستی ثابت کرنے میں پرتکش (جس کی تشریح سوامی جی نے محولہ بالا عبارت میں خود ہی کر دی) عائد نہیں ہو سکتا۔ مگر اس قول کے عین ضد معترض کے جواب میں فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پرتکش وغیرہ پرمانوں سے ہوتی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اسوقت اس مضمون پر روشنی ڈالی جاوے تا اسکی اصلیت کما حقہ معلوم ہو جاوے۔ مگر ایسا کرنے سے خلط مبحث کا اندیشہ ہے۔ اسواسطے دوسری طرف رُخ کرنا اسوقت صحیح نہیں۔

(۱۳) گانا سننا اور سیکھنا چاہیئے

"گاندھرو وید جسکو علم موسیقی کہتے ہیں۔ اس میں سُر۔ راگ۔ راگنی سَم تال۔ گرام تال۔ ساز بجانا ناچنا اور گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکھنا چاہیئے لیکن سب سے مقدم سام وید کو باجہ اور ساز کے ساتھ گانا سیکھنا چاہیئے۔" ستیارتھ پرکاش ایڈیشن چہارم صفحہ ۹۲ (چہ خوش مہاراج) اسجگہ سوامی جی نے ناچنے گانے اور راگ راگنی۔ سم تال گرام وغیرہ کو مستحسن فعل قرار [illegible]

واسطے بلکہ ... اور ... کے نہ ... جگہ دی۔ ہم بجائے اس ارشاد کے صحیح یا غلط ہونے کو بیان کرنے کے دیکھتے ہیں کہ آیا سوامی جی اس قول پر قائم بھی رہتے ہیں یا اور کوئی نیا شگوفہ کھلتا ہے۔

گانا بجانا سیکھنا یا سننا سخت عیب ہے۔

"انسانی لذتوں سے پیدا شدہ دس بری عادتیں۔ شکار کھیلنا۔ جوا کھیلنا۔ جوا ماری ... بھنگ۔ افیون۔ شراب۔ چرس وغیرہ کا استعمال گانا بجانا ناچنا یا ناچ کرانا سننا اور دیکھنا بے فائدہ ادھر اُدھر گھومتے رہنا یہ دس کام سے پیدا شدہ عیب ہیں۔" بحوالہ منو سمرتی ستیارتھ صفحہ ۲۶۶۔

اسجگہ سوامی جی نے زنا۔ شراب۔ جوا۔ افیون۔ چرس گانجہ وغیرہ کے برابر ہی گانے بجانے اور ناچنے کو قرار دیا ہے بلکہ ملک کے سپے ار ... دیکھنے کو بھی ان افعال قبیحہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ کجا ان افعال کو وید ہی فرائض کے ساتھ جوڑا جاتا تھا اور کجا اب اس کا بدتر ہونا ایک معنی خیز بات ہے۔ جسکے سمجھنے یا حل کرنے کے لئے ہمارا دماغ قاصر ہے۔ اب اس مسئلہ کو آریہ بھائی ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی سمجھنے کی قدرت رکھتا ہو۔ تو براہ خدا ہمارے سمجھانے سے ہرگز اعراض یا بخل کو کام میں نہ لائے۔

بقیہ از صفحہ ۲ کالم ۳

بقیہ از صفحہ ۲ کالم ۳

ایسا ہی مرض کا بڑھانا مایکدوں کا نتیجہ ہے۔ جو دروازہ بند کریگا۔ اور صرا صرا صرور کر دیگا۔ جو بدپرہیزی کریگا اس کا مرض بڑھیگا۔ الٰہی قانون سے تو ایسا کام کرنا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا فاولٰئک الذین یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات۔ پس جو نہ توبہ کرے نہ ایمان لائے بلکہ جھوٹ بولے وہ اپنے مرض کے بڑھانے کا خود ذمہ دار ہے۔

اسکے بعد میر قاسم علی صاحب نے واقعات کت حادث کو سامنے اور ناسخ کی معقولی رنگ میں خوب تردید کی۔ اور بتایا کہ یہ عقیدہ دراصل اباحت کی تحریک کرتا ہے کہ دنیا کے قیام اور اسمیں ساتش عاصی کرنے کے لئے گناہ کیا جاوے کیونکہ سب اشیاء تو پاپ کا نتیجہ ہیں پھر زنا کاری کا بھی یہ عقیدہ معاون ہے۔ کیونکہ جس نے اپنے اعمال کی پاداش میں ولد الحرام بننا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ [illegible]

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب طابع و ناشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر ایم قاسم علی کیلئے شائع ہوا)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۶۶

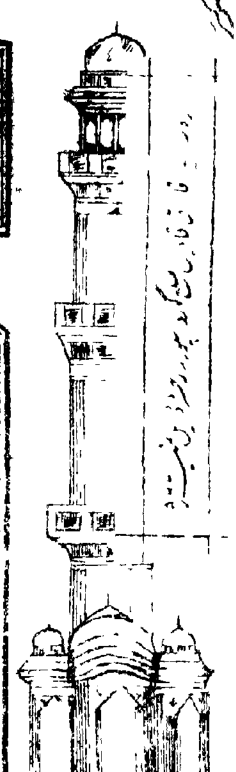
بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہو گا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان

فاروق

ایڈیٹر و پرپرائیٹر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۲



دارالامان کی خبریں

۱۔ سیدنا فضل عمر حضرت خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد صاحب کی طبیعت تاحال ناساز رہتی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ شفاء کاملہ وصحت عاجلہ عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین

۲۔ اس جمعہ کے خطبہ میں حضور نے اتفاق و اتحاد کی سمت تاکید کی۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے سبب جھگڑا کرنے اور اختلاف پیدا کرنے سے منع فرمایا ۔

۳۔ جناب میر قاسم علی صاحب حسب الحکم غوث گڑھ جلسہ پر تشریف لے گئے ۔

۴۔ دو تین روز خوب بارش ہوئی۔ کچھ اولے بھی پڑے جس سے سردی پھر چمک اٹھی ہے ۔

۵۔ بروز ہی ڈسیالکوٹ میں غیر مبائعین سے مباحثہ ہوا۔ جس میں کامیابی الحمد للہ ہمیں ہوئی ۔

ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر

(نمبر ۳)

جب سے قادیان میں مستقل ڈاکخانہ قائم ہوا ہے۔ تب سے کئی سب پوسٹماسٹر اس ڈاکخانہ میں آئے لیکن جو شکایات موجودہ سب پوسٹماسٹر نے پیدا کر دی ہیں کبھی آج تک اس قسم کی شکایات احمدیہ پبلک کو ڈاکخانہ والوں کے متعلق نہیں ہوئیں۔ موجودہ سب پوسٹماسٹر سے پہلے بابو عبدالمجید سب پوسٹماسٹر تھا جس نے اپنے فرائض متعلق ڈاکخانہ کے بارے میں ذرا کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں دیا۔ قادیان کی احمدیہ پبلک شکایتوں کے کرنے میں بہت احتیاط کرتی ہے وہ ہرگز نہیں چاہتی کہ حکام کو اپنی ذرا ذرا سی تکالیف پر اطلاع دیکر مغموم کرے۔ قادیان کی احمدیہ پبلک حتی الوسع جب تک ممکن ہے اپنی تکالیف کا اظہار کر کے انکی توجہ خفیف

شکایات کے اندفاع کے لئے مبذول کرا لیتی ہے۔ حکام بالا تک یہ اسی وقت پہنچتی ہے۔ جبکہ آب از سرگذشت والا معاملہ پیش آجائے۔ اور سب پوسٹماسٹر قادیان ان کی شکایات کو کینہ یا دشمنی پر محمول کر کے اور بھی زیادہ سختی کا برتاؤ کرنے لگے۔ بابو عبدالمجید سابق سب پوسٹماسٹر قادیان نے اپنے عہدہ و فرائض سے تجاوز کر کے قادیان میں احمدیہ پبلک کے مخالفین کو دن رات اُبھارنا شروع کر دیا۔ اور مذہبی حیثیت سے ان کی پیشوائی اختیار کر کے ان غیر احمدی اشخاص کو جو قادیان میں احمدیہ پبلک کے ممنون احسان اور خاندان حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ کے مرہون منت تھے سلسلہ احمدیہ کی مخالفت پر کھڑا کر دیا۔ اور باہمی سخت عناد و نفرت کا بیج بو کر دو فریقوں میں دشمنی کی بنیاد ڈالدی۔ علاوہ اس پر یہ استزاد یہ کیا کہ اپنی سرکاری قوت و وجاہت و حمایت سے کام لے کر احمدیوں کے خلاف ایک [illegible]
[illegible] قادیان میں ابتدائے [illegible]

سے لگا کر آج تک نہیں ہوئی تھی۔ اور اس جلسے کے اخراجات کے واسطے پوری تن دہی سے چندہ کرنے کا کام خود اپنے ذمہ لیا۔ اور انہوں نے بہت سے سخت مخالف مولویوں کو جن کا شیوہ ہمیشہ ہی مرزا صاحب کو گالیاں دینا اور توہین و تحقیر کرنا رہا ہے۔ بلا کر قادیان میں گالیاں دلوائیں اگر احمدیہ پبلک قادیان مرزا صاحب علیہ السلام کی تعلیم اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الصمد کی مطیع الاحکام و فرمانبردار اور حقیقی اسلام کی پیرو اور گورنمنٹ برطانیہ کی وفادار اور امن پسند رعایا نہ ہوتی تو ضرور تھا کہ بابو عبد المجید کی اس کارروائی سے جو اس نے بانی سلسلہ احمدیہ کے مرکز میں اس کے اشد دشمنوں کو بلوا کر گالیاں دلوائیں۔ مشتعل ہو کر اور اپنے پیشوا اور امام (جس کو کہ وہ مسیح موعود اور نبی اللہ مانتی ہے) کی اپنے کانوں توہین سنکر کبھی پسند نہ کرتی کہ خاموش رہے۔ ضرور ایک فساد عظیم ہو جاتا۔ کیونکہ انسان کا طبعی خاصہ ہے۔ کہ جب اسکے مذہب اور پیشوا کو علانیہ برا کہا جاوے۔ اور گالیاں دیجائیں۔ اور اسپر تمسخر اور ٹھٹھہ اڑایا جاوے۔ تو وہ برداشت نہیں کرتا۔ اور اشتعال پا کر وہ کسی قانون کو بھی یاد نہیں رکھتا وہ ایسی حالتمیں مجبور اور معذور ہوتا ہے۔ اسی مصلحت اندیشی سے ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح نے اپنی تمام جماعت کو حکم دے دیا کہ اس جلسہ توہین میں ہرگز کوئی نہ جائے تاکہیں ایسا نہ ہو کہ گالیاں اور توہین سنکر کسی کو جوش آجاوے اور فساد اور نقض امن ہو جائے۔ صرف چار آدمیوں کو بالکل چپ چاپ کر سننے اور اعتراضات کے نوٹ لینے کے واسطے جلسے کی اجازت دی تاکہ وہ ان اعتراضات کو معلوم کر آئیں۔ اور پھر ان کا جواب اپنی مجلس میں جلد کر کے دیا جاکر لوگوں کی غلط فہمی کو دور کر دیا جائے۔ بابو عبد المجید سابق سب پوسٹماسٹر کی یہ کارروائی قانوناً اور اخلاقاً سخت [illegible] تھی جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مذہبی حیثیت سے بابو عبد المجید احمدیوں کا مد مقابل بنا چاہتا تھا اور بن گیا [illegible] احمدیہ پبلک [illegible] ہوئی۔ اور نہ چاہا کر [illegible] سب پوسٹماسٹر کے عہدہ پر [illegible]

جنکو احمدیوں سے اسقدر مذہبی دشمنی پیدا ہو جاوے کہ وہ ان کے خلاف گپیوں کا جلسہ کرائے بغیر چین نہ پائے اس لئے اسکے متعلق مجبوراً حکام کو بوجوہات بالا۔ کسی سرکاری فرائض میں کوتاہی وغیرہ کی بناء پر توجہ دلائی گئی۔ اور اسمیں شک نہیں کہ بابو عبد المجید کو اب احمدیوں سے اسقدر عناد ذاتی ہو گیا ہے کہ جسکے واسطے وہ باوجود یہاں سے رخصت پر چلے جانے کے بار بار قادیان میں آکر غیر احمدیان قادیان اور ملازمان ڈاکخانہ کو ہمارے خلاف اٹھاتا رہتا ہے۔ اور اسپر بھی بس نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی ناراضگی اور عداوت سے مجبور ہو کر یہاں تک ترقی کر گیا ہے۔ کہ ایک فوجداری مقدمہ جو گوردا سپور حاکم فاروق کے کسی مضمون پر ولایت علی نامی شخص سے عدالت میں دائر کرا دیا۔ اور اس مقدمہ کے واسطے اپنے ایام رخصت میں بیرو نجات میں دورہ کر کے چندہ وصول کر رہا ہے اور لوگوں کو اشتعال دلا دلا کر احمدیوں کے خلاف اکسا رہا ہے ان حالات کے ہوتے ہوئے عبد المجید اگر قادیان کے ڈاکخانہ میں رکھا جاوے یا رہے تو احمدیہ پبلک کو ضرور اعلیٰ حکام تک زیادہ پریشانی پڑیگی۔ کیونکہ وہ شخص جو مذہبی پہلو سے احمدیوں کا جانی دشمن بنگیا ہو۔ احمدی ہرگز گوارا نہیں کرینگے۔ کہ اسکے ہاتھ میں ہماری ڈاک ہو۔ جبکہ احمدیوں کی ہی تمام ڈاک قادیان سے آتی اور جاتی ہے۔ دوسروں کی ڈاک پانچ فی صدی بھی نہیں لیکن ہم کو پوری امید ہے کہ حکام و افسران ڈاکخانہ احمدیہ پبلک کے جذبات کا پورا پورا خیال رکھینگے اور ہماری ڈاک کو ایسے شخصوں کے ہاتھوں میں نہ دینگے جو احمدیوں سے بلا وجہ ذاتی عداوت پیدا کر چکے ہوں اور احمدی انپر مطمئن نہوں۔ موجودہ سب پوسٹماسٹر بابو نبی بخش کے متعلق جو شکایات کثیر احمدیہ پبلک قادیان کو ہو رہی ہیں ان کا سلسلہ اسی بابو عبد المجید صاحب سے ملتا ہے۔ جسکی اندرونی عداوت نے بابو نبی بخش اور دیگر ہر دو کلرک صاحبان ڈاکخانہ قادیان کو احمدیوں کا مخالف بنا دیا ہے جس کا مفصل ذکر انشاء اللہ اگلے پرچہ میں ہو گا ٭

قاضی لم یعق صاحب

قاضی لم یعق صاحب بچہ کو جب سے بڑا ہونے کے دادی صاحبہ

کے اسرار و خفایا کا کچھ پتہ ملا تھا ان کو معلوم تھا کہ دینہ کہاں ہے۔ اس کا پتہ دیا تو ہمارے مہربان لم یعق صاحب کی جان میں جان آئی۔ قرضہ کچھ معاف کرایا گیا کچھ ادا ہوا۔ اور باقی سے آپنے کٹڑہ میں ایک دکان کر لی۔ اور اب قاضی لم یعق صاحب پر اس جلسہ کا تقاضا ہونے لگا۔ جس کا انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ میں قصیدہ اعجازیہ مرزائیہ پر اعتراضات کروں گا وہ جلسہ ہوا۔ اور اسمیں قاضی صاحب نے ڈہرائے جو ایسے یوم الوصال کو گھر کی چار دیواری میں سلے تھے۔ جب تقریر فرمانے لگے تو آپکی تقریر لوگوں کی سمجھ میں نہ آئی۔ ان کی وجہ یہ تھی کہ آپنے بمبئی سے مصنوعی دانت لگوائے تھے۔ جنکی ابھی عادت نہ ہوئی تھی۔ وہ خیمہ سے گھر بھول آئے۔ اور ہاتھوں سے منہ کو ٹٹولا تو دانت ندارد تھے۔ جھٹ سے اپنے بھتیجے ننھے میاں کو آواز دی کہ میرے پلنگ کے سرہانے ایک ڈبیہ رکھی ہے۔ وہ اٹھا لاؤ۔ بچہ بھاگ گیا اور سرہانے سے نسوار کی ڈبیہ اٹھا لایا۔ آپ بہت خفا ہوئے۔ اور کہا کہ او نالائق دوسری ڈبیہ لا۔ جو تکیہ کے نیچے رکھی ہے۔ پھر اس ڈبیہ کو لایا تو آپنے دانت نکال کر منہ میں لگائے۔ اور تقریر شروع کی۔

تقریر ختم ہونے پر آپنے قاضی لم یعق صاحب کی طرف اشارہ فرمایا کہ اب یہ کچھ بیان کرینگے۔ مگر انہوں نے سعال" (کھانسی) کا عذر کیا۔ سعال کا لفظ ابھی منہ سے نکلا ہی تھا کہ ان کے عزیز بھائی لم یعق صاحب نے برفانی لیمونیڈ پیش کر دیا جسے آپنے جھٹ پی لیا اور یاد نہ رہا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ مجھے کھانسی ہے اسپر ایک فرمائشی قہقہہ پڑا۔ کہ کھانسی کا علاج لیمونیڈ خاندان رطل یوتیہ کی خاص ایجاد ہے۔ اس خفت کے مٹانے کے لئے قاضی لم یعق صاحب نے باواز بلند اعلان کیا کہ قصیدہ مرزائیہ پر اعتراضات لم یعقیہ کا جواب اگر کسی سے ہو سکتا ہے تو ابھی دے ہم اسے وقت دیتے ہیں یہ فقرہ اس تمیز کی بناء پر کہا گیا تھا۔ کہ وہاں کوئی مجیب نہیں ہے لیکن حسن اتفاق سے ہمارے محترم مولوی ذبیح اللہ صاحب موجود تھے۔ وہ جھٹ کھڑے ہو گئے ٭

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق قادیان

دارالامان ۔ یوم پنجشنبہ ۔ ۲۸ مارچ ۱۹۱۸ء

دیدۂ خسرو یم شد بلند
زلزلہ در گور نظامی فگند

(الہام مسیح موعود)

جلسہ سالانہ پر یہ بات کا بہت چرچا تہا کہ خواجہ حسن نظامی ہمارے سید ا فضل عمر سے مباہلہ کرینگے لیکن ۲۳ دسمبر کے خطیب کا مضمون سنکر سب پکار اُٹھے کہ نظامی درگور ہوا ۔ جتنے جوش سے اٹھا تھا ۔ اتنی ہی ذلت سے میٹھ گیا بلکہ لیٹ گیا ۔ اب آئندہ نہیں کہہ سکتے ہاں کچھ حرکات مذبوحی کرے تو کرے ۔ خاتمہ یہی ہوا ۔ اسکے پے درپے مضامین نے جن میں اسے مباہلہ کے لیے للکارا گیا تھا ۔ اسکی گور میں وہ تیر لزل ڈالا ۔ کہ تمام سرزمین متصوفین شمال سے جنوب تک ہل گئی ۔ اور ضرور تہا کہ ایسا ہو ۔ کیونکہ الٰہی سلسلہ کا مقابلہ آسان نہیں ۔ بلعم باعور کو اپنے تقدس پر بہت ناز تہا ۔ لوگ بہی مانتے تھے ۔ مگر موسیٰ کے مقابل پر سب کچھ تباہ ہوا ۔ مسیح موعود کے الہامات میں بھی ہے ۔ ایک موسیٰ ہے میں اُسے ظاہر کردوں گا ۔ کوئی فرعون صفت جو مخلوق ہوکر اپنے آپ کو خدا کہتا ہو اسکے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا ۔ اللہ اکبر ۔ کسقدر رعایتیں دی گئیں کہ میں (فضل عمر) تو ایک ہزار مباہلین ساتھ لاؤنگا نقد ضمانت کی بجائے ہنڈی دلا دو (جو صرف اس صورت میں واجب الادا ہوگی ۔ جبکہ منصف فیصلہ دے کہ آپ نے دیدہ دانستہ لاہور آنے سے گریز کیا) اور مباہلہ کر لو ۔ مگر ۔

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان مقابل

حسن نظامی نے پہلے تو یہ شرط بڑھائی کہ مجھے سربرآوردگان جماعت احمدیہ لکھدیں ۔ کہ اگر مباہلہ کا اثر فضل عمر اور اُسکے رفقاء پر ہوا تو وہ سلسلہ احمدیہ سے تائب ہو جائینگے ۔ یہ شرط بھی تسلیم کرلی گئی ۔ اسپر ایک اور شرط پیش کردی ۔ کہ ۲۰ ہزار مریدکے اس معاہدہ پر دستخط کرا کے دکھاؤ ۔ کوئی ضرورت نہ تہی ۔ مگر اتمام حجت کے لئے یہ شرط بہی مان لی گئی ۔ بلکہ یہ بھی لکھدیا گیا کہ ہم تین ہزار روپیہ پیشگی جمع کراتے ہیں آپ بھی بیس ہزار کے نام پیش کریں ۔ پھر ہم نہ کر سکیں تو تین ہزار روپیہ آپ لے لیں ۔ مگر صدائے نہ برخاست ۔ ایک مہینہ گذرتا ہے ۔ کوئی جواب نہیں ملا ۔ لیکن کیا حسن نظامی سمجھتا ہے ۔ کہ اس خاموشی سے اس کا پیچھا چھوٹ جائیگا ہرگز نہیں ۔ یہی تو اور تیز لزل اس کی گور میں پڑنے والا ہے ۔ اور اسکے دم واپسین تک اسے یاددہانی کرائی جائے گی ۔ کہ وہ جو اجمیر میں ایک گھنٹے کے اندر اندر جان لینے کا مدعی تہا ۔ سے کیا ہو گیا ۔ کہ اے حبیب ساده دلی [illegible] خستہ اند کہ گوئی مردہ اند ۔ حلقہ مسلخ والو ۔ اگر کچھ غیرت ہے ۔ اپنے قول کا پاس ہے ۔ تو اُٹھو ۔ صوفیا کی لاج رکھہ لو ۔ اور مباہلہ کرلو ۔ اگر چارسو آدمی ساتھ نہیں لاسکتے ۔ تو چلو تم مع اہل وعیال اکیلے آجاؤ ۔ قادیان میں مباہلہ کرلو ۔ سب خرچ ملیگا ۔ حفاظت اور آسائش بہی ہمارے ذمے ؂

اسمہ احمد کی پیشگوئی اور امروہوی کی بدگوئی

نہیں سمجھ سکتا کہ اس بڈھے کو کیا ہو گیا ۔ عجیب بے تکی اور بے ہنگم باتیں کرتا ہے ۔ اور پیغام والا اسے مزید ذلیل کرنے کے لئے اس کی حمایت کا دم بھرتا ہے اسمہ احمد پر پھر زبان اعتراض کھولی ۔ لکھا ہے ۔ کہ اگر حضرت عیسیٰ اپنی آمد ثانی بتلاتے ۔ تو عبارت یوں چاہیئے تہی انی رسول اللہ الیکم مبشراً باتی ارجع والی من بعد رفعی رسولاً الی کافۃ الناس ویومئذ یصیر اسمی احمد ۔ میں کہتا ہوں اگر قرآن مجید اس طور پر غلط اور مخدوش اور خلاف محاورہ عبارت میں ہوتا تو اسے کلام معجز نظام نہ مانا جاتا ۔ اور نہ کوئی ابن اپنے بالغیب کا ثواب پاتا ۔ بندۂ خدا ۔ اگر عیسیٰ کی زبانی یہ بتایا جاتا کہ میں خود آنے والا ہوں تو تمہارے جیسے عقل کے پتلے غلو اور تناسخ کے قائل ہو جاتے ۔ حالانکہ مطلب صرف یہ تہا کہ اسکی روح اور قوت میں ایک غیر شخص آنے والا تہا ۔ اس لئے ضروری تہا کہ پیشگوئی انہی الفاظ میں ہو و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۔ عیسیٰ کی آمد اول صرف بنی اسرائیل کے لئے تہی ۔ اور آمد ثانی کافۃ للناس ۔ بس رسول ہی کہنا چاہیئے تھا تاکہ تنکیر اور تنوین عظمت پر دال ہو اور پھر چونکہ وہ ”آنے والا“ نہ تھا ۔ بلکہ کا بروز اسلئے احمد نام بتایا جسنے یہ سمجھایا ۔ کہ میں ہی بذاتہٖ آنیوالا نہیں ۔ بلکہ جو میری خو بو پر آئے گا ۔ اس کا نام احمد ہوگا ۔ ہاں عیسیٰ اور احمد معناً ۔ جمالی لحاظ سے ایک ہیں ۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے اسلئے یہ بھی بتادیا ۔ کہ دراصل میری ہی روحانیت [illegible] ہے ۔ اور یہ بھی سمجھا دیا کہ میں بنفسہ وبجسدہ نہ آؤں گا ۔ کیونکہ نہ مُردے دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں نہ ہی تناسخ کا عقیدہ صحیح ہے ۔ یہ تھا نکتہ جسے تم نہ سمجھے اور اعتراض کردیا ؂

مسیح کا بے باپ ہونا ہمارے عقائد میں داخل ہے

مولوی محمد علی صاحب یوں پیغام بلد ۶ میں اسبے [illegible] ہیں ۔ مگر مرحوم عیسیٰ کے عقائد سے ایسے متاثر ہوئے ۔ کہ اب کھلے کھلے الفاظ میں حضرت مسیح موعود الحکم العادل کے خلاف مسیح کے بے باپ ہونے کے قائل نہیں رہے بلکہ اعلان کرتے ہیں کہ مسیح کا باپ تھا اور ضرور تھا ۔ انگریزی ترجمہ قرآن میں تو جو کچھ لکھا تہا ۔ لکھا ہی تہا ۔ اب آپ کا ایک خط چھپا ہے ۔ جسمیں دو باتیں آپنے لکھی ہیں ۔

اول یہ کہ میں اس مسئلہ کو اسقدر اہمیت نہیں دیتا کہ اسپر عقیدہ کا لفظ لانے کی ضرورت ہو ۔

دوم یہ کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے یہ ثبوت نہیں ملتا کہ حضرت مسیح بے باپ تہے ۔

امر اول کی نسبت عرض ہے کہ آپ اہمیت نہ دیں آپ کا اختیار ہے ۔ مگر خدا کے مسیح موعود نے [illegible]

استدلال یہ دیا ہے کہ اپنے عقائد سے مجبور ہیں چنانچہ آپ زیر عنوان "ذکر نبذ من عقائدنا" لکھتے ہیں:-

ومن عقائدنا ان عیسٰی ویحیٰی قد ولدا علٰی طریق خرق العادۃ ولا استبعاد فی ہذہ الولادۃ × × × × وابتدء من یحیٰی وختم علٰی ابن مریم لینقل امر خرق العادت من اصغر الی اعظم × × × واراد ان یسلب من ہرقومہم نعمۃ النبوۃ × × × فاول ما فعل لہذہ الارادۃ ہو خلق عیسٰی من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ۔

(اور ہمارے عقائد میں سے یہ بات ہے۔ کہ عیسٰی اور یحیٰی خرق عادت کے طور پر پیدا کئے گئے۔ اور یہ ولادت بعید از عقل نہیں۔ خدا نے چاہا کہ یہود سے نبوت کی نعمت چھین لے۔ اس نے قدرت مجردہ کے ساتھ عیسٰی کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ دیکھئے صاحبان! مولوی محمد علی صاحب احمدی ہونے کے مدعی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس پر لفظ عقیدہ بولنا ہی بے سود ہے۔ اور حضرۃ مسیح موعود اس پر ایک اہم امر کی بنیاد رکھ رہے ہیں جس پر گویا تمام جہان کے ایمان کا دارومدار ہے۔ چنانچہ فرمایا

والحاصل ان اللّٰہ سلب من الیہود بعد عیسٰی نعمۃ النبوۃ فلا ترجع الیہم ابداً فی زمان خیر البریہ وکون عیسٰی من غیر اب وملا ولد دلیل علٰی ما مر بالدلالۃ القاطعۃ۔

امر دوم کی نسبت حضور (مسیح موعود) فرماتے ہیں

وعجبت کل العجب من الذین لا یعدون
فی ہذہ الآیات التی ہو لنبوۃ نبینا
کالعلامات ویقولون ان عیسٰی تولد
من نطفۃ یوسف ابیہ ولا یفہمون الحقیقۃ
من الجہلات × × × × فالامر محصور
فی احتمالین عند ذوی العینین
اما ان یقال ان عیسٰی خلق من کلمۃ اللّٰہ
العظام او یقال ونعوذ باللّٰہ من انہ
من الحرام ولا نجد سبیلا الی حمل مریم
من نکاح × × × وہذا امر یکتنفہ

شہادۃ القرآن والانجیل فلا تترکوا سبیل الحق والفلاح۔ یعنی بہت تعجب ہے۔ جو ان آیات میں جو ہمارے نبی کی نبوت کے لئے علامات ہیں (یعنی مسیح کا بے باپ ہونا) فکر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام یوسف کے نطفے سے تھے۔ ایسے لوگ جہالت سے حقیقت نہیں سمجھتے۔ اس معاملہ میں دو ہی احتمال ہیں ایک یہ کہ عیسٰی حکم خداوندی سے (بے باپ) پیدا ہوئے یا نعوذ باللّٰہ اور ہم اس امر کا کوئی ثبوت نہیں پاتے۔ کہ حمل مریم نکاح سے تھا (پس مجرد قدرت سے بے باپ پیدا ہونا ماننا پڑے گا) اور یہ وہ امر ہے جسے ہم شہادت قرآن اور انجیل سے لکھتے ہیں۔ پس تم حق اور فلاح کی راہ نہ چھوڑو۔ عبارت مذکورہ بالا پر غور فرمائے کہ۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ جس کا یہ اعتقاد ہے ان پر حضور تعجب فرماتے ہیں۔ ان کا نام جاہل رکھتے ہیں اور یہ کہ ایسے لوگ نبی کریم کی نبوت کے علامات پر حملہ کرتے ہیں۔ پھر بغیر اس کے کوئی سبیل ہی نہیں کہ مسیح کے بے باپ ہونے پر ایمان لایا جائے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ وامانحن فنؤمن بکمال قدرۃ اللّٰہ الاعلٰی۔ مگر مولوی محمد علی صاحب اس کے خلاف کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اسکا ثبوت ہی کوئی نہیں۔ بلکہ ایسا کہنا قرآن کریم کے بیان کردہ صریح قانون کے خلاف ہے۔ اب ہمارے لئے کونسی راہ امن کی ہے۔ اس کی مانیں جسے خدا نے اپنا مسیح بنایا اسے اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ الحکم والعادل نام رکھا یا اسکی جو بظاہر اس کے مرید و معتقد ہونے کا مدعی ہے مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں۔ کہ اسلام پر اس پہلو سے ایک خطرناک حملہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ عیسائی مسیح کے بے باپ ہونے کو حضرت نبی کریم پر فضیلت کی دلیل بتاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہ جو کاسر الصلیب کے نام سے آیا۔ اور اسلام پر تمام خطرناک حملوں کا دفاع کرنے۔ اس نے باوجود ان اعتراضات کے اپنا یہی ایمان بتایا کہ مسیح بے باپ کے پیدا ہوا۔ اور ایک شخص اُٹھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ بغیر اس عقیدہ کے اسلام سے خطرناک حملے کا دفاع ہی نہیں ہو سکتا۔ چند روز کو پیغامی یہ کہنے لگیں کہ اصلی مسیحیت کا سزاوار محمد علی تھا۔ جبرئیل نعوذباللّٰہ غلطی سے مرزا غلام احمد پر نازل ہو گیا۔ آثار تو کچھ ایسے ہی ہیں۔ ان سے بعید نہیں۔ کہ وہ ایسا کہدیں۔ خدا ہی ہے جو ان کو ہدایت دے۔

تبلیغ رسالت جلد اوّل

خدائے عزوجل کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جسکے فضل و کرم سے مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلد اول پوری لکھی جا چکی اور چند صفحہ کتب بھی ہو چکی ہے۔ بعلت قادیان میں چھپائی کا عمدہ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے۔ السار ایڈیٹر فاروق باقاعدہ کاپیوں کو امرتسر چھپوانے لیجارہا ہے جہاں انشاء اللّٰہ جلد چھپ جائیگی۔ خریداران و شائقین کتاب فوراً اپنی درخواستہائے خریداری دفتر فاروق میں بھیجدیں جلد اوّل ۱۶۰ صفحہ کی ہے جسکی قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک مقرر ہوئی ہے۔

ضروری اطلاع

یہ پرچہ اُن احباب کے نام جن کا چندہ ششماہی اوّل ۱۹۱۸ء کا وصول نہیں ہوا اور نیز جنکا چندہ وصول شدہ ششماہی اول کا ختم ہو چکا ہے۔ آیندہ ششماہی کیواسطے ایک ایک روپیہ کا وی پی کرکے ارسال کرنا تھا جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں اطلاع دی گئی تھی لیکن بوجہ خاکسار ایڈیٹر فاروق کے ایک احمدیہ جلسہ پر بمقام غوث گڈھ جانے کے وی پی نہیں ہو سکا۔ اگلا پرچہ ۴ اپریل ۱۹۱۸ء کا انشاءاللّٰہ وی پی کیا جائیگا احباب براہ اخوۃ و ہمدردی اسکی وصولی کے لئے تیار رہیں۔ بلاوجہ بدون دوبارہ اطلاع کے واپس کرکے نقصان نہ دیا جائے۔ (ایڈیٹر)

ثلث القرآن
فی
رمضان

(نوشتۂ کمل)

چودھواں رکوع ۱۴

۶۶۵ - من نفس واحدۃ - آیت یہ ہے - (ب) فتعلی اللہ عما یشرکون - یہ طریق پہلے انسانات کا ہے یہ آدم کا ذکر نہیں - (ج) صالحا - درست گدار ۔

۶۶۶ - ام لھم اذان یسمعون بھا - اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مُردے خود نہیں سنتے - ہاں اللہ چاہے تو جو آواز بھی چاہتا ہے - ان تک پہونچا دیتا ہے - (خواہ وہ موتی کی آہستہ ہی کیوں نہ ہو) یہ نہیں کہنے کہ جیسے زندہ آدمی براہ راست سن لیتا ہے - اس طرح ملکہ اور دیتا ہے۔ ایک دفعہ بدر میں مضمون نکلا کہ مُردے سنتے ہیں - اس پر ہمارے قاضی صاحب (اکمل) نے ایک مضمون لکھا - حضرت مولوی صاحب نے مجھے بھیجا کہ حضرت مسیح موعود سے پوچھا تو آپ نے فرمایا - مُردے سنتے تو ہیں - مگر اس طرح نہیں جیسے زندہ - بلکہ جو آواز خدا چاہے - ان تک پہونچا دیتا ہے۔

۶۶۷ - نزغ - طعنہ دے - جوش دلائے تو خدا سے پناہ مانگو - اسی سے مدد چاہو ۔

۶۶۸ - طائف من الشیطن - شیطان کی طرف سے کوئی غصہ کی بات ۔

۶۶۹ - فاذاھم مبصرون - جب کہنے سے اور تسبیح و تحمید سے دماغ تیز ہو جاتا ہے - اور دلائل سوجھنے لگتے ہیں - غصہ میں آنے سے عقل ماری جاتی ہے - مبلغ یاد رکھیں - بعض ہوشیار مباحث غصہ میں لاکر ہوش ملا دینا چاہتے ہیں - مبلغ کو غصہ وجوش سے بے جا میں نہیں آنا چاہیئے - بلکہ کوئی ایسی بات ہو تو ٹال جائے۔

۶۷۰ - فاستمعوا لہ - جب تک خدا کا کلام سنو گے نہیں سمجھو گے کیا؟

۶ بجکر ۵ منٹ -
سورۂ اعراف ختم ہوئی

۱۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۷ء

(۴ بجے)

پندرھواں رکوع ۱۵

۶۷۱ - الانفال - اخراجات سے زائد مال جو آجاوے جو چاہے بغیر محنت کے آئے یا محنت سے - خواہ خرچ پڑ کر آئے یا کم آئے - وہ غنیمت کہلاتا ہے۔

(ب) یسئلونک - معنی استقبال میں پیشگوئی ہے - کہ مسلمانوں پر ایک ایسی ترقی کا زمانہ آنے والا ہے - کہ انہیں انفال مال آئے - اور وہ اسکی تقسیم کی نسبت اللہ کا حکم دریافت کرینگے ۔

۶۷۲ - اصلحوا ذات بینکم - مال جب آتے ہیں تو اسکے ساتھ فتن اور جھگڑے ہوتے ہیں - اسلئے یہ ارشاد فرمایا ۔

۶۷۳ - کما اخرجک (ب) واؤ قسم کے معنوں میں بھی آتا ہے - (ج) لھم درجت - جیسے یہ بات ایسے ہی یہ -

۶۷۴ - لکرھون - مسلمان ناپسند کرتے تھے کہ تلوار اٹھائیں - کیونکہ وہ نرمی چاہتے تھے - وہ ان مصلحتوں سے ناواقف تھے - جو اس میں نہاں تھیں - انکی رائے تھی کہ خدا تعالےٰ خود ان کو ہلاک کر دیگا -

۶۷۵ - یجادلونک - کافر لوگ نہ کہ مومن -

۶۷۶ - بالف من الملئکۃ - فرشتوں کی مدد یہی ہے کہ وہ ہر مومن کے دل کو مضبوط کرتے ہیں کہ بڑھے چلو ورنہ یوں تو ایک فرشتہ ہی عذاب کا کافی ہوتا ہے۔ کافروں کو نظر ہی آگئے جس سے رعب میں آگئے - دیکھو آیت فثبتوا الذین امنوا -

سولھواں رکوع

۶۷۷ - لیطھرکم بہ - مفسرین نے حکایت بیان کی ہے - کہ صحابہ کو احتلام ہو گیا - اور بارش کا پانی نہانے کے کام آیا - حالانکہ تاریخی طور سے تو چشمہ پر قبضہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا - بارش کی نہانے کے لئے ضرورت نہ تھی - یہ غالباً دھوکہ لگا ہے - کہ سب کو احتلام ہو گیا -

اصل بات یہ ہے کہ میدان ریتلا تھا - اور یہی صحابہ نے خیال کیا - پاؤں کھب جائینگے - تو ریت میں پانی پڑا - تو پاؤں خوب چلنے لگے

لیطھرکم بہ - شام کو گھبراتے تھے - صبح دیکھا کہ وہ شکایت رفع ہو چکی (ب) شیطان کا تو دشمن کا حملہ دور کرے - (ج) تمہارے دل مضبوط ہو جائیں - (د) پاؤں جمے رہیں نہ کھبیں نہ پھسلیں

۶۷۹ - فاضربوا - یعنی ایک طرف مسلمان وہ زور کریں کہ گردنیں کاٹتے چلے جائیں - دوسری طرف ان کے ہاتھ شل ہو جائیں - وہ کچھ کام نہ کر سکیں

۶۸۰ - زحفاً - بڑا لشکر - ملیعہ کے لئے بنا اسے توڑنا چاہیئے ۔

۶۸۱ - مارمیت - مسلمانوں کی طرف سے کافروں کی طرف تیز ہوا چل رہی تھی - اسلئے مسلمانوں کو بہت ...

۱۵ — ۵

ستر ھواں رکوع

(بعد از نماز عصر)

۶۸۲ - فتنۃ - آزمایش کے لئے ہوتا ہے اخلاص کفر و نفاق کا پتہ لگتا ہے -

اٹھارھواں رکوع

۶۸۳ - الا مکآء - یہ مطلب نہیں کہ نماز نہ پڑھتے - بلکہ یہ کہا کہ آج انکی حالت یہ ہو گئی ہے کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر تالیاں بجاتے ہیں - کرتے ہیں ۔

نواں پارہ ختم ہوا

اسقدر اہمیت دی ہے کہ اپنے عقائد سے سمجھیں چنانچہ آپ زیر عنوان " ذکر نبذ من عقائدنا " لکھتے ہیں :-

ومن عقائدنا ان عیسیٰ ویحییٰ قد ولدا علے طریق خرق العادۃ ولا استبعاد فی ھذہ الولادۃ × × × × وانما بدء من یحییٰ وختم علی ابن مریم لینقل امر خرق العادت من اصغر الی اعظم × × × واراد ان یسلب من جرتو منھم نعمۃ النبوۃ × × × فاول ما فعل بھذہ الارادۃ ھو خلق عیسیٰ من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ ۔

(اور ہمارے عقائد میں سے یہ بات ہے کہ عیسیٰ اور یحییٰ خرق عادت کے طور پر پیدا کئے گئے ۔ اور یہ ولادت بعید از عقل نہیں ۔ خدا نے چاہا کہ یہود سے نبوت کی نعمت چھین لے ۔ اس لئے قدرت مجردہ کے ساتھ عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا ۔ دیکھئے صاحبان ! مولوی محمد علی صاحب احمدی ہونے کے مدعی ہیں ۔ اور کہتے ہیں کہ ایسا عقیدہ ہونا ہی بے سود ہے ۔ اور حضرت مسیح موعود اس پر ایک اہم امر کی بنیاد رکھ رہے ہیں جس پر گویا تمام جہان کے ایمان کا دارومدار ہے ۔ چنانچہ فرمایا

والحاصل ان اللہ سلب من الیھود بعد عیسیٰ نعمۃ النبوۃ فلا ترجع الیھم ابداً الی زمان خیر البریہ وکون عیسیٰ من غیر اب وبلا والد دلیل علے ما مر بالدلالۃ القاطعۃ ۔

امر دوم کی نسبت حضور (مسیح موعود) فرماتے ہیں

وعجبت کل العجب من الذین لا یفکرون فی ھذہ الایات التی ھی لنبوۃ نبینا کالعلامات ویقولون ان عیسیٰ تولد من نطفۃ یوسف ابیہ ولا یفھمون الحقیقۃ من الجھلات × × × × فالامر محصور فی احتمالین عند ذوی العینین اما ان یقال ان عیسیٰ خلق من کلمۃ اللہ السلام او یقال ونعوذ باللہ من انہ من الحرام ولا نجد سبیلا الی حمل مریم من النکاح × × × وھذا امر نکتبہ من شہادۃ القرآن والانجیل فاترکوا سبل الحق والفلاح ۔ یعنی پس تعجب ہے جو ان آیات میں جو ہمارے نبی کی نبوت کے لئے علامات میں (یعنی مسیح کا بے باپ ہونا) فکر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یوسف کے نطفہ سے تھے ایسے لوگ جہالت سے حقیقت نہیں سمجھے اس معاملہ میں دو ہی احتمال ہیں ایک یہ کہ عیسیٰ حکم خداوندی سے (بے باپ) پیدا ہوئے یا نعوذ باللہ .... اور ہم اس امر کا کوئی ثبوت نہیں پاتے کہ مریم نکاح سے حاملہ ہوئیں پس قدرت سے بے باپ پیدا ہونا ماننا پڑے گا اور یہ وہ امر ہے جسے ہم شہادت قرآن اور انجیل سے لکھتے ہیں ۔ پس تم حق اور فلاح کی راہ چھوڑ رہے ہو ۔ عبارت مذکورہ بالا پر غور فرمایئے کہ :

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ عیسیٰ کا بے باپ پیدا ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے ۔ ان کا یہ اعتقاد ہے ۔ اور حضور یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس کو نہ ماننے والے جاہل رکھتے ہیں اور ایسے لوگ ہی ہیں جو ہمارے نبی کی نبوت کی علامات پر حملہ کرتے ہیں ۔ پھر یہ بھی کہ کوئی سبیل ہی نہیں کہ مسیح کے بے باپ ہونے پر ایمان لایا جائے ۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں وامانحن فنومن کما قدرۃ اللہ الاعلیٰ ۔ مگر مولوی محمد علی صاحب اسکے خلاف کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اسکا ثبوت ہی کوئی نہیں ۔ بلکہ ایسا ماننا قرآن کریم کے بیان کردہ صریح قانون کے خلاف ہے ۔ اب بتایئے کونسی راہ اس کی ہے ۔ اس کی جس نے خدا نے اپنا مسیح بنایا اسے امت محمدیہ کی اصلاح کے لیے مبعوث فرمایا ۔ الحکم والعادل نام رکھا یا اسکی جو بظاہر اس کے مرید و معتقد ہونے کا مدعی ہے ۔ مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ اسلام پر اس پہلو سے ایک خطرناک حملہ ہو رہا ہے ۔ کیونکہ عیسائی مسیح کے بے باپ ہونے کو حضرت نبی کریم پر فضیلت کی دلیل بتاتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ وہ جو کاسر الصلیب کے نام سے آیا ۔ اور اسلام پر تمام خطرناک حملوں کا دفاع کرنے ۔ اس نے باوجود ان اعتراضات کے اپنا یہی ایمان بتایا کہ مسیح بے باپ کے پیدا ہوا ۔ اور اب ایک شخص اٹھتا ہے ۔ اور کہتا ہے کہ بغیر اس عقیدہ کے اسلام سے خطرناک حملے کا دفاع ہی نہیں ہو سکتا ۔ چند روز کو یہ اہل پیغام یہ کہنے لگیں کہ اصلی مسیحیت کا سزاوار محمد علی تھا ۔ جبرئیل نعوذ باللہ غلطی سے مرزا غلام احمد پر نازل ہو گیا ۔ آثار تو کچھ ایسے ہی ہیں ۔ ان سے بعید نہیں کہ وہ ایسا کہدیں ۔ خدا ہی ہے جو ان کو ہدایت دے ۔

تبلیغ رسالت جلد اوّل

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے .... شکر ہے کہ جس کے فضل و کرم سے مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی .... بھی حاصل کی اور جلد .... چھپائی .... اسلام .... فاروق .... خریداران .... کتاب فوراً ہی درخواست .... جلد اوّل .... صفحہ کی ہے قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک مقرر کی ہے

ضروری اطلاع

یہ پرچہ ان احباب کے نام جن کا چندہ ششماہی اول ۱۹۱۹ء کا وصول نہیں ہوا اور جن کا چندہ وصول شدہ ششماہی اول کا ختم ہو چکا ۔ آئندہ ششماہی کیواسطے ایک ایک دیگر وی پی کرکے ارسال کرنا تھا جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں اطلاع دی گئی تھی لیکن بوجہ خاکسار ایڈیٹر فاروق کے ایک احمدیہ جلسہ پر بمقام غوث گڈہ جانے کے وی پی نہیں ہو سکا ۔ اگلا پرچہ ۳ اپریل ۱۹۱۹ء کا انشاء اللہ بعد وی پی کیا جائیگا ۔ احباب براہ اخوۃ و ہمدردی اسکی وصولی کے لئے تیار رہیں ۔ بلا وجہ موجود دوبارہ اطلاع کے واپس کرکے نقصان نہ دیں ۔ (ایڈیٹر)

ثلث القرآن

في

رمضان

(نوٹس ناکمل)

۱۴ چودھواں رکوع

۷۶۵ - من نفس واحدة - ا) سا بیسے - (ف)
و على الله ۶ یۃ کوں سخو بیٹ کالی یا آدم کا
ذکر نہیں - (ج) دعلوا سدست ... و
۷۶۶ - ... دان سمعوت ... اس سے
بھی معلوم ہوتا ہے کہ مردے خود نہیں سنتے ہاں اللہ چاہے
تو حواس میں ... جاتا ہے - ان آ... ہوجا دیتا ہے - (نخاہ
وہ ... کی آہستہ ہی کیوں نہ ہو - یہ جس کہتے کہ جیسے زندہ
آدمی ماہ یا ست ... - اس طرح ... اور دیتا ہے -
ایک دفعہ ... میں مضموں لکھا کہ مردے سنتے ہیں ایسے
ہمارے قاضی صاحب (اکمل) نے ایک مضمون لکھا - ... ت
مولوی صاحب سے پوچھے ... سیح موعود سے پوچھا تو
آپ نے ... مردے سنتے تو ہیں - مگر اس طرح جیسے
زندہ ... آواز جدا ہے - ان تک ہم پہنچا دیتا ہے -
۷۶۷ - ... دے ... تو
پناہ مانگو - اسی سے مدد چاہو
۷۶۸ - طائف من الشیطن - شیطان کی طرف سے کوئی
غصہ کی بات -
۷۶۹ - فاذا هم مبصرون - ... سے اور
تسبیح و تحمید سے دماغ تیز ہو جاتا ہے - اور دلائل سوجھنے
لگتے ہیں - غصہ میں آنے سے عقل ماری جاتی ہے - مبلغ
یاد رکھیں بعض ہوشیار مباحث غصہ میں لاکر ہوش ملا
دینا چاہتے ہیں - مبلغ کو غصہ و جوش بے جا میں نہیں
آنا چاہیئے - بلکہ کوئی ایسی بات ہو تو ٹال جائے -
۷۷۰ - فاستمعوا له - جب تک خدا کا کلام سنو گے
نہیں سمجھو گے کیا؟

۸ بجکر ۵۵ منٹ -

سورہ اعراف ختم ہوئی

۱۸ جولائی ۱۹۱۸ء

(انفال)

۱۵ پندرھواں رکوع

۷۷۱ - الانفال ... تم مال ... و
جو جائے ... آئے ... - جو خرچ شدہ
کرنے پاکر آئے ... وصیت کہا جاتا ہے -
(ب) ... حتی ... پیشگوئی ہے کہ
... والا ہے کہ
... اور وہ ... کی تعیم کی ...
... -
۷۷۲ - ... تو
اسکے ساتھ فتن اور جھگڑے ... ہیں - اسلئے ...
دیا -
۷۷۳ - کما اخرجک (ب) ... دو قسم کے ...
بھی آتا ہے - (ح) لهم درجت - ... بات
نسے ہی ہے -
۷۷۴ - لکرھون - مسلمان ناپسند کرتے تھے کہ تلوار
اٹھائیں - کیونکہ وہ نرمی چاہتے تھے - وہ ان مصلحتوں سے
ناواقف تھے جو اس میں تھیں - جن کی رو سے ہی
خدا تعالے خود ان کو ہلاک کردیگا -
۷۷۵ - یجادلونک - ... لوگ ... مومن -
۷۷۶ - ... من الملئکۃ - دشتوں کی مدد یہی
کہ وہ ہر مومن کے دل کو مضبوط کرتے ہیں کہ بڑے حلو
ورنہ یوں تو ایک فرشتہ ہی عذاب کا کافی ہوتا ہے -
کافروں کو نظر ہی آگئے جن سے رعب میں آگئے -
دیکھو آیت فثبتوا الذین امنوا -

سولھواں رکوع

۷۷۷ - لیطھرکم به - مفسرین نے حکایت بیان
کی ہے - کہ صحابہ کو احتلام ہو گیا - اور بارش کا پانی
نہانے کے کام آیا حالانکہ تاریخی طور سے تاجد
حیثیت ... رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ...
بارش کی نہانے کے لئے ضرورت نہ تھی - رجز الشیطن
غالباً دھوکہ لگا ہے کہ سب کو احتلام ہو گیا -
اصل بات یہ ہے کہ میدان ... تھا ...
تھی ... نے خیال کیا - پاؤں دھنس جائینگے ...
کی ریت میں پانی پڑا - تو پاؤں خوب جمنے لگے ...
لیطھرکم ... - شام کو ... صبح دیکھا
... رفع ہو چکی (ب) شیطان کو ...
... (ج) تمہارے دل مضبوط
جائیں - (د) پاؤں جمے رہیں - ...
۷۷۹ - ... فاضربوا - ... ایک طرف ...
... گردنیں کاٹتے چلے جائیں - دوسری طرف
... کام آسکیں -
۷۸۰ - زحفا - ... سے ...
... چاہیئے
۷۸۱ - ... مسلمانوں کی طرف ... کا دیا
طرف تیر ... اسلئے مسلمانوں کو بہت

۱۵ — ۵

سترھواں رکوع

(بعد از نماز عصر)

۷۸۲ - فتنة - آزمائش کے لئے ... تا
واخلاص کفر و نفاق کا پتہ لگتا ہے -

اٹھارھواں رکوع

۷۸۳ - الا مکاء - یہ مطلب نہیں کہ نماز نہیں
پڑھتے - بلکہ یہ کہا کہ آج انکی حالت یہ ہو گئی ہے کہ
کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر تالیاں بجانے میں راہ
کرتے ہیں -

نواں پارہ ختم ہوا

دسواں پارہ

[illegible] قلیلاً۔ [illegible] دشمن [illegible]
[illegible] کہ دشمن شکست کھائیگا۔ [illegible]
[illegible] تو یہ تعبیر ہوئی کہ [illegible]
[illegible] فی انفسہم۔ [illegible]

دوسرا رکوع

[illegible] [illegible] غلبہ
[illegible] اس کلام میں [illegible]
[illegible] تھا وہ شیطان [illegible]
[illegible] آیا

تیسرا رکوع

[illegible] بظلام یعنے ان کی [illegible]
وہ مومنوں کو دکھ دیتے تھے [illegible]
[illegible] ظلم [illegible]
[illegible] نعمت [illegible]
[illegible] تبدیل نہ کرے [illegible]
[illegible]
[illegible] سواء۔ انصاف [illegible]
[illegible] قبل [illegible]
[illegible]

چوتھا رکوع

[illegible] الخیل۔ دشمن کی سرحدوں پر تیاری
[illegible] رکھنے ۔

پانچواں رکوع

[illegible] اللہ۔ اللہ تیرے لئے اور مومنوں
[illegible] (۲) اللہ تیرے لئے کافی ہے۔
مومنوں کے لئے ۔
[illegible] بیان [illegible]

[illegible] ایک [illegible] تھا [illegible]
[illegible] سو تاں [illegible]
[illegible] مقابل میں [illegible]
[illegible] ہوں گی ۔

[illegible] الاخرۃ [illegible] بعد [illegible]
[illegible] ہوں [illegible] بکر [illegible]
جائز ہیں

[illegible] اللہ [illegible]
[illegible] قیدی مال [illegible]
ہوئی

[illegible] لولا کتٰب من اللہ سبق [illegible]
[illegible] قیدی [illegible]
[illegible]
[illegible]

چھٹا رکوع

[illegible] جاھدوا باموالھم وانفسھم [illegible]
[illegible] تبلیغ [illegible]
۷۵ [illegible] [illegible]
[illegible] کو [illegible] لکھے گئے
[illegible]
۷۵ [illegible] الا تفعلوہ۔ [illegible] تمام [illegible]
[illegible]

۱۵ جولائی ۱۹۵۱ء

(سورۃ توبہ)

ساتواں رکوع

۶۹۹ - سوال ہوتا ہے کہ بسم اللہ اسکے ابتدا میں کیوں
نہیں۔ اسکے جواب بہت سے گئے۔ [illegible] کہ
اسمیں کھا ہے رب کا اظہار ہے۔ اسکے مناسب حال
رحمٰن ورحیم یعنے رحم کا لفظ نہیں۔ مگر اسپر اعتراض کیا
جاسکتا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ ہی تبت
یدا ابی لھب اور ویل لکل ھمزۃ۔ کیونکہ [illegible]

[illegible] دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ سورۃ بھی
[illegible] گویا [illegible] الگ کر کے بیان کیا گیا
[illegible] پارہ میں اور اب بھی دستور ہے [illegible]
[illegible] ایک عضو [illegible] کا قول ہے۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] نہیں ہونا چاہیئے [illegible]
[illegible] عائشہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] نہیں

[illegible]
[illegible] نہیں کر
سکتے

[illegible] کیونکہ [illegible]
کی [illegible] اور اس کا اعلان ہے ۔
۷۰۳ - الا الذین عاھدتم۔ سیاسی بیزاری یعنی
کے اعلان سے معاہدین مستثنیٰ کر دئے یعنی بیزاری
میں سب شامل تھے ۔
۷۰۰ - الاشھر الحرم ۔ وہی چار مہینے جنمیں پھر
پھرا کر دیکھنے کی اجازت دیگئی۔ اسلام لے آئیں۔ تو
خیر۔ ورنہ نکل جائیں یا قتل کئے جائیں کیونکہ اتنے برے
سالوں کے بعد دشمن بیکر مرکز میں رہنا سیاسی رنگ میں
سفر تھا۔ انکے دین پر جبر نہیں کیا گیا کہ صرف [illegible]
اس علاقہ میں رہیں جو بمنزلہ چھاؤنی کے ہے۔ رعیت
وجہ سے وہ اس خاص زمین حجاز کی قید ہے۔ باہر رہ سکتے
تھے اپنے مذہب کے پیرو ہو کر بھی ۔
۷۰۴ - استجارک یعنی جانے کے بعد اگر فرداً فرداً کوئی
پناہ طلب کرے تو دیدو یعنی پاسپورٹ لکھا سکتے ہیں

[illegible]

نامۂ صادق

انگلستان سے

نمبر ۲

(۱۸ جنوری ۱۹۱۸ء)

ڈاک ہندوستان اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم سے عاجز ۔ برادرم قاضی صاحب و عرب صاحب احمدی برادران سب خیریت ہیں ۔ عاجز دست نویس ہے آج ۱۳ جنوری ۱۹۱۸ء کو ہندوستان کی ڈاک ملی عجب راحت ہوئی ۔ ہوا میں بہت خنکی نہ تھی ۔ اور سورج نکلا ہوا تھا ۔ عاجز ڈاک ہاتھ میں لیکر ایک پہاڑی پر چڑھ گیا وہیں خطوط پڑھے ۔ اور سب احباب کیلئے وہاں دعائیں کیں ۔ مسٹر احمد مالاباری اور مسٹر لائی سیلونی اور بعض دیگر دوست دریافت کرتے ہیں کہ ماہوار رسالہ کب جاری ہوگا ۔ یہاں کاغذ کی نہایت گرانی اور کمیابی ہے اسواسطے ماہواری رسالے کا جاری ہونا سر دست مشکل لیکن میں نے ارادہ کیا ہے کہ سر دست متفرق رسالے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہیں ۔ جیسا کچھ تبلیغ ہو ۔ کچھ تبلیغی حالات ہوں ۔ اسکے متعلق اہل الرائے اصحاب اپنے مشوروں سے مطلع فرماویں ۔ برادر ابراہیم مالاباری کے خط سے انکی کامیابی کی خبر معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی ۔ رسالہ مسیح یہاں کے نومسلم پڑھ کر خوش ہوتے ہیں ۔

اس ڈاک میں جو خطوط آئے ۔ وہ زیادہ تر ۲۴ نومبر اور اسکے قریب کی تاریخوں کے لکھے ہوئے ہیں ۔ البتہ حامد حسین خان صاحب کا خط ۹ نومبر کا ہے (انکی اہلیہ کی صحت کے واسطے دعا کی ہے) یہ سب خط آج پہونچے ۔ گویا قریباً ایک ماہ ۱۸ دن میں اسدفعہ ڈاک آئی ہے ۔ برادر حامد حسین خانصاحب لکھتے ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ آپکے پاس ولایت ہوتا تو آپ کا کھانا ہی پکاتا ۔ اس قسم کے اخلاص سے بھرے ہوئے کئی خط آتے ہیں ۔ الحمد للہ ۔ مسیح موعود نے کیا ہی نئی روح اپنی قوم میں پھونکی ہے ۔ اور ۔۔ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ان محبت اور اخلاص میں مزید ترقیات عطا فرماوے ۔ قادیانی شاعر روق بزم احباب قاسم علی

صاحب عاجز کو مفتی صاحب یورپ کا نیا خطاب دیتے ہوئے جس پیکٹ کی روانگی کی اطلاع دیتے ہیں وہ پہونچ گیا ۔ جزاکم اللہ الخیر ۔ بھائی سیٹھ عبداللہ صاحب کے مفید اور کارآمد رسالوں کے پارسل پہونچ رہے ہیں کوئی گم نہیں ہوا ۔ تسلی رکھیں ۔ یہ رسائل تبلیغ کے کام میں بہت امداد دے رہے ہیں ۔ گویا عبداللہ بھائی صاحب ہمارے ساتھ ولایت میں موجود ہیں ۔ ایک لیڈی ان کا رسالہ پڑھ کر بہت قریب آگئی ہے ۔ میں نے اسے کہا کہ تمہارے نام کا ترجمہ عربی میں سلام ہے ۔ تب سے خطوں میں اپنا نام سلام لکھتی ہے احباب دعا کریں ۔ اللہ کریم اسے قبول اسلام کے لئے انشراح صدر عطا فرماوے ۔ آمین ۔ سیٹھ عبداللہ بھائی کا وجود با وجود بھی خلافت ثانیہ کی برکات میں سے ایک برکت ہے ۔ فالحمد للہ علی ذالک ۔ کاش کہ نادان مخالف غور کریں کہ انکی روگردانی سے کونسا نقصان خلافت حقہ کو پہنچا ہے سب طاقتیں اللہ کی ہیں ۔ وہ جس سے چاہتا ہے کام لیتا ہے برادر تسوب ۔۔ لم اردو سے خوب لکھتے ہیں کہ آپ ہی سردی برداشت کرنے کے بظاہر ناقابل تھے ۔ آپ سے ہی خدا نے تبلیغ ولایت کا کام لیا ۔ مسٹر کسے اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ یہاں جو کام ہو رہا ہے ۔ وہ میرا نہیں ۔ میرا اس میں کچھ نہیں سب محض للہ کا فضل ہے جسکی جاذب حضرت خلیفۃ المسیح اور احباب کی دعائیں ہیں ۔ میرا وظیفہ تو یہی ہے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ احمدیت کی اشاعت نے خواجہ صاحب کو بہت جوش دلا رکھا ہے ۔ غیر احمدیوں کو ہمارے برخلاف بھڑکاتے ہیں کسی کو کہتے ہیں یہ مشرک ہیں ۔ کسی کو سناتے ہیں کہ یہ رومن کیتھلک ہیں ۔ جو چاہیں سو کہہ لیں ۔ ان کا تلملانا اور گھبرانا اور غیر احمدی اخباروں کے آگے ہاتھ جوڑنا کہ انکی رپورٹیں تبلیغ نہ کرو ۔ اور کچھ نہیں تو اتنی بات ضرور ثابت کرتا ہے کہ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا کہ احمدیت انگلستان میں نہیں پھیل سکتی محض جھوٹ تھا ۔ بھلا خدا جس کو ظاہر کرنا چاہتا ہے ۔ اس کو کون مخفی کریگا ۔ ایسے حاسدوں کے متعلق میرے مکرم دوست خان بہادر صاحب محمد حسین خان صاحب نے خوب لکھا ہے ؎

میراسے حسود کہ ایں جنبیں برنج است

کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

مسٹر احمد مالاباری مجھے بہت پیارے ہیں مگر ایسے موسم میں نام بنام خطوط لکھنے بہت مشکل ۔ ہاں دعائیں نام بنام کرتا ہوں ۔ میرے لیکچر جو یہاں ہوئے وہ چھپے ہوئے نہیں بعض قلمی لکھے ہوئے ۔ اور بعض زبانی ۔ اتنا وقت کہاں کہ انکی نقلیں کرکے دوستوں کو روانہ کروں ۔ برادر اختر علی صاحب کے واسطے دعا کرتا ہوں ۔ اور انکی فتحیابی کی خبر سننے کا ہر وقت اللہ پاک کے رحم اور کرم کے دروازے سے امیدوار ہوں یہاں بھی ایک نومسلم دوست ایک ابتلا میں ہیں ۔ احباب ان کی رہائی کے واسطے دست بدعا ہوں ۔ برادر عبدالخلیل صاحب کی ارسال فرمودہ کتاب پہونچی : جزاکم اللہ خیراً

سردی یہاں سردی خوب ہے ۔ ایکدن تھرمامیٹر ۲۳ درجہ تک نیچے ہو گیا ۔ مگر اب پھر بیس بیس تک رہتا ہے ۔ لنڈن اور شمالی انگلستان میں سخت جو سردی کی خبریں آرہی ہیں ۔ وہ بہت زیادہ ہیں ۔ ایک لیڈی سدل سے لکھتی ہے کہ پانی کے نلکوں میں برف جم رہے ہیں ۔ اور مرمت کرنیوالے نہیں ملتے ۔۔ ایک دن تھرمامیٹر اٹھارہ درجہ ہو گیا تھا ۔۔ یہ کبھی بائیس درجے سے کم نیچے نہیں ہوتا ۔ ایکدن سیر کے واسطے باہر تھا کہ اچانک ہوا میں سفید سفید ۔۔ لگے ۔ میں حیران ہوا کہ یہ کیا ہے ۔ مگر جلد سمجھ گیا کہ برف باری ہونے لگی ہے ۔ میں جلدی سے مکان پر واپس آگیا ۔ کھڑکی کے اندر سے اس کا نظارہ دیکھتا رہا ۔ ریت کے باریک ذرات کیطرح برف اڑکر نیچے بیٹھنے لگی ۔ اور زمین پر سفیدی نظر آنے لگی اور تھوڑی دیر میں سب سفید ہو گیا ۔ عمر میں یہ ۔۔ بار ہے کہ میں نے برف گرتی اور زمین پر جمتی دیکھی ۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جب جموں میں طبیب ۔۔ تھے ۔ تو بہت چھوٹی عمر میں حضرت موصوف کے ہمراہ جموں آتے کشمیر کیا گیا تھا ۔ اسوقت مجھے حضرت موصوف رضی اللہ عنہ ترجمہ قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے ۔ اپریل کا مہینہ تھا جو ہم پیر پنجال (پہاڑ) سے گذرے ۔ تو اسپر برف پڑی ہوئی دیکھی تھی ۔ برف پر چند میل کی مسافت پیدل بھی کی تھی ۔ بچپن کا عالم تھا ۔ سردی کا کچھ خیال بھی اسوقت نہ تھا ۔ اب تو برف کے نام سے بھی ڈر لگتا ہے ۔

برادرم قاضی صاحب ۔۔ جو افراد انجمن کے

لنڈن کی برف باری اور شدت سردی کے علاوہ آج کل ان کے ہوائی حملوں کے نیچے توکلاً علی اللہ ڈٹے بیٹھے ہیں۔ اور رات دن کام میں مصروف رہتے ہیں۔ ریلے حقوق نفس کے ادا کرنے میں بھی وہ میری طرح تنگی نہیں۔ لیکن برخلاف اسکے نفس کشی کے مشتاق ہیں۔ اجر تو دراصل ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ اور ایسا تو وہ حال ہے کہ ہو نگاکر تہیدوں میں داخل ہو گئے۔ اچھا اللہ تعالے کی غفاری اور ستاری کے سہارے ہم بھی بخشش کے امیدوار ہیں۔ وہو ارحم الراحمین۔

۱۷ جنوری ۱۹۱۸ء

پادری صاحب کا شکایت نامہ

ایک کیتھالک پادری سے مجھے ایک دن ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے معمولی انگریزی لباس پہنا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا ہمارے ملک میں جو دوست کیتھالک پادری ہوتے ہیں وہ لمباگون پہنتے ہیں کمر میں رسہ کا ...... طرف صلیب لٹکی ہے۔ اور دانہ دار تسبیح اور ... اس سے فادر صاحب پہچانے جاتے ہیں۔ آپ کیسے فادر ہیں جو کوٹ پتلون پہنے پھرتے ہیں۔ ایک لمبی آہ کھینچ کر کہنے لگے ہم مظلوم ہیں۔ پراٹسٹنٹوں نے ہمارے متعلق ملکی قانون بنا دیا ہے کہ کوئی فادر گون پہنکر باہر نکلے۔ ورنہ فساد کا اندیشہ ہے۔ اور ہمیں حتی الوسع کوئی گرجا کیواسطے زمین نہیں دیتا۔ اس قصبہ میں جو ہم نے گرجا بنایا ہے۔ اسکی زمین ایک لنڈن کے وکیل کے نام پر خرید کی تھی۔ یہ لوگ بڑوں کا ادب نہیں کرتے۔ پوپ کی اہانت کرتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص خود پوپ بنا بیٹھا ہے اسی طرح دیر تک اپنا رونا روتے رہے) آخر میں نے کچھ مذہبی گفتگو کرنی چاہی تو ٹل گئے۔ یا عموماً دیکھا گیا کہ رومن کیتھالک پادری بحث کیطرف نہیں آتے نہ دوسرے مذہب کی کتب دیکھتے ہیں۔

میر ناصر نواب صاحب

چند روز ہوئے حضرت میر صاحب کو میں نے خواب میں دیکھا کسی مکان کی چھت ٹپکتی ہے میں پاس سے گذرا۔ آپ نے فرمایا آپ بھی تین روپے چندہ مہینے عرض کیا بیجئے اور بیدار ہو گئی اسی وقت تین روپے کا منی آرڈر روانہ کر دیا تھا۔ امید ہے کہ پہنچا ہو گا۔

سلطنت کے واسطے دعا اور وزیر اعظم کا شکریہ

حضور ملک معظم شاہ جارج پنجم کا اعلان شائع ہوا تھا کہ ۶ جنوری کو لوگ خصوصیت کے واسطے دعا کریں۔ یہاں اتفاقاً چند ہندوستانی طلباء آسان آئے ہوئے تھے جنہیں ہم نے ہوٹل میں جمع کر کے ایک جلسہ دعائیہ قائم کیا جسمیں قرآن شریف کی تلاوت کے بعد شاہی اعلان پڑہا گیا۔ اور پھر انگریزی میں دعائی۔ چند انگریز بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اخباروں میں اسکی رپورٹ چھپی ہے۔ اور اہل ہند کی وفاداری کا خاص ذکر کیا گیا ہے۔ اور صاحب وزیر اعظم انگلستان لائیڈ جارج کی طرف سے عاجز کے نام شکریہ کا خط آیا ہے جسمیں لکہا ہے۔ کہ صاحب وزیر اعظم نے بہت دلچسپی سے اس رپورٹ کو پڑہا اور آپکی مہربانی کا سرگرم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس خط کی نقل حضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اور ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز کو روانہ کر دی ہے۔ حق انجیاز میں یورپین ممالک میں اسکے پرچے بھی حضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ریویو بعض احباب روانہ کر دئے گئے ہیں۔

خدا کا نبی

یہاں ایک لیڈی ہے جو کبھی ہندوستان میں رہ چکی ہے۔ گاہے ملاکرتی ہے۔ ایک دن مجھے ایکدن جانے کی دعوت دی جب اسکے خاوند کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تصنیف "اسلام اور دیگر مذاہب" دی۔ دوبارہ جب ملنے کا اتفاق ہوا۔ تو شوہر نے اس رسالہ کی بہت تعریف کی۔ اسکے بعد ایک دفعہ اس کی بیوی نے کہا کہ میں ان کے ... دوسری دفعہ اور پڑھوں گی۔ اسکے گفتگو میں اس لیڈی نے ذکر کیا کہ آپ آیا کرتے ہیں گو آپ جب آیا۔ چہوٹی لڑکی نے آپکو دیکھکر بے اختیار نہایت سنجیدگی سے اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہا۔ دیکھو ماں خدا کا نبی جا رہا ہے۔

یسوع مسیح

یہاں کے ایک بڑے گرجے کے ایک پادری صاحب پادری جرمن بی ڈی نام ہیں۔ گاہے ان سے گفتگو اور تبادلہ خیالات کا موقعہ ملتا ہے۔ بیت خلیق اور وسیع خیال آدمی ہیں۔ ایک دن میں ان کے مکان پر گیا۔ ان کی چھوٹی بچی میرے پاس آئی۔ اور ہماری باتیں بڑے غور سے سنتی رہی۔ اور میرا نام دریافت کیا جس کو اس نے خوب یاد کر لیا۔ اسکے بعد ایکدن پادری صاحب ملے تو کہنے لگے۔ ایک عجیب بات ہے کہ جب آپ چلے گئے تو میری چھوٹی بیٹی جو کمسی سے آپکی باتیں سنتی تھی مجھے کہنے لگی۔ ابا یہ جو آج ہمارے گھر میں آیا تھا یہی یسوع مسیح ہے۔

میں نہیں جانتا کہ ان معصوم بچوں کے دل میں یہ خیالات کیسے آئے۔ اور یہ الفاظ کسطرح بے اختیار ان کے منہ سے نکلے۔ جن سے مجھے حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کا ذکر کرنے کا ایک اور موقعہ ان لوگوں کے سامنے ملا۔ اور اسطرح تبلیغ کا ایک ذریعہ پیدا ہوا۔ ممکن ہے کہ مسیح موعود نبی اللہ کی پاک مجالس کی حاشیہ نشینی کی جو ضو ان بچوں کی روحانیت نے عاجز میں محسوس کر کے بے اختیار ایسے الفاظ بول دئے ہوں۔ والعلم عند اللہ۔ مگر بہرحال یہ ظاہر ہے اگرچہ باغیان خلافت حقہ و منکران نبوت حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کو ایسے الفاظ آتش حسد میں جلا ہوئے ہو گئے۔ مگر سچ یہی ہے کہ بلحاظ نبوت حضرت احمد قادیانی کسی نبی سے کم نہ تھے۔ اور آپکے روحانی فیض کا دامن پکڑنے کے بغیر اب کوئی سلامتی اور اسلام نہیں۔ رونے والے روئیں اور سر پیٹنے والے سر پیٹیں۔ مگر خدا کے کلام کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

عاجز اگرچہ ونٹ نور میں ہے۔ مگر میرے نام کی ڈاک سب لنڈن کے مستقل ایڈریس پر آنی چاہیئے۔ ۴ سٹار سٹریٹ۔ ایجور روڈ لنڈن۔ والسلام

عاجز محمد صادق عفے اللہ عنہ

از ونٹ نور۔ ۱۱ جنوری ۱۹۱۸ء

دعا کامیابی امتحان

رشید احمد ارشد اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کیواسطے احباب سے دعا کا خواستگار ہے کہ خدا امتحان انٹرنس میں کامیاب کرے۔

تشحیذ اپریل

اپریل کا تشحیذ بہت دلچسپ ہوگا۔ انمیں وہ حرج ہیں جو قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ... نے اور اپنی زبان سے آپ اپنی تصنیف کلمۃ الفصل رحمانی میں ...

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

سب سے پہلا ہفت وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے

فاروق

جلد ۲ | ... مورخہ ۹ اپریل ... | نمبر ۱۳

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ ... جمعہ سے بہت ناسازی طبع رہی ... ملالت تشریف نہیں لاتے ... حضور کی صحت کے واسطے دردِ دل سے بہت دعائیں کریں۔ خدا تعالیٰ حضور کو صحت کامل عطا کرے۔ آمین ۔

جلسہ غوث گڑھ و چک لوہٹ جہاں پر خاکسار ایڈیٹر فاروق و محمد دین صاحب ... پیر حافظ روشن علی صاحب ... اور مولوی غلام رسول صاحب ... حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ۲۴ مارچ کو گئے تھے۔ وہاں سے فارغ المرام بخیریت ۲۸ مارچ کو واپس دارالامان آ گئے۔ دو روز غوث گڑھ ریاست پٹیالہ میں اور دو روز چک لوہٹ میں اور ایک روز ماچھی واڑہ ضلع لدھیانہ میں احمدیہ جلسے ہوئے۔ ... سے تبلیغ کی توفیق ملی۔ ... آدمی

... سعادت ... سلسلہ میں داخل ہوئے ... مولوی عبدالحق صاحب ... ان لوگوں کی ... احمدیوں کی تعداد ... مفصل رپورٹ انشاء اللہ آئندہ پرچہ میں لکھی جائیگی ۔

نماز جنازہ ۔ برادرم منشی شیخ عبدالرحیم صاحب ... کی دختر ... سال چھوڑ کر فوت ہو گئی ہے ۔ احباب جنازہ غائب پڑھ کر ثواب حاصل کریں ۔ اور پسماندگان کے لئے دعا کریں کہ خدا ان کا حافظ و ناصر ہو ۔ اور ان کو صبر جمیل عطا کرے ۔ آمین

درخواست دعا ۔ حکیم مستری قادر بخش صاحب مخلص احمدی ... کا بڑا لڑکا کئی سال سے بعارضہ مرگی مبتلا ہے ۔ مستری صاحب نے اسکے علاج میں جس کوشش سے کام لیا ہے وہ بے نظیر ہے ۔ صدہا روپیہ کی ادویات استعمال کرائیں لیکن صحت کی کوئی صورت حال پیدا نہیں ہوئی ۔ مستری صاحب سلسلہ کے مخلص خادم اور ... احمدی ہیں ۔ احباب خدا کے واسطے انکے بیٹے کی صحت کے لئے بہت دعا کریں ۔ اللہ تعالیٰ اس عزیز کو صحت اور زندگی عطا فرمادے ۔ آمین

تبلیغ رسالت ۔ جلد اول ۲۴ صفحہ تک چھپ کر تیار ہے ۔ قادیان میں چھپائی کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے باقی کا بیان مرتب چھپوانے کے واسطے خاکسار خود لے آیا ہے ۔ امید ہے کہ کتاب جلد چھپ جائیگی ۔ اور جلد اول ۱۵ اپریل سے پہلے شائع ہو جائیگی ۔ دوسری جلد کا تتمہ لکھنی شروع کردی ہے ۔ الحمد للہ

ڈاکخانہ قادیان کے متعلق جو سلسلہ مضمون فاروق میں چھپ رہا ہے اس کا تیسرا نمبر بوجہ میرے سفر پر چلے جانے کے اس پرچہ میں شائع نہیں ہو سکا ۔ آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ نکلیگا ۔

سب پوسٹماسٹر قادیان بابو نبی بخش نے باوجود نوٹس دینے کے اپنے ان الفاظ ہتک آمیز کو واپس نہیں لیا اس لئے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے ان پر استغاثہ فوجداری زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر میں دائر کردیا ہے ۔

قاضی ظہور الحق [illegible] مضمون ہے جو مقدمہ ہتک عزت کا
ولایت علی نامی کسی شخص سے خاکسار ایڈیٹر فاروق پر دائر کیا ہوا
ہے وہ سرسری تحقیقات کے واسطے ۔ اپریل کو عدالت قصیدہ
صاحب بٹالہ میں پیش ہوا [illegible] کارروائی ہوئی وہ مفصل اگلے
پرچہ میں دی جاویگی +

بشارت عظمیٰ ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص ممبر مولوی سید
اختر علی صاحب انسپکٹر پولیس بھاگلپور سے خوشخبری دیتے
ہیں ۔ کہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی دعاؤں سے گورنمنٹ
ان کو تمام الزامات سے بری کردیا ۔ اور ان کو عہدہ انسپکٹر پولیس
پر بحال فرمایا ۔ اور وعدہ کیا کہ بعد منظوری گورنمنٹ ان کو
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہوکر دیا جائیگا ۔ مولوی صاحب
موصوف تمام احباب سلسلہ کی جن کی دعاؤں
سے ان کی امداد کی شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ اور آئندہ ترقی
درجات کے لئے دعا کے خواستگار ہیں ۔ الحمد للہ کہ خدا نے
فضل عظیم آپ پر کیا ۔ انشاء اللہ وہ قادر خدا آئندہ بھی
آپ کو کامیاب رکھے گا ۔ آپ ڈاکی تعینات ہوئے
ہیں +

قاضی ظہور الحق صاحب

(بمقابل)

مولانا ذبیح اللہ صاحب جب بیٹھے تو ساتھ ہی اٹھ گیا
اٹھیں کہ وہ مر رہا ہے ۔ ابھی یہ کیا بولیگا ۔ جو عقدے داعی
ظہور الحق نے ڈال دیئے ہیں ۔ انہیں کیونکر کھولیگا ۔
مولانا نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ اپنے کلام کو
بھائیوں کو مخاطب کیا کہ صرف اعتراضات کرنا شیوہ ایمان
نہیں ۔ اعتراض کرنے والوں نے تو قرآن مجید کو بھی
تحریف اساطیر کتب سابقہ سے ماخوذ کہہ دیا ۔ لیکن
اس کی مثل نہ لا سکے ۔ اور لو نشاء لقلنا مثل ھذا
ہی کہتے رہے ۔ اسی طرح یہ عقیدہ کئی برس سے چھپ کر
شایع ہو چکا ہے ۔ اور تحدی کے ساتھ اعلان کیا گیا ہے
کہ ایام مقررہ کے اندر کوئی اس کی مثل لانے پر قادر
نہیں ہو گا ۔ بلکہ جو جواب کے لئے کھڑا ہو گا ۔ وہ ناکام
[illegible] ہوگا ۔ تعجب ہے کہ اتنے بڑے مدعیان

علم و فضل موجود ہیں ۔ مگر کسی کو یہ حوصلہ نہیں ہوتا ۔ کہ
اس قصیدہ کے جواب میں قصیدہ لکھ سکے یہی سبب ہے
کہ اگر ہم چاہیں تو کہہ دیں ۔ جناب ظہور الحق صاحب نے جو
علم پر عتراض کئے ہیں (۲) اس کا جواب [illegible]
[illegible] کہ اسے [illegible] [illegible]
نہیں کریگے ۔ البتہ کسی کی [illegible] اعتراضات [illegible]
تو آپ کی کم علمی اور جہالت [illegible]
[illegible] الملائکہ [illegible]
[illegible] صحیح [illegible]
[illegible] لکھے ہو [illegible]
[illegible] ہے ؟

۲ ۔ [illegible]
[illegible] الملک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] بیان نہیں کرتا ہے [illegible]
[illegible]

۳ ۔ [illegible] اعتراض [illegible]
[illegible] نہیں کیا [illegible] +

۴ ۔ [illegible] اعتراض ہے کہ تحت حرکت کا انکار
[illegible] نہیں [illegible]
[illegible]

۵ ۔ [illegible] ہے [illegible]
نہیں حالانکہ [illegible] موجود ہیں
(۶) الطوف لمرمات [illegible] اعتراض کیا ہے کہ مرنا
صحیح ہے [illegible] ہے ۔
[illegible] ہے ۔
[illegible] قرآن مجید [illegible] ہے ۔ و
من الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ ۔
جواب تکمیر مولانا نے قاضی ظہور الحق صاحب کے ان الفاظ پر جرح
شروع کی جو انہوں نے اپنی تصنیف علمی جیسے کے بے اساس
تقریریں ہوئے تھے جو بالکل خلاف محاورہ اور غلط تھے ابھی
ایک دو لفظ کے متعلق کچھ فرمایا کہ خونخوار [illegible] برق نے اپنی
خفت دیکھ کر بعض لونڈوں کو اشارہ کردیا ۔ اور سے ڈھیلے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - یوم پنجشنبہ ۴ اپریل ۱۹۱۸ء

صداقت مسیح موعودؑ

(نوشتہ مولانا صدر الدین صاحب [illegible])

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

اما بعد برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تمہید - [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوا ہے کہ میں [illegible] [illegible] ہوں [illegible] ہو رہے۔ میری بیعت کر [illegible] [illegible] ورسالت کو ایک [illegible] [illegible] اگر یہ [illegible] [illegible] ہیں لیکن میرا اعتقاد ہے [illegible] کو مخاطب کروں اور اپنے دائرہ کلام کو صرف مسلمانوں تک محدود رکھوں

(۱) قرآن کریم پارہ ۵ ربع [illegible] کے شروع میں فرماتا ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر [illegible] پارہ ۵ ربع [illegible] میں ارشاد ہوتا ہے [illegible] فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم [illegible] حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما ۔

ان ہر دو آیات کا منشا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ دو باتوں کا حکم [illegible] کو دیتا ہے۔

(ل) [illegible] قرآن شریف [illegible] [illegible] مسطورہ آیات بالا [illegible] قرآن شریف اور رسول کریم سے [illegible] اور [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] اصول پر [illegible] ہو گا۔

(تمہید) [illegible] [illegible] اور [illegible] علیحدگی [illegible] [illegible] صورت [illegible] کے اس پر عمل کریں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

(ج)

[illegible] [illegible] تقسیم کرتا ہوں

(۱) قرآن کریم کے معانی بیان کرنے کا معیار کیا ہے۔ [illegible] [illegible] ہوگی۔

(۲) کیا قرآن [illegible] کی رو سے [illegible] ممکن ہے کہ بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] کا دعوے [illegible] [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible]

(۳) کیا قرآن کریم نے امت محمدیہ کے ساتھ [illegible] کا وعدہ بھی فرمایا ہے؟

(۴) کیا قرآن کریم کی رو سے کسی اور امت کا [illegible] اس کی اصلاح کر سکتا ہے؟

(۵) کیا قرآن کریم نے کوئی موعود بھی ذکر فرمایا ہے؟

(۶) کیا قرآن کریم نے کوئی معیار صداقت بھی بیان فرمایا ہے؟

(۷) کیا موعود [illegible] معیار [illegible] مدعی صادق ہے؟

(۸) [illegible] مدعی کے منکرین [illegible] ہونگے قرآن کریم کی رو سے [illegible] [illegible] [illegible]

طرح ذہن نشین ہو جاویگا۔

(۱) قرآن کریم فرماتا ہے۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ (پارہ ۳ ع سورۃ بقرۃ) یعنے متقی بنو خدا تعالیٰ خود معلم بن جاوے گا۔ پس اصل گر تو یہی ہے کہ انسان متقی [illegible] اس کو اپنے کلام کے معانی سمجھا دیگا [illegible] اور آیت شریفہ بھی [illegible] [illegible] [illegible] ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (دیکھو پارہ ۵ نصف [illegible]) [illegible] اگر بالفرض محال یہ قرآن خدا کی طرف [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

(۷) محکم آیات کے مخالف نہ ہو گا

[illegible] خلاف واقعہ نہ ہو گی

(۸) فطرت انسانی کے برخلاف نہ ہو گی

(۹) صحیح حدیث کے برخلاف نہ ہو گا

(۱۰) عقل سلیم و وجدان صحیح کے برخلاف نہیں ہو گا

[illegible] سمجھنے کا معیار [illegible] [illegible] اور قرآن کریم کا [illegible] کیا کہنا سوائے [illegible] [illegible]

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ترجمہ [illegible] الذکر یعنے قرآن کریم کو [illegible] اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] ارشاد ہوتا ہے کہ [illegible] الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی [illegible]

نکے ملانے سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے ۔
قرآن سکے ساتھ وعدہ حفاظت ہے ۔
رسول کا کلام بھی وحی آلہی ہے ۔
پس حدیث اور قرآن آپس میں مختلف نہونگے ۔
چونکہ قرآن کریم زیادہ محفوظ ہے ۔ اسلئے اگر کوئی حدیث
ے مخالف مفہوم رکھے ۔ تو اول اس کو قرآن کریم کے
ت کرینگے ۔ مگر موافق نہ ہوسکے ۔ تو مجبوراً ہم اس
یث کو چھوڑ دینگے ۔ اور اس کو حدیث نہ کہیں گے
وہ ایک موضوع کی قسم ہوگی ۔ جو بعد میں کسی غرض اور
کو پورا کرنے کے لئے وضع کیگئی ہے ۔
یہ بھی واضح رہے کہ قرآن اور حدیث کے درمیان ایک
درجہ بھی ہے ۔ جو کہ سنت کے نام سے موسوم ہے
رحال حدیث سے مقدم ہوگا ۔ اور حدیث کی صحت وغیرہ
ں کا بھی اثر ہوگا ۔ پس بطور خلاصہ یہ ہوا کہ :-
قرآن اور حدیث اور سنت باہم موافق ہیں ۔
بصورت عدم توافق ۲-۳ کی تاویل کرینگے ۔
) تاویل نہ ہوسکنے کی صورت میں متروک ۔
یہاں پر نمبر (۱) ختم ہوا ۔ اب نمبر ۲ شروع ہوتا ہے

(۲)

اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ۔ لا یکلف اللہ
نفساً الا وسعھا (پارہ ۸ سورہ انعام) کہ میں اللہ تعالےٰ
حکم فطرت انسانی کی طاقت سے بالاتر نہیں دیتا جو
ہوگا ۔ وہ قابل عمل ہوگا ۔ اور جو وعدہ ہوگا ۔ وہ
الوقوع اور ممکن الحصول ہوگا ۔
سورہ فاتحہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ اھدنا الصراط
المستقیم ۔ یعنی (اسے بندگان خدا) تم درخواست
کرو کہ اے ہمارے اللہ ہم کو پاس والی سیدھی راہ پر
۔ پھر خود ہی تشریح فرمائی ۔ کہ وہ صراط مستقیم کیا
۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب
علیھم ولا الضالین ۔ یعنے ان لوگوں والی راہ
پر تیرے انعام ہوئے نہ ان کی جو تیرے مورد
ان کر تیرے غضب میں آئے ۔ اور نہ ان کی جو
[illegible] باعث گمراہ ہوئے تا مین
[illegible]

گئے جن پر انعام پائے ۔ ملاحظہ ہو آیت ذیل پارہ پنجم
من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین
انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء
والصالحین وحسن اولٰئک رفیقاً ۔
ترجمہ یہ ہے ۔ کہ وہ تمام لوگ جو اللہ اور رسول کی
اطاعت کریں ۔ وہ تمام حسب مراتب ان لوگوں کے
ساتھ ہونگے ۔ جن پر اللہ کا انعام ہوا ۔ اور وہ حسب ذیل
ہیں :- نبی ۔ صدیق ۔ شہید ۔ صالح ۔ یہ بھی ساتھ ہی اہم
ہے ۔ کہ آیت ہذا نے یہ بھی فیصلہ فرمادیا کہ یہ ہر چہار
مدارج محض اس صورت میں حاصل ہونگے ۔ جبکہ اللہ
اور رسول کی اطاعت کی شرط کے ساتھ وابستہ ہوں ورنہ
ہرگز نہیں اب بات صاف ہے کہ کوئی استثنا اس
امر کا نہیں کہ نبوت نہ ملیگی ۔ اور باقی مدارج مل جاوینگے
نیز چونکہ حسب آیت الیوم اکملت لکم دینکم
دین کامل ہوچکا ہے ۔ اسلئے تشریعی نبی کی بھی ضرورت
نہیں ۔ ہاں غیر تشریعی نبی اور امتی نبی آسکتا ہے ۔ اگر یہ
درجہ نہ ملنا ہوتا ۔ تو کیوں اللہ تعالےٰ ہمیں ایسی درخواست
کرنے کا حکم دیتا ۔ وہ تو خود وعدہ فرماتا ہے کہ لا یکلف اللہ
نفساً الا وسعھا ۔ مقام غور ہے ۔ کہ حکم بلا استثنا ہوتا
ہے ۔ اور یہاں ہمارے مخالف الرائے بھائی خواہ مخواہ
ایک الگ راہ نکالتے ہیں ۔ اور نیز یہ اللہ تعالےٰ پر ایک
الزام ہے ۔ کہ وہ نعوذ باللہ ہمیں خوش کرنے کے
لئے ایک چال چلتا ہے ۔ دیتا تو کچھ نہیں ۔ البتہ وعدہ
دے رکھا ہے ۔ دیکھو کیسا صاف وعدہ ہے من یطع اللہ
الی آخرہٖ ۔ کہ جو اطاعت کرے ۔ وہ یہ درجہ پا سکتا ہے پس
تقریر بالا سے امور ذیل صاف ہوئے
(۱) خدا تعالیٰ کا کوئی حکم اور وعدہ ایسا نہیں کہ جس پر عمل نہ ہو
یا جو نہ مل سکے ۔
(۲) سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سیدھی راہ طلب کرو
(۳) سیدھی راہ منعم علیھم انعام یافتہ گروہ والی ہے ۔
(۴) انعام یافتہ گروہ یہ ہیں :- نبی ۔ صدیق ۔ شہید ۔ صالح
(۵) کوئی استثنا نہیں کہ فلاں قسم انعام اب نہیں ملیگا
کی اب مفقود ہے ۔
(۶) تمام مدارج عالیہ اطاعت رسول میں مل سکتے

اور پائے جاسکتے ہیں ۔ خاتم النبیین والی آیت کے یہ معنے
کرنے کہ اب جناب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت
نہیں ہے ۔ صحیح نہیں ۔
(۱) اسلئے کہ پھر اختلاف واقع ہو جاویگا ۔ جو حسب ضمنی نمبرا
ممنوع ہے ۔
(۲) اسلئے کہ اگر یہاں نبوت کی ہی نفی ہو ۔ جو اولیت روحانی
تو پھر دشمن کا اعتراض کہ آپ معاذ اللہ ابتر ہیں ۔ صحیح ہوگا
اور یہ ناجائز ہے ۔ کیونکہ ان شانئک ھو الابتر کے
ماتحت آپ کا دشمن ابتر ہے نہ آپ ۔ نیز آیت وازواجہ
امھاتھم ۔ کہ آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں ۔ آپ
مومنین کے روحانی باپ ہیں ۔ اور ہم فرزند ۔ اور لائق فرزند
تو نبی ہی ہوتا ہے ۔ کیونکہ اعلیٰ درجہ یہی ہے ۔ باقی رہی
حدیث "لا نبی بعدی" والی ۔ تو چونکہ یہ اپنے مفہوم عام
کے اعتبار سے قرآن کے مخالف ہے ۔ اسلئے اس کی تاویل
کرنی ہوگی ۔ اور وہ یہ کہ حدیث مذکور اتصال کے ساتھ
خاص ہے ۔ اور نیز دوسری حدیث اسکے خلاف بھی موجود
ہے ۔ جو آپ نے اپنے لڑکے ابراہیم کی وفات پر فرمایا کہ
لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً ۔ اگر ابراہیم
زندہ رہتا ۔ تو ضرور صدیق نبی ہوتا ۔ اور جب یہ حضور نے
فرمایا ۔ اس وقت خاتم النبیین والی آیت نازل ہو چکی تھی ۔ اگر
نبوت بند تھی ۔ تو کیوں آپ نے فرمایا ۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا
تو نبی ہوتا بلکہ یہ فرمانا چاہئے تھا کہ خواہ ابراہیم زندہ رہتا
تو بھی نہ ہوتا ۔ لیکن آپ نے برخلاف یہ فرمارہے ہیں
کہ اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا ۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ
نکرارکم حب رسول کے ذہن مبارک میں یہ بات نہ تھی
کہ میرے بعد یہ دروازہ ختم ہے ۔ اور آپ کا حضرت عمرؓ
کو یہ فرمانا کہ لو کان بعدی نبی لکان عمر ۔ تو یہاں بھی نبوت
تشریعی کی نفی ہے ۔ کیونکہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم
دیکھ چکے تھے کہ حضرت عمرؓ کا مذاق کس قسم کی موزونیت
رکھتا ہے ۔ اور کیسی اعلیٰ مناسبت قانون سازی کے
ساتھ ۔ پس حاصل کلام یہ ہوا کہ آنحضرتؐ کے بعد نبوت
تشریعی بند ہے ۔ اور اسکی وجہ یہ ہے ۔ کہ اب اسکی ضرورت
نہیں رہی کیونکہ شریعت کامل ہو چکی ہے سوائے نبوت بغیر
افاضہ نبی اعظم بھی ناممکن ہے ۔ انکی مہر تصدیق اور سرٹیفکٹ

اطاعت کے سوا یہ مارا مسئلہ ہے۔ پس ایسا ہی جو بیٹا ترقی ہو رکھیں اطاعت کرنے والا ہو۔ وہ اٹھائے گا ہر گی
ت یہ اشارہ موجود ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا
مبشرات۔ کہ نبوت بشارات باقی ہے۔ اور باقی نہیں
مر ۲ ختم ہوا اب نمبر ۳ کو لیتے ہیں۔

(۳)

نمبر ۳۔ (۱) وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً۔ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون (پارہ ۱۸ سورۃ نور)

(۲) من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا۔ پارہ ۵ سورۃ نساء

(۳) والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ (پارہ سورۃ)

آیت نمبر ۱ کا یہ ترجمہ ہے کہ اللہ نے وعدہ کر لیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں ایماندار ہیں۔ اور جنہوں نے بھلے کام کئے ہیں۔ کہ انکو ضرور خلیفہ بنائیگا زمین میں۔ جیسے کہ خلیفہ بنایا ان سے پہلے لوگوں کو۔ اور ضرور ان کے دین کو مضبوط کرے گا۔ ان کے لئے جس کو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ان کو خوف کے بدلے میں امن عنایت فرمائیگا۔ وہ خالص میری ہی عبادت کیا کرینگے۔ اور کسی چیز کو میرے ساتھ کبھی شریک نہ کرینگے۔ اور جو کوئی ناشکری کرے اس کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

آیت نمبر ۲۔ اس کا ترجمہ گذر چکا۔

آیت نمبر ۳۔ کا یہ ترجمہ ہے۔ کہ جو لوگ ہماری ذات کے لئے مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہم ضرور ان کو اپنی طرف آنے والی راہوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

اب جب مفہوم آیات بالا بالکل صاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ایماندار مجاہدین کے ساتھ وعدہ ہے۔ کہ وہ ان کو وہ تمام انعامات عطا فرمائیگا جو پہلے نبیوں کو دئے گئے۔ ان برکات میں سے ایک درجہ نبوت بھی ہے لیکن

چونکہ اطاعت رسول اور انعام النعمت کی شرط ساتھ میں اسلئے یہ درجہ انہی قیود کے ساتھ مقید ہوگا۔ ورنہ اگر یہ ہو تو اختلاف لازم آئیگا۔ جو ممنوع ہے۔ اور وعدہ وہی جو دیا جائیگا۔ ذریت رسالت جو تبع کرنے کو۔

اب یہاں نمبر ۳ ختم ہوا۔ اب نمبر ۴ شروع ہوتا ہے

(۴)

نمبر ۴۔ (۱) ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر پارہ ۴ ربع

(۲) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر (پارہ ۴ ربع ۱)

(۳) ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین ۔

ترجمہ آیت نمبر ۱ کا یہ ہے کہ تم میں سے ایک گروہ ہو جو نیکی کی طرف بلادیں۔ اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔ اور نمبر ۲ کا یہ ہے۔ کہ تم لوگ امت محمدیہ اچھی اور عمدہ امت ہو۔ کہ لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔ گویا کہ خیر الامم ہونے کی وجہ بیان فرمائی کہ تم معلم الخیر ہو۔ اور ترجمہ آیت ۳ کا یہ ہے کہ اس سے کون شخص اچھی باتیں کرنیوالا ہے۔ وہ کون ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاوے اور نیک اعمال کرے اور اسلام کا اقرار کرے۔ پہلی دو آیات کا مطلب یہ ہے کہ (۱) امت محمدیہ میں سے ایک گروہ ہونا چاہیئے۔ جو نیکی بتلاوے اور برائی سے روکے ۔

(۲) یہ امت دوسری امم سے بہتر ہے جسکی وجہ صرف یہ ہے کہ تم لوگوں کو نیک امر بتاتے اور برے امور سے روکتے ہو ۔

تیسری آیت میں داعی الی الخیر کی فضیلت بیان فرمائی گئی کہ وہی سب سے بہتر ہے۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ کوئی چیز دوسری سے بہتر تب اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ جب کوئی وجہ خیریت اسمیں پائی جاوے۔ ورنہ یہ کہنا درست نہ ہوگا۔ کہ فلاں چیز دوسرے سے افضل ہے پس جبکہ امت محمدیہ کی فضیلت دوسری امتوں پر اسی بات میں ہے کہ وہ داعی الی الخیر ہے۔ تو جب تک یہ وصف اس امت میں نہ ہوگا یہ امت دوسری امتوں سے افضل نہ ہوگی۔ اور امت محمدیہ

کا افضل ہونا مسلم اور طے شدہ امر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کی اصلاح اپنے ہی آدمی کر سکتے ہیں۔ ورنہ یہ عہدہ جو اس کو بارگاہ رب العزت سے ملا ہے۔ چھینی جاوے گی اور وہ دی جاتی ہے۔ پس کوئی خواہ عیسیٰ ہو یا موسیٰ ہو۔ یہاں اس کی گنجائش نہیں۔ ان آیات سے تو یہ ثابت ہوا کہ اپنے ہی اصلاح کریں۔ اب حال کا دوسرا پہلو رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ کیا کوئی ایسی آیت بھی ہے۔ جس سے بصراحت معلوم ہو سکے۔ کہ دوسری امت کے آدمی اس امت کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ اب میں اسی کو لیتا ہوں۔ ملاحظہ ہوں آیات ذیل :-

(۱) قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (کہدے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہوں)

(۲) موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے۔ اذھب الی فرعون انہ طغیٰ۔ (فرعون کی طرف جا کہ وہ سرکشی کا ارتکاب کر رہا ہے)

(۳) حضرت عیسیٰ کے متعلق حکم ہے۔ ورسولا الی بنی اسرائیل (کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہے)

(۴) حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق حکم ہوتا ہے انا ارسلنا نوحاً الی قومہ۔ (ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا)

آیت نمبر ۱ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہماری سرکار نے ضیلت مآب صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی طرف مبعوث کئے گئے۔ اور باقی ہر سہ آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ انبیاء خاص خاص اقوام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے۔ یہ امر تو مبرہن ہے۔ کہ انبیاء کو صرف اتنی ہی قابلیت عطا کی گئی جن کی ان کو ضرورت تھی۔ اس سے زائد نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بلا ضرورت کوئی کام نہیں کرتا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ وہ انبیاء جو رسول اللہ سے پہلے مبعوث کئے گئے وہ خاص اقوام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے۔ اب جناب رسول کی قابلیتوں اور انبیاء سابقین کی قابلیتوں میں فرق ضرور ہونا چاہیئے۔ اور فرق ہے۔ پس کیا یہ ممکن ہے۔ کہ سوائے رسول اللہ کے یا جناب کی تربیت یافتہ امت کے دوسرا کوئی ہماری اصلاح

کرسکے۔ اسے یہ قابلیت عطا ہی نہیں ہوئی [illegible] لئے وہ سمجھا گیا۔ پس معلوم ہوا کہ سابقہ اُمت کا کوئی بزرگ خواہ وہ کوئی ہو رسول ہو یا سوتی اس امت کی اصلاح نہیں کرسکتا۔

دوسری آیت ایک [illegible] یہ آیت تفسیر میں گذر چکی ہے۔ اس [illegible] جو کہا ہے۔ یہ قابل لحاظ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُمت ہذا پہلی اُمتوں سے [illegible] میں نہیں یعنی خود ہی نہیں۔ اب یہ ضروری ہے کہ دو متماثل اشیاء الگ الگ ہوں۔ اس صورت میں یہ تو ہوسکیگا کہ باہم تشارک فی الصفات ہو لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ بعض اشیاء ایک کی دوسرے [illegible] اسوجہ سے بھی امت خالیہ کا کوئی شخص [illegible] اصلاح تو الگ رہی۔ ویسے بھی نہیں آسکتا۔ [illegible] مفقود ہوتی ہے۔ اور وہ مانا جاتا ہے [illegible] فیصلہ کردیا کہ غیر کو اس مجلس میں دخل نہیں [illegible] مسیح زندہ بھی ہو۔ تاہم وہ یہاں آ ہی نہیں سکتا۔ زندہ رہے۔ چشم ما روشن دل ما شاد

لیکن بات یہ ہے۔ کہ قرآن کریم ان کو زندہ نہیں [illegible] دیتا۔ اسلئے ہم مجبوراً ان کو مُردوں میں مانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو آیت ذیل۔ پارہ ۴ ربع ۱۔

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل

جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ محمدؐ صرف رسول ہیں۔ اور وہ گذر گئے۔ جیسا کہ ان سے پہلے انبیاء گذر گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ خلیفہ اوّل کا خطبہ۔ پھر اس آیت سے انبیاء گذشتہ کی موت پر استدلال۔ پھر صحابہؓ کا سکوت۔ یہ تینوں امور وفات مسیح کو ثابت کر رہے ہیں۔ ایسی ہی اور بہت سی آیات ہیں۔ جن سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ موت ہوکر مرفوع الی اللہ ہوگئے۔ اب کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم رہ جاتا ہے۔ کہ یہاں ابن مریم ہے۔ اور اسکے لئے نزول کا لفظ ہے۔ اس کو قرآن کریم کے تابع کرتے ہیں۔ آسمان کا لفظ موجود نہیں۔ نزول سے مراد [illegible] ابن مریم کا [illegible] امامکم منکم نے کردی۔ وہ ابن مریم جو [illegible]

(۵) [illegible] (۴) جو [illegible] صادق آ [illegible] ظاہر ہے [illegible] رسول [illegible] [illegible]

[illegible]

ابن مریم۔

نیز [illegible] ابن مریم [illegible]

(۱) اسی اُمت و [illegible] ایک گروہ [illegible] اپنے میں قائم [illegible]

(۲) اُمت محمدیہ کو [illegible] آگئی وہ یہی ہے کہ وہ دوسروں [illegible]

(۳) غیر محمدی خواہ اُمت [illegible] وہ اس اُمت کی اصلاح کرسکے

(۴) حضرت مسیح اگر زندہ ہوں [illegible] [illegible]

(۵) [illegible] مسیح [illegible] کرلینے مراد ہیں۔

یہاں نمبر ۴ ختم ہوگیا۔ اور نمبر ۵ شروع ہوتا ہے

(۵)

نمبرہ۔ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ نصف ربع اول۔ (۱) وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذلک فی الکتاب مسطورا ہ

(۲) قصص پارہ ۲۰۔ بعد النصف۔ ما کان ربک مھلک القری حتی یبعث فی امھا رسولا یتلوا علیھم آیاتنا ۔

(۳) سورہ صف۔ قول عیسی ابن مریم۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالی بطور پیشگوئی فرماتا ہے۔ ہم قیامت کے پہلے ہر ایک بستی کو ہلاک کرینگے یا اُسے سخت عذاب دیویں گے۔ یہ تحریری وعدہ ہے

جس کی علامت ہوگی۔ دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ [illegible] عذاب نازل ہوتا ہے۔ جبکہ ان میں کوئی رسول [illegible] جو ان کو ہماری آیات سنائے۔ تیسری آیت میں [illegible] [illegible] بشارت دیتے ہیں کہ ایک رسول آنے والا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] عذاب [illegible]

(۱) [illegible] [illegible]

(۲) [illegible] دیتے ہیں [illegible]

یہاں کی [illegible] رسول اکرم کی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قرآن [illegible] محمد رسول اللہ [illegible] [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] بھی محمد رسول ہی تھا [illegible] [illegible] کی طرف لکھے [illegible] نام [illegible] آپ کا نسب محمد بن عبد اللہ سے ہی شروع ہوتا ہے [illegible] میں بھی یہی اسم مبارک ہمارے صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کوئی اور ہی ہے یا نہیں

یہاں نمبر ۵ ختم ہوا۔ نمبر ۶ شروع ہوتا ہے [illegible] مراد ہے۔

(۱) قرآن شریف میں [illegible] نہیں ہے۔

(۲) بعد از رسول [illegible] کون ہے [illegible]

(۳) [illegible] رسول کی شرط کے ساتھ [illegible]

(۴) کوئی اور [illegible] اُمت کی اصلاح نہیں کرسکتا۔

(۵) ایک رسول کی بشارت ہے جس کا نام احمد

(۶) اور وہ حدیث جس میں آپ نے امام مہدی کی خبر مشہور دی ہے۔ اس میں اسمہ اسمی فرمایا۔ جس کی [illegible] کرتے ہوئے اسمہ سے مراد محمد بتلاکر کہتے ہیں کہ اس کا نام محمد ہوگا۔

(۶)

نمبر[1] - فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول - دیکھو -
(۲) کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی - دیکھو دیکھو
(۳) فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون
(۴) ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین - دیکھو
۵) بالحق انزلناہ و بالحق نزل - انا انزلناہ فی لیلۃ القدر - دیکھو
۶) وما کنا معذبین حتیٰ نبعث فی امھا رسولاً دیکھو
۷) واتبعک الارذلون - دیکھو
۸) اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض - دیکھو

۸ معیار ہیں - (۱) رسول کو کثرت سے غیب پر اطلاع ملتی ہے - (۲) رسول غالب رہتا ہے - (۳) رسول کی سابقہ زندگی بے عیب ہوتی ہے (۴) جھوٹے مدعی کا سلسلہ نہیں چلتا - اور وہ کاٹا جاتا ہے - (۵) وہ ضرورت حقہ کے وقت آتا ہے (۶) اسکے وقت عذاب آتا ہے - (۷) اسکے پیرو اول غربا ہوتے ہیں (۸) اس کا سلسلہ قائم رہتا ہے -

یہ معیار صداقت تمام انبیاء میں مشترک پائے جاتے ہیں لیکن ان کا ظہور تمام نبی اعظم محمد اکبر مصلح کل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زندگی میں ہو رہا ہے - (۱) اس کو غیب یہاں تک بتلایا گیا کہ مابعد موت تک کے واقعات بتلا گئے (۲) وہ غالب رہا فاتوا بسورۃ من مثلہ کو دیکھ لو - (۳) اُس نے اپنی پاک اور بے عیب زندگی کو پیش کیا - (۴) وہ ہلاک ہوا اور اس کا سلسلہ بڑھا - باوجودیکہ اسکے مخالف کثرت سے تھے لیکن واللہ یعصمک من الناس والا وعدہ پورا ہوا (۵) وہ ضرورت حقہ کے وقت آیا - دنیا میں فسق و فجور آخری حد تک پہونچ گیا تھا (۶) اسکے مخالفین مورد قہر ہوئے - (۷) پہلے اس کا خیر مقدم غربا نے ہی کیا - (۸) اس کا دین ایسی مضبوط چٹان پر قائم ہوا کہ آخری دین قرار پایا - صلے اللہ علیہ وسلم)

نمبر ۶ ختم ہوا اب نمبر ۷ شروع ہوتا ہے

(۷)

(نمبر ۷) موجودہ مدعی اول تو مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کا مصداق ہے - کیونکہ اس کا نام احمد ہے چنانچہ اسکے نام پر اسکے والد مرحوم نے ایک گاؤں بسایا جس کا نام احمد آباد رکھا - جناب نے جو جماعت تیار کی اس کا نام احمدی جماعت رکھا - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب کا اصلی نام احمد ہی تھا - غلام صرف اظہار عقیدت کے لئے نیز اسلئے بھی کہ اسم کے معنے علامت کے ہیں - علامت میں خصوصیت ہوتی ہے - اب اس نام مبارک میں دو جزو ہیں - ایک غلام - دوسرا احمد - غلام تو مشترک ہے - کیونکہ حضور کے دوسرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم بھی غلام کے لفظ کو لئے ہوئے ہے - ہاں احمد بطور فصل کے ہے اور وہی اصلی نام ہوا جسنے علامت کا مفہوم ادا کیا - اسکے علاوہ مندرجہ ذیل قرائن بھی اسی بات کی تائید کرتے ہیں - کہ موعود احمد ہے یا کہ محمد نہیں - ایسا ہی یہ بھی ہے - کہ وہ امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہے - وہ قرائن یہ ہیں :-

(۱) وھو یدعیٰ الی الاسلام - ترجمہ (اور وہ یعنی موعود صرف اسلام کی دعوت پا جائے گا"۔

(۲) یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم ترجمہ یہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے)

(۳) لیظھرہ علی الدین کلہ - ترجمہ (کہ غالب کرے اسکو تمام ادیان پر)

(۴) ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ترجمہ (کیا بتلاؤں میں تمہیں وہ سودا جو تم کو دردناک عذاب سے نجات دلائے)

یہ چہار قرائن اسی زمانہ پر اس آیت والی پیشگوئی کو چسپان کرتے ہیں - کیونکہ (۱) وہ موعود اسلام کی دعوت دیا جاویگا - رسول اللہ تو خود اسلام کی طرف داعی تھے (۲) رسول اللہ ؐ کی مخالفت تلوار سے کیگئی لیکن یہاں ذکر ہے کہ موعود کی مخالفت زبان سے ہوگی (۳) اس رسول کے بھیجنے کی غرض یہ ہے کہ دین اسلام کو تمام مذاہب باطلہ پر غالب کر دکھلائے یہ بات رسول اللہ ؐ کے وقت میں نہیں ہو سکتی تھی - کیونکہ جناب کا مقابلہ تمام ادیان سے تھا ہی نہیں - اب اسوقت یہ بات ہے - (۴) تجارت کا زور ہوگا - وہ اب ہے - پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ موعود رسول اسی اُمت کا فرد ہوگا - اور کثرت تجارت اور امن اور وجود کی تمام نشانیاں اسکے وقت میں ہیں دوسرا یہ امر ہے کہ وہ اس قسم میں داخل ہے - جو کہ قرآن میں مذکور ہوئی - یعنی اسی امت کا ایک گروہ یا فرد ہونا چاہیئے جو کہ اس امت کی اصلاح کرے - پس مدعی ایسا ہی ہے -

تیسری بات یہ ہے کہ وہ ان تمام معیاروں کے رُو سے بھی صادق ہے - جو اوپر دکھائے گئے - مفصلاً ذیل میں ملاحظہ ہوں :- پہلا معیار - اظہار علی الغیب حضرت موعود نے ہزارہا اخبار قبل از وقت شائع کیں - جو بلفظہ صحیح ہوئیں - اور ہو رہی ہیں بطور نمونہ میں کے قریب تحریر ہیں :-

(۱) یاتون من کل فج عمیق - دُور دراز راستے طے کرکے چاروں طرف سے لوگ میرے پاس آوینگے ؛ آئے اور آ رہے ہیں ؛

(۲) مضمون جلسہ ... وقت کا ذکر ... جلسہ مذاہب اعظم میں حضور کا مضمون ہی ... اسلام ... پڑھا جاتا تھا حضور نے اس سے قبل اس مضمون سنانے کے شائع کر دیا - مخالفین نے بھی اقرار کیا کہ مضمون بالا رہا اُسوقت کے اہل اخبارات دیکھ لو ؛

(۳) یاتونک رجال نوحی الیھم من السماء - تیرے پاس ایسے آدمی آوینگے - جن کی طرف ہم خود وحی کرینگے ؛ ایسے آدمی کئی ہیں ؛

(۴) لیکھرام میعاد شش سالہ میں غیر معمولی طریقہ سے مارا جائیگا مارا گیا - چنانچہ مشہور ہی ہے ؛

(۵) مخالفت کے باوجود جماعت ترقی کریگی - جماعت بڑھ رہی ہے - اور مخالفت عیاں ہے ؛

(۶) بنگال کی دلجوئی ہوگی - تقسیم بنگال کی ترمیم نے اس پیشگوئی کو صاف کیا ؛

(۷) غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون - رُوم غالب بھی ہوئی اور مغلوب بھی ؛

(۸) تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد - ایرانی حالت دیکھ لو

(۹) اپنی جماعت کو فرمایا کہ تم کو مسجدوں سے کوئی نہ روکیگا

(۱۰) ڈوئی ساکن امریکہ مدعی رسالت ہلاک ہوگا - اور اسکے سیحوں پر آفت آویگی - ہلاک ہوا اور آفت آئی ؛

(۱۱) ۳۰ یوم میں یا ۳۰ تاریخ تک ایک نشان ظاہر ہوگا ہوا - اور وہ غلطہ جنگ تھا - جو مشہور ہوا ؛

(۱۲) طاعون سے کے پاس تک لگے ہیں ۔ گئے اور بار آمد بھی ہوئے ۔

(۱۳) قادیان میں شاہی تیز طاعون نہ پڑے ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔

(۱۴) انی احافظ کل من فی الدار ۔ (اس خانہ کو محفوظ رکھوں گا) اب تک محفوظ ہیں اور رہینگے ۔

(۱۵) جماعت کئی لاکھوں تک پہنچے گی ۔ اب بعض ستا لاکھ سے کچھ اوپر ہے ۔

(۱۶) اولاد دین کی خادم دین ہوگی ۔ دیکھ لو ۔ کیا کیا خدمت دین کر رہی ہیں ۔ اکرمہم اللہ ۔

(۱۷) عفت الدیار محلہا و مقامہا ۔ زلزلہ سے تباہی ہوگی ۔ ہوئی ۔ کانگڑہ کو دیکھ لو ۔ لاہور والی دیوں

(۱۸) میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا پہونچ رہی ہے ۔

(۱۹) مصمم ہو جائینگے اس حوت سے ۔۔۔ راز بھی ہو گا ہو ہو گا اس گھر ۔۔۔ واقعہ ہو گیا ۔

(۲۰) نالیاں خون کی چلینگی جیسے آب رود بار ۔ چل رہی ہیں

معیار نمبر ۲ ۔ غلبہ (۱) تمام مخالفین مذہب اسلام زیر ہونگے ۔ ان سے ہی پوچھ لو ۔

(۲) جلسہ مذاہب اعظم منعقدہ ۹۶ ء میں حضور کا مضمون "صداقت اسلام" سب سے غالب رہا ۔ یہ اقرار مغلوبیت خود اور غلبہ حضور علیہ السلام ایسے طور پر ہوا ۔ کہ جسکی تردید ناممکن ہے ۔ ۱۲

(۳) عربی میں کتب لکھیں جو موجود ہیں ۔ مثل قرآن اعجازات معدد کئے لیکن سب ساکت ہیں اور ہیں ۔ یہ مطالبہ بعینہ اسی رنگ کا ہے جیسا کہ فاتوا بسورۃ کا مطالبہ تھا ۔ نہ عرب اس سے عہدہ برآ ہو سکے ۔ اور نہ اب کوئی ہو سکیگا ۔ علماء امت کیوں نہیں اس عقدہ کو حل کرتے ۔ کیوں وہ مرد میدان نہیں بنتے اور اپنی فضیلت دکھائیں ۔ لیکن ولن تفعلوا کہا جاتا ہے ہزار باتیں بنائیں ۔ پھر بن نہیں سکتا ۔

(۴) آج تک ان وقت ۔ ہر ایک کی طرف رجسٹر ڈ خطوط ارسال کئے کہ آؤ اور میں قرب اور محبت کو جو میرا رب میرے

ساتھ رکھتا ہے ۔ دیکھو اور آزماؤ ۔ لیکن کوئی نہ آیا ۔ اب موجود ہیں ۔ مثلاً دوسری بات صرف یہ تھی کہ چالیس مریض مایوس العلاج لے لو ۔ میرے مجھے دیدو ۔ مثل تمام دنیا بلالے لیں ۔ پھر خدا سے دعا مانگو ۔ دیکھو خدا کس کا ساتھ دیتا ہے ۔ لیکن سب کو اپنی اندرونی حالات سے اطلاع تھی پہر دو فیصلہ جات ایسے آسان تھے کہ کچھ خرچ ہوتا تھا ۔ نہ کوئی اور تکلیف تھی ۔ لیکن کرتا کون ۔ مامورین خدا کا مقابلہ کیا کوئی آسان امر ہے ۔ فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس و الحجارۃ اعدت للکفرین ۔ پس موعود رسول کو ۔ رحمی طریقہ سے غلبہ ہوا

معیار نمبر ۳ ۔ سالقہ زندگی بے لوث ہو ۔ (۱) موجودہ وقت کا زندہ مخالف موجود ہے ۔ اس کا ریویو موجود ہے بطور سہادت کے طلب کرو ۔ اور دیکھو ۔ کیسے پاک الفاظ قدرت کا بردست ۔۔۔ ان سے کہلوا رہا ہے ۔ اور کیسا مقوی ۔۔۔ وہ لکھتا ہے ۔۔۔ ایسی مدت کی نے ۔۔۔ لیکن یہ اسکی ذاتی کھر یاس کو نادم کرتی رہے گی ۔ اور علی حول ۔۔۔ ترقی کرتا جائیگا ۔ موعود کا سال ۔۔۔ اسے اللہ عمر دے ۔

(۲) غض البصر ۔ قادیان کی ہندو عورتیں حسب عادت برہنہ غسل کر رہی تھیں کہ حضور کو آتے دیکھا ۔ کسی نے کہا کوئی مرد ہے ۔ بیچ میں ایک بولی ۔ اری وہ تو مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہے اسے تو کچھ نظر ہی نہیں آتا یہ وہ شہادت ہے ۔ جو حضور کی پاک زندگی پر شہادت حقہ کے طور پر پیش ہو سکتی ہے ۔ ایک مسلمان کے ایک واقعہ کا ہندو عورتوں تک شہرت پا جانا اور بطور ضرب المثل کے بیدھڑک سامنا ۔ چونکہ مضمون مختصر ہے اسلئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں ۔ ورنہ ہر ایک خلق حسن کا الگ عنوان قائم ہو سکتا ہے ۔ اور بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے ۔ دیگ کا ایک چاول دیکھ لو ۔ اب تک حضور کے ارکین کے دوست صرف شہادت حقہ کے ادا کرنے کے لئے خدا نے عالم میں موجود رکھے ہیں ۔ ان سے شہادت لے لو ۔ آپکی زندگی سامنے ہے ۔ کوئی اعتراض کر دو ۔

معیار نمبر ۴ ۔ مدعی کاذب ۲۳ سال کی عمر نہیں پا سکتا بقول بعض ۱۰ سال ۔ ۵۰۰ روپیہ نقد انعام مشتہر ہے کرد اور پالو ۔ دعوے کی جنگ کرا سکے برخلاف ثابت نہیں ثابت ہی ہے ۔ مسیلمہ کذاب ۹ سال زندہ رہا ۔ ایسا ہی ڈوئی جلد ہلاک ہو گیا ۔ اب مدعی کے ذمہ ہے کہ وہ ایک مدعی لائے ۔ جو تیس سال سے زائد عمر پا گیا ہو رسول بعد از دعوے وحی ہو ۲۳ سال سے زائد زندہ

معیار نمبر ۵ ۔ ضرورت حکم کے وقت آوے ۔ دنیا رسول یعنی ضرورت کے وقت آیا ۔ عملی حالت خراب ہے حالت گری ہے ۔ باہمی اختلافات اسقدر ہیں ۔ جن کا تصفیہ انسانی قدرت سے باہر ہے ۔ لیکن مسیح کے ماتحت گئے ۔۔۔ باہمی اختلافات مٹا دئے اسکے ہمراہ اعتقادی اور عملی گندوں سے صاف کئے گئے ۔ اور ان کا فیصلہ عجیب طریقہ سے کیا ۔ میں تو علیحدہ ۔۔۔

معیار نمبر ۶ ۔ عذاب ہلاکت مخالفین ۔ عذاب آیا ۔ طاعون زلزلہ ۔ قحط ۔ لڑائی ۔ مخالفین ہلاک ہوئے ۔ لیکھرام چراغ الدین جموں ۔ غلام دستگیر قصوری ۔ عبد اللہ آتھم بعض بمد ۔۔۔ کے ماتحت زندہ ہیں ۔ مثلاً ثناء اللہ وغیرہ ۔

معیار نمبر ۷ ۔ یہاں بھی اول مرا سنے ہی قدم رکھا ظاہر ہی ہے ۔

معیار نمبر ۸ ۔ سلسلہ بفضلہ قائم ہے ۔ بعکس بعول ربانا ۔۔۔ ہے ۔ پس موجودہ مدعی ان معیاروں کے رو سے جو اوپر صادق ہے ۔

(نمبر ۸) پارہ ۲۴ کی پہلی آیت فمن اظلم ممن کذب علی اللہ و کذب بالصدق اذ جاءہ الیس فی جہنم مثوی للکفرین جھوٹا مدعی اور صداقت کا مکذب دونوں اظلم ہیں ۔ دونوں بڑھ چڑھ کر ظالم ہیں ۔ اور دونوں کا ٹھکانا جہنم جو کفار کی جگہ ہے ۔ پس اگر معاذ اللہ مدعی کاذب ہے تو اور اگر صادق ہے اور ضرور ہے تو اسکے منکر حق اس خطاب ہیں ۔ اور اسی نام کے مستحق ہیں ۔ اور کفار کا ٹھکانا جہنم (اعاذنا اللہ منہ) کونوا مع الصادقین ۔ صادق کا دو اور اسکے ہمراہ ہو جاؤ ۔

یہاں حصہ اول ختم ہوا ۔ اب اسکے بعد حصہ دوم متعلق اور پہلو سے بحث ہوگی ۔ انشاء اللہ ۔ فقط

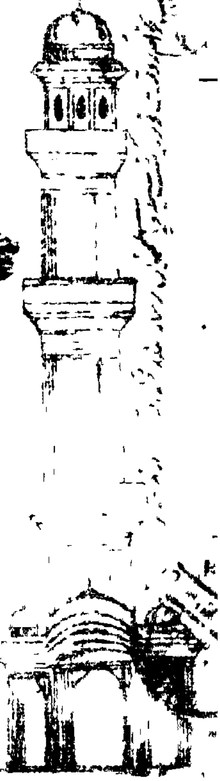
(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی پبلشر نے شائع کیا)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۹۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق



جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۴

سلسلہ کی خبریں

خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

۷۔ اپریل کو حضور بوقت عصر مسجد مبارک میں تشریف لائے اور نماز عصر پڑھائی۔ اور پھر گھوڑے پر سوار ہوکر ہواخوری کو باہر تشریف لے گئے۔ الحمد للہ ؛

دورہ ہندوستان حضرت امیر المومنین کے زیر فرمان مخدومی حافظ روشن علی صاحب اور مکرمی چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے و مولوی ظل الرحمن صاحب طالب علم جانب ہندوستان تبلیغ کے واسطے آج روانہ ہونگے۔ امرتسر ٹھہرتے ہوئے ۱۵ اپریل کو سہارنپور۔ وہاں سے میرٹھ۔ کانپور۔ علیگڈھ بریلی رتنا۔ شاہجہانپور۔ بھوپال وغیرہ مقامات میں پہنچینگے احباب ان کی کامیابی اور بخیریت واپسی کی دعایں کریں ؛

بادوباراں اس ہفتہ عموماً ہر روز بارش یا ہوا کا اس قدر زور رہا کہ رات کو رعد کی کڑک اور بجلی کی چمک۔ ہوا کی تیزی الحفیظ والامان کی صدائیں نکلواتی رہی۔ فصل کو سخت نقصان بارش سے ہو رہا ہے اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق پر رحم کرے۔ آمین ؛

درخواست دعا اخویم مستری قادر بخش صاحب جو مخلص احمدی ہیں۔ ان کا صاحبزادہ محمد ابراہیم کئی سال سے بعارضہ مرگی مبتلا ہے مستری صاحب قبلہ نے صدہا روپیہ علاج پر صرف کیا۔ لیکن تاحال صورت صحت نظر نہیں آئی۔ احباب خدا کے لئے عزیز مذکور کی صحت کاملہ کی درد دل سے دعائیں کریں۔ اور اجر عظیم پائیں ؛

تبلیغ رسالت یعنی مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلد اول کی صرف نو کا پیاں طبع ہونی باقی ہیں جو کہ تب سر چھپنے کے واسطے بھیجی ہوئی ہیں۔ باقی تمام چھپ کر تیار ہیں۔ دوسری جلد لکھی جا رہی ہے۔ جلد اول انشاء اللہ اسی ماہ میں ہی شائع ہو جائیگی۔ خریدار اپنی درخواستیں بہت جلد دفتر فاروق میں بھیجدیں۔ اس گوہر نایاب ۵ ہدیہ صرف ایکروپیہ علاوہ محصولڈاک ہے ؛

ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر
(نمبر ۳)
قابل توجہ افسران ڈاک

قبل ازیں دو نمبروں میں ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ ڈاکخانہ کا تعلق پبلک سے ہوتا ہے۔ اور اس محکمہ سے اگر پبلک کو تکلیف پہونچے۔ تو اس کا انسداد اور رفع کرنا حکام کے

سخت نہایت ضروری ہے۔ اور وہ ضرور توجہ کر کے منع کر دیتے ہیں۔ لیکن اس صحیح امر کے خلاف ڈاکخانہ قادیان کے عملہ اور سب پوسٹماسٹر قادیان کا یہ خیال ہے۔ کہ عملہ ڈاکخانہ پبلک پر حاکم ہے۔ اور پبلک اسکی محکوم۔ اور ملازمان ڈاک کو پبلک کے جذبات اور تکالیف کی کچھ پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اور جسطرح چاہیں۔ ان پر ناجائز کریں۔ پبلک کا کوئی حق نہیں۔ کہ ڈاکخانہ والوں کے سامنے چون و چرا کرے۔ اس غلط خیال نے بابو نبی بخش صاحب کے ماتحت عملہ ڈاکخانہ قادیاں کو اس طریق پر قائم کر دیا کہ پہلے دن سے ہی احمدیہ پبلک کے ساتھ جبر کا سلوک (جسکا زیادہ تعلق ڈاکخانہ سے ہے) ایسا طرز برتیں جس سے یہ جماعت ان کی زیر قلم رہ کر اپنے حقوق وغیرہ کو چھوڑ دے۔ اور اس طرح مرعوب کر لینے اور دبا لینے سے احمدیہ جماعت پر ان کا سکہ جم جائے اور آپ کوتاہ اندیش ناعاقبت بین مشیروں میں یہ کہنے کے حقدار ہو جائیں کہ دیکھو ہم نے کس طرح احمدیہ پبلک قادیان کو سیدھا کیا کہ اب ایک ادنیٰ چپڑاسی بھی ان کا ڈاکخانہ آنے سے جھجکتا ہے۔ چہ جائیکہ کوئی معزز احمدی ڈاکخانہ کی طرف قدم رکھے۔ آپ نے اپنا طرز عمل احمدیہ پبلک سے پہلے اس طرح شروع کیا کہ اول ان کو تحریری طور پر دبانے لگے۔ پھر زبانی ڈانٹ ڈپٹ دکھانے اور نہایت بدخلقی اور ترش روئی سے پیش آنے لگے۔ چنانچہ آپ نے ۲۸ فروری ۱۹۱۸ء کو مینیجر صاحب اخبار الفضل کے نام مندرجہ ذیل تحریر بھیجی۔ اور ابتدائی چھیڑ کی بنیاد ڈالی۔ آپ مینیجر الفضل کو لکھتے ہیں:۔

"مینیجر صاحب الفضل قادیان
پرچہ الفضل بجائے ہفتہ کے تمام کا تمام اتوار وقت ایک بجے ڈالا گیا۔ آپ نے جان بوجھ کر خدمت کے ملنے میں دقت دی۔ چٹھی ہذا کی نقل سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر ڈاکخانہ جات"

پوسٹ ماسٹر صاحب کا آپ چٹھی کے مضمون کو پڑھ ہی دیکھ لیجئے۔ اور ساتھ آخری فقرہ۔ کہ کیا قلبی احساس کا ثبوت ہے۔ ... مینیجر صاحب الفضل نے جان بوجھ کر نقل

کو پہلے ہفتہ کے اتوار کو نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ ایک بجے بھیجا تھا۔ تاکہ ڈاک بجنے کے ڈاکخانہ میں پہونچ جاتا۔ کیونکہ اتوار کو ڈاکخانہ ۲ بجے سے پیشتر ہی کھول کر ڈاک ڈال کر روانہ کر دیتے ہیں۔ کوئی اخبار والا یہ نہیں چاہتا اس کا اخبار تاریخ اشاعت کو نہ شایع ہو۔ کیونکہ پہلے درست پرچہ اخبار نہیں نکلتا۔ انکی اشاعت میں فرق کم ہونے لگتی ہے۔ پچھلے دنوں الفضل بجائے ہفتہ کے ایک دن بعد اتوار روانہ ڈاک ہوا۔ کی تکلیف دہی کے واسطے کوئی کیا خاص وجہ تھا۔ کیا مینیجر صاحب الفضل نے یہ کیا تھا کہ اخبار ہفتہ کو چھاپکر گھر رکھ چھوڑیں۔ اگرچہ تاریخ اشاعت گذر جائے مگر ڈاکخانہ والوں کو دقت و ارکے دن ضرور تکلیف دیجائے۔ اور اتوار کو اخبار ڈاکخانہ میں بھیجا جائے۔ یہ ہرگز صحیح نہیں ہے۔ دراصل بات یہ تھی کہ مشین مین جس نے اخبار کو چھاپنا تھا۔ وہ اتفاقیہ طور پر ہفتہ کو بیمار ہو گیا۔ اس لئے اخبار ہفتہ کو نہ چھپ سکا۔ بمشکل رات کو چھپوا کر اتوار کو روانہ کر دیا اور ایک آدھ گھنٹہ اتوار کو اگر ڈاکخانہ کو تکلیف ہوئی۔ اور اخبار روانہ کر دیا۔ اور یہ تکلیف نہ عمداً دیگئی۔ اور نہ ایسی ناقابل برداشت تھی۔ جسکے لئے سب پوسٹماسٹر کو یہ لکھنے کی ضرورت پڑی کہ وہ۔
"آپنے جان بوجھ کر تکلیف دی"

اور پھر طرفہ یہ ہے کہ اتوار کو الفضل بارہ بجے ڈاکخانہ پہونچ گیا تھا۔ اور آپنے مندرجہ بالا چٹھی مینیجر الفضل کو بھی۔ دو بجے مینیجر الفضل کے پاس پہونچ گئی۔ مگر آپنے اس چٹھی میں ۲ بجے کا وقت لکھا۔ کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں کہ سب پوسٹماسٹر صاحب ہر طرح احمدیہ پبلک کو الزام دینے پر آمادہ رہتے ہیں۔ خواہ غلط اور جھوٹ ہی لکھنا پڑے۔ چنانچہ اس کا اعتراف بھی انہوں نے اپنی چٹھی ۲۸/۱ میں اسوقت کیا۔ جبکہ ان کو مینیجر صاحب الفضل نے لکھا کہ اخبار اگر ایک بجے ڈاکخانہ پہنچا تھا تو انکی شکایت بجنے کے پیشتر پاس آپنے کیونکر بھیجدی۔ لکھا تھا۔

پہونچنے سے پہلے ہی شکایت لکھی تھی کہ اخبار ایک بجے ڈالا گیا ہے۔

مینیجر صاحب الفضل کے جواب پر آپ ۲۸/۱۶ کی چٹھی میں لکھتے ہیں کہ:۔
"خیر یہ تو مانا کہ میں نے شکایت پر ۲ بجے کا غلط لکھدیا ہو مگر یہ ہے کہ آپنے ۱۲ بجے بھیجے ہوئے پرچہ کی بابت یہ لکھا کہ ایک بجے پہونچا ہے۔ اور یہ بھی غلطی کا سہو انہی کی عمداً کی گئی ہے"۔ اعتراف بھی کیا۔ ایسی حالت میں مناسب تو یہ تھا کہ آپ مینیجر الفضل سے معذرت کرتے۔ اور ان کے معقول اور سچے عذر کو جو بوجہ مشین مین کے بیمار ہو جانے کے پرچہ ہفتہ کو نہ چھپ سکا۔ قابل پذیرائی قرار دیکر مجبوری پر محمول کرتے مگر آپنے اسکے بالکل خلاف پہلے سے بھی زیادہ صریح جھوٹ اور غلط الزام تہذیب کو چھوڑ کر مینیجر الفضل پر یہ لگایا کہ وہ شکایت کرنے کے عادی ہیں۔ جیسا کہ وہ اپنی اسی چٹھی مورخہ ۱۶/۲۸ میں لکھتے ہیں:۔
"آپکی شکایات کا رفع ہونا مشکل ہے۔ خواہ آدمی کتنا ہی آپ کو خوش کرنے کی کوشش کرے کیونکہ ایسی شکایات کے آپ عادی ہیں"

فقرہ مذکورہ میں نہیں جانتا کہ سب پوسٹماسٹر قادیان نے اپنی کس حیثیت کو مدنظر رکھ کر ایک قومی اخبار کے معزز مینیجر کو لکھا ہے جو نہایت سخت الزام اور شرمناک بہتان ہے۔ کیا یہی وہ خوش کرنے کی کوشش ہے جس کا آپ اظہار کرتے ہیں۔ سب پوسٹماسٹر کا ایک ماتحت آدمی کو ایسا کہنا بھی زیبا نہیں۔ چہ جائیکہ ایک معزز مینیجر پریس و اخبار کو شکایت کرنے کا عادی قرار دیا جائے۔ اس تحریر سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر نے کس طرز سے بیباکانہ اپنے منصب و عہدہ کے خلاف قوم کے ایک مشہور شخص کی ہتک کی ہے۔ کیا حکام بالا اس طریق کو پسند کر سکتے ہیں کہ ملازمان ڈاکخانہ معزز طبقہ کے اصحاب کو ایسے الفاظ لکھکر جواب دیا کریں۔ اور کیا اس سے احمدیہ پبلک اور ڈاکخانہ کے تعلقات میں بے لطفی اور کشمکش کے پیدا ہونے کا خیال نہیں ہے۔ ہے اور ضرور رہے۔ ایک ادنیٰ حیثیت کا شخص بھی گوارا نہیں کرتا کہ اسکو شکایت کرنے کا عادی کہا جائے۔ چہ جائیکہ کسی معزز شخص کو۔ اور پھر یہی نہیں کہ بابو نبی بخش صاحب اپنی نخوت متکبرانہ کو دکھا کر ختم کر دیں۔ وہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان - یوم پنجشنبہ - ۱۱ اپریل ۱۹۱۸ء

جلسہ غوث گڈھ

۲۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو خاکسار بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ [illegible] سے روانہ ہو کر امرتسر ہو گیا۔ [illegible] پر حضرت مولوی غلام رسول صاحب صوفی [illegible] جو غوث گڈھ جانے کے لئے تیار [illegible] امیر المومنین نے مولوی حافظ روشن علی صاحب کو بھی [illegible] حسب موصوف کو بھی غوث گڈھ جانے کا حکم [illegible] تھا۔ حافظ صاحب ۲۳ مارچ کو [illegible] جالندھر تشریف لے گئے تھے جہاں سے فارغ ہو کر وہ ۲۵ مارچ کی شام کو غوث گڈھ پہونچے اور صوفی صاحب امرتسر سے شامل ہو گئے۔ اور ۲۴ مارچ کو ۳ بجے بعد دوپہر خاکسار اور مولوی غلام رسول صاحب [illegible] غوث گڈھ پہونچ گئے۔ غوث گڈھ میں احمدیہ جلسہ کی [illegible] تاریخ مقرر تھی۔ غوث گڈھ پہونچتے ہی دیکھا۔ کہ گرد و نواح کے دیہات سے بکثرت لوگ جلسہ کی انتظار میں جمع ہوئے بیٹھے ہیں۔ جبی فی اللہ منشی عبد اللہ صاحب سنوری گرداور غوث گڈھ نے جو بانی جلسہ تھے۔ فرمایا کہ لوگ صبح سے آئے ہوئے انتظار کر رہے ہیں۔ اگر تکلیف نہ ہو تو کارروائی جلسہ شروع کر دی جائے۔ ان کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت مولوی صاحب نے مجھے فرمایا کہ میں کچھ بیان کروں۔ گو ایک رات دن کے سفر سے تھکان ہو گئی تھی۔ اور پھگواڑہ ریلوے اسٹیشن سے غوث گڈھ ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور بہلی کے راستہ پر واقع ہے۔ جس سے اور بھی کوفت ہوئی لیکن ضروری سمجھا گیا۔ کہ شائقین و منتظرین کی خاطر جو جمع تھے [illegible] جلسہ شروع کر دیا جائے۔ جیسے فوراً [illegible] شروع کر دی۔ [illegible] کے فضل کر [illegible] بیان کیا جس سے سامعین متاثر اور محظوظ ہوئے۔ فالحمد للہ۔ بعد ازاں نمازیں پڑھیں اور رات کو آرام کیا۔ شام کے بعد حضرت حافظ روشن علی صاحب بھی تشریف لے آئے۔

۲۴ مارچ کا جلسہ — صبح کو دن [illegible] وقت دیہات کے [illegible] سے دیر [illegible] جلسہ کے لئے آ گئے۔ اور احمدی جماعت [illegible] [illegible] وغیرہ مقامات سے تشریف لائے ہوئے [illegible] [illegible] ماہ رسول [illegible] [illegible] کا اخلاق [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے موسوی وغیرہ قسم کھاتے اخلاق ایسے نہ تھے ہمارے [illegible] رسول کی غلامی کا فخر حاصل ہے۔ آپ گوارا کر سکتے تھے۔ کہ رسول علیہ السلام پر بد اخلاقی کا اعتراض ایک [illegible] بے محل ہو۔ اور وہ سنکر خاموشی سے گذر دیں۔ مولوی صاحب نے معترض کو نہایت پیار اور نرمی سے اور خلوص سے قرآن کریم اور حدیث رؤف الرحیم سے ایسے ثبوت پیش کئے جو ارباب ظواہر کی نظر میں بظاہر سب و شتم معلوم ہوتے ہوں۔ مگر دراصل اظہار واقعات تھے جو ایسے موقعہ پر جیسا چاہئے تھے۔ جنکو سنکر وہ بڑے [illegible] تو خون بھی ندامت میں غرق چپ چاپ بیٹھے پیچ و تاب کھاتے رہے۔ بعد اختتام تقریر مولوی صاحب نے معترضین کو اعتراض کا موقعہ دیا۔ جسکو سنتے ہی آہنگران ماہی دارہ جو تشنہ کی طرح بھرے بیٹھے تھے۔ کھڑے ہو گئے۔ اور لگے اہلحدیث اخبار کو جیبوں میں ٹٹولنے۔ آخر جیب سے اہلحدیث کا پرچہ مل گیا۔ اور آپ نے نا موزوں بے جوڑ خلاف آداب جلسہ اور لیکچر اس کے لیکچر سے غیر متعلق اعتراضات شروع کر دیئے۔ اور مولوی صاحب سے رخ سخن پھیر کر حاضرین میں سے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کرنا شروع کیا۔ لہٰذا کہ یہ کارروائی نامناسب دیکھکر اس خاکسار نے کھڑے ہو کر ان سے عرض کیا کہ آپ حاضرین میں سے کسی کو مخاطب نہ کریں۔ اپنا روئے سخن مولوی صاحب کی طرف رکھیں۔ اور جو اعتراض مولوی صاحب کی تقریر کے متعلق ہوں۔ وہ کر کے جواب لیں۔ غیر متعلق اعتراض کا یہ موقعہ نہیں۔ کیونکہ اگر تمہارے سب اعتراضات غیر متعلق اور بے محل کی طرف ہم متوجہ ہوں تو اصل کارروائی رہ جاتی ہے اور باقی تمام لیکچر رک جائے گا۔ [illegible] جو کچھ آپ [illegible] ان پر جو چاہیں۔ [illegible] [illegible] مینکو پیشگوئیوں کے متعلق [illegible] ایک سلسلہ ہو گا [illegible] پیشگوئیوں پر اعتراض [illegible] درخواست [illegible] کا لیکچر افلا [illegible] ناصری کے متعلق ہے [illegible] اگر آپ کوئی [illegible] [illegible] درخواست [illegible] ان کو یاد یار اور [illegible] اچھا صاحب! ہم لوگ [illegible] ہیں۔ اچھا تو ہم جاتے ہیں۔ چلو کھاؤ سب اٹھ چلو۔ چونکہ غیر احمدی لوگ اس جلسہ میں بہت سے موجود تھے۔ اپنے لیڈر کی یہ صدا سنکر سب اٹھ کر چلے گئے۔ اور جلسہ میں چند احمدی اور غیر احمدی بیٹھے رہے جس سے ہمارے محترم منشی عبد اللہ صاحب گرداور کو بہت رنج ہوا۔ اسلئے کہ ان کو تبلیغ کرنے کے واسطے یہ جلسہ منعقد کیا تھا۔ ان کا کثیر مقصد تو چلا گیا۔ اب تبلیغ کس کو کریں۔ مگر خدا کی شان دیکھئے کہ کیا ہوتا ہے۔ حسب [illegible] مشہور

عجائبات قدرت

عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما در وی باشد

وہ سب کے سب جلسے اٹھکر باہر چلے گئے۔ مگر ذوالجلال نے انکے گرد ایسا حصار کھینچ دیا۔ کہ غوث گڈھ سے باہر نہ نکل سکیں۔ جلسہ سے دور جا کر باہمی مشورہ کرنے لگے کہ کیا کریں۔ اپنے اپنے جوش کا اظہار ہر شخص کرتا تھا۔ کوئی کہتا ہے

آؤ ہم تم ملکے آپ ورزش کریں اس فرح کی
حزب شیطانی بھی کیا کہہ رہے [illegible]

کیا ہوا گر ہے مثیل ابن مریم اس طرف
ہم میں بھی آخر یہودیت کے ہیں صد ہا نشاں

سب لو یاروں سے کوئی بات بن پڑتی نہیں
ڈھونڈ کر لاؤ کوئی ایسا پراگندہ دہاں

جو مقابل میں گروہ احمدی کے ہو کھڑا
یاد ہوں جس کو زمانہ بھر کی سب عیاریاں

سیالکوٹی ہو وہ یا ہو کاذب امرتسری
جن کا ہے شاگرد بدگوئی میں شیطان زماں

جسقدر راستے انہیں اب مکر و زور دکے ہیں
اور جس جس طور کی ہیں جانتے غداریاں

کام لیں سب سے مقابل میں مسیح پاک کے
کیونکہ ہم ناری ہیں اور یہ سب ہیں بیٹے خاک کے

غرض اس قسم کی سرگوشیاں کرتے کرتے ان کا جوش یہاں آکر ختم ہوا کہ احمدیوں سے مباحثہ کیا جاوے اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ دشمنان مسیح موعود علیہ السلام کو بلا کر ذلیل ہو۔ ایسے سب غیر احمدیوں نے اتفاق کر کے منشی عبداللہ صاحب سنوری سے کہا۔ جنہوں نے چند احمدی احباب کو شرائط وغیرہ مباحثہ طے کرنے کے لئے ان کے پاس بھیجا۔ اور ادہر کارروائی جلسہ جاری رہی۔ اور بجز چند جوشیلے آہنگران کے جو فیصلہ شرائط کے لئے باہر رہے۔ باقی رہے سب غیر احمدی معہ بہت سے نو وارد غیر احمدیوں کے جو آکر باہر ہی ان کے پاس ٹھہر گئے تھے۔ جلسہ گاہ میں پہونچ گئے۔ اور حاضرین کی تعداد پہلے سے دوچند ہو گئی۔ وہذا من فضل ربی۔

مولوی صاحب کے بعد مخدومی مکرمی حضرت حافظ صاحب کا لیکچر جامع وفات مسیح و صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا۔ آخر میں اس خاکسار نے عبداللہ آتھم اور احمد بیگ اور لیکھرام والی پیشگوئی اور ثناء اللہ امرتسری والی دعا پر روح القدس سے بھر کر تقریر کی۔ اور خدا کے فضل سے سامعین کے ذہن نشین ہو گیا کہ حیات ثانی دلیل صداقت مسیحائی ہے۔ فللہ الحمد۔ اتنے میں مباحثہ کی باہمی طے شدہ شرائط بدستخط فریقین و تصدیق حاضرین و شہادت دو مسلم معزز غیر مسلم ...

صاحبان مکمل ہو کر جلسہ میں سنائے جانے کے واسطے پہونچ گئیں۔ ساتھ ہی وہ چند غیر احمدی بھی جو شرائط مناظرہ طے کر رہے تھے آگئے۔ شرائط مناظرہ جو مختصر تھیں جلسہ کو سنا دیئے۔ جن میں سے ضروری شرائط یہ تھیں۔

شرائط مناظرہ

منجملہ دیگر ضروری شرائط کے دو تین شرطیں یہ تھیں کہ (۱) مباحثہ حیات و وفات مسیح میں ہوگا (۲) صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر (۳) جلسہ ۱۱ مارچ ۱۹۲۰ء سے شروع ہوگا۔ (۴) بمقام چھیواڑہ ہوگا (۵) کوئی فریق کو ان شرائط کی تبدیلی یا ترمیم کا حق نہیں ہوگا (۶) جو فریق کہے یا مباحثہ سے انکار وغیرہ یا تاریخ مقررہ پر حاضر نہ ہو۔ وہ فریق ثانی کو ... روپیہ ... وغیرہ وغیرہ۔ اصل شرائط مناظرہ جو کہ بہت سی تھیں منشی عبداللہ صاحب سنوری کے پاس ہیں۔ اسلئے زبانی یادداشت سے چند شرائط کا خلاصہ لکھا ہے۔ بعد سنانے شرائط مناظرہ جلسہ مغرب تک جاری رہا۔ اور سامعین نے خوب توجہ اور شوق سے سارے لیکچر سنے۔ اور قریب نماز مغرب جلسہ بعد دعا بخیر و خوبی ختم کیا گیا حاضرین کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی۔

اگلے دن ۲۰ مارچ کو حیات پور ... میں جلسہ تھا۔ جہاں ۲۰ کو خوشحال گڑھ سے روانہ ہو کر بعد دوپہر پہونچ گئے۔ جس کی کارروائی اگلے نمبر میں انشاء اللہ شایع ہوگی۔

شکریہ احباب

ہمارا قیام اور جلسہ کا اہتمام جس مکان میں ہوا۔ وہ خدا کے فضل سے ایک مخلص احمدی نمبردار ... مذکور کا عالیشان نو تعمیر پختہ دیوان خانہ تھا۔ جس کے صحن میں جلسہ کیا گیا۔ اللہ تعالے اس دوست پر اس سے زیادہ برکتیں نازل کرے۔ آمین۔

بانی جلسہ منشی عبداللہ صاحب سنوری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے پرانے خدام میں سے ہیں۔ آپ کا بیعت کرنے میں چوتھا نمبر ہے۔ جیسے اشتہار بیعت حضرت اقدس نے جنوری ۱۸۸۹ء میں اول لدھیانہ کے زمانہ میں شایع کیا تھا۔ تو مکرمی منشی صاحب مرحوم اس وقت کے بیعت کرنے والوں میں سے چوتھے مبایع ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منشی صاحب سے بہت محبت تھی اور منشی صاحب بھی حضور علیہ السلام پر مال و جان سے فدا تھے۔ اور اب بھی ان کے اخلاص کی یہ حالت ہے کہ حضرت سیدنا فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ پر جان فدا کرتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ آپ کا تمام خاندان زن و مرد و خورد و کلاں ... دل سے ... منشی رحمت اللہ صاحب ... اور منشی عبدالرحیم صاحب ... ایسے ہی ہوئے۔ اور ... صالح فرزند ان ... اخلاص سے پر تھی ... اور منشی صاحب کو تبلیغ کا اسقدر جوش ہے کہ وہ گھر کے ملازموں تک کو اس نعمت اسلام سے محروم نہیں رہنے دیتے۔ اور دلی خواہش سے ہر وقت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ کی ترقی میں زر اور ... دیتے رہتے ہیں۔ سنتے رہتے ہیں ان کے اخلاص کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ کہ جس گاؤں خوشحال گڑھ میں وہ بسلسلہ ملازمت ۳۱ سال سے بود و باش رکھتے ہیں۔ وہ گاؤں قریباً تمام کا تمام احمدی ہے۔ الحمد للہ۔ یہی وہ منشی صاحب ہیں۔ جنہوں نے امرتسری مولوی ثناء اللہ کے گھر پر پہونچکر سرخی کے چھینٹوں والے کشف پر غلیظ قسم موکد بعذاب اٹھائی تھی۔ جس سے مکفر مذکور فبھت الذی کفر کا مصداق ہو گیا تھا۔ یہی وہ محترم منشی صاحب ہیں جن کے پاس وہ کرتہ جس پر سرخی کے چھینٹے پڑے تھے حضرت مسیح موعود کا عطا کیا ہوا موجود ہے۔ یہی وہ منشی صاحب ہیں جن کے مکان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ اول اور حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ تشریف لے گئے تھے۔ مختصر یہ کہ منشی صاحب ممدوح معہ اپنے خاندان کے احمدیت میں قابل رشک حالت پیدا کئے ہوئے ہیں جس کی آرزو ہر ایک احمدی دوست کو کرنی چاہیئے۔ خدا ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کو خوش رکھے۔ آمین

ثلث القرآن فی رمضان

(نوشتہ اکمل)

آٹھواں رکوع

۷۰۵ - الًّا - عہد۔ قسم۔ ہمسائگت۔ قرابت۔

۷۰۶ - اشتروا بآیات اللہ - یہی مشرکین ہی کا ذکر ہے کہ اللہ کے بڑے بڑے نشان دیکھتے ہیں۔ مگر پھر بھی دنیا کی طرف پڑے ہوئے ہیں ۔

۷۰۷ - لا یرقبون فی مومن - نہیں نگہداشت کرتے کسی امن دینے والے اعتبار کرنے والے کے متعلق۔ پہلے خاص مسلمانوں کا ذکر کیا تہا۔ اب اس آیت میں بتایا۔ کہ یہ ہر معاہد سے ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ یہ کرتے ہی توڑنے کے لئے ہیں ۔

۷۰۷ - لا ایمان لھم - قسم - برکات نہیں کوئی طاقت نہیں۔ بھاگ جائینگے۔

نواں رکوع

۷۰۸ - اجعلتم سقایۃ الحاج - مکے کے غیر احمدیوں کی اب یہی حالت ہو گئی ہے۔ اور اتنی حیثیت ہے۔

(ب) ان آیات میں ان عذرات کا جواب دیا جا رہا ہے جو مشرکین کے متعلق بعض کی طرف سے کئے گئے۔ اور ساتھ فرما دیا۔ لا تتخذوا اباءکم واخوانکم اولیاء ان کان ابا ؤکم الآیۃ

۱۰-۵ ختم

دسواں رکوع

(بعد از نماز عصر)

۷۰۹ اعجبتکم کثرتکم - منکرانہ قول کفار کا ہے جو انہوں نے ساتھ ملکر کہا تہا کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ آ ملے ہیں۔ اب کوئی فکر نہیں۔ لیکن خدا نے بتا دیا۔ کہ تم کبھی نہیں ۔

۷۱۰ - قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ - بظاہر الفاظ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام عیسائیوں سے جنگ کا حکم دیا ہے۔ مگر ایسا سمجھنا صحیح نہیں۔ کیونکہ دوسرے مقام پر ایک اصل کے طور پر بتا دیا۔ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم۔ یہاں صرف یہ بتایا۔ کہ تمہارے موجودہ مخالف تمہارے مذہب کو ملیامیٹ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ جنگ کسی سیاسی وجہ کی بناء پر نہیں۔ پس تمہارا مذہب خطرہ میں ہے۔ اسلئے زور سے حملہ کرو۔ (صحابہ کرام کو خطاب ہے)

گیارہواں رکوع

۷۱۱ یضاھون قول الذین کفروا - تیرہویں صدی ہجری کے ابتداء میں یہ تحقیقات یورپ میں شروع ہوئی ہے۔ کہ آیا عقیدہ ابنیت و الوہیت مسیح و تثلیث بت پرستوں کی نقل پر ہے۔ خدا تعالے نے پہلے ہی فرما دیا ۔

۷۱۲ - انما النسیٔ - ایک سال میں کہدیا کہ اب کے سال محرم نہیں ۱۱ ماہ۔ دوسرے سال ۱۳ ماہ کر دیئے۔ مفسرین نے کئی صورتیں بیان کی ہیں۔ مگر مذکورہ بالا قرآن سے ثابت ہوتی ہے۔

بارہواں رکوع

۷۱۳ - ثانی اثنین - بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ دو میں سے دوسرا کیا ہوا وہ دوسرا ہی ہونا تہا یہ تو عربی زبان کا محاورہ ہے۔ اسکے معنے ہیں دو میں سے ایک۔ اور یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ اب تو اسکے ساتھ ایک جماعت ہے۔ اسوقت بھی اللہ نے مدد کی جب صرف دو آدمی تھے ۔

۷۱۴ - لا تحزن - شیعہ کہتے ہیں کہ دیکھو ابوبکر کی بزدلی سے جان نکل رہی تہی۔ حالانکہ ان کا یہ فقرہ اذا انا مت فانا رجل واحد واذا مت ھلکت الامۃ والدین گواہ ہے۔ کہ وہ تو دین کا غم کہا رہے تھے۔ یہ صاف ہی بتا رہا ہے۔ کہ جو بھی حالت تہی۔ اسمیں دونو شریک تھے ۔

۷۱۵ - کلمۃ الذین کفروا - کافروں کی تدبیریں۔

۷۱۶ - خفافا وثقالا - پیادہ ہو یا سوار (۲) سوار و پیادہ (۳) جماعت بجماعت فرداً فرداً (۴) فقیر و غنی (۵) جوان و بوڑھا (۶) دبلا پتلا۔ موٹا بھدا (۷) دل چاہتا ہے یا نہیں چاہتا (۸) بغیر ہتھیار یا مسلح ۔

۷۱۷ - عرضا قریبا دنیا کا مال۔ قریب التناول ہوتا معلوم ہوا۔ اسلامی جنگیں مال کے لئے نہیں ہوئی تھیں۔ جبھی تو صاف کہدیا ۔

تیرہواں رکوع

۷۱۸ - عفا اللہ عنک - اللہ تجھ پر رحم کرے۔ یہ پیار کا کلام ہے۔ جھاڑ نہیں۔ جس کا مترجمین کو شوق رہتا ہے فرمایا تم نے اذن دیا۔ اور اپنے لئے مشکلیں پیدا کر لی ہیں۔ یہ تکلیف میں ہو تو ماں باپ اسی طرح کے کلمات بولا کرتے ہیں۔ خدا نے اذن دینے سے منع نہیں کیا تہا۔ بلکہ اذن دیا تہا۔ اس کے مطابق رسول کریم نے اجازت دی۔ اس سے مشکلات پڑیں تو فرمایا خدا تیرے لئے سہولتیں پیدا کر دے۔

۷۱۹ - لو خرجوا فیکم - بعینہ یہی حالت آجکل پیغامیوں کی ہے۔ یہ جماعت احمدیہ میں مجنوطا کی طرح فتنہ ڈالنے کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں اور بھی مرکز میں رکھتے ہیں ۔

۷۲۰ - ان تصبک حسنۃ - پیغامیوں کو جب خبر پہنچتی ہے۔ کہ کسی دوسرے علاقہ میں احمدی جماعت قائم ہوئی ہے تو غش آ جاتا ہے۔ اور جب کوئی مقدمہ ہو۔ تو کہتے ہیں۔ دیکھو ہم نہ کہتے تھے۔ کافر کہنے کا نتیجہ برا ہو گا۔ دیکھو کیسے پھنسے۔

۷۲۱ - قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا - آخر ہمارا انجام وہی ہو گا۔ جو خدا نے مقرر کیا ہے یعنی فتح ہو گی اور فتح مومنوں کے لئے وہ لکھ چکا ہے۔ یہاں جبر کا مسئلہ نہیں۔ بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا مولی ہے اس نے جو کچھ ہمارے لئے لکھا ہے (فتح) وہی ہمیں پہونچیگا ۔

۲۳ ۔ لا احدی الحسنیین ۔ منافق ایک بات کا انتظار کرتے ہیں ۔ خدا نے حسنیین کا لفظ لا کر بتا دیا ہے مگر جو بھی ہو وہ بہر حال مسلمانوں کے لئے حسن ہے فتحمند ہو دنیا میں یا کفار سے شہید ہو کر جنت پائیں ۔

۲۳ ۔ ما منعھم ۔ نہیں محروم کیا ان کو ۔ ان قبول سے مراد روحانی قبولیت ہے ۔ (ورنہ رسول اللہ تو لے لیتے تھے) (۲) کس بات نے محروم کیا ہے ۔ ان کے تعلقات کے قبول ہونے کو صرف کفر نے ۔ یعنے یہ منافق دراصل ہی نہیں ۔ قبول کیا ہو ؟

۲۴ ۔ فلا تعجبک ۔ تم کو تعجب میں نہ ڈالے یہی معنے ہیں ۔ لیکن میں ڈالے ۔ بعض مفسرین نے معنے کرکے بے ادبی کی ہے ۔ افسوس مفسرین پر ۔

چودہواں رکوع

۲۵ ۔ اذن خیر لکم ۔ یہ نبی سنتا ہے ۔ مگر تمہاری بہتری کی باتیں وہ کیا ؟ اللہ کی سنتا ہے اور مانتا ہے

۲۶ ۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ۔ خواجہ کی کسی لکچر کی تعریف کردی ۔ تو خوش ہو گئے ۔ اور کہنے لگے یہ تو احمدی ہے ۔ فرمایا مومنین کا یہ طریق نہیں ۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں کچھ نیکی ہوتی تو بہتر تھا کہ خدا اور اسکے مسیح کو خوش کرتے ۔ اس کی تعریف کرتے ۔

۲۷ ۔ سورۃ تنبئھم ۔ یہ استہزاءً کہتے تھے کہ دیکھنا بھائی کوئی الہام نہ ہو جائے ۔ جیسا کہ آجکل کہتے ہیں ۔ پیغامی بھی کہتے ہیں ۔ ہم پر کوئی الہام نہ کیا کر دیا جائے ۔

۲۸ ۔ لیقولن انما کنا نخوض ونلعب ۔ ایک دفعہ انجمن پیغام والوں سے میرا کچھ اختلاف ہوا ۔ انہیں میں نے یہ بھی کہا ۔ کہ حضرت مولوی صاحب کی صحبت میں بیٹھا کرو ۔ پھر سیکھا کرو ۔ خواجہ نے کہا وہ دن گئے جب ہم سیکھنے کے لئے آیا کرتے تھے ۔ ہمنے سب کچھ حضرت مولوی صاحب کو بتایا ۔ جب حضرت خلیفہ اول تک پہنچا تو کہنے لگے ۔ میاں صاحب یہ تو بہت نامناسب ہو گئی تو

کہنے کی نسبت ..... (دیکھو ۔ امنٹ)

۲۰ ۔ جولائی ۱۹۱۷ء

پندرھواں رکوع

۲۹ ۔ نسوا اللہ ۔ انہوں نے اللہ کو ترک دیا ۔ تو خدا نے انہیں چھوڑ دیا (۲) جو جرم ہو عربی میں اسکی سزا کے لئے وہی لفظ بولا جاتا ہے

۳۰ ۔ لعنھم ۔ عذاب ہی نہیں ۔ خدا کی ناراضی سب سے بڑا جہنم ان کے لئے ہے ۔

۳۱ ۔ وعد اللہ المؤمنین والمؤمنات ۔ اس آیت میں ان معترضوں کا جواب بھی ہے ۔ جو کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کی کوئی پوزیشن نہیں ۔ اور انہیں روح نہیں سمجھی جاتی (۲) کہا جاتا ہے کہ نیک اعمال انعام کی خاطر کرنا ایک ادنیٰ جذبہ اخلاق ہے قرآن نے بتا دیا کہ جنت ہی اصل مقصود نہیں بلکہ اللہ کی رضا اس سے بھی بڑھکر ہے ۔ اعمال میں مال و دولت و جاہ مقصود نہ ہو ۔ بلکہ محض رضا الہٰی

سولھواں رکوع

۳۲ ۔ جاھد الکفار والمنافقین ۔ یہاں کفار سے مراد منافق ہی ہے ۔ صرف دو قسمیں بیان کرنے کے لئے اور یہ جتانے کے لئے کہ منافق بھی کافر ہی ہوتے ہیں ۔ دونوں صفات بیان کیں ۔ سختی کا حکم ایک خاص شریر گروہ کے مقابل میں ہے جو سیاسی طور سے بھی سزا کے مستحق ہو چکے تھے ۔ (ب) جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام بہ جبر پھیلایا گیا ۔ وہ غور کریں کہ یہ اس فریق کے بارے میں حکم ہے ۔ جو زبان سے دعویٰ اسلام کرتا ہے ۔

۳۳ ۔ وھموا بما لم ینالوا ۔ خلیفہ اول اس آیت کو شیعہ کے مقابلہ میں پیش کرتے تھے ۔ اگر ابوبکر و عمر نے خلافت کی خواہش کی ۔ تو اسے پا لیا ۔ پس وہ منافق نہیں ہو سکتے

۳۴ ۔ (ب) اگر میں خلافت کی خواہش رکھتا تھا جیسا کہ وہ خلافت کے مٹانے کے درپے تھے ۔ تو اب نتیجہ بتاتا ہے کہ میں منافق نہیں ۔ البتہ وہ ہیں ۔ جو اپنا مطلب نہ پا سکے ہوئے اور خلافت مٹا نہ سکے ۔

مولوی سرور شاہ صاحب قسمیہ بیان کر سکتے ہیں کہ میں نے ان سے بارہا کہا ۔ کہ جماعت کو فتنہ اور اختلاف سے بچانے کے لئے یہ کرنا چاہئے کہ انہی (پیغام والوں) میں سے کسی کی بیعت کر لیجائے ۔ مگر مولوی سرور شاہ صاحب کہتے تھے ۔ کہ عقائد میں ان کا اختلاف ہے ۔ تو ہم کس طرح بیعت کرینگے ۔ تو میں نے کہا چاہے ہو ۔ مگر جماعت میں تفرقہ تو ہو گا ۔ اس کا انتظام ان میں سے کسی ایک کے تحت ہے ۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے ہی پہلے ہی کہا کہ مجھے تو سب لوگوں نے یہ کہکر بیعت لینے پر مجبور کیا تو مجھے تو بیعت کے لفظ نہیں آتے تھے ۔ مولوی سرور شاہ صاحب بتلاتے گئے اور میں کہتا گیا ۔

۳۵ ۔ سبعین مرۃ ۔ یہ عرب میں محاورہ ۔ جیسے ہمارے ملک میں سو بار کا محاورہ ہے ۔ مطلب یہ کتنی دفعہ کرو (۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ نبیوں کی سب دعائیں قبول نہیں ہوتیں

تیرھواں رکوع

۳۶ ۔ خلاف رسول اللہ ۔ رسول اللہ کی مخالفت کی وجہ سے ۔ کیونکہ مومن کی تو جان نکل جاتی ہے ۔ اس غم سے کہ خدا کا رسول گیا اور ہم نہیں گئے (۲) رسول اللہ کے بعد

۳۷ ۔ فلیضحکوا قلیلا ۔ امر کی صورت میں بیان کیا ہے یہ بتانے کے لئے ضرور ایسا ہی ہو گا ۔ منافقین آیندہ تھوڑا ہنسینگے اور روئینگے بہت ۔ یعنے منافقوں پر غضب آیا چاہتا ہے

۳۸ ۔ فاقعدوا مع الخالفین ۔ خالفین کے معنے احمق بھی ہوتے ہیں

۳۹ ۔ فلا تعجبک ۔ حیرت میں ڈال دے تجھ کو

۴۰ ۔ ان یعذبھم ۔ انہی منافقوں کی اولاد بڑی مخلص مسلمان ہوئی ان کے کمائے ہوئے مال اسلام کے کام آئے اور ان کو تکلیف ہوئی ۔ اور مرتے ہوئے بھی خیال ہو کہ ہماری اولاد تو ہمارا جنازہ بھی نہ پڑھیگی

۴۱ ۔ الخوالف ۔ خالفہ کی جمع وہ رجل جس میں کوئی بھلائی نہ ہو

لم یبق والا مقدمہ

۳ اپریل ۱۹۱۸ء کو وہ مقدمہ گورداسپور میں پیش کیا گیا تھا جو
مقدمہ جو فاروق کے قاضی لم یبق والے مضمون پر
ولایت علی نامی مقیم گورداسپور نے خاکسار ایڈیٹر فاروق
پر زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند دائر کیا تھا۔ سرسری
تحقیقات کے لئے عدالت تحصیلدار صاحب بٹالہ میں پیش
ہوا۔ ولایت علی مستغیث اور گواہان استغاثہ کا بیان
ہوا۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق سے مولوی فضل الدین صاحب
وکیل کے پیش ہوا۔ تحصیلدار صاحب نے فرمایا کہ استغاثہ
تو کچھ مفصل نہیں۔ لیکن مستغیث کے بیان سے معلوم
ہوتا ہے کہ مستغیث کو فاروق مورخہ ... جنوری ۱۹۱۸ء
میں مشکوت بابو اور اس کے بھائی کو لم یبق کہا گیا ہے
اس لئے تمام لوگ اسکو مشکوت بابو اور اسکے بھائی کو قاضی
لم یبق کہتے ہیں۔ اور یہ ان کی چڑ ہو گئی ہے۔ جس سے
مستغیث اور اسکے بھائی کی توہین ہوتی ہے۔ اس کے
متعلق تمہارا کیا جواب ہے۔ مستغیث کہتا ہے کہ مشکوت
کے معنے میں شکایت کیا گیا۔ اور پڑا۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق
کی طرف سے مولوی فضل الدین صاحب وکیل مستغاث علیہ
نے مندرجہ ذیل بیان دیا۔

بیان مستغاث علیہ

مشکوت لفظ جو اخبار میں درج ہے اُسکی تشریح اسی پرچہ کے حاشیہ
میں موجود ہے کہ جب اس شخص نے جس کا ذکر مشکوت بابو
کے نام سے کیا گیا ہے سُنا کہ "لم یبق" کہنے پر اعتراض کر
تو فرمانے لگے وہ ذرا مشکوت (مشکوۃ المصابیح) دیکھ
لیں۔ اسمیں یہ حدیث ہے" اصل لفظ مشکوۃ المصابیح کو
اس شخص نے جس کا اخبار میں ذکر ہے۔ گویا مشکوت پڑھا
ہے۔ مشکوۃ المصابیح ایک کتاب کا نام ہے۔ پڑھنے
والے نے بوجہ عدم واقفیت عربی کے مشکوت پڑھا۔
اس کتاب میں لم یبق کا لفظ آیا ہے۔ جسپر اس شخص کو جس کا
اخبار میں ذکر ہے۔ اس لفظ کے تلفظ میں اعتراض ہے
اور اس نے کہا یہ لفظ لم یبق زبر سے نہیں۔ پیش سے لم
یُبقُ ہے۔ چونکہ مشکوۃ کو غلطی سے مشکوت کہا اسلئے
ہم نے اس لطیفی روایت سے مشکوت بابو کے نام سے
پکارا لیکن اُس مستغیث کی طرف اشارہ نہیں۔ اور نہ آج
سے پہلے مستغیث کو مستغاث علیہ نے دیکھا اور نہ تعارف
ہے مستغیث وال ... الا مستغاث علیہ ... سے مقدمہ
دائر ہوسکے کو آیا ہے ... مجھے نہیں جانتا تھا۔ شن قادیان
کے ... سے تو مجھے علاقہ میں) مشکوت کے معنے
ترکاری ایک ... ہمیشہ سے لکھا ہیں۔ وہ غلط ہیں
حقیقی معانی غلط ہے۔ اسکے ہم معنے نہیں۔

سوال مستغیث: اگر مشکوت بابو مستغیث کو نہیں کہا
تو پھر کس کو کہا ہے؟

جواب: جس نے مشکوۃ المصابیح کو مشکوت پڑھا تھا کہ
حاشیہ میں درج ہے۔ اسکو کہا ہے۔

سوال مستغیث: وہ کون ہے؟

جواب: جس نے لم یبق کو لم یُبقُ بتایا۔

عدالت نے کہا کہ مستغیث کا فرض ہے کہ وہ اپنے دعوی
کا ثبوت پیش کرے۔ نہ کہ مستغاث علیہ بتلائے کہ مشکوت
بابو کس کو کہا ہے۔ پس تم دو باتوں کا ثبوت دو (۱) مشکوت
بابو تم کو کہا گیا ہے (۲) اسکے معنے ہتک آمیز ہیں۔ اسپر
مستغیث نے تین گواہ گذرانے۔ اور پہلا گواہ اپنا
حقیقی بھائی پیش کیا۔ جس نے یہ بیان دیا۔

بیان عنایت اللہ گواہ مستغیث

میں عربی جانتا ہوں۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۷ء کو قادیان انجمن اسلامیہ (غیر احمدیوں) کا جلسہ ہوا اس کا
میں سکرٹری تھا۔ مجھے مونگھیر سے اشتہارات آئے تھے
بذریعہ وی پی۔ میں نے جلسہ میں تقسیم کئے۔ جو مرزا صاحب کے
خلاف تھے۔ پھر ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۱۷ء کے سالانہ
جلسہ احمدیان میں تقسیم کئے گئے۔ میں نے اور میرے بھائی
ولایت علی نے اور دیگر لوگوں نے بھی تقسیم کئے تھے۔
وہ اشتہارات جس کا نمونہ شامل مثل ہے۔ کئی قسم کے اشتہارات
تھے۔ میں مستغیث کا حقیقی بھائی ہوں۔ اخبار ۱۸ جنوری
۱۹۱۸ء کے نکلنے کے بعد لوگ مجھکو لم یبق اور میرے
بھائی کو مشکوت بابو کے نام سے پکارنے لگے جس سے
ہماری ہتک ہوئی۔
لم کے معنے نہیں اور یبق کے معنے باقی کے ہیں
میں عربی زبان کا ماہر نہیں ہوں۔ اخبار میں لم یبق کا
اشارہ میری طرف ہے۔ اور مشکوت بابو کا اشارہ مستغیث
کی طرف ہے۔ میں مشکوت کے معنے نہیں جانتا۔ بسوال وکیل
مستغاث علیہ کہا کہ

یہ اشتہار جو مثل میں شامل ہیں۔ میں نے تقسیم کرنے کو
دئے تھے (غیر احمدیوں کے) جلسہ انجمن اسلامیہ کا گیا
بھی کارکن تھا۔ اور لوگ بھی تھے۔

لم یبق اور مشکوت لوگوں نے ہماری چڑ ڈال لی ہے
سب ہم کو لم یبق اور مشکوت بابو کہتے ہیں جس سے
ہماری ہتک ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ مجھے لم یبق
کس وجہ سے کہا گیا ہے۔

بیان مہرالدین گواہ مستغیث

میں نے اشتہارات مونگھیر جلسہ انجمن اسلامیہ قادیان میں
تقسیم کئے تھے۔ پھر یہ اشتہار
جو مثل میں شامل ہیں۔ انجمن احمدیہ کے جلسہ میں بھی تقسیم
کئے تھے۔ قاضی عنایت اللہ اور ولایت علی نے بھی تقسیم
کئے تھے۔ میں انجمن اسلامیہ کے جلسہ کا اسسٹنٹ سکرٹری
تھا۔ ہمارے جلسہ کے بعد لوگوں نے قاضی عنایت اللہ
کا لم یبق نام رکھا۔ اور قاضی ولایت علی کا مشکوت بابو
بسوال عدالت کہا کہ قریب ایک سال کا عرصہ گذرا جو
قاضی عنایت اللہ نے احمدیوں سے مباحثہ کیا تھا۔
اس میں عنایت اللہ کے منہ سے لم یُبقُ نکل گیا حالانکہ
صحیح لفظ لم یبق تھا۔ اسواسطے ان کی چھیڑ ہو گئی۔ مستغیث
کو معلوم نہیں مشکوت کیوں کہا گیا۔ میں مشکوت کے
معنے نہیں جانتا۔ ایک اشتہار "مسیح قادیانی کا جھوٹ"
بھی تقسیم کیا تھا جو مثل میں شامل نہیں۔ بسوال وکیل
مستغاث علیہ کہا کہ مجھے کسی آدمی کا نام معلوم نہیں
جن کو اشتہار دئے تھے۔ جلسہ میں بہت آدمی تھے
جن کو دئے تھے۔ یہ اشتہارات قاضی عنایت اللہ کے
نام آئے تھے جو برادر مستغیث ہے۔ اس نے ہی مجھ کو
اور ولایت علی کو تقسیم کرنے کو دئے تھے۔ یہ اشتہار
مونگھیر سے ۲۸ دسمبر کو ... آئے تھے۔ بلا قیمت آئے
تھے مگر وی پی کے پیسے دئے تھے۔ ایک ہی دن
میں یہ اشتہار تقسیم کئے تھے۔ جلسہ اسلامیہ کے متعلق

تینوں بھائی تھے۔ اور باہر سے بھی بعض لوگ منتظم مقرر ہوئے تھے۔ کمیٹی منتظمہ تھی۔ میں بھی کارکن تھا۔

بیان فتح الدین گواہ مستغیث

قاضی عنایت اللہ کو میں اور ولایت علی کو تنکرت اور لوگ کہتے ہیں۔ ان کی وجہ مجھ کو نہیں معلوم نہیں۔ کیوں یہ ان کے نام نکالے جاتے ہیں۔ لوگ ان کو بری حقارت سے دیکھنے لگے ہیں۔ قادیان کے جلسہ سالانہ میں مستغیث اور اسکے برادران کے سوا اور لوگ بھی منتظم تھے۔

یہ وکیل مستغاث نے یہ کہا کہ مستغیث قادیان میں ابھی رہتا ہے۔ اور گورداسپور بھی جہاں وکیل کا ایجنٹ ہے۔ میں کسی خاص آدمی کا نام نہیں لے سکتا جو مستغیث یا اسکے بھائی کو ان ناموں سے پکارتا ہو۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیوں ایسا کرتے ہیں۔ پہلے ان کی احمدیوں سے کوئی عداوت نہیں۔ مستغیث کبھی کبھی قادیان میں ہی آتا ہے۔

اسکے بعد تحصیلدار صاحب نے اجازت دی کہ فریقین رخصت۔ ہم چلے آئے۔ اب عدالت بٹالہ سے رپورٹ ہوکر مجسٹریٹ علاقہ کی خدمت میں گورداسپور مقدمہ جائیگا۔ جہاں سے آخری فیصلہ مقدمہ کا ہوگا۔ ابھی تک گورداسپور سے کوئی اطلاع نہیں آئی +

جے رام (قادیانی آریہ) کو جواب

(اس سوال کا جو آریہ گزٹ میں چھپا ہے)

معلوم ہوتا ہے کہ افیون کا ٹھیکہ لینے سے بھی انسان فاتر العقل ہو جاتا ہے۔ خود ہی سوال خود ہی اس کی تردید اور پھر دنیا بھر کے احمدیوں کو چیلنج۔ سنو! ہمارا مذہب پیدائش عالم کے بارے میں یہ ہے کہ دنیا باعتبار اپنی نوع کے قدیم ہے۔ اور باعتبار شخصیت کے حادث۔ اس آدم (جسے چھ ہزار سال ہوئے) سے پہلے کوئی آدم تھا۔ یا کوئی اور مخلوق تھی۔ اس سے ہمیں کچھ بحث نہیں۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ مخلوق تھی اور بس

جب تک انسان ... ہوا۔ اس کی ہدایت کے لئے کلام الٰہی ان کی حالت کے مطابق نازل ہوتا رہا۔ [illegible] ہوئے۔ ... چھیالیس سال گذرے تھے۔ اس سے پہلے انسانوں کی تکمیل اس حد تک مکمل نہ تھی کہ ان کے لئے ... ایسی مکمل و جامع کتاب نازل ہوتی جس میں ... جاتے ہیں۔ ... چالیس سال ... سب حال ... سکتے کہ ... [illegible] ... مکمل ... اس حالت کے مطابق ... الہام الٰہی ... کے مطابق ... لیکن ... انسان تمدن و معاشرت ... کامل ہو گئے۔ تو ... مکمل ... [illegible] ... اور اسکے ... ان کی ... کے لئے بھی ... جہروں کے زیادہ یا کم ہونے سے کوئی ... نہیں آ سکتی ... ان کو ... آسمانی ہی سے ... ہر زمانے کے مطابق ... پس خدا کی نظر میں ایمان کے لحاظ سے وہ جو صرف حضرت نوح پر ایمان لائے اور ہم جو ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء پر ایمان لانے والے ہیں۔ برابر ہیں۔ کیونکہ مقصود حکم کا ماننا ہے۔ نہ کہ ان لوگوں کی تعداد کی ناپ جنکے ذریعہ وہ حکم پہنچا۔ ابھی تھوڑا عرصہ گذرتا ہے۔ کہ خدا کے احکام پہنچانے والا تمہارے اسی شہر میں مبعوث ہوا۔ صلی اللہ علیہ و آلہ۔ (نامہ نگار)

احمدیان سیمبڑیال

ملک حسن محمد خان صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیمبڑیال بہمراہ ڈاکٹری سے مہربان احمدیہ سیمبڑیال کو توجہ دلاتے ہیں۔ جب ہمیں انجمن احمدیہ سمبڑیال و متعلقین انجمن سمبڑیال کی خدمت بابرکات میں التماس ہے کہ حضرت امیر المومنین فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی اس مبارک صدا پر جو ارشاد و شملہ کے عنوان سے آپ صاحبان کے گوش گذار ہوئی تھی۔ اور جس پر احباب نے لبیک و سعدیک کہتے ہوئے وعدے لکھائے تھے۔ ان وعدوں کو جلد پورا کر کے ثواب دارین حاصل فرماویں اور جلد سے جلد وہ رقوم سکرٹری کے پاس ارسال کردیں تاکہ قادیان روانہ کردیجاوے +

خزینہ فضل اکسیر بنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

... [illegible] ... اللہ تعالیٰ کے فضل سے ... [illegible] ... نہایت کامل اور ... حضرت مولوی نورالدین صاحب ... اول ... وہ مجرب المجرب ... طبیب ... جس سے کئی ... اللہ تعالیٰ کے فضل سے ... ہیں ... حالی ... حمل کی ... بچے جنکی اولاد پیدا ہو کر ... دار البقاء کے ... جنکے حمل ... وقت ... یا پیدا ہو کر ... اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کو استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرماویں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ ۲ ؎

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے (۳ ؎)

المشتہر

نظام جان و عبدالرحمن کاغانی۔ قادیان (گورداسپور)

(باہتمام شیخ محمد عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر ایم قاسم علی پبلشر نے شایع کیا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۸-۲۵- اپریل ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۵-۱۶

دارالامان کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح زاد اللہ مجدہٗ کی طبیعت اب تک (۲۳ر اپریل) ماساز ہے۔ پہلے درد شقیقہ تھا جس سے آرام ہوا۔ جنانچہ ۱۲ر اپریل نماز جمعہ کے لئے مسجد اقصےٰ میں تشریف لائے۔ جمعہ مولانا سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔ اسکے بعد حضور کو پیچش وغیرہ کی شکایت ہو گئی۔ جواب تک چلی جاتی ہے۔ اس دوران میں ایکبار لرزہ سے بخار بھی ہو گیا۔ کل ۱۲ر اپریل کو تکلیف زیادہ تھی اور ضعف ہے۔ للہ رات کو کچھ افاقہ رہا۔ احباب فرداً فرداً تو دعا کرتے ہی ہیں۔ ملکر بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو شفاء عاجلہ وصحت کاملہ عطا فرمائے ۲۲ر اپریل تمام ۔

(۲) جناب میر قاسم علی صاحب حسب الحکم باچھوال ٹرو تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سلسلہ کے خلاف وعظ کرنیوالے تھے ۔

(۳) حافظ روشن علی صاحب اور چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے دورہ پر جا چکے ہیں ۔

ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر
نمبر (۴)
قابل توجہ افسران بالا

گذشتہ اشاعت میں ہم نے بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان کے اس طرز سلوک کا ایک نمونہ لکھا تھا۔ جو اس نے منیجر صاحب الفضل کے ساتھ خط وکتابت میں برتا ہے۔ اور اس میں بتایا تھا کہ الفضل اخبار جو بروز ایت وار بارہ بجے ڈاکخانہ میں بھیجا گیا تھا۔ اس کی بابت بابو صاحب نے دیدہ دانستہ غلط لکھا کہ ایک بجے کے قریب ڈاکخانہ میں ڈالا گیا۔ اگر ایک بجے وہ ڈاکخانہ میں بھیجا گیا تھا۔ تو کیوں اس کو آپ نے اسی روز باوجودیکہ اتوار کا دن آپ کی تعطیل کا دن تھا۔ روانہ کیا۔ جبکہ افسران بالا کا آپ کو یہ حکم تھا کہ جو اخبار بارہ بجے کے بعد ڈاکخانہ میں ڈالا جائے۔ وہ ہرگز اس روز روانہ نہ کیا جاوے۔ جیسا کہ آپ نے اخبار فاروق مورخہ ۱۴ر۲ کو جو بارہ بجے کے بعد بھیجا گیا تھا۔ اس دن روانہ نہ کیا۔ اور ۱۵ر فروری کو دوسرے دن روانہ کیا۔ اور مجھے لکھا کہ :-

" ہمارے پاس افسران بالا کا حکم ہے کہ جو پرچہ بارہ بجے کے بعد ڈالا جائے۔ وہ اس دن نہ بھیجا جاوے۔ لہٰذا اگر آپ کا پرچہ بارہ بجے کے بعد آوے گا تو ہرگز روانہ نہ کیا جاوے گا " ۱۹/۲/۱۸

اب جائے غور ہے۔ کہ اگر الفضل ایک بجے پہونچا ہوتا تو بابو صاحب اس کو خلاف قانون ڈاکخانہ کیوں روانہ

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی پبلشر نے شائع کیا)

ہرگز ہم بھی اسی روز روانہ کرتے بلکہ ڈاکخانہ میں رکھ چھوڑتے۔ اور تعطیل کے دن تکلیف میں پڑنے کی زحمت نہ اٹھاتے۔ اور نہ منیجر صاحب الفضل کو یہ لکھنے کی ایت وارکو

"آپ نے جان بوجھ کر رخصت کے دن تکلیف دی بلکہ صاف طور پر منیجر صاحب الفضل کو لکھ دیتے کہ ہمارے پاس افسران بالا کا حکم ہے۔ کہ جو پرچہ بارہ بجے کے بعد ڈال جائے۔ وہ اسدن نہ بھیجا جاوے اسلئے الفضل جو ایک بجے کے قریب ڈالا گیا ہے آج نہیں بھیجا جاوے گا۔ تو پھر کسی کو افسران بالا کے حکم کی موجودگی میں آپ پر نہ اعتراض ہوتا نہ ہوسکتا کیونکہ آپ افسران بالا کے حکم کے خلاف اس پرچہ کو جو ایک بجے ڈاک خانہ ڈالا گیا تھا۔ اسی دن روانہ کرنے کے ذمہ دار نہ تھے۔ لیکن آپ نے اس کو اسی روز روانہ کر کے دو باتیں قابل اعتراض اپنے ذمہ لے لیں۔ اول یہ کہ اگر ایک بجے پرچہ الفضل ڈاک خانہ ڈالا گیا تھا۔ اور ڈالا بھی تعطیل کے دن تھا۔ تو آپ نے کیوں افسران بالا کے حکم کی خلاف ورزی کرکے تعطیل کے دن ہی اس کو روانہ کر دیا۔

دوم۔ اگر وہ ٹھیک بے وقت پر بجے بارہ کو ڈالا گیا تھا۔ جو واقعی صحیح ہے۔ تو آپ نے منیجر صاحب الفضل کو کیوں یہ غلط لکھ دیا۔ پرچہ الفضل بجائے ہفتہ کے اتوار بوقت ایک بجے ڈالا گیا۔"

اور اگر ایک بجے ڈالا ہوا پرچہ اسی دن روانہ ہو سکتا ہے اور ہوا ہے۔ تو آپ نے منیجر فاروق (اخبار فاروق) کے اخبار فاروق مورخہ ۱۸ کو جو بارہ بجے کے بعد بھیجا گیا تھا۔ کیوں اسی روز روانہ کیا۔ اور دوسرے دن بھیجا۔ اور مجھے لکھا کہ

"اگر آپ کا پرچہ بارہ بجے کے بعد آئیگا۔ تو ہرگز روانہ نہیں کیا جاویگا۔" ۱۹

بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان اور انکے ماتحت عملہ نے ٹھیک لیا ہے۔ کہ وہ احمدیہ پبلک کو ہر طرح تنگ کریں۔ اور انکے ساتھ نہایت غیر مہذبانہ سختی کا

سلوک روا رکھیں گے۔ چنانچہ بابو فخر الدین صاحب منیجر احمدیہ بک ایجنسی قادیان مجھے بحیثیت سکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان ہونے کے اپنی چٹھی مورخہ ۹ میں ڈاکخانہ مذکور کی شکایت لکھتے ہیں کہ:۔

"میری عام طور پر اس قسم کے معمولی امور کے متعلق شکایت کرنے کی عادت نہیں مگر نہایت ہی مجبور ہو کر مندرجہ ذیل ناگوار واقعہ کو حوالہ سطور کر کے پیش کرنا پڑا ہے کہ آج میرے مکرم و معزز مہمان جناب حافظ سید محمد عبد الوحید صاحب جرکوہ منصوری جو ایک معزز شخصیت و حیثیت رکھتے ہیں۔ دو چھوٹی پیکٹ کوہ منصوری بھیجنے کے لئے

معذرت

مشین پریس قادیان جس میں فاروق اور الفضل چھپتے ہیں بوجہ مرمت ہونے کے دو ہفتہ بند رہا اسلئے ۱۸۔اپریل کا فاروق اور ایسا ہی ۲۵۔اپریل کا فاروق دونوں نہ شایع ہوسکے۔ اب یہ ہر دو ہفتہ کا ڈبل نمبر جیسے ۱۶ صفحہ کا شایع کیا جاتا ہے۔ اس پرچہ کے سب مضمون ناظرین کی دلچسپی اور علمی معلومات کا ذریعہ ہیں۔ اور نہایت مفید اور لاجواب مضامین لکھے گئے ہیں۔ ناظرین اس عذر کو قبول فرما کر جو پریس کے بند ہونے کی وجہ سے پرچہ نہیں نکل سکا معاف فرماویں

(ایڈیٹر)

میرے دفتر میں تیار کرکے ڈاکخانہ قادیان میں بک کرانے گئے۔ ڈاکخانہ کے پوسٹل کلرک نے افسوس ہے کہ انکے ساتھ بیجا برتاؤ کیا یعنی ایک تو لڑکی زیادتی کے باعث بجائے ۱۲ کے ۱۳ کے ٹکٹ لگوائے جب ڈاک خانہ جاکر کلرک صاحب سے زیادتی محصول کی وجہ دریافت کی تو یہ جواب ملا کہ پارسل کیا گیا ہے نہ کہ بک پیکٹ۔ حالانکہ وہ بک پیکٹ تھے۔ مگر کلرک صاحب بجائے غلطی کا اعتراف کرنیکے کہنے لگے کہ تم ہم پر رعب ڈالنے آئے ہو۔ اور غیر معمولی جوش میں آکر خواہ مخواہ چین بجبیں ہوگئے۔ اور اسی قسم کا سلوک میرے اس معزز مہمان سے بھی کیا۔ جو نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔ آخر مجبوراً ... اسی وقت کلرک صاحب کو

اپنی غلطی کی اصلاح بھی کرنی پڑی یعنی پارسل کی رسیدوں کو کینسل کرکے بک پیکٹ کی رسیدیں بنانی پڑیں۔ اور پیکٹوں پر جو ٹکٹ جیبلن تھے وہ ردی کرا دئے تھے۔ وہ ردی شدہ ٹکٹ دوسرے پیکٹوں پر لگائے گئے" فخر الدین۔

مندرجہ بالا شکایت گو بظاہر ایک چھوٹی سی شکایت سمجھی جائے لیکن عملہ ڈاک خانہ کا وہ سلوک جو احمدیہ پبلک کے ساتھ ہے۔ وہ اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ نہایت ناروا سلوک ہے ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ڈاکخانہ کا تعلق عام پبلک کے ساتھ ہے اگر پبلک اور ڈاکخانہ کے درمیان نا اتفاقی ہو جائے۔ اور پبلک کو اس سے بجائے راحت کے تکلیف پہونچنے لگے۔ تو ضرور پبلک کی عدالت کو مقدم رکھا جائیگا۔ مگر ڈاک خانہ قادیان میں بابو نبی بخش پوسٹماسٹر نے آکر ایسا اندھیر مچا دیا ہے کہ دن بدن احمدیہ پبلک سے کشمکش بڑھتی ہی جاتی ہے اور جہاں ذرا کسی کسی معزز احمدی نے تحریراً یا زبانی کوئی عرضداشت سب پوسٹماسٹر صاحب مذکور کے حضور میں پیش کی۔ تو بجائے جواب مناسب معقول کے فوراً ایسی کج خلقی و ترش روئی سے یہ کہہ کر ڈرا دیا جاتا ہے۔ کہ تم ہم پر رعب ڈالنے آئے ہو۔ خدا جانے عملہ ڈاک خانہ احمدیہ پبلک کو اپنی رعایا سمجھتا ہے یا کیا۔ جو اس قسم کا نازیبا سلوک کرتا ہے۔ پوسٹل کلرک نے جو منیجر صاحب احمدیہ بک ایجنسی اور جناب حافظ سید عبد الوحید صاحب تاجر کوہ منصوری کو اپنے منصب کے خلاف سختی سے جواب دیا۔ کیا یہ احمدیہ پبلک کے تعلقات کو ڈاکخانہ کے ساتھ بہترین بنانے کا موجب ہو سکتا ہے یا بدترین؟ یہی وجہ ہے کہ احمدیان قادیان اب ڈاکخانہ میں ضرورتاً جانا بھی پسند نہیں کرتے۔ اور اگر جانا بھی پڑے تو مشکل میں پڑ جاتے ہیں کہ کس طرح عملہ ڈاک خانہ سے بات کرینگے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہتک کریں۔ کیونکہ سب پوسٹماسٹر قادیان کے اس عام برتاؤ سے جو اس کا احمدیہ پبلک کے ساتھ دن بدن بگڑتا جاتا ہے۔ تمام احمدیہ پبلک میں ایک شور پڑ گیا ہے۔ اور بہت تکلیف لوگوں کو ڈاک خانہ سے پہونچ رہی ہے۔ اور سب پوسٹماسٹر قادیان کے

پیش کیا ہے۔ وہاں سرگروہ صوفیہ عارف ربانی حضرت محی الدین ابن عربی کی پیشگوئی کو بھی سچ کر دکھایا۔ حضرت ممدوح الشان اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں حضرت امام المہدی علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرماتے کہ :-

اذا خرج الامام المہدی علیہ السلام فلیس لہ عدو مبین الا الفقہاء خاصۃ فانھم لا یبقیٰ لھم ریاست ولا تمیز عن العامۃ ولا یبقیٰ لھم حکم الا قلیلا ولا یرتفع الخلاف من العالم بوجود ھذا الامام ولولا ان السیف بیدہ لافتی الفقہاء بقتلہ ولیتقدون فیہ اوحکم بغیر مذھبھم انہ علی الضلال فی ذالک الحکم لانھم یعتقدون ان اھل الاجتہاد وزمانہ قد انقطع وما بقی مجتہد فی العالم لا یوجد بعد ھم احد علی درجۃ الاجتہاد +

(ترجمہ) بوقت خروج مہدی علیہ السلام فقہاء اور علماء سے بڑھکر ان کا کوئی کھلا دشمن نہ ہوگا کیونکہ اسوقت ان کی گدیاں یا خانقاہیں جاتی رہینگی۔ اور باوجود دعوے فضیلت وعلمیت ان کا رتبہ عوام سے زیادہ نہیں رہے گا۔ اور کچھ فرق و تمیز ان میں اور عوام میں نہیں رہے گی۔ اور ان کا حکم و فیصلہ ناقابل عمل رہے گا۔ اگر اس امام کے پاس حفاظت الہٰی اور تائید ربانی کی تلوار نہ ہووے۔ تو ضرور نسل کی سازشوں میں کامیاب ہو جائیں۔ اور جب کبھی امام مہدی بخلاف عقائد مروجہ اپنے خداداد علم لدنی کی بنا پر جن کا ماخذ کتاب وسنت ہوگا فتویٰ دینگے۔ تو خود گمراہان بادیہ ضلالت امام مہدی کو گمراہ سمجھیں گے۔ اسلئے کہ انکے خیال باطل میں مجتہد کا پیدا ہونا باقی نہیں رہا۔ اور زمانہ منقطع ہو گیا۔ دنیا مجتہد کے وجود سے خالی۔ اور خدائے قادر مطلق علیم وحکیم اب ائمہ مجتہدین سابقہ کی مانند کسی بشر کو پیدا کرنے پر نعوذ باللہ قادر نہیں رہا ہے۔ اور اسکی رحمتوں کے باب مسدود ہوگئے +

جس طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت خاتم النبیین کو محدود دائرے میں قید کر لیا ہے۔ اپنے ائمہ مجتہدین کو انہی معنوں میں خاتم الائمہ سمجھنے لگے ہیں +

پیشین گوئی متذکرۃ الصدر کسطرح اپنی پوری قوت کے ساتھ ظاہر ہو رہی۔ اس پیشگوئی میں علاوہ مخالفت علماء و فقہاء و صوفیاء کے چشم بصیرت کے لئے بڑے بڑے عظیم اسرار کا خزانہ پوشیدہ ہے۔ جن کی تہ کو پہنچنا سوائے سعید الفطرت انسان کے اور کسی کی مجال نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجات عالی کی پوری شان کی جھلک نظر آ رہی ہے۔ صوفیائے کرام بزعم خود سمجھے بیٹھے ہیں کہ خروج امام المہدی ہم ہی سے ہوگا اور ان کا تعلق چشتیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ اور نقشبندیہ وغیرہم سے کسی ایک کے ساتھ ہوگا۔ حالانکہ نہ تو عقل سلیم اسکو تسلیم کرتی ہے۔ اور نہ قرآن وحدیث میں کہیں اس کا ذکر۔ دیکھئے مندرجہ صدر پیشگوئی تو امام مہدی علیہ السلام کے متعلق سب سے بڑا نشان مجتہد العصر ہونے کا بیان کرتی ہے۔ بلکہ ان کی مخالفت کا بڑا سبب ہی ایک ہوگا کہ وہ براہ راست کتاب وسنت سے اکتساب علم کرکے اور تائید الٰہی سے دنیا میں حکم ہوگا۔ اور دنیا میں کسی ایک کو بھی اس سے افضلیت کا دعوےٰ نہیں ہوگا۔ اگر امام مہدی صوفیائے کرام کے خود ساختہ روحانی سلسلوں میں سے کسی ایک سے اکتساب علم و فضل کرکے روحانی ترقی کے مدارج عالیہ حاصل کرنے کے بعد اس مرتبہ عالی پر فائز ہونیوالے ہوتے تو اس میں ان کی ذاتی خوبی کیا ہوئی۔ کیونکہ ایسی ترقی تو اکتسابی ہوئی۔ جو بیسیوں واسطوں سے جاکر حاصل ہوتی ہے۔ اور اس مرتبہ عالی کے ہرگز شایان شان نہیں +

حضرت مسیح موعود احمد قادیانی ہی اسکے مصداق ہیں

غور کیجئے۔ کہ حضرت مسیح موعود پر کس طرح یہ پیشگوئی ثبت ہوتی ہے۔ (۱) حضرت مسیح موعود نے کسی ایک بھی فرقہ صوفیاء میں سے روحانی تعلیم .... انہ نہیں کی۔ اس ضرور ہے۔ کہ .... مصدق ....

جملہ اولیائے کرام امت مرحومہ کو عزت کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ اور ان کی کوششوں کو جو دین حنیف کے پھیلانے میں ان حضرات نے فرمائی ہیں۔ بنظر استحسان دیکھا ہے۔ جس کا بڑا ثبوت وہ تحریر جو خواجہ حسن نظامی دہلوی دہلوی کے پاس حضرت مسیح موعود کے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہے۔ اور ماموربن عصر سے انحراف گویا کمی ایمان کا نشان بتلایا ہے۔ آپ کی کل تعلیم کتاب وسنت سے ماخوذ ہے۔ اور جملہ کمالات روحانی اور فضیلت انسانی کے کل درجات براہ راست حضرت احدیت کی بارگاہ عالی سے حاصل ہوئے ہیں۔ اور کمال احسانیت کے مدارج عالیہ حضور فخر الاولین و الآخرین خلاصہ کائنات فخر موجودات سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرکے مرتبہ نبوت پر فائز ہوئے۔ اور اس ذات ستودہ صفات سے کامل تعلیم پاکر جملہ خوبیوں کا مظہر اتم ثابت ہوئے ہیں +

(۲) اگر امام مہدی جیسا عظیم الشان انسان موجودہ فقہائے صوفیاء و طبقہ ہائے علماء سے تعلیم پاکر اس قابل ہونا ہوتا۔ تو ضرورت امام کب پیدا ہو سکتی تھی کیونکہ اگر یہی عقیدے جو بسبب جہل ونادانی دنیائے اسلامی کے دلوں میں جڑھ پکڑ گئے ہوئے ہیں۔ اور وہی علم جو موجود ہے۔ دنیا میں پھیلانا ہوتا۔ تو ایسے مہدی کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ خدائے تبارک تعالےٰ کے علم میں سب کچھ ہے۔ اسکو معلوم ہے۔ کہ دنیا اپنی بدکرداریوں کے سبب قریب فنا۔ علماء اپنے جہل علمی کے باعث بدعمل۔ فقراء اپنی بداعمالیوں پر اتر کر دریا حالی از اسلامی روحانیت انعالوں کے سبب ظھر الفساد فی البر والبحر کے مصداق بنی ہوئی ہے۔ ضرورت ہے کہ انکی دینی و دنیاوی اصلاح کے لئے مسیح موعود اور مہدی معہود کو مبعوث فرمائے۔ پس وہ آیا۔ جو براہ راست خورشید نبوت سے روشنی حاصل کرکے افق اسلامی پر ماہ تاباں ہوکر چمکا۔ اور جسنے علم الٰہی سے شرف اندوز ہوکر دنیا میں اعلان کیا۔ اور بفحوائے آیہ کریمہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی جو الٰہی کے مطابق اعلان .... موعود

بہتوں نے انحراف کیا۔ تھوڑوں نے قبول کیا۔ جسیر دنیا کو اُسنے والے مصائب و آلام سے جو بصورت کفران و انکار مقدر ہو چکے تھے۔ ڈرایا گیا۔ پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے اپنے زور آور حملوں سے قبول کرائیگا۔ فقط

ایک وارثی کے خط کا جواب
"دربارہ حسن نظامی"

چند روز ہوئے ایک وارثی نے مکرمی اکمل صاحب کو لکھا کہ آپ نے یہ کیوں لکھا کہ صوفیوں کی لاج حسن نظامی کے ہاتھ میں ہے۔ اور کہ ہم حاک نشینوں میں بہت ہیں۔ جو کفن بدوش آپ سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ خط اس کا جواب ہے۔ (ایڈیٹر) جناب اکمل فرماتے ہیں

آپ کا شکوہ میرے سر آنکھوں پر۔ مگر میں مجبور تھا۔ اور اس لحاظ سے عند کرام الناس معنی کو جو شخص سات کروڑ مسلمانوں کا قائم مقام بنا ہے۔ اور اس ٹہرے بول کو شائع کرتا ہے اور میرا یقین ہے کہ حضرات صوفیا بھی اپنے آپ کو انہی سات کروڑ میں سمجھتے ہیں۔ تو میرا حق تھا کہ میں حسن نظامی سے خطاب کرتے ہوئے کہوں کہ صوفیاء کی لاج رکھ لیں۔ آپ جو انہیں اپنا قائم مقام نہیں سمجھتا یا اپنی لاج ان کے ہاتھ میں نہیں جانتا اس کا فرض ہے۔ کہ بذریعہ اخبارات ان سے اظہار برایت کرے۔ میں بھی تو یہی دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ خواجہ حسن نظامی تمام صوفیا کے مسلمہ نمایندے نہیں۔ اس نقصان کے تمام کے لئے جو بھی میرے ساتھ ہو۔ میں اس کا مشکور ہوں۔ ہماری جنگ ہماری مسلح اللہ کے لئے ہے۔ نفسانی نہیں اور نہ ہم ذاتی سفاقی جھگڑوں میں وقت صائع کرنے والے ہیں۔ ہمارا دعوےٰ صرف یہ ہے کہ وہ حقیقت منتظرہ جو مسیح سلمان ہے۔ اس کے لئے خدا نے اپنے کلام میں فرمایا ہے۔ هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم يتلوا عليهم اٰياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفی ضلال مبين۔ واٰخرين منهم لما يلحقوا بهم۔

وہ ذات پاک جس نے اُمیین (اصحابِ عرب) میں ایک رسول عظیم الشان بھیجا۔ جس کا کام یہ ہے کہ وہ خدا کی آیات پڑھ کر سنائے۔ ان لوگوں کا تزکیہ کرے۔ انہیں کتاب و حکمت سکھلائے۔ اور یہی رسول مبعوث ہوگا۔ آخرین (ایک اور قوم میں) میں جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ پس رسول اقدس کی بعثت ثانی ضروری ہے۔ مگر یاد رہے کہ نہ تو وفات یافتہ اس دنیا میں واپس آیا کرتے ہیں نہ تناسخ صحیح ہے نہ مسئلہ حلول درست۔ البتہ بروز صحیح ہو سکتا ہے۔ یعنی کوئی شخص کسی کی خو ُبو کسی کے رنگ میں رنگین ہو کر کسی کے کمالات کا وارث ہو کر آجائے۔ چنانچہ ہمارا اعتقاد ہے کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کا نام سے وہی رسول عربی پھر ظاہر ہوا۔ جس نے آپ کا اُمتی ہو کر اسقدر اطاعت کی۔ کہ من تو شدم تو من شدی کے درجہ پر پہنچ کر تمام کمالات محمدیہ کو اپنے آئینہ ظلیت میں منعکس کر لیا۔ اور اسی ذات قدسی صفات کے رنگ میں رنگین ہو گیا۔ یہ حوش اعتقادی سے نہیں کہہ رہا۔ بلکہ دلائل و براہین نشانات و بینات ہیں۔ اس امر پر کہ جس بات جس کمال نے محمد عربی کو محمد رسول اللہ بنایا۔ اسی نے مرزا غلام احمد کو احمد رسول اللہ بنایا۔ آپ جو دلائل و براہین حضرت محمد رسول اللہ کے متعلق میں کرینگے۔ وہی میں منہاج نبوت پر مرزا غلام احمد میں ثابت کروں گا۔

پھر اس بعثت ثانی میں محمد رسول اللہ نے جس نام سے آنا تھا وہ بھی قرآن مجید میں بتا دیا۔ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد۔ ساری دنیا جانتی ہے اور آپ بھی اسکے خلاف کوئی دلیل نہیں کہہ سکتے۔ کہ حضرت محمد رسول عربی کا نام محمد تھا۔ صلے اللہ علیہ وسلم احمد نام نہ ماں نے رکھا نہ صحابہ کرام نے اس نام سے پکارا۔ نہ انہوں نے اس نام سے ندا کی۔ پھر وہ داعی الی الاسلام یا الی اسلام تھے نہ مدعو الی الاسلام۔ اور اس آیت میں ایک رسول کی خبر ہے اسکے لئے تو مدعو الی الاسلام لکھا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اُمتی ہوگا۔ اور پھر رسول میرے دوست یقین کیجئے کہ اب ابد تک محمدی نبوت کا دور دورہ ہے عیسیٰ و موسیٰ کی جگہ نہیں۔ جسمیں یہ محمدی نبوت بوجہ اتم ظہور پذیر ہوگی وہی رسول و نبی کہلا سکیگا۔ اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہی معنی ہیں خاتم النبیین کے۔

میں نے یہ بات بے فائدہ نہیں لکھی۔ بلکہ اسطلب دکھانے کو لکھی ہے کہ جیسے محمد مدنی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسود و احمر عرب و عجم بر و بحر صوفیاء و علماء کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اور سب پر ان کی دعوت کی اجابت فرض تھی اور ہے۔ اسی طرح پر احمد قدنی کی بعثت کافۃ للناس ہے۔ پس کوئی صوفی ہو یا حسک ملا۔ سبھی پر واجب ہے کہ اس بعثت ثانیہ پر ایمان لائیں۔ یہاں پر عدیم الفرصتی کا عذر نہیں سُنا جا سکتا۔ اور ترجیح ذات عشق و عاشقی قابل قدر ہے۔ تمہارا محبوب تو تمہارے دروازہ پر کھڑا ہے۔ اور تم اندر مزے سے لیٹے ہوئے خواب دیکھ رہے ہو۔ معلوم ہوا کہ ایں دیگرے راسے پر ستند جو عاشق اپنے معشوق کو بھی نہیں پہچان سکتا اسکے عشق پر تف۔ ہاں اگر کسی کے دل میں یہ بات ہے کہ یہ معشوق نہیں بلکہ اس کا بہروپ بھر کر کوئی غیر میری آزمائش کے لئے آگیا ہے۔ تو پھر وہ اس کا ثبوت دے محض قیل و قال سے کام نہیں چلتا۔

بہتر یہی ہے کہ مولا کے حضور فریقین دُعا کریں جھوٹے کا منہ کالا ہو۔ تا سب اہل العصور سے دیکھ لیں کہ بیدرو کون ہے۔ اور مدرو کون ہے۔ [illegible] یہی فیصلہ کے لئے حسن نظامی کو بلایا گیا تھا۔ خدا کے برگزیدہ نبی احمد کے مرنے اپنے آپ کو [illegible] میں ظاہر کیا اور کہا کہ ایک ہزار مرید کفن بدوش میرے ساتھ ہو۔ اور ایک ہزار تمہارے ساتھ [illegible] تو پھر خواہیں شریعت پھر دیکھیں خدا کس کی ہلاکت کرتا ہے ایک ہزار کی شرط اس لئے کہ تمام ہندوستان میں مختلف علاقوں کے اکثر انسانوں کی ہلاکت سے تہلکہ مچ جائیگا اور ہر میاں آنکھیں کھلینگی۔ اور وہ اسے [illegible] پہچان لیگی۔ افسوس کہ نظامی صاحب درکنار ہوئے۔ انھیں

[redacted]

سامنا کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ بارہا ان کی گور میں تزلزل پڑا۔ اب تو وہ حرکات مذبوحی بھی نہیں کرتے۔ ہاں آپ سے سنتا ہوں کہ چند کفن پوش صورتیں مقابلہ کو تیار ہیں۔ اجی حضرات! وہ صورتیں کہاں روپوش اور کیوں خاموش ہیں۔ مرد ہیں تو باہر نکلیں۔ پھر اور وقت کونسا ہو اگر ان کے پاس کربلا کی خاک کی چٹکی ہے تو ادھر دیجئے جس کے گریبان میں سو حسین ہے۔ خاک نشینوں کو واضح ہو کہ ان کے سر پر بجلی کڑک رہی ہے۔ وہ اپنے بچاؤ کا سامان کرلیں۔ حریم قدس میں پناہ گزین ہوں ورنہ خیر نہیں والسلام۔ (اکمل)

ایک غیر احمدی کے سوالات کے جواب

نمبر (۱)

سوالات ہمارے مکرم مولوی عبداللہ صاحب ساکن کھمنی ضلع لاہور نے لکھے ہیں جو دلچسپی سے پڑھے جائینگے۔ (اڈیٹر)

سوال نمبر ۱۔ مرزا صاحب کتاب البریہ کے صفحہ ۷۸ میں لکھتے ہیں کہ میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ کیا یہ شرک بذات نہیں[1]

سوال نمبر دوم۔ اسی صفحہ پر آگے لکھتے ہیں۔ اور اس حالت میں میں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اسکے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے۔ کیا یہ شرک فی الصفات نہیں؟

سوال نمبر سوم۔ انما امرہ اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون۔ یہ اس مرتبہ تک کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے اور صرف اسی قدر کہدے کہ ہوجا وہ ہوجاویگی۔

جواب سوال نمبر ۱ و ۲۔ اولاً آپ نے اس کشف کی پہلی و پچھلی عبارت چھوڑ دی۔ اگر آپ اصل کتاب کو دیکھ لیتے۔ تو کوئی صورت سوال کی پیدا ہی نہ ہوتی۔ جس کا جواب دینا ہمارے ذمے واجب ہوتا۔

ثانیاً۔ یہ تو حضرت مسیح موعود کا ایک کشف ہے جس میں صاحب کشف کو اپنا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ خوابیں اور کشف اکثر تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ کیونکہ اکثر استعارات و مجازات کے رنگ میں دکھلائے جاتے ہیں۔ پھر صاحب کشوف و منامات جیسے جیسے فنا فی الرسول و فنا فی اللہ کے مقامات طے کرتے جاتے ہیں ویسی ویسی ان کو خوابیں و کشوف نظر آنے لگتے ہیں۔ ان کے ظاہر معانی لینے میں کجروی اور اکثر مذہب و ادیان پر حملہ ہوتا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کو کشف میں گیارہ ستارے و سورج و چاند سجدہ کرتے ہوئے اپنی طرف نظر آئے۔ کیا آپ کا حضرت یوسف پر ایسا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو معبود و مسجود قرار دیتا تھا۔ جو صریحاً شرک ہے۔ اور کیا اسکی تعبیر بعد چالیس سال اس پر مدتّن نہیں ہوئی۔ کہ مراد اس سے اطاعت یازدہ برادران و والدین ہے۔

ثالثاً۔ ایسے کشوف و کلمات دیگر اولیاء کرام سے بھی بہت مروی ہیں۔ دیکھو قصائد و فتوح الغیب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ و کلمات ابوالحسن خرقانی کو کہ مجھے اتنی قدرت ہے۔ کہ ہاتھ بڑھاؤں اور آسمان کو کھینچ لوں۔ اور زمین پر پاؤں ماروں اور تحت الثریٰ تک پہونچا دوں۔ میں اپنی منزل آپ ہوں۔ میں تمام آدمیوں ملائکہ جنات چرند پرند اور تمام جانداروں اور کل مخلوقات کے کنارہ جہاں پر ہیں۔ خبر رکھتا ہوں اور ایسا ہی بہتر نشان دے سکتا ہوں۔ جیسا کہ اپنے آس پاس کی چیزوں کا۔ مجھے وہ وقت عنایت کیا ہے کہ اول و آخر میرے وقت کے آرزو مند ہیں۔ ساری مخلوق مثل کشتی کی ہے۔ اور میں اس کا ملاح ہوں۔ میں نے پیچھے جانا تھا کہ امانت مجھ پر رکھی ہے جب بغور دیکھا۔ کہ اپنی خداوندی مجھ پر رکھی ہے۔

میں نے آسمانوں اور زمینوں کو دیکھا کہ میرے گرد طواف کرتے ہیں۔ بہشت میری طلب میں ہے۔ اور دوزخ میرے خوف میں ہے۔ اور اگر بہشت دوزخ کا میرے نزدیک گذر ہو تو دونوں معہ اپنے لوگوں کے یعنی میں فانی ہو جاویں۔

پھر بایزید بسطامی کے حالات کو پڑھو کہ جب نماز فجر سے فارغ ہوئے۔ تو لوگوں کی طرف رخ کرکے فرمایا سبحانی ما اعظم شانی۔ انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون۔ لوگوں نے سنکر کہا کہ یہ شخص تو دیوانہ ہو گیا ہے۔ فتامل۔

رابعاً۔ اس کشف کی تعبیر حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی نے خود ہی دوسری جگہ لکھدی ہے۔ پھر شرک فی الذات والصفات کا اعتراض کیسا؟

خامساً۔ اگر آپ کو یا آپکے پیر کو خواب میں کسی محصنہ عورت کے وطی سے احتلام ہو جاوے۔ کیا تم خدا کے نزدیک زنا کار قرار دئے جاوگے۔ اور خواب میں آپ کوئی خرق العادت ترقی دیکھ لو۔ کیا اسکے ظاہری وہی معنی کروگے یا اس کی تعبیر کسی معبر سے دریافت کروگے۔ فتامل۔

اب میں مزید توضیح کے لئے آپ کو کتاب البریہ کے صفحہ ۷۸ سے پڑھانا شروع کرتا ہوں۔ اور اخیر تک انشاء اللہ لفظ بلفظ لکھوں گا۔ پھر اس کشف کو جو آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں عربی میں مدت سے طبع ہو چکا ہے۔ اس کو بعینہ ذیل میں درج کرتا ہوں وہ یہ ہے۔ ترجمہ۔ میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا۔ اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں۔ یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو۔ اور اُسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو۔ یہاں تک کہ اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالےٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا۔

[1] بذات کی جگہ فی الذات لکھنا چاہیے تھا۔ جو سائل نے عمداً غلطی کی یا جاہل ہے۔ ۱۲۔ مجیب

اور مینے جسم کو دیکھا۔ تو میرے اعضاء اسکے اعضاء اور میری آنکھ اسکی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا۔ اور مینے دیکھا کہ اس کی قدرت و قوت مجھ میں جوش مارتی ہے۔ اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے۔ اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو میں ہی رہا۔ اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی۔ اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی۔ اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی۔ اور میں سر کے بالوں سے ناخن تک اس کی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا۔ اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی میل نہیں تھی۔ اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈالدی گئی۔ پس میں اس شے کی طرح ہو گیا۔ جو نظر نہیں آتی۔ یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے۔ اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے۔ اس حالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے میں کیا تھا۔ اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میرے رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔ اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے میرے سب اعضاء اپنے کام میں لگائے۔ اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اسوقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء میرے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں۔ اب کوئی شریک اور منازع روک کرنیوالا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر مینے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کی خلق پر قادر ہوں۔ پھر مینے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا۔ انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر مینے کہا۔ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں۔ اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں۔ اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اس کی خدائی نکالتے ہیں۔ ان الہامات سے بڑھ کر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہو گی۔ اور سب سے بڑھ کر ہمارے سید و مولا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ کے حق میں صرف یہی نہیں کہ جسنے تجھ سے بیعت کی۔ اس نے خدا سے بیعت کی اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالےٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اور آپ کے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا اور یہ کہہ کر وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ آپ کی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے بلکہ ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپ کے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ قل یاعبادی۔ یعنی کہہ اے میرے بندو! پس ظاہر ہے۔ کہ جسقدر صراحت اور وضاحت ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہوتی ہے۔ انجیل کے کلمات میں یسوع کی خدائی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ بھلا اس سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کی تو شان عظیم ہے۔ ذرہ انصافاً پادری صاحبان الوہیت کے الہامات کو ہی انصاف کی نظر سے دیکھیں اور پھر خود ہی منصف ہو کر کہیں کہ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ اگر ایسے کلمات سے خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو یہ میرے الہامات یسوع کے الہامات سے بہت زیادہ میری خدائی پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اگر خود پادری صاحبان سوچ نہیں سکتے۔ تو کسی دوسری قوم کے تین منصف مقرر کر کے میرے الہامات اور انجیل میں سے یسوع کے وہ کلمات جن سے ان کی خدائی سمجھی جاتی ہے۔ ان منصفوں کے حوالہ کریں۔ پھر اگر منصف لوگ پادریوں کے حق میں ڈگری دیں۔ اور حلفاً یہ بیان کر دیں۔ کہ یسوع کی خدائی زیادہ تر صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے۔ تو میں تاوان کے طور پر ہزار روپیہ ان کو دے سکتا ہوں۔

پھر آگے صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں۔ میں دوبارہ کہتا ہوں۔ کہ میری تقریر کا ماحصل یہ ہے۔ کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا بنا رکھا ہے۔ یہ سراسر ان کی غلط فہمی ہے۔ جن کلمات سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں۔ کہ یسوع خدا یا ابن اللہ ہے۔ ان کلمات سے بڑھ کر میرے الہامی کلمات ہیں۔ انتہیٰ۔

پھر آگے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ اگر ظاہر الفاظ پر اعتبار کیا جاوے۔ تو ایک شخص کے خدا بنانے کے لئے جیسے میرے الہامی کلمات قوی دلالت رکھتے ہیں۔ یسوع کے الہامی کلمات ہرگز ایسے دلالت نہیں رکھتے۔ انتہیٰ یعنے جب میں خدا یا ابن اللہ ان الہامی کلمات سے نہیں بنگیا۔ تو یسوع اپنے الہامی کلمات سے کس طرح ابن اللہ بن سکتا ہے۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود اسی کتاب البریہ کے صفحہ ۷۵ پر لکھ آئے ہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ باتیں حضرت مسیح ؑ کی تعلیم میں ربیت پر کوئی بھی زیادہ نہیں تھی۔ انہوں نے صاف صاف کہا تھا کہ میں انسان ہوں۔ ہاں جیسا کہ مقبولوں کی عزت اور قربت اور محبت کے القاب خدا کی طرف سے ملتے ہیں۔ اور جیسا کہ وہ لوگ خود عشق الٰہی کی محویت اور محبت اور یکدلی کے الفاظ مونہہ پر لاتے ہیں۔ ایسا ہی ان کا بھی حال تھا۔ اسمیں کیا شک ہے کہ جب کوئی انسان سے محبت کرے یا خدا سے۔ تو جب وہ محبت کمال کو پہونچتی ہے۔ تو محب کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی روح اور اسکے محبوب کی روح ایک ہو گئی۔ اور فنا نظری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان یوم پنجشنبہ - ۱۸/۲۵ اپریل ۱۹۱۸ء

اِنْ اَوْلِیَاءُہٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

آیت مندرجہ عنوان سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ خانہ کعبہ کے متولیوں کو متقی کہا گیا ہے۔ پس سچا مذہب اور حقیقی اسلام وہی ہے۔ جو ان کا مذہب اور طرز عمل ہے۔ چونکہ وہ احمدی سلسلہ میں داخل نہیں اسلئے ثابت ہوا کہ احمدی سلسلہ جھوٹا ہے۔ حالانکہ تمام آیت پڑھی جائے۔ تو اس استدلال کی لغویت ظاہر ہے۔ آیت یوں ہے:۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا یُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِیَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔

یعنے اللہ تعالےٰ مکہ کے کفار کو ضرور عذاب دیگا کیونکہ وہ لوگوں کو خانہ کعبہ سے روکتے ہیں۔ حالانکہ وہ خانہ کعبہ کے اولیاء نہیں۔ اور اصل اولیاء اسکے تو متقی ہیں اب دیکھو کہ یہاں پر اولیاء سے مراد متولی اور وہ لوگ ہیں جنکے قبضے میں خانہ کعبہ ہے۔ کیونکہ یصدون عن المسجد الحرام سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس آیت کے نزول کے وقت کافر لوگ خانہ کعبہ پر قابض تھے۔ جبھی تو وہ اپنی طاقت سے مسلمانوں کو خانہ کعبہ سے روکتے تھے۔ پس باوجود اسکے کہ کفار مکہ خانہ کعبہ پر قابض ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے حق میں فرماتا ہے۔ وما کانوا اولیاءہ یعنے یہ لوگ خانہ کعبہ کے اولیاء نہیں۔ اگر اولیاء سے معنے متولی یا قابض کے ہوتے۔ تو یہ بات قرآن کی غلط ہوتی۔ کیونکہ وہ اولیاء نہیں جبکہ اس آیت میں خود اللہ تعالےٰ ذکر کرتا ہے۔ کہ کفار مکہ خانہ کعبہ کے ایسے قابض ہیں کہ دوسروں کو اس میں آنے ہی نہیں دیتے۔ پس باوجود اسکے کہ خود اقرار کرتا ہے کہ اسوقت کفار مکہ کے قبضے میں خانہ کعبہ ہے۔ ان کے حق میں فرماتا ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے اولیاء نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اولیاء سے مراد ظاہری متولی نہیں ورنہ آیت کے نزول کے وقت تو کفار واقعہ میں متولی تھے پس ما کانوا اولیاءہ سے کسی اور کی نفی بتائی ہے۔ کہ یہاں اولیاء کے معنے ہیں "تعلق رکھنے والے اور محبّ" چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اللّٰہ ولی الذین امنوا۔ یہاں ولی سے مراد تعلق رکھنے والا ہے (اولیاء ولی ہی کی جمع ہے) اگر مولیٰ یا قابض اسکے معنے لئے جائیں۔ تو اللہ تعالےٰ کا کافروں اور مومنوں دونوں پر قابض ہے۔ صرف مومنوں پر قابض کہنا ٹھیک نہ ہوگا ؎

اس سے یہ بات ہوا کہ ولی اور اولیاء کے معنے دوستانہ ساتھی اور تعلق رکھنے والے کے ہیں۔ اب آیت زیر بحث کے معنے بھی صاف ہو گئے۔ جو یہ ہیں کہ کفار مکہ گو خانہ کعبہ کے ظاہری متولی ہیں۔ اور وہ طاقت رکھتے ہیں کہ لوگوں کو اسکے اندر داخل ہونے سے روکیں لیکن (ما کانوا اولیاءہ) حقیقی تعلق ان کا خانہ کعبہ سے کوئی نہیں (کیونکہ خانہ کعبہ خدا کا گھر ہے اور وہ خدا کے باغی ہیں) بلکہ (ان اولیاءہ الا المتقون) حقیقی تعلق اس گھر سے متقیوں کا ہے ؎

اس آیت کی تشریح سورہ توبہ میں بھی ملتی ہے جہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ۔ یعنے مشرکوں کے لئے اللہ کی مساجد آباد کرنا نہیں۔ اب اس سے کوئی شخص یہ استدلال نہیں کر سکتا کہ جو مسجد آباد کرے وہ مشرک نہیں کیونکہ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ بدعتی اور ہزارہا مشرک لوگ میں گرفتار لوگ مسجدیں بنواتے اور ان کی زینت کرواتے ہیں۔ اور اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ہماری مسجد سب سے زیادہ بارونق ہو۔ علاوہ ازیں خود قرآن مجید نے تسلیم کیا ہے کہ مشرک لوگ مسجد آباد کرتے ہیں۔ جیسا فرمایا۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللّٰہ۔ یعنے اے لوگو! کیا تم دو شخصوں کو برابر سمجھتے ہو۔ ایک وہ جو خانہ کعبہ کو آباد کرے اور حاجیوں کو پانی پلائے۔ اور دوسرا وہ جو سچے دین میں داخل ہو اور اسلام لائے۔ اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ مسلمانوں کے مقابل میں جو لوگ تھے۔ وہ خانہ کعبہ کی مسجد کو آباد کرنیوالے تھے۔ حالانکہ ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ میں صاف فرمایا یعنے مشرک کا یہ کام ہی نہیں۔ پس اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ گو مشرک لوگ بھی مسجدیں آباد کرتے ہیں۔ مگر ما کان لھم ان کا حقیقی تعلق اس سے کوئی نہیں۔ کیونکہ وہ ہیں مشرک اور مسجد تو صرف اللہ کی عبادت کے لئے ہوتی ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرماتا ہے:۔ انما المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدا۔ یعنے مسجدیں صرف ذکر الٰہی کیلئے ہیں۔ پس مسجد کا اور مشرک کا حقیقی جوڑ نہیں۔ کیونکہ مسجد توحید کا مقام ہے۔ اور خالص اللہ کی عبادت کی جگہ ہے۔ اور مشرک اُسے کہتے ہیں۔ جو اللہ کے سوا اور بھی کسی کا عابد ہو۔ پس ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ کے یہ معنے نہیں کہ ظاہری مشرک لوگ مسجد آباد نہیں کرسکتے۔ کیونکہ یہ تو واقعہ ہے۔ کہ ہزاروں مشرک مسجدیں بنواتے ہیں۔ اور کفار عرب جو مشرک تھے۔ اور مشرک بھی ایسے کہ تین سو ساٹھ بت کے پجاری۔ وہ بھی خانہ کعبہ کے آباد کرنے میں کوشاں تھے۔ پس اصل مطلب یہ ہے۔ کہ بظاہر وہ آباد تو کرتے ہیں مگر مشرک رہ کر۔ ان میں اور مسجدوں کی آبادی میں کوئی مناسبت نہیں۔ اسی طرح ما کانوا اولیاءہ کے یہ معنے نہیں کہ کافر لوگ خانہ کعبہ کے متولی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے۔ نبی کریم کی زندگی میں ہی اور فتح مکہ تک اس آیت کے نزول کے بعد بھی کفار مکہ ہی خانہ کعبہ کے متولی رہے جبھی تو قرآن مجید فرماتا ہے کہ یصدون عن المسجد الحرام یعنے یہ متولی ایسے بُرے ہیں کہ لوگوں کو خانہ کعبہ سے روکتے ہیں۔ یہ جو فرمایا وما کانوا اولیاءہ اسکے یہ معنے ہیں کہ کافر ہیں اور خانہ کعبہ کے متعلق ہیں کوئی مناسبت نہیں۔ بیت اللہ خدا کا گھر ہے اس کا متولی کافر ہونا ٹھیک نہیں۔ [illegible]

خدا کا نافرمان ہے۔ اور خدا کے نافرمان کو خدا کے گھر کی آبادی سے کیا کام؟ باغی کو شہر سلطنت سے کیا تعلق؟ اس سے سچا تعلق رکھنے والے تو متقی ہی ہو سکتے ہیں۔ پس جو صاحب اس آیت سے ہمارے خلاف استدلال کرتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ ساری آیت پڑھیں اور دیکھیں کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وما لہم الا یعذبہم اللہ ۔ مشرکوں کو عذاب کیوں نہ ہو حالانکہ خانہ کعبہ پر قابض ہیں۔ اور ایسے قابض ہیں کہ لوگوں کو اس سے روک سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو کہ آیت کے نزول کے وقت خانہ کعبہ کفار کے قبضہ میں تھا۔ پھر فرماتا ہے ما کانوا اولیاءہ۔ یعنی یہ لوگ اسکے اولیا نہیں اب اگر اولیاء کے معنے ظاہری متولی کے لئے جائیں تو نعوذ باللہ خدا پر اختلاف بیانی کا الزام آتا ہے کیونکہ خود ہی تو فرماتا ہے۔ یصدون عن المسجد الحرام کہ یہ لوگ خانہ کعبہ پر ایسے مسلط ہیں کہ کسی مسلمان کو اس میں گھسنے نہیں دیتے۔ اور پھر خود ہی فرماتا ہے کہ ما کانوا اولیاءہ۔ یعنے یہ اسکے متولی نہیں۔ ان اولیاءہ الا المتقون۔ بلکہ اسکے متولی مسلمان ہیں۔ بھلا جب مسلمان اسکے متولی ہوگئے۔ تو کیا پھر بھی کافر خانہ کعبہ سے روک سکتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ اسکے بعد تو کسی مشرک نے کسی مسلمان کو نہیں روکا۔ بلکہ سورہ براءت کے ذریعہ مسلمانوں نے کافروں کو مسجد الحرام سے روک دیا ؏

خلاصہ مطلب یہ کہ اس آیت میں جو فرمایا کہ مسلمان خانہ کعبہ کے اولیاء ہیں۔ اور کافر اولیاء نہیں تو اولیاء سے مراد ظاہری متولی نہیں۔ کیونکہ جب کافروں کے اولیاء ہونے سے انکار کیا ہے۔ اسوقت واقعہ میں کافر ہی متولی تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اولیاء کے معنے حقیقی مناسبت رکھنے والے کے ہیں۔ لہذا ان اولیاءہ الا المتقون کے یہ معنے نہیں کہ ہمیشہ متقی لوگ ظاہری طور پر اسکے متولی ہونگے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ خانہ کعبہ کے ساتھ سچی مناسبت اور حقیقی تعلق ایسے لوگوں کا ہے۔ جو متقی ہیں۔ اور ان معنوں کے رو سے حضرت مرزا صاحب کے منکر ولی ہے خواہ وہ کہیں ہوں۔ کیونکہ تقویٰ نے انکو نہیں چھوا۔

اخیر پر یہ بھی بتانا ہے کہ قرآن توبہ کے تیرہ رکوع میں اللہ تعالےٰ نے صاف فرما دیا کہ ضروری نہیں کہ خانہ کعبہ کے متولی مسلمان ہوں۔ فرمایا۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ۔ یعنے ایک شخص ہے جو اسلام لاتا ہے اور سچے دل سے داخل ہوتا ہے۔ اور ایک شخص ایسا ہے جو مسلمان نہیں۔ مگر خانہ کعبہ کو آباد کرتا ہے۔ اور حج کے موسم میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہے۔ کیا یہ دونو شخص برابر ہیں۔ آگے فرمایا۔ لا یستوون عند اللہ یعنے اللہ کے نزدیک یہ دونو شخص برابر نہیں۔ پس اس آیت میں خانہ کعبہ کے آباد کرنے والے اور حاجیوں کو پانی پلانے والوں کو ایمان لانے والوں کے مقابل میں رکھکر اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ خانہ کعبہ کا متولی ضرور مسلمان ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ غیر مسلم خانہ کعبہ آباد کرے۔ اور حاجیوں کو پانی پلائے۔ مگر اسلام میں داخل نہ ہو ؏

سید محمد اسحٰق قادیانی (احمدی مبلغ)

جلسہ چک لوہٹ

۲۷-۲۶ مارچ کا جلسہ چک لوہٹ ضلع لدھیانہ میں تھا۔ جو غوث گڈہ سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے ۲۷ کو صبح ۹ بجے غوث گڈھ سے ہمراہی مکرمی منشی عبد اللہ صاحب سنوری و دیگر احباب بسواری بہلی روانہ ہوئے۔ قریباً ایک کوس پیدل چل کر احباب کے اصرار سے بہلی پر سوار ہوئے۔ بہلی کے بیل نوخرید اور بہلی میں نئے لگے ہوئے تھے۔ وہ بوجہ دیہاتی ہونے کے ہمارے لباس سے ڈرتے اور جوئے کو بار بار اپنی گردن سے نکالتے تھے۔ بمشکل ایک آدھ میل چلے ہونگے۔ کہ بہلی کی پنجنی ٹوٹ گئی۔ جس سے بہلی پر سواری مشکل ہو گئی۔ خاصکر ہمارے مکرم حافظ روشن علی صاحب کے وزن کو بہلی بالکل برداشت نہ کر سکی۔ لاچار ہوکر حافظ صاحب کو ایک گھوڑی پر سوار کرایا۔ اور مولوی غلام رسول صاحب سلسلہ پیدل چلکر ہم سے پہلے ہی چک لوہٹ پہونچ گئے۔ یہ خاکسار اکیلا بہلی میں بیٹھکر کوئی تین بجے کے قریب چک لوہٹ پہونچا آگے جلسہ ہو رہا تھا۔ اور مکرمی مولوی غلام رسول صاحب ایک فاضلانہ لیکچر زیر صدارت حافظ صاحب جن کو گھوڑی بہت جلد منزل مقصود پر لے پہونچی تھی۔ دے رہے تھے چک لوہٹ کے احمدیاں نے نہایت شاندار سٹیج بنا کر سجایا ہوا تھا۔ اور قریباً ڈیڑھ سو کے حاضرین کی اسوقت تعداد تھی۔ مولوی صاحب کے لیکچر ختم کرنے پر نمازیں جمع کیں اور دوسرا اجلاس مسجد احمدیہ کے صحن میں ہوا۔ اسوقت حاضرین کی تعداد کافی تھی کہ تمام صحن مسجد بھرا ہوا تھا۔ اور مسجد سے باہر کے صحن میں بھی کثرت سے آدمی تھے۔ اور یہ زیادہ تر غیر احمدی تھے۔ دوسرا لیکچر وفات مسیح پر صحن مسجد میں اس خاکسار کا ہوا اور سامعین نے خوب سنا اور فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ قریب مغرب جلسہ برخاست ہوکر پہلے دن کے اجلاس ختم ہوگئے

۲۸ مارچ کا جلسہ

۲۸ مارچ کو صبح ۱۰ بجے جلسہ اسی مسجد کے صحن میں منعقد ہوکر حضرت حافظ روشن علی صاحب کا جامع لیکچر صداقت مسیح موعودؑ پر ہوا۔ بعد اختتام لیکچر حافظ صاحب کھانا کھایا گیا۔ اور نمازیں جمع کیں۔ اور دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جو تین بجے بعد ظہر قبل عصر تھا۔ اس میں چند معترضین کے اعتراضات پیش ہوئے۔ جنکے جوابات مولوی غلام رسول صاحب حافظ صاحب و خاکسار نے یکے بعد دیگرے دئے۔ اور آدھ گھنٹہ تقریر مولوی ظل الرحمٰن صاحب نے ختم نبوت پر بیان کی جو عمدہ تھی۔ اسکے بعد جھوک مہدی مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی پر ایک دیہاتی اعتراض جس سے سامعین کو بہت دلچسپی ہوئی کہ ہم میں سے بھی ایک ناخواندہ نے وزندار اعتراض کر دیا۔ اور اس معترض کی حمایت ایک ہندو صاحب نے جو غالباً پٹواری تھے کی۔ جن کا جواب اس خاکسار نے بہت کھولکر دیا اور سمجھایا کہ تناسخ جس طریق جزا و سزا کا نام ہے۔ وہ اس مصرعہ سے جو جھوک کے شروع میں ہی لکھا گیا ہے۔ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ اور وہ مصرعہ یہ تھا ؎

"نبی محمدؐ آسے مہدی دے بھیس نی"

اس فضول اور نامعقول امر پر دیر تک جھگڑا رہا۔ مگر معترض ایسے شان کا انسان تہا جس سے امرتسری مُلاں بھی ایک آدھ قدم پیچھے ہی رہا ہے۔

اس معترض کے بعد ایک دوسرا معترض اٹھا جس نے ماقتلوہ وماصلبوہ پڑھ کر بل رفعہ اللہ الیہ سے مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا دعوے کیا۔ یہ معترض اُردو پڑھا ہوا تھا۔ اور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن پر اڑا ہوا تہا۔ اس مترجم کے وہ الفاظ جو خطوط وحدانی (بریکٹوں) کے اندر ہوتے ہیں پیش کر کر کہ گنگا دالی دینے کہ یہ دیکھو مسیح کا آسمان پر جانا قرآن مجید میں لکہا ہے۔ خدا خدا کر کے اس جہل مرکب کو سمجہایا کہ قرآن مجید میں ایسا نہیں لکہا۔ دہلی کے چھاپہ خانہ میں ایسا لکہا گیا ہے اور ولایتی کاغذ پر اُردو زبان میں چھاپا ہے۔ خدا کے کلام عربی زبان میں یہ نہیں لکہا۔ تب ... نے جہک یا بے سمجھی سے ہی خاموش ہو گیا

سلسلہ بیعت

لیکچروں کے بعد آخری وقت پر ایک شخص نے کہا کہ میں بیعت کرنی چاہتا ہوں اس کی درخواست بیعت پیش ہونے پر اعلان کیا گیا کہ جس شخص نے دو روز کی تقریروں کو سنکر صداقت کو سمجھ لیا ہے۔ اور وہ بیعت کرنا چاہے۔ تو وہ بھی بیعت کرے اس آواز کا دینا تھا کہ یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نظارہ سامنے آ گیا۔ اور ایک دم کثیر تعداد سے لوگ بیعت کے واسطے اُٹھ اُٹھ کر ہمارے میز کے پاس آ تے گئے۔ بیعت لینے کی اجازت حضرت حافظ صاحب کو امیر المومنین کی طرف سے ملی ہوئی ہے۔ حافظ صاحب نے بیعت لینی شروع کی۔ ایک بار بیعت لے چکے۔ دوسری بار پھر ایک جماعت اُٹھی۔ اس سے بیعت کی۔ تیسری بار پھر ایک دستہ بیعت کے واسطے آیا۔ چوتھی بار آخری دفعہ چوہدری عطا محمد صاحب نمبردار نے جن کی بیعت نہ کرنے کا مجھے سخت قلق تھا۔ معہ اپنے اہل وعیال کے داخل سلسلہ احمدیہ ہو کر بیعت کر لی جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور خدا کی حمد کی۔ فللہ الحمد۔ اور اب جلسہ کی کارروائی کامل کامیابی کے ساتھ ۷۸ آدمیوں کے داخل سلسلہ ہونے پر

ختم ہوئی۔ تم الحمد للہ

ہماری واپسی اور تذکرہ احباب

اب ۲ بجے شام کا وقت تھا۔ اور ہماری واپسی کے لئے مخدومی منشی عبداللہ صاحب سنوری نے ماچھی واڑہ سے ٹمٹم منگائی تہی۔ اسپر ہم سب سوار ہو کر ماچھیواڑہ کو روانہ ہوئے۔ باشندگان چک لوہٹ دور تک ہمیں رخصت کرنے آئے اور اخی امام منشی عبداللہ صاحب تو ہمیں گہر تک پہنچانے کے لئے۔

نجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ احمدیان چک لوہٹ کے پیش امام مکرمی مولوی عبدالحق صاحب ایک پُر جوش مگر خاموش احمدی ہیں۔ اس گاؤں کے تمام باشندے مولوی صاحب پر بہت خوش ہیں۔ اور مولوی صاحب کا دلی جوش اور قلبی خواہش یہ رہتی تھی۔ کہ ان کے سب دوست احمدی ہو جائیں جو خدا کے فضل سے انکی یہ آرزو پوری ہوئی۔ مولوی صاحب کو احمدیت تو ورثہ میں ملی ہوئی ہے مگر آپنے اس پر کوئی اضافہ اپنی ذاتی تحقیق سے نہیں کیا تھا۔ اور نہ آپنے دارالامان کو آکر دیکھا۔ مگر باپ بیٹے احمد علیہ السلام پر فدا اور محمود ایدہ اللہ پر شار ہیں۔ اللہ تعالے مولوی صاحب کو بیش از بیش خدمت سلسلہ کا جوش اور حاضری دارالامان کی توفیق عطا فرماوے آمین اب مولوی صاحب نے ہم سے وعدہ پختہ کر لیا ہے کہ وہ قادیان شریف حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونگے۔ اور ہمیشہ حاضر ہوتے رہینگے مولوی صاحب و دیگر احباب چک لوہٹ نے جس خلوص اور محبت سے حق مہانداری ادا کیا۔ خدا تعالے ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرماوے۔

ہم نے کھنہ اسٹیشن سے رات کے بارہ بجے کی گاڑی سے سوار ہونا تہا۔ اور کھنہ چک لوہٹ سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر تھا۔ ماچھیواڑہ تک کچا راستہ جو پانچ کوس تھا ۶ بجے شام کے چک لوہٹ سے سوار ہو کر رات کے ساڑھے نو بجے تک سے ہوا۔ آگے وہاں ایک مخلص احمدی معزز دوست نے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا اس کے واسطے ماچھیواڑہ میں تھوڑی دیر قیام کرنا تہا۔ سوچا گیا کہ گیارہ بجے کے قریب قریب فارغ ہونگے۔ تو ۱۰ بجے کی

گاڑی کھنہ کی جو وہاں سے ۱۲ میل ہے۔ گو پختہ سڑک ہے سواری ٹمٹم کی ہے۔ نہیں ملیگی۔ صبح کو چلینگے۔ یہ سوچکر وہیں رہ بیٹھے۔ ماچھی واڑہ کا حال اگلی اشاعت میں دیا جائے گا۔ انشاء اللہ

تبلیغ رسالت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پُرانے اشتہارات کی جلد اوّل خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے مکمل ہو چکی ہے۔ اور اس ماہ میں ہی اُمید ہے کہ شائع ہو جاسے صرف نو کاپیاں چھپنے کے واسطے امرتسر بھیجی ہوئی ہیں۔ خیال تھا کہ وہاں جلد طبع ہو جائیگی۔ لیکن افسوس کہ امرتسر کے مطبع والوں نے ضرورت سے زیادہ دیر لگا دی۔ قادیان میں بمشکل اخبارات چھپ سکتے ہیں۔ کتابوں کا چھاپنا یہاں مشکل سے بھی نہیں ہوتا۔ اور جب کسی کتاب کو طبع کرانا پڑتا ہے۔ تو لاہور امرتسر ہی جانا ہوتا ہے۔ اور یہ تکلیف زیادہ تر اسوجہ سے ہے کہ یہاں سامان طبع اچھا نہیں۔ اور فاروق کا اپنا پریس نہیں دوسری مجموعہ اشتہارات کی لکھی جارہی ہے وہ بھی انشاء اللہ جلد ہدیہ ناظرین ہوگی۔ جلد اوّل میں ۷۵ اشتہارات ایسے طبع ہوئے ہیں جنمیں سے بعض بالکل نایاب مگر بے بہا اور اتمام حجت علی المخالفین کے لئے صداقت کے پہنچے ہوئے ہیں۔ اور بعض اون میں اب تک کسی اخبار یا رسالہ یا مجموعہ میں شائع نہیں ہوئے۔ اور یہ اشتہار ۲ مارچ ۱۸۸۴ء سے لیکر مارچ ۱۸۹۰ء تک کے ہیں۔ اس جلد کی قیمت جو ۱۶۰ صفحہ کی ہے۔ حسب وعدہ پیشتر صرف ایک روپیہ رکھی ہے۔ اور قریباً ۳ حصہ جلد ۲ ایک ہو گا۔ جنہیں اس مقدس مجموعہ اشتہارات کے واسطے باربار فاروق میں اعلان کیا تھا۔ کہ احباب ایک ایک روپیہ پیشگی بطور قیمت کتاب کے بھیجدیں۔ تو طبع کتاب میں آسانی ہو جاوے کیونکہ کاغذ بہت گراں ہے۔ اسلئے اس پیشگی قیمت سے خرید لیا جاوے۔ الحمد للہ کہ میری آواز پر توجہ کرتے

فرمائی۔ اور اکثر احباب نے بجائے ایک ایک روپیہ قیمت ایک جلد کے مکمل دس جلدوں کی قیمت مبلغ دس دس روپیہ پیشگی ارسال فرماکر ثواب حاصل کیا۔ اور بعض نے بیس بیس پچیس پچیس جلدیں خریدنے کا وعدہ فرماکر پیشگی قیمت عطا فرمادی۔ اور بعض نے قیمت کتاب کے علاوہ بطور اعانت بھی امداد فرمائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

جن احباب نے کامل مجموعہ کی قیمت ارسال فرمائی ہے ان کے اسماء گرامی وقتاً فوقتاً فاروق میں شکریہ کے شائع ہوتے رہے ہیں۔ سابقہ شائع شدہ ناموں کے علاوہ احباب ذیل نے رقومات ذیل عطا فرماکر ثواب حاصل کیا +

(۱۶) مکرمی ڈاکٹر فضل کریم صاحب فیلڈ سروس ۱۲۴ المعہ
(۱۷) مکرمی سیٹھ موسیٰ صاحب جام نگر ـــ علعہ
(۱۸) مکرمی بابو مظفر احمد صاحب کوہاٹ۔ توپخانہ ۲۹ عہ
(۱۹) مکرمی منشی فرزند علی صاحب منجانب جماعت احمدیہ فیروز پور . . . . . علعہ
(۲۰) مکرمی صوبیدار غلام حسین صاحب فیلڈ سروس بوشہر (ایران) معہ دیگر احباب . معہ
(۲۱) مکرمی عبداللہ خان صاحب سوداگر ممدان رہا علعہ

اللہ تعالےٰ ان سب دوستوں کو جزائے خیر دے اور دین و دنیا میں بامراد کرے۔ آمین +

میں پھر اخبار اطلاع دیتا ہوں کہ جن دوستوں کو اسکی خریداری منظور ہے۔ وہ بہت ہی جلد ایک ایک روپیہ پیشگی بطور قیمت کتاب ارسال کردیں اور کامل مجموعہ کی خریداری منظور کریں۔ صرف ایک دو جلد کسی کو نہیں ملیگی۔ تاوقتیکہ کامل مجموعہ نہ خریدیں۔ یہ ایک خزانہ ہے جو مدت سے پوشیدہ تھا۔ اور اب خدا نے اپنے فضل سے اس عاجز کو اسکے ظاہر کرنے اور دنیا میں پھیلانے کا موقعہ عطا فرمایا۔ فالحمد للہ +

خطبات نور

حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے فرمودہ خطبات جمعہ و عیدین وغیرہ ہر دو حصے چند نسخے باقی ہیں قیمت ہر دو حصہ عہ علاوہ محصولڈاک۔ دفتر فاروق سے

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

اور

امام مہدی علیہ السلام

(از منشی جان محمد صاحب احمدی ہوشیارپوری)

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے متعلق جہاں خدائے عزوجل اپنی کتاب قرآن حمید میں بذریعہ آیات بینات ناطق و شاہد ہیں۔ اور حضور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بعثت نبی آخر زمان علیہ السلام اپنے پورے نشانات کے ساتھ سچائی پر گواہ ہیں۔ وہاں عارفین کاملین اُمت مرحومہ بھی اس برگزیدہ انسان کی نشان دہی سے نہیں چُوکے۔ اور لیے علم ربانی کے مطابق اس کامل ہستی کا حسقدر علم ملا۔ لوگوں کو بتایا۔ چنانچہ عارف باللہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی ہجری علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں اپنی مشہور معروف کتاب فتوحات مکیہ میں مہدی آخر زمان مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو بات بتلاتے ہیں کس طرح اپنی پوری کیفیت میں جلوہ نما ہو رہے ہیں۔ حضرات صوفیہ کرام کا ایک بڑا حصہ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو مثل حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الولیین مانتا ہے۔ اور ان کے فلسفہ تصوف کو بڑی عقیدت کے ساتھ تسلیم کرتا ہے۔ جس کا بڑا حصہ فلسفہ ویدانت کے مشابہ ہونے کے سبب اکثر اعاظم متصوفین کی نظروں میں نہایت گمراہ کن غیر اسلامی تعلیم تصور کیا جاتا رہا ہے تاہم فلسفہ تصوف سے قطع نظر کرکے حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے پایہ کا بزرگ تسلیم کیا جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ان کو باوجود اختلاف رائے کے صالحین میں شمار کرتے ہیں۔ زمانہ حال کے صوفیوں کو دیکھو۔ جو فلسفہ تصوف حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر دل و جان فریفتہ و شیدا ہیں۔ اور ان کی تعلیم کا دار و مدار ہی فلسفہ ابن عربی رح پر ہے۔ اور حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو کشور ولایت کا شہسوار سمجھتے ہیں۔ اور فتوحات مکیہ کو بذریعہ کشف ضبط تحریر میں آیا ہوا مانتے ہیں۔ مگر امام مہدی علیہ السلام کے نزول کے موقعہ پر کس طرح ابن عربی کی تعلیم کو پس پشت ڈالکر ان کی پیشگوئی کے مصداق بن رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر انکے لئے خسران و تباب کیا ہوگا ؟

عصر موجودہ کا ایک ناعاقبت اندیش جس کا دماغ فلسفہ افرنجیہ کی لاطائل اور لایعنی دلیلوں سے پُر ہو کر معارف قرآنیہ سے نابلد ہونے کی وجہ سے اور جسکی آنکھیں یورپی روشنی سے اسقدر خیرہ ہوگئی ہیں کہ اسلامی روحانیت سے بے بہرہ ہوگئی ہیں۔ راستے منکرات اصول و اجتہاد کی بنا پر جن کا زیادہ تر سرسید احمد کی خالی از روحانیت نیچری تعلیم پر دار و مدار ہے۔ آج حضرت محی الدین ابن عربی کے فلسفہ پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ جنہیں ست بعض اعتراض درست اور صحیح بھی ہوں۔ تو صوفی کا طبقہ اس کو بائیکاٹ کردیتی ہے۔ اور نئی روشنی کے صوفی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی ہیں کہ اس کو ہوم رول کی تلوار کی دھمکی دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں بڑی شد و مد کے ساتھ اسکے ہم نوا ہوکر اس کی توجہ کو منقلب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس طریقے سے آیا۔ تو دو نہ صوفیہ کی مخالفت یا ان کے عقاید باطلہ کی تردید کی آگ جو ان کے خرمن تازہ پر گرکر خس و خاشاک کی طرح جلانے والی تھی۔ ٹھنڈی ہو جائیگی۔ دوسرے عوام کالانعام میں ان تحریروں سے جو مدد کی تحصیل گئی ہے۔ میل یہ ہمدردی ہو جائیگی۔ معلوم نہیں۔ جناب خواجہ صاحب اپنے ارادے میں کہاں تک کامیاب ہوگئے ہیں۔ اس بات کا بخوبی علم قرآن کو ہوگا مگر خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی اس کارروائی نے جو بلاوجہ اور بلا سبب بجائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام احمد قادیانی کی مخالفت میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے مقابل میں شروع کرکے جہاں اپنی روحانی قوت کا ثبوت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۲

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان

فاروق



ایڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲ر مئی ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۷

سلسلہ کی خبریں

حضرت امیر المومنین فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بفضلہ تعالے روز افزوں صحت پذیر ہے ضعف زیادہ ہے جو دن بدن دور ہو رہا ہے۔ حضور کی صحت کامل کے لئے احباب فرداً فرداً اور جماعتوں میں کثرت سے دعائیں کریں

جلسہ ہوشیارپور خاکسار ایڈیٹر فاروق بحکم حضرت صاحب یہ اخبار روانہ کرکے ۳ مئی کو ہوشیارپور جہاں احمدیہ جلسہ ۴ ۔ ۵ مئی کو ہوگا۔ جاتا ہے سلسلہ کے بزرگ حضرت اخویم مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تشریف لے جائینگے۔ احباب کامیابی و برکت ایسی کی دعا کریں ؛

قاضی لمبی والے مقدمہ کا تا حال کچھ پتہ نہیں لگا۔ تحصیلدار صاحب بٹالہ نے معلوم رپورٹ (بھیجدی ہے) یا نہیں

سب پوسٹماسٹر قادیان کے خلاف جو زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند خاکسار ایڈیٹر فاروق نے نالش کی ہوئی ہے اس کی

ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر
نمبر ۵
قابل توجہ افسران بالا

گذشتہ اشاعت میں ہم بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان کے متعلق میاں فخر الدین صاحب کی شکایات درج کر چکے ہیں۔ اس نمبر میں ایک دو دیگر اہم شکایات جو موصول ہوئی ہیں سو وہ درج کرتے ہیں جس سے اندازہ ہو جائیگا کہ بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان کو احمدیوں کے ساتھ کسقدر بد سلوکی کا شوق ہے۔ اور وہ باد بیجا ناحق ان کو تکلیف دینے اور نقصان پہنچانے پر ہر وقت تلے رہتے ہیں۔ اور حکام بالا کبھی ذرا پرواہ نہیں کرتے ؛

قادیان کا سب پوسٹماسٹر لنڈن میں

مکرمی قاضی عبد اللہ صاحب بی اے بی ٹی جو انجمن ترقی اسلام قادیان کی طرف سے لنڈن میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اپنی چٹھی مورخہ ۲۶/۳ میں مخدومی قاضی اکمل صاحب مینیجر الفضل کو تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"اخبار الفضل میں سنئے پوسٹماسٹر صاحب کی بابت کچھ امید رکھی گئی ہے۔ کیا یہ نئے (سب پوسٹماسٹر) ہیں یا پرانے؟ جنہوں نے اخبار الفضل مجریہ جنوری اسوجہ سے بیرنگ کرنے کی کوشش کی کہ وہ لیٹر بکس میں ڈالا گیا۔ حالانکہ وزن کے لحاظ سے وہ معمولی (Printed matter) کے ۔ چارج سے زیادہ نہ تھا۔ انہوں نے اردو کی مہر لگائی جو یہاں (لنڈن) کے افسران نے پوسٹماسٹر کی کم عقلی کی وجہ سے ہم سے چارج نہیں کیا۔ لنڈن ۲۶ مارچ ۱۹۱۸ء"

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی ...

کیا یہ امر قابل افسوس نہیں کہ بابو نبی بخش صاحب نے بلا وجہ معقول یہ خیال کر کے کہ لیٹر بکس میں ڈالا گیا ہے اس کو بیرنگ کر دیا اور یہ سوچا کہ لیٹر بکس میں کسی ایسے پرچہ کا ڈالنا جسپر پورا محصول قواعد ڈاکخانہ کے مطابق لگا ہوا ہو کوئی جرم نہیں۔ نہ کسی ڈاکخانہ کے کسی قاعدہ کی خلاف ورزی ہے۔ کیوں اس کو بیرنگ کر دیا گیا۔

بابو نبی بخش صاحب نے جنوری ۱۹۱۸ء سے قادیان میں چارج لیا۔ جب سے یہاں آئے تھے۔ احمدیہ جماعت کے ساتھ ایسے ناروا سلوک شروع کر دیئے جس کا ایک نمونہ ابتداء ہی ہمارے پاس پہنچا کہ آپنے یہ خیال کر کے کہ لندن سے کوئی بھیجا ہے پرچہ کو بیرنگ کر دیا ... اس پرچہ کو بیرنگ کر دیا۔ ... واپس کر دیا ... احمدیہ جماعت کی عادت ہے جس کو وہ ڈاکخانہ کے چارج میں سے دیکھتے ہیں۔ ان کو اس امر پر مجبور ... طریق پر احمدیوں کو تنگ کیا ہے۔ آپنے تو یہاں ... کر دیا ہے۔ کہ ڈاکخانہ میں ہمارے نام کے خطوط کو بھی کھول کر پڑھ لیتے اور پھر بند کر کے دیدیتے ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل واقعہ اس کا ثبوت ہے۔

پوسٹ ماسٹر نے لفافہ کھول لیا

واقعہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو منیجر صاحب الفضل نے ایک چٹھی بخدمت صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب پنجاب بھیجی۔ جس کا جواب بذریعہ چٹھی مورخہ ۲۳ ... صاحب موصوف کی طرف سے ۲۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو قادیان کے ڈاکخانہ میں بنام منیجر صاحب الفضل وصول ہوا۔ آپنے اس لفافہ کو ایک طرف سے کھولا اور پڑھ کر اپنے کلرک کو دیا کہ وہ پڑھ کر اس کو بند کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک میں رکھ دے بابو مذکور نے اس کو پڑھ کر لیوی سے بند کر کے اس کے ساتھ ملا کر رکھ دیا۔ جس کے متعلق حسب ذیل شکایت ... صاحب قریشی خادم ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح ...

آج جس وقت ڈاک حضرت ... حضرت اقدس کی ڈاک لینے کے واسطے ڈاکخانہ کے برآمدہ میں کھڑا کلرک کے پاس کھڑا تھا تب عاجز کے سامنے بابو صاحب نے ایک پوسٹل لفافہ ایک طرف سے کھولا اور اس میں سے کاغذ نکال کر پڑھا۔ پڑھ کر اسے کلرک کو دے دیا اور اسے ہدایت کی کہ پڑھ کر بند کر دو۔ چنانچہ کلرک نے پڑھ کر لیوی سے بند کیا۔ اور حضرت صاحب کی ڈاک میں رکھوا دیا۔ اور یہ ... ڈاک مجھے دی گئی ہے۔ وہ لفافہ اس میں پڑا ہوا تھا۔ مگر میں اس وقت اس بات سے آگاہ نہ تھا کہ لفافہ ہمارا ہے۔ اور ڈاک میں آ ... آیا ہے۔ اور ان کو کھولنے کی جرأت ... خاموش چلا آیا۔ اور آکر حضرت صاحب سے عرض کیا کہ یہ لفافہ پوسٹ ماسٹر نے کھول کر پڑھنے کے بعد بند کر دیا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس کے متعلق شکایت کر دو۔ لہذا میں آپ کے پاس ... روانی کے لئے شکایت بھیجتا ہوں۔ ۲۳ مارچ ۱۹۱۸ء

حیرت انگیز جرأت۔ بابو نبی بخش صاحب نے ذرا بھی اس بات کی پرواہ نہ کی کہ دوسرے کے نام کے لفافہ کو بغیر اجازت جس کا میں کھولنے کا میں مجاز نہیں ہوں۔ اور بیدھڑک کھول لیا۔ اور پھر ... بند کر کے دیدیا۔ غالباً آپنے اس خیال باطل سے یہ لفافہ کھولا کہ آج کل جو ڈاکخانہ کی شکایات ہو رہی ہیں۔ ان میں سے کسی کا جواب ہو گا۔ دیکھیں کیا لکھا ہے۔ اور باہر برآمدہ میں نظر نہ فرمائی کہ ڈاک لینے والا بھی سامنے کھڑا میری اس کارروائی کو دیکھ رہا ہے۔ اب حکام بالا غور فرمالیں کہ ایسی حالت میں احمدیہ جماعت کو کیا بھروسہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنی ڈاک ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں رکھے جسکو ان کے نام کے خطوط وغیرہ کھولنے میں بھی ذرا حجاب نہیں۔ اور محض اس خیال خام کی بنا پر کہ تمام عملہ ڈاکخانہ میرے ساتھ ہے۔ اور احمدیوں کے خلاف ہے۔ میرے خلاف کوئی دم نہیں مار سکیگا حالانکہ یہ خیال ان کا سراسر غلط ہے۔ حکام بالا جس وقت ایسی اہم شکایات کی تحقیق کرتے ہیں۔ تو وہ ایسی حالت میں نہیں کرتے۔ کہ آپ کو قادیان کے تمام عملہ ڈاک کا افسر رکھا جاوے پھر تحقیقات شروع کریں۔ ان کو خدا نے عقل و فہم دیا ہوا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ایک افسر کے ہوتے کسی معاملہ کی تحقیقات تب ہی ممکن ہے جب وہ افسر اس مقام کا افسر نہ رکھا جاوے جہاں پر اس کی تحقیقات ہوتی ہے۔ اس طرح تحقیقات نہیں کرینگے سپرنٹنڈنٹ صاحب ڈاکخانہ ... کو اس پارسل کے متعلق تحقیقات کی تھی جسکو آپکے ڈاکخانہ میں کھولکر تقسیم کیا گیا تھا جس کا مفصل ذکر آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ ہو گا

فاروق پریس

خدا کے فضل سے بغرض اجراء رسالہ حمدی و اشتہارات مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خادم سلسلہ نے ۲۴ اپریل کو فاروق پریس کی درخواست حضور صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور میں دی تھی جس کو صاحب موصوف نے نہایت مہربانی سے بلا تامل منظور فرما کر پریس کی منظوری عطا فرمائی۔ مجھے پریس کے لئے پریس مین کی ضرورت ہے۔ جو قادیان میں نہیں ملتا۔ اگر احباب بیرونجات میرٹھ وغیرہ سے یا لاہور امرتسر سے کوئی بھلا مانس محنتی اور ہوشیار پریس مین تلاش کر کے دیں۔ تو جلد فاروق پریس قائم ہو جاوے گا اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس دینی کام میں میری مدد فرمائے۔ اور مجھے اس کی بجا آوری کی توفیق بخشے۔ اور ضروری اسباب مہیا فرما کر یہ خدمت مجھ سے لے۔ آمین

تبلیغ رسالت۔ خدا کے فضل سے مجموعہ اشتہارات کی جلد اول میں سے صرف ۵ کاپیاں چھپنی باقی ہیں۔ جو امرتسر زیر ہند پریس میں چھپی ہوئی ہیں۔ خیال تھا کہ وہاں جلد تر طبع ہو جائیں گی مگر یہ خیال بالکل غلط نکلا۔ دوسری جلد کا کاتب ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان ۳۰ مئی ۱۹۱۸ء

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف کی تعبیر

(حامیان پیغام کے ایک صادق دوست کے قلم سے)

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔ بعد علیک سلیک ما وجب گذارش ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کشف آپ نے لکھا ہے کہ جناب مسیح موعودؑ نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حضرت علیؓ۔ حسنین۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کو دیکھا اور آپؑ کو ایک کتاب دکھائی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جسکو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علی تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ مجھے اسوقت اس کشف کے الفاظ پورے طور پر یاد نہیں۔ ممکن ہے یہی ہوں جو آپ نے لکھے ہیں۔ لیکن اس کی تعبیر کے متعلق جو کچھ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اب تک عام خیال جماعت میں اسکے متعلق یہ رہا ہے۔ کہ یہ وہ تعلیم ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن شریف کی بہت سی آیات کی تفسیر اپنی مختلف کتب تصانیف [illegible] اور تقریروں میں کی ہے جو ایسے معرفت کے نکات اور [illegible] حقائق و معارف ہیں [illegible] کتاب [illegible] اور [illegible] براہین احمدیہ [illegible] الہامی [illegible] ایسا ہی یہ تفاسیر بھی جناب امیر المومنین سے آپکو روحانی ورثہ میں ملی ہیں۔ حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنکو صاحب خلیفۃ المسیح اولؓ

ماننے اور بعض کہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص نے جناب امیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ تنزیہ کی کتاب کا میں نے جواب لکھا ہے اس خواب کے بعد آریاؤں کے رد میں بہت سے لطیف جواب اور آیات قرآن کے لطیف نکات مجھ پر کھلے یہ بزرگان دین کی روحانی امداد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ غرض اسی رنگ میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روحانی فیوض و برکات سے حضرت مسیح موعودؑ نے حصہ لیا۔ اور کلام پاک کی لطیف تفاسیر آپ پر کھلیں۔ اور آپ نے بیان کیں یہ اس کشف کے متعلق ایک تعبیر ہے جس کو واقعات نے صحیح ثابت کیا لیکن یہ پاک نوشتے ذی الوجوہ ہوتی ہیں۔ اور کچھ حرج نہیں کہ اب یا کسی آیندہ زمانہ میں اسکی کچھ اور تعبیر بھی ظاہر ہو۔ لہذا اس کشف کی تعبیر جو آپ نے فرمائی ہے۔ اور اس کو اس امر پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے قرآن شریف کی ایک انگریزی تفسیر لکھی ہے۔ اور اس تفسیر کے دیباچہ میں جن جن مفسرین سے تفسیر لی گئی ہے۔ ان کے ذکر کے بعد یہ بھی لکھدیا ہے کہ اس میں جو بہترین خیالات ہیں۔ وہ مرزا صاحب مجددؑ و مہدی کے فیوض کا نتیجہ ہیں۔ یہ تفسیر بھی بے شک قابل توجہ ہے۔ خدا آپکو جزا دے۔ اور آپ کے ساتھیوں کو کہ آپ اپنے ذہن رسا سے کوئی نہ کوئی نئی بات ضرور ایجاد کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ آخر اسی طرح آدمی موجد بنتا ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ بہت جلد آپ کا نام خاص مخترعین کی فہرست میں درج کیا جاوے۔

مگر آپ کی تعبیر کے متعلق مجھے چند امور خود طلب معلوم ہوتے ہیں۔ جو عرض کر دیتا ہوں تاکہ آپ اور اخبار پیغام کے دیگر ظاہر و مخفی ایڈیٹر صاحبان کی نکتہ آرا طبائع توجہ فرماویں۔

(۱) آپ کی کوشش بے شک آپ کے وسیع خیالات کا نمونہ ہے۔ کہ باوجود مرزا صاحب کی نبوت سے ہی منکر ہونے کے انکی نبوتوں کو سچا کرنے کی سعی فرمائی۔ لیکن عزیز من اگر اس بات پر زور دینے سے جناب مرزا صاحب کی نبوتوں کو سچا کرنے کی سعی میں لگ جائینگے۔ تو کیا اس سے احمدی اصحاب کو حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے ثابت کرنے میں مزید امداد نہ مل جائیگی ایسے زمانہ میں جبکہ مسیح موعود کا نبی ہونا خلاف رائے اہل الرائے اصحاب بڑے زور سے پیش کیا جا رہا ہے۔ کیا احتیاط لازم نہیں۔ گو مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نبی کہا۔ رسول پاک نے بھی مسیح موعود کو نبی کہا خدا نے بھی آپ کو نبی کہا۔ ریویو انگریزی اور اُردو میں بھی نبی لکھا جاتا تھا۔ حضرت خلیفہ اول بھی آپ کو نبی مانتے تھے۔ مگر وہ زمانہ اور تھا۔ خلافت محمودیہ نے معاملہ دگرگوں کر دیا ہے۔ جس بات پر محمود زور دے اس کا رد ضروری ہے۔ گو وہ سچی ہی ہو۔ ورنہ مقابلہ ضعیف بیٹھے گا۔ اسواسطے آپ نبوتوں کے پورا ہونے پر زور نہ دیا کریں۔ تو بہتر ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ حقیقی اہل الرائے اصحاب اسکے ساتھ اتفاق کرینگے۔

(۲) مولوی محمد علی صاحب کے الفاظ تو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس تفسیر کے بہترین خیالات دراصل حضرت مرزا صاحب کے ہیں۔ اور میں نے ان سے سیکھ کر اپنی تفسیر میں درج کئے۔ اور آپ ایسا ظاہر کرتے ہیں کہ گویا یہ تفسیر خدا نے علی (مولوی محمد علی صاحب) کو بخشی اور اب علی نے حضرت مرزا صاحب کو ان کی وفات کے نو سال بعد عطا کر دی۔ بظاہر ان دونوں باتوں میں تناقض معلوم ہوتا ہے۔ کس کو سچا سمجھا جائے۔ اور کس کو جھوٹا؟ بینوا و توجروا۔

(۳) مولوی محمد علی صاحب نے جہاں حضرت مرزا صاحب کا ذکر کیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی حضرت مولوی نور الدین صاحب کا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ انہوں نے بہت قابل قدر نکتے بتلائے۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب کے ذکر سے یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ تفسیر ان کو دیدی تو مولوی صاحب کے ذکر سے بھی یہی مطلب ہونا چاہیئے کہ تفسیر مولوی صاحب کو دیدی۔ اس صورت میں الہام الٰہی الفاظ پورے طور پر درست اور مطابق واقعہ نہ رہینگے۔ اس کا علاج مناسب کر دینا چاہیئے۔

(۴) مولوی محمد علی صاحب نے تفسیر انگریزی کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کہ یہ ترجمہ یا تفسیر [illegible]

کسی ہندو کی کتاب سے لی ہے جس میں مصنفین کے نام ہونگے۔ جنکے اور ان کی کتابوں کے نام ایک دو بار نہیں۔ بلکہ بیسیوں بار لئے گئے ہیں۔ اگر تفسیری نوٹوں میں بطور حوالہ کے نام نہیں لیا گیا۔ تو حضرت مرزا صاحب یا حضرت نور الدین صاحب یا مولف درس قرآن کا نہیں لیا گیا۔ اور سب کا کئی بار لیا گیا ہے۔ اور پھر ان لوگوں کا ذکر دیباچہ میں بھی مرزا صاحب کے ذکر سے قبل کیا گیا ہے۔ پس اگر منت ایک دفعہ دو بھی دیباچہ میں حضرت مرزا صاحب کا نام لینے سے مراد لی جاتی ہے۔ کہ تفسیر مولوی محمد علی صاحب نے مرزا صاحب کو دیدی۔ تو یہ جو مرزا صاحب کے شرکا کا ایک سلسلہ پیدا ہو گیا ہے۔ جنکے نام دیباچہ میں ہی لکھے گئے ہیں۔ اور جو بیسیوں دفعہ متن میں ہی لئے گئے۔ ان کو تو مرزا صاحب سے بھی زیادہ علم دیدی۔ سو یہ تو بات اچھی ہے۔ مگر اس میں مرزا صاحب کی خصوصیت کیا ہے۔ یہ ضرور سوچنا چاہیئے۔

(۵) اس صورت میں جو نمبر (۴) میں اوپر ذکر کی گئی ہے کتب کے الفاظ یوں ہونے چاہیئے تھے۔ کہ یہ تو تفسیر علی نے کی ہے۔ مگر اس نے پہلوں میں اور پچھلوں میں سے اسکو تقسیم کر دیا۔ اور فخر الدین رازی۔ اثیر الدین ابو حیان۔ ابن جریر طبری۔ زمخشری سر سید وغیرہ وغیرہ کو نیز مجھ کو دیدی ہے۔ اس سے علی کا فیض تو عام ہو جاتا ہے مگر زور یہ ہے کہ کشف کے الفاظ ان توں کی برداشت نہیں کرتے۔ یہ تو مناسب نہ ہوگا کہ مولوی محمد علی صاحب پر خواہ مخواہ یہ کشف چسپاں کرنے کے واسطے الفاظ مسیح موعود میں کچھ تغیر کیا جائے۔ تاہم ہم خاص پر غور کرنا چاہیئے۔ اور کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے جس سے بات بن جائے۔

(۶) اس تفسیر میں مولوی محمد علی صاحب نے جن اصحاب کی تفسیریں لی ہیں۔ ان کے نام برابر لکھ دیئے ہیں یہاں تک کہ بعض عیسائی مفسرین کی بعض باتوں کو پسند کر کے جو تفسیر کی ہے اس میں عیسائی مصنف کا نام بھی لکھ دیا ہے۔ غیر مسلم اور غیر احمدی مصنف کی کتاب کے مولف کے واسطے بھی نام لکھا گیا۔ لیکن مولوی صاحب نے کہیں نہیں فرمایا کہ کوئی نکتہ خصوصیت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا ہے۔ پس یہ امر قابل وضاحت ضرور ہے کہ وہ کونسی بات ہے۔ جو اس علی نے مرزا صاحب کو دیدی جو باتیں دوسرے مفسرین کی ہیں وہ تو ان کو بھی نہیں جو باتیں علی کو خود مرزا صاحب نے دی تھیں وہ پہلے ہی مرزا صاحب کے پاس ہیں۔ اور یہ علی صاحب مرزا صاحب کے زمانہ سے قبل کے آدمی نہیں۔ بلکہ ان کے بعد کے اور ان سے سیکھنے والوں میں سے ہیں۔ یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ مرزا صاحب علی کو سکھا کر خود وہ باتیں بھول گئے تھے۔ پس مرزا صاحب کو اس علی سے کیا ملا۔ جو پہلے ان کے پاس نہ تھا۔ یہ ذرا پیچیدہ سوال ہے۔ مگر امید ہے۔ کہ احمدیہ بلڈنگس کی مجلس اس کو حل کرنے کی کوشش کریگی۔ اسواسطے عرض کیا گیا

(۷) مولوی محمد علی صاحب نے خود جس امر کا اقرار کیا ہے وہ صرف یہ ہے۔ کہ اس میں جو بہترین خیالات ہیں وہ حضرت مرزا صاحب سے مجھے القا ہوئے ہیں۔ انگریزی الفاظ یوں ہیں:-

Mirza Ghulam Ahmad of Qadian has inspired me with all that is best in this work.

اگر یہ سچ ہے تو تفسیر دراصل مرزا صاحب نے کی ہے اور انہوں نے علی کو عطا کر دی۔ اور کیا یہ ممکن نہیں کہ کشف کے الفاظ غلط چھپ گئے ہوں۔ اور دراصل الفاظ یوں ہوں۔ کہ یہ تفسیر تو نے تالیف کی تھی۔ اور تو نے علی کو دیدی۔ ذرا پرانے کاغذات کو تلاش کرنا چاہیئے۔ یا مولوی محمد احسن صاحب کے حافظہ سے امداد طلب کرنی چاہیئے۔ ممکن ہے کہ الفاظ الہام میں تبدیلی کی گنجائش نکل کر کشف مولوی محمد علی صاحب پر چسپاں ہو سکے ورنہ موجودہ الفاظ میں تو ممکن نہیں۔

(۸) ان ایک بڑی بات قابل غور ہے۔ کہ وہ اصل وہ خاص تفسیری نکات جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دعوے اور اس کی صداقت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے عطا کئے تھے۔ اور آپ استے پہلے سے تک مولوی محمد علی صاحب کو سکھلاتے رہے مثلاً سورۃ فاتحہ سے آپ کا ثبوت۔ اسمہ احمد سے آپ کا ثبوت وغیرہ۔ ان تفاسیر کا تو مولوی محمد علی صاحب نے کہیں ذکر نہیں کیا۔ تو چونکہ یہ تفسیریں وحی الٰہی کے مطابق تھیں تو ساری جماعت کو عطا ہوئیں۔ اور ان میں مولوی محمد علی صاحب بھی تھے۔ تو کیا اصل واقعہ یوں نہیں کہ مرزا صاحب نے جو تفسیر علی کو دی تھی۔ وہ علی اب مرزا صاحب کو نہیں دیتا۔ الہام میں صرف نہیں کا لفظ زیادہ کرنے سے یہ کام بن سکتا ہے۔ تلاش کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ الہام کے اصل الفاظ میں نہیں کا لفظ موجود ہو۔

(۹) ہاں البتہ ایک اور امر بھی قابل غور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی ساری تفسیر مرزا صاحب کو نہیں دی بلکہ صرف اسکی بہترین باتیں دی ہیں۔ اور وہ بھی معلوم نہیں کہ کونسی ہیں۔ کیونکہ تفسیر انگریزی میں اکثر پہلے مفسرین کا حوالہ ہے۔ اور وہ سب حوالے نکال دیئے جائیں۔ اور جو کچھ درس قرآن مجید مولفہ بدر میں پہلے سے موجود ہے۔ وہ بھی نکال دیا جائے تو باقی رہ ہی کیا جاتا ہے۔ جو مرزا صاحب کے حصہ میں آئے) سو شاید آپ یہ کہیں گے۔ کہ خود حضرت مرزا صاحب جو تفاسیر اپنے دعوے کے ثبوت میں کرتے تھے یا مولوی محمد احسن صاحب ہر آیت سے ثبوت دعوے مسیحیت پیش کرتے تھے۔ وہ بہترین باتیں نہ تھیں۔ اسواسطے ان کو چھوڑ دیا گیا۔ اور اس تفسیر میں درج نہیں کیا گیا۔ لیکن اس صورت میں یہ سوال پیدا ہو گا۔ کہ پھر کیا حضرت مرزا صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب معمولی اور ناقابل ذکر باتوں پر اتنا وقت اور روپیہ خرچ کرتے رہے۔ اور تحریروں و تقریروں میں زور دیتے رہے۔ خیر۔ حضرت مرزا صاحب تو اب بظاہر دنیا میں نہیں کہ ان کا آپ کو چنداں لحاظ ہو۔ البتہ مولوی محمد احسن صاحب بیچارے خلاف حکم مسیح موعود بجائے قادیان کے لاہور ہجرت کر کے چلے گئے ہیں۔ ان کی دلداری کا ضرور خیال چاہیئے۔ یا ان سے توبہ نامہ لکھوایا جائے۔ کہ زمانہ مسیح میں جو خطبات میں دیتا رہا۔ اور آیات قرآنی سے آپکی صداقت کا ثبوت

پیش کرتا ہوں سب سے ایڈیٹر صاحب مقام کے ہاتھ پر توبہ توبہ۔ اگر یہ تجویز درست نہ ہو۔ تو ایسی ہی کوئی اور مناسب تجویز۔ بہرحال کچھ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ معاملہ مشکلات میں پڑ گیا ہے ؎

(۱۰) اس معاملہ میں مشکل یہ ہے۔ اور مسئلہ بھی در پیش ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اگر علی سے مراد مولوی محمد علی صاحب ہو سکتا ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ احمد سے مراد مرزا غلام احمد صاحب ہو سکتے ہیں۔ اور اس کا قبول کرنا بعض دیگر مسائل پر اثر ڈالیگا۔ مگر اس کا حل شاید آپ کے نکتہ خیال سے یوں ہو جائے۔ کہ تفسیر علی نے مرزا کو دی۔ دینے والے کے متعلق جو رعایت جائز ہو سکتی ہے۔ وہ لینے کے متعلق نہیں ہو سکتی

(۱۱) سب سے زیادہ خوفناک بات یہ ہے کہ اگر مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر کے بعض حصوں کو جناب مرزا صاحب کی طرف منسوب کرنے سے یا ... ان پر بیان ہو سکتا ہے۔ تو کہیں اس خیال سے فائدہ اٹھا کر شیخ یعقوب علی صاحب یہ دعویٰ نہ کر دیں کہ یہ کشف میری تفسیر کے متعلق ہے۔ کیونکہ ان کے نام میں بھی علی کا لفظ موجود ہے۔ اور انہوں نے تفسیر کے بعض حصے خود حضرت مسیح موعود کے زمانہ مبارک میں بھی شایع کئے تھے۔ اور حضرت مولوی نورالدین نے بھی ان کو پسند فرمایا۔ اور ان میں مسیح موعود کے دعاوی اور دلائل کا ذکر بھی بالوضاحت ہے۔ پس کوئی ایسی تدبیر بھی سوچ رکھنی چاہیئے۔ جس سے ثابت ہو کہ علی سے مراد صرف مولوی محمد علی ایم۔ اے ہو سکتا ہے۔ اور کوئی مفسر علی کے نام والا نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ کتنی ہی تفسیریں لکھ مارے۔ یا اپنے اس سنجیدہ مکتے کے ضائع ہو جانے کے اندیشہ کو رفع کرنے کے واسطے شیخ صاحب کو کشف کا مظہر اول قبول کر لیا جائے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو مظہر ثانی۔ بشرطیکہ مولوی صاحب موصوف اس سے ناراض نہ ہو جائیں۔ اہل الرائے اس پر بھی غور کر کے فیصلہ فرماویں ؎

الغرض یہ گیارہ باتیں ہیں جو قابل ذکر ہیں۔ اور عجب ہے کہ یہ تعداد گیارہ کے مقدس ہندسہ پر پوری ہو گئی۔ کیونکہ بارھواں یہودا اسکریوطی جسطرح مسیح اول کے درجہ کو آتا گرانے والا ہوا کہ اپنے آقا کو اس قابل سمجھا۔ کہ تیس روپے پر مثل یہود کے ہاتھ بیچ ڈالے ایسا ہی مسیح ثانی کے اسکریوطیوں نے اس کے درجہ کو آتا گرایا کہ معمول غیر احمدیوں کی ناطر اس کی نبوت کا انکار کیا۔ اور ان کے پیچھے بعض ملکوں میں نماز پڑھنا جائز قرار دیا اور غیروں کی دوستی کو حق کی محبت سے افضل جانا اور اپنے مسیح کو جھوٹا کر دیا۔ پس اس تعداد میں سے بارھویں عدد کا خارج رہنا اچھا ہے۔

الراقم پیغام صلح کی سچا خیر خواہ از دفتر نور

مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن

(منقول از روزانہ پیسہ اخبار)

اس ترجمہ کی نسبت ایک نہایت لطیف مراسلت روزانہ پیسہ اخبار ۲۔ اپریل میں شایع ہوئی ہے۔ جس کا ایک حصہ ناظرین فاروق کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔ وہ ملاحظہ فرماویں کہ مولوی محمد علی صاحب نے سورت کے ناموں کا ترجمہ کر کے کس قدر جہالت اور بیہودگی کا ثبوت دیا ہے۔ سچ ہے۔ لا یمسہ الا المطہرون۔ اور جو لوگ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی نبوت اور اس کے مرسل من اللہ کی صداقت کے قائل نہ ہوں۔ بلکہ دشمنی رکھتے ہیں انہیں معارف و حقائق سے کچھ بہرہ نہیں دیا جا سکتا۔ یہ توامید نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی غلطی کی اصلاح کریں یا کم از کم اعتراف۔ البتہ ناظرین مضمون ہذا اس غلطی پر اطلاع پا کر ان کے کتاب کے ضرر سے بچ سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

چونکہ قرآن تمام دنیا کے لئے ہدایت ہے۔ اور انی رسول اللہ الیکم جمیعا کے ماتحت ہر ایک جگہ اس کی ہدایت کو پہنچانا ضروری ہے۔ اسواسطے بعض علماء نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے دوسری زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا ہے۔ مگر آج تک کسی نے سورتوں کے ناموں کا جو اسم معرفہ قرار دی گئی ہیں۔ ترجمہ نہیں کیا۔ ہزاروں مفسر اور ان کی تفسیریں موجود ہیں۔ مگر کسی مفسر نے سورتوں کے ناموں کا اس طرح ترجمہ نہیں کیا۔ خود جناب مرزا صاحب نے اسی کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔ اور ان میں اسرار و معارف قرآن تحریر فرمائے ہیں۔ مگر سورتوں کے ناموں کا ترجمہ نہیں کیا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم خلیفہ اول تمام عمر درس قرآن شریف دیتے رہے۔ مگر انہوں نے بھی سورتوں کے ناموں کا اس طرح ترجمہ کر کے اس کی شہرت نہیں کی۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ آج تک کسی نے ترجمہ کرتے ہوئے اس طرح سورتوں کے ناموں کا ترجمہ نہیں کیا جس طرح مولوی محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن میں کیا گیا ہے۔ جہاں تک ... غور کیا جاتا ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسواسطے کہ تا ان کی حفاظت میں خلل نہ واقع ہو۔ اور تا ایسا نہ ہو کہ عام لوگوں میں نام مقررکردہ کے علاوہ ان سورتوں کا کوئی اور نام مشہور ہو جائے اسواسطے مترجمین اور مفسرین اسلام نے اس بدعت کو اختیار نہ فرمایا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے خدا ان پر رحم فرمائے۔ تمام اسلاف کے خلاف وہ طرز اختیار فرمائی ہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ آپ کا ترجمہ یورپ کے ہاتھ میں ہے آپ کے ترجمہ کی حیثیت ایک معلم کی ہے۔ اور یورپ نے جو کچھ اسلام کے متعلق سیکھنا ہے۔ وہ صرف آپ ہی کے ترجمہ سے۔ مگر آپ نے اپنے ترجمے میں ہی قرآن دانی کا پہلا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ اکثر سورتوں کا ترجمہ کر کے اسی ترجمہ کو سورتوں کا نام مقرر فرما کر ہر ایک صفحہ پر اس کو تحریر فرمایا ہے۔ جس سے پڑھنے والا یہ سمجھے کہ دراصل سورۃ کا یہی نام ہے۔ مثلاً سورہ فاتحہ کا ترجمہ آپ نے (The Opening) دی اوپننگ فرما کر اس کو بطور سرخی کے ہر صفحہ پر تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح البقرہ کا ترجمہ (The Cow) دی کاؤ تحریر کر کے ہر ایک صفحہ کی پیشانی [illegible] ہی لکھتے رہے ہیں جس سے پڑھنے [illegible]

گر دراصل اس کا نام دی کاؤ ہے۔ گویا وہ البقرہ کی بجائے دی کاؤ کو یاد کرے۔ اسی طرح انعام کا ترجمہ دی کیٹل اور سورۃ المائدہ کا ترجمہ دی فوڈ اور الحدید کا ترجمہ دی ائرن۔ النحل کا ترجمہ دی بی۔ الکہف کا ترجمہ دی کیو وغیرہ۔ ہر صفحہ پر وہی نام جو ترجمہ کیا گیا ہے۔ بار بار لکھتے چلے گئے ہیں۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہاں کا وہی نام مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اور انہیں ناموں کی یورپ میں شہرت دینا چاہتے ہیں۔ اور جس سورۃ کا آپ سے ترجمہ نہیں ہو سکا۔ اس کو پھر اسی طرح رہنے دیا ہے۔ جس طرح یٰسین اور سورہ حٰمٓ عسٓقٓ وغیرہ۔ باوجودیکہ مولوی صاحب اس امر کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن مجید کی کوئی سورۃ ایسی نہیں۔ جس کے کم از کم دو یا تین نام نہ ہوں۔ جیسے سورۃ فاتحہ اس کو ام الکتاب بھی کہتے ہیں۔ اور سبع المثانی بھی۔ اسی طرح دوسری سورتوں کے نام ہیں۔ اگرچہ ایک نام بہت زیادہ مشہور ہو گیا۔ مگر اس کا مشہور ہونا دوسرے ناموں کو نقصان نہیں۔ لیکن جب ترجمہ کے ذریعہ صرف ایک ہی نام کو مشہور کیا جاوے گا۔ تو اس طرح یورپ میں صرف ایک اسی محدود ہو گا۔ اور وہ بھی وہی نام جو مشہور کیا جاوے گا۔ اور مشہور وہی نام ہو گا۔ جو بطور سرخی کے ہر صفحہ پر لکھا گیا ہے۔ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ یورپ میں مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ سے سورتوں کا اصلی نام مشہور ہو۔ اور وہ نام مشہور نہ ہو۔ جس کی انھوں نے شہرت دینی چاہی ہے۔ یورپ اپنی کتابوں میں اسباق الاشیاء ہمیشہ پڑھتا رہا ہے۔ اسکے سامنے یہ مستند ترجمۃ القرآن رکھا گیا ہے۔ ہم مشرقی سورۃ البقرہ کو سورۃ البقرہ کہیں گے۔ اور کہتے ہیں۔ مگر وہ ہمارے مقابلہ پر اس کو گائے کی کہانی کہے گا۔ اور پھر جب اس میں دیکھیگا کہ گائے کا قصہ تو صرف ایک ہی جگہ آیا ہے باقی عبارت کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور شاید وہ خیال کرتا ہے کہ چونکہ مشرقی دنیا اور خصوصاً ہندوستان میں گائے کے متعلق اکثر جھگڑا رہتا ہے۔ اور اس کا اثر بعض اوقات فساد بھی برپا ہوتا رہتا ہے [illegible] اسی قسم کا معاملہ ہو گا۔ اور اس طرح وہ اسکو قابل توجہ نہ سمجھکر اس کو غیر ضروری سمجھے۔ مگر ہاں یہ ضرور یاد رکھ لیگا۔ کہ ہولی قرآن میں گائے کی کہانی ہے۔ اور وہ بیل یا دوسرا سبق ہے۔ افسوس! یہ کارروائی کیسی شرمناک ہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ عربی زبان میں البقرہ کا ترجمہ صرف گائے ہی نہیں بلکہ اور بھی اسکے معنے ہو سکتے ہیں۔ سیاق اور سباق عبارت کے لحاظ سے سورہ البقرہ میں جہاں بقرہ کا لفظ آیا ہے۔ وہاں تو گائے کے معنے کرنے پڑتے ہیں۔ مگر آپ قرآن شریف اٹھا کر دیکھیں۔ خدا تعالیٰ نے اس سورہ کا نام بقرہ نہیں بلکہ البقرہ رکھا ہے ال اسی واسطے زاید کیا گیا تھا کہ تا اس سورۃ کا نام گائے نہ رکھا جائے۔ بلکہ البقرہ ہی رہنے دیا جاوے کیونکہ عربی زبان کے لحاظ سے سورہ البقرہ کے یہ معنے ہی ہو سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسی سورۃ ہے جس کا ملحاظ علوم کے وسیع طور پر پیٹ چیرا گیا ہے۔ یعنی اس سورۃ میں بہت سے علوم ہیں۔ اسی واسطے حضرت امام باقر علیہ الرحمۃ کو باقر کہا گیا ہے۔ کہ ان کا علم بہت وسیع تھا۔ دیکھو لغات القرآن مصنفہ مولوی عبد الحی صاحب اسی طرح ہم مشرقی سورہ الانعام کو الانعام اور المائدہ کو المائدہ اور الکہف کو الکہف کہینگے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کے شاگرد یورپین اقوام ان کا نام دی کیٹل چارپایوں کی کہانی۔ دی فوڈ۔ غذا کا سبق۔ دی کیو غار کا قصہ۔ دی ائرن لوہے کا سبق یاد کرینگے۔ اور ہمیشہ اسی نام سے وہ سبقوں کو یاد کرینگے۔ جیسا کہ اسباق الاشیاء والے طلباء یاد کرتے ہیں۔ یورپ میں اس انقلاب معانی کا سہرا مولوی محمد علی صاحب کے سر پر بندھیگا۔ کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے یہ طرز اور طریقہ کہاں سے سیکھا ہے۔ کیا انگریزی زبان سورتوں کے مقابل کچھ نہیں۔ جس طرح ان سے پہلے ترجموں نے دوسری زبانوں کو بھی سمجھتے ہوئے سورتوں کے ناموں کو ان کے اصلی ناموں میں ہی مشہور کیا اور ان کا ترجمہ نہ کیا۔ کیا مولوی صاحب کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ بھی انگریزی زبان کو عجمی سمجھ کر سورتوں کے اصلی نام رہنے دیتے۔ اور انہیں ناموں کو یورپ میں مشہور کرتے۔ اور اگر ترجمہ کرنے کی کوئی ایسی ضرورت واقعہ ہو بھی گئی تھی۔ تو نیچے حاشیہ میں اس کا ترجمہ دیدیتے۔ مگر سر صفحہ پر اسی سورۃ کا نام رکھتے۔ اور اس طرح نام کو تبدیل کرکے اس کی بے حرمتی نہ کرتے۔ آخر الامر جہاں کہ مولوی صاحب سے کسی سورۃ کا ترجمہ نہیں بن سکا۔ اس کو پھر اسی طرح رکھنا پڑا۔ جب ہر ایک سورۃ کے اسم عربی کا ترجمہ کر دینا ضروری سمجھا گیا تھا۔ تو بعد حٰمٓ وغیرہ سورتوں میں کیا ہو گیا تھا۔ یہی طریقہ کیوں۔ اختیار نہ کیا گیا۔ ذرا غور کرو کہ کیا اس طریقہ سے آپ نے اس امر کا امت کے خلاف نہیں کیا۔ جس پر کبھی کبھی بہت زور دیا جاتا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ طریقہ نہ صرف قرآن کو چھوڑنے کا ہی ہے۔ بلکہ سارے یورپ کو قرآن سے متنفر کر سکتا ہے۔ لیگ اور انجمن سے صلح ہو گئی ہے۔ پس آہستہ آہستہ جب آپس میں اچھی طرح مل جائینگے۔ تو اس وقت امیر قوم کا خطاب مزہ دیجائیگا۔ (پیسہ روزانہ)

سورج سمندر سے کس طرح نکلتا ہے

غیر مسلم اقوام میں جن کو مذہب سے کچھ نہ کچھ تعلق رہتا ہے وہ قرآن پاک کی اس آیت پر استہزاء کیا کرتے ہیں جس میں اذا بلغ الشمس وجدها تغرب فی عین حمئة ذوالقرنین جس وقت اس علاقے کی طرف گیا جس طرف سورج ڈوبتا ہے یعنی ممالک مغرب میں تو اسے ایسا معلوم ہوا کہ سورج کیچڑ کے ایک چشمہ میں ڈوب رہا ہے جناب اکمل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ دراصل حق طلبی مقصود نہیں۔ صرف اعتراض کرنا مطلوب ہوتا ہے۔ اسلئے غیر مسلم معترض تمسخر کرتے ہیں۔ مگر خدا کے کلمات کون جھٹلا سکتا ہے ولو کرہ الکافرون۔ چونکہ آریہ سماج والے بہت زیادہ اس آیت پر معترض رہتے ہیں اس لئے خدائے پاک نے بمصداق الفضل ما شهدت به الاعداء۔ انھیں ستم ظریفوں میں ایک بڑے ستم ظریف ایڈیٹر صاحب مسافر آگرہ ڈاکٹر الکشمیر صاحب کے قلم اور زبان سے اس کی تصدیق کرادی۔ جناب ڈاکٹر صاحب رنگون تشریف لے گئے تھے۔ اپنے سفر کا حال لکھتے لکھتے

بارے بھی تحریر فرمائی ہے۔

تمام ہمد [illegible] ایک [illegible] جہاں تک
نظر [illegible] تھی سیاہ پانی [illegible] نظر آتا تھا
[illegible] صورت نکلا تو اور بھی [illegible] کیونکہ یہ
معلوم ہوتا تھا کہ [illegible]
وہ کل [illegible] ہے۔
اس پاک [illegible] ڈاکٹر صاحب
[illegible] استعمال [illegible] گئے۔ حالانکہ
[illegible]
[illegible] معلوم ہوتا
[illegible]
والقرآن [illegible]
[illegible] دیکھتے [illegible]
معلوم ہوا [illegible]
[illegible] خیال کرنا [illegible]
[illegible] کمال نادانی سے [illegible]
دوست [illegible] دیکھتے ہیں [illegible]
[illegible] گھس [illegible]
[illegible] ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہو۔
[illegible] صاحب کی اس [illegible] میں کہ یہ
مسلم اقوام کی ہر حرکت پر پوری توجہ [illegible] خدا
[illegible] اچھا اجر دے گا۔

ایک مباہلہ اور اس کا نتیجہ

(سلسلہ فاروق ۱۴ مارچ)

ڈاکٹر نور محمد صاحب [illegible] لاہور انارکلی نے
[illegible] کو مباہلے کے متعلق پھر ایک اشتہار [illegible] ہے
[illegible] آدمی ہے۔ جبکہ اس کے مرتد نے [illegible]
[illegible] میں ان امور کو تسلیم کر لیا ہے۔ جن پر مباہلہ
[illegible] ہے تو اب ڈاکٹر صاحب کا کیا حق ہے۔ خواہ
[illegible] کو منلبس کرنے کی بے سود کوشش کرتے [illegible]
میرا دعوےٰ یہ تھا کہ محمد ظہیر الدین قرآن شریف

[illegible] شریعت کو مکمل [illegible] سمجھنا [illegible]
مسیح موعود کو وہ ایسا نبی [illegible] صاحب الشریعت یقین
کرلے۔ جس کی وحی میں بعض حکم ایسے ہیں جن کا
قرآن کریم میں [illegible] اور بعض حکم ایسے کہ قرآن کریم
کے بعض احکام کے ناسخ ہیں۔ اور ایسے اعتقاد
والے کو [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] بھی کافر
کہتا ہوں [illegible] اور [illegible]
آدمی ہیں [illegible]
[illegible] وقت ذہن [illegible]
اور ان کا [illegible]
[illegible]
[illegible] ۲۴ مارچ [illegible]
محمد ظہیر الدین صاحب [illegible]
اور براہ راست [illegible]
[illegible]

[illegible] تمہارا [illegible] میری طرف سے تسلیم
[illegible] حضرت مرزا صاحب [illegible]
ہیں اور رسول [illegible] ہیں تو آپ یقین جانیں
کہ وہ تقدم علی الامام نہیں۔ بلکہ میری مراد اس
سے وہی ہے جو حضرت صاحب کے [illegible]
یعنی مجازاً اور استعارہ کے [illegible] میں نبی اور
رسول۔ قارئین کو قبل ازیں سامنے [illegible]
جو میں نے لکھا تھا تو اسے آپ میری طرف سے
منسوب سمجھیں۔ اور میری [illegible] غلطی
تصور فرماویں۔ اور میں اپنی اس نادانی پر جو
کم عقلی کی وجہ سے ظہور میں آئی۔ خدا کے
حضور میں معافی کا خواستگار ہوں۔
اب فرمایئے کہ [illegible] اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر میں
[illegible] عذاب ہوتا تو ظہیر ان معتقدات سے کیوں
رجوع کرتا۔ بالفعل اتنا ہی کافی ہے۔

حکیم محمد الدین گوجرانوالہ

ویدک دھرم کے حامیوں کی خدمت میں

آخری التماس

اے وہ قوم جو وید کو ست ودیاؤں کا پستک مان کر
اس کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا سب کا پرم دھرم ظاہر
کرتی [illegible] اور [illegible] کو اپنے دس اصولوں میں سے تیسرا
اصول [illegible] ہے۔ اگر وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا
واقعی تمہارا پرم دھرم ہے۔ تو میرے اس سوال کا
(جو [illegible] اخبارات الحق [illegible] اور الفضل
قادیان [illegible] اور پرکاش [illegible]
اور ستیارتھ پرکاش [illegible]
[illegible] ہے
مجھے معلوم ہوا ہے کہ روح اور مادہ کا انادی ہونا
وید [illegible] ہے۔ اگر کوئی ایسا وید منتر ہے
[illegible] تردید ہوتی ہو [illegible] یعنی روح اور
مادہ [illegible] ہوتا ہو۔ تو مہر
[illegible] انشاء اللہ [illegible] تحریر فرمائیں۔
یہ [illegible] امر ہے۔ جو آریہ مت کا بنیادی پتھر ہے
[illegible] سے مشتبہ ہو گیا ہے۔
[illegible] آخری التماس [illegible]
[illegible] سمجھا جائے گا۔ کہ روح اور مادہ کا انادی ہونا
وید [illegible] اور [illegible]
[illegible] ستیارتھ پرکاش کے [illegible]
اخیر سے (اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا کیا اعتقاد ہے تو یہ جواب
دینا چاہیئے کہ ہمارا اعتقاد وید ہے یعنی جو کچھ وید میں
بیان کیا گیا ہے۔ ہم اس کو مانتے ہیں ملخصاً) پیش نظر رکھ کر
اعلان عام کیا جائیگا کہ آریہ سماج کے ساتھ مباحثات میں
روح اور مادہ کی انادیت پر بحث کر کے تضیع اوقات نہ
کیا جاوے کیونکہ یہ امر ان کے مسلمات میں نہیں یعنی روح
و مادہ کا انادی ہونا آریہ سماج کے اعتقاد میں داخل نہیں
ہے۔ اسکے مسئلہ تناسخ پر جو اثر پڑیگا۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ گویا آریہ سماج کا تمام تار و پود بگڑ جائیگا۔
مگر یہ یاد رہے کہ پنڈت ستیانندجی کی طرح یجروید کا ایک منتر پیش کرنا کہ روح و مادہ و پرمیشر ایک وقت
میں موجود تھے۔ پیش کرنا بے سود ہوگا۔ کیونکہ ان تینوں کا ایک وقت میں موجود ہونا انادی ہونے کی دلیل

رسالہ احمدی کا دوبارہ اجرا

گذشتہ اشاعت میں جو رسالہ احمدی کی نسبت تحریک پیش کی گئی تھی۔ کہ اس کو مونگھیری اور پیغامی فتنہ کے واسطے دوبارہ جاری کیا جائے۔ بشرطیکہ حامیان سلسلہ احباب قوم اس کی ضرورت کا احساس کریں۔ اور اس کی قیمت دو روپیہ سال مقرر کی تھی۔ کیونکہ کاغذ وغیرہ کی گرانی از حد ہے۔ اور لکھا تھا کہ اگر پانسو درخواستیں ہی آجائیں۔ تو میں اس رسالہ کو دوبارہ جاری کردونگا سو الحمدللہ کہ میری آواز پر دوستوں نے نہایت شوق اور خلوص سے لبیک کہا۔ اور مندرجہ ذیل خطوط موصول ہوئے۔ جنکو درج رجسٹر کیا گیا ہے۔ اگر پانسو درخواست ہو گئیں۔ تو میں انشاءاللہ رسالہ مذکور جاری کردونگا کیونکہ پانسو خریداران پر یہ رسالہ اپنے خرچ سے چل سکتا ہے۔

شاہجہانپور (۱) مخدومی مولوی سید مختار احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"میں مدت سے پریشان حال اور مبتلائے افکار ہوں سب سے پہلی خوشی جو اتنے عرصے کے بعد میرے سامنے آئی ہے۔ وہ احمدی کے دوبارہ اجرا کی خبر ہے۔ دس پرچوں کی خریداری کی جماعت شاہجہانپور کی طرف سے میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ آئندہ کوشش جاری رہیگی۔ اللہ تعالیٰ جلد وہ وقت لائے کہ احمدی کی صورت دیکھنے میں آئے۔ والسلام

میرٹھ کیمپ (۲) اخی المعظم مولوی محمد صدیق صاحب محب میرٹھ سے لکھتے ہیں:-

"احمدی رسالہ کا دوبارہ اجرا پڑھ کر خوشی ہوئی واقعی اس رسالہ نے تھوڑی مدت ہی میں اپنے مضامین کے لاجواب ہونے پر کمال دکھلایا ہے اسمیں کسی احمدی کو کلام نہیں ہے کہ اس کی معلومات اس دشمن احمدیت کے مقابلہ میں جو کام کر سکتی ہیں اللہ و دیگر مجاہدین سلسلہ سے ممکن نہیں۔ (اس حسن ظن سے ورنہ من آنم کہ من دانم) امید ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بشر اسکے دوبارہ اجرا کیلئے نہایت فراخدلی سے ہاتھ بڑھائیگا میرا خود بھی یہ خیال خاص ہوا کہ آپکے وجود با جود سے احمدی قوم دین کی خدمت کا کام جہاں تک ممکن ہو۔ آپکی ہر ایک دقت رفع کرسکے اور قوم کے دو چار مقتدر بزرگ مجموعی اتفاق سے آپ کی امداد کی سبیل پیدا کریں۔ خریداری رسالہ احمدی کے علاوہ قوم کی توجہ ایک ایسی رقم مہیا کر دینے پر ہونی چاہئے جس سے آپ کو اپنے مقاصد دینی میں فراغت حاصل ہو۔ میرے خیال میں کم از کم پانسو خریدار آپکی امداد میں ایک میتھڈ و کالج کے مشہور مقولہ کے مطابق احمدی رسالہ کے لئے ہونے ضروری ہیں تاکہ آپ کی معلومات سے بذریعہ رسالہ احمدیہ مونگھیری و پیغامی فتنہ سے قوم خوب آگاہی حاصل کرتی رہے۔ دردِ دل سے دعا ہے کہ قوم کو توجہ ہو جائے اور آپکو کچھ سہولت ہو اس بارہ میں خود بھی کوشش کروں گا۔ اور جماعت میرٹھ کو توجہ دلاؤں گا فی الحال میری منشا ہے کہ میرا نام رجسٹر خریداران میں درج فرمایا جاوے۔ جس وقت رسالہ جاری ہو میرے نام سالانہ چندہ کا وی پی فرمائیں"۔ والسلام

سہالہ (۳) برادرم منشی فضل حق صاحب فرماتے ہیں کہ فاروق ۲۵ اپریل میں یہ پڑھکر خوشی حاصل ہوئی کہ رسالہ احمدی دوبارہ جاری ہونیوالا ہے جب یہ رسالہ جاری ہو میرے نام وی پی کر کے ارسال فرمائیں۔

امرتسر (۴) مخدوم مکرم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسر رقم فرماتے ہیں کہ خدا کرے احمدی کی تجویز پختہ ہو کر دوبارہ جاری ہو جبکہ میرے نام ضرور بذریعہ وی پی ارسال فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس ضرورت کا احساس اسی قدر کیا ہے جسقدر میں نے کیا ہے یہ تیرہ درخواستیں ۲۸ اپریل کو موصول ہوئی ہیں ۴۸۷ کی کمی ہے جو خدا چاہے جلد پوری ہو جائیگی۔ مولوی محمد صدیق صاحب سلمہ اللہ کو بہت جوش ترقی سلسلہ کا ہے وہ چاہتے ہیں کہ یہ خاکسار فارغ البال ہو کر مخالفین سلسلہ کا تعاقب کرے۔ خدا ...

خزینہ فضل الکبیر جنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ ان نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیرخواہ خلق حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے جنکی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر رہ دار البقاء لیتی تھی۔ جنکے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور نا امید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی نا امید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرمائیں قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ عہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ...

المشتہر

نظام جان و عبدالرحمٰن کاغانی قادیان ضلع گورداسپور

... اسباب پیدا کر دیئے گئے ہیں بار بار احباب کی خدمت میں اپیلیں کر کے ان کو تکلیف دینے کی ضرورت نہ رہے۔ التماس ... احمدی احباب بہت جلد ...

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے

فاروق

ایڈیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۹ مئی سنہ ۱۹۱۸ع | نمبر ۱۸

دارالامان کی خبریں

۳ مئی یوم الجمعہ ۱/۲ ۹ بجے حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر سیدنا محمود احمد مع اہل و عیال حسب مشورہ اطبار بارادہ تبدیل آب و ہوا لاہور روانہ ہوئے۔ حضور مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس سے پالکی پر سوار ہوئے۔ مگر موڑ کے قریب جاکر تکلیف محسوس ہوئی اسلئے تخّی میں لیٹ گئے۔ اور آرام سے رات کے گیارہ بجے سٹیشن بٹالہ پر پہونچے۔ اور پھر وہاں سے ہفتہ کی صبح کو ریل پر سوار ہوکر لاہور پہونچے۔ اور آج تک حضرت احمد یہ ہوسٹل میں مقیم ہیں۔ حضور کے ہمراہ ام المؤمنین اور صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے بھی ہیں۔ علماء میں سے مولوی فاضل شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور ایڈیٹروں میں سے شیخ یعقوب علی صاحب ہیں۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب مشیر طبی ہیں۔ مولانا حافظ روشن علی صاحب بھی لکھنؤ سے غالباً واپس پہونچ جائینگے۔ پہلے کراچی جانے کا ارادہ تھا۔ اب سنا ہے کہ ملتوی کردیا ہے۔ اور بمبئی کی تجویز ہے۔

حضور کی صحت اچھی ہوتی جاتی ہے۔ ضعف سخت ہے۔ اللہ تعالےٰ شفا کاملہ دے۔

میر قاسم علی صاحب ہوشیار پور جلسہ پر تشریف لے گئے۔ ڈاک خانہ قادیان میں اندھیر کا نمبر ۲ اسلئے نہیں لکھا گیا۔ آئندہ ہفتہ انشاء اللہ تعالےٰ۔

القاءِ ربّانی

احمدی احباب کو اطلاع ہے۔ کہ جو مخبری فتنہ جو ابو احمد رحمانی کے ہاتھوں برپا ہے۔ وہ آجکل دوروں پر ہے۔ ہر زہر کے لئے ایک تریاق ہے۔ اور ہر فرعون کے واسطے موسیٰ۔ اللہ تعالےٰ نے اسی سرزمین میں مولانا ابو المجد محمد عبدالماجد کو توفیق دی کہ وہ ان اباطیل و مفتریات کی تردید کریں۔ چنانچہ اسی ابو احمد رحمانی کے فیصلہ کی تردید میں "القاءِ ربانی" ایک زبردست کتاب شایع کی جس میں مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اور آیت لو تقول علینا پر خوب بسط سے بحث کی ہے۔ اور ابو احمد رحمانی کی پینسٹھ کے قریب غلطیاں دکھائی ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۲ صفحے حجم پر ۲۰×۲۶ کی تقطیع ۲۰ پونڈ کا سفید کاغذ ہے۔ صرف کاغذ کی قیمت کے لحاظ سے بھی اس کی قیمت ۸ ہونی چاہیئے مگر ہم بضرورت و بہ نیت توسیع اشاعت ۴ مقرر کیا دیتے ہیں۔

ملنے کا پتہ

دفتر تشحیذ الاذہان قادیان دارالامان

نظم

محبِ مکرم میر مہدی حسین صاحب متبع حضرت مسیح موعودؑ کے قدیمی حواری کے قلم سے

خادم ہوں میں مسیح علیہ السلام کا
روح القدس غلام ہے جسکے کلام کا

بلبل ہوں بوستانِ تہ ذوالاکرام کا
اک رنگ ہی عجیب ہے میرے نظام کا

دیکھا ہے اس جناب کو آنکھوں سے رات دن
تحفہ دیا تھا جس کو نبی نے سلام کا

اس چودھویں صدی میں نظر آیا وہ جری
مدت سے انتظار تھا جس خوشخرام کا

اس سا جلیل جو نبی ڈھونڈتے ہوئے
چکرا گیا ہے سر فلکِ مستہام کا

نکلا تھا گھر سے اس کی غلامی کیواسطے
تھا دل میں شوق دین کی تحصیل علم کا

کی خدمت مسیح خدا تا بہفت سال
اک ہفتہ پختہ تھا یہ مری عمر خام کا

کیا کیا مزے لئے ہیں زیارت کے بارہا
یارا کسے تھا ایسے سلام و پیام کا

رحلت کے دن سے پہلے نوازا بہت مجھے
خوش تھا مزاج مجھ سے امام الانام کا

مجلس کو بار بار مخاطب کیا کئے
فرمایا مستعد ہے یہ خوب اپنے کام کا

پیغام صلح پر متعین مجھے کیا
تاکید کی کہ کام ہے یہ تا بہ شام کا

شکر خدا کہ روح مسیحا تھی مجھ سے شاد
سیارہ برج سعد میں تھا اس غلام کا

پھر دوسرے دن آپنے پایا وہیں وصال
لبریز جام ہو گیا عمر تمام کا

لاہور سے فلک کو سدھارے مسیح پاک
آہو نے راستہ لیا اپنے کنام کا

ہم دیکھتے رہے کہ وہ شہباز اڑ گیا
رستہ ہمیں بتا گیا دار السلام کا

اترے تھے آپ دین کی اعانت کیواسطے
کسرِ صلیب کام تھا اس شاد کام کا

لدھیانہ میں شروع کیا اپنے کام کو
یہ باب لُد تھا جیسے گردوں مقام کا

آتھم پچھاڑا ڈوئی مقابل پر مر گیا
قصہ چکا لیکھرام کا

بنگالے کے لئے جو مقدر میں تھا لکھا
پہلے سے نقشہ کھینچ دیا اس نظام کا

کیتب بھی آکے بیعت اسلام کر گیا
رہبر بنا تھا جو تستی جس کے مرام کا

کس کس کا نام لوں کہ بہت واقعات ہیں
بد کو مٹایا۔ باقی رہا۔ تھا جو کام کا

وہ کٹ گیا جو کاٹ رہا تھا مسیح سے
ایران کاٹ دے تھا کوئی یار دم و تام کا

رستم نہ تھا کوئی جو نہ سہراب ہو گیا
صمصام حق کے سامنے کیا بہرہ سام کا

رحمت کے بھی نشان نظر آئے بہت بڑے
شاہد زمانہ ہے مرے سچے کلام کا

اک قادیان ہی مرکز اسلام بن گیا
پہلے پتہ بھی چلتا نہ تھا جسکے نام کا

گمراہ پاس بیٹھنے سے رستے پہ آگئے
کہ بیٹھے ترک عشق بت لالہ فام کا

بیعت سے پہلے تھے جو نمازوں سے بھی نفور
اب انتظار کرتے ہیں ماہ صیام کا

بس پاک ہو گئے جو آتے تھے چڑھ چڑھ کے مولوی
آگے قدم نہ بڑھ سکا کسی تیز گام کا

اسّی کتابیں لکھ کے کیا سب کو لاجواب
غازہ لگا ہر ایک کے منہ پر رغام کا

تھا کوئی غول رہ کوئی بطّال ناشناس
منہ تکتے رہ گئے فلک نیلی فام کا

نصرت ملی نہ ان کو مگر داغ لگ گیا
لاتکتموا الشہادۃ کے کسر ختام کا

تھے چاہتے کہ دین کے خادم ہوں تم سبھی
پر خنگ بدشعار ہے دشمن لگام کا

ڈھونڈیں کہاں سے اب وہ مسیحا کو لائینگے؟
یہ صلح خدا تو نہ تھا ان کے کام کا

ہاں باز آؤ مولویو اب بھی باز آؤ
پیش آئے سانحہ نہ کہیں طشت از بام کا

رد کیا ہے تم نے خلق کو راہ ثواب سے
گردن پہ ہے گناہ تمہارے عوام کا

یا رب تو ہم کو فتنہ گروں سے بچائیو
ہر وقت آسرا ہے ہمیں تیرے نام کا

خدمات دیں میں مثل صحابہ لگائیو!
منہ دیکھا ہے مثیل رسول انام کا

آقا سے اپنے روح حزیں کو ملائیو
موقع گذر گیا ہے یہاں کے قیام کا

ترانۂ نصیر

جانب حق سے جو محمود ہے مامور[۱] ہوا
سینہ میں دشمن بدکیش کے ناسور ہوا

ذکر احمد تھا جسے زہر وہ اب دیکھے ذرا
نام انگلینڈ میں کیوں آپکا مشہور ہوا

آل احمد کا بنا جب سے عدو امروہی
چشم حق بین سے اسی روز سے بے نور ہوا

ابن مہدی سے نہ ایم۔اے تری جب پیش گئی
گالیاں شوق سے دینا ترا دستور ہوا

قطرۂ صافیٔ ایمان کا ٹھہرنا مشکل
سنگ بدعت سے ترا شیشۂ دل چور ہوا

آپ بیمار ہے اوروں کا مداوا کیا ہو
ڈاکٹر بھی مرض کبر سے رنجور ہوا

شکر خالق کا ادا کیجئے ہر وقت نصیر
آدم وقت شیاطین پہ منصور ہوا

نصیر احمد احمدی از صدر بازار لاہور چھاؤنی

۱ یعنی مقرر۔

[redacted]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق قادیان

دارالامان ۔ یوم پنجشنبہ ۹ مئی ۱۹۱۸ء

پیغام صلح کی طرف سے عذر خواہی

آنکے ایک پُرانے دوست کے قلم سے

عذر خواہی پر معذرت

دنیا میں اختلاف رائے چلا ہی آیا ہے۔ سعادت اور شقاوت کی جنگ کوئی نئی بات نہیں ملائک اور شیطان کا جھگڑا ہمیشہ سے ہے۔ انسان انسانوں سے اختلاف رائے کے سبب لڑتے اور جھگڑتے بھی ہیں۔ مگر انصاف کو ہاتھ سے دینا کبھی مومن کے واسطے مناسب نہیں۔ اگر کوئی مخالف ہمارے کسی ممن پر بھی ناجائز حملہ کرے۔ تو اس کو جواب دینا ہماری شان کے خلاف نہیں۔ اسواسطے میں اس تحریر کے ذریعے ان چند نامناسب اعتراضات کا جواب دینا چاہتا ہوں جو بعض اشخاص نے اخبار پیغام صلح اور اس کے حامیوں اور انکے امیر پر کئے۔

ڈاکٹر محمد عمر صاحب کی غلطی ۔

کوئی صاحب ڈاکٹر محمد عمر ہیں جو پیغامیوں کو ڈانٹ بتلاتے ہیں کہ اگر حسن نظامی نے حضرت خلیفہ ثانی کی مخالفت کی تھی تو امیر پیغام نے امیر معاویہ کا پارٹ کیوں نہ لیا۔ اور خود خلیفہ ثانی کی طرف سے حسن نظامی کے خلاف کھڑے ہونے کی جھٹی نظامی کو کیوں نہ لکھی۔ ہم افسوس کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے پیغامیوں پر ایسا الزام لگانے میں بڑی غلطی کھائی۔ کیونکہ ہمارے پیغامیوں نے کبھی بھی یہ دعوے نہیں کیا کہ وہ خلیفہ ثانی (حضرت علی) کے مقابلہ میں معاویہ کا پارٹ لیتے رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ لوگ جن کا دعوے تھا کہ خلیفہ کوئی ہونا ہی نہیں چاہیئے دوسرے امیر معاویہ جو خلافت کے وجود کے منکر نہ تھے بلکہ بعض سیاسی امور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی مخالفت تھی۔ پس جس صورت میں ہمارے پیغامی صاحبان معاویہ یا دوسرے رفقاء کا پارٹ لینے کے مدعی ہی نہیں۔ بلکہ ان کا پارٹ تو خارجیوں کا ہے۔ اور وہ سے خلافت کے وجود کے ہی منکر ہیں۔ اور جو خلیفہ اول کو ماننا تھا اسکے متعلق بھی نور کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بہک نارا گوہ کھایا۔ اب توبہ ہے۔ تو اس صورت میں ڈاکٹر صاحب کا ان بیچاروں کو الزام دینا کہ معاویہ کا پارٹ کیوں نہیں لیا محض بے انصافی ہے ہم صرف اسوجہ سے کہ پیغامیوں سے ساتھ ہماری مخالفت ہے۔ حق بات کہنے سے رک نہیں سکتے۔

پیغامی اب منافق نہیں

دوسرا اعتراض جس کا اندفاع ہم ضروری سمجھتے ہیں وہ ان غیر احمدیوں کی طرف سے ہوا ہے۔ جنھوں نے لاہور میں جلسہ کیا ہے۔ کہ اخبار پیغام صلح والے مرزائی دل سے مرزائی ہیں۔ اور مرزا صاحب کے عقاید کو دراصل مانتے ہیں صرف ہم سے روپیہ بٹورنے کے واسطے قادیان والوں سے الگ ہو کر ہماری طرف جھکے ہیں۔ اور ہمیں ایسی باتیں سناتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو کہ مرزا صاحب کو ایک معمولی پیر اور مرشد مانتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں اکثر لوگ اپنے اپنے پیروں اور مرشدوں کو مانتے چلے آئے ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی سہی کوئی فرق کی بات نہیں۔ ہم تم سب ایک ہی ہیں۔ لیکن یہ ان کی چال منافقانہ ہے۔ ہرگز ان کو چندہ نہ دو۔ نہ کوئی مدد کرو غرض اس قسم کا الزام ہے جو ہمارے پیغامی اصحاب پر لگایا گیا ہے۔ اور انکو منافق قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہم غیر احمدی اصحاب کو یقین دلاتے ہیں کہ باوجود اسکے جو ہماری کھلی مخالفت پیغامیوں سے ہے۔ ہم اس بات کے کہنے سے رک نہیں سکتے۔ کہ آپ لوگوں کا الزام بالکل غلط ہے۔ پیغامی لوگ ہرگز منافق نہیں ہاں خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین صاحب کے زمانہ میں بے شک یہ لوگ منافق تھے۔ کیونکہ مولانا صاحب اکثر خطبوں اور تقریروں میں فرمایا کرتے تھے کہ خلیفہ خدا بنایا کرتا ہے۔ مجھے خدا نے بنایا ہے۔ اور میرے بعد بھی خدا ہی بنائے گا۔ یہ لوگ ان باتوں کو دل سے نہ مانتے تھے۔ مگر بظاہر تصدیق کرتے تھے۔ اور انہیں باتوں میں آگے بڑھتے تھے۔ کیونکہ بقول مفتی فضل الرحمن صاحب نورالدین کی جوتی انہیں لگی ہوئی تھی لیکن جب سے وہ فوت ہوئے کسی کا ڈر نہیں رہا۔ اور مرزا صاحب فوت ہو چکے۔ اب باز پرس کرنیوالا کوئی نہ سمجھا گیا۔ اور ان لوگوں نے صاف کہا اور اعلان کیا اور اخباروں اور رسالوں میں شائع کیا کہ خلیفہ کوئی نہیں ہونا چاہیئے۔ مرزا صاحب نبی مسیح نہیں صرف پیر ہیں۔ اور چونکہ پیر کی بات کالانہ مانتا پیر پرستی اور شرک ہے۔ اسواسطے مرزا صاحب صرف مرشد غیر مطاع ہیں۔ پس یہ یقینی بات ہے کہ یہ لوگ دلی اخلاص اور جوش کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کو ناواجب الاطاعت پیر مانتے ہیں اور بس اور منافق نہیں۔ اور اسوجہ سے انکے چندوں کو ہرگز نہیں روکنا چاہیئے۔ بلکہ ہم سفارش کرتے ہیں کہ ضرور ان کی مدد کرنی چاہیئے ۔

مولوی محمد علی صاحب کی ہجرت ۔

تیسرا اعتراض جس کا ہم از روئے انصاف رد کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہمارے احمدی بھائیوں کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب پر ہوا ہے۔ کہ وہ لاہور سے قادیان ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور ہجرت کو توڑ کر واپس لاہور چلے گئے۔ اس میں شک نہیں کہ ہجرت کا توڑنا اچھا نہیں۔ شاید اسی خوف سے مولوی محمد احسن صاحب نے حضرت مسیح موعود کے بار بار فرمانے کی خلاف ورزی کر کے بھی کبھی قادیان کو ہجرت کر کے آنا قبول ہی نہ فرمایا۔ لیکن میں اپنے دوستوں سے یہ کہنے کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ کہ ان کا یہ الزام مولوی محمد علی صاحب پر درست نہیں۔ کیونکہ مولوی صاحب نے کبھی ہجرت کی ہی نہ تھی۔ وہ تو جب حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی جب مولوی محمد احسن

سے ان کی جنگ ہو گئی تھی۔ تو قادیان سے چلا جانے کے واسطے طیار ہو گئے تھے۔ اور مولوی نورالدین صاحب کو بھی دھمکی دی تھی کہ میں جاتا ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود کو حضور کے آخری ایام میں جب لنگر کے متعلق اعتراضات کا خط لکھا تھا۔ اور حضرت سخت ناراض ہو گئے۔ اور شاید اسی وجہ سے قادیان کے اکثر دوستوں کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔ مگر محمد علی کو نہ بلایا۔ اور اگر حضرت زندہ رہ جاتے۔ تو غالباً مولوی محمد علی صاحب اسوقت ہی قادیان سے واپس لاہور آ جاتے۔ مولوی محمد علی صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں ہمیشہ کے واسطے قادیان نہیں آیا۔ چند لوگوں کی خاطر رہتا ہوں۔ الغرض جب مولوی صاحب کبھی ہجرت کا ارادہ ہی نہ رکھتے تھے۔ تو ان پر ہجرت توڑنے کا الزام بالکل نامناسب ہے۔

خواجہ صاحب حرام کھاتے۔

چوتھا اعتراض جس کا ہم رد کرنا پسند کرتے ہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب پر پیسہ اخبار کے کسی نامہ نگار کی طرف سے ہے۔ اور اعتراض یہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب کرسچنوں کا مارا ہوا گوشت کھاتے ہیں جو شریعت اسلام کے مطابق حرام اور مردار ہے اس میں شک نہیں کہ عیسائی لوگ ولایت میں ذبح نہیں کرتے لیکن سوچنا یہ چاہیئے۔ کہ جب خواجہ صاحب ایک ایسے گاؤں میں رہتے ہیں۔ جو لنڈن سے دور ہے اور وہاں عیسائیوں کے سوائے کوئی قصاب نہیں تو کیا ایسی حالت میں ایک جسیم شحیم کے واسطے اپنی ملی فرائض کے قیام کے واسطے یہ جائز نہیں کہ جیسا بھی گوشت ملے کھا جائے۔ آخر فمن اضطر کی آیت بھی تو قرآن شریف میں ہے۔ مفتی صاحب اور قاضی صاحب لنڈن میں رہتے ہیں۔ جہاں یہود کا ذبیحہ مل جاتا ہے۔ لیکن اگر نہ بھی ملے۔ اور یہ ہر دو صاحبان گوشت نہ ہی کھائیں۔ تو آگے کونسا ان کے جسموں پر کوئی بہت گوشت اور چربی ہے۔ جس میں کمی پیدا ہو جائے گی۔ لیکن خواجہ صاحب کو دیکھو۔ ان کے تن و توش کو دیکھو۔ ان کے شکم پر من مزید کو دیکھو لندان کو حرام کھانے پر معذور جانو۔ ہر بات پر اعتراض کرنا مناسب نہیں۔ بعض امور چشم پوشی مناسب ہے۔ بلکہ سنا گیا خواجہ صاحب کے حق [illegible] سے سنا گیا ہے۔ کہ جب وہ لنڈن جاتے ہیں [illegible] ہوٹل میں جاتے ہیں۔ تو اپنے ساتھیوں کو کہا کرتے ہیں کہ دریافت نہ کرو۔ کہ گوشت کیسا ہے یا کس جانور کا ہے۔ چپ چاپ جو ملتا ہے [illegible] بہت بھوک سے [illegible] ہے۔ تو ایسی حالت میں حرام حلال جو ملتا ہے [illegible] خوب کو خوب شکم پر کر لینے دو۔ اس پر [illegible] جد اور باتیں بھی قابل ذکر ہیں۔ مگر وہ [illegible] پھر لکھی جائینگی۔

(راقم - راست گفتار)

مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمۃ القرآن میں اسبات پر زور دیا ہے کہ مسیح ناصری بے باپ پیدا نہیں ہوئے گویا جو بات حضرت مسیح موعود اور باوجود ضرورت مکشف نہیں ہوئی۔ وہ مولوی محمد علی صاحب پر کھل گئی۔ پھر جس بات کا کچھ بھی ثبوت قرآن و حدیث میں بقول مولوی محمد علی نہیں۔ خدا کا برگزیدہ نبی اس کا عمر بھر قائل رہا۔ بلکہ اُسے اپنے عقاید سے قرار دیا۔ کیا یہ عجب اور حیرت کی بات نہیں۔ اس اشاعت میں ہم دونوں کا ترجمہ دیتے ہیں جس سے یہ بات روز روشن کی طرح کھل جائیگی کہ مولوی محمد علی صاحب بہشت کی حوروں کے متعلق کس قسم کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیا ان تشریحات کے ساتھ ترجمہ اشاعت اسلام میں ممد ہو سکتا ہے۔ — ایڈیٹر

نوٹ ۲۳۵۶ وزوجنٰھم بحور عین

حور عین بہشت کی ایسی نعمتیں ہیں۔ جو نیک بخت عورتوں کو بھی ایسی ہی ملینگی۔ جیسی کہ نیک مردوں کو کیونکہ اسی سورۃ کی آیت ۱۵ (ان المتقین فی جنت النعیم) میں صاف طور پر کہا گیا ہے۔ وہ لوگ بدی سے بچتے ہیں۔ ان کو نعمتیں ملینگی۔ اس سے حور عین جیسے نیک مردوں کے لئے انعام ہے۔ ایسا ہی نیک عورتوں کے لئے بھی یہ انعام ہے۔

پھر بھی یہ سوال ہو سکتا ہے کہ ان نعمتوں کو ایسے الفاظ میں کیوں بیان کیا گیا ہے۔ جو عورتوں پر صادق آتے [illegible] بات یہ ہے کہ اس انعام کو بیان کر کے اس کلام میں تعلق نیک لوگوں کی چال چلن کی پاکیزگی اور انکے خوبصورت اعمال سے ہے۔ اور پاکیزگی اور خوبصورتی کا نشان عورت [illegible] مرد کی ذات۔

[illegible] سے [illegible] لفظ صالحات اور [illegible] اعمال اور [illegible] ہوتی ہیں۔ [illegible] حوریں اور پاکیزہ [illegible] ہوتی ہیں۔ اور یہ [illegible] دوسری وجہ [illegible] پاکیزہ واعمال کو مذکر ہی الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

نوٹ ۲۱۱ [illegible] وعندھم قصرت الطرف عین کا مضمون ہیں ملتوی۔

عورتوں کی جو کیفیت یہاں بیان کی گئی ہے وہ نیک عورتوں کی بڑی خصوصیت کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ پہلے ان کی نسبت کہا گیا۔ قصرت الطرف۔ اور اس میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے [illegible] کی سب سے قیمتی خوبی اس کی عصمت ہے۔ جسکو نگاہ کے روکنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی سوتے [illegible] کی آنکھیں پاک ہوتی ہیں۔ پھر آنکھوں کی خوبصورتی کی تعریف کی گئی ہے۔ اور [illegible] اشارہ ہے کہ آنکھ کی پاکیزگی سے اس کی خوبصورتی پیدا ہوتی ہے یا یہ کہ آنکھ کی حقیقی خوبصورتی اس کی پاکیزگی ہے۔ ثانیاً ان کو انڈوں سے تشبیہہ دی گئی جو احتیاط سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اس میں ان کی پاک اور ستھری چال چلن کی طرف اشارہ ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو بظاہر کی صفات کا نقشہ کھینچا گیا ہے

[redacted]

وہ دراصل ان اعمال کے ثمرات کا بیان ہے۔ جو اس دنیا میں کئے جاتے ہیں۔ اور لفظ ایسے اختیار کئے گئے ہیں۔ جو دونوں پر یکساں ہوتے ہیں (دیکھو اعلیٰ نوٹ علہ ۲۳۴) یعنے عورتوں پر بھی اور اعمال کے ثمرات پر بھی۔ اور یہ درحقیقت روحانی برکات ہیں جو جسمانی طور پر ظاہر ہونگی۔ قرآن کہیں بھی بیان نہیں کرتا کہ بہشت میں المورت میں وہ تعلقات بھی قائم رہینگے جو عورت و مرد کے درمیان ہوتے ہیں۔ جن برکات کا وہ وعدہ کرتا ہے۔ خواہ وہ کچھ بھی ہوں وہ ایسے ہی مردوں کے لئے ہیں جیسے کہ عورتوں کے لئے (ملاحظہ ہو عبارت اعلیٰ جن کا محض مفہوم یہ ہے کہ جو نعمت جیسا مردوں کے پاس ہوگی ایسی ہی عورتوں کے پاس ہوگی۔ مترجم) اور ان کی بابت جو امر یقینی ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ اس زندگی کی جسمانی نعمتوں سے ان کی نیچر مختلف ہوگی

نوٹ (مث ۲۱۴ الف) وعندھم قٰصرٰت الطرف اتراب۔ قٰصرٰت الطرف کے معنے نوٹ ۲۱۱۰ میں بیان ہو چکے ہیں۔ یہاں ان کی نسبت اتراب (یعنی ہم عمر کا) لفظ بڑھایا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کا نشوونما انسان کے روحانی نشوونما کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ وہ نیک اعمال کے ثمرات ہیں خواہ ان اعمال کے کرنیوالے مرد ہوں یا عورتیں اور عورتوں اور مردوں ہر دو کو یہ ثمرات برابر ملینگے (یعنے عورتوں کو قٰصرٰت الطرف اتراب دی جائیگی اور مردوں کو بھی۔ مترجم)

سورج سمندر سے کس طرح نکلتا ہے

اس عنوان سے ایک نوٹ پچھلی اشاعت میں چھپا ہے۔ جو اخبار مشرق گورکھپور سے نقل کیا گیا تھا (غلطی سے حوالہ دینا رہ گیا) اس کے متعلق جناب حکیم برہم صاحب ایڈیٹر اخبار مذکور نے مفصلہ ذیل تشریح مزید کی ہے جو درج کیجاتی ہے:۔

"ہم نے ایک مضمون میں سورج سمندر سے کس طرح نکلتا ہے۔ جناب کمل صاحب کا مدلکھا تھا۔ مضمون نے آریہ سماج کے ایک اخبار کے قول سے کلام الہٰی کی تردید کرنی چاہی تھی ایک دوست نے شکایت کی ہے کہ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ اکمل صاحب کون ہیں؟ اسلئے ہم عرض کرتے ہیں کہ اکمل صاحب احمدی فرقے میں ایک زبردست لکھنے والے ہیں۔ اور اپنے دینی تعلیمات کے معیار پر ہمیشہ مخالفین اسلام کے لٹریچر کے جواب کے لئے تیار رہتے ہیں۔ احمدی فرقے کے عقاید سے ہم کو کوئی بحث نہیں ہم اس فرقے کی اسبات میں ہمیشہ تعریف کرینگے کہ مخالفین اسلام کا خوب جواب دیا جاتا ہے۔"

مشرق گورکھپور۔ ۲۵ اپریل ۱۹۱۸ء

دردِ دل کا اظہار

(علی حیدر کی زبان میں)

مامورانِ خدا کو ایک شانِ محبوبی دیجاتی ہے یوں تو سب سعید الفطرت ان پر ایمان لاتے ہیں۔ مگر سب کے تعلقات اپنے اپنے مذاق کے مطابق ہوتے ہیں۔ بعض کتب سابقہ کی پیشگوئیوں کا مصداق پاکر اپنے ایمان کے اندر ایک لذت پاتے ہیں۔ بعض ان کے اعجاز حکمت کلام پر جان دیتے ہیں۔ بعض کے ایمان کا دار و مدار ان کی پیشگوئیوں پر ہوتا ہے۔ اور کچھ خدا کے بندے ایسے بھی ہیں جو ... عاشق ہو کر اندر مٹے ہم۔ اپنی تو یہ مختصر سی روداد۔ ایسے لوگ بہت مزے میں رہتے ہیں۔ مجھے خوب یاد آیا جب حضرت اقدس لاہور تشریف فرما ہوئے۔ تو میاں معراج الدین صاحب کے مکان کے سامنے سڑک کی دوسری طرف ایک مولوی شیشم کے درخت پر چڑھکر دن کا اکثر حصہ گالیاں دیتا رہتا۔ کچھ اعتراض سناتا۔ اور بعض احباب سنکر رنجیدہ خاطر ہوتے۔ اور بعض ان اعتراضات کا جواب بھی اپنے دوسرے بھائیوں سے سمجھنا چاہتے حضرت مولانا عبدالکریم کے پاس میں بیٹھا تھا۔ فرمانے لگے میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ اس مولوی کی بات سنی کیونکر جاتی ہے۔ میں تو اپنے مرزا کے مطالعہ حسن میں ایسا محو رہتا ہوں کہ کوئی مخالف آواز مجھے سنائی ہی نہیں دیتی

پھر آپ سے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ حضور دس بارہ دن سے باہر تشریف نہیں لائے۔ کوئی ایسی صورت کیجئے کہ باہر آجائیں تا مشتاقان دیدار فیض پائیں کہنے لگے وہ خدا کا مامور ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ خلق خدا کتنے دن سے زیارت کے شوق میں جمع ہے میں تو کچھ کہنا بے ادبی سمجھتا ہوں۔ اور حضور کی اس ادا سے بھی مزے لے رہا ہوں ٭

مولانا عبدالکریم کی شان تو بہت بلند تھی۔ اور ان کو مباحث بھی کرنے پڑتے تھے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتابی علم پڑھ کر پھر سب کچھ بھلا دیتے ہیں۔ اور مولویانہ بحثوں سے سخت متنفر رہتے ہیں۔ وہ بس ... سے دریار تک پہنچتے ہیں وہ اگرچہ بہت کٹھن ہے مگر ان سب جھگڑوں اور رونے کے خرخشوں سے امن میں ہو جاتے ہیں ٭

تُساں رکھ ملاں کنز کدورے نوں ایتھے منیٹے کیٹے دی جا ناہیں
ایتھے عشق دا مسئلہ کھل وائی ساڈوں ہور گلاں تو سناناہیں
اساں عشق دے قاعدیوں سبق پڑھیا ملاں ہور کوئی داندا پاہیر
حیدر مذہب را الجھیڑے تھیو رسیاں اینھم کھیڑیاں دی کائی دانا ہیں

اسوقت میری چشم تصور کے سامنے وہ نو احمدی ہے جس نے ابھی ابھی بیعت کی ہے اسکے رشتہ دار اس کے احباب اس کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ بار بار اسے کہتے ہیں کہ قادیان والے کو چھوڑ دو۔ اس سے منہ موڑ دو۔ مگر وہ جواب دیتا ہے ۔

لوک نصیحتاں دے تھکے سوہنے یار توں کُنہہ نہ موڑسی نیا
تو ڑے یاوڑے پیوڑے کڈھ چھوڑن جانی یار کو کُنہہ چھوڑسیا
ہن تاں پیلے رہساں ہر دم ہی دا منیں یار سانوں کو جوڑسیا
علی حیدرا اکھیاں لالیاں کیہو قول نہوں مول تے توڑسیاں

وہ بیچارا مجبور ہے اسکے سامنے وہ رُخ پُر نور ہے جسے آنکھ کے اندھے اور نامبین سکھ نہیں دیکھ سکتے۔

اسلئے وہ انہیں بجا طور سے یہ سناتا ہے۔

ع - علم وا پڑھنا ناں نیک ہیں ہاں عشقے دی بات انو کھڑی ہے
جن نے سورج دی روشنی ہوں پیار دی جھات انو کھڑی ہے
شب قدر وی رات بہوں چنگی پر وصل دی رات انو کھڑی ہے
مشکل گھاتاں سبھے او حیدر پر ہوں دی گھات انو کھڑی ہے

باہر کے رہنے والے کیا جانیں کہ قادیان دارالامان کس سہ طلعت کا رُخ سعادت ہے۔ میں تو علی حیدر کے اس شعر کو ایک پیشگوئی کے رنگ میں پڑھ پڑھ کر مزے لئے کرتا ہوں :-

ب - سینے دی وچ نوں ساں اوہنا الف سدا خم گشت آیا
او ہا یار کلو کڑی رات والا جن جھیں ڈلکے وت آیا
سو ہنا سیم دی جا در جن کے جی کہیا زلفاں آگھونگٹ گھتایا
علی حیدر اوہا بیبا راہن احمد بن کے وت آیا

ایک روز یہ شعر میں نے کوئی چالیس بار دہرایا ہو گا۔ اور مجھ پر وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ کیونکہ ہوتی جبکہ میں اپنی زندگی کا عیش اسی احمدپور میں پاتا ہوں۔ جسکے بارے میں لسان الغیب حیدر کہتا ہے۔

الف احمدپور دیاں گلیاں وچ لوکاں سانوں سبھے گلیاں چلیاں نی
سُوٹے ساوے تے ہار حمیلاں سُرمے سانگاں سلیاں نی
ہن ڈُٹھیاں باہجھ نہ رہندی عاشق آہے ہندی مار پچھلیاں نی
ایہے کوجھے ترتر ہندے حیدر آکھو ہنیاں دے گل ٹلیاں نی

پس احمدپور میں رہتے ہوئے اس آخری زمانے میں آخر الزمان نبی میں ہو کر جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں ان کی اہمیت کا خیال مجھے بے تاب کئے دیتا ہے

الف اٹھ سوانی تنگھت دھانی ویلا پچھلی رات دا ای
اُقہل ہوئی دھیں تے وہی نہ جمی ذرکنا ہی کسو گھات دا ای
جٹ نہ شتے تے وہ وہ مندؤ نے ویلا وقت برات دا ای
جیوں جیوں بعد صبح کی کھمن او حیدر اہو ہیں تقریب دی ذات دا ای

ہندوستانی احباب مجھے معاف فرمائینگے کہ میں نے اپنے دل کے اظہار کیلئے پنجابی اشعار سے کام لیا۔ آخر انہیں بھی پنجاب سے ایک نسبت ہے۔ لال پیارا تو لال کے خال [illegible] پیارے ہی اکمل)

ساما نوی آریہ اور قادیانی مہاجر

(از منشی فضل حسین مہاجر)

کتھوڑا سا عرصہ ہوا کہ ایک ویانندی نے آریہ گزٹ لاہور میں دو سوال بغرض جواب شائع کرائے تھے۔ جن کا جواب بتوفیق ایزدی خاکسار نے عقلی و نقلی طور پر متانت و سنجیدگی کے ساتھ دیا تھا۔ پھر ہی مہاشہ ہمارا جواب الجواب آریہ گزٹ میں زیر نوٹ "ایک احمدی بھائی کی ناکامیاب کوشش پر رحم کی نگاہ" دے رہے ہیں۔

تعجب ہے کہ ان کے دو سوالوں کے جواب میں ہمارا مضمون تو ۱۲ کالم لے۔ اور ہمارے ۵ کالم کے مضمون کا جواب الجواب مہاشہ جی پونے کالم میں دیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مہاشہ جی کی حالت قابل رحم تھی نہ کہ ہماری۔ ہمنے وہ مضمون تحقیق اور کمال ہمدردی سے لکھا تھا۔ اور یہ غرض مدنظر تھی کہ مہاشہ جی اس سے فائدہ اٹھائینگے۔ مگر افسوس کہ بجائے فائدہ حاصل کرنے کے اُلٹے ہمارے ہی سر ہو گئے۔ یہ بھی نہیں کہ اگر جواب الجواب لکھنا تھا تو کم از کم سنجیدگی و متانت سے کام لیتے معلوم ہو گیا۔ کہ لالہ جی کو حق پسندی سے کوئی واسطہ نہیں صرف اگلی کتا کے شہیدوں میں نام لکھوانے کے شوق میں سوال کر دئے اور خیال کر لیا کہ جب کوئی جواب دیگا تو جواب الجواب میں اس کا منہ بند کرنے کو چند صلواتیں سُنا دینگے۔ خود ہی ہمارے جواب الجواب کے جواب کا حوصلہ نہ کریگا۔ اور ہماری سماج میں چرچا ہو جائیگی۔ کہ ساما نوی مہاشہ رادھا کشن جی نے مخالفین کا منہ بند کر دیا۔ اور مخالف لاجواب ہو گئے۔

مہاشہ جی کا کچھ بھی خیال ہو مگر ہم دوبارہ ان کو گھر تک پہونچا کے چھوڑینگے۔ انشاء اللہ۔ مگر اسوقت ہم لالہ جی کی بے ہودہ باتوں سے قطع نظر کر کے اصل مطلب کی طرف توجہ کرتے ہوئے قال اقول سے جواب دیتے ہیں۔ یہ تو ہمکو معلوم ہو گیا کہ مہاشہ جی کو حق طلبی سے مطلقاً لگاؤ نہیں۔ مگر انکے بے ہودہ مضمون کی قلعی کھولنی ہمارا فرض ہے۔ شاید کوئی سلیم الفطرت اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ مہاشہ جی لکھتے ہیں۔

نہایت سخت انتظاری کے بعد منشی فضل حسین مہاجر قادیانی کے پرچہ میں جس کا نام نہیں لکھا۔ جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ناکامیابی کا شکار ہوتے ہیں۔ لالہ جی نے جو یہ بڑ ہانکی ہے اس کی نسبت ہم اپنے قلم سے کچھ نہیں لکھتے۔ اور یہ کام منصف طبائع کے فیصلہ پر ہی چھوڑتے ہیں جو مہاشہ جی کے سوالات اور ہمارے جواب اور اب مہاشہ جی کے اعتراض اور ہمارے جواب الجواب کو دیکھیں گے وہ جان لینگے۔ کہ ناکامی کا شکار کون ہوا ہے ؟

قولہ - منشی صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ خدا نے مخلوق کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ اس کی کمال قدرت کا اظہار پورا ہو۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ منشی صاحب سوال ۲ کا جواب دیتے ہوئے سوال ۱ کو بالکل خیال میں نہیں لائے۔ کہ سوال ۱ کا حل کیسے ہوگا۔

اقول - معلوم نہیں کہ لالہ صاحب نے دوسرے کے مضمون کو کانٹ چھانٹ کر کے لکھنے اور اس پر پھر حاشیہ آرائی کرنے کا شیوہ کون سی سماج سے سیکھا ہے ؟ مہاشہ جی نے ہمارے جواب کو غور سے نہیں دیکھا۔ بلکہ جواب پڑھتے ہی جواب الجواب کی فکر میں مستغرق ہو گئے مہاشہ جی اگر واقعی ہمارے مضمون کی تردید کرنی تھی۔ تو پوری عبارت تو نقل کرتے۔ "کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا - بھان متی نے کنبہ جوڑا" کی مثل کے مصداق بنتے۔

پیارے بھائی صاحب سنئے ! اور گوش ہوش سے سنئے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل بالارادہ ہستی ہے اور وہ فاعل بالخاصہ نہیں (جیسا کہ آپ کا عقیدہ ہے) فاعل بالخاصہ کی مثال ایسے ہے۔ جیسے آگ سے طبعی طور پر گرمی کے آثار ظاہر ہوں یا پانی سے ٹھنڈک۔ سورج چاند وغیرہ سے روشنی۔ مگر خدا تعالیٰ کی نسبت

ایسا عقیدہ اختیار کرنا کمال نادانی ہے۔ فاعل بالخاصہ وہی ہوگا۔ جس سے ہمیشہ ایک ہی طور کے آثار و افعال ظاہر ہوں۔ اور اس میں ارادہ مطلقاً نہ پایا جاوے۔ مگر جب یہ کہدیا جاوے۔ کہ خدا میں صفت ارادی مطلقاً نہیں پائی جاتی تو پھر سے بھائی بتلاؤ۔ وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ نعوذ باللہ من ذالک۔

اس عقیدہ کی رُو سے (کہ خدا فاعل بالخاصہ ہے) خدا کو بے شعور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ جیسا کہ ہم اوپر ظاہر کر آئے ہیں۔ کہ آگ ہوا پانی بے شعور اشیاء کی طرح اس (خدا) سے افعال بھی بلا قصد فطرتی طور پر سرزد ہوتے ہیں۔ جیسے بتلایا ہے کہ سورج چاند وغیرہ سے روشنی۔ ان سے بھی روشنی وغیرہ بلا قصد و ارادہ ظاہر ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کو ہم اور آپ دونوں ذی شعور مانتے ہیں۔ اسلئے اس کو فاعل بالخاصہ کہنا پرلے درجہ کی حماقت ہوگی۔ دوسری بات یہ کہ اگر آپ ہمارے ان عقلی براہین سے تنگ آکر کہدیں کہ ہمیں جناب عقلی دلائل کو رہنے دیجئے۔ کوئی ہماری کتب مستند پران حوالہ پیش کیجئے۔ جس سے ثابت ہو کہ خدا میں صفت ارادی ہے۔ تو ہم تب مانینگے تو لیجئے آپ کی یہ خواہش بھی پوری کئے دیتے ہیں ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۹

"پرماتما نے ایکشن یعنی علم اور ارادہ کیا کہ میں تمام عالم کو بنا کر ظاہر ہوؤں" الخ

پیارے بھائی اب دیکھ لو کہ یہاں مجبوراً سوامی دیانند جی کو بھی ماننا پڑا کہ خدا فاعل بالارادہ ہے۔ اگر فاعل بالخاصہ ہی ہوتا تو وہ ارادہ کیسے کر سکتا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ خدا کو بالخاصہ کہنا حقیقت پر مبنی ہے۔ الی ستیارتھ کی اس عبارت سے آپ کے اس سوال کا بھی جواب مل گیا جس کو آپنے بڑے شد و مد سے لکھا تھا۔ "دیکھئے منشی صاحب اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اگر کہو تو خدا کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی ہوگی کہ ایسا کرے (نعوذ باللہ) تو ضرورت محسوس کرنے کے بعد سے اپنی ضرورت کو پورا کرنے کا عمل کیا ہوگا

یعنی خواہش پیدا ہونے کے وقت سے لیکر خواہش کے پورا ہونے تک احمدی خدا اپنی قدرت کا اظہار بالکل نہ کر سکا یعنی جیسے کہ خدا کو مخلوق کے پیدا کرنے کے لئے سٹیم انجن کی طرح اپنی سٹیم کو پورے پیمانے پر لانے کے لئے کچھ عرصہ اور بھی انتظار کرنا پڑا ہوگا"

مہاشہ صاحب آپکے اس اعتراض کا جواب سوامی جی کی عبارت میں آگیا۔ اسپر ہمیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر پھر بھی تسکین پیدا نہ ہو تو چلکے سوامی جی سے دریافت کریں کہ ہے سوامی جی۔ جو آپنے کہا ہے کہ پہلے خدا نے علم اور غور اور ارادہ کیا کہ میں تمام عالم کو بنا کر ظاہر ہوؤں"

اس سے آگے اپنی عبارت مرقومہ بالا کو پیش کر دینا۔ امید ہے کہ آپ کی اچھی طرح سوامی جی کی تسلی کر دینگے۔ ہاں اگر سوامی جی یا سوامی جی کا کوئی چیلہ آپکی تسلی نہ کر سکا۔ اور آپ تسلی کرلیں کہ ہماری سوامی جی سے تسلی نہیں ہو سکی۔ تو ہم اسوقت پھر آپ کی تسلی کرنے کو حاضر ہونگے۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

قولہ۔ محض منشی صاحب ہی دیکھتے ہیں کہ نیستی ہی سے قدرت خدا ظاہر ہو سکتی ہے۔ اگر نیستی سے خدا کو منسوب کہتے ہو۔ تو آپکے خدا کی صفات کا کیا کہنا۔

اقول۔ لالہ صاحب! اللہ انصاف سے بتلانا کہ آپنے ہمارے مضمون میں سے یہ نتیجہ کہاں سے نکالا کہ خدا کی قدرت نیستی ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔ خدا کا خوف کرو۔ ہمارا تو ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ازل سے اپنے انوار و تجلیات کو دنیا پر کرتا آ رہا ہے۔ اور ابد تک کرتا رہیگا۔ ہم نے پہلے بھی وضاحت سے بتلایا تھا۔ کہ خدا فاعل بالارادہ ہے۔ وہ ازل سے ہے۔ اور ازل سے ہی اس کی صفات کام کر رہی ہیں۔ تمام صفات کبھی معطل و بیکار نہ ہوئی ہیں اور نہ ہونگی۔ اِلّا وہ بھی کسی ایک صفت سے کام نہ لے۔ تو ممکن ہے۔ کسی کو اس پر جبر نہیں۔ ہاں اگر وہ بالخاصہ نعوذ باللہ بے شعور ہوتا۔ تب کہہ سکتے کہ اس سے بغیر اس کی مرضی و ارادہ کے کام ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ سورج وغیرہ سے طبعی طور پر روشنی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اس اظہار میں سورج وغیرہ کی مرضی و ارادہ کا مطلقاً دخل و واسطہ نہیں۔ مگر یہ اصل کے خلاف ہے۔ مہاشہ جی یاد رکھیں۔ ہم مخلوق کا وجود نوعی طور پر قدیم مانتے ہیں شخصی طور پر نہیں۔ پس کوئی ایسا وقت نہ ہوا ہوگا کہ خدا تعالےٰ اپنے اظلال و آثار انوار و تجلیات کو ظاہر نہ کرتا ہو۔ مگر برعکس اسکے جناب کی مسلمہ و مقدسہ کتب سے دکھلایا تھا کہ ویدک پرمیشور ایک عرصہ دراز تک سویا رہتا ہے۔ ہم اس مقام کو دوبارہ لکھدیتے ہیں اگر آپنے اسوقت نہ پڑھا ہو۔ تو اب ملاحظہ کر لیجئے۔

دیکھئے منوسمرتی مترجمہ درشنانند جی ادھیائے ا شلوک ۷۲۔

"پرمیشور کا ایک دن یا ایک رات ایک ہزار چترجگی کے برابر ہے"

اور دیکھئے۔ منو ادھیائے ا شلوک ۷۴۔

"وہ پرمیشور اپنے دن میں کام کرتا ہے اور رات کو سوتا ہے۔ جب جاگتا ہے۔ تب سنکلپ بکلپ من کو سرشٹ رچنے کے لئے آگیا دیتا ہے"

ایک ہزار چترجگی کا زمانہ اگر معلوم کرنا چاہیں۔ تو ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۲۔ نوٹ از مترجم ستیارتھ۔

"ایک ہزار چترجگی یعنے چار ارب بتیس کروڑ برس تک دنیا بنی رہتی ہے الخ"

معلوم ہوا کہ ویدک ایشور چار ارب بتیس کروڑ برس تک خواب استراحت فرماتے ہیں یہ نہیں کہ کوئی صفت بیکار ہو بلکہ خود ہی سوئے رہتے ہیں۔ تو جو شخص سویا رہے کیا وہ اپنی صفات سے معطل و بیکار نہ سمجھا جائیگا افسوس کہ مہاشہ جی نے جواب الجواب کے وقت اپنے گھر میں جو سوراخ ہو رہے ہیں۔ انکی طرف توجہ نہ کی اور غت ربود کر گئے۔ اور ان حوالجات کا جواب میں ذکر تک نہ کیا۔ سادہ آئیں بائیں شائیں کرکے ۲ کالم سیاہ کر دئے۔

بکج ہے کہ نہ محقق بود نہ دانشمند
چارپائے بر او کتابے چند

(باقی دارد)

انی مہین من اراد اہانتک

یہ وحی الٰہی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے پوری کی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذکورہ بالا الہام بہت دفعہ پہلے ظہور میں آچکا ہے۔ اور آتا ہے اور آتا رہیگا۔

تھوڑی مدت گذری ہے کہ اس الہام نے پھر ایک جلوہ دکھایا۔ اور دشمنوں کی آنکھوں میں تیر لگایا۔ لیکن وہ نہ سمجھے اور اپنے ہاتھوں سے اسکو پورا کر کے دکھلایا۔

یہ الہام اسطرح پورا ہوا کہ قادیان میں غیر احمدیوں نے اپنا مذہبی جلسہ منعقد کیا۔ اور اپنے تمام بڑے بڑے علماء کو مدعو کیا جنمیں مولوی محمد حسین بٹالوی بھی تھے جو کہ اول المکفرین ہیں۔ اور مسیح موعود کے حق میں الفاظ قبیحہ و عبارات شنیعہ لکھنے والے ہیں۔

قبل اسکے کہ میں اس واقعہ کو لکھوں۔ آپکی توجہ جلسہ مذاہب کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں۔ وہ ایسا جلسہ تھا کہ جس میں تمام مذاہب کے اراکین جمع تھے۔ اور پھر تھا بھی پنجاب کے سنٹر میں۔ جہاں کہ ہزارہا لوگ حاضر تھے۔ وہاں پر ایک شخص کی اہانت ہونا اور ذلیل و رسوا ہونا دوسرے لفظوں میں تمام دنیا میں رسوا ہونا ہے۔ جب پہلے حضرۃ صاحب کی تقریر سنائی گئی۔ تو بعد میں مذکورہ بالا مدعی علم و فضل بالمنبر ہوئے اور تقریر شروع کی۔ اس تقریر کا خلاصہ مضمون حضرت صاحب نے اپنے ایک قصیدہ میں لکھا ہے جنمیں سے چند اشعار آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(۱) فصال علی الاسلام فی جمع العدیٰ۔ وقد کان یعلم انہ یتملق۔ ترجمہ اسنے اسلام پر بموجودگی تمام دشمنان اسلام حملہ کیا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے

(۲) وحقرکیلا الھنود دینہ سوداھی من وحد [illegible] کمتمق ادہ ہنود کے بڑوں اور ان کے دین کی تعریف کی مادہ منافقانہ چال چلا۔

(۳) اذا ما انجنی دینا من عداعتی۔ فاخزاہ رب [illegible] ما فظ الحق۔ اس نے میری عداوت کیوجہ سے اسلام [illegible] پس خدا نے اس کو رسوا کیا۔

[illegible] ... الیفنا

بالسکوت دار فتی۔ اور انہوں نے اسکو کہا کہ اے شیخ تیرا وقت گذر چکا ہے۔ پس اپنے نبی کے ہوتے ہوئے ہم پر احسان کر۔ اور نرمی اختیار کر۔

اسیطرح یہاں بھی مولوی محمد حسین صاحب جب کھڑے ہونے پر ہوئے۔ تو مجلس معتمدین جلسہ کا قائمقام آپکے پاس گیا اور کہا کہ آپ کا وقت تو گذر چکا ہے۔ بعینہ وہی الفاظ کہ وقالوا لہ یا شیخ وقتک قد مضیٰ پھر یا تو ایز مہمانوں میں لیجانے کے لئے مستقبلوں نے کہا نہیں یا مولوی صاحب نے خود جانا گوارا نہیں کیا۔ بہرحال مولوی صاحب کو خانہ سے اسیوقت قہقرانہ رجعت پر مجبور ہوئے اور الٹے پاؤں واپس جانا پڑا۔ پس وہ شخص جسکی غیروں نے بھی اہانت کی اور اپنوں نے بھی۔ تو اس سے بڑھکر اور کونسی اہانت ہو سکتی ہے جسطرح مولویصاحب کو پھر وہ جلسہ مذاہب کا موقعہ نصیب نہیں ہوا۔ انشاء اللہ یہاں آکر ایسے جلسہ کا موقعہ نہیں ملیگا جسطرح جلسہ مذاہب پھر نہیں ہوا اسی طرح انشاء اللہ یہ بھی نہ ہوگا۔ پس مولوی صاحب کا ریکارڈ جو کہ ا موقعوں میں بدتھا بند کا سنہری والسی ڈاک ہوا۔

پھر مولوی صاحب نے وقت بھی مانگا کہ میں اپنا وقت لونگا نہیں تو میرا نام کیوں لکھا تھا اور مجھے مدعو کیوں کیا اسلئے کہ وہ انکار کا جلسہ مذاہب میں مزا چکھ چکے تھے جب انہوں نے کہا کہ اے شیخ تیرا وقت گذر چکا ہے تو مولوی صاحب نے آگے انکار کر دیا۔

فلما ابی منفاہ صدر المنتدی۔ بزجر بلیق مذی مکاند اخسق۔ جب مولوی صاحب نے انکار کیا۔ تو اسکو صدر المنتدی (مجلس کے پریزیڈنٹ) نے اسکے ایسی جھڑکی کے ساتھ جو کہ حکم بیہودوں کا علاج ہے علیحدہ کر دیا۔ اسواسطے مولوی صاحب یہاں خاموشی سے واپس ہوگئے۔ اھان المہیمن من اراد اھانتی۔ فرہق وبیعض الحق اکمت یومع۔ خدا نے اس شخص کی جس نے میری اہانت کا ارادہ کیا۔ اہانت کی۔ پس حق کی چمک کہ دیکھ اگر تو غور سے دیکھنے والا ہے۔ وہ دن ہی دیکھ کہ جب اسٹیشنوں پر ہزارہا آدمی جایا کرتے تھے اور اب دیکھ کہ کوئی پوچھتا نہیں۔ پس کیا اسمیں حضرت مسیح موعود کی سچائی پر صاف دلیل نہیں سچ تمام مخالفوں م

ضربت فضل السیر حسنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

[illegible]

[illegible]

وہ [illegible] والدین کے [illegible] ہونے ہتھے مایوس ہو چکے تھے [illegible] سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ اور [illegible] میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور مویدین لئے دعا فرماویں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ عہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنی دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے (للعہ)

المشتہر

نظام جان و عبد الرحمن کاغانی قادیان (گورداسپور)

[illegible] ... شائع کیا)

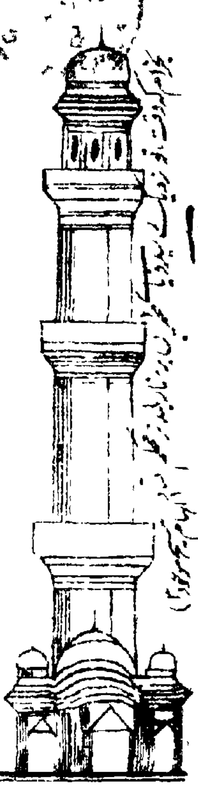
رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۲۲

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

جلد ۲ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۱۱ء | نمبر ۱۹



سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ۹ر کو دہلی سے روانہ ہو کر بخیریت تمام ۱۰ر مئی کو بمبئی پہونچ گئے۔ اور حضور کی طبیعت بفضلہ تعالےٰ دن بدن صحت پذیر ہے۔ جمعہ حضور نے جماعت بمبئی کے ساتھ پڑھا۔ احباب حضور کی صحت کامل و بخیریت واپسی کی دعائیں کریں

جنازہ غائب۔ مخدومی حاجی عبدالقدیر صاحب شاہجہانپوری کی اہلیہ محترمہ ایک لمبی علالت کے بعد فوت ہوگئی ہیں۔ احباب جنازہ غائب پڑھ کر ثواب حاصل کریں اور پسماندگان کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرماوے اور حاجی صاحب کو نعم البدل دے۔ آمین

سب پوسٹماسٹر قادیان پر جو مقدمہ خاکسار ایڈیٹر فاروق کیطرف سے زیر دفعہ ... ۵۰۰ تعزیرات ہند دائر ہے اس کی

ڈاکخانہ قادیان پر انصاف

نمبر (۶)

گذشتہ اشاعتوں میں ہم نہایت اختصار کے ساتھ بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان نے طرز عمل و نا جائز کارروائیوں کا ذکر کر چکے ہیں ... ذاتی ... کے متعلق جو پبلک شکایات ہم ... ہوئی ہیں ... وہ بھی درج کر چکے ہیں۔ منجملہ جن کے ... بابو ... قادیان کا منیجر الفضل کے نام کی ایک چٹھی کو کھول کر پڑھ کر سربند کر کے دیے کی شکایت ... صاحب قریشی درج ہو چکی ہے ...

اور ہم نہایت ہی قابل افسوس شکایت کو پیش کر کے افسران بالا کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ جس ڈاکخانہ میں پبلک کی چٹھیات کھول لی جاویں۔ وہاں سے

... ڈاک پر پبلک کو کس قدر اعتماد ہو سکتا ہے۔ اور ... ڈاک ... رجسٹر و پارسل تک کھل جاویں وہاں کے ... پھر کیا ٹھکانا ہی نہیں

ڈاکخانہ میں پارسل کا کھولنا

چنانچہ اسی ڈاکخانہ قادیان کے متعلق موجودہ عملہ ڈاکخانہ کے بارے میں ... مارچ ۱۹۱۱ء کو عبدالرحمن نظام جان ... کارخانہ ہمدرد بیماراں کی طرف سے ہمارے پاس ایک شکایت ہوئی۔ کہ ان کا ایک پارسل ڈاکخانہ میں کھلا۔ اور اس میں جو دوائی تھی اس ... نکال لیا جس سے ... کا بہت نقصان پہنچا ... پھر اس پارسل کو ... رجسٹر کر دیا۔ شکایت کنندگان مفصلہ ...

... ۱۹۱۱ء کو ... مرسلان ...

ایک پارسل ... روپے ... ۱۹۱۱ کی ... ضلع ہزارہ سے منگائی تھی جب پارسل پہنچے

دخل کرلیا تو میں تو رسالی نے مجھے کہا کہ میں
کیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم کیوں پوچھتے ہو۔ اس
نے کہا کہ یہ پارسل کھلا ہوا تھا۔ اور جو کچھ اس
میں تھا وہ پہلے بابو جی نے کھایا۔ اور پھر بعض
اہلکاران ڈاک خانہ کو کھلایا۔ اسکے کھانے
سے فوراً حلق بند ہونے لگے۔ اور بعض کو
قے بھی آئیں۔ آپ مہربانی کرکے کوئی علاج
بتاویں۔ میں نے کہا کہ میں رپورٹ کروں گا
کہ میرے پارسل پر ناجائز تصرف کیا گیا۔ اور
جب کھلا ہوا تھا۔ تو پھر خود ہی کر اس کو کیوں
بھیجا" نظام جان بقلم خود۔

کس قدر جرأت اور اندھیر ہے کہ ڈاک خانہ کا ذمہ وار افسر ایک پارسل پر تصرف کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں جھجکتا۔ اسکے سامنے سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر وہ پرواہ نہیں کرتا۔ پھر یہ دلیری کہ پارسل میں جو دوائی ہے۔ وہ نکالکر کھائی اور کھلائی جاتی ہے۔ اور ذرا نہیں خیال گذرتا کہ اس کا مالک کیا کہیگا۔ اور پھر اس کو سیکر یا بند کر کے تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور یہیں تک نہیں بلکہ ڈاکخانہ کے باہر معزالدین ایک شخص جو ٹکٹ وغیرہ فروخت کرنے کے لئے بٹھایا ہوا ہے۔ اس کو بھی اس دوائی میں سے ایک گانٹھ دیجاتی۔ اور تحقیق کرایا جاتا ہے کہ وہ دریافت کرے یہ کیا دوائی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس دوائی کو پتہ لگنے پر ہضم کر لینے کا ارادہ ہے۔ معزالدین مذکور بازار میں لیکر دوا فروش سے پوچھتا ہے کہ یہ کیا ہے۔ جیسا کہ عبداللہ عطر فروش جو جلد سازی کی دکان متصل ڈاک خانہ قادیان کرتا ہے۔ لکھتا ہے کہ:-

"کل مجھکو معزالدین نے ایک گانٹھ سبز مثل آلو دکھلائی۔ اور پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھ کو علم نہیں۔ پھر کہا اسے چکھو۔ میں نے جب اسے چکھا تو اس سے میرے منہ کو سخت تکلیف ہوئی۔ اور ایک ... پھر ... پوسٹ مین ... کہ ... بھی چکھائی ہے

اور سخت گلہ دکھا۔ اس کا کیا علاج ہے۔ میں نے اُسے دودھ بتلایا۔ اور مجھ کو ابھی تک تکلیف رہی ہے" عبداللہ خان جلد ساز قادیان

اب حکام بالا غور فرماویں کہ کیا یہ اندھیر نہیں کہ ڈاکخانہ میں پارسل کھولے جاویں۔ اور اس میں سے اشیاء نکال کر استعمال کی جائیں۔ اگر یہ خطرناک زہریلی دوا نہ ہوتی۔ کوئی اور چیز قابل استعمال اہلکاران ڈاکخانہ قادیان ہوتی۔ تو کیا وہ ان کی دست برد سے بچ رہتی۔ پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ اس کو خود سی کر یا بند کر کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ اگر اس کے کھانے سے تکلیف نہ ہوتی۔ تو شاید یابندگان کو اتنا پتہ بھی نہ لگتا۔ یہ تو ان کے گلے بند ہونے اور قے ہونے سے فکر ہوا کہ کہیں کوئی مر نہ جاوے۔ تو جا بجا علاج کی تلاش کرنے لگے۔ سب جاکر پتہ لگ گیا۔

اس مقدمہ کی تحقیقات کے لئے منجانب افسران ڈاک خانہ بٹالہ سے انسپکٹر صاحب ڈاکخانجات آئے تھے۔ انہوں نے جس طرز سے اس کی تحقیقات کی وہ اور بھی قابل مضحکہ اور لائق نوٹس ہے۔ جس کا ذکر ہم آئندہ نمبر میں معہ دیگر شکایات کے درج کرینگے۔

تبلیغ رسالت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مجموعہ اشتہارات کی جلد اول کی اشاعت میں ضرورت سے زیادہ توقف ہوا۔ اور شائقین کو بہت انتظار کرنا پڑا۔ مگر یہ توقف خاکسار مرتب اشتہارات کی جانب سے نہیں ہوا۔ بلکہ چھپائی کی دقتوں کی وجہ سے اسقدر دیر ہوئی ہے۔ کل کتاب معہ ٹائٹل چھپ چکی ہے۔ صرف پلیٹ کاپیاں جو امرتسر بھیجی گئی تھیں۔ وہ آج تک نہیں طبع ہوئیں۔ اب وہ کاپیاں واپس منگوالی ہیں۔ اور انشاء اللہ قادیان میں ہی ان کو طبع کرایا جائے گا۔ بعض اشتہارات کے مجموعہ کے واسطے اور رسالہ احمدی کی اجراء کی خاطر خاکسار نے فاروق پریس کی منظوری حاصل کی ہے تاکہ اپنے پریس میں یہ کام کیا جائے۔ ...

بھی ابا ... بلالیا ہے۔ مگر کل کش نہیں ملتے۔ تلاش کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ جلد ہر فاروق پریس جاری ہو جائیگا پھر سب تکالیف جو مجموعہ مذکور کی چھپائی کے متعلق پیش آتی ہیں۔ رفع ہو جائینگی۔ اور باقی جلدیں بہت جلد ہدیہ ناظرین ہونگی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پریس کے اجراء میں جن اسباب کی ضرورت ہے وہ مہیا کر دے آمین ۔

مکرمی ڈاکٹر سید ولایت شاہ صاحب نے افریقہ سے مبلغ پچاس روپیہ تبلیغ رسالت کی امداد میں ارسال فرماکر ثواب دارین حاصل کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ آمین ۔

مخدومی مولوی غلام محمد صاحب گلگت سے دس روپیہ تبلیغ رسالت میں عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ مولوی صاحب کو اس کا اجر عظیم دین و دنیا میں عطا فرمائے۔ آمین

حیدرآباد اور کلکتہ کے احمدی احباب نے ابھی تک وعدہ ایفا نہیں فرمایا۔ اُمید ہے کہ وہ بہت جلد اس طرف توجہ فرماوینگے

نظم

حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی

کہاں غائب ہا نظروں سے تو ای مہ جبین برسوں
تری فرقت میں ہم تڑپا کئے اندوہگیں برسوں
خدا کے فضل سے پایا زمانہ ہم نے مہدی کا
وہ مہدی منتظر جسکے رہے ہیں مومنین برسوں
بنایا اپنا نائب جس کو چاہا حق تعالےٰ نے
رہے سر پیٹتا اب اپنا ابلیس لعین برسوں
ہوئے ادیان باطل جتنے پیدا اس زمانے میں
رہے گا سر کچلتا ان کا یہ دین متین برسوں
دکھادے یاالٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں لایا کئے وحی خدا رُوح الامیں برسوں
نہ جائینگے در مہدی سے ہم ٹل کر کہیں حافظ
کرینگے علم دیں حاصل گذاریںگے یہیں برسوں
سبق اس کو پڑھاؤں معرفت کا اور حقیقت کا
رہے صحبت میں میری زاہد حجرہ نشین برسوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۱۶ مئی ۱۹۱۸ء

قاتلانِ حسین کون تھے؟

بجواب ذو الفقار

مکرم منشی خادم حسین صاحب خادم بھیروی کے قلم حقیقت رقم سے

اخبار ذو الفقار مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۱۸ء میں میرے ایک نادیدہ اثنا عشری دوست نے ایک مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ہے۔ اشعث بن قیس الکندی اسمیں آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ چونکہ اشعث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بہنوئی تھا۔ اور اس کا بیٹا محمد قاتلان حسین میں سے تھا۔ اور وہ کوفہ میں رہتا تھا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ قاتلان حسین سُنی تھے۔

نیز اس عنوان کے ماتحت آپ نے خواہ مخواہ غیر متعلق مباحث کا بھی ذکر کر کے اخبار کے تقریباً تین کالم ضائع کئے ہیں۔ اڈیٹر ذو الفقار کو ایسے قابل نامہ نگار نصیب رہیں۔ اس غیر متعلق مباحث میں آپ نے ان مرتدین اسلام کا رونا بھی رویا ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی تمام ملک عرب میں پیدا ہو گئے تھے اور اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی قوت ایمانی و استقلال خداداد سے ان کی فوراً سرکوبی نہ فرماتے تو خدا تعالے دین اسلام صدیوں سے نیست و نابود ہو چکا ہوتا۔ قابل نامہ نگار کے نزدیک وہ سب لوگ جو اپنے ارتداد پر قائم رہنے کی وجہ سے قتل ہوئے درحقیقت مرتد نہ تھے۔ بلکہ پابند صوم و صلوٰۃ اور پکے مسلمان تھے۔

میرے نزدیک نامہ نگار صاحب کا یہ مضمون محض اعتراضات کا مجموعہ ہے۔ ہرگز قابل التفات نہیں ہے۔ مگر چونکہ ایک خاص عزیز کی ایک مدت سے خواہش ہے کہ انکے اعتراضات و شبہات کا ضرور جواب دیا جائے۔ اسواسطے میں مختصراً کچھ عرض کر دیتا ہوں

۱۔ اشعث بن قیس الکندی بے شک ابوبکر صدیق کا بہنوئی ہے۔ اور اس کی بیٹی جعدہ کی نسبت مورخین کا بیان ہے کہ امام حسن علیہ السلام کو زہر دی۔ اور محمد بن اشعث بروایت کلینی شریک خونریزی امام حسین علیہ السلام ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ نامہ نگار کے نزدیک محض اس رشتہ کی بنا پر وہ سُنی کیسے ہو گئے؟ اور ابوبکر صدیق پر اس کا کیا الزام ہے؟ اگر ان پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو ہمشیرہ دے دی۔ جو پہلے مرتد ہوا اور پھر دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ تو اس میں کونسی شرعی قباحت ہے۔ بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو بہ نیت تالیف قلوب انہوں نے ایسا کیا۔ اور یہ امر نہ مستلزم عتاب۔ بلکہ مستوجب حسنات و ثواب بے حساب ہے۔ ان بیچاروں کو کیا معلوم تھا کہ اس کی لڑکی یا لڑکا کل ایسے افعال شنیعہ کے مرتکب ہوں گے۔ تعجب تو امام حسن علیہ السلام پر ہے۔ جن کو حسب اعتقاد شیعہ علم ما کان وما یکون حاصل تھا۔ انہوں نے ایسے شریروں سے کیوں پیوند کیا۔ اور مفت میں اپنی جان گنوا دی۔ لیکن اصل یہ ہے کہ یہ خاندان شیعہ تھا۔ اور اسی وجہ سے یہ رشتہ امام ابن امام علیہما السلام نے اشعث کی دختر نیک اختر سے کیا تھا۔ ان کے شیعہ ہونے پر امور ذیل قابل غور ہیں:-

اوّل۔ خود نامہ نگار صاحب کو تسلیم ہے کہ وہ امیر معاویہ کے مقابلہ میں جناب علی کے ہمرکاب تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ جان نثاران جناب موصوف میں سے تھا۔

دوم۔ جناب حسن علیہ السلام نے اس کو شرف مصاہرت بخشا اگر وہ ناصبی ہوتا تو حسب الحکم باری تعالے لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء۔ امام کبھی اس کو اپنا رشتہ دار نہ بناتے۔

سوم۔ کوفی تھا۔ اور کوفی ہونا شیعہ ہونے کی قوی دلیل ہے کیونکہ کتبوں سے فاضل اجل نور اللہ شوستری نے لکھا ہے جسکو آگے چل کر عرض کروں گا۔

چہارم۔ کتب شیعہ سے ثابت ہے کہ محمد جو قاتلان امام حسین علیہ السلام میں سے ہے۔ وہ بھی پہلے شیعیان علی علیہ السلام میں سے تھا۔ ابو محمد اشعث بن قیس الکندی۔ ارتد بعد النبیؐ فی ردۃ اھل یاسر نجہ۔ ابوبکر اخت ام فروۃ وکانت عوراء فولدت لہ محمداً کان من اصحاب علیؑ ثم صار خارجیاً ملعوناً۔ منتہی المقال مطبوعہ ایران صفحہ ۶

اگر ابوبکر صدیق کے رشتہ کی بنا پر وہ سُنی ہو گئے تو امام حسن کے رشتہ کی بنا پر ان کو شیعہ کیوں نہ کہا جائے خصوصاً جبکہ ان کا جناب علی علیہ السلام کے ساتھ جہادوں میں بھی شریک ہونا ثابت ہے۔ اور پھر ان کا کوفی ہونا تو اور بھی انکے تشیع کی تائید کرتا ہے۔ باقی رہا قاتلان امام حسین علیہ السلام کا سُنی نہ ہونا وہ امر واقعہ ہے۔ جو کئی بار مرات میں کتب شیعہ سے ثابت کر چکا ہوں۔ اور اب پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ میرا یہ دعوے تو معروضہ ذیل کی بنا پر ہے۔ گوالیاری نامہ نگار صاحب دوبارہ غور کریں:-

(۱) مقتل ابو المخنف و ناسخ التواریخ میں بصراحت مرقوم ہے۔ کہ قاتلان امام حسین سب کوفی تھے۔ اور ان میں شامی یا حجازی کوئی آدمی نہ تھا۔ ولیس فیھم شامی ولا حجازی۔

اور قاضی نور اللہ شوستری جیسے مہتم بالشان شیعہ فاضل کا فتویٰ ہے کہ کوفی الاصل ضرور شیعہ ہوتا ہے۔ اور شیعہ بھی ایسا کہ اسکے اثبات تشیع کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ اور پھر اسکے ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ کوفی الاصل کا سُنی ہونا خلاف اصل اور دلیل کا محتاج ہے۔ اگرچہ ابو حنیفہ کوفی ہو۔ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔ وبالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد۔ وسُنی بودن کوفی الاصل خلاف الاصل ومحتاج بدلیل است و اگر ابو حنیفہ کوفی باشد۔ دیکھو مجالس المومنین مجلس اول مطبوعہ ایران صفحہ ۲۵

(۲) امام حسین علیہ السلام کو کس نے کوفہ میں طلب کر کے چھوڑ دیا؟ سُنی نہ تھے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے۔ اور یہ بیٹے معتقدین مسلمہ واقعہ کربلا میں کتب معتبرہ شیعہ سے بھی ملتا ہے۔

چشم پر نقیب نام کتاب دعوت عمل عباسیت میں ان کا ایراد کیا ہے۔ اب دوبارہ نقل کروں۔ تو خوف طوالت ہے لیکن یہاں پر کم از کم ایک حوالہ نقل کر دیتا ہوں۔ جو سلیمان بن صرد کے اس انتقام پر مشتمل ہے۔ جو انھوں نے بعد واقعہ کربلا بنی اُمیہ سے لیا۔ اور اس انتقام سے پہلے اس جرم عظیم کا خود اقبال کیا۔ اور توبہ تائب ہوئے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

منشا خروج سلیمان بن صرد۔ منشا خروج بر بنی اُمیہ آں بود کہ طائفہ کہ از کوفیاں با مسلم بن عقیل عہد و بیعت کردہ بودند۔ و نقض عہد کردہ امام حسینؑ را نصرت ننمودند تا با اہلبیت و اصحاب خود بدرجہ شہادت رسید۔ بعد از چندگاہ متنبہ شدہ انگشت حیرت بدندان گرفتہ بر خود نفرین کردند۔ کہ خسران دنیا و آخرت نصیب ما شد کہ بعد از انکہ امیر المومنین حسینؑ را طلب داشتیم تیغ در روئے او کشیدیم تا از سبب بیوفائی ما رسید بدو آنچہ رسید۔ و سرداران ایں جماعت پنج نفر بودند سلیمان بن صرد الخزاعی و مسیب بن نجبہ الفزاری و عبداللہ بن سعد الازدی و عبداللہ وال التمیمی و رفاعہ بن شداد۔ و ایں ہر یکے از معارف اصحاب امیر المومنین بودند و چوں عزیمت ایشاں بطلب (صفحہ ۳۵۴) خون امام حسین علیہ السلام تصمیم یافت جمع کثیر در سرائے سلیمان بن صرد جمع آمدند و مسیب بن نجبہ کہ مصحوب عمر نحس بکربلا رفتہ بود۔ آغاز سخن کردہ گفتند خدائے تعالیٰ ما را بطول عمر مبتلا گردانید تا در انواع فتنہا افتادیم و بہ امور ناشائستہ متہم گشتیم اکنوں از اعمال سیئہ خود نادم گشتہ مے خواہیم کہ دست در دامن توبہ و انابت زنیم۔ شاید کہ خداوند عز و علا توبہ قبول کردہ بر ما رحمت کند و ہر کس باز آں جماعت کہ بکربلا نرفتہ بودند عذر مے گفتند۔ سلیمان بن صرد گفت ما ہیچ چارہ نمے دانیم۔ جز آنکہ خود را در عرضہ تیغ آوریم۔ چنانچہ بعدی از بنی اسرائیل تیغ بر یکدیگر نہادند۔ قال اللہ تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا۔ و مجموع شیعہ بر زبان سیئے استغفار در آمدہ × × × آنگاہ اتفاق نمودہ بامارت سلیمان بن رضا دادند۔ و اورا بامیر التوابین ملقب ساختند × × × × و چوں قریب بہ قبر امیر المومنین حسین علیہ السلام رسیدند۔ باہم گفتند۔ سزاوار آنست کہ دامن در توبہ و انابت زنیم۔ و از او عذر خواہیم۔ آنگاہ متوجہ مقصد شویم الی آخرہ صفحہ ۳۵۵۔ مجالس المومنین

ترجمہ۔ سلیمان بن صرد نے جو بنی امیہ پر خروج کیا اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ جن کوفیوں نے مسلم بن عقیل کے ساتھ عہد اور بیعت کی تھی۔ اور پھر اس عہد کو توڑ دیا۔ اور امام حسین علیہ السلام کی امداد نہ کی۔ جس کی وجہ سے امام معہ اپنے اہل بیت اور اصحاب کے درجہ شہادت پر پہونچے۔ کچھ مدت کے بعد اس سے جوکس ہو کر مارے تعجب و حیرت کے اپنے آپ پر لعنت کرنے لگے کہ دنیا اور آخرت کا ٹوٹا ہمیں نصیب ہوا کہ باوجودیکہ امام حسین علیہ السلام کو ہم نے طلب کیا۔ پھر انکے مقابلہ میں ہمنے تلواریں کھینچیں۔ ہماری اس بیوفائی سے امام کا جو حشر ہوا سو ہوا۔ اس جماعت کے سردار پانچ آدمی تھے۔ سلیمان بن صرد الخزاعی و مسیب بن نجبہ الفزازی و عبداللہ بن سعد الازدی و عبداللہ بن وال التمیمی و رفاعہ بن شداد۔ اور پانچوں شخص جناب علی علیہ السلام کے مشہور و معروف اصحاب میں سے تھے۔ جب ان کا ارادہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے پر مصمم ہو گیا۔ تو بہت سے لوگ سلیمان بن صرد کے گھر جمع ہو گئے۔ اور مسیب بن نجبہ نے جو عمر منحوس کے ساتھ کربلا میں گیا تھا بات چھیڑ کر کہا کہ خدائے تعالےٰ نے ہمیں عمر دیکر مبتلا کیا۔ جس سے ہم قسم قسم کے فتنوں میں پڑ گئے۔ اور نالایق کرتوتوں سے ہم بدنام ہو گئے۔ اب اپنے بُرے اعمال سے شرمندہ ہو کر چاہتے ہیں کہ توبہ اور رجوع کے دامن کو پکڑیں۔ شاید کہ خدا ہماری توبہ کو قبول فرماوے اور ہم پر رحمت کرے۔ اور ہر ایک شخص جو ان میں سے کربلا میں شامل ہوا تھا۔ عذر خواہی کرتا تھا۔ سلیمان بن صرد نے کہا کہ کوئی چارہ نہیں۔ سوائے اسکے کہ تلوار کی گھاٹ میں اتریں۔ جیسے کہ بنی اسرائیل نے ایک دوسرے کو (بوجہ جرم گوسالہ پرستی قتل کیا تھا) چنانچہ آیت انکم ظلمتم میں خدا فرماتا ہے۔ کہ تم نے گوسالہ کو اپنا خدا بنا کر اپنی جانوں پر سخت ظلم کیا۔ پس اپنے پروردگار کے آگے جھک جاؤ۔ اور ایک دوسرے کو قتل کرو۔ اسپر سب شیعہ توبہ تائب ہوئے۔ اور پھر اتفاق سے سلیمان بن صرد کو امیر بنا کر اس کو امیر التوابین کا لقب دیا۔ اور جب امام حسین علیہ السلام کی قبر کے نزدیک پہونچے۔ تو آپس میں کہا کہ مناسب اب یہ ہے کہ توبہ کریں۔ اور امام مظلوم سے عذر خواہی کریں۔ اور اپنے مقصد کی طرف متوجہ ہوں۔

واقعات مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ یہ سب لوگ قبل واقعہ شہادت شیعہ تھے۔ بعد از شہادت امام حسین ان میں سے دو گروہ ہو گئے۔ ایک وہ جو تائب ہو کر پھر شیعہ ہو گئے۔ اور دوسرے وہ جو شیعہ تھے۔ مگر اپنے طمع نفس میں اسیر رہ کر ہوا خواہان دولت بنی اُمیہ میں داخل و شامل رہے۔

بشرطیکہ شیعوں کو اپنے اماموں کی روایات پر یقین ہو۔ اور وہ ان کے ارشاد کو سچا مانتے ہوں۔ تو میں ایک ایسا فتویٰ امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے عرض کرتا ہوں۔ جس سے یہ سب لوگ باوجودیکہ نہ انہوں نے امام مظلوم کے مقابلہ میں تلوار اٹھائی ہو نہ کسی معصوم پر تیر چلایا ہو۔ قتل امام کے مجرم قرار دئے جا سکتے ہوں۔ وہ ارتکاب کیا ہے؟ اماموں کے راز اور ان کی مخفی باتوں کا اظہار کرنا اور وہ فتوے یہ ہے۔

(۱) عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال من اذاع علینا شیئاً من امرنا فھو کمن قتلنا عمداً و لم یقتلنا خطاءً۔ یعنے جس نے ہمارے امر میں سے کوئی ظہور بھی افشاء کیا۔ تو اُسنے ہم کو دیدہ دانستہ قتل کیا۔ یہ نہیں کہ بھول چوک سے قتل کیا۔

(۲) عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ما قتلنا من اذاع حدیثنا قتل خطاء ولکن قتلنا قتل عمد

دیکھو اصول کافی باب الاذاعتہ۔ یعنی آپ نے فرمایا کہ قتل کیا جس نے ہماری بات کو فاش کیا از روئے خطا ۔ بلکہ قتل بالعمد کا اس نے ارتکاب کیا۔ اس کی تشریح میں فاضل شارح کافی فرماتے ہیں :-

"مراد ایں است کہ چوں نہی از فاش کردن راز یاد رسید و مخالفت کردہ تا باعث قتل امام حسین شدہ و باعث قتل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مے شود ایں قتل عمد است۔ دیکھو صافی شرح اصول صافی۔

یعنے اس سے مراد یہ ہے کہ جب اس شخص کو راز فاش کرنے کی ممانعت امام نے فرما دی ۔ اور اس نے باوجود اس کے مخالفت کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قتل امام حسین علیہ السلام کا باعث ہوا ۔ اور اس طرح امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قتل کا باعث بھی ہوگا ۔ پس اس بنا پر یہ فاش کرنا قتل عمد ہے اور بس۔

اس تشریح سے پتہ چلتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے راز کو ضرور فاش کیا گیا ہے ۔ اور اس کے فاش کرنیوالے خواہ بظاہر منجملہ قاتلان امام حسین علیہ السلام ہوں یا نہ ہوں ۔ لیکن وہ بقول امام جعفر صادق علیہ السلام مرتکب قتل امام مظلوم کے ہیں ۔ اور قتل بھی وہ جو قتل عمد ہے ۔

اس تمام تشریح سے بالانصاف ناظرین پر واضح ہوگیا ہوگا کہ کوئی شیعہ تھے ۔ اور وہی قاتلان امام مظلوم تھے اور جس خاص کوفی خاندان کے نامہ نگار نے اتنی کوشش سے سنی ہونا ثابت کیا تھا ۔ تو ان کے بیان اور منتہی المقال کے حوالہ سے ثابت کیا گیا کہ وہ بھی تبر سے دراصل شیعہ ہی تھے نہ کہ سنی ۔

اس موضوع پر میرے خیال میں سردست اسی قدر کافی ہے ۔ اور بشرط ضرورت انشاء اللہ مفصل بھی لکھا جائے گا ۔

خاکسار خادم حسین از شکارپور - ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء

احباب فاروق
کی توسیع اشاعت کی طرف بھی
کوشش فرماویں

خواجہ حسن نظامی کے مرشد کا مرشد

آیت خاتم النبیین پر اعتراضوں کا جواب

نوشتہ مولوی غلام غوث صاحب مولوی عالم فاضل

۳ مئی ۱۹۱۸ء کے مرشد میں ایک شخص عابد شاہ دکنی نے ہمارے عقاید کی تردید اور ان کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایک طول طویل مضمون لکھا ہے جس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی کریم کے بعد کوئی کسی قسم کا بھی نبی نہیں آسکتا۔ کاش کہ معترض صاحب اپنے استدلال کو حق پسندی کی نظر سے دیکھتے ۔ تو ان پر ان کا بودہ پن چھپا نہ رہتا ۔ اور جس کو وہ ایک عقدہ لاینحل کی طرح پیش کر رہے ہیں مکڑی کے گھر سے بھی زیادہ کمزور ہے ۔ چنانچہ جن آیات سے انہوں نے استدلال کیا ہے ۔ وہ ہمارے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے بین دلائل ہیں ۔ اور اچھی طرح سے روشنی ڈالتی ہیں کہ سلسلہ نبوت نبی کریم کے بعد بند نہیں ہوا ۔ بلکہ ابدالآباد سے جیسا جاری تھا جاری ہے اور رہیگا ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی یہ ایک قدیم سنت ہے کہ قیامت تک رسول مبعوث کرتا رہیگا ۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ۔ پہلی آیت معترض صاحب نے بحوالہ حقیقۃ النبوۃ جو پیش کی ہے یہ ہے ۔ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نبی ہیں ۔ اور اس کی تردید اس آیت سے کی ہے ۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۔ یعنے آنحضرت خاتم النبیین ہیں ۔ اور اسکے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا ۔ اور نہ رسول ۔ افسوس ہے کہ اگر معترض صاحب ذرا غور کرتے ۔ تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ یہ معنے کرنے سے نبی کریم کی کتنی ہتک ہوتی ہے ۔ اور ان کی شان کس قدر معرض تحقیر میں آجاتی ہے سب سے پہلے ہم لغت عربی کی رو سے اس آیت کے معنے کرتے ہیں ۔ مادہ دیکھتے ہیں کہ کہاں تک لغت عرب اس کی رہنمائی کرتی ہے ۔

لسان العرب جلد ۱۵ ۔ ختم الشئی ای بلغ آخرہ ۔ یعنے کسی چیز کے آخری درجہ کمال کو حاصل کرلینا ختم کہلاتا ہے ۔ یہی معنے تاج العروس جلد ۸ اور اقرب الموارد میں بھی موجود ہیں ۔ ان معنوں کو لیکر جب آیت مذکورہ بالا کے معنے کرتے ہیں ۔ تو یہ ہوتے ہیں ۔ لیکن وہ اللہ کا رسول اور نبیوں میں آخری درجہ پانیوالا ہے ۔ جب ہم یہ معنے کرتے ہیں ۔ تو کسی قسم کی قباحت نہیں لازم آتی ۔ بلکہ حضرت نبی کریم کی فضیلت دوسروں پر ثابت ہوتی ہے ۔ البتہ معترض صاحب کے معنوں سے نبی کریم کی تحقیر دو طرح پر ہوتی ہے :-

اوّل ۔ ہم جب کہیں کہ نبی کریم دروازہ نبوت بند کرنے والے ہیں ۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو گویا دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ صاحب نعوذ باللہ ایسے سبز قدم آئے کہ فیضان الٰہی کا چشمہ جو ابدالآباد سے جاری تھا بند کر دیا ۔ حالانکہ یہ افضل الرسل کی شان سے بعید ہے ۔

دوئم ۔ جب یہ بات مانی ہوئی ہے کہ یہ سید الرسل ہیں ۔ تو ان کی ہر بات کو دوسرے نبیوں پر فضیلت ہونی چاہیئے ۔ چنانچہ پہلی امتوں میں ہی رسول ہوتے رہے تو آپ کا افضل الرسل ہونا اسبات کا مقتضی ہے ۔ کہ آپ کی امت سے ایسے لوگ ہوں جو آپ کی شریعت پر چلکر درجہ نبوت حاصل کریں ۔ اگر معترض کے قول کے مطابق ان کے بعد نبی نہیں ہوسکتے ۔ تو دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ رہے ہیں ۔ کہ آپ کی نبوت ناقص رہی کیونکہ کامل استاد وہی ہے ۔ جس کا شاگرد بھی کامل ہو ۔ پس اگر ان کی اتباع سے ہم درجہ نبوت نہیں حاصل کرسکتے تو یہ ناقص ہوئے ۔ اور نقص ان کو عہدہ سید الانبیا سے معزول کرتا ہے ۔ اور ہم مان چکے ہیں کہ یہ سید الانبیا ہیں ۔ تو یہ خلاف مفروض لازم آیا ۔ یہ دو اعتراض ہیں جو آپ کے معنوں پر لازم آتے ہیں ۔ لیکن ہمارے معنوں پر کوئی اعتراض نہیں لازم آتا ۔

اب میں اس استدلال کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم کے بعد نبی آسکتا ہے

میرے مذکورہ بالا سے کہ آنحضرت نبوت کا ہر جزو کمال پا چکے ہیں۔ ایمان اس کا مستلزم نہیں کہ آپکے بعد نبی نہیں آسکتا کیونکہ کمالات میں سے ایک کمال فی الافادہ بھی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ آپ کے فیض اتباع سے دریعہ نبوت تک افراد امت کو ملے۔ یعنے جو آپ کی نبوت کے کمالات کو اپنے آئینہ قلبیت میں کمل طور سے منعکس کرے۔ وہ نبی ہو جائے پس معلوم ہو گیا کہ نبوت کا سلسلہ آپکے بعد غیر منقطع ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

دوسرے معنے جو اہل لغت نے کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں لسان العرب جلد ۱۵ ختمہ ای طبعہ۔ تاج العروس جلد ۸ ختمہ ای طبعہ۔ اقرب الموارد جلد اول یعنے کسی چیز پر ختم کرنا اس پر مہر لگانا ہے۔ اب ہم خاتم بمعنی مُہر کے کر (جس کو معترض بھی تسلیم کرتا ہے) معنے کرتے ہیں۔ تو یہ معنے ہوئے۔ کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور نبیوں پر مُہر یعنے ان کا مصدق۔ ان معنوں سے حضرت نبی کریم کی شان اور بھی دوبالا ہو جاتی ہے اور ان کی فضیلت دیگر نبیوں پر سورج کی طرح روشن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مُہر کا مقصد تصدیق ہوتا ہے مثلاً ایک بادشاہ فرمان لکھکر مُہر لگا دے۔ تو مُہر اس کی تصدیق کرتی ہے۔ کہ یہ لاریب فرمان شاہی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم کی مُہر کیسی تھی۔ اور اسنے کیا کام کیا۔ اس مُہر کی دو قسمیں ہو جائینگی۔ ایک وہ جو پہلے نبیوں کے ساتھ مختص ہوگی۔ دوسرے آنے والے نبیوں کے متعلق۔

جس طرح مُہر مصدق ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ مُہر بھی ہے۔ نبیوں کی مصدق ہے۔ جیسا کہ امنوا بما انزلت علیکم مصدق لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ کی آیت سے ظاہر ہے بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم کیوں ایمان نہیں لاتے۔ حالانکہ یہ کتاب تمہارے نبیوں کی تصدیق کرتی ہے اور ہانتی ہے کہ وہ سچے وقت کے اقتضاء کے مطابق کتاب لیکر آئے تھے۔ ہاں چونکہ وہ حوائج زمانہ کو اب پورا نہیں کر سکتیں اسلئے منسوخ ہیں۔ اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے میں آیا ہوں۔ اب مجھ کو مانو۔ اور میری اقتدا کرلو۔ اور پھر یہ تو اتنی وسیع مُہر ہے کہ منہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص سب کی تصدیق کرتی ہے۔ اور ہمیں اس کے ماننے کی ترغیب دلاتی ہے۔

دوسری قسم مُہر کی جو آنے والے نبیوں سے مختص ہے دو طرح پر ہے۔ ایک تو وہ جو آپ کی امت سے نہ ہوں۔ دوسرے جو آپکی امت اور آپکی کامل اتباع سے درجہ نبوت حاصل کریں۔ پہلی شق بالبداہت باطل ہے۔ اسلئے کہ پہلے نبی ایک قوم یا چند ایک قوموں کی طرف مبعوث کئے جاتے تھے۔ لیکن اللہ نے ہمارے نبی کریم کو تمام جہان کی طرف بھیج کر تلایا کہ آیندہ کو آنے والے نبی آپ کی امت سے ہونگے کیونکہ ان کا تمام دنیا کی طرف مبعوث ہونا اسبات پر دال ہے کہ اب غیر قوم کے مذہب میں اتنی طاقت نہیں کہ نبی پیدا کر سکے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ آنے والے آپکے ہی فیضان سے فیض حاصل کرینگے۔ پس جب پہلی شق باطل ہوئی۔ تو دوسری متعین ہوئی یعنی جو نبی ہوگا۔ آپ کی امت سے ہوگا۔ پس تو ایسے شخص کے لئے ہی مہر کافی ہے کہ وہ آپکے روحانی چشمہ سے سیراب ہوا ہے۔ اور جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں یہ ایسا منبع ہے کہ اس سے ہزاروں دریائے نبوت بہ سکتے ہیں

اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا واقعی اسجگہ لفظ خاتم بمعنی مہر آیا ہے یا نہیں۔ اس کے لئے بخاری کی یہ حدیث ختم بی الرسل ملاحظہ ہو یعنے میرے ذریعے سے نبیوں پر مُہر کی گئی ہے۔ (اسی حدیث کو مولوی صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ خدا کی شان کہ یہی ہمارے دعوے کی تائید کرتی ہے۔

دوسرے حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ختم یہاں مُہر کے معنوں میں ہے مطلب یہ کہ آپکے بعد بھی نبی ہونگے۔ کیونکہ اس جگہ نبوت کے نہ ہونیکی نفی کی ہے اور ہونیکی نہیں۔ جیسا کہ قولوا انہ خاتم النبیین کے حکم سے واضح ہے۔ دیگر اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی منشاء تھا کہ آپکے بعد نبوت نہیں ہوگی تو حضرت عائشہ نے لوگوں کے قول کی تردید کیوں (جو غلطی سے مانتے تھے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) کی۔ اور کیوں فرمایا کہ کیوں کہتے ہو کہ میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ خاتم النبیین کہو۔ جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ میرے بعد قیامت تک نبی آئیں گے۔ اور ان سب کا سرچشمہ میں ہوں گا۔

آگے چلکر فرماتے ہیں کہ "قادیانی حصرات میں حدیث قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ لایا کرتے ہیں۔ اور ایسی غلط تاویل کرتے ہیں۔ کہ سننے والا خواہ نخواہ دھوکے میں آجاتے ہیں۔ چنانچہ آپ اس کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

کہ یا تو حضرت صدیقہ نے آنحضرت کے فرمان لانبی بعدی کو معلوم نہ کرکے اپنے اجتہاد سے ایسا فرمایا کہ جس کی تقلید باوجود حجت شرعیہ ہونے کے ضروری نہیں یا اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ لوگ تلاوت قرآن کریم میں خاتم النبیین کی جگہ لانبی بعدی پڑھتے ہونگے" صاحب موصوف کی اس خودکردہ تاویل سے یہ دعوے پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ کہ آپ کے بعد نبی ہونگے وہ اس طرح کہ لوگ خاتم النبیین سے یہ سمجھے کہ اب نبی نہیں ہونگے لیکن نبی کریم نے تردید کردی کہ میں ایسی مُہر ہوں کہ میری تصدیق سے ضرور قیامت تک نبی آئینگے۔

دوسری شق کہ صدیقہ سے اجتہادی غلطی ہو گئی بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انسان سے غلطی ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالے غلطیوں سے مُبرا ہے۔ اس سے غلطی ہونے کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔ سورۃ تمام بنی آدم کو سورہ اعراف میں یوں مخاطب فرماتا ہے یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی الخ اس جگہ خدا نے تمام بنی نوع انسان کو مخاطب فرمایا ہے یعنے میرے رسول آجائیں اس وقت تک آتے رہینگے۔ جب تک وجود انسان قائم ہے اب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے رسول قیاس

تک رہیں گے۔ اعتراض ہوتا ہے کہ قیامت تک کا حصہ کہاں سے نکالا

•

سکے لئے تو یہ موجود ہیں۔ مثلاً یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک بنی نوع انسان ہے۔ لباس بھی رہے گا۔ اور انسان قیامت تک رہے گا۔ دوسرے یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطٰن۔ معلوم ہوا کہ شیطان قیامت تک رہے گا۔ اور شیطان بھی جب تک ہے اس کو بھی ملاتے رہے گا پس ہدایت کا انتظام بھی قیامت تک ہونا چاہیئے۔

یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد آخری دن تک یہ حکم جاری رہے گا۔ پس ان سب لفظوں کا رسولوں کے ارسال کے متعلق حکم ہونا بھی قیامت تک رہے گا۔ دیکھئے خدا کا قول اور حضرت عائشہ کا قول کہاں تک منافی ہو سکتے ہیں۔

(باقی آیندہ)

ممبران آریہ سماج جواب دیں

(از فضل حسین صاحب کیانی مہاجر قادیانی)

ذیل میں ہم چند سوالات بغرض تحقیق حق نقل کر کے امید کرتے ہیں کہ آریہ سماجیوں میں سے کوئی محقق مزاج آریہ پُرش ان سوالات کا جواب دیکر ہمیں مشکور کرے گا ہاں جواب دیتے وقت یہ امر ملحوظ رکھنا ہے کہ تحریر میں کوئی ایسا کلمہ استعمال نہ ہو جس سے دوسرے فریق کی دل آزاری ہو۔ جیسے ہم متانت اور سنجیدگی سے سوالات پیش کرینگے مجیب کا بھی فرض ہو گا کہ وہ ہماری طرح سنجیدگی اور متانت سے کام لے۔ اور جس اخبار یا رسالہ میں جواب شایع ہو وہ ہمارے نام بھیجا جائے۔

سوالات

(۱) پرمیشور کے لئے مطلق احتیاج نقصان کا موجب ہے یا بعض خاص احتیاجیں؟ اگر پہلی شق صحیح ہے۔ تو اس سے نیستی سے ہستی کا عقیدہ لازم آنے کا کیونکہ ارواح اور مادہ کے ذریعہ سے پرمیشور کی خالقیت پر ایمان لانا اس کی احتیاج کو مستلزم ہو گا۔ اگر کہو کہ دوسری شق صحیح ہے۔ تو آپ کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان خاص احتیاجوں کو کسی عقلی دلیل سے محدود کریں جو پرمیشور کے نقصان کا موجب ٹھہرتی ہیں۔ ہاں اس سوال کے جواب میں یہ بھی ضرور بتلائیں کہ جب عقل کی مجبوری سے علت مادی کے احتیاج کو ایشور کی ذات کے لئے جائز قرار دیا جاتا ہے۔ تو کیوں نہ علت آلی (یعنی ہاتھ پاؤں یا اوزار وغیرہ آلات) کی احتیاج کو بھی پرمیشور کی طرف منسوب کریں۔ کیونکہ ہماری طرح جب ایشور مہاراج بغیر مادہ کے کچھ نہیں بنا سکتے۔ تو پھر یہ بھی کیوں نہیں کہتے۔ کہ جس طرح ہم بغیر آلات کے کچھ نہیں کر سکتے پرمیشور کو بھی ان کی احتیاج ہوگی۔ اور اگر کہو کہ نہیں۔ علت آلاتی کے بغیر کام کرنے میں وہ قادر ہے۔ مگر علت مادی کا محتاج ہے تو یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ علت آلی کا تو وہ محتاج نہیں مگر علت مادی کا محتاج ہے۔ اگر وہ آلات کے بغیر کچھ کر سکتا ہے۔ تو لا محالہ یہ ماننا ہو گا کہ علت مادی کی بھی اس کو کوئی احتیاج نہیں۔

(۲) اے آریہ پُرشو! سورج جو آکاش میں نظر آتا ہے کیا آپ نے یا ہم نے اس کو بنتے اور بگڑتے دیکھا ہے اگر کہو نہیں۔ یہ تو کروڑوں برس سے موجود ہے ہم تو اس زمانہ میں پیدا ہوئے۔ تو پھر اس کو حدوث کا تمغہ کیوں اور کس دلیل کی بنا پر عطا کیا جاتا ہے۔ حادث تو وہ ہے۔ جو بنے اور بگڑے۔ مگر ہم اور آپ کیا دنیا میں ایک جاندار بھی ایسا نہیں جو گواہی دے کہ ہاں میں نے سورج کو بنتے دیکھا ہے۔ جب یہ مان لیا گیا کہ سورج کو کسی نے بنتے تو نہیں دیکھا۔ مگر حادث ہے تو پھر اس اقرار کے ساتھ ہی مادہ کا حدوث لازم آئیگا کیونکہ جس طرح ہم نے یا اور کسی فرد بشر نے سورج کو بنتے اور مٹتے نہیں دیکھا۔ مگر اس کو حادث مانتے ہیں۔ اس طرح مادہ بھی جس کو ہم نے مثل سورج کے نہ بنتے دیکھا نہ مٹتے۔ تو پھر کیا عقل اس امر کو باور کر سکتی ہے۔ کہ ایک چیز تو (یعنی سورج) ہمارے سامنے نہ بنے نہ بگڑے۔ مگر حادث ٹھہرے اور دوسری چیز (یعنی مادہ) کو ازلی ابدی کا درجہ دیا جائے۔ پس مادہ بھی سورج کی طرح حادث و فانی ہے

(۳) سوامی دیانند جی مہاراج اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش مادہ کی ازلیت پر ایک دلیل دیتے ہیں:۔

"جو چیز نیست ہے۔ یعنی جس کا وجود نہیں۔ اس کا وجود بالکل غیر ممکن ہے . . . . . جیسے کوئی کہدے کہ میں یہاں ماں باپ نہ تھے۔ میں ایسے ہی پیدا ہو گیا۔ میرے منہ میں زبان نہیں ہے لیکن بولتا ہوں" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۴

ہاں آریہ صاحبان یہاں سوامی جی نے فرمایا کہ جس طرح بے باپ کے بچہ پیدا ہونا امر محال ہے۔ ویسے ہی نیستی سے ہستی کا ہونا صریح غلط ہے۔ اچھا بہت خوب۔ مگر کیا آریہ صاحبان! اگر ہم بے ماں باپ کے اولاد پیدا ہونے کی اس دنیا میں ایک نہیں ہزاروں نظیریں دکھلا دیں تو پھر کیا ہو گا۔ پس یہی کہ سوامی جی کے قائم کردہ معیار کی رو سے اثبات پر یقین کر لینا ہو گا۔ کہ نیستی سے ہستی ہوئی۔ ہم نے جن نظیروں کے دکھلانے کا وعدہ کیا ہے۔ کسی مسلمان یا عیسائی یا بُدھ مذہب والوں کی کتب سے نہیں دکھلائینگے بلکہ سوامی جی کی ستیارتھ پرکاش سے۔ ہاں ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۷۔

"سوال۔ ابتدائے دنیا میں انسان وغیرہ کی پیدائش بچپن جوانی یا بڑھاپے کی عمر میں ہوئی تھی یا تینوں میں۔

جواب از سوامی جی۔ جوانی کی عمر میں۔ کیونکہ اگر بچے پیدا کرتا۔ تو ان کی پرورش کے لئے دوسرے انسان درکار ہوتے۔ اور اگر بوڑھے بناتا تو ہمتمنی سرشٹی نہ ہوتی۔ اسلئے جوانی کی عمر میں پیدائش کی"

اور دوسرا حوالہ ستیارتھ پرکاش صفحہ [illegible]

ایک انسان نہیں بلکہ ہزاروں نوجوان بغیر ماں باپ کے پیدا کئے۔ یہ خود بخود پیدا نہیں ہو سکے۔ [illegible] ایسے پیدا کئے۔ رہی دوسری دلیل [illegible] [illegible] کسی کی زبان نہ ہو۔ لیکن [illegible]

یعنی محال ہے اسی طرح نیستی سے ہستی کا ہونا محال ہے اچھا ہم مان لیتے ہیں کہ انسان بغیر زبان کے نہیں بول سکتا۔ مگر کیا خدا بھی ہماری طرح زبان کا محتاج ہے اگر کہو کہ نہیں وہ زبان نہیں رکھتا۔ تو ہم پوچھیں گے کہ پھر وید دن کا نام اور بغیر کلام کئے کیسے ہوگیا۔ ہاں سنی آریہ صاحب اعتراض کر دیا کہ سے ہیں وید خدا کا کلام نہیں بلکہ گیان ہے۔ اس اعتراض کا جواب بھی سوامی جی کی ہی زبان سے پیش کرتے ہیں "وید خدا کا کلام ہے" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۳ "ایشور کے کلام وید ہیں" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶

پس جب خدا بغیر زبان کے کلام کر سکتا ہے تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ وہ خدا جو بغیر زبان کے کلام کر سکتا ہے۔ بغیر مادہ کے بھی دنیا بنا سکتا ہے۔ سوامی جی نے دو دلیلیں نیستی سے ہستی کے محال ہونے کی دی تھیں۔ تو جب ہر دو مثالیں جن کو سوامی جی محال کہہ رہے تھے ممکن ہو گئیں۔ تو اسی طرح جس چیز کی ازلیت ثابت کرنے کے لئے وہ دلیلیں دی تھیں وہ بھی حادث ثابت ہو گئی۔ کیونکہ جو چیز پیدا ہوگی وہ ضرور حادث ہے۔ اور حادث فانی ہے

(۴) اے آریہ صاحبان! آپ کا عقیدہ ہے کہ جیو (روح) علم و گیان ایشور سے حاصل کرتی ہے۔ اس میں علم و گیان ذاتی طور پر نہیں۔ اس پر ہمارا یہ سوال ہے کہ جب صفت علم و گیان ایشور کی ذات بابرکات سے ارواح کو ملتی ہے۔ تو پھر روح کی وساطت کیوں مانی جائے۔ اور پھر ایسا کیوں نہ ہم کہیں کہ خود مادہ بھی بلاواسطہ ایشور سے علم وغیرہ حاصل کر سکتا ہے۔ اور آپ کا اس پر جواب کہ اس امر کی مادہ میں استعداد و قابلیت ہی نہیں۔ اور اس طرح مادی چیزیں ذی علم نہیں ہو جائیں۔ بالکل کمزور ہے۔ کیونکہ اگر ارواح ہر جگہ پر علم و گیان کی صفت رکھتی ہوتیں تو ہم مان لیتے۔ مگر ارواح بھی بہت ایسے مقام ہیں۔ جہاں اس صفت سے موصوف نہیں ہوتی۔ مثلاً نباتات وغیرہ میں۔ پس یہ درست بات ہے کہ روح بلا مادہ کے ہی علم و گیان حاصل کرنے کی محتاج ہے۔ اور اگر کوئی آریہ صاحب اس سوال پر گھبرا کر کہہ دے کہ نہیں جی۔ بات تو تمہاری درست ہے مگر روح نباتات وغیرہ میں نہیں ہوتی۔ ہاں وہ دے لو سکے کا سہارا ہے۔ جو لیکھرام کی طرح ایک آریہ کہہ سکتا ہے۔ مگر ہم آرین کتب سے ایک دو حوالے پیش کرتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو جائیگا کہ سوامی جی کا کیا عقیدہ تھا۔ اور لیکھرام یا لیکھرامی ہم خیالوں کا کیا عقیدہ ہے کہ نباتات میں روح نہیں ہوتی صحیح ہے۔ دیکھئے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۶ و صفحہ ۱۹۱ ۔ رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا وغیرہ۔

پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ روح نباتات میں موجود ہے۔ اور سوامی جی نے خود مان لیا۔ تو ہمارا مندرجہ بالا سوال ہمارا ویسے کا ویسا ہی قائم و دائم رہا

(۵) اور جب نباتات میں روح ثابت ہو گئی۔ اور سوال نمبر ۳ کی رو سے کہ "نباتات میں روح کا علم زائل ہو جاتا ہے" ثابت ہو گیا تو بقیہ صفات مثلاً ہمت ارادہ وغیرہ کیوں کر اس میں (روح میں) باقی رہ سکتی ہیں۔ اور پھر جب روح کی کوئی صفت باقی نہ رہی۔ تو خود روح کس طرح اور کس دلیل کی بنا پر ہست مانی جا سکتی ہے۔ اور پھر کیا یہ امر ممکن ہو سکتا ہے کہ گرمی۔ روشنی۔ سرخی وغیرہ تو نیست ہو جائیں مگر آگ باقی رہ جائے۔ پس اس مندرجہ بالا بیان سے روح کا کلی طور پر معدوم ہونا ثابت ہو گیا۔ جب یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ گیا۔ تو پھر یہ دعوے کہ روح غیر فانی ہے۔ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟

انشاء اللہ تعالےٰ بقیہ سوالات پھر کسی موقع پر پیش کرینگے۔ یار زندہ صحبت باقی ✤

رسالہ احمدی کا دوبارہ اجراء

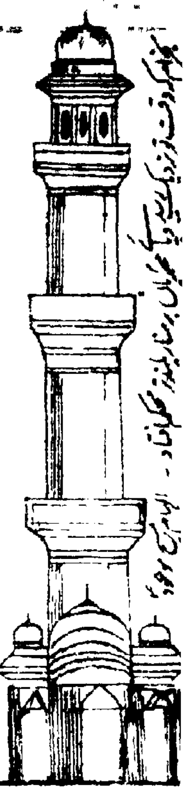
خطوط آمدہ تا حال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ احمدی رسالہ کی اشد ضرورت ہے۔ اور احباب بہت شوق سے اسکے دوبارہ اجراء کے منتظر ہیں اور نہایت اخلاص سے احمدی کا خیر مقدم کرنے کو آمادہ ہیں لیکن افسوس ہے کہ صرف پچاس درخواستیں دو ہفتہ تک موصول ہوئی ہیں جب تک پانسو درخواستیں نہ ہونگی اجراء رسالہ محال ہے۔ مفصل آئندہ انشاء اللہ لکھوں گا ✤

([illegible] پرنٹر [illegible] قادیان میں چھپا [illegible] قاسم [illegible] پبلشر نے شائع کیا)

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے ... دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ...

فاروق



جلد ۲ یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۱۸ء نمبر ۲۰-۲۱

سلسلہ کی خبریں

بمبئی ۲۴ مئی تک کی اطلاع میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق دارالامان پہونچ چکی ہیں وہ راحت افزا ہیں۔ حضور کی صحت روز افزوں ترقی ... ... ہمراہی ملا لے مکان میں مچھروں کی تکلیف زیادہ ہے۔ اس لئے حضور خود کوئی دوسرا مکان پسند کرنے کے واسطے تشریف لے جاتے ہیں۔ ابھی تک مکان تبدیل کرنے کی اطلاع نہیں ملی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ کو پھوڑے کی تکلیف ہے۔ احباب امیر المومنین و ام المومنین علیہما السلام کی کامل صحت و بخیریت واپسی کی دعائیں کریں۔ دارالامان کے مشتاقوں کی آنکھیں احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نظیر اور سپوت کو دیکھنے کے واسطے ترس رہی ہیں ؎

بہ لبم رسید جانم تو بیا کہ زندہ مانم

حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بھی بخیریت بمبئی پہونچ گئے ہیں۔

دارالامان - گرمی کی شدت ہے۔ دن بھر لُو اور دھوپ شباب پر ہے۔ اور رات کے پچھلے حصہ میں خنکی اپنا بڑھاپا دکھاتی ہے۔ رب ارحم۔ آمین۔

فاروق پریس - خداتعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے اپنے فضل وکرم سے مجھے دوبارہ اجراء پریس کی توفیق بخشی۔ اور آج ۲۰ مئی ۱۹۱۸ء کو فاروق پریس قائم ہوگیا۔ اور اسپر تبلیغ رسالت کی کاپیاں جس کے واسطے خاص یہ پریس جاری کیا گیا ہے۔ خدا ہی کے فضل سے جاری ہوگئی ہیں۔ احباب دل سے دعا کریں کہ فاروق پریس سلسلہ و دین کی خدمت کے لئے بابرکت اور میرے لئے مبارک ثابت ہو۔ اور خداوند تبارک و تعالیٰ اسکے ذریعہ سلسلہ کی اہم خدمت کی مجھے توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ اب امید ہے کہ انشاء اللہ تبلیغ رسالت یعنی مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلد سے جلد شائع ہوکر ہدیہ ناظرین ہوگی۔

اور رسالہ احمدی کا دوبارہ اجراء بھی آسان ہوگا بوجہ مصروفیت کار اجراء فاروق پریس ہفتہ گذشتہ یعنی ۲۳ مئی کا فاروق نہیں نکل سکا جس کا مجھے افسوس ہے، مگر احباب فاروق پریس کا اجراء و قیام سنکر بہت خوش ہونگے۔ پریس مَیں نے لکھنؤ سے منگوایا ہے پریس دہلی سے ڈھلوایا ہے۔ جو پنجاب بھر کے دستی پریسوں سے اعلیٰ درجہ کا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اب احباب بھی کچھ ہمت کریں۔ اور اخبار فاروق کی اشاعت میں کوشش فرماکر خریدار عطا کریں تاکہ فاروق پریس کے کام میں بوجہ زیادتی مصارف کوئی دقت پیدا نہ ہو کیونکہ اجراء فاروق پریس سے ... روپیہ ماہوار سے زیادہ

[illegible] اخبار فاروق پر پڑ گیا ہے۔
نیز احمدی رسالہ کی خریداری کی اس وقت تک کافی درخواستیں موصول نہیں ہوئیں۔ پانسو درخواستوں کے پورا ہونے پر رسالہ احمدی انشاء اللہ جاری ہو جائیگا۔ اب تک صرف ۷۰ درخواستیں آئی ہیں۔ کیا احمدی جیسے رسالہ کی خریداری جس کا چندہ بھی بحالات موجودہ نہایت ہی کم صرف دو روپیہ سالانہ مع محصولڈاک رکھا گیا ہے پانسو تک ہو جانی احمدی قوم کے لئے مشکل امر ہے؟ ہرگز نہیں۔ احمدی کے واسطے جلد درخواستیں ارسال کرو۔ ابھی تو صرف درخواستیں ہی مطلوب ہیں۔ چندہ تو نہیں مانگا جاتا۔ چندہ انشاء اللہ پہلے نمبر کے شائع ہونے پر وصول کیا جائیگا۔ اور کم استطاعت احباب سے دو بار کرکے بھی لیا جائیگا۔ یعنے چھ چھ ماہ کو ایک ایک روپیہ دو دفعہ بذریعہ قسط لیا جائے گا۔

اٹھو ہمت کرو باندھو کمر ہشیار ہو جاؤ

درخواست دعا سلسلہ کے مخلص اور پُرجوش ممبر اخی ام ذوالفقار علیخان صاحب رامپوری کی اہلیہ صاحبہ علیل ہیں۔ احباب ان کے واسطے دعا کریں کہ خدا ان کو صحت بخشے۔ آمین نیز نہایت ہی مخلص احمدی سید عابد حسین صاحب بی۔ اے تحصیلدار پٹنہ کو کچھ مشکلات و تفکرات درپیش ہیں احباب ان کے واسطے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں ہر ابتلا سے محفوظ رکھے۔ آمین

ڈاکخانہ قادیان بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر ڈاکخانہ قادیان سے تبدیل ہو کر چلا گیا ہے۔ اور ان کی جگہ فی الحال عارضی طور پر ایک ہندو سب پوسٹماسٹر صاحب تشریف لائے ہیں۔ جو امید ہے کہ وہ کسی قسم کی شکایات پیدا ہونے نہ دینگے اور احمدیہ پبلک کی خوشنودی کا موقعہ دیکر شکرگزاری حاصل کرینگے۔ اسلئے ہم [illegible] شکایات ڈاکخانہ متعلقہ عملہ سابقہ کو نظرانداز کرتے ہیں [illegible] شکایات جو درج اخبار ہو چکی ہیں۔ حکام ڈاکخانہ کو [illegible] سے عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ ان شکایات کا [illegible]۔ اگر وہ شکایات صحیح ہیں تو ان کا ضرور [illegible]

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا زندہ نشان

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اس ماہ میں کلکتہ پہونچ کر حسب عادت انبیاء کی سنت ادا کرتے ہوئے بہت کچھ [illegible] کہہ اٹھے۔ اس پر جماعت احمدیہ کلکتہ نے مندرجہ ذیل اشتہار ان کے واسطے کلکتہ میں شائع کیا۔ ایڈیٹر

"منجملہ اور نشانات کے مولوی ثناء اللہ صاحب کا وجود بھی حضرت مسیح موعود کی صداقت کا جیتا جاگتا نشان ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کے مقابل میں یہ معیار پیش کیا تھا کہ مفسد اور کذاب کی عمر لمبی ہوتی ہے۔ اور بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ الحمدللہ کہ اس قادر توانا باری تعالےٰ نے جس نے سلسلہ انسانی کے عظیم الشان مامور کے مقابل میں ابوجہل جیسے دشمن حق کے منہ مانگے معیار کو پورا کر دیا۔ اس قادر توانا باری تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے منہ مانگے معیار کو یعنے مفسد اور کذاب کی عمر لمبی ہوتی ہے پورا کرکے مامور کے سچا ہونے اور مخالفین کے حق پر نہ ہونے کو روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا ہے اور سنت اللہ کے مطابق حضرت مسیح موعود کے باغ کو سرسبز کرنے کے لئے اس باری تعالےٰ نے جو ماموروں کے بعد ہمیشہ ان کے باغات کو سرسبز رکھا کرتا ہے۔ اس مامور کے بعد بھی ایسے انسانوں کو چھوڑا ہے۔ جو ہر فرعون کے لئے حضرت موسیٰ کے مصداق ہیں۔ ہم نقارے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنے منہ مانگے فیصلہ کے پورا ہونے میں کسی قسم کا کلام ہے یا وہ اپنے معیار کو خود ہی غلط سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے مقابل میں اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہیں ان کو حق الیقین حاصل ہے۔ تو میدان میں آئیں۔ اور مباہلہ کے لئے مشہور و معروف اخبارات میں کثرت سے مضامین شائع کریں۔ پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں ایسی نتیجہ کو حاصل کریں گے۔ جس نتیجہ کو پہلے خدا کے ماموروں کے مخالفین نے حاصل کیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود کا ہر سچا خادم مولوی ثناء اللہ صاحب سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اے لوگو! حق کے متلاشیو! مولوی ثناء اللہ صاحب کو فاتح قادیان بتلانے والو اٹھو۔ اور مولوی صاحب کو مباہلہ کے لئے تیار کرو۔ اور پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو"

کیا مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث آٹھ سو ۸۰۰ روپیہ انعام کا جمع کرے گا

از جماعت احمدیہ کلکتہ

"مولوی ثناء اللہ صاحب نے کل مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۱۸ء کو ذکریا اسٹریٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائے مباہلہ کے مقابلہ میں بڑے شد و مد سے بیان کیا کہ یہ کسی اخبار میں نہیں چھپا کہ مفسد اور کذاب کی عمر لمبی ہوتی ہے۔ اور بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔

(نمبر ۲) یہ کہ شناخت نامی رسالہ میں تفسیر ثنائی کی جو عبارت دربارہ وفات مسیح نقل کی گئی ہے۔ وہ غلط ہے

(نمبر ۳) کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے مباہلہ کو منظور کیا تھا

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہر سہ امور کو بڑی تحدی سے پیش کیا۔ اور اس پر طرہ یہ کہ آٹھ سو روپیہ تردید کنندہ کو انعام دینا بھی زبانی منظور کیا۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب کو چیلنج دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس انعام کو کسی امین مسلمہ فریقین کے پاس جمع کرکے ہمیں اطلاع دیں اخبارات میں شائع کریں۔ اور وقت۔ جگہ اور دیگر ضروری امور کے متعلق ہم سے تحریری تصفیہ کریں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ وقت و مقام مقررہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب کی اپنی ہی اخبارات سے امور متذکرہ بالا کو ثابت کرینگے

انجمن احمدیہ نمبر ۱۹ واٹرلو اسٹریٹ منزل کلکتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۳ مئی ۱۹۱۸ء

ظہور مہدی کا ایک نشان

ایک اعلان دربارہ حج اخبارات میں شایع ہو رہا ہے جسے ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

"بمبئی حج کمیٹی کا جلسہ ۲۔ اپریل ۱۹۱۸ء کو منعقد ہوا تھا۔ جسمیں جہازوں کی قلت کی وجہ سے ان تمام تکالیف پر جو حاجیوں کو اس سال میں آنے والی ہیں گفتگو ہوئی۔ اور کمیٹی نے ذیل کا بیان شایع کرنے کا فیصلہ کیا۔

بمبئی حج کمیٹی کی یہ رائے ہے۔ کہ چونکہ حاجیوں کے لئے جہازوں کے ملنے میں بڑی مشکلیں واقع ہوئی ہیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ حتی الامکان عازمان حج کی تعداد میں کمی کی جائے۔ اب تک حاجیوں کے جہاز کے جانے کی کوئی تاریخ معین نہیں اور جہازی کمپنیوں نے جہاز کے بارے میں اب تک کوئی جواب نہیں دیا۔ اور کسی وجہ سے یہ مانا پڑتا ہے۔ کہ اب کے ایک جہاز کے ملنے میں بھی بڑی دقت واقع ہوگی۔ اسلئے ظاہر ہے کہ عازمان حج کو بمبئی پہونچنے کے بعد جہاز کو بہت انتظار کرنا پڑے گا۔ اور جہاز ملا بھی تو اس کا کرایہ بہت زیادہ ہوگا۔ اور ساتھ ہی بمبئی کے ناقابل برداشت اخراجات کی زیرباری اسکے علاوہ ہوگی۔ اور اگر جہاز میسر نہ آیا۔ تو عازمان حج کو اتنی بے فائدہ تکلیف اور زیرباری کے بعد اپنے گھروں کو شکستہ دلی کے ساتھ لوٹنا پڑے گا۔ ان حالات میں جو جنگ کی وجہ سے ناگزیر ہیں۔ بمبئی کی حج کمیٹی تمام عازمان حج کو انہیں کے آرام و نفع کے لحاظ سے یہ صلاح دیتی ہے کہ وہ اس سال سفر حج کا ارادہ ملتوی کر دیں۔

بمبئی حج کمیٹی تمام مقامی حج کمیٹیوں اور انجمنوں سے یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ ان حالات کو کمیٹی کی رائے کے ساتھ عازمان حج کی اطلاع کے لئے جلد مشتہر کر دیں۔ اور مقامی حج کمیٹیوں اور انجمنوں کے اراکین سے استدعا کرتی ہے کہ وہ اپنے ذاتی اثر سے یا اور جسطرح ممکن ہو۔ عازمان حج کو اس سال اپنا ارادہ سفر حج ملتوی کرنے کی فہمایش کریں

ایف ایم۔ اے ونسنٹ پریذیڈنٹ حج کمیٹی"

اس اعلان کی ہم بھی تائید کرتے ہیں۔ جن حالات میں یہ مشورہ دیا گیا ہے۔ وہ بالکل درست ہیں۔ اس لئے تمام عازمان حج کو چاہیئے کہ وہ اس سال حج کا ارادہ ملتوی کر دیں کیونکہ حالات مساعد نہیں۔ اور شریعت اسلامیہ نے امن اور استطاعت حج کی شرط رکھی ہے۔ جو اس وقت حکمت الٰہی کے تحت میسر نہیں۔ جان بوجھ کر اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالنا درست نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس مشورہ پر عمل کیا جائے۔ جہاں ہم یہ لکھتے ہیں۔ وہاں ساتھ ہی اس طرف بھی اپنے کلمہ گو بھائیوں کی توجہ منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ آپ نے اپنی کتابوں میں ظہور مہدی کا یہ نشان پڑھا ہوگا کہ اسوقت حج نہیں کیا جا سکیگا۔ پس کیا آپ لوگ اس مہدی موعود کے بارے میں تحقیق کر کے فلاح دارین پائینگے۔ جو اپنے وقت پر مقررہ نشانوں کے ساتھ ظاہر ہوا۔ اور جس نے امن و آشتی کی تعلیم پھیلائی اور سچے اسلام کو دنیا میں ظاہر کیا اور پھیلایا۔ قیامت قریب ہے اور نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ مگر آپ غفلت کے لحاف میں پڑے خراٹے لے رہے ہیں۔ بیدار ہو اور دیکھو کہ مہدی موعود آچکا۔ گھٹنوں کے بل چل کر بھی اس کے حضور پہنچو اور اسکے سلسلہ میں داخل ہو جاؤ۔

مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی ابلہ فریبی

"حضرت یوسف کو نبوت جزئی ہوئی۔ تو ۔۔۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ۔۔۔ ہوا۔ ارسلناک الا رحمۃ للعالمین مرحمت ہوا × × × × آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انتظام تمام ممالک دنیا کا قیامت تک تفویض فرمایا گیا جو بعد آپ کی وفات بذریعہ خلفاء کے ہوا اور ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ اس چودھویں صدی میں بذریعہ مسیح موعود کے بہ رنگ جمالی رافت اور رحمت کے ساتھ با امن و امان ہو رہا ہے"

(ریویو جلد ۶ نمبر ۲ صفحہ ۹۵)

مندرجہ بالا اقتباس آپکے ایک مضمون التبیان کا ہے اس میں آپنے حضرت یوسف کی نبوت کو نبوت جزئی لکھا ہے۔ اب آپ مسیح موعود کو محدث کہتے ہیں اور اسبات پر قائم ہیں کہ میں نے اپنے عقائد کو تبدیل نہیں کیا۔ بلکہ ابتدا سے مسیح موعود کو محدث سمجھتا اور لکھتا رہا۔ اور انکی نبوت جزئی کا قائل رہا۔ اور نبوت جزئی اور محدث مترادف الفاظ ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو کیا حضرت یوسف کو صاحب نبوت جزئی لکھنے سے آپ کی یہی مراد ہے۔ کہ وہ محدث یعنے غیر نبی تھے۔ بینوا و توجروا۔ المرء یؤخذ باقرارہ۔

"نہایت نامعقول حرکت"

پیامی مبلغ کی

میاں عبدالحق صاحب کو شدید بغض ہے۔ جسکی وجہ سے وہ احمدیوں کے مقابل پیامیوں کے مایہ ناز سمجھے جاتے ہیں۔ چند عرصہ ہوئے یہ مبلغ ملک پور (قریب بدوملہی) مباحثہ کے لئے گیا۔ اور وہاں غیر احمدی کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ ہمارے حافظ جمال احمد صاحب نے پوچھا کہ کیا مولوی محمد علی صاحب نے آپ کو غیر احمدیوں کی اقتداء میں کھلم کھلا نماز ادا کرنے کی اجازت دی ہے [illegible] جواب دیا۔ حسب عادت [illegible]

نہیں۔ مگر جب غیر احمدیوں کے کہنے آئے۔ ان کا ملاکا کہا گیا۔ ان کی طرف سے ہو کر مباحثہ کیلئے تو نماز الگ پڑھنے میں مشکلات ہیں۔ اس لئے بمجبوری ایسا ہی کرنا پڑتا ہے۔ تف ہے اس ایمان پر اس کمزوری پر اس بزدلی پر۔ یہ لوگ اسلام کی اشاعت کرینگے۔ اور یہی ہیں وہ جنہیں دعوے ہے کہ عنقریب تمام دنیا پر چھا جائینگے۔

چکوال میں سنی شیعہ کا مباحثہ

چکوال میں سنی و شیعہ کے درمیان ایک مباحثہ ہوا۔ جس کی نسبت اخبار ذوالفقار میں عجیب طور سے غلط فہمی پھیلائی جا رہی ہے۔ اس لئے حقیقت حال کو واضح کرنے کے لئے ہم ایک اشتہار کا ضروری اقتباس پرچہ ہذا میں دیتے ہیں۔ یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے مسیح موعودؑ کے علم کلام سے فائدہ اٹھایا۔ اور آیت وعد الله الذين آمنوا منكم کو خلافت کی دلیل میں پیش کیا۔ اگر وہ مولانا عبد الکریم کی طرز سے کام لیتے۔ تو حضرت علی کے ایمان کی بحث کا موقعہ بھی پیش نہ آتا۔ بہرحال دنیا والے خواہ کتنا زور لگائیں سلسلہ احمدیہ کے بغیر کسی میدان میں مظفر و منصور نہ ہو سکیں گے۔ (ایڈیٹر)

(۱) اہل چکوال بالخصوص اور اہل پنجاب بالعموم بذریعہ اسلامی اخبارات آگاہ ہو چکے ہیں کہ ۲۵ جنوری ۱۹۱۹ء کو یہاں شیعہ سنی میں ایک مباحثہ ہوا تھا جس میں شیعوں کی بہت بڑی شکست ہوئی۔ اس واقعہ نے شیعی دنیا میں تہلکہ ڈال دیا۔ اور انہوں نے دوبارہ مناظرہ کی طرح ڈال کر اس کی تلافی کرنی چاہی۔

(۲) [illegible] کی طرف سے ایک اشتہار بہ سرپرستی علامہ [illegible] صاحب اراکین انجمن [illegible] چکوال [illegible] ۲۵ مارچ کو [illegible] چکوال حاضر ہو کر شرائط وغیرہ کا تصفیہ کریں۔ اور اس کے بعد اسی روز سے مناظرہ شروع ہو سکیگا۔ ہمارے علمائے کرام نے نہایت فیاضی سے شیعہ کی اس دعوت کو قبول کیا۔ اور مولانا عبد الشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ کو بھی بلا لیا گیا۔ چنانچہ ۲۵ مارچ کو مولانا ممدوح اور جمیع فضلائے اہل سنت علاقہ چکوال میں پہونچ گئے۔ لیکن علامہ حائری صاحب تشریف نہ لائے۔ بلکہ دیگر چند معمولی شیعہ مولوی آئے۔ جنہیں مقابلہ کی تاب ہی نہ تھی۔ مدعو سائے شیعہ نے دس روز کی اور مہلت مانگی۔ جو باوجود بے حد حرج کے منظور کی گئی۔ اور ۷ اپریل تاریخ مباحثہ مقرر ہوئی

(۳) شیعہ حضرات نے ہندوستان بھر میں تک و دو کی لاہور۔ ملتان۔ کھجوہ۔ لکھنؤ تک اپیل کی گئی۔ مگر نہ علامہ حائری صاحب نے ہمت کی۔ نہ کسی دوسرے مجتہد نے۔ آخر کار مولوی محمد سجاد صاحب لکھنؤ سے لائے گئے۔ جو پہلے بھی حضرت مولانا مدیر النجم کے مقابلہ میں ذلت کے ساتھ شکست اٹھا چکے تھے یہ صاحب علمی لیاقت کے علاوہ اپنی وضع اور صورت کے لحاظ سے بھی نرالے تھے۔ آپ کی ڈاڑھی سفاچٹ تھی۔ حالانکہ ان کی معتبر کتاب اصول کافی میں ڈاڑھی منڈانے والے اور مونچھ بڑھانے والے کو جند مروان کہا گیا ہے۔ لہذا مولوی محمد سجاد صاحب جیسے مقتدر اصحاب کو اس لشکر کا کمانیر کہنا بیجا نہ ہوگا

(۴) ۷ اپریل کو چکوال میں بمقام پڑاؤ مباحثہ ہوا۔ حاضرین کی تعداد چھ ہزار سے اوپر تھی۔ مناظرہ ۱۰ بجے صبح سے ۵ بجے شام تک رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت فاضل لکھنوی کے زبردست دلائل نے شیعہ مولوی کو عاجز و مبہوت کر دیا۔ وہ کچھ جواب نہ دے سکے وہ باوجودیکہ گلا پھاڑ پھاڑ چلاتے اور شور کرتے تھے لیکن قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے تھے۔ جو عربی عبارت پڑھتے۔ از سرتا پا غلط ہوتی اور کہتے کہ کتاب میں زیر و زبر نہیں لکھے ہیں۔ مگر قرآن شریف کی آیتیں بھی غلط پڑھتے تھے۔ حالانکہ اس میں زیر و زبر بھی تھے۔ کتابوں کا حوالہ غلط دیتے تھے۔ جن کو کتاب سے نہ دکھا سکتے تھے۔ بعض کتابوں میں اور ایک جگہ قرآن مجید میں ایک ناتمام فقرہ پڑھ کر آگے کی عبارت جو ان کے خلاف ہوتی تھی۔ باوجود کہنے کے نہ پڑھتے تھے۔ اس خیانت کے کھل جانے پر ایسی ذلت ان کو ہوئی کہ خدا کی پناہ۔ اہل مجلس کو ثابت ہو گیا۔ کہ شیعہ مولوی سنی فاضل کے مقابلہ کے لائق ہرگز ہرگز نہ تھے۔

(۵) اس مناظرہ میں تین چار باتیں ایسی ظاہر ہوئیں کہ مسلم و غیر مسلم سب کے ذہن نشین ہو گئیں۔

(ل) شیعہ صاحبان نے اپنی تحریر میں اولاً حضرت علی اور باقی ائمہ کی امامت کا ثبوت اپنے ذمہ لکھا تھا۔ مگر انہوں نے اس سے گریز کی۔ اور باوجود اصرار کے آخر وقت تک اس کے متعلق ایک حرف بھی نہ کہا۔

(ب) اہل سنت کی طرف سے حضرت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے مومن کامل اور خلیفہ برحق ہونے کا ثبوت آیات قرآنی اور شیعہ کی مستند کتب نہج البلاغہ۔ کافی کلینی۔ احتجاج وغیرہ سے دیا گیا۔ اور دکھایا گیا کہ اگر حضرات ممدوحین کے مومن کامل یا خلیفہ برحق ہونے سے انکار کیا جائے۔ تو ان آیات کے سچے ہونے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ مگر شیعوں نے نہ تو آیات قرآنی کا کچھ جواب دیا۔ اور نہ اپنی معتبر کتب کے حوالوں کی بابت کوئی حرف زبان سے نکالا۔

(ج) شیعہ مولوی نے خارج از بحث باتیں بیان کرنے کو اور فضول گوئیوں کو اپنی سپر بنایا تھا۔ اور اس طرح اصل بحث کو خبط کرنے کی بڑی کوشش کی۔ مگر بدقسمتی سے وہ سپر ان کے کام نہ آئی۔ اور ان کی کوشش نہ چلی

(د) شیعہ مولوی صاحب باوجود بے حد مطالبہ کے حضرت علی مرتضیٰ کا ایمان اپنے مذہب کے مطابق نہ ثابت کر سکے

(۶) تمام حاضرین جلسہ حتیٰ کہ غیر مسلم اصحاب نے بھی اہلسنت کی فتح عظیم اور شیعوں کی شکست فاش مجلس میں برائی العین محسوس کی۔ اور بتقاضائے انصاف و دیانت چند معزز ہندو گریجوایٹ صاحبان نے جو مباحثہ میں موجود تھے اور ان میں ایک صاحب پہلے مباحثہ میں اور اس مباحثہ کے آخر وقت میں میر مجلس بھی رہے۔ نیز احمدی جماعت کے

سو برآمدہ ممبروں نے اپنی دستخطی تحریریں ہمیں عنایت فرمائیں جو بجنسہٖ درج ذیل ہیں۔

"جو کچھ نتیجہ کل کی بحث سے ہم لوگ نکال سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ مولوی صاحب اہل سنت کمال درجہ کے عالم اور فاضل ہیں۔ اور علمیت میں مولوی صاحب شیعہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ عربی الفاظ غلط بولکر دوسری جانب سے ہوکے بتلانے پر خود اپنی غلطی تسلیم کر لیتے تھے۔ کتاب کشاف کا حوالہ شیعہ مولوی صاحب نے غلط بیان کرکے اس غلطی کو تسلیم کر لیا تھا۔ البتہ تقریر مولوی صاحب شیعہ کی تیز و طرار رہی۔ ۹۔ اپریل ۱۹۱۸ء۔ بابو رام بھایا ایل ایل بی۔ پلیڈر پریسیڈنٹ آریہ سماج (دستخط انگریزی) باو ناناک چند ایل ایل بی پلیڈر۔ (دستخط انگریزی) لالہ گوردت مل بی۔ اے ایل ایل بی پلیڈر۔ (دستخط انگریزی) بھائی نہتا سنگھ پلیڈر (دستخط انگریزی) لالہ جوالا شاہ کریسی شین و ساہوکار چکوال۔ دستخط انگریزی۔

جو مناظرہ مورخہ ۱۷۔ اپریل ۱۹۱۸ء کو مابین سنی و شیعہ صاحبان بمقام چکوال ہوا۔ اس کے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ سنیوں کے مناظر مولوی محمد عبد الشکور صاحب ایڈیٹر النجم نے جو استدلال قرآنی ثبوت خلافت حقہ حضرات اصحاب ثلاثہ مناظرہ میں پیش کئے۔ ان میں سے ایک کا بھی کل جواب قرآن مجید سے شیعہ مناظر نے پیش نہیں کیا صرف روایات پیش کرکے ایسا نہ کیا کر گئے ہم اس بات کے اظہار سے باز نہیں رہ سکتے کہ سنیوں کے مناظر مولوی عبد الشکور صاحب بمقابلہ شیعہ مناظر ایک باعلم اور مہذب مناظر ثابت ہوئے۔ کیونکہ شیعہ مناظر نہ تو انکی پیش کردہ قرآنی آیات کو اور نہ ہی دوسری کتب کی عبارت کو صحیح پڑھ سکے۔

راقم مولوی نور محمد سکرٹری انجمن احمدیہ چکوال غلام نبی سکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ ساکن چکوال۔ حافظ امام الدین احمدی۔ حافظ محمد امین احمدی۔ فضل کریم احمدی شمس الدین احمدی"

ایک غیر احمدی کے سوالات کے جواب

نمبر (۲)

سلسلہ کے لئے دیکھو فاروق ۱۸/۲۵ اپریل ۱۹۱۸ء

یہ جوابات ہمارے مکرم مولوی عبد اللہ صاحب ساکن عینی ضلع لاہور نے لکھے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سوال نمبر ۳ - انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون - تیرا یہ مرتبہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے۔ اور صرف اسی قدر کہدے کہ ہو وہ ہو جائیگی

جواب - رسالہ حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۸۱ پر ایک الہام اس طرح لکھا ہے - انہ قوی عزیز - وانہ غالب علی امرہٖ ولکن اکثر الناس لا یعلمون - انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون اللہ تعالیٰ بے شک زبردست غالب ہے۔ وہ بے شک اپنے امر پر غالب ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اس کا امر ہی ہے۔ کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ اسکو کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔ یہ الہام محکمات سے ہے اس پر کوئی مسلم اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کی محکم آیات کے مطابق ہے۔ مخالف نہیں۔ ہاں یہ الہام جس پر سوال کیا گیا ہے۔ اخبار الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۲ پر اسطرح درج ہے۔ حضور کی طبیعت ناساز تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا۔ خاکسار پیپرمنٹ۔

۲ - انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون۔ یعنے جب آپ بیمار ہو گئے۔ تو کشفی رنگ میں آپ کو دوائی دکھلائی گئی۔ اور الہام میں آپ کو فرمایا گیا ہے بے شک تیرا امر یہی ہے کہ جب اس بیماری سے شفایاب ہونے کا ارادہ کرے۔ تو تو اپنے نفس کو (اللہ تعالیٰ کے امر سے) کہدے کہ شفایاب ہو جا۔ وہ شفایاب ہو جاوے گی۔ انتہیٰ بتلاؤ اس میں کونسا شرک ہے۔ اور اس کو محکم الہامات کا

طرف پھیر کر اسکے معنے محکم کے تابع کیوں نہیں کئے جاتے۔ جیسا کہ لکھا گیا۔ نیز یہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ملہم کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اور جو ملہم لوگ اپنی ہستی سے کھوئے جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔ اسوقت ان کا وجود کالعدم ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے کان آنکھ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ جو کچھ کہتا ہے۔ وہ وہ نہیں کہتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کہتا ہے۔ دیکھو آیت کریمہ فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ سورہ انفال پ ۹ رکوع ۱۶۔ یعنے جنگ بدر میں تم نے (اے صحابہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم) ان کو (یعنے کفار مشرکین مکہ کو) قتل نہیں کیا۔ ولیکن اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو قتل کیا۔ اور تو نے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم مشت خاک کفار کی طرف نہیں پھینکی تھی۔ ولیکن اللہ تعالیٰ نے ہی پھینکی تھی۔ دیکھو یہاں کفار کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا۔ حالانکہ صحابہ کرام نے قتل کیا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کفار کی طرف مشت خاک پھینکنے کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔ حالانکہ وہ مشت خاک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے پھینکی تھی۔ یہ کیوں اسلئے کہ ان کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہو گئے تھے۔ مجازاً۔ ایسا ہی آیت کریمہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم الآیہ سورہ فتح پ ۲۶ رکوع ۹۔ یعنے جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا۔ حالانکہ بیعت کے وقت آنحضرت ہی لوگوں کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھتے تھے۔ ایسا ہی آیت کریمہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علٰی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ھو الغفور الرحیم سورہ زمر پ ۲۴ - رکوع ۵ [illegible]

[illegible] علیہ وسلم [illegible] جو [illegible] [illegible] پر [illegible] ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے [illegible] ہوتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ (تمام [illegible]) [illegible] بخشنے والا مہربان ہے۔ [illegible] کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے [illegible] فرمایا گیا ہے۔ باوجودیکہ آپ عبد [illegible]۔ یا عبادی کی ہے حکم اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب [illegible] نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ من رحمۃ اللہ اور اللہ کے الفاظ [illegible] اسکے خلاف ہیں ان آیات [illegible] کسی نے اعتراض شرک فی الذات والصفات کا نہیں کیا۔ ان ایک آریہ نے اپنے رسالہ میں ان آیات کو پیش کر کے نادانی سے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوے الوہیت ثابت کرنا چاہا ہے۔ مگر عارف لوگ ان کی اصل حقیقت کو جانتے پہچانتے اور معترضین کے اعتراضات کو رد کرتے ہیں۔ یہاں جواب سوال [illegible] پورا ہو گیا۔

اب ہم مزید تحقیقات کے لئے یہاں ایک دو مقالے فتوح الغیب مولفہ حضرت شیخ محبوب سبحانی عالم ربانی عبدالقادر جیلانی نقل کئے بغیر نہیں رہتے۔ فرمایا حضرت غوث ربانی نے مقالہ چھٹے میں۔

مر [illegible] سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ فنا ہو جا اور اپنی نفسانی خواہش سے اللہ تعالیٰ کے امر کے ساتھ۔ اور اپنے ارادے سے اللہ تعالیٰ کے فعل کے ساتھ۔ پس اسوقت تو اس قابل ہو جاویگا کہ تو اللہ تعالیٰ کے علم کا [illegible] جاوے۔ یعنے تجھ کو علم لدنی حاصل [illegible] پھر تیری خلق سے فنا کی علامت یہ ہوگی کہ [illegible] کا [illegible] ہو جاویگا۔ اور [illegible] ان کی طرف [illegible] ان کے [illegible] سے جو ان کے [illegible] [illegible] اور علامت [illegible] [illegible] کی یہ ہوگی کہ [illegible] [illegible] نفع اور دفع ضرر [illegible] [illegible] اپنے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کسب [illegible] کرے گا اور نہ نفس کی [illegible] [illegible] کرے گا بلکہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] [illegible] اول و آخر مولیٰ ہے۔ جسطرح تیری حالت عدم و شیر خوارگی میں تھی۔ اور علامت فنا تیرے کی ارادے سے ساتھ فعل اللہ کے یہ ہے۔ کہ تیرا کوئی ارادہ حصول مراد کے لئے اور کوئی غرض اور کوئی حاجت اور مقصود باقی نہ رہ جاوے۔ کیونکہ تو اس وقت ارادہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہ چاہیگا بلکہ اللہ تعالیٰ تجھ میں اپنا فعل جاری کرے گا پس تو اسوقت خود ارادہ اللہ تعالیٰ کا اور اس کا فعل بن جاویگا۔ تیرے جوارح ساکن تیرا دل مطمئن۔ تیرا سینہ منشرح۔ تیرا منہ منور۔ تیرا شکم آباد ہو جاوینگے تو سب چیزوں سے بے پرواہ ہو کر اپنے خالق کا بن جاویگا۔ قدرت کا ہاتھ تجھ کو پھیرتا رہے گا اور ازل کی زبان تجھ کو بلائیگی۔ یعنے وحی والہام ہی اور ملک کا رب تجھ کو علم لدنی تعلیم دیگا۔ اور اپنے انوار کے حلے تجھکو پہنائے گا۔ یعنے علم مکاشفہ عطا فرمائے گا۔ اور تجھ کو علمائے سلف کی منازل میں اتارے گا۔ پس تو اسوقت حالت فنا میں ہو جائیگا۔ اس وقت تجھ میں کوئی نفسانی خواہش اور ارادہ ثابت نہیں رہ جائیگا۔ جیساکہ برتن ٹوٹنے میں پانی اور کثافت نہیں ٹھہرتی۔ پھر تو اخلاق بشریہ سے دور ہو جائیگا۔ اس وقت تیرا باطن اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوا کچھ نہیں قبول کرے گا۔ فحینئذٍ یضاف الیک التکوین وخرق العادات۔

یعنے جب تو اپنی خودی سے فنا ہو گیا اور تجھ میں سوائے فعل و ارادہ اللہ تعالیٰ کے نہ رہ گیا تو اسوقت تیری طرف تکوین یعنے کائنات کو پیدا کرنا اور خارق عادات کام تیری طرف منسوب کئے جائینگے۔ کہ یہ چیز تو نے پیدا کی۔ اور تجھ سے خرق عادت کا م ہوا یعنے کن فیکون کی نسبت تیری طرف مجازاً ہو جاویگی۔ جس طرح کشف مسیح موعود میں تکوین سے نئے نظام اور نئے آسمان اور نئی زمین کی مجازاً ہو گئی ہے) پس یہ تکوین وخرق عادات ظاہر عقل وحکم میں تجھ سے نظر آئیگا۔ (اگرچہ باطن ونفس الامر میں یہ فعل پروردگار کا ہے۔ کیونکہ معجزہ وکرامت فعل اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جو بندہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے بندہ کا فعل نہیں) پس تو اسوقت زمرۂ فانیان و شکستہ دلاں میں داخل ہو جائے گا۔ جنکے ارادے بشریہ ٹوٹ گئے۔ اور شہوات طبعیہ دور ہو گئیں۔ اور ان کے واسطے از سر نو وجود حقانی وارادہ ربانی ہو گیا (یعنے ان کا ارادہ اللہ تعالیٰ ہی کا ارادہ ہوتا ہے کہ مقام بی یبصر وبی یسمع کا ہے) اور ان میں خواہشات معذمرہ پیدا کی جاتی ہیں (جو بحکم کل یوم هو فی شان اللہ تعالیٰ ان میں پیدا کرتا ہے) جیساکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ محبوب کی گئیں طرف میری (ساتھ ارادہ حق کے نہ ساتھ خواہش نفس کے) دنیا تمہاری سے تین چیزیں۔ ایک خوشبوئی دوم۔ عورتیں۔ سوم کی گئی ٹھنڈک آنکھ میری کی نماز میں[1] اس حدیث میں محبت خوشبوئی اور زنان کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی گئی پیچھے اسکے کہ یہ محبت آپ سے نکلکر دور چلی گئی تھی۔ یقیناً جیساکہ ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں۔ پھر غوث پاک فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نزدیک ان لوگوں کے رہتا ہوں جن کے دل میری خاطر شکستہ اور فانی ہو چکے ہیں۔[2] پس اللہ تعالیٰ تیرے پاس نہیں ہو گا۔ جب تک تو اپنی تمام خواہش وارادوں سے ٹوٹ نہ جاوے۔ پھر جب تو ٹوٹ گیا۔ اور کچھ شے تجھ میں ثابت نہ رہی۔ اور تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی شے کا صلاحیت وار نہ رہا تب تجھ کو اللہ تعالیٰ ایک نئی پیدائش پیدا کرتا ہے واسطے معرفت اور اظہار تجلیات اپنی کے۔

---

[1] قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم حبّب الیّ من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ

[2] قال اللہ انا عند المنکسرۃ قلوبھم من اجلی ۱۲

دلبراں آئینہ سازند از برائے خویش خاص
تا تماشائے جمال خود درانجا مے کنند

پس پیدا کرتا ہے تجھ میں اللہ تعالیٰ (اپنی طرف سے) ارادہ پھر تو اس ارادہ کے ساتھ ارادہ کرتا ہے۔ پس جب تیرا ارادہ اور نئی پیدائش تجھ میں پائی جاوے۔ تو رب تعالیٰ اس کو تیرے وجود کے لئے جو اس میں ہے توڑ دیگا۔ میں تو ہمیشہ شکستہ دل و فانی ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیشہ تجھ میں نیا ارادہ پیدا کرتا رہے گا۔ پھر اس کو دور کرتا رہے گا۔ ہر ایک وجود تیرے کے اس میں۔ جیسا کہ غوث پاک نے ایک دن جامہ نفیس پہنا اور کسی نے اس پر انکار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ھذا کفن المیت اجمل و ھذا بعد الف مرۃ یعنے یہ میت کا کفن ہے۔ اور کفن میت کا بہت خوبصورت ہوا کرتا ہے اور یہ بعد ہزار موت کے ملتا ہے ؎

یکبارہ میرد ہر کسے بیچارہ جامی بارہا
؎ ہزار بار بمیری و صد ہزاراں بار
ہنوز مردہ ہر آدمے ز تو باقی ست

غوث اعظم فرماتے ہیں۔ اسی طرح تو ہر بار اپنے پر موت وارد کریگا۔ یہاں تک کہ وحشت اپنی مدت کو پہونچ جاویگی پھر تجھ کو لقاء الٰہی نصیب ہو جاویگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔ عمل صالح یہی فنا ہے۔ کہ ہر اپنے وجود کی ملونی نہ رہنے پاوی مٹنے ہیں۔ حدیث قدسی انا عند المنکسرۃ قلوبھم من اجلی ؎

تا در تو ز پندار تو ہستی باقی ہست
میداں بیقین کہ بت پرستی باقیست
گفتی بت پندار شکستم رستم
این بت کہ تو پندار شکستی باقیست

پھر حضرت ممدوح علیٰ مقام فنا پر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیوں حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔ ہمیشہ ہے میرا مومن بندہ کہ نزدیکی میری طلب کرتا ساتھ نوافل حاجت زیادت خیرات کے ڈھونڈتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ جب دوست رکھتا ہوں اسکو

تو میں اسکے کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جسکے ساتھ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں۔ جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اور ایک حدیث میں ہے۔ پس ساتھ میرے سنتا ہے اور ساتھ میرے دیکھتا ہے۔ اور ساتھ میرے پکڑتا ہے اور ساتھ میرے عقل و ادراک کرتا ہے ؎

بی یسمع بی یبصر بی یبطش بی یمشی
سر لیست عارض تدریہ لا تعنی

اور یہ حالت فنا کی ہے نہ غیر فنا جس سے وہ فانی ہو کر ارادہ الٰہی کی جگہ ہو جاتا ہے ؎

رفت از میاں ہمی خدا ماند خدا
المقر ذا تہ ھو اللّٰہ ابست
؎ کے بود ز ما جدا ماندہ
من دتو رفتہ و خدا ماندہ

پھر حضرت غوث پاک فرماتے ہیں۔ پس جب تو اپنے سے اور خلقت سے فنا ہو گیا۔ اور خلقت نہیں مگر نیک و بد۔ اور ایسا ہی تو بھی نیک کے پانے پس قرآن سے نیکی کی امید نہ رکھے۔ اور نہ ان کے شر سے ڈرے۔ پس اللہ تعالیٰ وحدہٗ ہی فقط شہود میں باقی رہے گا۔ جیسا پیدائش خلق سے پہلے تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہی تقدیر میں خیر و شر ہے۔ پس وہی تجھ کو اپنے شر سے بچائیگا اور وہی تجھ کو اپنے دریا میں غرق کرے گا۔ پس تو ہر خیر کا برتن اور ہر نعمت و خوشی و آراستگی و نور و روشنی و امن و سکون کا منبع بن جائے گا۔ یہی فنا سالکان طریقت کی آرزو و مطلوب و منتہیٰ و حدود جائے ورود ہے۔ جسکی طرف اولیاء و دوستان خدا کا سیر سلوک منتہی ہوتا ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اور یہ فنا استقامت ہے۔ جس کو پہلے اولیاء و ابدال علیہم السلام طلب کرتے تھے۔ اور استقامت یہ ہے کہ وہ اپنے ارادہ سے فنا ہو جاویں۔ اور ارادہ حق عزوجل کے ساتھ اپنے ارادہ کو بدل دیں پھر

اور وہ حق کے ساتھ ہی ہمیشہ وفات تک ارادہ کرتے رہیں۔ اسی لئے ان کا نام ابدال رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے ارادوں کو اللہ تعالیٰ کے ارادوں کے ساتھ بدل دیا ہے۔ دنیا ایسے لوگوں سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ اگر ایک ان میں سے رخصت ہو گیا تو دوسرا اس کی جگہ تبدیل ہو جاتا ہے۔

پھر حضرت مقالہ سولھویں میں فرماتے ہیں۔ پھر جب تیرا علم و یقین و نور دل و شرح صدر قوی ہو جائیگا تو تیرا قرب و مکان و امانت و اہلیت واسطے نگاہ رکھنے اسرار کے زیادہ ہو جائینگے۔ پھر تجھ کو آنے سے پہلے قسمت کا تجھ کو علم ہو جائے گا۔ یہ صرف تیری عزت کے واسطے اجلال و فضل و منت و ہدایت اپنی طرف سے کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون۔ وقال تعالیٰ۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ وقال تعالیٰ واتقوا اللّٰہ ویعلمکم اللّٰہ۔

پھر فرمایا غوث الاعظم نے ثم یرد علیک التکوین فتکون بالاذن الصریح الذی لاغبار علیہ والدلالات اللائحۃ کالشمس المنیرۃ وبکلام لذیذ الذی الذ من کل لذیذ والھام صدق من غیر تلبیس مصفی من ھواجس النفس ووساوس الشیطان اللعین۔ یعنے پھر پھیرا جاویگا اور پیدا کیا جاوے گا تجھ پر بہت کرنا۔ اور پیدا کرنا کائنات کا (تکوین سے مطلب ہے کن فیکون) پس بسبب اذن صریح کے تو (پیدا کنندہ کائنات کے) ساتھ اذن حق صریح کے۔ جس پر کوئی غبار نہ ہوگا۔ اور ساتھ دلالتوں روشن کے مانند سورج روشن کی۔ اور ساتھ کلام لذت والی کے جو ہر لذت والی اشیا سے بہت لذیذ ہو گی یعنے وحی و الہام اور ساتھ الہام راستی کے سوا التباس کے جو خواطر نفس اور وساوس شیطان لعین سے صاف اور روشن ہوگا

پھر غوث اعظم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کتب میں فرمایا ہے۔ یا ابن آدم انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا اقول للشیء کن فیکون اطعنی اجعلک

تقولی للشیٔ دکن فیکون وقد فعل ذالک
بکثیر من انبیاءہ وخواص من بنی آدم۔

یعنے اے بیٹے آدم کے میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں جس شے کو کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ تو ہی میرا کہا مان۔ میں تجھ کو بھی ویسا ہی کر دونگا۔ جس چیز کو تو کہیگا ہو جا وہ ہو جاوے گی اور بتحقیق اللہ تعالےٰ نے ایسا فعل اپنے بہت نبیوں اور خواص بنی آدم کے ساتھ کیا ہے۔ جنہوں نے اپنی تمام حرص و ارادت سے فانی ہو کر اور فعل حق کے ساتھ اثبقا کا پاکر ساتھ تصریف اور قدرت اسکے متصرف کائنات میں ہوئے۔ انتہیٰ۔

اب دیکھ اے متعصب بھیڑے ہوئے معترض اگرچہ تو اپنے وجود کو اسی پیر کی بخشش کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اپنے پیر کی مقالات حسنہ کی طرف دھیان نہ کیا۔ جن تنا نظری سے وہ اہل تکوین سے ہو گئے تھے۔ اور کن فیکون کی نسبت ان کی طرف ہو گئی تھی اسی سے حضرت مسیح موعود کے کشف میں بھی تکوین کی نسبت آپ کی طرف ہو گئی تھی جس اعتراض بناکر ان پر تو نے کفر لگایا۔ اور مشرک فی الذات والصفات قرار دیا۔ اب بتا کہ حضرت غوث پاک کو ایسے کلمات کے لکھنے اور کہنے سے کیا کچھ کہیگا۔ یا اس کی تاویل کرکے استعارہ و مجاز کی طرف لے جائیگا۔ فما هو جوابک فهو جوابنا۔ یہاں جواب سوال سوم ختم کیا جاتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین ٭

تذکرۃ المہدی

حضرت اقدس مسیح موعود کے بیس سالہ حالات چشم دید اور بڑے بڑے ابتدائی مباحثات کے صحیح و دلچسپ حالات اور عجیب و غریب مناظرات اخی المعظم حضرت پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی ہانسوی احمدی کے تحریر کردہ جو آپ نے بیس سال شبانہ روز حضوری مہدی [illegible] میں [illegible] مشاہدہ کئے۔ اور حضور کی زبان مبارک [illegible] اشاعت کا فخر [illegible]

کیا مکتی دائمی ہے؟

نوشتہ مہاشہ فضل حسین صاحب دوان مہاجر قادیان

اخبار درشتانند آریہ سماج کا ایک نیا اخبار ہے جو سوامی درشتانند جی کی یادگار میں جاری کیا گیا ہے۔ خواہش تھی کہ اس اخبار کو دیکھیں۔ ایک آریہ دوست نے ازراہ مہربانی اس کا ایک پرچہ دکھلایا۔ جب پڑھا تو بزیر سرخی "سنکا سمادھان" کے کسی مہاشہ کے (جو لدھیانہ کے رہنے والے ہیں) دو اعتراضوں کا جواب ایڈیٹر "درشتانند" کی طرف سے نظر آیا۔ لدھیانہ کے سوا کسی آریہ نے تو اپنی تسلی کے لئے اعتراض کئے تھے مگر جواب ایسے نہیں کہ کسی کی تسلی کا باعث ہو سکیں ہم ذیل میں ہر دو سوالات کو اور ان کے جواب کو جو ایڈیٹر صاحب نے دیا ہے۔ مختصر الفاظ میں نقل کئے دیتے ہیں۔ اس کے بعد ان ہر دو سوالات کا جواب اگنی جی کی ہی کتب کی رو سے ہم دینگے۔ اپنی طرف سے کچھ نہ کہیں گے۔

سوال ۱۔ دہرماتما پرش (نیک آدمی) نے مکت ہونیوالے کرم کئے ہوں۔ تو پھر مکت ہو کر کہاں جاتا ہے۔ اور وہاں کیا کرتا ہے۔ جو پھر بندھن میں آتا ہو۔

ایڈیٹر صاحب کا جواب ۱

جس دہرم آتما نے گیان حاصل کرکے نجات حاصل کی۔ وہ برہم لوک (مکتی خانہ) میں چلا جاتا ہے۔ نجات حاصل کرنے کے بعد وہاں ادھ گیان کی ترقی نہ ہونے اور ابھیاس چھوٹ جانے سے گیان میں کمی واقع ہونی شروع ہوتی۔ جب جیو ویدک گیان سے ہٹ کر اصلی اپنے الپ گیان کی حالت کو پہنچ گیا تو پھر اس کو ضرورت ہوئی کہ دوبارہ گیان کو حاصل کیا جائے۔ تاکہ پھر مکتی اور آنند بھوگ سکے۔ کیونکہ شاستر کاروں نے کہا ہے کہ بغیر گیان (معرفت الٰہی) کے نجات نہیں۔ گیان سے ہی نجات مکتی ہے۔ اسلئے مکتی (نجات) کے کھو بیٹھنے کو گیان کی ضرورت ہے۔ . . . . اگر تو آدمی جسم قبیلی پاکر گیان حاصل کرنے۔ تو پھر مکتی پا گیا اور اگر اگر اس سنسار میں پھنس گیا۔ تو جنم مرن کے چکر میں پڑ جاتا ہے۔ مکتی سے محروم رہ جاتا ہے۔ . . . . . . (دیانند تو الیہ؟)

ہے۔ اول تو مکتی ہی جو دیر تک رہتی ہے۔ محال ہے اگر بفرض محال حاصل بھی کرلے۔ تو دوبارہ بعد حسرت کے نمونا پڑتا ہے۔ اور آکر بلی۔ کتا۔ بندر۔ حیوان چرند پرند کی جونوں کی سیر کرنی پڑتی ہے۔ کہیں عورت بن رہا ہے۔ تو کہیں مرد کہیں باپ بن رہا ہے۔ تو کہیں بیٹا کہیں والدہ کا جنم لے رہا ہے تو کہیں بیٹے کا اس سے تو چھٹکارا ہی امر محال ہے۔

معزز ناظرین! آپ نے سائل کا سوال بھی اور مجیب یعنے ایڈیٹر صاحب "درشتانند" کے جواب کو بھی ملاحظہ کیا۔ کیا اس جواب سے سائل کی تسلی و تشفی ہو گئی ہوگی ہرگز نہیں ٭

سوال نہایت وزن دار اور معقول ہیں۔ مگر جواب نہایت بودا اور کمزور ہے۔ اگر مکتی سے لوٹنے کی وجہ گیان کی کمی ہے۔ جیسا کہ ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہے تو یہ بات سراسر لغو ہے۔ چنانچہ ہم سائل کے اس سوال کا جواب سوامی دیانند صاحب کی کتب کی رو سے ہی دیتے ہیں۔ اگر سائل کی تسلی "درشتانند" کے ذریعہ نہیں ہوئی تو انشاء اللہ تعالےٰ "فاروق" کے ذریعہ ضرور تسلی حاصل کرسکیگا۔

سوامی دیانند جی رگوید بھاشیہ بھومکا میں مکتی حاصل کرنے کا ذریعہ بتلاتے ہیں۔

"جب انسان اُپاسنا (عبادت) کے ذریعہ سے پرمیشور کو پاکر تمام عیبوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ تب ہی وہ موکش (نجات) کو نصیب ہوتا ہے"

بھومکا صفحہ ۲۱۱

اس عبارت سے کیا پتہ چلا۔ یہی کہ عبادت الٰہی ہی ایک ایسی شے ہے جس سے معرفت حاصل ہوتی ہے اور کامل معرفت کا ہی دوسرا نام نجات یا مکتی ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب نے جو یہ لکھا کہ مکتی میں گیان کی ترقی نہ ہونے سے الٹی کمی شروع ہو جاتی ہے۔ اسلئے جیو کو وہاں سے نکلنا پڑتا ہے۔ یہ قول کہاں

تک صحیح ہے۔ سوامی جی بھاشیہ بھومکا میں لکھتے ہیں "وہ مکتی پائے ہوئے جیو برہم لوک یعنے پرمیشور کو پاکر اس کی عبادت کرتے ہوئے اسی کے سہارے رہتے ہیں۔ اور جس مقام پر چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ ان کے تمام ارادے پورے ہوتے ہیں۔ اور وہ کسی بات میں ناکام نہیں رہتے" بھومکا اُردو مترجمہ نونہال سنگھ صفحہ ۱۱۱

اس محولہ بالا عبارت سے معلوم ہو گیا کہ جیو مکتی کی حالت میں بھی اللہ تعالےٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں (یہی اسلامی عقیدہ ہے)

پس جب عبادت کا نتیجہ مکتی ملتا ہے (جیسا کہ ہم اوپر بتلا آئے ہیں) تو مکتی میں جو جیو عبادت کرے گا ضرور اس کا گیان بڑھے گا۔ اس سے نتیجہ کیا نکلا۔ یہی کہ جیو جوں جوں عبادت کرتا جائیگا۔ مکتی کی میعاد بڑھتی جائیگی عبادت غیر محدود جس کا نتیجہ لازمی مکتی کا آنند بھی غیر محدود پس ثابت ہو گیا کہ نجات غیر محدود ہے محدود نہیں۔

ایڈیٹر صاحب نے جو لکھا تھا کہ گیان کی کمی ہوتی ہے اسلئے نجات کی میعاد میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔ مگر سوامی جی کی اس عبارت نے اس بات کو توڑ دیا۔ اور اس سے یہی ثابت ہوا۔ کہ مکتی میں گیان کم نہیں ہوتا۔ بلکہ بڑھتا ہے۔ پس جب گیان بڑھتا ہے۔ تو مکتی بھی بڑھیگی۔ کیا یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ گیان تو ترقی کرے۔ اور مکتی کی میعاد میں کمی واقع ہو۔ ہرگز نہیں۔ اب ہم ایک دو نقلی حوالے بھی درج ذیل کرتے ہیں۔ جن سے مکتی میعادی کی تردید ہوتی ہے۔

"وہی (خدا) ہماری سب مرادوں کو پورا کرنیوالا اور تمام لوگوں دنیاؤں کو جاننے والا ہے عالم موکش (نجات) پا کر ہمیشہ اس میں آنند پاتے ہیں۔ اور تیسرے دھام یعنے خالص ستو (نور علم) سے منور ہو کر ہمیشہ آزادی کے ساتھ سکھ میں رہتے ہیں" ۱۱۵

بھومکا از یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ۱۰ ستیارتھ بھومکا

دوسرا حوالہ۔ "درحقیقت موکش کی تعریف یہ ہے کہ ایشور کی حضوری سے جیو جڑا جاتا ہے۔ جس ... دنیاوی ... نسانی سے خوشی اور ہر رنج و دکھ دور ہونے کے آنند

ہی حالت حاصل ہوتی ہے"

ایڈیشن سنجری صفحہ ۲۸۳

اور بھی کئی ایک حوالے ہمیشہ کی نجات کے متعلق موجود ہیں۔ مگر بخوف طوالت مضمون ان ہر دو مندرجہ بالا حوالجات پر ہی اکتفا کی جاتی ہے۔

دوسرے سوال کے جواب میں ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں۔ برکھش (درخت) کو (جیو کا) شریر ماننے والا اجھانی یہ کوئی چیز نہیں۔ اس لئے کسی جیو کا شریر (جسم) نہیں"

سائل کے سوال میں ایک یہ بھی بات تھی کہ روح تناسخ کی رو سے نباتات وغیرہ میں بھی جاتی ہے۔ تو اسکے جواب میں فرماتے ہیں۔ کہ ایسا ماننا اجھانی کا کام ہے۔ نباتات وغیرہ درختوں میں روح نہیں جاتی ؛

اس پر زیادہ لکھنا ہم فضول سمجھتے ہیں۔ صرف ایڈیٹر صاحب کی اس بات کی تردید کے لئے۔ سوامی دیانند جی کا ایک ہی قول پیش کر دیتے ہیں۔ ناظرین خود فیصلہ کر لینگے۔ کہ ایڈیٹر صاحب کا قول صحیح ہے کہ "روح درختوں میں نہیں جاتی" یا سوامی جی کا جو اس کے عین خلاف ہے

دیکھئے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۹

"جو شخص بذریعہ جسم کے چوری۔ دوسرے کی عورت سے صحبت۔ نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ بدکام کرتا ہو اس کا جنم درخت وغیرہ نہ چلنے والے جسموں میں ہوتا ہے"

دیکھئے درخت میں تناسخ کی وجہ سے روح کا ہونا سوامی جی مان رہے ہیں۔ اس قول کے آگے ایڈیٹر صاحب کے جواب کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔

اب آخر میں مہاشہ ماہنو رام لدھانوی سے ہمارا خطاب ہے۔ کہ مہاشہ صاحب آپکے سوالات کا جواب ایڈیٹر صاحب اخبار ہندوستان ہرگز نہیں دے سکے۔ اور ہم نے سوامی جی کی کتب سے آپکے سوالات کا جواب مدلل دے دیا۔ اب اگر کوئی دلیل پیش کرنا ہو (اعتراض) پیدا ہوں۔ تو ہم سے جو

کر لیا کریں۔ جو توفیق ایزدی آپ کی ... کردی جایا کریگی۔ آپ کسی دوسرے آریہ ایڈیٹر کو تکلیف نہ دیا کریں

جوتا پہنکر نماز پڑھنا جائز ہے

ابن عدی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جوتے کو زینت نماز فرمایا ہے۔ اور اسے پہنکر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ کما روی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خذوا زینۃ الصلوٰۃ قال وما زینۃ الصلوٰۃ قال البسوا نعالکم فصلوا فیہا۔

عقیلی اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ عز وجل خذوا زینتکم عند کل مسجد صلوا فی نعالکم۔ ابن مردویہ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ما اکرمکم اللہ بہ ہذہ الامۃ لبس نعالھم فی صلواتھم کہ منجملہ ان باتوں کے جو خدا نے اس اُمت کی بزرگی کے دی ہیں۔ جوتا پہنکر نماز پڑھ سکنا بھی ہے۔ ابو داؤد اور حاکم نے شداد ابن اوس سے یہ حدیث روایت کی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالفوا الیہود فانھم لا یصلون فی خفافھم ولا فی نعالھم مخالفت کرو یہود کی کہ وہ موزہ اور جوتا پہن کر نماز نہیں پڑھتے۔ اور بیہقی اور ابن حبان اور طبرانی نے بھی اسی ہی روایت کی ہے۔ کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جوتا پہن کر نماز پڑھتے تھے ...

له فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حاصل کرو نماز کی زینت کو پوچھا گیا نماز کی زینت کیا ہے ارشاد ہوا اپنی جوتیاں پہن لو اور انہیں نماز پڑھو ... رسول خدا صلعم نے قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ... ہر نماز ... اپنی زینت حاصل کرو ...

[illegible] مسلم نسائی اور ترمذی نے بھی ایسی روایت کی ہے۔

بعض علما نے ان احادیث سے ثابت کیا ہے کہ [illegible] عادت معمولی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی جیسا کہ فتح المتعال میں لکھا ہے۔ وا[illegible] صلواتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی نعلیہا [illegible] فی المسجد فان فی الصحیحین وغیرہما من [illegible] بن یزید قال سالت انس بن مالک کان [illegible] اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ قال نعم [illegible] ان ھذا کان شانہ و [illegible]

بعض [illegible] وجہ سے جوتا پہنکر نماز پڑھنے کو سنت سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ رد المختار میں لکھا ہے کہ واخذ جمع [illegible] الحنابلۃ انہ سنۃ۔ حنبلی فرقہ کی ایک جماعت نے جوتیوں سمیت نماز پڑھنے کو سنت قرار دیا ہے۔ بعض لوگ یہ فرماتے ہیں کہ جو جوتا پہن کر سڑکوں اور کوچوں میں پھرتے ہیں۔ اس کو مسجد میں لے جانا اور نماز پڑھنا جائز نہیں ہے وہ جوتا مسجد میں لے جانا [illegible] جبکہ وہ پاک ہے اور جوتا یا موزہ یا کوئی چیز ہو تاکہ [illegible] نجاست سے محفوظ رہے۔ مگر یہ غلطی ہے۔ جیسا کہ رد المختار میں لکھا ہے۔ وکان یمشی بھا فی طرق المدینۃ ثم یصلون فیہا۔ یعنے اسی جوتہ کو جسے پہنکر سڑکوں اور راہوں پر چلتے ہیں۔ نماز پڑھنا جائز ہے۔ اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مدینہ کی گلیوں میں جوتے پہنے پھرتے تھے۔ اور اسی سے نماز پڑھتے تھے۔

[illegible] ابو داؤد و ابن حبان اور حاکم اور عبد بن حمید اور اسحٰق

[illegible] کا جوتیوں سمیت نماز پڑھنا صحیح بخاری و مسلم [illegible] جنہوں نے سعید بن یزید سے روایت کی ہے [illegible] سے پوچھا کہ [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے تو حضرت انس [illegible] سمیت نماز پڑھتے [illegible] [illegible] جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے

ابن راہویہ اور ابو اسحٰق موصلی نے ابن سعید جزری سے روایت کی ہے کہ حضرت نے نماز میں جوتا اوتار ڈالا تو صحابہ نے بھی اپنے جوتے اتار دئے۔ حضرت نے بعد نماز کے صحابہ سے پوچھا کہ جوتے کیوں اتار ڈالے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے آپ کی تقلید کی۔ تب فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرے جوتوں میں نجاست لگی ہوئی ہے۔ اسلئے میں نے اتار ڈالے۔ اور یہ فرمایا کہ تم مسجد میں آنے کے وقت اپنے جوتوں کو دیکھ لو۔ اگر کچھ نجاست لگی ہو تو پونچھ ڈالو۔ اور جوتا پہن کر نماز پڑھو۔ الفاظ ابو داؤد کے یہ ہیں:۔ ثم قال اذا جاء احدکم المسجد فلینظر فان راٰی فی نعلیہ قذرًا واذی فلیمسحہ ولیصل فیہما۔

اگلوں میں سے بھی بعض خیالی ادب کرنے والے ایسے گذرے ہیں۔ جنہوں نے اس فعل کو مکروہ جانا مگر علماء نے ان کے قول کو رد کیا۔ جیسا کہ علامہ مصری نے فتح المتعال میں لکھا ہے۔ الذی یترجح ھوانہ لاوجہ الکراھتہ الصلوٰۃ فیہا لثبوت فعل ذلک من اصحاب الشرع واما الافضلیۃ فان اراد بہ اقتداء النبی صلے اللہ علیہ وسلم فنعم والا فھو فعل مباح من الرخص الشرعیۃ ھذا ھو الذی علیہ المحققون من الفقہاء والمحدثین کہ قول راجح یہ ہے۔ کہ کوئی وجہ جوتا پہن کر نماز پڑھنے میں کراہت کی نہیں ہے۔ اسلئے کہ اصحاب شرع سے یہ فعل ثابت ہے۔ باقی رہی افضلیت۔ پس اگر جوتا پہن کر نماز پڑھنے سے مقصود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدا ہے۔ تو بلاشبہ جوتا پہنکر نماز پڑھنا افضل ہے۔ ورنہ یہ فعل مباح ہے۔ منجملہ مباحات شرعیہ کے اور یہی قول منصوص ہے۔ محققین فقہا اور محدثین کا۔

لوگ تعجب کرینگے کہ جوتے میں نجاست لگی رہتی ہے۔ تو نجس چیز کو مسجد میں لے جانا اس سے نماز پڑھنا کیونکر جائز ہوگا۔ مگر ان کو چاہیئے کہ محدثین کی روایت کی ہوئی حدیثوں کو دیکھیں۔ جو کچھ احادیث سے ثابت ہے کہ اگر جوتے میں کچھ نجاست لگ جاوے تو رگڑ ڈالنا اور مٹی سے مل دینا ہی اس کی طہارت ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے۔ اذا وطی احدکم نعلیہ فطھورھا التراب۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ اذا وطی احدکم بنعلیہ فان التراب لہ طھور۔ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جس راہ سے مسجد کو آتے ہیں۔ وہ راہ نجس اور غلیظ رہتی ہے۔ تو جب پانی برسے تو ہم کیا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا نجاست کے بعد صاف جگہ نہیں ملتی۔ اس نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا کہ ھذہ بھذہ یعنے پس جگہ صاف پر قدم رکھنا نجس جگہ کی نجاست دور کرنے کے لئے کافی ہے۔

حافظ ابو زرعہ عراقی شافعی نے بھی ایسا ہی فتوے دیا ہے۔ بعض فقہائے نے لکھا ہے کہ جو نجاست ایسی ہو کہ جس کا جرم یعنے جسم نہ ہو۔ مثل پیشاب یا شراب کے۔ اگر وہ جوتے میں لگ جاوے۔ تو بے دھوئے پاک نہیں ہوتی۔ مگر یہ ان کی خیالی طہارت ہے۔ نہ مطابق حدیث کے۔ کیونکہ مٹی سے رگڑ دینا اس کی پاکی کے لئے کافی ہے۔ اور یہ مسئلہ فقہاء کا خود امام ابوحنیفہ صاحب اور قاضی ابو یوسف کے فتوے کے خلاف ہے۔ جیسا کہ قاضی ابو علی نسفی نے امام ابوبکر محمد بن فضل سے روایت کی ہے کہ انہ قال اذا اصاب نعلیہ بول او خمر ثم مشی علی التراب او الرمل حتی لزق بہ بعض التراب و جف ثم مسحہ بالارض یطہر عند ابی حنیفہ و ھذا ذکرہ الفقیہ ابو جعفر عنہ وعن ابی یوسف مثل ذلک الا انہ لم یشترط ما لجفاف۔ انہوں نے فتوے دیا ہے۔ کہ اگر جوتے میں شراب یا پیشاب لگ جاوے۔ پھر مٹی پر چلے یا ریت پر اور کچھ مٹی یا ریت جوتے میں لگ جاوے اور خشک ہو جاوے۔ اور پھر پونچھ ڈالی جاوے۔ تو پس جوتا پاک ہو گیا۔ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور ابو جعفر نے بھی امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ کو منقول کیا ہے۔ اور قاضی ابو یوسف نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ مگر انہوں نے خشک ہو جانے کی شرط نہیں کی۔

۱؎ اگر تم میں سے کسی کی جوتی میں گندگی لگ جاوے تو مٹی سے اسکو پاک کر لو۔ ۱۲

آدمی فاشلع نعلیک کے حوالے سے جو آثار نے کو
صور کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں میں سے بھی بعض
یا شبہ کیا۔ مگر شکر خدا کا ہے۔ کہ اُنکے ہی عالموں نے
مخالفت ظاہر کردی۔ جیساکہ فتح المتعال میں ہے۔
امرخلع النعل لموسیٰ لادلالۃ لہ علےٰ
نہ دخول المسجد منتعلاً ولو دل علیہ الصّلٰوۃ
ضرورۃ لوجود ما ینسخہ فی شریعتنا ومن ھھنا
یحافۃ فی منیۃ المصلی۔

قرآن شریف میں حضرت موسیٰ کے جوتیاں اتارنے کا جو
ہے۔ اس کی سند یہاں نہیں لائی جاسکتی۔ اور اگر بالفرض
دلیل میں پیش کیا بھی جائے۔ تب بھی کچھ مضر نہیں ہے
ہماری شریعت نے حضرت موسیٰ کی شریعت کو منسوخ کر
۱۲ ے

دھرم حامیوں کی خدمت میں ایک اور عرض
اور
پہلے سوال کے متعلق یاد دہانی

مترو ابھی میری آخری التماس (مندرجہ اخبار فاروق
۱۹۱۵ء) کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ یعنی رُوح اور
انادی ہونا جس وید منتر کا ارتھ ہے۔ وہ وید منتر
مہاشے نے تحریر نہیں فرمایا۔ اسکے بارے میں
کرانے کے لئے ایک اور عرض کرتا ہوں۔ اور
منتظر ہوں

ھو ھذا۔ جبکہ سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب
ستیارتھ پرکاش کے ساتویں سملاس کے آخر میں یہ تحریر
ہے۔ کہ اگر کوئی کسی (آریہ) سے پوچھے۔ کہ
کیا اعتقاد ہے۔ تو یہی جواب دینا چاہیئے۔ کہ
اعتقاد وید ہے یعنی جو کچھ ویدوں میں بیان
ہے۔ ہم اس کو مانتے ہیں۔ گویا دوسرے

لفظوں میں یہ کہنے کا ارشاد ہے کہ جو بات ویدوں
میں نہ ہو۔ اس کو ہم ہرگز نہیں مانتے۔ اور نیز موجب
آریہ سماج کے اصول نمبر ۳ وید ست ودیاؤں کا پستک
بھی ہے۔ اور اکثر تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ
یہ دعوے بھی کیا گیا ہے۔ کہ تمام علوم اور ایجادوں
کا منبع وید مقدس ہی ہے۔ پھر یہ امر ضروری بلکہ اشد
ضروری ہے۔ کہ آپ کی طرف سے جو دعوے ہو۔
وید سے ہو۔ اس کے جسقدر دلائل ہوں وید سے ہوں
تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ ویدوں کا مکمل کتاب ہونے
کا دعوے بلا دلیل دعوے نہیں۔ کیونکہ جو کتاب اپنے
دعوے کے دلائل میں ہی عمر کی دست تنگ ہے۔ وہ مکمل
ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی دلیل ویدوں میں سے نہ ہونے
کی وجہ سے ویدک دھرم کی تائید میں پیش بھی نہیں ہو
سکتی۔ کیونکہ موجب ہدایت سوامی دیانند جی کے آریہ
سماج ان کو نہیں مان سکتی۔ اس سبب سے کہ وہ ویدوں
میں سے نہیں ہے۔ کسی عقلمند کو آریہ سماج کی طرف
سے وہ دلیل قبول نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ وید میں
سے نہیں ہے۔ اب میں اس بنا پر ایک اور سوال
جو سملاس ۹ میں نمبر ۲۴ پر درج ہے۔ پیش کر کے
دریافت کرتا ہوں۔ کہ اس کا جواب کون سے وید منتر
کا ترجمہ ہے۔

سوال نمبر ۲۴۔ جسقدر جیو مکت ہوتے ہیں۔ ایشور
اسی قدر نئے پیدا کر کے دنیا میں رکھ دیتا ہے۔ اس لئے
خاتمہ نہیں ہوتا۔

جواب۔ اگر ایسا ہو تو جیو غیر دائمی ہو جائیں۔ کیونکہ
جس کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس کی فنا ضرور ہوتی ہے
اور ایسی صورت میں تمہارے اعتقاد کے رُو سے
مکتی پا کر بھی فنا ہو جاوینگے۔ اور مکتی غیر دائمی ہو جانے کی
نیز مکتی کے مقام پر بہت بھیڑ بھاڑ ہو جاوے گی
کیونکہ آمد زیادہ اور نکاس کچھ بھی نہ ہونے کی وجہ سے
وہاں افزونی کا کچھ وار پار نہیں رہے گا۔ اور دُکھ
کے احساس کے بغیر سکھ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسے کڑوا
نہ ہو تو میٹھا کیا اور میٹھا نہ ہو تو کڑوا کس کو کہیں
کیونکہ ذائقہ کے خلاف دوسرے ذائقے کے ہونے

پر ذائقوں کی تمیز ہوتی ہے۔ ... ایک
ہی میٹھا کھاتا پیتا ہے۔ اس کو ویسا سُکھ نہیں
ہوتا۔ جیسا کہ سب قسم کے ذائقوں کے بھوگنے والے
کو ہوتا ہے۔ اور اگر ایشور انتہا والے اعمال کا لاانتہا
نتیجہ دیوے۔ تو اس کا انصاف معدوم ہو جاوے
جس قدر بوجھ کوئی اُٹھا سکتا ہے۔ اسی قدر اس پر
رکھنا عقلمندوں کا کام ہے۔ جیسے ایک من بوجھ
اٹھا سکنے والے کے سر پر دس من رکھنے سے بوجھ
رکھنے والے کی مذمت ہوا کرتی ہے۔ ویسے ہی تھوڑا
علم اور تھوڑی سی طاقت والے جیو پر ... تو جس
مادے سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ ختم ... گا
کیونکہ چاہے کتنا ہی بڑا خزانہ ہو اس میں ...
اور آمد نہیں۔ تو اس کا کبھی نہ کبھی دیوالہ نکل ہی جاتا
اسلئے یہی آئین صحیح ہے کہ مکتی میں جانا پھر وہاں سے
واپس آنا اور یہی اچھا ہے۔ کیا تھوڑی قید کی نسبت
عمر بھر کی قید یا پھانسی کو کوئی شخص اچھا سمجھتا ہے
اگر وہاں سے آنا نہ ہو تو عمر قید سے اتنا ہی فرق ہے
کہ وہاں مزدوری نہیں کرنی پڑتی۔ اور برہم میں سے
(تحلیل) ہونا تو سمندر میں ڈوب مرنا ہے۔ یہ ہے
سوال نمبر ۲۴ سملاس ۹ کا جواب۔ میں اُمید کرتا ہوں
کہ کوئی مہاشے جی مطلع فرماوینگے۔ کہ یہ جواب کس کس
وید منتر سے ترجمہ کر کے دیا گیا ہے۔

یہ امر بھی اس لئے دریافت کیا گیا ہے کہ روح
مادہ کے انادی ہونے کا تعلق اس سوال و جواب سے
پورے طور پر پایا جاتا ہے۔ اور گمان غالب بلکہ یقین
ہو جاتا ہے۔ کہ روح اور مادہ کی انادیت کے
متعلق کوئی ذکر بھی وید مقدس میں نہیں ہے۔ یہ
کتنی دعوے اس کے متعلق وید مقدس میں سے مل
سکتا ہے۔ اور نہ کوئی دلیل مل سکتی ہے۔

المشتھر۔ بدرالدین از قادیان

مولوی محمد حسن امی مرشد کا رشد

(نمبر ۲)

(مولوی غلام [illegible] صاحب مولوی عالم قادیان)

[illegible] کی [illegible] اطیت کی بہت وارد دیتے ہوئے فرماتے [illegible] نے مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ [illegible] ثلاثون کذابون کلہم یزعم انہ نبی [illegible] خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ اس کے [illegible] دعوے کی تائید ہوتی ہے۔ قبل اسکے کہ میں [illegible] کی تفسیر کروں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ [illegible] اقوال وآپ لوگوں کی خدمت میں [illegible]۔ چنانچہ وہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کے بعد اس کا ثبوت پیدا ہو رہا ہے اور ہزاروں سینکڑوں مدعی نبوت پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں" اسجگہ مولوی صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ہزاروں ہونگے لیکن حدیث کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ تیس ہونگے۔ معلوم نہیں کہ مولوی صاحب نے کہاں سے نکالا کہ ہزاروں ہونگے۔ یہ بذات خود دعوے ہے۔ اس کو ثابت کرنا ان کے ذمہ ہے۔ ہزاروں کی [illegible] صرف [illegible] مدعیوں کی فہرست دیں۔ جو کہ اسلام میں مدعی نبوت ہوئے ہوں ۔

[illegible] ناظرین کی دلچسپی مد نظر رکھتے ہوئے اس حدیث کی تفسیر کرتا ہوں۔ حدیث میں پہلا لفظ سیکون ہے۔ س نحوی قاعدے کے لحاظ سے صرف مضارع کے ساتھ مختص ہے۔ اور یہ زمانہ حال سے مضارع کو استقبال قریب کے معنوں میں کرتا ہے۔ جیسا کہ شرح [illegible] میں ہے۔ "من خواصہ دخول [illegible] الاول علی الاستقبال القریب [illegible] الاستقبال البعید۔ یعنی فعل کی [illegible] سین اور سوف کا اوپر داخل ہوتا ہے [illegible] استقبال قریب اور دوسرا استقبال [illegible] قرآن شریف [illegible] یا استقبال قریب کے لئے ہوتا ہے۔ جو قرآن شریف میں آیا ہے۔ فسیکفیکہم اللہ۔ اسجگہ یہ قرینہ موجود ہے وہ یہ کہ اگر وہ ایمان لاسکے تو ہدایت یافتہ ہوگئے۔ اگر پھر گئے تو وہ بدبختی میں ہیں۔ یعنی ایمان لانے کی حالتیں تو وہ پھر آپ کے بھائی ہوئے۔ اس حالتیں تو دکھ نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر وہ ایمان نہ لاتے تو وہ شیطان سے دکھ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ جسوقت وہ دکھ دینگے اسوقت عنقریب خدا تیرا کفیل ہوگا۔ گویا استقبال قریب لاکر یہ بتایا کہ وہ بدبختی اور دکھ دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ دوسری جگہ سیقول السفہاء ما ولٰہم عن قبلتہم۔ اس جگہ بھی قریب کے لئے آیا ہے یعنے ایک قبلہ سے دوسرے قبلے کے پھرنے کے وقت وہ کہیں گے کہ ان کو کس نے پھیر دیا۔ تو پہلے ہی خبر دی کہ عنقریب یہ حکم صادر ہونیوالا ہے۔ تب یہ بھی اعتراض کرینگے۔ تیسری جگہ فرمایا والمومنون باللہ والیوم الآخر اولٰئک سنؤتیہم اجراً عظیماً۔ اس طرح کی ہزاروں مثالیں مل سکتی ہیں پھر عربی شعراء کے قصیدوں میں بھی ایسے ہی معنے معلوم ہوتے ہیں۔ فانی لما اخذ لکم ولا کر + ساسعی الدان اذ بلغہ اذا ما۔ قریب کے لئے استعمال ہوا ہے۔ تبریزی ابی ابن حمام کہتا ہے۔ سیمنع منا السق ان کنت سالما او تقتل ان زلت بک النعمان پھر دیوان علی ابن ابی طالب میں فرمایا ہے۔ ستتہدم بالکتب والطعن رایتہ + ساتی بہا الطہر النبی المہذب۔ پس مذکورہ بالا شعروں سے واضح ہوگیا کہ سین اکثر اوقات استقبال قریب کے لئے آتا ہے اب میں لفظ بعد کی تشریح کے بعد حدیث شریف کے معنے کروں گا۔ تاج العروس جلد دوسری میں بعد کی یوں تشریح کی ہے۔ ھو زمان متراخی عن زمان السابق فان قرب قیل بعیدۃ بالتصغیر جاء زید بعد عمرو ای متراخیا زمانہ یعنی یہ کہ جس کے بعد آنیوالا زمانہ پہلے زمانے سے بہت فاصلہ یعنی دیر کے بعد آتا ہے۔ اگر زمانہ قریب میں ہو تو تصغیر کرلو اور اگر زمانہ لمبا ہو۔ تو بعد استعمال کرتے ہیں۔ جیسے کہ زید عمر کے بعد آیا۔ یعنے ایک لمبے عرصے کے بعد آیا۔ اسی طرح اگر کسی کی نفی کرنی مقصود ہو تو وہ ایک لمبے عرصے تک ہی رہیگی۔

اب میں اصل مضمون یعنی حدیث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ نبی کریم فرماتے ہیں۔ "عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے نبی ہونگے۔ اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔" اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم کا سیکون کا لفظ بولنا اثبات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم کے بعد معاً ہی ایسے نبیوں کا سلسلہ شروع ہوجائیگا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے معاً دعوی نبوت کیا۔ دوسرے اگر سین کو تاکید یا استمرار کے لئے لیا جاوے۔ تو بھی اس کے معنے صاف ہیں کہ میری امت سے میرے تھوڑے عرصے بعد ضروری ہے کہ جھوٹے نبیوں کا سلسلہ پیدا ہو۔ جو کہ یکے بعد دیگرے ہونگے۔ لیکن چونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میری مہر کے بغیر نبی نہیں آسکتا اس لئے وہ تیسوں ہی جھوٹے ہونگے۔ دوسری دلیل اثبات کی یہ ہے کہ میرے بعد معاً کسی ایسے نبی کی ضرورت نہیں ہوگی جو کہ دوبارہ آکر دین اسلام کو زندہ کرے۔ پس وہ نبی جو دعوے کرینگے۔ وہ میرے بعد معاً کرنا شروع کردینگے اسلئے وہ جھوٹے ہونگے۔ اب اس جگہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے بعد حقیقی نبی معاً نہیں ہوگا۔ کہاں سے نکالا تو اسکا جواب صاف ہے۔ وہ یہ کہ لا نبی بعدی یہ بتاتا ہے کہ میرے بعد معاً حقیقی نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ آپ کی تعلیم ایسی پکی ہے کہ دیگر نبیوں کیطرح جھٹ پٹ آپکی امت تو ضلالت میں نہیں گریگی۔ بلکہ یہ ایسی فضیلت والی ہوگی کہ ایک مدت دراز تک اس کو نبی کی ضرورت نہیں بلکہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا ہم دست رہنگے پس جب یہ بات نہیں رہیگی۔ اور امت میں سے ایسے لوگ ہونگے جو کہ مشرکوں کے مشابہ ہوجائینگے۔ اسوقت واقعی ایک نبی کی ضرورت ہوگی۔ جو کہ آپ کی خاتم النبوت سے مختوم ہوکر ایک لمبے عرصے کے بعد آئیگا۔ اب یہاں پر یہ شبہ ہوتا ہے۔ کہ آیا آنیوالے نبی نئی شریعت لائینگے یا اسی پر عمل کرنیوالے ہونگے تو اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ افضل الرسل کے آنے کے بعد کوئی جدید شریعت والا نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تکمیل دین تو ہوچکی جیسا کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی

باہتمام [illegible] عبدالرحمٰن صاحب [illegible] پرنٹر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر [illegible] شائع ہوا۔

فاروق

جلد | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۶ جون

ملکی خبریں

[illegible]

[illegible] قریب [illegible] سال [illegible] ہماری [illegible] ارادہ [illegible] اشتہارات [illegible] شائع کرنے کا مصمم [illegible] جلد اول کی [illegible] کا جلال [illegible] کاتب نے [illegible] تیار [illegible] ۔ ترتیب کی چھپائی کے لئے [illegible] کسی پریس میں طبع ہو جائیں۔ لیکن [illegible] موجودہ جنہیں سے ایک مشین پریس بھی [illegible] کا پیوں کے چھاپنے کے ذمہ دار ہوئے [illegible] تین ماہ میں چار کا پیاں مجبور نکور [illegible] نے چھاپ کر دیں۔ آخر [illegible] امرتسر چھاپنے کے لئے دے آیا۔ وہاں سے بھی [illegible] عرصہ میں صرف چار کا پیاں چھپ کر [illegible] اس اندازے سے مجموعہ اشتہارات کا شائع ہونا ایک نہایت امر محال نظر آتا تھا۔ آخر مجبور ہو کر توکل علی اللہ یہ ارادہ کیا کہ اپنا پریس جاری کر لیا جائے۔ تاکہ اسی [illegible] دینی خدمت انجام [illegible] ہو جائے۔ [illegible] [illegible] حضور صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور فاروق پریس کا ڈکلریشن پیش کر دیا جس کو صاحب ممدوح نے نہایت مہربانی اور عنایت سے منظور فرما لیا۔ بعد منظوری پریس دوسری ضرورت ایک [illegible] پریسمین کی جو ہوشیار اور محنتی ہو۔ پیش آئی۔ [illegible] کے پریس مینوں فاروق پریس سے جی چرانے ہیں [illegible] کام بھی اچھا نہیں کر سکتے تھے۔ پریسمین بھی [illegible] سے منگایا۔ جو بھلا مانس۔ محنتی اور اچھا کام کرنے والا ہے۔ دو ضرورتیں یعنی ایک پریس کی اور دوسری پریسمین کی۔ خدا نے دونوں اپنے فضل سے [illegible] اب تیسری ضرورت [illegible] کشوں کی پڑی [illegible] کہ قادیان سے کوئی [illegible] پریس [illegible] کتنے [illegible] جن کو [illegible] میں آیا ہے۔

چور کر لئے تھے۔ دوسرے تیسرے دن ان کو روئیے کرام [illegible] بہکا کر ہٹا دیا۔ مجھے اس توڑ جوڑ سے بہت تکلیف ہوئی میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ فاروق پریس محض ایک دینی خدمت کے واسطے مجبوراً جاری کیا گیا ہے۔ اور جس کا خرچ بمقابلہ دوسرے پریسوں کے اس کام کے مستقل زیادہ پڑتا ہے یہاں مجھے ایسی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ جن کے دوسرے مقامات دہلی۔ لاہور۔ امرتسر وغیرہ میں احتمال سب اجنبی ہیں۔ پیش آنے کا کبھی بھی احتمال نہیں ہوا بہرحال جیسے تو اس خدمت کو جس طرح بھی ہو انجام دینا ہے۔ اور مجموعہ اشتہارات کو خدا کے فضل اور بھروسہ پر شائع کرنا ہے۔ انشاء اللہ جو جو دقت پیش آئے گی۔ اس کا مقابلہ بتوفیق الٰہی کروں گا۔ اور جہاں تک میری طاقت ہے اس کام کو انجام دوں گا اور مجھے خدا کے خاص فضل کی پوری توقع ہے کہ وہ سب کام آسان کر کے کل رکاوٹیں دور کر دیگا مجھے تبلیغ رسالت کے متعلق بہت فکر ہے کہ وجود سعی بلیغ کے اب تک جلد اول بھی نہیں نکل سکی۔ اور اس کی وجہ صرف اپنا پریس نہ ہونا تھا۔ اب بہت سی تکلیفیں خدا نے دور کر دی ہیں۔ پریس جاری ہو گیا ہے۔ پریسمین مل گیا ہے۔ کل کاتب بھی انشاء اللہ مل جائیں گے۔ عارضی کام لینے والے تو روزانہ کوئی نہ کوئی مل ہی جاتے ہیں۔ چنانچہ دو تین یوم سے مجموعہ اشتہارات کی کاپیاں فاروق پریس پر بفضل خدا طبع ہو رہی ہیں احباب بہت دعا کریں۔ کہ خداوند کریم سب مشکلات اور تمام رکاوٹوں کو جو اشاعت تبلیغ رسالت کی راہ میں پیش آ رہی ہیں یا آنے والی ہیں۔ دور فرما کر سب اسباب اس کی اشاعت کے مہیا فرمائے۔ آمین۔

مجھے امید ہے کہ اگر اسی طرح فاروق پریس پر کام ہوتا رہا تو ۱۵ر جون ۱۹۱۵ء تک جلد اول انشاء اللہ مکمل ہو جائے گی۔ صرف چار کا پیاں [illegible] باقی سب طبع ہو چکی ہیں۔ خدا تعالیٰ جلد اس کو مکمل [illegible] آمین

ثناء اللہ کے مرید کی کتابیں

النبوۃ فی خیر الامۃ ۔ اچھوتی کتاب جس میں آیہ کریمہ خاتم النبیین کی کامل بحث اور آیہ عظیمہ اکملت لکم دینکم کی سیر کن تفسیر جس سے مخالفوں کے قلم ٹوٹ گئے۔ الخ۔ کھلا ان زہریلی توڑ دیگئیں۔ اور الخناس یوسوس فی صدور الناس کا سر ایسا کچلا گیا۔ کہ قیامت تک سر نہیں اٹھ سکیگا۔ قیمت ۲ر

آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا ۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری اہلحدیث کے مایہ ناز رسالہ الہامات مرزا کا مکمل و مفصل و دندان شکن مبسوط قابل دید و لائق تنقید جواب۔ قیمت ۱۲ر

ثنائی ہرزہ درائی ۔ امرتسری مکذب کی الف لیکر ی تک ردیف وار ان گالیوں کی فہرست جو مکذب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خدام ذوالاحترام اور عام احمدیوں کو حبشیوں بھٹیاریوں بازاری عورتوں کی طرح دی ہیں۔ جن کی تعداد ۲۰۵ معہ حوالہ اخبار اور رسالہ جات ثنائی صفحہ سطر تاریخوار۔ قیمت ۴ر

ثنائی فرار و مباہلہ سے انکار ۔ ثناء اللہ امرتسری مکذب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مباہلہ کرنے سے انکار و فرار کرنے کا با قرار ثنائی لاجواب ثبوت [illegible] نام بھی ثناء اللہ نے زبان سے نہیں لیا۔ جواب تو درکنار۔ قیمت ۲ر

چودھویں صدی کا یہودی ۔ امرتسری مکذب کا حضرت اقدس کے متعلق [illegible] مثیل آریہ عیسائی یہودی ہونے کا تحریری اقرار اور حضرت ممدوح کی صداقت کا سلسلہ حصم ثبوت۔ انعامی یک صد روپیہ۔ قیمت ۴ر

فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی ۔ مصنفہ [illegible] جس میں حضرت مسیح موعود کی وفات اور مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری کی حیات [illegible] حضرت اقدس کے [illegible] ثابت کیا [illegible]

قیمت [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان یوم پنجشنبہ ۶ جون ۱۹۱۸ء

کیا وید الہامی ہیں؟

(نمبر ۱)

جناب شیخ فضل حسین صاحب اس سلسلہ میں ایک ضخیم مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں جو امید ہے ہمارے ناظرین کرام نہایت دلچسپی سے پڑھینگے اور ان کے معلومات میں کافی اضافہ ہوگا۔ (ایڈیٹر)

آریہ سماج کا دعویٰ کہ "وید ایشوری گیان" ہے۔ کیا حقیقتاً یہ دعویٰ دعویٰ ہے یا کسی واقفیت پر مبنی ہے۔ آج ہم اس دعوے کو جو ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے پیش نظر رکھتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ آریہ سماج کا یہ دعوے اپنے اندر کسقدر صداقت رکھے ہوئے ہے۔ اور اس دعویٰ کے ثبات میں کیا کیا دلائل مہیا کئے گئے ہیں۔

قبل اسکے کہ ہم ان دلائل کی طرف اپنی توجہ کو منعطف کریں اول یہ دیکھنا ضروری ہے کہ:-

(۱) ویدوں کی صحیح تعداد کتنی ہے۔ تین ہیں یا چار؟

(۲) وید کس پر نازل ہوئے ہیں

(۳) ویدوں کے نزول کا زمانہ کونسا ہے۔

(۴) وید ہی صرف الہامی ہیں یا براہمن بھاگ بھی آریہ سماج ویدوں کی تعداد چار بتلاتا ہے یعنی رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو۔

محققین وید کا دعویٰ ہے کہ وید تین ہیں۔ ... [illegible]

میں [illegible]

[illegible]

ہوتا بتلاتے ہیں۔ مگر سناتن دھرم والوں کا دعویٰ ہے کہ وید برہما پر نازل ہوئے جیسا کہ وہ منوسمرتی کا ایک شلوک اپنے دعوے کے اثبات میں پیش کرتے ہیں۔ اور یہ کتاب آریوں کے نزدیک مسلم اور مستند ہے ملاحظہ ہو:-

منوسمرتی ادھیائے ۱ شلوک ۱۱۔ مترجمہ پنڈت درشنانند آریہ سماجی۔

"جو پرماتما سب کا باعث (علت) و پوشیدہ و ہمیشہ قائم و فاعل مطلق ہے۔ اس نے جس شخص کو دنیا میں سب سے پہلے ویدوں کا جاننے والا پیدا کیا۔ اسی کو سب لوگ برہما کہتے ہیں"

برخلاف اسکے آریہ سماجی کوئی وید منتر ایسا نہیں دکھلا سکتے جسمیں چاروں رشیوں کا نام مرقوم ہو۔ اور صاف طور پر لکھا ہو کہ ان چاروں پر وید نازل ہوئے۔

اسی طرح چار وید ثابت نہیں ہوتے۔ بلکہ تین ویدوں سے تین کا ہی نام معلوم ہوتا ہے۔ چوتھے اتھرو نامی کا کہیں پتہ و نشان نہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تینوں ویدوں کے بہت بعد تصنیف کیا گیا ہے۔

قبل اسکے کہ آریہ صاحبان ویدوں کے "ایشوری گیان" ہونے کے دلائل پیش کریں۔ ان کو ویدوں کی تعداد کی تعیین ویدوں سے ہی کرکے دکھلانی چاہیئے۔

اور ملہمین کی تعیین ویدوں سے دکھلائیں۔ اور پھر براہمن بھاگ کے متعلق بھی جو سناتن دھرم کا عقیدہ ہے اس پر روشنی ڈالیں۔ براہمن بھاگ کے الہامی ہونے کے متعلق جو سناتنی دلائل پیش کرتے ہیں ان کی تردید کریں۔ پھر اگر ویدوں میں انکی وا[illegible] کا نام ہو۔ تو بھی [illegible] بتلائیں کہ یہ [illegible]

[illegible]

سے تینوں [illegible] ہے [illegible] اور منتر کے حوالہ [illegible] ہرگز نہیں [illegible]

جہاں [illegible] یجر۔ سام تینوں کا ہی ذکر ویدوں میں موجود ہے۔ چوتھے اتھرو نامی کا کہیں نشان ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ ویدوں کے متعلق یہ ایک وزندار سوال ہے جو اٹھایا جاتا ہے کہ وید تین ہیں یا چار۔ اگر [illegible] چوتھے کا نام ان تینوں سے دکھلاؤ۔ مگر آج تک [illegible] آریہ سماج کا بانی نہ آریہ سماجی کوئی بھی اس سوال کا آج تک جواب نہیں دے سکا۔

ہاں پنڈت دیانند جی نے دو ایک [illegible] ستیارتھ و بھومکا میں نقل کئے ہیں۔ جن سے وہ بزعم خود اتھرو وید کا نام نکالتے ہیں۔ حالانکہ ان پیش کردہ منتروں میں کہیں اتھرو کا نام صریح طور پر نہیں ملتا۔ ہم قارئین کرام کی خاطر ان پیش کردہ منتروں کو مع ان کے ترجمہ جو سوامی جی نے کیا ہے۔ نقل کردیتے ہیں۔ ناظرین خود صحیح نتیجہ پر پہنچ جائینگے۔ اور دیکھ لینگے۔ کہ اس مشکل سوال کا کس طرح حل کیا جاتا ہے۔ اور کیسے یہ بھی ناکامی کا شکار ہوتے ہیں۔

پہلا منتر :- یجر وید ادھیائے ۳۴ منتر ۵

"اے علیم برتر پرمیشور۔ آپ کی مہربانی سے جس میرے من میں۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید اور نیز اتھروید اسطرح قائم ہوتے ہیں جیسے گاڑی کی ناف میں آرے لگے رہتے ہیں [illegible]

منقول [illegible]

[illegible] اصل [illegible] کو دیکھا جائے [illegible] بھی نام نہیں۔ مگر ترجمہ میں محض [illegible] کا نام موافق [illegible]

[illegible]

معزز ناظرین ! دیکھئے یہاں بھی ترجمہ سوامی جی کر رہے ہیں۔ اس میں [illegible] کا نام و نشان نہیں ملتا۔ حالانکہ اس منتر [illegible] وہ دو دوسرے کے بعد بھی چھندس کا نام [illegible]۔

[illegible] وید یہ اتھروید ہو پیدا ہو گیا ہو گا۔ کہ آپ [illegible] اپنا مطلب سدھ کرنے کے لئے [illegible] لگے سے الٹ پلٹ کرتے رہتے ہیں۔

چھندس کے نام کو ثابت کرنے کے لئے ایک اور منتر [illegible] کا پیش کرتے ہیں۔ وہ بھی ملاحظہ کیجئے [illegible] حافظہ جی کی داد دیجئے۔ ملاحظہ ہو [illegible]

یہاں یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۷ کا ترجمہ کرتے ہیں:۔

"اس یگیہ یعنے بست مطلق عین علم اور عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف کیداکل پرشور سے جو سرو ہت اور قادر مطلق پرم ہے رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید اور چھند یعنے اتھرو وید چاروں ظاہر ہوئے"

اس ترجمہ کے اصل منتر کو دیکھا جائے تو وہاں لفظ چھند کا بجائے چھندس ہے۔ اور اتھرو صاحب بھی وہاں مفقود الخبر ہیں۔

یہاں صرف سوامی جی نے اپنا مطلب نکالنے کو اس کا نام لکھ دیا ہے۔

افسوس کہ سوامی جی مہاراج اسوقت دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ نہیں تو ان کی خدمت میں ہم عرض کرتے کہ اے مہاراج اب وہ زمانہ نہیں کہ آپ لوگ اپنا مطلب سدھ کرنے کے لئے جو چاہتے ترجمہ کرتے۔ اور عام پبلک [illegible] ان کا مدعا رسولوں سے بے خبر رہتی۔

[illegible] لفظ چھندس آیا ہے تو کہ جمع کا صیغہ [illegible] واحد کے معنے دینا چھندس [illegible] ہرگز نہیں ہو [illegible] سوامی جی کو [illegible]۔

سکے بعد پنگل آچاریہ کی تصنیف متعلقہ علم عروض پڑھیں جس سے ودیک (متعلق وید) اور لوکک (دنیاوی) چھندوں یعنے نظم کا علم سنتے اشعار بنانے کا طریق بھی جیسا کہ چاہیئے سیکھیں"

یہاں سوامی جی نے لفظ چھندس کے معنی بحر ہی لئے ہیں۔ اتھر وید چھندس کے معنوں میں آ ہی نہیں سکتا۔ اگر آسکتا تو کسی لغات میں ہوتا۔ مگر ہرگز نہیں۔

اب ہم اس وید منتر کا لفظی ترجمہ جو بابو سنال سنگھ مترجم بھاشیہ بھومکا نے اسی منتر کے حاشیہ میں کیا ہے۔ نقل کئے دیتے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں۔ اس منتر کا لفظی ترجمہ کیا جائے تو اسطرح ہوتا ہے کہ اس سرو ہت یگیہ سے رگ اور سام پیدا ہوئے۔ اس سے چھند (سام) پیدا ہوئے۔ یجر بھی اسی سے ظاہر ہوا"

معزز ناظرین ! اس لفظی ترجمہ غور کرنے سے وہ بھی جان گیا ہو گا کہ سوامی جی نے یہاں مغالطہ دیا ہے۔ اب یہاں کوئی آریہ کہدے کہ "چھندس" کا لفظ کیوں آیا ہے۔ اس سے اتھر وید ہی مراد ہو گا۔ یہ بات بالکل غلط ہے ہم بتلاتے ہیں کہ کیوں آیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ سام وید منظوم ہے اور اسی سے علم عروض اخذ کیا گیا ہے۔ اور چھند کوئی علیحدہ وید نہیں ہے۔ جیسا کہ سوامی جی نے اتھر وید بنا لیا سمجھ۔ اس قول کی تائید سوامی جی بھی کرنے پر مجبور ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ ستیارتھ صفحہ ۹۲

"وہ سب سے مقدم سام وید کو باجہ اور ساز کے ساتھ گانا سیکھا چاہیئے"

سام وید منظوم ہے اسلئے یہاں سوامی جی ہدایت دیتے ہیں کہ اس کو باجہ وغیرہ کے ساتھ گانا چاہئے۔

پس اس تحقیقات کے بعد ثابت ہو گیا کہ ان دو منتروں میں (جو اوپر لکھے گئے ہیں) کہیں بھی اتھرو کا نام نہیں۔ اور چھندس کے معنے علم عروض کے بحور ہیں۔

اب ہم اس مضمون کے دوسرے نمبر میں بکھرام کے پیش کردہ منتروں کو نقل کر کے ان کی حقیقت کو طشت از بام کر کے دکھلائینگے۔ اس کے بعد آریہ صاحبان جو ویدوں کے الہامی ہونے کے متعلق معیار پیش کیا کرتے ہیں ان کی بھی حقیقت کو آشکارا کیا جائے گا۔ (باقی آیندہ)

آریہ گزٹ کی شرانگیزی

ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے خلاف

۳۰ مئی کے آریہ گزٹ میں نہایت ناحق کوشی و ناپاسی کام لیتے ہوئے ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے تعلیمی کورس متعلقہ دینیات پر افترا پردازانہ طریق سے غلط فہمی پھیلانے کی ناجائز کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ اس کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔ ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ نے درثمین (جو حضرت اقدس مسیح موعود کی کسی تصنیف کا نام نہیں۔ بلکہ ان کی مختلف اوقات و حالات کے ماتحت کہی ہوئی نظموں کا مجموعہ آپ کے کسی مرید کا مرتب کردہ ہے) کے چند اشعار متعلق آریہ مذہب کوٹ کر کے لکھا ہے۔ کہ یہ اس کتاب کے اشعار ہیں۔ جو اس سکول میں لڑکوں کو پڑھائی جاتی ہے۔ اور حد درجہ اشتعال انگیز ہے۔ کیا ایسی کتاب سکولوں میں پڑھانے کے قابل ہے۔ اور قادیان کے ہندو کیوں اپنے بچوں کو اس قسم کے گندے اشعار پڑھاتے ہیں - کیا وہ ایک سکول کا انتظام نہیں کر سکتے۔

یہ ساری شر انگیز تحریر اس نیت سے لکھی گئی ہے۔ وہ ایک بات سے ظاہر ہے کہ

درثمین قطعاً ہائی سکول میں نہیں پڑھائی جاتی

اور نہ ہی ہندو لڑکوں کو دینیات پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے البتہ مدرسہ کے ڈسپلن کے خیال سے وہ دینیات کی گھنٹی

میں لڑکوں سے باہر نکل کر ادھر ادھر نہیں گھومنے دیتے
بلکہ اپنا اپنا کام کمرے میں بیٹھ کر کرتے رہتے ہیں لوگ
ضبط کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ احمدیوں نے اپنے
چندے سے ہزاروں روپے خرچ کر کے سکول بنایا
اور اب تک اسکے اخراجات برداشت کر رہے ہیں پھر
اسکے دروازے تمام ہندوؤں کے لئے کھلے ہیں۔
اس احسان کا معاوضہ آریہ سماج نے آج ہمیں ان الفاظ
میں دیا ہے۔ جو آریہ گزٹ ۳۰ مئی میں چھپا ہے واقعی
یہ بہت بڑی شرارت ہے۔ جو ہمارے آریہ بھائیوں نے
دکھائی۔ میں امید کرتا ہوں کہ قادیان اور اسکے مضافات
کے ہندو۔ جو اس ہائی سکول سے فائدہ اٹھا رہے ہیں
اور جن کے بچے نہ صرف تعلیمی لحاظ سے بلکہ اخلاقی
تربیت کے اعتبار سے بہت اعلیٰ رہے ہیں آریہ
گزٹ کی اس حرکت پر نفرین کرینگے۔ اور ہندو طلباء
ہائی سکول خود اس امر کی شہادت دینگے کہ نہ صرف
انہیں بلکہ مسلمان طلباء کو بھی ہائی سکول میں دینیات
نہیں پڑھائی جاتی۔ اور نہ اسکے اشعار اشتعال انگیز
ہیں۔ کیونکہ جن حالات میں جن کے جواب میں لکھے
گئے ہیں۔ بالکل جائز طور پر برمحل ہیں۔ پھر اسی مضمون
میں حضرت اقدس کے ایک شعر کی تحریف کر کے
لکھا گیا ہے ؎

ساز ش سے جسکی آخر پنڈت مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

یہ لکھ کر آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے جو ذمہ داری اپنے
سر پر لی ہے۔ اس کا پتہ عنقریب لگ جائے گا۔ جس
خوفناک مگر غیر دانشمندانہ طریق سے اس نے آریہ جذبات
کو ہم احمدیوں کے خلاف مشتعل کیا ہے۔ اور اس مقدس
وجود پر جو الزام دیا ہے۔ اس کا جواب وہ آریہ گزٹ کا
ایڈیٹر اور اسکے ہم نوا ہیں۔

ایک تعلیم یافتہ آریہ کی
ہمارے
ہائی سکول کے متعلق غلط بیانی

از مولوی محمد الدین صاحب بی۔اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان

آریہ گزٹ کے ۷ اجیٹھ کے اشو میں ایک مضمون لالہ
دیوی چند جی ایم۔اے کے حوالے سے نکلا ہے جس میں
ایڈیٹر صاحب نے قادیانی احمدیوں کی شرارت کے زیر عنوان
یہ بتایا ہے کہ (۱) ہندو لڑکوں کو بھی احمدی تعلیم دی
جاتی ہے (۲) انہیں زبردستی عربی پڑھائی جاتی (۳)
کہ سکول میں دینیات پڑھائی جاتی ہے۔ جو صدر جہ اشتعال
انگیز اور شرر انگیز ہے۔ اور آخر میں ہندوؤں کے
مذہبی جوش کو ابھارتے ہوئے ان کو ترغیب و تحریص
دلائی ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کے لئے اپنا سکول علیحدہ
قائم کریں۔ پیشتر اس کے کہ میں ان الزامات کی تردید
کروں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ آریہ پر یہ روشن
ہو جائے۔ کہ اگر ان کا منشاء ہو کہ وہ اپنا ایک ہائی
سکول بلکہ کالج یہاں قائم کریں۔ تو ہمیں ان سے کیا
پرخاش ہو سکتی ہے۔ اس میں اگر قادیان کے ہندوؤں
کا فائدہ ہے۔ تو خود قادیان کی شہرت بڑھتی اور
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام پورا
ہوتا ہے قادیان ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ جس کی
آبادی بمشکل تین ہزار سے کچھ زیادہ ہے۔ اگر اس
میں دو ہائی سکول ہو جائیں۔ تو قادیان کی اور بھی شہرت
بڑھ جائے گی۔ باہمی مقابلے سے جو سکولوں کی بہتری
ہوتی ہے۔ اس سے ہم فائدہ اٹھا سکیں گے۔ سب سے
بڑھ کر یہ کہ کم از کم ہندوؤں میں یہاں کوئی تعلیم یافتہ آدمی تو
سکول سے وجود آ جائے گا۔ آخر حق حق ہوتا ہے۔ کیا ہوا
اگر ہٹ دھرمی ہو۔ کبھی نہ کبھی حق اپنا رنگ لائے
بغیر نہیں رہ سکیگا۔ جو خودرو آدمی کبھی تو سمجھیگا۔ آج
نہیں کل سہی۔ بہرحال ہر طرف سے فائدہ ہی فائدہ ہے
لیکن افسوس کا مقام ہے کہ [illegible]

کیا ضرورت تھی کہ لالہ دیوی چند صاحب [illegible] آریہ گزٹ
کے ایڈیٹر کے اوٹ میں چھپ کر [illegible] کے
الزامات لگا کر سکول [illegible] قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر
اس گرد و نواح کے بہت [illegible] رہے ہیں۔ اگر یہاں سکول
کے قائم ہو جانے سے [illegible] کو دنیاوی فائدہ کے علاوہ
قومی خدمت کا موقع مل [illegible] تو کیا ضرورت [illegible] کہ
کی بنیاد پر سکول کی عمارت [illegible] ہیں۔ میرے نزدیک
ان کے لئے قادیان کے اندر [illegible] قائم کرنے میں
اور بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔ آگے [illegible] یہاں سکول
قائم کیا گیا تھا۔ ایک [illegible]
اس سکول کا بہت سا سامان [illegible] اپنا [illegible] اب
بھی میرا ایک ہندو دوست اور شاگرد [illegible] کچھ
سامان کے لئے کہتا رہتا ہے کہ [illegible] اس کی
وجہ یہ ہے کہ اس سکول کی بنیاد نفسانیت پر مبنی تھی
اور سکول اور اخبار اور سکول والے کہنے لگے [illegible]
لالہ جی کو علم نہیں۔ تو وہ قادیان کے آریوں سے [illegible]
اور یہاں اگر تحقیقات فرمائیں [illegible] تو بنیاد سکول کے
متعلق ہے۔ لالہ دیوی چند صاحب اور ان کے دوست یاد
رکھیں کہ احمدی سلسلہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔ اور
اسکے ماتحت جسقدر کام ہو رہے ہیں خدا کے قائم کردہ
خلیفہ کے ماتحت ہیں۔ ان کو نقصان انسانی دست برد
نہیں پہنچ سکتا۔ باقی رہے ان کے اعتراضات وہ ایسے
لغو ہیں کہ ان کے جوابات دینے کی ضرورت نہیں۔
تاہم لالہ جی کے اطمینان قلب کے لئے لکھا جاتا ہے
کہ یہاں ہندو لڑکوں کو مذہبی تعلیم بالکل نہیں دی جاتی۔
یہاں ہائی اور مڈل میں جسقدر لڑکے پڑھتے ہیں۔ ان
کو ملی علیحدہ سے جا کر دریافت کر لے۔ ہمارے رجسٹرات
موجود ہیں۔ امتحان کے نتائج جہاں درج ہوتے ہیں
وہاں ہندو لڑکوں کے نام کے آگے دینیات کے خانہ
میں لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ لڑکا ہندو ہے یا سکھ ہے [illegible]
یا عربی سب کو زبردستی پڑھائی جاتی ہے [illegible]
ہائی میں جو پہلے فارسی پڑھتے [illegible]
[illegible] فارسی پڑھتے رہے ہیں اور [illegible]
[illegible]

[illegible] فارسی کا انتظام [illegible] نہیں
[illegible] جو کہا جاتا ہے
[illegible] سمجھ نہیں آتی کہ
[illegible] کیوں ہے مسلمان تو
[illegible] پڑھنا چاہتے [illegible] صاحبان انگاری
[illegible] یونیورسٹی میں ایسا ہو چکا ہے
[illegible] طرح انگریزی ۔ فارسی ۔
[illegible] کیا ہندو مذہب [illegible] ایسا ہی ہوا ہے کہ عربی
[illegible] ۔ تو پھر غالباً آریہ صاحبان
[illegible] ہم تو سنسکرت کا انتظام
[illegible] تیار ہیں ۔ بشرطیکہ کوئی لائق پنڈت
[illegible] جائے ۔ تیسری بات درشٹین کے متعلق ہے اگر
[illegible] اپنے دینیات کے وقت میں وید اور ستیارتھ
[illegible] پڑھانے کا مجاز ہے ۔ اور دوسرے مذہب
[illegible] کی تعلیم دے سکتا ہے ۔ تو کیا وجہ ہے
[illegible] احمدی نہ کر سکے ۔ جناب ودری چند مطلق رمیں لا
[illegible] اس امر سے کہ ہم دینیات کی سکیم میں اپنے مسلمان
[illegible] کو درشٹین پڑھا سکتے ہیں ۔ ہم ان کی آگاہی
[illegible] کہ درشٹین ہرگز سکول کے دینیات کے
[illegible] شامل نہیں ۔ باقی رہا یہ سوال کہ گورنمنٹ
[illegible] کتاب کو ضبط کرے ۔ یہ گورنمنٹ خود فیصلہ کر سکیگی
[illegible] سے قبل اس کتاب کے متعلق گورنمنٹ
[illegible] کرائی جائے ۔ جس میں فحش تعلیم کے
[illegible] کافی ہے کہ نیوگ کی تعلیم مشرح اور
[illegible] نیوگ شاستر کا ایک حصہ کہنا چاہیئے
[illegible] عیسائی مذہب اور اسلام پر [illegible]
[illegible] اشتعال انگیز ہیں ۔ کہ گورنمنٹ
[illegible] قائم کئے ہوئے ہیں
[illegible] بہرحال [illegible] کا سوال
[illegible] کی طرف
[illegible] ۔ کہ
[illegible]

ماتم بپا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اصل میں آپ لکھتے ہیں ؎

سازش سے جس کی آخر پنڈت مرا اتھا کٹ کر

یہ ایک صریح بہتان ہے ۔ اور ایسے معاملہ کے متعلق جس کے متعلق گورنمنٹ پوری تحقیقات کر چکی ہے ۔ اسطرح سے جماعت احمدیہ کے پیشوا پر ایک خطرناک حملہ کیا گیا ہے ۔ جسکے لئے ہر ایک احمدی کو حق پہنچتا ہے ۔ کہ وہ اسکی عدالت میں چارہ جوئی کرے ۔ کیونکہ اس میں نہ صرف حضرت مرزا صاحب کی ذات اور جماعت احمدیہ پر حملہ ہے ۔ بلکہ گورنمنٹ پر بھی ایک صریح حملہ ہے ۔

شمال مغرب کیطرف سے ہندوستان کو خطرہ

نئے خطرہ کی روک تھام ہمارا فرض ہے

(راجہ مہندر سنگھ بہادر تھاپر ایم ۔ بی ۔ اِی نے بنجاب پبلک نیوز ایسوسی ایشن کے لئے لکھا)

وزیر اعظم بہادر نے ۱۲ اپریل کو حضور والیسرائے کو ایک تار بھیجکر دیا کہ ہندوستان کو پہلے سے زیادہ ہوشیاری سے جرمنی کے خطرہ کو دفع کرنے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے ۔ یہ خطرہ کیا ہے ۔ اور کونسا ہے ؟ اس کا ذکر کرنا ضروری ہے ۔ تین سال کے معرکوں میں جرمنی اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوا ۔ عالمگیر حکومت کا خواب برباد ہو گیا ۔ لیکن روس کے انقلاب سے اسکی امید پھر زندہ ہو گئی گویا روس کے انقلاب اور روسی گروہوں کے نفاق سے جرمنوں اور روسیوں کی صلح ہو گئی ۔ اور روس میدان جنگ آرائی سے نا آشنا ہو گیا ۔ اس کا انجام یہ ہوا کہ میدان روس کی جرمن سپاہ فارغ ہو گئی اور اسے جرمن لیڈر مغرب کی طرف لے گئے تاکہ اس کر وہاں پر کام لیا جائے

جرمن لوگ اپنے مقصد کیطرف سے کبھی غافل نہ رہتے اگر [illegible]
[illegible] ہندوستان کی اطلاق [illegible]

بحری میدان نہیں ہوتی ہے ۔ تو روسیوں کے ساتھ جو برتاؤ ہوا ہے ۔ اسی سے یہ امر بخوبی ظاہر ہوتا ہے ۔ روسی گورنمنٹ بالشویک نے جسکے سرغنے جرمنی کے وظیفہ خوار ہیں بریسٹ لٹوسک کے معاہدہ پر گو دستخط کر دیئے ۔ اوکران کے صوبے کے وکیلوں نے بھی جرمنوں کی شرائط مان کر اپنے کو تباہ کر لیا

ان دونوں علاقوں نے فروری اور مارچ میں معاہدہ کئے تھے ۔ مگر جرمن فوجیں پولینڈ سے گذر کر خاص علاقہ روس میں جا رہی ہیں ۔ اور بحیرہ بالٹک میں جرمن بیڑہ جا پہنچا فن لینڈ میں جرمن دستے اتارے گئے ۔ ادھر اوکران میں سے جرمن سپاہ گذر کر کریمیا میں داخل ہوئی ۔ اور وہ بحیرہ ازاف کے کنارہ پر جا نکلی ۔ جرمنی کے معاون ترکوں نے اپنے علاقہ پر جو روس والوں نے فتح کیا تھا ۔ بحال ہونے ہی پر اکتفا نہ کی ۔ بلکہ کاکیشیا میں جا گھسے ۔ اور یہ جرمنوں کی شہ سے ہوا ۔ صوبہ کاکیشیا بحیرہ اسود کے مشرق اور جھیل کیسپین کے مغرب میں واقعہ ہے ۔ اور ایران کی شمال مغرب حصہ سے ملا ہوا ہے ۔ کاکیشیا میں دو ریلوے لائنیں ہیں ۔ ایک تو باطوم سے شروع ہو کر طفلس کو آتی ہے جہاں سے اس کی دو شاخیں ہیں ۔ ایک سیدھی مشرق کو جاتی ہے ۔ اور باکو پر جا کر شمالی لائن سے ملتی ہے ۔ اور یہ مقام کیسپین پر واقعہ ہے ۔ وہاں سے جہاز میں بیٹھ کر جھیل کو عبور کرتے ہیں ۔ جو ساٹھ سو میل سے کم فاصلہ ہے اور اس کے مشرقی کنارہ پر شہر کراسنوفوڈسک میں پہونچتے ہیں ۔ وہاں سے ریلوے لائن جنوب مشرقی رخ کو آتی ہیں کوئی ڈھائی سو میل کا فاصلہ طے کر کے عاشق آباد میں پہنچتی ہے جو سرحد ایران سے سیدھے رخ چیمین پر واقعہ ہے ان سے ایک لائن شمال مشرق کو جاتی ہے ۔ اور ساڑھے دو سو میل کے بعد شہر مرو میں پہنچتی ہے ۔ جہاں سے سمرقند اور تاشقند کو لائن جاتی ہے ۔ اور جنوب مشرق کی طرف کشک کو لائن آتی ہے ۔ جو مرو سے دو سو میل ہے ۔ اور ہرات کے شمال میں سو میل پر ہے ۔ اگر جرمن اور ترک آسکتے ہیں تو اسی ریلوے لائن سے آسکتے ہیں ۔ آخری سٹیشن کشک ہے ۔ جو سرحد افغانستان سے دس پندرہ میل پر واقعہ ہے وہاں سے جو جرمن اگر شاہ کابل کی سلطنت میں داخل ہو سکتے ہیں [illegible] کے درمیان [illegible]

[تین] سو میل کا پہاڑی ریلوے سفر ہے۔ جسے طے کرکے وہ [illegible] کے مطربی کنارہ پر پہنچیں گے۔ قصہ کوتاہ ریلوے لائن سے جرمنوں کو سرحد افغانستان تک ۱۲۷۵ میل کا سفر طے کرنا پڑے گا۔ جو یہ ریلوے کا ہے۔ طفلس سے باکو ساڑھے تین سو میل اور باکو سے کراس نووڈسک کا بحری سفر سوا سو میل اور کراس نووڈسک سے عاشق آباد تک ساڑھے تین سو میل ہے عاشق آباد سے مرو ڈھائی سو میل مرو سے کشک دو سو میل ہے۔ کل سفر ۱۲۷۵ میل کا ہوتا ہے۔ طفلس سے جنوب کی طرف دوسری لائن آرمینیا جو ایروان سے ہوکر جلفہ میں ختم ہو جاتی۔ اور یہ مقام سرحد ایران سے دس پندرہ میل پر واقعہ ہے۔ طفلس سے اروان کوئی سوا سو میل پر ہے۔ اور وہاں جلفہ کوئی دو سو میل کے قریب۔ گویا طفلس سے جلفہ تین سو میل کے قریب ہے۔ اگر وہ شمالی ایران سے ہو کر آئینگے۔ تو سفر لمبا ہونے کے ساتھ تمام راستہ پیدل ہے علاوہ راستہ میں ایرانی لٹیروں کا بھی اندیشہ ہے۔ اسلئے وہ ریلوے لائن سے آنے کی کوشش کرینگے۔ جسمیں سب قسم کی سہولت ہے۔ اسکے سوا دوسرا راستہ ماسکو سے جنوب مشرق کی طرف لائن آتی ہے۔ یا کریمیا کے شمال مشرق سے بھی لائن ہے۔ مگر وہ بہت دور کا راستہ ہے جو بولشویکوں نے [illegible] کے بعض شہروں پر سیواستوپول سے قبضہ کر لیا ہو اور بحیرہ اسود کا روسی بیڑہ بار بار سیواستوپول سے حسب کیا جا رہا ہے۔ تاکہ جرمنوں کا لشکر اور سامان لاکر باطوم اور پوٹی کی بندرگاہوں میں اتار دے۔ اور وہاں سے دو سو میل کے فاصلہ پر طفلس ہے۔ گویا باطوم سے کشک تک پندرہ سو میل کے قریب سفر پڑتا ہے۔

سردست جرمن لشکر فرانس اور اٹلی میں جمع ہیں اور کئی لاکھ جوان رومانیا اور [illegible] اور روس کے مغربی صوبوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اور جب تک فرانس میں جنگ کا معرکہ فیصلہ نہ ہو جائے۔ جرمن سپاہ ایشیا کی طرف نہیں آسکتی۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ خطرہ کدھر سے ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جرمنی سازشوں میں سے [illegible] کہ گذشتہ وسطی ایشیا کی نیم مہذب قوموں کو [illegible] حملہ کر سکتی ہیں۔ ادھر سائبیریا میں لاکھ دو لاکھ جرمن اور آسٹریائی قیدیاں جنگ موجود ہیں۔ کاکیشیا کی طرف سے ترکوں کے آنے کا بھی احتمال ہو سکتا ہے۔ یہ سب باتیں ملکر خطرہ کی صورت بن جاتی ہیں سردست کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ مگر آنیوالے زمانہ میں سال چھ مہینہ میں اس قسم کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے اور غالباً ہو جائے گا۔ اسلئے تدبیر اور مآل اندیشی کا یہ تقاضا ہے۔ کہ ہم ابھی سے تیار ہو جائیں۔ گولہ بارود اور سپاہ غیر ملکی حملہ آوروں کا سر کچلنے کے لئے لابدی اسباب ہیں۔ اسلئے ان کی بہم رسانی ہونی چاہیئے۔ اسی مقصد سے وزیر اعظم بہادر نے فروری کے شروع میں حضور وائسرائے کو لکھا کہ اس کی پیش بندی کرنا چاہیئے۔ اور ۷ اپریل کو دہلی میں بڑے بڑے لیڈروں۔ راجوں مہاراجوں اور افسروں کی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں دو کمیٹیاں مقرر ہوئیں ایک جوانوں کی بھرتی کے لئے۔ اور ایک سامان جنگ فراہم کرنے کے لئے۔ کارخانوں میں رات دن کام ہوتا رہتا ہے۔ میسوپوٹامیہ اور مصر کو گولہ بارود اسی ملک سے جاتا ہے۔ اور افغانستان کے لئے بھی تیار ہوگا۔ بھرتی والی کمیٹی نے پانچ لاکھ جوانوں کا مطالبہ کیا ہے۔ ان میں سے دو لاکھ پنجاب کے حصہ میں آئے ہیں۔ سرکاری بیان کے رو سے ۱۹۱۸ء میں پنجاب میں ایک لاکھ ستائیس ہزار جوان بھرتی ہوئے۔ اور سال رواں کی اول سہ ماہی میں چھیالیس ہزار کے قریب رنگروٹ فوج میں شامل ہوئے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پنجاب میں فوجی عمر کے آدمی یعنی اٹھارہ اور تیس سال کے جوان چالیس لاکھ موجود ہیں لیکن ان میں سے سب لڑاکے نہیں بلکہ یہاں کمتری اروڑے۔ چمار۔ مہتر وغیرہ وغیرہ کئی ذاتوں کو خارج کرنا پڑتا ہے۔ پھر کمزور۔ ناتوان اور طبعی طور پر [illegible] اگر ایسے ناقابل جنگی [illegible] آدمیوں کو نکالا جائے تو پانچ لاکھ کے قریب جوان رہ جاتے ہیں لیکن ضرورت صرف دو لاکھ جوانوں کی ہے۔ بات [illegible]

چند دیگر کاشتکار قوموں سے با آسانی [illegible] آدمی بھرتی ہو سکتے ہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنا فرض منصبی سمجھ کر بھرتی کے لئے کوشش کریں۔ اگر شہنشاہ اعظم کی [illegible] سرکار کی خیرخواہی۔ ملک و قوم کی فلاح اور نیز ذاتی [illegible] اور شخصی آزادی کی حفاظت منظور ہو۔ تو ہمارا [illegible] سب گروہوں کو بھرتی کے لئے کوشش کرنا چاہیئے [illegible] اسکے بغیر کوئی صورت نہیں ہے۔ کہ [illegible] ہم اپنے فرض سے سرخرو ہوں ۞

سامانوی آریہ غور سے سُنئے

مدت مدید کے بعد آج پھر مباحثہ راد ہاکشن سامانوی مسلمانوں سے ناحق چھیڑ خانی کرنے کو میدان میں کود پڑے ہیں۔ شاید پہلی خفت یاد نہیں رہی۔ حق کی تحقیق کے لئے سوالات پیش کرنے تو ایک عمدہ بات ہے۔ مگر ناحق لایعنی اعتراضات کرنے ایک فضول حرکت ہے۔ [illegible] صاحب مسلمانوں سے دو سوالوں کا جواب طلب کرتے ہیں۔ سوال تو ایسے نہیں کہ جواب کی طرف توجہ کی جائے مگر ان سوالات کا جواب لکھنے کی وجہ ایک دوست کی تحریک ہے۔

سوال۔ [illegible] بچے بوڑھے جوان قیامت کو قبروں سے اٹھیں گے۔ تو ان کے جسم وہی ہونگے جو اس دنیا میں تھے یعنی بچے بوڑھے وغیرہ۔ اور ایسا نہیں ہے۔ تو سب نوجوان ہونگے۔ اگر ایسا ہے تو مسئلہ تناسخ صحیح ہو گیا۔ کیونکہ موت کے بعد تبدیلی قالب کا نام تناسخ ہے۔

جواب۔ مباحثہ صاحب! اگر تناسخ کی تعریف یہ ہے تو ایسا تناسخ صحیح ہے۔ اسکے صحیح ہونے سے آریہ تناسخ جو تناسخ کی تعریف کرتے ہیں وہ باطل ہو جائیگی۔

انسان جب گناہ کرے۔ تو اس کی سزا بھگتنے کے لئے [illegible] دوسرے قالب میں بھیجتا ہے [illegible] نفع۔ [illegible] یا نباتات کے [illegible] ہے [illegible]

[illegible] سزا بھگتی ہے۔ اور اسی طرح ہزاروں ہزار جنم [illegible] کرتی ہے۔

[illegible] صاحب [illegible]۔ اگر یہ تناسخ کی تعریف [illegible] کرتی ہے [illegible] تو [illegible] عبارت [illegible] اور [illegible] نہیں صرف ایک جنم [illegible] سے ہی [illegible] تناسخ ہے۔ تو [illegible] عقیدہ باطل ہوا [illegible] یہ اعتراض بالکل فضول ہے۔ تناسخ [illegible] کہ اس [illegible] انسان [illegible] تو [illegible] تناسخ کی تائید [illegible] دلیلیں [illegible] تو [illegible] ہم [illegible] دیا [illegible]

[illegible] کی رو سے یہ امر [illegible] ثبوت [illegible] کہ [illegible] سال کے بعد پہلا انسانی جنم [illegible] تمام [illegible] جاتا ہے۔ پس اگر ایک [illegible] سال کا آدمی [illegible] میرا اس تحقیق کی رو سے ۱۲ دفعہ [illegible]۔ قیامت [illegible] ایک دفعہ [illegible] میں ایک انسان ۱۲ دفعہ جنم [illegible] تحقیق کی رو سے [illegible] تعریف [illegible] آریہ سماج [illegible] کے خلاف [illegible] وہ تناسخ [illegible]۔

دوسرا سوال مسلمان [illegible] اس علم کو اپنی قدرت سے بنایا۔ اور اس عالم کی پیدائش سے پہلے [illegible] وقت ضرور تھا جبکہ فقط خدا ہی خدا تھا۔ جب مسلمان مانتے ہیں کہ ایسا وقت ضرور تھا پس [illegible] خدا کی طرح ازلی ٹھہرا۔ اور توحید [illegible]۔

[illegible] صاحب۔ یہ ایک عام محاورہ ہے۔ [illegible] کہ زمانہ [illegible] ازلی نہیں ہو سکتا۔

[illegible] کی تعریف۔ [illegible] نام زمانہ ہے۔ پس [illegible] زمانہ کے لفظ کا اطلاق نہیں ہو [illegible] زمانہ کے حدوث کے متعلق [illegible] تائید میں لکھتے ہیں [illegible]

[illegible] زمانہ کا بھی

خاتمہ کرنے والا ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ زمانہ ازلی نہیں [illegible] ہو گئی ہو گی۔ اگر کوئی شکایت [illegible] تو [illegible]۔

یار زندہ صحبت باقی۔
آپ کا دیرینہ دوست
[illegible] احمدی [illegible]

مکرمی چودہری محمد اسمٰعیل صاحب بی۔ اے

آج کل [illegible] گوجرانوالہ میں سپرنٹنڈنٹ [illegible] آفس ہیں اپنی لیاقت و کارکردگی اور محنت و نیک سلوکی کی وجہ سے [illegible] بہت ہر دلعزیز [illegible] حکام کی نظروں [illegible] وقعت دیکھے جاتے ہیں۔ اور اس میں شک [illegible] چودہری [illegible] موصوف کے اخلاق اور حسن کار [illegible] اس امر کی مقتضی ہے۔ کہ وہ ایک نیک دل افسر ہیں اور [illegible] رہینگے۔ [illegible] اور [illegible] سرکار سب خوش رہینگے مجھے یہ [illegible] ہوئی ہے۔ کہ ان کی کارگذاری اور دیانت [illegible] فرمانبرداری سے حکام نے خوش ہو کر [illegible] ان کا نام درج کر لی [illegible] فرمائی تھی۔ جو خدا کے فضل سے منظور ہوئی اور چودہری صاحب کا نام ای۔ اے۔ سی میں مسطور ہو گیا۔ جس کی ہم صدق دل سے چودہری صاحب اور ان کے متعلقین واحباب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ امتحان ای۔ اے۔ سی کی تیاری کر کے اس عہدہ کے کرسی نشین ہو جاویں گے۔

نوٹ کر لو!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام تصانیف اور تمام [illegible] سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تصنیفات اور اردو آریہ کی نایاب اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تردید میں لاجواب کتابیں فاروق بک ایجنسی قادیان سے بذریعہ قیمت طلب ارسال کی جاتی ہیں

منیجر فاروق بک ایجنسی قادیان

خزینہ فضل الکبیر جنین حشمیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور اخلاص داری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیمار [illegible] دواء خلق اللہ اور حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے تیار کیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنی اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر رہ [illegible] اسقاط [illegible] تھی۔ جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے۔ یا مردہ پیدا ہوتے تھے اور والدین کے کلیجے [illegible] سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کو استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا و ما دیں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ عمر

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنی دھند۔ جالا۔ پھولا۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے۔ (للعہ)

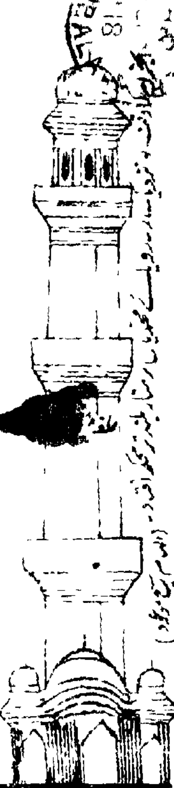
المشتہر
نظام جان و عبد الرحمٰن [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان سے

فاروق



جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۰ جون ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۳-۲۴

سلسلہ کی خبریں

(۱۶ جون تک)

آج ۱۶ جون ۱۹۱۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ و حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا مع تمام متعلقین و صاحبزادگان بمبئی سے بخیریت واپس تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے۔ اور حضرت ام المومنین بھی خدا کے فضل سے صحتیاب ہیں اور تھوڑا اضمحلال ہو رہا ہے ۔

پندرہ روزہ ماہ رمضان میں حسب دستور پندرہ روزہ کے طور پر نکلے گا۔ چنانچہ اسی لئے ۲۳ و ۲۴ نمبر ۲۰ - جون کو شائع کیا جاتا ہے - ۱۳ - جون کا اسی میں شامل ہے - اس کے بعد ۴ - جولائی کو پرچہ نکلے گا ۔

(مینیجر)

تبلیغ رسالت طیار ہو گئی

جہاں مثل زلیخا مشتری تھا جن مضامین کا
تماشا ہے وہ یوسف بن کے خود بازار میں آئی

خدائے قادر و کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے اپنے فضل و رحم سے مجھے یہ دن دکھایا کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نایاب و گمشدہ جواہرات یعنی مجموعہ اشتہارات کی جلد اول مکمل و مرتب ہو کر آج تیار ہو گئی یہ مجموعہ جس محنت اور کوشش سے جمع کیا گیا ہے۔ اس کا پتہ احباب کو جلد اول سے ہی لگ جائے گا اب انشاء اللہ اس کے بعد بقایا نو جلدیں یکے بعد دیگرے دربے شائع ہونگی۔ کیونکہ اس دفعہ چھپائی کے واسطے محض خدا تعالےٰ کے فضل سے اپنا پریس بھی جاری کر لیا ہے۔ اور چھپائی کی تمام دقتیں اب رفع ہو گئی ہیں۔ اور امید قوی ہے۔ کہ خدا چاہے تو ہر ماہ میں ایک جلد طیار ہو کر شائع ہوتی رہیگی ۔

پہلی جلد وی پی ہوگی جن احباب نے اس کامل مجموعہ کی خریداری منظور فرما کر کل مجموعہ کی قیمت پیشگی عطا فرمائی ہے۔ ان سب کے نام معہ محصولڈاک کا وی پی اور جن احباب نے صرف ایک ایک روپیہ قیمت پیشگی دی ہے۔ ان کے نام ہر ایک جلد عمر کی وی پی ارسال ہوا کریگی - اور آخری دسویں جلد ان کو بلا قیمت روانہ کی جائیگی - یہ اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ تا دوسری بقیہ جلدوں کے لئے وغیرہ کے اخبارات میں دوبارہ دوستوں کو تکلیف نہ دی جائے کہ وہ پیشگی قیمت عطا کریں - یہی ان کا ایک روپیہ پیشگی ان کا آخری جلد تک جمع رہیگا - اور نو جلدیں ان کو وی پی کر کے ارسال ہوتی رہینگی۔ [illegible]

پیشگی میں آخری جلد جو دسویں ہوگی ۔ بلاقیمت بھیجی جائیگی ۔ لہٰذا یہ عام اطلاع دیجاتی ہے کہ جن جن دوستوں نے ایک ایک روپیہ پیشگی بھیجا ہوا ہے ۔ ان کے نام جلد اول ۳ کا وی پی معہ محصولڈاک ہو کر بھیجی جاتی ہے ۔ وہ بلا درنغ وصول فرماکر دیگر حصوں کی اشاعت کا ثواب حاصل کریں ۔ اور جن کی سالم قیمت آئی ہے ۔ ان کے نام صرف ۳ کا وی پی کئے گا ۔ جو محض محصولڈاک کا ہوگا ۔ یہ وی پی محصولڈاک کیلئے کیا جائے گا تاکہ کتاب ضائع نہ ہوجائے ۔ اور ان کو بھیج جائے ۔ جنہوں نے کوئی قیمت پیشگی ارسال نہیں کی ۔ ان کو ایک روپیہ سات آنہ میں معہ محصولڈاک ہر ایک جلد ملیگی ۔ گویہ پیشگی قیمت دینے والے احباب خواہ سالم قیمت دے چکے ہیں ۔ خواہ صرف ایک ایک روپیہ ان کو عذر میں ۔ اور جو جدید خریدار ہوں ۔ جن کی کوئی قیمت پیشگی نہیں آئی ۔ ان کو ۱۲ علاوہ محصولڈاک میں ہر ایک جلد ملیگی ۔ ۳ صرف وی پی وغیرہ محصولڈاک ہے ۔ جو ہر ایک خریدار کو دینا ہے ۔ اب جلد اول اگلے ہفتہ سے اس طریق بالا کے مطابق دفتر ہذا سے روانہ ہونی شروع ہوجائے گی احباب وصولی وی پی کے لئے تیار رہیں ۔ اور جن بعض دوستوں نے صرف درخواست خریداری بھیجی ہے ۔ اور کوئی قیمت پیشگی نہیں ارسال کی ۔ ان کے نام ۱۲ کا معہ محصولڈاک وی پی ہوگا ۔ جلد اول یعنی ۲۰۰ صفحہ یعنی ۱۰ جزو کی حسب وعدہ طبع ہوئی ہے دوسری جلد زیر طبع ہے ۔ جو انشاء اللہ ماہ جولائی میں شائع ہوجائے گی ۔ خدا کا شکر ہے کہ اس ماہ مبارک رمضان شریف میں جلد اول تکمیل ہو کر شائع ہوئی ہے ۔ والسلام

کار ثواب

احباب ماہ رمضان المبارک میں چند نادار احمدی بھائیوں کے نام فاروق جاری کراکر ثواب حاصل کریں ۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

ولایتی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ سابق زار روس اور اس کا خاندان اب تک ٹوبالسک واقعہ سائبریا میں زندگی کے دن تکلیف سے کاٹ رہا ہے ۔ سابق ولیعہد کی صحت پہلے ہی سے خراب تھی ۔ اب سوئی خرابیوں سے اور بھی زیادہ ہو گئی ہے ۔ ان کا جو مکان ہے دیوں میں اسقدر سرد ہو جاتا ہے کہ زار کے خاندان کو تمام نوکروں کے کمرے میں پناہ گزیں ہونا پڑتا ہے ۔ دھواں دینے والا مٹی کا تیل لیمپ میں ملتا ہے ۔ زار روس کے خاندان کو عام حمام میں جانا پڑتا ہے ۔ شہزادیوں کا لباس پرانا اور پھٹا ہوا ہے ۔ مگر وہ اسی کو پہنکر باہر نکلتی ہیں ۔ ان کے پاس جواہرات باقی نہیں ۔ خط وکتابت پر سخت نگرانی رکھی جاتی ہے ۔ محافظ گارڈ کے سپاہیوں میں اور بھی اضافہ ہوا ہے ۔ خود نکولس دن بدن زیادہ افسردہ اور خاموش ہوتا جاتا ہے ۔ معلوم نہیں ابھی اس برگشتہ بخت انسان کی قسمت میں کیا کیا لکھا ہے مسیح موعود کا نشان کس صفائی سے پورا ہوا ۔

سپین میں ایک پر اسرار بیماری پھیل گئی

خبر ہے کہ ان دنوں سپین میں ایک عجیب قسم کی پر اسرار بیماری پھیل رہی ہے ۔ جس میں خود بادشاہ اس کا وزیر اعظم اور ۳۰ فیصدی لوگ مبتلا ہیں ۔ اس بیماری کی علامات یہ ہیں ۔ تیز بخار ۔ چھاتی میں درد اور اسہال ۔ ابھی تک اس بیماری نے کوئی خوفناک صورت اختیار نہیں کی ۔ تاہم اس کی نسبت اندیشہ ضرور لگا ہوا ہے ڈاکٹر مشورہ دیتے ہیں کہ مریض کو کھلی ہوا میں رہنا چاہئے بیماری کی شدت کا یہ حال ہے کہ بہت سے تھیٹر بند کر دینے پڑے ہیں ۔ اور شہر کی کئی ٹرمیگاڑیاں بند ہیں ۔

پیغام صاحب غور فرماویں

قاضی عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی از لنڈن

اخبار پیغام صلح کے ایڈیٹر صاحب پیغام شاکی ہوئے ہیں کہ ہم خواجہ صاحب اور ان کے مشن کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ۔ اس کا جواب مختصر یہ ہے کہ تسلے با دشمنان این ہمہ آوردہ نیست " مجھے لنڈن آئے ہوئے آج اڑہائی سال گذرتے ہیں ۔ اس سے قبل آپ نے ڈاکٹر صاحب کا ظالمانہ مضمون چھاپا اور اسپر اپنے پیپے جا حاشیے چڑھائے ۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ ہماری طرف سے کوئی مضمون خواجہ صاحب کے متعلق یہاں سے بھیجا گیا تھا ۔ پھر اس کے بعد آپ کی طرف سے مخالف مضامین کا سلسلہ برابر جاری ہے ہم بادجود اس کے بہت صبر اور چشم پوشی سے کام لے رہے ہیں ۔ اور خواجہ صاحب کے ڈھول کا پول جس قدر ہم کو معلوم ہے اس کی ساری کیفیت تا حال پردہ میں ہے ۔ اب تو آپ ہی زیادتیوں سے باز آجاویں تو ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ خواجہ صاحب کیا کر رہے ہیں ۔ اور کیا نہیں کر رہے ۔ وہ جانیں اور ان کا کام ۔ ہمارے پاس اپنا کام بہت ہے ۔ اور اس سے فرصت کم ۔

بے حیائی کی بلا دور

پیغامیوں کی عجیب دو رخی چال ہے ۔ جب عام مسلمانوں سے چندہ لینے کی غرض ہوتی ہے ۔ تو فرماتے ہیں ۔ دیکھو ہمارا اسلامی مشن لنڈن میں احمدیت کا نام بھی نہیں لیتا ۔ صرف تمہارا مذہب اسلام پھیلا رہا ہے ۔ بالکے واسطے کچھ پیسے دے جاؤ ۔ اور جب یہ سوال ہوتا ہے کہ تم احمدی قوم کے نمائندے نہیں تو جھٹ اخباروں کو نوٹس جاتا ہے ۔ کہ دیکھو ہمارا مشن لنڈن میں قائم ہے ۔ اور لاہور میں مدرسہ موجود ہے اس واسطے احمدیوں کے ہم ہی نمائندے ۔ سوال از آسماں جواب از ریسماں ۔ جس مشن اور جس مدرسہ میں احمدیت کا نام بھی سم قاتل ہے ۔ اسکو احمدیت کی کارگذاری قرار دینا اور پھر اس کی بنا پر احمدیوں کا نمائندہ بن بیٹھنا عجیب دانا

[redacted]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان - ۱۳ جون ۱۹۱۸ء

رمضان المبارک کے متعلق [illegible]

[illegible] قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل [illegible]

[illegible] کھلے [illegible] میں - [illegible] سے رکھنے شروع [illegible] رکھنے - شروع [illegible] مرد عادل کی گواہی کافی ہے [illegible] ہے - اور جہاں تک اختلاف مطالع [illegible] کو چاہئے دیکھو دوسرے شہر کے [illegible] مختلف [illegible] حالات میں اعتبار کیا جاسکے

[illegible] زیادہ تو [illegible] کے متعلق [illegible] فرماتے ہیں کہ [illegible] کھائی - پھر [illegible] ہو گئے پوچھا کیا [illegible] کوئی جائز [illegible] کیا تم کو کوئی جماعت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ [illegible] ہو

دوم - روزے کی [illegible] نے فرمایا [illegible] نہیں -

سوم - [illegible] کچھ حرج نہیں [illegible] ہے -

چہارم - اگر بھول کر کھا لے تو روزہ نہیں [illegible] روزہ نہیں ٹوٹتا [illegible]

[illegible] (۳) مسواک سے [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible] (۷) [illegible] [illegible] آپ کو [illegible] [illegible] [illegible]

ششم - بلا ضرورت خوا [illegible] اور قے کرنے سے [illegible] روزہ ٹوٹ جاتا ہے [illegible] روزہ ٹوٹ جاتا ہے - [illegible] [illegible] کھائی - صبح [illegible] سورج غروب نہیں ہوا [illegible] کھا لے یا حرج ہے - تو دو [illegible] روزے رکھنے [illegible] ہو سکے - تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے ۔

ہفتم - روزہ [illegible] اگر [illegible] ایسی بھوک پیاس کہ جان جانے کا خوف ہو [illegible] حالت میں روزہ افطار کر دینا [illegible] ہوتی - حاملہ [illegible] بچے کو دودھ پلاتی ہو [illegible] یا ارضاع [illegible] اگر ہو سکے تو [illegible] مسکین - سفر در پیش ہو - مرض لاحق ہو مسافر و مریض بعد میں قضا کریں سفر کی اقل مدت [illegible] [illegible] ہمارے [illegible] [illegible] مسئلہ کو [illegible] ہاں [illegible] [illegible] [illegible] کی قید نہیں [illegible]

کہ وہ [illegible] معمولی مرض میں روزہ رکھنا خطرناک نہیں اگر دائم المرض ہو یا شیخ فانی تو اس کے لئے ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم ہے - [illegible] استطاعت [illegible] مسافر [illegible] ہو گئے - اور اگر روزہ رکھا ہے - پھر سفر پیش آ گیا یا مریض ہو گیا تو روزہ افطار کر لے - [illegible] کام [illegible] جاتے ہیں [illegible] کی وجہ سے روزہ [illegible] روزہ رکھے - [illegible] ۔

ہشتم - روزہ پو پھٹنے سے شروع کرے - صبح کاذب میں جو [illegible] کی طرح [illegible] روشنی کا نام ہے کھانا [illegible] صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک اس موسم میں [illegible] ایک گھنٹہ [illegible] منٹ کا [illegible] ہوتا ہے [illegible] راتوں میں [illegible] کا [illegible] ہوتا ہے - [illegible] [illegible] [illegible] اذان [illegible] [illegible] اذان دیکر ہیں - ہر ایک [illegible] خود ذمہ وار ہے - بعض لوگ جس وقت [illegible] نہیں کھاتے - یہ بھی کوئی شرعی حکم نہیں

نہم - روزہ سورج ڈوبتے پر کھولدے - یعنے جب قرص خورشید پنہاں ہو جائے - اور مشرق کی طرف سے رات [illegible] روزہ دیر سے کھولنا اچھا نہیں - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible] ہے - جو اول وقت میں روزہ کھولدے روزہ [illegible] سے کھولنا [illegible] نہیں تو پانی سے - [illegible] دن بھر کی بھوک پیاس کی کسر نکالنے پر تل جانا چاہئے یہ فعل خلاف سنت ہونے کے علاوہ معدہ کے لئے بھی مضر ہے - پس روزہ افطار کرکے اطمینان سے نماز پڑھ کر کھانا کھاؤ - روزہ افطار کرنے کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئیے - اللھم انی لک صمت وعلی رزقک افطرت [illegible] الظماء وابتلت العروق و ثبت الاجر ان شاءاللہ

[illegible] یہاں تک توڑنے روزے کے عام احکام!

بتائیے۔ اب میں آپ کی توجہ اس حدیث نبوی کی طرف منعطف کرنی چاہتا ہوں۔ کم من صائم لیس له من صیامه الا الظماء۔ یعنے کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ [illegible] سے سوائے پیاس کے انہیں کچھ حاصل نہیں۔ [illegible] کرے۔ خدا نہ کرے کہ آپ ایسے لوگوں میں محسوب ہوں۔ حق یہ ہے کہ روزے سے مراد صرف بھوک پیاس سے رکنا نہیں۔ بلکہ یہ تو سبق سکھایا جاتا ہے۔ حرام سے رکنے اور حلال کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں خرچ کرنے کا ملکہ اپنی ہر حرکت سکون قول و فعل خدا کے منشاء کے ماتحت کرکے فرمانبردارانہ زندگی بسر کرنے کا۔ اسلئے ان احادیث کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة ان یدع طعامه وشرابه (رواہ البخاری مشکوٰۃ) جو جھوٹ بولنا اور اس پر عمل نہیں چھوڑتا۔ تو روزہ رکھے۔ کہ اللہ کو اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ کوئی اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ روزے رکھنے سے مقصود تو متقی بننا ہے۔ جب یہ تقوے نہیں۔ تو پھر روزے سے اس نے کیا فائدہ حاصل کیا۔ ایسا ہی فرمایا۔ لیس الصیام من الطعام والشراب وحده لکن من الکذب والباطل واللغو والحلف۔ روزہ یہی نہیں کہ کھانے پینے سے آدمی رک جائے۔ بلکہ اسکے ساتھ جھوٹ بولنے حلف خلاف حق امور اور لغو کاموں اور جھوٹی قسموں سے باز رہنا چاہیئے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔ الصیام جنة فلا یرفث ولا یجهل فان امرء قاتله او شاتمه فلیقل انی صائم مرتین (مشکوٰۃ) روزے ڈھال ہیں پس روزہ دار فحش بکے نہ جھگڑا کرے۔ اگر کوئی اس سے لڑے گالی دے تو اسے کہدے بھئی میں روزے سے ہوں۔ آپ مجھے معاف فرمائیے [illegible] یہ نہ سمجھیں کہ میں اپنے احمدی دوستوں کو مخاطب کرتا ہوں۔ پیارے بھائیو! تم خدا کے فضل سے احمد رسول اللہ کے زیر تربیت تعلیم پا رہے ہو۔ تم اس مدرسہ کے ابتدائی طالب علم نہیں [illegible] مطالبہ تم سے بعض ابتدائی باتوں پر

ہو۔ جیسے تمہارا اللہ پر ایمان۔ ملائکہ پر ایمان۔ کتب الٰہیہ پر ایمان۔ یوم الآخرة پر ایمان۔ تمام مدعیان اسلام پر ایک جداگانہ شان رکھتا ہے۔ اور تم عرفان و ایقان و احسان کے اعلیٰ مراتب پر پہنچ چکے ہو۔ اور جیسے تمہاری نمازیں نہ صرف ظاہری اعتبار سے بلکہ روحانی اعتبار سے اپنے اندر ایک خاص امتیاز رکھتی ہیں جیسے تمہارے اخلاق تمہارے عادات تمہارے معاملات ایک نمایاں فرق رکھتے ہیں جو مشہور بین الناس ہیں۔ ایسے ہی تمہارے روزے بھی معمولی عوام کے روزے نہیں ہونے چاہئیں۔ یعنے صرف اسی حد تک نہیں کہ دیگر مدعیان اسلام کی طرح ہم بھی دن بھر نہ کھائیں۔ بلکہ اس جسم میں روح بھی ہونی چاہیئے جس سے پرواز کرکے خدا کی جناب میں تقرب تک پہنچ جائیں۔ اور ہم ایک عالم کو دکھا دیں کہ ہمارے روزے اپنے اندر ایک روحانیت رکھتے ہیں۔ جو کوئی معترض اسلام کے احکام کے خلاف زبان اعتراض کھول سکے [illegible] اس کا بین جواب ہو۔ ہر روز روزہ کھولنے کے بعد ہم اپنے نفوس کا محاسبہ کریں۔ کہ ہم نے کس کس بدی کو چھوڑا۔ اور کس کس نیکی کو اختیار کرنے کی طاقت پائی۔ حدیث میں ہے من استوی یوماہ فهو مغبون ؎

جس کے دو دن ہوں برابر حال سے
اس میں کیا شک ہے کہ وہ مغبون ہے

مومن تو ہر لحظہ ہر گھڑی ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آتا ہے (الله ولی الذین امنوا یخرجهم من الظلمت الی النور) توضیح ہے۔ اگر ہم اس نورانی مہینے میں نور کے ذریعے بھی ظلمات رسوم و رواج و ظلمات بدعات و ظلمات عادات و ظلمات کسل سے باہر نہ نکلیں۔ سحری کے وقت روٹی کھانے کے لئے تو ہماری جاگ کھل جائے۔ اور ہم ہر روز باقاعدہ بیدار ہوں اور جاگنے کے لئے ٹائم پیسوں کو الارم دیں۔ اپنے عزیزوں و دوستوں کو تاکید کریں کہ ہمیں اٹھا دینا۔ اور روحانی غذا (تہجد و قرآن مجید) کے لئے سال کے دوسرے مہینوں میں ہم نہ اٹھ سکیں۔ افسوس ہے

ہماری حالت پر۔ رمضان کے دنوں میں تو تدارس قرآن کے لئے وقت نکال لیں۔ اور ہمارے معمولی کاموں کا کچھ حرج نہ ہو۔ اور سال کے دوسرے دنوں میں [illegible] کریں۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے قلوب میں بھوک کے وقت سات کا احساس پیدا کریں۔ کہ غریب مسکین لوگوں کو بھوک سے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ تبھی ہمیں ان ایام میں بھی بقدر اپنی طاقت کے ان کی خبرگیری کرتے رہیں۔ صدقہ دینے سے کبھی مال کم نہیں ہوتا۔ اگر صدق نیت سے اخلاص کے ساتھ دیا جائے۔ تو مال اسی دنیا میں بڑھتا ہے۔ اور اس کی زندہ مثالیں موجود ہیں ؎

زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلہ رز را
چو باغباں ببرد بیشتر دہد انگور

(۲) انہی روزوں سے اپنے اندر مستقل طور پر مصیبت کے وقت صبر و قناعت کا مادہ پیدا کرو۔ اور کسی نقصان مال و جان یا جوع یا خوف و نقص ثمرات سے گھبرا نہ جاؤ۔ بلکہ صبر سے ایک درجہ ترقی کرکے شکر و رضا بالقضاء کے مقام پر پہنچ جاؤ (۳) نرمی اور بردباری اپنا شیوہ بناؤ (۴) اور شب بیداری اور سحر خیزی کی ایسی عادت کرلو کہ قلیل من اللیل ما یهجعون اور مستغفرین بالاسحار کی مثالیں دیکھنے کے لئے اکناف عالم میں قرآن خواں کی نظر تمہیں پر پڑے (۵) جب تم روزہ کھولتے وقت بھوک و پیاس کی شدت کے بعد معمولی روٹی اور پانی کو دیکھکر بے اختیار الحمد للہ الحمد للہ کہے جاتے ہو اسی طرح روز ہر نعمت کے ملنے پر تم الحمد للہ کہو۔ اور خدا کا شکر ہی اپنا معمول بناؤ۔ کیونکہ لئن شکرتم لازیدنکم وارد شرع ہوچکا ہے (۶) جیسے رمضان میں قرآن شریف پڑھنے سننے کا موقع نکال لیتے ہو کیا اچھا ہو کہ ہر مہینے میں تمہارا یہی دستور العمل رہے الغرض تمہارے روزے عوام کے روزے نہ ہوں بلکہ تمہارے روزے وہ روزے ہوں۔ جن کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اخص الخواص کے روزے کہتے ہیں۔ جن کے لئے چھ ہدایات ہیں۔ اول نظر کا نیچے رکھنا اور جو باتیں بری اور مکروہ ہیں۔ ان کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ بلکہ ان چیزوں سے دل ہٹائے رکھنا جو خدا تعالیٰ کی یاد

سے غافل کردیں۔ جو خدا تعالیٰ کے خوف سے بدنظری سے بچے۔ اور ایسی چیزوں کو چھوڑ دے۔ تو وہ اپنے اندر ایک نور ایمان پائے گا۔ اور ایسی روحانی لذت اٹھائیگا۔ جو اس عارضی خوشی کے مقابل میں بہت ہوگی۔

دوم۔ صوفیاء کے نزدیک جھوٹ۔ غیبت۔ چغلی اور جھوٹی قسم اور شہوت کے ساتھ بجز نظر کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پس زبان کو بے ہودہ جھوٹ غیبت چغلی فحش۔ ظلم جھگڑے گالی گلوچ اس کلام سے جو قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف ہو۔ اور کسی کی بات کاٹنے سے محفوظ رکھو۔ سکوت لازم کرو۔ اور حتی الوسع ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مشغول رہو۔ یہ تم کھوں اور زبان کا روزہ ہوا۔

سوم۔ کانوں کو بُری باتوں کے سننے سے روکو۔ جن باتوں کا کہنا حرام ہے۔ ان کا سننا بھی منع ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سماعون للکذب اکالون للسحت۔ جھوٹ سننے والوں کو حرام خوروں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور مولویوں اور پیروں کو تہدیداً فرمایا ہے۔ کیوں منع نہ کیا۔ ان کو گناہ کی باتوں کے کہنے اور حرام کھانے سے لولا ینھٰھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون پ ۶ع ۱۳ اور حدیث میں غیبت سننے والے کو غیبت کرنے والے کی مثل ٹھہرایا پس یہ کانوں کا روزہ ہے۔

چہارم۔ ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء کو بُری باتوں سے روکنا۔ اور شکم میں افطار کے وقت حلال طیب رزق ڈالنا۔ اس بارے میں بہت احتیاط کرو۔ جب روزہ کھولو۔ تو نہایت پاک و طاہر کھانے سے کھولو۔ حتیٰ کہ وہ چیز پاکیزہ مال سے کہ جس سے افطار کرنا ہو چوری یا کسی ناجائز ذریعہ سے کمایا گیا ہو۔ اپنے روزہ کو برباد کرنا ہے۔ اور اس کی مثال اس شخص کی ہے۔ جو بڑی محنت اور خرچ کے ساتھ اپنے رہنے کے لئے ایک محل بنائے۔ اور پھر اسے بغیر کسی وجہ کے منہدم کرادے۔ تمہارے ہاتھ بھی کسی ناجائز چیز کی طرف نہ بڑھیں تمہارے پاؤں کسی ایسی جگہ چل کر نہ جائیں۔ جو خدا کے نزدیک ممنوع ہے۔

پنجم۔ حلال بھی کھاؤ۔ تو اسراف سے بچو۔ جب روزہ بغایت نفس کو کم کرنے کے لئے ہے۔ تو بہت نازیبا کی بات ہے۔ اگر کھانے پینے میں اسقدر اہتمام و تکلف کیا جاوے۔ جو اپنی حالت سے بڑھ کر ہو۔ اور جو جسمانی قوی کو قائم و قوی رکھنے کی بجائے اسے بیمار کردے۔ روزہ رکھنے کا مقصد تو یہ ہے کہ قوت بہیمیت کم ہو۔ اور روحانیت بڑھے۔ پس ایسی چیزوں کی کثرت جن سے قوائے شہوانیہ میں انگیخت ہو۔ جائز نہیں۔ کھوٹ اور لینے درمیان تن پروری کو آڑ نہ بناؤ۔ بلکہ ایسا مجاہدہ کرو کہ اس کا اثر تمہارے ظاہری قوی پر پایا جاوے۔ اور تم سبک سیر ہوکر ملاء اعلیٰ میں پہنچ جاؤ۔

ششم۔ افطار کے وقت حاضری کے لئے کھانے پینے کی چیزوں میں محو ہوکر خدا کو بھول جاؤ۔ چاہیئے کہ تمہارے دل خوف در جاء سے ہو جائیں۔ اور تمہیں فکر دامن ہو کہ ہمارا روزہ منظور ہوا یا نہیں۔ دن بھر صرف منہ باندھے اور دانی شہوات سے بے شعور رہنا روحانیت کو مضبوط کرتا ہے۔ جو بیہودہ کاموں سے بچانے والا ہوگی۔ اور اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی وضو میں کسی عضو کو بجائے پانی سے دھونے کے تین بار مسح کردے۔ اور کہے شرط تو پوری کردی۔ حالانکہ اصل مقصود جو دھونا تھا۔ اس سے وہ کوسوں دور ہے۔ پس صرف روزہ رکھنے پر کفایت نہ کرو۔ بلکہ صدقہ و خیرات معمول سے زیادہ کرو۔ اور ہر نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر وکان اجود ما یکون فی رمضان (باب الاعتکاف) غرض تم روحانیت کے اعلےٰ مقامات تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہوئے آخری عشرہ میں اس حالت تک

اعتکاف پہنچ جاؤ۔ کہ اپنے معمولی کاروبار اور تعلقات بھی ایک حد تک چھوڑ دو۔ سال میں دس دن کیا چیز ہیں۔ جہاں تین سو پچاس روز اپنے دنیا کے کاموں میں لگے رہتے ہو۔ وہاں یہ دس دن محض اللہ کے لئے اور اپنی اصلاح کے واسطے خاص کردو۔ مسجد میں بیسویں کی صبح کو ایک پردہ کرکے بیٹھ جاؤ۔ اور تلاوت قرآن مجید و مطالعہ احادیث و ذکر الٰہی میں مشغول رہو۔ اعتکاف میں کچھ باتیں ہیں۔ بالعموم خصوصیت سے کسی بیمار کی عیادت نہ کرنے جائے کسی جنازہ میں حاضر نہ ہو۔ عورت کو مس بالشہوت نہ کرے نہ مباشرت کرے۔ اور جیسے وضو نہ ہو۔ یہ مسجد نہ ہو۔ اور مسجد سے باہر نہ نکلے۔ بجز کسی ایسی حالت کے جس سے انسان کو چارہ نہیں جیسے قضاء حاجت غسل جنابت۔ اگر اس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ تو دوسری میں جاسکتا ہے رستے چلتے چلتے کسی مریض کو پوچھ لے۔ تو مضائقہ نہیں مسجد میں بات چیت بے شک کرے۔

نومن آخری عشرہ میں عبادت کے واسطے غیر معمولی اہتمام کرے۔ حدیث میں حضرت عائشہ کی روایت سے آیا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پچھلے دس دنوں میں اتنی کمر کس لیتے۔ اور شب بیداری فرماتے بلکہ اپنے اہل کو بھی جگاتے۔ اور عبادت و ذکر الٰہی و تلاوت قرآن و حصول خیرات میں غیر معمولی کوشش فرماتے۔ اعتکاف کے لئے عورتیں بھی اعتکاف کرسکتی ہیں۔ بلکہ مستحاضہ بھی اور بی بی اپنے میاں سے بات چیت کرنے کے لئے مسجد میں آسکتی ہے۔ اور معتکف مسجد کے دروازہ پر بھی لوگوں سے بات چیت کرسکتا ہے۔

قیام رمضان ماہ رمضان میں ایک تو روزہ کا حکم ہے۔ دوسرے حسب طاقت کھانا کھلانے کا۔ تیسرے تدریس قرآن مجید کا۔ چوتھے قیام رمضان کا یعنے نماز نوافل میں معمول سے زیادہ اہتمام۔ تین طریقے قیام رمضان کے مروج تھے۔ بعض بیس رکعتیں باجماعت پڑھتے تھے بعض آٹھ رکعتیں باجماعت عشاء کی نماز کے بعد یا سحری کے وقت یعنے پہلی یا پچھلی رات بعض گھروں میں تہجد پڑھ لیتے۔ جس کو جو میسر آتے۔ وہ کرلے یہ نماز جس کو تراویح کے نام کہتے ہیں۔ کوئی الگ نماز نہیں بلکہ وہی تہجد کی نماز ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو تین رات ماہ رمضان میں رات سے باجماعت

بھی پڑھایا۔ پھر فرمایا گھروں میں پڑھا کرو۔ حضرت عمرؓ نے مسجد میں دیکھا کہ کچھ لوگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور کچھ باجماعت۔ تو آپ نے سب کو ایک قاری پر جمع کر دیا اور فرمایا کہ پچھلی رات پڑھنا [illegible] قیام کرنیوالوں سے [illegible] ہیں۔

اور ابی بن کعب اور تمیم الداری کو حکم دیا کہ لوگوں کو [illegible] رکعت پڑھا دیا کریں۔

صدقۃ الفطر اس طرح یہ گنتی پوری کر سکو اور تکبیر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ہداکم ولعلکم تشکرون کے ارشاد [illegible] کے تحت [illegible] کا [illegible] دیگر روزے رکھنے [illegible] اور شکریہ میں صدقۃ الفطر کی صورت میں اس [illegible] دعبادانی [illegible] شکل [illegible] کرے۔

صدقۃ الفطر اسلئے شروع ہے کہ عید کے دن [illegible] کی امداد ہو اور روزہ [illegible] جو نقص رہ گئے [illegible] [illegible] فرد [illegible] صورت [illegible] [illegible] پڑھنے سے پہلے [illegible] چاہئے۔ ورنہ پھر صدقۃ الفطر نہیں [illegible] ہو جائیگا خواہ [illegible] کس [illegible] صاع۔ صاع [illegible] کا ہوتا ہے۔ اور صاع [illegible] سیر انگریزی سے قریب کہا جاتا ہے۔ غلہ کے عوض نقدی بھی جائز ہے۔

عید الفطر یہ باتیں عید والے دن مسنون ہیں (۱) اپنی آرائش (۲) غسل (۳) مسواک (۴) عمدہ کپڑا (۵) خوشبو (۶) سویرے [illegible] (۷) عیدگاہ میں جلد جانا (۸) کچھ کھا کر جانا (۹) نماز کو پیدل (۱۰) جس راہ سے جائیں۔ دوسری راہ سے [illegible] تکبیر کہتے آنا جانا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولله الحمد یا کلمہ شہادت (۱۲) مستورات کو بھی عیدگاہ میں جانا مسنون ہے۔

طریق نماز بغیر اذان واقامت کے جب [illegible] پڑھی جاوے۔ تکبیر تحریمہ کہکر [illegible] [illegible] [illegible] سات تکبیریں کہی جاویں۔ [illegible]

کے ساتھ ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دے جاویں۔ ساتویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں بھی قبل قرأت پانچ تکبیریں ہیں۔ سوائے ان تکبیروں کے جو سجدہ سے اٹھتے کہی جاتی ہیں۔ تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھا لیں اور [illegible] [illegible] ہے۔ کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت [illegible] تکبیر اور دوسری رکعت میں بعد قرأۃ تین تکبیریں کہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ یا سورۃ ق اور اقتربت الساعۃ پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ اور سب سنیں خطبہ بہت [illegible] کو یہ نہیں اٹھتے۔ اور سکے بعد دعا لوگوں [illegible] اپنے حضرت اقدس [illegible] کیا کرتے تھے۔

متفرق عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہیں۔ [illegible] کے بعد [illegible] [illegible] مستحب ہیں اور سپاہی کے [illegible] عورتوں کا عیدگاہ میں جانا بھی امر مسنون ہے۔ اور سکے بعد عید والے دل [illegible] چھوٹی لڑکیوں کا دف بجا کر گیت گانا اور کھانا جائز ہے۔

دیکھو بھائیو۔ میرا پھر میں کہتا ہوں کہ صوم ایک نعمت ہے [illegible] کریم خود اس [illegible] کا اجر ہے۔ فرمایا الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شھوتہ وطعامہ من اجلی۔ پس تم اپنے مولیٰ کو ایسا جیسے ہو۔ [illegible] رکھو۔ اور اس حقیقت کے [illegible] رکھو جو اس مضمون میں بیان ہوئی۔ اور دعائیں [illegible] کیونکہ ماہ رمضان میں خصوصیت سے دعائیں قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں روزے کے احکام بیان کرتے فرماتا ہے۔ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلہم یرشدون اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور آپ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اللہم آمین ۔

کارڈ [illegible] [illegible] میں خریدار [illegible] کے نام فاروق جاری کیا [illegible] [illegible] ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نجران کے عیسائی پادریوں سے مباحثہ

کہتے ہیں کہ نجران سے متعلق کوئی تہتر گاؤں تھے جنمیں ایک لاکھ زائد مردان جنگ آباد تھے۔ جو کل عیسائی تھے اس زمانہ میں دستور تھا کہ جب کوئی امر عام الناس کی دلچسپی کا مستحق احتجاج ہوتا تو اس کی اطلاع دی جاتی یا اس امر کا اعلان عام کرنے کے لئے گرجا کے گھنٹے بجائے جاتے۔ اور گرجا پر ٹاٹ کے پردے لٹکائے جاتے تھے چنانچہ جب اسقف اعظم کے حکم سے کل علاقہ کے لوگ جمع ہو گئے۔ تو حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا [illegible] مبارک پڑھ کر سنایا۔ اور عامۃ الناس کی رائے دریافت کی گئی۔ بعد مشورہ کے قرار پایا کہ قوم کے چیدہ ارکان کا ایک وفد زیر قیادت اسقف مدینہ منورہ میں بھیجا جائے۔ جو وہاں کے حالات موقع پر معلوم کر کے [illegible] آئیں پھر ان کی تحقیق پر فیصلہ کیا جائے گا۔ ابوحارثہ اسقف الوالحارث جو گرجا کا امام اور مرجع امام تھا۔ بلکہ قسطنطنیہ کے رومی بادشاہ بھی اس کی بڑی عزت وحرمت کیا کرتے تھے۔ بمعیت ایہم نامی ملقب بہ سید وحاکم ونجع علاقہ و [illegible] عبدالمسیح ملقب بہ عاقب امیر ووالی علاقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ ان کے ساتھ دیگر چیدہ سردار بھی تھے۔ اور مسجد نبوی میں ٹھہرایا۔ اور وہیں ان کو ان کے اپنے طور پر نماز پڑھنے کی بھی اجازت دی۔

جب وفد نجران حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے ان سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شخصیت کے متعلق گفتگو کی۔ اور پوچھا کیا تم اس بات کے قائل و معتقد ہو کہ اللہ حی [illegible] قیوم ہے؟ انہوں نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب مسیح علیہ السلام [illegible] قیوم نہیں ٹھہرا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عیسےٰ علیہ السلام قیوم نہیں رہا ہیں۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت

کیا تم جانتے ہو کہ اللہ پر کوئی چیز آسمان و زمین میں مخفی نہیں۔ وفد اہل نجران نے اقرار کیا کہ ہاں بے شک اللہ پر کوئی شے نہیں جو مخفی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب مسیح علیہ السلام کا علم تمام اشیاء پر محیط نہ تھا۔ اور اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں ہیں۔

پھر جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ مستجمع جمیع صفات حمیدہ اور تمام عیوب و نقائص اور حوائج بشری سے منزہ ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ نہ قضائے حاجت کا محتاج ہے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کھاتے تھے پیتے تھے۔ اور لوازم بشری کو پورا کرتے تھے اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام خدا نہیں ہیں۔

پھر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ خالق ہے اور مصور فی الارحام۔ انہوں نے اقرار کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو ایک عورت نے حمل میں لیا۔ عورتوں کے حمل کی طرح زمانے اس کی تصویر رحم مادر میں بنائی۔ اس کی ماں نے اس کو جنا جس طرح عورتیں جنا کرتی ہیں۔ اس کی پرورش کی جس طرح بچوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ وفد نجران نے ان سب باتوں کو تسلیم کیا تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ان باتوں کا اعتراف کرے وہ الوہیت جناب مسیح علیہ السلام کا کیونکر قائل و معتقد ہو سکتا ہے۔

غور کرو وفد نجران کے مقابل حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والثناء نے ابطال الوہیت جناب مسیح علیہ السلام پر مندرجہ ذیل آیات سے استدلال فرمایا۔

الم اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم نزل علیک الکتاب بالحق مصدقاً لما بین یدیہ وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان ان الذین کفروا بآیات اللہ لھم عذاب شدید واللہ عزیز ذو انتقام

ان اللہ لا یخفیٰ علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم

(پ۳ - س آل عمران - ع ۱)

نصاریٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بہت جھگڑے کہ عیسیٰ بندہ نہیں۔ اللہ کا بیٹا ہے آخر کہنے لگے کہ اگر وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو بتاؤ کس کا بیٹا ہے؟ اس کے جواب میں مندرجہ ذیل آیہ مجیدہ نازل ہوئی۔

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون (پ۳ س آل عمران ع ۶)

ترجمہ "اللہ کے نزدیک عیسے کی مثال آدم جیسی ہے کہ خدا نے مٹی آدم کے پتلے کو بنا کر اس کو حکم دیا کہ آدم بن جا۔ اور وہ آدم بن گیا!"

غور کرو مرقومہ بالا آیہ شریف میں یہود و نصاریٰ دونوں پر اتمام کیا گیا ہے۔ یہود کو متنبہ کیا گیا ہے کہ جس خدا نے آدم کو مٹی سے بے ماں باپ کے پیدا کر دیا اسے عیسے کو بے باپ پیدا کرنا کیا عجیب ہے۔ پھر عیسے کی پیدائش میں بدگمانی کیوں کی جاتی ہے؟ نصاریٰ پر اس طرح اتمام حجت کیا گیا ہے۔ کہ اگر عیسے کا بے باپ کے پیدا ہونا اس کے خدا یا ابن اللہ ہونے پر دال ہے۔ تو آدم کے ماں اور باپ دونوں نہ تھے۔ اس بناء پر آدم کو بطریق اولیٰ اللہ یا ابن اللہ ہونا چاہئیے۔

وفد نجران نے کہا کہ عیسیٰ کلمۃ اللہ نہ تھے؟ آپ نے فرمایا بے شک جناب مسیح علیہ السلام کلمۃ اللہ تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے اسی قدر کافی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تو متشابہات کی پیروی ہے۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل آیہ مجیدہ نازل فرمائی۔

فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ (پ۳ - س آل عمران ع ۱)

ترجمہ "جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں"

قرآن مجید میں تدبر و تفکر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب مسیح علیہ السلام ہی ایک کلمہ نہیں بلکہ کلموں میں سے ایک کلمہ ہیں۔ چنانچہ خدائے عزوجل اپنے بے حد و لاتعد کلمات کے متعلق ذیل کی آیت میں فرماتا ہے۔

قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا

(پ۱۶ - س الکھف ع ۱۲)

ترجمہ "اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ اگر میرے رب کے کلمات کے لکھنے کے لئے سمندر کا پانی سیاہی کی جگہ ہو۔ تو قبل اس کے کہ میرے رب کے کلمات تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے۔ اگرچہ ہم ویسا ہی اور سمندر۔ اس کی مدد کو لائیں"

آیہ مجیدہ مرقومہ بالا میں غور کرو تو تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اس لاانتہا تعداد میں سے جو حق سبحانہ و تعالیٰ کے کلموں کی ہے۔ ایک کلمہ جناب مسیح علیہ السلام بھی ہیں اس بناء پر ان کی خصوصیت بھی نہ رہی۔ الوہیت یا ابنیت کا تو کیا ذکر ہے۔

(مقتبس از مضمون رسالہ سوال)

دوزخ سے بچانے کی ٹھیکیداری

ہمارے معزز شیعہ صاحبان عموماً اور سید علی حائری صاحب کے مقلد خصوصاً اس مضمون کو غور سے پڑھیں اس سے پہلے تشحیذ الاذہان بابت ماہ جنوری و فروری سنہ ۱۹۲۱ء اور اخبار فاروق ۸ مارچ اور دیگر اخبارات میں شیعوں کے قبلہ و کعبہ سید علی الحائری صاحب کا ایک وکالت نامہ شائع ہو چکا ہے۔ جس میں مُردوں کے گناہوں کی بخشش کا چند روپوں میں ٹھیکہ لینے کا بیان ہے۔ اور اس کے ذمہ دار سید علی حائری صاحب مجتہد العصر والزمان ہیں چنانچہ ان کے مندرجہ ذیل وکالت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ سید علی حائری کا وکالت نامہ۔

وکالت نامہ۔ [illegible]

کو واضح ہو کہ تقلید کے معنے مطابق فرمان مجتہد کے احکام خدا اور رسول پر عمل کرنے کے ہیں۔ کوئی مومن بغیر پوری تقلید اور عمل کرنے کے بہشتی اور ناجی نہیں ہو سکتا ہے۔ اسواسطے ہم نے کو اس وکیل کیا ہے۔ کہ وہ تمام مومنین سے نام حقوق خدا و رسول خمس و زکوٰۃ اور سہم ائمہ علیہ السلام کے لیکر ہمارے پاس بھیجا کرے۔ اور نیز جن مومنین کے والدین کی نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کے فوت ہوگئے ہوں ان کی نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ اور زیارت کر لا کیلئے اجارہ پر ادا کروائیں۔ اس حساب سے کہ نماز ایک سال کے واسطے ۱۲ روپیہ۔ روزہ ایک سال ایک ماہ کے واسطے ۲۰ روپیہ۔ ہر مومن کے حج کے واسطے چھ سو روپیہ۔ زیارت دروہ کربلا نجف کاظمین سامرہ کے واسطے دو سو روپیہ۔ اس حساب سے جو مومن اپنے مردوں کو بہشت سے بچانا چاہیں۔ اور ان کے حال پر رحم کرکے ان کی تمام قضا شدہ نمازیں روزہ اور حج و زیارت مذکورہ حساب سے روپیہ کو سپرد کردیں۔ وہ (وکیل) اسی وقت یہ روپیہ ہمارے پاس بھیجا کرے (یعنے دیر نہ کرے) تاکہ ہم ان اعمال کو ادا کرادیا کریں۔ فقط۔ مورخہ ۲ اگست ۱۹۱۲ء

از مبارک حویلی لاہور نمقہ خادم الشریعۃ علی الحائری

نشان مہر

ناظرین پر واضح رہے کہ ہم بار بار اس وکالت نامہ کو اس لئے شائع کرتے ہیں کہ یہ وکالت نامہ قابل قدر ہے۔ اور شیعیت کی اصلیت کو روشن کرتا ہے اس وکالت نامہ میں تقلید کا حکم دیا ہے۔ اور تقلید کے متعلق ملاحظہ ہو سورۃ المائدہ تفسیر مجمع البیان الجزو ۶ "واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اٰبائنا الخ بیان لقصور عقلھم وانھماکھم فی التقلید وان لا سند لھم سواء اولو کان اٰبائھم الخ یعنے احسبھم ما وجدوا علیہ اٰبائھم و لو کانوا جہلۃ ضالین"

[illegible] سے کہا گیا۔

کہ خدا تعالیٰ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا ہمکو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے اجداد کو دیکھا۔ اب سید علی حائری صاحب اور انکے معتقد صاحبان غور کریں کہ اس حد کی تقلید ہو چکا ہے جو مذہب میں یک کون رکھتی ہے نیا سید علی حائری صاحب نے دلک ہی تقلید ضروری ہے جو مذہب میں ہے۔ لوں اس طرح کی تعلیم سب ہے کہ مولوی حائری صاحب اسکا جواب دینگے اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ وہ جواب نہ دینگے۔ کہ آپ نے جو لکھا ہے۔ کہ اس حساب سے جو مومن اپنے مردوں کو جہنم سے بچانا چاہیں بالکل غلط اور بیجا ہے اسلئے کہ شیعہ مذہب میں بھی۔ کہیں نہیں لکھا کہ مدار نجات یہ ہے۔ کہ آپ جیسے کسی صاحب کیطرف روپیہ بھیجدو اور جنت کے وارث بنجاؤ۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسا سرٹیفکیٹ ہو تو اسے پیش کرنا چاہئے۔ پھر ہم مان لینگے۔ کہ آپ سند یافتہ ہیں۔ بلکہ تعلیم شیعہ تو یہ ہے کہ سنیوں کے نیک اعمال شیعوں کو ملینگے اور شیعوں کے بد اعمال سنیوں کو دیئے جائینگے۔ کیا مولوی لاہوری قمی کو اس سے انکار ہے۔

اس مسئلہ کا نتیجہ یہ ہے کہ کوئی بھی شیعہ جہنمی نہیں ہوگا مگر برخلاف اس کے آپ تمام شیعوں کی مخالفت کرکے چیلنج دیتے ہیں کہ ہمارے پاس روپیہ روانہ کرو اور جہنم سے مردوں کو بچا لو۔ حالانکہ علی بن ابراہیم سورہ فتح کی تفسیر کرتے ہیں۔ "انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفر اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" عن عمر بن یزید قال قلت لابی عبد اللہ قول اللہ تعالیٰ فی کتابہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال ما کان لہ ذنب ولا ھم بذنب ولکن اللہ حمل ذنوب الشیعۃ ثم غفرھا لہ"

عمر بن یزید سے مروی ہے اس نے کہا کہ میں نے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے اس آیہ مبارکہ کے بارے میں پوچھا جو قرآن مجید میں ہے لیغفر اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔

یعنے ضرور اللہ تعالیٰ تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیگا۔" حضرت ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلعم کے لئے کوئی گناہ نہ تھا۔ لیکن ہاں اللہ نے شیعوں کے گناہ آپ پر لاد دیئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے وہ گناہ معاف فرما دیئے ناظرین کرام غور فرمائیں۔ پھر ملاحظہ ہو تفسیر علی ابراہیم قمی ص ۶۲ سورۃ الرحمٰن "فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان"

قال منکم یعنی من الشیعۃ انس ولا جان معناہ انہ من تولی امیر المؤمنین و تبرء من اعدائہ واحل حلالہ وحرم حرامہ ثم دخل فی الذنوب ولم یتب فی الدنیا عذب علیھا فی البرزخ ویخرج یوم القیمۃ ولیس لہ ذنب یسئل عنہ یوم القیمۃ حاصل یعنی اس روز گناہ کا سوال نہ تو جنوں سے کیا جائیگا اور نہ انسانوں سے۔

فرمایا کہ یہ تمہارے بارے میں ہے۔ (یعنی جن اور انسان ان سے قیامت کے روز گناہوں کی پرسش نہ ہوگی) اور اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت رکھے اور آپ کے دشمنوں پر تبرا کرے اور آپ کے حلال کردہ کو حلال جانے اور حرام کئے ہوئے کو حرام جانے۔ پھر اگر گناہ کرنے شروع کردے۔ اور دنیا میں توبہ بھی نہ کی ہو تو اسے برزخ میں عذاب ہوگا۔ اور قیامت کے روز بے عیب نکالا جائیگا۔ اس سے کسی قسم کی پرسش نہ ہوگی۔ کیا اس تعلیم کے ملاحظہ کرنے کے بعد بھی سید علی حائری کو اس کے معتقد نقد روپیہ مفت روانہ کرتے رہینگے۔

قرآن مجید فرماتا ہے۔ سورہ نمل هل تجزون الا ما کنتم تعملون یعنے تم وہی پاؤگے جو کرتے ہو مگر برخلاف اس کے حائری صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے اعمال ادا کئے ہوئے تمکو جہنم سے بچا لینگے۔ سورہ الس[illegible] قل لا تسئلون عما اجرمنا ولا نسئل عما تعملون اے محمد کہہ دیجئے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں تم سے اس کے متعلق کچھ نہ پوچھا جائیگا۔ اور جو تم کرتے ہو ہم سے اس کے متعلق پرسش نہ ہوگی۔ جسکا مآل یہ ہے کہ

ہر شخص کو اسی کی بوئی بات سامنے سکی۔ مگر مولوی حائری لاہوری فرماتے ہیں کہ گر تھوڑا روپیہ میری طرف روانہ کردو۔ تو میں اعمال دوسرا آپ کے مردوں کو جہنم سے بچا سکتا ہوں۔

ناظرین انصاف کریں کہ سید المرسلین کے اعمال کسی دوسرے کے کام نہیں آسکتے جب تک کہ وہ خود بھی ان کی تعلیم پر چلکر نیک کام نہ کرے۔ تو حائری صاحب کے اعمال دوسرے کے کیونکر کام آسکتے ہیں

پھر مذکورہ سورہ سابقہ میں آیا ہے۔

ھل یجزون الا ما کانوا یعملون ط

یعنی جو کچھ کرتے ہیں۔ اس کے موافق ان کو جزا دیجائیگی

پھر اسی سورہ کے تیسرے مقام میں آتا ہے

فالیوم لا یملک بعضکم لبعض نفعاً ولا ضراً ط

یعنی آج کے روز ایک دوسرے کے نفع اور نقصان میں ساجھا داری نہیں ہو سکتی

بخلاف اس کے مولوی حائری لاہوری لکھتے ہیں کہ اگر روزہ نمازیں وغیرہ تمہارے آباؤ اجداد سے فوت ہو گئے ہوں۔ تو کچھ غم نہ کرو۔ صرف میرے پاس حساب مقررہ کے لحاظ سے روپیہ بھیجدو۔ پھر ان کے جہنم سے نکال لینے کا انتظام میں خود کرونگا۔

سورہ فاطر- ولا تزر وازرۃ وزر اخری وان تدع مثقلۃ الی حملھا لا یحمل منہ شیء ولو کان ذا قربی ط

جس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ اگرچہ عزیز کیوں نہ ہو۔ وہ بھی اسی نقل بار سے کچھ چیز دوسرے کی۔ اٹھائیگا۔

لیکن افسوس ہے۔ کہ سید علی حائری اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے۔ یہ چیلنج دیتے ہیں کہ ہماری طرف روپیہ روانہ کردو۔ پھر ہم اس جہنم سے جس کا بار سخت ہے۔ تم کو سبکدوش کر دینگے۔

خادم القوم- میر غلام حیدر خان

- از قادیان

فاروق کی خریداری بڑھانے کی طرف توجہ کریں۔

ایک غیر احمدی کے سوالات کے جواب

نمبر ۳

سلسلہ کے لئے دیکھو فاروق ۲۳ مئی ۱۹۱۸ء

یہ جوابات مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب ساکن بھینی ضلع لاہور نے رقم فرمائے۔ (ایڈیٹر)

سوال نمبر ۵- انت منی بمنزلہ ولدی تو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔

سوال نمبر ۶- تو نبوت بمنزلہ اولاد کے ہے الحکم جلد ۴- ۱ دسمبر ۱۹۰۰ء

جواب سوال نمبر ۵ و ۶- انت منی بمنزلۃ اولادی بھی از قسم مجازات متشابہات و استعارات ہے۔ نہ از قسم حقیقات بینات۔ اس قسم کے الہامات سے قرآن کریم و احادیث نبی رحیم میں بہت نظائر ملسکتے ہیں۔ آیت کریمہ اذکروا اللہ کذکرکم آباءکم الآیہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ اس کے معنی ہیں تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو مانند ذکر کرنے تمہارے کی باپوں اپنوں کو۔ یہاں ذاکروں کو مانند ابن اور اللہ تعالیٰ کو مانند اب قرار دیا گیا ہے اور لفظ "بمنزلہ" تو کاف تشبیہ ہے۔ پھر اعتراض اس الہام پر کیا؟ اور اس قسم کے استعارات حدیث شریف سے بھی کھلائے جاتے ہیں۔ عن عبد اللہ رض قال قال رسول اللہ صلعم ان لکل نبی ولاۃ من النبیین وان ولیی ابی وخلیل ربی ثم قرأ ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین رواہ الترمذی صفحہ ۱۲۲ جلد دوم

عبد اللہ رض سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے ہر ایک نبی کے نبی ہی دوست ہیں۔ مگر میرا دوست میرا باپ ہے۔ جو میرا باپ خلیل ہے۔ پھر استشہاد کے لئے یہ آیت پڑھی- یعنی ابراہیم سے پیار کرنیوالے لوگ وہی ہیں جو اس کی تابعداری کرتے ہیں۔ اور یہ نبی بھی اور اس کے مومن لوگ بھی۔ اور اللہ تعالیٰ سب مومنوں کا دوست ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ جلد دوم۔ تفسیر سورہ آل عمران میں صفحہ ۱۲۲ پر ہے

عن انس وعبد اللہ قالا قال رسول اللہ صلعم الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۳ انس و عبد اللہ سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے سب خلق اللہ تعالیٰ کا عیال ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا بہت محبوب وہی ہے۔ جو اسکے عیال کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ روایت کیا اسکو البیہقی نے شعب الایمان میں۔ حدیث اول میں اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلعم کا باپ کہا گیا ہے۔ اور حدیث دوم میں خلق عیال خدا تعالیٰ کا۔ اور عیال میں اولاد بھی داخل ہے۔ گویا سب بنی آدم اللہ تعالیٰ کے بمنزلہ بیٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ باپ۔ اور مولانا روم بھی اپنی کتاب مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

اولیا اطفال حق اند اے پسر
غائبی و حاضری بس باخبر

یعنی اولیاء اللہ خدا تعالیٰ کے لڑکے ہیں۔ یہ سب مجازات ہیں۔ اور متشابہات۔ انکو حقیقی معنے قرار دینا کجروی اور گناہ اور شرک ہے۔ ایک حدیث میں اہل قرآن کو اہل اللہ قرار دیا گیا ہے۔ رواہ ابن ماجہ۔ اور اہل میں بی بی بیٹے بھی داخل ہوتے ہیں اور ایک حدیث میں انبیاء کو بیٹے اور دین واحد کو باپ مجازاً کہا گیا ہے۔ رواہ احمد و ابو داؤد۔ اور قرآن کریم میں مسافر کو ابن السبیل یعنی راہ کا بیٹا کہا گیا ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ایسے الہامات قرآنیہ و حدیثیہ کو سچے ماننے والے منکر رسول اللہ صلعم کو خدا کا ابن دائمی کیا کہینگے اگر کہیں یہ استعارے ہیں تو ہم کہینگے کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات مذکورہ بھی استعارے ہیں۔ [illegible] ناموجب حکم ہو جاوینگا۔ اور اگر [illegible]

وہ انکی گردن میں پڑیگا۔ اللہ تعالیٰ ایسے منکرین کو الہامات ربانی سمجھنے کی ہدایت کرے۔ آمین ثم آمین۔

سوال نمبر ۴ - انت منی وانا منک تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ دافع البلاء صفحہ ۹

سوال نمبر ۴ کا جواب - الہام انت منی وانا منک دافع البلاء کے صفحہ ۹ پر نہیں ہے۔ اس الہام کی تشریح حضرت اقدس مسیح موعود ملہم من اللہ نے ایک تقریر میں خود ہی کر دی ہے۔ اسکو بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔ فرمایا - انت منی تو بالکل صاف ہے۔ اس پر کسی قسم کا اعتراض اور نکتہ چینی نہیں ہو سکتی۔ میرا ظہور محض اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ہوا ہے۔ اور اس سے ہے۔ دوسرا حصہ اس الہام کا کسی قدر تشریح طلب ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (جیسا قرآن شریف میں بار بار اس کا ذکر ہوا ہے) وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسکی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں نہ افعال الہیہ میں۔ یہی بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان کامل اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک انسان ہر قسم کے شرک سے پاک نہ ہو۔ توحید تب ہی پوری ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو کیا باعتبار ذات اور کیا باعتبار صفات و افعال کے بے مثل مانے۔ نادان میرے اس الہام پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور سمجھتے نہیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔ لیکن اپنی زبان سے اقرار کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی صفات بھی دوسرے کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کو محی اور ممیت مانتے ہیں۔ عالم الغیب مانتے ہیں حی و قیوم مانتے ہیں کیا یہ شرک ہے یا نہیں؟ یہ خطرناک شرک ہے جس نے عیسائی قوم کو تباہ کیا ہے۔ اور اب مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی سے ان کے اس قسم کے اعتقادوں کو اپنے اعتقادات میں داخل کر لیا ہے۔ پس اس قسم کی صفات جو اللہ تعالیٰ کی ہیں کسی دوسرے انسان میں خواہ وہ نبی ہو یا ولی تجویز نہ کرے۔ اور اسیطرح خدا تعالیٰ کے افعال میں بھی کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔ دنیا میں جو اسباب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض لوگ اس حد تک اسباب پرست ہو جاتے ہیں۔ کہ توحید کی اصل حقیقت کو بھی

کہ شرک فی الاسباب کا شائبہ باقی نہ رہے۔ مرہم یا اشیاء کی نسبت یقین۔ کیا جاوے کہ وہ خواص انکے ذاتی ہیں۔ بلکہ یہ ماننا چاہیئے کہ وہ خواص بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں ودیعت کر رکھے ہیں جیسے تربد اسہال لاتی ہے۔ یا سم الفار ہلاک کرتا ہے۔ اب یہ قوتیں اور خواص ان چیزوں کے خود بخود نہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ نکال لے تو پھر نہ تربد دست آور ہو سکتی ہے۔ اور نہ سنکھیا ہلاک کرنے کی خاصیت رکھ سکتا ہے۔ اور نہ اسے کھا کر کوئی مر سکتا ہے۔ غرض اسباب کے سلسلہ کو حد اعتدال سے نہ بڑھاوے۔ اور صفات و افعال الہیہ میں کسی کو شریک نہ کرے تو توحید کی حقیقت سمجھ میں آئیگی اور اسے موحد کہینگے۔ لیکن اگر وہ صفات و افعال الہیہ کو کسی دوسرے کے لئے تجویز کرتا ہے۔ تو وہ زبان سے گو کتنا ہی توحید ماننے کا اقرار کرے وہ موحد نہیں کہلا سکتا۔ ایسے موحد تو آریہ بھی ہیں جو اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں۔ لیکن باوجود اس اقرار کے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ روح اور مادہ کو خدا نے پیدا نہیں کیا۔ وہ اپنے وجود اور قیام میں اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں ہیں گویا اپنی ذات میں ایک مستقل وجود رکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہو گا۔ اسی طرح پر بہت سے لوگ ہیں جو شرک اور توحید میں فرق نہیں کر سکتے۔ ایسے افعال اور اعمال ان سے سرزد ہوتے ہیں۔ یا وہ اس قسم کے اعتقادات رکھتے ہیں جن میں صاف طور پر شرک پایا جاتا ہے۔ مثلاً کہدیتے ہیں کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ یا فلاں کام درست نہ ہوتا۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اسباب کے سلسلہ کو حد اعتدال سے نہ بڑھاوے۔ اور صفت و افعال الٰہیہ میں کسی کو شریک نہ کرے۔ انسان میں جو قوتیں اور ملکہ اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ ان میں وہ حد سے نہیں بڑھ سکتے۔ مثلاً آنکھ اسے دیکھنے کیلئے بنائی ہے۔ اور کان سننے کے لئے اور زبان بولنے اور ذائقہ کیلئے۔ اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کانوں سے بجائے سننے کے دیکھنے کا کام لے اور زبان سے

بولنے اور چکھنے کی بجائے سننے کا کام لے۔ ان اعضاء و قویٰ کے افعال اور خواص محدود ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے افعال اور صفات محدود نہیں ہیں۔ اور وہ لیس کمثلہ شیء ہے۔ غرض یہ توحید تب ہی پوری ہو گی جب اللہ تعالیٰ کو ہر طرح سے وحدہٗ لاشریک یقین کیا جاوے۔ اور انسان اپنی حقیقت کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقۃ سمجھ لے کہ نہ میں کچھ چیز ہوں اور نہ میری تدابیر اور اسباب کچھ چیز ہیں۔ اس سے ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم اسباب سے منع کرتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے ہم اسباب سے منع نہیں کرتے بلکہ رعایت اسباب بھی ضروری ہے۔ کیونکہ انسانی بناوٹ بجائے خود اس رعایت کو چاہتی ہے لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے کہ انکو خدا کا شریک بنا دے بلکہ انکو بطور خادم سمجھے جیسے کسی کو بٹالہ جانا ہو۔ تو وہ یکہ یا ٹٹو کرایہ کرتا ہے۔ تو اصل مقصد اسکا بٹالہ پہنچنا ہے نہ وہ ٹٹو یا یکہ۔ پس اسباب پر کلی بھروسہ نہ کرے۔ یہ سمجھے کہ ان اشیاء میں اللہ تعالیٰ نے کچھ تاثیریں رکھی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ تاثیریں بیکار ہو جائیں۔ اور کوئی نفع نہ دیں۔ اسی کے موافق ہے۔ جو مجھے الہام ہوا رب کل شیء خادمک۔ بت پرستوں کا شرک تو موٹا ہوتا ہے کہ پتھر بنا کر پوجا کرتے ہیں۔ یا کسی درخت یا اور شئے کی پرستش کرتے ہیں۔ اس کو تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ باطل ہے۔ یہ زمانہ اس قسم کی بت پرستی کا نہیں ہے۔ بلکہ اسباب پرستی کا زمانہ ہے۔ اگر کوئی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور سست ہو جاوے۔ تو اس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ لیکن جو اسباب کو خدا بنا لیتا ہے تو وہ بھی ہلاک ہوتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسوقت یورپ دو شرکوں میں مبتلا ہے۔ ایک تو مردہ کی پرستش کر رہا ہے۔ اور جو اس سے بچے ہیں اور مذہب سے آزاد ہو گئے ہیں۔ وہ اسباب کی پرستش کر رہے ہیں۔ اور اسطرح پر یہ اسباب پرستی کی مرض (تپ) دق کیطرح لگی ہوئی ہے۔ اور یورپ کی تقلید نے اس ملک کے نوجوانوں اور نو تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی اس مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ اب سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ ہم اسلام سے باہر جا رہے ہیں۔ اور خدا پرستی کو چھوڑ کر اسباب پرستی کے (تپ) دق میں مبتلا ہو رہے ہیں۔"

دق دور نہیں ہوسکتی۔ اور اسکا علاج نہیں ہوسکتا جب تک انسان کے دل میں خدا کی ایک آگ نہ ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کیلئے نفس امارہ کو اس تک پہنچاتی ہے۔ اور یہ حالت اسوقت پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان ایک نکسر نفس ہو جاوے۔ اور اپنی ہستی کو بالکل فانی سمجھ لے جسکو فنا نظری کہتے ہیں۔ فنا کی دو قسمیں ہیں ایک فنا حقیقی وہ ہے جیسے وجودی مانتے ہیں سب خدا ہی ہیں یہ بالکل باطل اور غلط اور شرک ہے۔ دوسری فنا نظری ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا شدید اور گہرا تعلق ہو کہ اسکے بغیر ہم کچھ چیز ہی نہیں اللہ کی ہستی کے آگے اپنی ہستی سب ہیچ اور فانی ہو۔ یہ فنا اتم درجہ توحید کے ملنے پر حاصل ہوتا ہے۔ اور توحید کامل ہی اس سے پیدا ہوتی ہے۔ جو انسان اس درجہ پر پہنچتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کچھ ایسا کھویا جاتا ہے کہ اس کا وجود بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایک نئی زندگی حاصل کرتا ہے۔ جیسے ایک لوہے کا ٹکڑا آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ اور وہ اسقدر گرم کیا جاتا ہے کہ آگ کی طرح سرخ ہو جاوے۔ سو جب وہ لوہا آگ کی شکل ہو جاتا ہے۔ اسیطرح پر ایک راستباز بندہ اللہ کی محبت اور وفاداری کے کامل درجہ پر پہنچ جانے سے فنا ہو جاتا ہے۔ اور کمال درجہ کی تجلی ظہور پاتی ہے۔ اسوقت ایک نمونہ خدا کا ہوتا ہے۔ اور ہستی طور پر وہ اسوقت کہلاتا ہے۔ اَنْتَ مِنِّیْ۔ یہ درجہ دعا ہی سے ملتا ہے دیکھو کہ دعا جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ اسلئے مومن کا کام ہے کہ دعا میں لگا رہے۔ اور استقلال اور صبر کیساتھ دعا کرے اسکو کمال کے درجہ پر پہنچا دے۔ اپنی طرف سے کوئی کمی اور دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ اور اس بات کی بھی پرواہ نہ کرے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ بقول شخصے

شرط عشق است در طلب مردن ..... تنہ بدوست رساوانی

جب انسان اس حد تک دعا کو پہنچاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتا ہے۔ جیساکہ اس نے وعدہ فرمایا کہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دونگا۔ تمہاری دعا قبول کرونگا۔ حقیقت میں دعا کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ جب تک انسان پورے صدق و وفا کے اور صبر اور استقلال سے دعا میں لگا نہ رہے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ جو دعا کرتے ہیں۔ مگر بڑی بے دلی اور عجلت سے چاہتے ہیں کہ ایک ہی دن میں انکی دعا مثمر ثمرات ہو جاوے حالانکہ یہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے۔ اس نے ہر کام کیلئے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ اور جسقدر کام دنیا میں ہوتے ہیں وہ تدریجی ہیں حالانکہ وہ قادر ہے۔ کہ ایک طرفۃ العین میں جو چاہے سو کر دے۔ اور ایک کُن سے سب کچھ ہو جاتا ہے مگر دنیا میں اس نے ایسا ہی قانون رکھا ہے۔ اسلئے دعا کرنے کے وقت آدمی کو اسکے نتیجہ کے ظاہر ہونے کے لئے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ دعا اپنی زبان اور بولی میں بھی کرسکتے ہو۔ بلکہ چاہیئے کہ مسنون ادعیہ کے بعد اپنی زبان میں آدمی دعا کرے کیونکہ اس زبان میں وہ پورے طور پر اپنے خیالات اور حالات کا اظہار کرسکتا ہے۔ جن پر وہ قادر ہوتا ہے۔ دعا نماز کا مغز اور روح ہے اور نماز جب تک اس میں روح نہ ہو کچھ نہیں اور روح کے پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ گریہ و بکا اور خشوع اور خضوع ہو اور یہ موقعہ پیدا نہیں ہوتا جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حالت کو کھول کر بیان کرے اور ایک اضطراب اور قلق اس کے دل میں ہو۔ اور یہ بات اسوقت تک حاصل نہیں ہوتی جبتک اپنی زبان میں انسان اپنے مطالب کو پیش نہ کرے۔ غرض دعا کے ساتھ صدق اور وفا طلب کرے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں وفاداری کے ساتھ فنا ہو کر کامل نیستی کی صورت اختیار کرے۔ اس نیستی سے ایک ہستی پیدا ہوتی ہے۔ جس میں وہ اس بات کا حقدار ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے کہے کہ اَنْتَ مِنِّیْ۔

اصل حقیقت انت منی کی تو یہ ہے۔ اور عام طور پر تو ظاہر ہی ہے۔ کہ ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے اب اسکے بعد دوسرا حصہ اس الہام کا ہے اَنَا مِنْکَ ہے پس اسکی حقیقت سمجھنے کیلئے یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا انسان جو نیستی کے کامل درجہ پر پہنچکر ایک نئی زندگی اور حیات طیبہ حاصل کر چکا ہے۔ اور جس کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ انت منی جو اسکے قرب اور معرفت الٰہی کی حقیقت سے آشنا ہونیکی دلیل ہے۔ اور یہ انسان خدا تعالیٰ کی توحید اور اسکی عزت و عظمت اور جلال کے ظہور کا موجب ہوا کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک کامل اور زندہ ثبوت ہوتا ہے۔ اس رنگ سے اور اس لحاظ سے گویا خدا تعالیٰ کا ظہور انہیں ہوا کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ظہور کا ایک آئینہ ہوتا ہے اس حالت میں جب اس کا وجود خدا کا آئینہ ہوتا ہے تب اللہ تعالیٰ اس کیلئے کہتا ہے۔ وَاَنَا مِنْکَ انسان (جسکو انا منک کی آواز آتی ہے) اسوقت دنیا میں آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا نام ونشان مٹ گیا ہوتا ہے۔ اس وقت بھی چونکہ دنیا میں فسق و فجور بہت بڑھ گیا ہے۔ اور خدا شناسی اور خدا رسی کی راہیں نظر نہیں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اور محض اپنے فضل و کرم سے اس نے مجھکو مبعوث کیا ہے۔ تا میں ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے غافل اور بے خبر ہیں۔ اس کی اطلاع دوں۔ اور نہ صرف اطلاع بلکہ جو صدق اور صبر اور وفاداری کے ساتھ اسطرف آئیں انہیں خدا تعالیٰ دکھلا دوں۔ اس بنا پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کیا۔ اور فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ اعتراض کرنے گر گیا ہے۔ جب طبیعت میں فساد اور ناپاکی ہو تو وہ نیکی کی طرف کب آنا پسند کرتی ہے۔ بلکہ خلاف طبع سمجھ کر اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ میرے اس الہام کی سچائی کا ثبوت اس پر اعتراض ہی ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا انکار اور دہریت بڑھی ہوئی نہ ہوتی تو کیوں اعتراض کیا جاتا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اسوقت خدا تعالیٰ کا پاک اور خوشنما چہرہ دنیا کو نظر نہ آتا تھا۔ اور اب مجھ میں ہوکر نظر آئیگا۔ اور آرہا ہے۔ کیونکہ اسکی قدرتوں کے نمونے اور عجائبات قدرت میرے ہاتھ پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ جن کی آنکھیں کھلی ہیں وہ دیکھتے ہیں مگر جو اندھے ہیں وہ کیونکر دیکھ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس امر کو محبوب رکھتا ہے۔ کہ وہ شناخت کیا جاوے اور اسکی شناخت کی یہی راہ ہے۔ کہ مجھے شناخت کرے یہی وجہ ہے کہ میرا نام اس نے خلیفۃ اللہ رکھا ہے اور یہ بھی فرمایا کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ

فخلقت آدم یعنی میں مخفی خزانہ تھا پس میں نے دوست رکھا کہ میں لوگوں میں پہچانا اور مشہور کیا جاؤں پس میں نے اس آدم کو پیدا کیا یعنی مسیح موعود کو۔ یعنی آدم میرا نام رکھا ہے۔ یہ حقیقت اس الہام کی ہے اب اگر کوئی اعتراض کرتا ہو۔ تو اللہ تعالٰی خود اسکو دکھا دیگا کہ وہ کہاں تک حق پر ہے۔ انتہی۔ مومن صالح منصف مزاج تو اسی قدر تشریح الہام مذکور کی کیساتھ حق کو قبول ہی کر لیتا ہے متعصب لوگ اگر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و اقوال و الہامات سلف صالحین کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ میں ایسے لوگوں کی ہمدردی کیلئے اس الہام کے الفاظ کی اصل احادیث صحیحہ سے بھی نقل کرتا ہوں شاید انکو ہدایت ہو جاوے۔ حدیث اول عن ابی عامر الاشعری قال قال رسول اللہ صلعم نعم الحی الاسد والاشعریون لا یفرون من القتال ولا یغلون هم منی وانا منهم رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۲ - ابی عامر اشعری سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے اسد۔ اشعر میں کیا اچھے قبیلے ہیں۔ وہ جنگ سے بھاگتے اور مال غنیمت میں خیانت کرتے نہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ حدیث دوم۔ عن ابی یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلعم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط رواہ الترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۱ ابی یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالٰی اس شخص کو دوست رکھتا ہے۔ جو حسین کو دوست رکھتا ہے۔ کیونکہ حسین ایک سبط ہے اسباط سے۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے۔ حدیث سوم۔ عن کعب بن عجرۃ قال قال رسول اللہ صلعم اعیذک باللہ من امارۃ السفہاء قال وما ذاک یا رسول اللہ قال امراء یکونون من بعدی من دخل علیہم فصدقہم بکذبہم واعانہم علی ظلمہم فلیسوا منی ولست منہم [illegible] ولم یصدقہم بکذبہم ولم یعنہم علی ظلمہم فاولئک منی وانا منہم

وساردون علی الحوض رواہ الترمذی والنسائی مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۱ - کعب بن عجرہ سے روایت ہے۔ کہا فرمایا مجھکو رسول اللہ صلعم نے پناہ میں لاتا ہوں تجھکو ساتھ اللہ تعالٰی کے امیری بیوقوف لوگوں کی سے کہا وہ کون لوگ ہیں اے رسول اللہ کے فرمایا وہ امرا لوگ ہیں کہ میرے بعد جلد تر ہو جائینگے جو شخص ان پر داخل ہو ان کے کذب کو سچا مانتا ہو۔ اور ان کے ظلم پر انکی اعانت کرتا ہو۔ وہ مجھ سے نہیں اور نہ میں ان سے ہوں۔ اور وہ میرے حوض کوثر پر بھی نہیں آئینگے۔ اور جو شخص ان پر داخل ہوگا اور ان کے کذب کی تصدیق نہ کریگا اور نہ ان کے ظلم پر انکی اعانت کریگا پس ایسے لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ اور وہی لوگ میرے حوض پر آ جائینگے۔ روایت کیا اسکو ترمذی و نسائی نے۔ حدیث اول میں قبیلہ اسد و قبیلہ اشعریہ تمام قریش نہ تھے۔ تم سے نہ تھے۔ اور نہ آنحضرت صلعم ان سے تھے۔ ہاں انہوں نے اسوقت آنحضرت صلعم کی ایسی پیروی کی جسکا اثر یہ ہوا کہ آپکے جانی و مالی دشمن ہو گئے وہ آنحضرت صلعم کی محبت میں ایسے کھوئے گئے کہ نہ اپنی جان کی رہی اور نہ اپنے مال کی۔ پھر وہ شہادت کے ایسے مشتاق کہ جس سے جنگ سے بھاگ جانیکی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ اور محبت مال سے ایسے متنفر ہوئے کہ توحید الٰہی کے نور الٰہی چہرہ نے انکو اسی ہستی سے بیسب و نابود کر دیا تھا پھر وہ مال غنیمت میں کیونکر خیانت کرتے تھے۔ وہ اس امر کے لائق ہو گئے کہ آنحضرت صلعم انکو فرمائیں ہم منی چونکہ عرب قوم آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت کی سخت دشمن تھی۔ اور قبائل اسد و اشعریوں نے آپکی نبوت و رسالت کی اشاعت ایسی کی کہ حضور کو یہ لفظ یعنی وانا منہم کہنا پڑا۔ ایسا ہی حدیث دوم میں حضرت حسین علیہ السلام لخت جگر فاطمۃ الزہرا کا ظہور آنحضرت صلعم کے پیار و محبت سے ہوا اور آپکے نور نبوت و رسالت کا پرتو ان پر پڑا تو اس امر کے لائق ہو گئے کہ حسین منی انکو کہا جاوے۔ چونکہ آپکو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ میرے بعد ظالم حاکم پیدا ہونگے۔ اور ظلم کی پلیدی سے زمین کو پلید کر دینگے۔ اسوقت یہ میرا پیارا حسین مقابلہ میں اٹھیگا اور اپنے خون کے شہادت سے دنیا کو ان کا ظالم ہونا

اور آنحضرت صلعم کی پیشگوئی مذکورہ بصحت ظاہر ہونا ظاہر و مشہور کر دیگا۔ جس پر انا من حسین کا مقولہ صادق آجائیگا۔ ورنہ ظاہری طور پر تو پہلا جملہ اس حدیث کا حسین منی ظاہر ہی ہے۔ لیکن دوسرا جملہ یعنی وانا من حسین صادق نہیں آتا۔ ایسا ہی حدیث سوم میں بھی خوشامدی لوگ جو ظالم حکام کی خوشامد کرتے اور ان کے جھوٹ کو سچ کہتے ہیں۔ وہ نہ آنحضرت صلعم سے ہیں۔ اور نہ آنحضرت صلعم ان سے۔ اور جو لوگ ان ظالموں کے پاس نہیں جاتے اور نہ ان کے کذب کو سچ کہتے اور آنحضرت صلعم کی سنت میں فنا ہیں۔ لائق ہے کہ ان کے حق میں فرمایا جاوے ہم منی۔ اور چونکہ ایسے موحد حق پرستوں سے آنحضرت صلعم کی نبوت و رسالت پاک کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے حق میں فرمایا جاوے وانا منہم ٹھیک صحیح ہے۔ در نظر ہر نہ آنحضرت صلعم ان سے ہیں اور نہ وہ آنحضرت سے۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح علیہ السلام کا ظہور مبارک اللہ تعالٰی سے ہوا اور اللہ تعالٰی کی توحید کا ظہور آپ سے ہوا۔ کہ صلیب پرستی کے اصول کو بدلائل قاہرہ توڑ کر مسیح کی موت قرآن و حدیث و انجیل سے ثابت کر کے عیسائی دنیا میں توحید کا ڈنکا بجایا۔ اسلئے آپ بھی الہام انت منی وانا منک کے مصداق ہو گئے۔ الحمد للہ علی کل حال۔

تین خوشخبریاں

جناب خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب احمدی مسٹرای۔ پی سنور۔ صاحب سشن جج کا سور ہفتے ایام رخصت میں سشن جج کی کرسی پر رونق افروز ہونگے۔
(۲) جناب خانصاحب محمد علی خانصاحب احمدی پولیٹکل تحصیلدار کو ہاٹ
(۳) مکرم چوہدری ظفر اللہ خانصاحب بیرسٹرایٹ لا پنجاب گورنمنٹ کی مقرر کردہ اشاعتی کمیٹی میں احمدیوں کے قائم مقام مقرر ہوئے

ایڈیٹر پیغام کو پانسو روپیہ انعام

قاضی محمد اسلم صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے دو ہزار روپیہ میں اعلان کیا ہے کہ اگر پیغام والے یہ ثابت کر دیں کہ مسٹر حیدر عید کے دن خواجہ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوا ہے جیسا کہ اعلان کیا ہے بلکہ وہ ایکسال پہلے کا مسلمان ہیں تو میں پانسو انعام دونگا۔ ایڈیٹر صاحب پیغام نے تحسین کی [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۴ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۵-۲۶

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ حسب رائے ڈاکٹر صاحبان ۲۲ جون کو بروز ہفتہ بوقت شام نماز مغرب ادا کرکے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان کا مشورہ دیا کہ خون کی کمی ہے۔ اسلئے حضور کم از کم ۷ ہزار فٹ بلندی پر جہاں کہ وہ خون کے کیڑے پیدا ہوتے ہیں کچھ دن تشریف رکھیں۔ اسلئے حضور کو مجبوراً ڈلہوزی جانا پڑا۔ ورنہ خدام کو چھوڑ کر دارالامان سے باہر جانا حضرت ممدوح کو پسند نہیں۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ بصحت کامل جلد پیارے خلیفۃ المسیح کو واپس لائے۔ آمین

حضرت صاحبزادگان میاں بشیر احمد صاحب ایم اے و میاں شریف احمد صاحب سلمہما الرحمٰن و شیخ عبد الرحمٰن صاحب فاضل مصری و شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی و شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی و شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم بھی ہمرکاب ہیں ۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے زخم کو بفضل تعالیٰ بالکل صحت ہے۔ تھوڑی سی تکلیف باقی ہے۔ جو انشاء اللہ جلد تر صحت کامل ہو جائیگی۔ احباب دعا سے غافل نہوں

بارش کی قلت سے موسم خراب ہو رہا ہے۔ برسات سے پیدا ہونیوالی چیزیں کمیاب ہو رہی ہیں۔ نرخ غلہ گراں ہوتا جاتا ہے۔ گھاس وغیرہ مویشیوں کی سخت کمی ہے۔ اللہ رحم کرے۔ نرخ گندم سفید الغہ اور سرخ ۷ سیر من ہے ۔

ضرورت ہے ۔ ایک پریسمین کی جو دستی پریس پر ۲۰×۲۶ چار صفحہ عمدہ چھاپ سکے ۔ اور ۱۸×۲۲ ڈبل بھی چھاپ سکے ۔ کارگذاری روزانہ ایک ہزار ۲۰×۲۶ کی اور ۸۰۰ ۱۸×۲۲ کی ہوگی۔ تنخواہ بشرح ... روپے ماہوار۔ جو کہ نصف یوم کی چھٹی کام عمدہ اور بلا ناغہ کرنے والا ہو۔ درخواستیں منیجر فاروق پریس قادیان کے نام آنی چاہئیں ۔

ماہ رمضان المبارک کی وجہ سے فاروق بجائے ہفتہ وار کے اس ماہ مبارک میں پندرہ روزہ کیا گیا تھا۔ جس کا یہ دوسرا پرچہ ہے۔ آیندہ انشاء اللہ بدستور ہفتہ وار شائع ہوگا ۔

تبلیغ رسالت
جلد اول

یہ ایک نسخہ بے بہا اور گوہر نایاب ہے۔ جس کے ... آنکھوں کو قبول کو سرمہ ایمان کر ... تازگی حاصل ہوتی ہے ... [illegible]

اور حضور کی بعثت کے اہم اغراض اور مقاصد کے
عظیم الشان کارنامے ہیں۔ تبلیغ رسالت جلد اول اس
گنجینہ معارف کا نام ہے جس میں حضور مسیح موعود ؑ
کے اس زمانہ کے نایاب اشتہارات ہیں۔ جبکہ حضور
نے تجدید دین کا کام بامر الٰہی شروع فرمایا تھا۔ یہ
اشتہارات اسوقت دنیا کی نظر سے عموماً اور احمدی
قوم کی نظر سے خصوصاً بالکل پوشیدہ ہو چکے تھے ان
اشتہارات کے ذریعہ حضور نے تمام غیر اسلام مذاہب
پر اظہار دین و غلبہ اسلام ثابت کرکے دکھلایا ہے
جملہ ادیان باطلہ کے مشاہیر اور پیشواؤں کو مقابلہ پر
بلایا ہے۔ بیش بہا انعامات مقرر فرماکر اور غیرت دلانے
والے الفاظ میں ان کو اسلام کے ساتھ مقابلہ کرنے
کے لئے اپنے سامنے بلایا ہے۔ دیانند بانی آریہ سماج
لیکھرام آریہ مسافر مقتول برہمو سماج کا بانی اندرمن
مراد آبادی پادری وائٹ بریخت اور تمام عیسائی اور
ہر مذہب کے بڑے بڑے لیڈروں پر ان اشتہارات
کے ذریعہ اتمام حجت کرکے اسلام کا بول بالا فرمایا ہے
حضور کے اشتہارات کا مجموعہ جو نہایت کوشش اور
جانفشانی سے چودہ سال کی لگاتار تلاش کے بعد
مخلصوں غیر احمدیوں احمدیوں سے ڈھونڈ ڈھونڈ
کر جمع کیا ہے۔ وہ ایک خاص خدا کے فضل کا نشان
ہے۔ [illegible] ۱۸۷۹ء سے لیکر ۱۹۰۸ء
تک کے اشتہارات جو مختلف اوقات اور مختلف
مطبعوں اور مختلف شہروں سے شائع کئے گئے تھے
[illegible] خدا تعالیٰ کا بے انتہا احسان
[illegible] خادم قوم خاکسار ایڈیٹر فاروق پر ہوا ہے
[illegible] میرے پاس اصل اشتہارات کا
[illegible] اسی رب العزت کی توفیق سے
[illegible] کے جلد اول کو شائع کر دیا
[illegible] حضور علیہ السلام کے [illegible]
[illegible] اشتہارات
[illegible] نہایت ہی
[illegible] ہیں۔ اور
[illegible]

مجھے اس امر پر فخر ہے نہ اسوجہ سے کہ میری سعی سے
یہ دینی خدمت سرانجام پانے والی ہے۔ بلکہ اس لحاظ
سے کہ خدا نے مجھے توفیق عطا فرمائی۔ اور میری مدد کی
اور سب کے لئے یہ ناممکن الحصول مجموعہ جمع کر دیا ہے
فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ مجموعہ دس جلدوں میں انشاء اللہ طبع ہوگا۔
جلد اول شائع ہو گئی ہے۔ ہر ایک جلد ۱۶۰ صفحہ
یعنی ۱۰ جزو کی ہوگی۔ جس کی قیمت علاوہ محصولڈاک
صرف ایک روپیہ۔ اس گرانی کاغذ و مصارف
چھپائی کے مقابلہ میں قریب قریب لاگت کے رکھی گئی
ہے۔ اس لئے کہ جس طرح بھی ہو۔ یہ خزانہ محفوظ ہو جائے
موجودہ احمدیوں کو بھی اس کا دیکھنا دشوار تھا۔ آئندہ
نسلوں کو تو بالکل اس سے محروم کیا جاتا۔ اگر خدا تعالیٰ
اس کی حفاظت اور جمع کی توفیق نہ دیتا۔ پس اے
احمدی قوم اٹھ۔ اور خدا کی بارگاہ میں سجدات شکر
بجالا۔ جس نے اس گوہر بے بہا کے جمع و اشاعت
کی راہ نکال دی۔ پیسہ خاص اس کتاب کی اشاعت
کے لئے اپنا پریس جاری کیا ہے۔ جس پر بہت کچھ
مجھے صرف کرنا پڑا۔ دعا ہے کہ خداوند کریم اس
پریس کی مشکلات کو جو آج کل بوجہ نہ ملنے ہوشیار
پریسمین کے پیش آرہی ہیں۔ دور فرماوے آمین
تبلیغ رسالت جلد اول ہاتھوں ہاتھ نکل رہی ہے
غیر احمدی اور غیر مسلم بھی اس کی خریداری کے شائق ہیں
مگر احمدی احباب بوجہ ناواقفیت اس کی اصلیت اس سے
ابھی تک بے پرواہ ہیں۔ اسلئے میں خاص طور پر اپنے
احمدی بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ دوسری ضرورت
کو بند کرکے بھی اس گوہر نایاب کو ضرور منگا کر فیض حاصل
کریں۔ ایک روپیہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اس کے
مقابلہ میں ایک معارف و حقائق کا خزانہ اور اپنے
پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک
زندگی کا عظیم الشان کارنامہ ان کو ملیگا جسکو پڑھ کر
ان کے دل بول اٹھیں گے کہ ؎

بہائے چند دادم جان خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

تبلیغ رسالت جلد اول کی قیمت مع محصولڈاک ...
ہے۔ جلد منگواؤ۔ اور معرفت و نور حاصل کرو ؏

اسکو بھولنا نہیں

اخبار فاروق کی سہ ماہی دوم و ششماہی اول ...
کو ختم ہوکر یہ پرچہ سہ ماہی مذکور کا آخری پرچہ ارسال
خدمت ہے۔ چونکہ کاغذ کی گرانی دن بدن بڑھ رہی
ہے۔ اور مصارف چھپائی بھی گراں ہو رہے ہیں
احباب کو خاص توجہ اپنے قومی پرچہ فاروق کی
کرنی چاہیئے۔ اس کی اشاعت باوجود باقاعدگی
عمدہ مضامین کے اسوقت تک پانچسو بھی نہیں
ہے۔ یہ نہایت دل شکن امر ہے۔ اس کا باعث
صرف احباب کی عدم توجہی ہے۔ ورنہ ایک ایک
روپیہ کرکے جس پرچہ کا چندہ باقساط سال بھر میں
چار دفعہ کرکے ادا ہو سکے۔ اس پرچہ کی اشاعت
تو ہزاروں تک ہونی چاہیئے تھی۔ مگر افسوس کی
بات ہے۔ کہ ابھی پانسو بھی پورا نہیں ہوا۔ بہرحال
سہ ماہی آئندہ کے لئے جو یکم جولائی لغایت ۳۰ ...
۱۹۱۹ء ہوتی ہے۔ اگلا پرچہ ۱۰ جولائی ۱۹۱۹ء
کا انشاء اللہ ایک ایک روپیہ کا وی پی ہوکر آ...
احباب عید کے موقعہ پر اپنے خادم قوم اخ...
اخبار فاروق کے لئے بھی ایک ایک روپیہ ...
مصارف سے بچا کر رکھ لیں۔ اور جب وی پی ...
فوراً وصول فرماکر ثواب اور حاصل کریں۔ اگر
کاغذ وغیرہ کی گرانی استقدر نہ ہوتی۔ تو آپ ...
واپسی وی پی بھی برداشت کرلی جاتی۔ مگر اب ...
وقت اس کا مقتضی ہے۔ کہ آپ بلا تامل وی پی
وصول کرلیں۔ واپس نہ کریں۔ اور اشاعت بھی ...
عید کے موقعہ پر احباب میں تحریک کریں۔ ...
سلسلہ کے پرچے سلسلہ والوں نے ہی خریدنے ...
خدا آپ کو توفیق دے۔

آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۴ جولائی ۱۹۱۸ء

کیا وید الہامی ہیں؟

(نمبر ۲)

(منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر کے قلم سے)

اس مضمون کے نمبر اول میں ہم نے جناب سوامی دیانند جی کے پیش کردہ وید منتروں کی حقیقت کو آشکارا کیا تھا۔ اور یہ ثابت کرکے دکھلایا تھا کہ ویدوں میں ہرگز کہیں بھی چار ویدوں کا نام نہیں ہے۔

اب ہم حسب وعدہ لیکھرام کے پیش کردہ منتروں کی پڑتال کرتے ہیں :-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مشہور معرکۃ الآراء کتاب براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰۹ حاشیہ ۱۱ میں ویدوں کے متعلق یہی اعتراض اٹھایا تھا۔ جسکے جواب میں لیکھرام تکذیب براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ ۳۳ مشمولہ کلیات صفحہ ۳۵ پر چند ایک وید منتر پیش کرتا ہے۔ اگر ان منتروں کی تمام عبارت نقل کی جائے۔ تو ساری جگہ وہ عبارت ہی لی جائے گی۔ اسلئے ہم اختصاراً اُن منتروں کی حقیقت کو بیان کرتے ہیں جس نے مفصل عبارت بمعنی ہو۔ وہ اصل کتاب میں دیکھ سکتا ہے۔ حوالہ اوپر گذر چکا ہے۔

پہلا منتر۔ رگوید منڈل ۱۰ کا ہے۔ اس میں ہرگز اتھرو کا نام نہیں۔ لفظ چھندس ہے۔

دوسرا منتر یجروید کا ہے۔ اس میں بھی چھندس لفظ ہے۔ چھند کے لفظ پر ہم پہلے نمبر میں کافی بحث کرکے یہ ثابت کرآئے ہیں کہ چھندس بمعنی علم عروض کے بحور ہیں۔ نہ کہ اتھروید وہاں مراد ہے۔

تیسرا منتر۔ مکذب براہین نے اتھروید کا ہی پیش کیا ہے جسمیں ضرور اتھروید کا نام ہے۔ مگر اسا تو خیال کرنا چاہیئے تھا کہ اتھروید تو خود زیر بحث ہے اس میں سے ہی اتھرو کا نام دکھلانا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ اتھرو تو صرف یہ کہے گا۔ تین وہ اور چوتھا میں۔ پس یہ حوالہ قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ ان تین ویدوں سے ایسا حوالہ مطلوب ہے جسمیں چار ویدوں کا علیحدہ علیحدہ نام مذکور ہو۔

لیکھرام نے علاوہ ان ہر سہ منتروں کے اپنی دوسری کتاب "نسخہ خبط احمدیہ" کے صفحہ ۶۲ مشمولہ کلیات صفحہ ۵۶۹ میں یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۵۰ کو نقل کیا ہے۔ اگر اصل سنسکرت عبارت کو دیکھا جائے۔ تو وہاں لفظ اتھرو نظر آتا ہے۔ مگر ان الفاظ میں نہیں کہ "اتھروید" بلکہ وہاں اتھرو کے معنے اہنسک ( ) کئے جائینگے۔ جیسا کہ سوامی دیانند جی نے اپنی تفسیر یجروید بھاشہ اسی منتر کے ذیل میں اتھرو کے معنے اہنسک کے ہی کئے ہیں۔ اگر وہاں اتھروید ہی مراد ہوتا تو ضرور سوامی جی ایسا لکھتے۔ وہ تو چھند کو اتھروید بنانے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ اگر یہاں بھی اُن کا داؤ چلتا۔ تو کیا کچھ کم ذکر کرتے۔ مگر نہیں دیکھئے۔ انجیل کے لغوی معنے بشارت کے ہیں۔ اب کہیں لفظ انجیل آجائے۔ اور وہاں کسی خوشخبری کا تذکرہ ہو۔ تو وہاں اگر یہ معنے کئے جائیں کہ لوقا وغیرہ کی انجیل تو یہ نہایت ہی غیر موزون ہوگا۔ کیونکہ وہاں عبارت کا سیاق و سباق دیکھ کر بشارت کے معنے ہی لینے ہونگے۔ اسی طرح یہاں عبارت سے اتھروید مراد نہیں۔ بلکہ مضمون بتلا رہا ہے کہ اہنسک کے معنے یہاں ہی چسپاں ہو سکتے ہیں۔

معزز ناظرین! حضرت مسیح موعود کے اعتراض کو بھی آپ نے سنا اور اس کا جو جواب پنڈت لیکھرام نے تکذیب وغیرہ میں دیا ہے۔ ملاحظہ کیا ہے۔ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ لیکھرام نے براہین احمدیہ کا جواب کس پایہ کا لکھا ہوگا۔

پہلے نمبر میں ہم نے بتلایا تھا کہ سناتنی اصحاب ویدوں کا ملہم برہما جی کو بحوالہ منوسمرتی و اپنشد شوتیاشوتر ادھیائے ۶ منتر ۱۸ وغیرہ بتلاتے ہیں۔ (ہر دو حوالجات سے واقعی برہما جی ہی ملہم ثابت ہوتے ہیں) مگر آریہ صاحبان برخلاف اسکے اپنے دعویٰ کی تائید میں کوئی شرتی یا سمرتی نہیں پیش کرتے۔

پھر "براہمن بھاگ" و چار ویدوں کو سناتنی الہامی مانتے ہیں۔ آریہ صاحبان کا اس میں بھی اختلاف ہے۔

پھر وید تین ہیں یا چار اس میں بھی اختلاف موجود ہے سب سے اول تو یہ امر ضروری ہے۔ کہ تعداد میں تعیین ہو ملہمین کا تعیین ہو۔ جب تک تعیین ہی نہ ہوگی۔ انکے الہامی ہونے کے متعلق آگے بحث ہی کیا ہو سکتی ہے۔ اتنے اختلافات کو دیکھ کر ایک محقق یہی کہیگا اذا تعارضا تساقطا۔ جب دو چیزیں متعارض ہوں تو دونوں پایہ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ جب سناتنی اور سماجی ہر دو کے عقائد باہم متعارض ہیں۔ تو ضرور پایہ اعتبار سے گر گئے۔

اُمید ہے کہ آریہ صاحبان ہمارے مندرجہ بالا سوالات کا جواب ویدوں سے ہی دینگے۔ مگر ایں محال است

اب ہم اس مضمون کا دوسرا پہلو لیتے ہیں۔ یعنے جو معیار و دلائل آریہ سماج کی طرف سے ویدوں کے الہامی ہونے کے متعلق پیش کئے جاتے ہیں۔ ان کی حقیقت کو معلوم کیا جائے۔ قبل اسکے کہ ہم اُن معیاروں کو نقل کریں۔ ہماری آریہ صاحبان کی خدمت میں عرض ہے۔ امید ہے۔ کہ سماجی مترا اس طرف اپنی توجہ کو ضرور مبذول فرما دینگے۔

اے آریہ صاحبان! جتنے بھی معیار و دلائل آپ ویدوں کے الہامی ثابت کرنے کے لئے ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔ کیا ہی اچھی بات ہوتی۔ اگر آپ یہ معیار وید منتروں سے ثابت کر کے دکھلاتے۔ تا اہل علم و بصیرت بھی ویدوں کے اس کمال کو دیکھ کر داد دیئے بغیر نہ رہ سکتے۔ ہے نہایت خوشی کی مگر وید سے خالی ہے

باتیں ویدوں میں نہیں

اے آریہ سماجی مہاشو! اگر اتنا حوصلہ نہیں کہ ان معیاروں (جو ذیل میں درج ہونگے) کو خود وید منتروں سے دکھلا سکو۔ تو ان ہی رشیوں کے قلم کا ہی لکھا ہوا کہیں سے دکھلاؤ تا ہمیں معلوم ہو۔ کہ جن کا خود خدا ماسٹر تھا۔ انہوں نے ایسے معیار ویدوں سے استنباط کئے ہوں مگر افسوس کہ آریہ صاحبان ایسا بھی کر کے نہیں دکھلاتے

اچھا اگر ان کے مستنبط معیار صفحہ دہر سے نابید ہو گئے ہوں۔ تو اور ہی کسی قدیم رشی منی وغیرہ کے بتلائے ہوئے معیار پیش کر دو۔ یہ بھی آپ کی محض خاطر ہے۔ حالانکہ ایسے معیار الہامی کتاب۔ کا فرض ہے کہ پیش کرے ۔

ناظرین یہ سنکر از حد حیران ہوں گے۔ کہ قدیم رشی منیوں کے بتلائے ہوئے ہی کوئی معیار آریہ صاحبان نہیں پیش کرتے۔ اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ تو اے سماجی مترو از خود ایسے معیار بنا لینا اور دنیا بھر کو دعوت دینی کہ "وید ہی الہامی پستک" ہیں کہاں تک یہ فعل درست سمجھا جا سکتا ہے۔ انسانی معیار اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو آگے رکھ کر کسی کتاب کو پرکھا جائے۔ فرضی کسوٹیوں اور خود غرضی مرتب کئے ہوئے معیاروں سے ہرگز کام نہیں چل سکتا اسلئے ہی ان باتوں میں کچھ رکھا ہے۔ وید مقدس کی خوبیاں تو دنیا میں تب ظاہر ہو سکتی ہیں۔ جب وہ خود اپنے اندر دعوے اور دلائل رکھتا ہو۔ انسانی وکالت کا محتاج نہ بنے ۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اگر کوئی آریہ کھینچ تانی اور رکیک تاویلوں سے وید منتروں سے یہ دکھلاوے کہ "وید ایشور گیان" ہونے کا دعویدار ہے۔ تو ایسے آریہ سماجی کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ اس دعوے کے دلائل ویدوں میں سے دکھلا کر کیا عجب دعوے نکال لیا۔ تو کوشش کرنے سے دلائل بھی وید سے کسی کو مل سکتے ہیں کہ انکو کھلا سکتا ہے۔ نہیں تو یہ امر بیکار محنت کا موجب ہوگا ... کہ دعوے کے اثبات میں

دلیل موجود نہیں ۔

ایک شخص شاہراہ پر کھڑا ہو کر دعویٰ سے کہے کہ میں ایم۔ اے ہوں۔ تو کیا راہ گذر اسکے دعوے کو سنکر قبول کر سکتے ہیں؟ تاوقتیکہ وہ دلائل نہ دے سند نہ دکھلائے ۔

جب ایسا کہنے (سند دکھلانے سے) سے وہ شخص عاری ہے۔ تو لوگ اس کو پاگل سمجھ کر آگے قدم بڑھا لینگے۔ وہ لاکھ سر پٹکے اس کی طرف ہرگز کوئی بھی التفات نہ کریگا ۔

اگر آریہ صاحبان بھی ویدوں میں سے دعویٰ اور دلائل نہ دکھلائینگے۔ اور خود ساختہ معیاروں سے کام نکالنا چاہینگے۔ تو ان کا حشر اس فرضی ایم۔ اے کی طرح ہوگا۔ بس اے آریہ صاحبان۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ویدوں کی عزت دنیا میں قائم رہے تو آپ پر واجب ہے کہ اول ویدسے دعوے الہامی ہیں دکھلائیں۔ بعد اسکے اس دعوے کے دلائل بھی پیش کریں ۔

مگر ہم باواز بلند للکار کر دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسی کتاب دنیا میں موجود ہے۔ جو دعویٰ اور دلائل خود بیان کرے۔ تو وہ قرآن شریف ہی ہے۔ اگر اس قول کے صحیح ہونے کا امتحان کسی نے کرنا ہو۔ تو وہ دیکھے۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصہ اب اگر آریہ صاحبان ویدوں یا قدیم رشی منیوں کی تصنیفات سے ویدوں کے الہامی ہونے کے متعلق کوئی معیار نہیں دکھلا سکتے۔ تو یہ ان کی سراسر کمزوری دل بیچاری کا ثبوت ہے ۔

معزز ناظرین! اب ہم ان معیاروں کو لیتے ہیں۔ جو آریوں کے طبع زاد ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ یہ معیار عقلی طور پر بھی صحیح سمجھے جا سکتے ہیں یا نہیں بعد پھر وید بھی ان پر پورے اُترتے ہیں یا نہیں؟

سب سے اول ہم بانی آریہ سماج کی کتب سے ایسے معیار ڈھونڈتے ہیں۔ جو انہوں نے الہامی کتاب کے صحیح ہونے کے لئے ٹھہرائے ہوں۔ اس کے بعد پیکھرامی معیار بھی نقل کر کے محک پر پرکھیں گے

معیار دیانندی نمبر ۱ و ۲ - سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش صد ۲۳۵ پر لکھتے ہیں:۔

جسطرح ایشور پاک تمام علوم کا جاننے والا بے شکوک صفات فعل اور فطرت رکھنے والا عادل و رحیم وغیرہ صفات سے موصوف ہے۔ اسی طرح سے جس کتاب میں ایشور کے صفات فعل اور فطرت کے مطابق بیان ہو وہ ایشور کی بنائی ہوئی ہے اور نہیں ... نیز جس کتاب میں سلسلہ کائنات وغیرہ کا ثبوت نیک اور پاکیزہ منش لوگوں کے چال چلن کے خلاف بیان نہ ہو وہ ایشور کا کلام ہے"

واقعی جو شرائط سوامی جی نے الہامی کتاب کے لئے مقرر کی ہیں۔ نہایت ہی موزون و صحیح ہیں۔ اور ہمارا ان پر صاد ہے۔ مگر کیا ان شرائط پر وید پورے اترینگے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہرگز نہیں قطعاً نہیں۔ یہ بتلانا ہمارا فرض ہے۔ دیکھئے۔ اس محولہ بالا عبارت سے دو باتوں کا پتہ چلا ۔

اوّل۔ وہ کتاب فعل اور فطرت کے مطابق صفات خداوندی کا اظہار کرے ۔

(دوم) انسانی پاکیزگی کے خلاف اس میں کوئی تعلیم نہ ہو۔ جب ویدوں کی تعلیم کی طرف نگاہ جاتی ہے تو وید ان شرائط کے عین خلاف تعلیم دیتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

اول تو صفات خداوندی جو فعل اور فطرت کے مطابق ہوں۔ ان کو تناسخ ہی بیخ و بن سے اُڑا رہا ہے۔ اسی طرح قدامت مادہ و روح ۔

ان ہر دو عقائد کی جو کتاب تعلیم دیگی کبھی اس کے لئے ممکن نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی اعلیٰ صفات کا اظہار دنیا میں کر سکے۔ بلکہ ایسے عقائد کی معلم کتاب اللہ تعالیٰ کی صفات کا اظہار کرنے سے ہی محض قاصر ہوگی۔ تناسخ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ جسکی رُو سے اللہ تعالیٰ کی سب مختارانہ کاموں اور ارادی قدرتوں سے اور اختیاری تصرفات اور ذاتی طاقتوں اور ذاتی قوتوں سے ازل ابد تک معطل و بیکار عاجز و لاچار تصور کر لیا جائے اسطرح ماننے سے ہی مسئلہ تناسخ قائم رہ سکتا ہے

کیونکہ تناسخ کی رُو سے تمام کائنات عالم کا دار و مدار انسانی افعال پر ہے۔ اس میں ایشور کے کسی ارادہ یا اختیار کا دخل نہیں۔ جتنی بھی اسیاء ہمارے مشاہدہ میں آتی ہیں۔ سب انسان کے پچھلے کرموں کا نتیجہ ہے خدا کی صفت رحمانیت کا کیا ذکر۔ عقیدہ تناسخ کی رُو سے ایسا زمانہ ممکن ہے کہ تمام جاندار نیک اعمال بجا لا کر معصومیت کے رنگ میں رنگین نظر آئیں۔ اور اُن سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ تو ایسا ہو جانے پر اگر ویدک دھرم کے پیش کردہ ایشور کا ارادہ ہو کہ گھاس کا ایک تنکا ہی ساودں تو وہ ہرگز کامیاب نہ ہو سکیگا۔ کیونکہ اسکے قبضہ میں کوئی گنہگار رُوح ہی نہیں رہی۔ جو نباتات بنے۔ پس ویدوں کے پیش کردہ ایشور کی کمزوری و لاچاری اسی ایک عقیدہ سے ہویدا و روشن ہو رہی ہے اسی طرح قدامت روح مادہ کو مان کر خدا تعالیٰ کو ان کا محتاج سمجھنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر ازل سے رُوح اور مادہ کا وجود نہ ہوتا تو خدا خدائی کا حقدار نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ خود تو اتنی قدرت و توانائی بقول آریہ صاحبان اپنے اندر نہیں پاتا کہ کوئی چیز بغیر انکی امداد کے خلق کر سکے۔ رُوح اور مادہ و تناسخ کی طفیل ہی خدائی کارخانہ چل رہا ہے۔ یہ نہ ہیں تو نعوذ باللہ خدا کی خدائی بھی معرض خطر میں پڑ جائے۔

معزز ناظرین! انصاف کی نگاہ سے دیکھ کر بتلائیں کہ سوامی جی کی الہامی کتاب کے لئے یہ شرط کہ وہ عقل اور فطرت کے مطابق صفات خداوندی کا اظہار کرے کہاں تک اس پر وید پورے اُتر سکتے ہیں۔

دوسرا معیار:۔ انسانی پاکیزگی کے خلاف اس میں کوئی بات نہ ہو۔ ہم اس پر زیادہ لکھنا پسند نہیں کرتے۔ صرف یہاں یہ بتلانے کے لئے کہ ویدوں میں اسکے خلاف تعلیم ہے۔ مسئلہ نیوگ کی طرف اشارہ کئے دیتے ہیں۔ حق پسند اور غیور طبائع خود نتیجہ اخذ کرینگی کہ کہاں تک وید اس معیار پر نیوگ کی تعلیم کے ہوتے ہوئے پورے اُتر سکتے ہیں۔ پس ہر دو شرائط کی رُو سے جو خود سوامی جی نے پیش کی تھیں عقلاً و نقلاً وید الہامی ثابت نہ ہوسکے انشاء اللہ باقی معیار بھی اگلے نمبروں میں نقل کر کے ان کی اصل حقیقت کو بے نقاب کر کے دکھلایا جائیگا

ایک غیر احمدی کے سوالات کے جوابات

نمبر ۴

گذشتہ سے پیوستہ

یہ جوابات مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب ساکن ...... ضلع لاہور نے رقم فرمائے۔ ایڈیٹر

سوال ۸۔ انت اسمی الاعلی۔ تو میرا سب سے بڑا نام ہے اربعین ۳ صفحہ ۳۴

جواب۔ مقدمہ ۱ ۔ اللہ تعالیٰ کا اللہ اسم ذاتی ہے۔ اور باقی صفاتی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفوًا احد ہ تو اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہدے تمام کائنات کا حقیقی مالک و خالق وہ اللہ ہی ہے جو اپنی ذات و صفات میں یکتا و یگانہ تنہا ہے۔ اور وہی اللہ جامع جمیع صفات ہے۔ جو سب سے بے پرواہ ہے کسی ایک کا محتاج نہیں۔ کیونکہ محتاج ہونے کی اسمیں کوئی صفت نہیں۔ نہ وہ کسی سے جنا۔ اور نہ اس سے کوئی جنا گیا۔ اور نہ اسکی کفوؤں میں سے کوئی ہے۔ جو اسکو محتاج دیکھکر اللہ تعالیٰ کو محتاج مانا جاوے۔ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی کی تشریح ہے اور اسماء صفاتی کی نسبت اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام بھی ہیں۔ سو تم اسکو اپنی ہر حاجت کے موافق اسکے صفاتی ناموں کے ساتھ پکارا کرو۔ جیسے یا رب یا رحمان یا رحیم۔ یا مالک یا خالق یا رازق یا نافع یا ضار یا شافی یا کافی یا محیی یا ممیت وغیرہا۔

مقدمہ ۲ حمد اور تعریف مخلوق کی طرف سے غیر محدود اور لا انتہا زمانہ تک چلی جاتی ہے۔ اگر یہ حمد مخلوق کی طرف سے خالق کی ہو تو خلوص یا عادت ہوگی یا اصلیہ اور خالق محمود ہوگا یا محمد۔ اسکے خالق کی طرف سے مخلوق کی ہو۔ تو خالق احمد اور مخلوق محمد ہوگی۔

مقدمہ ۳ ۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے وہ قبل از مخلوق علم ما کان اور ما یکون کا جانتا تھا۔ اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی روز اوّل میں ان کی خدمات و فنافی اللہ کے حالات کو معلوم کر کے آپ کا نام آسمان پر محمدؐ رکھدیا تھا یعنے جمیع صفات کاملہ میں حمد کیا گیا۔ اور تعریف کرنیوالا آپ کا آسمان پر اوّلاً و بالذات اللہ ہی تھا۔ اسلئے وہ احمدؐ ہُوا یعنے بہت تعریف کرنیوالا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود دنیا میں ظہور پذیر ہُوا۔ اور اپنا نام منجانب اللہ الہام کیا ہُوا سنا تو جھٹ اللہ تعالیٰ کی تعریف میں لگ گئے۔ یہاں تک کہ اس حمد میں فنا ہی ہوگئے۔ اور اپنی کسر نفسی اور قصور ہمتی کا عذر کر کے فرمایا لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک یا اللہ میں تیری حمد اور ثنا جیسا کہ تو نے اپنی ذات پر اپنی حمد خود ہی کی ہے۔ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تو غیر محدود اور میں محدود ہوں۔ اس کا نام فنا فطری ہے۔ اسلئے آپکا بھی نام آسمان میں احمدؐ رکھا گیا۔ اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم احمد ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ محمد یعنے تعریف کرنیوالا اور تعریف کیا گیا۔ بعد تمہید ہر سہ مقدمات کے واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود کا نام الہامات میں منجانب اللہ یا احمد کر کے پکارا گیا ہے۔ اور وہ پہلے ہی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو کر اپنی ہستی کو فنا کر چکے تھے اور فنافی الرسول کے درجہ پر پہنچ گئے ہوئے تھے۔

جس سے آپ کا وجود آنحضرت صلے اللہ کا وجود فنا فطری کی حالت میں ہو گیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات کا مظہر قرار دیا گیا۔ اسلئے آسمان پر آپکا نام محمد و احمد مشہور ہوگیا پھر فنافی الرسول کے مرتبہ سے ترقی کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہو کر ایسے اپنی ہستی کو فنا کیا کہ ...... ہونے اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا مظہر بن گیا اسوقت حضرت مسیح موعود احمد ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ ...... اللہ تعالیٰ نے ہی انکی آسمان پر تعریف کی ...... تعریف کی جس سے اللہ تعالیٰ ...... محمد۔ اسی سے الہامات میں ......

…کیا ہے۔ اور احمد بھی۔ جس سے آپ فرماتے ہیں ؂

مسیح و نامم سمم کلیم خدا ✦ مسلم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

اسد تعالیٰ کا نام متعلق احمد ہی ہے۔ اور محمد بھی … لئے آپ کو الہام میں محمد۔ احمد پکار کر کہنے سے انت الاعلیٰ کہنا صحیح ہو گیا۔ نیز چونکہ آپ بعض صفات … کے مظہر ہیں۔ جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم … طرح قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو … بالناس لرؤف رحیم فرمایا گیا۔ ویسا ہی الہاما آپ کو بھی۔ نیز الہامات میں ملہم من اللہ کا کوئی … نہیں ہوتا۔ پس مسیح موعود محمد احمد رؤف رحیم … انت الاعلیٰ کے مصداق ہو گئے۔ پھر آپ کے … م پر اعتراض کرنا اللہ تعالیٰ ہی پر اعتراض کرنا … نیز اس الہام کے اور معنے بھی ہو سکتے ہیں … انت الاعلیٰ تو میرے نام کو بہت بلند کرنے … ہے۔ علی یعلو جیسا کہ لازمی باب سے ہے متعدی … ہے۔ کیونکہ باب لازمی کا مجہول اور مفعول نہیں … لیکن اس کا مجہول آجاتا ہے۔ جیسے الحق یعلو و … ی۔ پس اس معنے کرنے میں کسی معترض کو اعتراض … ئش ہی نہیں ہے۔ فتأمل ✦

سوال ۹ - انت من ماءنا وھم من فشل … سے پانی سے ہے۔ اور دوسرے لوگ خشکی … اربعین ۳ صفحہ ۳۴ یہ الہام صفحہ ۳۴ پر ہے … صفحہ ۳۵ پر۔ یہ الہام بھی از قبیل مجازات و … استعارات ہے۔ اس کو ظاہر پر حمل کرنا منشاء بیان پر … ہے۔ جو موجب فتنہ اور باعث گمراہی ہے … اصول صحیح اس کی یہ ہو سکتی ہے کہ قرآن کریم میں … ہدایت الٰہی کو بارش کے پانی سے تشبیہ دی گئی ہے … سلسلہ روحانی کو سلسلہ جسمانی کے مشابہ کیا گیا ہے … بارش سے زمین زندہ ہو کر سرسبز ہو جاتی ہے … ح آب وحی و الہام سے ملہم کا دل زندہ ہو جاتا … حضرت مسیح موعود نے اس قسم کی آیات قرآنیہ کو … براہین احمدیہ میں یکجا جمع کیا ہے۔ من اراد الاطلاع … کتاب …

علاوہ بریں یہ امر بدیہیات سے ہے کہ تمام اشیاء کا (روحانی ہوں یا جسمانی) سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور اسی کی طرف سب کی نسبت ہے۔ پس روحانی و جسمانی پانی اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔ پھر اگر ان مانے وہ بارے۔ کہ یہ سبزی زمین کی ہمارے پانی سے ہے۔ اور اس ملہم کا دل ہمارے پانی سے زندہ ہوا۔ تو پھر ایسے استعارات الہامیہ خدا تعالےٰ کی طرف سے کیوں نہ جائز ہوں۔ تو ہمارے پانی سے ہے۔ اور وہ لوگ خشکی سے۔ یعنے تو ہمارے پانی الہام سے پرورش پا رہا ہے۔ اور دوسرے لوگ خشک عقل پر چلتے ہیں۔ تلاؤ اس الہام پر کیا اعتراض ہے۔ واقعی ملہم من اللہ کو الہام الٰہی کا پانی روز مرہ ملتا رہتا ہے جس سے اس کی کھیتی ایمان و عرفان سرسبز ہوتی رہتی ہے اور دوسرے لوگ جو اپنی عقلوں کے دلدادہ ہیں جن پر روحانی پانی نہیں گرتا۔ خشک زراعت کی طرح ہیں پھر اس الہام پر اعتراض کرنا قلت تدبر سے ناشی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کامل نصیب فرماوے۔ اور آتش تعصب و حسد کو ٹھنڈا فرماوے۔ آمین یا رب العالمین۔

سن لے میرے پیارے یہ کشف و الہام سارے آیات قرآنی کے مخالف نہیں ہیں۔ بلکہ موافق و مطابق ہیں۔ جیسا کہ ہر ایک سوال کے جواب میں یہ بحث بسط لکھی گئی ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ کتاب فتوح الغیب و تذکرۃ الاولیاء کا بہت مطالعہ رکھا کریں ؛ فقط والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

پٹیالہ میں

ورود مسعود حضرت محمود

مفصلہ ذیل نظم قاضی اکمل صاحب نے جماعت پٹیالہ کی طرف سے لکھی :-

مبارک ہو کہ محمود زمن آیا ہے پٹیالے
خلافت کی ردا دوش حیا پر ناز سے ڈالے

محمد دیکھنے کا شوق تھا احمد میں دیکھا ہے
اب احمد دیکھنے والا اسے محمود میں پالے

مبارک ہو کہ موعود خدا خود چل کے گھر آیا
نگاہ شوق گر ملے مل شیدا قدم جانے

عیاں ہے سورۂ والشمس کی تفسیر چہرے سے
سواد زلف میں واللیل کے معنے ہیں پڑھوا لے

بجز کچھ شپرہ چشموں کے سب نے نور یہ دیکھا
کہ اس سب بصیرت ہو رہے ہیں اس کے متوالے

کسی چابی سے کھلنے میں نہیں آتے نہیں آتے
الٰہی ان دلوں کو کھول کیسے لگ گئے تالے

وہ شرح صدر سے ایمان لائیں پاک احمد پر
بشیر احمد شریف احمد ہیں جس کی گیسوں والے

مسیح وقت نے اسلام کو پھر زندہ فرمایا
نہیں تو پڑ رہے تھے ہم کو اپنی جان کے لالے

ترقی ہر طرح کی ہے اسی دامن سے وابستہ
یہیں سے دین سنجالے یہیں سے کے دنیا لے

صحابہ نے جو پایا ہم نے بھی واللہ پایا ہے
جسے کچھ شک ہو وہ کبھی مانگ کر انعام سب پالے

دعا کر بارگاہ کبریا میں اے میرے آقا
کہ پھیلے احمدی مذہب ہمارا خوب پٹیالے

تصدق تجھ پہ جائیں احمدی خدام کی ہو دلی
مرے مرقد مرے ہادی مرے آقا قادیاں والے

تاریخی شذرات

ایک نو مسلم کی شر انگیزیاں

علاقہ گجرات کے ایک نو مسلم لڑکے کو خسرو خاں کا خطاب دے کر مبارک خلجی نے اپنا
ن دایمان اور ملک وحشمت اسکے سپرد کردیا۔
درنہ جانا کہ قبل از امتحان اس درجے کا اعتماد
آن مجید کی تعلیم کے برخلاف ہے۔
اس غلطی کا جو خمیازہ اسکو اٹھانا پڑا۔ وہ سب کو
لوم ہے۔ اسے گورنر جنرل بناکر مالابار کی فتح
مور کیا۔ جہاں اس نے اپنے ہاتھ خوب ہی رنگے
سلامی سوداگروں کا مال لوٹ لیا۔ اور پھر بغاوت
خیالات دماغ میں سما گئے۔ مگر تمرد و سرکشی کو
یں لانے کے لئے بھی ایک جرأت اور ہمت
ہئے۔ جب شکایتیں سلطان کے حضور پہونچیں
ٹ حاضر ہوا۔ اور آنسو بہاکر اپنی بریت کی لی
تو اسلام پر فدا ہوں۔ حضور کی نوازش خسروانہ
حسد کرکے مجھ پر چغلیاں کھاتے ہیں مبارک
یر گیسوئے پیچاں تھا۔ یہ بیان سچ مان لیا۔
ن ہوا خواہوں کو قتل کرا دیا۔
میدان خالی پاکر خسرو خاں نے خوب پر پرزے
۔ اور مسلمانوں کے مقابل نامسلمانوں کے
اپنے لگا۔ اور بالآخر انہی کو دربار میں بھرتی
یہاں تک اس کی اپنی قوم کا ایک خاصہ
لیا۔ جو بقول فرشتہ چالیس ہزار سوار تھے۔
شاہ کے منصوبے گانٹھنے لگا۔ اور اس
اس نے خاص محل شاہی میں اپنا عمل دخل
۔ اور لطائف الحیل سے اس کی قفل برداری
ی اپنے قبضے میں کرلیا ۔
ضیاء الدین نے اصل معاملے سے بادشاہ
ی۔ اور خطرے سے آگاہ کیا۔ مگر اس کا فائدہ

بجز اسکے اور کچھ نہ ہوا۔ کہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال لیا۔ کیونکہ مبارک خلجی کی دیوانگی کا یہ عالم تھا کہ جو واقعہ ہوتا بے کم وکاست خسرو خاں سے کہدیتا اور وہ مکر و فریب سے اس کا اثر محو کر دیتا۔ اور اس طرح پرانے منصوبے عملی صورت میں لانے کا موقعہ مل جاتا۔ اور وہ برابر کامیاب ہوتا رہتا۔ آخر ایک رات قاضی ضیاء الدین جب پہرے والوں کی دیکھ بھال کے لئے رات کو آیا۔ تو خفیہ سازش منصۂ ظہور میں آئی۔ اور اسی خسرو کے ہمقوم ایک شخص جاہر نے تلوار کے ایک ہاتھ سے اس کا فیصلہ کر دیا۔ جب شور اٹھا۔ تو بادشاہ جسے محل میں خسرو خاں نے باتوں میں لگا رکھا تھا۔ چونکا ہوا اور پوچھا یہ کیسا شور ہے تو خسرو نے باہر نکل کر اندر غلط رپورٹ سنائی۔ کہ کچھ نہیں۔ اصطبل میں گھوڑوں کے چھوٹ جانے سے ایسا ہوا۔ اتنے میں چند شورہ پشت باغی اندر گھس آئے۔ اور خسرو خاں نے شہ پاکر جھٹ آنکھیں بدل لیں۔ اور بادشاہ کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا۔ بادشاہ نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر اتنے آدمیوں کے مقابل کیا کر سکتا تھا۔ اسی جاہر نے تلوار چلائی۔ اور بادشاہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد حرم سلطانی میں جو ستم انہوں نے ڈھائے۔ ان کو دہرانا نامرغوب ہے۔ تمام مستحقان سلطنت کو چن چن کر قتل کر دیا۔ اور مبارک کی بیوی سے نکاح کرلیا۔ اور باقی عورتوں کو اپنے بھائی بندوں میں تقسیم کر دیا ۔

تخت پر بیٹھ کر جو اودھم مچایا۔ خدا کی پناہ کہتے ہیں۔ مسجدوں میں بت رکھوا دئے۔ تاکہ ہندو اپنے مذہبی خیال کے مطابق وہیں پوجا کریں۔ اور قرآن مجید سے کرسیوں کا کام لیا۔ گاؤ کشی مطلق بند کرادی۔ آخر ایک سلطانی سپہ سالار غازی بیگ نے اس کی سزا دہی پر کمر باندھی۔ اور چند وفادار سپاہیوں کو ساتھ لے کر اس نے حملہ کر دیا۔ بزدل خسرو میدان جنگ سے بھاگا۔ اور جہیں پاکر ایک مقبرے

چند روز چھپا رہا۔ بھوک سے بے تاب ہو کر ایک شخص کو اپنی انگوٹھی اتار کر دی کہ بازار سے کھانا لا دے۔ راز طشت از بام ہو گیا۔ اور پولیس نے گرفتار کرلیا۔ اور شاہ کی قصاص میں مارا گیا ۔

کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا

اس سوال کا جواب ہرگز "نہیں"۔ ہر انصاف پسند شخص کے منہ سے نکلتا ہے۔ صحابہ کرام کا زمانہ تو نوری زمانہ تھا۔ کئی صدیاں بعد کے واقعات پر بھی غور کریں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام اپنے باطنی محاسن کے ذریعہ لوگوں کے دلوں کی ولایت پر متصرف ہوتا رہا ۔

پہلا واقعہ

سندھ کے راجہ داہر کی فوج۔ محمد بن قاسم ثقفی سے لڑ رہی ہے۔ اور ایک دستہ اسلامی اخلاق پر فدا ہو کر ایمان لاتا ہے۔ اور اسی وقت اپنے ہندو بھائیوں کے مقابل میں مصروف کار زار ہوتا ہے۔ کیا جو لوگ بہ جبر و کراہ مسلمان کئے جائیں۔ ان میں یہ تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اپنے ہمقوم بھائی بندوں پر تلوار اٹھائیں ۔

دوسرا واقعہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد معدلت مہد میں جب سندھ کے راجوں کے پاس اسلامی مبلغین پہونچے۔ تو ان میں سے راجہ داہر کا بیٹا جے سیہ چند دیگر سرداروں کے ساتھ اسلام لایا۔ اور پھر ان کے اتباع میں اس کی قوم کے کئی سو بلکہ ہزار اشخاص اسلام لے آئے۔ کیونکہ اسلامی اخلاق اپنا گہرا اثر ان کے دلوں پر جما چکے تھے۔ اور ان لوگوں کے لئے معمولی سی تحریک ہی کی ضرورت تھی ۔

تیسرا واقعہ

سلطان محمود۔ قنوج کے فتح کے ارادہ سے روانہ ہوتا ہے۔ اور اپنی دو لاکھ فوج کو کوہستان ہمالیہ کے دامن سے نکال لے گیا۔ واپسی پر مہاد آباد کے علاقہ [illegible] اپنی خوشی سے [illegible] ایمان لایا [illegible] [illegible] پیش کیا۔ اور [illegible]

اسے کوئی صابر ہوا ۔

بتکدوں میں چاندی سونا

سومنات کہتے ہیں کہ جہاں سومنات تھا ۔ وہاں دوسو من وزنی سونے کی زنجیر لٹکتی تھی ۔ اور جب سلطان محمود نے اُسے توڑا ۔ تو دس کروڑ کا مال اسکے پیٹ سے نکلا ۔ ساٹھ کے قریب ستون جواہرات سے مرصع ۔ اور بھنڈاریوں ۔ پجاریوں ۔ اور گانے والے مرد عورتوں کا تو کچھ حساب نہیں ۔

متھرا کے بت کہتے ہیں کہ دوسو کے قریب چاندی کے بت تھے ۔ جن کی چاندی سو اونٹ سے بھی اٹھانی دشوار تھی ۔ بعض بتوں کی آنکھیں یاقوت کی تھیں ۔ جنمیں سے ہر ایک یاقوت نصف لاکھ دینار سے کم کا نہ ہوگا ۔ اور بعض کی ٹانگیں ایک من سونے کی تھیں ۔ اور ایسے سونے کے بتوں پر گیارہ بارہ من پختہ سے زیادہ سونا لگا ہوا تھا ۔ اور یوں یہ دولت مفت میں اپنے صحیح مصرف سے رکی ہوئی تھی ۔

نگرکوٹ کا خزانہ دس فٹ لمبا اور اس سے پانچ گنا چوڑا مکان سونے روپے سے بھرا ہوا تھا ۔ اور بیس پچیس من جواہرات اور کئی سو سونے چاندی کے برتن اس مندر میں مدفون تھے ۔

ملتان کا بت کہتے ہیں ۔ محمد بن قاسم جب قلعہ ملتان کو فتح کر چکا ۔ تو ایک برہمن کی مخبری سے ایک بت خانہ کا پتہ ملا جسمیں سونے کا بت تھا ۔ اور علاوہ اس کے چالیس پچاس دیگیں سونے کی مدفون ملیں ۔ کئی ہزار بت رکھے تھے ۔ بڑا بت کوئی اڑھائی سو من وزنی ہو گا ۔ اٹھارہ ہزار من سونا زمین میں دبا رکھا تھا ۔ مسلمانوں نے لیتے تمام اموال رفاہ عام کے کاموں میں خرچ کر دئے ۔ اور رعایا خوشحال ہو گئی

دعا کا اثر جو کام اسباب کے ذریعے محال نظر آتا ہو یا ناممکن ۔ وہ دعا کے ذریعے آسان ہو جاتا ہے ۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بہت سی مثالیں اس کی ملتی ہیں

راجہ کالنجر ۔ سلطان محمود کے مقابل میں نصف لاکھ پیادہ تہائی لاکھ سوار اور پون ہزار کے قریب ہاتھی لے کر نکلا ۔ سلطان نے جب دیکھا کہ یہاں اسباب کام نہیں دیتے ۔ تو وہ آستانہ الوہیت پر نہایت عاجزی سے گرا ۔ اور گڑگڑا کر دعا مانگی ۔ صبح سویرے کیا دیکھتا ہے ۔ کہ راجہ سب ساز و سامان یہیں چھوڑ کر بے حواس کہیں راتوں رات بھاگ گیا ہے ۔ یہ الٰہی قدرت کی کرشمہ سازیوں کا ایک ادنےٰ نمونہ تھا ۔ جسے مادہ پرست ظاہر پرست ظاہر بین مشکل باور کر سکتے ہیں ۔ مگر اسلامی تاریخ میں اس کی بیسیوں مثالیں مل سکتی ہیں ۔ (انجمن)

ایک خاص عنایت

تبلیغ رسالت جلد اول کیواسطے ایک مخلص بھائی نے مبلغ پچاس روپے ۔ اس شرط پر عطا فرمائے ہیں کہ تبلیغ رسالت کی ایک سو جلد نصف قیمت پر غیر احمدیوں کو دیجاوے ۔ خدا تعالےٰ ایسے باہمت دوستوں کو اس سے زیادہ توفیق خدمت دین کی عطا فرماوے واقعی غیر احمدیوں کو اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے ۔ مگر وہ شاید ہی اسکو خریدیں ۔ پس ہمارے دیگر احمدی دوست نصف قیمت میں سو جلد خرید کر اپنے غیر احمدی دوستوں کو تحفہ دیں ۔ ایسی ہمت اگر دوسرے دوست بھی کریں تو بہت سی جلدیں غیر احمدیوں میں تقسیم ہو سکتی ہیں ۔ اس مبارک مہینہ رمضان میں یہ صدقہ بھی صاحب وسعت احباب کریں تو دوہرا ثواب ہوگا ۔

خزینہ فضل الکبیر جس میں حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں ۔ ہم نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے تیار کیا گیا ہے ۔ جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں ۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے ۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے ۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر رہ دار البقا لیتی تھی جنکے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے ۔ یا مردہ پیدا ہوتے تھے ۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے ۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی انسان بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں ۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں ۔ خدا پر بھروسہ رکھو ۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو ۔ اور فوائد کے لئے دعا کریں قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے ۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں ۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ ۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند ۔ جالا ۔ پڑوال ۔ ککرے ۔ ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے ۔ قیمت فی تولہ تین روپے

المشتہر حکیم نظام جان دعبدالرحمٰن کاغانی قادیان گورداسپور

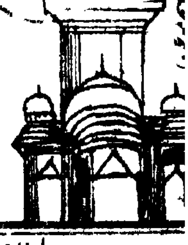
... صاحب ... پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ... قاسم علی پبلشر نے شائع کیا ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۹۲

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان

فاروق



جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۱۸ع | نمبر ۲۷

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ۵ ر ۶ ر کو خراب رہی۔ پیچش کی پھر کسی قدر شکایت ہو گئی۔ مگر الحمد للہ کہ جلد آرام ہو گیا۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بفضلہ تعالے بخیریت ہیں۔

بوجہ امساک باراں غلہ گراں اور موسم گرم ہو رہا ہے۔

فاروق کا یہ پرچہ جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا۔ سہ ماہی رواں ابتدائے جولائی لغایت ۳۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کے لئے وی پی ارسال ہوگا۔ مگر بوجہ عید الفطر وی پی نہیں کیا گیا۔ اور دوبارہ احباب کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگلا پرچہ سہ ماہی رواں کے واسطے عمر کا وی پی کیا جائیگا۔ خریداران فاروق عید کے موقعہ پر فاروق کی عیدی بچالیں۔ اور وی پی جب وقت آئے۔ فوراً وصول فرما لیں

ناظرین فاروق کو

عید مبارک

ہو۔ اور فاروق کا خیال رہے

منیجر

اس وقت بوجہ گرانی کاغذ پیسہ کی ضرورت ہے۔ اور فاروق کی اشاعت بڑھانے کی طرف بھی توجہ فرماویں۔

رسالہ احمدی کے دوبارہ اجرا کی واسطے فاروق میں بار بار اعلان کیا گیا ہے۔ بعض احباب نے اس کی دوبارہ اجرا پر نہایت خوشی منائی ہے۔ اور جو صلاح مراسلات ارسال فرمائے ہیں۔ مگر باایں ہمہ خاکسار نے جو لکھا تھا۔ کہ جب تک پانسو درخواستیں پوری نہ ہو جاویں۔ رسالہ جاری نہیں ہو سکتا۔ اب تک یکصد سے زیادہ درخواستیں نہیں آئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دوستوں کو اس کی اطلاع کم ملی ہے۔ اسی واسطے درخواستیں بھیجنے میں کمی کی ہے۔ حالانکہ صرف درخواستیں منگائی ہیں۔ کوئی قیمت پیشگی نہیں مانگی گئی۔ پھر معلوم کہ صرف درخواستیں بھیجنے میں کیوں دیر ہے۔ اب میں یہ آخری اعلان احمدی کے متعلق کرتا ہوں۔ کہ اگر اب بھی درخواستیں پانسو نہ پوری ہوئیں۔ تو پھر اس ارادہ کو منسوخ کر دوں گا۔ اور

[illegible] ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اور نہ یہ رسالہ [illegible] کے سنے ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ قوم اس [illegible] توجہ نہیں کرتی۔ اس کی قیمت صرف دو روپیہ سال ہوگی۔ چونکہ استطاعت احباب سے ایک ایک روپیہ کر کے ششماہی نادر وصول کی جائے گی۔ اور رسالہ مہینہ میں ایکبار بالتعین تاریخ نکلا کرے گا۔ پہلا رسالہ اگر ٹھیک پانسو درخواستیں پوری ہو جاویں۔ تو اگست ۱۹۱۸ء میں مرتب کرودں گا۔ جو انشاء اللہ قابل دید ہوگا۔ اور بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔

تبلیغ رسالت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اور بڑا نے اشتہارات جو اکتوبر ۱۸۸۵ء سے لیکر مارچ ۱۸۹۱ء تک کے ہیں۔ جلد اول میں محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہ جلد اول ۱۹۔ مئی ۱۹۱۸ء کو شائع ہوگئی ہے۔ جس جس کی قیمت پیشگی آئی ہوئی تھی۔ ان سب کے نام ارسال ہو چکی ہے اور جدید خریداروں کو بھی جارہی ہے۔ یہ ایک جواہرات کا خزانہ ہے۔ جس کا ہر ایک احمدی کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک صرف ایک روپیہ اصل لاگت کے قریب رکھی ہے۔ بوجہ گرانی کاغذ دوسری بار اس کا چھپوانا مشکل ہے۔ احمدی دوست بہت جلد اس دُر بے بہا کو منگا کر ملاحظہ فرما دیں۔

دوبارہ شکریہ احباب

تبلیغ رسالت کی اشاعت میں سب سے اول اور سب سے بڑھکر سلسلہ کے مخلص اور مکرمی سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآبادی نے حصہ لیا۔ اور آپ نے ۲۵ جلدیں ہر ایک حصہ کی خرید فرمائیں کل دس حصے اس کتاب کے ہونگے۔ اور ہر ایک حصہ ۱۶۰ صفحہ کا ہوگا۔ جس کی قیمت صرف ایک روپیہ فی حصہ اور کل کتاب کی دس جلدوں کی دس روپیہ ہے۔ اس حساب سے آپ نے ۲۵۰ روپے کی جلدیں خرید فرمائیں اور علاوہ ازیں ایک بیش قیمت عطیہ اس کی امداد میں دیا جسکے اظہار کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالے اس پُرجوش اور مخلص بزرگ کو اس سے زیادہ شوق اور توفیق دین کی خدمت کی عطا فرمائے۔ آمین

سیٹھ صاحب سلمہ اللہ تعالے ہمیشہ تبلیغ سلسلہ کے کام میں لگے رہتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ انگریزی اور گجراتی اور اردو میں کتابیں خود لکھکر اعلےٰ کاغذ پر طبع کرا کر مجلد کر کے اپنی قوم اور علاقہ میں اور نیز غیر احمدیوں میں تقسیم فرماتے رہتے ہیں۔ آپ کو یہ جوش ہے کہ تمام دنیا ایک دم احمدی ہو جائے۔ اور حضرت احمد علیہ السلام کو قبول کر کے خدا کے سلسلہ میں شامل ہو جائے۔ ابھی آپ نے ایک ٹریکٹ انعامی چیلنج دس ہزار روپیہ کا تصنیف فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں تقسیم کیا ہے جس کا اقتباس آئندہ انشاء اللہ ہم کسی پرچہ میں دینگے۔ [illegible] دلے۔ قدمے۔ قلمے آپ ہمہ تن تبلیغ سلسلہ میں مصروف ہیں۔ خدا تعالے کی بارگاہ میں احباب ان کی صحت اور ترقی دینی و دنیاوی کے واسطے بہت دعائیں کریں۔ اسی طرح اخویم سیٹھ حسن صاحب یٹری مرچنٹ نے تبلیغ رسالت کے ہر حصے کی ۲۵-۲۵ جلدیں خرید فرمائی ہیں۔ اور قیمت پیشگی عطا فرما دی ہے۔ آپ نے بھی ۲۵۰ کی جلدیں خرید فرمائی ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اسی طرح مخدومی مولوی محمد ابو الحمید صاحب حیدرآبادی نے ہر ایک حصہ کی ڈبل قیمت عطا فرمائی ہے۔ اور آپ ہمیشہ سلسلہ کے خادموں اور کاموں کی امداد میں بیش از بیش حصہ لیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالے آپ کو ترقی دارین عطا فرمائے۔ ایسا ہی مکرمی ڈاکٹر سید ولایت شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن افریقہ نے پچاس روپیہ امداد تبلیغ رسالت میں عطا فرمائے۔ خدا تعالے ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

ایک دوست

نے جو اپنے نام کا اظہار نہیں چاہتے پچاس روپیہ اسلئے عطا فرمائے ہیں کہ سو جلدیں تبلیغ رسالت جلد اول کی غیر احمدیوں کو نصف قیمت میں دی جائیں۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں سے وہ لوگ خوب واقف ہو جائیں۔ اسکے متعلق میں نے گذشتہ اشاعت میں تحریک کی تھی کہ صاحب وسعت احمدی احباب نصف قیمت پر تبلیغ رسالت جلد اول خرید کر غیر احمدیوں میں تقسیم کریں۔ غیر احمدی تو ایک پیسہ خرید کر بھی ہماری کتابوں کو نہیں پڑھتے۔ اسلئے ثواب تبلیغ حاصل کرنے کے لئے احمدی دوست ہی ہمت کر کے سو جلدیں خرید کر غیر احمدیوں میں تقسیم کریں۔ اس ماہ مبارک میں پچاس روپیہ عطا فرمانے والے دوست نے ڈبل ثواب حاصل کیا ہے۔ امید ہے کہ دوسرے دوست بھی اسپر توجہ کرینگے۔

دو اشتہار

شملہ کی جماعت نے دو اشتہار مولوی ثناء اللہ امرتسری کے حق معید شائع کئے ہیں۔ ایک تو مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے " ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار " اور دوسرا اشتہار منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ نے شائع کیا ہے۔ جس کی سرخی ہے " آخری فیصلہ یا دعا مباہلہ اور ثنائی فرار " یہ دونوں اشتہار دیگر احباب بھی جہاں امرتسری معاند کا اثر ہے منگا کر تقسیم کریں تو مفید ہونگے۔ مولوی عمر الدین صاحب والا اشتہار بحساب ۴ روپیہ فیصدی اور منشی برکت علی صاحب والا اشتہار بحساب ۱۲ سینکڑہ قیمت بھیجکر یا بذریعہ ویلیو پی ایبل ہر دو صاحبان سے طلب فرما دیں۔

پتہ ہر دو صاحبان کا یہ ہے:

مولوی عمر الدین صاحب دفتر انڈین میڈیکل سروس ڈیپارٹمنٹ شملہ

منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ

نوٹ کر لو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۱ر جولائی ۱۹۱۸ء

کیا مسیح موعود علیہ السلام نے گدی کی بنیاد رکھی؟

اللہ تعالیٰ کے بندے ہمیشہ خدا تعالیٰ کے امر کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے کسی طرف کبھی کبھی قدم نہیں اٹھاتے۔ جب تک حضرت احدیت کی طرف سے انہیں کسی کام کے لئے مامور نہیں کیا جاتا۔ وہ کبھی بھی اس میں دخل نہیں دیتے۔ وہ خود سلیم طبع رکھتے ہیں۔ اور خدا کی رضاؤں پر جلد سب امور پر قدم رکھ لیتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بتوں میں رہتے تھے۔ کبھی کسی کو کچھ نہیں کہتے تھے۔ بت پرستی سے آپ کو سخت نفرت تھا اور کسی تاریخ سے اس بات کا ثبوت ہرگز نہیں ملتا۔ کہ آپ نے کبھی بھی بت پرستی کا ارتکاب کیا ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ اور معصوم رکھا۔ مگر جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکم نازل نہیں ہوا۔ کہ ان کفار کو بت پرستی سے روک دو۔ آپ نے کسی کو اس سے منع نہیں فرمایا پھر جب خدا کا حکم آپ کے نام آ پہنچا۔ تو پھر آپ نے اس کے پہنچانے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کی۔ اور تمام اپنے بیگانے آپ کے جانی دشمن ہو گئے۔ مگر حکم خداوندی کے پہنچانے میں اس سے نہیں ڈرتے۔ الذین یبلغون رسالات ربہ ویخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ وکفی باللہ حسیبا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں۔ اور اسی سے ڈرتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ اور اللہ کافی حساب لینے والا

ہے ٭

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسلمانوں کے عام عقائد پر قائم رہے۔ اور آپ نے کبھی بھی سر مو ان کے عقائد سے اختلاف نہیں فرمایا۔ حتیٰ کہ آپ حیات مسیح کے عقیدے کو بھی مانتے رہے۔ اور براہین احمدیہ میں آپ نے اس کو لکھ بھی دیا۔ حالانکہ مسیح موعود کے متعلق الہامات آپ پر نازل ہو رہے تھے۔ آخر جب آپ کو بڑے زور سے اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھا دی۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ اور آنیوالا مسیح موعود اس امت میں سے آئے گا۔ اور وہ آپ ہی ہیں۔ تو اس متواتر وحی الٰہی کے بعد آپ نے قرآن و حدیث کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ تو قرآن و حدیث کو بھی وحی الٰہی کا مصدق پایا۔ حضور نے سرسید کی طرح عقلی سہارے پر وفات کا مسئلہ نہیں مانا بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مسئلہ سمجھایا اسی لئے حضور علیہ السلام کی جماعت قائم ہو گئی۔ اور سرسید کی کوئی جماعت قائم نہیں ہوئی۔ گو یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضور نے پیر پرستی کی بنیاد ڈالی۔ مگر یاد رہے کہ حضور کی طبیعت میں پیر پرستی بالکل نہ تھی۔ بلکہ اسکے سخت مخالف تھے آپ تنہا رہتے تھے۔ چنانچہ آپ کا کسی کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنا صاف اس بات کی شہادت ہے۔ آپ کو خود اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام حکم دیا کہ آپ لوگوں سے بیعت لیں۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ آپ نے بیعت کی بنیاد الہام الٰہی پر رکھی ہے۔ یہ وہی الہام ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوا تھا۔ اور اس میں یہ اشارہ مضمر تھا کہ یہ پیر پرستوں کی بیعت نہیں ہے بلکہ عین منہاج نبوت پر بیعت کی گئی ہے۔

پھر حضور علیہ السلام نے الوصیت لکھ کر تاکید تاکید فرما دی کہ میرے نام پر میرا جانشین جسکو کم از کم چالیس مومنین انتخاب کرینگے۔ بیعت لے۔ کیا یہ پیر پرستی کی بنیاد ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ وہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دنیا کی سعید روحوں کو توحید کی طرف کھینچے۔ اس میں صاف اشارہ فرما دیا کہ کوئی ہمارے سلسلہ پیری مریدی کو پیر پرستی سے مشابہت نہ دے۔ کیونکہ سعید روحیں آفاق سے توحید کی طرف کھینچی آئیں گی۔ اور میرے سلسلہ میں منسلک ہونگی۔ وہ لوگ اس خدا سے ڈر جائیں۔ جو دلوں کے اسرار سے خوب واقف ہے۔ اور یہ بات کہنے سے نہیں رکتے۔ کہ قادیان اب صرف گدی رہ گئی ہے۔ اگر یہ گدی بن گئی ہے۔ تو اس کی بنیاد خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی ہے۔ کیونکہ آپ نے اس قادیان کو اپنے سلسلہ کا مرکز بنایا ہے۔ اور فرمایا کہ ہمارے مرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا اور قدرت ثانیہ کا وعدہ دیا۔ جو کہ آپ کی وفات کے ساتھ شروع ہونے والی تھی۔ یہ بات صاف الوصیت میں لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ کی وفات مبارک کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے تمام ممبروں نے بالاتفاق اپنے ہاتھ باندھ کر حضرت سیدی مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ کہ حضور علیہ السلام کے جانشین منتخب ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح کی اطاعت کرینگے۔ اور تمام جماعت احمدیہ آپ کے ہاتھ پر احمد کے نام سے بیعت کریگی۔ کیا یہ گدی تھی۔ اگر تھی۔ تو پھر کس نے اس کی بنیاد ڈالی۔ خود اللہ تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کا وعدہ دے کر خلافت راشدہ کو قائم کر دیا۔ اور ایک صدیق کھڑا کیا۔ جیسے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر دیا تھا۔ اگر یہ گدی ہے۔ تو اس گدی سے مشابہ ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قائم کی اور یہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم کی۔ جو اس کو گدی کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ وہ خدا کو خود بالائے طاق رکھ کر کہتا ہے۔ اگر اس کا اللہ پر ایمان ہے جس نے حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کو بھیجا۔ اور اس کے لئے سبز اشتہار میں ارسال خلفا کی پیشگوئی کر چکا ہے حضرت صاحب نے دو طریق انزال رحمت کے بیان فرمائے ہیں۔ ایک صبر کا جو کہ بشیر اول کی وفات سے

دوسرا طریق انزال رحمت کا کہ اللہ تعالیٰ محمود کو فضل عمر کے نام سے خلیفہ بنائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے بہتوں کو شفا بخشے گا۔ اور بہت سی روحیں روحانی بیماریوں سے نجات پا جائینگی۔ اب وہ لوگ ذرا سوچ کر اس وادی میں قدم رکھیں۔ کیونکہ خلیفہ مسیح موعود کا انکار بہت دور تک پہنچتا ہے۔ ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین۔ ان کو نہیں چاہئے تھا کہ اس میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ڈرتے۔ جبکہ آپ نے صاف لکھدیا ہے کہ وہ پسر موعود مارچ ۱۸۸۶ء سے لے کر ۹ برس کے عرصہ کے اندر اندر پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود۔ فضل عمر ہوگا۔ تو کیا اب یہ طریق تقوی نہ تھا کہ وہ سوچتے کہ اس ۹ برس کے عرصہ میں کون کون پیدا ہوا۔ اور کس کا نام محمود رکھا گیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہیں تک بس نہیں کی۔ بلکہ حقیقۃ الوحی میں لکھا کہ اسوقت سترھویں برس میں ہے اور میرا جانشین میری ہی نسل میں سے ہوگا۔ اب بڑی دلیری اور جرأت ہے۔ کہ اتنے نشانات ہوتے اس جانشین موعود کی بیعت کو پیر پرستی قرار دیا جائے۔

ابراہیم سیالکوٹی کے اعتراضات
دربارہ وفات مسیح پر ایک نظر

(از قلم جناب صادق حسین صاحب اٹاوی)

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی مشہور و معروف مگر ناکام مخالف سلسلہ احمدیہ نے دوسری دلیل حیات مسیح پر آیت کریمہ وکنت علیہم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شھید پیش کی ہے۔ اور اس آیت سے حیات مسیح ثابت کرنے کے لئے انہوں نے ناخنوں تک زور لگا کر صفحہ ۵ سے ۱۲ تک عبارت آرائی کی ہے [illegible] مولوی صاحب کی پوری عبارت نقل کرکے جواب دینے سے ریویو کی ضخامت بڑھ جائے گی۔ اور طوالت موجب ملالت ہوجائیگی۔ اس لئے مولوی صاحب کی عبارت کا خلاصہ مع تنقید بطرز قولہ اقول ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ ناظرین کتاب مردود کو سامنے رکھ کر اس کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

قولہ۔ توفی کے حقیقی اور وضعی معنی موت نہیں بلکہ اس کے معنے اخذ الشیء وافیا۔ یعنی کسی چیز کو پورا پورا قبض کر لینا اور لے لینا ہیں۔ پورا پورا لینے کی کئی کیفیتیں اور نوعیں ہیں۔ اس لئے توفی کو ایک نوع میں معین کرنے کے لئے قرینہ کا ہونا ضروری ہے۔

اقول۔ ہمنے بحث کے لئے توفی کا مادہ وفا مانکر اور اس لفظ کے معنی پورا پورا لینا فرض کرکے پہلی آیت کے متعلق بسر کر بحث لکھدی ہے۔ اور اس بحث میں قطعی اور یقینی طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ لفظ توفی باب تفعل کا مفعول جب کوئی انسان ذی روح ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا فاعل ہو تو اس لفظ کے معنے قبض روح یا موت کے سوائے اور کچھ نہیں آتے۔ اور قرآن و حدیث و کتب لغت و محاورات عرب میں ہمارے بیان کردہ معنوں کے سوا کوئی اور معنی اس لفظ کے کہیں نہیں پائے۔ پس جب تک مولوی صاحب ہمارے ان دلائل کو توڑ کر نہ دکھلائیں۔ اس وقت تک ان کا یہ دعویٰ کہ توفی کے معنی قبض روح مع الجسم کے ہیں۔ قابل سماعت نہیں۔ لہٰذا مولوی صاحب نے ایک وہمی خیالی بنیاد پر اس دوسری آیت کے متعلق جو ہوائی قلعہ تیار کیا ہے۔ وہ ہمارے اس مختصر جواب سے ہی منہدم ہوجاتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب نے گپ زنی میں چونکہ بہت کچھ محنت برداشت کی ہے۔ اس لئے ہم اس موقعہ پر بھی ان کی کچھ خدمت کر دینا مناسب سمجھتے ہیں ملاں جی ذرا کان لگا کر سنیں۔ مخدومی مکرمی حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب مدظلہ العالی تفسیر القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۸۹ میں ضمن تشریح الفاظ آیت کریمہ فلما توفیتنی ایک نکتہ جلیلہ کی طرف حسب ذیل توجہ دلاتے ہیں:-

"توفیت توفی سے ہے۔ اور توفی یقیناً اور قطعاً وفات سے ہے وفا سے۔ اور وفات باجماع اہل لغت و اتفاق کتب لغت بمعنی موت ہے۔ صحاح جوہری وغیرہ کتب لغت میں یہی لکھا ہے۔ کہ الوفاۃ الموت۔ اور اسی طرح ان میں صاف لکھا ہوا ہے۔ کہ توفاہ اللہ قبض روحہ یہاں پر دو باتیں ضرور یاد رکھنی چاہیے۔ ایک یہ کہ مخالف دھوکہ دے کر کہا کرتے ہیں کہ توفی کا مادہ وفا ہے۔ اور یہ بالکل غلط ہے۔ وفا بے شک ایک مادہ ہے لیکن اس مادہ سے کسی لغت کی کتاب میں باب تفعل کا آنا ہرگز نہیں لکھا۔ جس سے توفی ہے۔ بلکہ انہوں نے توفی کو مادہ وفات سے لکھا ہے۔ جسکے معنے بجز موت کے اور آتے ہی نہیں۔ دوم یہ کہ اہل لغت نے بالتصریح اور بالاتفاق لکھدیا ہوا ہے کہ توفاہ اللہ کے معنے قبض روحہ کے ہیں۔ اور ان معنوں کے سوا اور نہ انہوں نے اسکے لکھے ہیں۔ اور نہ کسی عبارت میں آئے ہیں۔ پس دوسرے الفاظ پر جو کہ وفا سے مشتق ہیں۔ اس کو قیاس کرنا محض جہالت اور غلط ہے۔ کیونکہ توفاہ اللہ کے معنے اور پورا لینے وغیرہ کے معنے کسی کتاب لغت سے بتا نہیں سکتے۔ اور بجائے نقل کے قیاس کو دخل دیتے ہیں"

ناظرین! اس فاضلانہ اور محققانہ تشریح کو پڑھکر آپ ضرور مولوی ابراہیم صاحب کی حالت زار پر افسوس کئے بغیر نہ رہینگے۔ کیونکہ مولوی صاحب جس موت کے ڈر سے ادھر ادھر جان چھپاتے پھرتے تھے وہی موت صورت بدلکر آپ ان کے سامنے آموجود ہوئی۔ ہماری رائے میں مولوی صاحب موت کے پنجہ سے نکلنے کے لئے گو لاکھ کوشش کریں۔ مگر وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑنے کی۔ سچ ہے۔ اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ۔

قولہ۔ آیات رافعک الی اور بل رفعہ اللہ قطعی طور پر عیسے علیہ السلام کے رفع جسمی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور نیز یہ کہ رفع الی اللہ اور رفع الی السماء کے ایک ہی معنی ہیں۔ جیسا کہ آیت الیہ یصعد الکلم

الطیب والعمل الصالح یرفعہ سے ثابت ہے۔ الی قولہ۔ کیونکہ اسی وعدہ انی متوفیک ورافعک الی کے تحقق وقوع کی حکایت ہے۔

اقول۔ آیات کریمہ۔ رافعک الی اور بل رفعہ اللہ کو حضرت مسیح کے آسمان پر بجسم خاکی اٹھائے جانے کے لئے دلیل ٹھہرانا مولوی صاحب کی خام خیالی ہے۔ رافعک الی پر ہم پہلی دلیل کی تنقید میں بحث کر کے روز روشن کی طرح دکھلا چکے ہیں کہ اس سے مراد وہ رفع ہے جو مومنین کو وفات کے بعد نصیب ہوا کرتا ہے۔ اور جس کا ذکر صراحت کے ساتھ احادیث صحیحہ میں موجود ہے چنانچہ بعض احادیث نقل بھی کر دی گئی ہیں۔ پس قرآنی تعلیم اور احادیث نبی رؤف رحیم کے خلاف کوئی مولوی ملا محض اپنی قوت واہمہ سے ایک بات ایجاد کر کے اوسے اسلامی عقائد کی فہرست میں داخل کرنے کی جرأت کرے۔ تو اس کا یا شائستہ نعل صریح ادعائے نبوت خالص توہم پرستی اور بری حماقت ہے۔ آیت کریمہ بل رفعہ اللہ الیہ میں جس ایفائے وعدہ کا ذکر ہے۔ وہ وعدہ انی متوفیک ورافعک الی میں درج ہے۔ پس ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو صادق الوعد ہے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح کو پہلے وفات دی پھر ان کا اپنے حضور میں رفع کر لیا۔ اور اس طرح انکے من المقربین ہونے پر مہر لگا دی۔

خدا جانے مولوی صاحب کی عقل عجیب کسقدر بلادت سے فیضیاب ہو چکی ہے۔ کہ اس کے نزدیک رفع الی السماء اور رفع الی اللہ ایک ہی بات ہے۔ خدانخواستہ اگر یہ بات سچ ہو۔ تو پھر مولوی صاحب کے آسمان پرست ہونے میں کیا شک ہے۔ اور چونکہ آسمان سات ہیں۔ اس لئے مولوی صاحب کے مذہب میں سات خداؤں کا ہونا بھی یقینی امر ہے۔ مگر ایک بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ شاید مولوی صاحب سمجھا سکیں۔ کہ بخاری کی حدیث کے مطابق حضرت مسیح دوسرے آسمان پر تشریف رکھتے ہیں۔ اور بقول مولوی صاحب اللہ اور آسمان ایک ہی بات ہے۔ تو کیا نعوذ باللہ حضرت مسیح اللہ پر چڑھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور حضرت موسیٰ جو چھٹویں آسمان پر ہیں۔ تو کیا وہ حضرت مسیح کے خدا سے چار درجہ بڑھ چڑھ کر ہیں۔

اے علیم و حکیم خدا قادر مطلق خداوند خدا! تو امت محمدیہ پر رحم فرما۔ اور اوسے ایسے کج فہم و بلید الطبع ملاؤں کے زہریلے اثر سے محفوظ رکھ۔ آمین ثم آمین۔

قولہ۔ کلمہ فلما توفیتنی سوال الٰہی ءانت قلت للناس کے جواب میں واقع ہے۔ پس اسجگہ توفی سے مراد موت نہیں لے سکتے۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کو اہل کشمیر نے خدا اور خدا کا بیٹا قرار نہیں دیا۔ بلکہ اہل شام اور اس کے قرب و جوار کے لوگوں نے۔ پس بموجب قول مرزا صاحب اہل شام جنہوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کے سوائے معبود بنایا) کی خبر حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے آپکی وفات سے ستاسی سال پیشتر منقطع ہو چکی تھی۔ اور اس عرصہ ستاسی سال کی حیات عند موہمہ مرزا صاحب میں آپ علیہ السلام کو اہل شام کے عقائد باطلہ کی کوئی خبر نہیں کہ پیچھے انہوں نے کیا کیا۔ پس سوال ءانت قلت للناس کے جواب میں عذر موت صحیح نہیں۔ بلکہ ہجرت کشمیر کا عذر کرنا چاہیئے الی قولہ۔ آیت کے یہ معنی ہونگے۔ کہ اے الٰہی جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا تو اس عرصہ مرغوبیت میں مجھے ان کے عقائد کی کچھ خبر نہیں تھی۔ جملہ تفاسیر معتبرہ میں اس مقام پر توفیتنی سے مراد رفعتنی لکھا ہے ؛

اقول۔ مولوی صاحب اور ان کے ہم خیال حضرات کے عذر ستاسی سالہ کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۲۵ - ۲۲۶ میں نہایت لطیف اور تسلی بخش جواب دیدیا ہے۔ ہم افادہ للناظرین اوسے یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے

"بعض نادان اسجگہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جس حالت میں قرآن شریف کی یہ آیت وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم اور آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم صاف طور پر بتلا رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حضور میں یہ عذر پیش کرینگے۔ کہ میری وفات کے بعد لوگ بگڑے ہیں میری زندگی میں تو اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے اگر یہ عقیدہ صحیح ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ صلیب کے بعد کشمیر کی طرف چلے گئے تھے۔ اور کشمیر میں ۸۷ برس عمر کی تھی۔ تو پھر یہ کہنا کہ میری وفات کے بعد لوگ بگڑے صحیح نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے تھا کہ میرے کشمیر کے سفر کے بعد بگڑے ہیں۔ کیونکہ وفات تو واقعہ سے ستاسی برس بعد ہوئی ؛

پس یاد رہے کہ ایسا وسوسہ صرف قلت تدبر سے پیدا ہوتا ہے۔ ورنہ کشمیر کا سفر اس فقرہ کے منافی نہیں۔ کیونکہ ما دمت فیہم کے یہ معنی ہیں۔ کہ جب تک میں اپنی امت میں تھا۔ جو میرے پر ایمان لائے تھے نہیں کہ جب تک میں ان کی زمین میں تھا۔ کیونکہ ہم یہ قبول کرتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ زمین شام میں سے ہجرت کر کے کشمیر کی طرف چلے گئے تھے۔ مگر ہم یہ قبول نہیں کرتے کہ حضرت عیسےٰ کی والدہ اور آپکے حواری پیچھے رہ گئے تھے۔ بلکہ تاریخ کی رو سے ثابت ہے کہ حواری بھی کچھ تو حضرت عیسےٰ کے ساتھ اور کچھ بعد میں آپ کو آملے تھے۔ جیسا کہ تھوما حواری حضرت عیسیٰ کے ساتھ آیا تھا۔ باقی حواری بعد میں آگئے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی رفاقت کے لئے صرف ایک ہی شخص اختیار کیا تھا یعنے تھوما۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے وقت صرف حضرت ابوبکر کو اختیار کیا تھا کیونکہ سلطنت رومی حضرت عیسےٰ کو باغی قرار دے چکی تھی۔ اور اسی جرم سے پیلاطوس بھی قیصر کے حکم سے قتل کیا گیا تھا کیونکہ وہ در پردہ حضرت عیسیٰ کا حامی تھا۔ اور اس کی عورت بھی حضرت عیسیٰ کی مرید تھی۔ پس ضرور تھا کہ حضرت عیسےٰ اس ملک سے پوشیدہ طور پر نکلتے۔ کوئی قافلہ ساتھ نہ لیتے۔ اس لئے انہوں نے اس سفر میں صرف تھوما حواری کو ساتھ لیا جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے سفر میں حضرت ابوبکر کو ساتھ لیا تھا۔ اور جیسا

اللہ علیہ وسلم کے باقی اصحاب مختلف راہوں سے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے
یسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری مختلف
سے مختلف وقتوں میں حضرت عیسے علیہ السلام
ت میں جا پہنچے تھے۔ اور جب تک حضرت عیسیٰ
ہے۔ جیسا کہ آیت مادمت فیہم کا منشا ہے
ک توحید پر قائم رہے۔ بعد وفات حضرت
علیہ السلام کے ان لوگوں کی اولاد بگڑ گئی۔ یہ
نہیں۔ کہ کس پشت میں یہ خرابی پیدا ہوئی۔ مورخ
یں۔ کہ تیسری صدی تک دین عیسائی اپنی اصلیت
بہر حال معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسے کی وفات
وہ تمام لوگ پھر اپنے وطن کی طرف چلے آئے
یہ اتفاق ہو گیا۔ کہ قیصر روم عیسائی ہو گیا۔ پھر
نی میں رہنا لا حاصل تھا۔"

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر مندرجہ بالا
و پڑھنے کے بعد مولوی ابراہیم وغیرہ کی عذر
سالہ کی لغویت محتاج مزید بحث و تصریح نہیں
کیونکہ عقل سلیم اس بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتی۔ کہ
یح علیہ السلام نے باوجودیکہ آپ قریب ایک
کے کشمیر میں مقیم رہے۔ اپنی امت موجودہ
نیز حالات وطن کا اس عرصہ میں بھی کچھ تجسس نہ
یہ مانا کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں کشمیر سے ملک
ـ کا سفر ضرور ایک پر صعوبت سفر تھا لیکن
بھی کچھ شک نہیں کہ اوس زمانہ میں بھی سفر کا
دا بر جاری تھا۔

چنانچہ انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ توما حواری ہند
ما۔ اور میلا پور میں شہید ہوا تھا۔ اور یہ بھی لکھا ہے
ہے کہ یسوع کا ایک بھائی بھی اس کے ساتھ تھا
یخ کلیسیا کے صفحہ ۸۱ میں لکھا ہے کہ اندریاس نے
وعظ سیتھیا میں کہا۔ اور توما اور برتھولمائے
اور ہندوستان میں ساحل مالابار تک۔ (تفصیلی
کیلئے ہمارا رسالہ کشف الاسرار مطبوعہ بدر پریس
سے ملاحظہ کیا جائے۔) غرض مولوی صاحب
کہ حضرت مسیح علیہ السلام اگر ستاسی سال تک
کشمیر میں رہے۔ تو لازمی ہے۔ کہ وہ اس زمانہ میں حواریوں
کے حالات سے ناواقف ہوں۔ سراسر بے بنیاد ہے
علاوہ ازیں مولوی صاحب کے اس خیال کی تردید آیہ
کریمہ ءانت قلت للناس اور نیز اس مرفوع حدیث
سے ہوتی ہے۔ جو خود مولوی صاحب نے شہادۃ القرآن
حصہ دوم کے صفحہ ۷۰ میں پیش کی ہے۔ اور وہ یہ ہے

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا
کان یوم القیامۃ دعی بالانبیاء وامہم ثم
یدعی بعیسی بن مریم فتذکرہ اللہ نعمتہ
علیہ فیقر بھا فیقول یعیسی بن مریم اذکر
نعمتی علیک وعلی والدتک الایہ ثم یقول
ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین
من دون اللہ فینکر ان یکون قال ذالک الحدیث
ابن کثیر

جب قیامت کا دن ہوگا۔ کل رسول اور ان کی
امتوں کو بلایا جائے گا۔ پھر خاص طور پر عیسے علیہ السلام
کو پکارا جائے گا۔ پس اللہ تعالےٰ وہ نعمتیں جو اس نے
ان پر کی ہیں۔ ان کو یاد کرائے گا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام
ان سب کا اقرار کرینگے۔ اللہ تعالےٰ کہیگا۔ اے عیسیٰ
بن مریم میری وہ نعمتیں یاد کرو۔ جو میں نے تجھ پر اور
تیری ماں پر کیں۔ پھر اللہ تعالےٰ [illegible] کہ کیا تو نے
لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوائے
دو معبود مان لو۔ پس عیسے اس بات سے انکار کرینگے۔
اب اگر [illegible] آیت اور حدیث [illegible]
نظر ڈالی جائے [illegible]
تمام مشرکین افراد امت عیسوی پر بالواسطہ اور بلاواسطہ
اتمام حجت کے لئے حضرت مسیح سے سوال کریگا
اس میں مشرکین امت عیسوی میں سے خاص افراد کا
ذکر نہیں۔ پس یہ خیال کہ حضرت مسیح کا جواب کسی خاص
مقام یا کسی خاص [illegible] کے مشرکین کے ساتھ
مخصوص ہے۔ ہرگز نہیں۔

جب آیت و حدیث مندرجہ بالا سے یہ بات پایہ
ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ حضرت مسیح کا جواب کسی خاص مقام
یا خاص زمانہ کے مشرکین مسیحی کے ساتھ مخصوص نہیں
بلکہ امت عیسوی کے تمام افراد مشرکین کو شامل ہے۔ تو پھر
حضرت مسیح اپنے جواب میں ہجرت کشمیر کا عذر کیونکر پیش
کر سکتے تھے۔ اسی لئے حضرت مسیح نے سوال الٰہی کے
جواب میں ویسا ہی رنگ اختیار کیا۔ جیسا سوال میں پایا
جاتا تھا۔ یعنے آپ نے عام سوال کے مطابق یہ عام جواب
دیا۔ کہ اے خدا تعالےٰ میں نے اپنی امت کو بالواسطہ اور
بلاواسطہ توحید کی تعلیم دی تھی۔ اور جب تک میں اپنی امت
میں رہا۔ میں ان کا نگران رہا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات
دیدی۔ تو پھر تو ان کا نگہبان تھا۔ مجھے خبر نہیں حضرت مسیح
کے اس جواب سے ظاہر ہے۔ کہ آپ تثلیث کا دنیا
میں پھیلنا اپنی وفات کے بعد بتاتے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر
ہے۔ کہ دنیا میں تثلیث کو پھیلے ہوئے ڈیڑھ ہزار
برس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذرا۔ پس ایک عقلمند کے
لئے یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام
کو وفات پائے ہوئے بھی ڈیڑھ ہزار برس سے زیادہ
عرصہ گذر گیا۔

حضرت مسیح کے اس جواب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ
مولوی ابراہیم وغیرہ کا یہ عقیدہ کہ حضرت مسیح جسم عنصری کے
ساتھ آسمان سے نازل ہو کر چالیس برس زمین پر رہینگے
اور کافروں کو تلوار کے ذریعے مسلمان بنائینگے۔ بالکل
محض غلط ہے۔ اگر یہ عقیدہ صحیح ہوتا۔ تو حضرت مسیح
اس جواب میں اس کا ذکر ضرور کرتے کیونکہ اگر حضرت مسیح
آسمان سے جسم خاکی نازل ہونے والے ہوتے تو ایسی
صورت میں یا تو وہ یہ جواب دیتے۔ کہ اے میرے خدا تعالےٰ
جب تو نے مجھے [illegible] دنیا میں بھیجا تھا۔ تو میں نے
لوگوں کو توحید کی تعلیم دی تھی۔ اس پر یہودیوں نے مجھے
صلیب کے ذریعہ قتل کرانا چاہا۔ تو پھر تو نے دو فرشتے
بھیج کر مجھے آسمان پر بلا لیا۔ کئی صدیوں تک میں آسمان
پر رہا۔ اور اہل زمین کے عقائد کی مجھے خبر نہیں ہوئی۔
[illegible] تو نے مجھے دو فرشتوں کے کاندھوں پر
رکھ کر اتارا۔ جب میں اتر کر آیا۔ اور میں نے اپنی امت
کے عقائد کی جانچ پڑتال کی۔ تو میں نے اس کو شرک میں گرفتار
اور تثلیث کا پرستار پایا۔ پھر میں نے ان کو نصیحت کی
اسلام قبول کرنے کو کہا۔ کچھ تو مان گئے۔ باقی کو

سینے تریتغ بے دریغ کردیا۔ پھر تونے مجھے وفات دیدی تو وفات کے بعد سے آج روز قیامت تک مجھے اپنی اُمت کے عقائد کا حال کچھ معلوم نہیں۔ مگر حضرت مسیح کے جواب میں اس عجیب و غریب افسانہ کا کچھ ذکر نہیں اس میں تو صرف دو ہی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جب تک میں اُمت میں رہا۔ میری اُمت توحید پر قائم رہی۔ وفات کے بعد پھر آج روز قیامت تک مجھے خبر نہیں۔ یعنے میں نہیں جانتا۔ کہ تثلیث کیا بلا ہے۔ اگر مولوی ابراہیم وغیرہ کا عقیدہ صحیح مانا جاوے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ جواب جو قیامت کے دن خدا کے سامنے ہوگا۔ صریح جھوٹ قرار پاتا ہے۔ لیکن ایک نبی پھر قیامت کے دن اور خدا کے سامنے ہرگز جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اسلئے مولوی ابراہیم وغیرہ کا عقیدہ نزول مسیح بجسدہ العنصری قطعی جھوٹ ہے۔ توفی اور رفع کے معنوں پر نہایت تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ حاجت اعادہ نہیں۔ مادمت فیہم کے متعلق ایک بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ کہ اس فقرہ کی تفسیر خود قرآن کریم میں دوسرے موقع پر مادمت حیا موجود ہے۔ پس مادمت فیہم کے معنے ہوئے جب تک میں اپنی امت میں زندہ موجود رہا۔ اور اس سے بھی وفات مسیح ثابت ہے۔ فافہم ولا تکن من المجادلین۔

قولہ ۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے لئے نصاریٰ وغیرہ بندوں کے اقوال و افعال پر مطلع ہو جانے کے دو موقع ہیں۔ اور دونوں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اوّل آسمان پر اٹھائے جانے سے پیشتر تبلیغ رسالت کے وقت۔ دوم آسمان سے نازل ہونے کے بعد اور یہ امر ظاہر اور مسلم ہے۔ کہ نصاریٰ کے اعتقاد ان دونوں زمانوں کی درمیانی مدت میں بگڑے ہوئے ہیں۔ سو آپ کا قول وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم۔ یعنے یاالٰہی جب تک میں ان میں رہا۔ ان کے اقوال و افعال کو دیکھتا سنتا رہا۔ ان دونوں زمانوں پر شامل ہے۔ اور فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم سے یعنے جب مجھے تونے آسمان پر اُٹھالیا تو پھر تو ہی ان کا نگہبان رہا (اس عرصہ کی بابت مجھے کچھ علم نہیں) سے درمیانی زمانہ پہلی اور دوسری بار کی درمیانی مدت رفع میں نصاریٰ کے اقوال و افعال سے واقف نہ ہونے کا اظہار مقصود ہے“

اقول ۔ مولوی صاحب کا یہ استدلال ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ ایک بھوکے سے کسی نے پوچھا۔ کہ دو اور دو کے ہوتے ہیں بھوکے نے جواب دیا کہ چار روٹیاں۔ حضرت مولوی صاحب پہلے آپ قرآن و حدیث سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لئے نصاریٰ وغیرہ بندوں کے اقوال و افعال پر مطلع ہونے کے لئے دو موقعہ ثابت بھی تو کر دیں۔ پھر اس پر حسب دلخواہ تفریع فرمادیں۔ یثبت العرش ثم النقش۔ ہمارے نزدیک تو حضرت مسیح کے لئے دیگر انبیاء علیہ السلام کے ایک ہی موقعہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ دیگر ہیچ۔ پس ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آیت کریمہ لانفرق بین احد من رسلہ کے مطابق کوئی خصوصیت حضرت مسیح کو نہ دیں۔

دیانندی پایۂ اخلاق

آریہ گزٹ نے ایڈیٹر پرکاش کے خاندان کے متعلق ایک نامناسب تحریر شایع کی۔ جبکہ الفضل نے خلق محمدی کا نمونہ دکھایا۔ اور آریہ گزٹ کی اخلاقی موت کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ جو ۱۷ جولائی کے پرکاش میں نقل کیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایڈیٹر صاحب اپنے مقتضاء طبیعت سے مجبور ہو کر یہ فقرہ لکھ گئے ہیں:۔

”آریہ سماجوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ایک اسلامی اخبار ایک آریہ اخبار کو اخلاق میں سبق دے“

گویا آپکے نزدیک اسلام ایک ایسا گرا ہوا مذہب ہے کہ وہ آریوں کو اخلاقی تعلیم ہی نہیں دے سکتا۔ اور دیانندی اخلاق کا پایہ بہت بلند ہے۔ غالباً یہ برائے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۲ پڑھ کر دی گئی ہوگی۔ اس کے ساتھ ستیارتھ صفحہ ۱۰۸ بطور استشہاد پیش دیانندی خلق کا پایہ اعلےٰ ثابت کیا جاتا ہوگا۔ کیا صاحب پرکاش مہربانی فرماکر مجھے بتائینگے۔ کہ مندرجہ تعلیم کسی اعلےٰ اخلاق سکھانے والے سرچشمہ سے ہے۔ اور مفصلہ ذیل اخلاق پر ہی آپ لوگوں کو ناز

(۱)

کوئی اس کے رخنہ یا کمزوریوں کو نہ جان سکے اور خود دشمن کے رخنوں کو معلوم کرتا رہے جسطرح پر کچھوا اپنے اعضاء کو چھپائے رکھتا ہے اسی طرح دشمن کے قبضے میں آجانے والے رخنہ کو پوشیدہ رکھے ” ستیارتھ صفحہ ۱۷۵

(۲)

جیسے بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی کے پکڑنے کو تاکتا رہتا ہے۔ ویسے ضروریات کی فراہمی کے لئے غور کیا کرے۔ اور طاقت کو بڑھاکر دشمن کو زیر کرنے کے لئے شیر کی مانند طاقت کو کام میں لائے۔ اور چیتے کی مانند چھپ کر دشمن کو پکڑے نزدیک آئے ہوئے طاقتور دشمن سے خرگوش کی مانند دور سے بھاگ جائے۔ اور بعد ازاں ان کو حکمت سے پکڑے۔ ستیارتھ صفحہ ۱۷۶

(۳)

جب یہ معلوم ہو جائے۔ کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف پہنچے گی۔ اور بعد میں حملہ کرنے سے اپنی بہتری اور فتح ضرور ہوگی۔ تب دشمن سے میل کر کے وقت مناسب تک صبر کرے۔

ستیارتھ صفحہ ۱۸۲

(۴)

ملک اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے اپنا خاص مقصد رکھنے والے عالم اپنی آتما کے علم کے خلاف بھی کہدیتے ہیں۔ ستیارتھ صفحہ ۳۲۲

(۵)

برہم کی یکتائی اور دنیا کا جھوٹا ہونا ثابت کیا جاویگا

اعتقاد تھا۔ تو وہ عدم اعتقاد نہیں۔ اور اگر جنیوا کی دوستی کے لئے اس اعتقاد کو بطور دلیل اختیار کیا ہو۔ تو اچھا ہو۔ ستیارتھ ۳۲۶

(اکمل)

نامۂ لنڈن

عظیم الشان خوشخبری

تین اور نومسلم

اللہ تعالےٰ کے فضل سے ۶۳ اسٹار اسٹریٹ ڈبلیو[2] لنڈن کی مسجد اور لیکچر ہال میں مفتی محمد صادق صاحب اور قاضی عبداللہ صاحب مبلغین کی سعی سے دن بدن اشاعت اسلام میں نمایاں ترقی ہو رہی ہے۔ لیکچر ہوتے ہیں۔ سوالوں کے جواب دئے جاتے ہیں۔ مباحثات ہوتے ہیں۔ ان دنوں میں دو لیڈیاں حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر اور ایک قاضی صاحب کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی ہیں۔ جن کے انگریزی نام مس سالٹر مس قبل لعد مس ہیکس ہیں۔ اور اسلامی نام حلیمہ فاطمہ اور صالحہ رکھے گئے۔ ان کے علاوہ ایک جنٹلمین نے قاضی صاحب کی تبلیغ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی اللہ ہونے کی تحریرا تصدیق کی۔ اس کا نام مسٹر میکسویل ہے۔ یہ کام دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور زیادہ آدمی امداد کے واسطے چاہتا ہے۔ مفتی صاحب کا خطبہ جمعہ جو انگریزی میں تھا۔ اور لیکچر بہت مقبول اور مؤثر ہوئے۔ مجھے بھی یہاں تک اپنے ہوٹل کے کام میں وقفہ ملتا ہے۔ تبلیغ اسلام کرتا رہتا ہوں۔

والسلام ۱۳ مئی ۱۹۱۸ء

عبدالحی عرب (مولوی فاضل)
نمبر ۵ ٹائم ہم کورٹ روڈ
لنڈن

ترانۂ عشق

مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کے بر افکار سے

یارب وہ جام نشۂ وحدت پلا مجھے
بھولے ہر اک خیال سی تیرے سوا مجھے

مدت سے آرزو ہے مجھے اس شراب کی
اٹھ ساقیا پلا مئے عشق خدا مجھے

نفرت ہے اور نستوں سے ان کا نہ نام لے
صہبائے عشق یار کا ساغر پلا مجھے

ہر ذرہ میں مرے وہ تعشق کا جوش ہو
کردے جو محو منظر حسن بقا مجھے

دیتا ہوں نقد جان بعشق کسے اگر
مل جائے بخت سعد سے اک دلربا مجھے

انسان میں صفات حمیدہ ہیں گو بہت
لیکن ان سب سے ہے عشق و وفا مجھے

بے عشق روئے یار نہ ہووے سلیم دل
بے عشق جنگ بس رہی ہی بتا مجھے

بے عشق دین خشک ہے قلع یہ دل نہیں
بے روئے یار آئے نہ یوں کچھ مزا مجھے

بے عشق کار دیں ہمہ خام است و ناتمام
گفت ایں سخن بتذکرہ پیر ہدا مجھے

بعد از ہزار مرگ ملے زندگیٔ دل
جز عشق پر محال ہے ایسی فنا مجھے

اے تند باد عشق اڑا خاک کو مری
مثل غبار پھینک کہیں لے قضا مجھے

حیراں پڑا ہوں وادی سیل ضلال میں
اے نوح وقت جلد خبر لے بچا مجھے

آئے عدم سے جانب ہستی تھے کس لئے
کس کی تلاش لائی یہاں بھی پھرا مجھے

سد حیف کس کے واسطے چھوڑا، کس کو آہ
مقصد سے دور پھینک چکی ہے ہوا مجھے

منزل ہے دور یار رہے جس دیار میں
اے طیر عشق مرکب رہ بن ۔ اڑا مجھے

برق جمال شاہد حسن ازل کبھی
اے عشق یار وہ اٹھا کر دکھا مجھے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر میر قاسم علی

نمبر خریداری ۲۲۳

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۸

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح مع رفقاء سفر بخیر و عافیت ڈلہوزی میں ہیں۔ اور آگے کسی قریب کے پہاڑ پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خط و کتابت کا پتہ یہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ڈلہوزی۔ فاروق کے خریدار قرب و جوار کے احباب کو بھی اطلاع دیں۔ کیونکہ بعض دوستوں نے لکھا ہے۔ ہمیں ایڈریس معلوم نہیں۔ یوں تو قادیان کے پتہ پر خط لکھنے سے بھی حضور کو پہونچ جاتا ہے۔

جمعہ کے روز مولانا سید سرور شاہ صاحب نے بمعیت جماعت احمدیہ بارش کے لئے دعا کی تھی۔ جس پر الحمد للہ کہ شب درمیان ۱۳ و ۱۴ جولائی کو خوب بارش ہوئی۔ گرمی کی شدت جاتی رہی۔ اور اسوقت سرد ہوا چل رہی ہے۔

نماز عید۔ عید گاہ قدیم میں ۹½ بجے مولانا سید سرور شاہ صاحب نے پڑھائی۔ عورتیں بھی عید گاہ میں حسب سنت نماز پڑھنے کے لئے گئیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک اعتراض کا جواب

ڈلہوزی میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک آزاد خیال عیسائی ملاقات کے لئے آیا۔ اثناء گفتگو میں اس نے [illegible] حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ اسلامی مساجد تو اس حد تک آزاد ہیں کہ نصاریٰ نجران کو اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دیدی۔ اور یہ طریق تھا کہ مذاہب کے تخالف کو دور کر کے اتحاد پیدا کر دیا جائے۔

مسٹر عیسائی نے کہا کہ آنحضرت صلعم کا خیال تھا کہ کسی نہ کسی طرح عیسائیوں کو اپنے ساتھ ملالیں اس لئے ایسی اجازت دیدی ہوگی۔ یہ ایک بہت بیجا اور بیباکانہ حملہ تھا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ تقریر فرمائی۔ - ایڈیٹر۔

حضرت۔ یہ تو اب بھی ہم چاہتے ہیں۔ اور صرف عیسائیوں سے نہیں۔ بلکہ کل دنیا کو چاہتے ہیں کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاوے۔ مگر آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان احمدیوں [illegible] جو احسان دنیا کرتا ہے [illegible]

مذہب میں اگر غیر اگر ہر بات میں اغراض نکالے جاویں۔ تو پھر نہ کوئی نیکی رہ سکتی ہے نہ کوئی اخلاق نہ احسان۔ ایک شخص باپ کو کہہ سکتی ہے کہ محض شہوت رانی کے لئے اس نے ایسا فعل کیا۔ اس کا کیا حق باقی ہے۔ یہ نہایت ہی مکروہ اور غلط طریق ہے اس طرح نیکیوں کو ضائع کرتا ہے اور تمام اچھی باتوں کو معدوم کرتا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہر شخص کو ہی فائدہ پہنچا ہو۔ مگر اسکی نیت پر حملہ کرنا محض اپنے فائدہ کے لئے جیسا کیا درست نہیں آپ جو کہتے ہیں کہ مذاہب کے تخالف میں نقصان ہو۔ اگر ایک ہو جائیں تو آپ کو فائدہ پہنچیگا یا نہیں؟

عیسائی - ہاں -

حضرت - تو کیا یہ کہہ سکتی ہیں کہ آپ ذاتی غرض اور فائدہ کے لیے ایسا کہتے ہیں۔ بس جہاں وسیع فائدہ کو مدنظر رکھا جاوے وہاں ذاتی فائدہ کے خیال کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر اسے زیر بحث لایا جاوے تو دنیا میں نہ کوئی نیکی [illegible] ہے۔ اور نہ اخلاق نہ کوئی باپ باپ اور ماں ماں۔ اور کوئی تعلق قائم نہیں رہ سکتا۔ سارا انتظام تمدن اور اخلاق کا درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر ایک مذہب والا اپنے آپ کو سچا سمجھتا ہے کہ وہ مذہب خدا کی طرف سے ہو۔ تو اس کی یہ خواہش لازمی ہے کہ وہ چاہے کہ ساری دنیا اس میں شامل ہو۔ اگر اسمیں یہ خواہش اور یہ غرض نہیں۔ تو اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ اس مذہب کے خدا کی طرف سے یقین نہیں کرتا۔ یہ تو اخلاق کا اعلیٰ مقام ہے کہ انسان جس چیز کو اپنے لئے پسند کرے اسے دوسروں کے لئے بھی چاہے۔ پھر اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا تو یہ اعتراض کا مقام نہیں۔ بلکہ درجہ کی خوبی ہے جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ جب یہ کہا جائیگا۔ کہ دوسرے مذاہب یہ نہیں چاہتے۔ تو ماننا پڑیگا کہ اسلام کا بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے افضل تھا۔ اور اس کی فوقیت قائم رہی۔ کیونکہ دوسرے مذاہب والے اس غرض کو [illegible] ہیں۔ یہ خیالی ہی بات نہیں۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب سے افضل تھے۔ کیونکہ وہ [illegible] ساری دنیا کے لئے تھے۔ اور ہمیشہ کے لئے تھے [illegible] ایک مخصوص قوم یا ملک کے لئے [illegible] کا دائرہ اتنا

یہ ہیچ نہیں تھا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا رکھ لیا صرف یہ سوال ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو نصاریٰ نجران کو اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی۔ وہ کس ذاتی غرض پر مبنی تھی۔ اور میں نے اصولی طور پر ایلو بتا دیا ہے کہ یہ غرض ہم بالکل غیر معقول ہو۔ حقیقی مذہب کی یہی خوبی اور پہلا اصول ہو کہ مذہب میں تنگدلی دور ہو۔ وہ یہ بڑا زبردست اور عملی ثبوت ہے۔ کہ اسلام نے صرف تنگدلی کو دور کیا بلکہ وسعت حوصلہ کا ثبوت اور اسکو ذاتی غرض کہنا بڑی غلطی ہو۔ ایسے معاملات میں نیت پر حملہ درست نہیں ہوتا مثلاً شادی کے متعلق کچھ رسوم ہیں جیسے بہت سا روپیہ ضائع ہو جاتا ہے لیکن ایک شخص جرأت کرکے ان رسوم کو توڑ دیتا ہے اسمیں شک نہیں کہ اس کو مالی فائدہ ہوگا۔ لیکن کیا اس کی اخلاقی جرأت نہیں؟

عیسائی - اگر اس کا یہ خیال ہو کہ روپیہ خرچ نہ کروں تو یہ اخلاقی جرأت نہ ہوگی۔

حضرت - یہ تو پھر اس کی نیت پر حملہ ہوگا۔ اور یہ کردہ بات سمجھ اس کا روپیہ بچیگا۔ اور اسے صریح نہیں کرتے بچیگی۔ مگر یہ نتیجہ ہی اس بدرسم کو توڑنے کا جس کا باعث نہیں اسمیں ذکیو فرق کرنا چاہیے کہ یہ فعل نتیجہ ہے باعث یا علت نہیں۔ اسلئے اسکو بہرحال اخلاقی جرأت ہی تسلیم کرنا پڑیگا۔ اور جسکو وہ بخیل نہیں۔ اور دوسرے اعمال اسکے ایسے ہیں کہ اسکی نیت پر حملہ کرنے سے بچاتے ہیں۔

اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرو۔ وہ شخص جو بلند آواز سے کہتا ہے کہ نجات ان عقائد کے ماننے سے ہے۔ جو میں پیش کرتا ہوں۔ اور جو عیسائیوں کو کھول کر سناتا ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثہ۔ جو مسیح کی الوہیت کی زبردست تردید کرتا ہے۔ اور کفارہ کے عقیدہ کو باطل ٹھہراتا ہے۔ اور اپنی قوم کو جو بت پرست تھی پکار کر کہتا ہے کہ تمہارے بت جہنم کا ایندھن ہیں پھر جب وہ اس تنگدلی کو جو دوسرے مذاہب رکھتے تھے دور کرنے کے لئے اپنی مسجد میں اس قوم کو (جسکے عقائد کی زبردست تردید انکے سامنے کرچکا ہے) عبادت کرنیکی اجازت دیتا ہے۔ تو یہ کبھی ذاتی غرض نہیں کہا جا سکتا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاص اور صداقت

کی یہ تو ایسی زبردست دلیل ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے معترضین کو جیسے کہ میور جیسے متعصب شخص کو بھی اقرار کرنا پڑا ہے۔ اگر وہ اس طرح دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے۔ تو ان کے لئے بہت ہی سہل اور آسان تھا کہ انکے بتوں کی صرف مذمت نہ کرتے تو ساری قوم ان کی حمایت کرنے اور اطاعت قبول کرنے کو تیار تھی یہ ایک صحیح واقعہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور کفار مکہ کے عمائد کا ایک وفد آیا۔ اور انہوں نے ہر ایک قسم کے ممکن سے ممکن لالچ دیئے یہاں تک کہا کہ ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنانے کے لئے تیار ہیں آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں۔ مگر آپ نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ اگر سورج میرے دائیں اور چاند میرے بائیں رکھ دو۔ تب بھی میں اس دعوت توحید کو نہیں چھوڑ سکتا یہ ایک ایسا موقعہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک عزت حاصل ہوتی تھی۔ اور ساری قوم سے نہ صرف صلح ہوتی تھی۔ بلکہ اس کی حکومت ملتی تھی۔ مگر آپ نے ایک لحظہ کے لئے بھی اس تبلیغ اور دعوت کو نہیں چھوڑا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض اور نیت کے سوال کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیتا ہے۔ یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ نیت ہمیشہ اعمال سے دیکھی جاتی ہے۔ ایک شخص کے ہاں آپ جاتے ہیں۔ وہ لاہور میں رہتا ہو۔ اور آپ کا دوست ہو۔ اور آپ محض اس کی ملاقات کو جائیں۔ دوسرا شخص کہدے کہ لاہور میں آئے تھے۔ اپنے کام کے لئے یہ سمجھکر کہ ہوٹل کے اخراجات سے بچ جائیں ملاقات کا بہانہ کرکے چلے آئے یا یہ کہدے کہ دراصل یہ اسوجہ سے آئے تھے کہ کوئی چیز اٹھا کر لے جائیں۔ تو آپ اس کو صریح نیت پر حملہ قرار دینگے۔ کیونکہ آپکے دوسرے اعمال سے یہ ثابت نہیں۔ پس نیت کا فیصلہ یا اعمال سے ہوگا یا وہ شخص خود کہے ایسا ہی ایک شخص گورنمنٹ کے حکام کے پاس جاکر کہتا ہے کہ ہم تو آپکے غلام ہیں۔ لیکن اگر اس کے شخص سے ملے۔ تو انہیں کہدے کہ ہم تو آپکے ساتھ ہیں یا حکام کے سوا دوسروں کے پاس برائیاں کرے تو ایسے یقیناً خوشامدی کہنا پڑیگا۔ (باقی) [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۸ر جولائی ۱۹۱۸ء

مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے والا کسطرح مومن رہ سکتا ہے؟

اصل الاصول مذہب حقہ کا یہ ہے۔ کہ اسمیں اللہ تعالےٰ کی عظمت اور اس کی عبادت کے مستحکم قواعد اور ضوابط ہوں اور معرفت اللہ کے وسائل اور ذرائع خوب بہم پہنچانے والے ہوں۔ اور غیر اللہ سے کلی انحراف ہو۔ اور خدا تعالےٰ کے لئے انسان اپنی خواہشات وارادات اور اقوال اور افعال بالکل ترک کردے۔ اور رضاء مولیٰ اس کی غرض قصوی ہو۔ اور اپنے حرکات اور سکنات محض ابتغاء لمرضات اللہ کے قول کے ماتحت کردے۔ اور نہ قولاً اور نہ فعلاً خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور پیشقدمی اور تقدم کرے۔ اپنی اہواء اور امانی سے بالکل منسلخ ہو جاوے۔ اور بالکل سموچے کا سموچہ اللہ تعالےٰ کے لئے ہو جاوے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین۔ اے ایمان والو۔ اسلام میں (اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کرنے میں) سارے کے سارے داخل ہو جاؤ۔

اسی غرض کے حصول کے لئے اللہ تعالےٰ نے انبیاء و مرسلین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور اپنی عبادت کے طرائق بیان کرنے کی غرض کے لئے اپنی کتب نازل فرمائیں۔ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سعی بلیغ ہمیشہ اسی طرف مصروف ہوتی رہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں اور کوئی حصہ دار نہ ہو۔ اور وہ اکیلا دنیا میں پوجا جائے اور کسی شے کی پرستش نہ کی جائے۔ چنانچہ ہر نبی کی تعلیم کا بنیادی پتھر لا الہ الا اللہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اصل مقصود۔ اصل مطلوب اور معبود ہونا چاہیئے۔ وما ارسلنا من قبلک الا رجالاً نوحی الیھم انہ لا الہ الا انا فاعبدون۔ اور ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علےٰ من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے نہیں بھیجے تھے۔ مگر مرد جن کی طرف وحی کرتے تھے۔ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پس میری ہی عبادت کرو۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اپنی کلام دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے۔ نازل فرماتا ہے۔ کہ ڈرا دو۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پس مجھ ہی سے ڈرتے رہو

انبیاء علیہم السلام پر ایمان کلمہ طیبہ میں داخل ہے

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہستی باری کے متعلق اوہام باطلہ اور تشکوک عاطلہ کے جو عوام اور نادل بعض انسانوں کی طبائع میں خلجان اور خلش کرتے رہتے ہیں۔ ان سے کلی طور پر نجات صرف انبیاء علیہم السلام کی ذات گرامی سے ممکن ہے۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے۔ جس سے خدا تعالےٰ کے ہونے پر حق الیقین ملتا۔ اور ثلج قلب اور شرح صدر ہوتا ہے۔ پس ان محسنوں کو نہ ماننا گویا خدا تعالےٰ کے اس طریق پر اعتراض کرنا ہے جو اس نے خود اپنے ہاتھ سے اپنے اثبات کے لئے قائم فرمایا۔ اور یہ بالکل صحیح اور بجا ہے۔ کہ بغیر صادقین کی معیت کے انسانی قلب کو تسلی تشفی اور تسکین نہیں مل سکتی۔ یہی الوہیت الٰہیہ کے قیام کے زندہ نمونہ ہوتے ہیں۔ اور وہ خود اسے ہر بات میں معبود مان کر دنیا کے آگے ثابت کر دیتے ہیں کہ واقعی دنیا کا وہی حقیقی معبود ہے۔ اور اس کے سوا محض جھوٹ اور باطل ہے۔ کیونکہ اگر معبودان باطلہ واقعی برحق ہوتے۔ تو وہ ان کے مشن کو کبھی کامیاب نہ ہونے دیتے۔ ان انبیاء کرام کے ہاتھ سے اللہ تعالےٰ اپنے آپ کو بالکل ظاہر کر دیتا اور بڑی تجلی کے ساتھ اہل دنیا خدا تعالےٰ کا جلال دیکھتے ہیں۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کے ایام کو ایام اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان دنوں میں بڑے زبردست قوی دلائل سے ہستی اہل دنیا پر عیاں کر دیتا ہے۔ اور اس سے انکار کی گنجایش بالکل باقی نہیں رہتی۔ پس انبیاء کرام کے وجود باجود ہی توحید الٰہی کے قیام کا باعث ہیں۔ اور اصل توحید جس میں کسی شائبہ ریا کا ذرہ بھی شائبہ نہیں ہوتا۔ وہی ہوتی ہے۔ جسکو انبیاء علیہم السلام دنیا میں لاتے ہیں۔ پس بغیر انبیاء کے ماننے کے توحید الٰہی حاصل ہو سکتی ہی نہیں جو شخص انبیاء کرام کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ درحقیقت توحید الٰہی سے منکر ہے۔ اور انجام ایسے لوگ دہریہ ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کہ تمام انبیاء کرام کا وجود دنیا میں ثابت کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی پہلی زبردست تصنیف میں برہموؤں کے برخلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ اور بڑے زبردست دلائل سے الہام کی ضرورت ثابت کی ہے۔ چنانچہ آپ نے وقت کے برہموؤں کے لیڈر اگنی ہوتری کو مخاطب کیا ہے۔ اور فرمایا ہے ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

اور آپ نے فرمایا کہ ایسے اشخاص کا انجام اخیر میں دہریہ ہونا ہے۔ سو ہم نے آپ کی یہ صداقت بچشم خود دیکھ لی۔ کہ آخر میں وہی شخص خدا کے وجود کا بالکل منکر ہو گیا۔ اور واقعی دہریہ بن گیا؟

سو ضروری تھا کہ ہر ایک نبی لا الہ الا اللہ کی تعلیم کے بعد لوگوں کو یہ تعلیم دیتا کہ اس کے نبی کو مان لیا جاوے اسلئے ہر ایک نبی نے فرمایا۔ فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو۔ اور میری اطاعت کرو۔ حتی کہ تمام شریعتیں میں جو کہ اتم الکتب بعد کتاب اللہ ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اتعلمون ما الایمان باللہ وحدہ کیا تم جانتے ہو۔ کہ اللہ اکیلے کے ساتھ ایمان لانے کے کیا معنے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اللہ اور رسول اس کو خوب جانتا ہے۔ فرمایا۔ اکیلے اللہ پر ایمان لانے کے یہ معنے ہیں کہ شہادت دیجاوے۔ کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور یہ بھی شہادت دی جاوے کہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور نماز پڑہی جاوے۔ اور زکوٰۃ دیجاوے۔ اور مغنم میں سے خمس ادا کیا جاوے قربان جاؤں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ابن صیاد کے پاس تشریف لیگئے آپ نے اس کو فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا بے شک آپ امیوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اٰمنت باللہ ورسلہ۔ کہ میں تو اللہ پر اور اسکے تمام رسولوں پر ایمان لاچکا ہوں۔ سبحان اللہ۔ کیا احتیاط ہے۔ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ چپ رہ میرے بعد کوئی رسول نہیں ہے۔ مگر آپ نے کیا احسن بات فرمائی۔ کہ میں اللہ کے تمام رسولوں کو مانتا ہوں۔

تمام اللہ کے رسولونکو ماننا ضروری ہے

اب جبکہ آپ نے فرمادیا۔ کہ اللہ کے تمام رسولوں کو میں مانتا ہوں۔ تو کون ہے جو آپ سے اس بات میں اختلاف بھی رکھے۔ اور وہ آپکی امت میں ہی رہے۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور یقیناً وہی ہیں۔ جن کی پیشگوئی اور وعدہ قرآن وحدیث میں موجود ہے اگر حضرت اقدس واقع میں وہی ہیں۔ جنکو حضرت نبی کریم نے مسلم میں نبی اللہ فرمایا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب وہی مسیح موعود ہیں۔ جنکی شان میں ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ہے۔ اگر حضرت اقدس وہی ہیں۔ جنکے لئے و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم فرمایا گیا۔ اگر آپ وہی ہیں جنکی نسبت فرمایا گیا۔ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجال من فارس۔ اگر مرزا صاحب وہی ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے نبی اللہ اور رسول اللہ اپنے مخاطبات اور الہامات میں فرمایا۔ اگر آپ وہی ہیں جن پر یہ کلام اترا۔ کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا" (جس کی دوسری قرأت بجائے نذیر کے نبی ہے) اگر آپ وہی مجدد ہیں۔ جن کے لئے تمام نشانات فرمودہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پورے ہو رہے ہیں۔ حتےٰ کہ شمس و قمر آپ کی تکذیب دیکھکر گہن گئے۔ اگر آپ وہی مسیح ہیں۔ جسکے لئے تمام انبیاء کرام پیشگوئی کا وعدہ فرماگئے تھے۔ اگر آپ وہی ہیں۔ جن کا مقابلہ دجال اور شیطان کے ساتھ پڑنا تھا۔ جس سے ہر ایک نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔ تو پھر کیا آپ رسل اللہ میں شامل نہیں ہیں جبکہ آپ کی وحی متواترہ میں نبی رسول کے الفاظ موجود ہیں۔ اور جبکہ قرآن میں آپکے لئے رسول کا لفظ آیا ہے۔ اور نبی کریم نے مسلم میں آپ کو نبی اللہ فرمایا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ پر ایمان لانا فرض اور ضروری نہ ہو۔ رسول کریم تو فرماویں۔ کہ میں اللہ کے تمام رسولوں کو مانتا ہوں۔ اور آج کس کا دل جگر وہ اسقدر قوی ہے۔ کہ وہ کہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا ضروری نہیں ہے۔ کیا وہ تمام وحی جھوٹ اور افترا ہے۔ جسمیں اللہ تعالےٰ نے آپ کو رسول اور نبی کہکے پکارا ہے۔ بلکہ فرداً فرداً بہت سے انبیاء کے اسماء مبارکہ سے آپ کو نامزد کیا ہے۔ کیا عیسےٰ کا منکر مسلمان ہے؟ کیا موسیٰ کا منکر مسلمان ہے؟ کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر مسلمان ہے؟ کیا ابراہیم کا منکر مسلمان ہے؟ کیا نوح کا منکر مسلمان ہے۔ اگر نہیں۔ تو پھر کان کھولکر سن لو۔ آپکے آنے کے پہلے بے شک لوگ معذور قرار دئے جاسکتے تھے۔ مگر اب لوگ معذور نہیں ہوسکتے آپ ہر ایک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا ضروری اور واجب ہے ✦

علم الدین

(ایک احمدی خاتون کا لکھا ہوا)

علوم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک دینی اور ایک دنیوی۔ اس میں شک نہیں کہ دنیاوی علوم دینی علوم کے منافی نہیں۔ بلکہ ایک طرح پر دنیاوی علوم دینی علوم کے ممد اور معاون ہیں۔ کیونکہ جو شخص دنیا کی طرف سے ہی مطمئن نہیں۔ وہ دین میں کب مطمئن ہوسکتا ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے قرآن پاک میں دنیاوی علوم کے حصول کے لئے کئی جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ اور خداوند کریم کا یہ کہنا کہ زمین میں جو کچھ ہے۔ تمہارے لئے کام میں لگا دیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا یہ منشا ہے۔ کہ ہم دنیا کی ہر ایک چیز سے جائز فائدہ اٹھائیں۔ اور اس طرح اپنی دنیاوی حالت کو بہتر بنائیں۔ چنانچہ عیسائیوں نے جو ترقی کی۔ وہ قرآن شریف کے اسی اصول پر کاربند ہو کر کی۔ انہوں نے ہی سمجھ لیا۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہے۔ ہمارے لئے ہے۔ اور ہم اس سے کام لے سکتے ہیں۔ میرا منشاء اسوقت دینی علوم کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے دنیاوی علوم کے متعلق آپ بہتر سمجھتا ہے۔ یہاں تو صرف رفع شک کے لئے دنیاوی علوم کا ذکر کر دیا گیا۔ تاکہ دنیاوی علوم کو ناجائز نہ سمجھا جاوے ✦

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنے جن وانسان کی پیدائش کی غرض عبادت الٰہی ہے۔ خدا تعالےٰ نے زمین وآسمان کی تمام اشیاء کو انسان کے لئے اور انسان کو عبادت الٰہی کے لئے پیدا کیا۔ چونکہ انسان دنیا میں نیک اعمال کرنے کے ذریعے سے ابدی آرام کا مستحق ہوسکتا ہے۔ اسلئے تھوڑی تکلیف برداشت کرکے انسان کو ابدی راحت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انسان کی فطرت میں دوام کا مادہ ہے۔ اسلئے انسان کو چاہیئے کہ آخرت

بہتر بنانے کے لئے دور اندیشی سے کام لے۔ پھر یہی نہیں کہ خدا تعالےٰ انسان سے متقی بننے کی شرط پر اخروی جنت کا وعدہ کرتا ہے۔ بلکہ وہ تو متقی کو دنیا میں جنت عطا فرماتا ہے۔ پس متقی انسان کی دنیا بھی اچھی گذرتی ہے ❊

جبکہ انسان عبادت الٰہی سے رضائے الٰہی حاصل کرسکتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا اور دین میں فلاح پاتا ہے۔ تو پھر کیوں انسان کو عبادت الٰہی نہ کرنی چاہیئے حالانکہ وہ اسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اسکے لئے ارادہ اور استقلال چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہ دونوں باتیں انسان کو میسر آجائیں۔ تو اس کے لئے مشکل کام بھی آسان ہوجاتا ہے ❊

دینی علوم کا حاصل کرنا حسب ضرورت ضروری ہے۔ کیونکہ جب معلوم ہوگیا۔ کہ انسان کی پیدائش کی غرض عبادت الٰہی سے رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے۔ تو پھر یہ جاننا بھی ضروری ہوا۔ کہ عبادت الٰہی اور رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کے کونسے طریقے ہیں۔ انسان کا چونکہ خود ایسے طریقہ بنانا یا معلوم کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ مثلاً ہمارا ایک بھائی ہم کو کچھ ایسے طریقہ بتادے۔ جن پر عمل کرکے ہم اس کی رضا کو حاصل کریں۔ یہ زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم خود بخود اس کی رضا کو حاصل کرنے کے طریقہ بنائیں۔ اس طرح تو یہی اغلب ہے۔ کہ ہم اس کو راضی کرنے کی بجائے ناراض ہی کریں۔ یہ تو وہ بھائی ہے جس کا بوجہ ہم سے تعلق ہونے کے ہم اسکے عادات و اخلاق سے واقف ہیں۔ اور کم و بیش اس کی رضا کو حاصل کرنے کے طریقوں کو بھی جانتے ہیں۔ مگر ایک ایسی ہستی جو ہم سے وراء الوراء ہے۔ اور ہمارا اس سے کوئی تعلق بھی نہیں۔ ایسی ہستی یعنی خداوند کریم کی رضا کو ہم کیسے حاصل کرسکتے ہیں۔ جب تک وہ اپنی رضا کے حاصل کرنے کے طریقہ ہم کو خود نہ بتائے۔ اسی لئے انبیاء کا آنا ضروری ہے۔ جو خدا سے علم پاکر اس کی رضا کو حاصل کرنے کے طریقہ ہم کو بتلاتے ہیں۔ جن کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور جب ہم اس کتاب یعنے قرآن کو جو سرور انبیاء پر نازل کیا گیا۔ دیکھتے ہیں

تو اس میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ یعنے خدا تعالےٰ سے عالم لوگ ہی ڈرتے ہیں۔ پس صاف بات ہے۔ کہ علم دین آخرت کا ذریعہ ہے۔ اور سعادت اخروی قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اور یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جب تک ہم دنیا میں اپنی اصلاح نہ کریں۔ آخرت میں ہم نجات نہیں پاسکتے۔ اور ہم اپنی اصلاح نہیں کرسکتے۔ جب تک ہم کو اسبات کا علم نہ ہو۔ کہ ہم اپنی اصلاح کیسے کریں۔ کیونکہ ہر ایک کام کے کرنے کے لئے علم درکار ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کام کے کرنے کا پورے طور پر علم نہیں رکھتا۔ تو وہ اس کام میں پورے طور پر کامیابی بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ اس لئے محمد رسول اللہ نے عالم کی بڑی تعریف کی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی مجھکو فضیلت کسی ادنےٰ شخص پر۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ ہزار روزہ دار شب بیدار عابدوں کا مرجانا اس عالم کی موت سے کم ہے۔ جو اللہ کے حلال اور حرام کا ماہر ہو۔ اور یہ بھی آپ کا ہی فرمان ہے کہ عالم انبیاء کے وارث ہیں۔ اور قیامت کے دن انبیاء علماء شہدا کی شفاعت قبول کی جائیگی۔ اور فضیلت علم کے متعلق کئی آیات و احادیث ہیں ❊

میں تو یہ بھی کہونگی کہ علم جان اور مال اور اولاد اور ہر ایک عزیز چیز سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ اگر علم جان سے بہتر ہے۔ تو یہ بھی بجا ہے۔ کیونکہ یہ جان کی حفاظت کرتا ہے۔ مثلاً آگ کی خاصیت جلانا ہے جو شخص اس میں بے علمی سے ہاتھ ڈالتا ہے۔ وہ اپنی جان کو نقصان پہونچاتا ہے۔ ایک ایسا شخص جسکو آگ کی خاصیت کا علم ہے۔ وہ کبھی آگ میں ہاتھ نہیں ڈالیگا۔ اور اس طرح اپنی جان کو حفاظت میں رکھیگا۔ تو گویا اس کی حفاظت اس کے علم نے کی اور اگر علم مال سے بہتر ہے۔ تو یہ بھی بجا ہے۔ کیونکہ انسان کو مال کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ مگر علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر مال میں علاوہ اور نقائص

کے ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم میں یہ نقص نہیں۔ وہ خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اب جبکہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ تو اب میں آپ کو یہ بتاتی ہوں کہ علم کیا ہے۔ اور اس کو کسطرح حاصل کرنا چاہیئے

علوم دین تین قسم کا ہے۔ فرض عین۔ فرض کفایہ۔ علم کلام۔ فرض عین اس علم کو کہتے ہیں۔ جس کا ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ مثلاً نماز اس کا علم ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ پھر حج کے علم بھی انسان پر اسوقت فرض عین ہوجاتا ہے۔ جب حج فرض ہوجاتا ہے۔ پس سب سے پہلے ان علوم کو حاصل کرنا چاہیئے۔ جو فرض عین ہیں ❊

فرض کفایہ ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے۔ بلکہ ایک آدمی ہوں۔ جو اس فرض کو ادا کریں۔ فرض کفایہ میں تمام مسائل فقہ بھی شامل ہیں۔ مثلاً ایک مجلس میں اگر شخص آکر مجلس والوں پر سلام کہے۔ تو سب کی سب پر یہ فرض عین نہیں۔ کہ سلام کا جواب دے۔ اور اگر آدمی سلام کا جواب دیدے۔ تو ساری مجلس کا فرض ہوجاتا ہے۔ اگر ایک شخص بھی جواب نہ دے۔ تو کی سب مجلس پر اس کا گناہ رہے گا۔ یا جس طرح پر یہ فرض عین نہیں۔ کہ سب کے سب عالم ہوں۔ بلکہ فرض کفایہ ہے۔ اگر سارا محلہ عالم نہ ہو۔ تو ان پر کوئی گناہ نہیں گناہ اس صورت میں ہے۔ کہ انمیں سے ایک بھی عالم ہو۔ اس قسم کے علم کو فرض کفایہ کہتے ہیں ❊

علم دین کا ضروری حصہ علم کلام بھی ہے۔ کیونکہ اس وقت صرف ایمانی رنگ میں مان لینا کافی نہیں بلکہ ضرورت اثبات کی ہے۔ کہ دلائل کے ساتھ یقین پیدا کیا جائے۔ علم کلام کا کورس نہایت اعلیٰ درجہ کا ہونا چاہیئے۔ جسمیں مخالفین اسلام کے جواب اور اسلام کی خوبیاں ہوں ❊

ان سب علوم کا علم حاصل کرنے کے لئے قرآن شریف کا بامعنی پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ قرآن مجید بامعنی پڑھنے کے لئے اسکا علم عربی کی ضرورت ہے مطلب پورا کرنے کے لئے تھوڑی [illegible]

[illegible] روز لگنے سے مہینہ یا دو مہینہ میں [illegible] سکتا ہے۔ اسکے بعد احادیث اور تاریخ اسلام [illegible] ایک حد تک ضروری ہے۔ اور علم کلام حاصل [illegible] کے لئے موجودہ ضرورت کو تو احمدی تصانیف [illegible] طور پر ادا کر سکتی ہیں۔ پس ان کو بغور پڑھنا چاہئے۔ [illegible] جو شخص سرسری طور پر کتاب کو مطالعہ کرتا ہے وہ [illegible] گویا اپنا قیمتی وقت ہی ضائع کرتا ہے یا کم از کم اتنا تو ضرور ہے۔ کہ وہ اپنے وقت سے کافی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اس کے ساتھ ایک یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اپنے مطالعہ میں سے کام کی بات کو نوٹ کئے بغیر کبھی نہ چھوڑا جائے۔

میں نے ابھی تک آپ کو یہ بتایا ہے کہ علم دین حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اب شاید آپ کے دل میں کم فرصتی کا شبہ گذرے۔ اسکے لئے میں بصد ادب یہ عرض کرونگی کہ کم فرصتی کا عذر پیش کرنا غلط ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جو فرصت عورتوں کو میسر ہے۔ وہ مردوں کو نہیں اگر مرد عورتوں سے زیادہ باعلم اور عقلمند ہیں۔ تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ ان کو اس کام کے لئے وقت زیادہ ملتا ہے۔ بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ ان کو عورتوں کی نسبت اپنی فلاح و بہبودی کا زیادہ خیال ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ جس علم و عقل کے مرد مالک ہیں۔ اسی علم و عقل کی عورتیں مالک ہو سکتی ہیں۔ اور یہ کوئی خیالی بات نہیں۔ بلکہ اس کی دنیا میں سینکڑوں اور ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ حتیٰ کہ بعض عورتوں نے اپنے علم اور عقل کے ذریعہ سے وہ نام حاصل کئے ہیں۔ کہ آج ان کو بڑے بڑے دنیا کے عقلمند سجدہ کرتے ہیں۔ کم فرصتی کا عذر پیش کرنے والی ہر بہن غور کرے اور دیکھے۔ کہ اس کا کس قدر وقت امور خانہ داری میں صرف ہوتا ہے۔ اور کسقدر ضائع ہوتا ہے۔ تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ میں اپنے [illegible] کے لئے اچھا خاصہ وقت نکال سکتی ہوں۔ [illegible] یہ عذر سرے سے ہی غلط ہے۔ اگر بفرض [illegible] تسلیم کر لیا جائے۔ کہ عورتوں کی فرصت کم [illegible] تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ عورتوں کو تحصیل علم دین کی ضرورت نہیں۔

میری پیاری بہنوں آپ کو چاہیئے۔ کہ علم دین میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کریں۔ کیونکہ آپ نے ایک نبی کا زمانہ پایا ہے۔ اور خدا نے آپ کو اسکے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ نبی کے زمانہ میں جو روحانی انعام تھوڑی سی محنت پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس زمانہ کے بعد اسی انعام کے حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے مجاہدے کرنے پڑتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کام کے ابتدا میں وقت محسوس ہو گی۔ مگر بعد میں وہ تکلیف مبدل بہ راحت ہو جائے گی۔ اور میں تو یہ بھی عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ اگر آپ کو علم دین حاصل کرنے کے لئے امور خانہ داری میں کوئی نقصان معلوم ہوتا ہو۔ تو اس کی بھی آپ کو پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اور علم کو جس قیمت پر وہ ملے۔ خریدنا چاہیئے۔ کیونکہ انسان کا علم محدود ہے۔ اور وہ غلطی کھا سکتا ہے۔ مگر خدا جو عالم الغیب اور غلطی کھانے سے پاک ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ وسعت مال کسی شخص کے مکرم[1] ہونے کی دلیل نہیں۔ مکرم یعنے عزت یافتہ وہی شخص ہے جو عالم ہے۔ اور دنیاوی انعامات بھی میں عالم پر ہی کرتا ہوں۔ قرآن شریف کوئی یاوہ سرائی کی کتاب نہیں۔ بلکہ اس میں اصول بیان کئے ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی نے اپنی دنیا کو بہتر بنانا ہو۔ تو جو اصول قرآن شریف میں دنیا کو بہتر بنانے کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ ان کو مضبوط پکڑے۔ اور ان اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ عالم پر دنیاوی انعامات ہوتے ہیں۔ جہاں قرآن مجید میں یہ ذکر ہے۔ وہاں یہ بھی ذکر ہے۔ کہ انعام کے ساتھ آزمائش کا ہونا ضروری ہے۔ پس آپ کو آزمائش سے گھبرانا نہیں چاہیئے ✤

[1] یہ طالبات کی یادداشت سے استنباط کیا۔ اور اسی آیت سے جہاں خدا فرماتا ہے کہ خدا سے عالم لوگ ڈرتے ہیں۔ جو خدا سے ڈرتے ہیں یعنے متقی وہی مکرم ہیں ✤

خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم۔ یعنے اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو زیادہ دوں گا۔ شکر کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ انسان خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور ناشکری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان خدا کا مغضوب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے معراج کی رات جہنم میں عورتوں کو زیادہ دیکھا۔ کیونکہ وہ ناشکری زیادہ کرتی ہیں۔ اور جب ان کو خاوند کی طرف سے برائی پہونچے۔ تو کہتی ہیں کہ ہم نے تم سے کبھی بھلائی ہی نہیں دیکھی۔ جبکہ انسان کسی انسان کی ناشکری سے خدا کا گنہگار ہو جاتا ہے۔ اور دنیا بھی ایسے ناشکر کو ملامت کرتی ہے۔ تو پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس عظیم الشان محسن یعنے خدا تعالےٰ کی ناشکری انسان کو کہاں سے کہاں تک پہونچا سکتی ہے۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ خدا کے شاکر بندے ہونے کا اپنے قول و فعل سے ثبوت دیں۔ خدا تعالےٰ کا شکر کرنے کا ایک طریق یہ بھی ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کر کے ان کو صحیح طور پر استعمال کریں۔ اور اسی طرح خدا تعالےٰ کے اس عظیم الشان انعام کی جو انسان اور حیوان میں تمیز کرنے کا بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ یعنی علم کی قدر کر کے اس کو صحیح طور پر استعمال کریں۔ اور اس کو اپنی سستی کی وجہ سے یا نکما سمجھ کر بیکار نہ چھوڑ دیں۔ اگر ہم نے اس کو بیکار چھوڑ دیا۔ تو اسے زنگ لگ جائیگا جس کی وجہ سے ہم دنیا میں بھی بے وقوف کہلائینگے اور نقصان اٹھائینگے۔ اور آخرت میں بھی کفران نعمت کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے مغضوب اور نقصان اٹھانے والے ٹھہرینگے۔ اسلئے علم اور عقل کا مادہ جو قدرتی طور پر انسان میں موجود ہے۔ اس کو بیدار کرنے اور اس سے کام لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ورنہ یہ اس تلوار کے مشابہ ہو جائیگا۔ جس کو نکمے پڑے رہنے کی وجہ سے زنگ کھا گیا ہو۔ میری معزز بہنو! اگر آپ نے علم اور عقل خداداد کو جو قدرتی طور پر آپ میں موجود ہے۔ بیدار کر کے اس سے کام لینے کی کوشش کی تو خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اس میں کامیاب ہو

ہو جاؤ گی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ خدا تعالیٰ کی بھی مقرب ہو جاؤ گی۔ اور دنیا میں بھی آپ بڑے بڑے مدبروں اور عقلمندوں میں شمار کی جاؤ گی۔ کیونکہ جس شخص کا تعلق خدا سے ہو جاتا ہے۔ پھر خدا اس کے نام کو اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں بھی بلند کرتا ہے۔ مثلاً مریم صدیقہؑ جن کا بوجہ خدا سے تعلق ہونے کے ایسا نام بلند کیا گیا کہ دنیا کا اکثر حصہ اسکے نام پر جان قربان کرنے کو تیار ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کی بیوی ہاجرہؑ کی طرف دیکھو جو جنگل میں بے آب و دانہ چھوڑی گئیں۔ مگر چونکہ ان کا خدا سے تعلق تھا۔ خدا نے اس وادی کو جہاں وہ چھوڑی گئیں۔ مرجع خلائق بنا دیا۔ یا تو وہ وادی غیر ذی زرع تھی یا اب یہ حال ہے کہ اس میں ہر ملک ہر طبقہ کے لوگ موجود ہیں۔ اس کی سوائے اسکے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ ان کا خدا سے تعلق تھا۔ جس کی وجہ سے خدا نے ان کو دین اور دنیا کے انعامات کا وارث کیا عیسائی عورتوں نے بھی علم میں ترقی کی۔ اور ہم سے بہت بڑھ گئی۔ مگر ان کی علم میں ترقی صرف دنیا کے لئے ہے۔ اور ان کا خدا سے درحقیقت کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ان کی ترقی بھی عارضی ہے۔ اور ان کا ایسا نام بلند نہیں کیا جائیگا۔ جیسا ان ترقی یافتہ عورتوں کا۔ جن کا خدا سے تعلق تھا۔ اگر آپ علم دین میں ترقی کرو گی۔ تو آپ کے لئے بڑا وسیع میدان موجود ہے۔ جسمیں بڑھ کر آپ اپنے نام کو دین اور دنیا میں روشن کر سکتی ہو۔ اور جس طرح ان عالم اور فاضل عورتوں کو جو خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو گذری ہیں۔ رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کو بھی اسی طرح یاد کیا جائے گا۔ کیونکہ آپ نے بھی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز یعنے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کو پایا ہے

میری اس تجویز کو کامیاب اور بامراد بنانے کے لئے ایک تو میں پہلے عرض کر چکی ہوں کہ ارادہ اور استقلال چاہیئے۔ دوسری بات تضیع اوقات کو کہا جانے والی آگ سمجھ کر حتے المقدور اس سے پرہیز کی جائے۔ وقت کی قدر کر کے ہی انسان کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اس [illegible]

اور یہ وقت کی قدر کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ ریل اور ٹیلیفون اور سینکڑوں اس قسم کی ایجادیں جن سے وقت کی بچت ہو اور محنت میں تخفیف ہو۔ ایجاد کر کے آج وہ کامیابی جو وقت کی قدر کرنے سے ان کو نصیب ہوئی۔ اہل یورپ فخر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کی سلطنت میں کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ پس آپ کو دین اور دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے وقت کی نہایت احتیاط سے قدر کرنی چاہیئے۔ اور اگر عورتوں کی مجلس میں بھی بیٹھنے کا اتفاق ہو تو اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر وہاں بھی اپنے تجربات اور مشاہدات کو ایک دوسرے کے سامنے پیش کر کے اپنے علم اور عمل کے متعلق تجاویز سوچی جائیں۔ اور جو بری باتیں عورتوں کی مجلس میں عام طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ مثلاً ہنسی مخول جو کہ انسانی طاقت کا ایسا برا استعمال ہے۔ جس سے عقلمند انسان بے وقوف کہلاتا۔ اور معزز انسان ذلیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تمسخر کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ کیونکہ جب کوئی معزز یا عقلمند انسان سے مخول کرے گا۔ تو وہ معزز جس پر مخول کیا گیا اگر چہ اپنی تکلیف کا اظہار نہ بھی کرے گا۔ تو اپنے دل میں ضرور مخول کرنے والے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اور اگر معزز اور عقلمند انسان کسی ایسے شخص سے مخول کرے گا۔ جو بلحاظ عزت اور بلحاظ عقلمندی اسکے برابر نہیں۔ بلکہ کمتر ہے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ ادنےٰ جس سے مخول کیا گیا۔ مخول کرنے والے پر خواہ وہ اعلیٰ ہی کیوں نہ ہو۔ دلیر ہو جائے گا۔ اور اس طرح مخول کرنے والا ادنےٰ شخص کی نظر سے بھی گر کر اپنے آپ کو ذلیل بنا لیگا۔ اور اسکے علاوہ اپنی زبان کو بے لگام نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اور ایسی بات جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اور جس سے کسی کی دل آزاری کا خطرہ ہو۔ ہرگز ہرگز منہ سے نکالنی نہیں چاہیئے اور اگر کوئی بات کی جائے۔ تو اسکو ایسے ڈھنگ سے کیا جائے۔ کہ اسکو طے کرنے میں جتنا وقت درکار ہو۔ اس سے زیادہ نہ لگے۔ غرضیکہ اپنی [illegible] سے بچنے کا از بس خیال رکھنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات ہے۔ جس پر اگر عمل کیا جائے۔ تو نہایت مفید اور کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ ٹائم ٹیبل ایک کاغذ پر بنا لیا جائے۔ یعنے اپنے وقت کا حساب اور دن کا آدھا یا دوسرا تیسرا حصہ جتنا آپ کو منظور ہو۔ علم دین کے لئے الگ کر کے جو کام تحصیل علم کے لئے اس مقرر کردہ وقت میں کرنا ہو اس کو ترتیب وار لکھا جائے۔ مثلاً کسی نے تحصیل علم دین کے لئے دن میں چار گھنٹے مقرر کئے ہیں۔ تو اس کو لکھ لینا چاہیئے۔ کہ پہلے آدھ گھنٹہ فلاں کام ایک گھنٹہ فلاں کام کرنا ہے۔ اور پھر کام کرتے وقت اپنے ٹائم ٹیبل کا از بس خیال رکھنا چاہیئے۔ اور کسی کام کے لئے جتنا وقت مقرر ہے۔ اس کو مقرر کردہ وقت میں ختم کر دینا چاہیئے ۔

ایک اور بات ہے۔ جو بظاہر ذرا مشکل سی معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ دو چار بہنوں کا کام نہیں۔ بلکہ اس کام پر سب بہنوں کو پورے جوش اور کوشش اور ہمت سے کام لینا پڑے گا۔ وہ یہ کہ سب بہنیں باقاعدہ طور پر اپنی ایک انجمن بنائیں جس میں اگر ہو سکے۔ تو ہفتہ وار یا پندرہ دن یا مہینہ کے بعد سب کی سب ایک جگہ جمع ہو کر اپنے تعارف اور تمدن کی ضروریات کو بھی پورا کریں۔ اور اپنے علم دین کے متعلق تجاویز کر کے ان پر عمل کریں۔ اور انہیں سے جسکو سکرٹری تجویز کیا جائے یا جس بہن کے سپرد یہ کام کیا جائے۔ اس کو چاہیئے کہ ہر اجتماع پر کسی نہ کسی بہن کے سپرد یہ کام کیا جائے اس کو چاہیئے۔ کہ ہر اجتماع پر کسی نہ کسی بہن کو [illegible] کسی نہ کسی مضمون پر تقریر کرنے کے لئے کہا جائے اور اس تقریر کو سب بہنیں غور سے سنکر اگر اسپر کوئی جرح واقع ہوتی ہو۔ تو اس کو صاف کر لیں۔ ایسا کرنے سے آپ کو بہت فائدے حاصل ہونگے۔ والسلام

الراقمہ خاکسار آپکی خیرخواہ
نذیر بیگم اہلیہ [illegible]

نظم

از میاں نظام الدین صاحب جہلمی مہاجر قادیان

مسیح محمود احمد پر خدا کی مہربانی ہے
یہاں کا یار جانی ہے وہ اس کا یار جانی ہے

چڑھا سورج ہدایت کا منور کر دیا عالم
مبارک طالبو تم کو کہ وقت کامرانی ہے

جو اس کے ہاتھ پر تائب ہوئے اپنے گناہوں سے
نجات اخروی آخر انہیں نے حق سے پائی ہے

تعلق غیر سے توڑو اسی سے رشتہ تم جوڑو
اسی کی اب غلامی میں حیات جاودانی ہے

جو اس کے در کے خادم ہیں وہی سچے مسلماں ہیں
نہ پہچانا مگر تم نے یہ کیسی بدگمانی ہے

ارے لوگو کرو قدر اس خدا کی پاک نعمت کا
تمہارے حال پر اس کی یہ کیسی مہربانی ہے

وہی قومیں ہمیشہ کامراں ہوتی ہیں دنیا میں
جنہوں نے متقی بنکر نبی کی بات مانی ہے

کلام پاک میں تصریح ہے موسیٰ کی امت کا
کہ اک انکار کے بدلے میں کیا کیا خاک چھانی ہے

- - - - - - - - -

مسیح ناصری تو مر چکا مدت ہوئی لوگو
اب اس کی راہ کو تکنا جہالت کی نشانی ہے

جو آنا تھا کبھی کا آچکا آنکھیں ذرہ کھولو
شہادت دے رہا اس کی عذاب آسمانی ہے

یہ دیکھو سونا موتی لگ رہی ہے ساری دنیا میں
یہی آخر زمانے میں قیامت کی نشانی ہے

اٹھو جلدی کہ ایسی وقت سے دار الامان پہنچو
جہاں پر بٹ رہی دینا تا دولت آسمانی ہے

نظام الدین سے پیر ہدی نے خوب فرمایا
کہ کچھ اصلاح جلد ہی کہ دو دن زندگانی ہے

چھوڑ دو

مجلس اغیار میں اب آنا جانا چھوڑ دو
باغیانِ حق سے تم ملنا ملانا چھوڑ دو

چند روز ہے یہ دنیا میہماں بن کے رہو
اس کی ہر اک چیز پر تم دل لگانا چھوڑ دو

وعظ و پند ناصحانہ تو رسولوں کا ہے کام
آڑ میں دیں کی مگر دنیا کمانا چھوڑ دو

احمدیت میں اگر عیب دل کو لا سکتے نہیں
احمدیت ماننے والوں کو در کھلانا چھوڑ دو

اے امیر قوم اپنی قوم کو سکھلا ادب
بے ادب گستاخ اور سنت بنانا چھوڑ دو

لگ گئے سو کس سلیقے کام پیا چھپنے دو
سو مصنوعی امارت پر مچانا چھوڑ دو

با ادب ہے با نصیب اور بے ادب ہے بدنصیب
تو حیاں کستہ دیاں کرنا چھوڑ دو

میرا کہنا اس رکھو آخر کرو گے سنے ہیں
پہلوانِ حق سے تم ٹکر لگانا چھوڑ دو

سچی سچی بات کہنے میں نہیں ہوتا غلو
قادیاں والوں پہ یہ تہمت لگانا چھوڑ دو

جانچو تم محمود کو تحریر سے تقریر سے
کام دیکھو بدگماں کرنا کرانا چھوڑ دو

کہتے ہو گئے خوب ہی اسیت کی سطروں پر چلے
اپنے اور غیر لوگوں کو ہنسانا چھوڑ دو

منہ سے جب کہ سب کچھ سکے نقلوں پر کلام
اپنی تجویزوں سے کچھ بنتا بنانا چھوڑ دو

خاکسار گلاب الدین احمدی رہتاسی

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالا[مان]

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۹

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ آپ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق ڈلہوزی سے آگے اور پہاڑوں پر جانے والے ہیں۔ اس لئے کوئی صاحب ملاقات کے لئے ڈلہوزی کا قصد نہ فرمائیں۔ انشاء اللہ ڈیڑھ ماہ تک دار الامان قادیان ہی میں آجائینگے ٭

یکم اگست کو ہر دو سکول کھلینگے۔ طلباء کے والدین کو چاہیئے کہ اس تاریخ سے پہلے پہلے اپنے بچوں کو قادیان بھیجدیں تا ان کا حرج نہ ہو۔ (۱) ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر ڈاک کلام کریکو ئر ۲۲- کوڈ لہو ... سید فیروز شاہ صاحب احمدی کاتب تشحیذ تین چار ماہ سے جرنل ... سے قادیان ہی میں بیمار چلے آتے تھے۔ آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے اپنے وطن گئے۔ وہیں ۷ر جولائی کو فوت ہوگئے ۔ م

قادیان کے آریہ اور ہم

قادیان کے آریہ مدت سے کان لپیٹے بیٹھے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ سے پھر انہوں نے پھریری لی ہے۔ اور کوئی نہ کوئی حرکت مذبوحی ہمارے مقابلہ میں کر لیتے ہیں۔ اور آج کل تو بالخصوص اخباروں میں انہیں ہمارے خلاف اکسایا جاتا ہے۔ اور ایک سکول بنانے کی تجویز ہو رہی ہے۔ ان کا ایک اپدیشک پنڈت چانن نام یہاں آیا۔ ان صاحب کو دوسرے مذاہب والوں سے الجھنے کا بہت شوق معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ دفتر تشحیذ میں آئے۔ جہاں مولانا محمد سرور شاہ صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ آتے ہی ان سے پوچھا کہ آسمان کی نسبت قرآن مجید کیا بتاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ آسمان کوئی ٹھوس چیز نہیں۔ بلکہ ایسا ہے۔ کہ جس میں سورج چاند سیارے تیرتے ہیں۔ پھر سات آسمانوں کی نسبت پنڈت صاحب نے پوچھا۔ تو اس کے متعلق بھی بتا دیا گیا۔ اسی سلسلہ میں پنڈت صاحب نے سوال کیا کہ سورج ساکن ہے یا متحرک۔ بتایا گیا کہ والشمس تجری لمستقر لها۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ پھر پنڈت صاحب نے پوچھا کہ کیا سورج کالے کیچڑ کے کنڈ میں غروب ہوتا ہے۔ جواب میں ان کو قرآن مجید سے اصل آیت دکھائی گئی۔ جو یوں ہے۔ حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدها تغرب فی عین حمئة یعنے جب وہ مغربی اطراف میں پہنچے۔ تو انہیں ایسا معلوم ہوا کہ سورج ایک کالی کیچڑ کی کنڈ میں غروب ہو رہا ہے۔ ” وجدها ملاحظہ کیجئے ... کو ایسا معلوم ہوا تھا۔ کہ سورج ...

ڈوب رہا ہے نہ کہ فی الحقیقت۔ اس پر پنڈت صاحب نے کچھ شک ظاہر کیا۔ تو . . . . مسافر آگرہ سے پنڈت گنگشیدت مشہور آریہ مناظر کا یہ فقرہ دکھایا گیا جو سفر رنگون کے دوران میں انہوں نے لکھا ہے

"جب سورج نکلا۔ تو اور بھی لطف آیا۔ کیونکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سچ مچ سمندر ہی کے بیچ میں سے نکل رہا ہے۔"

اس پر پنڈت چانن کو ماننا پڑا۔ اور بے اختیار بول اٹھے کہ یہ حوالہ بہت مضبوط ہے۔ پھر پنڈت صاحب نے دریافت کیا کہ یہ معنے پہلے بھی کسی نے کئے ہیں یا آپ ہی کرتے ہیں۔ جس پر انہیں پہلے شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ دکھایا جس میں یہی ترجمہ ہے۔ اسکے بعد مولوی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ دکھایا۔

"جب چلتے چلتے آفتاب کے غروب ہونے کے مقام پر پہونچا۔ تو اس کو آفتاب ایسا دکھائی دیا کہ جیسے وہ کالی کالی کیچڑ کی کنڈ میں ڈوبتا ہے۔"

پھر مزید تسلی کے لئے چند تفاسیر دکھائیں۔

حوالہ اوّل - ترجمان القرآن سے

"اور یہ جو اصحاب قصص و اخبار کہتے ہیں کہ وہ ایک مدت زمین پر چلا اور سورج اس کے پیچھے ڈوبتا تھا۔ سو اس کی کچھ اصلیت و حقیقت نہیں × × × بالجملہ ذوالقرنین نے اپنی نگاہ میں یہ دیکھا کہ سورج ایک بحر محیط میں غائب ہوتا ہے۔ یہی شان ہے ہر شخص کی جو ساحل بحر محیط تک پہنچتا ہے۔ وہ یہی دیکھتا ہے۔

"انسان کی عادت ہے کہ جب دریا میں ہوتا ہے تو اسے یوں نظر ہی آتا ہے کہ سورج دریا میں ڈوب رہا ہے۔"

حوالہ دوم - تفسیر کبیر سے

وجد الشمس کانها تغرب فی عین وهدة مظلمة وان لم تكن كذلك فی الحقیقة۔

ذوالقرنین کو معلوم ہوا کہ سورج گویا کالے چشمے میں ڈوب رہا ہے۔ گو حقیقت میں ایسا نہیں تھا۔

حوالہ سوم - تفسیر بیضاوی

فرأها كذلك اذ لم يكن فی مطمح بصره غير الماء (یعنے ذوالقرنین نے سورج کو ایسا دیکھا کہ اس کی حد نگاہ میں پانی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اس پر حاشیہ ہے

ای یری انها تغرب فی عین حمئة والا فلا تقع کما قاله العلماء۔ یعنے دکھائی ایسا دیتا تھا کہ کالے کیچڑ میں سورج ڈوب رہا ہے ورنہ دراصل یوں نہ تھا۔"

جب پنڈت صاحب کی تسلی ہر طرح ہو چکی تو انہیں کہا گیا کہ اب شریفانہ طریق یہ ہے۔ کہ یہ اعتراض اب آپ کبھی کسی مسلم کے سامنے نہ دیں۔

پھر مذہب اور سائنس پر مباحثہ چلی جس پر مولانا سرور شاہ صاحب نے انہیں بتایا کہ مذہب کے اصل اجزا دو ہیں۔ اعمال و اخلاق۔ جو انسانی زندگی سنوارنے کے لئے ضروری ہیں۔ دوم ان اعمال و اخلاق کے لئے تیار کرنے کے واسطے عقائد۔ سائنس بذاتہ مقصود بالذات نہیں۔ مگر اس کے لئے جسقدر مذہب میں ضرورت ہے۔ اس کا بیان ہے۔ پنڈت صاحب کا منشاء یہ تھا کہ قرآن مجید میں ہوائی جہاز اور آبدوز کشتیاں دکھائی جائیں۔ چنانچہ وہ اپنے اس منشاء کو طرح طرح سے ظاہر بھی کرتے تھے۔ اور خود بعض فقرات مولانا شاہ صاحب کی طرف انہی کے سامنے پیش کرتے تھے کہ گویا آپ یہ فرما رہے ہیں تاکہ وہ اپنے دل کا اعتراض کریں۔ جس پر مولوی صاحب نے پنڈت صاحب کو متنبہ کیا کہ آپ مجھے لقمہ نہ دیں۔ میں جو کہہ رہا ہوں اس پر اعتراض کریں۔ اگر کچھ اعتراض کر سکتے ہیں۔ اس پر پنڈت صاحب خاموش رہ گئے۔ اور کہا کہ جو سائنس کے متعلق آپ نے فرمایا وہ مجھے لکھدیں جو لکھدیا گیا۔ جناب تیر اسلام میر قاسم علی صاحب بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے مہاشہ جی کی بے تابی دیکھکر فرمایا۔ کہ آمدورفت کشتیوں اور ہوائی جہاز اور توپوں وغیرہ کے بنانے کا ذکر تو ویدوں میں ہے۔ اور علم موسیقی بھی ہے۔ سب کچھ ہے۔ ہمیں بھی ضرورت ہوگی تو اسی سے دیکھ لینگے۔ لیکن ایک چیز وید میں نہیں معلوم ہوتی وہ کیا ہے؟ توحید۔ بس وہ قرآن مجید میں ہے۔ ہندوستان میں جو ۳۳ کروڑ دیوتا پوجا جاتا اور شولنگ وغیرہ تو آخر کس کتاب کا اثر ہے قرآن مجید اور بائیبل سے تو پہلے کا ہی حال ہندوستان وغیرہ میں سب ہے۔ اس پر پنڈت صاحب نے کہا کہ قرآن مجید میں جو توحید ہے۔ ویدوں سے ماخوذ ہے۔ اور خانہ کعبہ میں شولنگ کی پرستش ہوتی ہے۔ انہیں پوچھا گیا کہ شولنگ کی تعریف دیجئے۔ مگر پنڈت صاحب اس طرف نہ آئے پھر ان سے پوچھا گیا کہ پرستش کی تعریف کریں تاہم تاسکیں کہ حجر اسود کی پرستش ہوتی ہے یا نہیں اس پر بھی بیچارہ دکھنا پڑا جناب میر قاسم علی صاحب کی تقریر سے پنڈت صاحب ایسے گھبرائے۔ کہ درمیان ہی میں بار بار کہتے تھے۔ بس بس میں جاتا ہوں۔ خیر جب وہ چلے گئے تو ان کو کہا گیا۔ آپ کو بڑا دعویٰ ہے کہ ویدوں میں تمام سائنس ہے۔ اور اس میں کوئی بات خلاف سائنس نہیں۔ بس آپ ایک تحریری مضمون لکھکر بھیجدیں۔ دو گھنٹے میں ہم اپنے سوالات لکھکر بھیجینگے۔ پھر آپ نے اس کا جواب لکھکر تیار کر لیا۔ اور عصر کے وقت عام جلسہ کرکے سنا دینا۔ دوسرے روز قرآن مجید اور سائنس کے متعلق اسی طرح بحث ہوگی۔ جواب آیا کہ مولوی سرور شاہ صاحب نے جو تحریر لکھ کر دی تھی۔ اس پر ان کے دستخط کرا کے بھجوا دیں تو کل وید اور سائنس پر ہمارا پرچہ آپ کو پہنچ جائے گا ہم نے اسی وقت دستخط کرا کے بھیجدیئے۔ دوسرے روز باوجود متعدد یاد دہانیوں کے پنڈت چانن رام صاحب نے پرچہ نہ بھیجا۔ اور یوں کھلا کھلا فرار کرکے یہ ثابت کر دیا کہ آریہ سماج کے پاس وید اور سائنس کے متعلق کوئی دلیل نہیں۔ قادیان کے آریوں کو یہ خوفناک شکست اور یہ کھلا کھلا فرار مبارک ہو۔ ہمیں افسوس ہے کہ پنڈت صاحب موصوف نے اپنے لیکچروں میں اسلام پر بھی حملے کئے۔ جو اسکے لئے روانہ تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۲۵ر جولائی ۱۹۱۸ء

علم الاخلاق

(نوشتہ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

بعض صفتیں بظاہر اسقدر باہم مشابہ ہیں کہ ان کی شناخت میں دہوکہ لگ جاتا ہے۔ اس لئے میں اپنی سمجھ کے مطابق ان کے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں

(۱)

ضد اور استقلال۔ کسی بات پر قائم رہنا۔ اور باوجود مشکلات کے اس سے نہ پھرنا۔ قابل ستایش امر ہے۔ لیکن اگر باطل کے متعلق ایسا کیا جائے۔ تو وہ مستحسن نہیں۔ بلکہ اسی کو ضد کہتے ہیں۔ ہاں اگر حق کے بارے میں یوں ہو تو یہ استقلال ہے جو احسن الاوصاف ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے ایک تحریر لکھا۔ کہ اگر میں ہلاک بھی ہو جاؤں تو حق یہی ہے۔ جو میں کہتا ہوں میرے خیال میں یہ ضد ہے۔ اور سیدنا محمود احمد نے جو فرمایا ساری دنیا چھوڑ دے پر میں نہ چھوڑوں گا تجھے۔ تو یہ استقلال و استقامت ہے۔

(۲)

کبر و خود داری۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا دوسروں کو حقیر جاننا۔ ان سے بلا وجہ نفرت یہ کبر ہے۔ لیکن اپنی حیثیت نگاہ رکھنا اپنے حقوق کی حفاظت یہ خود داری ہے بعض لوگ خود دار ہوتے ہیں۔ اور انہیں متکبر سمجھا جاتا ہے۔ بعض فی الواقعہ تکبر رکھتے ہیں۔ مگر اپنے آپ کو خود دار یقین کرتے ہیں۔ ان دونو باتوں میں باریک فرق ہے۔ جو یادنی تامل معلوم ہو سکتا ہے۔ خود دار کو ضرورت نہیں۔ کہ دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور خواہ مخواہ اپنا رعب قائم کرنا چاہیئے ۔

(۳)

ضعف و سستی۔ ضعف تو یہ ہے کہ ایک شخص لیٹا ہے اس کا دل مثلاً نماز کے لئے تڑپ رہا ہے مگر وہ اٹھ نہیں سکتا۔ اس لئے مسجد نہیں جاتا۔ دوسرا شخص ہے۔ وہ اچھا بھلا ہے۔ مگر محض اپنی سستی کی وجہ سے نہیں اٹھتا تو یہ دونو برابر نہیں ہو سکتے۔ ضعف اور سستی میں فرق اس طرح پر معلوم ہو سکتا ہے کہ جب اپنے مذاق کا کوئی کام اور دلچسپی کا سامان ہو۔ تو فوراً سستی جاتی رہتی ہے۔ اور سستی کے لئے یہ عذر نہیں ہوتا کہ میری طبیعت ناساز ہے۔ یا اسوقت تو مجھ سے اٹھا نہیں جاتا ۔

(۴)

نزاکت اور بے حوصلہ پن۔ ان دونو میں فرق ایک مثال سے سمجھاؤں گا۔ پچھلے ماہ رمضان میں ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح ظہر کے بعد چار پانچ رکوع قرآن شریف درس دیتے تھے۔ گرمی سخت تھی۔ اور مسجد اقصیٰ میں پختہ فرش ہونے کی وجہ سے اور بھی زیادہ محسوس ہوتی تھی۔ دو چار آدمیوں کو میں نے دیکھا کہ وہ اسقدر گھبرا جاتے تھے۔ گر بلا مبالغہ ہر پندرہ بیس منٹ کے بعد مجلس سے اٹھ کر غسل کرآتے اور کپڑا بھگو کر اپنے سر پر دوسری طرف ہمارے سردار ہیں کہ پوری پوشاک پہنے ہیں یعنی قمیض واسکٹ کوٹ۔ سر پر پگڑی۔ اور پھر بعض دوست غلبۂ محبت سے ہجوم کئے بیٹھے ہیں۔ پنکھے کی ہوا بھی ایک گوشہ میں ہونے کی وجہ سے ٹھیک نہیں پہونچتی۔ لیکن آپ ہیں کہ ذرا گھبراہٹ نہیں۔ حالانکہ روزے سے بھی ہیں۔ بے شک حضرت مسیح موعود کی مماثلت کا اثر یہی ہے۔ لیکن پھر بھی چار پانچ گھنٹے اس پابندی سے ایسی سخت گرمی میں نشست اور پھر درس دینا معمولی کام نہیں تھا ۔

(۵)

صبر و تحمل اور جبن و بے غیرتی۔ یہ صفتیں بعض اوقات ایسی مل جاتی ہیں۔ کہ کوئی شخص دست اندازی کرتا ہے۔ گالیاں دیتا ہے۔ اور آپ ہیں کہ چپکے بیٹھے ہیں۔ وہ شریر زیادہ شوخ ہوتا جاتا ہے۔ ادھر یہ دل ہی دل میں ڈر رہے ہیں کہ خدا جانے بولوں گا۔ تو کیا نقصان پہونچائیگا۔ دوسرا شخص ہے۔ جو باوجود استطاعت محض اللہ کے لئے صبر سے کام لیتا ہے۔ اور اس کا معاملہ خدا پر چھوڑتا ہے۔ تو ان دونو میں بہت بڑا فرق ہے۔ صبر کا اللہ تعالیٰ ضرور اجر دیتا ہے۔ اپنا تجربہ بیان کرتا ہوں۔ ایک کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ جو اس مکان کی حیثیت تو ایسی تھی کہ ہمارے وطن کے تین مکانوں میں سے سب سے چھوٹے مکان کا تیسرا حصہ بھی نہیں۔ پھر اس میں سوائے ایک کمرے کے کچھ بھی نہیں تھا۔ حتے کہ مستراح کے لئے جگہ نہیں بنائی گئی تو منفذ نہیں۔ اس لئے اس کی صفائی میں سخت دقت۔ بارش ہو رہی ہے۔ کمرہ دھوئیں سے بھرا ہے۔ ننھے بچے کو سیڑھیوں میں لٹایا۔ اور کھانا پک رہا ہے خیر یہ تو معمولی بات ہے۔ مشکل یہ تھی۔ کہ شام ہوتے ہی نیچے کے دروازے میں قفل لگ جاتا تھا۔ آمد و رفت لازمی طور پر مسدود۔ اور مستزاد یہ کہ ہمسائے ..... ایسے کہ بے سر پیر ضرور ہمیں گالیاں دیتے۔ اور مجھ کو آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کس قصور پر۔ ایک دن کا واقعہ ہے۔ کہ میں صبح صادق سے پہلے نماز پڑھنے مسجد میں گیا۔ ہم تو بالاخانے میں رہتے تھے۔ نیچے ڈیوڑھی میں مکان والوں کا ایک چرخہ پڑا تھا۔ اس کا تکلا ایسا بیچا کہ مجھے گھر از خم ہو گیا۔ مگر میں نے اُف تک نہ کی۔ صبح باوجودیکہ بتا دیا گیا۔ پھر بھی تکلا ٹیڑھا ہونے کی وجہ سے دو چار گھنٹے چرخہ والی کی گالیاں سننی پڑیں۔ وہی نہیں بلکہ آس پاس کے رہنے والے بھی اس کار خیر میں شریک ہو جاتے تھے۔ میں نے تو کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا۔ ایک دوست جو گلی سے گذر رہے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا تو وہ مجھے کہنے لگے۔ آپ کیونکر یہاں پڑے رہتے ہیں۔ یہ تو سخت بے غیرتی ہے۔ میں نے اس دوست سے کہا کہ میرے مولا نے میرے گناہوں کی ذوب کے لئے ایسا ہی چاہا ہے۔ وہ علیم بذات الصدور خوب جانتا ہے کہ میں نے ایسے گھر والوں سے صبر و شکر کا نمونہ دکھایا۔ اور کبھی ان کی گالیوں اور ایذا رسانیوں کا جواب تو در کنار کبھی شکایت تک بھی نہیں کی۔ چنانچہ اجر میں اللہ ...

ـــــ زمین اور مکان پایا۔ جو کم از کم میرے وہم و گمان میں بھی نہ گذرا تھا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ کرایہ والا مکان بھی ایک مخلص احمدی کا ہے۔ اور اس کا وہ حصہ جس کے لئے میں مستغد نہیں ہوتا تھا۔ خدا کا گھر بننے کی عزت رکھتا ہے۔ کہاں وہ دعوے کہ ہم احمدیوں کو اس مکان سے اس محلہ سے اس شہر سے نکال دینگے۔ اور کہاں یہ بے بسی کہ مکان ہی ان کا نہیں رہا۔

(۶)

زود رنجی اور نازک مزاجی - بعض لوگ اپنے آپ کو نازک مزاج سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ زود رنج ہوتے ہیں ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر ناراض ہو جانا۔ نازک مزاجی نہیں۔ زود رنجی ہے۔ جو بہت بری بات ہے۔ نازک مزاج والا بے شک بظاہر ایک نہایت معمولی سی بات پر بگڑ جاتا ہے۔ مگر دراصل وہ بہت اہم ہوتی ہے اور زود رنج تو بات بات پر بگڑتا ہے۔ اور ایسے نفسانی جوش کا تابع ہوتا ہے۔ نازک مزاج انسان بعض اوقات ایسی بات پر تحمل و بردباری سے کام لیتا ہے۔ جو بہت بڑی بات ہوتی ہے لیکن زود رنج میں یہ بات نہیں ہوتی۔

(۷)

خود ستائی اور تحدیث بالنعمت - بعض لوگ خود ستا ہوتے ہیں۔ ہر وقت اپنی تعریف آپ کہتے رہتے ہیں کہ ہم ایسے ہم ویسے۔ اور بہانہ کرتے ہیں۔ اما بنعمۃ ربک فحدث کا۔ حالانکہ تحدیث بالنعمت اور چیز ہے۔ اوّل تو ایسا شخص کبھی اشارتاً کنایتاً بھی اپنے کام کو اپنی قابلیت کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ دوم اس کے کلام سے اس کی نیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ جن کی زبان پر رسم و عادت کے طور سے خدا کے فضل خدا کی خاص مہربانی تو رہتا ہے مگر یہ وہ تحدیث بالنعمت کے طور پر نہیں۔ بلکہ [illegible] کا ذکر کرتے ہیں۔

(۸)

[illegible] کسی کو ایک [illegible]

کوئی مجلس ہو اس کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی ایذا رسان ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ بعض آدمیوں میں یہ مادہ اس قدر ہوتا ہے کہ وہ کسی کو السلام علیکم کہہ بیٹھے ہیں تو جب تک یہ جتا نہ لیں کہ مینے تمہیں سلام دیا ہے چین نہیں آتا۔ مجھے ایک شخص کا واقعہ ابھی تک نہیں بھولا۔ جسنے مجھے بقول خود سلام دیا میں کام میں بعض اوقات ایسا منہمک ہو جاتا ہوں کہ مجھے گرد و پیش کی آواز نہیں پہنچتی۔ اور بعض اوقات مجھ پر ضعف کا ایسا غلبہ ہوتا ہے۔ کہ میں بہت کوشش کرتا ہوں۔ مگر بلند آواز سے بول نہیں سکتا۔ کچھ ایسا ہی عذر پیش آیا۔ لیکن اسنے آنکھیں نکالکر سخت غصے میں کہ گویا میں دین اسلام سے پھر گیا ہوں مجھے کہا کہ مینے سلام دیا ہے تم نے جواب نہیں دیا مینے خیال کیا کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہو گئی ہے۔ جو کسی پر سلام کے ساتھ ہی احسان کرتے ہیں۔ تو انہیں چین نہیں آتا۔ جب تک جتا نہیں لیتے۔ یہ تکبر کی وجہ سے ہے یا بخل کے سبب کہ سلام بھی بلا معاوضہ دینا پسند نہیں۔ ہاں بعض نیک دل کسی پر احسان جتاتے ہیں تو اس نیت سے کہ مخاطب کو اپنے فرض کا احساس ہو۔

(۹)

کفایت اور کنجوسی - خرچ کو آمد سے کم رکھنا۔ بلا ضرورت کچھ خرچ نہ کرنا یا کم خرچ کفایت ہے۔ مگر باوجود موجودگی مال کے ضرورت پر بھی انفاق سے پہلوتہی کرنا کنجوسی ہے۔ بعض کنجوس ہیں۔ مگر اپنے آپ کو کفایت شعار سمجھتے ہیں۔ اور بعض کفایت شعار ہیں جنھیں سفلہ میں بخیل کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔ بعض لوگ اپنے حق میں کنجوس ہوتے ہیں۔ غیروں کے لئے فیاض بعض اپنے لئے فیاض اور غیروں کے لئے بخیل۔ مگر کفایت شعاری اور چیز ہے

(۱۰)

شجاعت اور حمق - مردی و نامردی کا فرق تو کسی نے اس نقوہ میں بتا دیا ہے۔ مردی و نامردی قدمے فاصلہ ہے لیکن شجاعت بعض وقت حمق و تہور سے ملتبس ہو جاتی ہے۔ بے سوچے سمجھے خطرناک جگہ بیٹھ جانا اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنا حمق اور تہور ہے لیکن ضرورت پر اپنی جان تک کی پرواہ نہ کرنا اور قدم بجائے پیچھے ہٹانے کے آگے بڑھانا شجاعت ہے۔ پس یہ امتیاز ضروری ہے۔

(۱۱)

لینت اور منافقت - بعض لوگ طبعاً نرم مزاج ہوتے ہیں۔ اور قول لین کے عادی۔ یہ اچھی بات ہے لیکن اگر اظہار حق میں اس سے رخنہ پڑے۔ تو یہی بات منافقت ہے۔ بزدلی ہے۔ ایسا شخص صلح کل نہیں ملنسار اور ہر دلعزیز نہیں۔ بلکہ ہر دیگی چمچہ اور مرغ باد ہے کہ جدھر ہوا کا رخ دیکھا۔ ادھر ہو گیا۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی صفت ضروری ہے بعض لوگ اپنی کوئی رائے نہیں رکھتے۔ تحقیق سے کام نہیں لیتے۔ اس کا نام حسن ظن رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک عیب ہے۔ حسن ظن کے معنے ہیں۔ ظن کو اچھے طور پر استعمال کرنا۔

غرض اس قسم کی بہت سی صفتیں ہیں۔ جو باہم ایک دوسرے کی نہایت مماثل و متشابہ واقع ہوا ہیں۔ ان میں فرق و امتیاز سمجھنا مومن کا فرض ہے۔ میں نے تو علی سبیل الایجاز بعض کا ذکر کر دیا۔ وہ بھی کما حقہ نہیں۔ بلکہ نہایت مختصر۔

اکمل عفا اللہ عنہ

ماریشس کے شہر پورٹ لوئی

میں

مولانا حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔اے مبلغ احمدیت کا وعظ

میں نے الحمد للہ پڑھ کر یہ کہا۔ کہ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ اور پھر اس کا شکر پر شکر کرتا ہوں۔ کہ اس نے مجھے انسان پیدا کیا۔ اور مسلمان بنایا۔ اور ایسے زمانہ میں پیدا کیا۔ جو کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ جس کے لئے اولیاء اُمت رو رو کر دعائیں کرتے گذر گئے۔ کہ وہ مسیح موعود کا زمانہ دیکھیں۔ اور پھر میں اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں اس کی بیعت میں داخل ہو جاؤں۔ اور محض اس کے فضل سے اس کے پاس چودہ برس رہا۔ اور اس کی صحبت سے فیض یاب ہوا۔ میں تم سب کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ تم حضرت مسیح موعود کے دعوے میں غور کرو۔ اور جلدی سے انکار نہ کرو کیونکہ انسان کو چاہیئے کہ جو کام کرے۔ سوچ کر کرے۔ اور ہم پر یہ تہمت لگائی گئی ہے۔ کہ ہم نے گویا کوئی نیا مذہب بنایا ہے۔ سو یاد رہے کہ محض ہم پر یہ تہمت لگائی گئی ہے۔ اس لئے میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ ہمارے یہ عقائد ہیں۔ ہم اللہ کو مانتے ہیں کہ وہ واحد لاشریک ہے اپنی ذات میں اپنی صفات میں اور اپنے افعال میں۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا کئے ہیں۔ اور وہ کاموں پر مقرر ہیں۔ جو خدا نے ان کے لئے مقرر کر دئے ہیں۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل فرمائیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کے ساتھ بولا۔ اور ان پر اپنی رضا کی راہیں کھولیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ نیکی اور بدی کا نتیجہ ہے جسے تقدیر کہتے ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ بعث بعد الموت ہے۔ اور ایک قیامت ہے۔ جس میں ہر ایک شخص اپنی نیکی یا بدی کا بدلہ پائیگا۔ یہ ہمارے عقائد ہیں

اور ہمارے ارکان اسلام۔ جن کو عملیات کہنا چاہیئے۔ یہ ہیں۔ اقرار لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ نماز پڑھنا زکوٰۃ دینا۔ حج کرنا۔ اور صوم رمضان۔ اس کے بعد میں نے سورۃ الحمد کی تفسیر کی۔ اور ثابت کیا کہ جبکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ چیزیں پیدا ہو رہی ہیں اور پل رہی ہیں۔ عام مفت رحمت ہو رہی۔ اور محنت پر رحمت ہو رہی ہے۔ اور شریروں کو یہاں بھی سزائیں مل رہی ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ کوئی رب ہے۔ کوئی رحمٰن ہے کوئی رحیم ہے کوئی مالک ہے۔ چونکہ یہ سب ملکر کام کرتے ہیں۔ اور کام بڑی ترتیب اور انتظام سے چل رہا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ یہ سب ایک ہی ذات کے صفات ہیں۔ اور ہر ذات اپنی صفات سے پہچانی جاتی ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ وہ ذات اللہ ہے۔ اور اس کی چار صفتیں رب العالمین الرحمٰن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین دنیا میں کام کر رہی ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ اللہ ہے۔ اور وہ رب ہے رحمٰن ہے۔ رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے جب عابد نے اپنے معبود کو اس کی صفات سے پہچان لیا۔ تو پھر اس نے اس کو مخاطب کر لیا۔ کیونکہ اس کی معرفت اسقدر بڑھ گئی ہے۔ کہ وہ اس کو تو کہہ سکتا ہے۔ اسلئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کہا۔ کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور چونکہ عبادت کے لئے کوئی طریقہ اور ارادہ چاہیئے۔ اسلئے اسی سے دعا مانگی۔ کہ ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔ اور پھر آگے یہ مانگا۔ کہ سیدھی راہ سے مراد وہ راہ ہے۔ جس پر چل کر نبی صدیق۔ شہید۔ صالح بن جاتے ہیں۔ اور ایسی راہ پر نہ چلا۔ جس پر چلنے سے غضب الٰہی کا نزول ہوتا ہے یا ضلالت میں جا پڑتے ہیں۔ اس میں تین فرقوں کی پیشگوئی موجود ہے۔ کہ اُمت محمدیہ میں ایک فرقہ انعمت علیہم رہے گا۔ اور ایک فرقہ مغضوب علیہم اور ایک فرقہ ضالین۔ اور قرآن شریف نے انعمت علیہم کے معنے کئے ہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریگا [illegible]

ہے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ نبیوں، صدیقوں شہیدوں اور صالحوں میں سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اُمت محمدیہ میں انعمت علیہم کا گروہ ضرور رہے گا اور المغضوب سے مراد یہود ہیں۔ اور ضالین نصاریٰ ہیں۔ اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لتتبعن سنن من کان قبلکم شبرا بشبر وذراعا بذراع قالوا الیہود والنصاریٰ قال فمن۔ کہ تم پہلوں کی راہیں چلوگے۔ بالشت بہ بالشت گز بگز۔ لوگوں نے کہا۔ یہود و نصاریٰ فرمایا۔ پھر کون؟ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جو یہود کے افعال کرنے لگ جاوے۔ اگرچہ وہ کلمہ طیب منہ سے پڑھنے کا قائل بھی ہو۔ تو وہ یہود ہونے سے نہیں بچ سکتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ کلمہ طیبہ بھی چھوڑ دوگے۔ مگر یہ فرمایا کہ تمہارے اعمال یہود کے اعمال کے مشابہ ہو جائینگے۔ جیسا کہ یہود کو سود سے روکا گیا تھا۔ مگر انہوں نے لیا۔ ایسا ہی مسلمانوں پر سود حرام ہے۔ مگر اب جو لے رہے ہیں۔ جبکہ امت میں یہود صفت پیدا ہو گئے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ پہلے صفت اُمت محمدیہ میں پیدا نہ ہوں۔ میں نے تم کو سورہ الحمد خوب سمجھا دی ہے۔ کیونکہ اس کے سوا نماز نہیں ہو سکتی۔ بغیر نماز کے انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ تقریب بھی فاتحہ ہی کی تھی۔ اسلئے میں نے فاتحہ پر تم کو سنایا ہے اور خوب سمجھا دیا ہے۔ تاکہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور خوب یاد رکھو کہ سب سے بڑا آسان طریقہ فیصلے کا دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو خوب جانتا کہ ہم دونوں فریق میں سے کون سچا ہے۔ اور کونسا جھوٹا ہے اس لئے تم الحمد میں دعا مانگو۔ کہ اے اللہ ہم کو انعمت علیہم گروہ میں داخل کر دے۔ اور مغضوب اور ضال گروہ سے بچا۔ اگر احمدی انعمت علیہم ہیں۔ تو ہم کو ان کے ساتھ ملا دے۔ اور اگر غیر احمدی انعمت علیہم ہیں تو ہم کو ان کے ساتھ ملا دے [illegible]

ہم اللہ کے فضل و کرم قرآن شریف اور صحیح حدیث سے ثابت کرسکتے ہیں۔ کہ ہم حق پر ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس زمانے کا امام آگیا ہے۔ اور ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ نہیں اس زمانے کا کوئی امام نہیں آیا ہے اب پہلا یہ تنازعہ قرآن اور حدیث کے سامنے پیش ہونا چاہیئے کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ سو ہم قرآن شریف میں کچھ الفاظ میں پاتے ہیں۔ وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون۔

اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک کام کرتے ہیں کہ وہ انکو خلیفہ بنائے گا زمین میں۔ جیسا کہ اسنے خلیفہ بنایا تھا۔ ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے۔ اور ضرور ضرور مضبوط کر دے گا۔ ان کے لئے انکے دین کو جو اسنے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ اور ضرور ضرور بدل دیگا انکے خوف کو امن سے وہ میری ہی عبادت کرینگے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائینگے اور جو اسکے بعد کفر کرے۔ وہی فاسق ہیں۔ اس میں خدا تعالے نے خلیفہ کے تین زبردست نشان مقرر کئے ہیں جیسا کہ رسول کریم دین اسلام کی تمکین کرتے تھے۔ ایسا ہی اللہ تعالے ان کے ذریعہ دین اسلام کو مضبوط کر دیگا۔ اب جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں یا دیکھ لے۔ اور ان تمام دلائل سے کام لے دو کبھی کسی مخالف اسلام کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ ایسا حضرت مسیح موعود نے اسلام کو مضبوط کیا ہے۔ کہ کوئی مخالف اسلام اب اسپر حملہ کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ سو پہلا نشان حضرت مسیح موعود [illegible] ہے۔ جب حضرت [illegible] ہندوستان کے ایک [illegible]

تک گئی۔ اور قریب دو سو مولویوں نے فتوی کفر پر مُہریں لگائیں کہ یہ شخص کافر ہے۔ دجال ہے بے ایمان ہے۔ یہود و نصارے سے بدتر ہے۔ کوئی اس کی بیعت نہ لے۔ کوئی اس کی کتاب نہ دیکھے۔ جو اسکے ساتھ تعلق رکھے گا۔ اس کی بیوی اسپر حرام ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اس کو واجب القتل ٹھہرا کر عوام کو جوش دلایا کہ کوئی جاکر ان کو مار ڈالے۔ مگر وہ اللہ جو اس کو بھیجنے والا تھا۔ اس کا مددگار تھا۔ اور اللہ تعالے نے اپنی وحی کے ساتھ پہلے بتا دیا تھا واللہ يعصمك من الناس۔ کہ لوگ تیرے قتل پر قابو نہیں پائینگے۔ سو دیکھو یہ کیسا عظیم الشان حضرت مسیح موعود کے لئے خوف تہا۔ مگر خدا تعالے نے اس کو ہیبار منثورا کردیا۔ پانچ لاکھ نے حضور کے ہاتھ پر آکر بیعت کی۔ اور حضور کے غلام بن گئے۔ مولوی تو یہ چاہتے تھے کہ ایک نہ بھی آوے۔ مگر اللہ تعالی لاکھوں لے آیا۔ اور مولوی چاہتے تھے کہ یہ قتل ہو جاوے سولی پر چڑھ جاوے یا زندان میں جا پڑے۔ تاکہ ان کے ہاتھ میں بات آجاوے۔ کہ وہ جھوٹا تھا مفتری تھا۔ تبھی تو یہ حال ہُوا۔ مگر اللہ تعالے نے آپ کو ان تمام لعنتوں سے محفوظ رکھا۔ اور اپنا وعدہ پورا کیا کہ وہ رسول کریم کے خلیفوں کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ پس سچے خلیفے کا دوسرا نشان بھی خوب اچھی طرح پورا ہُوا۔ تیسرے نشان کے لئے ان کی تعلیم دیکھو۔ ان کی کتابیں دنیا میں موجود ہیں ان کو غور سے پڑھو۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کیسے حامی توحید اور شرک کے دشمن تھے۔ ان کے ماننے والوں کو دیکھو کہ وہ کیا کوئی شرک کرتے ہیں کسی قبر پر چادر چڑھاتے ہیں یا اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں یا کسی قبر سے مرادیں مانگتے ہیں۔ یا کبھی وہ پیر لاوال پر جاتے ہیں یا پیر جہانگیر کی قبر کو پوجتے ہیں آدمی اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ تم دیکھو کہ جو احمدی ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں نیک تبدیلی پیدا ہوتی ہے پس جب یہ تینوں نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں موجود تھیں۔ [illegible]

شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود پر ایمان لے آوے۔ یا وہ قرآن شریف سے بھی منکر ہو جاوے۔ جو ایسے خلیفہ کا جس کے نشان مقرر کردہ قرآن شریف میں موجود ہیں۔ منکر ہو اس کو قرآن نے فاسق کہا ہے۔ اور دوسری جگہ قرآن میں لکھا ہے کہ ما يضل به الا الفاسقين الذين ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه ويقطعون ما امر الله به ان يوصل ويفسدون في الارض اولئك هم الخاسرون۔ نہیں گمراہ کرتا ہے اس کے ساتھ مگر فاسقوں کو جو توڑتے ہیں اللہ کا عہد اس کی مضبوطی کے بعد۔ اور کاٹتے ہیں جسکو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے۔ اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور حدیث شریف نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ ہر صدی کے شروع میں ایک ایسا شخص خدا تعالے بھیجا کرے گا۔ جو کہ دین اسلام کو تازہ کیا کرے گا ان الله عز وجل يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها۔ رواہ ابو داؤد کذا فی المشکوٰۃ۔ ضرور ضرور اللہ تعالے بھیجا کرے گا۔ اس امت کے لئے اوپر ہر سو سال کے ایسا مرد جو کہ تازہ کیا کرے گا۔ اس کے لئے اس کے دین کو۔ سو اس صدی سے چھتیس سال گذر گئے ہیں۔ اور ہمارے مخالفوں کے نزدیک ابھی تک کوئی مجدد نہیں آیا۔ کیا اس چودھویں صدی کے لئے اللہ کا وعدہ اور رسول کریم کا قول نعوذ باللہ غلط اور جھوٹے ہوگئے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ نے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا۔ اور اپنے رسول کو سچا کر دیا۔ اور اس صدی چودھویں کا مجدد عین چودھویں صدی کے شروع میں مبعوث فرما دیا۔ ہم اللہ اور رسول کی بات کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے جھوٹے ہیں وہ لوگ جو ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک اعتراض کا جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح

لیکن ایک دوسرا شخص ہے۔ جو دلیری سے حکام کی غلطیوں پر بھی انہیں آگاہ کرتا ہے۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہم آپ کے وفادار ہیں۔ تو اسپر خوشامد کا الزام لگانا نادانی ہوگی۔ پس اگر یہ اعتراض کرنے سے پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اعمال کو دیکھ لیتے۔ تو آپ کو یہ حوصلہ نہ ہوتا۔ دیکھو مکہ معظمہ میں آپ تیرہ سال تک رہے۔ اور ساری قوم مخالف تھی۔ اور ہر قسم کی تکلیفیں اور دکھ آپ کی جماعت کو دیتے تھے۔ اگر نعوذ باللہ مقصود ہوتا کہ ایک جتھا بنانے والے لوگوں کا خوش رہے۔ اور دنیا ... اور مذہب کی کوئی امتیاز نہیں رکھتے۔ تو آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھتے بلکہ کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے جس سے مکہ والے خوش ہو جاتے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کا تو وہاں ذکر نہ تھا کہ ان کو خوش کرنا مقصود ہوتا کہ ان کے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ باوجودیکہ ساری قوم دشمن تھی اور وہ ہر قسم کی تکالیف دیتی تھی۔ اور اتنی بات سے خوش بھی ہو سکتے تھے۔ مگر آپ نے یہ طریق اختیار نہ کیا۔ جو ایک دنیادار اور منصوبہ باز انسان کے نزدیک ضروری ہوتا۔ پھر آپ مدینہ تشریف لاتے ہیں۔ وہاں وہ لوگ موجود تھے۔ جو بیت المقدس کو اپنا قبلہ جانتے تھے۔ اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اگر کعبہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔ اس سے صاف سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ آپ اپنے مذہب کو کس طرح پھیلانا چاہتے تھے۔ اور آپ کے زیر نظر کسی انسان یا قوم و جماعت کو خوش کرنا نہ تھا۔ بلکہ محض خدا کی رضا مقصود تھی۔ اور جس کام کے لئے خدا تعالےٰ نے آپ کو برگزیدہ کیا تھا۔ اس کے لئے وہ کسی جماعت اور جتھے کی دشمنی یا مخالفت کی قطعاً پرواہ نہ کرتے تھے

یہ واقعات آپ کی نیت آپ کے مقصد اور طریق عمل میں اخلاص اور اہلیت کے لئے زبردست گواہ ہیں۔ ایک آدمی جو نہایت غور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ان واقعات پر غور کریگا۔ اگر اس کی فطرت مر نہیں گئی۔ تو اسے بے اختیار ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑے گا۔

قرآن مجید میں بھی یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ بیوقوف لوگ اسبات پر اعتراض کرتے ہیں۔ مگر اس کا یہی جواب دیا ہے کہ اس سے غرض یہی ہے کہ امتحان ہو جاوے۔ کہ کس کا ایمان پکا ہے۔

اب آپ ہی بتائیں کہ جس شخص کے ساری عمر کے یہ اعمال ہوں۔ اور اس کی زندگی اس طرح پر گذری ہو کہ کبھی حق پہونچانے میں اس نے نہ تو کسی طمع کی پروا کی ہو۔ اور نہ کسی تکلیف نے اسے روکا ہو۔ اور راہ میں وہ کسی کی بھی پرواہ نہ کرتا ہو۔ وہ ایسی حالت میں کہ اسے فتوحات حاصل ہو چکی ہیں بادشاہ ہو گیا ہے عیسائیوں کو خوش کرنے کے لئے یہ کہدے کہ

مسجد میں نماز پڑھ لو

کبھی کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت ان حالات میں ایسی بات منہ سے نکال سکتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل

ٹالریشن پھیلانے کے لئے تھا ایڈیٹر

(اللھم صل علے محمد و علے آل محمد و بارک وسلم)

اور پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ مساجد کی آزادی کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم بہت زبردست ہے۔ جو دوسرے مذاہب میں اس کا نشان بھی نہیں پایا جاتا۔ مساجد میں عبادت الٰہی کرنے سے روکنے والوں کو قرآن کریم نے اظلم قرار دیا ہے۔ ان تمام واقعات کو جو مختصراً بیان کئے ہیں۔ اور قرآن کریم کی اس تعلیم کو یکجائی نظر سے دیکھنے کے بعد کبھی کوئی شخص ایمانداری سے یہ حملہ نہیں کر سکتا۔ (باقی دارد)

(الحکم)

ایک افتراء کی تردید

حکیم نور محمد صاحب مالک ہمدم صحت لاہور نے ۱۳ر جولائی کو ایک اشتہار آخری حجت کے عنوان سے شائع کیا ہے جس میں مفصلہ ذیل فقرہ چھاپا ہے۔

"قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل عرصہ سے جناب مرشد ظہیر مولی کے ساتھ خط و کتابت کر رہے ہیں پہلا مسئلہ انہوں نے یہ اٹھایا تھا کہ فی الواقع سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے۔ اور اپنے نبی ہونے سے صاف طور پر انکار کرتے تھے۔ لیکن بعد ازاں (اکمل) کی بعض تحریروں سے واضح ہو گیا کہ وہ اس عقیدہ پر قائم نہیں رہے۔ میاں محمود احمد صاحب کو اس بارہ میں صریح غلطی پر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ قاضی اکمل صاحب نے اشتہار غلطی کے ازالہ کی عبارۃ کو رسالہ تشحیذ میں درج کر کے صاف طور پر لکھدیا کہ حضرت صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے ہی اپنے نبی ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا۔ صرف صاحب شریعت جدیدہ نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ نبی اور صاحب شریعت نبی ہونے کا ہمیشہ اقرار کیا ہے۔ انکار ہے تو صرف شریعت جدیدہ لانے سے"۔

میں اس عبارت کو پڑھ کر حیران رہ گیا کہ یہ سب جلوے دیانت و امانت و ایمانداری جو حکیم نور محمد صاحب شفاخانہ مرشد مولی ظہیر سے حاصل کی ہے۔ یہی زبانی کا ذخیرہ انکے برسر حق یا پیرو باطل ہونے کے لئے ہمیں سود امتیاز کی ضرورت نہیں۔ صرف یہی دیکھ لیا جاوے ضروری جس مذہب میں اسدرجہ کا افترا جائز ہو۔ اس کا ماننا کبھی حق پر نہیں ہو سکتا۔ میں نے جب منشی محمد ظہیر الدین کا یہ عقیدہ سنا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے [illegible] تھے۔ اور یہی تعریف نبوت [illegible] سے بعد میں کی [illegible]

جن کی مطلق تاویل نہیں ہوسکتی۔ اس بارے میں موجود ہیں کہ حضرت اقدس اپنے آپ کو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے غیر نبی یقین کرتے تھے۔ پس میں نے منشی محمد ظہیر الدین صاحب سے خط و کتابت کی۔ تا ان دلائل سے اطلاع پاؤں جو وہ اس بارے میں رکھتے ہیں۔ جہاں تک میں نے اس کے دلائل پر غور کیا۔ مجھے کوئی وجہ معلوم نہ ہوئی کہ میں اپنے آپ کو غلطی پر سمجھوں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں میرا آخری مفصل خط جس میں میں نے اپنے برسر حق ہونے کے دلائل دیئے ہیں۔ ابھی تک قابل جواب پڑھا ہے۔ اگر ہمت ہے۔ تو اب بھی منشی محمد ظہیر الدین صاحب جواب دیں۔ اور میرے دلائل کی تردید کریں۔ صورت حال تو یہ ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ میں اس پہلے عقیدہ پر قائم نہیں رہا۔ اعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ کس دیدہ دلیری سے میرے خلاف افترا کیا جاتا ہے۔ کہ میں نے تشحیذ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اپنے نبی ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا اور نبی اور صاحب شریعت نبی ہونے کا ہمیشہ اقرار کیا ہے۔ اگر یہ فقرہ منشی محمد ظہیر الدین صاحب اور ان کے متبع حکیم نور محمد صاحب تشحیذ سے یا کسی اور اخبار سے یا کسی میری تحریر سے دکھا دیں۔ تو میں اپنے آپ کو غلطی پر اور انہیں حق پر مان لوں گا۔ لیکن اگر وہ یہ فقرہ ۔ دکھا سکیں تو رسول کریم کے صریح بددیانتی اور افتراء پر تھوڑی دیر کے لئے اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیں۔ والحیاء من الایمان۔

اکمل ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء

دو رویا

مندرجہ ذیل سطور مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کے ایک خط سے چھاپی جاتی ہیں۔

ڈاکٹر [illegible] نے [illegible] نام ایک اشتہار آخری [illegible] کی ہزیات کا ذکر ہے [illegible]

سال کی میعاد میں فوت ہو جاؤں گا۔

کل دعا کا موقعہ میسر آیا۔ اور ان دعاؤں میں ہی سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ جلسہ سالانہ ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود منتظم ہیں۔ موسم بہار کا معلوم ہوتا ہے۔ اسی اثناء میں حضرت ممدوح کی طرف سے ایک خوبصورت کٹورے میں جو غالباً چاندی کا معلوم ہوتا ہے۔ ایک عجیب قسم کا شربت جو نہایت ہی لذیذ اور خوشبودار ہے۔ آیا ہے۔ اور اس لئے کہ میں اُسے پی لوں۔ تب میں نے اُسے تین دفعہ کر کے پیا ہے۔ پھر میں خواب میں ہی حکیم محمد الدین صاحب سے کہتا ہوں کہ ظہیر نے تو میرے لئے ڈیڑھ سال کی پیشگوئی کی ہے کہ میں مر جاؤں گا۔ لیکن اس شربت سے مجھے یہی علم دیا گیا کہ میں سال کے پیچھے نہیں مروں گا۔

(۲) اور چونکہ ان دنوں ظہیر کے فتنہ کے لئے بھی میں نے ایک دو دفعہ بہت ہی زور سے دعا کی۔ اس لئے اسکے بارے میں دکھایا گیا کہ ایک سانپ ہے۔ جس پر سیاہ اور سفید قسم کے داغ اور نقش ہیں۔ وہ ایک دیوار پر چڑھ رہا ہے۔ میرے پاس ایک بہت بڑا سوٹا ہے۔ جس سے میں نے اسے بالکل کچل دیا۔ اور اس کے سر کو ایسا کچلا کہ بس ہلاک ہی ہو گیا۔ پھر میں نے ظہیر کو دیکھا کہ وہ مجھ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہے۔ تب میں نے کہا کہ جب تک تیری مدد عا پر جو تو نے اپنے لئے اشتہار میں شائع کی۔ پورا سال نہ گذر جائے۔ میں بات نہیں کروں گا

غلام رسول راجیکی - ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء

ایک پریسمین کی ضرورت

جو ۲۰×۲۶ ایک ہزار اور ۱۸×۲۲ آٹھ سو روزانہ کارگذاری دے اور اچھا کام کرتا ہو۔ فاروق پریس میں ضرورت ہے۔ تنخواہ بیس روپے ماہوار دی جاویگی۔ لیکن یہ تنخواہ بعد پسندیدگی کام کے دیجاویگی۔ درخواستیں بنام مینیجر فاروق قادیان آنی چاہئیں ؛

خزینہ فضل اکسیر جنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا جس سے کئی گھر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے آباد ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری سے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی مفارقت دیکر دار البقا کے لیتی تھی۔ جن کے قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے مسوسے رہتے تھے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر خدا کا شکر کرو اور موجد کے لئے دعا کریں۔ قیمت بلحاظ محنت و فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنی دھند۔ جالا۔ پھولا۔ [illegible] کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ [illegible]

المشتہر

نظام جان بنت عبدالرحمٰن کاغانی قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان د

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ یکم اگست سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۳

شملہ کی خبریں

۱- ڈلہوزی سے آنیوالی خبریں بتاتی ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت ترقی پر ہے۔ آپ روزانہ سیر فرماتے ہیں۔ ۲۴ جولائی کو حضور کی گفتگو ایک شیعہ سے ہوئی ایک ماہ تک واپس آئینگے۔

۲- میر قاسم علی صاحب نے خدا کے فضل سے اپنے مکان واقعہ دار الفضل کی کچھ توسیع فرمائی ہے۔ اور اب آپ بالاخانہ بنوا رہے ہیں۔

۳- ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر ڈاک کے کام کے لئے ڈلہوزی پہنچ گئے ہیں۔ شیخ یعقوب علی صاحب دفتر سکرٹری صدر انجمن میں کام کرنے کے لئے واپس آگئے سید محمد اسحق صاحب سکرٹری شپ سے سبکدوش کئے گئے اور انکی جگہ فی الحال مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر کام کر

انگلستان میں تبلیغ احمدیت

جناب مفتی محمد صادق صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس کی تازہ چٹھی

بیماروں کے لئے ٹرین

انگلستان کی مشہور ریلوے کمپنی گریٹ ویسٹرن نام نے ملک فرانس میں بیماروں کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے واسطے ایک نہایت آرام دہ ٹرین اعلےٰ پیمانہ پر طیار کر کے بھیجی ہے۔ یہ ٹرین فرانس بھیجنے کے قبل لنڈن اسٹیشن کے ایک پلیٹ فارم پر پبلک نمائش کے واسطے دو دن کھڑی کی گئی۔ اول درجہ کی گاڑیوں میں بھی آرام کے اسقدر سامان مہیا نہیں ہوتے۔ جو اس ٹرین میں کئے گئے ہیں۔ اس میں کل ۱۶ بوگی گاڑیاں ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ اسطرح ملائی گئی ہیں کہ آدمی انجن سے چل کر گارڈ دین تک برابر چلتی گاڑی میں پھر سکتا ہے۔ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتا ہے۔ اسکے اندر باورچی خانہ۔ شفاخانہ بیماروں پر اپریشن کرنے کا کمرہ۔ بیٹھنے کا کمرہ۔ پانی کا ذخیرہ گاڑی کو سردی میں گرم رکھنے کا سامان گرمی میں سرد رکھنے کا سامان۔ پنکھے۔ بجلی کی روشنی ہر ایک ضروری سامان بہم پہونچایا گیا ہے۔ ٹرین کیا ہے۔ ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ جو اپنی تمام ضروریات کو اپنے ساتھ لئے ہوئے ہے۔ اسکی لمبائی ۹۶۰ فٹ۔ وزن ۴۴۲ ٹن ہے۔ اور اسکے طیار کرنے پر ساڑھے چار لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے جنگی ضروریات کے واسطے ایسے کئی ٹرین تیار ہوئے ہیں اور اسی سے جنگی اخراجات کی مقدار کا اندازہ ہو سکتا

قریباً ساڑھے چار سو بستر اس کے اندر ہے۔

سیر ونڈسر

ایک معزز لیڈی جس کے ساتھ ایک گرجا میں کچھ گفتگو کا موقعہ ہوا تھا۔ اور تب سے اس کی آمد ورفت اور خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہے۔ اور اسلام کے بہت سے مسائل وہ سمجھ چکی ہے اور پسند کرتی ہے۔ آجکل قلعہ ونڈسر کے قریب رہتی ہے۔ ونڈسر کا قلعہ ہے۔ جہاں شاہی خاندان اکثر مقیم رہتا ہے۔ اس لیڈی نے ہمیں کھانے پر مدعو کیا۔ تاکہ ہم وہاں جاکر قلعہ وغیرہ دیکھ سکیں۔ اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے ۱۷ر مئی کو ہم دونوں بذریعہ ریل وہاں گئے۔ شہر اور قلعہ اردگرد کا نظارہ دیکھا اور اس کے بعد وہ لیڈی ہمیں انگلستان کے مشہور درس گاہ ایٹن کالج میں لے گئی ہے۔ جو ونڈسر کے بہت قریب ہے۔ کالج کا کتب خانہ دیکھا۔ اور وہاں بعض طلباء کو کچھ رسالے دئے گئے۔ جب ہم کالج کے گرجے کے اندر گئے۔ تو لڑکے دعا مانگ رہے تھے۔ ہم نے گرجا کے محافظ سے اجازت لیکر اسکے ایک کونے میں ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کیں ؛

سردی کا حملہ

تعجب ہے۔ کہ موسم سرما میں عموماً میری طبیعت اچھی رہی۔ لیکن لنڈن آنے پر چند روز کے درمیان دو بار سردی کے سبب سے میں بیمار ہوا۔ دل گھٹنے لگا۔ اور کئی گھنٹوں کے بعد جاکر آرام ہوا جسکی وجہ ایک تو یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ لنڈن کی سردی میں نمی بہت ہے۔ جسکو انگریزی میں ڈیمپ کہتے ہیں دوسرا موسم بہت جلد بدلتا ہے۔ ابھی گرمی ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں سخت سردی ہو جاتی ہے۔ اسواسطے پورے طور پر احتیاط نہیں ہو سکتی ؛

ہوائی حملہ

دوسری دفعہ جب میری طبیعت سردی کے سبب سے خراب ہوئی۔ وہ ۱۹ر مئی کی شام تھی۔ جبکہ میرا ایک لیکچر مقرر تھا۔ لیکچر کے بعد چند دوستوں کے ساتھ دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اسی میں قریباً دس بج گئے۔ اثنائے گفتگو میں خیال نہ رہا کہ ہم گرم کپڑے پہنے ہوئے جائیں۔ اچانک سردی [illegible] وقت لعد کپل اوڑھ کر بستر میں لیٹ گیا۔ ہنوز سردی کے اثر سے دل گھٹ رہا تھا۔ کہ اچانک آواز آئی۔ قاضی صاحب دوسری چھت پر سوتے تھے۔ اور میں پہلی چھت پر۔ وہ اوپر سے اترے۔ اور مجھے کہا کہ بہتر ہے۔ ہم تہ خانہ میں چلے جائیں۔ مگر میں نے سوچا کہ اسوقت بستر سے نکلنے سے اور بھی سردی لگنے کا خوف ہے۔ اسواسطے میں تو وہیں دعائیں کرتا ہوا پڑا رہا۔ اور قاضی صاحب اور ایک اور لیڈی اور اس کا لڑکا جو اسی مکان میں رہتے ہیں۔ اور خادم سب تہ خانے میں گئے۔ اور دس بجے سے رات کے ایک بجے تک وہاں رہے۔ ایسی حالت میں نیند تو کیا آ سکتی تھی۔ مگر دعاؤں کا خوب موقعہ ملا۔ اکثر احباب کے واسطے دعائیں کیں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماوے اس دفعہ سب سے پہلے جو محب دُعا میں یاد آئے۔ وہ بابو اکبر علی صاحب ہیں۔ یہ کوئی اختیاری بات نہیں اللہ تعالےٰ کی حکمت سے کبھی کوئی صاحب پہلے یاد آ جاتے ہیں کبھی کوئی ؛

نکاح

مس نیل کے نومسلم ہونے کا ذکر پیشتر کر چکا ہوں۔ ان کا نکاح ایک نوجوان طالب علم بیرسٹری مسٹر موسیٰ احمدی کے ساتھ ۱۲ر جون کو بعد ظہر عاجز نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے مس نیل احمدی نومسلم لیڈی ہے۔ جو عاجز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی تھی ؛

تصدیق

مس آئرینی ماڈلنگ جسکو چودہری فتح محمد صاحب خوب جانتے ہیں۔ ایک عرصہ سے سلسلہ مذہبی گفتگو کا جاری ہے۔ گذشتہ ہفتہ کے دن اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ السلام کے خدا تعالےٰ کے نبی ہونے کی تحریری تصدیق کی۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ کسی دن داخل اسلام بھی ہو جائے گی۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ از لنڈن

۲۸ر مئی ۱۹۱۸ء

غزل

ہر جگہ تو ہی تو ہے بدھر بھی نظر کروں
نظارے تیرے سینکڑوں شام و سحر کروں

شکوہ تمہارے جور و جفا کا اگر کروں
بتلاؤ کس کے آگے کروں میں کدھر کروں

نالوں کے پالے اشک ہیں ضائع کہیں نہ ہوں
آؤ نثار آپ یہ لخت جگر کروں

قدموں میں اپنے مجھکو بلائیں اگر حضور
جو عرض کرنا چاہوں وہ دل کھول کر کروں

تیر نظر لگاتے رہیں آپ شوق سے
ظاہر میں کیسے لذت زخم جگر کروں

ایسا کے جو قادیان میں جاؤں تو عرض حال
جاکر مزار مہدی موعود پر کروں

افسوس وہ تو بھول ہی بیٹھے غریب کو
جن دوستوں کو یاد میں آٹھوں پہر کروں

تم اختیار میں ہو نہ موت اختیار میں
میں زندگی کروں بھی تو کیسے بسر کروں

افسوس میری عرض نہ پہونچی حضور تک
آہوں میں اپنی کس طرح پیدا اثر کروں

ہاں تو جو میرے غنچۂ دل کی کلی کھلائے
پھر جاں نثار تجھ پہ نسیم سحر کروں

تو نے تو آکے کھول دیں ساری حقیقتیں
کیوں جان صدقے تجھ پہ اے نامہ بر کروں

درماں طلب ہوں تاکہ تمہیں بھی خبر رہے
کچھ یہ نہیں کہ شکوۂ درد جگر کروں

مدت ہوئی کہ نامہ و پیغام تک نہیں
میں اپنے حال کی انہیں کیسے خبر کروں

یاروں نے بھی تو جور و جفا میں کمی نہ کی
افسوس کیا کروں اگر اغیار پر کروں

مہدی کی آرزو تھی۔ خدا نے ملا دیا
وہ دن بھی ہو کہ سوئے مدینہ سفر کروں

منظور آج کل کوئی قدر سخن نہیں
میں کس کی نذر جا کے یہ لعل و گہر کروں

منظور محمد بھیروی شاہپوری از ساہیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - یکم اگست ۱۹۱۸ء سنہ ۶

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر سے پیش ہیں

خدا کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود نے جو کچھ کئی سال پہلے فرمایا۔ وہ اب لفظ بلفظ پورا ہو رہا ہے۔ علاوہ اس جنگ کے جو چار سال سے ہو رہی ہے۔ اور بھی کئی ایسے ہولناک واقعات ہیں۔ جو رونما ہوتے ہیں ازانجملہ دو نمونے ہیں:-

(۱)

آسام میں زلزلہ

۱- مال و جان کا نقصان آسام کے زلزلہ متعلق جو مزید اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ اس سے معتدبہ نقصان ہوا ہے۔ سلہٹ کا ایک پیام مظہر ہے کہ دو عورتیں اور ایک بچہ ہلاک ہوا۔ سرکٹ ہاؤس تباہ ہو گیا۔ اور دیگر سرکاری اور پرائیویٹ مکانات کو بہت نقصان پہونچا۔ آسام بنگال ریلوے کی لائن بھی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی۔ اکھوڑا۔ تلوڑا۔ آسو گنج بھیرب۔ ٹانگی اور میمن سنگھ بھیراب کے کی لائنیں کٹ گئیں۔ اور گاڑیوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ہیں انہیں سے ایک آدھ حصہ ۵ ر جولائی تک اور باقی حصے چند روز بعد تک آمد و رفت کے لئے کھلنے والے تھے۔ لائنوں کی مناسب مرمت کا کام جاری ہے۔ اکھوڑا کے اسٹیشن پر تمام عمارتیں اور کوارٹر گر گئے ریاست ٹپرہ میں مندر لکشمی نرائن کے چار گنبد بھی سربسجود ہو گئے ہیں۔ مہاراجہ کے محلات کو سخت نقصان پہونچا۔ جس کی وجہ سے ہزہائینس فی الحال ایک عارضی مکان میں اقامت پذیر ہیں۔ ۱۱ر جولائی کو نیز ۱۲ر جولائی کو زلزلے کے دو مزید جھٹکے محسوس ہوئے۔

مزید اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ آسام اور ملحقہ اضلاع بنگال کو سخت نقصان پہونچا ہے۔ ٹپرہ۔ چاٹگام اور میمن سنگھ کے اضلاع میں ریلوے لائن۔ پلوں اور مکانات کو معتدبہ نقصان پہونچا ہے ریاست ٹپرہ کے دارالحکومت اگرتولا میں متعدد سرکاری مکانات اور دفاتر وغیرہ کو سخت صدمہ پہونچا۔ اور ان میں اقامت کر دینی پڑی۔ میمن سنگھ کی سب ڈویژن کشور گنج میں متعدد سرکاری مکانات گر گئے۔

رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ دس لاشیں ملبے کے نیچے سے نکالی گئیں۔ کئی مقامات میں زمین کے شق ہو جانے سے دراڑیں پڑ گئیں جن میں سے ریت اور پانی خارج ہوا بعض مشرقی اضلاع میں ہر روز زلزلے کے خفیف جھٹکے محسوس ہو رہے ہیں ÷

کلکتہ کے تازہ ترین برقی پیام آسام کی اطلاعات کے حوالے سے مظہر ہیں کہ ۸ر جولائی کے زلزلہ سے عالمگیر نقصان پہونچا ہے۔ جنوبی سلہٹ کا ایک نامہ نگار رقمطراز ہے کہ سالی گھاٹ کے نواح میں کوئی بنگلہ بھی گرنے سے نہیں بچا۔ مسٹر حمفرڈ ڈسٹرکٹ میڈیکل افسر کی بیوی اپنے بنگلہ کی دیواریں گرنے سے ہلاک ہو گئی۔ بعض باغات کو دوسروں سے زیادہ نقصان پہونچا۔ مگر کوئی بھی بالکل سلامت نہیں رہا۔ لکھی چھپرا کے ڈویژنل مرکز کو سب سے زیادہ نقصان پہونچا۔ کیونکہ وہاں ایک بھی ایسا مکان دکھائی نہیں دیتا۔ جو گرنے سے بچ رہا ہو۔ وہاں کے کارخانے کے منظر نہایت خوفناک ہیں۔ اور تینوں بنگلے جو نہایت شاندار تھے۔ زمین کے برابر ہو گئے۔ بلیسا کلب بھی مسمار ہو گیا ہے۔ ڈنگلس اور رائے گھاٹ ڈویژنوں کے تمام بنگلے گر گئے۔

سلہٹ کا ایک اور پلانٹر رقمطراز ہے کہ متعدد مقامات پر مکانات کو معتدبہ نقصان پہونچا ہے

۲- چاء کے باغات کو نقصان بنگال کے حال کے زلزلہ کی جو خبریں جنوبی سلہٹ سے موصول ہوئی ہیں۔ ان سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ اس کا تباہی خیز اثر دیگر علاقوں کی نسبت آسام میں زیادہ محسوس ہوا۔ اگرچہ ذرائع آمد و رفت اب تک کامل طور پر بحال نہیں ہوا۔ مگر مولوی بازار۔ وداری دولائی اور کاچار کے بعض حصوں کی موصولہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ قریباً تمام بنگلے اور چاء کے گودام تباہ ہو گئے۔ ان میں سے ایک بنگلہ بہت پرانا تھا۔ اور ۱۸۹۷ء کے زلزلہ میں سے بچ کر نکل آیا تھا۔ جس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ اگرچہ سال کا زلزلہ زیادہ وسیع رقبہ میں نہیں آیا۔ مگر اس کا مقامی اثر بدرجہا زیادہ تباہی خیز ثابت ہوا ہے ۔

(۲)

ایک نئی وبا

۱- پُراسرار وبا کراچی میں- کراچی کا ایک تار مظہر ہے کہ نام نہاد انفلوانزا کا مرض کراچی میں بھی پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ ۱۵ر جولائی تک ۳۱۶ آدمی اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ جنمیں سے ۱۷۰ ایسے سپاہی ہیں جو حال میں بصرہ سے آئے تھے۔ اور جنگی ہسپتالوں میں صاحب فراش ہیں۔

میسرز رالی برادرز کے عملہ کے ستر آدمی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ اور بارہ مریضوں کے خون کا امتحان کرنے سے پایا گیا ہے کہ یہ بخار اسی نوع کا ہے جو بمبئی میں نمودار ہوا تھا۔ جہاز ہنبرگ سٹوارٹ پر ہفتہ کے روز سے پچیس کیس ہو چکے ہیں۔

کلکتہ میں اس مرض کا ابھی تک برابر زور شور ہے اور ہائیکورٹ کا کاروبار بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔ ایک جورر کے فوراً بیمار پڑ جانے سے مسٹر جسٹس فلیچر [illegible] کرنا پڑا۔ [illegible]

۱- کلکتہ میں پُر اسرار وبا

کلکتہ کے تازہ ترین برقی پیغامات سے پایا جاتا ہے۔ کہ نئے پُراسرار مرض سے کلکتہ کا کوئی مکان بھی محفوظ نہیں رہا۔ تمام ہسپتال اور ڈسپنسریاں مریضوں کے علاج معالجہ اور خبرگیری میں مصروف ہیں عام کاروبار پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔ تجارتی کوٹھیاں بنک۔ سرکاری دفاتر۔ ریلوے کمپنیاں اور تار اور ڈاک کے محکمے ملازمین کی غیر حاضری سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے۔ جمعہ کے روز پولیس کی عمارت کو سب لوگ چھوڑ کر چلے گئے۔ مقدمات کی پیروی کے لئے بہت ہی کم لوگ عدالت میں حاضر ہوئے بار لائبریری قریباً بالکل خالی رہ گئی چیف مجسٹریٹ کئی روز سے عدالت میں تشریف نہیں لاسکے۔

۲- پُر اسرار بخار

کچھ دنوں سے ہندوستان کے ان شہروں میں جو سمندر کے کنارے پر واقع ہیں۔ پُراسرار بخار کا بہت زور ہے۔ اور اس سے وہاں کی آبادی کا ایک بڑا حصہ متاثر ہوا ہے سرکاری اور غیر سرکاری دفتروں۔ کارخانوں، سکولوں اور بنکوں کے کاروبار میں بخار کی وجہ سے رکاوٹیں پیش آئیں۔ تمام شفاخانے مریضوں سے بھر گئے اور خلق خدا عام پریشانی میں نظر آنے لگی ؞

خدائے قادر و توانا ہمارے جملہ معاصرین کو ہر قسم کے آفات و حوادث سے محفوظ رکھے۔ (آفتاب)

(۳)

شدید قحط

پٹروگراڈ میں جنگ کی وجہ جو قحط پڑ رہا ہے اس کے لئے حالات پڑھ کر مطالعہ فرمائیے ؞

اخبار ٹائمس کا نامہ نگار متعینہ پیٹروگراڈ نے اپنی ایک چٹھی مرسلہ آخر اپریل میں پٹروگراڈ کی اس صورت حالات پر روشنی ڈالی ہے۔ جو اس زمانہ میں وہاں موجود تھی [illegible] قحط سے پیٹروگراڈ میں ہولناک صورت [illegible] اشیا [illegible]

چیزوں کے میسر آنے سے دو تہائی دکانیں بالکل بند کر دی گئی ہیں۔ نہ آٹا ہے نہ شکر ہے۔ نہ آلو ہیں نہ مکھن ہے۔ اور نہ دودھ ہے۔ گوشت کی بہت تھوڑی مقدار ملتی ہے۔ اور اس پر شدید گرانی ہے ؞

حکام کی طرف سے جو راشن ملتا ہے اسکی مقدار بقائے زندگی کے لئے ناکافی ہے۔ مزید ضروریات زندگی کی بہم رسانی کسی دوست یا ملاقاتی کی معرفت ہو سکتی ہے بشرطیکہ اسے کافی رقم دی جائے۔

راشن میں عام طور پر ناقابل ہضم سیاہ سخت ٹکیے کی روٹی ہوتی ہے۔ جس کو آٹے کے ہم وزن پانی ملا (تاکہ وزن بڑھ جائے) پکایا جاتا ہے۔ اور یہ روٹی ۱/۸ پونڈ (ایک چھٹانک) روزانہ کے حساب سے دی جاتی ہے۔ اور مارپیٹ اور مسلسل چوریوں کی وجہ سے کبھی کبھی یہ بھی میسر نہیں آتی۔ رشتہ دار اور متعلقین کھانے پینے کی چیزیں ایک دوسرے سے چھین جھپٹ کر کھا لینے میں کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ سچ ہے کہ بھوک ضمیر (قوت ایمانی) نہیں رکھتی۔ اگر کوئی چیز پلیٹ میں دوسرے وقت کے استعمال کے لئے چھوڑ دی گئی۔ تو پیٹھ پھیرتے ہی وہ غائب ہوتی ہے۔ آخر کھانے پینے کی ہر چیز اب کنجی تالے میں رکھی جاتی ہے۔ ہماری خانگی کمیٹی جس کو ہم لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے حکام سے آٹا ملتا ہے۔ ۹ پونڈ یعنے ۴۳۴ پونڈ کے قریب۔ ایک دفعہ شمار میں بھول گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم لوگوں کو دو روز تک بالکل بھوکا رہنا پڑا۔ بہرکیف اس وقت پیٹروگراڈ میں اشیاء خوردنی کو عجب اہمیت حاصل ہے۔ اور نوٹوں سے کہیں بڑھ کر وہ سکہ رائج الوقت کی حیثیت میں گھروں کے اندر اور گھروں کے باہر اگر کوئی موضوع سخن ہے۔ تو اشیائے خوردنی اور ان کے حصول تدابیر۔ کام کرنیوالوں کا آدھا دن اسی میں رائیگاں ہو جاتا ہے۔ کہ کسی طرح پیٹ بھر سکیں۔

دوسری چیزوں کی قیمت بھی نہایت گراں ہے۔ ایک بھنی ہوئی مرغی ۲۴ شلنگ ہے۔ چائے ۲۲ پونڈ تک ملتی ہے

مکھن ۴۲ شلنگ فی پونڈ ہے۔ پنیر ۳۶ شلنگ فی پونڈ۔ سپید آٹا ۲۰ شلنگ فی پونڈ۔ ایک انڈے کی قیمت ۳۰ پنس۔ گاجر ۵ پنس فی پونڈ۔ آلو ۲ پنس فی پونڈ۔

اے میرے معزز ہم وطنو! ان حالات پر غور کرو۔ خدا سے ڈرو۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ دینی اصلاح کی فکر میں لگ جاؤ تا خدا کے بھڑکے ہوئے غضب سے امن میں رہو ؏

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

کیا ہم پیغامی لٹریچر نہیں پڑھتے؟

مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کو اس بات کی بہت شکایت ہے کہ ہم ان کا لٹریچر نہیں پڑھتے یا اس کے پڑھنے کی ممانعت ہے حالانکہ اس بات کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ اور ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے کہ ان کا لٹریچر بہت غور سے پڑھا جاتا ہے ایک تازہ مثال یہ خط ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
امامنا و امام المسلمین مصلح موعود خلیفۃ المسیح
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض یہ ہے۔ کہ کل سارا دن میں نے محمد حسین مرہم عیسیٰ کی کتب میں حضور کی مخالفت میں پڑھیں۔ اور خدا کے فضل سے حضور کی صداقت اور بھی ثابت ہوئی۔ اور دل نے چاہا کہ حضور سے دین و دنیا کی مشکلات کے لئے دعا کراؤں۔ کیونکہ حضور ہی مصلح موعود ہیں اور مصلح موعود کی شان خدا کی وحی میں نہایت ہی اعلیٰ اور ارفع بیان ہوئی ہے۔ پس نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔ عاجز محمد سلطان ضلع ملتان

اس خط کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دوست بعض اوقات سارا سارا دن پیغامی لٹریچر کے مطالعہ میں لگا دیتے ہیں۔ مگر یہ تو خدا کا فضل ہے کہ اس کا اثر الٹ ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والا پہلے سے بھی زیادہ حضرت محمود کی عقیدت میں بڑھتا ہے یہ کسی کے اختیار کی بات نہیں۔ اگر یہ مولوی محمد علی صاحب یا حکیم محمد حسین مرحوم عیسیٰ کو غصہ آتا ہو تو اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ وہ قلیعہ دلیب الی السماء فلیقطع

انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ

بحکم حضرت خلیفۃ المسیح

برادران! السلام علیکم ۔ دل میں تو بہت کچھ ہے۔ جو آپ لوگوں کو سُنانا چاہتا ہوں ۔ مگر ابھی وقت نہیں آیا۔ اور ابھی میری صحت جو الحمدللہ کہ روزانہ ترقی کر رہی ہے اس بوجھ کو برداشت نہیں کرسکتی ۔ مگر ایک بات جس کا فوراً آپ لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے اسوقت کہنی چاہتا ہوں ۔ اور وہ یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے ۔ وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے ہمارے حالات بھی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فواید ایک ہو گئے ہیں ۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقعہ ہے اور اس کو خدانخواستہ اگر نقصان پہونچے ۔ تو اس صدمہ سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے اسلئے شریعت اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کے ماتحت اور خود اپنے فواید کی حفاظت کے لیے اسوقت جبکہ جنگ و جدال کی گرم بازاری ہے ۔ ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریق سے گورنمنٹ کی مدد کرے ۔ اور چونکہ ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کس کس طریق سے گورنمنٹ کی مدد کر سکتا ہے ۔ اور فطرت انسانی کے مطابق انسان کو بار بار یاد دلانے کی بھی ضرورت ہے ۔ اسلئے اس کام کو بحسن انجام تک پہنچانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی ہے جسکے گیارہ ممبر قادیان میں ہونگے ۔ اور ان کے مددگار کے طور پر ہر ضلع اور ہر صوبہ میں ایک ایک ممبر مقرر کیا جائیگا ۔ جو اپنے مددگار اپنے علاقہ میں ہر ایک جگہ پر جہاں احمدیہ جماعت ہو مقرر کریگا ۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا ۔

(۱) احمدی جماعت میں خصوصاً اور دوسرے لوگوں میں عموماً بھرتی کی تحریک کرنا

(۲) مالی طور پر گورنمنٹ کی مدد کرنیکی تحریک احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کرنا ۔

(۳) احمدیوں کو جو تکالیف فوج میں ہوں ۔ اُنکے دور کرنے کی کوشش کرنا ۔

(۴) پچھلی خدمات جو احمدیوں نے کی ہیں ۔ انکی فہرست تیار کرنا اور آئندہ ساتھ ساتھ تیار کرتے رہنا ۔

یہ بھی انتظام کیا گیا ہے کہ ہر ایک خدمت جو کوئی شخص کرے ۔ اس سے اس ضلع کے حکام اور پنجاب گورنمنٹ کو باقاعدہ ماہواری طور پر مطلع کیا جاتا رہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری تمام جماعت اس کام میں اس کمیٹی کی مدد کریگی ۔

اس کمیٹی کا نام "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" ہوگا ۔

خاکسار مرزا محمود احمد ڈلہوزی

۲۳ جولائی ۱۹۱۸ء

انجمن قائم ہوگئی

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے مطابق مذکورہ بالا اغراض کو پورا کرنے کے لئے قادیان میں انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ قائم ہوگئی ۔ اسکے گیارہ ممبر ہیں ۔ جنمیں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ماسٹر عبدالمغنی صاحب مولوی محمد الدین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر اور اخبار فاروق ۔ نور ۔ الفضل ۔ تشحیذ ۔ الحکم ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹرز شامل ہیں ۔ اس انجمن کے سکرٹری صاحب بیرونی احباب سے خط و کتابت کرینگے ۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ تمام احباب اس میں خاص دلچسپی لینگے اور جہاں تک جلد ممکن ہو سکے ۔ پچھلی خدمات کا ریکارڈ مہیا کرنے میں پوری امداد دینگے ۔ اور آئندہ کے لئے حسب ہدایت جنگ کے تمام کاموں میں پورے پورے معاون ہو کر اپنا ملکی اور مذہبی فرض ادا کرینگے ۔

اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہماری جماعت نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے مطابق گورنمنٹ کی امداد میں بہت کچھ حصہ لیا ہے ۔ لیکن ابھی ہمارا فرض ختم نہیں ہوگیا ۔ بلکہ بہت کچھ کرنا باقی ہے ۔ اسکے لئے باقاعدہ ایک نظام کے اندر ہو کر کام کرنا چاہیئے پس اس انجمن کی طرف سے وقتاً فوقتاً جو تحریکات ہوں ۔ ان کو لبیک کہنا چاہیئے ۔ خدا تعالیٰ ہمیں اور آپ سب صاحبان کو توفیق دے کہ ہم بیش از پیش کوشش کر سکیں ۔ اور [illegible] ہوں ۔

شیعہ عیسائیوں کے قدم پر

عیسائی نہیں مانتے کہ تمام مذاہب غیر کے اعمال صالحہ قیامت کے روز ان کو دئے جائینگے ۔ لیکن مذہب شیعہ مانتا ہے کہ اہلسنت کے تمام اعمال صالحہ انکو دئے جائینگے اور ان کے تمام اعمال قبیحہ سُنیوں کو دئے جائینگے ۔

یہ عقیدہ نصوص صریحہ قرآنیہ کے خلاف ہے ۔ خدا فرماتا ہے کہ لا تزر وازرة وزر اخریٰ ۔ (النجم پارہ ۲۷) کوئی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ۔ ہر ایک اپنا ہی بوجھ اٹھائے گا ۔ پھر سورہ عنکبوت میں خدا تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے ۔ قال الذین کفروا للذین امنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطٰیٰکم ۔ یعنے کافروں نے مومنوں سے کہا کہ ہم تمہارے گناہوں اور خطیوں کو اٹھا لیتے ہیں ۔ تم ہمارے مذہب کے پیرو ہو جاؤ ۔ لیکن خدا تعالےٰ نے مومنوں کی طرف سے جوابدیا ہے وما ھم بحاملین من خطٰیٰھم من شیٔ انھم لکٰذبون ۔ یعنے وہ جھوٹ بولتے اور نہایت سخت غلط ہیں ۔ وہ ان کی خطاؤں کو ایک ذرہ بھر بھی نہیں اٹھا سکتے بلکہ ہر ایک اسیقدر اُٹھائے گا ۔ جتنا کہ اس نے کمایا ہے ۔ پھر سورہ نساء میں فرمایا کہ ومن یکسب اثما فانما یکسبہ علےٰ نفسہ وکان اللہ علیما حکیما ۔ یعنے جو شخص گناہ کماتا ہے ۔ وہ اپنے لئے ہی کماتا ہے ۔ یہ نہیں کہ گناہ وہ کرے ۔ اور سزا کسی دوسرے کو ملے بلکہ جو کچھ جس نے کمایا اسی کو ملیگا ۔ ایک ذرہ بھی دوسرے کو نہیں ملیگا ۔

پھر سورہ بقرۃ پارہ اول آیت ۱۳۵ میں ارشاد ہے تلک امة قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون ۔ دیکھئے خدا تعالےٰ نے کس صفائی اور صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ تم دوسروں کے اعمال کے متعلق نہیں پوچھے جاؤ گے ۔ بلکہ تمہیں [illegible] اعمال کی ہی جوابدہی کرنی پڑیگی ۔ پس نصوص [illegible] اپنے عملوں سے [illegible] ہے کہ نہیں ہم دوسروں کے اعمال حسنہ لیکر کامیاب ہو جائینگے ۔ گویا کہ ان کی کامیابی کی کلید یہ ہے کہ وہ جب جواب دنیا میں مذہب کی قیود سے الگ پڑے رہیں ۔ ان کے لئے اسقدر ہی کافی ہے ۔ کہ وہ حضرت علی کو مان لیں ۔ پس پھر وہ دیگر لوگوں کے اعمال حسنہ لیکر سیدھے بہشت میں جا داخل ہونگے ۔ کیا یہ خدا کے ملنے کے لئے کافی ہو سکتا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ بحار الانوار باب الشفاعۃ کی عبارت سے تو یہ پتہ چلتا ہے ۔ کہ اگر کسی شیعہ نے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی نیکی نہ کی ہو ۔ اور دوسری طرف اس سے گناہ پہاڑوں کی طرح ہوں ۔ تب بھی اس کا گناہ معاف ہو گا ۔ فرشتے کہینگے کہ اتنے عظیم الشان گناہوں کے مقابل میں تیرے پاس کیا رائی کے دانے کے مطابق بھی نیکی ہے ۔ وہ کہیگا کہ نہیں جب میدان قیامت میں پکارا جائے گا ۔ کہ اس کا گناہ کوئی اٹھاتا ہے ۔ اسوقت حضرت علی لبیک لبیک کہتے ہوئے آئینگے ۔ اور ان کے گناہوں کا بوجھ خود اٹھا لینگے ۔ کیا سچے مذہب کے یہی نشان ہیں ۔ اور راحت ابدی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے ۔ کیا یہ عقیدہ کسی ہجو اور معاصی کا دروازہ نہیں کھولتا ۔ کیا اس کو ماننے والا کبھی خدا سے ڈر سکتا ہے ۔ یا کبھی اسکے دل میں اسکے رسول کے ساتھ محبت پیدا ہو سکتی ہے ۔ ہرگز نہیں وہ مذہب کی غرض کو ہرگز نہیں پا سکتا ۔ بلکہ وہ اسکے نزدیک تک بھی نہیں گذر سکیگا ۔ کیا بوالعجبی ہے ۔ کہ اعمال قبیحہ بھی کریں ۔ اور اُلٹے ثواب اور جنت کے وارث بھی یہی ہوں ۔ کیا خوب ! خدا فرماتا ہے ۔ ولنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین ۔ کہ جن کو بھیجا گیا ان کو بھی اور جن کی طرف بھیجا گیا ان کو بھی دونوں کو پوچھینگے ۔ اور دونوں کے کاموں کے متعلق پوچھینگے لیکن مذہب شیعہ کے نزدیک ان سے کوئی نہ پوچھیگا ۔ اور سیدھے بہشت پر پہونچا دئے جائینگے ۔ کیا خوب عقیدہ ہے ۔

خلاصۃ المنہج جلد ۲ میں جو مرقوم ہے وہ یہاں درج کرتا ہوں تاکہ احباب اس کو ذرا زیادہ وسعت کی نظر سے دیکھ سکیں ۔ سورہ فتح میں ما تقدم من ذنبک وما تاخر ۔ ونیز عمر بن یزید روایت کردہ کہ معنی ایں آیت از ابی عبد اللہ پرسیدم ۔ فرمود کہ از رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیچ گناہ صادر نشد ۔ وہرگز قصد گناہ نکرد ۔ ولیکن خدا تعالیٰ ذنوب شیعان علی رو تحمیل کرد ۔ وبعد ازاں بیامرزید از برائے خاطر وے ۔ پس معنی ایں کہ نتیجہ مکہ بسبب ایں باشد کہ بیامرزید گناہان شیعان علی بن ابی طالب را کہ مشار نفس تست ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عمر بن یزید سے پوچھا کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے جواب دیا کہ نبی کریم نے تو کوئی گناہ نہیں کیا ۔ لیکن شیعوں کے گناہ ان پر لادے گئے ۔ پھر ان کو بخشا گیا ۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ فتح ہوا ۔ کیونکہ شیعہ میرے نفس کے مشابہ ہیں ۔

مجمع البیان جلد ۲ میں لکھا ہے ۔ عن الصادق ما لہ رجل عن ھذہ الآیۃ ۔ فقال واللہ ما کان لہ ذنب ولکن اللہ سبحانہ ضمن ان یغفر ذنوب شیعۃ علی ما تقدم من ذنبھم وما تاخر ۔ وروی عمر بن یزید ۔ قال قلت لابی عبد اللہ عن قول اللہ سبحانہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال ما کان لہ ذنب ولا ھم بذنب ولکن اللہ حملہ ذنوب شیعتہ ثم غفر لہ

یعنے جعفر صادق اور عمر بن یزید سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے ۔ جوابدیا کہ نبی کریم نے تو کوئی گناہ نہیں کیا بلکہ شیعوں کے گناہ ان پر حمل کئے گئے ۔

عمدۃ البیان جلد ۲ رسول خدا نے کوئی گناہ نہیں کیا ۔ اور نہ کبھی گناہ کا قصد کیا ۔ لیکن خدا تعالیٰ نے علی ابن ابی طالب کے شیعوں کے گناہ رسول خدا پر بار کر کے ان کو بخشا ۔ قمی اور مجمع اور تفسیر صافی میں بھی ایسا ہی منقول ہے ۔ کیا یہ حوالجات دلالت نہیں کرتے کہ شیعہ مذہب والے عیسائیوں کے قدم بقدم چلے ہیں ۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے مذہب کے بالکل برخلاف ہے ۔

شیخ غلام غوث اسلم قادیان

مخالفین کے اعتراضوں کے جواب

خاکسار کو گذشتہ ہفتہ میں ۹۔ جمع ہمزہ ضلع امرتسر میں جلسے کا اتفاق ہوا۔ مخالفین نے بعض اعتراضات کئے جن کا جواب ذیل میں درج کرتا ہوں :-

سوال ۔ مرزا صاحب کو مان کر آپنے کیا امتیاز حاصل کیا۔ اور آپ کو کیا فائدہ ہوا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ ہم سے بڑھ کر آپ میں کوئی بات نہیں پائی جاتی ۔

جواب ۔ آپ میں اور ہم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ اصول ایمان میں سے یہ بات ہے۔ کہ خداتعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لایا جاوے۔ اگر ایک کا بھی انکار کیا جائے۔ تو اس سے سب کا انکار لازم آجاتا ہے۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ کذبت قوم نوح ن المرسلین کہ نوح کی قوم نے رسولوں کا انکار کیا۔ حالانکہ ان کی طرف تو صرف نوح ہی مبعوث ہو کر آئے تھے۔ پھر دیکھو یہودی تمام رسولوں کو مانتے تھے۔ لیکن حضرت عیسےٰ کے انکار سے وہ کافر ٹھہرے۔ پھر عیسائی حضرت عیسیٰ و دیگر رسولوں کو بھی مانتے تھے۔ لیکن حضرت نبی کریمؐ کے انکار سے وہ کافر ہوئے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ دعوے کرنا ایک آسان امر ہے۔ لیکن دعویٰ کو پایۂ ثبوت پہنچانا کٹھن اور دل گردے والی بات ہے۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون ۔ کہ کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے۔ کہ ان کے اتنے کہنے پر کہ وہ ایمان لے آئے۔ ان کو چھوڑ دیا جائیگا۔ اور امتحان سے انکے دعویٰ کو پرکھا نہ جائے گا۔ یہودیوں کا دعوےٰ مسیح کی بعثت کے ساتھ پرکھا گیا۔ اور عیسائیوں کا دعویٰ آنحضرت صلعم کی بعثت کے ساتھ پرکھا گیا۔ اور منکرین پر ثابت کیا گیا کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اگر واقعی ان کا گذشتہ انبیاء پر ایمان ہوتا۔ تو اپنے وقت کے نبی پر ایمان لاتے مگر ان کا ایمان نہ لانا اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ اگر موسیٰ و عیسےٰ کا زمانہ بھی پاتے۔ تو ان پر ایمان نہ لاتے موجودہ زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کا بھی صرف دعویٰ ہی دعویٰ رہ گیا۔ اور کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے کہ زبان سے تو ان کا یہ اقرار تھا کہ وہ تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ لیکن حقیقتاً ان کا کسی نبی پر بھی ایمان نہ تھا۔ باپ دادا سے سُنا کہ فلاں فلاں خدا کے نبی تھے۔ رسمی طور پر ان کو مانتے رہے۔ خداتعالیٰ نے سنت قدیمہ کے مطابق سچے اور جھوٹے مدعیوں میں امتیاز قائم کرنے کے لئے اس زمانہ میں بھی ایک رسول کو مبعوث فرمایا۔ جو لوگ کہ اپنے دعویٰ میں سچے تھے۔ اور حقیقتاً ان کا گذشتہ تمام انبیاء پر ایمان تھا۔ انھوں نے تو اس رسول کو بھی مان لیا۔ اور اپنے دعوے کو پایۂ ثبوت پہنچا دیا۔ دوسرے لوگ اس امتحان میں ناکام نکلے۔ اسلئے ان کا رسمی ایمان خداتعالیٰ کی درگاہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ پس احمدی ہی کہہ سکتے ہیں کہ ہم تمام انبیاء پر ایمان لائے۔ اور یہی احمدی اور غیر احمدی میں ایک بڑا بھاری فرق ہے ۔

سوال ۔ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اسپر ایمان لانا چہ معنی دارد ۔

جواب ۔ کیا آپ ایک نبی کے آنے کے منتظر نہیں اگر آپ کہیں کہ وہ تو مسیح ناصری ہیں۔ جن کو پہلے نبوت مل چکی ہے۔ تو میں ان کی وفات تو قرآن اور حدیث سے ثابت کر چکا ہوں۔ اس لئے آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ آنے والا کوئی اور نبی ہی چاہئیے۔ وہ ایک ہی ہو ۔

سوال ۔ آپ لوگ ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اگر آپ پڑھیں۔ تو ہم بھی پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔

جواب ۔ امام ایک وکیل ہوتا ہے۔ جو مقتدیوں کی طرف سے خداتعالےٰ کے حضور درخواستیں پیش کرتا ہے۔ اور ہم اس کو اپنا امام اسی لئے بناتے ہیں کہ ہم اس کو نیک اور خدارسیدہ جانتے ہیں۔ خداوند کریم فرماتے ہیں۔ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ ۔ کہ جو اپنے وقت کے امام کو نہیں پہچانتا۔ وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ جبکہ حضرت نبی کریمؐ کا اس چودھویں صدی کے امام کے منکرین کے حق میں یہ فتویٰ ہے۔ تو ہم ایسے شخص کو اپنا وکیل کس طرح بنا سکتے ہیں۔ پھر اگر آپ انصاف کریں۔ تو ہمیں یہ حق ہو سکتا ہے۔ کہ آپ لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ لیکن آپ کو یہ حق حاصل نہیں۔ کہ آپ ہمارے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کریں۔ کیونکہ ہم تو ان تمام نبیوں ولیوں کو مانتے ہیں۔ جن کو تم مانتے ہو۔ لیکن اس چودھویں صدی کے امام کو آپنے نہ مانا۔ اور ہمنے مان لیا۔ اسلئے ہم آپ سے بڑھے ہوئے ہیں۔ پس جو نیکی میں بڑھا ہوا ہو وہی امامت کا حقدار ہے ۔

سوال ۔ کنزالعمال میں ایک حدیث آتی ہے۔ کہ حضرت عائشہ نے آنحضرتؐ سے فرمایا کہ میں خیال کرتی ہوں کہ میں آپ کے بعد ایک عرصہ زندہ رہونگی۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ میری قبر آپ کے ساتھ ہو۔ آپنے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میرے ساتھ ابوبکر عمر اور ابن مریم کی قبر ہوگی ۔

جواب ۔ اگر مان لیا جائے کہ یہ حدیث کنزالعمال میں ہے۔ تو کنزالعمال میں ہی یہ حدیث ہے کہ حضرت عائشہ نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ میرے گھر میں تین چاند گرے ہیں۔ آنحضرتؐ جب آپ کے گھر میں دفن ہوئے تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ لو ایک چاند تو آگیا۔ باقی دو رہ گئے۔ جو حضرت ابوبکر اور عمر کے مدفون ہونے سے پورے ہوئے۔ اگر ابن مریم کی چوتھی قبر بھی وہاں ہونی ہوتی۔ تو چار چاند آپ کو دکھلائے جاتے۔ اگر کہو کہ حضرت عیسےٰ نے ابھی وفات نہیں پائی اس لئے چاند چاند نہیں دکھلائے گئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت نبی کریم اور ابوبکر اور عمر بھی اسوقت فوت نہیں ہوئے تھے۔ پھر صحیح بخاری میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عندالموت حضرت عائشہؓ سے نبی کریمؐ کے مقبرہ میں دفن ہونے کی اجازت مانگی۔ آپنے فرمایا۔ کہ وہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی۔ مگر میں عمرؓ کو اپنے اوپر مقدم کرتی ہوں۔ اب اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل۔ وہاں تین قبروں کی گنجائش ہے چوتھی کی نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ دوسری جگہ دفن [illegible] دوسری بات یہ کہ اگر آنحضرت [illegible]

حضرت عائشہ کو اپنے مقبرہ میں دفن ہونے سے منع کر دیا تھا۔ تو پھر حضرت عائشہ مقبرہ میں اپنے لئے جگہ رکھتیں جس سے آپ کی پیش کردہ حدیث کی صحت میں کچھ بھی نقص ظاہر ہوتا ہے۔ حقیقت الامر یہی ہے کہ وہاں تین ہی قبروں کی گنجایش تھی۔ اور تین ہی قبریں ہوئیں۔ یہ غلط ہے۔ جو کہتے ہیں۔ وہاں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے۔ اور ابن جوزی جسنے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی پر فتویٰ کفر لگایا۔ اس کی حدیث سے بھی تین ہی قبروں کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ یدفن معی فی قبر واحد۔ کہ ابن مریم میرے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا جائیگا۔ پس اس لحاظ بھی تین ہی قبریں ہوئیں۔ اور اس حدیث کے متعلق الفضل میں نصف مضمون نکل چکا جو معترض صاحب کو دکھایا گیا۔

میاں حبیب اللہ صاحب امام مسجد منصوری نے بیعت تو کی ہوئی تھی۔ لیکن اپنی کمزوری کی وجہ سے احمدیوں میں احمدی اور غیر احمدیوں میں غیر احمدی تھے۔ انہوں نے بڑی جرأت سے اعلان کیا کہ میں احمدی ہوں۔ پہلے وہاں مخالفت نہ تھی۔ اب وہاں مخالفین نے بہت شور مچا رکھا ہے۔ امید ہے کہ اس سے وہاں انشاء اللہ احمدیت کی اچھی خاصی ترقی ہو جائیگی۔

خاکسار (حافظ) جمال احمد۔ مبلغ ترقی اسلام

۲۶ جولائی ۱۹۱۸ء

علامات ظہور مہدی علیہ السلام

(۱) علم قرآن اُٹھ جاوے گا۔
(۲) شراب خوری کی کثرت ہوگی۔
(۳) زناکاری عام ہوگی۔
(۴) ناجائز ولادت کی کثرت ہوگی۔
(۵) جاہل کا ارتکاب ہوگا۔
(۶) [illegible] کثرت سے [illegible] ہو جاوے گی۔
(۷) [illegible] ہو جائینگے۔
(۸) کثرت ارتداد ہوگا۔
(۹) اسلام میں مختلف فرقے پیدا ہونگے۔
(۱۰) عورتیں ایسا لباس پہنیگی کہ برہنہ نظر آئیں۔
(۱۱) پہاڑ اڑائے جاینگے اور سڑکیں بنائی گئی ہیں۔
(۱۲) اونٹ بیکار ہو جاوینگے۔
(۱۳) دریا خشک کئے جاوینگے۔
(۱۴) نہروں کے کھلنے سے دریا خشک ہوگئے۔
(۱۵) لوگوں میں میل جول بڑھے گا۔ وسائل سفر پیدا ہونگے۔
(۱۶) لڑکیوں کو قتل کرنے کی روک تھام۔
(۱۷) کتابوں کا کثرت سے شائع ہونا۔
(۱۸) ستاروں کا گرنا۔
(۱۹) کانوں کو کھود کر زمین کے خزانے نکالے گئے۔
(۲۰) عورتوں کا مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہونا۔
(۲۱) اسلامی ممالک میں فسق و فجور پھیلیگا۔
(۲۲) مذاہب باطلہ کا رواج ہوگا۔
(۲۳) جھوٹی باتیں بری بدعات اور امانتوں میں خیانت رواج پاویگی۔
(۲۴) فاجروں سے دوستی اور صالحوں سے دشمنی رواج پاوگی۔
(۲۵) مسلمان ایک دوسرے کو ایذا دینگے۔
(۲۶) شراب۔ جوا کی کثرت ہوگی۔
(۲۷) رشوت۔ سود۔ رہزنی اور قتل رواج پاجائیگا۔
(۲۸) بے رحمی اور بے حیائی بہت ہوگی۔
(۲۹) غیبت۔ عیب جوئی۔ جھوٹی قسم اور جھوٹی شہادت بکثرت ہوگی۔
(۳۰) عورتوں کی نابعداری اور ماں باپ کی نافرمانی بہت ہوگی۔
(۳۱) لوگ حریص دغاباز بیمار خو ہونگے۔
(۳۲) مساجد کی تعمیر بہت ہوگی۔
(۳۳) کاہن۔ نجومی اور رمال کو سچا سمجھا جاویگا۔
(۳۴) زلزلے ہونگے۔ بجلیاں کڑکینگی۔
(۳۵) زمین تنگ ہوگی۔ قحط پڑے گا مرگ مفاجات ہوگی۔
(۳۶) طاعون پڑے گی۔
(۳۷) بارشیں بے وقت ہونگی۔
(۳۸) سلطان ایک دوسرے سے لڑینگے اور باہم کا ذکر کینگے۔
(۳۹) حقیقی بھائیوں میں مخالفت دین ہوگی۔

[illegible] مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا [illegible]

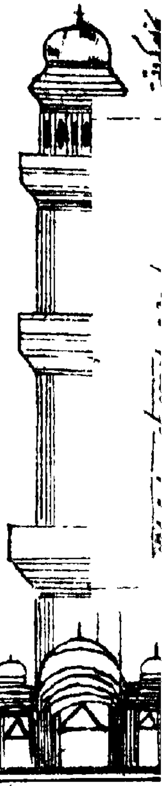
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مَہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ پہلا ہفتہ وار اخبار ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی



جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۸ - اگست ۱۹۱۸ء نمبر ۶ | نمبر ۳۱

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔ اور ابھی مشورے کے مطابق آپ ڈلہوزی ہی میں ہیں خداوند کریم آپ کو جلد شفاء کاملہ بخشے۔

۲۔ ۴ر اگست کو دونو مدرسوں میں اور مسجد اقصیٰ میں تمام جماعت نے برٹش گورنمنٹ کے لئے دعا کامیابی و فتح و نصرت کی۔

۳۔ گرمی نہایت شدید ناقابل برداشت ہو رہی ہے۔ خدا باران رحمت اپنے پیاسے بندوں پر بھیجے۔

مجرمانہ سازشوں کی تحقیقات کرنیوالی کمیٹی کی رپورٹ

(پنجاب کے متعلق بعض دلچسپ واقعات)

مختلف مقامات میں بغاوت کی تجویز

سازشیوں کا منصوبہ یہ تھا کہ لاہور فیروزپور۔ راول پنڈی میں یکبارگی بغاوت ہو جائے۔ بعد میں یہ معلوم ہوا۔ کہ نقل و حرکت کے متعلق ان کا ارادہ زیادہ وسیع تھا۔ سازشیوں کا مقصد صرف یہ تھا کہ بغاوت بنارس اور جبلپور وغیرہ مقامات تک بھی پھیل جائے۔ اگرچہ ہمیں معتبر شہادت کی بناء پر معلوم ہوا ہے کہ مشرقی بنگال میں کم و بیش [illegible] کو یہ معلوم تھا کہ غدر [illegible]

کو کیا ہونے والا ہے۔ وہ ڈھاکہ میں بغاوت کا انتظام کر رہے تھے۔

قانون حفاظت ہند پاس کرنے کی ضرورت

گورنمنٹ پنجاب نے پولیس اور رسالہ کی گشت کا انتظام کر کے اس بدامنی کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن یہ کارروائیاں ناکافی ثابت ہوئیں۔ ۲۵ر فروری ۱۹۱۵ء کو گورنمنٹ پنجاب نے گورنمنٹ ہند کو ایک رپورٹ بھیجی جس میں لکھا کہ صورت معاملات نے بڑی تیزی سے اور خطرناک طریقہ میں ترقی کی ہے۔ اور وسطی اضلاع کی دیہاتی آبادی پر اس کا بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ دیہات کے معززین اور افسروں کو خوف (دہ کیا جاتا تھا) [illegible] پسند فوج کو وفاداری سے برگشتہ کرنے کے لئے ہر ایک کوشش کر رہے تھے۔ ۱۹ر [illegible] انتشار [illegible]

اور مسعود خان نے ملازمت ترک کی تھا۔ اسی مقصد کے لئے اسی روز شام۔ آدمی دیل میں سوار ہو کر فیروز پور پہونچے جہیں سے نا مسلح تھے۔ ۱۵ مسلمان طلبا سرحد پر مستعصبین کے ساتھ دیوانوں کے ساتھ شریک ہونے کے لئے چلے گئے۔ گورنمنٹ ہند کو اسبات میں تامل تھا کہ عدالتوں اور معمولی قانون کی حد سے کوئی کارروائی باہر کی جائے لیکن پنجاب اور بنگال میں صورت معاملات بہت خطرناک ہوتی جارہی تھی۔ اس لئے قانون حفاظت ہند پاس کیا گیا۔ اس قانون کا اثر بہت اچھا ہوا۔ چنانچہ ایک ماہ کے عرصہ میں ہی نہایت خطرناک صورت معاملات میں اصلاح ہو گئی ۔

نظربندیاں اور دیگر پیشبندیاں

اس قانون کے ماتحت پنجاب میں نظر بندیوں کا ذکر کرکے بعد کمیٹی نے لکھا ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب نے ہمیں مطلع کیا ہے کہ مندرجہ ذیل پیش بندیاں بھی کی گئی ہیں :-

(۱) چار ایڈیٹران اخبارات کو حکماً جرمنوں کے حق میں یا خوف زدہ کرنیوالے مضامین شایع کرنے کی ممانعت کی گئی۔ ایک اخبار جس کا ایڈیٹر ظفر علیخان سابق ایڈیٹر زمیندار ہے اس کے متعلق حکم دیا گیا کہ اسکے مضامین چھپنے سے پہلے سنسر کی منظوری حاصل کر لیا کریں (۲) مسٹر تلک اور مسٹر بپن چندر پال کو اس صوبہ میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی گئی۔ اس امر کی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ان دونوں صاحبوں کا ارادہ پنجاب میں ہوم رول کی تحریک کی اشاعت کے لئے دورہ کرنے کا تھا ۔

غیر تعلیمیافتہ لوگوں کیلئے ہوم رول کا مطالبہ۔

پنجاب کے خیال میں سازش غدر نے اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ غیر تعلیمیافتہ لوگ ہوم رول کے مطالبہ کا کیا مطلب سمجھتے ہیں جو تعلیمیافتہ لوگوں کے لئے حق بجانب ہو سکتا ہے۔ پنجاب میں سکھ ہوم رول کی علامت کے متعلق جو احکام نافذ ہوئے تھے وہ ابھی تک زیر عملدرآمد ہیں ۔

اشتعال انگیز اپیلیں

بالکل ظاہر ہے کہ پنجاب میں تحریک غدر عام خونریزی کے قریب پہنچ گئی تھی۔ بہت سے سکھوں میں خیال ادر فعل میں بہت کم فاصلہ ہوتا ہے۔ اگر ان پر اشتعال انگیز اپیلوں کا اثر ہو جائے۔ تو وہ بہت جلد کارروائی کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے طریق میں جو امن وامان اور آئینی حکومت کے لئے خطرناک ہو بعض اشخاص اس تاریخ پر نظر ثانی کرتے ہوئے جس کا خلاصہ ہم نے کیا ہے گورنمنٹ پنجاب کی رائے کی تائید نہیں کرتے۔ اگر گورنمنٹ کے پاس قانون حفاظت ہند کا ہتھیار نہ ہوتا تو تحریک غدر کو اسقدر جلدی نہ دبا دیا جاتا۔

مسلمانوں کے متعلق

جن سازشوں کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ ان کے ساتھ بہت ہی کم مسلمانوں کا تعلق تھا۔ صرف پچھلے دنوں برٹش حکومت کو زبردستی مٹانے کی ایک ایسی تحریک پیدا ہوئی جسکو مسلمان تحریک کہا جا سکتا ہے یہ تحریک الگ تھلگ تھی۔ اور اسکی بہت کم حمایت کی گئی۔ مسلمانوں نے جنگ میں جو حصہ لیا ہے اس پر وہ بجا طور سے فخر کر سکتے ہیں۔ ٹرکی کے شریک جنگ ہونے سے یہ حصہ اور بھی زیادہ ہو گیا۔ ہندوستان کے سب سے بڑے والیئے ریاست نظام حیدرآباد نے ایک وفادارانہ اعلان شایع کیا۔ جس سے ان کے ہم مذہبوں کے لئے ایک قابل قدر مثال قائم ہو گئی۔

مسلمان طلباء کی فراری

اسکے بعد کمیٹی کی رپورٹ میں چند ہم دیوانے مسلمانوں کی کارروائیوں کا حال دیا گیا ہے۔ جنھوں نے انگلستان کے دشمنوں کو مدد دینے یا انکے ساتھ شامل ہو جانے کی خواہش ظاہر کی۔ جنوری ۱۹۱۵ء میں لاہور کے ۱۵ طلبا اپنے کالج سے روانہ ہو گئے۔ اور سرحد پار نیم دیوانے ہندوستانیوں کے ساتھ مل گئے۔ مارچ ۱۹۱۷ء میں دو بنگالی مسلمانوں کو شمال مغربی سرحدی صوبہ میں گرفتار کیا گیا۔ انکے قبضہ سے ۸ ہزار روپے برآمد ہوئے۔ جنکو لیکر وہ سرحد پار جارہے تھے

ایک اور سازش کی گرفتاری

اگست ۱۹۱۶ء میں ایک سازش پکڑی گئی۔ اس سازش کا مقصد یہ تھا کہ برٹش حکومت کو سرحد پر حملہ کرکے تباہ کر دیا جائے۔ اس طرح پر کہ اس حملہ کے ساتھ اندرون ملک میں بھی بغاوت ہو جائے۔ اس مقصد کو سرانجام دینے کے لئے ایک مولوی عبید اللہ اگست ۱۹۱۵ء میں سرحد پار گیا۔ اسکے تین اور ساتھی عبداللہ۔ فتح محمد۔ اور محمد علی تھے۔ عبید اللہ اور اسکے ساتھیوں نے ایک سکیم تیار کی۔ کہ برٹش حکومت کے بعد ہندوستان میں ایک عارضی گورنمنٹ قائم کی جائے۔ ایک شخص مہیندر پرتاب کو اس گورنمنٹ کا پریزیڈنٹ بنانا تجویز کیا گیا تھا۔ یہ شخص ایک اچھے ہندو خاندان سے تعلق رکھتا ہے سنہ ۱۹۱۴ء کے آخر میں اسکو اٹلی۔ سوئٹزرلینڈ اور فرانس جانے کے لئے پروانہ راہداری دیا گیا۔ وہ سیدھا جنیوا گیا۔ وہاں وہ ہردیال سے ملا۔ ہردیال نے اس کا تعارف جرمن سفیر سے کرایا۔ اسکے بعد وہ برلن گیا۔ وہاں سے اسکو کابل میں ایک سرحدی مشن پر بھیجا گیا۔ غالباً اسنے جرمنوں کو یہ یقین دلا دیا تھا کہ وہ ایک مشہور اور بارسوخ آدمی ہے۔

وزیر اور وزیر اعظم

عبید اللہ کی تجویز تھی کہ وہ خود ہندوستان کا ایک وزیر بنے۔ برکت اللہ جو کہ ترن درما کا ایک دوست ہے۔ اور امریکہ کی غدر پارٹی کا ممبر ہے۔ اور برلن کے راستے کابل سے ہو آیا ہے وزیر اعظم بنانا تجویز کیا گیا تھا۔ وہ ریاست بھوپال کے ایک ملازم کا ایک لڑکا ہے۔ اور انگلستان۔ امریکہ اور جاپان میں ہندوستانی پروفیسر مقرر کیا گیا تھا۔ اسکے برطانیہ کے ایک سخت مخالف اخبار کی ایڈیٹری کی۔ گورنمنٹ جاپان نے اس اخبار کو بند کر دیا اسکے بعد اسکو عہدہ پروفیسری سے موقوف کر دیا گیا۔ اور وہ امریکہ جاکر غدر پارٹی میں شامل ہو گیا

سابق زار روس کو خط

کابل مشن کے جرمن ممبر اپنے مقصد میں ناکام ہو کر ۱۹۱۶ء کے آغاز میں افغانستان سے روانہ ہو گئے۔ لیکن ہندوستانی ممبر وہیں رہ گئے۔ عارضی گورنمنٹ نے گورنر روسی ترکستان اور اسوقت کے زار روس کو خطوط لکھے جنمیں روس سے درخواست کی گئی کہ برطانیہ اعظم سے اپنا رشتہ توڑ کر ہندوستان میں برٹش حکومت کو مٹانے کے لئے مدد دے۔ ان خطوط پر مہیندر پرتاب کے دستخط تھے یہ خطوط برٹش گورنمنٹ کے ہاتھ لگ گئے۔ سابق زار روس کو جو خط لکھا گیا وہ سونے کے ورق پر تھا جس کا ایک فوٹو ہمیں دکھایا گیا ہے۔

ٹرکی کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے کی تجویز

عارضی گورنمنٹ نے گورنمنٹ ٹرکی کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے کی تجویز کی تھی۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے عبید اللہ نے ایک چٹھی اپنے دوست مولانا محمود حسن کو لکھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۸ - اگست ۱۹۱۶ء

پیغام والوں کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی اور اسکے اصلی اسباب۔

مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے چار رسالے انگریزی میں شائع کئے ہیں۔ تاکہ ہندوستان سے باہر جزائر میں رہنے والوں کو سلسلہ احمدیہ کے متعلق غلط فہمی میں ڈالکر وہ فرض ادا کریں۔ جو ایسے لوگوں کا مورث اعلیٰ ابتداء سے ادا کرتا آیا ہے۔ آخری رسالہ میں اس نے تفرقہ پر بحث کی ہے۔ اور اس میں نہایت مزورانہ طریق پر مسیح موعود کی نبوت کا بانی ظہیر کی کتاب نبی اللہ کا ظہور کو بتایا ہے۔ اور پھر یہ جتایا ہے کہ اس سے گویا متاثر ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد صاحب نے مسئلہ کفر ایجاد کیا۔ وغیرہ ذالک من المفتریات۔

حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے یہ عقائد ظاہر کئے کہ جو لوگ مسیح موعود کو نہیں مانتے۔ وہ بھی مسلمان سمجھے جائیں۔ اور صرف کاذب کہنے والوں کو کافر قرار دیا جائے اور تبلیغ دعووں کے ساتھ ملکر کی جاہئے۔ اور مسیح موعود کا ذکر نہ کیا جائے۔ کہ یہ پیغام کو بوجہ احسن پہنچانے میں ایک روک ہے۔ حضرت اقدس نے اس فتنہ کی تردید کے لئے حقیقۃ الوحی ایسی مبسوط کتاب لکھی اور ڈاکٹر کو جماعت سے خارج کر دیا۔ اسوقت ڈاکٹر کے حامی خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی صاحب تھے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کا انجام دیکھ کر یہ دونوں بزرگ نیچے ہو دب گئے لیکن اندر اندر وہ سوئے گھٹتے رہے چنانچہ حضرت خلیفہ اول کے زمانے میں کئی طور پر سر اٹھایا مگر بیس ہو گئی۔ آخر حضرت خلیفہ ثانی کے زمانے میں کھل کھیلے۔ اور بعینہ انہی عقائد کو ظاہر کیا۔ جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی نے اپنے مکتوب میں حضرت مسیح موعود کو لکھے تھے اور وہ سب کچھ اسی رسالہ کے چھپے ہوئے موجود ہیں۔

اس قضیہ کی تفصیل تو پھر کسی وقت لی جائے گی۔ فی الحال مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کا ایک پرانا خط درج کرتا ہوں۔ جو ابتدا فتنہ میں انہوں نے اپنے ایک دوست کو لکھا تھا۔ اس خط کے ملاحظہ سے جماعت کو اصل موجبات تفرقہ بلکہ یوں کہنا چاہیئے اسباب ارتداد پیغامیان کا علم ہوگا۔ یہ خط کا ایک حصہ ہے۔ اگلا حصہ دوسرے موقعہ پر شائع ہوگا۔ وہ خط یہ ہے۔

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج میرے لئے دو امر نہایت محرک ہوئے ہیں کہ میں جناب کے خط کے جواب میں کچھ مختصر سی بات لکھوں۔ اول محرک تو آپ کا اپنا جواب ہے جو کہ خط میں آپ نے درج کیا تھا۔ اور دوسرا محرک آپ کا پہلے اور اب بھی اسپر زور دینا ہے۔ کہ یہ اختلاف ایک معمولی اختلاف ہے۔ اور اس سے چنداں نقص نہیں لازم آتا۔ اور کہ یہ **اختلاف پہلے بھی تھا۔**

حضرت مسیح موعود کے سامنے ایک امر پیش ہوا۔ اور حضرت صاحب نے خود اس کا فیصلہ دیا۔ اور وہ مسل شائع شدہ ہے عبدالحکیم ڈاکٹر نے حضور کی خدمت میں خط لکھا۔ جسکی شائع شدہ عبارت کے بعض فقرات مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) ایڈیٹر اخبار وطن کی تحریک پر مولوی محمد علی و خواجہ کمال الدین صاحبان نے جو یہ تجویز مسطور اور شائع کی کہ ریویو آف ریلیجنز قادیان میں تمام اسلامی مضامین شائع ہوا کریں۔ اور خاص میرزا صاحب کے متعلق ایمانات علیحدہ ضمیمہ میں شائع ہوا کریں۔ جسکو خاص مریدوں کے نام جاری کیا جائے ۔۔۔ .... اس تجویز کی اشاعت سے میرا دل قدرے [illegible] اور میں نے کہا کہ ہماری جماعت میں عالی خیال اور عالی [illegible] لوگ بھی ہیں۔ اور اب یہ کام قرآنی رنگ اور خدائی [illegible] چلے گا۔ اور ہمارا پیغام احسن اور بلیغ صورت میں دنیا کو پہونچیگا۔ مگر وہ تمام خوشی خاک میں مل گئی۔ جب [illegible] پکے مرزائیوں یا مرزا کے شیدائیوں نے اس تجویز کے [illegible] شور مچانا شروع کیا۔ اور وہ تجویز خاک میں مل گئی۔ [illegible] محمد علی صاحب کو مرزائیوں کا شور دبانے کی غرض [illegible] اپنے اقرار اور عقائد شائع کرنے پڑے ۔ ۔۔ ۔۔ میں زیادہ صبر نہ کر سکا۔ اور مضامین ذیل پر ایک خط حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں نہایت بیقراری اور جو[illegible] کی حالت میں لکھا ۔ ۔ اسوقت میں چند امو[ر] طرف جو نہایت ضروری ہیں۔ آپکی توجہ دلانا چاہتا ہو[ں] اول یہ کہ امت محمدیہ میں جو لوگ . مگر جو [illegible] ہمیں صریحاً کاذب نہیں کہتے۔ **ان تمام کو کافر نہ سمجھا** [illegible] **تاکہ ہماری تبلیغ آسان اور وسیع ہو سکے۔** دوم

جو تجویز انشراح صدر اور عالی ظرفی سے مولوی محمد علی [و] خواجہ کمال الدین صاحب نے شائع کی تھی .. اس [سے] ہمارے مشن کی تبلیغ بہت جاری اور عمدگی سے پھیل سک[تی] ہے۔ اور قرآن مجید کے رو سے مدار نجات بھی اللہ پر ایما[ن] اور اعمال صالحہ ہیں . . پس جب بنائے نجات توح[ید] اور تزکیہ نفس ہوئی۔ تو فروعات اور سودات کی خاطر تما[م] کو اصل بنا سے محروم کرنا سخت غلطی ہے۔ سوم آپ کا [وجود] خادم اسلام ہے۔ نہ کہ وجود اسلام۔ پس اپنے وجو[د کی] خاطر اصل اشاعت اسلام کو روکنی حکمت اور دانائی [کے] خلاف ہے۔"

اس خط کے جواب میں جو خط حضرت مسیح موعود نے لکھا۔ اس کے ابتدائی بعض فقرے درج ذیل ہیں:۔

خان صاحب! آپ کا خط پڑھ کر بہت افسوس ہوا [illegible] پڑھا۔ اس خط کے پڑھنے سے یہی معلوم نہیں ہوتا [illegible] آپ [illegible] اس سلسلہ سے خارج ہیں۔ بلکہ یہ بھی [illegible] ہوتا ہے کہ آپ دین اسلام سے بھی منہ پھیر رہے ہیں [illegible] پھر اسی خط میں دین اسلام سے منہ [illegible] لکھتے ہیں کہ [illegible] مگر آپکے قول [illegible]

…آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط …ہے"۔

اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تیسرے … میں عبدالحکیم کے خارج از احمدیت ہونے کی وجہ یوں … فرماتے ہیں:۔

"بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے … ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچ چکی ہے۔ اور اس نے … قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور … کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا … کہ اب میں ایک ایسے شخص کے کہنے سے جس کا دل … تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ … اس سے آسان یہی ہے۔ کہ ایسے شخص کو اپنی … سے خارج کر دیا جائے۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ … آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔"

اب ان حوالجات میں تین چیزیں آتی ہیں:۔

… تجویز جس کو مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب نے … پیش کیا تھا۔ اور عبدالحکیم اس سے خوش ہوا تھا۔ اور پھر … تجویز مرزا کے شیدائیوں نے رد کی۔ تو عبدالحکیم کو صدمہ … ۔ اور اسکے برخلاف کہنے کے لئے اس نے حضرت مسیح … موعود سے وہ خط و کتابت کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ … مسیح نے عبدالحکیم کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا … ۔ عبدالحکیم پر خدا کے مسیح کا یہ حکم لگا کہ وہ اسلام … سے منہ پھیر رہا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کرنا کہ وہ مومن … بننے کے لئے آنحضرت صلعم پر ایمان لانا شرط نہیں ٹھہراتا۔

۳۔ خدا کے مسیح کا عبدالحکیم کو اپنی جماعت سے خارج … کرنا اور اس کی وجہ یہ بیان کرنا کہ خدا نے مجھ پر یہ ظاہر کیا … ہے کہ جس شخص کو تیری دعوت پہنچے۔ اور پھر بھی وہ تجھ … قبول نہ کرے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ لیکن یہ عبدالحکیم … خدا کے اس مسیح کے حکم کے خلاف کہتا ہے۔

اب جناب آخری بات ۳ کو پہلے لیں۔ صریح طور پر … [illegible] تو عبدالحکیم نے پہلے ہی کافر کہکر علیحدہ …

[illegible] … جو لوگ … کافر نہیں کہتے … جس کو … دعوت پہنچ چکی ہے۔ اور اس نے

آپ کو قبول نہیں کیا۔ عبدالحکیم اس کو مسلمان کہتا ہے۔ اور خدا کا مسیح فرماتا ہے۔ کہ خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایسا شخص مسلمان نہیں ہے۔ اور پھر محض اسی وجہ سے عبدالحکیم کو جماعت سے خارج کرنے کا حکم لگاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ فتوے کسی شخصیت سے وابستہ نہیں ہوتا بلکہ اس امر سے وابستہ ہوتا ہے۔ جو کہ اس شخص میں ہے۔

خدا کے مسیح کا یہ فتوے عبدالحکیم کی شخصیت میں منحصر نہیں۔ بلکہ جو شخص بھی یہ کہے گا کہ جس شخص کو حضرت مسیح موعود کی دعوت پہنچ چکی ہے۔ اور اس نے آپ کو قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان ہے) قیامت تک وہ اسی فتوے کے نیچے آ رہے گا۔ خواہ وہ کوئی صاحب ہو۔

اور چونکہ یہ فتوے ہمارا نہیں۔ بلکہ خدا کے مسیح کا ہے۔ لہٰذا مسیح کے ماننے والوں میں اس میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ کیا کوئی فرق اس وقت عبدالحکیم کی طرح ایسا کہتا ہے۔ تو اس کا ثبوت انکی تحریریں ہیں۔ جو کہ کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ اگر ضرورت ہو۔ تو میں انشاء اللہ بڑی تعداد میں پیش کر سکتا ہوں۔ اور اگر کسی کو شک ہو۔ تو سب سے سہل طریق یہ ہے۔ کہ صریح کافر کہنے والوں کو علیحدہ رکھکر باقیوں کی نسبت انہی الفاظ مذکورہ کے ساتھ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں سے تحریری طور پر دریافت کیا جاوے۔ تو اگر وہ وہی جواب دیں۔ جو کہ عبدالحکیم کا ہے۔ تو پھر یقین کیا جائے۔ کہ خدا کے مسیح کا ان کی نسبت بھی وہی فتوے ہے۔ جو کہ آپ نے عبدالحکیم کی نسبت دیا ہے۔

پس آپ خود ہی غور فرمائیں۔ کہ اس اختلاف کی ایک شاخ جب اسقدر خطرناک ہے۔ کہ بموجب فتویٰ مسیح موعود انسان احمدیہ جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ تو پھر کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اس میں چنداں نقص نہیں۔ اور کہ یہ فروعی اختلاف ہے۔ اور اصولی نہیں۔ اور باوجود اسکے آدمی مومن کا مومن ہی رہتا ہے۔

اب دوسرے نمبر ۲ کو لیں۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کا وہ رسالہ سامنے رکھیں۔ جو کہ آپ نے کفر و اسلام کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ایام وصال میں لکھا۔ اور بعد از وصال علیحدہ بھی اور اخبار پیغام میں بھی شائع کیا ہے۔ اس میں آپ کفر و اسلام کی آخری حد خدا کو ایک ماننا قرار دے کر خود ہی یہ نتیجہ بھی مستخرج کرتے ہیں کہ جو شخص خدا کو ایک مان لیتا ہے۔ وہ مومن مسلم ہو جاتا ہے۔

اب آپ اس قول کے مطابق دیکھیں کہ ایک یہودی جو کہ خدا کو ایک مانتا ہے۔ اور ایک عیسائی جو کہ خدا کو ایک مانتا ہے۔ ایک سکھ اور برہمو جو کہ خدا کو ایک مانتے۔ ضرور مومن اور مسلم ہو گا۔ کیونکہ آخری حد اسلام اور ایمان کی اللہ کو ایک ماننا ہے۔ اور وہ اس میں موجود ہے۔ اور جس میں یہ آخری حد موجود ہوتی ہے۔ وہ ضرور مسلم مومن ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ بھی مومن ہیں۔ اور اس سے صاف اور صراحتاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء اور خصوصاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا خواہ کیسا ہی مفید اور اہم ہو۔ مگر مومن بننے کے لئے اس کو شرط نہیں ٹھہرایا گیا۔ اگر وہ شرط ہوتا۔ تو پھر یوں کہا جاتا کہ اسلام اور ایمان کی آخری حد خدا اور رسولوں یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ماننا ہے۔ پس جو شخص ان کو مان لیتا ہے۔ وہ مومن ہو جاتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسا نہیں کیا گیا۔

اور یہ وہ چیز ہے۔ جس کی وجہ سے خدا کا مسیح عبدالحکیم پر یہ حکم لگا رہا ہے۔ کہ تو اسلام سے بھی روگردان ہو رہا ہے لہٰذا جو شخص بھی مومن بننے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط نہیں ٹھہرائے گا۔ اس پر خدا کے مسیح کا یہی فتوےٰ ہے۔ کہ وہ اسلام سے روگردان ہو رہا ہے۔ پس آپ غور فرماویں کہ جب اس اختلاف کی ایک ہی شاخ اسقدر مضر ہے کہ خدا کے مسیح کے فتوے کی رو سے انسان جماعت احمدیہ سے خارج اور اسلام سے روگردان قرار پاتا ہے۔ تو کل اختلاف کسقدر خطرناک ہو سکتا ہے۔

بلکہ گہری نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عبدالحکیم اور یہ لوگ ایک ہی مشرب رکھتے تھے لیکن عبدالحکیم تیز تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود کے وقت ہی اظہار کر دیا۔ اور حضور نے اس پر حکم لگا دیا۔ لیکن یہ لوگ ہوشیار تھے لہٰذا یہ وقت آنے کے منتظر رہے۔ اور جب وہ وقت آ گیا تو انہوں نے وہ سب کچھ کیا۔ جو کہ عبدالحکیم خان نے

حضرت خلیفہ اوّل کے ابتدائی اور وسطی زمانہ میں بھی
ہے۔ لیکن آپ کے آخری ایام میں ایک طرف تو کفر
کے مسئلہ کو دبی زبان سے شروع کیا۔ دوسری طرف
شروع کی کہ ریویو کو ولایت یا لاہور لیجا کر اس تجویز
ن چلایا جائے۔ لیکن جب اس کا لے جانا نہ ہو
لایت میں جا کر خواجہ صاحب نے اسلامک ریویو
جاری کر دیا جو کہ اس وقت تک اس تجویز کا ایسا
نے کہ جھوٹے بھی خدا کے مسیح کا [illegible] نہیں
خدا کے مسیح کے بارہ میں ایک نو مسلم بھی ایسا [illegible]
جو کہ احمدی نہ ہو۔ اور عام مسلمان ہو۔ لیکن [illegible]
لہ بھی شروع ہوا۔ اور پھر حضرت خلیفہ اوّل
کے ساتھ ہی آنحضرت پالیسی اور بھی بدلنے
دمن بچنے کے لئے اڑا دیا۔ اور صاف صاف
شروع کر دیا۔ کہ جن لوگوں کو مسیح موعود کی دعوت
اور انہوں نے مسیح کو قبول نہ کیا ہو۔ وہ مسلمان
ہم اپنی طرف سے کوئی فتویٰ نہیں دیتے۔ لیکن
سے نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا کے برگزیدہ مسیح کے فتویٰ
لے کہیں کہ جو کچھ کر رہے ہیں سب اچھا ہے۔
اس کے تصفیہ کی ایک آسان راہ اور بھی ہے
ہے کہ خدا نے اپنی وحی میں مسیح موعود کو نبی اور
مایا۔ اور جو نبی رسول خدا کی وحی کہلاتے۔ ان کا
ن کی شرط اور ان کا انکار شریعت میں کفر کہلاتا
ر نہ خداوند تعالےٰ کی وحی میں یہ تفریق ہے۔ کہ
اور فلاں مجازی نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ فیصلہ
لا حقیقی نبی پر ایمان لانا شرط ایمان اور اس کا انکار
۔ اور جو مجازی نبی ہے نہ اس کا ماننا شرط ایمان
ر نہ اس کا انکار کفر ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث سے
ی ثابت ہے۔ کہ جن کو اس نے رسول اور نبی
ں کہا ہے ان سب پر ایمان ضروری اور ان کا
ہے۔ اور یہ کہہ دینا کہ یہ آنریری مجسٹریٹ وغیرہ
ہے۔ تو کیا وہ لوازم مجسٹریٹی میں دوسرے مجسٹریٹوں
رہتا ہے یا علاوہ دیگر ان لوازم سے خالی رہتا

اور اس حالت میں یہ اختلاف کس طرح فروعی ہو سکتا ہے
اور یہ بھی صحیح نہیں کہ یہ اختلاف پہلے بھی تھا۔

اگر آپ ذرہ تکلیف اٹھا کر جناب مولوی محمد علی صاحب کی پہلی تحریرات کو پڑھیں تو آپ کو صاف صاف ان کی ایسی عبارتیں ملیں گی جنمیں وہ وہی کہہ رہے ہیں۔ جو ہم کہتے ہیں۔ یہاں پر میں ان کی ایک عبارت ریویو جلد ۵ نمبر ۱۱ سے نقل کرتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔

"یہ چار باتیں جو خواجہ غلام الثقلین نے آیت انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا کے ان معنوں کی تردید میں تو بیان کئے ہیں پیش کی ہیں۔ جو انکے اپنے الفاظ میں نقل کی جاتی ہیں ۱۔ شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کرے گا شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہو گیا۔
۲۔ بنی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور قوم فرعون ان کے بچوں کو قتل کر دیتے تھے۔
۳۔ مسیح مصلوب ہوئے۔ اور یہود نے فتح حاصل کی۔ ۴۔ خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے سوائے ایک کے باقی تین دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔"

بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتا دیں کہ ان پیش کردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح کا ذکر ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوت تھا۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار لڑکے مدعی نبوت تھے۔ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے۔ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے"

اب غور فرمائیے کہ اگر مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے وہی معنے تھے۔ جو کہ اب کئے جاتے ہیں۔ تو پھر خلفاء اربعہ اور سبطین سے اس کی نفی کس طرح ہو سکتی۔

پس یہ بات نہیں کہ یہ اختلاف پہلے بھی تھا۔ بلکہ یہ بعد ہی کا پیدا کردہ ہے۔ پھر یہ بھی سچی بات ہے۔ کہ قادیان سے باہر کے لوگ اس اختلاف کی نسبت جو لکھتے ہیں۔ وہ محض ان کی رائے اور قیاس ہی ہے۔ لیکن قادیان والے اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

اصل بات جو ہمارے مشاہدہ میں آئی ہے وہ یہ ہے۔ کہ جناب خواجہ صاحب کی نسبت حضرت مسیح موعود نے خود بارہا خطرہ بیان فرمایا تھا۔ حضرت صاحب نے اپنے اس کشف کا مصداق تو نہیں بتایا تھا کہ ہماری جماعت کا ایک سجادہ آدمی غیروں سے جا ملا ہے۔ تو کسی نے اس کو کہا کہ تم نے یہ کیا کیا تو اس نے جواب دیا کہ مصلحت وقت یہی ہے۔ مگر حضرت صاحب نے بعض اپنے خواب بیان کرتے ہوئے بارہا خواجہ صاحب کی نسبت خطرہ بیان فرمایا تھا۔

جن دنوں میں جناب مولوی محمد علی صاحب قادیان کو چھوڑ کر پہلے ایبٹ آباد چلے گئے تھے۔ تو انہی دنوں میں میں نے آپ کو ایک خط میں ایک واقعہ یاد دلایا تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ جب ایڈیٹر وطن والی تجویز خواجہ صاحب نے منظور کر لی۔ اور اس پر علیحدہ کام شروع ہو گیا۔ تو حضرت صاحب کو اس کا علم ہوا۔ تو آپ نے مسجد میں آ کر پہلے تو مولوی محمد علی صاحب سے دلائل کے ساتھ اس تجویز کے غلط ہونے کا اقرار کرایا۔ اور ساتھ ہی مولوی محمد علی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ خواجہ صاحب کو میں نے بھی یہی کہا تھا پر انہوں نے نہ مانا۔ اور سوائے میرے مشورہ کے خود بخود ہی ایڈیٹر وطن کے ساتھ یہ معاملہ مکمل کر دیا۔ تو پھر حضرت صاحب نے دیر تک ان کی ایمانی کمزوری کی مثالیں بیان فرمائیں۔ اور پھر مولوی محمد علی صاحب سے خواجہ صاحب کے نام خط لکھوایا۔ اور اس کے آخر میں مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا۔ کہ خواجہ صاحب کو لکھ دو کہ مجھے ان کے ایمان کا بہت خطرہ ہے۔ وہ بہت ہی توبہ اور استغفار کریں۔ اور قربانی بھی دیں۔ مجھ کو تو میں نے ان کی نسبت بہت ہی منذر خوابیں دیکھی ہیں۔ اور پھر ان میں سے ایک خواب میں مولوی محمد علی صاحب کو لکھنے کا حکم دیا جن میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ چھوٹی مسجد کی چھت پر ایک تخت بچھا ہوا ہے۔ اور میں اور مولوی نور الدین صاحب اس پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اچانک کمال الدین آیا ہے۔ اور وہ بالکل برہنہ ہے۔ اور مخنث شکل ہے۔ تو آتے ہی ہم دونوں پر حملہ کیا ہے تو میں نے حامد علی کو کہا کہ کوئی [illegible] ہے

مگر اس کو باہر نکال دو - وہ (۲۱) اسکے نکلنے کے لئے اس کی طرف چلا لیکن خواجہ اسکے نکالنے سے پہلے ہی سیڑھی پر سے اتر کر مسجد سے باہر چلا گیا - اور پھر اسکے ساتھ ہی حضور نے فرمایا - کہ تعبیر کی کتابوں میں لکھا ہے - کہ مسجد امام کی جماعت ہوتی ہے - اور اس سے باہر جانا جماعت امام سے خارج ہونا ہے" اور مولوی محمد علی صاحب نے میرے خط کے جواب میں اس کی تردید نہیں کی - تو حضرت صاحب کے ایسے بیانوں اور ایسی خوابوں اور ان کی تعبیروں سے صاف صاف اسی وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کشف کا مصداق یہی ہے - بلکہ جسوقت وہ کشف حضرت صاحب نے بیان فرمایا تھا - تو سب بڑے بڑے احمدی نہایت خوف زدہ ہو گئے تھے - لیکن بعض لوگ اسی وقت بول اٹھے تھے کہ حضرت مولوی صاحب اور دوسرے بزرگان قوم کو اس سے خوف زدہ نہ ہونا چاہئیے - کیونکہ مصلحت وقت کا لفظ ہی صاف بتاتا ہے کہ یہ خواجہ صاحب کا جواب ہے -

لیکن اسکے بعد متصل ہی حضرت صاحب کی موجودگی ہی میں خواجہ صاحب کے حالات زندگی میں بہت ہی نمایاں فرق اور تغیر صاف صاف نظر آنے لگا - اور ایک ایسی سکیم پر اُسنے اپنے خاص دوستوں کو اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا کہ جس کا مختصر خلاصہ یہ ہو سکتا ہے کہ نام تو احمدی رہے اور جماعت احمدی بھی ہمارے ہاتھ میں رہے - اور غیروں سے پھر از سر نو اتحاد بھی قائم ہو سکے - سب سے پہلے پاکہ ہمارے علم میں سب سے پہلے بالفاظ دیگر قادیان میں سب سے پہلے خواجہ صاحب نے جناب مولوی محمد علی صاحب کو اس سکیم کے اصول پر اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا - اس زمانہ میں چونکہ مولوی محمد علی صاحب کچھ مجھ سے پڑھا کرتے تھے اور تعلق بھی بہت تھا - اسلئے روزانہ بہت بہت وقت [illegible] صاحب کے پاس بیٹھتا تھا - تو مجھے خوب یاد ہے کہ ابتداء میں بعض اصول پر زمانہ دراز تک مولوی محمد علی صاحب مباحثہ کرتے رہے - اور خواجہ صاحب کو دوستانہ [illegible] بہت کچھ کہا کرتے تھے - چنانچہ اسی [illegible] صاحب [illegible] خواجہ صاحب کبھی مسیح کا [illegible] کا عام استعمال ہوا [illegible]

لہجہ میں کہتے تھے

چنانچہ ایک دفعہ لاہور میں احمدیہ بلڈنگس کی مسجد کے مقام پر عام جلسہ تھا جس میں قادیان سے میں اور حضرت میاں صاحب - مفتی صاحب اور مولوی محمد علی صاحب بھی گئے تھے - اور خواجہ صاحب کی تقریر کے بعد جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جیسا کہ ہمارے پولوس صاحب نے فرمایا ہے - تو اسکے سنتے ہی جناب خواجہ صاحب نے منہ بنایا اور سر ملانا سوء ترجمہ کیا - اور مولوی محمد علی صاحب نے اسکو دیکھ کر استغفر اللہ استغفر اللہ نہیں - جیسا کہ ہمارے خواجہ صاحب نے کہا ہے کہا - مگر کوئی ڈیڑھ سال کے مباحثہ کے بعد مولوی محمد علی صاحب خواجہ صاحب کے ساتھ اس سکیم پر متفق ہو گئے - مگر اس سے پہلے اصرار میں حضرت صاحب کا وجود روک ہو سکتا تھا - تو وہ اٹھ گیا - اور آپکے بعد خلیفہ کا وجود روک تھا جسے اسکے اکھاڑنے کی کوشش کی گئی جیسا کہ سب کو علم ہے - پر کچھ نہ ہو سکا - تب خواجہ صاحب سے یہ فیصلہ کیا - کہ اس خلیفہ کی شخصیت زبردست ہے ہم اس کو ہرگز نہیں اکھاڑ سکتے - لہذا اس کی وفات کا انتظار کیا جائے مگر اس عرصہ میں لوگوں کو مولوی محمد علی کی خلافت کے لئے تیار کیا جائے - اور جس کی خلافت کا اندیشہ ہے اس پر طعن کرے اور اسکے نا اہل خلافت ہونے کو ثابت کرنے کی کوشش کی جائے ❊

نغمہ اکمل حصہ چہارم

قاضی اکمل صاحب کے دلچسپ و دل آویز نظمیں احمدیہ جماعت میں نہایت ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں یہ نظمیں نغمہ اکمل کی صورت میں تین حصے شائع کی جا چکی ہیں اب گذشتہ ڈھائی سالہ نظمیں نغمہ اکمل حصہ چہارم میں چھپی ہیں - جو صرف عاشقانہ زبان کے لحاظ سے بلکہ اسلئے کہ اسمیں سلسلہ احمدیہ کے واقعات درج کئے ہیں - قابل دید ہیں - صرف ۲۰ - یہ حصہ جلد منگوا لیں ورنہ پہلے نغمہ اکمل حصوں کی طرح طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا - ملنے کا پتہ [illegible]

شیعہ مذہب میں بدعات

مصیبت کے وقت ہمیں کیا کرنا چاہئیے

یہ ایک سوال ہے - جو طبعاً انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے - اسکے لئے خداتعالیٰ نے فرمایا ہے - الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون - خداتعالیٰ نے اپنے بندوں اور مومنوں کے لئے ایک قانون مقرر کر کے مذکورہ بالا الفاظ میں ادا کیا - یعنے خدا کے مقرب اور اسکے صالح بندوں کا یہ کام نہیں کہ وہ مصیبت کے وقت جزع فزع کریں یا خواہ مخواہ واویلا مچائیں - بلکہ ان کے لئے ہم ایک قانون مقرر کرتے ہیں - اور وہ یہ ہے - کہ جب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون کو ورد زبان کرے - کیونکہ ان لفظوں سے قوت ایمانیہ بڑھتی ہے - اور وہ خدا کی طرف ایک درجہ اور بھی ترقی کرتا ہے - کیونکہ جب سمجھیگا کہ ہم خدا کے ہیں - اور اسی کی طرف ہمارا مرجع تو اس کو دو طرح کے فوائد حاصل ہونگے - پہلی بات تو یہ کہ اس کو صبر حاصل ہوگا جو کہ تمام کامیابیوں کی کلید دوسرے اسکے دل سے اس مصیبت کا غم غلط ہو [illegible] پس اس فقرہ کے کہنے سے انسان دونوں رنگوں اور جسمانی میں رنگین ہو سکتا ہے - روحانیات میں [illegible] کرے گا - اور جسمانیات میں اس غم کے زائل ہو سے اپنی بقیہ زندگی کے ایام اعلےٰ درجہ کی مسرت خوشگواری سے انجام دیگا - پس صبر کئی انعاموں وارث بناتا ہے -

پہلا انعام تو یہی ہے کہ خداتعالیٰ کے اوامر کی [illegible] کی جائے - پس بعد از تعمیل جن انعاموں کا وعدہ خداتعالیٰ ضرور اس کو عطا فرمائے گا - کیونکہ ان اللہ لا یخلف المیعاد قرآن شریف میں موجود ہے [illegible] متعلق خداتعالےٰ نے کئی دفعہ حکم صادر فرمایا ہے سورہ آل عمران آخری آیت - یا ایھا الذین اٰمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون [illegible] سمجھ کہ کامیابی کی کوئی کلید ہو سکتی ہے - تو وہ صبر [illegible]

یاپاہے ۔

سورہ انفال آیت ۴۸ میں یوں ہے ۔ واطیعوا اللہ رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم اصبروا ان اللہ مع الصابرین ۔ سورہ یونس آخری یت واتبع ما یوحی الیک واصبر حتی یحکم اللہ و ہو خیر الحاکمین ۔ سورہ ہود آیت ۵۱ ۔ تلک من نباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا ولا قومک ن قبل ۔ ھذا فاصبر ان العاقبۃ للمتقین ۔ رہ مذکورہ آیت ۱۱۷ ۔ واصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ۔ یعنے یہ چند آیات پیش کی ہیں ورنہ آن شریف صبر کرنے کے حکم کے بارے میں بھرا ا ہے ۔ پس خدا تعالیٰ کے اس حکم کا بجا لانا بذات خود ایک انعام ہے ۔ کہ خدا نے اسے توفیق دی ۔

دوسرا انعام خدا کا صابروں کے ساتھ ہوتا ہے ۔ جیسے ان اللہ مع الصابرین سے ظاہر ہے ۔ صبر بڑے والعزم رسول نے کیا ۔ پس اس کی پیروی کرنا عین سعادت ہے ۔ جیسا سورۃ انعام آیت ۳۴ سے اور احقاف آیت ۳ سے مترشح ہوتا ہے ۔ پھر جنت میں بغیر صبر کے جانا لن ہے ۔ جیسے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ لما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم صابرین ۔ سے ظاہر ہوتا ہے ۔ پس مندرجہ بالا آیت سے ہر ہو گیا ۔ کہ صبر کرنا ہر ایک کامیابی کی کلید ہے ۔ اور ی کھل گیا ۔ کہ مصیبت کے وقت صبر کرنا چاہیئے ۔ نحو صبر کرنے سے انسان کے ایمان کا پتہ چلتا ہے و ایمانی رنگ میں کس حد تک کامل ہے ۔

وہ تو کہتے ہیں کہ رونا جنت میں داخل ہونے کا یہ ہے ۔ ان کے عوام میں مشہور ہے کہ جب کبھی ں ہوتی ہے ۔ اور شیعہ روتے ہیں تو فاطمہ علیہا السلام ا ب رومال لاتی ہیں ۔ اور اس میں ان کے آنسو لیتی جاتی ہیں خود بہ بخود ہیں ۔ اللہ اللہ ایک طرف تو حکم صبر کو دیکھو سری طرف ان کے اعتقاد کو رکھو ۔ زمین و آسمان کا فرق رآنے گا ۔ خدا تعالیٰ نے ایک حکم صادر فرماتا ہے ۔ اور ں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھی اعتقاد رکھتے ماکہ ہم ایک مضبوط چٹان پر قائم ہیں ۔ اس کی حکم عدولی کو باعث ثواب جانتے ہیں ۔ حالانکہ اپنے ائمہ سلف کے بالکل خلاف کرتے ہیں ۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ جزع فزع کرنے والوں کو امام حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیا خطاب دے رکھا ہے ۔ دیکھئے ۔ ما لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۷۰ ۔

وقال علیہ السلام ان [illegible] والصبر یستبقان الی المومن فتاتیہ البلاء وھو صبور وان الجزع والبلاء یستبقان الی الکافر فتاتیہ البلاء وھو جزوع ۔ فرماتے ہیں کہ صبر اور بلا مومن کی طرف بڑھتی ہیں اسکو مصیبت پہنچتی ہے ۔ اور وہ صبر کرتا ہے ۔ اور جزع اور بلا کافر کی طرف بڑھتی ہیں ۔ پس اس کے پاس بلا آتی ہے ۔ اور وہ بہت جزع فزع کرنیوالا ہوتا ہے اب شیعہ صاحبان دیکھیں ۔ کہ ان کا طرز عمل کن لوگوں کے مطابق ہے ۔ اور ان کا امام کیا فتوے دے رہا ہے ۔ پھر دیکھئے ۔ اسی کتاب ما لا یحضرہ الفقیہ میں فرماتے ہیں ۔ قال علیہ السلام لفاطمہ علیہا السلام حین قتل جعفر بن ابی طالب لا تدعی بویل ولا ثکل ولا حزن وما قلت فیہ فقد صدقت یعنی جب ان کے بھائی جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے ۔ تو آپ نے فاطمہ سے کہا کہ تو نہ واویلا کرنا اور نہ چیخنا چلانا اور نہ غمگین ہونا ۔ اور جو کچھ اس کے بارے میں کہا ہے بالکل سچ ہے ۔

اب دیکھئے کہ حضرت نے کس طرح صاف لفظوں میں منع فرمایا کہ ہرگز ہرگز نہ رونا پیٹنا اور جزع فزع سے کام لینا ۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت اپنے لئے تو ایک چیز کو ناپسند کریں ۔ اور دوسرے کے لئے پسند کریں ۔ اور لا ینبغی لمؤمن ان یحب لاخیہ ما لا یحب لنفسہ کے مصداق بنیں ۔ حضرت علی کا طرز عمل اور اقوال تو اس کے عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں ۔ اور آپ کہتے ہیں کہ جائز بلکہ موجب ثواب ہے ۔

پھر اگر بفرض محال تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ماتم جائز ہے ۔ تو وہ جو شیعوں کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے دو تین دن تک ہے ۔ جیسے کہ ما لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۳ سے ظاہر ہے ۔ قال ابو جعفر علیہ السلام یصنع للمیت ماتم ثلثۃ ایام من یوم مات جس دن سے کوئی مر جائے ۔ اس دن سے لیکر تین دن تک صف ماتم بچھائی جائے ۔ اب دیکھئے اگر جائز ہے بھی تو تین دن تک ہے ۔ حضرت علی کے طرز عمل سے صاف کھل جاتا ہے ۔ کہ رونا ٹھیک نہیں ۔ فقال علیہ السلام ان المیت یفرح بالترحم والاستغفار کما یفرح الحی بالھدیۃ تھدی الیہ یعنے علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مردے کے لئے اگر استغفار اور ترحم مانگا جائے ۔ تو وہ ایسا ہی خوش ہوتا ہے ۔ کہ زندہ ہدیہ لینے سے دیکھو یہاں صاف فرمایا ہے کہ مردہ استغفار اور ترحم سے خوش ہوتا ہے ۔ رونے دھونے سے نہیں ۔ اور نیز تہذیب جلد اول میں ہے ۔

قال ان فاطمۃ کانت تاتی قبور الشھداء فی کل غداۃ فتاتی قبر حمزۃ وتترحم علیہ و تستغفر لہ ۔ یعنے فاطمہ علیہا السلام شہیدوں کی قبروں پر ہر روز آئیں ۔ حضرت حمزہ کی قبر پر دعا استغفار ان کے لئے مانگیں ۔ افسوس کہ شیعہ صاحبان اپنے ہادی اور سیدہ کے طرز عمل کو بھول گئے ۔ اور ایک نئی بدعت جاری کر دی ۔ اور اس کو ثواب بیان کرتے ہیں ۔ بدعت کے متعلق کلنی والا فرماتا ہے ۔

کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار ۔

شیخ غلام غوث احمدی

تبلیغ رسالت جلد اول

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات کی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے ۔ احباب کو چاہیئے ۔ کہ جلد منگوالیں ۔ دوسری جلد بھی لکھی جا رہی ہے ۔ عنقریب چھپ کر شائع ہوگی ۔ پس درخواستیں بھیجنے والے جلدی کریں ۔ کیونکہ ممکن ہے ۔ چھپنے کے بعد کوئی جلد باقی نہ رہے ۔ اور پھر [illegible] کا انتظار کرنا پڑے ۔

منیجر فاروق قادیان

ایک وباء پڑے گی

۱۹۰۵ء کا الہام مسیح موعود پورا ہوا۔

ایک نئی وبا جو ساحلی علاقوں میں خصوصیت سے پھیل رہی ہے۔ اس کا کچھ حال پچھلے اخبار میں دیا جا چکا ہے۔ اس کے متعلق اخبار ہمدم لکھتا ہے کہ:۔

یہ معلوم کر کے بے حد تشویش ہوئی ہے کہ انفلوئنزا کی قسم کا جو ہولناک بخار پچھلے دو ہفتے کے اندر۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ مدراس۔ رنگون وغیرہ میں بصورت وبائی پھیل چکا ہے۔ اور ہزارہا آدمیوں کو ایک دم صاحب فراش کر کے پرائیویٹ کاروبار کے علاوہ سرکاری صیغوں پر بھی کام بند کرنے کا اشتعال چکا ہے۔ وہ اب لکھنؤ میں بھی نمودار ہوا ہے۔ اور سب سے پہلے اس نے ڈاک اور تار کے ملازمین ہی پر اثر ڈالا ہے۔

مورخہ ۳ راگست ۱۹۱۸ء

علاوہ ازیں سیور (بھاگلپور) کی ایک پرائیویٹ چٹھی میں ایک دوست لکھتے ہیں:۔

" یہاں چار جولائی کو زلزلہ ہوا۔ اور اس کے چند روز کے بعد ایک قسم کا بخار پھیلا ہوا ہے۔ جس کے اندر قریباً چالیس فیصدی آدمی بیمار ہیں۔ دو تین روز تک بخار رہتا ہے۔ لوگ بہت دُبلے ہو جاتے ہیں۔ اس کا نام فیور (جنگی بخار) نام رکھا ہے۔ بنگال بہار۔ بمبئی۔ مدراس تمام میں بخار پھیلا ہوا ہے۔ خدا اپنا رحم کرے "

[illegible] ہندوستان سے آنے والی خبریں بتاتی ہیں [illegible] مسیح موعود کی پیشگوئی ایک وباء پڑے گی اسی [illegible] مستند [illegible] کا وقت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ [illegible] [illegible]

تقوے و اصلاح کی راہوں پر قدم ماریں۔ اور اس مامور پر ایمان لائیں جس کی صداقت کے نشان آئے دن ظاہر ہو رہے ہیں۔

قادیان والے

میاں نظام الدین صاحب بلی مہاجر قادیان والوں کو دیکھ کر اپنے دل کے تواجد کو ضبط نہیں کر سکے۔ اور یوں مترنم ہوئے ہیں جن الفاظ میں انہوں نے اپنے جذبات کی ترجمانی کی ہے وہ ملاحظہ ہوں۔ قوافی وغیرہ کا خیال نہیں۔

کیا خوش نصیب یارو ہیں قادیان والے
نفس خدا کے بیچے ہیں قادیان والے

دن رات ذکر باری جن کی لبوں پہ جاری
جیسے کہ وہ حواری ہیں قادیان والے

دنیا پہ کر چکے ہیں جو دین کو مقدم
وہ دیکھ لو تم آکر ہیں قادیان والے

جو نور قادیان میں اُترا ہے آسماں سے
رنگیں اس میں سارے ہیں قادیان والے

کانوں سے جو خدا کی باتوں کو سن چکے ہیں
وہ خادمان مہدی ہیں قادیان والے

اسلام پر فدا ہے جان اور مال جن کی
وہ پہلوان بہادر ہیں قادیان والے

مقصود زندگی کا جن کی ہے دین کمانا
سچے وہی مسلمان ہیں قادیان والے

دین خدا کو لیکر جو پھر رہے ہیں گھر گھر
منصور اور مظفر ہیں قادیان والے

اسلام کی سچائی یورپ میں جن سے پھیلی
وہ لوگ مرد میداں ہیں قادیان والے

باطل پرست جن کی دہشت سے کانپتے ہیں
وہ شیر نر یہی تو ہیں قادیان والے

توحید کی امانت بخشی جنہیں خدا نے
وہ پاسبان قرآن ہیں قادیان والے

اے سونے والو جاگو تم کو جگا رہے ہیں ۔ پیغام حق سنا کر یہ قادیان والے
عاجز کی [illegible] ۔ محفوظ ہر بلا سے یہ قادیان والے

خزینہ فضل اکسیر جنین چشمۂ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہمنے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیرخواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر دار البقاء لے لیتی تھی۔ جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا کریں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سُرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپیے۔

المشتہر

نظام جان شیخ عبدالرحمٰن کاغانی قادیان ضلع گورداسپور

[illegible] صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور [illegible]

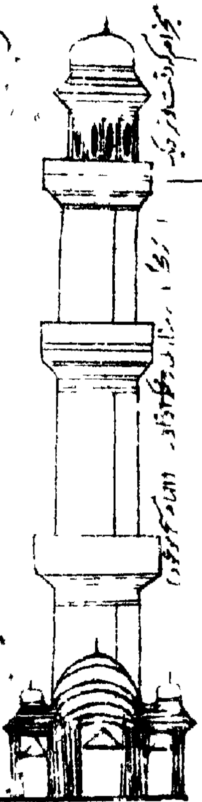
رجسٹرڈ نمبر ال ۱۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور [illegible] اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

ایڈیٹر و پراپرائٹر میر قاسم علی



جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۵ - اگست سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۲

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق ڈلہوزی کے آمدہ خطوط سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضور بہ اختیار تیرع ہونے کے بعد ہفتہ شام کو واپس دارالامان قادیان تشریف لے آئینگے ؛

گرمی کی شدت بدستور ہے۔ بارش نہ ہونے کے سبب سے غلہ گراں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے۔

[illegible] انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ کے انتظام سے [illegible] کے لئے ایک جلسہ ہوا۔ جسمیں تجویز کیا گیا [illegible] احمدیہ قادیان کی طرف سے دو ہزار [illegible]

ہندو مشنری سوسائیٹی کے سالانہ میٹنگ میں

ہماری تبلیغ

بمبئی میں ایک سال سے ایک سوسائیٹی مذکورہ بالا نام سے قائم ہے۔ جسکے ممبر زیادہ تر تعلیم یافتہ سناتن دھرمی ہندو ہیں۔ یہ سوسائیٹی غیر قوموں کو ایک قوم یعنی ہندو قوم بناتی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہر قوم کا آدمی ہندو قوم بن سکتا ہے۔ اگر اس کو سیاسی سوسائیٹی سے الگ سمجھا جاوے۔ تو حقیقت میں یہ تھوڑی سی سوسائیٹی [illegible] بلکہ اسی کا دوسرا نام ہے یا اس کی شاخ ہے کتابیں بھی وہی ہیں۔ جو تصوف کی کتابیں ہیں۔ [illegible]

[illegible] یا کرانے ڈگری حاصل کرتی ہیں۔ ہندو مشنری سوسائیٹی کا ایک ماہوار اخبار انگریزی اور مرہٹی میں شایع ہوتا ہے۔ اور ایک ہفتہ وار اخبار انگریزی میں۔ سنا گیا ہے کہ ایک یورپین عورت کو ہندو بنایا ہے۔ اور ایک مسلمان کو بھی (گو وہ پہلے ہندو تھا۔ پھر مسلمان ہوا پھر عیسائی آخر کو ہندو)

اس سوسائیٹی کا سالانہ جلسہ کل بدھ کے روز تھا۔ [illegible] اپنے ساتھ اپنے سلسلہ کے گجراتی اشتہارات وغیرہ لیکر ان کی میٹنگ میں گیا۔ ہمارے ساتھ ہمارے ایک مہربان پادری صاحب بھی تھے (جو کہ ہمیشہ اس قسم کے جلسوں اور کمیٹیوں کی خبر دیا کرتے ہیں) مذکورہ کے منتظمین نے اچھی جگہ ہم کو بٹھایا [illegible] بہت اعلیٰ پیمانہ پر نہیں [illegible]

جس قدر بھی لوگ تھے ۔ وہ معزز اور تعلیم یافتہ تھے ۔

ایک شخص تقریر کر رہا تھا ۔ اسکی تقریر کے اس حصہ کا خلاصہ جس سے مجھ کو دلچسپی تھی یہ تھا کہ ۔ آخر میں سناتن دھرم ہی تمام دنیا کا مذہب ہوگا ۔ اور سب مذہب فنا ہو جائینگے ۔ اور وہ زمانہ قریب ہے ۔ ہم لوگوں کو اس کی تیاری کرنی چاہیئے ۔ کیونکہ زمانہ کلنکی اوتار بھی آنے ہی والا ہے ۔ تمام علامات پورے ہو چکے ہیں ۔ اسٹرلوجی کے حساب اور گرہن وغیرہ سے بھی بہت کچھ پایا ۔

تقریر کے خاتمہ پر اس موعود کی جسکے لئے یہ لوگ دعائیں کر رہے ہیں اور منتظر ہیں ۔ اور جسکو کہ ہمنے خدا تعالے پالیا ہے ۔ ان کو بھی خبر نہ دینا ۔ تو انسانی ہمدردی کے خلاف تھا ۔ اسلئے میں نے کہا یہ زمانہ آخری زمانہ کے اوتار کے آنے کا ہے ۔ اگر ایسے زمانہ میں جبکہ تمام قسم کے گناہوں سے لدگئی ہے ۔ کوئی اوتار نہیں آئے ۔ تو خیال گذرے گا ۔ کہ کسی زمانہ میں بھی کوئی اوتار نہیں آیا ہوگا ۔ مگر ایسا نہیں پرمیشر اپنے وعدہ کا سچا ہے ۔ اور ہر زمانہ اوتار کا محتاج ہے ۔ اسلئے ٹھیک وقت پر آخری زمانہ کے اوتار کو جس کو کہ آپ کی زبان میں کرشن اوتار کلنکی اوتار کہتے ہیں ۔ اور عیسائیوں کی اصطلاح میں یسوع مسیح کی دوبارہ آمد اور مسلمانوں کی کتابوں میں مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان کہتے ہیں بھیجدیا ہمارے عیسائی ساتھی نے بات کاٹنے کے لئے یہ کہدیا کہ جب آئیگا ۔ تو ہم لوگ دیکھ لینگے ۔ مینے کہا کہ وہ عورتیں جن کے چراغ کا تیل ختم ہو گیا ہے اور جو کہ سو گئی ہیں ۔ وہ اس دولہا کی برات کو کیونکر دیکھ سکتی ہیں ۔ یا وہ جن کی آنکھیں کمزور ہیں ۔ اس بمقدوش پر کس طرح نگاہ ڈال سکتے ہیں ۔ یہ کہ سنکر پادری صاحب خاموش ہو گئے ۔ اور ان لوگوں نے پوچھنا شروع کیا وہ کون ہے اور کہاں ہے ۔ مینے بتایا کہ اس موعود اوتار کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہے ۔ اور وہ پنجاب کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوا ہے ۔ اس وقت اس کا دوسرا خلیفہ جو کہ اس کی یادگار ہے ۔ جانشین ہے ۔ اس کے بعد پھر مینے گجراتی زبان کے اشتہارات جو کہ اپنے ساتھ لے گیا تھا ۔ جس کو سیٹھ اللہ دین صاحب اور بابو محمد عثمان صاحب نے طبع کرایا ہے ۔ ان کے لیڈروں کے ہاتھ میں دیئے ۔ اور ان لوگوں نے بہت شوق سے لیا ۔ اور میرے قیام گاہ کا پتہ دریافت کیا ۔ پھر وہاں سے واپس آیا ۔ اور خوش تھا کہ پیاسوں کو مینے چشمہ بتا دیا ۔ اب پینا نہ پینا ان کے اختیار میں ہے ۔

ادنیٰ خادم

خلیل احمد از بمبئی ۔ ۲۵ جولائی ۱۹۱۸ء

احمدیوں کے لئے ایک اچھا موقعہ

نکوبار میں کسی ایسے احمدی حکیم کی ضرورت ہے ۔ جو بخار وغیرہ معمولی ادویات کے استعمال سے واقف ہو ۔ وہاں ہسپتال اور دوائی وغیرہ کا کچھ انتظام نہیں ہے ۔ اسلئے میں احمدی احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ کوئی صاحب اگر نکوبار کا عزم کریں تو اسے وہاں بہت فائدہ کی گنجائش ہوگی ۔ اور دینی فائدہ لوگوں کو اس سے پہنچے گا ۔ دو صد کے قریب دکانیں نکوبار میں ہیں ۔ اگر کوئی شخص وہاں رہے تو اسے پچاس روپیہ ماہوار مل سکتا ہے ۔ بلکہ عقلمند اس سے بھی زیادہ کما سکتا ہے ۔ اور دودھ مفت مل جاتا ہے گھاس عام ہے ۔ ملیریا کا بخار اکثر ہوتا ہے مگر ایسا نہیں کہ خطرناک ہو ۔ سردی گرمی محسوس نہیں ہوتی ۔ کیلا ناریل عام ہے ۔ کرایہ پورٹ بلیر تک بذریعہ ریل ۳۵ روپیہ ہے مگر کلکتہ آنے سے پیشتر بذریعہ خط یا تار مجھے پرمٹ (Permit) اور تاریخ روانگی جہاز کا پتہ اور انتظام کرا لیا جاوے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر یہ چند سطور بذریعہ اخبار شائع ہو جاویں تو نکوبار والوں اور آنیوالے صاحب کو فائدہ ہو گا ۔ عبدالرحمن ماسٹر پورٹ بلیر

ابتداءِ عشق

اس نظم میں بعض واقعات ۔ جن کی طرف اشارہ ہے خصوصاً ان خطوں کے مضامین کی طرف جو بعض دوستوں نے میرے احمدی ہونے پر جوش میں آکر مجھے لکھے جسکے جواب میں میں نے یہی کہا کہ ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی ۔ جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

اب یہ نظم حسب حال تیار ہو گئی جسے فاروق میں شائع کیا جاتا ہے تاکہ اس واقعہ کی یادگار رہے ۔ سید محمود الحق مدراسی

دم بھر میں آج ہو گئی کایا پلٹ مجھے
نفس مسیح پاک نے زندہ کیا مجھے

جو چشمہ حیات سے دور و نفور ہیں
وہ مردہ دل ہیں ان سے کیا واسطہ مجھے

میں زندہ دل ہوا تو انہیں آ گئی قضا
بس مارے ڈالتی ہے یہ انکی ادا مجھے

میں احمدی ہوا تو وہ بیزار ہو گیا
اب کیا بتاؤں جوش میں کیا کیا کہا مجھے

جھلا کے اسنے کافر و دجال کہدیا
جھنجھلا کے اسنے مرتد و شیطاں کہا مجھے

ناراض ہو کے لکھدیا "اب خط نہ بھیجئے"
"تم قادیانیوں سے ہے کیا واسطہ مجھے"

مینے کہا کہ آپ تو ناراض ہو گئے
اچھا کیا جو آپنے لکھا برا مجھے

لکھیں جو آپ چاہیں مرا کچھ حرج نہیں
اس راہ حق سے کوئی ہٹائیگا کیا مجھے

میں احمدی ہوں روئے محمد پہ مبتلا
پیاری ہے جان و دل سے رہ مصطفےٰ مجھے

منہ بھر کے گالی دیجئے جی بھر کے کوسئے
ان تلخیوں میں بھی تو ملیگا مزا مجھے

شکر خدا خلیفۂ مہدی کے ساتھ ہوں
لایا ہے قادیان میں فضل خدا مجھے

اٹھ اٹھ کے شوق دل نے بٹھایا مجھے یہاں
یعنے در مسیح پہ پہنچا دیا مجھے

علمی ۔ خدا کا شکر میں کیونکر ادا کروں
بخشی ہے جس نے نعمت بے انتہا مجھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۔ ۱۵ اگست ۱۹۱۸ء

مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے عقیدہ میں تبدیلی

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے نمبر ۱۹۱۵ء میں ایک رسالہ تبدیلی عقائد کے نام سے لکھا ہے جس میں مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں سے ثابت کیا کہ وہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ حیات میں آپ کی نبوت پر ایمان رکھتے تھے۔ اور پھر بعد ازاں درپردہ متعدد و اغراض کے ماتحت خلافت ثانیہ کے قیام پر کھلا کھلا ارتداد اختیار کر لیا۔

اس رسالہ کا جواب مولوی محمد علی صاحب سے اب تک نہیں ہو سکا۔ البتہ ایک دو بار کوشش کی ہے کہ جس سے یہ الزام ٹل جائے۔ چنانچہ ایک بار "تبدیلی عقائد کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے" لکھا اس میں جو گند خدا کی پاک جماعت پر پھینکا ہے ملاحظہ ہو۔ پھر ایک اور ٹریکٹ خفیہ خفیہ بانٹا گیا ہے "میری تحریروں میں لفظ نبی کا استعمال" اس میں بھی اپنی سابقہ تحریروں کے متعلق کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف چند الزامات دئے ہیں۔ اسپر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے ایک مضمون لکھنا چاہا ہے جس کا ابتدائی حصہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

مولوی محمد علی صاحب نے جو گالیاں اس چھوٹے سے ٹریکٹ میں بھی دی ہیں۔ انہیں سے کسی قدر بطور نمونہ درج ذیل ہیں:۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اور آپکی جماعت احمدیہ کو

"میاں صاحب اور ان کے مریدین نے ... آتھم اور آتھم بننے کو آسان سمجھا۔ مگر شہادت حقہ کی ادائگی کو موت سے بدتر سمجھکر اسکے ادا کرنے سے انکار کیا" (صفحہ ۳) "ان سیاہ باطن ظالموں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ ہمارا یہ طریق ان لوگوں کے نقش قدم پر تو نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کو کاذب کاذب پکارتے جاتے تھے" "تم میں یہ گروہ انہی کا جانشین پیدا تو نہیں ہو گیا۔ جس کو تم کل شر من فی الارض کہتے تھے" ان کور باطنوں کو ... بلا کر پوچھو کہ ایک شخص کے علانیہ اقرار کے ہوتے ہوئے تمہارا ایسی جرأت کرنا تمہیں خدا کی لعنت کا مورد بنائیگا یا نہیں" (صفحہ ۳) "اگر پیر سچا ہے۔ تو یہ گروہ دنیا کو دھوکہ دینے والا قرار پاتا ہے۔ اور اگر اس گروہ کا مذہب وہی تھا۔ جو دین الحق میں لکھا گیا ہے۔ تو پیر باطل کا حامی ہے" (صفحہ ۷)

"پیر کے نزدیک مرید کافر اور مریدوں کے نزدیک پیر کافر۔ کاش کوئی حصہ مریدین کا میاں صاحب کے ساتھ ایسا بھی ہوتا۔ جو ان کے مقابلہ پر اس طرح کھڑا نہ ہوتا" (صفحہ ۱۸) "یہ ساری باتیں نادان دوست کے موقف سے نکلتی ہیں اور ان نادان دوستوں نے آج مولوی عبدالجبار غزنوی کے الفاظ کو پورا کر دیا" (صفحہ ۹) "آج تم نے نادان دوست بنکر ایک دشمن کے قول کو جو باطل تھا۔ سچ ٹھہرایا افسوس تم پر کہ تم دوست بنکر دشمن سے بدتر کام کیا" (صفحہ ۱۰) "آج نادان دوست ان دشمنوں سے آگے قدم اٹھاکر ان نشانیات کو قبول نہ کرکے وہی الزام حضرت مسیح موعود پر دیتے ہیں" (صفحہ ۱۱) "آج ان باتوں سے انکار کرنا ان کی سیاہ روئی کا موجب ہی نہیں۔ بلکہ قریب ہے کہ اس انکار پر اصرار کر کے انکے دل سیاہ ہو جائیں۔ اور وہ خدا کی لعنت کے نیچے آجائیں۔ اور کفرتم بعد ایمانکم کا مصداق ثابت ہوں" (صفحہ ۱۵) "قادیان کی خاطر حق کو چھوڑا" "مقبرہ بہشتی میں جانے کے لئے دوزخ کو مول لیا" "بیکار بیٹھکر لنگر کی روٹیاں کھائیں" "مسیح کے بیٹے کی پوجا کی" (صفحہ ۱۸) "ادھر پیر کا اعلان ہوا ادھر جزو کل بن گیا۔ یہ وہ معجزہ ہے جو آج تک کسی نبی نے نہیں دکھایا۔ گو بعض مردوں کی نسبت مشہور ہے کہ وہ چیونٹوں کی خاصیت کر بدل دیتے ہیں۔ اور شراب کا پیالہ ان کے ہونٹوں سے لگتے ہی دودھ بن جاتا ہے" (صفحہ ۱۹) "آپ اب پکے منافق ہی نہیں بلکہ ساتھ ہی لوگوں کو خطرناک دھوکہ دینے کے الزام کے نیچے آتے ہو" (صفحہ ۱۹) ۔ و دلکم الویل مما تصفون۔ (صفحہ ۲)

جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو

"امید ہے۔ مولانا ایک تین لڑی کی قسم سے اپنے پیر بھائیوں کو یقین کرا دینگے۔ کہ انہوں نے اپنا عقیدہ نہیں ملا۔ ... اس مولویانہ تقیلی میں سے جو فتویٰ چاہو۔ موکد بحلف نکال لو ... کونسی بات ہے۔ جو حسب الضرورت یہاں سے نکل نہ آئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ایمان نہایت مضبوط ہے۔ یہی دین اسلام کے رکن ہیں کہ جیسے کسی وقت ان کو ضرورت پڑتی ہے ویسے ہی ان کا مذہب بھی بدلتا رہتا ہے۔ اس رکابی مذہب کا نقشہ اس مثل میں خوب کھینچا گیا ہے۔ کہ ایک دن ایک نواب صاحب بینگن کی بڑی تعریف کر رہے تھے مصاحب نے یہ دیکھ کر اس کی تعریف میں پل باندھ دئے۔ اس تعریف پر عاشق ہو کر نواب صاحب زیادہ بینگن کھا گئے تو تکلیف ہوئی۔ اگلے دن آپ نے بینگن کی مذمت شروع کی تو وہی صاحب فرمانے لگے کہ بینگن جیسی بری چیز ہی کوئی دنیا میں نہیں کسی شخص نے الگ ہو کر پوچھا کہ میاں یہ کیا بات ہے۔ کل تم بینگن کی اسقدر تعریف کر رہے تھے آج نواب صاحب نے مذمت شروع کی۔ تو آپ نے بھی مذمت کرنی شروع کر دی ہے۔ جواب میں فرمایا۔ کہ ہم تو نواب صاحب کے ملازم ہیں۔ بینگن کے ملازم تھوڑا ہی ہیں۔ سو ہمارے مولوی صاحب تو اس کی شہادت دینگے۔ جسکے وہ ملازم ہیں۔ ایسی حالت میں کسی کو مرتد یا منافق ٹھہرا دینا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہونا چاہیئے۔ اور ہے بھی" (صفحہ ۱۴)

جناب مفتی محمد صادق صاحب کو

"خدا جانے اخبار بدر میں کیا کچھ ان کے نام سے نکلتا رہا۔ اب اس کو کون دیکھتا پھرے۔ غرض تو صرف ... ڈراما میں ایک پارٹ ... کر دیا۔ ایک آپ ... "

... میں آپ خذمتی خلافت کی تائید میں پارٹ لیتے ... اور ایک عجیب نمان بندھا ہوا تھا ۔ کہ ہر ... بعد ایک ہاتھ منکران خلافت کے ذمہ قیام گاہ ... اٹھتا تھا "

... وقت یہ مولنا ایک اور پارٹ لے کیا کرتے ... یہ نتیجہ بھی خلق خدا کے سامنے شاید مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے پیش کیا ہے " (صہ۱۹) مفتی صاحب تیج ہو چاہیں ۔ ملف اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں یا اس زہر کے پیالے کو حیلوں حوالوں سے ٹالتے رہیں ۔ انکے ہاتھ تدریں کٹ چکے ہیں (صہ۲)

جناب میر قاسم علی صاحب کو

"جس نے اب فحش گوئی دریدہ دہنی اور بے حیائی میں اول نمبر حاصل کیا ہے " (صہ۶)

مولف رسالہ مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلی عقائد کو ۔

" کیا میں آپ کو حضرت عیسیٰ ع کے الفاظ میں مخاطب کروں یا ان الفاظ میں جن میں حضرۃ مسیح موعود نے فرقہ مولویاں کو مخاطب کیا ہے " (صہ۷) " حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکا میں رکھنا چاہتا ہے ۔ اور تلبیس سے کام لیتا ہے ۔ اور حق و باطل کا الگ ہو جانا اسکی اغراض کے منافی ہے " (صہ۸)

" لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اور حق و باطل میں تلبیس کرنے کے لئے تو تمہارے کام آسکتا ہے " (صہ۱۱) آپ اپنے آپ کو یا دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں " " مگر باوجود اس صراحت کے تلبیس سے کام لیتے چلے جاؤ گے ۔ بے شک کچھ لوگ تمہارے دام میں پھنس جائیں گے ۔ جو حق و باطل میں تمیز کرنا نہیں جانتے یا جانتے ہیں تو کرنا نہیں چاہتے یا چاہتے ہیں ۔ مگر ... میں اپنے آپ کو جکڑا ہوا پاتے ہیں ۔ مگر ... تحریکات اس تلبیس کے تم ذمہ دار قرار دئے جاؤ گے " (صہ۱۱)

... جناب مولوی محمد علی صاحب کا سب سے بڑھ کر ... کے

کے کچھ نہیں کہتے کہ اللہ تعالےٰ انھیں درست کرے ۔ ایسے لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اے عجب از سیرت اے پر غضب
از حقیقت بے خبر دور از ادب
مستی گرگ بیابانے نہ مار
ترک کن این خود ار حق شرم دار
از سر تعذیب ہے باید جدال
تا کجا دشنامہا اے بد خصال
دل شود از بد زبانیہا سیہ
بد زبانان را در آنجا نیست رہ

یہ تو ہیں وہ دلائل جن سے کام لے کر مولوی محمد علی صاحب ہمارے مقابلہ میں جیتنا چاہتے ہیں ۔ اب آپ غور فرمایئے کہ امیر پیغام اپنی سابقہ تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ صرف نبی اور رسول مان چکے ہیں ۔ بلکہ قرآن کریم ۔ حدیث اور دیگر مذاہب کی الہامی کتب کی پیشگوئیوں سے اس بارہ میں بہت سے ثبوت بھی پیش کر چکے اور آپ کو اس اُمت کے محدثین کے زمرہ سے خارج اور زمرۂ انبیاء کرام علیہم السلام میں داخل تسلیم کر چکے ہیں ۔ جن معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دیگر گذشتہ انبیاءؑ نبی اور رسول کہلاتے ہیں ۔ چنانچہ رسالہ ریویو اردو جلد ۵ کے صہ۱۴۳ پر خواجہ غلام الثقلین ایڈیٹر عصر جدید کو مخاطب کر کے حضرت اقدس کو سلسلہ نبوت میں سے ایک سچا ثابت کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ " نصرت اور تائید اس طرح پر سلسلہ نبوت سے ساتھ خاص ہے ۔ جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی " پا جب خواجہ غلام الثقلین نے یہ اعتراض کیا کہ " شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کر دیگا ... شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہوگا ۔ ... بنی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور قوم فرعون انکے بچوں کو قتل کر دیتی تھی ۔ مسیح مصلوب ہوئے ۔ اور یہود نے فتح حاصل کی ۔ ... خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے پنجلہ چھ کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے "

خواجہ غلام الثقلین کے اس اعتراض کا مولوی محمد علی صاحب نے یہ جواب دیا کہ :۔

" بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے ۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتادیں ۔ کہ ان پیش کردہ اُمور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے ۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں ۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے ۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار لڑکے مدعی نبوت تھے ۔ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے ۔ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے ۔ بحث میں تداخل سے کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے جو امر بحث کے لئے پیش ہے ۔ آپ اسکے خلاف یا تائید میں جو دلائل چاہیں ۔ پیش کریں " (جلد ۵ صہ۱۴۳)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے نہایت توضیح کے ساتھ اس بات کا اقرار کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود ع مدعی نبوت ہیں ۔ اور آپ اس زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں جسمیں خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے کوئی بھی داخل نہیں اور آپ انبیاء و رسل کے اسی گروہ میں شامل ہیں جسمیں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام شامل ہیں ظاہر ہے ۔ کہ خلفاء اربعہ میں سے ایک خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنکے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ " قدکان یکون فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی امتی منہم احد فان عمر بن الخطاب منہم " (صحیح مسلم جلد دوم صہ۳۲ طبع مصر)

یعنے تم سے پہلی اُمتوں میں محدث ہوا کرتے تھے ۔ پس میری اُمت میں سے بھی کوئی محدث ہونا ہے ۔ تو عمر بن خطاب یقیناً ان میں سے ہے ۔ سو مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود اور حضرت مسیح ناصری کو ایک ہی سلسلہ نبوت میں داخل بتا کر اور حضرت عمر وغیرہ محدثین کو اس سلسلہ سے خارج بیان کر کے اس بات کو واضح کر دیا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت اس قسم کی نبوت نہیں ۔ جو محدثین کی طرف بھی منسوب ہو سکتی ہے ۔ بلکہ آپ کی نبوت اس قسم کی نبوت ہے جس قسم کی حضرت مسیح ناصری وغیرہ گذشتہ انبیاء ...

کی نبوت تھی۔ اور یہ بات مولوی صاحب اب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ محدث کا انکار کفر نہیں۔ لیکن نبی کا انکار کفر ہے چنانچہ مولوی صاحب اپنے ٹریکٹ "نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق" میں نبوت کو دو قسموں (نبی کی نبوت اور محدث کی نبوت) میں تقسیم کر کے (دیکھو صفحہ ۱۶-۱۷ ٹریکٹ مذکور) اسی ٹریکٹ کے صفحہ ایم لکھتے ہیں کہ ۔ " اتنی بات کو اگر سمجھ لو تو مسئلہ کفر و اسلام خود حل ہو جاتا ہے ۔ قسم اول کی نبوت کے منکر پر کافر کا لفظ آیا ہے۔ اور قسم دوم کی نبوت کے منکر کو آج تک کسی نے کافر نہیں کہا۔ اور اسی ٹریکٹ کے پہلے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ :۔

"اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے ... جس قدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں۔ وہ اسی اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں "

پس جب مولوی محمد علی صاحب خود تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی نبوت محدثوں والی نبوت نہیں۔ بلکہ زمرۂ انبیاء والی نبوت ہے ۔ اور یہ بھی وہ خود ہی لکھ چکے ہیں۔ کہ انبیاء کا انکار کفر ہے۔ اور اس طرح سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام منکرین کو کافر قرار دے چکے ہیں ۔ تو اب وہ ہم پر یہ الزام کس بنا پر لگاتے ہیں کہ ہم مسیح موعود کے منکرین کو کافر سمجھنے کی وجہ سے تکفیر اہل قبلہ کے مرتکب ہیں۔ کیا ۱۹۱۳ء تک حضرت مسیح موعود کے منکرین اہل قبلہ نہیں تھے۔ اور بعد میں جب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے نئے عقائد کا اعلان و اظہار کیا۔ تو اسوقت وہ لوگ اہل قبلہ بن گئے ÷

مولوی صاحب اپنے سابقہ بیانات کو اب غلط کہکر بھی اپنی جان نہیں چھوڑا سکتے۔ کیونکہ وہ ان باتوں اور اس عقیدہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں۔ بلکہ خود حضرت اقدس کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ اور کئی سال تک اپنی عقائد کی اشاعت کرتے رہے ہیں۔ اور جس رسالہ میں وہ اس عقیدہ کی اشاعت کرتے رہے ہیں۔ اس کی اصل غرض اسکے سب سے پہلے نمبر میں یہی بتائی گئی تھی۔ کہ حضرت اقدس کے دعاوی اور دلائل اور آپ کی تعلیم کو لوگوں تک پہنچایا جائے مولوی صاحب کی اصل عبارتیں اس رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) سے نقل ہو کر الگ رسالہ کی صورت میں شائع ہو گئی ہیں۔ جس کا نام ہے "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" ان عبارتوں کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی۔ رسول۔ نبی آخر زمان پیغمبر آخر زمان ۔ موعود نبی ۔ موعود پیغمبر اور مدعی نبوۃ و مدعی رسالت ہیں ۔ آپ ان معنوں میں نبی اور رسول نہیں۔ جن معنوں میں یہ لفظ اس اُمت کے دوسرے محدثین و مقربین پر بھی بولا جاتا ہے ۔ اور نہ ہی ان میں سے کوئی شخص انبیاء کے اس زمرہ میں شامل ہے۔ جسمیں آپ شامل ہیں۔ بلکہ آپ فی الواقع نبی اور رسول ہیں۔ اور نبی اور رسول کا لفظ آپ پر انہی معنوں میں صادق آتا ہے۔ جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح ناصری اور دوسرے انبیاء سابقین علیہم السلام پر صادق آتا ہے۔ اور جنہیں یہ لفظ قرآن کریم اور حدیث اور کتب الہامی دیگر مذاہب میں استعمال ہوا ہے ۔ اور یہ کہ خاتم النبیین کے یہ معنے درست نہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ اسکے سچے اور صحیح معنے یہ ہیں کہ کوئی نبی خواہ وہ پُرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا۔ جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین کامل کے لئے ۔ دروازہ بند نہیں ہوا اور یہ کہ "خداتعالیٰ کی طرف سے کوئی انوار اور برکات نازل نہیں ہوتے ۔ جب تک کوئی شخص سچے دل سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر نہ چلے۔ یہی وہ اصول ہے ۔ جو حضرت عیسےٰ یا کسی گذشتہ نبی کے دوبارہ دنیا میں آنے کا مانع ہے۔ کیونکہ وہ نبوت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے حاصل کر چکے ہیں " ریویو جلد ۵ (صفحہ ۲۴۲)

اور نیز یہ کہ خداتعالیٰ کا قانون مستمرہ اور سنت قدیمہ جو صحیح مذہبی تاریخ سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ کہ جب کبھی دنیا میں سخت ایمانی نشیب چھا جاتا ہے۔ اور دنیا کے مذہبوں میں ایسی طاقت

لہ "مذہبی تاریخ" کے الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جس قانون الٰہی کا ذکر اس جگہ مقصود ہے یہ وہ قانون ہے۔ جو اس وقت سے چلا آتا ہے۔ جب سے دنیا میں مذہب کی بنیاد پڑی ۔ نہ وہ قانون۔ جس کی ابتدا زمانہ اسلام کے اندر ہوئی ۔ اس جگہ اس سنت الٰہیہ کا ذکر نہیں ۔ جو ابتدائے زمانہ اسلام سے بعثت مجددین و محدثین کے متعلق جاری ہے ۔ بلکہ اس قانون الٰہی کا بیان مقصود ہے ۔ جو زمرۂ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ۔ جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام ۔ جیساکہ اس کے بعد والے اس فقرہ میں اس مدعا کو اچھی طرح واضح کیا گیا ہے کہ :۔

"اسی قانون کے مطابق اللہ تعالےٰ نے مختلف زمانوں ۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا"

اس سے ظاہر ہے کہ اس سے بعد والے فقرہ میں جس موعود کی بعثت کا ذکر ہے۔ وہ اسی زمرہ میں شامل ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے آنے والے انبیاء کا گروہ ہے ۔ نہ دوسرے محدثین کے زمرہ میں جو حسب حدیث نبوی (قد کان فیمن قبلکم محدثون من غیران یکونوا انبیاء ۔ الحدیث) انبیاء میں سے نہیں تھے ۔ بلکہ محدث غیر نبی تھے ۔

غرض جیساکہ اسجگہ بیان ہوا۔ حضرت مسیح موعود زمرہ انبیاء میں داخل ہیں ۔ اور آپ پر نبی اور رسول کا لفظ ٹھیک انہی معنوں میں صادق آتا ہے ۔ جنمیں کہ [illegible] تمام علیہم السلام پر صادق آتا ہے ۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء

...وقت مذہب اور اعجاز و معجزہ نمائی اور زور دار
...نہیں رہتیں۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ کمال فضل
...سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ کہ جسکے مقدم
...سے مذہب حقہ میں نئی زندگی کی روح نفوذ پاتی
ہے اور مرجھائے ہوئے نخل ایمان پھر تر و تازہ ہو
جاتے ہیں۔ اسی قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ
مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء
نازل فرماتا رہا ہے۔ پھر جب مسیح سے چھ سو برس
بعد عیسائی دین پر اسی قسم کی موت وارد ہوئی۔
اور اسکو تیرہ سو برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ تو اس
وقت خدا تعالیٰ نے حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء
محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔
اور اسی قانون اور ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو
...ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس
زمانہ میں اپنے موعود مسیح کو قادیان میں نازل فرمایا
ہے۔ جن کا نام نامی حضرت میرزا غلام احمد صاحب
ہے۔ (ریویو جلد ۶ صفحہ ۱۹۱)

مولوی صاحب کے تمام عذروں کو توڑنے کے
لئے اسجگہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے حامی جو
...ات ان کی تائید میں دیا کرتے ہیں۔ ان کی حقیقت
بھی کھول دی جائے۔ بعض نادان مولوی صاحب
...انقلابی زمانہ کی تحریروں کی وجہ سے دھوکہ میں آکر
کہتے ہیں کہ جب حضرت مرزا صاحب مجددوں میں
ایک مجدد ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب کا بھی
...میں شروع سے یہی عقیدہ ہے تو معلوم ہوا کہ
...حضرت اقدس کو اسی قسم کا نبی مانتے تھے جس قسم کا
...تھے ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت اقدس کو اب بھی مجدد مانتے
ہیں۔ اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ حضرت اقدس نے
...صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی مجدد رکھا ہے
...ہے۔ لیکن جب مجدد
کے نام سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نفی
نہیں ہوتی (بلکہ مجدد اعظم کا لفظ فرما کر آنحضرت نے تمام
انبیاء کو مجدد بتا دیا) تو حضرت مسیح موعود کی نبوت کی نفی
کیوں ہونے لگی۔

علاوہ اسکے مولوی محمد علی صاحب ریویو میں تمام
انبیاء کو مجدد مان کر ان میں سے ایک مجدد حضرت
اقدس کو بتا کر اس سوال کو اپنے قلم سے بھی حل کر چکے
ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ ریویو جلد ۵ کے صفحہ ۲۱۴ پر لکھتے
ہیں۔

"تجدید[1] کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ
اسکے متعلق کیا چلی آئی ہے؟ انبیاء کی تاریخ کو پڑھ کر
معلوم ہوتا ہے کہ تجدید اس طرح سے ہوتی ہے۔ اور یہی
سنت خدائے تعالیٰ کی قدیم سے چلی آئی ہے کہ جب کبھی وہ
زمین کو شرک اور فساد سے پُر دیکھتا ہے . . . تو
اللہ تعالیٰ اپنے ایک خاص بندے کو چن لیتا ہے . اور
اسے چمکتے ہوئے نشان اسکو دیتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو راہ ہدایت
پر لائے جو شخص تاریخ انبیاء پر نظر غائر ڈالیگا۔ وہ
دیکھ لیگا کہ ہمیشہ سے یونہی تجدید دین ہوتی چلی آئی ہے۔ اور یہ
کام ہمیشہ سے انبیاء کرتے چلے آئے ہیں۔ انسان کو حقیقی
نیکی اور پاکیزگی کی راہوں پر چلانا یہ فخر اسی قوم کو حاصل رہا
ہے۔ اس آخر زمانہ کے لئے تجدید دین کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ
نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک عظیم الشان ضلالت کے وقت
جو آخر زمانہ میں ظہور میں آنے والی ہے۔ اپنے ایک
نبی کو دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کرے گا۔ اور اس
کا نام مسیح موعود ہوگا۔"

اس حوالہ میں مولوی صاحب نے نہ صرف سب انبیاء کو
مجدد تسلیم کیا ہے۔ اور حضرت اقدس کو انبیاء کے زمرہ میں
داخل تسلیم کیا ہے۔ بلکہ یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
کے وعدے اور پیشگوئیاں مسیح موعود کو نبی ہی
ثابت کرتی ہیں۔

بعض لوگ یہ وہم بھی پیش کیا کرتے ہیں کہ ان تحریروں
میں لفظ نبی اور رسول سے ان کی مراد بروزی نبی تھی
تو اس کا جواب یہ ہے کہ بروزی نبی تو ہم لوگ بھی تسلیم
کرتے ہیں۔ پس بروزی نبی سمجھنے سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا
کہ حضرت اقدس کو نبی نہیں سمجھتے

حضرت اقدس نے اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں
حضرت یوشع نبی کو حضرت موسیٰ کا بروز بیان فرمایا ہے
اور اشتہار تبلیغ الحق (مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء) میں
حضرت یحییٰ کو حضرت الیاس کا بروز بتایا ہے۔ پس
جب حضرت موسیٰ اور الیاس کا بروز ہونے سے
حضرت یوشع اور یحییٰ کی نبوت کی نفی نہیں ہوئی۔ تو
حضرت مسیح موعود کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا
بروز ہونے سے آپ کی نبوت کی نفی کیونکر ہو گئی۔

محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل)

---

[1] تجدید کے لفظ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے متعلق رکھ کے یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانہ کے مجدد تھے۔ ان سب سے بڑا مجدد اعظم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سیالکوٹ والے لکچر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مجدد اعظم بتا کر اس حقیقت کو ظاہر فرمایا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود پر جو مجدد کا لفظ صادق آتا ہے۔ تو اس سے اسکے یہ معنے نہیں کہ آپ نبی نہیں بلکہ محدث ہیں۔ کیونکہ مجدد تو سارے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اگر مجدد ہونے سے نبوت کی نفی لازم آئے تو نعوذ باللہ اس سے تمام انبیاء کی نبوت کی نفی لازم آئیگی۔ پس آپ زمرہ مجددین میں داخل ہیں جو انبیاء کا گروہ ہے نہ اس زمرہ مجددین میں جو انبیاء میں سے نہیں ہیں جیسے اس امت کے دوسرے مجددین و محدثین اس حوالہ میں مولانا نے تاریخ انبیاء علیہم السلام اور قدیم سنت اللہ متعلق بعثت انبیاء کی طرف متوجہ کرکے اور بالآخر اس آخری زمانہ کے مجدد کو مسیح موعود اور نبی بتا کر یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ اس زمانہ میں مبعوث ہونے والا مجدد بھی انہی معنوں میں نبی اور رسول ہے۔ جن معنوں میں پہلے انبیاء علیہم السلام پر یہ الفاظ نبی اور رسول کے اطلاق پاتے ہیں ⁂

...عت ثانیہ
تقیّہ

...قلب انسانی میں ایمانی بیج راسخ نہیں ہوتا۔
...ے وہ کامیابی کے پہلے زینہ پر بھی قدم رکھنے
...ہوتا ہے۔ کیونکہ روحانیات ہوں یا
...ان میں ترقی کرنے کا دار و مدار ...ف تلب
...ہے۔

...س کا دل ہی کمزور ہوگا۔ اور بزدلی ...
...دانے کے برابر بھی پائی جاتی ہوگی۔ تو
...قی کرنی ایک امر مشکل ہو جاتا ہے جسمانی
اگر اس میں کوئی کمزوری بھی ہوگی تب
... کامیابی کی امید رکھ سکتا ہے۔ لیکن
...میں چونکہ تعلق براہ راست خدا سے
...ایک معمولی سی کمزوری بھی اس سے خدا
...لئے سد سکندری کی طرح حائل ہو جاتی ہے
...بھینا ایک شجاع النفس انسان کا کام
...ضعیف القلب وہ مرتبہ حاصل کرنے سے
...ہے۔

...نے جہاں مؤمنوں کی اور صفات بیان
...اسنے بہت زور دے کر یہ ثابت کیا ہے
...القلب نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ جری القلب
...ے کہ اس نے قرآن شریف میں کئی جگہ ارشاد
...یں سے چند ایک آیت ذیل میں دیتا
...مین پر اچھی طرح سے روشن ہو جائے
...ے راستہ میں چلنے کے لئے جری القلب
...کا ہتھیار ہے۔ چھٹے پارہ میں خداتعالیٰ

...ین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ
...للہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ
...اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی
...ولا یخافون لومۃ لائم۔ ذٰلک

فضل اللہ یؤتیہ من یشاء الخ

خداتعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ خدا ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ جو کہ کفر کے اثرات پر غالب ہوتے ہیں۔ اور وہ احکام خدا دوسروں تک پہنچانے میں کبھی نہیں ڈرتے۔ کبھی کسی ملامت کرنیوالے کی پرواہ نہیں کرتے۔

پھر ان کا جہاد اور اپنی جانوں کو لٹوا دینا کسی نفسانی خواہشوں کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ مرضی اللہ ہی کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ پس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کے پسندیدہ وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو کہ کسی سے ڈرتے نہیں۔ لیکن شیعہ صاحبان کی طرف ملاحظہ فرمائیے۔ تقیہ کا مسئلہ مان کر عملی طور سے یہ ثبوت دیا کہ ایمان کے معاملہ میں ہم شجاعت دکھانے پر قادر نہیں حالانکہ خداتعالیٰ نے ہمارے سامنے پہلے لوگوں کی مثالیں پیش کیں کہ دیکھو پہلی امتوں میں بھی ایسے شجاع لوگ تھے۔ خداتعالیٰ نے ایسا کیوں کیا۔ کیا یہ سب کچھ بے فائدہ ہے؟ نہیں۔ تو پھر کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے اس کی طرف ہمیں ترغیب دی۔ وہ راز یہ تھا کہ تجلیات الٰہیہ سے مشرف ہونے کے لئے شجاع ہونا سیکھو۔ پس جو شخص خدا سے ڈرنے کی بجائے لوگوں سے ڈرتا ہو۔ اور کفر کا رعب اس پر مستولی ہو۔ وہ بھلا کیونکر اس نعمت کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور کیونکر وہ مقرب خدا اور اسکے محبوبوں سے ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ اس کے حکم پہنچانے میں تساہل اور بزدلی دکھاتا ہے۔

حضرت علی کے طرز عمل سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ تقیہ کرنا نہایت ہی برا سمجھتے تھے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ وہ خداتعالیٰ کے راستہ میں نہایت غیور تھے۔ خدا کے راستہ میں ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے تھے۔ چنانچہ بحار الانوار میں (جو شیعہ مذہب کی ایک نہایت مستند کتاب ہے) یوں مرقوم ہے:

خطبہم عمر بن الخطاب فقال لو صرفنا کم عما تعرفون الی ما تنکرون ما کنتم تصنعون قال فسکتوا قال ذالک ثلاثا فقام علی فقال اذاً کنا نستتیبک فان تبت قبلناک قال وان لم تتب قال اذاً نضرب الذی فیہ عیناک۔

یعنے حضرت عمر نے خطبہ پڑھا۔ اور یہ کہا کہ اگر ہم تم کو جو بھلائی کا کام کرتے ہو۔ پھیر دیں۔ تو تم کیا کرو اسپر وہ سب خاموش ہو رہے۔ حتے کہ حضرت عمر نے تین دفعہ دہرایا پس حضرت علی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اگر تم توبہ کروگے۔ تو تمہیں قبول کرینگے حضرت عمر نے کہا کہ اگر میں نہ کروں۔ تو جواب ملا کہ ہم وہ چیز چھوڑ دینگے جس میں تیری آنکھیں ہیں یعنی سر اس روایت کی صحت خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو کم از کم شیعوں کے نزدیک تو مسلمہ ہے یہ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت علی نے تقیہ کو ناپسند کیا۔ اور صاف لفظوں میں کہدیا۔ ہم تیرے سر کو اڑا دینگے کیا شیعوں کے لئے اس سے زیادہ اور بھی کوئی بیّن ثبوت ہو سکتا ہے۔ ایک طرف تو دعوے کرتے ہو کہ ہم حضرت علی کے کامل متبعین سے ہیں۔ دوسری طرف اپنے قول و فعل۔ حرکات و سکنات اسکے خلاف ظاہر کر رہے ہو۔ خدا کے لئے غور کرو۔ اور بغض و تعصب سے دور ہو کر امام جعفر صادق کے مقولہ کو پڑھو۔ اور انکی وصیت پر عمل کرو۔ کلینی میں یوں لکھا ہے:۔

حدث الناس واقتہم ولا تخافن احداً الا اللہ وانشر علوم اھل بیتک وصدق اٰباءک الصالحین فانک فی حرز وامان۔ دیکھو کیا کھلے لفظوں میں فرمایا کہ لوگوں کو احادیث سنا۔ اور ان کو فتوے دے اور تو خداتعالیٰ کے سوا کسی سے مت ڈر۔ اور اپنے اہلبیت کے علوم کو دنیا میں پھیلا۔ اور اپنے آباء صالحین کی تصدیق کر۔ تو امان میں ہے۔ حضرت جعفر نے یہ نہیں کہا کہ تم کفر سے ڈرتے رہنا۔ اپنے علوم لوگوں کو نہ بتانا اور یہ نہیں کہا تو تقیہ کر لینا۔ افسوس کہ شیعہ صاحبان کو کیوں اپنے ائمہ کے نقش قدم پر چلنے سے پرہیز ہے کیا انہوں نے خداتعالیٰ کے اس حکم لا تخشوھم واخشونی کو نہیں سمجھا تھا جسکی بناء پر انہوں نے یہ کہا تھا

ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ امام جعفر صادق ایک آیت کو [illegible] ہوں۔ اس لئے کہ شیعوں کے نزدیک امام ناطق قرآن ہوتا ہے۔ پس لازم تھا کہ شیعہ صاحب ان کی پیروی کرتے۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ افسوس حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے صاف نہج البلاغہ میں فرمایا ہے۔ الی واللہ لو لقیتہم [illegible] [illegible] الارض کلہا [illegible] - یعنی اگر میں ان کو اکیلا ہی ملوں اور وہ اتنے ہوں [illegible] تو پھر بھی میں کبھی [illegible] نہ کروں۔ اور نہ کبھی ڈروں

قارئین دیکھئے۔ انہوں نے کس طرح پر خدا کے راستے میں بہادرانہ [illegible] کام کیا اور تقیہ نہیں کیا

میں کہاں تک لکھتا جاؤں۔ عقلمند کے لئے تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ امام حسین کا واقعہ [illegible] تاریخیں گواہ ہیں۔ خود شیعہ ان کا ہر سال ماتم کرتے ہیں۔ لیکن ذرا ان کی لائف پر غور نہیں کرتے۔ [illegible] سب کٹ کر زمین کربلا میں ڈھیر ہو گئے۔ لیکن ایک کو [illegible] نہیں [illegible]۔ بلکہ کہا تو یہ کہا۔ انی لا اری الموت الا سعادۃ ولا اری الحیوۃ مع الظالمین الا جرمًا۔ یعنی مرجانا سعادت دیکھتا ہوں۔ اور ظالموں کے ساتھ رہنا ایک جرم نظر آتا ہے۔ کیوں شیعہ صاحبان کیا انہوں نے تقیہ کیا۔ اس کی ترغیب ہرگز نہیں۔ پھر آپ کیوں ذرا سی بات پر تقیہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ کیوں خود بدعت ایجاد کرتے ہو۔ کلینی کہتا ہے۔ کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔

میں نے یہ چند باتیں اپنے بھائیوں کی خیرخواہی کے لئے لکھی ہیں۔

شیخ غلام غوث اسلم قادیان

پانی ٹھنڈا کرنے کی ترکیبیں

پانی ٹھنڈا کرنے کی سات [illegible] میں [illegible]

(۱) [illegible] مٹی کے برتن میں [illegible] ہوا میں رکھ دینا۔

(۲) [illegible] وغیرہ کے [illegible] پانی کے درمیان [illegible] پانی کے برتن کو گلے تک رکھ کر [illegible] ٹھنڈا کر

(۳) [illegible] [illegible] [illegible] سے زیرد [illegible] [illegible] سے ہلانا۔

(۴) [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible]

(۵) [illegible] برتن کو لپیٹ کر رکھ

(۶) [illegible] [illegible] [illegible] میں [illegible]

[illegible] کو [illegible] [illegible]

[illegible] پانی [illegible] ٹھنڈا کرنے [illegible] نہیں [illegible] [illegible] میں پانی کے برتن کو [illegible] ۱۵ [illegible] اچھا طریقہ ہے۔ اگر پانی ٹھنڈا کرنا ہے تو [illegible] [illegible] بعد اس [illegible] برف پڑا ہوا معدے [illegible] ہے۔ [illegible] [illegible] حکما گرم کہتے ہیں۔ چنانچہ برف کے پانی پینے کے [illegible] تسکین کی بجائے پیاس [illegible] معلوم ہوتی ہے۔

علاج بواسیر خونی وبادی

افیون خالص ایک ماشہ دانہ الائچی خورد [illegible] ماشہ [illegible] حراسانی [illegible] ماشہ۔ [illegible] ماشہ جملہ ادویات کو باریک کر کے کپڑے میں چھان کر رکھیں۔ خون کے جاری ہونے کے وقت نہار منہ دو رتی سفوف ایک ہفتہ تک روزانہ استعمال کریں۔ اور ایک پہر کے بعد میں۔ اگر پیاس زیادہ ہو تو پان کھائیں۔ نیز پڑیہ کھانے کے بعد چار پانچ لقمے روٹی کے گھی کے ہمراہ کھائیں۔ ترشی اور بادی سے پرہیز کریں۔

[illegible] شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور [illegible] قاسم علی پبلشر نے شائع کیا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دا

فاروق



جلد ۳ | بروز پنجشنبہ ۔ مورخہ ۲۲ ۔ ۲۹ ر اگست ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۳ ۔ ۳۴

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ۱۷ ر اگست ۵ بجے شام ڈلہوزی سے وارد بلدۂ طیبہ قادیان دارالامان ہوئے۔ جس روز سے حضور آئے ہیں۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ حضور کا وجود نہایت بابرکت اور رحمت ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق وعظ بھی کئے گئے۔

۲۔ خان محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے مشکوئے معلیٰ میں ۱۵ ر تاریخ کو دختر تولد ہوئی۔ نام محمودہ رکھا گیا

۳۔ ۲۶ ر اگست صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔

الٰہی ہزار ہوویں بابرگ و بار ہوویں۔ مولیٰ کے یار ہوویں

۴۔ مولوی مہر محمد خان صاحب شہاب مالیر کوٹلوی کے ہاں ۱۵ ر اگست کو لڑکا پیدا ہوا ۔ مبارک باشد

محتسب معذور دارد مست را

مسیح پاک کے روضے پہ حاضری دینا
جناب واعظ ملت نے شرک فرمایا
خلاف طبع نہ گذرے تو پوچھ لوں اتنا
کہ شرک ہو گیا کیونکر وہاں دعا کرنا
دعا بھی اس سے جو ہے خالق و ملیک و قدیر
غریب پرور و بندہ نواز ہر داتا
اسی نے آپ کو یہ درجۂ بلند دیا
اسی نے دعی انا منک سے خطاب کیا
یہاں تک آپ کو حاصل ہوا تقرب خاص
نئی زمیں نیا آسماں کیا پیدا
اجیب کل دعا کے سے سربلند ہوئے

خطاب یا ولدی بھی زبان حق سے سنا
سپرد کی گئی تکوین بھی مگر سچ ہے
یہ سب عطیۂ باری مجاز پرور تھا
ہمارے نفع و ضرر پہ نہیں ذرا قادر
نہیں کبھی ہوا قائل سماع موتیٰ کا
دعا میں کیا ہے مراتب بلند ہوں اسکے
وہ سب ملے انہیں جو اور انبیاء کو ملا
جماعت ان کی صحابہ کے کام دکھلائے
بڑھی چڑھی رہے با صد کمال صدق و صفا
زباں پہ ہو کلمہ لا الہ الا اللہ
دلوں میں شور صلوٰۃ و سلام و صل علیٰ
اگر یہ شرک ہے تو رہنے دیں مجھے مشرک
کہ ہے اسی میں نجات ہو فقیر ہو یا تاج
یہی ہے مذہب عشاق اور رہ کا ہی

انسے تو کوئی بھی ہرگز بدل نہیں سکتا
علی الصباح کہ مردم بکار وبار روند
بلا کشانِ محبت بکوئے یار روند

تبّانِ لاہور

(از جناب قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری)

کیوں نہ اسلام سے مٹ جائے نشانِ لاہور
جبکہ ہے فسق سے آلودہ زبانِ لاہور
آج آزاد ہیں جو کل تھے مطیع احمدؑ
کیونکہ ایم۔اے ہوا ہے سوچ وردانِ لاہور
دیکھ کر تاجِ خلافت سرِ محمود پہ آج
سرنگوں کھڈ میں گرے جاکے تبانِ لاہور
قادیاں کی ارگیا منصوب احمدؑ سے ہوا
جب زمین کھیے کو پسند آیا مکانِ لاہور
قادیاں مرکزِ اسلام کو گندی بولا
تاکہ چل جائے مگر اسکی دکانِ لاہور
تاکہ مذموم ہو آنکھوں میں جہاں کے محمود
ہیں اسی دھن میں لگے پیروجوانِ لاہور
جن کے ہر لفظ میں مقصود ہے توہینِ امام
کرتے تقریر ہیں وہ گندہ دہانِ لاہور
آلِ احمدؑ کو برا کہتے ہیں اب فکر کریں
اپنی اولاد کا سب خورد وکلانِ لاہور
جس کا اقرار تھا کل آج وہ منکر ہیں عجیب
کیسی جلدی ہوئی تبدیل زبانِ لاہور
جب کیا پیش کسی نے انا عیر اللہ کہکر
گھٹکے دم توڑ چکے مردہ دلانِ لاہور
قبرِ احمدؑ پہ کھڑا ہو کے کہا میں نے آہ
پھر گئے تجھ سے تیرے معتقدانِ لاہور
اہلِ لاہور سے مقصود مرا پیغامی ہیں
اور لاہور سے ہیں الگ احمدیانِ لاہور

[illegible]

ایسی ایمان کی اب خیر مناؤ یوسف
چھوڑ دو ترک کرو ذکرِ تبانِ لاہور

غزل

دل اور حال میں ہے جگر اور حال میں
ہے تفرقہ پڑا ہؤا سارے عیال میں
یارب خوشی میں عیش میں رنج وملال میں
ہے شکر تیری ذات کا ہر ایک حال میں
مولیٰ تری عنائتیں بندہ نہ گن سکے
سوسو زبان بھی ہو اگر بال بال میں
مانا وہ یکے بات کے سچے ہیں قول کے
پر کچھ نہ کچھ ضرور ہے کالا سا دال میں
مانو نہ مانو اہلِ بصیرت پہ ہے عیاں
ہے بدر کی سی روشنی میرے ہلال میں
شکوہ تمہارے جور وجفا کا کہاں کریں
فریاد ہے تو بارگہِ ذوالجلال میں
اک دوسرے کی کچھ بھی کسی کو خبر نہیں
کوئی ہے مست حال میں اور کوئی قال میں
قسمت کی بات دیکھو کہ وصلِ حبیب بھی
حاصل ہوا رقیب کے روزِ وصال میں
مُردے بھی واپس آتے ہیں مُلاں تو ہوش کر
کیا وہم پڑ گیا تیرے باطل خیال میں
بیمار اور اپنے معالج پہ حکمراں
یہ بزمِ صوفیا میں ہے یا ہسپتال میں
انعام لے گئی ہے جو ذریتِ خلیل
وہ کیوں نہ برکتیں ہوں محمدؐ کی آل میں
دنیا نہ معترف ہوئی اپنے گناہ کی
گو پھنس گئی ہر ایک طرح کے وبال میں
کاذب ہو ملہم اور یہ نصرت ہو اسکے ساتھ
اک بھی تو پیش کر نہیں سکتے مثال میں
تبلیغ میرے آقا کی پہونچی نہیں کہاں
دیکھو تو شرق غرب جنوب وشمال میں

منظور میں کہاں یہ دردوں کا گھر کہاں
قسمت نے آپھنسایا یہاں ساہیوال میں
راقم منظور احمد ہسپتال ساہیوال (ساہیوال)

غزل

جدائی نبی تم سے کیا ہو رہی ہے
مری زندگی اب فنا ہو رہی ہے
مزے کیوں نہ رہ رہ کے آئیں دہن کو
زباں محوِ صلِّ علیٰ ہو رہی ہے
وہاں چرخِ ہفتم پہ پہنچے نہ موسےٰ
یہاں گفتگو برملا ہو رہی ہے
مریضِ محبت سے پوچھا نہ حضرت
کہ حالت مری غم سے کیا ہو رہی ہے
نبی حوضِ کوثر پہ بیٹھے ہیں میرے
شراباً طہوراً عطا ہو رہی ہے
ہی روضۂ پاک پر تیرے جاکر
مری حسرتِ دل فدا ہو رہی ہے
ملے مرزا صاحب نبیؑ کے توسل
ہر اک سمت جن کی ضیا ہو رہی ہے
خلافت کی تشہیر محمود احمدؑ
جہاں میں تری جابجا ہو رہی ہے
طلب ہو حضوری میں میری بھی مولا
کہ اب زندگی بے مزا ہو رہی ہے
عجیب اس جہاں میں رہے خاک شاداں
کہ مرشد کی فرقت بلا ہو رہی ہے

خاکسار غلام احمد۔ احمدی عجیب تلمیذ عجیب میرٹھی
وارڈ ڈیسر منٹگمری

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۲ اگست ۱۹۱۸ء

نبی اور نجومی کی پیشگوئیوں میں فرق

از قلم معارف رقم حضرت سلطان القلم

بعض لوگ یہ وہم بھی پیش کرتے ہیں کہ جس حالت میں مور غیبیہ کے بتلانے والے دنیا میں کئی فرقے پائے جاتے ہیں کہ جو کبھی نہ کبھی اور کچھ نہ کچھ بتلا دیتے ہیں اور بعض اوقات کسی قدر ان کا مقولہ بھی سچ ہو رہتا ہے جیسے منجم۔ طبیب۔ قیافہ دان۔ کاہن۔ رمال۔ جفری عاملین اور بعض بعض مجانین اور حال کے بارہ میں مسمریزم بعض امور ان سے مکشوف ہوتے رہتے ہیں۔ تو پھر امور غیبیہ الہام کی حقانیت پر کیونکر حجت قاطع ہونگے۔ اس کے جواب میں سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ تمام فرقے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ صرف ظن اور تخمین بلکہ وہم پرستی سے باتیں کرتے ہیں۔ یقینی اور قطعی علم ان کو ہرگز نہیں ہوتا۔ اور نہ ان کا یہ دعویٰ ہوتا ہے۔ اور بعض حوادث کونیہ سے جو یہ لوگ ملاحظہ کرتے ہیں۔ تو ان کی پیشگوئیوں کا ماخذ صرف علامات اسباب ظنیہ ہوتے ہیں۔ جنہوں نے قطع اور یقین کے مرتبہ سے مس بھی نہیں کیا ہوتا۔ اور احتمال تلبیس اور اشتباہ اور خطا کا ان سے مرتفع نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر انکی خبریں سراسر بے اصل اور بے بنیاد اور دروغ محض نکلتی ہیں۔ اور باوصف اس کذب فاش اور خلاف واقعہ نکلنے کے ان کی پیشگوئیوں میں عزت اور منصوریت اور کامیابی کے انوار پائے نہیں جاتے۔ اور ایسی خبریں بتانے والے اپنی ذاتی حالت میں اکثر افلاس زدہ اور بدنصیب اور بدبخت اور بے عزت اور دون ہمت اور دنی النفس اور ناکام اور نامراد ہی نظر آتے ہیں۔ اور امور غیبیہ کو اپنی حسب مراد ہرگز نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان کے حالات پر خدا کے قہر کی علامات نمودار ہوتی ہیں۔ اور خدا کی طرف سے کوئی برکت اور عزت اور نصرت ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔ مگر انبیاء اور اولیاء صرف نجومیوں کی طرح امور غیبیہ کو ظاہر نہیں کرتے۔ بلکہ خدا کے کامل فضل اور بزرگ رحمت سے کہ جو ہر دم ان کے شامل حال ہوتی ہے ایسی اعلیٰ پیشین گوئیاں بتلاتے ہیں۔ جنہیں انوار قبولیت اور عزت کے آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور جو عزت اور نصرت کی بشارت پر مشتمل ہوتے ہیں نہ نحوست اور نکبت پر۔ قرآن شریف کی پیشین گوئیوں پر نظر ڈالو۔ تو معلوم ہو کہ وہ نجومیوں وغیرہ درماندہ لوگوں کی طرح ہرگز نہیں۔ بلکہ ان میں صریح ایک اقتدار اور جلال جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور اس میں تمام پیشگوئیوں کا یہی طریق اور طرز ہے۔ کہ اپنی عزت اور دشمن کی ذلت اور اپنا اقبال اور دشمن کا ادبار اور اپنی کامیابی اور دشمن کی ناکامی اور اپنی فتح اور دشمن کی شکست اور اپنی ہیبت کی سرسبزی اور دشمن کی تباہی ظاہر کی ہے۔ کیا اس قسم کی پیشین گوئیاں کوئی نجومی بھی کر سکتا ہے یا کسی رمال یا مسمریزم کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہو سکتی ہیں ہرگز نہیں۔ ہمیشہ اپنی ہی خیر ظاہر کرنا اور مخالف کا زوال اور وبال جتلانا اور حجبات مخالف منہ پر لا دے۔ اسی کو توڑنا اور حجبات اپنے مطلب کی ہو۔ اسکے ہو جانے کا وعدہ کرنا یہ تو صریح خدائی ہے۔ انسان کا کام نہیں ۔

(۳)

کوئی شخص نجومیوں اور جوتشیوں وغیرہ غیب گویوں کی پیشگوئیوں پر دھوکا نہ کھا دے۔ اور بخوبی یاد رکھے۔ کہ ان لوگوں کو اہل اللہ کے انوار اور برکات سے کچھ بھی مناسبت نہیں۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے کہ قادرانہ پیشگوئیاں اور کریمانہ مواعید کہ جو حق محض ہیں۔ اور جنہیں سراسر فتح اور نصرت کی بشارتیں اور اقبال اور عزت کی خبریں بھری ہوئی ہیں۔ اُن سے انسانی آلات کو کچھ بھی نسبت نہیں خداوند تعالےٰ نے اہل اللہ کو ایسی فطرت بخشی ہے۔ کہ ان کی نظر اور صحبت بلکہ توجہ اور دعا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ بشرطیکہ شخص مستفیض میں قابلیت موجود ہو۔ اور ایسے لوگ صرف پیش گویوں سے نہیں۔ بلکہ اپنے خزائن معرفت سے اپنی توکل خارق عادت سے اپنی کامل محبت سے اپنے انقطاع تام سے اپنے صدق اور ثبات سے اپنے انس باللہ اور شوق اور ذوق سے اور اپنے غلبہ خشوع اور خضوع سے اور اپنے تزکیہ نفس سے اور اپنی ترک محبت دنیا سے اور اپنی کثیر الوجود برکتوں سے کہ جو بارش کی طرح برستی ہیں۔ اور اپنے مؤید من اللہ ہونے سے اور اپنی بے مثل استقامت اور اعلیٰ درجہ کی وفاداری اور لاثانی تقویٰ اور طہارت اور عظیم الشان ہمت اور انشراح صدر سے شناخت کیے جاتے ہیں۔ اور پیشگوئیاں ان کا اصل منصب نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس غرض سے ہے کہ تا وہ ان برکتوں کو جو ان پر اور ان کے معتقدین پر وارد ہونے کو ہیں۔ قبل از وقوع بیان کر کے توحید خاص حضرت احدیت پر یقین دلائیں۔ اور نیز وہ مخاطبات اور مکالمات جو حضرت احدیت کی طرف سے ان کو ہوتے ہیں۔ ان کی صحت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک قطعی یقینی حجت پیش کریں۔ اور ایسے انسان جن کو یہ سب برکات قدیہ بکثرت عطا ہوتی ہیں۔ ان کی نسبت خدا کی قدرت اور حکمت قدیمہ کے قانون میں یہی قرار پایا ہے۔ کہ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کے سچے اور پاک عقائد ہوں اور جو سچے مذہب پر ثابت اور مستقیم ہوں۔ اور حضرت احدیت سے غایت درجہ کا اتصال اور دنیا و مافیہا سے غایت درجہ کا انقطاع رکھتے ہوں۔ ایسے لوگ کبریت احمر کا حکم رکھتے ہیں۔ اور ان کی فطرت کو ربانی انوار اور حقانی مذہب لازم ہے۔ اور ان کی ذات ستودہ صفات کو کہ جو جامع البرکات ہے۔ بدبخت نجومیوں اور جوتشیوں سے نسبت دینا کمال درجہ کی کم فہمی اور نہایت درجہ کی بدنصیبی ہے۔ کیونکہ وہ دنیا کے ذلیل جیفہ خواروں کے ساتھ

کچھ مناسبت نہیں رکھتے - بلکہ وہ آفتاب اور چاند کی طرح آسمانی نور ہیں - اور حکمت الٰہیہ کے قانون قدیم نے اسی غرض سے ان کو پیدا کیا ہے - کہ تا دنیا میں آکر دنیا کو منور کریں یہ بات بتوجہ تمام یاد رکھنی چاہیئے - کہ جیسے خدا نے امراض بدنی کے لئے بعض ادویہ پیدا کی ہیں - اور عمدہ عمدہ چیزیں جیسے تریاق وغیرہ انواع اقسام کے آلام اسقام کے لئے دنیا میں موجود کی ہیں - اور ان ادویہ میں ابتدا سے یہ خاصیت رکھی ہے کہ جب کوئی بیمار بستر علیک اس کی بیماری درجۂ شفایابی سے تجاوز نہ کر گئی ہو - ان دواؤں کو برعایت پرہیز وغیرہ شرائط استعمال کرتا ہے - تو اس حکیم مطلق کی اسی پر عادت جاری ہے کہ اس بیمار کو حسب استعداد اور قابلیت کسی قدر صحت اور تندرستی سے حصہ بخشتا ہے - یا بکلی شفا عنایت کرتا ہے اسی طرح خداوند کریم نے نفوس طیبہ ان مقربین میں بھی روز ازل سے یہ خاصیت ڈال رکھی ہے کہ ان کی توجہ اور دعا اور صحبت اور عقد ہمت بشرط قابلیت امراض روحانی کی دوا ہے - اور ان کے نفوس حضرت احدیت سے بذریعہ مکالمات و مخاطبات و مکاشفات انواع اقسام کے فیض پاتے رہتے ہیں - اور پھر وہ تمام فیض بنی نوع خلق کی ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان اثر دکھلاتے ہیں غرض اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کے لئے ایک رحمت ہوتا ہے - اور جس طرح اسباب کے اسباب میں قانون قدرت حضرت احدیت کا یہی ہے کہ جو شخص پانی پیتا ہے وہی پیاس کی درد سے نجات پاتا ہے - اور جو شخص روٹی کھاتا ہے - وہی بھوک کے دُکھ سے خلاصی حاصل کرتا ہے اسی طرح عادت الٰہیہ جاری ہے - کہ امراض روحانی دُور کرنے کے لئے انبیا اور ان کے کامل تابعین کو ذریعہ اور وسیلہ ٹھہرا رکھا ہے - انہیں کی صحبت میں دل تسلی پکڑتے ہیں - اور بشریت کی آلائشیں دور بھی ہوتی ہیں - اور نفسانی ظلمتیں اٹھتی ہیں - اور محبت الٰہی کا جوش مارتا ہے - اور آسمانی برکات اپنا جلوہ دکھاتی ہیں - اور بغیر ان کے ہرگز [illegible] ہوتی - پھر بھی باتیں ان کی شناخت [illegible] وتعقل

ان امور میں سے جو اخبار غیبیہ ہیں - ان کی نسبت یہ شبہ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے - جو اس کام میں رمال و منجم بھی شریک ہیں - کیونکہ یہ قوم کسی خاص یا قواعد کے ذریعہ سے اخبار غیبیہ کو نہیں بتلاتی - اور نہ غیب دان ہونے کا دعویٰ کرتی ہے - بلکہ خداوند کریم جو ان پر مہربان ہے اور ان کے حال پر ایک خاص عنایات و توجہات رکھتا ہے - وہ بعض مصالح کے لحاظ سے بعض امور بیشتر از وقوع ان کو بتلا دیتا ہے - تا جس کام کا اس نے ارادہ کیا ہے - بوجہ احسن انجام کو پہنچ جائے - مثلاً وہ خلق اللہ پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے - کہ فلاں بندہ مؤید من اللہ ہے - اور جو کچھ انعامات اور اکرامات وہ پاتا ہے - وہ معمولی اور اتفاقی طور پر نہیں - بلکہ خاص ارادہ اور توجہ الٰہی سے ظہور میں آتے ہیں - اسی طرح جو کچھ فتح و نصرت اور اقبال و عزت اسکو ملتی ہے وہ کسی تدبیر اور حیلہ کے ذریعہ سے نہیں - بلکہ خدا ہی چاہتا ہے کہ ان کو عطا بخشے - اور اپنی تائیدات اُسکے شامل حال کرے - پس وہ کریم اور رحیم اس مقصود کے ثابت کرنے کی غرض سے ان انعامات اور فتوحات سے پہلے بطور پیشگوئی ان نعمتوں کے عطا کرنے کی بشارت دیدیتا ہے - سو ان پیشگوئیوں سے مقصود بالذات اخبار غیبیہ نہیں ہوتیں - بلکہ مقصود بالذات یہ ہوتا ہے کہ تا یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے - کہ وہ شخص مؤید من اللہ اور ان خاص لوگوں میں سے ہے - جن کی تائید کے لئے عنایات حضرت عزت خاص طور پر تجلی کرتی ہیں - اب اس تقریر سے ظاہر ہے کہ اس مؤید من اللہ کو منجم وغیرہ سے کچھ بھی نسبت نہیں - اور اس کی پیشگوئیاں اصل مقصود نہیں ہے - بلکہ اصل مقصود کی شناخت کے لئے علامات و آثار ہیں - ماسوا اسکے جن لوگوں کو خدا تعالیٰ خاص اپنے لئے چن لیتا ہے - اور اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے - اور اپنی گروہ میں داخل کرتا ہے - ان میں صرف یہی علامت نہیں کہ وہ پوشیدہ چیزیں بتلاتے ہیں - تا ان کا حال نجومیوں

اور جوتشیوں اور رمالوں اور کاہنوں کے حال سے مشتبہ ہو جائے - اور کچھ مابہ الامتیاز باقی نہ رہے - بلکہ ان کے شامل حال ایک عظیم الشان نور ہوتا ہے جسکے مشاہدہ کے سبب سے طالب صادق بدیہی طور پر ان کو شناخت کر سکتا ہے - اور حقیقت میں وہی ایک نور ہے - جو ان کے ہر یک قول اور فعل اور حال اور قال اور عقل اور فہم اور ظاہر اور باطن پر محیط ہو جاتا ہے - اور سدہا شاخیں اس کی نمودار ہو جاتی ہیں - اور رنگا رنگ کی صورتوں میں جلوہ دکھاتا ہے - وہی نور شدائد اور مصائب کے وقتوں میں صبر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے - اور استقامت اور رضا کے پیرایہ میں اپنا چہرہ دکھاتا ہے - تب وہ لوگ جو اس نور کے مورد ہیں - آفات عظیمہ کے مقابلہ پر جبال راسیات کی طرح دکھائی دیتے ہیں - اور جن صدمات کی ادنیٰ ضرب سے ناآشنا لوگ روتے اور چلاتے ہیں - بلکہ قریب مرگ ہو جاتے ہیں - اُن صدمات کے سخت زور آور حملوں کو یہ لوگ کچھ چیز نہیں سمجھتے - اور فی الفور حمایت الٰہی کنار عاطفت میں ان کو کھینچ لیتی ہے - اور کوئی خامی اور بے صبری ان سے ظاہر نہیں ہوتی - بلکہ محبوب حقیقی کے ایلام کو رنگ انعام دیکھتے ہیں - اور بکشادگی سینہ و انشراح خاطر اسکو قبول کرتے ہیں - بلکہ اس سے متلذذ ہوتے ہیں - کیونکہ طاقتوں اور قوتوں اور صبروں کے پہاڑ ان کی طرف رواں کئے جاتے ہیں - اور محبت الٰہی کی پر جوش موجیں غیر کی یادداشت سے ان کو روک لیتی ہیں - پس ان سے ایک ایسی برداشت ظہور میں آتی ہے کہ جو خارق عادت ہے - اور جو کسی بشر سے بلا تائید الٰہی ممکن نہیں - اور ایسا ہی وہ نور حاجات کے وقتوں میں قناعت کی صورت میں ان پر جلوہ گر ہوتا ہے - سو دنیا کی خواہشوں سے ایک عجیب طور کی برودت ان کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے - کہ وہ نودار چیز کی طرح دنیا کو سمجھتے ہیں - یہی دنیوی لذات جن کے حظوظ پر دنیا دار لوگ فریفتہ ہیں بشوق تمام ان کے جویاں اور ان کے زوال سے سخت [illegible] ہیں - یہ انکی نظر میں نہایت درجہ ناچیز ہو جاتے ہیں [illegible] اپنا اسی میں پاتے ہیں کہ مولیٰ حقیقی کی وفا

اور رفعت سے دل بھرا رہتا ہے۔ اور اسی کے ذوق اور شوق اور انس سے اوقات معمور ہیں۔ اور دولت سے بیزار ہیں کہ جو اسکی خلاف مرضی ہے۔ اور اس صورت پر خاک ڈالتے ہیں جسمیں مولیٰ کریم کی ارادت نہیں۔ اور ایسا ہی وہ نور کبھی فراست کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور کبھی قوت نظریہ کی بلند پروازی میں اور کبھی قوت عملیہ کی حیرت انگیز کارگزاری میں کبھی حلم اور رفق کے لباس میں اور کبھی درشتی اور غیرت کے لباس میں کبھی سخاوت اور ایثار کے لباس میں کبھی شجاعت اور استقامت کے لباس میں کبھی کسی خلق کے لباس میں اور کبھی مخاطبات حضرت احدیت کے پیرایہ میں اور کبھی کشوف صادقہ اور علامات واضحہ کے رنگ میں۔ جیسے جیسا موقعہ پیش آتا ہے۔ اس موقعہ کے مناسب حال وہ نور حضرت واجب الخیر کی طرف سے جوش مارتا ہے۔ نور ایک ہی ہے۔ اور یہ تمام اس کی شاخیں ہیں۔ جو شخص فقط ایک شاخ کو دیکھتا ہے۔ اور صرف ایک ٹہنی پر نظر رکھتا ہے۔ اس کی نظر محدود رہتی ہے ... وہ دھوکا کھا لیتا ہے۔ لیکن جو شخص بجا ... اس شجرہ طیبہ کی تمام شاخوں پر نظر ڈالتا ہے۔ اور ان کے انواع اقسام کے پھلوں اور شگوفوں کی کیفیت ... ہے۔ وہ روز روشن کی طرح ان نوروں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور نورانی جلال کی کھینچی ہوئی تلواریں اسکے گھمنڈوں کو توڑ ڈالتی ہیں ٭

(۴)

اہل اللہ کے کشوف اور الہامات کو فقط ... کا ہی خطاب دینا غلطی ہے۔ بلکہ وہ کشوف اور الہامات تائیدات الٰہیہ کے باغ کی ... ہیں۔ جو درحقیقت اس باغ کا وجود بتلاتے ہیں۔ اور عظمت اور شان ان کشوف اور الہامات کا اس شخص پر کما حقہ کھلتی ہے۔ جس کی نظر تائیدات الٰہیہ کی تلاش میں ہو یعنے وہ اصل نشان تائیدات الٰہیہ ٹھہرا کر پیشگوئیوں کو ان تائیدوں کے لوازم سمجھتا ہو۔ جو بغرض ثابت کرنے تائیدوں کے استعمال میں لائے گئے ہیں۔ غرض مدار ... کا تائیدات الٰہیہ ہیں۔ اور پیشگوئیاں روشن ثبوت سے ان تائیدات کا واقعی طور پر پایا جانا ہر ایک عام اور خاص کو دکھلاتی ہیں۔ پس تائیدات اصل ہیں۔ اور پیشگوئیاں ان کی فرع اور تائیدات قرص آفتاب کی طرح ہیں۔ اور پیشگوئیاں اس آفتاب کی شعاعیں اور کرنیں ہیں۔ تائیدات کو پیشگوئیوں کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ ہر ایک کو معلوم ہو۔ کہ وہ حقیقت میں خاص تائیدیں ہیں۔ معمولی اتفاقات نہیں ہیں۔ اور بخت اور اتفاق پر محمول نہیں ہو سکتیں۔ اور پیشگوئیوں کو تائیدات کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ اس بزرگ پیوند سے ان کی شان بڑھتی ہے۔ اور ایک ایسی مثل خصوصیت انمیں پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جو مویدان الٰہی کے غیر میں نہیں پائی جاتی۔ سو یہی خصوصیت عام پیشگوئیوں اور ان جلیل الشان پیشگوئیوں میں مابہ الامتیاز ٹھہر جاتا ہے۔ ملاحظہ کلام یہ کہ اس قوم کی عظمت اور بزرگی کے سمجھنے کے لئے جو پیشگوئیوں اور تائیدات کا ... ایک ... ہے۔ اسکو خیال میں رکھنا چاہیے کیونکہ ... سے لوگوں کی پیشگوئیوں میں غیر ممکن اور ممتنع ہے۔ ... ان کی پیشگوئیوں میں ایسی ذاتی غلطیاں نکل آتی ہیں۔ جن پر ہر ایک دانشمند ان کی ظاہر ہوتی ہے۔ مگر ... لوگ جو ہوتے ہیں۔ ان کی روشن پیشگوئیاں بیچ سے سچائی کے نور سے منور ہوتی ہیں۔ ماسوا اسکے وہ مبارک پیشگوئیاں ایک عجیب طور کی عجیب تائید سے لازم ملزوم ہوتی ہیں۔ خدا اپنے بندوں کے کاموں کا آپ متولی ہو کر ایک حیرت انگیز طور پر ان کی تائید کرتا ہے۔ اور کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر ہر دم اور ہر لحظہ ان کی مدد میں رہتا ہے۔ اور ان سے اسکی یہی عادت ہے۔ کہ ان کو ایسی تائیدات کی خبریں پیش از وقوع بتلاتا ہے۔ اور ان کے تردد و تفکر کے وقت میں اپنے پرنور کلام سے ان کو تسلی اور تشفی بخشتا ہے۔ اور پھر ایک ایسے عجیب طور پر ان کی مدد کرتا ہے۔ کہ جو خیال گمان میں نہیں ہوتی اور جو شخص ان کی صحبت میں رہ کر ان باتوں کو عمیق نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے۔ اور صاف اور پاک نظر سے ان کی عظمت اور بزرگی پر غور کرتا ہے اسکو بلا اختیار ایک ضروری اور جازم یقین سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ مویدین من اللہ ہیں۔ اور حضرت احدیت کو ان کی طرف ایک خاص توجہ ہے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے مگر جب ایک آدھ دفعہ نہیں۔ بلکہ بیسیوں دفعہ کسی انسان کو اتفاق پڑے۔ کہ وہ کسی تائید کا وعدہ قبل از وقوع سنکر پھر اس تائید کو ظہور میں آتے ہوئے بچشم خود دیکھ لے۔ تو کوئی انسان ایسا پاگل اور دیوانہ نہیں کہ پھر بھی ان پیشگوئیوں اور قوی تائیدوں پر یقین کامل نہ کر سکے۔ ہاں اگر فرط تعصب اور بے ایمانی سے کسی چشم دید ماجرا کا دانستہ انکار کرے۔ تو یہ اور بات ہے۔ لیکن پھر بھی اس کا دل انکار نہیں کر سکتا۔ اور ہر وقت اسکو ملزم کرتا ہے کہ تو شریر اور سرکش آدمی ہے ٭

ایک وباء پڑیگی

ع ۲

حضرت مسیح موعود کی یہ وحی ہے۔ جسکے متعلق ہم لکھ چکے ہیں کہ پراسرار بخار ساحلی مقامات بمبئی۔ کلکتہ۔ کراچی۔ مدراس رنگون سے چلتا چلتا لکھنو وشملہ بھی پہونچ گیا۔ پھر اخبارات میں چھپا ہے۔ کہ لاہور بھی اس سے محفوظ نہیں رہا۔ چنانچہ پہلے ہی حملہ میں تار گھر کے ... ملازمین کام سے معذور ہیں۔ اور لکھنو کا یہ حال ہے کہ ہمدم لکھتا ہے۔ تار گھر ڈاکخانہ کے بعد دیگر کارخانوں اور دفتروں پر اس کا اثر پڑا ہے۔ بخار کی شدت اس کے ساتھ سر کا درد اور اعضاء کا تشنج بے حد تکلیف دیتا ہے۔ اب شملہ کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ یہ مرض سرحدی علاقوں تک بھی پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ ایران و افغانستان کی سرحد کے مقام چکتو میں یہ مرض وبائی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ اور ۱۵۰ اشخاص ہر روز لقمہ اجل ہو رہے ہیں۔ حفظ ماتقدم کے طور پر بتایا جاتا ہے۔ کہ ہوا زدگی و تکان سے بچو۔ بھیڑ میں نہ بیٹھو۔ گرم کپڑے رکھو۔ رومال پر یوکلپٹس چھڑک کے رکھو ... جسمانی طور پر بھی حفاظت ... سبب کا جب تک ازالہ نہ ہو۔ یہ حفظ ماتقدم کیا ... سکتا ہے ٭

بدعت ثالثہ

متعۃ النساء

منجملہ ان بدعات کے جو شیعہ مذہب میں رائج ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ وہ متعۃ النساء فرض سمجھتے ہیں۔ اور اس کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ ایک مدت معلوم اور اجر معلوم مقرر کر کے نکاح کر لیا جائے۔ میں اس مسئلہ پر زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کو کوئی غیرت مند سلیم الفطرت انسان کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

والذین ھم لفروجھم حافظون الا علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین

اس آیت مبارکہ میں بتلایا کہ مومن کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے فرجوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ ان کی حفاظت میں ہی لگے رہتے ہیں۔ اور ہر وقت روکے ہی نہیں رہتے۔ بلکہ وہ اپنے زوجوں پر (میاں بیوی) یا جوان کے دائیں ہاتھ کی ملک ہو ان پر تصرف کرتے ہیں۔ ایسا کرنے والا ملامت زدہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا متعہ اس قانون کے مطابق ہوتا ہے یا نہیں۔ متعہ کی مذکورہ بالا تعریف جو کہ شیعوں کی معتبر کتابوں ہی سے لی گئی ہے اسکے بالکل منافی ہے۔

یہ مذکورہ بالا قانون حق کے منافی ہے۔ ایک تو یہ کہ نکاح جو ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں ہوتا کہ ایک مدت معلوم تک ہو۔ اور ایک مدت گذرنے پر وہ فسخ ہو جائے۔ اس کی مثال نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کے طرز عمل میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ اور یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ نبی کریم نے کبھی کسی عورت سے بمیعاد مقررہ نکاح کیا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ نبی کریم اس کو ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ نبی کریم ہمیں [illegible] کر گئے تھے۔ ملکہ اسکے طرز عمل

اور نمونہ کو ارشاد ربانی ولکم فی الرسول اسوۃ حسنۃ کے ماتحت پیش کیا ہے۔ پس نبی کریم کی زندگی میں اسکی مثال نہ ملنا اسکے عدم جواز پر دلالت کرتا ہے۔

دوسری دلیل۔ خدا تعالیٰ نے طلاق کا حکم جاری فرمایا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نکاح تھوڑے دنوں کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ اگر چند ایک دنوں کے لئے ضرورت تھی۔ تو طلاق کا حکم جاری نہ فرماتے اور متعہ میں بھی کوئی طلاق کی شرط نہیں پائی جاتی۔ کہ مدت [illegible] سے پہلے طلاق بھی ہو سکتی ہے۔ بلکہ بعد از انقضاء مدت خود بخود طلاق ہو جاتی ہے۔

تیسری دلیل۔ چونکہ اس قسم کے نکاح میں کوئی وارث ایک دوسرے کا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ [illegible] ہے۔ کیونکہ وراثت کا حق تب ہی قائم ہوتا ہے جبکہ نکاح ہو۔ چونکہ متعہ کی شرطوں میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں۔ اسلئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نکاح ہی نہیں۔ کیونکہ عدم توریث عدم نکاح پر دلالت کرتا ہے۔ [illegible] پیدا ہو جو کہ وراثت ہونے سے مانع ہو۔ جیسے کہ قتل وغیرہ یا غلام [illegible] ہو۔

چوتھی دلیل۔ حضرت علی نے خود روایت کیا ہے۔ کہ خیبر کے دن نبی کریم نے اہلی گدھے اور متعۃ النساء سے قیامت تک منع فرمایا۔

شیعہ صاحبان یہ پیش کیا کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے متعۃ النساء کو منع کیا ہے۔ نبی کریم کے عہد مبارک میں یہ کارروائی جائز سمجھی جاتی تھی۔ لیکن حضرت علی کے قول نے ثابت کر دیا ہے کہ نہیں نبی کریم نے ہی غزوہ خیبر کے دن ان دو چیزوں سے منع فرمایا ہے۔

پانچویں دلیل۔ فروع کافی صفحہ ۲۱۲۔ اذا نظر احدکم الی المراۃ الحسنا فلیأت اھلہ فان الذی معھا مثل الذی مع تلک فقام رجل فقال یا رسول اللہ فان لم یکن لہ اھل فاین قال فلیرفع نظرہ الی السماء و لیراقبہ و لیسئلہ من فضلہ۔ نبی کریم نے فرمایا۔ جب تم سے کوئی کسی خوبصورت عورت کی طرف دیکھے۔ تو اپنی بیوی سے جماع کرے۔ ایک آدمی نے کہا کہ اگر اس کا اہل نہ ہو تو فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھے۔ اور اس کے فضل کا انتظار کرے۔ یہ نہیں فرمایا کہ متعہ کرے۔ پس ان کا یہ حکم نہ دینا ایسے نازک موقعہ پر صاف دلالت کرتا ہے کہ حضور کو متعہ ناپسند تھا۔

غلام غوث اسلم (مولوی عالم) قادیان

مفتری علی اللہ کا انجام

(نوشتہ مولوی محمد فدن صاحب سہاب بالیہ کوٹلوی)

کہنے والے کہتے ہیں کہ خدا پر جھوٹ بولنے والا دنیا میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور اپنے اس ادعا کی تائید میں بعض مفتری علی اللہ افترا کرنے والوں کے نام بھی لیتے ہیں لیکن کیا حقیقت میں ان کا یہ خیال درست اور اپنے اندر شائبہ صداقت رکھتا ہے۔ یہی سوال ہے جس کی تحقیق مندرجہ ذیل سطور میں کرنا ہمیں مطلوب ہے۔ ایک بار نہیں متعدد بار کسی ایک شخص نے نہیں بہت سے اشخاص نے یہ دیکھا ہوگا۔ کہ اگر کوئی شخص حکومت وقت پر جھوٹ بولے۔ یعنی مصنوعی حاکم بن بیٹھے۔ اور لوگوں پر یہ بات ظاہر کرے کہ حکومت نے یہ عہدہ مجھکو تفویض کیا ہے۔ درآنحالیکہ حکومت نے اس کو کوئی عہدہ اور کوئی رتبہ و درجہ عطا نہ فرمایا ہو۔ اور وہ شخص جھوٹ موٹ سے لوگوں کو تنگ کرے۔ اور ان سے مفاد حاصل کرے۔ تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ کسی حکومت اور مقتدر حکومت نے کبھی ایسے شخص سے درگذر نہیں کیا ہوگا۔ اور نہ کوئی طاقتور ہشیار اور معاملات سے باخبر حکومت کبھی ایسے جعلی حاکم و عہدہ دار سے درگذر کر سکتی ہے۔ اسلئے کہ اگر ایسا کیا جائے۔ اور ایسے مصنوعی اور جعلی افسروں کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ اور ان سے اعتنا نہ کیا جائے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسکے واقعی افسروں اور ان مصنوعی افسروں

ں کوئی امتیاز نہیں رہے گا۔ جب امتیاز اٹھ گیا۔ تو
رانتظام کا رہنا محال ہے۔ اور جب انتظام ہی درہم
ہم ہوجائے۔ تو پھر امن وامان خواب وخیال ہو جائیگا
۔ پس حکومت ایسے مصنوعی افسروں اور جعلی عہدہ
روں کو سرتعمیل پکڑتی ہے۔ اور قرار واقعی سزا دیکر
ی رعایا کو اس فتنہ کے بد نتائج سے محفوظ و مصئون
دیتی ہے ٭

ان مصنوعی حکام اور جعلی افسروں کے دو طبقہ
یں۔ ایک تو وہ جن کے دماغ میں خلل ہے۔ ہوش
حواس بجا نہیں۔ حکومت اس طبقہ کے افراد کو پاگل خانہ
ں ڈال دے گی۔ اور دوسرا طبقہ وہ ہے۔ جس کے
فراد کے دماغ اور ہوش وحواس میں کوئی اختلال نہیں
حض ایک شرارت اور فتنہ گری مدنظر ہے۔ جس کا
قصد رعایا کو بہکانا اور ذاتی منفعت حاصل کرنا اور
کومت وقت کو مل دینا ہے۔ اور بس۔ پس ایسے
لک جوکہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس لئے حکومت کا
رض ہے۔ کہ رعیت کو نقصانات سے بچانے کے لئے
یسے فتنہ پرداز وجودوں کو پامال کرڈالے۔ پہلی قسم
کے لوگوں پر سوائے اسکے کہ ان کو پاگل خانہ میں رکھا
جائے۔ اور کسی قسم کی تعزیر نہیں ہوگی۔ مگر برخلاف
ان کے دوسری قسم کے لوگوں کی کماحقہ گوشمالی کریگی
ور عبرتناک سزائیں دیگی۔ تاکہ آئندہ کسی ایسی نوع
کے انسان کو ایسی فتنہ پردازی کی جرأت نہ ہو ٭

یہ اس حکومت کے انتظام کا مذکور تھا۔ جو اپنی وسعت
کے لحاظ سے زمین کے بعض حصص پر قابض ہے۔ اور
س کا تصرف انسان کے خیالات اور جذبات پر نہیں
حض افعال پر ہے۔ وہ بھی ان افعال پر جو ظاہر ہوں
ورنہ اگر کوئی افعال جو بلحاظ اپنی نوعیت کے کس قدر
ی خطرناک کیوں نہ ہوں۔ اور خواہ وہ بربادکن شیرازہ
نتظام اور غارت گر امن وامان ہی کیوں نہ ہو لیکن
گر وہ عمال حکومت کے دائرہ معلومات سے باہر رہیں
ور پردہ خفا سے ظہور میں نہ آئیں۔ تو یہ ظاہری سلطنت
واہ کیسی ہی صاحب ساز وسامان اور کتنی شوکت وجبروت

رکھتی ہو۔ تاہم ان افعال کا باب ہرگز نہیں کرسکتی لیکن
وہ حکومت اور وہ طاقت جس کی نظر میں جہر و خفا ایک
ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس کا قبضہ قدرت صرف افعال
انسانی تک محدود نہیں۔ بلکہ اس کا سکہ انسان کے
جذبات وخیالات پر چلتا ہے۔ اور جس کی حکومت
میں صرف زمین کے بعض حصے ہی نہیں۔ بلکہ تمام عوالم
اسکے زیر نگین ہیں۔ اور پھر اسکی حکومت ایسی حکومت نہیں
جیسی کہ ہماری زرخرید جیر پر ہے۔ بلکہ اسنے ہمیں پیدا
کیا ہے۔ اسلئے وہ جانتا ہے۔ جو کچھ ہمارے دلوں میں
پیدا ہوسکتا ہے۔ اور جانتا ہے کس طرح ہمارے بگاڑ کا
علاج ہوسکتا ہے ٭

پس جب وہ ایسی حکومت ہے۔ تو کیسے ہوسکتا ہے
کہ کوئی بندہ اور اس کی ذلیل مخلوق اسکے کارخانہ میں فساد
پیدا کردے۔ اور اس کا جعلی نبی اور مصنوعی پیغمبر بنکر
اسکی مخلوق کو گمراہ کرے۔ اور وہ خاموش بیٹھا رہے
اور کچھ نہ کرے۔ حاشا وکلا۔

خدا نے ایک انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی مخلوق
کی ہدایت کے لئے انبیاء مبعوث فرماتا ہے۔ لیکن جیسا کہ
سچے اور اصلی حاکموں کے ساتھ جھوٹے اور جعلی حکام
بھی بن جایا کرتے ہیں۔ اس آسمانی سلسلہ میں بھی جرح انداز
پیدا ہوتے ہیں۔ مگر ان کا انجام وہی ہوتا ہے۔ جو
جھوٹوں اور جعلی حاکموں کا یہ ظاہری حکومتیں کیا کرتی ہیں
چنانچہ قرآن پاک نے اس موضوع پر بہت کچھ فرمایا
ہے۔ اسوقت ہم ایک آیت پیش کرسکتے ہیں۔ جو یہ ہے
ارشاد ہوتا ہے۔

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا
منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من
احد عنہ حاجزین (الحاقہ آیت ۴۴ تا ۴۷)

اگر یہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) بھی ہم پر کوئی جھوٹ
باندھتا۔ یعنے کوئی ایک آدھ ہی جھوٹ موٹ کی وحی ہماری
طرف سے بناتا۔ تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور
اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر کسی انسان میں یہ طاقت
نہ ہوتی۔ کہ ہماری اس گرفت سے اسکو بچا لیتا۔

اس آیت میں خدا نے اپنے ایک قانون کا ذکر فرمایا ہے
کہ ہم پر جھوٹ بولنے والا یعنے ہماری طرف سے جھوٹا دعویٰ
الہام کرنے والا ہلاک ہوتا ہے۔ اور کوئی شخص اس کو
ہلاکت سے بچا نہیں سکتا۔ اور پھر آنحضرت کے متعلق فرماتا
ہے کہ یہ جو ہمارا سچا نبی اور عظیم الشان رسول ہے۔ یہ
بھی اگر ایک آدھ جھوٹ موٹ کی وحی بناتا۔ تو ہم اس کو
بھی ہلاک کر ڈالتے ٭

پس اس قانون الٰہی سے واضح ہے کہ خدا پر جھوٹ
باندھنا ایک زہر ہے۔ جس کا نتیجہ ہلاکت اور ایک آگ
ہے۔ جس کی پاداش میں جل کر راکھ ہونے کے سوا کچھ نہیں
اللھم احفظنا۔

اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس میں دیدہ دانستہ
افترا کرنا مراد ہے۔ لیکن جو شخص بیمار ہے یا شیطان کا
بازی گاہ۔ یا حدیث النفس میں مبتلا ہے۔ اسکے لئے
یہ سزا نہیں۔ اس کے لئے اور سزائیں ہیں جنکے ذکر کا
یہ موقعہ نہیں۔ یہاں صرف اس شخص کا مذکور ہے۔ جو جان
بوجھ کر خدا پر جھوٹ بولے۔ پس آپ اس اصل کو ملحوظ
خاطر رکھ کر تاریخ کی ورق گردانی کیجئے۔ کسی کذاب کو آپ
ہلاکت سے محفوظ نہ پائینگے ٭

میں ضروری نہیں خیال کرتا کہ آپ کو بھولے ہوئے
قصے اور پرانی کہانیاں سناؤں۔ بلکہ میں اسی زمانہ کا ایک
واقعہ پیش کرتا ہوں۔ جسکے دیکھنے والے ایک دو نہیں
لاکھوں انسان اسی سرزمین ہند میں موجود ہیں ٭

پنڈت لیکھرام کے واقعہ ہلاکت کو اس لحاظ سے تو
بہت لوگ جانتے ہیں۔ کہ جب پنڈت مذکور بدزبانی اور
درشت کلامی اور سب وشتم سے کام لیتے ہوئے جری
مسیح موعود کے مقابلہ پر آیا۔ اور خدا کے وعدہ کے مطابق
چھ سال مدت میں اپنے کئے کو پہونچ گیا۔ لیکن میرا خیال
ہے کہ اس لحاظ سے بہت کم لوگ واقف ہونگے۔ کہ پنڈت
مذکور نے حضرت اقدس مسیح موعود کے مقابلہ میں ملہم من اللہ
ہونے کا بھی دعوے کیا تھا۔ اور اپنے الہامات کو بھی
شائع کیا تھا۔ جو آج تک اسکے کلیات میں مطبوعہ موجود ہیں
چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے :-

اس احقر (لیکھرام) کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی اوتعالیٰ کی بارگاہ میں دخل روحانی ہوتا ہے۔ کسی وقت کسی مقرب یا خود اوتعالیٰ سے آپ (مرزا صاحب) کا ذکر نہیں سُنا۔ آج مبارک دن پھاگن سدی اکادشی ۱۹۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہو کر یہ گنہ ہوا۔ آپکی نسبت تصدیق کلام کے لئے بارگاہ باری تعالیٰ میں جو عرض کرنا چاہا۔ تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گذرا تھا کہ اوتعالیٰ نے نہایت جلال سے فرمایا کہ وہ شخص تو روز ازل میں مکار و غدار و مفتری پیدا کیا گیا ہے۔ اور زمانہ آیندہ میں ایک دو شخص ایسے ہی اور بھی پیدا ہو گئے۔ میں نے عرض کیا۔ یا خدایا۔ ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا۔ جو بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے۔ فرمایا کہ ابھی اسکے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے تین سال میں سزا دی جائے گی۔ میں نے عرض کی کہ وہ پچھلے جنم میں کون تھا۔ فرمایا گہنی لومڑی تھی۔ جو مکر و فریب سے جنگل کے جانوروں کو کھایا کرتی تھی۔ وہی مکر و فریب اس کی ذات میں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو لوح محفوظ دکھلائی۔ جسمیں سب مکاروں سے اول نام نامی درج تھا۔ میں نے عرض کیا کہ خداوندا اُس نے یہ اشتہار جاری کیا تھا کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں۔ فرمایا محض جھوٹ ہے۔ ہم نے کوئی الہام یا پیشگوئی اس کو نہیں بتلائی۔ جو باتیں وہ لکھتا ہے یا لکھیگا۔ اسکے برعکس ہو گا تو جا اور بذریعہ اشتہار اس جھوٹ کو مشتہر کر تاکہ بہیرے بدہ شانت پاویں۔

(کلیات ۴۴۴)

قطع نظر اسبات کے کہ پنڈت لیکھرام کا یہ دعوے اس کے اصول مذہب کے بھی خلاف تھا۔ اس نے اقراراً دعوے کیا۔ اور بتلایا کہ مرزا صاحب تین سال میں ہلاک ہو نگے لیکن حضرت مرزا صاحب بفضلہ تعالےٰ ... اسکے بعد بھی تین سال تک زندہ رہے

نیز اس نے کہا کہ مرزا صاحب جو کچھ کہینگے۔ نہایت اس کے خلاف ہوگا۔ خدا نے اس میں بھی نہایت اس کو جھوٹا ہی ثابت کیا۔ وغیرہ وغیرہ

چونکہ اس نے خدا پر افترا باندھا اور اپنے آپ کو جھوٹ موٹ کا ملہم ثابت کرنا چاہا۔ خدا نے اپنے قانون کے مطابق اس کو پکڑا۔ اور ہلاک کر ڈالا۔ حضرت مسیح موعود نے جب لیکھرام کے متعلق پیشگوئی شائع فرمائی۔ تو یہ بھی لکھا تھا کہ اب آریہ صاحبان اپنے اس وکیل سے اس عذاب کو ٹال دیں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ پنڈت تو خود سے خدا پر افترا باندھا۔ اور جھوٹا دعوے ملہم من اللہ ہونے کا کیا۔ مگر خدا نے نہ چاہا کہ جھوٹ اور سچ کا امتیاز اُٹھ جائے۔ اس لئے اس نے زبردست طریق پر پکڑا۔ اور اس کو ہلاک کرنے کے لیے قانون کی شہادت دی۔ اور جھوٹ کا کھوج مٹا دیا۔

اب ایک طرف آپ قرآن کریم کی پیش کردہ آیت رکھئے۔ کہ خدا پر جھوٹ بولنے والے لوگ ہلاک کئے جاتے ہیں۔ دوسری طرف پنڈت لیکھرام کے جھوٹے دعوے کو رکھئے۔ پھر اس انجام کو دیکھئے۔ جو پنڈت لیکھرام کا اس جھوٹ کے بعد ہوا۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ خدا پر جھوٹ بولنے والا خدا تعالیٰ کی قہاری گرفت سے کبھی بچ نہیں سکتا۔

تمت الحمد فہو المراد

ایک رویاء

ایک مجمع کو کہتا ہوں کہ آؤ میں تمہیں عشق الٰہی کا مسئلہ سناؤں اسکے بعد میری زبان پر یہ تین شعر جاری ہوئے۔

خبرم رسید امشب کہ نگار خواہی آمد
سر من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد
ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف
سر من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد
کشتہ کہ عشق دارد نہ گذارد ت بدینساں
بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد

اسکے بعد میں نے ایک شخص حضرت ... کو دیکھا اور بیدار ہو گیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۵ - ستمبر ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۵

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیر و عافیت ... حضور نے اس ہفتہ ۲۷ اگست بعد از نماز عصر ... تقریر فرمائی۔ جسمیں مرکزی جماعت کو اس کے ... اور اتحاد عمل اور ذرائع ترقی و استحکام ... متوجہ کیا۔ اور مناسب ہدایات دیں۔ ... ست کے خطبہ جمعہ میں استقامت اور دوام عمل ... کی۔ اور فرمایا کہ یکساں جوش کے ساتھ کام ... جاؤ۔ اور اس روز شام کے بعد ایک صحبت ... یہ ارادہ بھی ظاہر فرمایا کہ آپ ایک تالیف کرنے ... ہیں۔ ۲ - مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر ... رخصت لی ہے۔ ان کی بجائے چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے ... [illegible]

ایک وبا پڑیگی (الہام - ۱۰ر نومبر)

حضرت اقدس کی پیشگوئی پوری ہو رہی،

سول اینڈ ملٹری گزٹ صوبہ پنجاب کا مشہور و معروف اخبار راوی ہے کہ اس لڑائی میں ایک خاص قسم کی بیماری فوج میں پھیل ہوئی ہے۔ جسکو صدقی بخار یا پولینڈ کا بخار وغیرہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور جو تمام یورپی محاذات میں رونما ہے۔ اکثر خیال کیا گیا ہے۔ کہ یہ بالکل نئی قسم کا مرض ہے۔ مگر اغلب ہے۔ کہ یہ پسینہ لانے والی بیماری ہے۔ جو پندرہویں اور سولہویں صدیوں میں یورپ میں وبا کے طور پر پھیلی ہوئی تھی۔ اور جو جرمنوں کا ... ہے

کہ شمال مغربی فرانس میں اسکی صورت میں نمودار ہوئی ہے یہ مرض سخت قسم کے انفلوئنزا سے مشابہت رکھتی ہے۔ سر درد ہوتا ہے۔ حرارت بڑھ جاتی ہے۔ پسینہ آتا ہے۔ عام اعصاب میں درد ہوتی ہے۔ بدن ٹوٹتا ہے اور ٹانگوں میں سخت قسم کا درد ہوتا ہے۔ یہ بیماری ناگہاں طاری ہو جاتی ہے۔ مرض کی دو قسمیں بتائی جاتی ہیں۔ ایک قسم کی بیماری تو صرف چند دنوں تک رہتی ہے اسی سبب سے اہل جرمن اسکو ۵ دن کا بخار کہتے ہیں۔ دوسری قسم کی بیماری ہے جو ۶ ہفتوں تک رہتی ہے۔ یہ بیماری پہلے تو سرعت کے ساتھ شروع ہوتی ہے مگر دوسرے تیسرے ہفتہ کے بعد اس کا زور جاتا رہتا ہے۔ ... کامل علاج تا حال ... تجویز نہیں ہوا ہے۔

گورنمنٹ برطانیہ کے لئے

دعائیہ جلسہ

مندرجہ ذیل نظم یوم الدعا کے جلسہ میں ہمارے احمدی بھائی میاں منظور احمد صاحب ملازم ہسپتال ساہیوال ضلع شاہپور نے پڑھی :

عرض کرتا ہوں مجھ اے مجمع ارباب ہنر
آپ آئے یہاں کیوں آج اکٹھے ہوکر

آؤ بتلاؤں کہ بلوایا گیا آپ کو کیوں
اسلئے تاکہ دعائیں ہوں بے فتح و ظفر

گو کہ شاعر ہوں مقصود نہیں یہ ہرگز
تا کہ دکھلاؤں کیا طبع رسا کے جوہر

جو بندہ کچھ ادس خوش محبت کا نتیجہ سمجھیں
کیجے کچھ مخدوم سے خادم کو جو ہو دے اکر

یہ حقیقت ہے نہیں صرف زبانی دعوے
میں اٹھاتا ہوں حلف کیجئے اس کو باور

مدعا جو ہے میرا غور سے اس کو سن لیں
آپ جائیں نہیں اس نظم کی رنگینی پر

آج سے تیرہ برس پہلے میرے مہدی نے
آپ لوگوں کو جو اس جنگ کی دیدی تھی خبر

اور فرمایا اسے اپنی سچائی کی دلیل
آج بتلاؤ رہی کیا نہ وہ پوری ہوکر

چار سالوں سے اسے دیکھ رہے ہیں سارے
جسکو دنیا کبھی بھولیگی نہیں تا محشر

وقت ہے دل میں ذرا سوچنے والے موصیں
کیا یہ باتیں یونہی کر سکتا ہے ہر ایک بشر

ایسی باتیں ہزاروں ہیں ہوئیں جو پوری
[illegible] کا [illegible] تو ہے دنیا بھر

پھر [illegible] یہ کیا ہے کہ زمانہ دشمن
[illegible] احسان فراموشی ارباب ہنر

[illegible]

دیکھ او طبع رسا وقت دعا ہے اب تو
اپنے آپے سے ہوئی جاتی ہے تو کیوں باہر

آداب مانگیں دعا شاہ معظم کے لئے
وہ خداوند خزائن ۔۔۔ والا گوہر

شاہ انگلینڈ و علی آمائے سر معبوضات
جسکے قبضے میں ہے ہر چار طرف بحر و بر

جسکے دوران عمل میں نہیں چھپتا سورج
جسکے اقبال کا منظر ہے عدیم النظر

جسکی طاقت کو پہنچتی نہیں کوئی طاقت
جسکی ہر سے نے بنا دی ہے دل جرمن پر

دیکھنا سٹ ہی تو جائیگا نشان جرمن
فتح ہوگی میرے آقا کی بحکم داور

ہے دعا بس یہی منظور کی میرے آقا
تیری امداد کرے میرا خدائے اکبر

ساری دنیا قلم ہی ۔۔ کے تلے آجائے
ہر جگہ سکہ رواں اس کا رہے تا محشر

کیوں نہ ہر شخص کے منہ سے یہ دعائیں نکلیں
اک تو ہر فرد رعایا کا ہے فرض اکبر

دوسرا ہیں تیرے ہر قوم پہ لطف و احسان
کھائے ہر مذہب و ملت تیری بخشش کے ثمر

ہر طرح تیری حکومت میں ملی آزادی
کوئی تیرا نہ ہوا اور نہ ہوگا ہمسر

اک نظر سے ہے ہر اک فرد کو دیکھا جاتا
ہندو و مسلم دیکھ ہو کہ کوئی ہو دیگر

تو تو ہر صفت سے موصوف ہے شاہ ذیجاہ
منبع جود و سخا ۔ کان وفا ۔ دانشور

آج ہوتے تو غلامی میں تیری آجاتے
کارخ کیخسرو دارا و فریدوں یکسر

کیوں نہ مدحت کے ترانے تیرے ہر اک گائے
تیرا احسان وہ ہر اک پہ کہ دشمن ششدر

تیرے الطاف نے تسخیر کیا ہر دل کو
جو مسلے قتل کیا ہے وہ ہی ہے زباں کے اوپر

[illegible] سے زیادہ شاید

احمدی خشک خوشامد نہیں کہتے

میری تو دل سے دعا ہے کہ بحکم مولا
پانچواں سال یہ آیا ہو بشارت لیکر

فتح و نصرت جہاں جائے تیرا لشکر
تو سلامت رہے اور دشمن کے جگر

ہائے افسوس کہ اب وقت بہت تھوڑا ہے
ورنہ تھی اپنی طبیعت تو ابھی زوروں پر

کوئی لحظہ تو ابھی دور میں ساغر
آج قسمت سے جو بیٹھے تھے یہاں

پھر نہ یہ موقعہ نہ آپ ہونگے نہ بندہ ہوگا
کون اس طرح سنائیگا قصیدہ فر فر

میرے افسر کی عنایت ہے یہ فرمائش
رکھ دیئے آپ کے آگے یہ پرو کر

ہاں دعا کرتے رہیں آپ وہ موقعہ آئے
جلد میں فتح کا مژدہ بھی سناؤں آکر

دیکھنا پھر میرا اسوقت خوشی کا
کیسے کیسے مثل دکھاتی ہے طبیعت

ہاں ابھی خامۂ منظور خموشی بہتر
راکھ ہو جائے نہ حاسد بھی کہیں جل بھن کر

کہدے اک اب دم رخصت بھی
قیصر ہند کو اس معرکہ میں ہو جلد

ایسا فتح کے دن جلد دکھا دی ہم کو
شاد ہو جائے رعایا و رعایا پرور

اخبار مشیر دکن لکھتا ہے کہ مولوی عبد الحلیم شرر
کے کام کیلئے حیدرآباد بلائے گئے تھے ۔
وطن کو واپس جانے کا حکم دیا ہے وجہ نامعلوم
کو بھی واپس جانے کا حکم ملا ہے ۔ اور وہ اپنے
چکا ہے ۔

گورنمنٹ ہند نے اعلان کیا ہے کہ بمبئی
بننے شروع ہو گئے ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۵ ستمبر ۱۹۱۸ء

مذہب کا تعلق انسانی زندگی سے

کیا اسلام انسانی زندگی میں اعلیٰ تبدیلی نہیں کرتا؟ ضرور کرتا ہے

ہندؤں میں ایک فرقہ ہے۔ جسکے بانی پنڈت ستیا نند اگنی ہوتری جی ہیں۔ جو اب "دیو گورو بھگوان" کہلاتے ہیں۔ اس فرقہ کے لوگ خدائے تعالیٰ کے منکر ہیں۔ اور ایما یہ جنبہ "دیو گورو بھگوان" کو سمجھتے ہیں۔ ان کا ایک میگزین ہے۔ جیون تت لاہور سے نکلتا ہے۔ اس میں پنڈت کانشی نارائن اگنی ہوتری جی نے ایک مضمون لکھا ہے۔ جسکے مندرجہ ذیل فقرات پر میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں:۔

"جیسے مختلف مذہبوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے مگر مجھے ایک بھی ایسا ہادی معلوم نہیں کہ جس نے دھرم کا تعلق انسانی وجود کے ساتھ یا انسانی زندگی کے ساتھ بتایا ہو [illegible]

[illegible]

× × × تمہیں ایک بھی مذہب ایسا دکھائی نہ دیگا۔ کہ جو یہ تعلیم دیتا ہو۔ کہ مذہب یا دھرم کا تعلق انسانی زندگی میں اعلیٰ تبدیلی سے ہے۔ اور اسلئے تمہاری زندگی میں سچے دھرم کی موجودگی کا ثبوت ملنا چاہیئے۔" (جیون تت - ۱۵ اگست ۱۸ء)

میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ پنڈت کانشی نارائن صاحب نے اسلام کی کتاب قرآن مجید کا یا تو مطالعہ ہی نہیں کیا۔ یا مطالعہ کیا ہے۔ تو اس نیت سے نہیں کیا۔ کہ حقیقت حال سے آگاہی ہو۔ ورنہ ان پر یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا۔ کہ اسلام کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ انسانی زندگی میں اعلیٰ سے اعلیٰ تبدیلی پیدا کرے۔ اور اس کے پیرو اپنی اپنی زندگیوں میں سچے مذہب کی موجودگی کا ثبوت دیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (الفتح ع ۴ - ۲۶)

محمد رسول اللہ ہیں۔ اور آپ کا ساتھ دینے والوں (پیروں) کا یہ حال ہے کہ وہ صداقت کے منکروں کی برائیوں سے اثر پذیر نہیں ہوتے۔ بلکہ صداقت پر مضبوط رہنے والے آپس میں ایک دوسرے کی سنگت رکھتے ہوئے نیک اخلاق و پاکیزہ زندگی کے اطوار جذب کرنے والے ہیں۔ تو ان کو دیکھیگا کہ وہ شیوہ فرمانبرداری رکھنے والے ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل اور رضامندی کی راہیں طلب کرتے رہتے ہیں۔ اور اس پاک رنگی اور اعلیٰ تبدیلی کا اثر ان کے بشروں سے عیاں ہے۔ پس جب اسلام کے پیروں کا نشان ہی یہ ہے کہ وہ نہایت پاکیزہ اخلاق و اعمال رکھتے ہوں۔ تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام میں مذہب کا تعلق انسانی زندگی میں اعلیٰ تبدیلی سے نہیں۔ ہمارے نزدیک تو رسول اللہ کی صداقت کا نشان ہی یہی ہے کہ آپ نے جس ملک میں اور جس قوم میں صداقت کا جھنڈا بلند کیا۔ انہیں وحشی سے انسان اور بااخلاق انسان بنا دیا۔ تاریخ عالم اس پر گواہ ہے۔ کہ وہ جو ہر ایک بدی اور گھنونے کام میں مبتلا تھے۔ اور نہایت ناپاک زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر نیکی اور نیک کام میں سبقت لے جانے والے ہوگئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی زندگیوں میں ایسی اعلیٰ تبدیلی دکھائی۔ کہ جب سے دنیا ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان تبدیلی کی کوئی نظیر نہیں دکھائی جا سکتی۔ خدا و رسول پر ایمان اور نماز روزہ کے احکام پر آپ کو اعتراض ہے۔ اور ان کا تعلق آپ انسانی زندگی کی بہبودی سے نہیں سمجھتے۔ میرے نزدیک یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ جسکی وجہ سے آپ کو یہ کہنے کا حوصلہ ہوا کہ سوائے ہمارے دھرم کے اور کسی نے مذہب کا تعلق انسانی زندگی سے نہیں بتایا۔ کیونکہ اللہ۔ ملائکہ۔ کتب۔ رسل۔ قدر خیر و شر۔ الیوم الآخر۔ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر یہی وہ سات اصول ہیں۔ جن کو تسلیم کر کے انسان اپنی زندگی میں اعلیٰ اور پائیدار و مستقل تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔ ہر نیکی کا سرچشمہ خدا ہے۔ جب تک اس قدوس کی ہستی۔ اسکے رب العالمین۔ الرحمٰن۔ الرحیم مالک یوم الدین ہونے پر ایمان نہیں ہوگا۔ انسان کبھی کوئی حقیقی نیک کام کر ہی نہیں سکتا۔ اس جگہ تشریح کا موقعہ نہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ کم از کم اسلام کی فلاسفی یعنے وہ لیکچر جو سیدنا مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ نے جلسہ مذاہب اعظم میں سنایا۔ پڑھیں تا آپ کو معلوم ہو کہ نیکی نیکی ہی نہیں۔ جب تک اسپر الٰہی مہر نہ ہو۔ کیونکہ جب ہزارہا سال میں انسان اپنے منافع و مضار کا احاطہ نہیں کر سکا۔ اور بار بار اپنی ناتجربہ کاری و کمئی علم سے ٹھوکریں کھاتا ہے۔ تو یہ امر کیونکر اسپر کھل سکتا ہے۔ کہ یہ جو کام میں کرنے لگا ہوں وہ میرے لئے مفید ہے یا مضر۔ مثلاً ایک سے زیادہ بیوی کرنے کا مسئلہ ہے۔ آپ اسے یورپ کے بعض لوگوں کی تقلید میں بُرا سمجھتے ہیں لیکن واقعات اب بتا رہے ہیں کہ خاص حالات میں ایک سے زیادہ بیوی کی اجازت نہایت [illegible] اسی طرح پر ہزاروں اسلامی مسئلے ہیں [illegible]

[illegible] بیہودہ سمجھا گیا ۔ لیکن آخر زمانے نے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ انہیں اچھا سمجھیں ۔ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے [illegible] کی حمایت میں تلوار اٹھانے کو ایک درندگی کا فعل سمجھا جاتا تھا ۔ اور اس کا نام جہاد رکھ کر اسلام کو متہم کیا جاتا ۔ لیکن اب مہذب قوموں کا بہت بڑا حصہ عملی طور سے ثابت کر رہا ہے ۔ کہ حقیقی امن و امان کے قیام کے لئے جنگ بھی ایک نہایت ضروری چیز ہے ۔ اور اسکے بغیر چارہ نہیں ۔ اسلام نے بھی اپنی جنگوں کی غرض یہی بتائی ۔ کہ حتی لا تکون فتنة و یکون الدین للہ (یعنی فتنہ نہ رہے ۔ اور دین اللہ کے لئے ہو جائے یعنی ہر ایک شخص اپنے اپنے مذہبی خیالات پر آزادی سے چل سکے) اسی طرح طلاق کا مسئلہ ہے ۔ گورنمنٹ مجبور ہے کہ اقوام عالم کو آخر ان کی صداقت اور خوبی تسلیم کرنی پڑی اور پڑے گی ۔ پس جو حقیقی نیکی پر عامل ہونا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ خدا پر ایمان لائے ۔ تاکہ اسکے ہر وقت حاضر و ناظر ہونے کا اعتقاد اسے برائیوں سے بچائے اور ان بدیوں کو مضر اور نیکیوں کو مفید سمجھے ۔ جو حقیقت میں ایسی ہیں نہ کہ اپنے کمزور خیالات کی بنا پر ۔ جنہیں زمانے کا زبردست ہاتھ آئے دن تبدیلی پیدا کرتا رہتا ہے ۔ ملائکہ کے ایمان کی فلاسفی بھی یہی ہے ۔ کہ وہ نیک تحریک جو انسان کے اندر سے یکدم پیدا ہوتی ہے اس پر فوراً عامل ہو ۔ اور خدا کی رضامندی دنیا پر ظاہر ہونے کے وسائط جو ہیں ۔ ان سے فائدہ اٹھائے وہ لوگ جن کے ذریعہ یہ اعلیٰ تبدیلی کے اصول معلوم ہوسکتے ہیں ۔ رسول کہلاتے ہیں ۔ اور جو کلام ان پر خالق السموات والارض سے نازل ہوتا ہے ۔ کتاب کہلاتا ہے ۔ پس ان کا ماننا بھی ضروری ہے ۔ کیونکہ جب [illegible] کہنے والے کی عظمت اور صداقت کا یقین [illegible] آپ کو نہ ہو تب تک اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتے ۔ رسول پر ایمان لانے کے یہی معنے ہیں ۔ مطلق ایمان [illegible] کسی کو نجات نہیں مل سکتا ۔ جب تک اسکے ساتھ [illegible] اور [illegible] کوئی [illegible] نہیں ۔ جس کا [illegible] [illegible]

ایمان سے یہ مطلب ہے ۔ کہ انسان ان کی صداقت کا قائل ہو ۔ اور اپنی بہتری کے لئے اس ہدایت نامہ کا عامل ہو ۔ اسی طرح قدر خیر و شر پر ایمان یہ معنے رکھتا ہے کہ انسان کے دل میں یہ گہرا نقش ہو کہ نیکی کا نتیجہ اچھا اور بدی کا انجام برا ہوتا ہے ۔ یہی یقین ہے ۔ جو پاکیزہ زندگی کی روح رواں ہے ۔ پھر اس بات کا یقین بھی ضروری ہے کہ یہی محدود زندگی نہیں ۔ بلکہ روح ابد تک زندہ ہے اور روح بغیر جسم کے نہیں رہتی ۔ اس دنیا میں جسد عنصری ہے ۔ تو دوسری دنیا میں اعمال کے مطابق نورانی یا غیر نورانی جسم ہوتا ہے ۔ وہاں انسان اپنے اعمال کا کھلا کھلا نتیجہ بھگتنے کے لئے جائے گا ۔

پس یہ سات اصول جنہیں آپ بیفائدہ سمجھ رہے ہیں ۔ یہی تو اعلیٰ تبدیلی پیدا کرنے والے ہیں ۔ پھر پانچ ارکان اسلام کی غرض و غایت بھی یہی ہے ۔ کہ انسان اپنی زندگی کو مکمل کرسکے ۔ دیکھئے نماز ہے ۔ تو اس کا نتیجہ بتایا کہ اقم الصلوٰة ۔ ان الصلوٰة تنهیٰ عن الفحشاء والمنکر ۔ یعنے نماز بے حیائی کی باتوں اور ناپسند کاموں سے روکتی ہے ۔ روزہ ہے تو اس کا فائدہ بھی بتایا کہ لعلکم تتقون ۔ تاکہ تم متقی بنجاؤ ۔ متقی ما کیا ہے ۔ تمام بری باتوں بری خواہشوں برے کاموں کو ترک کرنا اور نیک باتوں نیک جذبات نیک کاموں کو اختیار کرنا ۔ پھر زکوٰة کا جو فائدہ ہے ۔ وہ اسکے مصارف سے ظاہر ہے کہ قوم میں جو مساکین و فقرا ہیں ۔ ان کی حاجت روائی کو فنڈ ہے ۔ حج کے بھی ایسے ہی فوائد بتائے جن کا اثر براہ راست انسانی زندگی پر پڑتا ہے ۔ الغرض شریعت اسلام کا جو بھی حکم ہے ۔ وہ محض انسانی زندگی میں اعلیٰ تبدیلی پیدا کرنے کے لئے ہے اسکی تفصیل کے لئے تو ایک کتاب چاہیئے ۔ یہاں مختصر طور پر لکھا گیا ۔ بشرط ضرورت پھر کسی دوسرے رسالے میں اور بھی لکھا جائیگا ۔

(الحکم)

دشمن معاند کی تباہی

اللہ اکبر اخربت خیبر ۔ قادیان وہ مقام ہے ۔ جہاں مرکز سلسلہ احمدیہ اور اس کے برگزیدہ خلیفہ سے ٹھیک ایسا ہی عناد رکھنے والا شخص رہتا ہے ۔ جیسا یزید کو امام حسین رضی اللہ عنہ سے تھا ۔ پاکبازوں پر لعنتیں بھیجنے والے بدقسمت انسان کی شامت جو آئی ۔ تو یہ بڑا بول بولا ۔ کہ چھ سال میں موجودہ خلافت تباہ ہو جائیگی ۔ خدا کی غیرت نے اپنا کام کیا ۔ اور ابھی چھ ہفتہ بھی گذرنے نہ پائے کہ اس ناحق کوش کی پیاری بیوی فوت ہوگئی ۔ اور یوں وہ جو دوسروں کی تباہی کے خواب دیکھتا تھا خود ہی تباہ ہو گیا ۔ وہ کسی مقدس کی خانہ ویرانی کا منتظر تھا ۔ خدائے مقتدر نے خود اسی کا خانہ ویران کر دیا ۔ اور اسے اسقدر رنج پہونچا کہ خدا دشمن سے دشمن کو بھی نہ دکھلائے ۔ یہ سزا ایک نیک دل کے لئے کافی تھی ۔ مگر اس بدبخت کو دیکھئے ۔ جب اسے اسکی غلطی پر متنبہ کیا گیا تاکہ وہ توبہ کرے ۔ اور پاکوں کے منہ آنے سے رہ جائے ۔ تو وہ اور بھی شوخی و شرارت میں بڑھا اور اسنے اپنے دو بیٹوں کو پیش کیا ۔ جب اسے متنبہ کر دیا گیا ۔ کہ او ناعاقبت اندیش کیوں ابتر ہونا چاہتا ہے ۔ اپنی حالت پر رحم کر ۔ ایک ثانی مسیح موعود کی خاطر خویش و اقارب اور اپنے پیارے وطن چھوڑ دینے والوں کو یزیدی کہا ۔ اور وہ مقام جو ارض حرم ہے اور جسمیں ہر قسم کی برکت رکھی گئی ہے اسے دمشق سے تشبیہ دی اور موجودہ خلیفہ پر الزام لگایا کہ وہ حکومت جسمانی چاہتا ہے اور اسکے لئے جوڑ توڑ کرتا رہتا ہے ۔ تب خدا کی غیرت جوش میں آئی ۔ اور اس قادر توانا نے جو اپنے بندوں کے لئے بہت غیور ہے ۔ چھ سال کے اندر ہی اسکے عزیز بیٹے کی جان بھی قبض کی ۔ اب دیکھئے معاند سلسلہ شوخی و شرارت و ایذارسانی سب و لعن سے باز آتا ہے یا ابھی خدا کی قدرت کا کوئی ہاتھ دیکھنا چاہتا ہے ۔ سوائے والو ! دیکھو تمہارے لئے نشان ظاہر ہوا ۔ افسوس تم پر اگر اب بھی تم حق و باطل میں امتیاز نہ کرسکے محمد یمین سے کوئی تعارض نہیں ۔ وہ مسیح موعود میں ہو کر ہمارا بھائی تھا ۔ ہماری خواہش ہے کہ وہ یہ گندہ دہانی اور بدزبانی چھوڑ دے اگر مسئلہ خلافت و نبوت اسکی سمجھ میں نہیں آتا تو وہ طالبانہ [illegible]

چار سے زیادہ بیویاں جائز نہیں

از جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل بقاپوری

ناکحین کے چار مرتبے

اسلام کا ہر امر ایسا حد اعتدال پر واقع ہوا ہے کہ قوائے انسانی کو ہر امر میں محفوظ رکھ کر انسان پر اتنا بوجھ رکھتا ہے۔ جتنا کہ وہ اٹھا سکے۔ اور یہ ایسا بدیہی امتیازی نشان اسلام کا ہے۔ جو غیر مذاہب اس سے عاری ہیں مثلاً نکاح کا معاملہ ہی دیکھو۔ کہ اگر بعض مذاہب نے رہبانیت یعنے تجرد کو پسند کر کے حیوانوں کی طرح جنگلوں میں زندگی بسر کرنا عبادت قرار دیا ہے۔ تو دوسری طرف بعض نے اسقدر تعدد ازدواج پر زور دیا۔ کہ اسکی کوئی تعداد ہی نہ رکھی۔ مگر اسلام نے اس امر میں بھی انسانی قویٰ کو محفوظ رکھ کر چار قسمیں ناکحین کی مقرر کر دیں۔ اور حکم دیا کہ جو مسلم وسعت نکاح رکھتا ہے۔ وہ ان چار قسموں میں سے ایک کو اختیار کرلے۔ اور یہ حکم عین مطابق فطرت انسانی ہے مثلاً ایک قسم کے وہ انسان ہیں۔ کہ جنہیں عدل و انصاف کی طاقت ہی نہیں۔ ان کے لئے تو ایک ہی بیوی کا حکم دیا۔ اور وہ لوگ جنہیں ادنےٰ درجہ کی طاقت ہے۔ ان کے لئے دو کا حکم ہے۔ اور جنہیں اوسط درجہ کی طاقت ہے۔ ان کو تین کی اجازت ہے۔ اور جنہیں یہ طاقت اعلیٰ درجہ پر واقع ہوئی ہے۔ ان کے لئے چار عورتوں تک اجازت فرما دی۔ ہاں چونکہ انبیاء علیہم السلام علاوہ ہر ایک طاقت میں بوجہ اتم درجہ پر واقع ہونے کے ایک معلم اور نمونہ ہوتے ہیں۔ اور عورتوں کے مخصوص مسائل بھی عورتوں سے ہی بوجہ احسن حل ہو سکتے ہیں۔ اسواسطے ان کی ذات کو عام لوگوں پر قیاس کرنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اس طرح درجہ اناث باوجود ناقصات العقل ہونے کے حق تعلیم کا مورد ہو گا۔ اور اس درجہ کو بوجہ اتم دین نہیں پہنچیگا۔ اسواسطے ان کے لئے کوئی تعداد مقرر نہیں کی گئی۔ بلکہ اپنی دینی ضرورت کے مطابق جتنی ضروری سمجھیں۔ نکاح میں لا سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام وغیرہ کی بیویاں اپنے اپنے وقت کے لوگوں سے زیادہ تھیں ؞

الغرض باب رہ میں عام مومنین کے لئے جو حکم شریعت مصطفویہ میں چار تک کا آیا ہے۔ وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :۔

آیت نکاح | قولہ تعالےٰ۔ فان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلاث و رباع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ (النساء رکوع ۱)

ترجمہ۔ اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہے کہ ہم یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکینگے۔ تو پھر اور عورتوں میں سے تمہیں پسند آئیں۔ ان سے نکاح کرلو۔ دو۔ دو۔ تین تین چار چار۔ پھر اگر تم کو ڈر ہو کہ ہم زیادہ بیویوں میں انصاف نہ کر سکیں گے۔ تو پھر ایک ہی پر بس کرو

تفسیر بیضاوی نے کیا معنے کئے

اس آیت کی تشریح کے لئے ہم ذیل میں تفسیر بیضاوی کی عبارت نقل کرتے ہیں :۔ مثنےٰ و ثلاث و رباع معدولۃ عن اعداد مکررۃ ثنتین ثنتین و ثلث ثلث واربع اربع ومعناها الاذن لکل ناکح یرید الجمع ان ینکح ماشاء من العدد المذکور متفقین فیہ ومختلفین ولو افردت کان المعنیٰ تجویز الجمع بین ھذہ الاعداد دون التوزیع ولو ذکرت باو لذھب تجویز الاختلاف فی العدد (بیضاوی)

ترجمہ۔ لفظ مثنےٰ اور ثلاث و رباع اعداد مکررہ سے جو ثنتین ثنتین و ثلث ثلث اور اربع اربع ہیں بدلکر مثنےٰ و ثلاث و رباع بنا لیا گیا ہے۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ دو دو اور تین تین اور چار چار نکاح کرلو۔ اور ہر ایک ناکح کے لئے جو تعدد ازدواج کا خواہاں ہو۔ اجازت ہے۔ کہ ان تین قسموں میں سے جو تعداد اپنے لئے مناسب حال سمجھے۔ نکاح میں جمع کرلے۔ خواہ سارے مسلمان متفق ہو کر ایک ہی تعداد پر اتفاق کریں۔ یا مختلف طور پر کوئی دو بیویاں کرے کوئی تین کوئی چار یعنے اس طرح ان کا آپس میں اختلاف فی العدد بھی جائز ہے اور اگر مثنےٰ و ثلاث و رباع جو تکرار لفظی پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ نہ لاتے۔ بلکہ لفظ ثنتین اور ثلاثہ و اربعہ بیان کرتے۔ تو اسوقت یہ شبہ بھی ہو سکتا تھا کہ شاید اس کا یہ مطلب ہو کہ ہر مسلم نو بیویاں ہی کرے۔ تو پھر ناکحین کی تین قسموں کا مفہوم یقینی نہ رہتا ؞

ابن جریر کی تفسیر الحدیث

ابن جریر اس آیت کی مسلسلاً یوں تفسیر لکھتا ہے :۔ عن عکرمۃ فی قولہ تعالیٰ وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلاث و رباع قال کان الرجل یتزوج الاربع والخمس والستۃ والعشر فیقول الرجل ما یمنعنی ان اتزوج کما تزوج فلان فیاخذ مال یتیمہ فیتزوج بہ فنھوا ان یتزوجوا فوق الاربع وعن السدی فی ھذہ الاٰیۃ فانکحوا واحدا الی الاربع وعن قتادۃ کان الرجل فی الجاھلیۃ یتزوج العشرۃ فما دون ذلک فاحل اللہ جل ثناؤہ اربعا وعن الربیع فی ھذہ الاٰیۃ کان الرجل یتزوج العشرۃ فی الجاھلیۃ فما دون ذلک احل اللہ اربعا وصیرھم الی الاربع ۔

ترجمہ ۱۔ حضرت عکرمہ رض مثنےٰ و ثلاث و رباع کی یوں تفسیر فرماتے ہیں کہ جاہلیت میں جب ایک آدمی چار پانچ چھ بلکہ دس تک عورتوں سے نکاح کر لیتا۔ اور اسی طرح دوسرا آدمی بھی کہنے لگتا کہ جب فلاں آدمی نے اتنی عورتیں نکاح میں جمع کر لی ہیں۔ تو مجھے کونسی چیز روک سکتی ہے۔ میں بھی اپنی پروردہ یتیمہ سے ہی نکاح کر لیتا ہوں۔ اور فلاں شخص کی طرح دس تک عورتیں اپنے نکاح میں جمع کر لیتا ہوں۔ پس خدا تعالےٰ نے صرف چار عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا جائز رکھا۔ اور اس سے زیادہ جمع کرنا منع فرمایا۔

۲۔ حضرت سدی فرماتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم ایک سے چار تک عورتیں اپنے نکاح میں رکھ سکتے

۳۔ حضرت قتادہ رض فرماتے ہیں۔ کہ جاہلیت میں بعض لوگ دس تک عورتیں نکاح میں جمع کر لیا

اس سے کم تو خدا تعالیٰ نے اس آیت میں صرف چار تک جائز رکھا ؛

۴۔ حضرت ربیع سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے کہ چار سے زیادہ جائز نہیں

فتح الباری نے کیا معنے کئے

لغت عرب کے لحاظ سے الفاظ مثنیٰ وثلاث ورباع کی تشریح محدثین ونحویین نے یوں کی ہے۔ فتح الباری میں یوں ہے :-

الظاہر منه التخيير بين الاعداد المذكورة لا من قال جاء القوم مثنى وثلاث ورباع اراد انهم جاؤا اثنين اثنين وثلثة ثلثة واربعة اربعة ولو اريد مجموع العدد المذكور لكان قوله مثلا تسعا ارشد وابلغ كما في قوله تعالى اولى اجنحة مثنى وثلاث ورباع وهو ظاهر ان المراد منه تنويع الاعداد لا ان لكل واحد من الملئكة مجموع العدد المذكور۔

ترجمہ۔ لفظ مثنیٰ وثلاث ورباع کے یہی اور ظاہر معنے یہی معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان تین عددوں میں سے اختیار دیدیا ہے۔ کہ جسکے جو مناسب حال ہو اختیار کرے کیونکہ محاورہ عرب میں جو شخص یہ کہے کہ قوم مثنیٰ وثلاث ورباع آئی ہے۔ تو اس کہنے سے اسکی مراد ہوتی ہے کہ تمام لوگ قوم کے دو دو۔ تین تین۔ چار چار ہوکر آئے ہیں۔ اور یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے۔ اور نہ کوئی خیال کرتا ہے۔ کہ نو نو ہوکر آئے ہیں۔ اور اگر بالفرض خدا تعالیٰ کا منشاء نو کی تعداد مقصود ہوتی۔ تو اسکے لئے مثلاً لفظ تسعہ کا بڑا موزوں اور بلیغ تھا۔ اسکو بیان فرماتا۔ لہذا اس سے دو دو تین تین اور چار چار عورتیں ہی مراد ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے مثنیٰ وثلاث ورباع پروں والے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ اور مستفاد بات ہے۔ کہ یہاں سے مراد یہی ہے کہ فرشتوں کی تین قسمیں باعتبار پروں کے ہیں۔ بعض کے دو پر۔ بعض کے تین بعض کے چار۔ نہ کہ ہر ایک فرشتہ کے کم سے کم نو نو پر ہیں۔

نحویین کی سند

شرح ملا جامی میں یوں آیا ہے تلث ومثلث ان فی معناہما تکرار دون لفظہما وکذا الحال فی احاد وموحد وثنا ومثنی الی رباع ومربع بلا خلاف۔

ترجمہ۔ لفظ ثلاث ومثلث کے معنوں میں تکرار ہے یعنے تین تین کے معنے ہیں۔ اور اسی طرح لفظ احاد وموحد اور ثنا ومثنیٰ تا رباع ومربع بلا اختلاف تکرار معنوی ہے۔ یعنے مثنیٰ وثلاث ورباع کے بلا اختلاف اہل نحو کے متفق طور پر سب کے نزدیک یہی معنے ہیں کہ دو دو تین تین چار چار۔

بخاری کی شہادت

محدثین کے نزدیک بھی اس آیت (مثنیٰ وثلاث ورباع) کے یہی معنے ہیں۔ چنانچہ بخاری میں یوں آیا ہے۔ لا يتزوج (الرجل) اكثر من اربع لقوله تعالى مثنى وثلاث ورباع۔

ترجمہ۔ کسی شخص کو چار سے زائد عورتیں نکاح میں رکھنی جائز نہیں ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ دو دو اور تین تین اور چار چار تک نکاح کرو۔

احادیث صحیح سے معنوں کی تائید

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس آیت کا یہی مفہوم سمجھا۔ اور اسی آیت کے ماتحت چار سے زائد عورتیں نکاح میں جمع رکھنا اپنے اصحاب کو منع فرمایا۔

حدیث اول ۔ عن ابن عمر ان غيلان بن سلمة الثقفي اسلم وله عشر نسوة فی الجاهلية فاسلمن معه فامر النبي صلى الله عليه وسلم ان يتخير منهن اربعا رواه الترمذي وابن ماجه واحمد والشافعي والدارقطني والبيهقي وغير ذلك۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ جب غیلان ثقفی مسلمان ہوا۔ تو اس کی دس عورتیں تھیں۔ جو اسکے ساتھ ہی وہ بھی اسلام لے آئیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو حکم دیا کہ تو ان میں سے چار کو پسند کرکے رکھ لے۔ اور باقی چھ کو چھوڑ دے۔ چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کی کتابوں کے علاوہ دوسروں نے بھی اپنے اپنے سنن میں بیان کیا ہے ؛

حدیث دوم ۔ عن قيس بن الحارث قال اسلمت وكان تحتی ثمان نسوة فاتيت النبي صلعم فاخبرته فقال اختر منهن اربعا وخل سائرهن ففعلت (رواه ابن ابی شیبہ)

ترجمہ۔ قیس بن حارث کہتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میری آٹھ بیویاں تھیں۔ میں رسول اللہؐ کے پاس آیا۔ اور عرض کی کہ میری آٹھ بیویاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انمیں سے چار کو پسند کرکے رکھ لے۔ اور باقی چار کو چھوڑ دے۔ پس میں نے ایسا ہی کیا۔ (یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے اپنے سنن میں بیان کی ہے۔

حدیث سوم ۔ عن نوفل بن معاويه قال اسلمت وتحتی خمس نسوة فسالت النبیؐ فقال فارق واحدة وامسك اربعا فعمدت الى اقدمهن صحبة عندی عاقر منذ ستين سنة ففارقتها۔ (رواه مشکوٰۃ)

ترجمہ۔ نوفل بن معاویہ کہتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میرے نکاح میں پانچ بیویاں تھیں میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق پوچھا۔ تو آپنے فرمایا کہ ایک بیوی ان میں سے جدا کردے۔ اور باقی چار کو اپنے نکاح میں رہنے دے۔ میں نے ان میں سے اس بیوی کے جدا کرنے کا ارادہ کیا۔ جو سب سے پہلے میرے نکاح میں قریباً ساٹھ برس تک میرے پاس ٹھہری ہوئی تھی۔ چنانچہ میں نے اس کو جدا کردیا۔ اور صرف چار کو ہی رکھا۔ غرضیکہ اس طرح کی بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے چار عورتوں پر اپنے صحابہ کرام کا تعامل کراکر ثابت کردیا کہ چار سے زیادہ بیویاں ایک ہی وقت میں کسی مسلم کو نکاح میں جمع کرنی جائز نہیں ؛

چار بیویوں پر اجماع امت

نیز اس مسئلہ پر اجماع امت مرحومہ کا بھی ہوگیا ہے۔ چنانچہ فتح الباری میں یوں آتا ہے۔ اما حكم الترجمة فبالاجماع الا قول من لا يعتد بخلافه من رافضی

وغیرہ - ترجمہ - حکم رجع کا (یعنے امام بخاری کا یہ کہنا کہ باب لایتزوج اکثر من اربع کہ چار سے زیادہ بیویاں نکاح میں نہ رکھے) اجماعی فیصلہ ہے - جس پر تمام امت کا اتفاق ہے - ہاں رافضی خارجی لوگ جو اس کے برخلاف نو یا اٹھارہ بیویاں جائز سمجھتے ہیں - تو ان کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی غیر معتبر رافضی خارجی کا قول اس اجماعی مسئلہ کے برخلاف ہے - اور شاید اسواسطے اس کا یہ خیال ہو - کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نو ازواج مطہرات تھیں - اس کا جواب فتح الباری میں یوں لکھا ہے

وکونہ صلے اللہ علیہ وسلم جمع بین تسع نسوۃ معارض بامرہ صلے اللہ علیہ وسلم للثقفی وغیرہ فدل علے خصوصیتہ صلے اللہ علیہ وسلم بذالک -

اگر معترض یہ کہیں کہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ایک ہی وقت میں نو تھیں - تو اس کا جواب یہ ہے - کہ یہ فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کے حکم کے برخلاف ہے - جو غیلان ثقفی وغیرہ ان اصحاب کو دیا تھا - جن کی چار سے زیادہ بیویاں تھیں کہ تم چار کو اپنے نکاح میں رکھو - اور باقی کو چھوڑ دو - اور یہ متفقہ مسئلہ ہے - کہ جو فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آپ کے حکم کے برخلاف ہو وہ آپکی خصوصیات سے شمار کیا جاتا ہے - لہذا یہ نو بیویاں بھی آپ کی خصوصیات سے ہوئیں - انتہی

بالآخر رافضی کا یہ قول کہ مثنیٰ وثلاث ورباع سے نو بیویاں ثابت ہوتی ہیں - مجھے بہت ہی تعجب میں ڈالتا ہے - کہ انکی عقل کو کیا ہو گیا - معلوم ہوتا ہے - کہ یہ سزا اسبات کی ہے - جو صحابہ کرام کو عزت کی نگاہ سے وہ نہیں دیکھتے - ورنہ ادنےٰ اور معمولی عقل کا بچہ بھی اسبات کو سمجھ سکتا ہے - کہ اس آیت سے نو بیویوں کا استدلال کرنا بالکل خلاف عقل ونقل ہے - بلکہ خود ناقل کے اعتقاد کے بھی برخلاف ہے - اس طرح کہ جب واؤ جمع کے معنے سمجھے جاتے - تو یہ معنے ہوتے کہ ہر ایک مسلم یا تو نو بیویاں رکھے اور یا صرف ایک - کیونکہ دو تین چار کا مجموعہ نو کا عدد جو مراد ہوا - تو اس صورت میں نہ دو بیویاں جائز ہوئیں نہ تین چار اور نہ پانچ چھ اور نہ ہی سات آٹھ - وہذا خلاف العقل والنقل

مجھے رافضیوں کے دلائل معلوم نہیں - اور نہ یہ مضمون کسی خاص فرقہ کے برخلاف سمجھ کر لکھا گیا ہے بلکہ صرف یہی ثابت کرنا تھا کہ قرآن شریف اور سنت وتعامل صحابہ کرام اور اجماع امت مرحومہ سلف وخلف واقوال ائمہ مجتہدین محدثین ونحویین ولغت ومحاورہ عرب کو ملحوظ رکھنے سے صرف چار تک بیویاں جائز ثابت ہوتی ہیں - سو الحمد للہ ہم نے وہ بیان کر دیا ہے - اس واسطے اسی پر ختم کرتا ہوں - ہاں اگر کوئی خاکسار کو اپنے دلائل سے تحریراً مطلع کریگا تو پھر انشاء اللہ ان دلائل کا بودا پن بھی بیان کیا جاویگا -

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلے وسلم علے سید المرسلین واصحابہ وخلفائہ اجمعین ؛

مدعی سست وگواہ چست

ذیل کا مضمون جناب ملک التجار سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر کے جواب میں لکھکر فاروق میں طبع کرنے کو بھیجا ہے - کیا ایڈیٹر اہلحدیث کچھ معقولیت سے جواب دیگا - (ایڈیٹر)

اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۰ ر شوال ۱۳۳۶ ہجری مطابق ۱۹ ر جولائی ۱۹۱۸ء ہماری نظروں سے گذرا - اسکے دیکھنے سے ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے چیلنج انعامی دس ہزار کے متعلق غور وتدبر سے کام نہیں لیا گیا ہے - جس کا ہم کو بہت ہی افسوس ہے - معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے چیلنج پر سرسری نظر ڈالی ہے - جب ہی تو یہ لکھا ہے کہ حیدرآباد دکن سے ایک آواز آئی ہے جس کا مضمون ہے کہ ہم نے جو رسالہ (تائید مرزائیاں) شائع کیا ہے - اسکے جواب پر ہم دس ہزار روپیہ انعام کا چیلنج دیتے ہیں - صلا کالم ۲ سطر ۱۰

اب ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے چیلنج میں یہ کہاں لکھا ہے - کہ جو ہمارے اس رسالہ کا جواب دے اسکو دس ہزار روپیہ دینگے - اور اگر اس رسالہ میں اس طرح کی عبارت صریح کہیں ہے - تو پیش کرنا جناب پر واجب ہے - جناب والا! ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ رسالہ محولہ کے صفحات ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ کے مطابق ملک کوئی شخص بصورت انکار حضرت مرزا صاحب (صلوٰۃ اللہ وسلامہ) کسی دوسرے صادق مدعی کو پیش کریں - تو اس کو دس ہزار روپیہ پیش کئے جا سکینگے - نہ کہ جناب کو - کیونکہ ہمیں تو صرف ایسے امام زمان ومجدد وقت کی ضرورت ہے - کہ جو حسب منہاج نبوی منجانب اللہ ہدایت خلق اللہ کے لئے بفرمان خداوندی مبعوث کیا گیا ہو - جیسے کہ ہماری نظروں میں حضرت مرزا صاحب مغفور ومبرور کی ذات والا صفات ہے نہ کہ جناب کے جواب کی ضرورت

ہم امید کرتے ہیں کہ حسب شرائط صفحات ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ رسالہ مذکورہ ایسے شخص کو پبلک کے سامنے آپ پیش کر دینگے - جو زمانہ کے امام یا مجدد وقت ہونے کا مدعی ہو یا بانی زمانہ کم از کم اس کا جانشین اور قائم مقام ہو کہ جس نے حسب اعلانات مشتہرہ رسالہ زیر بحث کے اپنے آپ کو تمام دنیا کے سامنے پیش کیا ہو - اور اپنی صداقت منوادی ہو -

اب جناب وکالت کی زیادہ تکلیف گوارا نفرماویں بلکہ اس مدعی کو پیش کر دیں تاکہ مدعی سست وگواہ چست کا نقشہ نہ ہو ؛

رہا روپیہ کا معاملہ تو اس کا بھی ہم نے اپنے چیلنج میں بخوبی فیصلہ کر دیا ہے - ملاحظہ ہو صفحہ ۳۴ - یقین ہے کہ ہمارے مدعا کو آپ خوب سمجھ گئے ہونگے - امید ہے کہ اپنے اخبار کے ناظرین کو مزید انتظار میں نہ رکھکر [illegible] جواب بھی اپنے اخبار میں جلد شائع فرماوینگے -

ہم نے اس کا نقل بھی اخبارات الفضل [illegible] پیسہ اخبار کو بھیجدیا ہے - فقط ۲۳ اگست [illegible]

عبداللہ الہ دین - [illegible]

از دفتر اخبار حق - ۲۲ - اگست ۱۹۱۸ء

مکرمی - تسلیم

مجھے یقین ہے کہ آپ کو علم ہوگا - کہ اخبار حق کی اشاعت معجزانہ ترقی کر رہی ہے - چار ہفتوں کے قلیل ایام میں حق کی اشاعت دس ہزار سے ترقی کر کے پچیس ہزار تک جا پہنچی ہے - اب فیصلہ کیا گیا ہے کہ بہت جلد حق کا ایک خاص نمبر جو تصاویر - کارٹونوں - نقشوں اور بہترین مضامین نظم و نثر سے مزین ہوگا -

ایک لاکھ کی تعداد

میں شائع کیا جائے - تمام اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کے لئے اپنے بہترین مضامین نثر اور نظمیں ارسال فرمائیں - نیز اشتہارات کے لئے یہ ایک نادر موقع ہے اتنی بڑی اشاعت اور اسکی تقسیم ایک مشکل کام ہے اور روز روز ایسے موقع میسر نہیں آسکتے -

نیاز مند - عبدالعزیز جائنٹ سکرٹری

چار کی دعوت اور ایک یورپین لیڈی کو تبلیغ

ہمارے مکان کے پڑوس میں جو "گوکنی" قوم کا ایک شریف اور تعلیمیافتہ کنبہ رہتا ہے - انکی عورتوں نے عاجز کی اہلیہ کو چار کی دعوت دی تھی - جسمیں علاوہ دیگر عورتوں کے ایک معزز یورپین لیڈی بھی مدعو تھی - جب ان عورتوں نے اس لیڈی کو عاجز کی اہلیہ کے ساتھ انٹروڈیوس کرایا تو ساتھ ہی یہ بھی کہدیا - کہ آپ ان کے ساتھ انگریزی میں گفتگو کر سکتی ہیں - اس لیڈی نے معمولی اور رسمی باتوں کے بعد یہ پوچھا کہ آپ یہاں کس مکان میں رہتی ہیں - انہوں نے احمدیہ الیوسی ایشن کا پتہ بتایا - اسنے کہا کہ کیا اسجگہ جہاں لیکچر ہوتے ہیں - انہوں نے کہا کہ ہاں - پھر انہوں نے پوچھا کہ [illegible] - انہوں نے کہا کہ مسیح موعود

کی آمد کا - اسنے گھبرا کر پوچھا کہ مسیح موعود کیا؟ انھوں نے کہا مسیح کی دوسری آمد میں

اور مختصر طور پر اسکو مسیح کی دوسری آمد سے مطلع کیا - اسنے کہا کہ میں خود آپکے یہاں آؤنگی - اور مفصل حال سنونگی - مجھ کو بہت کم فرصت رہتی ہے - میں رجسٹ پوسٹ آفس میں کام کرتی ہوں - فرصت کے روز ضرور آکر مفصل حال اور خبر سنونگی -

(خلیل احمد از بمبئی)

مختلف خبریں

---

۱ - خبر ہے کہ ۱۸ - جولائی سے لیکر اب تک اتحادیوں نے سب ہی محاذ پر دشمن کے ایک لاکھ آدمی گرفتار کئے ہیں -

۲ - اسی طرح اس عرصہ میں اتحادیوں نے دشمن کی دو ہزار توپیں بھی چھین لی ہیں -

۳ - ۸ - اگست سے لیکر اب تک اتحادیوں نے مغربی محاذ پر دشمن کے ۷۴ ہزار قیدی اور ۷ سو توپیں حاصل کی ہیں -

۴ - الغرض مغربی محاذ پر دشمن نے اتنی زبردست زک اٹھائی ہے کہ اب اس کا سنبھلنا مشکل ہے

۵ - اتحادی سپاہ ہر طرف سے بڑھ رہی ہے - اور دشمن کی سپاہ ذرک وم پر پسپا ہو رہی ہے -

۶ - سائیبیریا کے مقام ولاڈی واسٹک کا تار ہے - کہ اسوری کے مقام پر اتحادیوں کی پیشقدمی شروع ہے -

۷ - بولشویک ۶ میل پسپا ہو گئے ہیں - اور امریکن و جاپانی فوجیں وہاں پہنچ رہی ہیں -

۸ - خبر ہے کہ آئرلینڈ میں ارادی بھرتی بڑی کامیاب ہو رہی ہے اور ہر ہفتہ میں بہت لوگ بھرتی ہوئے ہیں -

۹ - مقتول زار روس کے بھائی نے اعلان شائع کیا ہے کہ میں روس میں از سر نو ضابطہ اور امن قائم کروں گا -

۱۰ - یہ اعلان بظاہر بولشویکوں کے خلاف جاری کیا گیا ہے - امید ہے کہ اس سے اتحادیوں کو مدد ملیگی -

۱۱ - جاپان کی خبر ہے کہ صوبوں میں چاول کی گرانی کی وجہ سے بلوے بدستور جاری ہیں -

۱۲ - یہ اغلب خیال کیا جاتا ہے کہ مجلس وزرا مستعفی ہو جائیگی

۱۳ - میکسیکو کی سرحدی فوج اور امریکن سپاہ میں باہمی اتفاقیہ کا افسوسناک حادثہ ہوا -

۱۴ - بمبئی کا خاص اجلاس کانگریس ۲۹ - اگست کو ایک بجے شروع ہوا - دس ہزار آدمی شامل جلسہ تھے -

۱۴ - علیگڈھ کالج کے سٹاف اور ٹرسٹیوں کے جھگڑے کی وجہ سے کئی یورپین پروفیسر مستعفی ہو گئے ہیں -

۱۵ - دھولپور کے آریہ مدرسہ کے متعلق سماجیوں نے جو ریزولیوشن پاس کیا تھا - اس جھگڑے کا قطعی طور پر فیصلہ ہو گیا ہے - ہون کنڈ ستدھ ہو کر مقفل رہیگا - اور مدرسہ کے لئے علیحدہ جگہ دیجائیگی -

۱۶ - اب لالہ منشی رام عرف سوامی شردھانند دھولپور سے ایک نئے جھگڑے کی اطلاع دیتے ہیں -

۱۷ - اس اطلاع کا یہ مطلب ہے کہ جو ہڑے چمار اور مسلمانوں نے آریوں پر اینٹ پتھر برسائے - سوامی شردھانند کا بیان ہے کہ اینٹ پتھروں کی بارش سے تمام آریے زخمی ہو گئے - مزید براں لالہ منشی رام کے سر پر بھی ایک پتھر سے چوٹ آئی ہے - اور خون نکلا ہے -

۱۸ - قسطنطنیہ کی ایک خبر بواسطہ ایمسٹرڈم پایہ تخت ہالینڈ مظہر ہے کہ شاہ حجاز شریف مکہ کا انتقال ہو گیا ہے -

۱۹ - ۱۰ جولائی میں پنجاب سے ۱۹۴۸ رنگروٹ بھرتی ہوئے - جنمیں ۱۲۰۰۸ جنگجو تھے اور ۷۴۳ ۷ غیر جنگجو +

۲۰ - یہ خبر دلچسپی و اطمینان سے پڑھی جائیگی کہ ہندوستان کے قرضہ جنگ کی رقم تیس کروڑ روپیہ اور بڑھ گئی ہے - امید ہے کہ جلد تر یہ رقم ۴۰ کروڑ تک جا پہنچیگی -

حضور نظام حیدر آباد نے اپنی ریاست کے علاقہ جات میں کرنسی نوٹ جاری کئے ہیں - اب تک ریاست مذکور میں ۱۲ لاکھ کے کرنسی نوٹ جاری ہو چکے ہیں - کل ۵۰ لاکھ کے جاری ہونگے -

۱۹ - خبر ہے کہ میاں عبدالعزیز منیجر پیسہ اخبار اپنے بھائی مولوی محبوب عالم سے جدا ہو گئے ہیں - اب کارخانہ پیسہ اخبار سے میاں عبدالعزیز کو کوئی تعلق نہ ہوگا - وہ علیحدہ کاروبار کرینگے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

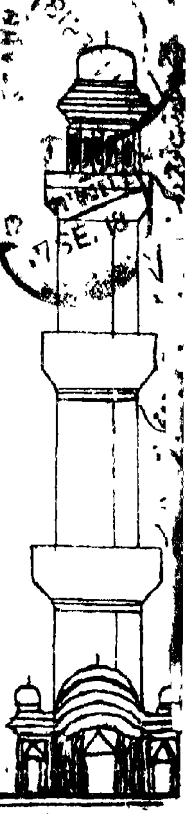
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا	بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا	کروں گا دُور اُس مَہ سے اندھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی	بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

یہ پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دا...

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۶



سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔

۲۔ یہاں ذی الحجہ کا چاند اتوار کے دن شام کو دیکھا گیا اس حساب سے عید الضحیٰ بدھ کو ہونی چاہیئے۔ لیکن جنتریوں والے سوموار کی عید لکھتے ہیں۔ دیکھنا چاہیئے کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ شاید ہفتہ کے دن چاند ہونے کی کوئی خبر ملجائے ناظرین کرام کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ فاروق یا الفضل میں جو قمری مہینے کی تاریخیں درج ہوتی ہیں۔ وہ کاتب جنتری سے دیکھ کر لکھد یتا ہے۔ اس کا اعتبار شرعی طور سے نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمنے اسلئے لکھا کہ بعض مخلصین ان تاریخوں کی بنا پر دوسروں سے مباحثہ شروع کر دیتے ہیں ۔

نظم

مولانا غلام احمد اختر (جو ایک اعلیٰ درجہ کے ادیب اریب اور فاضل لبیب ہیں۔ علمی زبان میں اپنے ایک حولعت کو للکارتے ہیں۔ یہ نظم اپنے بدائع معنوی کے لحاظ سے قابل قدر ہے۔ اور ہم خوش ہیں کہ فاروق کالم اس در رگرانمایہ کے محافظ بنتے ہیں (ایڈیٹر)

حسینوں سے .. ..سوا ہیں
کج و کجرو و کجرہ و کج ادا ہیں
بھرا ہے غضب بانکپن سادگی میں
ہیں غدار اور مدعیِ وفا ہیں
کروڑوں ہوں تا قتل مشتاق جاسے
سوئے مقتل اس شوق میں رہنما ہیں
غضب ... ہر مستوری ان کی
پس پردہ مشاق جور و جفا ہیں
بنقش بصر زیر جلبابِ عصمت
یہ فتان ہتاک ستر حیا ہیں
کلائی فلکی دار پر وار کر کے
تو پھر خود ہی سرگرم آہ و بکا ہیں
ضمائر جو تھے مستتر سب ہیں بارز
یہ تعلیلیں اب انکی سب نا روا ہیں
ہو رفع کی دھن میں اعدا ہیں ضم
یہی کونسی کسر سب پر دے ملا ہیں
ہیں خواہان رفع اسلئے دشمنوں سے
کہ باغی خبر جیسے وہ مبتدا ہیں
کریں جر نفع ان کی کسرے ...
کہ ... شرافت سے نا آشنا ...
مقدم وہی ایک سب ...

تعجب یہی ہے کہ سب انبیا ہیں
یہ بھی نہیں متصرف ہونیوالے
معارف کی تنکیر میں مبتلا ہیں
ہے شیخ ان کا منصد تو نفس اپنے کیا ہے
بجز علم ظنی کے آحاد کیا ہیں
اگر شیخ کا خط ملے بھی تو آخر
مجاز اور حقیقت کے دروازے وا ہیں
ہے عکس اور نقیض ان کا پیدا کیا
قضایا جو ہوں موجبہ سالبہ ہیں
یہ پندار خود نصب کے مستحق ہیں
مفاعیل پرتاب کے بھی بلا ہیں
کچھ اس نصب میں کسر شاں [illegible] نہیں ہے
مسلمان ملازم ہیں [illegible]
ہیں خوش [illegible] بشارة الیم
اٹھیں انگلیاں ان کی یہ انبیا ہیں
سمجھتے ہیں حکام کو بھولا بھالا
تعجب کہ یہ کسقدر اغبیا ہیں
حماقت سے پرتاب کے مقتدی ہیں
شرارت میں اشرار کے مقتدا ہیں
لگا تیر پرتاب کا ان کے دل میں
قتیل اپنے خنجر کے یہ ناسزا ہیں
یہ پرتاب سنگھی ہیں یا دیو بندی
سمجھنے سے فہم و خرد نارسا ہیں
صلاح اور تقویٰ کے حجرہ میں بیٹھ کر
فسادات میں از کجا تا کجا ہیں
دلوں میں ہوا فتنہ ہجرت کا باعث
یہ ظالم مہاجر نہیں ہیں تو کیا ہیں؟
حمایت کریں دشمنان وطن کی
یہ مہر رعیت ہیں اور باوفا ہیں
کتاب اور سنت سے فتویٰ دکھا دیں
منافق کہ اسلام میں پیشوا ہیں
[illegible]

تکلف سے ہیں دور اور سیدھے سادے
تصنع سے سرگرم مکر و ریا ہیں
امور سیاست سے ہیں دور لیکن
بڑے فتنہ پرداز اور فتنہ زا ہیں
بظاہر تو ہیں سیدھے سادے مسلماں
وے کرتب ان کے سحر آفریں ہیں
زباں پر اطاعت دلوں میں بغاوت
تقیہ کے احکام ان پر روا ہیں
ریا سے ادھر آستیں میں کوتاہ
ادھر فتنہ سازی میں دست رسا ہیں
یہ دل میں کہ زیر کے آشیاں میں
یہ سر ہیں کہ سالوس کی آسیا ہیں
حکومت کے طالب ہیں اور یار غالب
بظاہر رعایائے صدق و صفا ہیں
کہاں سے اُٹھے اور کہاں جا بیٹھے
یہی اتقیا آج کل اتقیا ہیں
انھوں نے ڈبویا ہے دین ہدیٰ کو
یہ کشتیٔ اسلام کے ناخدا ہیں
ہیں مکار اور زاہد بے ریا ہیں
ہیں غدار اور صالح و پارسا ہیں
بطون اور حقائق سے محروم ہو کر
یہ باتونی اسلام کے رہنما ہیں
اگر علم رسمی میں یہ پختہ رس ہیں
تو اعمال میں صفر سے پختہ زا ہیں
علوم ظواہر میں گو منتہی ہیں
فساد اور فتنوں میں تا منتہا ہیں
یہ شر البریہ ہیں اعدائے اسلام
کہ دیں کے لئے عار و ننگ ہدیٰ ہیں
دل و سینہ معمور بغض و دغا سے
بزعم خود اسلام کے مقتدا ہیں
اطاعت اولی الامر کی فرض حق ہے
یہ سرگرم ترمیم حکم خدا ہیں
یہ خود یہ نہ سمجھے ہوئے ہیں کہ معنی

اولی الامر منکم کا فرمانروا ہیں
ہے تعمیم ان کے لئے زہر قاتل
کہ مسلم سے تخصیص میں مبتلا ہیں
بجز انبیاء کے سب اولاد آدم
مساوی العقول اور مساوی القویٰ ہیں
ہیں حکام کالے ہوں گورے ہوں یکساں
معاصی میں معصوم صرف انبیا ہیں
نہیں چھوڑتے امر کا کوئی پہلو
جو اعمال میں مستحق جزا ہیں
رعیت کے افراد ہو جاویں حاکم
تو پھر خیر تم جیسے ہوں بادشا ہیں
مٹیں کیوں نہ غدار کے غم سے گھل کر
اسی کارواں کے یہ سب نقش پا ہیں
ڈراتے ہیں کیوں نام اسلام لیکر
مسلماں تو [illegible] ہیں
عجب ہے یہ رزاق رسول خدا ہیں
ہیں ساکی کہ کھانے ذرا بیمزا ہیں
مسیح اور مہدی کے انکار میں سب
بایزد گرفتار دام بلا ہیں
فتن ان سے اٹھینگے ان پر پڑینگے
یہ خود زیر الزام ہیں خود گوا ہیں
یہ شر الوریٰ تحت ظل السما ہیں
کہ خود جاذب قہر ہائے خدا ہیں
حکومت کہے مالرشن تو سمجھیں
کہ حکام بھولے ہی بے انتہا ہیں
پریشاں سقف فلک ٹوٹتا ہے
یہ حرکات سب قابل مضحکہ ہیں
تمہیں ما حیوا سلطنت جانتی ہے ٭ کہ ہیں جو فروش اور گندم نما ہیں
جو تم اندر کیونکر ہو مطلب اری ٭ کہ کرم وبا خورد بھی اژدہا ہیں
رکھو نفرت اس شیخ غدار سے تم ٭ رعیت ہیں گر آپ اور باوفا ہیں
حکومت سے لڑتے کیوں تسی تمانی ٭ تمہارے مخالف تو احمد رضا ہیں
سب اہل خرد اس سے مانند آخر
سمجھتے ہیں آئندہ سال [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۱۲ ستمبر ۱۹۱۸ء

قربانی اور عیدِ اضحیٰ کے مسائل

(نوشتہ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

قربانی سنت ہے، یا واجب!

یہ اصطلاحیں بعد میں وضع ہوئی ہیں۔ اسلئے ان جھگڑوں میں پڑنا ٹھیک نہیں۔ حضرت ابوہریرہ سے ایک روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے من کان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا (لوع المرام) جو باوجود استطاعت قربانی نہ کرے۔ وہ ہمارے مصلے کے پاس تک نہ پھٹکے۔ اس سے استدلال کرتے ہیں۔ قربانی واجب ہے۔ لیکن دوسرا فریق یہ متفق علیہ حدیث پیش کرتا ہے۔ جسکے راوی براء ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ومن ذبح بعد الصلوٰة فقد تم نسکه واصاب سنة المسلمين - جسنے عید کی نماز پڑھ کر قربانی کی۔ اسکی قربانی پوری ہوئی۔ اور وہ مسلمانوں کی سنت پر چلا (مشکوٰۃ باب العیدین) دوم اصحاب رسول اللہ نے آپ سے دریافت کیا۔ ما هذه الاضاحی - یہ قربانیاں کیا ہیں۔ آپنے جواب ارشاد فرمایا سنة ابيكم ابراهيم عليه السلام - تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ قربانی ایک امر مسنون ہے۔ حضرت ابن عمر نے ایک شخص کو کیا اچھا جواب دیا کہ قربانی کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے دوبار اس نے پوچھا۔ دوبار یہی جواب دیا۔ (ترمذی)

قربانی کا التزام اور فضیلت

ابن عمر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال زندہ رہے۔ اور آپ قربانی فرماتے تھے (مشکوٰۃ) اور زید بن ارقم کی روایت سے ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ حضور انور نے فرمایا بكل شعرة حسنة اور بكل شعرة من الصوف حسنة - بدلے ہر بال کے بکا پشم کے بالی بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی ہے۔ ایک اور حدیث ہے۔ جسکی راویہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں۔ قال رسول الله صلے الله عليه وسلم ما عمل ابن آدم من عمل يوم النحر احب الى الله من اهراق الدم وانه ليأتي يوم القيامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم ليقع من الله بمكان قبل ان يقع بالارض فطيبوا بها نفسا (رواه الترمذی) دیکھو مشکوٰۃ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل نحر کے دن قربانی کرنا ہے۔ وہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں۔ بالوں اور کھروں کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اور قربانی کا خون گرنے سے پہلے جناب الٰہی میں قبول ہوتا ہے۔ پس خوشدلی سے قربانی دو۔ (مشکوٰۃ)

قربانی کس پر

میں اسکے جواب میں کہوں گا۔ ہر ایک مسلمان پر جو وسعت رکھے کوئی نصاب مقرر نہیں۔ جب تک لوگوں میں خشیۃ اللہ ہے اور شریعت پر عمل کرنے کا شوق یہ جواب کافی ہے لیکن بعض لوگ سستی کرتے ہیں۔ اور پھر بعض حیلے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ زیادہ تعجب یہ ہے کہ اگر طعام تفاخر کا موقعہ ہو تو بے دریغ قرض لیکر بھی بکرے ذبح کر دینگے۔ مگر قربانی کے دن مسئلہ پوچھینگے کہ میں غریب آدمی ہوں۔ قربانی کے بارے میں مجھے کیا ارشاد ہے۔ ان کے لئے فقہاء حنفیہ نے نصاب مقرر کر دیا ہے۔ ان کے لئے فقہاء حنفیہ نے ضابطہ مقرر کر دیا ہے کہ جسکے پاس جائداد بقدر نصاب شرعی ساڑھے باون روپے مسکن اور متاع مسکن اور سواری اور خادم کے سوا ہووے۔ اس پر قربانی لازم ہے۔ زمین۔ زیور اسباب تجارت رہائشی مکان کے سوا دوسرے مکان کی قیمت جائداد میں محسوب ہوگی۔ بلکہ بقول بعض کتب غیر دینی اور لڑکے دہرے نسخے بھی۔

۲۔ ہر ایک گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے مخنف بن سلیم روایت کرتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور عرفات میں تھے۔ تو میں نے سنا آپ فرماتے تھے۔ يا ايها الناس ان على كل اهل بيت فى كل عام اضحية - اے لوگو ہر اہلبیت پر ایک سال میں ایک قربانی ہے۔

۳۔ قربانی دوسروں کی طرف سے بھی کی جاسکتی ہے مثلاً اپنی عورتوں کی طرف سے بچوں کی طرف سے۔ مسافر کی طرف سے۔

۴۔ آجکل مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو قربانی کی فلسفی اور اسکی حکمت سے جاہل محض ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ قربانی کی قیمت کسی فنڈ میں دیدینی چاہیئے۔ یہ شریعت کی از سرنو ترمیم ہے۔ اور ایسا ہرگز جائز نہیں۔

۵۔ جسے قربانی میسر نہ ہو یعنے طاقت نہ رکھتا ہو مشکوٰۃ میں ایک حدیث ہے کہ وہ اپنے بال اور ناخن اور لبیں اور موئے زیر ناف کٹاوے یہی قربانی ہو جائیگی۔ خذ من شعرك واظفارك وتقص شاربك وتحلق عانتك فذلك تمام اضحيتك عند الله (ابوداؤد)

قربانی کون ذبح کرے اور کیا پڑھے

سب سے بہتر یہی ہے کہ قربانی اپنے ہاتھوں سے کرے بخاری شریف میں انس سے روایت ہے کہ ضحى النبى صلے الله عليه وسلم بكبشين املحين فرأيته واضعا قدمه على صفاحهما يسمى ويكبر فذبحهما بيده - نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو ابلق دنبوں کی قربانی کی۔ پس میں نے آپ کو اپنا قدم دونوں پہلوؤں پر رکھے ہوئے دیکھا (یہ طریق ذبح سے پہلو رکھنے) بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا اور اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے۔

قربانی کے جانور کی عمر۔

اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ دنبہ۔ بھیڑ کی قربانی سنت ہے

حدیث میں ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاتذبحوا الامسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان (رواہ مسلم) دیکھو مشکوۃ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ ذبح کرو مگر مسنہ اگر نہ ملے۔ تو پھر دنبہ کا جذعہ۔ سات تو مسلم ذلیقین ہے کہ اونٹ پنج سال کا چھٹے سال میں قدم رکھکر۔ اور گائے بیل دوسال کا تیسرے سال میں قدم رکھکر مسنہ ہوتا ہے۔ ہدایہ میں بھی یہی ہے۔ لیکن بکری اور بھیڑ کے بارے میں اختلاف ہے۔ حنفی کہتے ہیں ایک سال کا مسنہ ہوجاتا ہے۔ اور اہلحدیث کے ہاں مسنی کہتے ہیں ثنی کو۔ اور قاموس میں ہے۔ الثنی والثنی [illegible] دیکھو [illegible] الظلف و الحافر [illegible] [illegible] میں قدم رکھنے سے ہوتا ہے۔ میرے خیال میں جب دانت دیکھے جاسکتے ہیں تو زیادہ جھگڑے کی ضرورت کیا ہے۔ میں نے یہ مسئلہ حضرت الامام الحکم العادل سے دریافت کیا۔ آپنے مجھے فرمایا۔ مولوی (نورالدین) صاحب سے پوچھ لو۔ حضرت امیر نے مجھے فرمایا کہ میری تحقیق میں بکری بھیڑ دو سال کی چاہیئے۔ پھر ایک دوسرے موقعہ پر یہ فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے۔ تعامل کچھ اختلاف ہے۔ اسلئے مومن اس اختلاف سے بوقت حاجت فائدہ اٹھاسکتا ہے۔

قربانی کے شرکاء۔

اور گائے و اونٹ میں سات آدمیوں کا شریک ہونا جائز ہے۔ وعن جابر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال البقرة عن سبعة والجزور عن سبعة۔ (رواہ مسلم) یعنے جابر سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائے سات کی طرف سے کفایت کرتی ہے علی ہذا القیاس۔ اونٹ دیکھو مشکوۃ۔

ہو۔ یہ سات آدمی مسلمان ہونے چاہئیں۔ فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ اگر ایک بھی کافر ہو۔ تو قربانی نہ ہوگی۔ اور ان کے حصے برابر برابر ہوں۔ غیر احمدی کی [illegible]

حضرت اقدس کو بہت ناپسند تھی یعنے ناجائز ہے۔

جانور کیسا ہو

بیمار نہ ہو۔ دبلا نہ ہو۔ بے آنکھ نہ ہو۔ کان چرا ہوا نہو لنگڑا نہ ہو۔ عیب دار نہ ہو۔ اسکی تفصیل احادیث معلوم ہوگی جو یہ ہیں۔

۱۔ البراء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے پوچھا۔ ہم کس قسم کے جانوروں کی قربانی میں اجتناب کریں تو آپنے ہاتھوں سے اشارہ فرمایا۔ اربعًا العرجاء البین ظلعها والعوراء البین عورها والمریضه البین مرضها والعجفاء التی لا تنقی (مشکوۃ) چار۔ ایک لنگڑی جس کا لنگڑا پن ظاہر [illegible] جس کا کانا پن [illegible]

[illegible]

ہڈیوں میں [illegible]

دوسری حدیث حضرت علی سے مروی ہے۔ جو یہ ہے

امرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نستشرف العین والاذن وان لانضحی بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء (رواہ الترمذی) ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان کو دیکھ بھال لیا کریں۔ قربانی کا جانور ایسا نہ ہو کہ اس کا اگلی طرف سے یا پچھلی سے کان کٹا ہو یا اس کا کان چرا ہوا ہو یا پھٹا ہوا ہو۔ گول چیز فقہاء نے اسی پر قیاس کرکے دُم اور سرین کو ملایا ہے اور ایک حدیث میں سینگ کٹی بھی ممنوع ہے۔ پھر اسات میں بحث ہے کہ یہ کٹنا کسقدر ہو۔ بعضوں کا فتویٰ ہے نصف سے زیادہ پر ہے۔ یعنی جسمیں یہ عیب نصف سے زیادہ موجود ہے۔ الحدیث۔ کالمی آپی مذہب ہے۔ کہ تھوڑا عیب سا اور زیادہ اور واضح عیب ناجائز۔ اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے۔

آداب قربانی

مسلم میں ایک حدیث ہے من رای ھلال ذی الحجة واراد ان یضحی فلا یاخذ من شعرہ ولا من اظفارہ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو ج چاند دیکھے اور ارادہ کرے قربانی کا۔ تو اپنے بال اور ناخن نہ کٹائے۔

۲۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ عید گاہ میں ذبح فرماتے تھے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یذبح و ینحر بالمصلی (رواہ البخاری)

۳۔ نماز عید سے بعد ذبح کرے۔ اگر کسی نے پہلے کر دیا ہو تو وہ قربانی نہیں۔ اسلئے پھر کرے۔ بخاری میں براء سے حدیث ہے۔ کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ اس روز سب سے اول ہم نماز پڑھتے ہیں پھر [illegible] فارغ ہوکر قربانیاں کرتے ہیں۔ پس جس نے ایسا کیا اس نے [illegible] سنت [illegible] پہلے ذبح کرلیا۔ [illegible] ہے جو اس نے [illegible] اہل و عیال کے لئے مہیا کرلیا۔ قربانی نہیں۔ ان اول ما نبدء به من یومنا هذا ان نصلی ثم نرجع فننحر من فعل هذا فقد اصاب سنتنا ومن ذبح فانما هو لحم قدمه لاهله لیس من النسک فی شیء (ددم) عن انس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من ذبح قبل الصلوة فلیعد۔ انس سے روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ فرمایا جسنے نماز سے پہلے ذبح کیا۔ وہ قربانی کے واسطے پھر ذبح کرے۔

ایام قربانی

عید کے دن جسے یوم النحر کہتے ہیں۔ اور یوم الاضحی۔ اور اسکے بعد دو دن تک قربانی کی جاسکتی ہے۔ بعض علماء نے تین دن بعد یعنے تیرہویں تاریخ تک فتوے دیا ہے۔ تیرہ تاریخ کے فتوے پر صاحب بحر لکھتا ہے۔ لم یعمل بها احد من الصحابة (کسی صحابی نے اس پر عمل نہیں کیا) بہر حال تعامل میں کچھ فرق ضرور ہے جس سے مومن بوقت ضرورت فائدہ اٹھاسکتا ہے۔

عن نافع ان ابن عمر قال الاضحی یومان بعد یوم الاضحی رواہ مالک۔ وقال بلغنی عن علی ابن طالب مثلہ۔

نافع کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے (جو بڑے متبع سنت نبوی تھے) فرمایا کہ قربانی عید کے بعد دو دن تک ہے۔ اور علی ابن طلحہ سے بھی ایسی روایت ہے۔ ہدایہ میں لکھا ہے۔ حضرت عمر ابن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

تقسیم قربانی

قربانی نام ہے۔ اہراقۃ دم (خون بہانے) کا نہ کہ گوشت کے صدقہ کرنے کا۔ جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے جو بروایت حضرت عائشہ مشکوٰۃ میں موجود ہے۔ ماعمل ابن [illegible] یوم النحر احب الی اللہ من اهراق الدم۔ پس جس نے حسب شرائط [illegible] جانور ذبح کیا اسکی قربانی ہو گئی۔ اب گوشت خود کھا لے کسی [illegible] اسی طرح کھال سے خود نفع اٹھا لے۔ تو قربانی میں کوئی نقص نہیں پڑتا۔ لیکن کریم النفس [illegible] کا طریق ہے کہ وہ خود کھاتے ہیں۔ دوسروں کو کھلاتے ہیں۔ خویش واقارب کو پہنچاتے ہیں۔ اور مسکینوں محتاجوں کو بھی دیتے دلاتے ہیں۔ اسلئے عام طور سے یہ قاعدہ ہے کہ تین حصے کر لیتے ہیں۔ لیکن اسے ضروری سمجھنا اور جو ایسا نہ کرے اسے متہم کرنا غلطی ہے:

۲۔ قربانی کا گوشت بیچنا ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے۔ فکلوا ما شئتم ولا تبیعوا لحوم الھدی والاضاحی وکلوا وتصدقوا واستمتعوا بجلودها ولا تبیعوها (رواہ احمد)

اور کھاؤ جتنا چاہو۔ اور صدقہ کرو۔ اسکی کھال سے فائدہ اٹھاؤ۔ مگر بیچو نہیں۔ یہ بیچنا بقصد تمول ناجائز ہے اگر اسکے بدلے میں کوئی ایسی چیز لی جائے۔ جو اپنے عین سے بغیر اتلاف نفع دے جیسے ڈول۔ مشک یا اس نیت سے بیچا جاوے کہ اسکی قیمت مسکینوں پر صدقہ کر دیں تو جائز ہے۔

۳۔ کھال وغیرہ اتارنے گوشت صاف کرنے کی مزدوری الگ دینی چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت علی سے روایت ہے۔ کہ مجھے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں آپکی طرف سے قربانیاں کر کے ان کا گوشت اور چمڑے مسکینوں پر تقسیم کر دوں۔ اور کھال اتروانے کی مزدوری اس میں سے نہ دوں۔ ولا یعطی فی جزارتها شیئًا دیکھو بلوغ المرام۔

امور مسنونہ بتقریب عید اضحیٰ

۱۔ قرآن مجید میں ہے۔ ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومٰت۔ اور اللہ کا نام لیں مقررہ دنوں میں۔

حاکم نے اس روایت کی تخریج کی۔ اور اسے صحیح کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بسم اللہ جہر فرماتے۔ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے۔ اور حج کے دن کی صبح سے لیکر آخری یوم تشریق کی عصر کی نماز تک تکبیر کہتے۔ ہدیۃ المہدی [illegible] مشکوٰۃ کی چوتھی فصل [illegible] ہے۔ اسمیں بروایت جابر مرفوعا روایت ہے۔ کہ فرضی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد درمیانی آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد پڑھنا چاہیئے کل ۲۳ نمازوں میں۔

۲۔ عید والے دن یہ امر مسنون ہیں۔ (۱) غسل (۲) مسواک (۳) آرایش (۴) عمدہ کپڑا (۵) خوشبو (۶) سویرے اٹھنا (۷) عیدگاہ میں جلد جانا (۸) قربانی بعد از نماز عید (۹) نماز باہر پڑھنا (۱۰) جس راہ سے جائیں دوسری راہ سے آویں (۱۱) تکبیر کہتے آنا جانا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔

(۲) مستورات بھی عیدگاہ میں جائیں۔

(۳) عید اضحیٰ کی نماز عید الفطر سے جلد پڑھنی چاہیئے چنانچہ ابو الحویرث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو لکھا۔ اور وہ نجران میں تھا کہ عجل الاضحیٰ واخر الفطر وذکر الناس۔ (رواہ الشافی مشکوٰۃ) اضحیٰ کی نماز جلد پڑھ۔ اور فطر کی ذرا اس سے تاخیر کے ساتھ۔ اور لوگوں کو وعظ کر۔

۴۔ سب سے اول نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحیٰ الی المصلیٰ۔ واول شئی یبدء بہ الصلوٰۃ ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس علی صفوفهم فیعظهم ویأمرهم (متفق علیہ) نبی صلے اللہ علیہ [وسلم] عید فطر و عید اضحیٰ کے دن عیدگاہ میں نکلتے۔ تو سب سے پہلے جو بات کرتے وہ نماز تھی۔ پھر لوٹ کر لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے۔ اور لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے [رہتے] پس آپ ان کو وعظ فرماتے۔ اور ان کو حکم فرماتے۔ دیکھو بلوغ المرام۔

پس عیدگاہ میں جاکر پہلے وعظ شروع کر دینا جیسا بعض حنفیہ کا معمول ہے۔ ناجائز ہے۔ اور نماز کے [بعد] لوگ صفوں کی ترتیب میں خلل ڈالکر گھروں کی طرف جانے لگتے ہیں۔ یہ بھی خلاف سنت ہے۔ خطبہ کو ضروری [سمجھنا چا]ہیئے۔

۴۔ اذان واقامت اس نماز میں نہیں۔ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلے العید بلا اذان ولا اقامۃ (بلوغ المرام) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عید بغیر اذان واقامت کے پڑھائی۔

۵۔ دو رکعت نماز ہے۔ اور اس سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں۔ عن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ [وسلم] صلے یوم العید رکعتین لم یصل قبلهما ولا بعدهما اخرجه السبعة۔ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں عید کے دن پڑھیں نہ اس سے پہلے کچھ پڑھا نہ بعد میں۔ دیکھو بلوغ المرام

۶۔ تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھ لے۔ ثناء پڑھ کر پھر سات تکبیریں اور کہے۔ ہر تکبیر پر ہاتھ کانوں کے برابر اٹھا کر کھلے چھوڑ دے۔ اور ساتویں پر باندھ لے۔ پھر قرأت پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں قبل از قرأت سوا اس تکبیر کے جو سجدے سے اٹھتے وقت کہی جاتی ہے۔ پانچ تکبیریں کہے۔ اور پانچویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لے۔ بلوغ المرام میں حدیث ہے۔

التکبیر فی الفطر سبع فی الاولی وخمس فی الآخرة والقراءة بعدهما کلتیهما (اخرجه ابو داود ونقل الترمذی عن البخاری تصحیحه) - تکبیریں [illegible] اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں [illegible]

عید ترمذی نے اس حدیث کی بخاری سے تصحیح نقل کی ہے
(ب) اور قرأت میں جہر کرنا چاہیئے۔ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کبروا فی العیدین والاستسقاء سبعاً وخمساً وصلوا قبل الخطبۃ وجہروا بالقراءۃ (مشکوٰۃ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر نے عیدین و استسقا میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں۔ اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی۔ اور قرأت باواز بلند پڑھی۔

(ج) میدان میں سترہ کھڑا کریں۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کمان پر سہارا دیکر خطبہ پڑھا۔

(د) سبح اسم۔ ھل اتاک حدیث الغاشیہ۔ ق اقتربت الساعۃ۔ یہ سورتیں پڑھنے کا معمول تھا۔ (ماخوذ السنۃ الا البخاری)

نماز وخطبہ کے بعد ہمارے سید ومولیٰ مسیح موعود لوگوں کی تحریک سے دعائے خیر فرما دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اس مضمون کو نافع للناس بنائے۔ جسے میں نے بہت محنت سے مختصر مگر جامع لکھا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ؛

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

انگلین بجنور یکم ستمبر ۱۹۱۸ء کے اشیو میں "انجام زار بیہم چند اسکہائے عبرت" کے عنوان سے مندرجہ ذیل عبارت لکھتا ہے جس سے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کی تصدیق ہوتی ہے۔ جو آپ نے اس سے چودہ سال بیشتر فرمائی تھی۔

آہ! جائے عبرت ہے کہ وہ زار جسکے قدموں پر بغرض عبودیت کروڑوں قوموں کے سر گرے پڑے تھے اور جب یہ "شیر کوہ قاف" شکار میں مشغول ہوتا تھا تو ہاتھی اسکے پیچھے لگی رہتی تھیں۔ اور آج یہ ایک ستم رسیدہ ملزم تو بہ مجرم کی طرح سائبیریا کے قید خانہ میں پڑا گھسٹا رہا۔ اور یہاں اسکی شاہزادی فوجی گارد کی بالکل کو صاف کیا کرتی تھی۔ افسوس اسپر بھی بس نہ ہوا اسکی بیگم اور شاہزادی کو دو سال کی

کیطرف منتقل کئے گئے۔ اور انکو مجبور کیا گیا کہ ایک ماہ کی راہ سائبیریا جیسے لق ودق ملک میں پاپیادہ طے کریں۔ اس حکم کی تعمیل کیگئی۔ اور یہ یورال پہونچے۔ جہاں یہ بدنصیب اسی موت کی موجودگی میں نشانہ بندوق بنایا گیا۔ آہ کیا اس عیش کی میں تعلیم کی مثال دنیا پیش کر سکتی ہے۔

بیاک گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند نہ نادری

یہ وہ شہنشاہ تھا۔ جس کی سول لسٹ (نقصۃ الثلج) نو کروڑ روپیہ تھی۔ اس واقعہ سے ان قوموں کو سبق لینا چاہیئے زار کی حالت زار مظہر جلال کردگار ہے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ روس کبھی تباہ ہو گا۔ (واقعی انسان نہیں کہہ سکتا تھا) مگر خداوند عالم الغیب کو معلوم تھا اسنے اپنے مامور کی زبانی یہ ارادہ ظاہر کر دیا کہ ؎

آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب

اور فرمایا۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

اس پیشگوئی کی تکمیل ولیعہد زار نکولس کے گولی سے مارا جانے سے ہوگئی۔ جسکی نسبت حال ہی میں خبر آئی یوں زار کے گھرانے ہی کا خاتمہ ہو گیا۔ اب نہ کوئی زار ہے نہ ہو گا۔

گورداسپوری کا رک نہر

جس نے مباہلہ کے لئے احمدیوں کو بلایا

امرتسر کے ایک اخبار اہلحدیث میں ایک صاحب نے جن کا نام محمد الدین ہے۔ لکھا ہے کہ میں مرزا صاحب کو مفتری سمجھتا ہوں مباہلہ کو تیار ہوں۔ مگر مباہلہ کا طریق یہ بتایا ہے۔ کہ میرے ساتھ کسی احمدی کا ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالا جائے جس کا ہاتھ جل جائے وہ جھوٹا۔ جس کا ہاتھ نہ جلے وہ سچا۔

معزز ناظرین! یہ ہے آج کل کی مسلمانی۔ اس شخص کو

واضح ہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ مباہلہ کتاب وسنت کے مطابق کر سکتے ہیں۔ یہ مداریوں والے تماشے تو غیر مسلم بھی دکھا سکتے ہیں۔ ان سے ہمیں سروکار نہیں۔ اگر کچھ ہمت ہے تو آؤ۔ چودہری بدر دین قادیانی تمہارے مقابلہ کے لئے تیار ہے۔ پہلے دلائل سننے ہونگے۔ اور اپنے سنانے ہونگے اسکے بعد مطابق سنت نبوی مع اہل وعیال مباہلہ ہو گا۔ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ پھر دیکھا جائیگا کہ خدا کس کے حق میں فیصلہ کرتا ہے۔

کاغذی مرشد

دہلی کے حسن نظامی نے ستارہ صبح میں ایک مضامین کا سلسلہ شروع کیا۔ جسمیں یہ بتلانے کی کوشش کی کہ سیدنا مسیح موعود مرزا غلام احمد کی کامیابی اشتہاروں اور دل کی قوت یقین پر مبنی تھی۔ پھر اسی کی نقل کرتے ہوئے پہلے تو خلیفہ وقت کو کہا کہ میں ایک گھنٹہ میں جان قبض کر لونگا لیکن جب مسیح موعود کے ادنےٰ سے ادنےٰ غلام اس مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ تو چپ رہ گیا۔ اور وہ منہ کی کھائی۔ کہ عمر بھر یاد رکھے گا۔ پھر مرشد ایک رسالہ نکالا اور اسکے ذریعہ اپنی بزرگی کا سکہ جمانا چاہا۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ نہ ستارہ صبح رہا نہ مرشد چل سکا۔ یہ ہے خدا کے ماموروں کے سلسلہ کا مقابلہ کرنے والوں کا انجام۔ جو ایک نیک دل انسان کے لئے کافی ہے۔ حسن نظامی شاید ابھی خدا کی قدرت کا کچھ اور ہاتھ دیکھنا چاہتا ہے۔

مسیح کی آمد ثانی کے لیے عیسائی دنیا بے قرار

۹ اگست ۱۹۱۸ء کے نور افشاں میں روحانی بیداری کے عنوان سے ایک نامہ نگار عیسائی لکھتا ہے۔

ہاہم ایماندار نظر اوپر اٹھائے ہوئے ہیں کہ ان کا چھٹکارا قریب ہے۔ اور یہاں ہندوستان میں بھی خداوند کی آمد پر بہت توجہ ہو رہی ہے بعض تو یہاں تک تنگ آگئے ہیں کہ وہ پکار رہے ہیں کہ میرے محبوب نے کیوں دیر لگائی۔ اے خداوند یسوع آ۔

ہم نور افشاں کے نامہ نگار کو مژدہ دیتے ہوئے کہ آنیوالا آ چکا

پر تم نے نہ پہچانا۔ وہ ایسے آیا جیسے بجلی پورب سے پچھم کو کوندتی ہے۔ پر تم سوئے رہے۔ کیا ایلیا کی آمد ثانی کے متعلق خود فیصلہ تمہارے خداوند یسوع نے کیا تھا۔ اسے بھول گئے۔ پس آؤ اگر تم مسیح کی آمد ثانی دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اسے مرزا غلام احمدؑ کے وجود میں دیکھو۔ کہ وہ نبوت پوری ہو چکی۔ مبارک وہ جو ایمان لائے۔ اور اپنی صلیب کندھے پر اٹھا کر اسکے پیچھے چلے۔ تا وہ ہمیشہ کی زندگی کے وارث ہوں

میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں
اور
آبادیوں کو ویران پاتا ہوں

یہ وہ الفاظ ہیں جو خدا کے برگزیدہ مامور مرزا غلام احمدؑ مسیح موعودؑ کی زبان قلم سے آج سے گیارہ سال پہلے نکلے۔ اور ایک عالم میں شائع کر دیئے گئے۔ اسکی تصدیق آجکل کے واقعات کر رہے ہیں۔ جنہیں پنجاب پبلسٹی کمیٹی کا ہر دلعزیز اخبار حق لاہور جو پچاس ہزار چھپتا ہے۔ یوں بیان کرتا ہے:-

"وہ یورپ جو علم و فضل۔ آرائش و تزئین۔ ترقی و تہذیب۔ غرض ہر لحاظ سے اس دنیا کی آنکھ کا تارا تھا۔ آج جس مصیبت و پریشانی سے دن بسر کر رہا ہے دنیا پر روشن ہے

شمالی فرانس اور بلجیم کی شہرہ آفاق انگوروں کی بیلیں اور لطیف میووں کے پودے۔ بلند شاہ بلوط شیشے چنار اور تمام خوشنما اور مفید درخت جرمنوں نے ایک ایک کر کے کاٹ ڈالے۔ وہ عمارتیں جن پر صدیوں کی محنتیں صرف ہوئی تھیں وہ عجائبات عالم جو مدتوں کی جانکاہیوں کا نتیجہ تھے۔ وہ تصاویر جو اپنی کیفیت میں نادر روزگار تھیں۔ قلم کے [illegible] سے نہ بچ سکے۔ گرجے کتب خانے رصد گاہیں۔ ہسپتال۔ دارالعلوم۔ ایوان حکومت۔ غرض بلجیم اور شمالی فرانس کی کوئی [illegible] جگہ ایسی نہیں۔ جو زبان حال سے جرمنوں کے مظالم کی داستان نہ سنا رہی ہو۔ اسکے علاوہ آج یورپ کا شاید ہی کوئی گھر ہو۔ جس پر غم کی کوئی تاریکی نہ چھائی ہو۔ ملکوں کے نونہال جن کی تعلیم و تربیت اور پرورش پر پُر امید ماں باپ نے اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی اپنی دن رات کی کوششیں صرف کر دی تھیں۔ پل کی پل میں اس جنگ کا شکار ہو گئے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ یورپ ایسے ہونہار اور قابل نوجوانوں کی نسلوں کی بربادی پر برسوں آنسو بہاتا رہے گا۔ اور یہ وہ نقصانات ہیں۔ جن کا خمیازہ اس ممتاز اور مشہور براعظم کو صدیوں اٹھانا پڑے گا ؎

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں

یہ تو ہے مرنے والوں کی کہانی۔ مگر یورپ کے رہنے والے زندہ درگور ہو رہے ہیں۔ [illegible]۔ تنگی خوراک۔ اندازے کا کپڑا۔ دن رات کا خوف۔ لگاتار کام۔ بے چینی۔ بے آرامی۔ بے اطمینانی۔ غرض ایک نہ ختم ہونے والی مصیبت ہے۔ جس کا سامنا ہر فرد بشر کو کرنا پڑتا ہے اور آفرین ہے ان کے دل و جگر کو۔ کہ کس صبر و شکر سے کس ہمت و اطمینان سے وہ ان آفات کو برداشت کر رہے ہیں۔ یہ سب مصیبتیں جنگ کی مصیبتیں ہیں۔ فساد کی مصیبتیں ہیں۔ بدامنی کی مصیبتیں ہیں۔"

روس بحالت زار

اخبار پرکاش ۸ ستمبر نے جو لکھا ہے۔ وہ بھی پڑھ لیجئے تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ دشمن بھی اس پیشگوئی کی تصدیق میں مجبور ہیں۔

"روس کی کامل تباہی میں کوئی شک نہیں کسی دشمن کی ضرورت نہیں۔ خود ہی ایک دوسرے کو مار کر مرینگے بڑے بڑے جرنیل۔ وزیر۔ مدبر۔ اپنے مخالفوں کی گولیوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔ غریب زار گولی سے مارا گیا۔ اب خبر آئی ہے کہ روس کی موجودہ ظالم حکومت نے اسکے معصوم لڑکے کی جان لینا بھی ضروری سمجھا ہے۔ اوہو۔ دنیا میں کس قدر پاپ ہو رہے ہیں۔ لیکن پھر صلہ بھی ہاتھ پر مل رہا ہے۔ تازہ خبر ہے کہ بولشویک گورنمنٹ کا لیڈر لینن گولی سے مار ڈالا گیا۔ اس شخص کی اپنی جماعت میں بڑی طاقت تھی۔ . . . . . . ایک اور خبر بھی ہے کہ روس کی موجودہ حکومت نے ماسکو میں پانچ سو مخالفوں کو گولی سے مار ڈالا ہے۔ ایک طرف یہ حالت ہے کہ بھائی کا ہاتھ بھائی کے گلے پر ہے اور دوسری طرف ہیضہ اور دوسری بیماریاں ناش کر رہی ہیں۔ معلوم نہیں روس کو کن کن پاپوں کی سزا مل رہی ہے۔ اسوقت روس میں کوئی ایک آدمی نظر نہیں آتا۔ جو اس بگڑی کو بنا لے۔ پرماتما ہی کچھ دیا کریں تو بچ جائے۔ ورنہ بظاہر اسکے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

آخری خبر یہ ہے کہ لینن اسوقت تک زندہ ہے۔"

مسافر آگرہ کی شر انگیزی

پریس ایکٹ کے اجراء کے بعد مسافر آگرہ وہ اخبار ہے۔ جس نے مذہبی دل آزاری خصوصاً اسلام کے متعلق آئے دن اشتعال انگیز حملہ کرتے رہتے ہیں۔ کوئی تبدیلی نہیں کی۔ چنانچہ ۶ ستمبر کے پرچے میں اس نے یہ الفاظ درج کئے ہیں۔ جنہیں نقل کرنے سے بھی ہمیں سخت دکھ ہے مگر امر مجبوری۔

"اسلامی تعلیم میں غلام بنانا پایا جاتا ہے اور اسلامی زمانہ میں غلامی یہ تھا خوب زور پر تھی۔ اور جو اتیا چار غلاموں پر ہوتے تھے۔ ان کا ورنن [illegible] ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ غلام [illegible] کا مقصد بھی ایک ہے۔"

اس آخری فقرہ کی [illegible]
اصل مضمون سے [illegible]

اشتعال دلایا جائے۔ اور ان کی دل آزاری کی جائے ہم اس کا ترکی بترکی جواب دے سکتے ہیں۔ مگر مناسب نہیں۔ محمد رسول اللہ وہ مبارک شخصیت ہے اور اسلام وہ پاک مذہب کہ جس نے غلامی کو مفقود کیا۔ اور آزاد کر دینے کے اصول باندھے۔ اور غلاموں کو وہ حقوق دئیے جو تم اس تہذیب کے زمانے میں بھی اپنے تنخواہ دار ملازموں کو تو درکنار اپنے مذہب میں ہو کر بھائیوں کو بھی نہیں دیتے۔ پھر نہ جانے کس منہ سے ہمارے منہ آتے ہو۔ آخر کچھ تو شرم چاہیئے۔

فلسفہ کثرت ازدواج

فی الواقع اسلام میں ایک ہی وقت چار تک عورتیں عقد ازدواج میں لانیکی اجازت پر جو لوگ اعتراض کرتے ہیں یہ انکی غلطی ہے۔ اصل کتاب میں چار نکاح تک جائز ہے۔ اگرچہ اسوقت ایک نکاح پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مگر وقت نکاح جو چوتھی انگلی میں چھلا بطور رواج عام انگشتری پہنائی جاتی ہے انکی علامت ہے کہ چار عورتوں تک نکاح میں لانا دستور قدیم مسیحیان تھا۔ اسلئے صحیفہ اول تمام تھسلنیکیوں ۱۳ باب ۳ میں ان قسیسوں کے لئے جو حدت معاہدگی کرتے ہیں ہدایت ہے کہ ایک عورت سے زیادہ عقد میں نہ لائیں۔ پس یہ خصوصیت اس ممانعت کی اور استثناء ان خادمان دین کا صریحاً شہادت دے رہا ہے کہ ان خادموں کے سوا عوام الناس کو خود ان کے مذہب نے پابند صرف ایک عقد کا نہیں رکھا۔ بلکہ ہر ایک کو اجازت کئی کئی نکاح کی دی گئی۔ کیونکہ اگر عوام کو اجازت نہ ہوتی۔ تو خواص کو خصوصیت کیوں ممانعت کیجاتی۔ پادری فنکس صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تعدد ازدواج کے مقدمہ میں ہم کو تردد [illegible] ہیں کہ بنی اسرائیل میں بھی اس دستور کے رواج پایا تھا۔ اور حضرت مسیح نے بھی اسکو نہیں منع فرمایا بلکہ [illegible] کو برکت دینے کا وعدہ کیا۔ جو اس پر چلتے تھے۔ [illegible] مہدی مسعود صاحب) اور [illegible] بزبان اردو

مطبوعہ ۱۸۴۵ء کے صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے کہ کتب قدیم سے دریافت ہوا ہے کہ قدامت میں لکھا ہے کہ کتب قدیم قدما سے دریافت ہوا ہے کہ قدامت میں قسیسان مسیحیوں کو فتوی جس عام اجازت چار نکاح تک کی دیتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ متاخرین نے علی العموم رواج ایک عورت کا دیکھ کر خواہ مخواہ خصوصیت ہی ایک عورت کی ایک مرد کے لئے سمجھ لی۔ اور مقلد ہو کر مقید رسم کے بن گئے۔

اخبار وکیل امرتسر ۲۷۔ اپریل ۱۹۱۵ء میں چھپا کہ ولایات متحدہ امریکہ نے مارمون کے نام سے علم الاجتماع کے فلاسفروں کا ایک فرقہ ہے۔ جنکے واقعات ٹونس کے اخباروں میں شائع کئے ہیں۔ اس فرقے کا خاص فلسفہ یہ ہے۔ کہ مرد کے لئے ایسے نہیں ہیں کہ علم الاجتماع کے اصول کی رو سے وہ ایک ہی بی بی پر قناعت کر سکے۔ اور پھر اسکی زندگی شریفانہ یا پاکدامن بھی رہ سکے ان کی رائے میں ایک مرد کے لئے کئی بیبیاں لازمی ہیں۔ اس فرقہ نے اپنا دائرہ محدود کر رکھا ہے اور اسکے ممبر صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو فلسفہ اجتماعی سے آشنا ہوں۔ آج کل ان کے ممبروں کی تعداد تین لاکھ ہے۔ جنمیں ایک شخص بھی ایسا نہیں جسکے گھر میں ایک سے زیادہ بیبیاں نہوں۔

خود مسلمان تو اپنی علمی مسئلہ تعدد ازدواج کو معیوب سمجھ رہے ہیں۔ مگر علمی دنیا اس کا ثبوت دے رہی ہے۔ اور اس تھیوری پر لاکھوں آدمی کاربند ہوں۔ فرقہ مورمون کے بانی کا نام جوزف ہے ۱۸۲۷ء میں اس فرقہ کی بنیاد ڈالی۔ اور ضلع میسوری واسنو اس کے خاص مرکز ہیں۔

ان لوگوں نے اپنے فلسفہ کے متعلق یورپ کی مختلف زبانوں میں بڑی بڑی معرکۃ الآرا کتابیں شائع کی ہیں اور عملی طور پر ان تمام اصولوں کے پابند ہیں۔ جو اسلام نے فلسفہ ازدواج کے متعلق قرار دی ہیں۔ مسلمانوں میں اگر علم ہوتا تو وہ دیکھتے کہ ساری دنیا ان کے اصول موضوعہ پر عمل کرنے کو آمادہ ہے۔

جو مخالفین خصوصاً یہود و نصاریٰ ہمارے پیشوائے برحق و ہادی مطلق پیغمبر اسلام پر اعتراض اپنی عام اصول سے تجاوز تعدد ازدواج میں کرنے کا از روئے آیہ مذکورہ بالا کرتے ہیں۔ یہ ان کی بڑی غلط فہمی ہے۔ حالانکہ مجموعہ توریت میں فتوی ہر مسموع یعنی سی اور بادشاہ کے لئے چار زوجہ تک کا ہے۔ علاوہ حرموں کے۔ چنانچہ علماء یہود حضرت داؤد کی ازدواج مطہرات کا شمار چھ تک بتاتی ہے۔ علاوہ ونڈیوں کے۔ اور دو سموئیل ۱۲ باب میں دو مار یعنی اتنی اور اتنی زیادہ دینے کا خدا نے حضرت داؤد سے وعدہ فرمایا۔ اسی کے بموجب پیشوایان قوم کو چھ چھ یعنی اٹھارہ بیبیاں کرنیکا یہودی علماء کی طرف سے فتوی ہے۔ اور دوں کیواسطے چار تک جواز رکھا ہے چنانچہ رحبعام بن سلیمان کی اٹھارہ اور ابیہ بن رحبعام کی ۱۴ بیویاں تھیں۔ (کتاب دوم تواریخ ۱۱ باب ۲۱ اور ۱۳ باب ۲۱۔

پھر بھلا اوز (۹) ہی بیویوں پر رسول خدا کیا اشرف الانبیاء کے اعتراض کثرت ازدواج کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اس آیت قرآن مجید سے ایک طور پر چار ازدواج اور دوسرے پر یعنی دو تین چار جن کا مجموعہ [illegible]

حقیقۃ الرؤیاء

وہ کونسا احمدی ہے۔ جسے کبھی نہ کبھی کوئی خواب آئی ہو اور وہ اس کی حقیقت معلوم کرنے کے بے تاب نہ ہو جاتا ہو۔ اگر کوئی نہیں۔ تو پھر ہر ایک کا فرض ہے کہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

حقیقۃ الرویاء کے نام سے اسی غرض کو پورا کرنیکے لئے جو کتاب حال میں شایع ہوئی ہے۔ اسے منگوا کر پڑھیں۔ اور اس سے اپنی خوابوں کی حقیقت معلوم کر لیا کریں۔ یہ کتاب بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر شایع ہوئی۔ اور دس آنے قیمت پر مندرجہ ذیل پتہ سے منگتی ہو فوراً منگا لیجئے۔

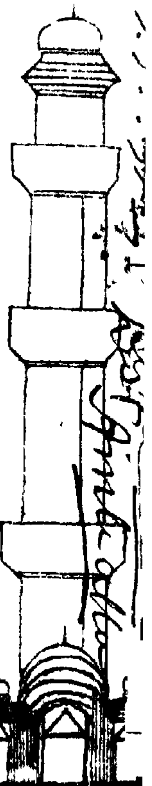
ملنے کا پتہ :-

دفتر اخبار الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۲۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات قادیان دارالامان



فاروق

ایڈیٹر و پرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ ۔ مورخہ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۷

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ جماعت کے انتظام کے لئے جو تجاویز زیر غور ہیں۔ انشاء اللہ جلد بروئے کار آنیوالی ہے۔ (۲) علمائے سلسلہ بعض مسائل کی تحقیق زید میں مصروف ہیں۔ کیا اچھا ہو یہ سب ایک کتابی صورت میں شائع ہو جائے۔ (۳) حضرت میر ناصر نواب صاحب نے جو شفاخانہ چندہ عام سے بنوایا ہے میں اب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کام کرتے ہیں (۴) ماسٹر محمد الدین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر تشریف لے گئے تھے۔ مگر بیمار ہو جانے کی وجہ سے واپس آگئے

(۵) جناب نواب صاحب قبلہ نے ایک شخص اسلئے ملازم رکھا کہ وہ جماعت احمدیہ کے غرباء بیماروں کی خبرگیری کرتا ہے بہت نیک کام ہے۔ خدا اجر دے۔ (۶) بخار کا زور یکدم تیز ہو گیا۔ مدرسہ احمدیہ . . . کے بورڈنگ میں بیس پچیس کے قریب لڑکے بیمار ہو گئے۔ اب خدا کے فضل سے اکثر اچھے ہیں۔ (۷) ۱۵ ستمبر بعد نماز مغرب حافظ روشن علی صاحب نے اعلان کیا کہ صبح سوموار یوم الحج ہے (منگل عید) باہر سے ہفتہ کا چاند ہونے کی شہادت حضرت خلیفۃ المسیح کو پہونچی۔ جسکی بنا پر یہ فیصلہ فرمایا۔ (۸) منگل ۱۷ ستمبر کے عید الاضحیٰ حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھائی۔ خطبہ نہایت پُر اثر قربانی پر تھا۔ عیدگاہ میں

ناظرین فاروق
کو
عید مبارک ہو
(ایڈیٹر)

شوقِ دید

یا خدا محمودؔ کا دربار دکھلا دے مجھے
باغِ احمدؔ کے گل و گلزار دکھلا دے مجھے

غائبانہ ہوں اسیر اوس طرہ پر پیچ کا
حلقہ گیسوئے عنبر بار دکھلا دے مجھے

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
چشم نرگس ابروئے خمدار دکھلا دے مجھے

سوزِ دل سوزِ جگر اور سوزِ فرقت کیا کہوں
بھول جاؤں سب اگر دیدار دکھلا دے مجھے

آرزو ہے تیرے ہاتھوں سے پیوں اک جام
مستی کے عالم اسرار دکھلا دے مجھے

شوق ہے بزمِ . . .

جلد تر وہ رُوئے پُر انوار دکھلا دیجیے
دیکھا تڑپا کروں میں کب تک ...
قادیان کے کوچہ و بازار دکھلا دیجیے

حسن پنہاں ہے ...
وہ بروز احمدؐ مختار دکھلا دیجیے

قوم مجھ کو کافر و بیدین کہتی ہے مگر
غم نہیں اس درد کے آثار دکھلا دیجیے

مردمان ... احمدؐ کی ہے دل ...
جو مہاجر یا کہ ہیں انصار دکھلا دیجیے

ہوں غلامان غلام احمدؐ کا ...
میرے آقا احمدی سرکار دکھلا دیجیے

طالب شاگرد ہی اکمل ہوں فن شعر میں
وہ سخن زار ... گوہر بار دکھلا دیجیے

عاجز محمد یٰسین طالب احمدی ... سہارنپور

ہمارا قادیان

(از جناب قاضی محمد یوسف صاحب ...)

یارب رہے سلامت یہ قادیاں ہمارا
یہ قادیاں ہمارا دارالاماں ہمارا
اُترا اسی زمیں پر ہو کر مثیل عیسٰی
وہ آنے والا احمدؐ آخر زماں ہمارا
اے مُردگان اُمت تم کو جلانے آیا
اس تازہ زندگی کا روح رواں ہمارا
اے سونیوالو جاگو تم سو چکے ہو کافی
دن چڑھ گیا ہے نکلا نورِ جہاں ہمارا
وہ تیرہ سو کی ظلمت کافور ہو گئی ہے
جب چاند چودھویں کا نکلا یہاں ہمارا
جو آگ ہے برستی چاروں طرف زمیں پر
اسکو بجھانے آیا آبِ رواں ہمارا
صدیوں سے اس چمن پہ چھائی ہوئی خزاں تھی
... ہمارا

[illegible]

... ہمارا

[illegible]

پر احمدی ہیں ... نشاں ہمارا
دونوں خدا کے ہیں احمدؐ ... محمدؐ
... اپنی ... گمان ہمارا
... آسمان پر اور خاک میں محمدؐ
... کب تاب و تواں ہمارا
ایمان ہے یہ عقیدہ ... یقیناً
اس بات کو نہ سمجھو ہرگز گماں ہمارا
اس زمین سے کہہ دو اب کا دنیں ہے کیسی
اب ہو چکا ہے مسکن اب آسماں ہمارا
سب ناخدا ہے اپنی کشتی کا نوحِ ثانی
کیا فکر ہے ہو لیڈر گر بادبان ہمارا
جب حق نے دیدیا ہے قرآں
کیا اس سے بڑھ کے ہو گا تیغ و سناں ہمارا
کس ڈھب سے ہم سنائیں تبلیغ احمدیت
تا احمدی بنو تم یہ ہے دھیان ہمارا
مشرق سے تا بہ مغرب تبلیغ ہم کرینگے
ہو گا۔ سنو مخاطب خورد و کلاں ہمارا
جو آج نام سن کر دشنام دے رہا ہے

[illegible]

(الفسلہ از صفحہ ۳)

(۹) شیخ رحمت اللہ صاحب ... کا نکاح بالسیدہ ... شیخ ... صاحب ... کی بڑی لڑکی سے ... نے پڑھا۔ (۱۰) ... کے لئے ایک جلسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ہوا۔ ... الفضل ... میں جلسہ کے لئے ... تقریریں کیں۔ (۱۱) شیخ ... صاحب مہتمم خزانہ عامرہ حیدرآباد دکن ... سید عابد حسین صاحب ... سے تشریف لائے۔

وی پی

۲۶ ستمبر ۱۹۱۹ء کا اگلا پرچہ سہ ماہی رواں کا آخری پرچہ ہے اس لئے جن احباب کا چندہ سہ ماہی ختم ہو چکا ہے ان کے نام ۳ اکتوبر ۱۹۱۹ء کا پرچہ ایک روپیہ کا بابت سہ ماہی چہارم سن رواں وی پی بھیجا جائے گا۔ احباب وصول کریں۔ واپس فرما کر نقصان نہ دیویں۔ (مینیجر فاروق قادیان)

دعا کیجائے

سید احمد نور مہاجر خوست حضرت مسیح موعود کے خادم و مخلص ہیں۔ آپکے ناک میں ایک بیماری ہے جس کا علاج لکھنؤ میں ہوا۔ چہرے کا تمام ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۹ ستمبر ۱۹۱۸ء

توحید کا قائل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو خالق مانتا ہے۔

میرے پیارے بھائیو! جسکو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین اور ایمان حاصل ہوگیا۔ وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامگار رہو گیا۔ اور تمام دکھوں اور آلام سے نجات پاگیا۔ اسپر ایمان لانا صرف اسلام میں داخل ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔ دیگر تمام مذاہب نے اس کی تصویر اور اس کا خاکہ بہت ہی ناقص پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اور اس صاحب کمال و جلال کو کما حقہ بیان نہیں کیا۔ بھلا کس کی مجال ہے۔ کہ ذات واجب الوجود کے صفات کمال خود بخود بیان کرسکے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ اللہ کی تعریف اور ستائش کرنا خود اسی ذات پاک کا کام ہے۔ انت کما اثنیت علےٰ نفسک۔ تمام موجودات کے سردار (صلے اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔ کہ میں تیری توصیف میں کیا بیان کروں۔ تو تو ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا کی۔

دیگر مذاہب نے اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں کہ الامان۔ الحفیظ۔ عیسائیوں نے سرے سے ہی اس امر کا انکار کردیا ہے۔ کہ اللہ نے کچھ پیدا کیا تھا۔ بلکہ ان کے اعتقاد کے مطابق حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام خالق تھے۔ اور آریہ صاحبوں کے نزدیک اللہ تعالےٰ خالق نہیں ہے۔ بلکہ مادہ اور ارواح خود بخود ہیں اور وہ اللہ تعالےٰ کی طرح انادی ہیں۔ اور ان کا خود ساختہ اصول یہ ہے۔ کہ چونکہ ہم نیستی سے کوئی چیز بنا نہیں سکتے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ بھی نیستی سے کچھ بنا نہیں سکتا۔ اس لئے ضرور انہیں ماننا پڑا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مادہ اور ارواح کو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرح ہمیشہ سے ہیں۔ اور ہمیشہ تک ہیں۔ ان دونوں مذہبوں نے اپنے اعتقاد میں سخت غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ مسیحیوں نے مسیح کو اللہ تعالیٰ کا ساجھی اور شریک بنانے کے علاوہ اسکو اس سے بھی برتر اور اعلےٰ بنا دیا۔ باپ نے کچھ نہیں پیدا کیا۔ سب کچھ بیٹے نے بنایا ہے۔ اور پھر طرفہ یہ ہے۔ کہ بنانے والے کو خواص الاشیاء کا خوب علم ہوتا ہے۔ مگر مسیح انجیر کے درخت کے پاس جاتے ہیں۔ اور یہ معلوم نہیں کہ اسپر کوئی پھل نہیں۔ اگر وہ خالق تھے۔ تو انھیں یہ بھی تو علم ہونا چاہیئے تھا کہ اسپر اسوقت پھل ہے یا نہیں۔ غرضکہ مسیح کے خالق ماننے میں اللہ تعالےٰ کی صفت خالقیت پر ہی حرف نہیں آتا بلکہ اس کا علم بھی نہیں رہتا۔ کیونکہ جس نے کسی چیز کو بنایا ہی نہیں۔ وہ کیسے اسکی خواص اور حقائق سے آگاہ ہوسکتا ہے۔

آریہ صاحبان نے بھی اللہ تعالیٰ کے متعلق اس اعتقاد میں سخت غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ پھر انہیں ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ علیم نہیں ہے۔ اور اسکی صفت علم اور قدرت سے انکار کرنا پڑے گا۔ بھلا وہ خدا جس میں علم اور قدرت نہ ہو۔ وہ کیسے اللہ بن سکتا ہے۔ انہوں نے تمام اشیاء کے ذرات کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا دیا ہے غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ جب اس سے ایک صفت کمال زائل ہوسکتی ہے۔ تو پھر کیوں دوسری صفات حسنہ زائل نہیں ہوسکتیں۔

اسلام نے اللہ تعالیٰ کو خالق مانا ہے۔ اور اس اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت اور علم ماننے میں کسی طرح کا نقص لازم نہیں آتا۔ ہم یہاں قرآن شریف کی چند آیات کو جو طرز مذہب کے پیش کرتے ہیں کیونکہ مبارک ہیں وہ جنھوں نے اسلام کو قبول کیا۔ اور اسپر کاربند ہوئے۔ اسلام کی کتاب مبارک قرآن شریف نے دعاوی اور دلائل میں کوئی کسر اور کمی باقی نہیں رکھی سب کچھ خود ہی بیان فرما دیا۔ اور یہی ایک زبردست اصول ہے۔ جسپر سوائے قرآن شریف کے اور کوئی کتاب پوری نہیں اتری۔ یعنے خود ہی کسی بات کا دعویٰ کرے۔ اور پھر خود ہی اسکے دلائل اور براہین بیان کرے۔ ہم صرف یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علم قدرت اور خلق کے درمیان ایک بڑا زبردست تعلق اور ارتباط ثابت کیا ہے۔ اور اگر اللہ کی صفت خلق سے انکار کردیا جاوے۔ تو اس کی قدرت اور علم سے بھی انکار لازم آتا ہے۔ مگر دنیا میں شاید ہی کوئی ابھی ایسا نہیں۔ جو اللہ کی صفت علم اور قدرت سے انکار کرتا ہو۔ خلق کل شیئ وھو بکل شئ علیم۔ اللہ تعالےٰ نے ہر شے کو پیدا کیا۔ اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ کیونکہ بنانے والا ہی اپنی بنائی ہوئی چیز سے خوب آگاہ اور واقف ہوتا ہے۔ اسلئے یہاں خلق کے بعد علیم کو رکھا ہے۔ الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر کیا وہ نہیں جانتا۔ جس نے پیدا کیا ہے۔ حالانکہ وہ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔ صفت خلق کے انکار سے صفت علم کا انکار بھی ماننا پڑتا ہے۔ اسلئے فرمایا۔ قل اللہ خالق کل شئ وھو الواحد القھار۔ کہدے اللہ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اور کوئی اسکا شریک نہیں ہے۔ واللہ خلق کل دابۃ من ماء فمنھم من یمشی علےٰ بطنہ ومنھم من یمشی علےٰ رجلین ومنھم من یمشی علےٰ اربع یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علےٰ کل شئ قدیر۔ اللہ نے ہر جانور کو پانی سے بنایا ہے۔ بعض انمیں سے اپنے پیٹ پر چلتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے دو پاؤں پر چلتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے چار پر چلتے ہیں۔ اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے خلق کے ساتھ علم الٰہی ثابت کیا ہے۔ خلق کے ساتھ ہی اپنی قدرت کا ثبوت دیا۔ ساتھ توحید بھی قائم ہے۔

سے انکار کیا جاوے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نہ علیم رہتا ہے نہ قدیم۔ اور نہ ہی واحد قہار مانا جائے گا۔ پس وہ لوگ جو کہ اللہ تعالیٰ کو خالق نہیں مانتے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے علم۔ قدرت اور توحید پر بھی کوئی یقین حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسلئے وہ کامل ایمان کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اور ان کا یہ ایمان ہمیشہ تزلزل کی حالت میں رہتا ہے۔

اپنے وعدوں کو پورا کرو

ایک وقت تھا کہ مسلمان اس بات میں ضرب المثل تھے کہ وہ اپنے عہدوں کا پورا کرنا جزو ایمان سمجھتے یا اب یہ حال ہے کہ دن میں بیسیوں وعدے کئے جاتے ہیں اور پھر ان کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔ میں ان کو ایک تاریخی قصہ سناتا ہوں۔ شاید اس کو پڑھ کر کسی کے دل میں جوش آ جائے۔ اور وہ اپنے آپ کو سلف صالحین کا نمونہ بنائے۔ وہ واقعہ یہ ہے:-

ہسپین کے ایک آدمی نے کسی ناگہانی جھگڑے میں ایک شریف مور (باشندہ مراکو) کو قتل کر دیا۔ اور فرار ہو گیا۔ تعاقب کرنیوالے اس کی گرفتاری میں کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ وہ ایک باغ کی دیوار پھاند کے ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔ باغ کا مالک حسن اتفاق سے باغ میں موجود تھا۔ ہسپانوی سے باغ میں آنے کی وجہ دریافت کی۔ اسنے نہایت عاجزی سے وہ معاملہ بیان کیا۔ اور التجا کی کہ مجھے کہیں چھپا دو۔ اس نیک دل آدمی نے اسے کچھ پھل دے کر کہا کہ یہ کھاؤ۔ اور تم کو معلوم رہے کہ اسوقت تم میری حفاظت میں ہو۔ رات ہوتے یہاں سے بھی زیادہ محفوظ جگہ مہیا کر دوں گا۔ تھوڑی دیر بعد اس کو اپنے سردخانہ میں چھپا دیا۔ اور آپ اپنے گھر آیا۔ اور ابھی بیٹھا ہی تھا۔ کہ بے شمار لوگ اس کے بیٹے کی لاش اٹھائے ہوئے اسکے دروازہ پر پہنچے جسکو ایک ہسپانی نے مار ڈالا تھا۔ بدنصیب مسلم نے معلوم کر لیا کہ یہ قاتلانہ فعل اسی شخص سے وقوع میں آیا ہے۔ جو اسوقت میری پناہ میں ہے۔ اس نے اس بات کا کسی کو ذکر نہ کیا۔ اور متعلقین کو یہ کہہ کر کہ کوئی اسکے پیچھے نہ آئے۔ گویا وہ اکیلا ہی افسوس کرنا چاہتا تھا۔ باغ کی طرف واپس گیا۔ اور ہسپانی سے آبدیدہ ہو کر کہا۔

"اے دوست جس شخص کو تم نے قتل کیا وہ میرا لڑکا تھا۔ اس کی لاش اسوقت میرے گھر میں ہے۔ گو تم کو اس وحشیانہ حرکت کی سزا دینا ایک لازمی امر ہے۔ لیکن میں نے تم سے عہد کیا ہے کہ تمہاری حفاظت کرونگا جو ہرگز ٹوٹ نہیں سکتا۔ وہ اس کو اپنے اصطبل میں لے گیا۔ اور اپنے تیز گھوڑوں میں سے ایک پر سوار کر کے کہا کہ بھاگ جاؤ۔ جب تک رات تمہیں چھپا سکے۔ تاکہ صبح کو تم محفوظ ہو جاؤ۔ تم بے شک میرے بیٹے کے قاتل ہو۔ لیکن خدا عادل اور رحیم ہے۔ اور میں اس کا شکر گذار ہوں کہ انتقام میں تمہارا خون نہیں کیا اور جو وعدہ تم سے کیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا۔"

میرے دوستو! تم میں ہزاروں ہونے چاہئیں جو اپنے عہدوں کو نباہنے والے ہوں۔ یہ بیعت جو تم نے نفس برگزیدوں کے ہاتھ پر کی ہے۔ یہ بھی ایک عہد ہے۔ جسکو تا دم آخر نباہنا ہمارا فرض ہے۔ خدا اس فرض کی توفیق دے۔

مکالمہ کبیر

(از مولوی کبیر الدین احمد صاحب لکھنوی)

مایا مرے نہ من مرے مر مر جات شریر
آشا ترسنا مرے کہہ گئے داس کبیر

ایک مولوی صاحب اس عاجز کو کانپور کے اسٹیشن پر ملے عمر کے ادھیڑ ریش مثل دھنک آسمان کے یعنی سرخی اور سفیدی لئے ہوئے۔ مولوی مذکور نے اس عاجز سے دریافت کیا کہ گاڑی فتح گڑھ کو ریل کسوقت جائیگی چنانچہ بتایا گیا۔ سنکر کہنے لگے۔ کہ روٹی کباب خرید لوں ورنہ سفر شب بھر کا ہے۔ تکلیف ہو گی۔ اور بغیر طعام کھائے زندگی نہیں۔ میں نے کہا ہو تو سکتی ہے۔ فرمانے لگے غیر ممکن۔ تب اس عاجز نے جواب دیا کہ مولوی صاحب حق تو یہی ہے کہ انسان غذا کا کیڑا ہے۔ بغیر بول و براز اور کھائے پیئے زندہ رہ نہیں سکتا۔ رمضان کے دنوں میں صرف چند گھنٹے نہیں ملتا۔ تو آدمی مردہ ہو جاتا ہے۔ پاک ہے وہ واحد لا شریک کہ جو نہ کھاتا ہے اور نہ سوتا ہے۔ اور ہر طرف ہے۔ مولوی صاحب گو بڑے تھے۔ مگر تیری باتیں سنکر خوش ہوئے۔ دعا دی اور فرمایا۔ انگریزی دان ہو کر سمجھ اچھی ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ دینیات پڑھو۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب اس خاکسار نے ماسٹر ممتاز مسیح سے انجیل شریف پڑھی ہے۔ مگر زبان انگریزی میں۔ مولوی صاحب نے میری طرف دیکھ کر بہت گھورا کہ وہ تو تحریر نہیں کر سکتا اور مولوی صاحب کہنے لگے لاحول۔ اجی! اس میں کیا رکھا ہے۔ خلاف عقل باتیں۔ اصل انجیل کہاں ہے میں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ ارشاد آپ کا نہایت درست ہے کہ اسمیں ایسی خلاف شرع عقل باتیں مندرج ہیں کہ رونا آتا ہے۔ میں نے اس کا مطالعہ قطعی چھوڑ دیا جب سے اس میں یہ دیکھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بغیر روٹی کباب کھائے اب تک زندہ آسمان پر ہیں۔ اور پھر دوبارہ تشریف لاوینگے مجھے انجیل کی یہ کہانی پسند نہ آئی۔ بس یہ کہنا تھا کہ مولوی مثل بوسیدہ خمیر کے پھولا۔ جھاگ پر جھاگ موںہ سے چلنے لگی۔ بولا مرزائی ہو۔ توبہ توبہ۔ ہمارے مفسرین نے حضرت مسیح کو زندہ لکھا ہے۔ قرآن شریف میں زندہ لکھا ہے۔ تب اس عاجز نے جواب دیا کہ پھر انجیل میں بھی تو یہی لکھا ہے۔ انجیل کو پھر آپ جعلی نقلی کیوں کہتے ہیں۔ جبکہ آپکے مفسرین نے بھی عیسائیوں کے عقائد لے کر اپنی کتاب کو تیار کیا۔ مگر حق یہی ہے۔ کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہ وحی الٰہی انی متوفیک ورافعک الیّ کے معنے کئے ہیں۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کی روح فرشتہ کی معرفت قبض کی۔ اور کسی اونچے ٹیلے میں رکھا۔ اور اب وہ روحانی جسم سے حضرت آدم کی طرح جنت میں زندہ ہیں۔ اور اس فلکی اسٹیشن سے . . . . . .

لرف کا ٹکٹ ان کو نہیں مل سکتا - اللہ تعالیٰ کی
ت نہیں ہے کہ مردوں کو اس عمکدہ میں واپس کر
طور پر انسانوں کا گلا گھونٹئے - اس گفتگو کو میں
انوں کا سن رہا تھا - اور پھر ایک ہندو نامی شکریل
. دہا کبیر داس کا پڑھا -

یا مرے نہ من مرے مرمر جات شریر
شا تسنا نہ مرے کہہ گئے داس کبیر
رل سے نے میرا نام پوچھا بتایا گیا - کبیر احمدی -
یح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک ادنیٰ
م کا کبیر اکبرآبادی - حال لکھنؤ +

وفاختہ بیک تیر

۲ اگست کی کاغذی ذوالفقار پیش نظر ہے
سب کی ایک جھلک کو ناظرین کے پیش نظر
اس میں کسی شیعہ صاحب نے کسی سنی صاحب کے
جواب دیا ہے - میرا مطلب اس وقت صرف
تعصب کو دکھانا ہے - اور یہ مقصود ہے
عقل کی پڑیوں نے آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر
سے پر حملے کئے ہیں - جو کہ صریحاً عقلاً نقلاً
ہیں -

شیعہ صاحبان مانتے ہیں کہ خلیفہ رسول کی
سے متصف اور افضل الناس جمیع امور حسنہ
ہیئے - (یہ شیعوں کا دعویٰ ہے - اس کا
مذکور اس طرح دیتا ہے)

ول کو صفات رسول سے متصف ہوتا اور
یں افضل ہونا تب لازم آتا ہے - کہ جب
ب اللہ ہو - اور رسالتمآب کے بعد کوئی
ب اللہ نہیں ہوا - اور نہ آنحضرت ؐ کے بعد
جنکی ضرورت تھی - اسلئے کہ جو ایسا خلیفہ
ر کرے گا - اس کو تجدید شرع خیر البشر اور
سلام اور تکمیل دین کے لئے مقرر کریگا

اسکی کوئی ضرورت نہیں "

اور اپنے دعوے کو الیوم اکملت الخ سے ثابت کرتے
ہیں - اور شرح یوں کرتے ہیں -

جب خدا تعالےٰ تکمیل دین کر چکا - تو اب اس میں کسی
قسم کی کمی متصور نہیں ہو سکتی - اور کسی قسم کی کمی کا گمان
کرنا کفر ہے -

معترض صاحب نے اسجگہ مندرجہ ذیل باتوں کا انکار کیا
ہے - (۱) خلیفہ خدا نہیں بناتا بلکہ انسان بناتا ہے -
(۲) خلیفہ افضل الناس اگر نہ ہو تو کوئی ہرج نہیں - (۳)
کسی مجدد کی ضرورت نہیں جو تجدید دین متین کرے (۴)
اشاعت اسلام نہیں کرنی چاہیئے -

ناظرین غور فرماویں کہ ایک ذراسی بات کو محض تعصب
کی وجہ سے تسلیم نہ کرنے سے کتنی باتوں کا انکار کرنا پڑا
جو کہ صریحاً قرآن شریف اور اقوال نبی کے خلاف ہے
ملاحظہ ہو - مندرجہ ذیل -

خلیفہ ہمیشہ منجانب اللہ ہوتا ہے - اور خدا خود اسکو
قائم کر کے تائید فرماتا ہے - سورہ نور وعد اللہ
الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی
الارض کما استخلف الذین من قبلھم - الخ دیکھئے خدا تعالےٰ
خود فرماتا ہے - کہ خدا نے مومنوں سے جنہوں نے
اعلےٰ درجہ کے عمل کئے ہیں - اور وہ اسی اُمت سے ہونگے
وعدہ فرمایا ہے - کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا - اور پھر
خود ہی فرمایا کہ میرا خلیفہ بنانا کوئی نئی بات نہیں - اور تمہارے
ساتھ ہی مختص نہیں - بلکہ تم سے جو پہلے لوگ تھے ان میں
بھی خود ہی خلیفے بنائے تھے - دیکھئے اسجگہ صاف فرمادیا
کہ ہمنے پہلے بھی خلیفہ بنائے - اور تم کو بھی ہم ہی بنائینگے -
ایسی صورت میں ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ خلیفہ نبی کریم ؐ کے
بعد منجانب اللہ نہیں ہوتا -

دوسرا قول کہ خلیفہ افضل الناس نہ ہو کوئی حرج
نہیں کے متعلق پہلے تو فرمایا کہ کامل مومن ہو - اور پھر ساتھ ہی
اعلیٰ درجہ کے عمل بھی کرنیوالا ہو - اسکو خلیفہ بناتے ہیں
پھر دوسری جگہ فرمایا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم
بس ان ہر دو آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مومن ہونا

شرط ہے پھر سب سے زیادہ متقی بھی ہو - ایسا شخص خلیفہ
بننے کے قابل ہوتا ہے - پس معلوم ہوا کہ خلیفہ افضل الناس
ہونا ضروری ہے - تیسری بات کہ مجدد نہیں ہوگا - جو
دوبارہ اسکی تجدید کرے - نبی کریم ؐ کے اقوال اور خدا کے حکم
کے صریحاً نقیض ہے - خدا تعالیٰ فرماتا ہے - انا ارسلنا
الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون
رسولاً (مزمل) یعنے ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا
ہے جسطرح موسےٰ کی طرف مبعوث کیا تھا - اسجگہ آپ
کو موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی ہے - دوسری جگہ
خدا تعالیٰ سورہ مائدہ رکوع دوسرے میں بنی اسرائیل کو
فرماتا ہے - ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل
وبعثنا منھم اثنا عشر نقیباً - یعنے ہم نے بنی اسرائیل
سے وعدہ لیا ہے - اور ان سے بارہ نقیب مقرر کئے -
دیکھو ایک طرف نبی کریم ؐ کے سلسلہ کو موسوی سلسلہ سے
مشابہت دی - پھر فرمایا کہ ان میں بارہ نقیب تھے - اسکے
پیش کرنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ اس امت میں بھی
مشابہت تامہ پوری کرنے کے لئے نقیب بھیجیگا پھر
نبی کریم ؐ فرماتے ہیں - ان اللہ یبعث علےٰ راس کل
مائۃ من یجدد لھا دینھا (مشکوٰۃ) کہ خدا ہر صدی پر
مجدد ارسال کریگا - جو اسکی تجدید کیا کرے گا - اب دیکھئے
قرآن شریف اور حدیث شریف متفق ہو کر کہتے ہیں کہ ضرور
مجدد آئے گا - مگر معترض مذکور کہتا ہے کہ دین مکمل ہے
اسلئے کسی مجدد کی ضرورت نہیں -

چوتھی بات جو کہ مستنبط کی تھی یہ ہے کہ اشاعت اسلام
نہیں ہونی چاہیئے - کیونکہ تکمیل دین میں حرج ہوتا ہے
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف
وتنھون عن المنکر اولئک ھم المفلحون یعنے تم
ہی تمام اُمتوں سے اعلےٰ اور بہتر ہو - تم کو یہ مرتبہ اسلئے
نصیب ہوا ہے - کہ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کرتے ہو - یہی وجہ ہے کہ تم کامیاب اور خیر الامم ہو
دیکھئے ان کو خیر الامم کا خطاب اس لئے ملا ہے - کہ [illegible]
رسالت کرتے ہیں - لیکن معترض کہتے ہیں کہ تبلیغ رسالت
نہ کرنی چاہیئے - کیا خوب ہے - آفریں [illegible]

... تعصب نے ان کو کیسا اندھا کیا ہے۔ کہ اسلامی ... سے بھی یک طرف کر دیا۔ اور حقیقت کو ان کی آنکھوں سے ... اوجھل کیا۔ اب میاں شیعہ صاحب کے جواب ... فرمادیں۔ وہ کیا فرماتے ہیں۔ اور کس طرح ... پیش کر کے اپنی قابلیت کا ثبوت دیتے ہیں ... فرماتے ہیں۔

(۲)

یہ خیال محض غلط اور معترض صاحب کے فہم سلیم اور ذہن مستقیم کا قصور ہے۔ اسلئے کہ اگر تکمیل دین رسالتمآب کے زمانہ میں ہو چکی تھی۔ تو رسالتمآب بوقت انتقال صحابہ سے یہ ارشاد نہ فرماتے۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک دین حد تکمیل تک نہیں پہونچا۔ ورنہ رسالتمآب کو یہ وصیت فرمانے کی کہ اگر کتاب خدا اور میری عترت ظاہر سے متمسک رہوگے۔ تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ کوئی ضرورت نہ تھی۔

حضرات دیکھئے اور مذکورہ بالا عبارت پر نظر غائر ڈالئے۔ آپکو اچھی طرح سے پتہ لگ جائے گا۔ کہ ... نبی کریم کی کسقدر توہین کی۔ اور خدا کی کلام کو الٹ پلٹ کر کے یحرفون الکلم کا مصداق بنے۔ ان کے اس جواب سے مندرجہ ذیل باتیں ماخذ ہوتی ہیں۔ (۱) نبی کریم ؐ کی ذات پر حملہ (۲) خدا اپنے مقصد میں ناکام رہا (۳) تکمیل دین نبی کریم کے زمانے میں نہیں بلکہ ... پچیس سال بعد ہوئی۔

نبی کریم کی ذات پر حملہ اس طرح ہوتا ہے کہ نبی کریم ایسے ... تھے۔ کہ خود وقت تکمیل دین نہیں کر سکے۔ ہر چند ... اور اپنے وطن کو بھی چھوڑا۔ اور عزیز و اقارب ... کے مقابلہ کی کڑی مصیبتیں برداشت کیں ... دین کو مکمل نہ کر سکے۔ ادھورا ہی چھوڑا ... دم کہہ گئے کہ قرآن ... کی تکمیل رہیگی اور ... میں وہ نبی جو کہ ... استاد ...

سے حاصل کرے۔ آپکی امت خیر الامم ہو۔ آپ کی کتاب خاتم الکتب ہو۔ آپ کا دین جامع جمیع کمالات دینیہ ہو۔ اسکی نسبت یہ کہا جائے۔ کہ دین نامکمل رہا۔ اور مرتے دم حسرت کے ساتھ مذکورہ بالا الفاظ کہیں۔ بھلا جس کو خود انجام نہ دے سکے۔ اس کو امت کیسے کر سکیگی۔

دوسری بات خدا بھی ناکام رہا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ آج ہی دین مکمل ہو۔ اور حضرت علی خلیفہ ہوں۔ اور رسول ان کے یا ایہا الرسول الخ کا تاکیدی فرمان جاری کر کے اور تکمیل دین کے لئے حضرت علی کا وجود ٹھیرایا ہو۔ اور پھر نبی کریم لوگوں کو کہیں بھی۔ مگر بالآخر نتیجہ وہی یعنے خدا کو بھی مغلوب ہونا پڑا۔ خلیفہ مسند خلافت پر خدا اور اسکے رسول کی مرضی کے خلاف جلوہ افروز ہوئے۔

تیسری بات کہ نبی کریم ؐ کے تئیس سال بعد تک دین کامل نہیں ہوا۔ خدا بڑا ہی کمزور ہے۔ کہ اپنی مرضی ابوبکر جیسے ضعیف انسان سے نہیں منوا سکتا کہتا ہے کہ ان اللہ عزیز ذو انتقام۔ مگر ڈرتا ایسا ہے۔ کہ اس کی منشاء کے مخالف ابوبکر رضی اللہ عنہ کرتا ہے۔ اور وہ دیکھتا اور تیئس سال تک ڈرتا رہتا ہے حضرت عمر حضرت عثمان بھی اس مسند خلافت پر جلوہ فگن ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ میاں دبکے بیٹھے ہیں۔ اور جب دیکھا کہ اب کوئی ایسا آدمی نہیں جس سے ڈرا جائے پھر حضرت علی کو خلافت دیتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ کیا ہی بے ہودہ اور لغو عقیدہ ہے۔ کہ جسکا صرف اسلئے کہ تعصب کا نتیجہ تھا۔

شیعہ صاحب کی بدحواسی

ایک طرف تو کہتے ہیں کہ تکمیل دین نبی کریم نہیں کر سکے۔ لیکن دوسری طرف فرماتے ہیں۔ کہ خم غدیر کے موقعہ پر جب نبی کریم نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہا۔ اسوقت حضرت علی خلیفہ بلا فصل تھے۔ اور دین مکمل ہو گیا۔ بد حواسی دیکھئے کہ ایک طرف تو یہ کہ نبی کریم مر گئے۔ لیکن دین ادھورا رہا۔ دوسری طرف خود ہی کہتے ہیں۔ کہ خم غدیر مکمل ہو گیا۔ حالانکہ یہ واقعہ نبی کریم کی زندگی میں ہی واقع ہو چکا تھا۔

آیت کا شان نزول ایک اور حدیث

یہ حدیث جس میں فرمایا ہے۔ کہ جس کا میں مولا اس کا علی بھی مولا یہ محض اس غرض سے پیش کی جاتی ہے۔ کہ لوگ اپنی سادہ دلی کی وجہ سے دھوکہ کھا جائیں۔ حالانکہ مولا کے معنے دوست۔ صدیق۔ ابن عم۔ رجا، حلیف وغیرہ کے کرتے ہیں (تاج العروس لسان العرب) حدیث کا مطلب صاف ہے۔ کہ جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے۔ چنانچہ تاج والے یہ حدیث لاکر دوست کے معنے بتلاتے ہیں۔ پس اس سے یہ کبھی نہیں استدلال کیا جا سکتا۔ کہ حضرت علی خلیفہ ہیں۔ اور آیت سے بھی یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی خلیفہ ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ہیں۔ دلیل تم کوئی نہیں بیان کر سکتے۔

ایسی غلطی کیوں ہوئی؟

اس لئے ایک تو محض تعصب ہے، جو ان کو راہ راست پر آنے سے روکتا ہے۔ دوسرے آیت کے معنے غلط سمجھے ہیں آیت کے یہ معنے نہیں۔ کہ چند آدمی یا ساری دنیا مسلمان ہو جائے یا زید بکر خلیفہ ہو۔ تب جاکر دین مکمل ہو۔ نہیں ایسا نہیں۔ بلکہ مفہوم تو یہ ہے۔ کہ اسلامی احکام جن سے اسلام قائم ہوتا ہے۔ وہ مکمل ہو گئے ہیں۔ اور آنے والی نسلوں کے لئے یہی دین ہے۔ اور کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی۔ جو اس کو منسوخ کرے۔ کیونکہ یہ مکمل ہے۔ اور ناقص نہیں ہے۔ موجودہ وقت کے تعصبوں اور خانہ جنگیوں۔ اور اغیار کو بڑھتے دیکھکر بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔

مہدی مسعود کا ہوتا نہ گر بار و نزول
نیر اسلام پر وقت غروب آنے کو تھا

شیخ غلام غوث اسلم (مولوی عالم) قادیان

نماز مترجم

اس نماز مترجم کو جیبی تقطیع پر شائع کیا گیا ہے۔ اور اسکے ... ہمارا ... وہ ہر قسم کی نماز ترجمہ کیساتھ لکھی گئی ہے۔ نماز کے مسائل ... پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔ قادیان کے ...

ایک غیر احمدی کے جواب میں

(از مولانا محمد عبد اللہ صاحب ساکن [illegible] ضلع لاہور)

ہمارا مسلک ہمارا قول و عقیدہ یہ ہے کہ سچا معیار راست روی کا اتباع کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ پس [illegible] اسلاف صالحین کے اقوال و اعمال و اعتقادات [illegible] قابل عمل ہوسکتے ہیں۔ جب مستند بکتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلے اللہ [illegible] ائمہ اربعہ کے اقوال بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔ دیکھو [illegible] کے صفحہ ۵۵ پر امام زندویسی سے [illegible] ابی مطیع یوں نقل کیا ہے۔

سئل ادا قلت قولا وکتاب الله يخالفه قال اترکوا قولي بخبر الرسول صلے الله عليه وسلم فقيل اذا کان قول الصحابة يخالفه قال اترکوا قولي بقول الصحابة۔ وقال عبد الله بن المبارک سمعت اباحنيفة۔ يقول اذا جاء عن النبي علی الراس والعين واذا جاء عن اصحاب النبي نختار قولهم واذا جاء من التابعين زاحمهم انتهی۔ اور یواقیت والجواہر میں شیخ عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں۔

وکان الامام مالک يقول ما من احد الا ماخوذ من کلامه ومردود عليه الا رسول الله [illegible] نہایہ میں امام الحرمین سے منقول ہے۔

ان الشافعي قال اذا بلغکم خبر صحيح يخالف مذهبي فاتبعوه واعلموا انه مذهبي ثم قال و [illegible] منصوصا انه قال اذا بلغکم عني مذهب [illegible] عندکم خبر علی مخالفته فاعلموا ان مذهبي [illegible] المذهب انتهی۔ اور یواقیت والجواہر میں بھی ہے [illegible] الامام احمد يقول ليس لاحد مع الله ورسوله [illegible] لا تقلدني ولا تقلدن مالکا ولا الاوزاعي [illegible]

الصحي ولا غيرهم [illegible] وخذ الاحکام من حيث اخذوا من الکتاب والسنة انتهی۔

کیا آپ کی تسلی ہوئی یا نہیں کہ سچا معیار کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ۔ اگر اقوال و اعمال و اعتقادات اسلاف صالحین بدون موازنہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سچا معیار ہوتے تو ان کی نقالی سے کیوں منع کیا جاتا اور وہ خود اپنی تقالید سے یوں روکتے اسلاف صالحین کے زمانوں میں [illegible] پیدا ہو گئے تھے۔ اور الگ الگ مذاہب کا پیدا ہو جانا بھی انہیں کے زمانہ میں ہوا تھا۔ شیعہ سنی خارجی۔ قدری جبری کا جھگڑا اسی وقت سے چلا آتا ہے۔ ہر ایک [illegible] کے متبوعین انہیں میں پیدا ہوئے تھے۔ اگر ہر ایک متبوع کے اعمال و اقوال و اعتقادات کو سچا معیار گردانا جائے۔ تو ہر ایک گروہ حق بجانب سچا ہو سکتا ہے۔ شیعہ کہہ سکتا ہے۔ میں سچا ہوں۔ خارجی کہہ سکتا ہے۔ میں سچا ہوں [illegible] قادری حیدری وغیرہ بھی۔ وہل هذا الا باطل۔ حق واحد ہے متعدد نہیں۔ [illegible]

اقول۔ جب زمانہ کی ہوا آپ پر کھل گئی ہے۔ کہ طرح طرح کی محدثات اور قسم قسم کی تبدیع عقائد عالم دنیا میں موجزن اور قدم جماتی آتی اور خدا کی راہ چلتوں کو پھسلا پھسلا کر مغضوبین اور ضالین کے گڑھوں میں گراتی جاتی ہیں۔ تو پھر آنکھوں پر پٹی تقلید کی کیوں باندھی گئی۔ اور اندھوں کی طرح کیوں چلنا شروع کیا۔ کیا مغضوبین اور ضالین ضلالت و غضب کے گڑھے میں اسی تقلید کے باعث نہیں گرے۔ دیکھو آیت کریمہ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم۔ نیشاپوری نے اس آیت کریمہ کے ضمن میں لکھا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویشوں کو دراصل خدا نہیں ٹھیرا لیا تھا۔ بلکہ انہوں نے انکی اطاعت برخلاف حکم خدا و رسول کے کی تھی۔ اخرج الترمذی عن عدی بن حاتم انه قال [illegible] عليه وسلم [illegible]

من دون الله قال [illegible] لم يکونوا يعبدونهم ولکنهم کانوا اذا [illegible] شيئا استحلوه واذا حرموا عليهم [illegible] وفي رواية عن عدی بن حاتم [illegible] اتيت النبي صلے الله عليه وسلم وهو يقرأ سورة براءة فلما وصل الی هذه الآية [illegible] قال عدی انا لسنا نعبدهم فقال اليس يحرمون ما احل الله ويحلون ما حرم فتحلونه [illegible] فتلک عبادتهم۔

جب بدعات و محدثات کا بازار گرم ہو گیا۔ اور طرح طرح کے مفاسد عالم میں پھیل گئے اور پھیل رہے ہیں۔ تو پھر [illegible] مصلح کی ضرورت ہے یا نہیں۔ آپ کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ زمانہ حال کے علماء ان مفاسد کو مٹا نہیں سکتے۔ تب ہی تو حال [illegible] اقوال اسلاف صالحین کا اقرار کرتے ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں اسی زمانہ کے علماء کی پیشگوئی حدیث علماءهم شر من تحت اديم السماء منهم تخرج الفتنة وفيهم تعود۔ میں موجود ہے۔ اور فتنہ بھی تکفیر بازی تھی اور صدی چاردہم کا سر بھی تیس سال سے گذر چکا ہے اور حدیث شریف ان الله يبعث علی راس کل مائة سنة من يجدد لها دينها بھی ایک مصلح جدید کی خواستگاری ہے۔ اور اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم کی تعلیم بھی ہر نماز کی ہر رکعت میں دیجاتی ہے۔ اور اسکی عدم قرأت سے لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الکتاب کا فرد جرم لگایا جاتا ہے۔ وہ بھی مصلح کی خواہاں ہے۔ کیا ابھی تک چشم غفلت کا [illegible] سے نہیں نکالا جاتا۔ پھر باوجود سبق دئے جانے [illegible] جدید کے شکوہ کیا۔ جب جادہ مستقیم سے [illegible] گرنا ہو رہا ہے۔ تو پھر [illegible] کہ ختم [illegible]

ظہیر الدین کی ہلاکت

[illegible] ظہیر الدین اروپی اپنی ناکامی و نامرادی کی وجہ سے جو لازمہ افترا
[illegible] حدیث المفتر [illegible] ہے یہ چنداں اس قابل نہیں کہ اسکے
[illegible] میں ایک کالم بھی دیا جائے لیکن ایک [illegible]
[illegible] ظاہر ہونے کی وجہ سے میں معافی چاہتا ہوں کہ
[illegible] لکھنے پر مجبور ہوا ہوں۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء کو
[illegible] نے ایک [illegible] شائع کی ہے جسکا خلاصہ اسی کے الفاظ میں
[illegible] ہے:-

"وہ کلام الٰہی اور الہام ربانی کہ جو مجھ پر نازل ہوا اور
جس کی بناء پر میں اپنے تئیں وہ یوسف موعود قرار
دیتا ہوں × × × × وہ فی الواقعہ خدا تعالیٰ
کا کلام اور وحی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا
کر کہتا ہوں۔ کہ وہ نہ تو از قسم اضغاث احلام ہے
اور نہ از قسم احادیث النفس نہ ہی کذب اور افترا
اور نہ از قسم ارادہ۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا
ہوں کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے
کہ وہ [illegible] خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام اور اسی کا
[illegible] کلام ہے۔ پس × × × میں دعا کرتا ہوں
کہ اگر میں نے تحریر بالا میں کسی قسم کے جھوٹ اور
[illegible] سے کام لیا ہے۔ تو اے میرے خدا
[illegible] قدرت میں میری جان ہے۔ تو مجھے
[illegible] سخت غضبناک عذاب میں ایک سال
[illegible] برباد کر دے۔ اور مجھ پر ایسا
[illegible] کہ تمام دنیا کے لئے عبرت ہو۔"
[illegible] حضرت خلیفۃ المسیح کی کتاب حقیقۃ الرؤیا
[illegible] کہ ایک شخص باوجود
[illegible] کی سزا سے بچ [illegible]
[illegible] لیکن [illegible] خدا کا اختیار [illegible]
[illegible] ہلاکت ہوگی
[illegible]

ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذلک نجزی المفترین۔ یعنے مفتریوں کی سزا ذلت فی الحیوۃ الدنیا ہے [illegible] سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہو سکتی ہے کہ ظہیر کی [illegible] جیسے میں ہوئی [illegible] اس کی اصل [illegible] کے [illegible] ہے۔ آج [illegible] ظہیر [illegible]

ظہیر کا ایک خط چھپا ہے۔ جو اس نے مولوی محمد علی صاحب کے نام نہایت سماجت سے لکھا۔ اسکے بعض فقرات یہ ہیں:-

"آپ کو علم ہے کہ میرا کوئی چھوٹا یا بڑا بھائی نہیں اور نہ ہی کوئی چاچا یا بابا ہے (یعنے وحید و فرید ہوں ناقل) جو گھر کے کاروبار کا خیال رکھ سکے اس لئے میں نے آپ سے عرض کیا تھا۔ اگر میں ہفتہ وار لاہور سے گھر آؤں تو پھر تیس روپے ناکافی ہونگے اسلئے انجمن میرے مکان کا بھی بندوبست کرے۔"

ایک طرف مسیح موعود کے موعود کان اللہ نزل من السماء ہونے کا دعویٰ دوسری طرف تیس روپے کے لئے یہ سماجت۔ اور اپنی انتہائی بے کسی کا اعلان کہ میرا چاچا بابا نہیں۔ بے شک نوکری کرنا بُرا نہیں لیکن اسکے لئے وہ گورنمنٹ کی نوکری کر سکتا ہے۔ سرکاری ملازمت سے الگ ہو کر اپنے مخالف اور مدمقابل کے حضور یہ سماجت پھر وہ بھی کس کام کے بدلے میں۔ دین فروشی کر کے اپنے عقائد سے الگ ہو کر کیا کسی موعود کی نظیر دنیا میں ہے۔ جو اعلاء کلمۃ اللہ اور اشاعت دین حق کے لئے اجرت کی درخواست کرتا۔ اور وہ اجرت اسلئے کہ قرار دیکر [illegible] مزید کہتا ہو کوئی نہیں [illegible] من [illegible]۔ سنئے ظہیر کیا کہتا ہے مجھے تیس روپے اور مکان چاہئیے۔ اور میں ان کے لئے اپنے عقائد چھوڑتا ہوں۔

"میرے دل میں جو یہ عقیدہ جاگزین تھا کہ قرآن کریم کے بعد بھی ہدایت کتاب اور شریعت آسکتی ہے اور خاتم النبیین کے بعد ایسا ہی رسول اللہ آسکتا ہے جیسے حضرت محمد رسول اللہ رسول تھے تو ایسی باتیں دین اسلام کو تقویت نہیں دیتی ہیں۔ بلکہ اسلام کی بیخکنی کرتی ہیں × × آیندہ کے لئے میں نے اپنے دل میں عہد کر لیا ہے کہ ایسے خیالات کا میری طرف سے کبھی اظہار نہ ہوگا۔ بلکہ میں آپکو اطمینان دلاتا ہوں کہ ایسے دعویٰ کا بھی کسی سے تذکرہ نہ کروں گا۔"

جب اس پر بھی مولوی محمد علی صاحب کو یقین نہ آیا۔ تو ظہیر نے ایک دوسری چٹھی لکھی جسکے بعض فقرات ملاحظہ ہوں:-

"میں نے آپ کی طرف لکھ دیا تھا کہ آیندہ کوئی اشتہار شائع نہ ہوگا۔ اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ انجمن (لاہور) کی ماتحتی میں رہ کر کوئی ایسی کارروائی کی جائے (مطلب یہ کہ انجمن کی ماتحتی ملے تو خدا کی ماتحتی چھوڑ دیتا ہوں ناقل) × × میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر میں اپنے گذشتہ اعتقادات کا صحیح یقین کروں یا ورسمہ احمد کا واحد مصداق حضرت مرزا صاحب کو سمجھوں اور انکی وحی کو ذی شوکت اور وحی رسالت یقین کروں تو پھر لازماً مجھے یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب تمام عمر توریہ کے طور پر کام کرتے رہے اور مردم ترسا ہو کر تقیہ سے کام لیا × × × پس میں بجائے حضرت مسیح موعود پر کوئی الزام لگانے کے اپنے آپ پر الزام لگاتا ہوں اور اپنی بیوقوفی اور غلطی کا اقرار کرتا ہوں۔"

باوجود اسقدر سماجت اور اپنے عقائد سے مرتد ہونے کے جب مولوی محمد علی صاحب نے تسلی سے یہ جواب دیا کہ آپ اس مضمون کا ایک اشتہار بھیج دیں اور میں اسے لاہور بھجوا کر چھپوا دوں گا لیکن سردست میں یہ نہیں کہتا کہ اسکے بعد کیا ہوگا۔ یہ فقرہ پڑھکر ظہیر سمجھ گیا کہ باوجود اتنی بڑی قربانی اور اپنے عقائد سے کھلا کھلا ارتداد اختیار کرنے کے پھر بھی تیس روپے کی نوکری مع مکان ملنے کا وعدہ نہیں ہوتا تو وہ فوراً [illegible] ہوگیا لیکن جو کچھ اسکے دل میں تھا وہ ظاہر ہوگیا یعنے دنیا نے یہ دیکھ لیا کہ اسکی اشتہار بازی اور مسیح موعود کو صاحب شریعت نبی ظاہر کرنا اور یوسف موعود ہونے کا دعویٰ محض دنیا طلبی کیلئے ہے۔ اور اسکی قدر و قیمت صرف تیس روپے ماہوار اور کرایہ مکان ہے۔ لعنت ہے ایسی زندگی پر۔ اس سے بڑھکر ایک جھوٹے مدعی الہام انسان کی کیا ذلت ہو سکتی ہے اور کیا بڑا غضب اور عذاب ہوگا جو نازل ہو۔ لیکن اگر یہ کہیے کہ خدا کے [illegible] ابھی زندہ ہے۔ میں مولانا مولوی [illegible] صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ ان کے ہاتھ پر ایک ابن صیاد ہلاک ہوا۔

[illegible] صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس [illegible] میں چھپا [illegible] قاسم علی پبلشر نے شائع کیا

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان [illegible]

فاروق

ایڈیٹر [illegible]

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ ۔ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۸ء | نمبر [illegible]

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بخیریت ہیں۔ سیدنا [illegible] کا دورہ ہو رہا ہے۔ کئی گھر کے گھر مبتلا [illegible] احباب دعا [illegible] کے خواستگار ہیں۔

تبلیغ رسالت جلد دوم انشاء اللہ جلد نکلنے والی ہے چند کاپیاں چھپنی باقی ہیں۔ فاروق پریس میں چھپ رہی ہے۔

[illegible] کے [illegible] سے [illegible] یہاں [illegible] جاتا ہے۔ [illegible] کیا ہے۔ [illegible] کی [illegible] مشکل ہو رہی ہے۔ [illegible] کے آثار [illegible] ہیں۔ [illegible] کے [illegible] میں [illegible] لگا [illegible] سے [illegible] احباب قادیان کو [illegible]

نامۂ لنڈن

تبلیغ اسلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور قاضی عبداللہ صاحب [illegible] اسلام کی تقریر و تحریر میں عجیب تاثیر عطا کی ہے۔ ہر ہفتہ میں کوئی نہ کوئی انگریز [illegible] ان کے مقدس کلمات سے اثر یافتہ ہو کر مذہب [illegible] کو ترک کر کے واحد خدا کے پرستار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں داخل ہونے والے ہو جاتے ہیں۔ [illegible] میں دو معزز [illegible] اسلام [illegible] جو ایک [illegible]

ہوئیں۔ اسلامی نام [illegible] رکھے گئے [illegible] ایک معزز لیڈی نے [illegible] اور قاضی صاحب بھی تبلیغ کر [illegible] جن کا نام مسز [illegible] ہے حضرت مفتی صاحب کی سعی تبلیغ سے تحریری تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذہب [illegible] کر دی [illegible] حضرت [illegible] صاحب بھی [illegible] تبلیغ کا کام [illegible] دیتے رہتے ہیں۔ [illegible] انگلستان میں تبلیغی [illegible] ہیں۔ اور [illegible] لوگوں کو اسلام پہنچا رہے ہیں۔ [illegible] ہیں حضرت مفتی صاحب کے [illegible] [illegible]

(۱)

ایک اور مسلم لیڈی

[illegible] اسلام اس ملک میں ہمارے معزز [illegible] صاحب اور قاضی عبداللہ صاحب کی کوششوں سے روز افزوں ترقی کر رہا ہے [illegible] ایک لیڈی جو سوئٹزرلینڈ میں عمدہ [illegible] ہے۔ اور ملک امریکہ کی سیاحت کر چکی ہے [illegible] صاحب کے لیکچروں میں آیا کرتی تھی۔ تبلیغ سے [illegible] باسلام ہوئی۔ اس معزز [illegible] ہے۔ اسلامی نام حسینہ رکھا گیا [illegible] والسلام ۳ جولائی سنہ ۱۹۱۵ء

از لنڈن [illegible] عبدالحی [illegible]

(۲)

[illegible] صاحب آج کل بڑے کام میں مصروف [illegible] ہے۔ ان کے متعدد لیکچر ہوئے [illegible] ہیں۔ عاجز یہاں لنڈن میں [illegible] ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کے ساتھ [illegible] ہے۔ کئی لوگ مکان پر آکر [illegible] کے متعلق حالات دریافت کرتے [illegible] میں جہاں بڑے بڑے لارڈ [illegible] بہت عزت کی جگہ پلیٹ فارم پر [illegible] حاضرین نے جن کی تعداد ہزاروں تھی [illegible] کے چھوڑ دیئے۔ اس کا فوٹو [illegible] چھپا ہے۔ جس کی [illegible] عاجز کا اور [illegible] سے چند روز [illegible] اور سینہ میں درد [illegible] امداد فرماویں۔ والسلام

[illegible] عفا اللہ عنہ۔ لنڈن

ماہ اسوج

(ہندوستانی احباب سے معافی کا خواستگار ہوں)

اسوآں میری جیکر یار ہووے گھٹ گھٹ کے گلے لگ لئے
جھڑے داغ ہن درد فراق والے صاف وصل الاسا لئے
کوئی روز دنیاں اتے زندگی اے کجھ آگے دی تنگ نگلائے
صبغۃ اللہ دی مٹی دوچہ لاڈو با فاؤ ہجو دی دوچ سکا لئے
کجھ نامدا ہار سنگار لئے تن تن یار نوں حال دکھائے
جیکر یار دی نظر دی دوچہ جاسیئے گئے یار دی سنگ لگا لئے
قم اللیل دا حکم نہ رد کیجے راتیں اٹھ کے یار منا لئے
نصفہ و نکصفا تیاگ ایک لئے دیوا سچ دا ہگڑ جگا لئے
واذکر دنی جد یار دا حکم ہووے اللہ دی عرض سنا لئے
اذکر کم دی جد ہوں آواز ہووے فاتوفن دل دھیان لگا لئے
یا سکے نہ ہور تے نظر کرنی پیچھے دھیان گرو قت لگا لئے
ذری بادلہ پٹ دے تھان ہووں کھدر چکنی گودڑ پا لئے
جان دتیاں یار دے درشن ستا بھاوے ملد تا لئے
کجھ نیک دنیاں اتے زندگی اے یار جیویں تیویں پا لئے
رٹھے یار لگے گوچہ پاؤ پلہ استغفار دی عرض سنا لئے
عبد شاہ تند نال لیجا کے سے رب ابد کے درشن پا لئے

دوبارہ اطلاع

گذشتہ پرچوں میں اطلاع دیجا چکی ہے۔ کہ سہ ماہی سوم کا چندہ اخبار فاروق اس پرچہ کے ساتھ ہی ختم ہو جائیگا جو احباب سہ ماہی ملد ایک روپیہ دیا کرتے ہیں۔ اور ان کا چندہ سہ ماہی ختم ہو چکا ہے۔ سال ہے کے نام اور اگر ان میں سے کسی دوست کے ذمہ بقایا ہے۔ تو سہ بقایا کے ۲۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء کا پرچہ بذریعہ [illegible] ماہی میں دوستوں نے کئی وی پی واپس کر کے نقصان دیا تھا۔ اب [illegible] وصول فرما کر مشکوری کا موقعہ بخشیں۔ کاغذ کی گرانی اور پھر اخبارات کا دقت [illegible] احباب بھی اپنے فرض کو سمجھیں۔ بیں اگلا پرچہ وی پی سہ ماہی چہارم ہوگا۔

[illegible] آ گئے ہیں۔ احباب وصولی کے لئے تیار رہیں۔ یا قبل از روانگی وی پی اطلاع دیں۔

مینیجر فاروق

قرآن شریف کے مکمل نوٹ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے قرآنی درس کے نوٹ صرف دو جلد باقی ہیں۔ پھر ہرگز نہ ملینگے۔ اگر کوئی صاحب نہایت شائق ہوں۔ تو جلد منگالیں۔ قیمت فی جلد چھ روپے علاوہ محصولڈاک ہے۔

ازالہ اوہام

ایڈیشن اول مکمل ہر دو حصہ مجلد یہ وہ کتاب ہے۔ جسکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنہ ۱۸۹۱ء میں چھوٹی تقطیع پر اعلیٰ چھپائی و لکھائی کے ساتھ خود طبع کرایا تھا ایک جلد مکمل ہر دو حصہ کی دستیاب ہوئی ہے۔ شائق کو چھ روپے پر ملیگی۔ علاوہ محصولڈاک۔

انجام آتھم مجلد

ایک دوست فروخت کرنا چاہتے ہیں یہ نایاب ہے۔ اور دوبارہ نہیں طبع ہوا۔ [illegible] کو مل سکتا ہے۔ جو صاحب چاہیں منگوالیں۔

فاروق بک ایجنسی قادیان

حقیقۃ الرؤیاء

وہ کونسا احمدی ہے۔ جسے کبھی نہ کبھی کوئی خواب آئی ہو۔ اور وہ اسکی حقیقت معلوم کرنے کے لئے بیتاب نہ ہو جاتا ہو۔ اگر کوئی نہیں۔ تو پھر ہر ایک کا فرض ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے حقیقۃ الرؤیا کے نام سے اسی فرض کو پورا کرنے کے لئے جو کتاب جال میں چھپی ہے اسے منگا کر پڑھیں۔ اور اس سے اپنی خوابوں کی حقیقت معلوم کر سکیں۔ یہ کتاب بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر شائع ہوئی اور [illegible] قیمت مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتی ہے۔ فوراً منگا لیجئے۔ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۶ ستمبر ۱۹۱۸ء

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

یہ پیشگوئی جس صفائی سے پوری ہوئی ہے۔ اُسے دیکھ دیکھ کر مجھے حیرت آتی ہے۔ کہ بعض لوگوں نے کیوں اس عالی شان مامور ربانی کو قبول نہیں کیا۔ جسکے ذریعہ اتنے بڑے غیب کی خبر بارہ برس پیشتر اک جہان کو دی گئی۔ یہ مندرجہ عنوان پیشگوئی اگرچہ اسی دن پوری ہوگئی تھی۔ جبکہ وہ خودمختار اور زبردست شہنشاہ جو تمام دنیا کے آٹھویں حصہ کا واحد مالک تھا۔ اور جس کے ایک ایک جنبش ابرو کے ساتھ ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کی حیات وموت وابستہ تھی تخت سے اتار دیا گیا۔ اور وہ نہایت زار حالی سے اپنی علیحدگی کے پروانے پر دستخط کرنے پر مجبور ہوا۔ لیکن جیسے کوئی عمارت ڈھا کر پھر اس کی بنیادیں بھی اکھیڑ دیتا ہے۔ اس طرح پر زار کی حالت زار انتہائی درجہ تک پہنچانے کے لئے اسے ایسی حالت میں رکھا گیا۔ جس پر روس کا ادنےٰ سے ادنےٰ آدمی بھی خوش نہیں ہوسکتا۔ یعنے ایک ویرانہ کی خانقاہ میں جہاں نہ رہنے کا مکان کسی ڈھب کا تھا۔ نہ غذا کا انتظام نہ کپڑا ہی تن ڈھانکنے کو ملتا۔ پھر تنگی زندگی اور شہنشاہ روس دیکھ کر ہر ایک کہنے پر مجبور ہوتا۔ کہ زار کی حالت زار انتہا کو پہونچ گئی۔ لیکن ابھی تقدیر میں کچھ اور باقی تھا۔ اسلئے ایک روز اسے گولی سے مار دیا گیا۔ مگر جس بیدردی اور بیرحمی کے ساتھ اس سے [illegible] زار نظر آیا۔

اسکی تفصیلی کیفیت اب ایک اخبار میں چھپی ہے۔ جو یہ ہے :-

"برلن کے اخبار لوکل انزیگر کو ایک معتبر روسی عہدہ دار سے زار معزول نکولس کے آخری لمحوں کی نسبت کیفیت ذیل موصول ہوئی ہے۔

دستہ گرد آوری نے جو ایک غیر کمیشن یافتہ افسر اور سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ ۵ بجے صبح کے زار معزول کو نیند سے جگایا۔ اور اسے کپڑے پہننے کا ایما کیا۔ وہ ایک کمرے میں لے جایا گیا۔ جہاں فوجی گارڈ [illegible] کا یہ فیصلہ اسے سنایا گیا کہ زار معزول کو لازمی طور پر ہلاک کیا جاوے اور اسے دو گھنٹے موت کے لئے تیار ہونے کے لئے دیئے گئے۔ نکولس نے موت کا فتویٰ سکون اور استقلال سے سنا۔ یہ اپنی خوابگاہ پر واپس آیا۔ اور اپنے کو ایک کرسی پر ڈال دیا۔ اور پادری کو طلب کیا۔ جسے نکولس کے پاس رہنے کی اجازت دی گئی۔ زار نے کئی چٹھیاں لکھیں اسکورٹ ۵ بجے صبح کے اسے لینے کے لئے آیا۔ نکولس نے کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اٹھا نہ گیا۔ پادری اور ایک سپاہی کے سہار دہ سیڑھیوں سے نیچے اترا۔ نکولس ایک مرتبہ زمین پر گر بیٹھا۔ کیونکہ وہ بلا سہارے کھڑا ہونے کے ناقابل تھا۔ غرضیکہ زار ایک ستون کے سہارے سے کھڑا ہو گیا۔ اسنے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ کہ گویا کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مگر ساتھ ہی بندوقچیوں نے باڑ ماری۔ اور زار مردہ ہوکر زمین پر گر پڑا"

[illegible] پیارے بھائیو! ذرا چشم عبرت وا کر کے یہ چند سطور پڑھنا اور بتانا۔ کہ "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار" یہ پیشگوئی بغیر کسی قسم کے شبہ کے پوری ہوئی یا نہیں۔ ضرور ہوئی۔ سلسلہ احمدیہ کا مخالف اخبار مدینہ بجنور لکھتا ہے۔ "یورپ [illegible] روسی سلطنت کا خودمختار فرمانروا زار روس [illegible]

ہے کسی اور کسمپرسی کے عالم میں [illegible] کرنے پر مجبور کیا گیا۔ وہاں [illegible] ہوتی ہے۔ اور جبل الفسد یا دفاع [illegible] ایسی ننگ ہوئی۔ کہ وہ اپنی مرضی سے [illegible] لے سکا۔ پھر اسکے ساتھ یہ واقعات بھی [illegible] زار کا ولیعہد بھی گولی سے مارا جا چکا ہے۔ اور [illegible] ہوئے یہ تار بھی [illegible] سے [illegible] پہلے زار کی بیوی قیصر ولیم جرمن کی بھتیجی زار [illegible] انکی چاروں لڑکیاں بھی قتل کر دی گئیں [illegible] تباہی ہے خاندان زار کی۔ اور کتنی بڑی [illegible] انقلاب روزگار کی۔ یہ حالات پڑھ کر زبان مجبور ہو جاتی ہے۔ بار بار یہ مصرعہ دہرانے پر جو ۱۵-اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو اس قیامت خیز زلزلہ کی تفصیل دیتے ہوئے خدا کے برگزیدہ رسول مسیح موعود مرزا غلام [احمد] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے وحی پاکر لکھا ہے

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

اہل ہند کی شاہ پرستی کے تاریخی ثبوۃ

اس عنوان سے اخبار [illegible] ۲۴ ستمبر [illegible] ایک [illegible] سطور [illegible] ہند کے بعض [illegible] سرکاری خدمات کا تذکرہ ہے۔ اسی سلسلہ میں [illegible] گیا ہے۔ کہ مرزا غلام [illegible] (جو مرزا غلام احمد قادیانی کا دادا تھا) مہاراجہ رنجیت سنگھ اور اسکے [illegible] میں دربار خالصہ کی طرف سے ناموری کی خدمات [illegible] سنہ ۱۸۴۸ء میں وہ جنرل ونتورا کے [illegible] سنہ ۱۸۵۷ء میں ایک پیادہ رجمنٹ [illegible] تیز تیز زور سے [illegible] دی۔ یہ اس خاندان کی خدمات کا ایک [illegible] سطور پر [illegible] صاحب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی [illegible]

[illegible] ہوجانے کے۔ تو بیشک ہی اور [illegible] سے افضل محبت [illegible] اخلاق کا معترف [illegible]

ایک دیوسماجی لڑکی کی ہدایت

چیف خالصہ لاہور کی اطلاع ہے۔ کہ دیو شو بھابالی (ایک دیوسماجی عورت کا نام ہے) نے پنجاب کے [illegible] [illegible] پہلے بی اے بی ٹی کا امتحان پاس کیا ہے اور ایک سال کے لئے فیروزپور کے [illegible] گرلز ہائی سکول کی ہیڈ مسٹری کا کام سرانجام [illegible] ہے۔ یہ ایثار جہاں قابل تعریف ہو [illegible] کے بی اے بی ٹی اصحاب کے لئے [illegible] ہے۔ آپ مرد ہیں۔ اور خدا کے فضل سے مسلمان بھی احمدی مسلمان۔ اور وہ ایک عورت ہے۔ اور عورت بھی خدا کی ہستی کی منکر۔ اگر ایک عورت [illegible] کسی اعلیٰ ہستی سے ملنے کا [illegible] یہ کام کر سکتی ہے۔ تو ایک مسلمان مرد خدا [illegible] قربت کیا کر سکتا ہے۔ اگر وہ کرنا چاہے [illegible] ہے ◆

بچے پیدا اور تمباکو نوشی

ناظرین کو علم ہوگا کہ بچوں میں تمباکو نوشی کی مضرت رساں عادت کا قرار واقعی انسداد کرنے کے لئے پنجاب لیجسلیٹو [illegible] کیا تھا۔ جسکے متعلق حضور لفٹنٹ [illegible] ۱۹۱۸ء کو حاصل ہوئی [illegible] ہند نے بھی ایسا [illegible] جون ۱۹۱۸ء کو [illegible] سے کم عمر [illegible] قانونی [illegible]

قانون کی عملدرآمد میں سرکار کی ممد و معاون ہونگے۔ اس قانون کا نام ایکٹ نمبر ۷ مجریہ ۱۹۱۸ء قرار پایا ہے۔ اس کا عملدرآمد تمام صوبہ پنجاب پر ہوگا۔ تمباکو سے مطلب عام تمباکو یا اسی قسم کی سلگا رہنے والی چیز سمجھا جائے گا۔ اور کوئی ایسی جگہ جہاں عوام بلا روک ٹوک داخل ہو سکیں۔ عام جگہ سمجھی جائے گی۔ ریلوے اسٹیشن اور ریلوے گاڑی بھی اس تعریف میں شامل ہوگی جو شخص کسی ۱۶ سال سے کم عمر بچے کے ہاتھ تمباکو بیچتا یا دیتا ہوا دیکھا گیا۔ ماخوذ ہوکر مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوسکیگا۔ پہلے جرم پر دس روپے تک جرمانہ کی سزا دیجا سکتی ہے۔ دوسرے جرم پر بیس روپے اور تیسرے جرم یا اسکے بعد پچاس روپے تک سزائے جرمانہ دی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی ۱۶ سال سے کم عمر بچہ تمباکو پیتا دیکھا گیا۔ تو کوئی نمبردار ذیلدار یا قاعدہ سکول کا مدرس یا کالج کا پروفیسر میونسپل کمیٹی یا ڈسٹرکٹ بورڈ کا کوئی ممبر یا نوٹیفائڈ ایریا کا ممبر کوئی قانون پیشہ شخص رجسٹر شدہ طبابت پیشہ آدمی یا مجسٹریٹ قانوناً تمباکو چھین کر ضائع کر دینے کا مجاز ہوگا۔

لوکل گورنمنٹ اس ایکٹ کے ماتحت کسی مجسٹریٹ درجہ دوم یا درجہ سوم کو مقدمہ کی سرسری سماعت کا اختیار دے سکتی ہے ◆

ہندوستانی سپاہیوں کی تنخواہ

ایک رنگروٹ کو بھرتی ہونے پر ۵۰ روپیہ انعام دیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں انکو ۱۱ روپیہ ماہوار کے علاوہ رہائش۔ لباس اور خوراک مفت ملتی۔ نائک کی تنخواہ ۱۷ روپے اور حوالدار کی تنخواہ بیس روپیہ ماہوار ہے۔ رسالہ میں تنخواہ زیادہ دیجاتی ہے۔ میدان جنگ میں اس تنخواہ کے علاوہ دو روپیہ ماہوار زائد الاونس اور پانچ روپیہ ماہوار بھتہ ملتے ہیں۔ اس حساب سے سپاہی کی ماہانہ تنخواہ ۱۸ روپیہ۔ نائک کی ۲۸ روپیہ اور حوالدار کی ۳۲ روپیہ بیٹھتی ہے۔ نئے ضابطہ کے مطابق ہر رنگروٹ کو فوجی تعلیم ختم کرکے اور میدان جنگ کو جانے پر ۵۰ روپیہ انعام ملتا ہے۔ چھ ماہ کے بعد ہر سپاہی ۲۴ روپیہ زائد انعام کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ جب کوئی رنگروٹ فوج میں شامل ہوتا ہے۔ تو اس سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ آیا وہ اپنے خاندان کے کسی شخص کے نام تنخواہ یا اس کا کچھ حصہ منتقل کرنا چاہتا ہے جتنی رقم وہ لکھ دے۔ وہ ہر تین ماہ بعد نامزد شخص کے نام بھیجی جاتی ہے۔ سپاہی کے سوا کسی کا اختیار نہیں کہ نامزدگی بدل ڈالے۔ اور اگر غلطی سے کسی شخص کو تنخواہ مل جائے۔ تو اس کے لئے سپاہی خود ذمہ دار ہے اسکو چاہیئے کہ وہ سوچ سمجھکر تنخواہ وصول کرنے والے شخص کا نام اور پتہ لکھائے۔ تنخواہ بھیجنے کا کام خاص افسر کمانڈنگ کے سپرد ہوتا ہے ◆

نبوت ایمان کا ہی ایک اعلیٰ مرتبہ ہے

چند روز ہوئے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اخبار پیغام صلح میں ادعاء مولوی محمد علی نے ایک کھلے خط میں حضرت میاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ عنوان فقرہ اور ایسے ہی اسکے مترادف بہت سے فقرہ جات لکھکر ان پر سفیہانہ طور پر ان پر دو باپ بیٹے دے کی ہے اور لکھا ہے۔ کہ میاں صاحب نے امت محمدیہ پر ایک خطرناک حملہ کی بنیاد قائم کر دی ہے۔ اس کا جواب حضرت میاں صاحب کی اسی بحث جہاں یہ فقرہ لکھا ہے۔ قرآن کریم سے کافی طور پر دیا ہوا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۵ حقیقۃ النبوۃ۔

حضرت میاں صاحب نے آیت شریف فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین لکھ کر اپنے دعوے پر قرآن کریم سے شہادت بھی پیش کر دی ہے۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں ذرہ بھر بھی تقوے اللہ ہوتا تو جو تفسیر اس آیت کی میاں صاحب نے لکھی تھی۔ وہ لکھدیتے [illegible] غلط ثابت کرتے۔ تاکہ ناظرین کو غور کا موقعہ [illegible]

اگر انصاف کے سچے طالب ہوتے۔ تو اعتراض ہی کیوں کرتے۔ بہرحال میں صرف مختصراً عرض کرتا ہوں۔ کہ جب خود خداتعالیٰ نے ان چاروں درجات کے لوگوں کو منعم علیہ قرار دیا ہے۔ تو پھر محمد علی کی کیا حقیقت ہے۔ کہ انہیں سے کسی ایک درجہ والا کو انعام یافتوں سے علیحدہ کرکر اسبات کو تو مولوی محمد علی صاحب بھی مانتے ہیں۔ کہ صدیق اور شہید اور صالح کہلانے کا مرتبہ یا انعام بھی تو ان لوگوں کے اعمال کو قبول کرکے ہی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ تو پھر اسی جماعت کے ایک گروہ کو کیوں الگ کیا جاتا ہے۔ کہ اس میں مقتولے وغیرہ اعمال کو کوئی دخل نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ کو اپنی بہت سی کتب میں نہایت بسط کے ساتھ بیان فرما دیا ہوا ہے۔ کہ کسب اور اعمال تو لازمی شے ہے۔ مگر مقام فنا تک بعد اسکے بقا اور لقا میں کسب کو دخل نہیں۔ حتیٰ کہ ظلوما جہولا الانسان انہ کان ظلوما جہولا کی تفسیر فرماتے ہوئے انبیاء و رسل کو اول درجہ کے ظلوم اور جہول قرار دیا ہے۔ مگر ظلوم جہول کے معنے کو محل مدح قرار دیا ہے نہ محل ذم۔ جیسا اس آیہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی اس امانت کو جو ربوبیت کا کامل اظلال تھا جسکو فقط عبودیت کا ملہ اٹھا سکتی ہے۔ انسان نے اٹھا لیا۔ کیونکہ وہ ظلوم اور جہول تھا۔ یعنے خدا تعالیٰ کے لئے اپنے نفس پر سختی کر سکتا تھا۔ اور غیر اللہ سے اسقدر دور ہو سکتا تھا۔ کہ اسکی صورت علمی سے بھی اس کا ذہن خالی ہو جاتا تھا۔ واضح ہو کہ ہم سخت غلطی کرینگے اگر اسجگہ ظلوم کے لفظ سے کافر اور سرکش اور متکبر اور جاہل کو مجھ کو الا افراد لینگے۔ کیونکہ ظلوم جہول کا لفظ اسجگہ اس محل پر خدا نے انسان کے لئے مقام مدح میں استعمال کیا ہے نہ مقام ذم میں۔ اور اگر نعوذ باللہ یہ مقام ذم میں ہو۔ تو اسکے یہ معنے ہونگے۔ کہ سب سے بدتر انسان تھا جسے خداتعالیٰ کی پاک امانت کو [illegible] [illegible] اٹھا لیا۔ بلکہ نعوذ باللہ [illegible]

انبیاء تھے۔ جنہوں نے سب سے پہلے اس امانت کو اٹھا لیا۔" صفحہ ۱۵۹-۱۶۰ آئینہ کمالات اسلام

الغرض مولوی محمد علی کی خود نافہمی ہے۔ کہ وہ ایسے مسائل میں حضرت میاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ تو انبیاء پر ایمان اور تقویٰ کے اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ کا اطلاق پسند نہیں کرسکتا۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی تحریرات میں ظلوم اور جہول جو کہ سلوک کی ابتدائی منزل ہے کا نام ہے۔ انبیاء اور رسل پر ثابت کیا گیا ہے مولوی محمد علی نے انبیاء کا مقام سمجھنے میں بہت جگہ ٹھوکر کھائی۔ مثلاً حقیقۃ الوحی کے صفحہ میں حضرت اقدس نے تیسرے قسم کے ملہمین کا ذکر کرکے انبیاء و رسل کو بھی انہی میں شامل فرما دیا ہے۔ مگر مولوی صاحب انبیاء کو الگ کر لیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت صاحب نے صاف لکھ دیا ہے کہ "تیسری قسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے۔ اور کامل اور مصفا الہام پاتے ہیں۔ قبول فیوض الٰہیہ میں برابر نہیں ہوتے اور سب کا دائرہ استعداد فطرت باہم برابر نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی کا دائرہ استعداد فطرت کم درجہ پر وسعت رکھتا ہے۔ اور کسی کا زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ اور کسی کا بہت زیادہ ہے۔ اور کسی کا استعداد جو خیال و گمان سے برتر ہو بر جب آیت کل یعمل علیٰ شاکلتہ اپنے دائرہ استعداد فطرت سے زیادہ ترقی نہیں کرسکتے ... ... چونکہ موسیٰ کی ہمت صرف بنی اسرائیل اور فرعون تک ہی محدود تھی۔ اسلئے موسیٰ پر تجلی قدرت الٰہی اسی حد تک محدود رہی ... ... ایسا ہی عیسیٰ کی ہمت صرف یہود کے چند فرقوں تک محدود تھی۔ مگر جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا۔ اس کی نظر محدود نہ تھی۔ اور اسکی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا۔" اب مولوی صاحب غور فرماویں کہ کیا اولوالعزم نبی ان تمثیلات سے باہر رکھے گئے؟

کیا ابھی ثابت ہوا یا نہیں کہ نبوت تعالیٰ کمال کا ایک مرتبہ ہے

[illegible]

بدعت ثالثہ

(نمبر ۳)

متعۃ النساء

چھٹی دلیل۔ ہر ایک کام جس کی کوئی غرض [illegible] نہ ہو عبث اور لغو ہوتا ہے۔ اور ایسے کام کا مرتکب [illegible] احمق سمجھا جاتا ہے۔ اور عام طور پر لوگ [illegible] ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر عاقل بالغ [illegible] کام اس کے نفع یا نقصان کو سمجھ کر ہی کرتا ہے۔ [illegible] کام جس کی [illegible] اس کی غرض پنہاں نہیں ہوتی۔ حتی الامکان [illegible] جب ہمارا یہ مشاہدہ اس مخلوق کی نسبت ہے [illegible] صانع کی طرف قیاس کرتے ہیں۔ چونکہ ہم لوگ خدا [illegible] پر ایمان لاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ [illegible] مقررہ قانون سے اس مذکورہ بالا مسئلہ [illegible] کریں۔ اور دیکھیں کہ نکاح کی غرض و غایت کیا [illegible] فرماتا ہے یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء [illegible] خلاوی کی اصل غرض [illegible] [illegible] ہو۔ [illegible] کی دلیل [illegible] لئے قرآن شریف کی [illegible] نساءکم حرث لکم [illegible] تشبیہ دی ہے۔ اور اس تشبیہ سے [illegible] کھیتی سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] مذہب کی [illegible] کتابیں ملاحظہ [illegible]

[illegible] علی - انہ لا انت ولا ابن ولا [illegible] [illegible] الی اجل مسمیٰ [illegible] ذلک ورزقی [illegible] نیز ارشاد [illegible] - اور تجھے [illegible] طلب کرتی ہوں ان شرطوں پر تو میرے [illegible] ایک [illegible] اگر میں تجھ مقررہ [illegible] زیادہ کر دوں - تو تو مجھ پر سے لئے اجل [illegible] شادی سے خدا کی غرض اور [illegible] - لیکن ان کی سینہ زوری [illegible] کہ اس میں اکثر ایسی باتیں [illegible] نہیں پائی جاتیں - لیکن مع ہذہ [illegible] - ملاحظہ ہو منہاج النہایۃ - [illegible] قلت لما فی بعض الصحاح [illegible] والنفقۃ والعلماء علیٰ قول [illegible] - یعنے متاعی عورت اگر پاس میں [illegible] جیسا ارث جہاں اور نفقہ [illegible] اور زیادہ مضبوط [illegible] نہ ہونے کی حالت [illegible] ان کی عقل و دانش کو [illegible] کو بیکر اس کی [illegible] مثال ہے - کہ جو نحو [illegible] ایک جسم ہے [illegible] پتھر ہے - سبحان اللہ [illegible] شاہبت کی پا کر [illegible] ایک ہی ہوں - خلاصہ [illegible] منقود ہے - اسلئے [illegible] انہوں نے خود تسلیم کیا [illegible] - معلوم ہوا [illegible] عدم جواز پر دال [illegible]

[illegible] اور [illegible] کہ [illegible]

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے متعہ النساء کو منع فرمایا ہے - تہذیب از جعفر طوسی [illegible] اور زید بن علی عن آباء عن علی سے [illegible] روایت کرتے ہیں - قال حرم رسول اللہ [illegible] خیبر [illegible] الحمر الاھلیۃ ونکاح المتعۃ [illegible] اور [illegible] ان کی معتبر کتابوں سے ثابت ہوتی ہیں [illegible] ان میں نہایت [illegible] راویوں سے [illegible] کے دن [illegible] اور [illegible] کیا [illegible] ان کے ائمہ سے روایت ہے [illegible] او اظہر من الشمس دلیل کو انکار ہو [illegible] نہیں

آٹھویں دلیل - حضرت عمرؓ نے کو [illegible] کر دیا ہو کر سے رد من الاشہاد متعۃ النساء [illegible] فرمایا لیکن کسی صحابی اور خصوصاً حیدر کرار [illegible] نہیں ہوتی - کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ [illegible] کے حکم کو یوں منسوخ کرتے ہو - کیا ان کی حمیت کا یہی تقاضا تھا کہ [illegible] اور پھر خدا کی بے حرمتی ہوتے دیکھ [illegible] سے بھی منع فرمادیں -

نہیں ایسا نہیں [illegible] - اور خصوصاً حضرت علیؓ تو ہی صاف گو تھے - اور حق بات کے کہنے سے کسی سے نہیں ڈرتے تھے - بھلا وہ شخص جسے حق کی خاطر اپنی جان تک کی پرواہ نہیں - اور کفار کو کریم سے کفر کو محاصرہ کئے ہوئے ہیں - اور یہ حق کا پیاسا اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتا - اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو جاتے - وہ یہ کب گوارا کر سکتا تھا کہ نبی کریم کے اور خدا کے احکام حضرت عمر جیسے شخص کے ہاتھوں منسوخ ہوتے دیکھتا - ایسے [illegible] کو خاموش رہتا اور نیز تمام صحابہ کا سکوت اختیار کرنا صاف دلالت کرتا ہے - کہ متعۃ النساء فی الواقع ہی حرام تھا - چنانچہ بہت سے ایسے مسائل ہماری نظروں سے گذرے ہیں جن کو حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ یہ مسئلہ یوں [illegible]

اس طرح ہوتے ہیں اور فرماتے تھے کہ یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے - اور پھر اس کو صحیح طور پر بیان کرتے تھے - چنانچہ بحار الانوار میں اس طرح مرقوم ہے - [illegible] برجم امرأۃ حاملۃ - فقال لہ امیر المؤمنین ان کان لک علیہا سبیل فلیس لک علیٰ ما فی بطنہا من سبیل - فقال لولا علی لھلک عمر -

[illegible] حضرت عمرؓ نے ایک حاملہ عورت پر رجم کا حکم فرمایا - تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اس عورت پر [illegible] رجم کا حکم دے - اور اسکو سنگسار [illegible] - لیکن اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کا [illegible] نہیں ہے - پس حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر حضرت علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا -

دیکھئے اس جگہ سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ اگر [illegible] مسائل بیان فرمانے میں غلطی واقع ہو جاتی تھی [illegible] حضرت علیؓ درست کرا دیتے تھے -

پھر قاضی نور اللہ شوستری احقاق الحق میں لکھتا ہے : [illegible] لسان [illegible] وخبط [illegible] [illegible] الحدود [illegible] [illegible] اشتھر [illegible] لولا علی لھلک عمر -

یعنے اس میں قاضی صاحب نے بھی یہی کہا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اکثر مسائل میں غلطی کی ہے اور [illegible] بار کہا - کہ اگر حضرت علی نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا -

پس مذکورہ بالا حوالوں سے جو کہ شیعہ کی کتابوں سے لئے گئے ہیں - معلوم ہو گیا کہ حضرت علیؓ غلطی پر فوراً متنبہ کرتے تھے - اب اگر متعۃ النساء کے حرام کرنے میں حضرت عمرؓ غلطی پر تھے - تو کیوں نہیں منع کیا - حق یہی ہے - در اصل حکم ایسا ہی تھا -

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

شیخ غلام محمد اسلم [illegible]

حدیث ثناء اللہ

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث آجکل سری نگر کشمیر میں ہیں۔ یہ ناممکن تھا۔ کہ آپ محلہ خانیار میں نہ جاتے۔ وہاں گئے۔ اور جاتے ہوئے پوچھا۔ یہ کس کا مزار ہے۔ اس کا جو منہ توڑ دینے والا جواب آپ کو ملا۔ وہ اہل حدیث میں ان الفاظ میں درج ہوا ہے۔

"سری نگر میں ایک مزار ہے جسکی بابت یہاں کی روایات یہ ہیں کہ کوئی صاحب شاہزادہ یوزآصف تھے۔ ان کا مزار ہے۔ یہ مزار بھی میں نے دیکھا بھلا کیوں نہ دیکھتا۔ جبکہ قادیان کی آواز میرے کان میں تھی۔ کہ حضرت عیسے کی قبر سری نگر میں ہے۔ مزار بالکل معمولی حالت میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہاں اس کی کچھ وقعت نہیں صرف ایک نابینا بڑھیا عورت بیٹھی تھی۔ دریافت کیا کہ یہ کس کا مزار ہے۔ ایک شخص بولا۔ حضرت عیسیٰ کا ہے"

یہ جواب ثناء اللہ کو بہت مایوس کر دینے والا اور غیر متوقع تھا۔ کیونکہ وہ اس بات کا منتظر ہو گا۔ کہ قادیان کے عقائد کے خلاف شہادت مل جائے۔ تو اسے مشتہر کروں۔ مگر حق چھپ نہیں سکتا۔ گو حسب دستور سابق اس حق پر کسی دوسرے شخص کے قول سے پردہ ڈالنا چاہا ہے۔ لیکن یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ سری نگر میں عام طور سے بغیر مذہبی جذبات کو برانگیخت کرنے کے کسی سے پوچھا جائے۔ یہ کس کا مزار ہے۔ تو سب جاہل و عالم جواب یہی ملتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کا جن کی قرآن مجید سے وفات ثابت ہوتی ہے۔ اور اب مولوی ثناء اللہ صاحب اب قبر دیکھ چکے ہیں تو ان کے لئے [illegible] سوائے ضد و ہٹ دھرمی کے نہیں ہو سکتا۔

اور یہ اعتراض کہ ثناء اللہ صاحب کی روایت کیوں قبول کی۔ یا [illegible] کے خلاف نہ [illegible] ہے۔

جمبی بخار کا علاج

یہ بیماری چھوت کی بیماری ہے۔ اور ایک ہفتہ میں سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں کو بیمار کر سکتی ہے بمبئی اور کلکتہ میں بہت سی جانیں اس بیماری کی نذر ہو چکی ہیں۔ اسلئے ہر ایک شخص کو لازم ہے۔ کہ اس سے اپنے آپ کو اپنے بال بچوں کو اور اپنے احباب کو بچاوے

علامات مفصل ذیل ہیں

تپ۔ گلے میں سخت خراش۔ زکام۔ کھانسی۔ نمونیا۔ پیٹھ۔ سر۔ بازوؤں۔ ٹانگوں اور جوڑوں میں سخت درد۔ سخت کمزوری اور دل کا بیٹھ جانا۔ درد شکم جی کا متلانا قے اور پیچش۔

یہ بیماری زیادہ تر دماغ یا پھیپھڑے یا معدہ اور انتڑیوں پر اثر کرتی ہے۔ جس حصہ پر اثر کرتی ہے ویسی ہی علامات پیدا ہوتی ہیں۔

ہدایات برائے حفظ ماتقدم

مریض کو کھلے ہوادار کمرے میں علیحدہ رکھو سوائے گھر کے ایک مضبوط اور تندرست رشتہ دار کے اور کسی شخص کو مریض کے کمرے میں جانے کی اجازت مت دو۔ خاصکر بچے اور کمزور آدمیوں کے لئے ایسے مریض سے ملنا بہت ہی خطرناک ہے۔

(۲) مریض کی تھوک وغیرہ کیلئے مٹی کا پیالہ جسمیں فنائل کا تیز پانی پڑا ہوا ہو۔ رکھنا چاہیئے (۳) وبائی نزلہ کے ایام میں ہر ایک شخص کو لازم ہے کہ کھلی ہوا میں اپنا وقت زیادہ تر گذارے۔ تھکان ہرگز نہ ہونے دے غذا مقدار میں کم اور زود ہضم کھائے۔ ایسے مقامات پر جہاں کی ہوا بباعث مجمع مردمان مثلاً تھیٹر اور سینما وغیرہ کثیف ہو گئی ہو اور چھوت کا اندیشہ ہو۔ ہرگز نہ جائے۔

(۴) سر کے [illegible]

[illegible] فرماتے ہیں۔ کہ [illegible] لئے ایام [illegible] پریذیڈنٹ آف [illegible] پاس [illegible] یاد میں [illegible] روانہ ملاحظہ کرے۔

سپاہیوں کے بچوں کے لئے تعلیمی سہولتیں

نہایت مسرت اور اطمینان کے ساتھ بتایا جاتا ہے کہ گورنمنٹ پنجاب نے موجودہ جنگ میں شریک ہونے والے معافی یا غیر معافی ملازمین کے بچوں کی تعلیم کے لئے تسلی بخش انتظام کر دیا ہے۔ چنانچہ جناب ایڈیشنل سیکرٹری بہادر پنجاب بذریعہ گشتی چٹھی نمبر ۶ ۵ ۴ ۳ [illegible] قواعد کی تشریح فرماتے ہیں۔ جو اس امر کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔ اور محکمہ تعلیم کی طرف سے ان پر عمل کیا جاتا ہے۔ ان قواعد سے ان لوگوں کے لڑکے یا لڑکیوں کی تعلیم کے لئے خاص رعائتیں کی گئی ہیں۔ [illegible] کے بعد شریک جنگ ہوکر یا لڑائی میں [illegible] بیمار یا زخمی ہونے کی وجہ سے [illegible] کرنے کے ناقابل ہو گئے۔ [illegible] معافی یا غیر معافی کی کوئی تخصیص نہ ہو گی۔

ایسے اشخاص کا ہر بچہ [illegible] تعلیم میں رعائتوں کا مستحق ہو گا

(۱) ہر بچے (خواہ لڑکا ہو یا لڑکی) کو ابتدائی [illegible] مفت دی جائیگی۔ [illegible] وظیفہ خرچ کے لئے دیا جائے گا۔

(۲) اگر بچہ مڈل کی جماعت [illegible]

(۳) [illegible]

ایک [illegible] کے جواب میں

[illegible] صاحب ساکن [illegible] ضلع لاہور

اقول و بالله التوفیق۔ سورہ فاتحہ کی سات آیات [illegible] پیشگوئیاں ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً ظہور پذیر [illegible] اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جو [illegible] و نزول مسیح پر دلالت کرتی ہے تفصیل [illegible] ہے اور صراط مستقیم کی ہدایت کی طلب [illegible] ایک ایسا امر اہم بالشان ہے۔ جو اسکے [illegible] نہیں ہوتی۔ اور مستقیم راستہ وہی ہے۔ جو ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون میں سبق دیا گیا ہے یہی استقامت ہی۔ جو نزول ملائکہ و بشرات کا دروازہ [illegible] ہے۔ یعنی استقامت میں ہی دروازہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا کھولا جاتا ہے۔ جسکو دوسرے لفظوں میں وحی و الہام کہا جاتا ہے۔ اور حدیث دمشقی [illegible] بھی مسیح موعود بولا گیا ہے۔ گویا مصلی کو [illegible] ہے کہ ہر رکعت میں یہ آرزو کرتا ہے۔ کہ مکالمہ و مخاطبہ [illegible] ہم کو بتلا جو انبیاء و صدیقاء و شہداء و صلحاء کا [illegible] ہے۔ جس پر چلنے سے زمرہ منعم علیہم میں داخل [illegible] کا سرٹیفکیٹ مل جاوے۔ گویا مصلی کہہ تعالیٰ [illegible] مانگتا ہے کہ الٰہی تو ہم کو وہ طریق بتلا۔ جو [illegible] نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین کی طرح تو ہم سے [illegible] ہم سے مکالمہ و مخاطبہ کرے۔ تاہم اپنی [illegible] و شنیع عقیدات سے باز آکر [illegible] میں داخل ہو جاویں۔ جسکو دوسرے [illegible] کا گروہ کہا جاتا ہے کہ [illegible] دمشقی میں اسی کے حق میں [illegible] اس انعام سے [illegible] کو

خطاب اسی اُمت کو ہوا ہے۔ اور اس کا پیشوا بھی ایک ایسا اولوالعزم رسول ہے۔ جسکو ماکان محمداً ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین وکان الله بکل شیء علیماً کا تمغہ عطا کیا گیا ہے۔ نہ یہ امت ایسی ہے۔ جو قابل مکالمہ مخاطبہ نہ ہو۔ اور نہ اس کا رسول کم حیثیت ہے۔ جو اسکی شاگردی کا اثر اسکی اُمت پر نہ پڑ سکتا ہو۔ جو وہ متاثر ہو کر اس کا مثیل بن سکے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کیوں صراط الذین انعمت علیہم کا اسکو سبق روز مرہ دیا جاتا۔ کیا منعم علیہم گروہ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین نہیں؟ اگر یہ امتی صالح بن سکتا ہے۔ تو اعلیٰ مدارجات پر چڑھ کر شہید بھی ہو سکتا ہے۔ صدیق بن سکتا ہے۔ نبی کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ شریعت لانیوالا نبی بحکم خاتم النبیین ولا نبی بعدی نہیں ہو جاتا۔ فتامل۔

وانظر فی منصب الامامۃ للشیخ محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رح

یا داؤد صاحب! آپ اس جملہ دعائیہ کو غور سے پڑھیں۔ اور بتضرع وابتہال زبان و دل سے نکال کر دیکھیں کہ مصلی کیا مہدی و مسیح کے زمرہ میں داخل ہونے کی ان الفاظ کے ساتھ استدعا اور اسکے انکار سے زمرہ مغضوب علیہم و ضالین میں داخل ہونے سے بچنے کی آرزو نہیں کرتا۔ اور کیا آپ نے حدیث لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً بشبر وذراعاً بذراع حتی دخلوا جحر ضب لدخلتموہ کو نہیں پڑھا۔ کہ آخر اس اُمت سے بعض لوگ گروہ منعم علیہم میں سے منکر ہو کر گروہ یہود و نصاریٰ میں داخل ہو جاوینگے۔ اور شبراً بشبر و ذراعاً بذراع کے [illegible] بن جاوینگے۔ اسی لئے ہمیں ام الکتاب میں اس تعلیم کی آرزو دیگئی ہے۔ کہ فیج اعوج کے زمانہ کی [illegible] دور کرنے کے لئے صراط مستقیم کی ہدایت اور رہنمائی کر مکالمہ و مخاطبہ کے شرف سے اپنی تمام غلطیاں دور کر کے منعم علیہم کے گروہ میں داخل ہو جاویں۔ [illegible]

یہود جدید و نصاریٰ جدید کے فتنوں سے بچکر مغضوب علیہم و ضالین نہ بنجاویں۔ پس صحیح معیار راستی روی کا کتاب ہے اور سنت رسول الله و مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ۔ اور وہ فتنوں کے زمانوں میں بدون اتباع مصلح جدید و مجدد چہاردہم ہرگز میسر نہیں آ سکتا۔ والله یہدی من [illegible] الیٰ صراط مستقیم۔ اور آیت کریمہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین [illegible] وعید شدید سے وہی ترک ہدایت مراد ہے۔ جسکی [illegible] سے رسول کریم کی مخالفت متصور ہے۔ اور سبیل المؤمنین سے وہی سبیل مراد ہے۔ جو کتاب الله و سنت رسول سے لیا گیا ہے۔ نہ وہ جو ان کے قیاسات و مشاہدات و مخفیات سے پیدا ہوا ہے۔ اور المؤمنین سے وہ صحابہ کرام مراد ہیں۔ جو عملی نمونہ آنحضرت صلے الله کے قدم بقدم چلتے رہے ہیں۔ اور وہی اہل المؤمنین جنہوں نے بلاواسطہ آنحضرت ص سے قرآن کریم کو سیکھا ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے قرآن کریم کی تاویل تفسیر بالتفہیم الٰہی سے کی ہے یا اجتہادی طور پر دوسری آیت سے استنباط فرمایا ہے۔ اور عمل بالسنت فرمایا۔ جو علامہ تفتازانی نے تلویح میں نقل کیا تکثر لکم الاحادیث من بعدی فاذا روی لکم [illegible] فاعرضوہ علی کتاب الله تعالیٰ فما وافقہ فاقبلوہ و [illegible] فردوہ۔ اور مسلم میں ہے۔ اما بعد فان خیر الحدیث کتاب الله [illegible] من کان قبلکم باختلافہم فی الکتاب [illegible] کلام الله۔ الغرض حدیث رسول [illegible] کا معیار اہل سلف و محققین [illegible] توفیق و تطبیق از کتاب الله ہے۔ [illegible] کان اذا سمعت من رسول الله صلعم [illegible] [illegible] اذا حدث قال اذا سمعتونی احدث [illegible] فی کتاب الله [illegible] الناس فاعلموا [illegible] [illegible]۔ اور السنۃ قاضیۃ علی القرآن [illegible] للسنۃ۔ ایک [illegible] سے متعلق ہے [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار...

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۳ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۹

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت تا حال صاف نہیں ہوئی۔ احباب حضور کی صحت و سلامتی کیلئے بہت دعائیں کریں ۔

تبلیغ رسالت جلد دوم انشاء اللہ ۵ ماہ رواں تک شائع ہو جائیگی صرف نو کاپیاں چھپنی باقی ہیں۔ جو فاروق پریس میں خدا کے فضل سے چھپ رہی ہیں ۔

بارش کے نہ ہونے کی وجہ چارہ مویشیاں کی سخت تکلیف ہے

شانِ حضرت احمدؐ موعود

(از قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری)

اے امیر المنکرین ہم احمدؐ موعود ہیں
کان دھر کر تم سنو ہم عیسیٰ مسعود ہیں

ہم بروز آدم و نوح و خلیل اللہ ہیں
مظہر زردشت و موسیٰ کرشن اور داؤد ہیں

ہم مثیل لوط و اسحاق اور اسماعیل ہیں
ہم مثال یوسف و یعقوب و صالح ہود ہیں

ہم ہیں عکس ایلیا و حزقیل و دانیال
ہم ہیں تصویر محمد حامد و محمود ہیں

ہم نبی اللہ ہیں اور مظہر جملہ رسل
جو نہ مانینگے ہیں وہ کافر و مردود ہیں

منکرین انبیاء ہوتے کبھی مومن نہیں
بلکہ ہوتے بوجہل۔ فرعون یا نمرود ہیں

سب نبی دیتے رہے ہیں جسکی آمد کی خبر
وہ ہیں ہم حسب حکم خدا سے وقت پر موجود ہیں

ہم سنانے آئے ہیں پیغام حق ہر قوم کو
اسود و احمر ہمارے سب کے سب مقصود ہیں

ابن مریم مر گئے ہیں وہ خدا ہرگز نہ تھے
جھوٹ کہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ معبود ہیں

جانتے ہیں جو آسمان پر وہ کبھی ...
کیوں لگے اس بحث میں منکر ...
حق تعالیٰ نے بنایا ہم کو اس کا جانشین

آگئے ہم وقت پر اور مانتے مسعود ہیں
جو نہیں مانیں مسیح اور اپنے جھگڑا [illegible]
وہ ہمارے متبع ہیں وہ کہاں مودود ہیں
ہم ہی آئے پھر ہوا اتحی [illegible] مسعود
[illegible] ہم سب [illegible]
حق تعالیٰ [illegible]
[illegible]

جب کہ اللہ نے دیا [illegible]
تب ہی [illegible]
[illegible] دیکھ ہم چاہتے ہیں ان کا [illegible]
[illegible]

یہی ملاں در پہ آئے ہو گئے مقبول حق
جو یہاں سے پھر گئے وہ اسکے ہاں مطرود ہیں
ہم سے پیچھے ہٹ گئے ہیں فاسق و مجرم
[illegible] سے ہر اطاعت [illegible] ہیں
وہ قلوب مسلمین جو تھے کبھی عرش خدا
کفر کے پردوں میں اب لپٹے ہوئے منضود ہیں
نقد ایماں کھو چکے ہیں کافر و مسلم
جو نشاں مومن کے ہیں وہ ہر جگہ مفقود ہیں
[illegible] کے فضل جو مخصوص ہیں ہم کیا [illegible]
[illegible] منکر دل پر ہر شرک مسدود ہیں
انبیاء ہونے ہمارے بعد میں پایا
اب ہمارے اتباع میں تا ابد ہی دیں
جیتے جی زندگی میں وحی حق سے دی خبر
جن امور سر داعی کی آب مشہود ہیں
جانشین اول اپنے ہو چکے ہیں [illegible]
بعد انکے جانشین فضل عمر محمود [illegible]
مشرق و مغرب سے سوئے قادیاں آئینگے طیر
[illegible] نے گایا اسکے ظل ممدود ہیں
مومنوں میں آتش فتنہ جلانا تھا [illegible]
بعض ان احباب نے جو ساکن احمدی
[illegible] کبھی [illegible] نہیں
[illegible] ہیں

[illegible]

پچھلے دنوں ہمارے مہربان [illegible] اے سے اپنے اخبار میں قرآن مجید کی تعلیم پر کچھ اعتراضات چھپوائے تھے۔ جن میں سے ایک [illegible] اسلامی حکم غیر عورتوں سے پردہ کرنے کی [illegible] جو سراسر ناجائز ہے۔ مہربانی فرما کر مہاشہ صاحب مندرجہ ذیل نوٹ جو ملٹین اور پھر اخبار عام میں چھپا ہے۔ غور سے پڑھیے اور بتائیے کہ قرآن مجید کا حکم بجا ہے یا نہیں؟

اس امر کا ظاہر کرنا نہایت افسوسناک ہے کہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کے اکثر ہوٹلوں میں متعلقان ہوٹل کی معرفت شریف گھروں کی مستورات یا ناکتخدا عورتوں سے عصمت فروشی کرائی جاتی ہے یہ تباہی کا کام نہ صرف لاہور میں بلکہ اسکے علاوہ امرتسر اور دہلی وغیرہ مقامات کے ہوٹلوں میں بھی اپنا کام کر رہے ہیں۔ یہ لوگ شریف گھروں کی عورتوں کو ورغلانے کا کام عمر رسیدہ بدمعاش عورتوں سے لیتے ہیں تاکہ گھروں میں بغیر روک ٹوک کے جا سکیں۔ اس غیر شریفانہ تجارت کا جو کچھ اثر شریف گھروں پر ہونا ضروری ہے۔ اسکے اثرات ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں چنانچہ دو دن ہوئے۔ لاہور سے ایک نوجوان خوبصورت [illegible] جو دو ہزار روپیہ زیور کے ایک مسلمان کے گھر سے گم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بیوہ ایک عرصہ سے کسی ہوٹل میں [illegible] سے ملنے جایا کرتی تھی۔ اس امر کی [illegible] ضرورت ہے کہ گورنمنٹ ہوٹلوں کے لیے ایسے سخت قوانین رائج کرے جن سے ان لوگوں کو ایسی قابل نفرت حرکات کا [illegible] علاوہ ان ہوٹلوں [illegible] چاہئے۔ لاہور [illegible] ہوٹلوں [illegible] کو چاہیئے۔ کہ بہت ہوشیاری سے کام لیکر ایسے بدمعاشوں کا سراغ لگائے۔ (ملٹین)

ملٹین سے مراد یہ ہے۔ کہ صرف اپنے مذہب کی عورتیں بے روک ٹوک گھروں میں آئیں۔ دوسری عورتیں جن کے متعلق نہیں معلوم کہ کس قسم کے خیالات کی ہیں وہ بغیر اجازت نہ آئیں۔ اور ان سے شرعی پردہ بھی کیا جائے یعنی وہ زیب و زینت کی چیزیں نہ دیکھیں۔ کیونکہ ان کے ذریعہ خوفناک جرائم سرزد ہوتے ہیں۔ قرآن شریف کی تعلیم تو سراپا برکت ہے۔ مگر افسوس

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رخ کافر و دیندار کا

بیچم صاحب کی گولیوں کا نسخہ

ایلوا ۵ گرین۔ سفوف سونٹھ ۲½ گرین۔ سفوف صابن ۲½ اگرین۔ اس کو ملا کر دس گولیاں بنا دیں۔ ایک دو گولی رات کے وقت کھا کر سو رہنے سے صبح کے وقت کھلکر پاخانہ ہو جاتا ہے۔ جس سے قبض اور دیگر امراض شکم کو فائدہ ہوتا ہے۔ یہ نسخہ بیچم کی گولیوں کا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یاحی یاقیوم برحمتک استغیث

آلہی فیصلہ۔ خدائی فرمان

قل مایعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما

خدائے قدوس رحیم وکریم قادر ذوالجلال نے اولو العزم مرسلین سیل عظام انبیاء کرام مامورین ذی احترام کو اپنی نیابت وخلافت کا تاج پہنا کر خلعت رسولیت پہنکر مبعوث فرمایا۔ تا اسی کے نام کا سکہ سارے عالم میں چلائیں اور اسکے احکام وقوانین دنیا میں جاری کرائیں۔ عاجزوں، کمزوروں، بے کسوں، بے بسوں، افتادوں، کی دستگیری فرمائیں۔ اور دنیا کو اپنی تجلی نورانی، قوت یزدانی، طاقت ربانی، ہمت روحانی کے ذریعہ مہذب، دانا، ہوشیار، زندہ، بیدار، ترقی یافتہ نجات یافتہ، بامراد، کامیاب بنائیں۔

پس یہ خدا کے بھیجے ہوئے مقدس حضرات آئے۔ اور بڑی شان سے آئے۔ ظاہر ہوئے اور خدائی نصرت، آلہی تائید کے نشانات کے ساتھ ظاہر ہوئے۔

آہ، حسرت، افسوس، تعجب، حیرت، تاسف، ان نادانوں پر، ان ضدیوں پر، ان مغروروں پر، ان مقہوروں پر، ان بیماروں پر، ان بیکاروں پر، جو اپنی ہی غوایت، ضلالت، بطالت، مادیت، کثافت، کے باعث خدائی پیغام وحی ہدایت، نور، سے الگ تھلگ، دور، نفور، مغرور ہوکر ہلاک ہوئے، مرسلین، مامورین، مصلحین کے جمالی، جلالی، حالی، قالی، اسرار، انوار، دقایق حقایق، آیات، نشانات، کو نہ مان کر، نہ دیکھ کر، نہ سمجھ کر، ان پر ہنسی، ٹھٹھا، پھبتی، یاوہ گوئی، بیہودہ سرائی، کے تیر برسانے لگے، افترا، اتہام، بہتان جھوٹ، گند، بکواس، کے خنجر چلانے لگے، غیظ، غضب، غصہ، جھنجھلاہٹ کے ہتھیار لیکر ظلم، ستم، جور، جفا، جدال، قتال کا میدان قائم کرنا چاہا۔

پس عالم جبروت سے ندا آئی، قصر لاہوت سے صدا اٹھی، جو ملکوت سموات وارض میں گونج کر، دنیا ناسوت کو ہلا گئی، اور گوشہ گوشہ میں ایک تہلکہ پڑ گیا، خدا۔ ذرہ ذرہ کا خالق ومالک خدا، اپنی سطوت، جلال، شان استغنا، کے ساتھ اک دل ہلا دینے والا فرمان بھیجتا ہے۔ قل مایعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما۔ کہ اگر تم میں عاجزی، التجا، بندگی نہیں تو جاؤ خدا کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ وہ غنی وبے نیاز ہے، تمہارا انکار تمہاری تکذیب، تمہارے ہی لئے طوق لعنت بنکر تمہیں مجرم، قابل سزا، لائق تعزیر، مستوجب عذاب، ٹھہرا چکے ہیں۔ الم نہلک الاولین ط ثم نتبعھم الاخرین ط کذالک نفعل بالمجرمین ط ویل یومئذ للمکذبین خدا فرماتا ہے۔ ہم اگلوں کو بھی ہلاک کر چکے ہیں۔ پھر پچھلوں کو بھی ان کے پیچھے لگائینگے، ہم مجرموں کے ساتھ قانوناً یہی معاملہ کرتے ہیں۔ پس جھٹلانے والوں کی ہلاکت، خرابی، رسوائی ہے، دیکھو، دیکھو، یوم الفرقان، روز عدالت، انصاف کا دن، فیصلہ کی ساعت، صبح قیامت، نزدیک بلکہ نزدیک تر ہے۔ ان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب ط

انسانو، سوچو اور خوب سوچو، تم کیا کر رہے ہو، کدھر جا رہے ہو، لوگو، دیکھو اور پھر دیکھو، تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیا کہہ رہے ہو، کہاں دوڑتے ہو، کیوں بھاگتے ہو، آہ۔ خدا کا منادی ندا دیتا ہے اور تم کان نہیں دھرتے۔ نہیں سنکر پر نہیں سنتے، الیس منکم رجل رشید ط

ہوشیار ہوشیار۔ خبردار خبردار۔ سنو سنو اور جلد سنو حضرت رب العزت جل جلالہ تم سے انتقام کا اعلان فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربہ ثم اعرض عنہا انا من المجرمین منتقمون۔ بے شک بے شک وہ بڑا ظالم ہے۔ جسے آیات وفرمان آلہی سنایا جائے۔ اور وہ منہ پھیر لے، خدا فرماتا ہے۔ یقیناً یقیناً ایسے ظالم مجرموں سے ہم ہی انتقام لینگے۔"

پس اے عقلمندو۔ اے سوچنے والو، انکار میں جلدی نہ کرو، تکذیب میں تعجیل نہ کرو، جھٹلانے میں عجلت نہ کرو، دلائل، بینات، نشانات، دیکھو، سنو، پڑھو، غور کرو۔ تحقیق میں لگ جاؤ۔ تدقیق میں ڈوب جاؤ۔ سنبھل جاؤ۔ ہوشیار ہو جاؤ، بیدار ہو جاؤ، لیٹے ہو بیٹھ جاؤ۔ بیٹھے ہو تو کھڑے ہو جاؤ۔ کھڑے ہو تو چل پڑو، چلے ہو تو جلد جلد قدم بڑھاؤ۔ اور اس محبوب، مطلوب، امام و پیشوا کے قدموں سے چمٹ جاؤ جسکے تم مدتوں سے منتظر تھے۔ جسکے ملنے کے لئے بڑے بڑے بزرگان دین شوق وتمنا رکھتے تھے۔ اور جسکے لئے اولیاء اسلاف کرام تڑپ تڑپ کر دعا مانگتے تھے۔ وہ آگیا۔ بلکہ وقت سے آگیا، وہ دنیا کا ہادی امام مہدی آگیا، سرداد اپنا وقار۔ [illegible]

خدائی کے تاجدار رہمارے سرکار حضور محمد رسول اللہ علیہ وسلم کا نائب دولت وخلیفہ آگیا، وہ دنیا کا آفتاب، وہ عالم کا [illegible] وہ [illegible] حکمران وہ حکم وعدل آگیا۔ وہ خدائی پہلوان جری اللہ فی حلل الانبیاء [illegible] آگیا ہے کون

وہ سوتے ہوؤں کو جگانے والا [illegible]
وہ روتے ہوؤں کو ہنسا دینے والا [illegible]
جلایا ہے اُس نے [illegible]
دکھائی ہے شانِ رسالت پناہی
وہ دنیا میں اسلام پھیلانے والا [illegible]
وہ شرک وضلالت مٹا جانے والا [illegible]
شب وروز دنیا میں پڑھا جاتا ہے [illegible]
وہ عالم میں [illegible]
رذالت کی پستیوں کو تنفیر اسکی [illegible]
حقائق کی بارش ہے تقریر اسکی [illegible]
وہ شمع ہدایت [illegible]
[illegible]

اُسنے تمام دنیا کو پکارا۔ اپنے مقابلہ میں [illegible] اسلام [illegible] دین کو بلایا۔ مگر کوئی نہ آیا [illegible] ڈاکٹر الگزنڈر ڈوئی امریکن کا واقعہ یاد کیجئے۔ جو کہتا تھا کہ مجھے مسیح [illegible] بھیجا ہے۔ کہ اسلام کو پاؤں سے مسل ڈالوں۔ لیکن آخر [illegible] مقابلہ کرتے ہوئے فالج میں مبتلا ہو کر بڑی ذلت کے ساتھ [illegible] عبد اللہ آتھم کا انجام غور سے دیکھو کہ حضرت مسیح موعود کے مقابلہ [illegible] طرح فنا ہوا۔ محمدی شیر نے جب یہ نعرہ بلند کیا کہ [illegible] الا اے [illegible] بترس از تیغ بُران محمدؐ + کرامت گرچہ [illegible] است [illegible] دیکھ

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

اٹھا۔ اور اشتہار واعلان کے ساتھ بولا۔ کہ میں [illegible] دانا کے مقولے پر [illegible] بدرسانید عمل کر کے مرزا صاحب کے تحریری التماس کو بھی منظور کرتا ہوں۔ اور مباہلہ کو یہاں طبع کرا کر مشہور [illegible] لیکھرام کی کتاب خبط احمدیہ [illegible])

اس مقابلہ ومباہلہ کا نتیجہ ظاہر۔ بدیہی اور عیاں ہے کہ لیکھرام اس مباہلے کے اثر اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کے ماتحت ۶ مارچ ۱۸۹۷ء میں دن دھاڑے [illegible] پہرے اور حفاظت کے عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب [illegible] (جو پیشگوئی کے الفاظ ہیں) خدا کے قہری ہاتھ سے ہلاک ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود کی سچائی اور اسلام کی صداقت کا نشان بنکر ہمارے اور آریہ سماج کے درمیان قطعی اور آخری سچا فیصلہ کر گیا۔ یہ ہے خدائی فیصلہ جسکے ذریعہ آریہ سماج ہمیشہ کے لئے ملزم ہو گئے۔ فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔

فرقہ وہابیہ کے مولوی

[illegible] صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کو بلایا گیا۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور اپنے رسالہ مرقع [illegible] ۱۹۰۷ء میں لکھتے ہیں: مرزا صاحب نے ہمارے ساتھ مباہلہ کا ایک طولانی اشتہار دیا تھا۔ ساتھ ہی یہ واقعہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی تحریر مباہلہ کو منظور نہیں کیا [illegible] جواباً لکھدیا تھا کہ یہ تمہاری تحریر مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے (اہلحدیث ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء) بلکہ اپنی طرف یہ بات لکھدی تھی کہ خدا تعالےٰ جھوٹے [illegible] نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے (رسالہ مرقع [illegible]) اب خدا کی قدرت دیکھئے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے قرار داد کے [illegible] صفات مذکورہ کے مصداق [illegible] ایسی زندگی موت سے [illegible] وانظر کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ مولوی صاحب مذکور کی [illegible] چالاکی اور [illegible] ملاحظہ ہو کہ پہلے [illegible] حال [illegible] اہلحدیث ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء میں کہا [illegible] کہ مرزا صاحب میرے مقابل مباہلہ میں فوت ہوئے [illegible] جہاں [illegible] موقع دیکھا [illegible] خدا ہی ایمان دیانت عطا کرے تو اصلاح ہو۔ مگر ہم انکی تبلیغ کئے بغیر نہیں رہ سکتے [illegible] تعلمون۔ بے شک [illegible] کے [illegible] معاملہ ہے۔ لیکن جو کچھ اعمال کرتے ہو۔ ضرور ایک دن ان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ پس دنیا کے سامنے تو بات بنانا آسان ہے۔ مگر خدا کو کیا جواب دوگے۔ [illegible] تعلمون خبیر

دہلی کے مولوی عبد السلام نبیرہ مولوی سید نذیر حسین صاحب

وغیرہ نے مباہلہ کا اشتہار دیا جس کا عنوان تھا "مرزائیوں کی غلط اور مباہلہ آماکانی" یہ اشتہار ۳۰۔ اگست ۱۹۱۲ء میں شائع کیا گیا۔ جبکہ احمدی مبلغین کا وفد دہلی میں تبلیغ کر چکا تھا۔ اس اشتہار میں حضرت مسیح موعود کی کچھ عبارت انجام آتھم سے نقل کر کے اسپر تیاری و آمادگی ظاہر کی گئی۔ جو دعا مباہلہ جسکے بعض الفاظ یہ ہیں۔

"لیکن اے علیم و خبیر اگر تو جانتا ہے کہ یہ الہام جو میرے ہاتھ میں ہیں تیرے الہام ہیں۔ اور تیرے منہ کی باتیں ہیں۔ تو ان مخالفین کو جو اسوقت حاضر ہیں

ایک سال کے عرصہ تک دُکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کردے۔ اور کسی کو مجذوم کسی کو مفلوج الخ عبرت کا مقام ہے۔ کہ مولویان دہلی کے اشتہار پر ابھی ڈھائی ماہ بھی نہیں گذرے تھے۔ کہ مولوی عبد السلام کو خدا نے موت کا نشانہ بنا دیا۔ اور وہ مفلوج ہو کر فوت ہو گئے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث ۱۰ر نومبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۱۳ کالم میں اطلاع دی گئی۔ کہ تمام دنیا اہل حدیث کی نگاہیں مولوی عبد السلام صاحب بیرہ مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی پر تھیں۔ جن کی بابت آج ہم بادل ناخواستہ یہ خبر دیتے ہیں کہ گذشتہ ہفتہ فالج سے فوت ہو گئے ۔" ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الالباب۔

صوفیا و مشائخ کے نمائندے

بڑے جوش و خروش سے اٹھ کر گرنے والے خواجہ حسن نظامی صاحب کو دیکھئے کیسی شان اور کس قدر آن بان سے نظام المشائخ محرم نمبر ۱۳۳۶ھ میں مباہلہ کا اعلان دیا۔ اور سات صفحے رنگ ڈالے چند گرما گرم فقرے ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں "۔ میں تمہارے امیر المومنین مرزا محمود احمد کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ اجمیر شریف آئیں۔

مردانگی ہے صداقت ہے تو آؤ اس آزمائش گاہ کی سیر کرو جہاں ایک گھنٹہ میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔" اگر تم کو یہ مباہلہ منظور ہو۔ تو ربیع الاول ۱۳۳۶ ہجری کی چھٹی تاریخ کو اپنے حواریوں کو لے کر اجمیر شریف میں آجاؤ جب تم اس ارادہ سے اجمیر شریف آؤ۔ اپنی والدہ سے دودھ بخشوا کر آنا اور ریلوے کمپنی سے ایک گاڑی کا بندوبست کرا لینا جس میں تمہاری لاش قادیان روانہ ہو سکے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے نے حسب قواعد شرعیہ مباہلہ کی منظوری دی تو حضرت خلیفۃ المسیح کے پہلے ہی مضمون کو پڑھ کر حسن نظامی صاحب جی چھوڑ گئے اور حواس باختہ۔ حیران۔ مضطرب ہو کر جان چھوڑانی چاہی۔ عجیب عجیب رنگ بدلے۔ جن کی تفصیل اخبارات میں موجود ہے۔ ہم یہاں صرف ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا پہلا ہی مضمون دیکھکر حسن نظامی صاحب نے جواب میں لکھا کہ "میں نے مباہلہ کی حیثیت سے ان کو چیلنج نہیں دیا تھا نہ مباہلہ کا نام اس مضمون میں تھا۔ جو اس مسئلہ پر نظام المشائخ محرم نمبر میں شائع ہوا ہے۔" یہ موت کیوں آگئی، اب کیوں روح پرواز کر گئی۔ سب کرامت ندامت ہو گئی۔ اللہ توبہ اللہ توبہ۔ کئی غیر احمدی حضرات کے مضامین حسن نظامی کے خلاف اظہار نفرت و نفرین کے لئے شائع ہوئے۔ جو اخبارات میں موجود ہیں۔ مجھ سے جناب مولانا عبد الماجد صاحب نے ذکر کیا کہ میں نے حسن نظامی سے کہا کہ مباہلہ کا چیلنج دیکر یہ تم نے کیا کیا۔ عار۔ عار۔ عار۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔ فوقع الحق وخسر ھنا

لک المبطلون۔

یَا قَوْمَنَا اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ

اس ربانی مبلغ و داعی کی دعوت قبول کرو۔ اور اگر تم اسے قبول نہیں کرتے تو یاد رکھو خدا تعالے فرماتا ہے۔ اور اپنے نبی سے یوں کہلواتا ہے۔ فان تولوا فقد ابلغتکم ما ارسلت بہ الیکم۔ اگر تم لوگ منہ پھیرتے ہو۔ سو تو جو کچھ لیکر بھیجا گیا تھا۔ وہ میں نے پہنچا دیا۔ ویستخلف ربی قوما غیرکم۔ تم نہ مانوگے۔ تو خدائے پروردگار ایک ماننے والی قوم تمہارے بعد لائیگا۔ تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکوگے۔ پس اگر خدا کی فعلی کتاب، قانون قدرت، رموز فطرت اور قولی کتاب قرآن حکیم کی دلائل و براہین و آیات بینات سے نادان انکار کر محروم رہنا پسند کرتے ہو۔ تو پھر کس قانون۔ کس کتاب۔ کس فرمان۔ کس بات سے فائدہ اٹھاؤگے۔ فبای حدیث بعدہ یؤمنون۔ دلائل کی موسلادھار بارش۔ نشانات کی چمکتی ہوئی بجلیاں۔ براہین کا گرجنے والا رعد۔ انصاف کا چاند اگر تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکا۔ تو آؤ الٰہی فیصلہ۔ انتہائی فیصلہ۔ موثر فیصلہ آخری فیصلہ کرلیں۔ سنو سنو۔ فرمان الٰہی سنو۔

تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین

کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کرینگے۔

(از جناب اکمل صاحب قادیان دارالامان)

وہ کمیٹی جو ہندوستان میں سازشوں کی رپورٹ کرنے کے لئے مقرر ہوئی تھی اس نے اسلامی شورش کی لہر کے سلسلہ میں دیوبندیوں کے مولانا محمود حسن کا ذکر بھی کیا۔ کہ وہ بھی ایک حد تک اس سازش میں شریک تھے۔ اور مولوی عبید اللہ سندھی کا نام بہت نمایاں تھا۔ اس پر بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اہل دیوبند منظری ای ہے اس کے جواب میں مولوی حبیب الرحمن صاحب مددگار مہتمم دیوبند کی طرف سے ایک ضمیمہ القاسم کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ جو اپنے مخالفین کو مخاطب کر کے یوں لکھتے ہیں :-

"ہمارے پاس بھی تردید کے لئے قابل اعتماد اور مسکت دلائل موجود ہیں لیکن یہ امر ان منصف طبائع لوگوں کے لئے جن کو ایسی جھوٹی خبروں سے کچھ اشتباہ ہو گیا ہو۔ ان معاندوں کو یا ایں ہمہ کوئی دلیل [illegible]

... ... تو پھر صورت فیصلہ دی ہے جسکی نسبت کلام اللہ میں ارشاد ہے [illegible] ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم ۔ جناب رسول اللہ [illegible] علیہ وسلم کو مباہلہ کا حکم بمقابلہ ان لوگوں کے ہوا تھا جن کا مجرد عناد [illegible] اس وجہ پیدا ہوئی تھی ۔ کہ کوئی قوی اور روشن دلیل [illegible] [illegible] تھی ۔ پس جماعت معترضین جمع ہو جائے اور موافق شرائط و [illegible] مباہلہ [illegible] ہے جماعت دیوبند تیار ہے ۔"

(ضمیمہ الحفیظ بجنور - یکم ستمبر ۱۹۱۸ء)

[illegible] مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک مباہلہ جائز ہے ۔ اور [illegible] کے فیصلہ کے لئے وہ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لئے بالکل تیار ہیں ۔ تو کیا [illegible] کر سکتا ہوں ۔ کہ جب جماعت دیوبند چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے مباہلہ کے تیار ہے [illegible] اس امر کے بارہ میں مباہلہ نہیں کرتی ۔ جس پر آخرت کی نجات کا دار و مدار ہے ۔ خدا کا [illegible] نبی مرزا غلام احمد مبعوث ہوا ۔ اور اس نے تمام ہندوستان کے علماء اور سجادہ نشینوں [illegible] کا چیلنج دیا ۔ مگر کوئی مقابل پر نہ آیا ۔ حتیٰ کہ علماء دیوبند بھی خاموش رہے ۔ اور یوں خدا [illegible] کی صداقت پر مہر کر دی ۔ اور بعض بیہودہ عذر تراشنے لگے ۔ کسی نے کہا پہلے [illegible] کی تعیین کرو ۔ کسی نے کہا غیر امور کے لئے مباہلہ جائز نہیں یہ تو پرانی باتیں ہیں [illegible] کی بات ہے کہ جب علماء دہلی سے مباہلہ کا ذکر آیا تو انہوں نے اشتہار شائع کیا ہم [illegible] اس شرط پر کریں گے ۔ کہ ہم اسی مجلس میں سؤر یا بندر بن جائیں ۔ لیکن جب ان سے [illegible] کا شرعی ثبوت پوچھا گیا تو خاموش رہ گئے ۔ سلسلہ کے مشہور مخالف مولوی ثناء اللہ [illegible] مباہلہ کا چیلنج دیا گیا ۔ مگر مسیح موعود کے مقابلہ میں مباہلہ کے نام سے اسکی جان نکلتی [illegible] ہے ۔ وہ بھی اسی قسم کے بہانے پیش کیا کرتا ہے کہ عذاب کی تعیین کرو ۔ پچھلے [illegible] مسیح موعود کے خدام سے مباہلہ کا ذکر آیا تو سؤر و بندر کا جھگڑا لے بیٹھا [illegible] اپنا عمل اسکے خلاف تھا ۔ اپنے مخالفین کو خود اس نے مباہلہ کا چیلنج دیا ۔ جب ہم [illegible] کی نسبت یقین سے اعلان کر سکتے ہو کہ وہ سؤر بندر بن جائیں گے ۔ تو کچھ جواب بن [illegible] سکے کہ عذاب دینا خدا کے اختیار میں ہے ۔ جب صورت معاملہ یہ ہے ۔ تو کیا [illegible] کہ مسیح موعود اور اسکے خدام کے مقابلہ میں مخالفین میں سے کسی کو حوصلہ نہیں ہوتا [illegible] آمادگی ظاہر کرے ۔ حسن نظامی کس جوش سے اٹھا ۔ اور یہ بڑا بول بولا ۔ کہ [illegible] کے خلیفہ مسیح موعود کے موجودہ خلیفہ کی جان قبض کروں گا ۔ جیسا سے بتایا [illegible] اسلامی طریق پر مباہلہ کرلو ۔ تو باوجود بارہ آدمیوں کا سیکنڈ کلاس کا کرایہ [illegible] [illegible] قادیان نہ آسکا ۔ اور نہ ہی سات کروڑ مسلمانوں [illegible] کو حوصلہ ہوا کہ ایک ہزار مرید ساتھ لیکر لاہور آ جائے اور مباہلہ کرے [illegible] مسیح موعود کے خدام کا یہ حال تھا کہ ایک ہزار کیا قریباً دو ہزار کی عرضیاں حضرت [illegible] کے حضور پہنچ گئیں کہ ہمیں [illegible] اس مباہلہ میں ضرور شریک کریں گے [illegible] دکھایا کہ اپنا خرچ پیشگی جمع کرا دیا ۔ ہر ایک ان

[illegible] میں یہی سمجھتا تھا کہ ہزار کی تعداد پوری ہو گئی ہو گی ۔ اور میں اس شرف کو حاصل نہیں کر سکوں گا [illegible] علماء دیوبند سے وہ ایمان جسکی نظیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا کہیں نہیں مل سکتی [illegible] اور کون بدوں [illegible] مذہبی اسلام کے ممکن نہیں ۔ صادق و کاذب مخلص و غیر مخلص کی پہچان امتحان کے وقت ہوتی ہے ۔ حسن نظامی کو یہ تو دعویٰ تھا کہ میں سات کروڑ مسلمانوں کا قائم مقام ہوں ۔ اور کئی نواب اور راجے میرے مرید ہیں اور میں بڑا اثر [illegible] رکھتا ہوں یا خدا کے مقرر کردہ حبیب کے مقابل میں اگر یہاں تک بس ہوا کہ بارہ سو آدمی بھی اپنے ساتھ لاہور نہ لا سکا ۔ اور نہ خود مع اہل و عیال [illegible] قادیان میں کرایہ ہم سے لیکر آنے کا حوصلہ پڑا ۔ اور نہ جواب میں کوئی پُر زور مضمون کہہ سکا [illegible] اور جھینپ کا عمامہ بھی اٹھائے تو ایک نشان سے اٹھائے ۔ ایسا دم خود ہوا ۔ ایک سطر بھی لکھنی دشوار ہو گئی ۔ پس طالبان حق کے لئے اسمیں نشان ہے کہ بڑے بڑے علماء و پیر [illegible] حضرات کو علم و فضیلت کا دعویٰ ہے ۔ اور جو نمائندگان اسلام ہیں [illegible] ہمارے مقابل میں آ کر رہ جاتے ہیں اور [illegible] بنانے لگتے ہیں ۔ اگر کسی کو اسمیں شک [illegible] اور تحصیل [illegible] کو حصول گیا ہو ۔ تو اب جماعت دیوبند کو مباہلہ کے لئے تیار کرے [illegible] ان کا کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے سنائے ۔ پھر ہمارا جواب سنے ۔ اسکے بعد پھر بھی اگر اسے یقین رہے کہ یہ سلسلہ احمدیہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اس کا امام (نعوذ باللہ منہ) مفتری اور کذاب اور اپنے دعوے میں غیر مصدق تھا ۔ تو ہم سے حسب سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعد تصفیہ شرائط مباہلہ کرے ۔ اور پھر دیکھے کہ ایک سال کے بعد کس پر خدا نازل ہوتا ہے ۔

کیا علماء دیوبند میں یہ ہمت ہے کہ وہ اپنے اسلام کا ثبوت دینے کے لئے میدان میں آئیں ۔ اگر آئیں تو ہمیں وہ ہر طرح سے تیار پائیں گے ۔ بلکہ اگر وہ انواع و اقسام کے حیلوں سے ٹالنے لگے ۔ جیسا کہ مجھے یقین ہے ۔ تو دنیا گواہ رہے کہ ایک دفعہ پھر ان پر حجت تمام قائم ہو گئی ۔

تعالوا ایها العلماء

یوں تو ہماری طرف سے دلائل کے ذریعہ اتمام حجت بہت کچھ کیا جا چکا ہے ۔ فیصلے کے آخری طریق مباہلہ کیلئے بھی ہمیشہ اعلان عام ہے جسکے لئے کوئی مرد خدا نکر میدان میں نہیں آتا ۔ ۔

وداع و داعهم من عجب الی الذی ۔ فلم یجبه عند ذالک مجیب

اور کوئی اٹھا بھی تو آخر کلیجہ تھام کے بیٹھ گیا یا خلاف دین و دیانت حیلے اور بیکار باتیں شروع کر دیں ۔ علماء دیوبند کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مباہلہ کے لئے بلایا گیا ہے میں ابھی غیر دیوبندی علماء کو مباہلہ کے لئے تیار دیکھنا چاہتا ہوں بالعموم تمام علماء و مشائخ اور بالخصوص حضرات ذیل سے خطاب ہے ۔ جناب مولانا ابو المنظور محمد عبد الماجد القادری بدایونی ۔ جناب مولانا محمد علی صاحب مونگیری ۔ جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی ۔

جٹ اور جنگ

یہ تو معلوم نہیں کہ اصل جٹ یا جاٹ کون ہے۔ مگر میرا مطلب جٹ سے وہ [illegible] ہے۔ جس کے بیلوں کے پاؤں کے روندے دانے کھا کر شہری لوگ آباد اور خوشحال ہیں۔ چاہے وہ ان داتا آوان ہو یا مان گھمڑ ہو یا کھرل۔ سندھو یا سندھو۔ راجپوت یا [illegible] اور باگڑی یا [illegible]۔ میرا جٹ وہ بھولا بھالا [illegible] جو پچاس روپیہ کے قرض کے عوض میں ہزار روپیہ ادا [illegible] [illegible] سال سے اس کی خدمت میرا فرض ہے مگر جٹ ایسی شاہ نواز قوم ہے۔ کہ خادم کو مخدوم اور تابع حکم کو حاکم سمجھتی ہے۔ [illegible] کی ستم ایجادیوں کا تختۂ مشق رہ کر بھی اس قوم کی شان بے پروائی میں فرق نہیں [illegible] عہد و پیمان ہیں۔

یہ کہ "خدا چاہے بارش سے۔ طغیانیوں سے ژالہ باریوں سے۔ ٹڈی سے۔ امساک سے بیماری سے کتنا ہی فصلوں کا نقصان کرے۔ مگر جٹ آزردہ ہو کر اس کام کو نہیں چھوڑے گا" اس بیان کے ذریعہ سے خدا نے اپنی دیگر مخلوق کے پالنے کا بندوبست کیا ہے۔ ورنہ اگر صدیوں کی بے ترتیب بارشوں سے اکتا کر جٹ تخم ریزی چھوڑ دیں۔ تو دنیا بھوکی مر جائے۔

(۲) یہ کہ اول الذکر خدمت کے صلہ میں خدا اپنی خاص شان بے نیازی سے جٹ کو باقی قوموں سے بہت زیادہ شان بے پروائی دیگا۔

یہ عہد و پیمان ازل سے جاری ہیں۔ اور تا ابد رہینگے۔ اس دوسری شرط کی طفیل جٹ کو جاہ و حشم سے تکلفات سے کپڑے سے بلکہ ایک حد تک آرام کے کھانے پینے سے کامل بے نیازی ہے دھوپ اسے نہیں ستاتی۔ کنوئیں کی گادی پر یا نہر کے موگہ پر شب بیداری اسے بے چین نہیں کرتی۔ روکھی سوکھی کھا کر اور گندہ پانی پی کر وہ توانا رہتا ہے۔ نیچے پالتا ہے۔ اور دنیا کو پیٹ بھر کر روٹی دیتا ہے۔ یہی شان بے پروائی ہے کہ کنک جٹ کی اور نفع [illegible] کا۔ روپیہ جٹ کا اور جوبی وکیل کی۔ بھینس جٹ کی اور دودھ [illegible] دار کا مگر اس خدائی وصف کی بدولت اس قوم میں ایک اور جوہر پیدا ہو گیا ہے۔ جو دوسری قوموں میں برائے نام بھی نہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جٹ کو چاہے ہزار اور باتوں کا دل میں افسوس ہو۔ مگر ایک خاص بات سے وہ ذرا بھی نہیں کچیاتا۔ جٹ [illegible] دے۔ تو دلی افسوس دامنگیر ہوتا ہے۔ جب افسر رشوت نہ لے۔ تو اس کو سخت قلق و اضطراب ہوتا ہے۔ جب اسکے بیٹے یا بیٹی کی شادی پر پورا [illegible] نہ ہو۔ تو اس کا دل ہی مرجھا جاتا ہے۔ مگر [illegible] اسے ذرا بھی افسوس نہیں ہوتا [illegible] وہ یہ ہے۔ کہ اگرچہ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں مگر جٹ کی لاٹھی میں بجلی کی کڑک ہے۔ اور جب وہ لاٹھی جٹ کے دشمن کی کھوپڑی پر رقص کرتی ہوئی جنبش ہوتی ہے۔ تو جٹ کو ذرا بھی تاسف نہیں ہوتا۔

مجھے جٹ سے دلی محبت ہے۔ مگر جن لوگوں کو جٹ سے محبت نہیں۔ وہ اس کی خوبیوں کو اپنی کوتاہ اندیشی سے ہمیشہ عیب بیان کرتے ہیں۔ اگر جٹ میں یہ شان بے پروائی نہ ہوتی۔ تو اب کون ہزار در ہزار انگلستان کے دشمنوں سے جا کر برسرپیکار ہوتا۔ جٹ کی طفیل لاکھوں سپاہی ہندوستانی فوج میں صف آرا ہیں۔ یہ جٹ ہی ہے۔ جس نے فرانس میں عراق میں فلسطین میں دشمنوں کی [illegible] میں بلکہ گھروں میں بھی تہلکہ ڈال دیا ہے۔

اے ملک کے دھنی جٹ۔ اگر سچی بات کہنا عیب نہ ہو۔ تو سارے ہندوستان میں صرف تو گھر والا ہے اور باقی سب [illegible] دار۔

اے جٹ۔ آ۔ زمین تیری۔ زر تیرا [illegible] کسی اور کی کیوں ہو۔

آ۔ فوج میں بھرتی ہو۔ سپاہی بھی بن اور [illegible] بھی۔ وہ دن آنے والا ہے۔ کہ ہندوستان کا سب سے پہلا فرض یہ ہو گا کہ تیرا اور تیری قوم کا شکریہ ایک شاندار طریقہ سے کیا جائے۔ مگر جب تک جنگ ختم نہ ہو۔ وہ شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ اور جنگ کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ جٹ کی لاٹھی اسکے گھر میں ہے۔ اور جرمن کے سر پر نہیں پہنچتی جنگ کے فتح کرنے والا نہ روپیہ ہے نہ سامان [illegible] جنگ کے فتح کرنے والا "جٹ" ہے۔

عبدالعزیز سب ڈویژنل افسر [illegible]

حقیقۃ الرؤیاء

وہ کونسا احمدی ہے جسے کبھی نہ کبھی کوئی خواب نہ آئی ہو۔ اور وہ اسکی حقیقت معلوم کرنے کے [illegible] نہ ہو جاتا ہو۔ اگر کوئی نہیں۔ تو ہر ایک کا فرض ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریر سے حقیقۃ الرؤیاء کے نام سے اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے جو کتاب حال میں شائع ہوئی ہے۔ اسے منگا کر پڑھیں۔ اور اس سے اپنی خوابوں کی حقیقت معلوم کر لیا کریں۔ یہ کتاب بہت عمدہ لکھائی۔ چھپائی کے ساتھ اعلےٰ درجہ کے سفید کاغذ پر شائع ہوئی ہے۔ اور دس آنے قیمت پر [illegible] ذیل پتہ سے مل سکتی ہے۔ فوراً منگا لیجئے۔

ملنے کا پتہ
دفتر [illegible]

ایک غیر احمدی کے جواب میں

(نمبر ۳)

از مولانا محمد عبداللہ صاحب اسکین ٹیچر بھیرہ ضلع لاہور

آپ کو معلوم ہی ہے کہ آپکے مخالف حنفی و شیعہ آپ کو دراصل بدعتی کا مذہب کہتے ہیں اہل سنت والجماعۃ نہیں سمجھتے اس طرح اتفاقاً ہم کو مرزائی وغیرہ کہنا ہے اہل سنت والجماعۃ نہیں کہتا ہم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اہل سنت والجماعۃ ہیں یہ سبب [illegible] ہمارا شیوہ اور جماعت صحابہ کرام کی اتباع [illegible] ہمارا طریقہ ہے جس طرح صحابہ کرام استدلال مسائل [illegible] کرتے ہیں قرآن کریم کو مقدم کرتے تھے اور عملی سب [illegible] اس کی تفسیر اسی طرح ہم موحدین اہل القرآن والحدیث واہل السنۃ والجماعۃ احمدیوں کا طریق ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسے پاکیزہ اصول چلنے کی آپ جیسے لوگوں کو مطلق پرواہ نہیں رہ گئی احادیث ظہور مہدی و نزول مسیح کو آپ جیسے لوگوں نے قرآن کریم کے ماتحت نہیں رکھا بلکہ قرآن کریم کو ان کے ماتحت کر دیا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ طریق نہیں تھا وہ اکثر پیشگوئیوں پر مجمل ایمان رکھتے اور ان کی تفصیل حوالہ بخدا کرتے تھے کیونکہ اکثر پیشگوئیاں استعارات و مجازات کے رنگ میں ہوتی ہیں اور ان کی تفاصیل قبل از ظہور معلوم نہیں ہوتیں پس ان کے حق میں کہا جاتا ہے -

وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون آمنا باللہ - یہی حال احادیث ظہور مہدی و نزول مسیح کا ہے - جیسا کہ مذکور ہوگا - انشاء اللہ تعالیٰ

اقول - مسئلہ اعتقاد نزول مسیح جس پر قدیم سے تمام اہل سنت وجماعت کا اتباع اجماع چلا آتا ہے اور اجمالی رنگ میں مانتے کر اس کی تفصیل کو حوالہ بخدا کیا جاتا تھا آپ جیسے لوگ اس صراط مستقیم سے انحراف کرکے [illegible] کے ڈھکوسلوں پر ایمان لاکر مسیح محمدی سے [illegible] دیکھا کہ نزول مسیح کی پیشگوئی -

کیف انتم اذا نزل المسیح عیسیٰ [illegible] **منکم** سے [illegible]

اگر یہ حدیث ظاہری معنی پر محمول ہوتی تو کیوں امتی کا مہدی حکم کیوں فرمایا جاتا اور اگر یہی مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری نے ہی [illegible] ہونا تھا تو **امامکم منکم** کیوں فرمایا [illegible] نزول کے معنے آیات قرآن سے حل ہوسکتے تھے و **انزلنا الحدید** [illegible] [illegible] **لاتعدو** [illegible] [illegible] **والتکم** [illegible] **المن والسلویٰ** [illegible] - **انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا** [illegible] سورہ طلاق [illegible] کے نام سے کسی [illegible] حدیث کا موسوم ہونا آتا [illegible] **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** [illegible] الآیہ [illegible] سے ظاہر ہوسکتا تھا [illegible] بھی جو آپ [illegible] کی طرح مسیح محمدی سے منکر ہوگئے اور چونکہ حدیث **لا مہدی الا عیسیٰ** والی کتاب ابن ماجہ میں پڑھ چکے ہونگے اور اس کے حال کو بھی ملاحظہ فرمالیا ہوگا اور حدیث ان [illegible] **لمہدینا آیتین** کو بھی پڑھ لیا ہوگا [illegible] حدیث **یخرج الدجال والطاعون** کو بھی مسلم میں دیکھ لیا ہوگا اور حدیث مشتمل کا پہلا حصہ **فاقرؤا علیہ فواتح سورۃ الکہف** - سورہ کہف کو بھی سمجھ لیا ہوگا - پھر اس مسیح محمدی کے ماننے میں کون رکاوٹ تھی جس سے آپ تمام مسلمانوں سے پھر گئے اور ان کے مصداق سے بوجہ تعصب وعناد روگرداں ہوگئے اور مسیح ناصری کے آسمان پر جانے کا جب ثبوت قرآن کریم اور حدیث رسول کریم صلعم سے نہیں ملتا تو قول کلبی کا کیا فائدہ دے سکتا ہے وہ تو مر کر اللہ تعالیٰ کے پاس گیا ہے وہ پھر کس طرح آسکتا ہے - یہ آپ کا ہی فہم ہے کہ اس امت مرحومہ سے دجال تو تیس تک بن جاویں مگر مسیح عیسیٰ بھی نہیں ہوسکتا - **ہل ہذا الا خسران مبین** معلوم ہوتا ہے کہ یہ خسران آپ لوگوں کے حصہ میں آیا ہے کیونکہ مہدی و مسیح منصب پیشگوئی

آنحضرت صلعم ایسے کامل طور پر ظاہر ہوگیا ہے بہت [illegible] تمام اسلام کی طرف مائل ہوئی شروع آن [illegible] کو آلہ دعا سے فضل کیا اسلامی لشکر اسلام کو اور جس طرح [illegible] [illegible] نہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور گمراہ دجالوں کے ان [illegible] کے مقابل [illegible] [illegible] کہ اس کی ہر ایک صداقت [illegible] اور دعویٰ [illegible] کا خطاب [illegible] [illegible]

[illegible]

مسیح عیسیٰ [illegible] کے لئے [illegible] لاکھوں حملے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہوگیا ہے [illegible] آپ [illegible] قرآنی [illegible] احادیث کے مضامین [illegible] احادیث [illegible] کرکے قرآن کریم کی مطابق [illegible] مسئلہ [illegible] مسیح کس طرح ہوسکتا ہے آیات پر بھی [illegible] اور احادیث [illegible] [illegible] وقت [illegible] آتا ہے [illegible] نزول مسیح سے مراد نزول روحانی ہے نہ جسمانی اور وفات مسیح سے مراد وفات جسمانی ہے نہ روحانی [illegible] موجود ہے جس نے اسی کو قرآن کریم اور احادیث رسول کریم صلعم و الہام وحی الٰہی سے [illegible] جس کی شہادت کیلئے آسمان پر رمضان میں کسوف و خسوف [illegible] و چاند کا ہوا کہ یہی مہدی و مسیح ہے اور زمین پر طاعون نے تو [illegible] کر آپ کے دعویٰ کو ثابت کیا اور کشوف و رؤیا صالحہ امت نے [illegible] تصدیق کی اور زمانہ کی چال چلن نے یہ ثابت کردیا کہ آپ کی وجود [illegible] ضرورت تھی [illegible] کوئی عالم دینی رہا جو دین اسلام کی حمایت کرے اور نہ کوئی صوفی منش رہا جو اسلام کی خواص ظاہر کرکے لوگوں کی محبت [illegible] [illegible] کوئی مالدار رہا جو مال کو صرف کرکے اسلام کو اعلیٰ بنا [illegible]

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر منضیا الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی نے فاروق منزل سے شائع کیا)

فاروق

[illegible]

یتیم بچوں کا حافظ و ناصر ہو ؎

میر محمد اسحاق صاحب

میر صاحب مہمان خانہ میں اور دیگر مریضوں کی تیمارداری میں مصروف رہے ۔ ۱۰ / ۱۱ ستمبر کو آپ بیمار ہو گئے ۔ پہلے دس گیارہ دن بخار اتنا تیز تھا مگر اب چند روز سے بخار کم ہو گیا ہے ۔ اور اتر بھی جاتا ہے ۔ لیکن ابھی صحت نہیں ہوئی ۔ اور ضعف بھی ہے ۔ اس کے لئے بہت بہت دعا کی جائے کہ خدا تعالیٰ اس مفید وجود کو شفاء عاجلہ عطا فرمائے ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اب اچھے ہیں آپ بھی بیمار ہو گئے تھے ؎

ہر دو سکولوں کے طلباء

مدرسہ احمدیہ کے بیس طلباء انفلوئنزا کے حملہ میں بیمار ہو گئے تھے لیکن دوسرے حملہ میں جو بہت سخت تھا ۔ بیشتر حصہ ان کا تندرست رہا اور اس کے شکرانہ میں بیماروں کی تیمارداری کرتے رہے ۔ دوسرے حملہ میں ہائی سکول کے بورڈنگ میں ۶۰ کے قریب طلباء بیمار ہو گئے ۔ اس لئے ۹ اکتوبر سے دونوں سکولوں میں تعطیل کر دی گئی ہے ۔ انشاء اللہ سکول ۹ نومبر کو کھلیں گے ؎

ماریشس کے دو طالبعلم محمد الیاس اور پیر محمد جو محض علم دین کے حصول کے لئے عرصہ ڈیڑھ سال سے مقیم تھے ۔ افسوس ہے کہ فوت ہو گئے ۔ اللّٰھم اغفر لحیّنا ومیّتنا ۔ ہر دو طالبعلموں نے نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا ۔ ہر وقت قرآن و حدیث و کتب حضرت صاحب کے مطالعہ میں لگے رہتے ۔ مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے ۔ ہمیں ماریشس کے بھائیوں سے کامل ہمدردی ہے ۔ خدا تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق دے ۔ میاں عبد الجلیل [illegible] جو مدرسہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہو کر اب مولوی فاضل کا امتحان دینے والا تھا فوت ہو گیا ۔ [illegible] صاحب [illegible]

مقبرہ بہشتی میں [illegible] خانصاحب محمد [illegible] مقبرہ بہشتی [illegible]

اموات

اس بیماری کا ایک [illegible] قادیان میں [illegible] کے قریب موتیں [illegible] سے تخمینا پچاس موتیں ہو چکی ہیں ۔ ان کا جنازہ [illegible] احباب پڑھتے ہیں ۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب کی [illegible] محمودہ جو اہلیہ شیخ مبارک اسماعیل صاحب بی ۔ اے تھیں ۔ فوت ہو گئیں ۔ ایک چھ مہینے کا بچہ مرحومہ کا یادگار [illegible] صاحب نے صبر و رضا کا نمونہ [illegible]

اظہار تشکریہ

اس بیماری میں [illegible] میرا [illegible] حکیم محمد زمان صاحب [illegible] بھائی محمد ۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب [illegible] دار الامان میں جناب مفتی فضل الرحمن صاحب [illegible] غلام محمد صاحب ۔ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب [illegible] اعجاز علی صاحب ۔ حکیم محبوب الرحمن صاحب [illegible] حکیم اسماعیل صاحب ۔ مولوی قطب الدین صاحب نے [illegible] قادیان میں [illegible] کے علاج کا حق [illegible] کیا ۔ اس کے علاوہ تیمارداری میں [illegible] حصہ لیا [illegible]

موجودہ حالات

[illegible]

تعزیت

[illegible]

[illegible]

کہ ایک [illegible] ایک شخص آیا ہے

[illegible]

جگہ سے ہٹ کر دوسری طرف گیا ہوں

تھوڑی دیر سے پانی [illegible] کی سر پر آ

آئی ۔ اس وقت میں [illegible]

[illegible] مکان میں [illegible]

[illegible] جس طرح [illegible]

کی قبروں [illegible] ہوتے ہیں ۔

[illegible]

[illegible] پانی [illegible] کا تھا [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

میں [illegible] اس طرح کہنا شروع کیا

[illegible]

[illegible] اس وقت [illegible]

معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

[illegible] آتے ہیں ۔ [illegible]

فرماتے ہیں [illegible] ۔ [illegible]

[illegible] حضرت مسیح [illegible]

نظر نہیں آتے [illegible] میرا خیال تھا کہ

آپ لوگوں کو [illegible] رہے ہیں ۔ [illegible]

[illegible]

غرض [illegible]

[illegible]

[illegible] ... اس [illegible]
[illegible] ... سے
[illegible] ... دشمن ہاتھ
[illegible] ... مگر خالق
[illegible] ... شہنشاہ
[illegible] ... اور اسی طرح
[illegible]
[illegible] ... ولیعہد بھی
[illegible] ... سے معزول کر
دیا گیا ۔

[illegible] شاہ جس [illegible]
[illegible] کیا ۔ وہ بھی اسکی
[illegible] کے ساتھ
[illegible] ... کا پہلو
[illegible] ... پریشان [illegible]
[illegible] ... جہانگیر و
[illegible]

نامۂ صادق

انگلستان کے بارہ احمدیوں کی درخواست بیعت

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے اسلامی مشنریوں کی خاص امداد فرما رہا ہے۔ لندن اور دیگر مقامات میں گذشتہ چند روز میں ولوکنگ کے درمیان حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور جناب قاضی عبداللہ صاحب کی تبلیغ سے پانچ جنٹلمین اور سات لیڈیاں مشرف باسلام ہوئیں جنکے انگریزی نام یہ ہیں۔ مسٹر [illegible] مسٹر ڈکالڈ، مسٹر بیلی، مسز [illegible] مس [illegible] مس [illegible] مسٹر [illegible] مسٹر [illegible] مسز [illegible] مسٹر [illegible] مس [illegible] مسز [illegible]۔ اسلامی نام یہ رکھے گئے جمیلہ۔ عبدالغنی۔ عبدالحمید۔ زینب۔ مریم۔ عزیزہ۔ دین محمد۔ عبدالکریم۔ زینب۔ محمد اسمٰعیل۔ میمونہ اور صدیقہ۔ سب کی درخواستہائے بیعت بحضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بھیج دی گئی ہیں ۔

ان کے علاوہ سات اشخاص نے جن کے نام یہ ہیں مس ڈی اکر۔ مس [illegible] مسٹر [illegible] مسٹر [illegible] مسٹر [illegible] مس [illegible] مسٹر [illegible] نے آنحضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے من جانب اللہ نبی ہونیکی تحریری تصدیق کی۔ نیز حضرت احمد مسیح موعود کے نبی اللہ ہونیکی تحریری تصدیق کی۔ فالحمدللہ ۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور قاضی عبداللہ صاحب کے [illegible] لیکچروں کا سلسلہ لندن اور شمالی انگلستان میں برابر جاری رہا۔ بعض [illegible] کہ انشاء اللہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونگے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کیا طور سکتے ہیں ۔

۱۰ اگست میں [illegible] تین سو خط [illegible] دعوت دی گئی [illegible] ایک صد رسالہ تقسیم کیا گیا [illegible] رہا ہے ۔ [illegible] متعلق اہل لندن [illegible] ہیں ۔ کہ ہم [illegible] ہونگے ۔ [illegible] اس طرح سے اس [illegible] چین سے ہے ۔

خاکسار عبدالحی عرب مولوی فاضل - از مسلم مشن -
۲ے اسٹار اسٹریٹ - لندن ڈبلیو ۲ - ۳۱ - اگست [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مدحت حضرت محمود

میاں محمود ہے [illegible]
رسول اللہ کے پیارے حبیب [illegible]
جنکی والدہ [illegible]
[illegible]
ہمیں کیا [illegible] ہے اس کفر [illegible]
[illegible] اسلام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] فاروق

[illegible] الامان ۔ ۷ نومبر [illegible]

[illegible] جنگی بخار کی شکل میں

[illegible] جس کی حقیقت دریافت کرنے
[illegible] جس کا علاج [illegible]
عام طور پر [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] افریقہ [illegible]
[illegible] جنوبی افریقہ میں [illegible]
کی وبا پھیلی ہوئی ہے جس کے باعث [illegible]
[illegible]
[illegible]
قرنطینہ قائم کیا گیا ہے [illegible] صرف ایک
بندرگاہ کھلی ہے یہ جہاز آ سکتے [illegible]
کی گورنمنٹ نے امپیریل گورنمنٹ سے
درخواست کی ہے کہ وہ فوج کے جہازوں
کو جنوبی افریقہ پر ٹھہرنے کی ممانعت
کر دیں ۔ (اہل حدیث [illegible] صفحہ ۱۴)

اہل حدیث کا اقرار
عام عذاب ہے

پھر اس کے بعد اہل حدیث ۱۸ اکتوبر [illegible]
[illegible] فقرات درج ہیں [illegible]
امرتسر میں جنگی بخار [illegible]
اموات [illegible]
مطابق اموات [illegible]
[illegible]

۲ حقیقت معلوم نہیں

امرتسر [illegible] سارے ملک میں [illegible]
کا ندہ [illegible] بخار کو انگریزی میں [illegible]
کہتے ہیں جس کا ترجمہ جنگی بخار [illegible]
جنگی بخار کیوں کہتے ہیں [illegible]
کہ دراصل اس کی ابتدا [illegible]
ہے جہاں [illegible]
[illegible]
آہستہ آہستہ [illegible]
[illegible]

... عالمگیر تباہی

... انفلوئنزا کو کیا کہیں ...
... بمبئی میں ...
... سے پھیلی تھی ...
... صرف ۱۵ دنوں کے اندر ...
... زیادہ موتیں ہو گئیں ...
... ایسی ہی تباہی مچائی۔ ...
... کوئی شہر کوئی ...
... اور کوئی جھونپڑی ...

کہ دنیا کس طرح چیخ اٹھی۔ ہے اللہ عالم ... ہو اور کیا جلد ہی ہے کہ یہ عالمگیر تباہ کن عذاب ہے۔ سال ہی میں ایک تار رپورٹر کا جنوبی افریقہ کے متعلق ان الفاظ میں چھپا ہے:—

بدترین وبائی حکومت

لنڈن ۱۰ اکتوبر۔ جنوبی افریقہ میں ہسپانوی انفلوئنزا کی نہایت غیر معمولی شدت اختیار کر رہی ہے۔ ڈاکٹروں کا بیان ہے۔ کہ جنوبی افریقہ میں ایسی خطرناک وبا اس سے پیشتر کبھی نمودار نہیں ہوئی۔ اور پلیگ کی اس کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہ تھی۔ کیپ ٹاؤن میں یہ وبا نہایت شدت پر جہاں اس مرض کے ہزارہا کیس ہیں اور بکثرت اموات ہو رہی ہیں دیسیوں میں خاص کر نقصان پایا جاتا ہے مختلف قسم کے کاروبار سب جگہ بند کر دئے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ مختلف حالات پڑھے جا رہے ہیں ... ہو جاتے ہیں۔ امرتسر کی موت ۲۰۰ روزانہ اور لاہور کی نسبت بھی ۳۰۰ تعداد ہے۔ مدراس میں ۱۵ اکتوبر ۳۵۵ مرے کانپور میں ۳۰۰ روزانہ۔

اس وبا کی خبر خدا کے مسیح موعود نے دی تھی

بعض لوگوں نے ... گزٹ کی طرح ...
... دے ...

ایک غیر مقلد کے جواب میں

نمبر ۴

اعتراض مخالف: آیت ۔ الی متوفیک ورافعک الی۔ اس آیت سے آپ نے حیات لالی یہ ظاہر کی ہے کہ رفع کا ذکر [illegible] میں توفی کے بعد ہے۔ اس لئے وہ موت کے بعد ہوا معلوم ہوتا ہے۔ الجواب۔ اول تو کہیں کا قاعدہ نہیں۔ کہ جس لفظ کا ذکر پیچھے ہو اس کا مضمون بھی ضرور پیچھے واقع ہو۔ کلام عرب میں بھی معطوف و معطوف علیہ آگے پیچھے آتے ہیں۔ جاء نی زید و بکر۔ آیا زید اور بکر۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ جس کا نام پیچھے ہے ضرور پیچھے ہی آیا [illegible] واو کے ساتھ [illegible] جمع کے لئے ہوتی ہے۔ نہ للترتیب [illegible]

جواب [illegible] کہیں کا قاعدہ نہیں [illegible] کہ جس لفظ کا ذکر پیچھے ہو اس کا مضمون بھی ضرور پیچھے واقع ہو۔ اور اس کا کبھی کسی نے [illegible] آیۃ کریمہ [illegible] الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون [illegible] ایمان بالغیب معطوف علیہ مقدم [illegible] [illegible]

[illegible] ہے۔ کیا یہ قاعدہ نہیں [illegible] ایسا لحاظ نہیں کیا کہ غسل رجلین پیچھے کرے سر کے پیچھے۔ ایسا ہی کہ مسح سر غسل رجلین سے مقدم نہیں ہے۔ کیا یہ قاعدہ نہیں کہ مسح سر اول کرکے پھر غسل رجلین۔ اور کیا کسی متوضی نے ایسا لحاظ نہیں کیا کہ وضو میں اول منہ دھوئے پھر دو ہاتھ پھر مسح سر کرے۔ پھر دونوں پاؤں دھوئے۔ بلکہ اول پاؤں دھویا کرے۔ پھر منہ۔ پھر مسح سر۔ پھر دونوں ہاتھ کو دھوے۔ ومانحن [illegible] زید پہلے آیا ہو اور بکر پیچھے تو کیا کلام عرب میں اس کو جاء زید و بکر نہیں بولا جاتا۔ اور جو آپ نے لکھا ہے کہ واو محض جمع کے لئے ہوتی ہے نہ للترتیب [illegible] ایسا دجل سے کام لیا ہے۔ نحو کی کتابوں میں لکھا ہے۔ الواو للجمع مطلقا لا للترتیب۔ آپ نے مطلقاً کی جگہ لفظ محض رکھ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ واو صرف جمع کے لئے ہے۔ اس میں ترتیب ہرگز نہیں ہوتی۔ نحاۃ نے ایسی تصریح کہیں نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے لکھا ہے کہ واو جمع کے لئے آتی ہے مطلقاً قید مطلقاً سے یہ مراد ہے کہ واو ترتیب کے لئے بھی آتی ہے اور غیر ترتیب کے لئے بھی [illegible] مطلقاً ہے۔ یعنی ہر وقت اس میں ترتیب ضروری نہیں۔ پس جب واو ترتیب کے لئے بھی آتی ہے جیسے آیۃ وضو میں تو بعض نے سمجھا کہ یہ قاعدہ الی متوفیک ورافعک الی (پ ۳ ع ۱۴) میں بھی اثر کریگا۔ اور ترتیبی قاعدہ [illegible]

[illegible]

[illegible] ترتیب کا ضرور [illegible] نقش منسوب نہیں ہو سکتا [illegible] میں [illegible] الکلام [illegible] ہاں میں شمار کیا [illegible] موضع سے تحریف کرکے [illegible] تحریف نہیں [illegible] سے بھی آپ کا کلام نہیں بنتا۔ کیونکہ اگر [illegible] کو متوفیک کے [illegible] ہونگے۔ اس [illegible] تو کافروں پر قیامت تک غالب [illegible] لازم آتا ہے [illegible] وھو خلاف الواقع۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] میں یا چیز کو پورا لینے [illegible] سے ہو سکتا ہے۔ اور ظاہر کر[illegible] طرح پیکا ہے سوال دو مرتبہ [illegible] سے فرق ہے۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا۔ اس آیت میں توفے کا موت و نوم [illegible] ذکر اس کی ان سے معنی [illegible] ہے۔ وفیہ المراد۔ سوم اور چوتھا [illegible] میں قال فلما توفیتنی یعنے فلما رفعتنی الی السماء۔ فالمراد به وفاة النوم ۔

جواب

توفی کے معنے موت کے

[illegible] ہمارا طبع زاد نہیں ہے بلکہ امام بخاری جیسے لوگوں نے متوفیک کے معنے ممیتک بروایت ابن عباس لیے ہیں [illegible] کتاب [illegible] میں آیۃ سورۂ آل عمران کو آیۃ سورۂ [illegible] کے ساتھ تفسیر کرتے ہیں یعنے متوفیک کے معنی ممیتک کے ہیں۔ اور آیۃ فلما توفیتنی کے معنی المتنی کے ہیں۔ اور اس [illegible] ایک حدیث بھی نقل کرتے ہیں۔ الخ [illegible] العبد الصالح فکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ یہاں توفیتنی [illegible] کا عیسے کیطرح رفع جسمانی [illegible] کیا کہ امام بخاری کے نزدیک [illegible] ہیں۔ اب ہم آپ [illegible] متوفیک کے معنے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] ثبوت امر [illegible] آپ کو [illegible]

اللہ ای قبض اللہ روحہ۔ یعنی توفے کے حقیقی معنے دو ہیں۔ ایک شے کو پورا کسے کے پکڑنا۔ نہ پورا لینا۔ کیونکہ توفے کا مجرد وفے ہے جس کے معنی پورا آیا ہے۔ جب باب تفعل کی مثال لائی گئی تو معنے توفے کے پورا کسے کے پکڑ لینا ہوا جو مثالی معنے موت کے نہیں ہے اور توفاہ اللہ میں اللہ تعالیٰ توفے کا فاعل اور ذی روح مفعول بہ ہے۔ اس کے معنی بجز قبض روح کے اور کوئی نہیں ہو سکتے۔ اور نہ کبھی توفے کے معنی اسی قاعدہ کے ماتحت بجز قبض روح کے کوئی اور ہو سکتے ہیں۔ بلکہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ توفے اور اس کے مشتقات میں سے کوئی لفظ ہو اور اس کا فاعل اللہ تعالیٰ اور ذی روح مفعول بہ ہو قبض روح کے سوا اور کوئی معنے نہیں دیتا۔ موت اور نوم اس کے افراد ہیں۔ کیونکہ موت میں بھی قبض روح ہوتی ہے اور نوم میں بھی۔ اور اٹھا لینے کے معنے کر آ کسی لغت میں نہیں آیا اور نہ فلما توفیتنی کے معنے رفعتنی رسول کریم صلعم نے کئے نہ کسی صحابی نے معلوم نہیں کہ آپ نے خازن وغیرہ کی تقلید۔ تحریف قرآن کریم نے کیوں کی ہے۔ اور فلما توفیتنی کے معنے فلما رفعتنی الی السماء کے کیوں کئے ہیں ۔

حضرت علیؓ کا خطبہ

میں نے تم کو دا[illegible] [illegible] اور کھلم کھلا بھی جنگ کی ترغیب دی یعنے تم سے کہا کہ قبل اس کے کہ دشمن تم سے لڑیں تم ان سے لڑو کیونکہ خدا کی قسم جو قوم [illegible] جنگ کرنے کی جرأت [illegible] ذلیل ہوتی ہے لیکن تم نے میری بات [illegible] تم پر حملہ [illegible] ہاتھ [illegible]

کرتا ۔

اس [illegible] قوموں کو جہاد [illegible] تم [illegible] مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] سپاہی [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] ہوتی [illegible] [illegible] ثابت [illegible] سزا [illegible] قوم [illegible] [illegible] [illegible] نصیحت [illegible] [illegible] جہاد [illegible] [illegible] جنگ [illegible] [illegible] تم کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تم [illegible] کہتے ہو کہ [illegible] جہاد [illegible] اے لوگو [illegible] [illegible] عورتوں کی عقل۔ میری [illegible] [illegible] خدا کی قسم میں چاہتا [illegible] تم [illegible] [illegible] اور نافرمانی کر کے میری [illegible] جنگ کر قریش نے کہا کہ ابن ابی طالب بہادر [illegible] لیکن [illegible] کا ماہر نہیں لیکن خدا کی قسم میں جنگ کا [illegible] ان میں کون ہے [illegible] میں بیس برس کا بھی نہیں [illegible] کی مہارت حاصل کر لی۔ اور ۶۰ برس سے زیادہ [illegible] کرنے کی اطاعت نہیں کی جاتی۔ [illegible] [illegible] تقریر سن کر ایک شخص [illegible] کہا کہ اے امیر المومنین ہم [illegible] [illegible] لا املک الا نفسی واخی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا [illegible]
[illegible] بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

ہفتہ وار اخبار [illegible] حضرت [illegible] قادیان دار الامان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر [illegible]

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ | مورخہ ۱۲ نومبر

سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز چلی جاتی ہے [illegible] صحت عاجلہ عطا فرمائے [illegible] خفیف حرارت بھی رہی۔ [illegible] صاحبزادی امۃ [illegible] ۸ نومبر صبح لڑکی پیدا [illegible] مبارک کرے [illegible]

[illegible]

سیدنا محمود کا ایک رؤیا

جو حضرت نے [illegible] لکھ کر بھیجا۔
اور [illegible] شائع ہوا۔

میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک جگہ [illegible] اور [illegible] آسمان سے سخت [illegible]

[illegible]

[illegible] شرائط [illegible]

(۱) [illegible] باسفورس اور [illegible] سب [illegible] اتحادیوں کے حوالہ کر [illegible] اتحادی جس انتظام پر چاہیں گے قبضہ کر سکیں گے ۔

(۲) تمام اتحادی قیدی اور آرمینی [illegible] کے [illegible] خود کر دئے جائیں گے

(۳) [illegible] جائیگی صرف [illegible] [illegible] اتحادیوں [illegible] جائیگی ۔

(۴) [illegible] پر قبضہ ہوگا [illegible] کے شمالی مغربی حصہ [illegible] اس [illegible] خالی کر دیا جائیگا ۔ [illegible] خالی کرا دیا جائیگا ۔

[illegible] دوسری تاریخ کے مقامات [illegible]

[illegible] اتحادیوں کے قبضہ میں رہیگی [illegible] قبضہ کر لیں گے ۔

[illegible] اور عراق عرب میں [illegible] سب اپنے تئیں اتحادیوں [illegible] اپنے [illegible]

[illegible] جس قدر [illegible] جائیں گے ۔

[illegible] سب اتحادیوں کے حوالہ [illegible] جس قدر جرمن اور [illegible] کے ہیں ۔ ایک [illegible]

(۱۲) ترکی بیڑہ اتحادیوں کے اختیار میں دیدیگی ۔

(۱۳) ترکی جرمن اور آسٹروی گورنمنٹوں کے ساتھ تمام تعلقات قطع کر دیگا ۔

(۱۴) اگر آرمینیا کی چھاونیوں میں کوئی گڑبڑ ہوئی اتحادی ان پر قبضہ کر لینگے ۔

اتحادی شرائط التوائے جنگ

"اتحادی گورنمنٹوں نے نہایت احتیاط سے اس مراسلت پر غور کیا جو پریسیڈنٹ امریکہ اور جرمن گورنمنٹ کے مابین ہوئے حسب ذیل قیود کے ساتھ وہ پریسیڈنٹ ولسن کے شرائط صلح پر جو انہوں نے کانگریس کو مخاطب کر کے ۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو ظاہر کئے تھے اور ان اصول انتظام پر جو بعد کے خطبات میں انہوں نے معین کئے جرمنی کی گورنمنٹ سے صلح کرنے پر طیار ہیں ۔ وہ یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ [illegible] سمندر کی آزادی سے [illegible] کی باقی [illegible] مختلف معنی کئے جاتے ہیں جنہیں سے بعض کو وہ قبول نہیں کر سکتے اس لئے وہ اس معاملہ پر اپنے لئے صلح کی کانفرنس میں داخل ہونے پر پوری آزادی کے حقوق محفوظ رکھیں گے علاوہ ازیں پریسیڈنٹ جو شرائط اپنے خطبہ کانگریس ۸ جنوری ۱۹۱۸ء میں پیش کئے ہیں انمیں انہوں نے اعلان کیا ہے کہ جن ممالک پر حملہ کیا گیا ہو وہ واپس کر کے خالی کر دینا چاہئے اور اتحادی گورنمنٹیں محسوس کرتی ہیں کہ اس شرط کے معنی کے متعلق کسی قسم کا شک و شبہ نہ باقی رہنا چاہیئے اس سے وہ یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ جرمنی نے اتحادیوں کی سویلین آبادی کو بری بحری اور فضائی تا خت سے جو نقصانات پہنچائے ہیں ان سب کا انہیں تاوان ادا کرنا چاہیئے ۔

[illegible] پریسیڈنٹ نے [illegible] ہدایت کی ہے کہ جس یادداشت کی نقل کی گئی ہے اسمیں جنگی اور آخری [illegible] کا مطلب بیان کیا گیا ہے اس سے وہ اتفاق کرتے ہیں [illegible] پریسیڈنٹ نے [illegible] ہدایت کی [illegible]

کی ہے کہ [illegible] گورنمنٹ کو اطلاع دے دیں کہ [illegible] اور اتحادی گورنمنٹوں نے مارشل فوش کو اختیار دیا ہے کہ وہ جرمن گورنمنٹ کے [illegible] وکلاء کا خیر مقدم کریں اور انہیں التوائے جنگ کے شرائط سے مطلع کریں جناب مسٹر [illegible] آپ کو میں [illegible] کریں انتہائی [illegible] ۔ آپ [illegible] کر لیں ۔

جنگی بخار کا نسخہ

گاؤ زبان ۔ گل بنفشہ ۔ عناب ۔ سپستان تخم خبازی

[illegible] ماشہ ۔ ۷ ماشہ ۔ ۵ دانہ ۔ [illegible] ۔ [illegible] ماشہ

جوش دیکر صاف کر کے شربت بنفشہ [illegible] کیساتھ

کھانسی کا علاج

(۱) [illegible] سے کوٹھی [illegible] کھ آتشیں پیٹ میں [illegible] ایک جا [illegible] نکال کر اور سوکھی اور [illegible] کر [illegible] کے [illegible] پیس لیں اور [illegible] ماشہ کے [illegible] گولیاں بنالیں کسی بھی کھانسی کے بیمار کو دن میں تین مرتبہ دیں ۔

(۲) ادرک اور لہسن [illegible] میں [illegible] اس کا عرق صاف کپڑے میں نچوڑ کر نکال لیں اور [illegible] کا شہد ملادیں ۔ اور ایک صاف شیشی میں [illegible] دن رات میں آٹھ دس دفعہ [illegible] تھوڑا تھوڑا لیں یا استعمال کریں [illegible] کہ اس [illegible] کے [illegible]

جناب [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۴ نومبر ۱۹۱۸ء

جنگی بخار کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود کے کلام میں

۷ نومبر کے فاروق میں خاکسار اکمل نے مختلف اخبارات کے اقتباسات سے یہ ثابت کیا تھا کہ تمام اہل مذاہب اور اخبارات (جو پبلک رائے کا آئینہ ہیں) نے متفق اللفظ یہ تسلیم کیا ہے:۔

۱۔ جنگی بخار ایک عالمگیر عذاب ہے۔

۲۔ دنیا کا کوئی ملک اس سے خالی نہیں۔ بلکہ ہر شہر ہر قصبہ ہر بستی ہر گھر اس میں مبتلا ہے۔

۳۔ اس مرض کی حقیقت معلوم نہیں۔ علمی علاج بھی [illegible]

۴۔ اس ملک (ہندوستان) کے لوگ بالخصوص اس مرض سے ناواقف ہیں۔

۵۔ یہ مرض باعتبار اپنی شدت ہمہ گیری۔ وسعت کے طاعون سے بھی بڑھ کر ہے۔

۶۔ لوگ حیران ہیں کہ اب کیا ہونے والا ہے۔

چنانچہ اس کی تصدیق کے لئے میں معزز ناظرین سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمام حوالے جو میں پچھلے فاروق میں دے چکا ہوں [illegible] اور مفصلہ ذیل سطور [illegible] سکیں۔

۷۔ یہ [illegible] دنیا میں کب [illegible] [illegible] آ کر [illegible]

[illegible]

"جو حالت آج کل جنگی بخار نے پیدا کر دی ہے وہ پہلے کبھی سننے میں نہیں آئی۔ ابھی جس عالمگیر مرض مہلک طاعون سے زیادہ دست برد شروع کر دی۔ اور باعتبار ہلاکت طاعون سے کئی حصے زیادہ مہلک ثابت ہوا۔" (آگرہ اخبار)

اسکے علاوہ اہلحدیث ۸ نومبر ۱۹۱۸ء میں الفاظ "جنگی بخار سے جنگ کرنا تو مشکل ہے کیونکہ یہ خدا کی طرف سے چھپا تیر ہے۔ جس کا کوئی علاج نہیں" یعنی ع

جیسے سب جانتے ہیں کہ حضرت [illegible]

اب ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھ کر آپ حضرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل الفاظ ضمیمہ [illegible] صفحہ ۸۲ سے پڑھیں کہ کیا اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں ذرا بھی کلام ہے اور کیا کسی دشمن سے دشمن کو بھی اس میں مجال سخن ہے اور وہ ماننے سے انکار کر سکتا ہے:۔

"براہین احمدیہ میں جس کی تالیف پر پچیس برس گذر گئے یہ وعدہ بھی دیا گیا کہ اگر لوگوں نے میری راہ اختیار نہ کی تو زمین طاعون بھیجوں گا اور سخت مری پڑیگی۔ اور زلزلے آئینگے۔ اور خوفناک آفتیں ظاہر ہونگی۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق طاعون اس ملک میں بھی آگئی اور زلزلے بھی آئے۔ اور خدا کا وعدہ ہے کہ

ایک نئی وبا بھی جس سے اس ملک کے لوگ [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] ہو [illegible]"

[illegible]

پہلے اس ملک میں طاعون [illegible]

وہ ذریعہ [illegible] [illegible] زبان سے نکل رہی ہے اور قلموں سے لکھی جا رہی ہے۔ [illegible] خدا کے مامور نے کئی سال پہلے اپنی کتاب میں نہیں لکھ دیا؟ آنکھیں رکھتے ہیں اور کان سنتے ہیں کہ لکھ دیا اور ضرور لکھ دیا۔ [illegible] حضرت مسیح موعود کے نام سے [illegible] بہت ممکن تھا کہ وہ باوجود عام زبان [illegible] قلموں کو محفوظ کر لیتے۔ اور کوئی شہادت اپنے قلموں سے نہ پہنچنے دیتے۔ اس خدا کی شان [illegible] اس پیشگوئی سے نہیں بھی ذہول کرا دیا [illegible] اور آریہ گزٹ وغیرہ نے بھی اقرار کیا کہ یہ عام وبا ہے اور اس کا علاج نہیں۔ [illegible] اور یہ نئی وبا ہے۔ [illegible] تب یہ پیشگوئی شائع ہوئی۔

اب زیادہ سے زیادہ [illegible]

[illegible]

[illegible] ورباث
[illegible] پریشانی ہزاروں بلائیں
[illegible] - پس اگر رسول
[illegible] کی شکل میں عذاب آیا ہے
[illegible] مبتلا ہونے - چنانچہ
[illegible] کے متعلق حدیث الغاشیہ میں ہے کہ
مومنین کو [illegible] - اور اعمال آخرت نجات [illegible]

مومن بندہ [illegible] حالت جو [illegible]

لیکن انجام ہمارا بہتر ہے - اور ہم انشاء اللہ ترقی کرتے جائیں گے - [illegible] گے - ہمارے
[illegible] بھی ہیں کہ دنیا میں توحید پھیلے - لوگ عام
طور پر صلاح و تقویٰ کی راہوں پر چلیں یہ سب
باتیں انشاء اللہ پوری ہوں گی - اکثر لوگوں نے توجہ
[illegible] کے بارے کی پیشگوئی موجود ہے - کہ
[illegible] وبا نہیں - بلکہ نئی وبائیں ہیں - پس
[illegible] خدا کا مقابلہ کرے گا - آخر
[illegible] - اور اس وقت یا مسیح الخلق
[illegible] میں آئیں گی -

[illegible] مریم حج کرچکا ہے

[illegible] اعتراض کرتا ہے کہ
[illegible] نہیں کیا - اس کا جواب کئی بار
[illegible] کہ حج کے لئے امن
[illegible] حضرت مرزا
[illegible] - آپ کی طرف
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہیں - وہ

آیت ہے - وضرب اللہ مثلاً للذین اٰمنوا امرات فرعون × × × × × ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا - جس سے ثابت ہے کہ مومن بندہ حالت تنزل کے کرتے ہوئے مریم بن جاتا ہے - چنانچہ حضرت اقدس نے دعویٰ کیا کہ میری روحانی حالت مریم کے مشابہ تھی - اور انہی دنوں میں ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء سیدنا محمود پیدا ہوئے - جو اس پہلو سے ابن مریم ہیں - اور آپ خدا کے فضل سے حج کرچکے ہیں - پس اعتراض یوں بھی رفع ہوگیا جیسے حدیث میں جس ابن مریم کے حج کا ذکر ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہیں -

---

قصوا الشوارب واعفوا اللحی

آپ اپنے محلہ اپنی بستی اپنے شہر اور اردگرد دیکھیں اور خوب نظر دوڑائیں - آپ پر ثابت ہوگا کہ وہ جن کی داڑھی نہیں - وہ زیادہ تر اس مرض پُر اسرار (جلی بخار) میں مبتلا ہوئے ہیں - اور داڑھی والے نسبتاً محفوظ رہے - پس کیا ہمارے مسلمان بھائی اگر پیارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل نہیں کرسکتے - تو کم از کم اس مرض سے محفوظ رہنے کے لئے داڑھیاں بڑھائیں اور مونچھیں کتروائیں کرزن فیشن والے خصوصیت سے توجہ کریں -

---

مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کے شرائط

مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی صرف یہی شرط نہیں کہ آدمی اپنے مال کے دسویں حصے کی وصیت کرے [illegible] اسلام کرے [illegible] اس وقت جب [illegible] اور اپنی زندگی کو نسبت [illegible] پیدا ہو

تو [illegible] بلکہ [illegible] کہ اپنی زندگی [illegible] ایک نمونہ بن جائے - چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود کی [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور [illegible] اور کیسے مومنین مطلوب تھے - جو مقبرہ بہشتی میں دفن [illegible] کریں - ارشاد ہوتا ہے :-

"اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں - اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے - اور جیسا کہ حق ایمان اور طاعت کا ہے بجا لاتے ہیں - اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں جن سے تو راضی ہے - اور جن کو تو جانتا ہے - کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین یارب العالمین -" (الوصیت [illegible])

" یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے - بلکہ ضروری ہوگا - "

ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک انسان کے لئے ممکن ہے - پابند احکام اسلام ہو - اور تقویٰ و طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا [illegible] خدا کو ایک جاننے والا اور [illegible] ایمان رکھنے والا ہو - اور [illegible] حقوق [illegible] کرنے والا ہو [illegible]
[illegible]

[illegible]

... فرمایا

"اگر کوئی شخص بھی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو۔ اور با ایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے۔ اور متقی اور خالص مومن ہے۔ اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اسکے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اجازت سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔"

یہ باتیں اپنے اندر پیدا کرنی آسان نہیں۔ پس مقام خوشی ہے ان کے لئے جو مال نہیں رکھتے یا مال رکھتے ہوئے صرف وصیت کر چکے ہیں۔ اور مقبرہ میں جا چکے ہیں۔ اور منتظمین مقبرہ کے لئے بھی۔ کہ ان کا فرض کیسا نازک ہے۔ اور خدا کے حضور میں سب ہی اس کے لئے حاضر ہونے والے ہیں۔ غالباً نابالغوں کو مقبرہ میں (سوائے خاص صورت کے) دفن کرنے سے اسی لئے روکا کہ وہ ابھی میدان امتحان ہی میں نہیں آئے۔ [illegible] کا علم کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ صفات ان میں پائے جائیں گے۔ جو مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ ہاں جو [illegible] طور پر موجود ہوتے [illegible] مگر اس پر اتفاق رائے ہو جائے کہ یہ شخص مقبرہ میں جانے کا مستحق ہے۔

[illegible]

یہ سب طفیل احمدی برکات ہے

ہر اک شرع رب کی اطاعت [illegible]

خبر دی تھی پہلے ہی احمد نبی نے
کہ دیکھو نئی اک وبا آرہی ہے
وبا وہ گئی پھیل دنیا میں جس سے
قضا سر پہ عالم کے منڈلا رہی ہے
اگر زلزلے نہیں کچھ بھی اس کے مقابل
کہ یہ تو نرالا غضب ڈھا رہی ہے
جو دنیا کے دھندے میں اندھے ہوئے تھے
انہیں شان قادر نظر آرہی ہے
بڑی بے وفا ہے یہ دنیائے فانی
انہیں دھوکہ دے دے کے پھسلا رہی ہے
اٹھے گا جو پردہ کھلے گی حقیقت
سجاوٹ ابھی اپنی دکھلا رہی ہے
نہ آنا کبھی اسکے پھندے میں ہرگز
کہ باتیں بنا کر یہ بہلا رہی ہے
عذابوں کے پہلے تو آتے ہیں مرسل
کتاب الٰہی یہ فرما رہی ہے
عذاب آگیا کوئی مرسل نہ آیا
جہالت یہ دنیا پہ کیا چھا رہی ہے
یہ احمد کی ہے نظم [illegible]
[illegible] بات لوگوں کو سمجھا رہی ہے

نظم

[illegible]

الٰہی یہ کیا ماجرا ہو رہا ہے
کہ عالم میں محشر بپا ہو رہا ہے
[illegible] یہ کیا ہو رہا ہے
زمانہ جو سارا فنا ہو رہا ہے
ستم ہے قیامت ہے آفت ہے کیا ہے
ہر اک گھر پہ ماتم سرا ہو رہا ہے
جو گھر کل کہ عشرت کدہ تھا بنا ہوا
وہی آج بزم عزا ہو رہا ہے
کہیں قحط و جنگ اور کہیں یہ وبا ہے
عذاب خدا جا بجا ہو رہا ہے
نہ خوف خدا ہے نہ کچھ فکر عقبیٰ
کہ دنیا پہ ہر اک فدا ہو رہا ہے
عذاب الٰہی نہ نازل ہو کیونکر
اور اس سے [illegible] خدا ہو رہا ہے
بھلایا ہے خالق کو [illegible]
جو قہر خدا [illegible] ہو رہا ہے
کہیں عیش و عشرت [illegible]
کہیں [illegible] ماتم بپا ہو رہا ہے
[illegible]

[illegible]

خبر [illegible] آرہی ہے

[illegible]

[illegible] غضب [illegible]
[illegible] ہو رہا ہے
[illegible] خواب غفلت میں او سونے والو
کہ قسمت کا اب فیصلا ہو رہا ہے
کرو اپنی اصلاح جلدی او لوگو!
کہ ناراض تم سے خدا ہو رہا ہے
خدا کی خدائی میں کیا دخل جا و بیجا
جو کچھ ہو رہا ہے بجا ہو رہا ہے

پیامِ انذار

جاننا چاہئے کہ انظلو انزا کے پھیلنے کا باعث اور موجب اور سبب کیا چیز ہے۔ اور اسوقت میں خدا تعالیٰ کے غضب کے بھڑکنے کا کیا باعث ہوا ہے ؎

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

سو یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ اس طور پر وارد ہوئی ہے کہ جب کبھی خدا تعالیٰ اپنا کوئی رسول منذر مبشر نبی اس دنیا میں بھیجتا ہے تو دنیا میں اسکے آنے پر دو قسم کے گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک [illegible] سعید روحوں کا ہوتا ہے جو کہ اس نبی کے [illegible] ہو جاتے ہیں۔ اور جان و دل سے اسکی مدد کرتے ہیں۔ اور اس کی [illegible] کو اپنی خوشی اور اسکے غم کو اپنا غم سمجھتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو تازہ نشان دکھلاتا ہے۔ جو کہ ان کے [illegible] ازدیاد ایمان کا موجب ہوتے ہیں۔ دوسرا [illegible] کا ہوتا ہے۔ جو تحزب اور عناد [illegible] اور ہر وقت اسی تاڑ میں لگے رہتے [illegible] اور سوچتے رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح نبی کو [illegible] کے نظروں میں اخس ہوتے ہوئے [illegible] نتبع ما الفینا علیہ اباؤنا کے [illegible] لا یعقلون شیئاً کا [illegible]

اور وادیٔ ضلالت و غوایت میں متہم و متحیر کی طرح سرگردان پھرتے ہیں۔ اور شفا علی حفرة من النار کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ اور ان پر شقاوت غالب آ جاتی جسکی وجہ سے مکائد شیطانی کے احبولہ میں پھنس جاتے ہیں۔ پس انکی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اور قسم قسم کے قہری نشانات ظاہر ہوتے ہیں جن سے خلق اللہ توبہ توبہ کرتی ہوئی خدا خدا کرتی ہے۔ اور مرسل یزدانی کی واسطے بر محل [illegible] پس اسی طرح اس زمانہ فسق و فجور میں جبکہ بدعات و رواج اور ضلال کا دریا بیکران موجزن ہو رہا تھا اور اسلام کا سفینہ منجدھار کے بھنور میں آکر مستغرق ہونے کو تھا ؎

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
آ گئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن

اور لوگوں کے سجیات و عادات و خصائل و شیم و اخلاق بالکل گر گئے تھے۔ اور نبی کریم کے مبعوث ہونے سے پہلے جاہلوں کی سی جہالت ہو گئی تھی۔ اور دین کی دل میں کچھ وقعت نہ رہی تھی ؎

چھوڑتے ہیں دیں کو اور دنیا سے کرتے ہیں پیار
سوکریں وعظ و نصیحت کون بیچارہ کرے

پس ان کی ایسی حالت ہونے کی وجہ سے خدا نے مسیح موعود کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ لیکن لوگوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اور سب دشتم کہتے ہوئے کافر و دجال کے القاب دیئے ؎

کافر و دجال اور فاسق مجھے سب کہتے ہیں
کون ایمان صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے

اور کئی ہزار کفر کے فتویٰ لگائے۔ تب خدا تعالیٰ کا قہری ہاتھ اپنے جلال میں ظاہر ہوا۔ اور پہلے سے ہی اپنے مسیح موعود کو آئندہ آنیوالی مصائب و آفات و زلازل و امراض پر اطلاع دیدی تاکہ مومنین کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔ پہلے تو طاعون کے لئے پیشگوئی کی تو اسکے بعد خدا تعالیٰ نے طاعون کو دنیا میں بھیجا۔ جو دنیا کا بہت سا حصہ شکار کر کے کامیاب صیاد کی طرح واپس ہوا۔ لیکن بدقسمت لوگوں نے اس مہلت سے نفع نہ اٹھایا۔ اور مسیح موعود اور مرسل یزدانی کی مخالفت پر تلے رہے۔ تو پھر اس الہام کے مطابق جو خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح موعود کو ان عقوبات سے پیشتر بتلایا تھا

"الامراض تشاع والنفوس تضاع وما کان اللہ لیغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔" کہ ایک بیماری نہیں۔ بلکہ امراض پھیلینگی جن سے نفوس ہلاک ہونگے۔ یہ خدا تعالیٰ کا غضب کیوں نازل ہوا۔ اور نفوس کیوں ہلاک ہوئے [illegible] کیوں بدل گیا۔ اسوجہ سے کہ انسانوں نے اپنی حالت کو بدل دیا۔ اور راہ ہدایت چھوڑ کر چاہ ضلالت میں گر پڑے پس مسیح موعود کا ان آفات و امراض و مصائب کے آنے سے پیشتر بتلا دینا آپ کی صداقت پر بیّن دلیل ہے۔

جب طاعون نے اپنے اندازہ کے موافق خراج جمع کر لیا پھر دنیا میں ایک عالمگیر جنگ شروع ہوئی۔ جس کا نمونہ پیدائش عالم سے آج تک نہیں پایا جاتا۔ جسکے متعلق مسیح موعود نے پہلے سے فرما دیا۔

"اور اسقدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلینگی اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں رہینگے۔ اور زمین پر اسقدر سخت تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی . . . . . . اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہ ملیگا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا۔ کہ یہ کیا ہونیوالا ہے اور بہتیرے نجات پا جائینگے۔ اور بہتیرے ہلاک ہو جائینگے۔ وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانیوالی آفات ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے کچھ زمین سے . . . . . . نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائیگا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ بچشم خود دیکھ لوگے"

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷

الغرض مسیح موعود نے جنگ کی خبر دیتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اسکے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان سے ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ پس دیکھو یہ الفاظ کس طرح پورے ہوئے اور اس جنگ کے وقت [illegible] انفلوئنزا سے [illegible]

عالم میں پھر گیا۔ اور [illegible] کی طرح اس نے بہت گھروں
سے گھر کالعدم کر دئے۔ اور بعض گھروں کو [illegible]
چھوڑا۔ جیسا کہ تمام اخبارات ہندوستان پر شاہد ناطق ہیں
پھر جیسا کہ مسیح موعود نے اپنی پیشگوئی میں فرمایا تھا۔ کہ
اس دن انسانی [illegible] کا خاتمہ ہوگا۔ طبیب و ڈاکٹر بھی
اس بخار کے علاج سے عاجز آ گئے۔ اور تمام جہان
الامان الامان پکار اٹھا۔ اور یہ بخار اموات کے لحاظ
سے طاعون سے دو قدم آگے بڑھا ہوا ہے۔

پھر اس پیشگوئی کے علاوہ حضرت صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں
"چنانچہ میں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر
آفات آنیوالی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ
آندھی آتی ہے۔ اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا
پہلے تھوڑے سے نشان دکھلائے گئے۔ اور آخر وہ نشان
دکھلایا گیا۔ جسکو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا کہ
آمنت انه لا اله الا الذی امنت به بنو اسرائیل
خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان
کے طور پر ایک طوفان پیدا کریگا۔ اور دنیا
میں بڑے بڑے زلزلے آئینگے یہاں تک کہ وہ
زلزلہ آجائیگا جو قیامت کا نمونہ ہے۔ تب ہر قوم میں
ماتم پڑیگا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت
نہ کیا۔" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹۳

پس دیکھو کس طرح عناصر اربعہ میں طوفان پیدا ہوئے۔ بعض
جگہ پانی کے طوفان اور سیلاب آئے اور زمین نے اپنے
زہریلے بخارات نکالے یا ہر جگہ میں آگ نے کتنا بڑا
کام کیا اور زہریلی گیسوں سے ہوائیں مسموم کر دیں۔
جس کی وجہ سے بکثرت امراض پھیلیں اور نفوس ہلاک ہوگئے
جن [illegible] عناصر نے مل کر دنیا کے کثیر حصہ کو ہلاک کر دیا [illegible]
[illegible] دنیا والوں نے صلاح و تقویٰ کی راہ
اختیار نہیں [illegible] اور اس زمانہ کے [illegible] مسیح موعود کا انکار
[illegible]
[illegible] حضرت مسیح موعود [illegible]
[illegible]

موت کی دہشت سے [illegible]
ورنہ دیں [illegible]

اب حضرت مسیح موعود حاشیہ میں لکھتے ہیں "بعض ہر ایک
میں زلزلے آئینگے۔ اور طاعون بھی پڑیگی۔ اور کئی قسم کے موت
کے اسباب ظاہر ہونگے"

پس ناظرین اور اولی الابصار پر واضح ہوگیا کہ مرض [illegible]
وغیرہ یا تمام مسیح موعود کی صداقت کی ایک بیّن دلیل ہیں۔ رہا
یہ سوال کہ اگر یہ بخار بطور عذاب کے ہے تو اس میں احمدی کیوں
مبتلا ہوتے ہیں اور کیوں مرتے ہیں تو اس کا جواب اول تو
یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کہیں نہیں لکھا کہ احمدی اس بخار
سے نہیں مرینگے۔ اور جو قادیان میں رہیگا وہ اس بخار سے
نجات پا جائیگا۔ بلکہ صرف طاعون کے لئے حضرت صاحب نے
تخصیص کی ہے کہ قادیان میں طاعون جارف نہیں آئیگا۔
اگر وعدہ ہے تو انی معك ومع اھلك اور انی احافظ
کل من فی الدار۔ اور بستی قادیان کے لئے جہاں فرمایا ہے
انه اوی القریة۔ وہاں ساتھ یہ بھی ہے کہ لولا الاکرام
لھلك المقام۔ اگر تیرا اکرام نہ ہوتا تو یہ مقام ہلاک کیا
جاتا۔ لیکن تیری وجہ سے اب یہ مقام بچ جائیگا۔ ہلاک نہیں
ہوگا۔ تو ہلاک نہ ہونا اسبات کا مقتضی نہیں کہ قادیان میں
بیماری نہ ہووے۔ لوگ نہ مریں۔ رہا احمدیوں کا مرنا تو اسکی بھی
مثال ہے جیسے کہ صحابہ کفار کے مقابلہ میں شہید ہوتے
تھے۔ اور بعض دفعہ زیادہ بھی ہوئے۔ مثلاً جنگ احد و
جنگ حنین وغیرہ میں بہت سے صحابہ شہید ہوئے۔ اسی طرح
احمدیوں کا قلیل تعداد میں مرنا باعث اعتراض اور موجب
کے مجبور ہونے کی دلیل نہیں۔ اور پیارے رسول کریم فرماتے ہیں
ان زینب بنت جحش زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] یقول لا اله الا الله ویل للعرب من شر قد
اقترب [illegible] قالت قلت یا رسول اللہ انھلك وفینا
الصالحون قال نعم اذا کثر الخبث [illegible]
[illegible] ترجمہ۔ زینب بنت جحش [illegible]
[illegible]

[illegible]
راوی بکستا ہے کہ پھر زینب [illegible]
کہ ہم ہلاک ہو جائینگے۔ اور ہم میں صالحین بھی موجود ہیں
تو رسول کریم نے فرمایا۔ ہاں جب خبث بڑھ جائے تو صالحین
بھی زد میں آ جاتے ہیں۔ پھر حدیث شریف میں آتا ہے عن عبد اللہ
ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا انزل اللہ ب
القوم عذابا اصاب العذاب من کان فیھم ثم بعثوا علی اعمالھم
رواہ مسلم جلد ثانی فی کتاب الفتن۔ کہ عبد اللہ بن عمر نے کہا میں نے رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم کو
عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ عذاب ان کو بھی جا پہنچتا ہے جو ان میں
ہوتے ہیں۔ پھر وہ اپنے اعمال کے بموجب اٹھائے جائینگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ
قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع
ونقص من الاموال والانفس والثمرات کہ جانوں کے ہلاک
ہونے کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ مومنوں کو آزماتا ہے کہ ان میں سے
نفوس ہلاک ہوتے ہیں۔ صالحین بھی مرتے تو ہیں۔ اور دوسرے بھی مرتے
ہیں۔ لیکن ایسے عذابوں میں جو کسی کی جماعت ہوتی ہے اس سے اگر
مریں بھی۔ تب بھی وہ موت اس جماعت کی ترقی کا موجب ہوتی ہے
والعاقبة للمتقین ہوا اور دوسروں کے لئے موجب تباہی۔ مثلاً طاعون
میں احمدی بھی بعض شہید ہوئے اور دوسرے بھی مرے۔ لیکن طاعون کی وجہ
سے کثرت کے ساتھ لوگ زمرہ احمدیت میں داخل ہوگئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر [illegible] کوئی نہ مرے تو ایمان بالغیب نہ
رہے۔ اس لئے کہ اس طرح تو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ یہ فرق [illegible]
اور یہ [illegible] ایمان لانے کا کچھ فائدہ نہیں۔ اسلئے
انہوں نے اپنی عقل تو نہیں خرچ کی۔ اور عقل سے [illegible]
اختیار نہیں کی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل اسی لئے دی
ہوئی ہے کہ [illegible]
[illegible]

دعویٰ مسیحانہ کی تباہی

پر خود مدعی کی گواہی

واقعی معاملہ میں جھاگ چڑا اور اس کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ نفس عظم و غضب سے جو اسے پہنچا تو فرد [illegible] ہم پہنچیں۔ بلکہ [illegible] رسول [illegible] صدق ثابت ہوا۔ لیکن کسی مومن کی [illegible] سے ستا ہے [illegible] اس کے مطابق اگر اتفاق فضل ہوتا ہے تو [illegible] نہیں کیا۔ ہم نے ہرگز محمود کسی کی [illegible] دلیل کذب نہیں ٹھیرایا۔ بلکہ مقابلہ [illegible] میں بھی باتیں ہمیشہ نشان ہو جاتی ہیں دیکھو جنگ [illegible] ہوا تھا میں سے ایک فریق فتحیاب ہوتا ہے۔ تو دوسرا شکست کھاتا ہے۔ لیکن حضرت محمد رسول اللہ کیلئے یہ فتح دلیل صداقت ٹھیرا [illegible] بمطلق ہے کہ پہلے پیشگوئی کی جا چکی تھی۔ اسی طرح پنڈت لیکھرام بھی فوت ہوا۔ ڈوئی بھی اور ادھر مسیح موعود بھی آخر وفات پا گئے۔ لیکن لیکھرام اور ڈوئی کی موت مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان بن گئی۔ کیونکہ اس لئے کہ ان کی ہلاکت کی پیشگوئی تھی اور [illegible] ایک مقابلہ میں وہ آئے اور انہوں نے کہا کہ صادق ہمارے دیکھتے دیکھتے تباہ ہو جائیگا۔ [illegible] انہیں ہلاک کیا۔ اور صادق کو مامون و محفوظ رکھا [illegible] پیشگوئی شائع کی کہ چھ سال کے اندر [illegible] [illegible] بھی ہرگز [illegible] خدا سی کے الفاظ میں اس [illegible] [illegible] کہ اب ان کا [illegible]

کیلئے لا بد ہے جیسا کہ یہی ہوا اور ہم نے اسکے کچھ کے قریب [illegible] کہ وہ مذہب ہو قائم رکھے مگر سب [illegible] سے باز آ جائے مگر [illegible] سے بھی نہیں ہو سکتی۔ وہ [illegible] رسول کے [illegible] کو اشتعال دلائے جس کو [illegible] جاتا ہے۔ اور [illegible] دعویٰ سے ابوجہل کی مانند [illegible] کرتا ہوا بولتا ہے۔ کہیں تو ہزار نشان دیکھ [illegible] نہیں [illegible] کا [illegible] انسان [illegible] تعریف بات نہیں بلکہ رونیکا مقام ہے کیونکہ بہت سے معاندین حق اسی [illegible] انبیاء کرام کے معجزات پر معجزات دیکھ کر ایمان نہ لائے اور یہی کہتے رہے کہ سبیل الرشاد وہی ہے جس پر ہم قائم ہیں۔ جب کوئی عذاب نازل ہوا تو کہہ دیا کہ ہمارے باپ دادا سے بھی ایسا ہوتا آیا ہے اور یوں [illegible] استقامت بنا لیا۔ اگر کسی صادق نے مباہلہ و مقابلہ کیلئے بلایا تو [illegible] [illegible] تو اور کیا ہے؟ حیا مت کا نام [illegible] دیکھا ہی نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ حسن نظامی دہلوی سے [illegible] کی گفتگو ہو رہی تھی۔ خدا کی [illegible] کا موعود سید محمود سمیدان میں کھڑا ہو گا اور [illegible] اعلان کیا کہ میں ایک ہزار مخلص کیساتھ آؤنگا اور [illegible] نقد جمع کراؤنگا تاکہ آنکی موجودگی میں فریق ثانی کا دعا نہ کر سکوں۔ [illegible] کے [illegible] گو [illegible] احمدیت کا بول بالا ہوا [illegible] بلکہ بے ایمانی سے کہتے ہو کہا [illegible] محمود مسیح الخلق کے مولود [illegible] کر دکھائی اور کہہ دیا کہ مجھ کو کوئی دعویٰ نہیں۔ [illegible] فہیم انسان ایسی تو اسکی صداقت کا نشان ہو کر وہ شخص کیلئے [illegible] نہیں تھا بلکہ محض خدا کا جلال ظاہر کرنیکے لئے اسکا مقابل غیر احمدی تھا اور جو مضمون دشمن نے سب سے پہلے لکھا تھا اسمیں حضرت مسیح موعود پر اعتراضات اور انہی کا انکار اور اسی ذات قدسی صفات کے حق میں [illegible] بالآخر جب مباہلہ تک [illegible] کا وجود [illegible] تھا و مباہلہ بھی انہی کا [illegible] ہونا چاہیئے تھا۔ خلافت کا ذکر تو بعد میں آتا ہے جب [illegible] کو نہ مانا تو اس کے جانشین پر بحث مباحثہ اور اس پر مباہلہ سراسر فضول ہوتا۔ [illegible] [illegible]

قائم مقام [illegible] سے [illegible] وہ مقابلہ پر نہ آیا بلکہ مباہلہ ہی کو ناجائز [illegible] ہمارا حلیہ نہیں بلکہ وہ منارہ کا باشندہ ہے [illegible] دروازہ کے قریب کیلیانوالی سڑک پر [illegible] پکارتے ہیں۔ اور جو حسن نظامی سے مباہلہ کا ذکر [illegible] ہی خطبہ جمعہ میں [illegible] غیر احمدی کے مباہلہ کی اجازت ہی نہیں کیا اس اولوالعزم کو بزدل کہا جا سکتا ہے۔ جو ایک ہزار مختار کے ساتھ [illegible] کہ میں یہاں تک بھی کہہ دینے کو تیار ہوں کہ اگر مباہلہ کا [illegible] ہم سلسلہ احمدیہ کو [illegible] یہ دلیری یہ عدالت ایمان کیا تم لوگوں میں ہو سکتی تھی۔ [illegible] صاحب کا نام [illegible] اور جب اختلاف ہوا [illegible] مباہلہ [illegible] جائز ہی نہیں اور ہم اس مباہلہ کے نتائج سے بری ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کبھی تم نے جھوٹ [illegible] حسب عادت [illegible] کہہ دیا کہ سید محمود نے دعویٰ خلافت سے انکار کر کے کہہ دیا کہ میں تو کسی امر کا مدعی نہیں۔ ہمارا اصل مضمون ۱۰ دسمبر ۱۹۱۴ء کے الفضل سے [illegible] دیکھو اس میں الفاظ یہ نہیں کہ میں کسی امر کا مدعی نہیں۔ بلکہ الفاظ یوں ہیں:-

"میں تو حضرت مسیح موعود کا خلیفہ ہونے کے سوا کسی امر کا مدعی نہیں"۔

[illegible]

[illegible] سے [illegible] اگر [illegible] تو [illegible] [illegible] کر دینگے۔

تبلیغ رسالت

تبلیغ رسالت جلد [illegible] [illegible] رسالت [illegible]

ہفتہ وار اخبار ... قادیان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ ... پنجشنبہ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۱۸ء نمبر ۴۲

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز ہو جاتی ہے ... مستقل شفا ... عطا فرمائے ... خفیف حرارت بھی رہی ...

[illegible]

سیدنا محمود کا ایک رؤیا

[illegible]

دیا ... میں ... لکھی گئی ہے ... اس ...

[illegible]

ترکی کے ساتھ صلح [illegible] کی شرائط

جن شرائط پر [illegible] جنگ بند کی ہے

(۱) ڈارڈنلز باسفورس [illegible] اسود پر اتحادیوں کا قبضہ ہوگا [illegible] کے [illegible] کر [illegible] حسب ضرورت اتحادی اس مقام پر جہاں کے قبضہ کر سکیں گے۔

(۲) تمام اتحادی قیدی اور [illegible] نظر بند قسطنطنیہ میں اتحادیوں کے حوالہ کر دیئے جائینگے۔

(۳) تمام [illegible] منتشر کر دی جائیگی صرف [illegible] انتظامی [illegible] فوج رکھی جائیگی۔

(۴) [illegible] کا مارشل (سپلائی) پر قبضہ رہیگا۔

(۵) ترکی اپنے سپاہی ایران کے شمال مغربی حصہ سے واپس بلائیگا [illegible] اس پار کا کچھ حصہ بھی خالی کر دیا جائیگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو [illegible] حصہ بھی خالی کرایا جائیگا۔

(۶) [illegible] سرحدی تار برقی کے مقامات پر اتحادیوں کا قبضہ رہیگا۔

(۷) تمام ریلوے اتحادیوں کے قبضہ میں ہونگی [illegible] اور [illegible] پر بھی اتحادی قبضہ کر لیں گے۔

(۸) حجاز۔ اسیر [illegible] سیریا اور عراق عرب میں جتنے سپاہی ترکی کے ہیں۔ وہ سب اپنے تئیں اتحادیوں کے [illegible] اور ترکی [illegible] سے بھی [illegible] واپس بلائیگا۔

(۹) [illegible] اور [illegible] جس قدر ترکی افسر ہیں۔ وہ [illegible] کے حوالہ کر دیئے جائیں گے۔

(۱۰) [illegible] سب اتحادیوں کے حوالہ [illegible] ترکی کے [illegible] جس قدر جرمن اور آسٹرین [illegible] اور سول [illegible] ہیں۔ ایک [illegible] ہو جائیں۔

(۱۱) [illegible] ترکی [illegible] کے ساتھ [illegible]

(۱۲) ترک قید اتحادیوں کے اختیار میں رہیں گے۔

(۱۳) ترکی جرمن اور آسٹریا گورنمنٹوں کے ساتھ تمام تعلقات قطع کریگا۔

(۱۴) اگر آرمینیا کی چھ ولایتوں میں کوئی گڑبڑ ہوئی اتحادی اس پر قبضہ کر لینگے۔

اتحادی شرائط التوائے جنگ

"اتحادی گورنمنٹوں نے نہایت احتیاط سے اس مراسلت پر غور کیا جو پریسیڈنٹ امریکہ اور جرمن گورنمنٹ کے مابین ہوئے حسب ذیل قیود کے ساتھ وہ پریسیڈنٹ ولسن کے شرائط صلح پر جو انہوں نے کانگریس کو مخاطب کر کے ۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو ظاہر کئے تھے اور ان اصول انتظام پر جو بعد کے خطبات میں انہوں نے معین کئے جرمنی کی گورنمنٹ سے صلح کرنے پر طیار ہیں۔ وہ یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ [illegible] سمندر کی آزادی سے تعبیر کیا جاتی ہے مختلف معنی رکھتی ہے جنہیں سے بعض کو وہ قبول نہیں کر سکتے اس لئے وہ اس معاملہ پر اپنے لئے صلح کی کانفرنس میں اختیار پوری آزادی کے حقوق محفوظ رکھیں گے علاوہ ازیں پریسیڈنٹ نے جو شرائط اپنے خطبہ کانگریس ۸ جنوری ۱۹۱۸ء میں پیش کئے ہیں انہیں انہوں نے اعلان کیا ہے کہ جن ممالک پر حملہ کیا گیا ہو وہ واپس کر کے خالی کر دینا چاہیئے اور اتحادی گورنمنٹیں محسوس کرتی ہیں کہ اس شرط کے معنی کے متعلق کسی قسم کا شک و شبہ نہ باقی رہنا چاہیئے اس سے یہ مطلب سمجھے ہیں کہ جرمنی نے اتحادیوں کی سولین آبادی کو جو بری بحری اور فضائی تاختوں سے جو نقصان پہنچائے ہیں ان سب کا معاوضہ ادا کرنا چاہیئے"

مجھے پریسیڈنٹ نے یہ کہنے کی ہدایت کی ہے کہ جس یادداشت کی نقل کی گئی ہے اس [illegible] اور آخری [illegible] کا جو مطلب بیان کیا گیا ہے اس سے وہ متفق ہیں۔ مجھے پریسیڈنٹ نے [illegible] کہ [illegible]

[illegible] کی جگہ آپ جرمن گورنمنٹ کو اطلاع دیدیں کہ امریکہ اور اتحادی گورنمنٹوں نے مارشل فوش کو اختیار دے دیا ہے کہ وہ جرمن گورنمنٹ کے باضابطہ وکلاء کا خیر [illegible] اور انہیں التوائے جنگ کے شرائط سے اطلاع دے۔ جناب من۔ آپ کو میں پھر اطمینان دلاتا ہوں کہ انتہائی لحاظ رکھونگا۔ آپ اس عنایت کو قبول [illegible]

جنگی بخار کا نسخہ

گاؤزبان۔ گل بنفشہ۔ عناب۔ سپستاں

۵ ماشہ ۷ ماشہ ۵ دانہ ۹ دانہ

جوش دیکر بعد صاف کرنے کے شربت بنفشہ دو [illegible]

کھانسی کا علاج

(۱) [illegible] کو کسی [illegible] سے [illegible] پیٹ دیت اور [illegible] کا گرم [illegible] ایک جانب سے تھوڑا نکال کر اور پھر [illegible] کے چھلکے کو باریک پیس لیں اور بہی دانہ کے لعاب [illegible] ماشہ کے دانے کے برابر گولیاں بنا لیں کسی [illegible] بیمار کو دن میں تین مرتبہ دیں۔

(۲) ادرک اور لہسن کو صاف کر [illegible] اس کا عرق صاف کپڑے میں [illegible] کر نکال لیں اور [illegible] کا شہد ملا دیں۔ اور ایک صاف شیشی میں [illegible] دن رات میں آٹھ دس دفعہ ضرورت کے [illegible] ملا لیا جائے لیں۔ استعمال کرتے رہنے [illegible] کہ اس سے تین دن کے اندر کھانسی کو آرام [illegible]

جنازہ غائب

[illegible] حاجی [illegible] صاحب [illegible] فوت [illegible] رہتا تھا۔ بہت صالح [illegible] [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۴ر نومبر ۱۹۱۸ء

جنگی بخار کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود کے کلام میں

۷ر نومبر کے فاروق میں خاکسار اکمل نے مختلف اخبارات کے اقتباسات سے یہ ثابت کیا تھا۔ کہ تمام اہل مذاہب اور اخبارات (جو پبلک رائے کا آئینہ ہیں) نے متفق اللفظ یہ تسلیم کر لیا ہے:۔

۱۔ جنگی بخار ایک عالمگیر عذاب ہے۔

۲۔ دنیا کا کوئی ملک اس سے خالی نہیں۔ بلکہ ہر شہر ہر قصبہ ہر بستی ہر گھر اس میں مبتلا ہے۔

۳۔ اس مرض کی حقیقت معلوم نہیں۔ حکمی علاج بھی نامعلوم

۴۔ اس ملک (ہندوستان) کے لوگ بالخصوص اس مرض سے ناواقف ہیں۔

۵۔ یہ مرض باعتبار اپنی شدت۔ ہمہ گیری۔ وسعت کے طاعون سے بھی بڑھکر ہے۔

۶۔ لوگ حیران ہیں کہ اب کیا ہونیوالا ہے۔

چنانچہ اس کی تصدیق کے لئے میں معزز ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمام حوالے جو میں پچھلے فاروق میں [illegible] ہوں پڑھ لیں۔ اور بقصد ذیل سطور میں [illegible] اخبارات [illegible] کئے گئے ہیں:۔

"یہ کسی کو معلوم نہیں کہ قیامت کبریٰ دنیا میں کب برپا ہوگی۔ مگر دنیا کا موجودہ رنگ [illegible] اس بات کا [illegible] ہے کہ [illegible] تو کیا [illegible] خیابات [illegible] ہے [illegible] بجز [illegible] قسم کا [illegible]

جو حالت آج کل [illegible] ہے وہ [illegible] پہلے کبھی سننے میں نہیں آئی۔ اس عالمگیر مرض ہلاکت نے طاعون سے زیادہ دست برد شروع کر دی۔ اور باعتبار ہلاکت طاعون سے کئی حصے زیادہ ہلاکت خیز ثابت ہوا" (آگرہ اخبار)

اسکے علاوہ اہلحدیث ۸ر نومبر ۱۹۱۸ء میں الفاظ چھپے ہیں "جنگی بخار سے جنگ کرنا تو مشکل ہے کیونکہ یہ خدا کی طرف سے چھپا تیر ہے۔ جس کا کوئی علاج نہیں" یعنی ع

جیسے سب جانتے ہیں اک حضرت توپ ہے

اب ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھکر آپ حضرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل الفاظ ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۲۰ سے پڑھیں کہ آیا اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں ذرا بھی کلام ہے اور کیا کسی دشمن سے دشمن کو بھی اس میں مجال سخن ہے اور وہ ماننے سے انکار کر سکتا ہے:۔

"براہین احمدیہ میں جس کی تالیف پر پچیس برس گذر گئے یہ وعدہ مجھے دیا گیا کہ اگر لوگوں نے میری راہ اختیار نہ کی۔ تو ملک میں طاعون پھیلے گی اور سخت مری پڑیگی۔ اور زلزلے آئینگے۔ اور خوفناک آفتیں ظاہر ہونگی۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق طاعون اس ملک میں پھیل گئی اور زلزلے بھی آ گئے۔ اور خدا کا وعدہ ہے کہ

ایک نئی وبا بھی جس سے اس ملک کے لوگ ناواقف ہیں اس ملک میں پھیلیگی اور انسان حیرت میں پڑ جائیگا کہ کیا ہونا چاہتا ہے۔"

[illegible] نہیں [illegible] جس قدر [illegible] کا [illegible] ہیں [illegible]

پہلے اس ملک میں ظاہر نہیں ہوئی [illegible] ہونیوالی اور وحشت ناک ہیں۔"

اب آپ فرمائیے کہ آیا جو کچھ لوگوں نے تسلیم کر لیا ہوا زبان سے بول رہے ہیں اور قلموں سے لکھ رہے ہیں وہی خدا کے مامور نے آج سے دس سال پہلے اپنی کتاب میں نہیں لکھ دیا؟ آنکھیں کھلی ہیں اور کان [illegible] کہ کہہ دیا اور ضرور کہہ دیا۔ جو شخص ملک کا حضرت مسیح موعود کے نام سے جلتے ہیں۔ اس سے بہتر [illegible] تھا کہ وہ [illegible] عام تباہی کا اپنی زبانوں [illegible] قلموں کو محفوظ کر لیتے۔ اور کوئی شہادت اپنے قلموں سے نہ نکلنے دیتے۔ اس خدا کی خاص [illegible] کچھ [illegible] اس پیشگوئی سے نہیں بھی قبول کرا دیا۔ چنانچہ [illegible] اور آریہ گزٹ وغیرہ نے بھی اقرار کر لیا کہ یہ عام عذاب ہے اور اس کا علاج نہیں۔ اور یہ طاعون سے بڑھکر ہے اور یہ نئی وبا ہے۔ اور ہم حیران ہیں کہ کیا ہوا چاہتا ہے تب یہ پیشگوئی شائع ہوئی۔

اب زیادہ سے زیادہ اس پر کوئی سوال کیا جا سکتا ہے [illegible] تو یہ کہ ہم [illegible] مبتلا ہوئے اس کا جواب یہ ہے [illegible] ماننا اور قبول کرنا صرف زبان سے نہیں بلکہ جو کچھ وہ [illegible] اس پر عمل کرنا اور اس کی تعلیم پر [illegible]

[illegible] ہے - ث
[illegible] پریشانی [illegible]
[illegible] - پس اگر سوال [illegible]
[illegible] کی شکل میں عذاب آیا ہے
[illegible] کہ ہم [illegible] مبتلا ہوئے - چنانچہ
[illegible] کے متعلق حدیث [illegible] ہے کہ
[illegible] کو زہر کا مرہم ہوگا - [illegible] سوال [illegible]

[illegible] اور جماعت جو بنانے کا می

[illegible] انجام ہمارا بہتر ہے - اور ہم انشاء اللہ ترقی کرتے
[illegible] گے - ہمارے مخالف گھٹیں گے - ہمارے
[illegible] عظیم یہی ہیں کہ دنیا میں توحید پھیلے - لوگ عام
[illegible] صلاح و تقوے کی راہوں پر چلیں یہ سب
[illegible] انشاء اللہ پوری ہونگی - اکثر لوگوں نے توجہ
[illegible] - تو خدا کے [illegible] کی پیشگوئی موجود ہے - کہ
[illegible] نبی دیا رہیں - بلکہ نبی و [illegible] ہیں پس
[illegible] کب تک خدا کا مقابلہ و مقاتلہ کرے گا - آخر
[illegible] ڈال دے گا - اور اس وقت یا یسح الخلق
[illegible] کی صدائیں سننے میں آئینگی -

ابن مریم حج کرچکا ہے

[illegible] حدیث کا ایک [illegible] اعتراض کرتا ہے
[illegible] نے حج کیوں نہیں کیا - اس کا جواب کئی بار
[illegible] سے دیا جاچکا ہے کہ حج کے لئے امن
[illegible] استطاعت شرط ہے - اور یہ [illegible] حضرت
[illegible] کے لئے حاصل نہیں - دوم آپ کی طرف
[illegible] - حدیث میں حضرت
[illegible] والسلام نے حج
[illegible] کرتے ہیں - [illegible]
[illegible]
[illegible] ہیں

آیت ہے - وضرب اللہ مثلاً للذین اٰمنوا امرات فرعون × × × × × ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا - جس سے ثابت ہے کہ مومن روحانی منازل طے کرتے ہوئے مریم بن جاتا ہے - چنانچہ حضرت اقدس نے دعویٰ کیا کہ میری روحانی حالت مریم کے مشابہ تھی - اور انہی دنوں میں یعنی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء سیدنا محمود پیدا ہوئے - جو اس پہلو سے ابن مریم ہیں - اور آپ خدا کے فضل سے حج کرچکے ہیں - پس یہ اعتراض یوں بھی رفع ہوگیا یعنے حدیث میں جس ابن مریم کے حج کا ذکر ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہیں ٭

قصوا الشوارب و اعفوا اللحی

آپ اپنے محلہ اپنی بستی اپنے شہر اور اردگرد دیکھیں اور خوب نظر دوڑائیں - آپ پر ثابت ہوگا کہ وہ جن کی داڑھی نہیں - وہ زیادہ تر اس مرض پُراسرار (جگی بخار) میں مبتلا ہوئے ہیں - اور داڑھی والے نسبتاً محفوظ رہے - پس کیا ہمارے مسلمان بھائی اگر پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل نہیں کرسکے - تو کم از کم اس مرض سے محفوظ رہنے کے لئے داڑھیاں بڑھائیں اور مونچھیں کٹوائیں کرزن فیشن والے خصوصیت سے توجہ کریں ٭

مقبرہ بہشتی میں دفن ہونیکے شرائط

مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی صرف یہی شرط نہیں کہ آدمی اپنے مال کے دسویں حصے کی وصیت برائے اشاعت اسلام کردے - اور وہ بھی اس وقت جب سخت بیمار ہو - اور اپنی زندگی کی نسبت شبہ پیدا ہو

حضرت اقدس نے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۱ء میں کیا [illegible]
[illegible]

تو مرنے سے چند گھنٹے پہلے - بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی زندگی پاک اور دوسروں کے لئے نیک نمونہ بنائی جائے - چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود کی مندرجہ ذیل دعا سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضور ہم سے کیا چاہتے ہیں اور کیسے مومنین مطلوب تھے - جو مقبرہ بہشتی میں دفن ہوا کریں - ارشاد ہوتا ہے :-

" اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں - اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے - اور جیسا کہ حق ایمان اور طاعت کا ہے بجا لاتے ہیں - اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں جن سے تو راضی ہے - اور جن کو تو جانتا ہے - کہ وہ بکلی محبت میں کھوئے گئے - اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین یارب العالمین - (الوصیت صفحہ [illegible])

" یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے - بلکہ ضروری ہوگا - "

" ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے - پابند احکام اسلام ہو - اور تقوے طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اسکے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو - اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو "

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے [illegible]

" اس قبرستان میں دفن ہونے [illegible] مستقی [illegible] ہوجاتے پرہیز اور کرکے [illegible] اللہ [illegible] کر [illegible] ہو - سچا اور صاف [illegible]
[illegible]
[illegible]

ادا ہو سکے۔ بلکہ ہمارا فرض شرعاً یہ بھی ہے
کہ دیکھنا چاہیئے کہ ان شرائط کی خلاف ورزی تو
نہ ہو جائے۔ ایسا ہی جو لوگ کچھ جائداد نہیں رکھتے
کے لئے فرمایا:۔

"اگر کوئی کچھ بھی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ
نہ رکھتا ہو۔ اور باایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ
صالح درویش ہے۔ اور متقی اور خالص
مومن ہے۔ اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی
یا قصور اطاعت کا اسکے اندر نہ ہو تو وہ
میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی
اجازت سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے"

یہ باتیں اپنے اندر پیدا کرنی آسان نہیں۔ یہ مقام خوف
ہے۔ ان کے لئے بھی جو مال نہیں رکھتے یا مال رکھتے
ہوئے صرف وصیت کر چکے ہیں۔ اور مقبرہ میں جانا چاہتے
ہیں۔ اور منتظمین مقبرہ کے لئے بھی۔ کہ ان کا فرض
کیسا نازک ہے۔ اور خدا کے حضور میں سب ایسے ہی
کے لئے حاضر ہونے والے ہیں۔ غالباً مقبرہ کو
مقبرہ میں (سوا خاص صورت کے) دفن ہونے سے
اسی لئے روکا۔ کہ وہ جب میدان امتحان ہی نہیں
آئے۔ تو ان باتوں کا علم کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اوصاف
ان میں پائے جاتے تھے۔ جو مقبرہ میں دفن ہونے
کے لئے ضروری ہیں۔ اور جو اس قدر کھلے طور پر موجود
ہونے چاہئیں۔ کہ [illegible] اس پر اتفاق ہو جائے
کہ یہ شخص مقبرہ میں جانے کا مستحق ہے ✦

خبر وطن سے یہی آرہی ہے

از [illegible] رحمت اللہ خان متعلم [illegible]

خبر وطن سے یہی آرہی ہے
[illegible]
بے ساختہ [illegible]
[illegible]

ادھر لوگ جنگوں سے تنگ آ گئے ہیں
ادھر عارضوں کی بلا آرہی ہے
یہ سب قول [illegible] کے باعث
ہر اک روح رب کی طرف جارہی ہے

خبر دی تھی پہلے ہی احمدؑ نبی نے
کہ دیکھو نئی اک وبا آرہی ہے
وبا وہ گئی پھیل دنیا میں جس سے
قضا سر پہ عالم کے منڈلا رہی ہے

زلازل نہیں کچھ بھی اس کے مقابل
کہ یہ تو نرالا غضب ڈھا رہی ہے
جو دنیا کے دھندے میں اندھے ہوئے تھے
انہیں شانِ نادر نظر آرہی ہے

بنی ہے وفا سے یہ دنیائے فانی
انہیں دھوکہ دے دے کے بہلا رہی ہے
اٹھیگا جو پردہ کھلیگی حقیقت
جو اب اپنی دکھلا رہی ہے

نہ آنا کبھی اسکے پھندے میں ہرگز
کہ باتیں بناکر یہ بہلا رہی ہے
عذابوں سے پہلے تو آتا ہے مرسل
کتابِ الٰہی یہ فرما رہی ہے

عذاب آگیا کوئی مرسل نہ آیا
جہالت یہ دنیا پہ کیا چھا رہی ہے
یہ احمدؑ کی ہے نظم کو مختصر سی
بڑی بات لوگوں کو سمجھا رہی ہے

لہ آر یہ پیپر کا قابل ایڈیٹر لکھتا ہے کہ خدا کو ماننے والوں
کے کم ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ کیونکہ لوگ [illegible]
بچے پیدا کر رہے تھے۔ جس سے [illegible] روپیہ
کم ہوتی جاتی تھیں۔ اس لئے آریہ کے پرمیشور
[illegible] بیماری اور جنگ کے ذریعہ وہ [illegible]
[illegible] کا سہرا [illegible] کر دیا۔ اصل [illegible]
[illegible] آریہ اخبار [illegible]
[illegible] ایڈیٹر

نظم

از حافظ سلیم [illegible] صاحب

الٰہی یہ کیا ماجرا ہو رہا ہے
کہ عالم میں محشر بپا ہو رہا ہے
بتا کچھ خبر ہے یہ کیا ہو رہا ہے
زمانہ جو سارا فنا ہو رہا ہے

ستم ہے قیامت ہے آفت ہے کیا ہے
ہر اک گھر میں ماتم سرا ہو رہا ہے
جو گھر کل کہ عشرت کدہ تھا سراسر
وہی آج بزمِ عزا ہو رہا ہے

کہیں قحط و جنگ اور کہیں پر وبا ہے
عذابِ خدا جابجا ہو رہا ہے
نہ خوفِ خدا ہے نہ کچھ فکر عقبیٰ
کہ دنیا پہ ہر اک فدا ہو رہا ہے

عذابِ الٰہی نہ نازل ہو کیونکر
ادا کس سے شکرِ خدا ہو رہا ہے
بھلایا ہے خالق کو لوگوں نے ایسا
جو قہرِ خدا بر ملا ہو رہا ہے

کہیں عیش و عشرت کے ہیں کارخانے
کہیں غم سے ماتم بپا ہو رہا ہے
کہیں دینِ حق سے ہنسی ہو رہی ہے
خدا پر کہیں افترا ہو رہا ہے

کہیں پر کسی کی ثنا ہو رہی ہے
کہیں پر کسی کا گلا ہو رہا ہے
کہیں [illegible] لطف و کرم [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

کس نے دیکھا ہے کوئی
... ہو رہا ہے
اٹھو خواب غفلت میں او سونے والو
کہ قسمت کا اب فیصلا ہو رہا ہے
کرو اپنی اصلاح جلدی او لوگو!
کہ ناراض تم سے خدا ہو رہا ہے
خدا کی خدائی میں کیا دخل حاقط
جو کچھ ہو رہا ہے بجا ہو رہا ہے

پیرا سر انجام

جانتے ہو کہ انفلوئنزا کے پھیلنے کا باعث اور موجب اور سبب کیا چیز ہے۔ اور اسوقت میں خدا تعالیٰ کے غضب کے بھڑکنے کا کیا باعث ہوا ہے۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ اس طور پر وارد ہوئی ہے کہ جب کبھی خدا تعالیٰ اپنا مرسل منذر مبشر نبی اس دنیا میں بھیجتا ہے تو دنیا میں اسکے آنے پر دو قسم کے گروہ ہو جاتے ہیں۔

ایک فریق تو سعید روحوں کا ہوتا ہے جو کہ اس نبی کے زمرہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور جان و مال سے اسکی مدد کرتے ہیں۔ اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی اور اسکے غم کو اپنا غم سمجھتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو تازہ نشان دکھلاتا ہے۔ جو ان کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوتے ہیں۔ دوسرا گروہ ... کفر ... کا ہوتا ہے۔ جو تکبر ... اور عناد و بغض ... ہر وقت اسی تاڑ میں لگے رہتے ہیں ... کہ کسی نہ کسی طرح نبی کو ... نصف النہار الشمس ہوتے ہوئے ... انا ... علیہ آباؤنا کے ...

اور بادیہ ضلالت و غوایت میں متہیم و متحیر کی طرح سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور شفا حفرة من النار کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ اور ان پر شقاوت غالب آجاتی ہے جسکی وجہ سے مکائد شیطانی کے اچھول میں پھنس جاتے ہیں۔ پس انکی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اور قسم قسم کے قہری نشانات ظاہر ہوتے ہیں جن سے خلق اللہ توبہ توبہ کرتی ہوئی خدا خدا کرتی ہے۔ اور مرسل یزدانی کو ماننے پر مجبور ہوتی ہے پس اسی طرح اس زمانہ فسق و فجور میں جبکہ بدعات اور الحاد اور ضلال کا دریا بیکراں موجزن ہو رہا تھا اور اسلام کا سفینہ منجدھار کے بھنور میں آکر مستغرق ہونے کو تھا ؎

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے میرے خدا
آگئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن

اور لوگوں کے سیّئات و عادات و خصائل و شیم و اخلاق بالکل گر گئے تھے۔ اور نبی کریم کے مبعوث ہونے سے پیشتر جاہلوں کی سی جہالت ہو گئی تھی۔ اور دین کی دل میں کچھ وقعت نہ رہی تھی ؎

چھوڑتے ہیں دین کو اور دنیا سے کرتے ہیں پیار
سو کریں وعظ و نصیحت کون سمجھانے کو ہے

پس ان کی ایسی حالت ہونے کی وجہ سے خدا نے مسیح موعود کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ لیکن لوگوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اور سب و شتم کرتے ہوئے کافر و دجال کے القاب دیئے ؎

کافر و دجال اور فاسق مجھے سب کہتے ہیں
کون ایمان صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے

اور کئی ہزار کفر کے فتوے لگائے۔ تب خدا تعالیٰ کا قہری ہاتھ اپنے جلال میں ظاہر ہوا۔ اور پہلے سے ہی اپنے مسیح موعود کو آئندہ آنیوالی مصائب و آفات و زلازل و امراض پر اطلاع دیدی تاکہ مومنین کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔ پہلے تو طاعون کے لئے پیشگوئی کی تو اسکے بعد خدا تعالیٰ نے طاعون کو دنیا میں بھیجا۔ جو دنیا کا بہت سا حصہ شکار کرکے کامیاب صیاد کی طرح واپس ہوا۔ لیکن بدقسمت لوگوں نے اس مہلت سے نفع نہ اٹھایا۔ اور مسیح موعود اور مرسل یزدانی کی مخالفت پہ تلے رہے۔ تو چونکہ اس السلام کے متعلق جو خدا تعالیٰ ... مسیح موعود کو ان عقوبات سے پیشتر بتلایا تھا

الامراض تشاع والنفوس تضاع وما کان اللہ لیغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ کہ ایک بیماری ہیں۔ بلکہ اس سے پھیلنگی جن سے نفوس ہلاک ہو گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کا غضب کیوں نازل ہوا۔ اور نفوس کیوں ہلاک ہوئے زمانہ کیوں بدل گیا۔ اسوجہ سے کہ انسانوں نے اپنی حالت کو بدل دیا۔ اور راہ ہدایت چھوڑ کر چاہ ضلالت میں گر پڑے پس مسیح موعود نے ان آفات و امراض و مصائب کے آنے سے پیشتر بتلا دیا جو آپ کی صداقت پر بین دلیل ہے۔

جب طاعون نے اپنے گذارہ کے موافق خرچ جمع کر لیا پھر دنیا میں ایک عالمگیر جنگ شروع ہوئی۔ جس کا نمونہ پیدائش عالم سے آج تک نہیں پایا جاتا۔ جسکے متعلق مسیح موعود نے پہلے سے بتلا دیا۔

" اور اسقدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلینگی اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں رہینگے۔ اور زمین پر اسقدر سخت تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہ ملیگا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا۔ کہ یہ کیا ہونیوالا ہے اور بہتیرے نجات پا جائینگے۔ اور بہتیرے ہلاک ہو جائینگے۔ وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانیوالی آفات ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے کچھ زمین سے ...... نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ بچشم خود دیکھ لوگے "

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷

الغرض ... مسیح موعود نے جنگ کی خبر دیتے ہوئے ... فرمایا کہ اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان ... صورت میں پیدا ہونگی۔ ... جنگ کے وقت ... [illegible]

عالم میں گھر گیا۔ اور طاعون کی طرف سے بھی گھروں کے گھر کا لعدم کردئے۔ اور بعض روں کو تا تمامستعفا چھوڑا۔ جیسے کہ تمام اخبارات ہندپ شاہد ناطق ہیں پھر جیسا کہ مسیح موعود نے اپنی پیشگوئی میں فرمایا تھا۔ کہ اس دن انسانی کاموں کا خاتمہ ہو۔ طبیب و ڈاکٹر بھی اس بخار کے علاج سے عاجز آگئے اور تمام جہان الامان الامان پکار اٹھا۔ اور یہ کل موات کے لحاظ سے کوی دو قسم آگے بڑھا ہوا ہے۔

پھر اس پیشگوئی کے علاوہ حضرت صاحب یوں قمطراز ہیں "چنانچہ میں بار بار کہتا ہوں کہ تو لو کہ زمین پر اس قدر آفات آنیوالی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی ایک سیاہ اندھی آتی ہے۔ اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا پہلے تھوڑے سے نشان دکھلائے۔ اور آخر وہ نشان دکھلایا گیا۔ جسکو دیکھ کر فرعون کو کہنا پڑا کہ آمنت انه لا اله الا الذی امنت به بنو اسرائیل خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کر ے۔ اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئینگے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائیگا۔ جو قیامت کا نمونہ ہے تب ہر قوم میں ماتم پڑیگا۔ کیونکہ انہوں نے اس وقت کو شناخت نہ کیا" حقیقۃ الوحی صفحہ

پس دیکھو کس طرح عناصر اربعہ میں طوفان پیدا ہوئے۔ بعض جگہ پانی کے طوفان اور سیلاب آئے۔ زمین نے اپنے زہریلے بخارات نکالے۔ ہوا نے بھی کتنا بڑا کام کیا۔ اور زہریلی گیسوں نے ہوا کو مسموم کر دیں۔ جس کی وجہ سے بکثرت امراض پھیلیں۔ نفوس ہلاک ہوئے پس عناصر اربعہ نے مل کر دنیا کے کثیر حصہ کو ہلاک کر دیا یہ کیوں ہوا اسلئے کہ دنیا والوں نے مسلک تقویٰ کی راہ اختیار نہیں اور اس زمانے کے مسیح موعود کا انکار کیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے رسول کو جھٹلایا گیا۔ [illegible] شستہ کر وہ دکھا تے [illegible] حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

[illegible]

بیمار [illegible] میں صلاحیت [illegible]

موت کی رہ سے [illegible] کو کچھ نہ

ورنہ دیں اس سے دوستو لگ لعنت مر جانیکو

اس پر حضرت مسیح موعود حاشیہ میں لکھتے ہیں "یعنی ہر ایک ملک میں زلزلے آئینگے۔ اور طاعون بھی پھیلیگی۔ اور کئی قسم کے موت کے اسباب ظاہر ہونگے"

پس ناظرین اور اولی الابصار پر واضح ہو گیا کہ مرض پر اسرار وغیرہ تمام مسیح موعود کی صداقت کی ایک بین دلیل ہے۔ رہا یہ سوال کہ اگر یہ بطور نشان کے ہے تو اس میں احمدی کیوں مبتلا ہوتے ہیں اور کیوں مرتے ہیں تو اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کہیں نہیں لکھا کہ احمدی ان بیماریوں سے نہیں مرینگے۔ اور جو قادیان میں رہیگا وہ ان بیماریوں سے نجات پا جائیگا۔ بلکہ صرف طاعون کے لئے حضرت صاحب نے تخصیص کی ہے کہ قادیان میں طاعون جارف نہیں آئیگا۔ اگر وعدہ ہے تو انی معك ومع اهلك اور انی احافظ کل من فی الدار۔ اور بستی قادیان کے لئے جہاں فرمایا ہے انه اوی القریة۔ وہاں ساتھ یہ بھی ہے کہ لولا الاکرام لهلك المقام اگر تیرا اکرام نہ ہوتا تو یہ مقام ہلاک کیا جاتا۔ لیکن تیری وجہ سے اب یہ مقام بچ جائیگا۔ ہلاک نہیں ہوگا۔ تو ہلاک نہ ہونا اسبات کا مقتضی نہیں کہ قادیان میں بیماری نہ ہوے۔ لوگ نہ مریں۔ رہا احمدیوں کا مرنا تو اس کی ایسی مثال ہے جیسے کہ صحابہ کفار کے مقابلہ میں شہید ہوتے تھے۔ اور بعض دفعہ زیادہ بھی ہوئے۔ مثلاً جنگ احد و جنگ حنین وغیرہ میں بہت سے صحابہ شہید ہوئے۔ اسی طرح احمدیوں کا قلیل التعداد میں مر جانے سے اعتراض اور صداقت کے جھوٹا ہونے پر دال نہیں۔ اور پھر رسول کریم فرماتے ہیں ان زینب بنت جحش زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً فزعاً محمرا وجهه يقول لا اله الا الله ويل للعرب من شر قد اقترب قال قالت قلت یا رسول اللہ انهلك وفينا الصالحون قال نعم اذا كثر الخبث۔ رواہ مسلم مشکوٰۃ کتاب الفتن۔ ترجمہ۔ زینب بنت جحش [illegible] علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن آپ [illegible] [illegible] سے گھبرائے ہوئے تھے۔ لا الہ الا اللہ [illegible]

[illegible] ہلاکت پر ورد [illegible] لگی۔ راوی کہتا ہے کہ پھر زینب نے کہا کہ میں نے رسول کریم سے عرض کیا کہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ اور ہم میں صالحین بھی موجود ہیں۔ تو رسول کریم نے فرمایا۔ ہاں جب خبث یعنی بدی زیادہ ہو جائیگی۔ صالحین کے بھی درج ہونے میں۔ پھر حدیث شریف میں آتا ہے عن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من كان فيهم ثم بعثوا على اعمالهم رواہ مسلم بخاری فی کتاب الفتن کہ عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ عذاب ان کو بھی جو ان میں رہتے ہیں پہنچتا ہے۔ پھر وہ اپنے اعمال کے موجب اٹھائے جائینگے۔ پھر خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ولنبلونكم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات کہ جانوں کے ہلاک ہونے کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ مومنوں کو آزماتا ہے کہ ان میں سے نفوس ہلاک ہوتے ہیں۔ صالحین بھی مرتے ہیں۔ اور دوسرے بھی مرتے ہیں۔ لیکن ایسے عذابوں میں مومنوں کی حفاظت ہوتی ہے اس سے اگر مومن بھی۔ مریں بھی وہ موت اس جماعت کی ترقی کا موجب ہوتی ہے والعاقبة للمتقین ہوا۔ اور دوسروں کے لئے موجب تباہی۔ مثلاً جنگوں میں احمدی بھی بعض شہید ہوئے اور دوسرے بھی مرے۔ لیکن طاعون کی وجہ سے کثرت کے ساتھ لوگ زمرہ احمدیت میں داخل ہو گئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر بیماریوں میں کوئی نہ مرے تو ایمان بالغیب نہ رہے۔ اس لئے کہ اس طرح تو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ یہ فرق سچا ہے اور یہ جھوٹا تو اس طرح ایمان لانے کا کچھ فائدہ نہیں۔ اسلئے کہ انہوں نے اپنی عقل تو نہیں خرچ کی۔ اور عقل سے کام اختیار نہیں کی۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل اسی لئے عطا کی ہے کہ وہ سچے اور جھوٹے کو تمیز کرے [illegible]

پس آؤ عمل پیارو۔ خود وقت کے مسیح [illegible] ہو جاؤ۔ اور مرسل یزدانی کو مت جھٹلاؤ اور باز آؤ۔ اور [illegible] سے نصیحت پکڑو۔ اسلئے کہ رسول کریم نے فرمایا ہے۔ السعید من وعظ بغیرہ کہ سعید وہی شخص ہے [illegible]

[illegible]

دعویٰ کا انجام تباہی

خود کشی کی گواہی

دنیوی معاملات میں جھگڑا ہوا اور اس کی حالت [illegible] ہو گئی۔ اس غم و غصہ سے جو اسے پہنچا تو [illegible] نہیں۔ [illegible] اگر کوئی جماعت [illegible] یعنی اب کسی مومن کی زبان سے سنتا ہے [illegible] یا حال اس کے مطابق [illegible] آتش و زنعل ہوتا ہے تو [illegible] نہیں کہ [illegible] ہرگز [illegible] کسی [illegible] [illegible] ٹھیرایا۔ [illegible] مقابلہ [illegible] میں بھی [illegible]

[illegible]

کیونکہ دنیا سے جتنا کوئی بھی ہوا اور ہم نے اس کے [illegible] پیار اور ہمدردی سے منتخب کیا کہ وہ مذہب [illegible] مگر [illegible] بغض سے جا عداوت علماء سے باز آجائے لیکن [illegible] سیدھی نہیں ہو سکتی۔ وہ پیشتر خدا کے رسول کے [illegible] بیٹھے جا رہے۔ ورثے دعویٰ سے [illegible] کی مخالفت پر [illegible] کہیں تو ہزار [illegible] کبھی [illegible] بدقسمت انسان یہ قابل تعریف بات نہیں بلکہ رونے کا مقام ہے کیونکہ بہت سے معاندین حق اسی [illegible] ہو چکے ہیں جو انبیاء کرام کے معجزات [illegible] دیکھ کر ایمان نہ لائے اور یہی کہتے رہے کہ [illegible] اس پر جب کوئی عذاب نازل ہوا تو کہہ دیا کہ ہمارے باپ دادا سے بھی ایسا ہوتا آیا ہے [illegible] استقامت [illegible] اور اگر کسی صادق نے مباہلہ و مقابلہ کے لئے للکارا تو [illegible] قیامت کا نام [illegible] رکھا [illegible] دیکھی نہیں ابھی کل کی بات ہے کہ حسن نظامی دہلوی سے مباہلہ کی گفتگو ہوئی تھی خدا [illegible] کا موعود [illegible]

[illegible]

تبلیغ رسالت [illegible]

[illegible]

جو ہوگا ایک دن [illegible] مسلمانوں کا [illegible]

فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہی اک شاخ [illegible]

[illegible]

بشارت ہے اک دن کی [illegible]

ہفتہ وار اخبار ہر جمعرات کو قادیان دارالامان [illegible]

فاروق

پبلشر و ایڈیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ | مورخہ ۲۰ - نومبر ۱۹۱۸ء | نمبر [illegible]

دارالامان کی خبریں

ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب پٹیالوی سب اسسٹنٹ [illegible]

جو حضرت خلیفۃ المسیح کے معالجہ کے لئے قادیان میں مقیم [illegible] حضور کو گذشتہ دو روز پھر پیچش کی شکایت رہی

ہے۔ اور [illegible] کی رخصت کی مزید توسیع پٹیالہ سے [illegible] ہو گئی۔

ہے۔ لاہور [illegible] کسی انگریز ڈاکٹر کو ساتھ ملا کر مجلسہ۔ ابھی تک فیصلہ نہیں ہو سکا کہ ساتھ

اطمینان ہو جائے کہ موجودہ تشخیص درست ہے۔ [illegible] کو ملتوی کر دیا جائیگا۔ حالات بہتر نہیں ادھر

[illegible]۔ چنانچہ [illegible] نومبر کو [illegible] اور [illegible] علیل ہیں۔ ادھر جگہ جگہ وبائی نزلہ [illegible]

[illegible] پٹیالہ میں بھی کام کرنے [illegible] لگ [illegible] بیمار ہیں [illegible]

[illegible] دو سو روپیہ فیس روزانہ [illegible] کے قابل نہیں اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

قدر خارش۔ اسکے لئے بہت سی تجویزیں بتائیں

اتفاق ہے اسوقت گورداسپور کے سول سرجن بھی

۔ اور انہوں نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح سے ملاقات

احباب کو اپنی اپنی جگہ جب کے لئے تیار [illegible]

وفات۔ ۱۷ نومبر کو قادیان یہ تار پہنچا کہ میر [illegible] صاحب سیالکوٹی دل کی حرکت بند ہو جانے سے یکدم فوت ہو گئے۔ اسی روز میر صاحب کا [illegible] لکھا ہوا خط بھی حضور کو پہنچا۔ اور ابھی پندرہ روز ہی گذرے تھے کہ شاہ صاحب یہاں آئے تھے۔ شاہ صاحب . . .

. . . . . . کہ بعض [illegible]

کی وجہ سے [illegible] نہیں [illegible] سیالکوٹ [illegible]

صاحب سیالکوٹ [illegible]

[illegible]

[illegible]

بیادر جناب [illegible]

پھر انکے پانسو روپے [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

جرمنی کے ساتھ عارضی صلح کی شرائط

جرمنی کے ساتھ جن شرائط پر عارضی صلح کی گئی ہے ان میں سے ضروری یہ ہیں (۱) جرمنی تمام بلجیم کا علاقہ اور فرانس کا مفتوحہ علاقہ الساس اور لورین نیز لکسمبرگ [illegible] کے اندر خالی کردے (۲) جو جرمن سپاہ اس [illegible] کے بعد اس علاقہ میں رہیگی وہ جنگی قیدی بنالی جائیگی (۳) خالی شدہ علاقہ پر اتحادیوں اور امریکنوں کا قبضہ ہوگا (۴) جرمنی اتحادیوں کو ڈھائی ہزار بڑی اور ڈھائی ہزار چھوٹی توپیں - ۳۰ ہزار کلدار توپیں اور [illegible] ہوائی جہاز حوالہ کردے - (۵) جرمنی اس تمام علاقہ کو خالی کردے - جو کہ دریائے رائن کے اس طرف ہے (۶) اس علاقہ پر وہاں کے افسر اتحادیوں اور امریکنوں کی زیر ہدایت حکومت کرینگے (۷) اس علاقہ پر اتحادی [illegible] قبضہ کرینگے کہ تمام ضروری مقامات پر ان کی سپاہ کا قبضہ ہوگا (۸) دریائے رائن کی [illegible] کا علاقہ جرمنی کو عارضی صلح پر دستخط ہونے [illegible] کے عرصہ میں خالی کرنا ہوگا (۹) خالی شدہ علاقہ کو بالکل تباہ نہ کیا جاوے گا - اور تمام فوجی مقامات مکمل حالت میں اتحادیوں کے حوالہ کردیئے جائینگے - (۱۰) جرمنی اتحادیوں کو ۵ ہزار انجن ۱۵ ہزار گاڑیاں اور ۵ ہزار موٹر حوالہ کرے گا - (۱۱) جرمنوں نے [illegible] راستوں سرنگوں وغیرہ میں کہیں یا کنوؤں میں زہر [illegible] ہے - اس کے لئے جرمن فوجی افسر ذمہ وار [illegible] (۱۲) خالی شدہ علاقہ میں علاوہ الساس اور [illegible] جو سپاہ رہیگی - اس کا خرچ جرمنی [illegible] (۱۳) جرمنی اتحادیوں اور امریکہ کے جنگی [illegible] حوالہ کریگا اور جرمنی کے قیدیوں [illegible] ہوگا -

[illegible] کے متعلق شرائط -

(۱۴) مشرقی محاذ پر جرمن اپنی فوجیں روس رومانیہ اور ٹرکی کی سرحد سے واپس ہٹائینگے (۱۵) جرمن فوجوں نے روس اور رومانیہ میں جو کچھ حاصل کیا ہے - وہ فوراً واپس کیا جاوے (۱۶) جرمنوں نے مقام بریسٹ لٹووسک - بخارسٹ اور دیگر مقامات پر جو صلح کی ہے وہ منسوخ قرار دی جاوے -

عارضی صلح کی بحری شرائط

(۱۷) جرمنی کے ۶ جنگی جہاز - دس بیٹل شپ - آٹھ ہلکے کروزر اور پچاس تباہ کن جہاز اتحادیوں اور امریکہ کی حسب خواہش غیر جانبدار بندرگاہوں میں نظر بند کئے جائینگے (۱۸) تمام دوسرے جنگی جہاز جرمن بندرگاہوں میں غیر مسلح کئے جاویں - اور اتحادی اور امریکہ کی زیر نگرانی رہینگے -

دیگر شرائط

(۱۹) اڈمرل [illegible] نے اس شرط پر بھی دستخط کردیئے کہ چونکہ جرمنی میں بغاوت ہورہی ہے - اسلئے اگر جرمن جہاز اتحادیوں اور امریکہ کی زیر نگرانی نہ آسکے - ان کو حق ہوگا کہ وہ ہیلی گولینڈ پر قبضہ کریں تاکہ وہ انقلاب پسندوں سے صلح کی شرائط منظور کراسکیں (۲۰) بحیرہ بالٹک میں آزادی سے گذرنے کے لئے اتحادی بیڑے کو کھلی اجازت دیجاویگی - اس کے لئے اتحادیوں اور امریکہ کو اختیار ہوگا - کہ وہ تمام ان جرمن قلعوں توپ خانوں وغیرہ پر قبضہ کریں جو کہ بالٹک اور کٹیگاٹ کے منہ پر ہیں - اور وہاں سے تمام سرنگیں صاف کردیں (۲۱) سمندر میں جسقدر جرمن تجارتی جہاز ہیں انہیں گرفتار کرنے کا اتحادیوں کو حق ہوگا (۲۲) بحیرہ اسود (بلیک سی) کے تمام ساحل جرمنی کو خالی کرنے ہونگے (۲۳) جرمنی نے جو روسی جنگی جہاز گرفتار کئے ہیں وہ اتحادیوں کے حوالہ کئے جائینگے (۲۴) غیر جانبدار ممالک کے تمام ہوائی [illegible] اور سوداگری کے جہاز آزاد کئے جائینگے - (۲۵) اتحادی جہازوں کا نقصان پورا کرنے سے پہلے کوئی جہاز تباہ نہیں کیا جائیگا (۲۶) جرمنی [illegible] جانبدار ممالک خاص کر جیسے سویڈن - ڈنمارک اور ہالینڈ کو اطلاع دیگا - کہ ان پر اتحادیوں کے ساتھ تجارت کرنے کی جو رکاوٹ جرمنی نے ڈال رکھی ہے وہ دور کردی گئی ہے -

---

جنگ کا اثر بادشاہوں پر

ایسی عظیم الشان جنگ کے نتائج و اثرات کا اندازہ لگانا اسوقت سخت دشوار بلکہ قریباً محال ہے - لیکن ایک ادنیٰ اثر اسکا یہ ہے کہ اسنے سات بادشاہوں سے مختلف سلطنتوں اور ملکوں کے تخت خالی کرائے - اور پانچ ولیعہدوں کو ان کے موروثی آبادی سے محروم کیا - یہ سات بادشاہ سابق شہنشاہ نکولس شہنشاہ روس - سلطان المعظم محمد رشاد آفندی فرمانروائے سلطنت عثمانیہ - شہنشاہ فرانسس جوزف فرمانروائے آسٹریا ہنگری - شاہ کارل والئے رومانیہ - شاہ قسطنطین والئے یونان - شاہ فرڈیننڈ والئے بلغاریہ - قیصر ولیم فرمانروائے جرمنی اور پانچ ولیعہد پرنس الیگزینڈر ولیعہد یونان - پرنس یوسف عزالدین ولیعہد ٹرکی - پرنس الیگزینڈر ولیعہد روس - پرنس بورس ولیعہد بلغاریہ اور پرنس فریڈرک ولیعہد جرمنی ہیں - انمیں سے پرنس بورس قریباً تین ہفتے اپنے باپ کے تخت پر بیٹھے - مابعد ازاں ملک کی حکومت کا بوجھ اپنے لئے ناقابل برداشت پاکر اس سے دست بردار ہوگئے - سات بادشاہوں میں سے تین ملک عدم کو سدھار گئے یعنی سلطان المعظم رشاد آفندی اور شہنشاہ فرانسس جوزف اپنی طبعی عمر کو پہنچ کر جان بحق تسلیم ہوئے - اور زار روس نے اکاٹرن برگ میں جلاد افسروں کی گولیاں کھاکر سخت عسرت کے ساتھ جان دی - پانچ ولیعہدوں میں سے دو پرنس یوسف عزالدین ولیعہد ٹرکی اور پرنس الیگزینڈر ولیعہد روس کا رشتہ حیات بھی اسی طرح قاتلوں کے ہاتھ سے منقطع ہوا - اور پرنس الیگزینڈر ولیعہد یونان کو اپنے باپ کے ساتھ تخت کی وراثت چھوڑنے پر مجبور کیا گیا - اگر شہنشاہ کارل بھی بعض اطلاعوں کے موافق آسٹریا ہنگری کے تخت سے دست بردار ہوگئے تو وہ آٹھویں تاجدار ہونگے - جو اس مہیب جنگ کی بدولت اپنا تخت حکومت خالی کرینگے - ان واقعات سے ہندوستانی پبلک کو عموماً اور اہل اسلام کو خصوصاً عبرت کا سبق لینا چاہیئے -

سید ولد آدم ولا فخر لو کان موسیٰ
و عیسیٰ حیّین ... علیہم الصلوٰۃ والسلام
... من لدن آدم الی اخر
... صلی اللہ علیہ وسلم کا
... حدیث لوکان موسیٰ
... حیین ما وسعھما الا اتباعی

...نے فتوحات کے باب عاشر میں
... قول ہے کہ میں تمام بنی آدم کا سردار
... لکھا ہے۔ کہ سول کریم سید
... کہ تمام انبیاء آدم سے لیکر آخر تک
... تک بطور نواب ہیں جیسا کہ
... ہے کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ
... اتباع کے سوا کوئی چارہ نہیں

حدیث لوکان موسیٰ ... کا ثبوت

ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ...
... میں سند درج ہے۔ اس میں
... نوشتہ مولوی جلال الدین صاحب
... صاحب فرماتے ہیں۔

الاعتراض

اگر موسیٰ درمیان تھا ہے
... سوا اس کے کہ میری
... بعض احادیث
... موسیٰ و عیسیٰ حیین ما وسعھما ... لوکان موسیٰ و
... پیش کرتے ہیں کسی ... وسعھما الا اتباعی"
... یہ حدیث اپنی مدارج السالکین مصنفہ امام
مذکورہ بالا حدیث آتی ہے پھر ان تینوں کتابوں ...
... میں مذکور ہے
... الدینیۃ زرقانی جلد ۶ صفحہ ...
... کتاب الیواقیت والجواہر ... ہے۔

... مصنفہ امام عبدالوہاب شعرانی میں اس حدیث کے ...
... بحث الثانی والثلاثون فی باب شرح ... ہے کہ حدیث
... وسلم بیان انا افضل خلق اللہ ... اور یہ حدیث
... امام عبدالوہاب صاحب فرماتے ... اعتراض اگر کوئی کرے تو
وقال فی الباب العاشر من ... کر سکتا ہے۔ ...
فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ...
... ولا فخر الا کان ... کے مطالب و مقاصد

واعتراض کو تحریر کرتا ہوں کہ جواب نہ دے سکتے تھے ... سخت ہے۔

پہلا مقصد تو اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ لو کا اطلاق اس بات پر ہوتا ہے کہ جس کا ہونا ممتنع ہو۔ کیونکہ لو امتناع شئے کیلئے آتا ہے تو اس حدیث کے یہ معنے ہوئے کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوں تو میری اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہ پائیں لیکن وہ زندہ نہیں ہیں۔

دوسرا مقصد اس سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ غیر مبائع جو کہتے ہیں کہ ایک نبی دوسرے کی اطاعت سے نبی نہیں ہو سکتا۔ یہ حدیث اس کے لئے تیغ بُرّان ہے۔ اسلئے کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو وہ اطاعت کرتے۔ تو ضرور نبی بھی ہوتے۔ کیونکہ ان کو پہلے نبوت مل چکی ہوئی تھی۔ اور اگر کہا جائے کہ ان سے نبوت چھین جاتی اور ... ہوتے۔ تو یہ غلط بات ہے اسلئے کہ ایک تو اس سے پھر یہ ثابت ہوگا کہ نبوت ایسی چیز ہے جو کہ زائل بھی ہو سکتی ہے اور بعض انبیاء نبوت کے درجے سے ترقی کی بجائے تنزل کے ... میں پڑ جاتے ہیں اور پھر دوسری بات یہ ہے۔ اگر بغیر نبوت کے اتباع کریں تو اس میں فضیلت کونسی ہوئی وہ بھی تو اور دوسروں کی طرح ہوتے تو پھر رسول کریم کا موسیٰ و عیسیٰ کا اسم لیکر کہنا کیا معنی دارد۔ . . . .

. . . .

. . . .

. . . . پس مطلب یہی ہے کہ موسیٰ و عیسیٰ اگر زندہ ہوتے تو نبی ہو کر ہی اتباع بھی کرتے تیسرا مقصد اس سے یہ بیان ہوتا ہے۔ کہ غیر احمدی کہتے ہیں کہ حضرت صاحب کی بعض عبارات میں تناقض ہے۔ اور جس کلام میں تناقض ہو وہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا حضرت صاحب کی بعض عبارات جن میں تناقض ہے قابل اعتبار ...

فضیلت نہیں ہوسکتی - نقل تو حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں تضاد نہیں پایا جاتا اور نہ ہی کوئی حقیقت کوئی تناقض ہے - لیکن کوتاہ اندیش اپنی کم فہمی و قلت عقل کی وجہ سے اس کو تناقض کہہ دیتے ہیں - معلوم نہیں - یہ کیسے پڑھے لکھے ہیں انکے جہل کے … ذرا بھی نہیں سوچتے اور سمجھتے - کہ آپ جو یہ اعتراض اٹھا رہے ہیں وہ ہمارے … ہو سکتا ہے یا نہیں - پہلے اس کے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام میں تناقض ثابت کرتے ہیں - اس کا جواب دیں کہ رسول کریمؐ فرماتے ہیں مسلم کی ایک حدیث میں ہے یہودی اور ایک صحابیؓ کا جھگڑا ہوا یہودی یہ کہتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰؑ کو تمام مخلوق پر چن لیا ہے - اور اس پر کوئی افضل نہیں - اور صحابیؓ مقابلہ میں یہ کہتا تھا کہ رسول کریمؐ افضل ہیں اور تمام بشر و نبیوں سے … تو رسول کریمؐ سن کر خفا ہوئے اور فرمایا کہ لا تفضلوا بین انبیاء اللہ - کہ تم انبیاء اللہ کو ایک دوسرے پر فضیلت مت دو اس لئے کہ یوم بعث … صور کے بعد اول میں اٹھونگا تو دیکھونگا کہ حضرت موسیٰ عرش کو پکڑے ہوئے ہیں میں نہیں جانتا کہ ان کا حساب یوم صور … کیونکہ ہو گیا ہے یا وہ مجھ سے پہلے … ہیں پھر فرماتے ہیں ولا اقول ان احدا افضل من یونس بن متی علیہ السلام - کہ میں نہیں کہتا کہ یونس بن متی سے کوئی افضل ہے (مسلم فی باب فضائل موسیٰ) دیکھو اس حدیث میں تو بتلایا ہے کہ کسی نبی کو دوسرے پر فضیلت نہ دو اور پھر خود ہی فرماتے ہیں کہ لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی یعنی آپ کو متبوع قرار … اور حضرت موسیٰ کو تابع اور … ہے کہ متبوع تابع سے افضل ہوتا ہے لہٰذا … آپ حضرت موسیٰ سے افضل ہوئے … فرمایا ہے - انا سید ولد آدم … کہ پھر یونسؑ پر فضیلت … کیا … تو پھر

مسیح موعود پر کیا اعتراض - سوچو غور کرو فکر کرو - تم کیوں نہیں سمجھتے تمہارے دلوں کو کیا ہو گیا ہے - بہت تمہاری عقلیں کیوں مسلوب ہو گئی ہیں تمہاری فراست کدھر گئی - کیا نبیوں کی کلام میں بھی تناقض ہو سکتا ہے - ان کی ہر ایک بات حکمت پر مبنی ہوتی ہے پس جلدی سے بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا کہ اسمیں تناقض ہے - کار خردمنداں نیست *

کیا شاعری نبوت کے منافی ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی اخبار اہلحدیث مطبوعہ ۸ نومبر ۱۹۱۹ء کے صفحہ ۴ پر یوں رقمطراز ہیں :-

ہم مانتے ہیں کہ مرزا صاحب شعر گو تھے مگر سوال یہ ہے کہ ان کا تو دعویٰ ہے کہ میں نے جو کمال حاصل کیا ہے وہ اتباع رسول اللہؐ میں کیا ہے - آنحضرتؐ ہی میری نبوت اور رسالت کے واسطہ ہیں - آپ ہی میرے جملہ کمالات کے ذریعہ ہیں - اس سے سوال ہوتا ہے کہ فن شاعری تو صفات محمدیہ میں نہیں ملتی - بلکہ وہاں تو اس کی نفی پائی جاتی ہے جیسا کہ ارشاد و ما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ سے تو ثابت ہوتا ہے کہ شعر گوئی منصب رسالت کے مخالف اور منافی ہے مگر مرزا صاحب باوجود دعویٰ نبوت ظلیہ شاعری میں کمال رکھتے تھے - انتہی -

جواب اول مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ شعر گوئی منصب رسالت سے مخالف اور منافی ہے ٹھیک نہیں - اس لئے کہ ایسے اشعار جو کہ ہدایت پر مبنی ہوں کہنا انسان کے تقویٰ و پرہیزگاری کے منافی نہیں - اس لئے کہ بڑے بڑے صحابہؓ کرام مثلاً حضرت علیؓ و حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما شعر کہا کرتے تھے اور مولوی صاحب نے ان صاحبوں کے لئے … ان کو یہ علم بھی ہو گا کہ رسول کریمؐ لوگ کہتے ہیں ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا کہ بعض شعر میں حکمت ہوتی ہے اور تحقیق بعض ساتھ … میں سحر ہوتا ہے - تو اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ رسول کریمؐ ایسے اشعار کو جن میں حکمت اور لوگوں کے لئے ہدایت ہو پسند کرتے تھے - چنانچہ یہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور احادیث ہیں جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شاعروں کی تعریف کی ہے - عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اشعر کلمة تکلمت بها العرب (فی روایة اصدق) کلمة لبید الا کل شئ ما خلا اللہ باطل - کہ عرب کے شعراء میں سب سے زیادہ اچھا شعر لبید نے کہا ہے کہ اللہ کے سوا ہر ایک چیز باطل ہے - اور … حسان بن ثابت میں مسلم میں مندرجہ ذیل حدیث آئی ہے عن ابی هریرة ان عمر مر بحسان وهو ینشد الشعر فی المسجد فلحظ الیه فقال قد کنت انشد فیه وفیه من هو خیر منک ثم التفت الی ابی هریرة فقال انشدک اللہ اسمعت رسول اللہ یقول اجب عنی اللهم ایده بروح القدس قال اللهم نعم رواه مسلم -

ترجمہ - حضرت عمرؓ حسان کے پاس سے گذرے - اور وہ مسجد میں شعر گا رہے تھا - تو حضرت عمرؓ نے ان کی طرف دیکھا تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس مسجد میں بھی شعر گایا کرتا تھا - اور اس میں رسول کریمؐ بھی ہوتے تھے - پھر ابی هریرہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ کیا تو نے رسول کریمؐ سے یہ فرماتے ہوئے کہ حسان کو میری طرف سے یہ دعا کہ اے اللہ اس کی تائید روح القدس کے ساتھ کر سنا ہے یا نہیں - تو ابی هریرہ نے کہا کہ ہاں میں نے سنا ہے - دیکھئے مولوی صاحب کہ جھوٹ نہ بولنے والے شاعروں کو رسول کریمؐ کیا اچھا جانتے تھے - اور ہمارا مقصود ان احادیث کے بیان سے ثابت ہے کہ شاعری … طرح تقویٰ میں نقص نہیں پیدا کرتی ؛

دوسرا جواب آپ کا آیت ماعلمناہ الشعر وماینبغی لہ سے یہ استدلال کرنا کہ کوئی منصب رسالت کے منافی ہے۔ غلط ہے اس لئے کہ اس آیت میں شعر کے معنے یہ نہیں۔ کہ ہی یا دل کو کوئی شعر خواہ ہدایت پر ہی مبنی ہو کہنا منع ہیں۔ بلکہ آیت میں جو ماعلمناہ الشعر کہا گیا ہے وہ ان شعروں کے لئے جو بڑے ہوتے ہیں۔ اور شیطانی مکائد ہے۔ جیسا کہ اکثر شعراء کا رویہ ہے اور خدا تعالےٰ نے سورہ شعراء میں ایسے شعراء کے لئے فرمایا ہے۔ ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیٰطین تنزل علیٰ کل افاک اثیم یلقون السمع واکثرھم کاذبون والشعراء یتبعھم الغاوون۔ الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون ما لا یفعلون الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت و ذکروا اللہ کثیراً۔

ترجمہ کیا میں تم کو خبر دوں کہ شیاطین کن پر اترتے ہیں۔ وہ ہر ایک جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں اور ایسی باتیں ان کے کانوں میں ڈالتے ہیں۔ جو کہ اکثر جھوٹی ہوتی ہیں۔ اور شعراء کی پیروی نادان لوگ کرتے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر ایک وادی میں سرگردان پھرتے ہیں۔ اور جو وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے۔ اور اللہ تعالےٰ کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ پس اس آیت میں ان شعراء کو برا کہا گیا ہے۔ کہ جنکے اشعار میں شیطانی باتوں کا ذکر ہوتا ہے۔ اور من گھڑت باتیں ہوتی ہیں۔ اور ایسے شعر کہنا واقعی نبی کی شان کے خلاف ہیں۔ اور ایسے اشعار کی ہی آیت ماعلمناہ الشعر وما ینبغی لہ میں نفی کی ہے۔ اور پھر ساتھ ہی فرمایا ہے۔ ان ھو الا ذکر و قراٰن مبین۔ کہ یہ خیالی باتیں نہیں۔ بلکہ یہ تو ذکر اور قرآن مبین ہے جس میں ہدایت کے چشمے بہ رہے ہیں۔ بھلا یہ خیالی باتیں ہو سکتی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود بھی فرماتے ہیں۔

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

کہ میرا اشعار کہنے سے مدعا یہی ہے کہ لوگ اسلام کو قبول کریں۔ اور صراط مستقیم پر گامزن ہوں۔ پس ایسے اشعار منصب رسالت کے منافی نہیں۔ اور پھر یہ بھی بات ہے کہ نبیوں کو جو کلام دیا جاتا ہے۔ اس کا مقابلہ دنیا کے کیڑے نہیں کر سکتے۔ اور ان کا کلام اپنے اندر ایک اعجازی رنگ رکھتا ہے اور اگر اس کے مقابلے میں دنیا کے تمام علماء و فضلاء جمع ہو جاویں۔ اور پورا زور خرچ کریں۔ تو ان کے کلام کی مثال نہیں لا سکتے۔

تیسرا جواب قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ویقولون ائنا لتارکوا اٰلھتنا لشاعر مجنون۔ بل جاء بالحق و صدق المرسلین۔ صٰفٰت ع۲

کہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے معبودوں کو اس شاعر مجنون کی وجہ سے چھوڑ دینگے۔ تو کافروں کا رسول کریم کو شاعر کہنا اسبات کی دلیل ہے۔ کہ شاعر کے معنے قرآن مجید میں من گھڑت اور خیالی باتیں بنانے والے کے ہیں۔ اس لئے کہ رسول کریم نے تو قصائد نہیں بنائے۔ کہ جن کی وجہ سے ان کو شاعر کہا جاتا پس معلوم ہوا۔ کہ شاعر کے معنے آیت میں شعر بنانے والا نہیں۔ بلکہ خیالی باتیں بنانے والا ہے۔ اور وہ باتیں کی باتیں مجنونوں کی سی ہوں۔ جیسے جس طرح مجانین بغیر سوچے سمجھے بات کہدیتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ اس کا کوئی نتیجہ بھی ہے۔ اسی طرح یہ بھی خیالی باتیں بنایا کرتا ہے۔ جن کا حقیقت میں کوئی نتیجہ نہیں تو ساتھ ہی اس کی تردید خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ خیالی باتیں نہیں بناتا۔ بلکہ وہ حق لے کر آیا ہے اور پختہ باتیں۔ کہ جن کا انکار کرنا کسی عقلمند کا کام نہیں۔ اور یہ تو پہلے مرسلین کی بھی صداقت کا موجب ہے۔ اور گذشتہ انبیاء کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا ہے۔

چوتھا جواب بھلا [illegible] شعر [illegible] کے [illegible] کس طرح پیش کر سکتے تھے۔ جبکہ وہ خود بڑے بڑے قصائد لکھتے تھے۔ اور جن میں عرب کے تو عرب تھے۔ وہ قومیں ان کو سبب فخر و عزت سمجھتی تھیں اور ان کے بڑے بڑے جلسے ہوتے تھے۔ جنہیں شعراء اپنے اپنے قصائد پڑھا کرتے تھے۔ اور جس کا قصیدہ اچھا نکلتا۔ اس کو انعام دیا جاتا تھا پھر وہ بھلا رسول کریم پر کس طرح اعتراض کر سکتے تھے۔ کہ یہ شاعر ہے۔ دوسرے معنی شعر کہنے کا رسول کریم کو کبھی نہیں سکتے تھے۔ اس لئے کہ رسول کریم نے نہ کوئی رباعی لکھی تھی اور نہ ہی کوئی قصیدہ۔ اور نہ ہی کوئی دیوان لکھا تھا لیکن پھر بھی ان کا شاعر کہنا اسبات پر دال ہے۔ کہ شاعر سے مراد خیالی باتیں بنانے والا ہے جیسا کہ آیات کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے۔ یہی آیت والشعراء یتبعھم الغاوون میں مراد ہے جیسا کہ عام شاعروں کا طریق ہے۔ کہ وہ خیالی تیر بلکہ بالکل جھوٹی ہوتی ہیں۔ کہتے ہیں۔ ایسے اشعار بے شک نبوت و رسالت کے منصب کے منافی ہیں لیکن اچھے شعر جن میں ہدایت ہو بمطابق قول رسول کریم وان من الشعر حکمۃ۔ نبوت و رسالت کے منصب کے منافی نہیں۔ پس مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ شعر کہنا چاہیے۔ نبی طرح کے ہوں۔ شان نبوت کے خلاف ہے۔ کم فہمی پر دلالت کرتا ہے اور عدم تفکر کا نتیجہ ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

جلال الدین از سیالکوٹ۔

احمدیہ ڈاکٹر کلارک جسکے لئے اخبار فاروق میں [illegible] لکھا جا چکا ہے۔ [illegible] احباب کو [illegible] باقی ہے کہ [illegible] کے لئے [illegible] انشاء اللہ [illegible]

منیجر فاروق

حضور لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کا پیغام

گذشتہ چار سال کا ہنگامہ عظیم ملک معظم اور ان کے اتحادیوں کی کامل فتح کے ساتھ اب ختم ہو گیا ہے۔ ہمارے دشمن یکے بعد دیگرے ہتھیار ڈال کر صلح کے ملتجی ہوئے۔ آخر کار ہمیں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ میں اخبار "حق" کے ذریعہ ایثار اور وفاداری کے اس غیر متزلزل جذبہ کا جو دوران جنگ میں فکر و اندیشہ کے باوجود پنجاب نے ظاہر کیا ہے اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔

ابتدائے جنگ سے پنجاب نے اب تک قریباً چار لاکھ فرزند میدان جنگ میں شہنشاہ معظم پر قربان ہونے کے لئے بھیجے ہیں۔

فرانس اور بلجیم۔ افریقہ اور ایران اور سب سے زیادہ مصر اور فلسطین شام اور عراق عرب میں ان بہادروں نے اپنے صوبہ کے روایات تفاخر کو برقرار رکھا۔ ہندوستان کی سرحدوں کی کامیابی سے حفاظت کی اور جنگ کو فاتحانہ اختتام تک پہنچانے میں اشرف ترین حصہ لیا ہے۔ پنجاب ہمیشہ ان جانباز بہادروں کی یاد تازہ رکھیگا۔ جنہوں نے میدان جنگ میں لڑتے ہوئے جان دی۔ اور جنگ سے واپس آنے والوں کا تہ دل سے خیر مقدم کریگا۔ اور ساتھ ہی ان کو بھی فراموش نہیں کریگا۔ جنہوں نے گو خطرات جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ تاہم صوبہ میں امن و امان برقرار رکھنے اور میدان جنگ میں افواج کی تعداد کو قائم رکھنے میں اور مصیبت زدوں کی اعانت میں امداد دی ہے۔

یہ امر موجب فخر ہے کہ پنجاب نے میرے [illegible] کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کیا ہے۔ اور میں صوبہ کے حاکم ہونے کی حیثیت سے ان سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے پنجاب کے شاندار منفرد رتبہ کو سرزمین ہندوستان اور سلطنت برطانیہ میں برقرار رکھا۔

ایم۔ الیف۔ اوڈوائر

ٹرکی کے غدار کارکن

خدا کے مامور و مرسل مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے ۲۴۔ مئی ۱۸۹۷ء کو یہ عبارت شائع فرمائی۔
"سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں اور میں کشفی طریق سے اسکے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا۔ اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔"
اس عبارت کے آخری فقرے کی موجودہ واقعات تصدیق کر رہے ہیں۔ تفصیل کی حاجت نہیں اسی اشتہار میں حضور نے خدا سے علم پاکر یہ بھی لکھا تھا "کیا ممکن نہ تھا۔ کہ جو کچھ میں نے رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا۔ وہ دراصل صحیح ہو۔ اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں۔ جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنے والے ہوں" اس پیشگوئی کی تصدیق کئی واقعات نے کی۔ مگر اس وقت یہ بھی کہا گیا تھا کہ یہ پرانے کارکن پہلے بھی ایسے ہی سمجھے جاتے تھے۔ لیکن ہمارے دوست اب اس حقیقت الامر کی نسبت کیا کہیں گے۔ جو رائٹر کی مندرجہ ذیل تار کے ذریعہ ظاہر ہوئی ہے۔
"لنڈن ۳ نومبر۔ اطلاع ملی ہے کہ انور پاشا طلعت پاشا۔ جمال پاشا اور ناظم بے فرار ہو گئے ہیں۔ ان پر سرکاری بدعہدی کی ضمن اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا ہے؟"
کیا یہ وہی انور پاشا اور طلعت پاشا نہیں۔ جن کی مدحت سرائیوں میں ظفر علی خاں۔ حسرت موہانی کی طرف سے زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے تھے۔ میرے بھائیو۔ خداوند عالم کی دی ہوئی اطلاع غلط نہیں ہو سکتی واقعی اسکے ارکان کی حالت اچھی نہیں۔ اسی لئے برا انجام ہوا۔ (اکمل)

ایک احمدی ماسٹر پر الزام

ملود ضلع جالندھر کے احمدی ماسٹر پر ہمارے آریہ دوستوں نے یہ الزام لگایا ہے کہ نمستے سے منع کرتے ہیں۔ اور سکول میں درثمین و نظم اکمل سنتے رہتے ہیں جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہاں ماسٹر محمد علی صاحب ہیں۔ پرکاش نے محمد دین نام لکھا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ شکایات بے بنیاد اور محض [illegible] کر دی گئی ہے۔ کچھ مہینے گذرے ہمیں یہ خبر ملی تھی۔ کہ کچھ لوگ ان سے محض اس لئے پرخاش رکھتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور جھوٹا مقدمہ بنانے سے بھی نہیں ٹلتے۔ یہ الزام بھی اسی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے ورنہ [illegible] محمد علی اپنے فرائض سے خوب آگاہ ہے۔ اور اس کا دامن مذہبی تعصب سے سکول کے معاملات میں بالکل پاک ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ آریہ اخبار اس قسم کی چھیڑ خانیوں سے رک جائیں گے ورنہ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں۔

جدید لفٹنٹ گورنر پنجاب

اب طے ہو گیا ہے کہ سر ایڈورڈ میکلاگن کے۔ سی۔ آئی۔ ای بجائے سر مائیکل اوڈوائر کے لفٹنٹ گورنر پنجاب ہونگے۔
(ہمدم ۱۸ نومبر)

قیصر جرمنی

جرمنی سے بھاگ کر بوسٹرم (ہالینڈ) میں ہے۔ جہاں قیصر اور شاہزادہ ولیعہد کی بیویاں اور دیگر شاہزادیاں مع اپنے صاحبزادوں کے حفاظت سے ہیں۔ ولیعہد جرمن کے قتل کی افواہ غلط نکلی۔

جنگی بخار (وبائی نزلہ) کا علاج

اس مرض میں تشخیص و تجربہ روزانہ کیا ہے وہ یہی رائے [illegible] یا ہے۔ کہ اس میں زہریلا مادہ پلیگ کا ہی ہے کیونکہ [illegible] یک میں بھی تپ محرقہ ہوتا ہے۔ اور اس میں بھی محرقہ بخار ہے۔ پلیگ میں بھی غنودگی و ہذیان وغیرہ علامات ہوتی [illegible] وتی ہیں۔ اور اس میں بھی ہیں۔ پلیگ میں بھی نمونیا ہو جاتا ہے۔ اور اس میں بھی پلیگ میں کانوں کے نیچے رم ہوکر گلٹیاں نمودار ہوتی ہیں۔ تو اس میں شاہ رگ [illegible] کے اردگرد ہیں پلیگ ہی سمجھو۔ اگرچہ ڈاکٹروں نے [illegible] س کا نام وار فیور رکھا ہے کہ جنگ کی طرف سے آیا [illegible] مگر اصل میں سندی کہلانے محرقہ پلیگ فیور ہے۔

نسخہ - برگ درخت نیم - دھمایہ - منڈی دو دو تولہ [illegible] ۳ تولہ - گلو - گلو خشک ۲-۳ تولہ - گل غافث ایک تولہ - کوڑ کھلی ۳ تولہ - پوست بیخ بانسہ و برگ بانسہ نو تولہ - گاؤزبان ۱۲ تولہ - کاسنی ۳ تولہ - بیخ کاسنی ۵ تولہ سب کو کوٹ کر پانچ سیر آب چاہ میں بھگو کر اس کا عرق قرنبیق سے کشید کیا جائے - جو چار بوتل نکلیگا پس بیماران وار فیور کو جب پیاس لگے بجائے پانی کے یہی عرق پلایا جائے۔ انشاء اللہ دوسرے ہی روز پسینہ آکر بخار رفع ہو جائے گا - دو روز بعد رفع بخار بھی پلایا جائے - تو بخار ہرگز عود نہ کرے گا - اور جس بیمار کو زیادہ قبض ہو تو دو روز یا تین روز یہ عرق پلاکر بعد میں یہ نسخہ پلایا جائے تاکہ تلیین ہوکر مادہ ردی کا استفراغ ہو جائے۔

بلیلہ زرد جو تول پانی میں بھگو رکھی ہوں [illegible] عدد - منقیٰ [illegible] - مغز بادام ۸ عدد - گل سرخ صاف کردہ [illegible] تولہ - [illegible] ۳ تولہ - آلو بخارہ پانچ دانہ - گل قند [illegible] پانچ تولہ۔

[illegible] سب کو گھوٹ کر سردی پانی [illegible]

تلیین اچھے ہوگی - بعد میں پھر وہی عرق پلایا جائے بفضل خدا شفا ہوگی - پھر بخار عود نہ کرے گا بس اس اکسیر عرق کا مقابلہ نہ تو کونین کر سکتی ہے اور نہ انٹی فیورین - نہ کیلومل وغیرہ اس موذی مرض پر - اس عرق کا سمجھنا آبحیات سے کم نہیں ہے - تجربہ کرکے آزمالو - ہر ایک عطار اور ہر ایک طبیب اس اکسیر ایزدی کا ضرور استعمال کرکے خلق خدا کو اس حادثہ جانکاہ سے نجات دلواکر اجر عظیم کا مستحق اپنے آپ کو بنائے۔

اس موذی بخار میں ظاہر حال ریزش زکام معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس میں ترش اشیاء کا استعمال مضر ہوتا ہے - مگر تجربے نے ثابت کر دیا کہ اس بخار میں صفرا پیدا ہوتا - اور کھانسی بھی حدت صفرا کے باعث ہی ہوتی ہے - اس میں سوائے مرض نمونیا کے باقی سب اقسام کے بیماروں کو املی ۳ تولہ - آلو بخارا دس تولہ بھگوکر مل چھان کر اس میں سکنجبین ۵ تولہ سادہ سرکہ جدید سے تیز کرکے پلایا گیا - تو نہ وہ کھانسی رہی - اور نہ ہی ریزش زکام رہا۔ جس بیمار کو اس نقوع کے استعمال سے کھانسی زیادہ ہو - تو اس کو اسبغول - بہیدانہ ایک ایک تولہ بھگو کر لعاب لیکر اس میں چھلکا اسبغول - عوب کلاں تین تین ماشہ ملاکر شربت بنفشہ و شربت شفا سے میٹھا کرکے پلایا جائے - تو فوراً بفضل ایزد شفا ہو جاتی ہے اور بعض بیماران کو حسب ذیل سفوف سے بہت فائدہ پہنچا ہے۔

طباشیر کبودی - مغز کنول - تخم خرفہ - تخم کاسنی ایک ایک تولہ - مغز خیارین ۲ تولہ - الائچیاں ۶ ماشہ - صدر چینی عقربی ایک تولہ - مغز کدو ۳ ماشہ - ست گلو ۴ ماشہ - مصری کوزہ ۳ تولہ کوٹ کر سفوف بناکر خوراک ۳ ماشہ ہمراہ شربت نیلوفر - شربت صندل و بزوری دو دو تولہ مع عرق کیوڑہ و بید مشک و گاؤزبان ایک ایک تولہ جو بیماران اسہال اور بخار میں مبتلا ہوں - ان کو یہ تجویز مفید ہوئی ہے۔

(۱) مریض کو کھلی ہوا اور روشنی میں اور خوب گرم کپڑوں میں لپیٹے ہوئے رکھو - صرف ناک کھلی رہے - اور [illegible]

چھوڑ دو - یا نہایت ہوادار صاف اور [illegible] میں رکھو - مریض کا کمرہ روزمرہ بدلتے رہو - [illegible] ڈس انفکٹ کرتے رہو رات کے بستر اور کپڑوں کو روزمرہ دھوپ دیتے رہو۔

(ب) تیمارداروں کو سمجھا دو - کہ وہ مریض کو کامل جسمانی اور دماغی آرام سے لیٹے رہنے دیں - ہوا کے جھونکے سے حفاظت میں رکھیں - کسی طرح انکو دق نہ کریں - اور نہ ضرورت اس کو ہلنے دیں۔

(ج) ہر تین یا چار گھنٹے کے بعد اس کو گرم گرم دودھ (یا چائے یا کافی یا کوکو یا کیوڑا ملا ہوا) یا یخنی یا سبزی یا مٹر یا دال یا جو کا پانی یا رقیق اشیاء وغیرہ مریض کی مرضی کے مطابق دیتے رہیں - سادہ پانی یا سوڈا واٹر حسب خواہش مریض گرم غذا سے آدھ آدھ گھنٹہ بعد دے سکتے ہیں - اجوائن - گلو - جیٹھی [illegible] چھ چھ ماشہ لیکر سیر پختہ پانی میں بھگو دیں - اور چند گھنٹہ کے بعد پندرہ منٹ جوش دے کر چھان لیں - اس جوشاندہ میں سے دو دو چھٹانک ہر غذا سے پیشتر پلاتے رہیں - عموماً اسی قدر علاج کافی ہے اور کافی عوام الناس کو ہر شہر اور گاؤں میں میسر آ سکتا ہے سخت پیچیدہ اور نازک حالتوں میں کسی قابل ڈاکٹر کا مشورہ لینا چاہیئے۔

۳ - فلسفہ علاج :- چونکہ مرض انفلوئنزا کے ساتھ ضعف انتہا درجہ کا شروع سے ہی ہو جاتا ہے اسلئے جہاں تک ممکن ہو سکے - کوئی مضعف اور مضر دوا نہ دیں - گرم غذائیں اور پانی با فراغت حسب تفصیل بالا اس مطلب کے واسطے کافی ہیں [illegible] مہلک عوارض سے [illegible] بدی [illegible] جو مکانات بند ہوا - کسی غذا یا پانی سے پیدا ہوتے ہیں - یہ خوب یاد رکھو کہ جسم کی زندگی اور اسکے تمام اعضاء کے افعال کا دارومدار پانی کی کافی مقدار پہنچتے رہنے پر ہے - [illegible] پانی [illegible] پینا [illegible] کے راستہ خارج ہوتا ہے - ایک سیر [illegible] کے راستہ - اور ایک سیر پانی دوسرے [illegible] [illegible]

[illegible] صورت ہو جسم کے اندر نہ پہنچے۔ تو تمام اعضا سست پڑ جائینگے۔ اور تمام افعال جسمانی ناقص یا بند ہو جائینگے۔ مثلاً ہاضمہ۔ اسہال۔ پسینہ۔ پیشاب اور اجابت وغیرہ سب خشک رہیگا۔ بلغم خارج ہونا مشکل ہو جائیگا۔ غذا کم ہو گی۔ اور نہ درد اثر کریگی۔ پس اس مرض میں پانی کا بند کر دینا یا اس کی مقدار نہایت قلیل کر دینا جیسا کہ عطائی لوگ عام طور سے کرتے ہیں۔ سخت نادانی اور بد علاجی ہے۔

بقیہ دار الامان کی خبریں

چار سو روپیہ جو حضرت مسیح موعود ... نے امداد بیماراں ... دئے تھے۔ ان کو خرچ کرنے کے لئے ایک وفد علاقہ ... کی جانب بھیجا گیا ہے۔ جنہیں یونانی و ڈاکٹری معالج اور تیمار دار ہیں۔ دوائیاں ساتھ دی گئی ہیں اور مناسب ہدایات۔ کہ کسی سے کوئی نذرانہ قبول نہ کریں حتیٰ کہ کسی کے گھر سے کھانا بھی نہ کھائیں اور ... سب بیماروں کا علاج اور ان کی مدد کریں۔

... مولانا محمد سرور شاہ صاحب مسجد مبارک میں نماز پنجگانہ اور مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ پڑھاتے ہیں۔ مولانا نے ... کہ ایک ... ظہر کی نماز ... عصر کی نماز ... ہو جایا کرے یہ پابندی وقت ... تمام جماعت کے لئے ... حضرت ... اپنے ... اور ڈاکٹروں کے ... مسجد مبارک میں بامامت حافظ روشن علی صاحب نماز ... اور ... ہیں۔

قادیان میں گورنمنٹ برطانیہ کی فتح کی خوشی منائی گئی۔ اور ... مکانوں میں تحصیل ... رات ... کے ساتھ ... اکثر اشیاء کے نرخ میں نمایاں ... سب ... غلہ کے ... اور ... خوشی سے پھولے نہیں ...

[illegible] مبارک ... [illegible]

یہ دُعا مسیح موعود مستجاب الدعوات کی ہے پھر کامیابی
کامرانی کیوں حاصل نہ ہو ؏
یارب رہے سلامت فرمانروا ہمارا

نظم

حافظ سلیم احمد اٹاوی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

کسی کی جور رستے یاد آرہی ہے
اداسی طبیعت پہ کیا چھا رہی ہے
مزا آرہا ہے بہار آرہی ہے
طبیعت عجب رنگ دکھلا رہی ہے
ہوا درس قرآن سرور کا جاری
تمنائے دل اپنی بر آرہی ہے
جو بیزار دنیا سے دل ہو رہا ہے
طبیعت بھی جینے سے اکتا رہی ہے
سرے پر صدی کے ہے آنا مجدد
حدیث نبیؐ صاف بتلا رہی ہے
صدی نصف گذری مجدد نہ آیا
یہ قول نبیؐ قوم جھٹلا رہی ہے
بہت ہی بُرا حال ہے مسلموں کا
کہ مسجد جہاں میں نا ٹکرا رہی ہے
نہ دیں کی خبر ہے نہ دنیا کی ان کو
بہار ان کی مونچھوں پہ بس آرہی ہے
نہ خوف خدا ہے نہ محشر کا کھٹکا
خزاں ان کی داڑھی پہ کیا چھا رہی ہے
چلی غیب سے کچھ ہوا ایسی حافظ
کہ دل کی کلی سخت مرجھا رہی ہے

چھپ گیا [illegible] قیمت [illegible]

ایک نادر تحفہ
مسیح موعود کا پیغام اپنی تمام جماعت کے نام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے قریباً پینتیس چھتیس سال پیشتر ایک تبلیغی اشتہار شائع فرمایا تھا۔ جس کا نام "اشتہار بغرض تبلیغ و انذار" ہے اس اشتہار میں حضور علیہ السلام نے ان بدعات و رسومات خلاف اسلام سے تمام زن و مرد کو ڈرایا تھا۔ جو کہ عام طور پر شادی بیاہ و فوت کے موقع پر مسلمانوں میں رائج ہیں اور ابتک ہیں حضور ممدوح نے اس اشتہار کی پیشانی پر یہ ہدایت تحریر فرمائی ہے کہ

"جس شخص کے پاس یہ اشتہار پہنچے اسپر یہ فرض ہے کہ گھر میں جاکر اپنے کنبے کی عورتوں کو تمام مضمون اس اشتہار کا اچھی طرح سمجھا کر سنا دے اور ذہن نشین کردے۔ اور جو عورت خواندہ ہو۔ اسپر بھی لازم ہے کہ ایسا ہی کرے"

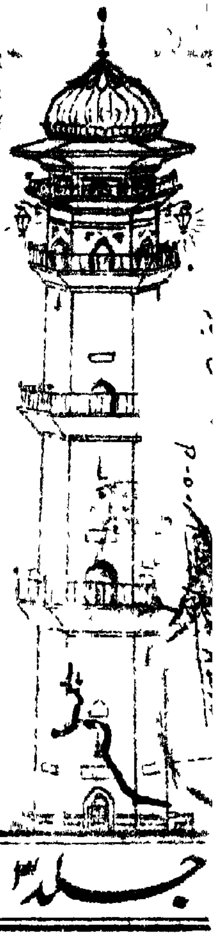
چونکہ حضرت جری اللہ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ اس اشتہار کو گھر گھر پہنچا دیا جاوے اور تمام گھروں میں اس تبلیغ کو سنا ذہن نشین کرا دیا جائے۔ بنا بریں ہم نے اس کو علیحدہ خوبصورت جیبی سائز عمدہ رنگدار کاغذ پر طبع کرایا تاکہ تمام احمدی خواندہ ناخواندہ زن و مرد کو اپنے آقا اور مرشد مسیح موعودؑ کی وہ تبلیغ جسکو عورتوں اور مردوں میں کثرت سے پہنچانا چاہئے تھا۔ پہنچ جائے۔ اور اسکے ساتھ ہی حضور علیہ السلام کا وہ اشتہار جس کو آج بیس سال ہوئے ہیں۔ آپنے جماعت کے لڑکے لڑکیوں کی شادی کے متعلق تجویز فرما کر شائع فرمایا تھا شامل کردیا ہے۔ جس کا نام "اپنی جماعت کے لئے ضروری اشتہار" ہے۔ اس خوبصورت خوشنما ٹریکٹ کا نام "حضرت مسیح موعود کا پیغام اپنی تمام جماعت کے نام" رکھا ہے۔ ... قیمت ... صرف ... رکھی ہے ... خرید کر ... اسلام ... احمدی احباب کثرت سے اس کو منگا کر ... مفت تقسیم کرکے ثواب عظیم حاصل کریں۔ جو صاحب ایک نسخہ منگانا چاہیں وہ ۲ پیسہ کے ٹکٹ بھیجیں اور اس سے زیادہ ...

[illegible]

رجسٹرڈ نمبر [illegible]

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان سے شائع ہوتا ہے



فاروق

ایڈیٹر و مہتمم ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ۔ مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۱۸ء | نمبر [illegible]

دارالامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ جمعہ بھی حضور نے بوجہ ضعف مسجد اقصیٰ میں خود ہی پڑھایا۔ اور لوگوں کو آنے والے عذابوں سے ڈرایا۔ اور اصلاح و توبہ کی طرف متوجہ فرمایا

۲۔ مورخہ ۷ دسمبر کے علاوہ ۲۸ نومبر کو بھی کھیلیں ہوتی رہیں۔ اور ۲۹ نومبر بروز جمعہ بعد عصر انعامات تقسیم ہوئے۔ ۲۷ نومبر شام کو چراغاں کا نظارہ خوب تھا۔ جو جشن فتح گورنمنٹ کی خوشی میں کیا گیا۔ آتشبازی بھی چھوڑی گئی۔

۳۔ جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل بغرض [illegible] وطن الوف گولیکی ضلع گجرات تشریف لے گئے ہیں

مناجات درگاہ باری

دعا میری سن لے خداوند عالی
نرالا ہے تو شان تیری نرالی
مجھے دین و دنیا میں تو سرخرو رکھ
ہر ایک جگہ ہر وقت ہو میرا والی
نہ دنیا کے دھندوں میں ہرگز پھنسو میں
ہر اک رنج و غم سے ہو دل میرا خالی
مبلغ بنا دین احمد کا ہم کو
اے خالق اے مالک خداوند عالی
اگر قادیاں میں ہو مسکن ہمارا
تو سمجھو مراد دلی ہم نے پالی
نہ پیچھے کریں ہم [illegible]

کہ ہے ہم غریبوں کا اللہ والی
ہمیں پوچھتے کیا ہو اے اہل دنیا
نہ ہم ہیں جمالی نہ ہم ہیں جلالی
نہ ہم مغربی ہیں نہ ہم مشرقی ہیں
نہ ہیں ہم جنوبی نہ ہیں ہم شمالی
مسافر ہیں مہماں ہیں چند روزہ
چلے جائیں گے کر کے دنیا کو خالی
بفضل خدا ہم فقط احمدی ہیں
نہ ہم ہیں وہابی نہ ہم ہیں کمالی
سنائیں وہ خیر اپنے ایمان کی [illegible]
ہمیں کہتے رہتے ہیں ہر دم جو گالی
الٰہی سزا دے [illegible]
[illegible]
[illegible]

نقاب اس نے چہرے سے جو دم ہٹالی
کرم کر الٰہی تو بندوں پہ اپنے
کہ اس باغ عالم کا ہے تو ہی مالی
ہر اک پھول مرجھا رہا ہے جو اس کا
تو خشک ہو رہی ہر اک اس کی ڈالی
نہیں مانگتے کچھ کسی سے لے داعظ
ہر اک بات میں ہیں خدا سے سوالی

(عبد الاحد داتوی مدرسہ احمدیہ قادیان)

نظم تہنیت جشن فتح

(از برادرم منظور احمد صاحب بھیروی بی اے ایل ایل بی لیڈر بیالہ)

تو کہاں ہے ساقی میرے یار جانی
میکدے کے ساغر میں بھی کچھ نہاں گلابی پانی
وہ مئے تند پلا دے کہ سرور آجائے
آج اس جلسہ میں ہو جائے قصیدہ خوانی
ایسے اشعار پڑھوں میں کہ بہار آجائے
میرے الفاظ بنیں نقش و نگار یہ مانی
ساتھی داں اور جو بھیرہ میں گئی بھسں مانگی
مل گئیں مجھ کو مرادیں تو رہی من مانی
غرق در عرق ندامت ہوا دشمن دیکھو
خوب اس گریۂ پرجوش سے کی طغیانی
عاصی و عبدی و آزاد و تمیم و شیدا
دیکھتے آگے میرے خامہ کی اب جولانی
آؤ کہیں طور رسا بر سر مطلب جلدی
وقت کوتہ ہے مگر قصہ ترا طولانی
شکر صد شکر کہ مولا نے دکھایا یہ دن
[illegible] فتح ہوئی برطانی
[illegible] کی دعائیں جانیں
[illegible] کا خلیفۂ ثانی
[illegible] تیرہ برس [illegible]
[illegible] مانی

کیوں نہ ہو جھنڈے مرے تجھ پہ خدا کی رحمت
اس کی قدرت ترے جلوے سے گئی پہچانی
نور وہ ہے نور کہ تاریکیاں سب دور ہوئیں
تیرے پرتو کی چمک ہو نہیں سکتی فانی
تیری خاطر سے خدا ہند میں لایا ان کو
کوئی جن کا نہ ہوا اور نہ ہو گا ثانی
جن کے دوران حکومت میں پھر آیا عیسیٰ
کس قدر ان پہ ہوا فضل و کرم یزدانی
جب ادھر امن پسندوں کی حکومت آئی
آگیا دیسا مسیحا بھی ادھر روحانی
الغرض ہند پہ جب امن کا موسم آیا
ہر طرح رحمت باری کی ہوئی ارزانی
مژدہ اے ہند مجھے تیرے نصیبے کی قسم
تجھ کو ہر طرح سے امداد ملی ربانی
حاکم وقت اگر تجھ کو ملا تو ایسا
جو کہ ہر بات میں رکھتا نہیں اپنا ثانی
دیکھ پھر تجھ میں نبی آیا تو ایسا آیا
سایۂ ظل الٰہی ۔ خستم سلطانی
جس نے ہر ایک اندھیرے سے نکالا تجھ کو
جسکے پرتو نے کیا آکے تجھے نورانی
دین و دنیا کے ملے دو تو تجھے وہ حاکم
ہو گیا انڈیا تو جلوہ گہ سبحانی
یہ ہے احسان خدا کا جو ہوا ہے تجھ پر
ورنہ تھی ایسی کہاں تو نے یہ عزت پانی
یہ سے عیسیٰ نے تو اندر کے مخالف نہ رہے
اور سپردیوں کو کافی ہیں یہ برطانی
ہاں تو جس شخص نے آنا تھا وہ آیا لیکن
ہائے نادانوں نے کچھ قدر نہ اس کی جانی
دکھ پہ دکھ اس کو دیئے اور ستایا اس کو
عقل کے اندھوں نے کی کتنی بڑی نادانی
چاہیئے تھا انہیں وہ شکر خدا کا کرتے
لیکن افسوس کہ نادانوں نے ادھم ٹھانی
کوئی اتنا تو بتا دیوے خدا را مجھ کو
اپنے محسن سے کوئی کرتا ہے بدنامی

کون سمجھائے او نہیں ہائے خدا سمجھائے
ہے اسی غم میں مجھے آٹھ پہر حیرانی
ان کے سمجھانے کو طاعون بھی آیا لیکن
جنگ نے راز تو پھر کھول دئے پنہانی
انفلوئینزا پھر آیا کہ الٰہی توبہ
کر دیا جس نے ہر اک جگہ بہار پانی
پر ابھی تک تو نہیں سمجھے ہوا کیا ان کو
قحط کا ذکر نہیں وہ بھی تو ہے لاثانی
اور کہا کہ یہ ابھی دیکھیں گے مولا جانے
سنتے ہیں ایک وبا اور ابھی ہے آنی
مان جائیں گے میرے مہدی کا آخر وہ
کب تک دیکھئے کرتے ہیں یہ روگردانی
کس طرح جوش سے نکلا تھا لڑائی کے لئے
اور کرتا رہا کیا کیا وہ ستم کا بانی
دیکھ لو آج کہ انجام ہوا کیا اس کا
شاہ انگلینڈ کو امداد ملی ربانی
فتح کا سہرا مرے آقا نے آخر باندھا
جس کا مارا ہوا میدان میں مانگے پانی
قیصر و قیصرہ اب پھرتے ہیں مارے مارے
وہ نہ سلطان رہا اور نہ وہ سلطانی
ہاں اے شہ ہند مبارک ہو مبارک تجھ کو
تیرے دشمن کو کیا میرے خدا نے فانی
مجھ سے پوچھے جو کوئی میں تو ہزاروں میں کہوں
آج ولیم سے تو بہتر ہیں تیرے زندانی
آج شاہان جہاں شاہ معظم میرے
تجھ کو آنکھوں پہ رکھیں کیوں نہ بصد آسانی
اللہ اللہ یہ شوکت یہ تجمل یہ وقار
آج اک تو ہی تو ہے آپ ہی اپنا ثانی
تیری حکمت کو تدبر کو کوئی کیا جانے
عقل ہیبت سے تو دشمن کی ہوئی دیوانی
تجھ سے فیض زمانے کو ہے مینا و سخن
تیرے احسانوں سے ہر ایک جھکی پیشانی
بس دعا کر کے اب ختم سخن کرتے ہیں
ختم منظور کرو قصیدہ خوانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
فاروق
قادیان دارالامان

یدفن معی فی قبری کے صحیح معنی کیا ہیں؟

میر ابراہیم صاحب سیالکوٹی مخالف سلسلہ احمدیہ سے مولانا [illegible] ابراہیم صاحب بقاپوری (مبلغ ترقی اسلام قادیان) [illegible] مباحثہ ہوا۔ اس [illegible] کی نسبت جناب سید [illegible] نظام الدین صاحب سکرٹری اور جناب چودہری نصر اللہ خان صاحب [illegible] حسب ذیل تحریر [illegible] قادیان دارالامان میں آئی ہیں۔

[illegible] چودہری نصر اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ جلسہ انجمن احمدیہ [illegible] سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہوگئے۔ لوگ بیان کرتے [illegible] غیر طرفدار سامعین یعنے خاص خاص مسلمان [illegible] سامعین کی رائے تھی۔ کہ احمدی مولوی کا طریق [illegible] واستدلال درست تہا۔ جیسا منشاء جماعت کا [illegible] ہوا۔ ہمارے دلائل قرآنی کا مولوی ابراہیم [illegible] نے قرآن حدیث سے کافی جواب نہیں دیا اور [illegible] محمدی بیگم والی پیشگوئی اور ثناء اللہ والی دعا [illegible] پر اعتراض کیا۔ یہ سمجھ کر کہ لوگ اس کو دلچسپی [illegible] لیکن ان کی اصلیت پر مولوی محمد ابراہیم بقاپوری نے پوری روشنی ڈالی۔

[illegible] پریذیڈنٹ تہا [illegible]

[illegible] نظام الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ

[illegible] مولوی صاحب بقاپوری نے وفات مسیح [illegible] ایک گھنٹہ بحث کے لئے تھا [illegible]

دس دس منٹ میں تقسیم کر کے مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے بحث ہوتی رہی۔ بعد دوپہر دو بجے پھر اجلاس منعقد ہوا۔ ایک گھنٹہ حسب دستور لکچر کے بعد بحث شروع ہوئی۔ دلائل پیش کردہ مولوی صاحب بقاپوری کو مولوی ابراہیم سیالکوٹی بالکل توڑ نہ سکا۔ بلکہ درخواست کی کہ بجائے دس منٹ کے مجھے ۳۰ منٹ دئے جاویں تو قرآنی آیات پیش کردہ کا جواب دے سکونگا۔ جو درخواست منظور ہوئی۔ مگر پھر بھی مولوی صاحب سے کچھ نہ بن پڑا۔ پھر ۱۸ تاریخ کو صداقت مسیح موعود پر لیکچر کے بعد دو گھنٹہ حسب قرارداد مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری و ابراہیم سیالکوٹی کے درمیان بحث ہوئی۔ حسب معمول پرانے اعتراضات مولوی ثناء اللہ کی زندگی اور محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق تھے۔ ہمارے مولوی صاحب نے نہایت مدلل اور دندان شکن جواب دئے۔ اور ثناء اللہ کی زندگی کا مسئلہ ایسی صفائی سے طے ہوا کہ سامعین نہایت خوش ہوئے تعداد حاضرین کی بہت کثیر تھی۔ اور اطمینان وسکون سے سنا۔

نظام الدین سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔

پبلک رائوں کے اظہار کے بعد ہم مولانا بقاپوری کا ایک مضمون درج کرتے جو اسی مباحثہ کی مفصل روئداد کا ایک حصہ ہے۔ (ایڈیٹر)

یدفن معی فی قبری کے صحیح معنے

ایہا الاحباب آپ لوگ پڑھ چکے ہونگے۔ کہ ۱۷-۱۸ ماہ نومبر ۱۹۱۹ء کو میرا اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی کا مباحثہ وفات مسیح ناصری اور صداقت مسیح موعود پر شہر سیالکوٹ کبوترانوالی مسجد میں تھا۔ اس مباحثہ کی روئداد میں سے بیان صرف یہ بتلانا منظور ہے۔ کہ مسئلہ وفات مسیح ناصری کی تردید میں یا بالفاظ دیگر قرآنی آیات کی تردید میں جو دلیل مولوی ابراہیم سیالکوٹی پیش کیا کرتے تھے۔ اور اس دفعہ بھی پیش کی تھی۔ وہ حدیث ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ یدفن معی فی [illegible]

قبری فاقوم انا وابن مریم من قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔ ترجمہ۔ پس ابن مریم میرے ساتھ میری قبر میں مدفون ہونگے۔ پس میں (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) اور مسیح موعود ایک ہی قبر میں سے اٹھینگے۔ اور ابوبکر وعمر ہمارے دائیں بائیں سے اٹھینگے"

اس حدیث کا جو جواب خاکسار نے مباحثہ میں دیا تہا وہ یہاں بیان کرنا مقصود ہے۔

جب مولوی ابراہیم سیالکوٹی حدیث کا ترجمہ غلط بیان کر کے بیٹھ گئے۔ تو میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ مولوی صاحب اس حدیث کے ضعف اور سقم کو دیکھ کر اور بجائے قبر کے مقبرہ لے کر پھر بھی آپ وفات مسیح ثابت نہیں کرسکے۔ اسلئے کہ اگر اس قبر سے مراد یہ ظاہری قبر ہے اور معیت سے جسمانی معیت۔ تو پھر چاہیئے تھا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسیح موعود بھی دفن کئے جاتے۔ وہذا خلاف النقل۔

اور اگر وہ توفنا مع الابرار کی طرح معیت روحانی ہے۔ تو پھر یہ کہنا کہ مقبرہ میں ایک قبر کی جگہ جو باقی ہے۔ وہ مسیح موعود کے لئے تھی۔ کیوں حضرت مرزا صاحب وہاں مدفون نہیں ہوئے۔ ماحاصل ہے نیز خالی جگہ ہونے سے یہ کسطرح ثابت ہوگیا کہ یہ جگہ مسیح موعود کے لئے ہی چھوڑی گئی ہے۔

میں کہتا ہوں۔ قبر سے مقبرہ مراد لیکر پھر بھی آپ کے معنے صحیح نہیں رہتے۔ کیونکہ الفاظ حدیث یہ ہیں:۔ فاقوم انا وابن مریم من قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔ یعنے میں (محمدؐ) اور مسیح موعود ایک ہی قبر سے اٹھینگے۔ اور ہمارے قبر کے دائیں بائیں سے اپنی اپنی قبروں سے ابوبکر اور عمر اٹھینگے۔

دیکھئے مولوی صاحب اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مراد قبر سے مقبرہ ہوتی۔ تو الفاظ حدیث کے یوں ہوتے فاقوم انا وابن مریم وابوبکر وعمر من قبر واحد۔ یعنے چاروں ایک ہی قبر (مقبرہ) سے اٹھینگے۔

میں کہتا ہوں۔ آپ لوگوں کے معنے [illegible] مسیح بخاری کی حدیث مخالف [illegible]

[…] عائشہ پر اعتراض آتا ہے کہ برخلاف منشأ
[…] نبوی ارادہ اور منصوبے بناتے رہے ہیں
[…] حدیث میں آتا ہے ۔
[…] عبداللہ اذھب الی ام المؤمنین عائشہ
[…] یقرأ عمر بن الخطاب علیک السلام ثم سلہا
[…] ادفن مع صاحبی قالت کنت اریدہ لنفسی
[…] الیوم علی نفسی الخ (بخاری باب قبر النبی
[…]) یعنے حضرت عمر نے بوقت وفات اپنے بیٹے
[…] سے کہا کہ جاؤ ام المومنین عائشہ رض سے سوال
[…] اور میرا سلام کہکر پوچھو کہ عمر کی یہ خواہش ہے کہ
[…] اپنے دونوں دوستوں یعنے نبی کریم صلی اللہ
[…] وسلم و ابوبکر رض کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت
[…] جب عبداللہ حضرت عائشہ کے پاس آئے ۔ تو
[…] نے جواب دیا کہ اس جگہ میں نے اپنے دفن ہونے
[…] کا ارادہ کیا ہوا تھا ۔ مگر آج میں اپنے نفس پر
[…] عمر کو ترجیح دیکر ان کو دفن ہونے کی اجازت
[…] ہوں ۔ جب حضرت ابن عمر نے واپس آکر اجازت
[…] کی خبر سنائی ۔ تو پھر بھی حضرت عمر نے یہ فرمایا کہ
[…] تابوت کو جب دفن کرنے کے لئے لے جاؤ تو
[…] عائشہ صدیقہ سے اجازت طلب کرنا ۔ اگر راضی
[…] تو تب دفن کرنا ۔ ورنہ جنۃ البقیع (مقبرہ بہشتی)
[…] دفن کرنا ۔

[…] مولوی صاحب دیکھئے یہ حدیث بخاری کی ہے ۔ جو
[…] الکتب بعد کتاب اللہ مشہور ہے ۔ اس سے صاف
[…] واضح طور پر ثابت ہوتا ہے ۔ کہ صحابہ کرام رض و تابعین
[…] یدفن معی الخ کے معنے یہ جسمانی قبر اور جسمانی
[…] پر دفن ہونا خیال کرتے تھے ۔ ورنہ چاہیئے تھا کہ
[…] عمر رض بجائے حضرت عائشہ سے اجازت طلب کرنے
[…] تاکید کرتے کہ دیکھو میری نعش عائشہ رض کے گھر

[…] یہ بھی ثابت ہوا کہ وہاں چوتھی قبر کی جگہ ہی نہیں
[…] حضرت عائشہ نے فرمایا کہ [illegible] ۔ کیونکہ وہ
[…] حضرت [illegible] عائشہ [illegible] مدفون کے
[illegible]

ضرور دفن کرنا ۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصیت کر گئے ہوئے ہیں کہ وہاں ہمارے چاروں کی قبر ہوگی ۔ اگر حضرت عمر رض نے حق کو نعوذ باللہ چھپایا تھا یا ان کو یاد نہیں رہا تھا تو ابن عمر ہی کہتے ۔ کہ ابا جان حضرت عائشہ سے اجازت طلب کرنا یا اس کی مرضی نہ ہونے سے مقبرہ بہشتی میں دفن کرنا خلاف ارشاد نبوی ہے ۔ اگر بیٹے نے باپ کا لحاظ کرکے خاموشی اختیار کی تھی تو دوسرے لوگ صحابہ کرام رض و تابعین رح جو حضرت عمر رض کے پیغام دیتے وقت پاس تھے ۔ وہی بول اٹھتے کہ حضور حضرت نبوی کی پیشگوئی کے برخلاف کیوں کارروائی کی جاتی ہے ۔ اور عائشہ رض کا کوئی حق نہیں ۔ کہ بجائے آپ کے وہ اپنے لیے دفن ہونا تجویز کرتی یا آپکے دفن ہونے سے انکار کرے ۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ میں اور مسیح موعود و ابوبکر و عمر یہاں دفن ہونگے پھر میں کہتا ہوں ۔ کہ جب ابن عمر نے حضرت عمر کا پیغام حضرت عائشہ رض کو دیا تھا ۔ تو وہی فرمائیں ۔ کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابی بکر دیکھو کہ عمر کا اس جگہ مدفون ہونا فرما گئے ہیں ۔ تو مجھے انکار کیونکر ہو سکتا ہے ۔ لیکن حضرت عائشہ نے بجائے اسکے یہ فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے تجویز کر رکھی تھی ۔ پس اتنے جم غفیر صحابہ رض کے درمیان حضرت عمر رض اور حضرت عائشہ رض کا سوال جواب ہونا اور تمام صحابہ کرام رض و تابعین رح کا خاموش رہنا صاف بتلاتا ہے ۔ کہ اس حدیث کے یہ معنے جو آپ لوگ کرتے ہو ۔ صحابہ کرام کرتے تھے ۔ اور نہ تابعین ۔

بلکہ جب حضرت عائشہ رض فوت ہونے لگی ہیں تو یہ وصیت کرتی ہیں ۔ اوصیت عبداللہ بن الزبیر لا تدفنی معھم وادفنی مع صواحبی بالبقیع لا ازکی بہ ابدا ۔ یعنے عبداللہ بن زبیر کو وصیت کرتی ہیں کہ یہاں میرے گھر پر مجھے دفن نہ کرنا ۔ بلکہ جنۃ البقیع یعنے مقبرہ بہشتی میں جہاں میری دوسری بہنیں مدفون ہیں ۔ دفن کرنا ۔ مبادا یہاں دفن ہونے سے آنے والی نسلیں اس سے میری کوئی فضیلت نہ سمجھ لیں ۔ حالانکہ آپ کے عقیدہ کے مطابق حضرت عائشہ کو یہ کہنا چاہیئے تھا ۔ لوگو میرا گھر ہے کہ محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر کے ساتھ دفن نہ کرنا کیونکہ محمد رسول اللہ فاقوم انا و ابن مریم الخ کہکر مسیح موعود کا یہاں دفن ہونا فرما گئے ہیں یا لوگ ہی کہتے ۔ آپ فکر نہ کریں ۔ یہ جگہ مسیح موعود کے لئے ہے ۔ اور وہی یہاں دفن ہونگے ۔

مولویصاحب اس ضعیف حدیث کے صحیح معنے میں بتلاتا ہوں ۔ سنئے ۔ قبر سے مراد قبر روحانی ہے یعنے وہ مقام جو انسان کو بعد مرنے کے اپنے عملوں کے مطابق عالم برزخ میں ملتا ہے ۔ جیساکہ حدیث میں آیا ہے ۔ ما القبر یا رسول اللہ قال روضۃ (مشکوٰۃ) یعنے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ قبر کیا ہے (یعنے قبر سے یہ قبر مراد ہے یا اور کوئی) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ قبر تو ایک باغیچہ کا نام ہے بہشت کے باغوں سے یا ایک گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں سے

نیز اگر قبر سے یہ محسوس قبر مراد ہو ۔ تو سوال جواب و عذاب قبر صرف ان مومنوں کے لئے رہا ۔ جو آپ کی مزعومہ قبر میں مدفون ہوئے ۔ اور دیگر سب کفار وغیرہ جو آگ میں جلائے جاتے ہیں یا دریا برد کئے جاتے ہیں یا درندے کھا جاتے ہیں ۔ تو وہ سب سوال و جواب و عذاب قبر سے بچ رہے ۔ کیونکہ وہ تو آپ کی مزعومہ قبر میں ڈالے ہی نہیں گئے ۔ حالانکہ ثم اماتہ فاقبرہ کے مطابق ہر انسان کا قبر میں ڈالا جانا ضروری ہے ۔ اس کا جواب مولوی صاحب نے اگر دیا ہے ۔ تو وہ خود ہی اخبار اہلحدیث میں شائع کر دینگے ۔ خیر الحمدللہ ۔ مباحثہ ہر دو روز کا خیر و خوبی سے ہوا ۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کا طرز مباحثہ بہ نسبت مولوی ثناءاللہ کے عمدہ تھا ۔ اگرچہ کبھی مولوی ثناءاللہ امرتسری کے تمسخرات کو اپنی تقریر میں لے آتے تھے ۔ چونکہ وہ برادرم اور مسیح موعود کے تھے اسواسطے عام پبلک کی دلچسپی کا موجب ہوئے تھے ۔ والسلام

خاکسار محمد ابراہیم بقاپوری ۔ مبلغ قادیان دارالامان

کسی شخص کا محض سچی خواب دیکھنا دلیل کمال نہیں

ڈاکٹر نور محمد دندان ساز نے وقتاً فوقتاً ایک قسم کے اشتہار ایسے شائع کئے ہیں۔ کہ اسکے پیرو مرشد ظہیر مولا کی فلاں فلاں پیشگوئی پوری ہوگئی ہے۔ فلانے کو خواب میں تندرست دیکھا تو وہ بیماری سے تندرست ہوگیا۔ یا فلانے کو بیمار دیکھا۔ تو وہ بیمار ہوگیا۔ ایسی خوابوں یا الہاموں کی اشاعت سے ان ہر دو پیرو مرید کا مقصد یہ ہے۔ کہ ظہیر مولا کو ایک راستباز اور مصلح موعود مان لیا جاوے۔ بالفاظ دیگر ان کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہر ایک شخص طالب نجات کو سند رکھ لینا چاہئیے کہ اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ چونکہ منشی ظہیر الدین صاحب نے وقتاً فوقتاً اشتہارات کے ذریعہ شائع کئے ہیں۔ مثلاً

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب میرزا صاحب ایسی شریعت لائے ہیں۔ جن کا قرآن کریم میں ذکر تک نہیں۔ از انجملہ "حضد الرفق لنا الرق راس الخیرات" (المبارک تتمہ نمبر دوم صفحہ ۲۵)

(۲) خدا کی عبادت کرتے وقت مسجد اقصیٰ اور مسیح موعود کے مقام کی طرف منہ کرنے کو ترجیح دینی ہوگی۔ اور خواہ کوئی دو رکعت ہی نماز پڑھے یا اس سے کم و بیش ہاتھ کھلے رکھ کر پڑھے یا کسی اور طریق پر ان تمام حالات میں کسی طرح بھی ایک دوسرے پر عیب چینی اور حرف گیری نہ کرنی ہوگی۔ اور خواہ کسی بولی و بیہ میں خدا کی تحمید تقدیس اور تمجید بیان کرے۔ الغرض خواہ کوئی کتنے ہی طرح علیحدہ طریق سے مختلف الفاظ میں خدا کی حمد بیان کرے۔ اور لب ولہجہ اور بولی میں خواہ کتنا ہی فرق کیوں نہ ہو۔ ان سب باتوں کو اور عبادت کے طریقوں کو بھی محل اعتراض نہ بنانا ہوگا" (المبارک تتمہ مولفہ کریم بخش)

(یعنے نماز فریضہ پنجگانہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۳) حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ ایک بے سمجھ آدمی ہے۔ کیونکہ ان ہر دو پیر و مرید کے نزدیک وراثت وطلاق وجہاد کی آیات نمازوں میں تلاوت کرنا بے سمجھی کی بات ہے (جو کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا)

طرفہ یہ کہ ان اشتہارات میں بالخصوص احمدیوں ہی کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ اور خود بھی دعویٰ احمدیت ہے۔ درانحالیکہ حضرت جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف اور کھلے الفاظ میں فرمادیا ہوا ہے کہ

"اب کوئی ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے۔ تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے" ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹

افسوس کہ یہ لوگ دوسروں کو تو دعوت کرتے ہیں۔ اور منجانب اللہ صلاحیت کے مدعی بنتے ہیں۔ مگر اپنے ایمان کا فکر نہیں کرتے۔ جس شخص کی ایمانی بنیاد کا یہ حال ہو۔ اوس کی خوابوں اور الہاموں کی کیا حقیقت ہوسکتی ہے۔ کیا انہوں نے ابھی تک حقیقت الوحی کے ابتدائی چند اوراق کو بھی نہیں پڑھا۔ جہاں صاف لکھا ہے "کہ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اسکے کسی کمال پر دلیل نہیں" ہاں ایسی خوابوں اور الہامات میں ہر ایک فاسق فاجر اور کافر اور ملحد یہاں تک کہ زانیہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں پس وہ شخص عقلمند نہیں ہے۔ کہ جو اس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہوتا ہے۔ اور سخت دھوکہ میں پڑا ہوا وہ شخص ہے۔ کہ جو فقط اس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمود اپنے اندر پاکر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے" سچے الہام کے لئے پہلا قدم یہ ہے کہ ایسا شخص اپنے تئیں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا کردے۔ اور جو شخص سید المرسلین فخر الاولین والآخرین کے فعل کو ایک نا سمجھی کی بات قرار دیتا ہے۔ اور آپ کے طریق عبادات کو غیر ضروری قرار دیتا ہے۔ تاہم از کم زمرۂ مومنین میں تو شامل رہے۔

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیار

خاکسار محمد الدین گوجرانوالہ

بدعت ثالثہ

متعۃ النساء

نمبر ۳

نویں دلیل۔ جس آیت سے شیعہ صاحبان جواز متعہ کا استدلال کرتے ہیں۔ اگر اس کو غور اور تدبر سے دیکھا جائے تو اسی آیت سے بطلان متعہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اس آیت سے پہلے ان رشتوں کا ذکر کر رہا ہے۔ جن کے ساتھ از روئے شریعت نکاح نہیں ہوسکتا۔ جب وہ کلام مکمل کر چکا۔ تو پھر متوجہ ہوا کہ وہ جو حلال ہیں ان کا ذکر کرے۔ چنانچہ چند لفظوں میں اپنے مفہوم کو ادا کر دیا۔ اور فرمایا۔ واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔ یعنے مذکورہ بالا رشتوں کے علاوہ سب تمہارے لئے جائز ہیں یہ کہ تم اپنے مال خرچ کرکے محصن عورتیں چاہو جو زانی نہ ہوں یہاں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ [illegible] شرط ہے یعنی ارادہ نکاح دائمی ہو۔ [illegible] نہ ہو۔ کیونکہ اگر صرف [illegible] ہوتا۔ تو یہ ہوسکتا تھا کہ ایک شخص [illegible] کو روپیہ دے کر اس [illegible] کرے [illegible] شریعت [illegible]

... متزوجین کی شرط لگا کر خوب ہی کھول دیا۔ کہ اس سے مراد نکاح دائمی ہو۔ کیونکہ اگر نکاح دائمی نہ مراد ہو تو پھر مسافحین میں داخل ہونے کا یقین ہے۔ اور ہم کسی پہلے نمبر میں یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ متعۃ النساء میں کچھ مال مقرر کر کے چند دنوں کے لئے کوئی عورت اجارہ پہ لے لی جاتی ہے۔ پس آیت مذکورہ بالا سے تو نکاح دائمی کی طرف اشارہ ہے۔ اور زنا سے بچنے کی ترغیب ہے۔ اور اسجگہ نکاح چند روزہ جس کا صریحاً نتیجہ سوائے زنا کے کوئی نہیں۔ آیت مذکورہ میں محصنین کا لفظ ہے۔ جسکے معنے متزوجین کے اہل لغت نے کئے ہیں۔ اور ہم دلیل نمبر ۹ میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ متاعی عورت زوجہ نہیں کہلا سکتی۔ اس لئے یہ متزوجین میں سے بھی نہیں ہو سکتی۔ پھر فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن فرمایا۔ کیونکہ زوجیت کا لازمی نتیجہ استمتاع ہوتا ہے۔ اس لئے فا تعقیب لا کر یہ ظاہر کیا۔ کہ شادی کا نتیجہ استمتاع ہوتا ہے۔ اگر تم نے اس سے استمتاع حاصل کیا۔ تو ان کو ان کا پورا مہر دے دیا جائے۔

اسجگہ یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کہ اگر استمتاع کے ساتھ ہی مہر ادا کرنا واجب ہے۔ تو وہ شخص جس نے اس سے نفع نہیں اٹھایا۔ وہ کچھ بھی نہ دے اور اسکا جواب یہ قرآن شریف کی دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو اس پر داخل ہونے سے پہلے ہی کسی وجہ سے چھوڑ دے تو وہ نصف مہر دے اور اگر اس سے مراد دائمی نکاح ہے۔ تو پھر نفس عقد کے ساتھ ہی تمام مہر دیا جائے۔ چونکہ شق ثانی [illegible] ہو سکتی۔ اس لئے پہلی شق ہی متعین ہوئی [illegible] متعہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس [illegible] اتنا ہی کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ [illegible] اس کے محل پر کرتا ہے چنانچہ [illegible] کے تمام پانی فرمائے [illegible] ہے کہ حیات

طلقتموا النساء من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم۔ اور چونکہ اسجگہ موقع محل یہ ہے۔ کہ رشتے جائز کون ہیں اور ناجائز کون ہے۔ اس لئے اس نے صرف اس جگہ ایک ضمنی بات پیدا کر دی۔ پس خواہ کتنا ہی کچھ کرو۔ آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ متعہ جائز ہے کیونکہ اس میں اس کا ذکر تک نہیں کیا۔

دسویں دلیل

ترمذی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ متعہ اسلام میں اس کی حرمت سے پہلے مباح سمجھا جاتا تھا کیونکہ جبتک کسی چیز کی حلت یا حرمت کے متعلق وحی آلہی سے کوئی خبر نہیں آتی تھی۔ لوگوں میں انہی کا تعامل رہتا تھا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک شراب ہے جب تک حکم خدا نہیں آیا۔ اس وقت وہ جائز سمجھی جاتی تھی۔ یہی حال بعینہٖ متعہ کا ہے۔ ترمذی کی یہ عبارت ہے۔ انما المتعة فی اول الاسلام كان الرجل يقدم البلد ليس له فيها معرفة فيتزوج المراة بقدر ما يرى انه يقيم فتحفظ متاعه ويصلح له شيئه حتى اذا نزلت الا على ازواجهم الى اخر۔ یعنے ابتدائے اسلام میں یہ تعامل تھا۔ پس جب آیت مذکورہ بالا نازل ہوئی۔ تو رفع تعامل کر دیا گیا۔ نیز اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ آیت والمحصنٰت سے جواز متعہ کا شبہ ہوتا ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کو آیت میراث اور والذین هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين نے صاف کر دیا کہ متعہ جائز نہیں۔

اسجگہ گنجایش ہے کہ کوئی سادہ لوح اعتراض کرے کہ کی آیت کا ناسخ مدنی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آیت متعہ مدنی اور مذکورہ بالا آیت کی ہے۔ اس کے لئے ہم شیعوں کے مسلمات سے دکھا سکتے ہیں۔ کہ مدنی آیت کو ایک کی آیت منسوخ کر سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو کافی الکلینی باب لمت ولطف۔ عن احمد بن عیسیٰ

قال حدثنی جعفر بن محمد عن ابیه عن جده فی قوله عزوجل يعرفون نعمت الله ثم ينكرونها واكثرهم الكافرون قال لما نزلت انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا الذين يقيمون الصلوة ويؤتون الزكوة وهم راكعون اجتمع نفر من اصحاب الرسول صلى الله عليه وسلم فی مسجد المدينة فقال بعضهم لبعض ما تقولون فی هذه الاية فقال ان كفرنا بهذه الاية فقد كفرنا بسائرها وان امنا فان هذا ذل حين يسلط علينا ابن ابی طالب فقالوا قد علمنا ان محمداً صادق فيما يقول ولكنا نتولاه ولا نطيع عليا فيما امر قال فنزلت يعرفون نعمة الله ثم ينكرونها يعرفون يعنی ولاية علی واكثرهم الكافرون بالولاية - انتہا۔

اب اس جگہ غور طلب یہ امر ہے کہ یعرفون الخ سورہ نحل میں واقع ہے۔ اور تمام اکابر کا اسپر اتفاق ہے کہ سوائے تین آخری آیت کے یہ سورہ مکیہ ہے۔ اور انما ولیکم الخ سورہ مائدہ میں واقع ہے۔ اور بالاتفاق یہ سورۃ مدینہ کی ہے۔ اور روایت مذکورہ بالا میں فانزلت کی تاخیر پر دلالت کرتی ہے۔ تو اب ہمارا سوال ہے کہ کس طرح آیت کی بعد از نزول آیت مدنی کے ہو سکتی ہے۔

پھر باب الفئی والانفال میں کتاب مذکورہ سے یوں مروی ہے۔ عن علی ابن اسباط قال لما ورد ابو الحسن موسیٰ علی المهدی راٰه يرد المظالم فقال يا امير المؤمنين ما بال مظلمتنا لا ترد فقال ما ذاك يا ابا الحسن قال ان الله تبارك وتعالى لما فتح على نبيه فدك وما والاها لم يوجف عليه بخيل ولا ركاب فانزل الله على نبيه وآت ذا القربى حقه فلم يدر رسول الله من هم فراجع فی ذلك جبرئيل ربه فاوحى الله اليه ان ادفع فدك الى فاطمة فدعاها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لها يا فاطمة ان الله امرنی ان ادفع اليك فدك فقالت قد قبلت يا رسول الله

من اللہ منک الخ

اس جگہ سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ آیت کریمہ سورہ بنی اسرائیل و روم میں واقع ہے۔ اور یہ دونوں بالاتفاق مکی ہیں۔ اور غزوہ خیبر ہجرت کے ساتویں سال بعد ہوا ہے۔ اور روایت میں فانزل اللہ کی ف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فتح خیبر کے دن ہی یہ آیت نازل ہوئی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایک آیت مکی ہے۔ اور واقعہ مدینہ میں ہو رہا ہے اور اس وقت نازل ہو رہی ہے۔ نہایت تعجب خیز معاملہ ہے۔ پس مذکورہ بالا روایتوں سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ کسی مکی آیت کا ہونا کسی طور پر [illegible] نہیں کر سکتا۔ کہ والذین ھم الخ آیت متعہ کے [illegible] منسوخ مذکرے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ تو ناسخ منسوخ کا ہے ہی نہیں اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آیت مذکورہ منسوخ نہیں بلکہ ایک نیا حکم اپنے اندر رکھتی ہے۔

اور متعہ کا ابتداء اسلام میں تعامل تھا اور رفع تعامل ناسخ یا منسوخ نہیں کہلا سکتا۔ اس جگہ ایک بات قابل ذکر ہے۔ صحابہ کرام کی عادت تھی کہ وہ کہتے تھے۔ کہ نزلت الایۃ فی کذا یعنی [illegible] لذالک الحکم یہ مراد نہیں ہوتی تھی۔ کہ یہ کسی دوسری کی ناسخ منسوخ ہے۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں۔

قال ابن تیمیہ نزلت الایۃ فی کذا یراد بہ تارۃ سبب النزول ویراد بہ تارۃ ان ذالک داخل فی الایۃ وان لم یکن السبب کما تقول عنی بھذہ الایۃ کذا۔

اسی طرح زرکشی برہان میں کہتے ہیں۔ قد عرف من عادۃ الصحابۃ والتابعین ان احدھم اذا قال نزلت ایۃ فی کذ فانہ یرید انھا تتضمن بھذا الحکم لا ان ھذا کان السبب نزولھا فھو من جنس الاستدلال علی الحکم بالایۃ لا من جنس النقل لما وقع انتہیٰ۔

پس مذکورہ بالا دلائل سے روشن ہو گیا۔ کہ متعۃ النساء ہرگز جائز نہیں۔ اور یہی ان کے ائمہ کا مذہب بھی تھا۔ چنانچہ قسطلانی میں لکھا ہے عن حضرۃ جعفر صادق انہ سئل عن المتعۃ فقال ھی الزنا بعینہ۔

غلام غوث اسلم۔ مولوی عالم قادیان۔

ایک غیر احمدی کے جواب میں

نمبر ۵

ازمولانا عبید اللہ صاحب ساکن چھینی ضلع لاہور

اعتراض:۔ آپ خلاف قرآن مجید اور خلاف سبیل المومنین چلتے ہیں۔

جواب۔ جب آپ نے فلما توفیتنی کے معنے رفعتنی کے کئے۔ تو کیا اس سے قرآن مجید میں مخالفت نہیں ہوئی۔ کبھی قبض روح واخذ الشیئ وافیا معنے کرنا اور کبھی رفع الی اللہ کے۔ میں نہیں سمجھا کہ اس سے آپ کو کیا فائدہ ہے۔ امام بخاری نے ان کی وفات کی تصریح آیت انی متوفیک اور فلما توفیتنی کی تفسیر میں کر دی ہے۔ اور آنے والے کی نسبت وامامکم منکم کی حدیث کو بھی روایت کیا ہے۔ اور حلیہ مسیح ناصری و مسیح محمدی کا امام بخاری نے بھی دو حدیثوں میں الگ الگ بیان کیا ہے۔ ناصری احمر اللون اور محمدی اسمر اللون ہے۔ اور ناصری جعد اور محمدی سبط الشعر بیان کیا ہے اور صحیح بخاری کی الیعت ایک اسی جماعت اہل حدیث کی تحریک سے ہوئی ہے۔ اور امام بخاری سے ہزار ہا لوگوں نے اس صحیح کو روایت کیا ہے۔ اور وفات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اجماع صحابہ قد خلت من قبلہ الرسل میں بیان فرمایا ہے۔ اور تمام محدثین ومفسرین نے اتفاق کیا ہے کہ کتب

بعد کتاب اللہ صحیح البخاری ہے۔ اور کیسا [illegible] امام بخاری نے وفات مسیح پر اتفاق ظاہر کیا ہے اور نزول سے مراد نزول روحانی لیا ہے۔ پھر اس سبیل الرشاد کو چھوڑنے میں آپ کو نجات کس طرح ہوگی۔ کیا کرتی ہے۔ جو اس سے باہر [illegible] اس سبیل کا پتہ دے۔ تامل۔

اعتراض۔ قربان جائیں ان لوگوں کے استدلالات کے کہ حضرت مسیح کے متعلق تمام اعجازی امور میں سے رفع کو معمولی مردوں کے ارواح سے پڑھنے پر قیاس کیا اس روایتوں کا کیا وقع ہو السدیتے مجھے ذلک تم کہ وفات کے بعد اور کل مومنین کا رفع الی اللہ ہوتا ہے۔ جیسے ان الابرار لفی علیین۔ یرفع اللہ الذین امنوا منکم۔ ایسا ہی مجھے کا رفع ہوگا۔ اشیخ پہلی آیت قرآن شریف اس طرح ہے ان کتاب الابرار لفی علیین۔ (پارہ ۳۰۔ سورہ تطفیف) اس سورہ اس سے سابقہ میں بھی ایک اور آیت اس طرح ہے ان الابرار لفی نعیم۔ شاید ابتداء دونوں کا آدھا ملا کر اپنے مطلب کی ایک ہی بنالی کی ان الابرار لفی علیین۔ مگر افسوس قرآن میں تحریف بھی برتی۔ اور بات بنائی نہ بنی۔ کیونکہ نیکوں کے ارواح ادہر جاتے ہیں۔ لیکن یہ نقل کے سامان۔ غرض جسمانی دو ارواح سے بچانا ان کہاں تک مستحق ہوتا۔ اور ایسے امور کے باان کا رفع کر لینا کہاں آیا ہے۔ دوسری آیت آپ یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات تک پوری نقل کرنے کی تکلیف گوارا کرتے تو شاید خود ہی سمجھ جاتے۔ یہاں تو محض اہل ایمان اور علماء کی بلندی درجات مقصود ہے۔ اس میں رفع کے اصلی کوئی تعلق نہیں۔ مگر افسوس آپ نے [illegible] کے تدارک سے بھی کام چھوڑ دیا۔

حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم کے رفع الی اللہ کی تشریح مضمون آیت ما کے جواب میں [illegible] مفصل کی جاوے گی۔ مگر افسوس ہے [illegible]

آپ نے کیفیت مرفوعیت عیسیٰ کی بیان نہیں کی کہ
کس طرح آسمان پر چڑھے اور چڑھنے کے لئے کوئی دلیل
کتاب اللہ، حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
پیش نہیں کی۔ اور کسی صحابی کا قول اس بارہ میں نقل
کیا۔ صرف قول کلبی کا مل میں بحوالہ مسیح کے رفع جسمانی
کا تانا بانا بنا دیا۔ مگر بالفرض قصہ کلبی کا مانا بھی
جاوے۔ تو عزت وقادریت قادر مطلق پر وصمہ
لگتا ہے۔ معاذ اللہ منہ۔ کیونکہ اگر مانا جاوے
کہ مسیح ابتلاآت میں تھے۔ کہ ناگہاں رات کو فرشتہ
آیا۔ اور سقف مکانات کو چیر کر راتوں رات اوپر خدا
کے پاس لے گیا۔ اور صبح صباح اس کے پکڑنے
کے لئے ایک دشمن اندر آ گیا۔ اس کو شکل مسیح کی
دی گئی یا ایک مرید اس کا ہمشکل ہونا اور صلیب
پر دیا جانا اختیار کر کے داخل روح خانہ گیا۔ اور
متشکل بشکل مسیح ہو کر صلیب پر دیا گیا۔ تو یہ قصہ
موضوع بھی ایک سوالات کا مورد بنتا ہے۔ اول
کیا خداوند کریم عزیز و قادر نہیں تھا۔ جو مسیح کو یہود
کے سامنے آسمان پر اٹھا لے جاتا۔ راتوں رات
چھپانا کرنی نہ پڑتی۔ دوئم۔ کیا مسیح کے لئے
صرف آسمان ہی جگہ تھی۔ زمین پر اس کے لئے کوئی
جگہ نہ تھی۔ جیسا کہ اور انبیاء کو کید کفار سے زمین پر
ہی بچایا۔ حضرت ابراہیم کو کفار کے ہاتھ سے سلگتی
آگ میں ڈال کر بہشت کا سا نمونہ بنا کر دکھلا دیا۔ ہمارے
سید و مولا پاک فخر موجودات سرور کائنات کو جبکہ بعینہ
یہی حالت صدر تک پہونچی ہوئی تھی۔ واللہ
یعصمک من الناس کا وعدہ دے کر غار حرا
میں چھپایا۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ لے جا کر
کس قدر عروج دکھانا اور کفار پر غالب ظاہر
کیا۔ پھر کیا عیسیٰ نبی اللہ جن کی غرض آمد احکام الہی
کا پورے طور پر پہنچانا تھی۔ کیا اس قلیل زمانہ میں
تمام احکام الٰہی کی اشاعت کر چکے تھے۔ کہ نہیں یعنی
[illegible] تین سال کے بعد
[illegible]

ان کے لئے صلیب گاڑی گئی۔ اگر کر چکے تھے۔ تو
اس کا ثبوت کیا ہے۔ اگر نہیں کر چکے تھے۔ تو
پھر کیا وجہ کہ احکام شریعت نامکمل اور ادھورے طور
پر چھوڑ کر تھوڑے سے ابتلاء میں آسمان کی راہ اختیار
کی۔ حالانکہ جملہ مومنین کے لئے خصوصاً انبیاء کرام
کے لئے ابتلاآت میں صبر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور
ہمیشہ اجر صبر کرنے والوں کو ہی ملا کرتا ہے۔ ان اللہ
مع الصابرین۔ ولنبلونکم بشیء من الخوف الایۃ
واذا ابتلی ابراهیم ربه بكلمات فاتمهن۔
احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم
لا یفتنون۔ الخ۔ اور احکام الٰہیہ میں کوتاہی کرنا
اور پورے طور پر بیان نہ کرنا بھی شان انبیاء کے خلاف
اور موجب شدید عقاب ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے
فرمایا۔ بلغ ما انزل الیك فان لم تفعل فما
بلغت رسالتہ۔ الخ اور وان کنتم واھم وانتم
تعلمون۔ اب آپ کس دلیل سے حضرت عیسیٰ نبی اللہ
کو آسمان پر چڑھاتے ہیں۔ جبکہ ایک حصہ قرآن کریم
کا اس عقیدہ کے مخالف ہے۔ اور نہ ہی دلائل عقلیہ
سے اس عقیدہ مخترعہ کی تسکین ہو سکتی ہے۔ فافھموا
فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ تؤمنون۔
سوم۔ اگر بفرض محال تسلیم کر لیا جاوے کہ اللہ تعالیٰ
مسیح کو راتوں رات بلا اطلاع یہود کوٹھے کے روزن
سے نکال کر آسمان پر لے گیا۔ تو دوسرے شخص کو مسیح کا
متشکل کر کے قتل کروانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔
مسیح کی بچانے کی غرض تو پوری ہو چکی تھی۔ کیا یہود کا
معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو ڈر تھا۔ کہ کہیں یہود آسمان پر
نہ چڑھ آویں۔ اور مسیح کو پکڑ لے جا کر سولی نہ دیدیں
معاذ اللہ منہا۔ چہارم کیا غیر کو متشکل بشکل مسیح بنانا
دھوکہ نہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوا۔ اعاذنا اللہ
منہم۔ اگر اللہ تعالیٰ کو مسیح کے آسمان پر جانے کی غرض
یہی تھی کہ اس کی آبروریزی یہود کے ہاتھ سے نہ ہو
جاوے۔ تو اس کی ہمشکل کی آبروریزی کروانی کیا یہود
کے نزدیک مسیح کی آبروریزی نہیں تھی؟ ششم کیا

کسی شیطان طبع انسان کو ایک پاک نبی کی شکل سے
متشکل کر کے عذاب دینا اس نبی کی ہتک نہیں؟
ہفتم۔ اگر ایسا ہوا تھا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے
اس کو کیوں بیان نہیں فرمایا اور آپ کے موضوعہ
رفع اعجازی کا کیوں پتہ نہیں بتلایا۔ افسوس سے
کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس رفع جسمانی ثابت کرنے کے لئے
آپ صاحبان کو کتنے حیلے کرنے پڑتے ہیں۔ اول
تحریف لفظی کتاب اللہ۔ جس سے یحرفون الکلم عن
مواضعہ کا مصداق بننا پڑتا ہے۔ دوئم تحریف
معنوی جو اصل مقصود سے دور پھینکنا پڑتا ہے۔
سوئم۔ قصہ بے اصل وضعی بنانا جس پر یہ سارا تانا
بانا تننا پڑتا ہے۔ چہارم رفع مسیح کو رفع جسمانی
سمجھ کر اور انبیاء کے رفع کی طرح نہ سمجھنا پڑتا ہے۔
جب کل مومنین کا بھی بعد وفات کے رفع ہو جاتا ہے
جیسا کہ آپ نے بھی بالفاظ ذیل مانا کہ نیکوں کی ارواح
اوپر جاتے ہیں۔ ان پر لکھے ہیں۔ تو پھر ان الابرار لفی
نعیم۔ ویرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین
اوتوا العلم درجات پر کیوں اتنی کھینچ تان کرتے
ہیں۔ ہاں ان الابرار لفی علیین قرآن کریم میں نہیں
لیکن ان کتاب الابرار لفی علیین تو ہے ہی۔ اسکے
معنی یہ نہیں کہ ابرار تو نیچے رہتے ہیں۔ لیکن ان کی
کتاب دو نوشت علیین میں رکھی ہوئی ہوتی ہے۔ بلکہ
اسکے یہ معنے ہیں کہ نوشت مومنوں نیکوں کی علیین میں
ہے۔ یعنے لکھا گیا ہے کہ وہ علیین میں ہیں۔ جیسا کہ
کتاب مرقوم یشھدہ المقربون۔ اور احادیث صحیحہ سے
اس کا پتہ لگتا ہے کہ مومن کی روح کو علیین تک لے جاتا
اور وہاں ٹھہرایا جاتا ہے۔ پھر اسقدر تکلیف کرنا کہنے
کی ضرورت ہی کیا تھی کہ ان الابرار لفی علیین قرآن
میں نہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ مضمون نگار اول سے لفظ
کتاب سہواً رہ گیا ہو۔ پھر سہو کاتب پر اسقدر اصرار کرنا
بحث دہری نہیں تو اور کیا ہے۔ اور مرفوع الی اللہ سے مراد
رفع درجات ہوتی ہے نہ رفع جسمانی۔ جیسا کہ مضمون نگار
[illegible]

فاروق

ایڈیٹر و پرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ۔ مورخہ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۶ء | نمبر ۴۵

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ حضور بغرض تبدیلی آب و ہوا موضع ... گئے ہوئے ہیں ... آجکل ... تشریف ... ہے۔

... [illegible]

فاروق کی عرضداشت

یہ پرچہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ سنہ رواں کے آخری مہینہ کا ... نمبر ہے۔ اسکے بعد دو نمبر اس سال کے اور شائع ہونگے۔ جن دشوار گذار گھاٹیوں سے فاروق کو گذرنا پڑا ہے۔ اس کا علم یہ خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروق ہی جانتا ہے۔ اس نونہال ... خلافت ثانیہ کی عمر ابھی ... تین سال ہے۔ ... گھٹنوں کے بل چلنا سیکھتا ہے۔ لیکن ... فاروق ابھی گود ہی میں رہتا ہے۔ ... [illegible]

... کے دلوں کو اپنی طرف مائل نہ کر سکی۔ گو اس نے اپنی بساط سے بڑھ کر احباب کے لئے اچھے اچھے مضامین اور دلچسپ تحریرات پیش کرنے میں ہمت دکھائی۔ مگر بدقسمتی سے اپنوں نے اسے گلے نہ لگایا اور بیگانے بار خاطر سمجھنے کے بار خاطر سمجھا۔ فاروق خدا تیرے حال پر رحم کرے۔ خدا کرے تیری زبان حال تیرے خیر خواہوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچے۔ ... سے پوری ہمدردی کریں۔

اے فاروق تو نے اپنی عمر کے تیسرے سال میں ... محنت کی۔ ... [illegible]

[illegible] کو۔ مگر [illegible] بھی اس [illegible] [illegible] کرنے کا بار اپنے ذمہ لینے [illegible] بھی پچیس پچیس خریدار تیرے کم ہی ہوتے [illegible] کہ غلہ ذخیرہ کہیں ہو جاتا ہے تو سیروں [illegible]۔ مگر [illegible] صرف تولوں۔ چھٹانکوں کی ہوتی [illegible] تیرہ خریدار گھٹتے ہیں تو کوڑیوں گھٹ جاتے ہیں۔ مگر [illegible] میں سال بھر میں ایک کوڑی [illegible] ہے۔ آمین۔

پیارے دوستو! اب فاروق آپ سے کیا چاہتا ہے۔ صرف یہ کہ آپ براہ مہربانی دو ہزار نہیں بلکہ [illegible] صرف پانسو ہی خریدار سال آئندہ ۱۹۱۹ء کے [illegible] اس کو عطا کر دیں۔ تو کون سی بڑی بات ہے کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہر سہ ماہی پر فاروق آپ کے [illegible] سوال [illegible] کرتا ہوا [illegible] ہائے واویلا کرتا رہے۔ اب خاکسار آپ سب صاحبان سے دست بستہ عرض پرداز ہے۔ کہ تھوڑی ہمت کر کے پانسو خریدار تو پورے کر دو۔ اسوقت چار سو اٹھارہ خریدار ہیں جنہیں شروع سال میں جب وی پی جاری ہونگے [illegible] جانے کتنے صاحب محض دستی انکاری کر کے واپس کر دینگے اور آپ [illegible] منت سے محبت سے خدا کا واسطہ دے کر پھر عرض کرتا ہوں کہ سال آئندہ ۱۹۱۹ء کے لئے ۲ر جنوری ۱۹۱۹ء کا پرچہ وی پی بھیجا جائے گا۔ وی پی کو واپس کرنے سے پیشتر آپ اگر فاروق سے علیحدگی اختیار کرنا چاہیں یا اسوقت وی پی وصول کرنے سے کوئی امر مانع ہو۔ اور پھر دوسرے وقت پیدا وی پی منگائیں۔ تو اس کی اطلاع ضرور دفتر فاروق میں بھیج دیں۔ کہتا ہوں۔ کہ ہر سہ ماہی کے موقعہ پر جب وی پی جاری ہوا۔ تب ہی پچاس ساٹھ سے زیادہ [illegible] ہو کر واپس آئے جن سے پچیس تیس روپے [illegible] کا علاوہ یہ نقصان ہو کر فاروق کو [illegible] برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک [illegible] رکھا ہی وی پی نہ بھیجا [illegible] اس امر کو خوب سمجھ

لو کہ یہ پرچہ سلسلہ کا پرچہ ہے۔ اگر نقصان اٹھا اٹھا کر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تو پھر آپکے لئے ہی ماتم کا دن ہو گا۔ اور آپ ہی کو اس کا رونا اور افسوس کرنا اور رنج اٹھانا پڑیگا۔

پس ہمت کر کے جہاں تک ہو سکے۔ جو دوست ہمیشہ سالانہ چندہ یکمشت دیتے ہیں۔ جن کا میں ممنون ہوں شکر گذار ہوں وہ ۲ر جنوری ۱۹۱۹ء کا پرچہ سالانہ چندہ ادا کر کے وصول کر لیں اور جو روپیہ ماہی دیتے ہیں وہ اس دفعہ ششماہی کا چندہ عہ روپے ادا کریں۔ اور جو لینا نہیں چاہتے وہ جلد اطلاع دیں اور خریدار دینے میں کوشش کریں ۔

النبوة فی الاسلام

جس میں مولوی سید ابوالحسن صاحب احمدی رئیس موضع اورین صوبہ بہار نے مسئلہ ختم نبوت پر مفصل بحث کر کے قرآن مجید و احادیث صحیحہ اور اقوال صلحاء اُمت سے ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اُمت میں سے ایسے انبیاء کا ہونا جائز بلکہ ضروری ہے۔ جو صاحب شریعت جدیدہ نہ ہوں۔ اور نہ براہ راست نبوة پانے والے ہوں۔ اور ساتھ ہی مولوی محمد علی صاحب ابو اسعد رحمانی حال مونگھیری کے ان مضامین کا جواب دیا گیا ہے۔ جو اس مسئلہ ختم نبوت کے متعلق مولوی صاحب مذکور نے لکھے ہیں۔ ۶۶ صفحہ کی کتاب ہے۔ سید عبدالغفار صاحب تاجر کتب بڑا بازار مونگھیر سے طلب کرنے پر مل سکتی ہے۔ قیمت کا پتہ نہیں۔

سال ۱۹۱۸ء

اس سال میں جسقدر مصائب اور تنبیہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر وارد ہوئی ہیں۔ ان کو وہی قوم محسوس کرتی اور جانتی ہے۔ جو حی القیوم خدا پر ایمان رکھتی ہے۔ قحط سالی کا یہ عذاب ہے۔ کہ اسوقت آٹا گندم

پانچ سیر فروخت ہو رہا ہے۔ چارہ مویشیاں کا یہ حال ہے کہ بھوسہ چھ سیر من سے بھی زیادہ قیمت پر بکتا ہے۔ نصیب ہونا بالکل نہیں ہے۔ اڑی کے [illegible] تک آسمان کی طرف آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔ نخود ۸ سیر اور مکی ۱۰ سیر بک رہی ہے۔ بارش کا نام و نشان نہیں۔ گھی وغیرہ اشیاء خوردنی کا تو کچھ پوچھو ہی نہیں۔ کپڑا اتنا گراں کہ خریدنے کا حوصلہ نہیں پڑتا۔ روئی اس قدر کمیاب کہ روپیہ کی سیر بھر بھی نہیں ملتی۔ ان سب کے علاوہ بیماری جنگی بخار کی شکل میں ایسی نمودار ہوئی۔ کہ چار دانگ عالم میں الامان الامان کے نعرے بلند ہو گئے۔ کوئی گھر اور کوئی جگہ جہاں انسان بود و باش رکھتا ہے۔ اس انفلوئنزا سے خالی نہیں رہا۔ گھروں کے گھر مقفل ہو گئے۔ [illegible] قفل لگانے والا بھی نہ رہا۔ جنگ نے [illegible] دکھایا کہ لاکھوں کو توپ کی گھاٹ اتار دیا مگر ابھی اس پر بس نہیں۔ نہ معلوم لوگ کیا کرائے رہینگے۔ ان مجموعی عذابوں کو دیکھ کر پتھر بھی پگھل جاتے۔ مگر اس ظالم انسان کا یہ حال ہے کہ پرواہ تک نہیں۔ خدا کا خوف نزدیک تک نہیں آیا۔ تقوی کا راہ بھول گئے۔ خشیت اللہ سے کچھ کام نہیں۔ خدا کی نافرمانیاں جوں کی توں ہیں۔ ان تمام عذابوں کی خبر دینے والے اللہ کے رسول اس زمانہ کے نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی تکذیب میں وہی حال ہے نہیں سمجھتے کہ اس قدر مجموعی طور پر عذابوں کا آنا بروئے قرآن مجید ایک رسول کے آنے کا مقتضی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۔

لاہور میں ایک عظیم الشان مشاعرہ

بتقریب [illegible] نیز جوبلی [illegible] ۱۵ر دسمبر ۱۹۱۸ء کو اسلامیہ کالج لاہور میں بوقت ۵ بجے شام کے زیر صدارت آنریبل نواب ذوالفقار علیخان صاحب سی۔ ایس۔ آئی [illegible] شعراء کا مشاعرہ ہو گا جس میں نواب [illegible] صاحب [illegible] بھی رونق افروز ہونگے۔ بہترین نظموں کے لئے [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق قادیان

دارالامان۔ مورخہ ۱۲؍ دسمبر سنہ ۱۸ء

تذکرۃ المہدی

(خاص اخبار فاروق کے لئے لکھا گیا)

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا بے انتہا اور ان گنت شکر ہے کہ اس نے اپنا وہ مذہب پسندیدہ اور صراط مستقیم و مضبوط محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا۔ کہ جسپر چلکر استقامت ایمان۔ عرفان اور لقا کی تمام راہیں کھل جاتی ہیں۔ جو اسکی رضامندی کی شاہراہ ہے۔ اور جسپر قدم رکھتے ہی انسان منزل مقصود پر پہونچ کر تمام منازل سلوک طے کر لیتا ہے اور ان اکرام انعام و افضال کا وارث ہو جاتا ہے۔ اور جس سے بڑا اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبہ نبوت رسالت و محبوبیت کا حاصل کر لیتا ہے۔ جو انسان کا اصل مقصود اور مطلوب ہے۔ خدا دینے والا اور بندہ لینے والا۔ اسکی ربوبیت۔ رحمانیت و رحیمیت و مالکیت ہمیشہ یکساں ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جس کو جو چاہے اسکو دیتا ہے۔ کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ اسکے عطیہ کو کوئی روکنے والا نہیں۔ وہ جس سے چاہے پوچھ سکتا ہے۔ اور کوئی اس سے پوچھنے والا نہیں۔ [illegible] سکتے یا پکڑنے۔ اور کوئی اس پر روک [illegible] نہیں۔ اس کی قدرت کا کوئی حد بست کرنے والا نہیں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جیسا کہ خدا کی خبر ہے حضرت [illegible] المرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ [illegible] سید [illegible] جیسے اللہ علیہ [illegible] تک اس کا [illegible] [illegible] ولن تجد لسنت اللہ [illegible] اور [illegible] کا [illegible] ہے اور ہمیشہ کو [illegible]

رہے گا۔ کہ جب کبھی گمراہی بے دینی بڑھ جاتی ہے۔ اور عصیان و طغیان کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور ایمانی حالت سے انسان دور جا پڑتا ہے۔ اور عرفان سے تہید ست ہو جاتا ہے۔ اور روحانی ایمانی اخلاقی صفات سے خالی ہو جاتا ہے کہ جس کی حس باقی نہیں رہتی ہے۔ جیسے ایک شخص کو خدر کا مرض ہو جاتا ہے جسکو سن کہتے ہیں۔ اور وہ یہاں تک بڑھ جاتا ہے۔ کہ اگر اس عضو کو کاٹ دیا جاوے یا چھری سوئی وغیرہ ماردی جاوے یا چٹکی لی جاوے تو کچھ حس باقی نہیں رہتی ہے۔ تو اسوقت طبیب حاذق کی ضرورت پڑتی ہے کہ اس کو اس مرض سے باذن الٰہی نجات دے۔ تو ایسی حالت میں وہ رحیم و کریم ایک ہادی مہدی بشیر و نذیر اپنی مخلوق کی ہدایت اور معرفت الٰہی کا رہ بتلانے کے لئے مبعوث فرماتا ہے پس اسی طرح اور خاص اسی طرح اس سبحانہٗ تعالیٰ جل جلالہٗ نے محض اپنے فضل و کرم سے نہ ہماری کسی کوشش سے اس زمانہ پراگندہ میں جو تمام عصیان و طغیان اور کل گناہ اور بدیوں کا مجموعہ اور ہر ایک وہ ناپاکیاں و بے باکیاں اور مفسدات مکروہات جو پہلے زمانوں میں کہیں کہیں باقی ماندہ تھیں۔ اس زمانہ میں مجموعی طور پر ظاہر ہوئیں۔ اور ظهر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ سامنے ہو گیا۔ ہمارے اس زمانہ ہمارے ملک ہمارے دیس ہمارے پڑوس اور خاص ہم میں سے ہمارے جوار میں ہمارے گھر میں اپنا ایک برگزیدہ پیارا بندہ عین وقت پر عین موسم پر عین ضرورت کے وقت مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ وہ زبدۃ العرفاء قدوۃ الصلحاء عالیجناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد وقت مہدی آخر الزماں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں خلعت نبوت و رسالت اور حلۂ الانبیاء و المرسلین سے [illegible] فرما کر کھڑا کیا ہے کا [illegible] ہے اللہ کا شکر ہے بے انتہا حمد اور ان گنت احسان ہیں [illegible] کو اس پیاری قبیلے [illegible] اس کی شناخت اور اسکے [illegible] [illegible] [illegible] عطا فرمائی۔ اور بعض [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اٹھتے بیٹھتے بہت کچھ پڑھتے چال چلن [illegible] کے دیکھنے جانے کا شرف بخشا۔ الحمد للہ الذی ہدانا لہٰذا وما کنا لنهتدی لولا ان ہدانا اللہ۔

ناظرین کی خدمت والا میں عرض ہو کہ یہ تذکرۃ المہدی کا دوسرا حصہ ہے۔ جو سفر نامہ تعلق سے شروع کر کے اس پہلے حصے کو حضرت خلیفہ اول مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ اور حضرت مقدس محترم خلیفہ ثانی مولانا اولنا جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر سلمہ اللہ تعالیٰ و ایدہ بنصرہ نے خاص طور سے اور تمام احباب کرام احمدیہ نے عام طور سے دیکھا اور پڑھا اور پسند فرمایا۔ اور حضرت خلیفہ ثانی دامت برکاتہم نے دوسرے حصے کے لئے ارشاد فرما کر بہت شوق ظاہر فرمایا۔ تو میں نے کئی ورق لکھ کر جناب محترم سید محمد اسمٰعیل صاحب کی خدمت میں قادیان شریف روانہ کئے۔ اور عرض کیا کہ پہلے بھی آپکے اخبار الحق دہلی میں پہلا حصہ چھپتا رہا ہے اس کو بھی ہفتہ وار چھاپتے رہیں۔ سو ایسا اتفاق ہوا کہ ان کے مکان کی تبدیلی اور اسباب کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں وہ مسودہ گم ہو گیا۔ تو پھر میں نے ادسر نو اس آیت شریفہ کے حکم کے مطابق کہ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا لکھنا شروع کیا۔ مگر بیچ میں خدا کی قدرت حرج پڑتا رہا۔ اب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کو مکمل کرتا ہوں۔ اور خدا سے مدد اور توفیق چاہتا ہوں کیونکہ اسی کی مدد اور توفیق سے سب کام ہوتے ہیں۔ یہ ہفتہ وار اخبار فاروق میں چھپتا رہے گا۔ پھر بعد میں کتابی صورت پر شائع ہو گا۔

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نور الحق عربی میں تحریر فرماتے تھے وہی اول حصہ ہی شروع کیا تھا۔ اور اس کی تصنیف کا [illegible] [illegible] میں [illegible] تھا۔ اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مولانا نور الدین صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حضرت [illegible] [illegible]

[illegible] کے ایک دو جز بھی چھپ چکے [illegible] کا مسودہ تیار تھا۔ اور پھر کچھ دیر سے [illegible] جناب خلیفہ ثانی حضرت صاحبزادہ مرزا [illegible] صاحب دام برکاتہم تشریف لے آئے۔ [illegible] کی عمر تھی۔ دیا سلائی ہاتھ میں تھی۔ کھیلتے کھیلتے مسودہ کے کاغذات میں ایک جگہ پکڑ دیا سلائی رگڑ کر لگا دی۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر کتاب [illegible] میں مشغول تھے۔ آپ کو کچھ خبر نہ ہوئی وہ دیا سلائی لگا کر چل دئے۔ اور غلام محمد امرتسری جو کاپی لکھا کرتا تھا۔ مضمون لینے کے لئے آیا۔ اور عرض کیا کہ جو مضمون حضرت آپنے دیا تھا وہ لکھا گیا کسکے اور مضمون دیجئے تاکہ کاپی لکھی جاوے۔ میرے پاس مضمون نہیں ہے۔ خاکسار بھی اسوقت کسی کام کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مضمون دینے کا ارادہ فرمایا مضمون تلاش کیا کہیں نہ ملا۔ فرمایا۔ ہم نے تو یہیں لکھکر رکھا تھا۔ معلوم نہیں کہ کہاں گیا۔ کاتب نے عرض کیا یہ کاغذوں کی راکھ کیسی پڑی ہے۔ فرمایا یہی مسودہ تھا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ کارروائی ہے۔ آپ نے ہنس کر فرمایا۔ خیر۔ اور یہ آیت پڑھی۔ مانَنسخ الخ اور خدا بھی تیوری پر بل نہیں آیا۔ اور کچھ بھی رنج ظاہر نہیں کیا۔ سبحان اللہ! کیسا تحمل اور کسقدر حلم تھا۔ کہ کچھ بھی خیال نہ فرمایا۔ اور فرمایا تو یہ فرمایا کہ اچھا اور لکھ لیں گے اگر کوئی اور شخص ہوتا۔ تو ایک غضب آ جاتا۔ اور خدا جانے کیا سے کیا ہوتا اور کیا کیا گھر والوں پر بھی بلا نازل ہوتی۔ اور اس بچہ کو بھی زدوکوب اور مار پیٹ کرتا کہ جان چھڑانے کو تیار ہو جاتا۔ بات یہ ہے۔ کہ ابتدائی حالت [illegible] ہے۔ اور درمیانی اور رنگ کی اور [illegible] میں کہ حضرت اقدس علیہ [illegible] تو کیسی متانت [illegible] اور [illegible] وذکا ہے [illegible] کا سبب الا [illegible]

اور وہ اولوالعزمی دکھائی کہ دنیا کو حیران کر دیا۔ درحقیقت بات بھی یہی درست ہے۔ ہماری اپنی حالت ایک وہ تھی کہ بچپن کی حالت میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں حاضری تھی۔ کچھ خبر نہیں تھی کہ اسلام کیا ہے۔ دین کیا ہے۔ قرآن شریف کیا ہے مامور کیسے ہوتے ہیں۔ ہم سب کچھ مانتے تھے۔ لیکن وہ سب رسمی یا ریائی تھا۔ اور جب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تب بھی ایک مدت کے بعد حضرت اقدس کی باتیں سمجھ میں آئیں۔ اور کچھ اب وہ باتیں سمجھ میں آتی جاتی ہیں۔ جن کو زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ ہم آپ کو ایک ولی اللہ جانتے اور سمجھتے رہے۔ پھر غوث و قطب ماننے لگے۔ پھر مجدد مانا۔ پھر جوں جوں صحبت زیادہ ہوتی گئی۔ اذہان بڑھتے گئے۔ خدا نے سمجھ زیادہ کی۔ خاص عہدہ جلیلہ نبوت و رسالت تسلیم کرنے لگے ترقیات ہمیشہ بتدریج ہی ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ سب کچھ ذہن میں آ گیا۔ پہلے سب باتیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوپری سی معلوم ہوتی تھیں۔ رفتہ رفتہ وہ جزو بدن اور جزو ایمان ہوتی گئیں۔ اور فولادی میخ کی طرح دل میں ٹھک گئیں ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضور اب تو سب سے پہلے ہمیں آپنے کافر بنا دیا۔ آپنے ہنس کر فرمایا۔ کیوں؟ میں نے عرض کی کہ اب سب باتیں دل سے جاتی ہیں اور کوئی بات کسی کی اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ آپ کی باتوں کے سوا سب بری معلوم ہوتی ہیں۔ اور ایسی اوپری اوپری معلوم ہوتی ہیں۔ کہ ان پر ہنسی آتی ہے اور ایک بچوں کا کھیل دکھائی دیتا ہے۔ آپنے زبان مبارک سے تو کچھ نہ فرمایا۔ لیکن چہرہ شریف پر ایک بشاشت معلوم ہوئی۔ ایک زمانہ ایسا آیا کہ میں یا دو تین شخص لودارالامان میں رہ گئے۔ مہمان خانہ مختصر سا تھا۔ جو مطلب حضرت خلیفہ اول مولانا نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہمان خانہ ملا ہوا تھا اور برخوردار مولوی ولی الرحمٰن میرا برادرزادہ

(وہ اب غیر احمدی ہے۔ لیکن اور غیر احمدیوں کی طرح ضدی متعصب نہیں ہے) جس کی عمر بہت تھوڑی تھی۔ وہ میرے ساتھ تھا۔ حضرت ام المومنین اس سے بہت پیار کرتی تھیں۔ اور کبھی کبھی اپنے ہاتھ سے غسل دیا کرتی تھیں اور سر بھی دھو دیا کرتی تھیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بستر پر رات کو یا دن کو سو جایا کرتا تھا تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی نہ اٹھاتے اور دوسری جگہ بیٹھ جاتے یا ٹہلتے رہتے۔ میں رات کو جاتا اٹھا کر گود میں لے آتا۔ اگر کوئی عورت کہتی کہ حضرت اس کو اٹھا دیجئے۔ تو آپ فرماتے کہ خبردار نہ اٹھانا۔ کوئی تکلیف نہ ہو جاوے۔ یہ آپ کا خلق کریمانہ تھا اور رحم تھا۔ ورنہ دوسرا ایک کوئی ایسا [illegible] مولانا نورالدین خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زمانہ میں مالیرکوٹلے حسب الطلب حضرت نواب محمد علی خان صاحب تشریف لے گئے تھے۔ بات یہ تھی کہ نواب صاحب موصوف نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لکھا کہ قادیان شریف میں میرا زیادہ مدت رہنا نہیں ہو سکتا۔ بہتر ہے کہ حضرت مولانا نورالدین صاحب یہاں تشریف لا دیں۔ اور مجھے قرآن شریف مع ترجمہ و تفسیر پڑھا دیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو بہت پسند فرمایا۔ اور حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ مالیرکوٹلہ تشریف لے جاویں نواب صاحب قرآن شریف کا شوق ظاہر کرتے ہیں چونکہ آپ کو بھی قرآن شریف سے زیادہ شوق ہے۔ اور خدا نے فہم اور سمجھ قرآن شریف بہت آپ کو دیا ہے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ تو عاشق قرآن تھے ہی۔ حسب الارشاد حضرت اقدس مالیرکوٹلہ تشریف لیگئے۔ کامل تو ماہ تک یا زیادہ وہاں رہے۔ اور نواب صاحب قرآن شریف پڑھتے رہے۔ ایک دفعہ چند ایک پارہ قرآن شریف کے حضرت نواب صاحب ممدوح نے پڑھے تو جو ایک رکوع یا شاید دو تین آیتوں کی تفسیر علاوہ انکے جو خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ سے پڑھا تھا۔ [illegible] حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں بھی

اور یہ بھی لکھا کہ یہ میں نے سمجھا ہے۔ کیا یہ درست ہے۔ اور میں نے صحیح سمجھا ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ خط مجھے بھی دکھایا۔ اور فرمایا۔ کہ نواب صاحب کی کیسی عمدہ سمجھ ہوگئی ہے۔ خدا تعالیٰ برکت دے۔ اور جب آگے کو قرآن شریف پڑھیں گے۔ تو کامل معارف اسرار سے حصہ لینگے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے ان پر کھلیں گے۔ وہ تفسیر میں نے بھی دیکھی ہے۔ درحقیقت بہت ہی عمدہ لکھی تھی۔ ایک روز حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کتنے روز مولوی نورالدین صاحب کو مالیرکوٹلہ گئے ہوئے ہوگئے ہیں۔ عرض کیا کہ اب نو مہینے ہوگئے۔ فرمایا نو مہینہ میں نطفہ سے بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو انا انشاناہ خلقاً آخر خدا نے فرمایا ہے۔ اب وہ نئے انسان ہو جائینگے۔ اور ان کی دوسری پیدائش ایمانی ہو جائیگی۔ ایک دو دفعہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ دارالامان تشریف بھی لائے۔ اور پھر مالیرکوٹلہ تشریف لے گئے۔ ایک روز میں حسب عادت ایک وظیفہ پڑھتا تھا۔ اور ہزار دانوں کی تسبیح میرے پاس تھی۔ طلوع آفتاب کا وقت تھا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے باہر سیر کے لئے حسب معمول تشریف لائے۔ اور مجھے وظیفہ پڑھتے دیکھ کر چپ چاپ پانچ سات منٹ تک کھڑے رہے۔ مگر میں بھی آنکھیں کئے پڑھتا رہا۔ اچانک جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑے دیکھا میں شرما گیا۔ تسبیح میں نے چھپا دی۔ اور جلدی سے اٹھ کر ہمراہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو لیا۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھے کوئی کسی قسم کی تنبیہ نہیں فرمائی۔ اور نہ یہ فرمایا۔ کہ یہ کیا پڑھ رہا تھا اور کیوں پڑھ رہا تھا۔ اور نہ آپ کبھی کو کسی کے لباس اور صورت اور حجامت پر کچھ فرمایا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ سب بدعات و خرافات چھوٹ گئیں۔ ترقی ہر شے کی رفتہ رفتہ تدریجاً ہی ہوا کرتی ہے۔ سیر کر کے واپس تشریف لے آئے۔ اسی طرح کئی ہفتہ تک حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور میں اکیلے سیر کی۔ اس زمانہ میں کئی شخص ہو جاتے تھے۔ لیکن رات کو میں اکیلا ہی مکان میں رہتا تھا۔ اور آپ کی خدمت میں بار بار جانے کا اتفاق ہوتا تھا۔

میں نے اس کے پہلے حصہ کو شہر جیند کے حالات پر چھوڑا تھا۔ پھر اسی سے شروع کرتا ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ یہ شہر ہریانہ کے حصہ کا دروازہ ہے۔ اور شہر [illegible] اس کے تیس بتیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ یہ شہر پنجاب احاطہ میں شامل ہے۔ یہاں کی زبان اردو ہے اور پنجابی بھی ہے۔ لیکن تھوڑی ہے۔ یہ پرانا شہر ہے سکھ فرقہ کا یہ شہر ریاست گاہ ہے۔ یہاں کا رئیس موجودہ راجہ سکھ ہے۔ لیکن بے تعصب ہر مذہب اور ہر ملت کے لوگوں کو یکساں دیکھتا ہے کسی سے تعصب نہیں ہے۔ عدل اور رحم اور رعایا پروری اس کے مزاج اور سرشت میں ہے۔ وزیر اعظم بھی جو آج کل سکھ ہے۔ انہیں صفات پسندیدہ سے موصوف ہے اس شہر کی آٹھ نو ہزار کی آبادی ہے۔ مسلمان تھوڑے ہیں۔ یہاں ہمارے آباؤ اجداد کی آمد و رفت اور بعض کی قیام گاہ رہی ہے۔ ہمارے پردادا حضرت شاہ محمد ادریس رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہیں رہتے تھے۔ اور یہیں [illegible] میں وفات پائی۔ اور ایک مسجد ہے جو قریباً چھ سو سال کی بنی ہوئی ہے۔ اسے اس کی تعمیر سے [illegible] ہیں۔ قاضی شیخ عبدالوہاب مرحوم و مغفور [illegible] کی تعمیر کردہ ہے۔ دادا صاحب کی قبر اور احاطہ پختہ ہے اور ایک حجرہ اسی کے ملحق اسی میں ہے۔ یہاں کے قاضی نسلاً بعد نسلاً شاہان اسلام سے لے کر اب تک عہدہ جلیلہ قضا پر چلے آتے ہیں۔ ان کے بغیر حکم کے کوئی نکاح نہیں ہو سکتی۔ پہلے فتوے اور کاغذات اور قبالے انہیں کے یہاں سے جاری ہوتے تھے۔ لیکن بعد غدر کے یہ سب کچھ جاتا رہا۔ اب صرف نکاح خوانی رہ گئی ہے۔ جوں جوں تنزل ہوتا گیا۔ ویسے ہی عہدے و مراتب میں فرق آتا گیا۔ جائداد و جاگیرہ اور تمام منصب سب دور ہو گئے۔ سلسلہ [illegible] سخت مخالفت ہیں۔ میں نے تین سال تک ان کو [illegible]

تعلیم و تبلیغ کی جلسوں میں مجمع عام میں اور خود فرداً فرداً علیحدہ سلسلہ کی تبلیغ کی۔ مگر ایک طبقہ بھی آج تک انکار پر تلے ہوئے ہے۔ اور انہیں جو شبہات لگے ہوئے ہیں۔ سب کا جواب بھی دیا۔ اگر انا الفینا آباءنا خلافتی [illegible] فرما دے۔ شیخ، سید، مغل، پٹھان وغیرہ کے علاوہ سب قوموں کا یہی حال ہے۔ سب نام کے مسلمان ہیں۔ کام کا ایک بھی نہیں ہے۔ صرف ان میں سے ایک شخص شیخ قاسم علی صدیقی قریشی ہے جس کو خدا نے سمجھ اچھی اور فہم مستقیم اور قلب سلیم عطا کیا ہے۔ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ تقویٰ اور اکل حلال بہت کچھ ان کا شعار ہے۔ ہر قسم کی بدعات و رسوم سے پرہیز رکھتے ہیں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اور سب احباب سلسلہ احمدیہ کے دل سے عاشق زار ہیں۔ کوئی بات کسی قسم کی ہوتی ہو بیچ میں ضرور تبلیغاً یا تفہیماً یا تذکرۃً حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یا دارالامان یا سلسلہ حقہ احمدیہ کا ذکر کئے بغیر نہیں رہینگے۔ گو ایک غریب مسکین آدمی ہیں مگر حق بات میں کبھی بھی نہیں دبینگے۔ اور حق بات کو دوسرے سے کہے بغیر جیسے بدون نہیں رہینگے [illegible] اور لوگوں نے میں برکت دے یہ شخص [illegible] ان کا باپ فوت ہوگیا [illegible] کی نماز سب لوگوں نے [illegible] شخص نے کہ وہ غیر احمدی اور دشمن احمدی [illegible] مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا اسکی جنازہ کی نماز نہ پڑھی اور اپنے مطاع کے حکم کو تسلیم کیا۔ لوگوں نے بہت کچھ طعن و تشنیع کیا۔ اور اب بھی ہر بات میں کہتے ہیں مگر پرواہ نہیں کرتا۔ انہیں کے مکان میں [illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تھی۔ اور ان کے مکان میں اب تک بھی آپ کی [illegible] موجود ہے۔ اور وہ کوٹھڑی کہ جس [illegible] صاحب مرحوم رہتے تھے [illegible] کی [illegible] ہے۔

(باقی آئندہ) خاکسار [illegible]

[illegible]

ایڈیٹر پیغام کو مباہلہ کا چیلنج

(از میر غلام حسین صاحب احمدی نمبردار سیالکوٹ)

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
پیغام صلح ۲۰ نومبر سے معلوم ہوا ہے
پیغام صلح کا ایڈیٹر سید حامد شاہ صاحب مرحوم کو
ہم خیال ظاہر کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ شاہ صاحب
مرحوم بھی ہمارے پیغامیوں کی طرح سمجھتے تھے۔ یہ
ایڈیٹر پیغام نے بہت ہی افتراء کیا ہے۔ اور سید حامد شاہ
صاحب مرحوم پر بہتان باندھا ہے۔ اور الزام لگایا
ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

میں (غلام حسین) مسجد میں کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کی
قسم اٹھا کر شہادت دیتا ہوں۔ کہ بیعت خلافت کے
بعد سید حامد شاہ صاحب بوقت وفات حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیگر گذشتہ نبیوں
کی طرح نبی بلکہ بعض سابقہ انبیاء سے افضل
اور آپ کے منکرین غیر احمدیوں کو کافر اور پیغامیوں
کو فاسق اور منافق سمجھتے رہے ہیں۔ ہم ہر روز شاہ
صاحب کا درس قرآن اور ہمیشہ وعظ و خطبہ سنتے
رہتے ہیں۔ مرحوم شاہ صاحب بہت زور سے قرآن
مجید سے مسیح موعود کی نبوت۔ غیر احمدیوں کا کفر پیغامیوں
کا فسق ثابت کرتے رہے ہیں۔ اگر ایڈیٹر پیغام صلح
سچا ہے۔ تو سید حامد شاہ صاحب کے عقیدہ
کہ حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ اور غیر احمدیوں کو کافر اور
پیغامیوں کو فاسق جانتے تھے پر مباہلہ کرنے کو
تیار ہوں۔ والسلام

ڈائرکٹری

ڈائرکٹری کے مرتب کرنے کی تحریک کرتے ہوئے احباب کو
توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ اس مبارک تحریک کے سرانجام دینے
میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ اور احمدیوں کے نام لکھکر جلد
بھجوائیں۔ سو الحمدللہ کہ میری آواز پر چند دوستوں نے
توجہ فرمائی۔ اور مجھے نام بھی بھیجے۔ اور نیک مشورہ
بھی اس تجویز کے متعلق دیئے۔ میں اُن سبقت کرنیوالے
دوستوں کا شکر گذار ہوں۔ خصوصاً عالی جناب سیٹھ
عبداللہ الہ دین صاحب تاجر دکن اور حافظ عبدالعزیز
صاحب سیٹھ سنگرکمپنی اور منشی غلام حیدر صاحب پٹواری
خاص قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے اس مفید کتاب کو
نہایت ہی ضروری اور بابرکت بتایا۔ فجزاہم اللہ
احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ لیکن یہ کام دو چار
دوستوں کے کہنے سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا جب
تک ہر ایک احمدی اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اسلئے میں پھر
دوسرے احباب کی خدمت میں یاددہانی کرتا ہوں۔ اور
اسی طرح کرتا جاؤں گا۔ جب تک کہ کافی تعداد اسمار
احمدیان کی میرے پاس نہ پہنچ جائے۔ کہ ہر ایک دوست
اپنا اسم گرامی حسب ذیل نمونہ کے مطابق لکھ کر دفتر
فاروق میں بھیجدیں۔ اور کم از کم ۸ر فیس اندراج
نام ہمراہ روانہ کریں۔ مکرمی منشی غلام حیدر صاحب
مشورہ دیتے ہیں۔ کہ جو نقشہ اندراج نام کے واسطے
تجویز کیا گیا ہے۔ یہ مناسب ہے۔ لیکن اگر کوئی دوست
اس سے علیحدہ کچھ اپنے مختصر حالات ڈائرکٹری مذکور
میں اپنے نام کے ساتھ لکھ کر بھیجیں۔ وہ بھی کتاب مذکور
میں باخذ اجرت زائد درج کرلئے جائیں۔ تو زیادہ
مفید اور دلچسپ کتاب ہوجائیگی۔ سو میں بھی ان کے
اس مشورہ کو پسند کرتا ہوا تجویز کرتا ہوں۔ کہ جو دوست
نقشہ مجوزہ کے علاوہ اپنے حالات ڈائرکٹری میں درج
کرانا چاہینگے۔ وہ اپنی قلم سے قابل اندراج حالات
نقشہ مذکورہ کے ہمراہ لکھکر بھیجدیں اور ۲ر فی سطر کے
حساب سے ان سے اجرت لیجائیگی۔ جو علاوہ اس ۸ر
فیس اندراج نام کے ہوگی۔ اور یہ اجرت پیشگی آنی
چاہیئے۔

دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ جو دوست ۱۰ نام معہ فیس مقررہ
کے لکھکر ارسال کرینگے۔ ان کا اسم گرامی بلا فیس ڈائرکٹری
میں درج کردیا جائیگا۔ اور مفت ایک نسخہ ان کو اس
کتاب کا دیا جائیگا۔

اطلاع۔ یہ ڈائرکٹری ہر ایک اس دوست کو دیجائیگی
جو کم از کم ۸ر فیس اندراج نام کی ارسال کرینگے۔ یا
دس نام معہ فیس بھیجینگے۔

یہ فیس کم از کم ہے۔ ۸ر سے زائد بطور امداد اگر
کوئی دوست حسب حیثیت خود عطا فرمادینگے تو ان کا شکریہ
ادا کیا جائیگا۔ اور زائد رقم کے معاوضہ میں بعض
ایسے کم استطاعت احمدی احباب کے نام بلا فیس
درج کردیئے جائینگے۔ جو ۸ر فیس ادا نہیں کرسکینگے
لیکن یہ کتاب مفت ایسے کم استطاعت احمدیوں کو
نہیں دی جائیگی۔ صرف ان کا نام درج کردیا جائیگا۔

سکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ
اپنی اپنی انجمن کے ممبروں کے
نام نقشہ مجوزہ کے مطابق لکھکر اور ۸ر فیس ہر ایک نام
کی وصول کرکے بہت ہی جلد دفتر فاروق میں ارسال
فرمادیں تاکہ جلسہ سالانہ تک جو غالباً ایسٹر کی تعطیلات
میں ہوگا۔ اس کتاب کو مکمل کرلیا جائے۔

نقشہ مجوزہ برائے اندراج نام

پورا نام۔ مفصل پتہ معہ ڈاکخانہ وضلع۔
کس سنہ یا ماہ میں بیعت کی۔ بیعت کسکے ہاتھ پر (مسیح موعود کے یا خلیفہ)
اسوقت کیا کام کرتے ہیں۔ خواندہ یا ناخواندہ
اگر خواندہ ہیں تو دینی یا دنیوی تعلیم کیا ہے

تبلیغ رسالت جلد سوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نایاب اشتہارات کے
مجموعہ کی تیسری جلد شائع ہوکر احباب کے نام بذریعہ
وی پی بھیجی جارہی ہے۔ الحمدللہ دو جلدیں [illegible]
[illegible] چھپ گئی ہیں۔ تیسری جلد [illegible]
[illegible] انشاء اللہ جلد [illegible]
[illegible]

ہوتا ہے۔ واپس کرنے والے دوستوں نے فوائد جلد اول کا [illegible] نہیں فرمایا۔ ورنہ واپس نہ کرتے۔ چونکہ جلد اول گوہر بے بہا کی موتیوں کے وزن سے بڑھ کر قیمت رکھتی ہے۔ اور کوئی جلد بھی مکمل نہ ہوگی۔ جب تک کہ اس مجموعہ کی سب جلدیں نہ خریدی جائیں۔ پس ایسے دوستوں کو مناسب ہے۔ کہ وہ واپس شدہ کاپی فوراً منگالیں۔ میں نے صرف پانسو کتاب طبع کرائی ہے۔ اور جلد سوم غالباً چارسو ہی طبع ہوگی۔ اسوقت کئی روپوں سے یہ خزانہ ملتا ہے۔ پھر اشرفیوں سے بھی ملنا مشکل ہے۔ ہر دو جلد شائع شدہ کی قیمت ۲/ معہ محصولڈاک ہے۔ اور ایک جلد کی ۱/ معہ محصولڈاک۔

دفتر فاروق سے طلب فرماویں

مسیح موعود کا پیغام — حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دو تبلیغی اشتہارجن کا ہر احمدی کے گھر میں ہونا ضروری ہے چھوٹے سائز رنگدار کاغذ پر طبع کرائے ہیں۔ ایک اشتہار میں عورتوں کو بہت زور سے تبلیغ کی ہے اور فرمایا ہے۔ کہ اس اشتہار کو ہر ایک گھر میں پہنچایا اور سُنایا اور سمجھایا جاوے۔ اور دوسرے اشتہار میں لڑکے لڑکیوں کے رشتہ ناطہ کے متعلق مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایات ہیں کہ غیر احمدیوں کو اپنی لڑکی نہ دی جائے۔ یہ دونوں اشتہار نہایت ضروری ہیں۔ اور ہر ایک احمدی کے پڑھنے کے قابل۔ خواہ وہ خواندہ یا ناخواندہ۔ دوسرے خواندہ بھائی سے پڑھوائے۔ اور پھر اپنے گھر کے لوگوں کو سمجھاوے اور سُنوا دے۔ اور ذہن نشین کرا دے۔ چند کاپیاں باقی ہیں۔ ۲/ کے ٹکٹ بھیجکر ایک کاپی طلب کریں۔ ایک روپیہ کی دس کاپیاں ملینگی

دفتر فاروق سے منگانی چاہیئے

مصحف عثمانی کا فوٹو — حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ سوم حضرت نبی عربی فداہ [illegible] نے جو قرآن مجید لکھوایا تھا اسکے ایک ورق کا فوٹو بعد تبرک [illegible] سائز [illegible] ہے۔ چند کاپیاں موجود ہیں ہدیہ فی فوٹو [illegible]

چند نایاب تحفے

قرآن مجید قلمی — نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر تمام قرآن مجید مکمل بہت پرانا قلمی لکھا ہوا ہمارے پاس ہدیہ کے لئے آیا ہے۔ کوئی شائق متمول احمدی اس کی درخواست کریں۔ ہدیہ یک صد روپیہ

حجج الکرامہ فی آثار القیامۃ — نواب صدیق حسن خان بھوپال کی وہ مشہور کتاب جس کا اکثر تصانیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ذکر آیا ہے۔ اور اسوقت یہ کتاب کسی جگہ نہیں ملتی۔ نہ دوبارہ طبع ہوئی ہے۔ احمدیوں کے خاص مذاق کی کتاب ہے۔ مجلد قیمت [illegible] علاوہ محصولڈاک

آخری فیصلہ کا عکس — حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو خط مباہلہ کے واسطے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو تحریر فرمایا تھا جسکو امرتسری مُلاں ہمیشہ آخری فیصلہ کہا کرتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا اصل خط مخدومی مفتی محمد صادق صاحب سے مجھے مل گیا تھا۔ اس کا عکس میں نے احمدی احباب کے واسطے طبع کرا دیا ہے۔ ہر ایک احمدی کو اس کا دیکھنا اور پڑھنا ضروری ہے۔ ایک روپیہ کی بیس کاپیاں۔ ایک کاپی کے واسطے ۱/ کے ٹکٹ آنے چاہئیں۔

پتہ :۔ فاروق بک ایجنسی قادیان

نامہ مبارک کا فوٹو — حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تبلیغی خط مقوقس کے بادشاہ کے نام لکھا تھا۔ اُس اصل خط کا فوٹو اعلیٰ درجہ کا لیا گیا ہے۔ اور چند فوٹو ہمارے پاس ہدیہ کے واسطے باقی ہیں۔ زیبائش مکان اور صداقت رسول نعمانی و جان صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اعلیٰ چیز ہے۔

ہدیہ [illegible] علاوہ محصولڈاک

غلاف کعبۃ اللہ — مکہ مکرمہ معظمہ پر غلاف سلطان روم کی طرف سے ہرسال پہنایا جاتا ہے اسکے چند ٹکڑے بعض حاجی [illegible] لے آئے ہیں [illegible]

جو تبرک کے طور پر رکھنے ہیں۔ ایک ٹکڑے [illegible] ہو چکے ہیں۔ لاف موسومت کا ایک ٹکڑا [illegible] نہایت عمدہ [illegible] کا نام سلطنت [illegible] موجود ہے۔ خریدنے سے پہلے جسکو پھر نہایت عمدہ استر اور حاشیہ لگا کر رکھا اور جو بالکل نیا ہے۔ ہدیہ [illegible] دفتر فاروق سے طلب کریں

جلسہ فتح گورنمنٹ برطانیہ

یادگیر علاقہ دکن — سے مندرجہ ذیل اطلاع دفتر فاروق میں موصول ہوئی ہے۔ جسکو ہم خوشی سے درج اخبار کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے محترم مکرم جناب شیخ حسن صاحب مالک کارخانہ بیڑی نے اس موقعہ فتح پر ایک بڑے خرچ سے عام جلسہ کیا ہے۔ [illegible] بر بناء جدیدہ خبر معمولی بذریعہ منادی جناب ناظم صاحب تعلقہ ہذا معلوم ہوا۔ کہ ہماری سرکار عظمت مدار و سلطنت ترکی میں اتحاد قدیمہ دوبارہ قائم ہونے کی وجہ سے خداوند کریم کا شکریہ اور مساجد میں نماز دوگانہ ادا کریں۔ و نیز دفاتر سرکاری بند رہینگے۔ لہذا اس شاندار کامیابی پر بہ تعمیل حکم اعلیحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہم العالی ۱۶ - ۱۷ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ کا دن بذا کو تعطیل دیجاتی ہے۔ اور تمام جماعت احمدیہ کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ اخبار الحکم نمبر ۳۸ مورخہ [illegible] سے ظاہر ہے کہ اس جنگ عظیم اور اس کی شاندار کامیابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات میں سے ایک زبردست نشان پورا ہوا ہے۔ اور برٹش گورنمنٹ کے لئے خاص [illegible] کی حضرت مسیح موعود نے کامیابی کی دعائیں کی [illegible] ہماری خوشی [illegible] خوشی کی موجب ہے [illegible] ہیں بھی خداتعالیٰ کی عظمت و جلال کا [illegible] لہذا خصوصیت سے اس شاندار کامیابی پر [illegible] مسرت کریں۔ [illegible]

[illegible] جب [illegible] خالی ہو جاوے یعنی بعد [illegible] قائم کارو بار بند کئے جاویں و [illegible] بطور شکریہ ادا کی جاوے اور [illegible] کارخانہ کے قریب جو ... جن کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے ۔ ان کو دعوت با شندگان قصبہ قادیان سرکار کو کھانا کھلایا جاوے ۔ امید کہ تمامی ملازمین و کاریگران کارخانہ صدق دل سے خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے سلطنت آصفیہ و برطانیہ کی وابستگان کی دعائے خیر مانگینگے ۔"

منیجر کارخانہ چاند مارک بٹری یادگیر علاقہ دکن

دو اہلحدیث ریل میں لڑ مرے

ناظرین حکایت دلپذیر ہے کہ احقر ۲۔ دسمبر ۱۸ء صبح کے وقت دابۃ الارض کانپور سے لکھنؤ آتا تھا کہ انٹر کلاس میں ناگہاں دو صورتیں بشرعی دکھائی دیں ۔ وہیں میں بھی بیٹھ گیا ۔ ایک ہندو شنکر نامی ہیڈ نے جماہی لے کر ہری ہر ہری ہر کہا ۔ اسپر مولوی صاحب اہلحدیث مسکرائے ۔ شنکر تاڑ گیا ۔ اور مولوی صاحب سے ہمکلام ہوا ۔ کہ مولوی جی خدا کے نام پر کیوں [illegible] ۔ مولانا ۔ کہ یہ خدا کے نام کہاں ہیں ۔ کسی آسمانی کتاب میں لفظ ہری ہر مذکور نہیں ہے ۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے ۔ شنکر بولے ۔ اشوک کی کتاب زبان سنسکرت میں ہے کہ جس کو دیکھتے ہیں ۔ اور ہمارے سنسار کے [illegible] ہے ۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا لفظ نہیں ہو پھر بھی ہم اس نام پر ہنستے نہیں ۔ کیونکہ اس کے [illegible] ... ایک ہی بات ہے ۔ خدا نے [illegible] ... دیکھو ۶۰ [illegible] ... نام ہے ۔ یہ کہکر شنکر [illegible] ... مولوی صاحب کے پھر [illegible] ... اور دونوں مار [illegible]

لیک کہتا تھا کہ وحی ہر زبان میں ہوتی ہے ۔ ایک کہتا کہ سوائے عبرانی اور عربی زبان کے کسی زبان میں وحی نہیں ۔ کسی اکابر عظام اسلام کا مذہب نہیں ۔ یہ فقرہ کہتے ہوئے بلاتکلف مولوی صاحب میری طرف مخاطب ہوئے ۔ اور کہنے لگے ۔ کہ بھلا آپ نے بھی سنا ہے کہ لفظ ہر آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے ۔ اور ساتھ ہی سوال کیا ۔ کہ آپ کا اسم مبارک ۔ عاجز نے بادب عرض کیا کہ نام میرا ضرور ہے ۔ مگر ڈرتا ہوں کہ آپ ہنسنے ۔ تو مجھے ناحق صدمہ ہوگا ۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مجھے ضرورت ہنسنے کی نہیں ۔ بتائیے الغرض بتایا کہ نام میرا کبیر ہے ۔ سنکر کہا مذہب جواب دیا گیا کبیر ۔ مولوی صاحب نے حیرت سے کہا کہ مذہب کبیر تو میں نے آج تک نہیں سنا ۔ احقر نے مولوی صاحب سے بیان کیا کہ کبیر سے جو دو اسلام ہے ۔ اور اسلام بڑا ہے ۔ سب دینوں اور مذہبوں سے ۔ چونکہ اس لفظ کی تفسیر کبیر ہے ۔ لہٰذا اسلام پر اکتفا کر کے یہ التماس خدمت میں ہے ۔ کہ اس عاجز نے ایک اہلحدیث سے یہ حدیث سنی ہے

ان کلام اللہ حول العرش بالفارسیۃ و ان اللہ تعالیٰ اذا اوحی امرا فیہ لین اوحاہ بالفارسیۃ واذا اوحی امرا فیہ شدۃ اوحاہ بالعربیۃ (کنز)

(ترجمہ) عرش کے گرد اللہ تعالیٰ کا کلام فارسی زبان میں ہوتا ہے ۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی امر میں جس میں نرمی ہو وحی کرنا چاہتا ہے ۔ تو فارسی زبان میں وحی کرتا ہے ۔ جب ایسے امر میں وحی کرتا ہے ۔ جس میں شدت ہو ۔ تو عربی زبان میں وحی کرتا ہے ۔

بس پھر کیا تھا ۔ آپ کون ہیں کہاں پڑھا ہے یہ حدیث نہیں ۔ دکھائیے دکھلائیے ۔ سب مسافروں نے کہا کہ آپ ہی اپنی کتاب میں لکھا دکھائیں کہ یہ حدیث نہیں ہے ۔ یہ سنکر مولوی بولا کہ میں کتابیں ساتھ باندھے پھرتا ہوں میری طرف سے بھی یہی جواب تھا ۔ والسلام

کبیرالدین احمد احمدی اکبرآبادی

فتح برطانیہ کی خوشی میں رعایت

خدا تعالیٰ کے فضل سے چونکہ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے دشمن کو مغلوب کر کے فتح نمایاں حاصل کی ہے ۔ اس لئے اس کی خوشی میں فاروق بک ایجنسی کی مندرجہ ذیل کتابیں ۳۱ دسمبر ۱۸ء تک نصف قیمت پر دیجائینگی محصول ڈاک بذمہ خریدار ۔

ثنائی فرار ۔ ثنائی ہرزہ درائی ۔ صادق کلمات بجواب ثنائی بکواس ۔ فیصلہ الٰہی و ثنائی روسیاہی فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی ۔ ختم نبوت کی حقیقت النبوۃ فی خیر الامۃ ۔ مباحثہ مونگھیر حصہ اول و دوم و سوم ۔ شدھی کی ناشدھی ۔ رسالہ گوشت خوری ۔ چودھویں صدی کا مہدی ۔ علمار خلافت ۔ ایک مسلمان کا پیغام ۔ دہرم پال کا کچا چٹھا ۔ تصدیق کلام ربانی فاروق ۱۹۱۷ء کا فائل مکمل ۔ فاروق ۱۹۱۸ء کا مکمل فائل ۔ خلافت محمود و مصلح موعود ۔ پیام پارٹی کا ارتداد ۔ ازہاق الباطل بجواب مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام ۔

اخبار عالم

معزول قیصر کی حوالگی کا مطالبہ ۔ لنڈن ۲ دسمبر ۔ سر ایف ای اسمتھ اٹارنی جنرل نے ایک ملاقات میں بیان کیا کہ جنگی کیبنٹ نے بشمول فرانس اور اٹلی کے نمائندوں کے باتفاق رائے فیصلہ کیا ہے کہ ہالینڈ کو معزول قیصر کی حوالگی پر مجبور کیا جائے ۔

برطانیہ سے جرمنوں کا اخراج ۔ لنڈن ۲ دسمبر ۔ سر ایف ای اسمتھ نے لدھنز میں ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ گورنمنٹ کا پختہ ارادہ ہے کہ برطانیہ سے ایک ایک جرمن کو نکالکر باہر کیا جاوے ۔

قیصر کی قسمت کا فیصلہ [illegible] ... [illegible] ... [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر

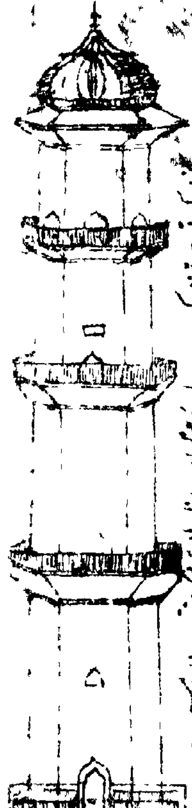
بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعہ کو

فاروق

ایڈیٹر و مہتمم پبلشر ... قاسمی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۸ء | نمبر ۴۸



سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ہفتہ عشرہ ... کی جانب ... تشریف لے گئے اور ... کو واپس تشریف لے آئے۔ (اب) حضور کی صحت میں ترقی ہو رہی ہے۔ مگر ابھی کامل صحت نہیں۔ چنانچہ گذشتہ نماز پڑھانے کیلئے تشریف نہیں لا سکے۔ البتہ جمعہ خود پڑھایا فالحمد للہ۔

۲۔ بارہ وفات۔ باہر کے اخباروں میں ان مجالس مولود کا ذکر ہے۔ جو کہ گوؤں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات یا ولادت کی تقریب پر منعقد کیں الحمد للہ کہ دار الامان ان بدعات سے پاک ہے۔ یہاں نہ کوئی مجلس قائم ہوئی نہ جلسہ۔ بلکہ اسبات کا ذکر تک بھی نہیں کیا۔ کہ آج کوئی تقریب ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد خلفاء راشدین کے زمانہ میں یہ دن کبھی نہیں منایا گیا۔ نہ کسی نے چراغاں کیا۔ مدرسہ احمدیہ یا ہائی سکول میں رخصت بھی نہیں ہوئی۔ تعجب ہے۔ کہ علماء فرنگی محل (لکھنؤ) بھی اس بدعت میں پیش پیش ہیں۔

۳۔ قادیان میں دیانند سکول۔ آریہ گزٹ لاہور لکھتا ہے۔ کہ قادیان میں دیانند اینگلو ویدک سکول قائم کرنے کے لئے ۴۳ کنال زمین خرید لی گئی ہے۔ اور دیانند کالج کمیٹی کے پاس سکول جاری کرنے کے لئے درخواست پہونچ چکی ہے۔ قادیان کے لالہ مہاراج۔ لالہ لال چند لالہ کرم چند (کہ تینوں صاحبان آجکل شاہدرہ میں رہتے ہیں) نے دس ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

۴۔ ہمعصر الفضل اور دسمبر ۱۹۱۸ء راوی ہے کہ صدر انجمن اور ترقی اسلام کے صیغہ جات کے متعلق بعض نئی تجاویز پر غور ہو رہا ہے کہ وہ بعض نئی تجاویز جب مکمل ہو جائینگی۔ تو ان کی تفصیل اطلاع عام کے لئے شائع ہوگی۔

۵۔ موسم سردی بڑھتی جاتی ہے۔

۶۔ ناظرین یہ سنکر بہت متاسف ہونگے کہ ہمارے نامہ نگار خصوصی شیخ غلام غوث صاحب مولوی عالم جو کرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے ... تھے۔ ۱۲ دسمبر نماز جمعہ کے وقت فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ابھی نوجوان تھا اور مخلص احمدی۔ شیعہ کی تردید کا خاص جوش تھا۔ اسی سال مولوی فاضل کا امتحان دینے والا تھا ... اور رحمت میں جگہ دے۔

...ہمیدی ہے۔ مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے
...ی شیدہ طالب حق مادار سکے نام فاروق
...کے لئے مفت جاری کرنا چاہتے ہیں۔
...جاتی ہے کہ بعض احباب حضرت امام کرس
...ان آنے کا موقع پاسکتے ہیں۔ تو بعد
حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت سے فائدہ۔

حمدیہ ڈائرکٹری

...ن احباب کی خدمت میں پھر تاکیداً عرض ہے کہ
...اپنے اسمار گرامی اس ڈائرکٹری میں درج
...سلے دفتر فاروق میں ارسال کریں۔ اور ہر
...نام ساتھ لکھ دیں۔ اس فہرست میں نام بھی
...ئے گا۔ اور کتاب مذکور بھی مفت ملیگی۔
...ع کا سودا ہے۔ ہاتھوں ہاتھ لے لو۔
...امور لکھ کر معہ فیس ارسال کریں۔
...مفصل پتہ معہ ڈاکخانہ و ضلع۔
...م بیعت کی۔ بیعت کرکے مسیح موعود کو دیکھا یا نہیں
...ام کرتے ہیں۔ خواندہ یا ناخواندہ
...ں تو دینی یا دنیوی تعلیم کیا ہے۔
...اخبارات کے خریدار ہیں۔
...اعدی دوست اس ڈائرکٹری کی تکمیل میں
...نام معہ فیس بھیجے۔

...ن کی تیسری بارگذارش

...پہلے دو مرتبہ عرض کیا جاچکا ہے کہ سال
...ئے فاروق مورخہ ۹ جنوری ۱۹۱۹ء سے ان
...ام سالانہ چندہ کا اور ہمدردان فاروق
...ئے سہ ماہی کے ششماہی عہ کا وی پی ارسال

ہوگا۔ اب تیسری بارگذارش ہے کہ جن احباب کے
نام ہمیشہ سالانہ چندہ کا وی پی ہوا کرتا ہے۔ انکے
نام سالانہ چندہ کے لئے اور جو دوست سہ ماہی وار
ایک روپیہ دیا کرتے ہیں۔ انکے نام بجائے سہ ماہی
کے ششماہی عہ کا وی پی جاری ہوگا۔ اس
لئے جنکا نذر خرید نہیں ... نوی سرپرست و
ہمدرد وی پی واپس کرکے سلسلہ کو ڈاک کا نقصان نہ
دینگے۔ اور اگر کوئی دوست بر وقت وی پی لینے
سے ... تیار نہوں۔ تو ۹ جنوری ۱۹۱۹ء سے
قبل ایک پیسہ کا خرچ گوارا کر کے دفتر فاروق میں
اطلاع دیں کہ کس ماہ میں ان کے نام وی پی کیا جائے
اور جن احباب کے ذمہ ۱۹۱۸ء کا بقایا ہے۔ انکے
نام صرف بقایا کا وی پی ہوگا۔ اور آئندہ کے لئے
ایک ماہ بعد یا جب وہ لکھیں۔ تب وی پی کیا جائیگا
اسکے بعد اب کوئی اطلاع نہ دیجائیگی۔ کیونکہ سال
رواں کا یہی آخری پرچہ ہے۔ اب انشاء اللہ
سال جدید کا پرچہ نکلیگا۔ جو وی پی بھیجا جائیگا۔

توسیع اشاعت

نئے سال کے لئے ہمارے مخلص دوست کوئی
خریدار بھی عطا فرمادیں کیونکہ جب وی پی جاری
ہونگے۔ تب ضروری بعض احباب باوجود تین
دفعہ اطلاع دینے کے بھی وی پی واپس کردینگے
اور پھر اگر ان کو لکھا جاوے۔ تو جواب بھی نہ دینگے
مجبوراً پرچہ ان کے نام سے بند کردینا پڑیگا۔
اسطرح بہت سے موجودہ خریداروں میں سے
کم ہوجائینگے۔ اسلئے ضروری ہے کہ نئے خریدار
پیدا کرکے نہ صرف اس کمی کو ہی پورا کیا جائے
بلکہ فاروق کی اشاعت کم ازکم پانسو تو کردیں
اسوقت تو چار سو ہے۔ جنمیں سے ضرور نئے سال پر
کسیقدر خارج ہوجائینگے۔

فتح برطانیہ کی خوشی میں رعایت

فتح برطانیہ اور جرمن شکست کی خوشی میں فاروق بکڈپو کی
مندرجہ ذیل کتابیں ۳۱ دسمبر ۱۹۱۸ء تک نصف قیمت
پر دی جائینگی۔ اور ہندوستان سے باہر والوں کو
۳۱ جنوری ۱۹۱۹ء تک یہ رعایت ملیگی۔

خلافت محمود و مصلح موعود ۱۰ ... تصدیق کلام ربانی ۸
علمائے حال کے اس سوالات کا جواب ۸
ہدیہ قاسم ۱ ... علمائے خلف یعنی اس زمانہ کے علمار کا فوٹو ۸
مباحثہ مونگھیر احمدیاں و غیر احمدیاں ہر دو حصہ ۸
اخبار فاروق ۱۹۱۶ء کا مکمل فائل اباب کے ساتھ ۱
" " ۱۹۱۷ء " " " ۱
" " ۱۹۱۸ء " " " للعہ
ختم نبوت کی حقیقت ۸ ... تردید کی استدعی ۲
ثنائی سر ہ درای ۲ ... تبرت مستورات کے پڑھنے کے قابل
ثنائی چکر ۳ ... ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار ۳
چودھویں صدی کا امرتسری یہودی ۳ ... کلمۃ الامام ...
فیصلہ الٰہی اور ثنائی رد سیاہی ۳ ... قال الصدر ...
فیصلہ خدائی برسلات ثنائی ۳ ... صلاح الشر ...
صادق کلام بجواب ثنائی ہفوات ۳
قول الحق رد آریہ سماج ۲ ... پیام پارٹی کا رقد ...
ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ۲
ازہاق الباطل بجواب مولوی محمد علی ایم اے ۲
گوشت خوری ۲ ... الاسوۃ فی خیر الامۃ ۴
آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا ۳ ... علاج رعشہ
گائے کی عظمت پر تحقیقی نظر ۱
دہرم پال کا کچا چٹھا ۱

ان کتابوں کی اصل قیمتیں درج کی گئی ہیں۔ ان کا نصف
لیا جائیگا۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

ملنے کا پتہ: مینیجر فاروق بکڈپو قادیان (گورداسپور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۶ دسمبر ۱۹۱۸ء

سلسلہ احمدیہ کی فتح
مسئلہ وفات و نزول مسیح میں

مسیح اعوج کی تاریکی جب انتہاء کو پہونچ گئی تو بدر امامت کے برج ہدایت سے طلوع کیا۔ اور اسکی روشنی میں سب نشیب و فراز صاف دیکھا۔ ہم پر ثابت ہوا کہ باوجود دعوے اسلام حیات مسیح کا قائل تو اسے اب تک لایزال و لا یزول آسمان پر حی و قائم ماننا ایک شرک ہے۔ اور بنی اسرائیل کے نبی کو امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے دوبارہ آتا ماننا سردار رسولوں کے خاتم احمد مختار کی شان [illegible] ہے یہ عقیدہ صحیح نہیں [illegible] کی [illegible] وفات [illegible] [illegible] ہے [illegible] تو [illegible] کلمہ کو بھی [illegible] اور [illegible] [illegible] الامان [illegible] [illegible] کے ماموروں [illegible] سے مطلع [illegible] کر دیا۔ [illegible] کے [illegible] اور علماء اس مسئلہ پر غور کرنے لگے۔ اور ان دلائل کو لاجواب سمجھ [illegible] ان کی تردید میں بعض نادان [illegible] آیت وان من اهل الكتاب [illegible] قبل موته [illegible] سے حیات مسیح اور آمد ثانی مسیح الناصری ثابت کرتے تھے یہ معنے کرکے کہ ہر ایک اہل کتاب مسیح پر مسیح کی موت سے پہلے ایمان لائے گا۔ حالانکہ یہ معنے دوسری آیات سے قطعاً خلاف ہیں۔ چنانچہ ان تمام مفاسد کو جناب ڈاکٹر صادق علی صاحب کپورتھلہ نے محسوس کیا ہے اور حسب ذیل مضمون رسالہ معارف میں چھپوایا ہے جو مجلہ دارالمصنفین کا ایک مشہور علمی رسالہ ہے۔ اور سید سلیمان ندوی ایسے عالم متبحر کی ادارت میں شائع ہوتا ہے اور وہ یہ ہے:

"محترم علمائے اسلام اور اہل تفسیر افاضل اعلام کی خدمت میں جواب مستفسر کیا جاتا ہے۔ امور ذیل کے بارہ میں جو اس آیہ کریمہ سے تعلق رکھتے ہیں

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا۔

اور یہود کے یہ کہنے کے باعث کہ ہم نے مسیح عیسی بن مریم رسول اللہ کو مار ڈالا۔ حالانکہ نہ انہوں نے مسیح کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھا کر مارا لیکن ان کے لئے ظاہری صورت میں اشتباہ کی بات ہو گئی تھی۔ اور جن لوگوں نے مسیح کی موت کے بارہ میں اختلاف کیا ہے۔ وہ اس بارہ میں شک میں تھے۔ ان کو واقعی علم نہ تھا محض گمان کی پیروی کرتے تھے انہوں نے یقیناً مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالی نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور ہر ایک اہل کتاب اپنی موت سے پہلے مسیح پر ضرور ایمان لائیگا۔ یا ہر ایک اہل کتاب مسیح کی موت سے پہلے مسیح پر ضرور ایمان لائیگا۔ ہر ایک اہل کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت محمد پر ضرور ایمان لائے گا۔ اور قیامت کے دن مسیح ان کے خلاف شہادت دینگے۔

آخری آیت میں جو غائب کی دو ضمیریں به اور قبل موته میں وارد ہیں۔ گذشتہ تمام مفسرین رحمہم اللہ اس میں تین قول رکھتے ہیں:-

(۱) اپنی موت اور مسیح پر ایمان۔
(۲) مسیح کی موت اور مسیح پر ایمان۔
(۳) اپنی موت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان۔

لیکن انصاف سے غور کیا جائے۔ تو ان تینوں معنوں سے تسکین نہیں ہوتی۔ قول اول کا ثبوت کسی آیت و حدیث سے نہیں ملتا۔ احادیث میں ملک الموت اور منکر و نکیر کے حالات مذکور ہیں۔ ان میں مسیح علیہ السلام کی نسبت سوال کرنے کا ذکر نہیں نہ قرآن کریم کے کسی مقام سے ایسا مستفاد ہوتا ہے۔ حالانکہ جو واقعات فہم انسانی سے بالاتر ہوں۔ ان کو تفسیر میں داخل کرنے کے لئے نص صریح کی ضرورت ہے۔ اور نیز اگر یہود و نصاریٰ حالت نزع میں مسیح علیہ السلام پر ایمان لے آتے ہوں تو ان کا ایمان یاس سے ان کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے نہ دوسروں کو اس سے عبرت۔ قول دوم۔ اسلئے تسکین نہیں۔ کہ آیت میں ذکر تمام اہل کتاب کا ہے لیکن مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے پر صرف وہی اہل کتاب ایمان لاسکیں گے جو اسوقت موجود ہونگے نہ کہ تمام گذشتہ قرنوں کے زمانہ کے تمام اہل کتاب۔ قول سوم یعنی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو ضمیر به کا مرجع قرار دینا خود مفسرین کی رائے میں بھی بعید ہے۔ اور آیات ماقبل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی نہیں۔

اس عاجز کے نزدیک [illegible] آیات مذکورہ میں اور [illegible] تاریخی واقعہ ہے کہ اگرچہ [illegible] یہ خیال تھا کہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا کر مار ڈالا گیا اور حواریان مسیح رنجیدہ ہوئے مگر [illegible] یہ واقعہ پیش آیا۔ اس لئے اس وقت یہود و نصاریٰ دونوں فریق کو مغلوب ہونے کے

ہیں بہت متردد کر دیا تھا۔ لیکن بعد میں ایک طرف
کا یہ خیال پختہ ہوتا گیا کہ مسیح مصلوب ہوئے۔ اور
لوب ہو وہ ملعون ہوتا ہے۔ کیونکہ تورات میں
جگہ صلیب کی موت کو ملعونوں کی موت کہا
۔ اسلئے انہوں نے یقین کر لیا کہ مسیح سچے نبی نہ
۔ ورنہ ملعونوں کی موت نہ مرتے۔ دوسری جانب
رے جو قرب زمانہ مسیح علیہ السلام گذرے ہیں
عقیدہ اسبارہ میں معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ دوسری
یں صدی مسیحی سے قریباً تمام نصاریٰ نے
لیا ہے کہ مسیح صلیب پر فوت ہوئے۔ اور
ے دن زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ اگرچہ
غیر معتبر فرقے کچھ عرصہ تک اس بارہ میں اختلاف
رہتے رہے۔ لیکن عیسائیوں کے نزدیک مسیح
صلیب پر فوت ہونے اور دوبارہ زندگی پانے
یدہ جزو ایمان اور مدار عیسائیت قرار پا گیا
۔ اور اس طرح یہ امر واقعہ ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ
اہل کتاب مسیح کے صلیب پر فوت ہونے کا
رکھتے ہیں۔ اور جب تک اس مذہب پر قائم
رکھتے رہینگے۔ آیات مذکورہ میں اہل کتاب کے
عقیدہ کا ذکر اور اسکی تغلیط ہے۔ پہلی آیت میں
واقعہ کا ذکر ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ان کو مسیح کے
وب ہونے کا محض دھوکا ہوا ہے۔ اور اگرچہ
ہتے ہیں کہ ہمنے مسیح کو قتل کیا۔ مگر درحقیقت اس
والوں کے دل خود اسبارہ میں متردد تھے اور
ت گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ اسکے بعد بوضاحت
م ہوتا ہے۔ کہ آئندہ آیت میں دوسرے امر
کا ذکر ہے۔ کہ تمام اہل کتاب اپنی موت سے
پہلے مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے پر یقین
چلے جائینگے۔ مگر قیامت کے دن ان کو اپنی غلطی
م ہوگی۔ جبکہ مسیح علیہ السلام انکے خلاف شہادت
۔ اور اپنے مصلوب ہونے سے انکار کرینگے۔
س تفسیر کی رو سے بہٖ کی ضمیر واقعہ مصلوبیت
کی جانب راجع ہوتی ہے۔ جیسے اعدلوا

ھو اقرب للتقوی میں ھو کی ضمیر عدل کی جانب رجوع کرتی ہے۔ اور اس تفسیر کے مطابق آیت میں دونوں واقعات تاریخی مذکور ہوئے ہیں یعنے واقعہ مشتبہ الثبوت ہونا اور پھر اس پر سب کا بالاتفاق یقین کر لینا اور یوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا میں علےٰ کا لفظ اسی تفسیر کا قرینہ ہے۔ کیونکہ یہ لفظ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اہل کتاب کسی غلط اعتقاد پر مستقل رہینگے جسکے خلاف مسیح شہادت دینگے۔ اور وہ مسیح کے مصلوب ہونے کا اعتقاد ہی ہو سکتا ہے۔ ۔ مسیح کے نبی ہونیکا کیونکہ نبی ہونے کے خلاف شہادت دینے کے کوئی معنی نہیں۔

اب استفسار یہ ہے کہ آیا یہ تفسیر مناسب اور پسندیدگی کے قابل ہے یا نہیں؟ اور آیا روایات ماثورہ موجود نہ ہونے کی صورت میں بہٖ کی ضمیر کو معنیٔ مصلوبیت کی جانب راجع سمجھنا صحیح ہوگا یا نہیں اور آیا ایسی تفسیر تفسیر بالرائے کے الزام کی سزاوار ہونی چاہیئے یا مقبول۔ جو صاحب جواب تحریر فرمائیں نہایت ادب سے گذارش ہے کہ اپنی دلائل بوضاحت و تفصیل بیان فرمائیں“۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

پیشگوئی ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح نے آج سے تیرہ سال پیشتر فرمائی۔ اسکی تفصیل کئی بار فاروق میں چھپ چکی ہے۔ اب سابق زار روس کے متعلق آخری خبر پہونچی ہے۔ وہ بھی ملاحظہ کر لیں۔ تا واضح ہو کہ یہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی۔

سابق زار اور اُن کے اہل و عیال کا قتل

ایمسٹرڈم ۵ دسمبر۔ برلن سے آیا ہوا ایک تازہ تار مظہر ہے کہ اخبارات خفیف زار سابق کے خاندان کے بالشویکوں کے ہاتھوں سے قتل کئے جانے کی تفصیلات شائع کر رہے ہیں۔ جو ایک حالقاہ واقع اکاٹرن برگ میں ۱۷ جولائی کو وقوع میں آیا۔ وہ ایک حجرہ سے باہر لائے گئے۔ اور ایک دیوار کے بالمقابل صف باندھ کر کھڑے کئے گئے۔ اور پہلے دریسول کو تا۔ مار دیا گیا۔ زار کی آخری التجا یہ تھی کہ ہمارا زاریہ کی آغوش میں دم توڑے یہ التجا منظور کر لی گئی۔ گرینڈ ڈچز تاتیانہ صرف زخمی ہوئی تھی۔ مگر اسکو صندوق کے کندے سے ۔۔۔ ڈالا گیا۔ نعشوں کو اکاٹرن برگ کی حوالی میں دفن کر دیا گیا۔

از تازہ افکار حضرت علی

جسکا مرا الصبا شب میں خواب دیکھا
دلبر کے روئے روشن کو بے نقاب دیکھا
مشتاق چشم عمی ہر صاحب نظر ہے
جس نے کہ عین شب میں آج آفتاب دیکھا

شان خدا نے جلوہ دکھایا الحمدللہ الحمدللہ
نور محمد۔ احمد میں آیا الحمدللہ الحمدللہ
دنیا میں جسکے سب منتظر تھے۔ تھا اہل عالم مشتاق جسکے
وہ آنے والا اب ہم میں آیا الحمدللہ الحمدللہ
قائم کیا پھر دیں خدائی۔ شان محمد ہمکو دکھائی
گرتے ہوؤں کو آکر اٹھایا الحمدللہ الحمدللہ
جلوے سے جسکے ملی ہے ۔۔۔۔ ہر مسیں عالی
وہ حق کا مرسل لے ساتھ لایا الحمدللہ الحمدللہ
پیغام باری ہم کو سنایا دل کو بسایا اپنا بنایا
نور قادیاں میں جلوہ دکھایا الحمدللہ الحمدللہ
ہے اسپہ مائل حق تمائل حاصل ہوا اسکو ۔۔۔ لائق
۔۔۔ نشان بھی زندہ ساتھ لایا الحمدللہ الحمدللہ
شان الہی۔ ظل محمد مہدی و عیسیٰ احمد احمد
اُسنے ہمیں بھی زندہ بنایا الحمدللہ الحمدللہ
قرآں نے دی ہے جسکی شہادت لائی حدیثیں جسکی بشارت
تھا جس کا وعدہ وہ ہمنے پایا الحمدللہ الحمدللہ
پیارے نبی کی سچی اطاعت یہ احمدیت، تیری نعمت
کہتا ہے علمی بار خدایا الحمدللہ الحمدللہ

اظہار حق

میں احمدی کیوں ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم السلام علیٰ عبدہ المسیح الموعود۔ ابتدائے تخلیق عالم سے خدا نے لایزال ولم یزل نے ہماری ہر ایک قسم کی زندگی کے لئے اسباب مہیا فرمائے اور یہ محض اسکی رحمت ہی کا ایک ظہور رہا ہے کہ ہمارے اعمال حسنہ اور نیک نیتوں کا نتیجہ ۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب ہم ان اسباب پر ایک سرسری سی نظر ڈالتے ہیں ۔ تو ناچار دل اور زبان سے اسکی حمد وثنا نکلتی ہے ۔ مشاہدہ اس پر شاہد ہے کہ ہماری طبعی زندگی اور قیام و بقا کے لئے اس نے کیا کچھ سامان اور انعام بخشے ۔ تاریخ اس پر گواہ ہے کہ اس نے ہماری روحانی زندگی کے لئے ہم پر کیا کیا احسانات کئے ۔ اس سبب ذوالمنن کے تمام کام چند نوامیس کے ما تحت ہیں ۔ جو اس نے اپنے وسیع علم سے مقرر کئے ہیں اسکے تحت میں ہوتے چلے آئے ہیں اور ہوتے رہیں گے ۔ اور اسے موضوعہ قوانین کے متعلق اس کا ارشاد ہے کہ لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً ۔

ملل ماضیہ کے حالات پڑھنے اور ان سے نتیجہ اخذ کرنے سے ہمیں ایک ناموس قدرت کا پتہ لگتا ہے کہ انسان جب نیک و بد کے ادراک اور سچ یا جھوٹ پر عمل کرنے میں خود مختار ہے ۔ تو انسانی جسم کا تعلق تو قدرت نے خود تمام ... اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ جب استقلال سے ایک دن پانی میں ملتا ہے ۔ تو ایک کو دوسرے کی ... قدرت کی مناسب حدود کے اندر تعمیر کیوں نہ قرار ... ایک عرب شاعر نے اسی خیال کو کیسے سادہ الفاظ میں ادا کیا ہے ۔

وما زالت الدنیا تری الناس ظاہراً
لعاتاھدا منھا یدل علے عجب

یہ قدرت یا سنت اللہ میں سے ایک یہ بھی اسکی سنت چلی آئی ہے کہ جب کبھی دنیا نفسانیت کی ظلمت اور بد افعالی اور بدکرداری کی عمیق گہرائیوں میں گر گئی ۔ اور لوگ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے مدعائے اصلی کو بھول گئے تو اس کی رحمانیت جوش میں آئی اور اس کو اپنے مرسلوں اور فرستادوں کے ذریعہ سے اس ظلمت اور ان گہرائیوں سے نکالکر صراط مستقیم پر چلایا ۔ چنانچہ آدم سے لیکر آج تک جس قدر رسل گذرے ہیں ۔ وہ محض اسی غرض سے دنیا میں مبعوث کئے گئے ۔ اور انہوں نے واعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت کا پیغام لوگوں تک پہنچایا ۔ سو مبارک ہیں وہ لوگ کہ جنہوں نے ان مرسلان خدا کو مانا اور پھر ان کا یہ کہنا مانا ۔ کیونکہ ان کا کہنا تو گویا خدا ہی کا کہنا ماننا ہے ۔ کیونکہ یہ لوگ تو خدا اور بندوں کے بیچ ایک پیغام پہنچانے والے ہوتے ہیں ۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا ہر حال شاکر ہونا چاہیئے ۔ خاص کر جب اس نے ہمیں اس رسول عربی فداہ امی وابی کی امت میں پیدا ہونے کا فخر بخشا اور ... اس مصلح اعظم کے وقت سارے عیوب دور فرمایا ۔ کہ جس کے متعلق تمام فرستادگان الٰہی خبر دیتے چلے آئے ۔ اور پھر ہمارے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ... کو اگر وہ اس کا عہد سعید پائیں تو اس مصلح اعظم کو ملکر ... مسیح علیہ السلام کے تحفے پہنچانے کا حکم دیا ۔

مقام او مسیں ... بزرگ ... رسولان ناز کرد
پس مبارک ہیں وہ لوگ کہ جنہوں نے اسکی عزت حق پہچان کی ۔ اور پھر یہ لوگ تمام احمدیوں سے بڑھکر اس نعمت حقیقی کے شکرگذار ہونے چاہئیں ۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی ہزار ہزار بار شکرگذار ہوں کہ اسنے میری گذشتہ دو تین سال کی کوششوں کو صرف بھی فرمایا ۔ بلکہ اس نور کو دیکھنے اور پہچاننے کی توفیق بخشی ۔ فالحمد للہ الرحمن الرحیم ۔

اس صدی کے مولوی اور علم القرآن

میں جب اسلامیہ کالجیٹ سکول پشاور میں مڈل ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوا ۔ تو قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنے کا اتفاق ایک نہایت قابل اور غیر متعصب مولوی صاحب جو کہ معلم دینیات تھے سے ہوا ۔ گو سننے والے اور بھی بہت تھے ۔ مگر یاد رکھنے والے بہت کم ہی طلباء تھے ۔ مگر مولانا صاحب موصوف کا لکچر ہمیشہ ایسا ہوا کرتا تھا ۔ کہ بہت سے شائقین کے دلوں کو کھینچ لیتا تھا ۔ اور طبیعتوں میں ایک خاص لطف پیدا کئے دیتا تھا ۔ رات کو ہمیں ایک مولوی صاحب (جو کہ ہمارے اور نیل کالج کے منتہی طالب علم تھے) نماز پڑھانے آتے اور بعد از تعلیم نماز کچھ مسائل بھی بیان فرماتے ۔ ایک رات مولوی صاحب مذکور نے کچھ زمینوں اور آسمانوں کی خلقت اور ہیئت پر از روئے قرآن کریم روشنی ڈالنی چاہی ۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلا آسمان جو کہ چاندی کا بنا ہوا ہے" اسقدر موٹا ہے ۔ کہ جتنا پانسو برس تک کا فاصلہ ۔ اور دوسرا آسمان جو سونے کا بنا ہوا ہے ۔ اتنا ہی ضخامت میں بڑا ہے جتنا کہ پہلا ۔ اور پھر ایسے پانچ اور آسمان مختلف دھاتوں کے بنے ہوئے بتائے ۔ اور فرمایا کہ وہ رات دن رہٹ کی طرح چکر میں رہتے ہیں ۔ مولوی صاحب کی اس تقریر پر از اسرار مخفی کو سنکر طبیعت میں کچھ اضطراب پیدا ہوا ۔ اور دل نے خواہش کی ۔ کہ قرآن کریم سے ایسی عجیب چیزوں کی حقیقت ضرور خود بخود معلوم کر لی چاہیئے ۔ دوسری رات ... مولوی صاحب نے زمین کے ساکن ہونے کے متعلق قرآن شریف سے دلائل دینے شروع کئے ۔ اور آجکل کے حکما پر ... طعن و تشنیع کی اور فرمایا کہ ان کا فلسفہ سراسر قرآن کے خلاف ہے ۔ ... تو قرآن میں فرمایا ہے ۔ کہ ہم نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا ۔ ... جاہلان عقل کے پوروں سے کوئی پوچھے کہ بچھونا ایسا بھی ہوتا ہے ۔ جو کہ حرکت کرے ۔ بچھونے کا لفظ ہی ایسا ہے کہ اس سے صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے ۔ کہ وہ متحرک نہیں ہو سکتا ۔ میں نے عرض کیا کہ مولانا صاحب کیا قرآن شریف کی دوسری آیت بھی آپ کے مدعا کو ثابت کرتی ہے ۔ وہ فرمانے لگے کہ کیا ایک بس نہیں ۔ میں نے عرض کیا بس تو ہے شک ہے ۔ مگر آپ کا مدعا ثابت کرنے کے لئے قطعی طور پر ہرگز بس نہیں ۔ مجھ مولوی صاحب کے ان عجیب وغریب حکیمانہ دلائل سے فائدہ ہوا ۔ کہ قرآن شریف کا مطالعہ کرنے لگا ۔ مگر صرف سادہ اور بے ربط ترجمے پر کچھ شکوک پیدا ہونے لگے ۔ اور جب کبھی جماعت میں ان کو رفع کرانے کی کوشش کی ۔ تو جناب مولانا حمید اللہ صاحب جو کہ دینیات کے نائب معلم تھے

تے کہ دیکھو ایسی بے ادبی مت کہو۔ تم تو قرآن پر اعتراض کرتے ہو۔ اب تو بڑی مصیبت بن گئی۔ جو ہم شکوک کو رفع کرنے کی کوشش کریں تو وہ بے ادبی ہو۔ اور اگر ایسے شکوک دل میں ہی رکھیں تو ڈر ہے کہ کسی خاص وقت کے بعد ہم کو بے خیر باد نہ کہنا پڑے۔ چنانچہ کچھ مدت تک تو تردد اور اضطراب میں رہا۔ مگر کچھ قسمت اچھی تھی مقدر میں اللہ تعالیٰ نے کچھ اور ہی لکھا ہوا تھا۔ جیساکہ کا وعدہ ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا الایۃ

مسئلہ حیات و ممات مسیحؑ

و مجھے وہ دن کبھی نہیں بھولیگا۔ جب کہ قرآن کریم کو غور سے پڑھنے کی خواہش از سر نو تازہ ہوئی۔ اور یہ اس طرح کہ ایک دن ہمارے مولانا صاحب مسئلہ حیات و ممات مسیح پر کچھ وضاحت سے فرمانے لگے۔ تین دن متواتر وہ اس مسئلہ اہم پر فرماتے رہے۔ اور آخر میں یہ نتیجہ نکالا کہ اگر حقیقت پوچھی جائے۔ تو قرآن کریم میں نہ تو حیات اور نہ ہی ممات کی کوئی صریح نص اور قطعی دلیل موجود ہے۔ سو نہ تو قائلین ممات مسیح کو حق ہے کہ وہ اپنے فریق کو بُرا بھلا کہیں اور نہ ہی قائلین حیات مسیح کا کوئی حق ہے کہ وہ مخالفین پر بُرا بھلا کہیں۔ اتنے میں ہمارے ایک دوست مرزا اسعداللہ خان احمدی بول اٹھے۔ کہ مولانا صاحب ہمارے پاس تو قرآن مجید کی بہت سی آیات ہیں جو ممات مسیح پر قطعی دال ہیں۔ مگر آپ تو کم از کم یہ مان گئے کہ آپکے پاس حیات مسیح پر قرآن شریف کی کوئی آیت نہیں۔ جو قطعی طور پر دلالت کرے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے دوست نے بات تو معقول کی تھی لیکن کی تو کسی ایک نے بھی نہ سنی۔ اور سب طلباء ان کی طرف نفرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ جس کی اور وجہ نہ تھی۔ بغیر اسکے کہ وہ چھوٹا منہ اور بڑی بات کے نزدیک مصداق تھے ✦

مسیحؑ کا فلسفیانہ ثبوت اور اسکا اثر۔

مولانا صاحب موصوف نے دوران لکچر میں فرمایا کہ بائبل نے تو انہیں کسی احمدی سے حیات و ممات مسیح پر گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ احمدی نے مولانا صاحب سے سوال کیا کہ اگر یہ فرض کر لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اس جسد عنصری کے ساتھ موجود ہیں تو وہ وہاں کھاتے کیا ہیں اور پیتے کیا ہیں۔ اور نماز پڑھتے وقت منہ کس طرف کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مولانا صاحب موصوف نے جیساکہ وہ خود فرماتے تھے۔ پہلے علوم جدیدہ کے مطابق آسمانوں کی حقیقت پر روشنی ڈالی۔ اور سبع سمٰوات سے سات ستارے جو کہ فضا میں الگ الگ دیکھے جاتے ہیں مراد لئے۔ اور فرمایا کہ جب وہ بھی ہماری زمین کی طرح کرے ہیں تو کچھ عجب نہیں کہ وہاں بھی آبادی ہو۔ اور خداوند کریم نے عیسیٰ علیہ السلام کو مشتری یا زحل یا کسی اور کرہ پر اٹھا لیا ہو۔ اور وہ اب تک وہاں زندہ موجود ہوں۔ مگر افسوس ان کو اتنا خیال نہ آیا کہ زندگی کے لئے ہوا کی ضرورت ہے۔ اور ان کروں میں ہوا زمین کی بہ نسبت نہیں۔ تو وہاں زندگی کیسے ممکن ہے۔ پھر مولوی صاحب نے فرمایا کہ جب خدا ہر چیز پر قادر ہے تو کیا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہاں تک نہیں لیجا سکتا۔ مگر مجھ پر تو حضرت مولوی صاحب کی اس مکمل دلیل کا کچھ اور ہی اثر پڑا۔ اور جس بات سے وہ خدا کی قدرت ہر ایک چیز پر ثابت کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ وہ بدقسمتی سے الٹے نتیجہ پر گویا پہنچ رہی تھی یعنی خداوند تعالیٰ زمین پر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے ہاتھ سے بچا نہ سکا۔ مگر اسے ان کے ڈر سے اس کو اوپر ہی اٹھا لیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے مرسلین میں سے پہلے یا بعد میں جنکو کہ اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے بچانا چاہا۔ تو ان کو زمین پر ہی محفوظ رکھا یا اوپر اٹھا لیا۔ یا یہ سلوک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص طور پر کیا گیا۔ کیا اسکے لئے کوئی دلیل ہے۔ پھر مولوی صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے اس احمدی کو یہ بھی کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نصف حصہ بدن تو ملک تھے اور نصف حصہ مادی انسان۔ سو جب تک ان پر انسانیت غالب رہی وہ زمین پر رہے۔ اور جب ملکیت غالب ہو گئی۔ تو وہ آسمانوں پر چڑھ گئے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو ایک مسلمان عالم کے منہ سے ہرگز نہیں نکلنے چاہئیں۔ خداوند تعالیٰ تو اسے بشر اور انسان بتائے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم اور جناب مولوی صاحب ان کو نصف انسان اور نصف ملک۔ کیا مثیل آدم ایسے ہوتے ہیں۔ غرضیکہ ان دلائل سے جو کہ مولانا صاحب نے حیات مسیح علیہ السلام پر دئے۔ اصل حقیقت تو معلوم ہو گئی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ واقعی مولانا صاحب کا یہ فرمانا سچا تھا کہ قرآن مجید میں قائلین حیات مسیح علیہ السلام کے پاس کوئی قطعی آیت نہیں۔ جو ان کے مطلب پر دلالت کرے

ایک منصف مزاج مولوی صاحب سے گفتگو

جب میں نئے نئے دلائل جماعت میں سُنکر جاتا۔ تو ان کو لے کر مدرسہ کے سپرنٹنڈنٹ جناب مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب ہیڈ ماسٹر کے آگے بیان کرتا۔ وہ اپنی عادت مستمرہ کے خاموش رہتے۔ اور بعض اوقات ہنس دیتے۔ ایک دن وہ فرمانے لگے۔ کہ میں تم کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ مذہب میں جو اختلاف کہ پیدا ہوا ہے اور خصوصاً ہندوستان میں۔ وہ محض عربی زبان سے ناواقفیت کا ہی نتیجہ ہے۔ اور نیز قرآن مجید کو بغور نہ پڑھنے کی یہ سزا ہے۔ مجھے فرمانے لگے کہ تم عربی سیکھو۔ اور قرآن کو تدبر سے پڑھو۔ اور وقتاً فوقتاً خدا سے دعا مانگا کرو۔ آہستہ آہستہ سب مشکلات دور ہو جاوینگے۔ میں مولانا صاحب موصوف کا بہت ہی شکرگذار ہوں کہ انہوں نے مجھے کلاس کے وقت کے علاوہ بھی عربی پڑھانے کا وعدہ فرمایا اور نہایت محنت اور جانفشانی سے اپنے وعدے کو پورا فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ✦

پھر انہوں نے بندہ کو تمام بھی خاص طور پر پڑھایا۔ کیونکہ فرماتے تھے۔ کہ یہ ذرا قرآن شریف کا مشکل حصہ ہے۔ اور مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے نہایت خوبی کے ساتھ پڑھایا۔ اور مجھے ہمیشہ قرآن کریم کو بغور مطالعہ کرنے کی تاکید فرماتے رہے۔ ایک دن میں نے مولوی صاحب سے جبکہ میرے دوست غلام قادر خاں کھتران بھی موجود تھے عرض کیا کہ جناب عالی میں نے قرآن میں بہت سی آیات شریف دیکھی ہیں کہ جن میں لفظ "توفی" کا استعمال کسی نہ کسی طرح ہوا ہے مگر وہاں تو معنی بغیر موت کے اور کچھ بیان نہیں ہوتے

مستودیات اور توضیحی ہیں۔

مولوی صاحب نے فرمایا میں سمجھ گیا۔ اور میری تسلی رکھو کہ یہاں بھی بعد موت کے اور کوئی معنے درست نہیں ہیں۔ پھر انہوں نے ان مقامات کو وضاحت سے بیان فرما دیا۔ اور جو سوال میرے دل میں کھٹک رہا تھا اس کی تسلی ہو گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

تاہم میرے دل کو اطمینان نہ ہوا۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے ابھی دنیا میں مسیح کیا ہے۔ وہ فرمانے لگے کہ ان کا کہنا ہے کہ امت نے اس بارہ میں غلطی کی۔ اور یہ عقیدہ تو پہلے بھی محقق علمائے امت میں چلا آتا ہے۔

میرا شوق تحقیق اور مسئلہ احمدیت

اب دل میں کچھ اور امنگیں پیدا ہو گئیں۔ خیال آیا کہ آخر دنیا میں دیانتداری بھی تو کوئی چیز ہے۔ جب ایک شخص کسی بات کے کھرا اور تحقیق میں درست ہونے کا مدعی ہے کہ اس کے باقی اصول بھی حق پر مبنی ہوں۔ ہر ایک شخص جھوٹ کو سچ جانتا ہے۔ بشرطیکہ وہ انسان ہو۔ اور یہی اس سے گریز ہی کرتا ہے۔ مگر کیا وجہ ہے کہ ایک شخص بجائے بہتری اور بھلائی کے لئے کچھ جہد کرتا ہو۔ اور اسکو یہی لئے کرنا چاہئے کیونکہ ہے کہ جو چیز وہ کہہ رہا ہے۔ وہ جھوٹ ہی ہو۔ انصاف تو یہی چاہتا ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے اسے ٹھنڈے دل سے پہلے سن لیا جائے۔ اور پھر قوانین قدرت کے ماتحت اپنی ضمیر کو حاکم کر کے اور کسی خاص مقرر کردہ معیار الٰہی سے اس کی بات کو تولا جائے۔ تو پھر جھوٹ اور سچ میں خود بخود تمیز ہو جائیگی۔

چنانچہ میں نے اسی اصول کے ماتحت حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی تحقیق شروع کی۔ اور سب سے پہلے جو کتابیں مجھے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ وہ ان مخالفین کی تھیں۔ جو کہ حضرت صاحب کے مخالفین کی تصانیف تھیں جو سلسلہ احمدیت میں مغالطہ دہی ہیں۔ میں نے کوئی پانچ کتابیں مختلف مصنفوں کی دیکھیں مگر ہر ایک کتاب کا کوئی صفحہ ایسا نہیں تھا کہ جس میں گالیاں اور اخلاق سے گری ہوئی باتیں ان کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کی طرف نہ منسوب کی گئی ہوں۔ تعجب ہے کہ مخالفین میں جو فریق اہل حق ہونے کا دعویٰ کر کے ایسے ایسے اخلاق کا اظہار کرنے میں آمادہ ہیں کیسے اہل حق ہیں۔ اہل حق کے اخلاق سے یہ اُمید ہرگز نہیں ہو سکتی کہ وہ وجادلھم بالتی ھی احسن کے اصول زرین کو چھوڑ دیں۔ اور تخلقوا باخلاق اللہ کی قدر کریں۔ کیا اہل حق سے یہی امید ہو سکتی ہے مجھے اس طرز خطاب سے نفرت ہوئی۔ ان میں ایک کتاب سیف چشتیائی جو کہ جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی تصنیف کہلاتی ہے اس میں کسی قدر معقولیت سے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر مجھے بڑا افسوس ہوا کہ انہوں نے "بل" کی تشریح کے لئے اسقدر کتابوں کی نقل کرنے میں کیوں زیادہ وقت ضائع فرمایا۔ اور منطقی دلائل پر آئے۔ تو سادہ لوح کو مغالطہ دینے کی کوشش فرمائی . . . . ان کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ اپنی طرف سے جو دلیل دیں۔ وہ آیت قرآنی کا مطلب ہی بگاڑ دے۔ [illegible] یعنی جان بوجھ کر دھوکا دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ اب دل میں خیال پیدا ہوا کہ اب مدعی اور اس کی جماعت کا بھی بیان سنیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کے اکثر مریدین پر مخالفین علما کے اعتراضات کو پیش کرتا۔ اور پھر ان کے جواب سنتا۔ رہی کہ انہی دنوں میں مجھے اپنے علاقہ کے قاضی عبدالخالق صاحب احمدی سے بھی ایسے امور میں گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ اور مزید تحقیق کے لئے کسی ایک اور احمدی سے بھی ملا۔ اور پھر جب اسلامیہ کالج پشاور میں داخل ہوا تو برادرم عبدالقیوم صاحب احمدی کی وساطت سے اخویم مکرم جناب قاضی محمد یوسف صاحب احمدی (سیکرٹری [illegible]) سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ میری دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے میرے ہر ایک اعتراض کا نہایت تسلی بخش جواب دیا۔ اور میرے تمام شکوک جو مدت سے دل میں کھٹکتے ہوئے تھے۔ دفع ہوئے۔ اور جاتے وقت وہ مجھے ایک کتاب ٹیچنگز آف اسلام دے گئے۔ اس چھوٹی سی کتاب کو پڑھ کر جو میں نے لطف اٹھایا وہ میں ہی جانتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود کی سچائی کے لئے تو میں یہی ایک کتاب ہی کافی ہے۔ مگر مزید علم کے لئے اور بھی خواہش ہوئی کہ کچھ اور کتابیں بھی پڑھ لی جائیں۔ اور وقتاً فوقتاً مجھے کتابیں دیا کرتے رہے۔ اور میں پڑھتا رہا۔ مخالفین کی کتابیں تو پڑھی ہی ہوئی تھیں۔ مگر خود مسیح موعود کی تصانیف پڑھنے سے حقیقت کھل گئی۔ اب علانیہ بیعت میں داخل ہونے کے لئے صرف تو کوئی چیز مانع نہیں تھی مگر میری اپنی اخلاقی کمزوری۔

اظہار حق اور اسکے نتائج

اب میرے دل میں آیا کہ حضرت صاحب کے دلائل کا جواب علماء مخالفین سے دریافت کروں تاکہ مزید تسکین اور تحقیق کا باعث ہو۔ پس جبکہ مجھے گرمی کی رخصتوں میں گھر جانے کا اتفاق ہوا۔ تو اول اپنے والد بزرگوار سے جو کہ ہزارہ میں مشہور عالم ہیں۔ ڈرتے ڈرتے کچھ باتیں دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی۔ چونکہ وہ میرے والد ماجد تھے۔ اور میرے لئے مقام ادب۔ اسلئے مجھے ان سے نہایت آزادی کے ساتھ گفتگو کا موقع نہیں ملا۔ اور ان کے غصہ کے سامنے میرا خون خشک ہو جاتا۔ پھر اسکے علاوہ اگر کوئی اور مولوی صاحب مل جاتے۔ تو ان سے بھی ان مسائل پر تحقیق کرتا۔ چنانچہ کئی دفعہ مجھے جناب خان صاحب محمد خان [illegible] سے جو کہ پکے اہل حدیث اور فہیم آدمی ہیں گفتگو کا موقع ملا مگر ان کا تو یہ خیال پایا کہ حضرت حیات عقائد خود پاتے خواہ کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہوتی ان کے سننے سے بہتر [illegible] مگر بس ضرور سنتے تھے۔ اور اسی طرح جناب قاری حافظ میر عبد [illegible] خان سے بھی اکثر اوقات اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ مگر جب دلائل لانے سے عاجز رہ جاتے۔ تو یہ کہکر جان چھڑا لیتے کہ سلف صالحین کا اس بات پر اجماع نہیں [illegible] اور [illegible] کر جاتے۔ پس لانسلم کا کوئی علاج نہ تھا۔ مگر میری گفتگو کا خان صاحب پر اتنا اثر ضرور ہوا۔ کہ وہ کچھ تشدد کا اظہار فرمانے لگے اور اس فکر میں لگ گئے کہ کسی قابل مولوی صاحب کو بلوا کر اس سے گفتگو کرائی جائے۔ چنانچہ انہوں نے جناب مولوی عبدالحمید صاحب ساکن [illegible] کو دعوت دی۔ اور وہ تشریف لائے۔ مولوی صاحب موصوف اہل حدیث ہیں۔ اور ایک سمجھدار اور فہیم عالم گنے جاتے ہیں۔ مجھے مولوی صاحب سے گفتگو کے واسطے خان صاحب نے دعوت دی۔ اور کہا کہ اب ہمارے سامنے مولوی صاحب سے گفتگو کرو ۔

حیات و ممات پر مباحثہ

مولانا صاحب نے گفتگو شروع کرنے سے پہلے بڑی لمبی چوڑی تقریر فرمائی۔ اور سامعین سے درخواست کی۔ کہ وہ دعا کریں کہ مولوی صاحب بھی صحیح صحیح جواب دے سکیں۔ حیات مسیح پر گفتگو اسی طرح ہونی جس طرح کہ احمدی عیسائیوں سے کرتے ہیں، میں نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ چونکہ بحث حیات و ممات مسیح علیہ السلام پر ہے۔ اس لئے ہمیں بحث اسی طریق مسنونہ سے کرنی چاہیئے۔ کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کی تردید میں کی تھی۔ اگر ہم وہی اصول مدنظر رکھینگے تو مسئلہ بالکل صاف ہو جائے گا۔ مولوی صاحب کو اس واقعہ کی طرف توجہ مبذول فرمانے کے لیے درخواست کی گئی۔ جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور وفد نجران کے درمیان میں آیا تھا۔ یعنے جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے ثبوت میں دلائل لانے سے عاجز رہ گئے۔ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چند اصول حضرت مسیح کی الوہیت کی تردید میں پیش کئے تھے۔ ان کے مقابل بعض خصوصیات متعلقہ بذات مسیح کو لے کر انہوں نے کہنے لگے اچھا اگر عیسیٰ خدا کا بیٹا نہیں تو بتاؤ کس کا بیٹا ہے۔ اسکے جواب میں یہ آیۃ مجید نازل ہوئی۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم ۔ الآیۃ پھر نجران والوں نے کہا کہ کیا عیسیٰ کلمۃ اللہ نہ تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ کلمۃ اللہ تھے۔ انہوں نے کہا۔ بس ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو متشابہات کی پیروی ہے۔ اور اسپر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت مجید نازل فرمائی۔ فاما الذین فی قلوبھم زیغ ۔ الخ۔ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب آپ خیال فرمائیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے استدلال کرکے چند اصول نجرانیوں کے سامنے پیش کئے جن سے صاف یہی نکلتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ محض بشر رسول تھے اور خدا نہ تھے۔ اسکے مقابل نجران والوں نے ان اصولوں کی تردید نہ کی۔ مگر چند خصوصیات (متشابہات) کی آڑ میں پناہ لینے کو غنیمت سمجھا۔ اور اصول کے بالمقابل جو خصوصیات پیش کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تتبع متشابہات فرمایا ہے۔ تو ہمیں اصول و قوانین کے تحت میں متشابہات اور خصوصیات کو رکھنا چاہیئے۔ اسقدر کہنے کے بعد میں نے ان کے سامنے ایک اصول فیہا تحیون وفیہا تموتون و منہا تخرجون پیش کیا۔ اور مولوی صاحب سے عرض کیا کہ ایک اصول ہے۔ اسکے مقابل آپ اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے کوئی اصول پیش فرمائیں۔ اگر کوئی خصوصیت پیش فرمائینگے۔ تو وہ تتبع متشابہات میں داخل ہوگی مولوی صاحب خدا کی قدرت دم بخود رہ گئے۔ اور آخر کار جو اصول اسکے مقابل وہ لائے۔ وہ یہ تھا۔ کہ وھو حی فی السماء۔ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب یہ اصول بطور وحی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر تو نہ اترا تھا یہ آپ کہاں سے لائے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ صحیح حدیث ہے۔ اور ہمارا اسکے ساتھ ایمان ہے حالانکہ ان ہی کے تسلیم کردہ صحاح حدیث میں ایسی کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔ ان مولوی صاحب تو بغیر اسکے اور کچھ نہ فرماتے غصہ کرتے اور آنکھیں نکالتے۔ مگر کچھ بن نہ آتی۔ حالانکہ وہ اگر کچھ کہنا چاہتے تو بہت کچھ کہہ سکتے تھے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سامعین کی دعا مولوی صاحب کے حق میں قبول نہیں ہوئی تھی۔ اسی لئے خدا نے ایسا سکوت عطا فرمایا گویا فبھت الذی کفر کا نظارہ تھا۔

آخر کافر کا خطاب مل گیا۔

پھر تیسرے روز میں کالج چلا آیا اور عوام کالانعام میں طرح طرح کی باتیں میرے متعلق مشہور ہوگئیں۔ اور جب اس واقعہ کی خبر قبلہ ام والد بزرگوار کی خدمت میں پہونچی تو بہت ناراض ہوئے اور مجھ کو وہی خطاب ملا جو اہل حق کو ملا کرتا ہے یعنی کافر قرار دیا گیا۔

خدا تعالےٰ نے مسلمان بنایا

جب مجھے کافر بنایا گیا تو ہونے کا شوق پیدا ہ میں اضطراب بھی پیدا گھبراہٹ نے گھیرا۔ اسی حالت میں میں نے بڑھ کر نہایت عاجزی سے درگاہ الٰہی درخواس کی کہ اے رب ذوالمنن تیرے فضل و احسانات ہیں۔ اور غیر محدود ہیں۔ گو میں اپنے آپ کو ا گناہوں کی وجہ سے مستحق تو نہیں سمجھتا مگر ضرور ہوں کہ مجھے حق کی راہ دکھائی جائے ہم عاجز انسان اس خدائے وہاب کا شکریہ سے قاصر ہیں۔ میں جب اسی حالت میں سو مجھے ایک شخص نظر آیا کہ میرے سامنے ہاتھ قرآن لئے کھڑا ہے اس نے ورق گردانی کی۔ جب ختم کرنے کے قریب آیا۔ تو مجھ بہت موٹے الفاظ میں کہیں "احمد" اور کہیں "غلام احمد" لکھا ہوا دکھائی دی۔ پس میں جو اور کھول کر دیکھا تو کچھ نہ تھا۔ فالحمد للہ دلائل کی رو سے وفات مسیح ناصری علیہ السلام حضرت مسیح موعود کی سچائی کا یقین تو مجھے ہو گیا مگر اس رویائے صادقہ نے اس کی تصدیق بھی کردی۔ پھر میں نے زیادہ تامل نہ کیا۔ اور حضرت کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود کی بیعت کرلی۔ اور آج سے میں گذشتہ گناہوں سے صدق دل سے توبہ کرتا ہوں۔ اور سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کا فرمانبردار بنوں گا۔ حتی الوسع دین پر مقدم کرنے کی سعی کروں گا۔ اور حضرت محمد رسول علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور آپ کے اسوہ سنت پر عامل بننے کی کوشش کروں گا۔

ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاہدین ۔

خاکسار قاضی مظہر الحق احمدی ۔ از اسلامیہ کالج

باہتمام شیخ عبد الحق صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں بااہتمام قاسم علی سے چھپ کر فاروق منزل سے شائع کیا ۔